

پنجاب صوبائی اسمبلی

مباحثات

۱۷ جون ۱۹۷۲ء

(۳ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

جلد ۲ - شماره ۱

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی



مذہبجات

ہفتہ - ۱۷ جون ۱۹۷۲ء

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ

۶ چیرمینوں کا پینل

۶ اراکین اسمبلی کی رخصت

مسئلہ استحقاق :-

تحریر التوا کار پیش کرنے کے لئے ۲۰ سے ۳۰ تک ممبران

۷ کی تعداد میں اضافہ سے متعلق

پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ ایجنڈے اور

۱۳ پروگرام پیش کرنے سے متعلق

۳۲ پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پیش کیا گیا ...

پنجاب صوبائی اسمبلی

پہلی پنجاب صوبائی اسمبلی کا اجلاس دوم

ہفتہ ۱۷ جون ۱۹۷۲ء

(شنبہ ۳ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

- اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیئرمین لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔
- مسٹر سپیکر **رہیق احمد شیخ** کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
- تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَاَنْتُمْ لَا تَكُوْمُوْنَ مِثْلَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَّا تُسْتَفْهَمُ
 الْبَاسُءُ وَالضَّرَّاءُ وَرُوْدُكُمْ اَحْتٰی يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اَسْتَوٰمَعُوْا مَلٰٓئِکَتِمْ لَصْرًا لِّلّٰهِ
 اِلَّا اَنْ لَّصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ۗ اِیْسَلُوْا نَفْسَکُمْ مَا دَ اٰیْتَفَقُوْنَ ۗ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَیْرٍ فَلِلّٰهِ
 وَالْاٰخِرُ بَیْنَ کَیْ وَاٰلِیْمِیْ وَاَلْمَسٰکِیْنِ وَاٰلِیْنَ السَّبِیْلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
 بِہٖ عَلِیْمٌ ۗ کَتَبَ عَلَیْکُمْ الْقِتَالَ وَهُوَ کَرِیْمٌ لَّکُمُورٌ ۗ وَعَسٰی اَنْ تَنْکَسُوْا عَلٰی اٰیٰتِہٖ اِنْ لَّمْ یُنذِرْکُمْ
 وَتَعَسٰی اَنْ یَّخْبِرَکُمْ اَشْیَآءًا وَّہُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ط وَاَللّٰهُ یَعْلَمُ ۗ وَاسْتَمْلَا لَتَعْمُوْنَ ۗ

پ ۲ - س ۲ - ع ۱۰ - آیات ۲۱۳ تا ۲۱۶

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یوں ہی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی طرح مشکلات تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صوبائیوں میں ہلا کر دیئے گئے یہاں تک کہ پیغمبر اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکڑائے کہ کب خدا کی مدد آئے گی خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد عنقریب آیا ہی چاہتی ہے۔ لے پیغمبر لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کس طرح کا مال خرچ کریں۔ کہہ دو جو چاہو خرچ کرو لیکن جو مال خرچ کرنا چاہو تو وہ (درجہ بدرجہ) مال باپ کو اور قریبی رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں اور مسافروں کو سب کو دو اور جو بھی صلائی تم کو اللہ اس کو جانتا ہے۔ مسلمانو! تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عین ممکن ہے کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک چیز تم کو بھی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور یہ سب کچھ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

پنجاب صوبائی اسمبلی

عیاں پھورشہد اہور - (ملتان ۱۳) ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۲۹ میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ اجلاس کا پہلا گھنٹہ سوالات کے لئے مخصوص ہوگا لیکن آج کے اجلاس میں اس آئٹم کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ بجٹ اجلاس کے جس روز بجٹ پیش ہو اس روز بھی سوالات کے لئے وقت دیا جاتا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ آج بجٹ پیش نہیں ہو رہا بلکہ ضمنی بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اس لئے سوالات کے لئے وقت دیا جانا ضروری تھا۔ آج باقاعدہ میزالیہ پیش نہیں ہو رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ آج وقفہ سوالات کو ختم کرنا اس ایوان کے ساتھ زیادتی ہے۔

مسٹر سپیکر - قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۱۶ میں بڑے واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ:-

"The procedure for dealing with supplementary estimate of expenditure and excess demands shall, as far as possible, be the same as prescribed for the Budget except that if on a demand for supplementary grant, funds to meet the proposed expenditure on a new service are available by reappropriation, a demand for the grant, of a token sum may be submitted to the vote of the Assembly and if the Assembly assents to the demand, funds may be made available".

اس میں پروسچر یہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اگر یہ ہو سکتا تھا تو ہوائنٹ آف پریولج ہو سکتا تھا مگر میرے دوست نے اس چیز کو ہوائنٹ آف پریولج کے طور پر پیش نہیں کیا۔

خان اہور عبداللہ خان روکڑی - (میانوالی ۲) جناب والا - میں بھی کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ ہاؤس کی جتنی کارروائی ہو وہ اردو میں ہونی چاہئے کیونکہ کئی لوگوں کو انگریزی نہیں آتی نہ ہی یہ ہماری زبان ہے۔ اور نہ ہم اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ میں پھر عرض کرونگا کہ آئندہ جو بھی کارروائی ہو وہ اردو میں ہونی چاہئے۔

مسٹر سپیکر - ہوائنٹ آف آرڈر - جو میرے دوست نے پیش کیا تھا وہ out of order قرار دیا گیا ہے۔ اب اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - ہوائنٹ آف پرولیج جناب والا - میری گزارش یہ ہے کہ اس اسمبلی کی تاریخ میں ایک چیز آپ بتا دیں کہ جس سے اس ایوان کے رٹار کر مجروح کیا گیا ہو مجھے توقع ہے کہ ایسی چیز کوئی نہیں ہو گی یہ اسمبلی مکمل طور پر جمہوریت کی بنیاد پر معرض وجود میں آئی ہے۔ آپ کسی ڈکٹیٹر کے زمانہ کی ہی بات بتا دیں کہ جب ضمنی بجٹ پیش ہو رہا ہو اور ہمارے حقوق کی حق تلفی کی گئی ہو۔ یہاں سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں۔ تمام پروسیجر آپ دیکھ لیں آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ حقوق کی پائمانی نہیں ہونی چاہئے۔ میں جو چیز پیش کر رہا ہوں وہ ہاؤس کے لئے مفید ہے اگر آپ نے ہماری آواز کو دبا دیا تو میں سمجھتا ہوں یہ درست نہ ہو گا۔ پھر اس صورت میں ہم کیا کریں گے۔ میں اس لئے آپ کے نوٹس میں یہ چیز لا رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ آپ formal طور پر اس کو تعزیک استحقاق کی صورت میں پیش کریں اور میرے پاس بھیج دیں میں اس کو تعزیک استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دوں گا۔

ہاجی محمد سوف اللہ خان - وہ آپ کے پاس آئی ہوئی ہے ہم اسے لکھ کر دیکھتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - بس آجائیکی جو کچھ نہیں ہے۔

ہمای خورشید اہور - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - جب حکومت یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ صوبہ کی سرکاری زبان اردو ہو گی اور ہمارے اسمبلی کے قواعد و ضوابط میں بھی یہ واضح طور پر درج ہے۔ تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ اس کا اردو میں ترجمہ کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ ہوائنٹ آف آرڈر کسی واضح مقصد کیلئے اٹھایا جاتا ہے۔

راجا پھول سنگھ خان - جناب والا میں ہوائنٹ آف آرڈر کا مطلب سمجھا دیں۔

ملک غلام نبوی - جناب والا میں اس چیز کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بات صاف کر دی جائے کہ کیا ہاؤس کی کارروائی کو درہم برہم کرنے کا نام ہی ہوائنٹ آف آرڈر ہے۔ سوالات کوئی ایسی بات نہیں بعد میں بھی پوچھے جا سکتے ہیں۔ مجھے بتادیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ ادھر ادھر کی بات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کی روایات کے خلاف ہے۔ آپ اطمینان سے بیٹھیں۔ اگر آپ بہت کچھ کہیں گے تو ہم بھی آپ سے بہت کچھ کہیں گے۔

مسٹر سپیکر - اس طرح اگر آپ مجھے direct کرنا چاہیں تو میں یہاں اس مقصد کے لئے نہیں بیٹھا ہوا ہوں۔

وزیر قاعدوں - (ملک مختار احمد اعوان) - جناب والا۔ اس معزز ایوان کے وقار کا تقاضا یہ ہے کہ جب آپ رولنگ دے دیتے ہیں اس نکتے بعد مزید بحث نہیں ہونی چاہئے میرے دوستوں نے آپ کی رولنگ ہو جانے کے بعد اس پر بحث کی ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔

خان امیر عبداللہ خان، روکڑی - جناب سپیکر معزز وزیر صاحب کو مغالطہ ہوا ہے۔ ہم نے آپ کی رولنگ کو چیلنج نہیں کیا ہے۔ بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس نکتہ پر آپ ہوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے بلکہ آپ ہوائنٹ آف پروویج پیش کر سکتے ہیں۔ اس پر میں بولا ہوں۔ اس لئے ان کو مغالطہ لگا ہے۔ میرے خیال میں ان کو آئندہ اس کے متعلق سوچ لینا چاہیے۔

مسٹر سپیکر - اس میں مغالطہ کی اجازت ہوتی ہے۔

چودھری امان اللہ لک - ہوائنٹ آف پروویج۔

مسٹر سپیکر - کیا آپ نے اس کا کوئی formal نوٹس دیا ہے۔ جو نکتہ آپ اس وقت Raise کر رہے ہیں

چوہدری امان اللہ لک - میں جناب ایجنڈا کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں

مسٹر سپیکر - بات یہ ہے - کہ میرے پاس تحریک ہائے استعاق اس وقت باقاعدہ تحریری طور پر آئی ہوئی ہیں - وہ ایوان کے ساتھ زیادتی ہو گی اگر وہی باتیں کچھ دوست فوری طور پر کہنے کی کوشش کریں - جو تحریک ہائے استعاق پہلے آگئی ہیں - میں ان پر ضابطہ کے مطابق کارروائی کر اپنے دیجئے - اور بعد میں آنے والی تحریک استعاق کو پہلے پیش کی ہوئی تحریک استعاق پر سبقت نہیں ہے -

(قلم کاروں)

اب آپ مجھے طریقہ نہ بتائیں کیونکہ یہ ٹھیک ہے کہ میں جتنا جانتا ہوں اس کے مطابق بتا سکتا ہوں نہ میں قانون کو جانتا ہوں - نہ آئین کو جانتا ہوں نہ میں قواعد کو جانتا ہوں - لیکن پھر بھی کم از کم جتنا مجھے علم ہے - اس کا مجھے استعمال کر لینے دیجئے آپ نے مجھے موقع نہیں دیا کہ جتنا تھوڑا بہت علم میرے سینے میں ہے اس کا استعمال کر سکوں -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - میں ایجنڈا کے متعلق عرض کر رہا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس کو شمعیت فرما لیجئے اور اس پر رولنگ فرما دیتے تو بات ختم ہو جاتی -

مسٹر سپیکر - بات یہ ہے کہ میں اجازت نہیں دوں گا - میرے پاس پہلے پروویج موشنز آئی ہوئی ہیں - ان پر میں کسی اور کام کو سبقت نہیں لینے دوں گا - میں ایوان میں وہ پہلے پیش کروں گا اس کے بعد کسی ممبر نے اگر کوئی پروویج موشن یا کوئی ہوائنٹ آف آرڈر یا کوئی اور بات پیش کرنی ہو وہ اس کے بعد ہو گی - اس سے پہلے میں اس کی اجازت نہیں دوں گا -

مسٹر محمد سرور - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن بنجوں سے یہ عرض کروں گا - کہ خدا کے لئے و وقت کو ضائع نہ کریں -

رادنا پھول مگھد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میں اپیل کرونگا۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - اپیل کی ضرورت نہیں ہے - میں یہاں اس کام کے لئے موجود ہوں۔

مسٹر مگھد پھول - میں آپوزیشن سے دوبارہ یہ عرض کرونگا کہ آپ خدا کے لئے وقت کو ضائع نہ کریں۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

رادنا پھول مگھد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا جب ایک معزز ممبر آپ سے اجازت لے کر کسی قانون کا حوالہ دے تو دوسرے ارکان کو اسے ممبر کے ساتھ سنا چاہیے۔ آپ کی اجازت لیکر کسی کو بات کرنی چاہیے۔

مسٹر سپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ میرا الہیں یہ کہنا please resume your seat کافی سمجھا جانا چاہیے کہ میں نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔

مسٹر شامیش الوری - جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ ہوائنٹ آف آرڈر کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں ڈالا جاسکتا۔

مسٹر سپیکر - اس کے متعلق میں یہ کہہ چکا ہوں کہ یہ پروویج موشن پڑھی جائیگی اور یہ Dispose of ہو گی اس پروویج موشن میں اگر کوئی ہوائنٹ آف آرڈر Raise ہو گا تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے علاوہ میں کوئی اور ہوائنٹ یا کوئی اور چیز پیش کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اگر آپ اس کو مناسب نہیں سمجھتے تو ممبر کیجئے۔ اگر آپ ممبر نہیں کر سکتے تو آپ کے پاس اور بہت سے ذرائع ہیں وہ آپ استعمال کر سکتے ہیں۔ میں ایسی باتوں کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چیمبرمنوں کا پینل

سپیکر ڈری اسمبلی - محترم اراکین - محترم سپیکر صاحب نے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۴ کے تحت مندرجہ ذیل اراکین کو موجودہ سیشن کے لئے صدر نشین منتخب کیا ہے :-

- ۱- شیخ محمد انور صاحب -
- ۲- رانا اقبال احمد صاحب -
- ۳- سید تابش الوری صاحب -
- ۴- محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر -

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں مشتاق حسین ڈوگر

سپیکر ڈری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں مشتاق حسین ڈوگر، ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی :-

”اسمبلی کا بجٹ سیشن آج مورخہ ۷-۶-۷۲ء کو شروع ہو رہا ہے۔ میں بیمار ہوں اور سیشن میں شامل ہونے سے قاصر ہوں۔ سروسز ہسپتال میں داخل ہوں۔ سرٹیفکیٹ لف ہذا ہے۔ لہذا برائے اطلاع ارسال خدمت ہے۔“

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
تحریک منظور کی گئی

مسٹر عبدالحمید خاں فقیر

سپیکر ڈری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحمید خاں فقیر، ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی -

”جناب والا - ارادہ تھا کہ سیشن میں حاضری دوں گا یا حصہ لوں گا۔ دل کے عارضہ کی وجہ سے معذور ہوں بجٹ سیشن کی تیاری تھی اسی لیے آیا تھا۔ مگر یہاں کنگان ٹرسٹ ہسپتال، ڈیورلڈ روڈ لاہور میں داخل ہوں اور

اراکین اسمبلی کی رخصت

ڈاکٹر روف یوسف صاحب میرا علاج کر رہے ہیں انہوں
نے منع فرمایا ہے لہذا ہونے بجٹ -یشن کی جہتی
چاہتا ہوں ۔۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر - مسٹر احسان الحق پرچہ نے ایک تحریک استحقاق
پیش کی ہے - آپ اسے بڑھیں -

RE-RAISING THE NUMBER OF MEMBERS FOR MOVING AN
ADJOURNMENT MOTION FROM 20 TO 30

MR. IHSAN-UL-HAQ PIRRACHA: Sir, I would request
for leave of the House to raise a question involving
breach of privilege, in that the Government have raised the
number of members for moving an adjournment motion from
20 to 30 in Rule 67 (2) and (3) of the Rules of Procedure.
So, this act of the Government is, Sir, to snatch away the
right of the opposition to move an adjournment motion.

آج جبکہ ہیلز ہارٹی ۔۔۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر - آپ نے تحریک استحقاق بڑھ لی ہے - آپ
تشریف رکھیں -

I have yet to decide whether it is in order or not.

Article No. 132 (1) of the Interim Constitution of the Islamic
Republic of Pakistan says:-

- (1) A "Provincial Assembly may make rules for
regulating, subject to the provisions of this Con-
stitution, its procedure and conduct of its
business.
- (2) Until Rules are made under this Article, the
procedure and conduct of business in the Assembly
shall be regulated by rules made by the Governor
of the Province".

گورنر صاحب نے عبوری آئین کے آرٹیکل ۱۳۲ کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کیا ہے۔ وہ اسمبلی اس کو question نہیں کر سکتی۔ اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو باقاعدہ اس کے لیے ریزولیشن آپ لا سکتے ہیں اور اپنے رولز آپ خود بنا سکتے ہیں۔ آپ کی جو موٹن ہے۔ اسے rule cut کہا جاتا ہے۔

مسٹر احسان الحق پیراچہ - جناب والد گزارش ہے کہ...

مسٹر سپیکر - اس طرح کام نہیں چلے گا۔

مسٹر احسان الحق پیراچہ - گورنر صاحب اسکو Change کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مسٹر سپیکر - و کر سکتے ہیں۔

Anybody who can make a law or a rule, can undo it, change it or amend it. Law is very clear over that. No interpretation is required.....

مسٹر احسان الحق پیراچہ - جناب - یہ تو ایوزیشن کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس ایوان سے باہر جا کر آپ ان لوگوں کو گالیاں بھی دے سکتے ہیں۔ سب کچھ کر سکتے ہیں اب آپ تشریف رکھیں۔ یہ بہت زیادتی ہے کہ میں کہتا ہوں بات ختم ہو گئی ہے مگر آپ اس بات کو جاری رکھتے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس طرح کام نہیں چلے گا۔

رضا پھول مکھن خان - ہوائنڈ آف آرڈر۔ جناب کا یہ فرمانا کہ آپ گالیاں دے سکتے ہیں یہ روانگ ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس ہاؤس کو مطلع کر دیں کہ یہ الفاظ اتفاقی تھے آپ کی موجودگی میں گالیاں نہیں دی جا سکتیں۔

خان امیر عبدالغنی خان روکھری - جناب والا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا ہر لفظ حکم کے تحت ریکارڈ ہوتا ہے۔

مسٹر سپہوگر - گالیوں کے جو بھی Consequences ہوں وہ میرے خود برداشت کرتا ہے۔

راشا پھول مہمند خان - اس لئے ہمیں واک آؤٹ کرنا چاہیے کیونکہ ہم تمہیں چالیس آدمی ایک سو چالیس آدمیوں کا سامنا نہیں کر سکتے۔

مسٹر سپہوگر - آپ تشریف رکھیے۔ بات یہ ہے کہ باہر کوئی مابعدی نہیں ہے۔ آپ وہاں جا کر جو کچھ بھی چاہیں کہیں اس کے بعد قانون اپنا تحفظ آپ کرے گا۔ اگر آپ گلی دہنگے تو اگر وہ قانون کی زد میں آتا ہے تو قانون اس کا خود محاسبہ کرے گا۔ لیکن یہاں میں اسکی اجازت نہیں دے سکتا یہاں ایک ہرولج موشن پیش ہوتی ہے اس پر میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔ اس کے بعد اس پر اگر کوئی ممبر تقریر کرنا چاہے گا تو اس کی میں اجازت نہیں دوں گا۔

راشا پھول مہمند خان - ٹھیک ہے جناب۔

مسٹر سپہوگر - اس کا طریقہ آپ کے پاس ہے۔ اس ایوان کے باہر آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

راشا پھول مہمند خان - جناب والا اس ایوان کی عزت و آبرو چاہے وہ اس ہاؤس کے اندر ہو یا باہر آپ اسکے محافظ ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا کہ آپ گالیاں بھی ایوان سے باہر دے سکتے ہیں یہ ایک رولنگ بن جاتی ہے۔ یہاں قاعدہ اور قانون کا تعلق ہے جس قاعدہ کے مطابق ہم کام کرینگے اس قاعدے میں یہ بات درج ہو جاتی ہے جس کی جناب اجازت دے دیں۔ جناب کا یہ فرمانا کہ گالیاں بھی دی جا سکتی ہیں یہ ایک رولنگ بن جاتی ہے۔

مسٹر سپہوگر - یہاں گالیاں نہیں دی جا سکتی ہیں۔

راشا پھول مہمند خان - میں کہتا ہوں یہ رولنگ ہے۔

مسٹر سپہوگر - آپ نے سنا نہیں یہاں کا میں نے ذکر نہیں

کیا ہے۔

راشا پھول مہمند خان - جناب والا آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ

بہت سے مواقع آئیں گے جہاں آپ انہیں گالیاں دے سکتے ہیں۔

مسٹر سدھو پیکر - یہ میں نے نہیں کہا آپ نے سنا نہیں - پھر سننے
کم از کم تکرار نہ کریں -

راجا پھول محمد خان - اگر سپیکر صاحب گالیاں دینے کے لئے
کہتے ہیں تو وہ چیز قواعد و ضوابط کا ایک حصہ بن جاتی ہے -

مسٹر سدھو پیکر - میں نے اس چیز کی اجازت کب دی ہے -

راجا پھول محمد خان - یہ قانون کی ایک شق بن جاتی ہے -

مسٹر سدھو پیکر - راجا صاحب آپ تشریف رکھیں اسکو اس طرح
استعمال کرنے کی کوشش نہ کریں -

میاں خورشید انور - جناب والا گزارش ہے کہ ابھی جو تحریک
پیش ہوئی ہے وہ رولز کے متعلق تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان
باہر بحث کرنا خود ایوان کی توہین ہوگی -

مسٹر سدھو پیکر - آپ تشریف رکھیں - میرے خیال میں کسی لمبی
چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے - یہاں یہی تو ایک جمہوریت کا طریقہ ہے
کہ آپ کوئی قانون بنوانے کے لئے - کرنٹی رولز بنوانے کے لئے ایوان کے اندر
اور ایوان کے باہر دونوں مقام استعمال کر سکتے ہیں -

راجا پھول محمد خان - کیا بجٹ پر ہم باہر بحث کر سکتے
ہیں ؟

مسٹر سدھو پیکر - ہوتی ہے - اخبارات میں بحث ہوتی ہے لوگ
بحث کرتے ہیں اپنی رائے دیتے ہیں - مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے کہ
صرف ایوان میں ہی بحث ہوتی ہے - لوگ اپنی رائے دیتے ہیں کہ یہ
بجٹ کیسے بنایا گیا یہ کام خراب کیا - آپ نے اس حکومت کا بیسہ اس
طرح ضائع کیا - اس حکومت نے بیسہ کا بہت اچھا استعمال کیا - اس
حکومت نے بہت اچھا پروگرام بنایا - قوم کی خدمت کی اس ملک میں اور تمام
جمہوری ممالک میں صبح و شام بجٹ ہی تو زیر بحث رہتا ہے -

اب تقریباً ایک ہی جیسے الفاظ میں - تین تحریکات استحقاق میرے
سامنے ہوں - پہلی سید تابش الوری صاحب - دوسری علامہ رحمت اللہ ارشد
صاحب لیڈر آف دی اپوزیشن اور تیسری میاں خورشید انور صاحب کی ہے -

سید تابش الوری یا علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کریں۔

وزیر اعلیٰ - ہوائینٹ آف آرڈر - اگر ایک ہی مضمون کی ایک جیسے الفاظ میں یہ تحریکات استحقاق آچکی ہوں تو جو سب سے پہلے اسکو پیش کریگا

اس تحریک کنندہ کو بولنے کی اجازت ہوگی۔ باقی ممبران کو بولنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی تحریک تمام ممبران اہوزیشن کی طرف سے دے دی جائے اور سب کو بولنے کی اجازت ہو یہ طریقہ درست نہیں ہے اسلئے ایک معزز ممبر کو بولنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ تابش الوری صاحب اسکو پیش کریں گے یا علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب۔

رانا پھول محمد خان - میں عرض کروں گا کہ قائد ایوان کو میرا یہ خیال ہے کہ پہلے ہی بڑھا دیا گیا ہے ورنہ بغیر بڑھنے کے انکو کیسے علم ہو گیا ہے کہ ان تینوں صاحبان کی تحریکات استحقاق ایک جیسی ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ میں نے رانا صاحب سے پہلے ہی کہا تھا کہ جو میں کہوں وہ ذرا توجہ سے سن لیا کریں اور اس وقت تک وہ بات نہ کیا کریں۔ میں نے بڑا واضح طور پر کہا ہے کہ تقریباً ایک ہی مضمون کی تین مختلف ممبران نے تحریکات استحقاق پیش کی ہیں۔ مختلف کا مطلب یہ ہے کہ تین علیحدہ کاغذوں پر تحریکات استحقاق پیش کی ہیں اس وقت غالباً آپ نے میرا فقرہ نہیں سنا۔

خان امیر محمد اللہ خان روکڑی - جناب والا آپ کو یہ حق پہونچا ہے کہ اس ہاؤس میں بڑھنے کے بعد آپ اعلان کر سکتے تھے کہ یہ تینوں تحریکیں نامنظور ہو گئیں ہوں۔

مسٹر سپیکر - میں نے کہا ہے۔

خان امیر محمد اللہ خان روکڑی - آپ کہہ سکتے تھے کہ آپ کو اختیار ہے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ اسکو نامنظور کر سکتے تھے لیکن یہ

قائد ایوان کو اختیار نہیں ہے میں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو آپ کے اختیارات ہیں وہ آپ تک محدود ہونے چاہیں۔

(قطع کامیاب)

وزیر اعلیٰ -- جناب سپیکر آپ کی بات بھی نہ منی گئی اور سبھی بھی نہ منی گئی۔ میں نے جو کچھ عرض کیا تھا اس پر غور نہیں کیا گیا (تہقیر)۔

رضا پھول جھنڈا خان -- جیسا کہ حضور والا نے فرمایا کہ تقریباً تینوں تحریکیں ایک ہی جیسی ہیں اس لئے اگر ان کے الفاظ میں کچھ فرق ہے تو تقریباً کی وجہ سے ان کو ایک ہی تحریک میں ضم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر -- ناموں کا صرف فرق ہے۔

رضا پھول جھنڈا خان -- اگر ان کے مضمون میں کچھ فرق ہے تو وہ تین شمار ہوں گی اور اگر مضمون ہمینہ ایک ہے پھر ایک شمار ہوگی اگر انکے الفاظ میں کچھ فرق ہے تو وہ تینوں ایک شمار نہیں ہو سکتیں سبھی گزارش ہے انصاف آپ فرمائیں۔

مسٹر سپیکر -- آپ تشریف رکھیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد -- جناب سپیکر قائد ایوان نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تین یا چار تحریکیں ایک ہی نوعیت کی ہوں تو ان میں سے ایک تحریک پیش کی جائے باقی کو پیش نہ کیا جائے۔ کیا وہ کسی رول کا حوالہ دے سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر -- اس بحث میں بڑھنے کی بجائے کہ ایوان اس پر اپنا وقت صرف کرے کہ میں ان سے کہوں کہ وہ کسی رول کا حوالہ دیں لہیک نہیں ہے۔ میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ آپ تینوں میں سے پہلے کون بولنا چاہے گا۔ ترتیب کارروائی کے مطابق جناب ٹاؤن الوری صاحب شروع کریں۔

پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ
ایجنڈے اور پروگرام پیش کرنے سے متعلق

پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ ایجنڈے اور پروگرام پیش کرنے سے متعلق

سید قابض الوری - صاحب سیکر میں تحریک استحقاق پیش
کرتا ہوں۔ کہ پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ ایجنڈے
اور پروگرام سے دستور کی دلائل اسمبلی کے قواعد و ضوابط اور پارلیمانی
روایات کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے اور اراکین اسمبلی کا استحقاق بری
طرح مجروح ہوا ہے اور کماحقہ اظہار خیال اور صوبائی اور علاقائی
نمائندگی سے محروم ہو گئے ہیں۔

جناب سیکر میں آپکی توجہ.....

مسٹر سپیکر - آپ نے تحریک استحقاق پڑھ لی ہے اب آپ تشریف
رکھیں۔

سید قابض الوری - جناب والا اس سلسلے میں کچھ گزارشیں
کرنی چاہتا ہوں.....

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

سید قابض الوری - جناب سیکر میں نے تقریر کر لی ہے۔

مسٹر سپیکر - جب یہ Admit ہو جائیگی۔ تب میں اس کو
In order declare کروں گا پھر اس پر تقریر ہوگی آپ تشریف رکھیں۔

علامہ رحمت اللہ وارثی - جناب سیکر تحریک التوا اور تحریک استحقاق
کے متعلق رولز میں یہ حق دیا گیا ہے کہ مختصر سا بیان پیش کیا جا
سکتا ہے آپ تحریک استحقاق کا Chapter دیکھیں۔ اس میں واضح طور پر
لکھا ہوا ہے کہ تحریک استحقاق پیش کرنے والا اسکے ماتہ ہی ساتھ
ایک مختصر سا بیان دے سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ سے تو پھر حال میں کم پڑھا ہوا ہوں آپ
وہ ذرا رول بھی بتا دیں میں بھی آپکو ذرا دیکھ لوں۔ میرا خیال ہے یہ
تحریک التوا کے متعلق ہے۔

سید قاضی الوری - میں آپکی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۷۲ کی طرف مبذول کراتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ :-

رہنما کے سوالوں کو نجانے کس بعد اور فہرستہ کارروائی شروع کرنے سے پہلے رکن جس نے نوٹس دیا ہو کو پکارے گا اور اس کے بعد رکن اپنی جگہ پر کھڑا ہو گا اور ایک مختصر سا بیان دے گا، -

مسٹر سپیکر چلیے یہ بات مان لی - بات ہوئی تو کیوں نہ مانیں گے -

سرہار صاحبزادہ احمد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب فاضل ممبر نے Short Statement اسمبلی میں دی ہے اسلئے قواعد کے مطابق دوبارہ Statement دینے کی اجازت نہیں انہوں نے جب اپنا نقطہ استحقاق پیش کیا تھا اس وقت Short Statement دی تھی -

سید قاضی الوری - جناب سپیکر آپکے رولنگ کے بعد میرے خیال میں - - - - -

مسٹر سپیکر - آپکو بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے - دو ہنٹ میں فرمائیے -

سید قاضی الوری - جناب سپیکر اس معزز قانون ساز ادارے میں دوسرے قتل کا امکان ہے -

مسٹر سپیکر - میں نے کل بھی کہا تھا کہ آپ اردو ایسی بولیں جو کم از کم میں سمجھ سکوں -

سید قاضی الوری - میری مراد Double murder سے ہے اس سلسلے میں منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے - کردار متعین ہو گئے ہیں اور اب ڈرامہ شروع ہونے والا ہے آپ ہی اس ایوان کے حقوق کے محافظ ہیں اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں اگر آپ نے مداخلت نہ کی تو عوام کے بنیادی حقوق بڑی طرح سے متاثر ہوں گے - میری مراد اس دوسرے قتل سے یہ ہے کہ ایک رولنگ کا قتل اور دوسرے ہجٹ کی کارروائی کا قتل -

مسٹر سپیکر - یہ جو الفاظ آپ نے بولے ہیں کہ رولنگ کا قتل یہ تو آپ لازمی طور پر واپس لیں آپ کو پتہ ہے کہ پہلے میں نے رولنگ

جناب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ
ایجنڈے اور پروگرام پیش کرنے سے متعلق

دیا تھا کہ رولز میں ترمیم ہوئی ہے اس پر آپ comment توہیں کر
سکتے۔

سید قابض الموری۔ جناب والا ہمیں معلوم نہیں کہ ”رولز“
میں کیا ترمیم ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ترمیم شدہ رولز ایوان کی میز پر موجود ہیں۔

سید قابض الموری۔ جناب عالی رولز کے مطابق تو ارکان اسمبلی
کا یہ استحقاق ہے کہ میزانیہ کے مطالعہ کے لئے معقول وقت دیا جائے لیکن
ترمیم قواعد کے سلسلے میں ہاؤس کو ہر گز اعتماد میں نہیں لیا گیا۔

ایک ممبر۔ جناب عالی انہوں نے ایوان کی کارروائی کو ڈرامہ
سے منسوب کیا ہے جو کہ ارکان ایوان کی توہین کے مترادف ہے۔

(قطع کلامیاں)

سید قابض الموری۔ جناب عالی میں انہی رولز کے تحت
اپنی تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں اور اس سلسلے میں رول نمبر
۱۰۹ کی طرف جناب والا کی توجہ مبذول کراؤنگا جس میں کہا گیا ہے
کہ۔

”سپیکر قاعدہ ۱۰۸ میں مہولہ میزانیہ کے مختلف مراحل کے
لئے آٹھ گھنٹے احکام کے مطابق ایام مخصوص کرے گا،

”مگر شرط یہ ہے کہ میزانیہ کے پیش کئے جانے والے دن اور
میزانیہ پر عام بحث کے لئے سپیکر کی طرف سے مقرر کردہ پہلے دن کے
درمیان کم از کم دو دن کا وقفہ ہو گا۔

مزید شرط یہ ہے کہ سپیکر میزانیہ پر عام بحث کے لئے کم از
کم چار دن مختص کرے گا،

مسٹر سپیکر۔ اسی لئے تو ہم نے دو دن کا وقفہ آپ کو
دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ ہوائنٹ آف آرڈر جناب والا
کیا یہ short statement ہے۔ میرے خیال میں تو اسے short statement
نہیں کہا جا سکتا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا آپ کی وساطت سے وزیر قانون و پارلیمانی امور کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ پچھلے اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ ملاحظہ فرمائیں۔

سید قابیض الوری۔ جناب والا میں نے ابھی بات ختم نہیں کی

ہے

Mr. Speaker : member to continue please

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا میں یہ گزارش گزار رہا تھا کہ اگر وزیر قانون پچھلے اسمبلی کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا ۱۰ ۱۰ منٹ بلکہ بعض دفعہ آدھے آدھے گھنٹے تک short statement پر بحث ہوتی چل گئی۔

چودھری لال خان۔ کیا یہ میلز پارٹی کی وردی ہے جو کہ وزیر قانون پہنے ہوئے ہیں یا وزیر صاحب کا ڈریس ہے

مسٹر سپیکر۔ official dress ہے۔ سرکاری لباس ہے جو کہ وزیر کے لئے مقرر ہے ممبر صاحبان کو ان امور کا علم ہونا چاہیے تھا۔

چودھری لال خان اگر وہ آفیشنل ڈریس ہے تو سب وزرا کیوں نہیں پہنتے؟

خان امیر حمید اللہ خان روکڑی۔ صرف ایک وزیر نے یہ وردی پہنی ہوئی ہے باقی سب وزیر صاحبان اس کے بغیر ہیں۔

سید قابیض الوری۔ کیا اکیلے وزیر قانون نے اس قانون کی پابندی محض اس لئے کی ہے کہ وہ وزیر قانون ہیں (فقہہ) بہر حال قواعد واضح ہیں کہ ارکان اسمبلی کو بجٹ کے لئے پورے ۲ دن مطالعہ کے لئے ایسے مانے چاہوں جو کہ عام کارروائی سے خالی ہوں۔

ملک غلام دہی۔ جناب والا رولز میں یہ چیز واضح ہے کہ کوئی تحریک استعناق بجٹ کے دوران پیش نہیں کی جا سکتی (اس مرحلہ پر سید قابیض الوری صاحب بولنے کیلئے کھڑے ہوئے)۔

مسٹر سپیکر۔ آپکے دو منٹ ختم ہو گئے آپ۔ تشریف رکھیں۔

سید قابیض الوری۔ جناب والا معزز ارکان اسمبلی میرے ہوائڈ اور میری تحریک استعناق سے متاثر ہو رہے ہیں۔

Mr. Speaker : Please resume your seat.

سپیکر صاحب: میری تحریک استحقاق جائز اور معقول ہے۔

ممبران سپیکر—تشریف رکھیں۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۱۰۰ (۱) میں صاف درج ہے کہ۔

”مالی میزانیہ اسمبلی میں اسے دن یا دنوں کو اور اسے وقت پر
پیش کیا جائے گا جو گورنر مقرر کرے“

قاعدہ ۱۰۰ (۳) کے تحت کوئی دیگر تحریک اس سلسلے میں
پیش نہیں کی جائے گی۔ نیز رول نمبر ۱۰۹ سپیکر کو اختیار دیتا ہے کہ
وہ میزانیہ کے مختلف مراحل کو اپنے ایام مخصوص کرے۔ لہذا رولز کی کوئی خلاف
ورزی نہیں کی گئی آپوزیشن کے ممبروں کو بھی چاہیے وہ بھی رولز کی پابندی کریں۔

وزیر قانون—quit right sit رول نمبر ۱۰۹ سپیکر کو اختیار
دیتا ہے کہ وہ بجٹ کے مراحل کے لئے ایام مخصوص کرے اور بجٹ پیش
کرنے کے بعد دو دن کا وقفہ بحث کرنے سے پہلے جیسا کہ سپلیمنٹری
بجٹ کے لئے بھی اور سالانہ بجٹ کے لئے بھی دو دو دن کا وقفہ دیا گیا
ہے نیز بجٹ پر بحث کرنے کے لئے ۳ دن مقرر کئے گئے ہیں۔

رانا پھول محمد خان—کیا وزیر قانون تحریک استحقاق پر بحث

کر رہے ہیں۔

سپیکر—انہوں نے محض رول کا حوالہ دیا ہے مگر آپ بحث
کر رہے ہیں اگر مناظرہ کرنا ہے تو باہر جا کر کریں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی—جناب والا میں وہ رول
بڑھ کر سنایا جائے۔

رانا پھول محمد خان—رول کے مطابق عمل نہیں کیا جا رہا
اسی لئے گورنمنٹ کی طرف سے رول بڑھ کر نہیں سنایا جا رہا۔

ایک غلام دہی—کیا آپ نے اجنڈا نہیں دیکھا

رانا پھول محمد خان—خدا ہے کہ گورنر نے اسے
صاحب نے آئین کے مطابق بحث کے ایام مقرر نہیں کئے اس سلسلے میں

۱۹۷۲ جون ۱۷ء

رول نمبر ۱۰۰ کی violation ہوئی ہے اور رول نمبر ۱۰۹ کی بھی violation کی گئی ہے بلکہ خود رولز میں جو ترمیم کی گئی ہے وہ بھی صحیح نہیں کی گئی۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا اگر ارکان حزب اختلاف اپنے ایک ساتھی کی تسلی نہیں کر سکتے تو ہمیں اجازت دی جائے کہ ہمارے ساتھی ان کی تسلی کرا دیں رول نمبر ۱۰۹ میں صاف طور پر سپیکر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بجٹ کے مختلف مراحل کے لئے ایام مخصوص کرے اور پھر سپلیمنٹری بجٹ نیز سالانہ بجٹ دونوں کے پیش کرنے کے دن کے بعد بجٹ کے دن تک دو دن کا وقفہ ہے لہذا بجٹ کا سارا شیڈول نوادہ کے عین مطابق ہے اور اس میں رولز کی خلاف ورزی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

سید صاحب۔ جناب والا جس رول نمبر ۱۰۹ کا حوالہ دیا جا رہا ہے اس کی عبارت پڑھ کر نہیں سنائی گئی۔

وزیر قاضیوں و پارلیمانی امور۔ رول ۱۰۹ میں یہ ہے کہ —
”سپیکر قاضیوں میں بحوالہ میزانیہ کے مختلف مراحل کے لئے آئین کے احکام کے مطابق ایام مخصوص کرے گا مگر شرط یہ ہے کہ میزانیہ کے پیش کئے جانے والے دن اور میزانیہ پر عام بجٹ کے لئے سپیکر کی طرف سے مقرر کردہ پہلے دن کے درمیان کم از کم دو دن کا وقفہ ہو گا مزید شرط یہ ہے کہ سپیکر میزانیہ پر عام بجٹ کے لئے کم از کم چار دن مختص کرے گا۔“

محترم سپیکر۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں فاضل ممبر نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ دو دن کا وقفہ نہیں ہے تو کیا آپ dates پڑھ کر بتا سکتے ہیں کہ دو دن کا وقفہ ہے یا نہیں (وقفہ) آج ۱۸ جون کو سپلیمنٹری بجٹ پیش ہو رہا ہے اس پر بجٹ بس تاریخ کو ہو گی اور سالانہ میزانیہ آپ ۱۸ جون کو پیش کر رہے ہیں اور اس پر بجٹ ۲۱ جون کو ہو رہی ہے تو بجٹ پیش کرنے اور اس پر بجٹ کرنے کے درمیان دو دن کا وقفہ clear ہے۔

وزیر قاضیوں و پارلیمانی امور۔ جی ہاں۔ جناب والا پھر پہلے شیڈول Schedule میں اور موجودہ شیڈول میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن میرے دوست نے موجودہ حالات و واقعات کی بات کی ہے اور بنیادی حقوق کی بات کی ہے اور میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ عوام کے وسیع تر مفاد میں ترمیم کی گئی ہے اور جو Rules کے عین مطابق ہیں۔

جناب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ
ایجنڈے اور پروگرام پیش کرنے سے متعلق

شیخ عزیز احمد—جناب سپیکر میں آپ کی توجہ رول نمبر ۱۰۷
کی طرف دلانا ہوں جس میں لکھا ہے کہ:—

“The only proceedings on the day on which the Budget is
presented shall be the speech of the Finance Minister.”

تحریک استحقاق پر جو تمام کارروائی ہو رہی ہے کیا یہ رواج
کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

“The only proceedings” سے مراد صرف وزیر خزانہ کی تقریر ہے۔

مسٹر سپیکر—شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور نے ایک بات نہیں بتائی جو بڑی واضح
ہے کہ ہفتے میں ایک دن غیر سرکاری کارروائی کے لئے ہوتا ہے یہ جو
Re-schedule ہوا ہے اس میں غیر سرکاری کارروائی کے لئے جو دو دن پہلے
تھے وہ اب نہیں ہیں اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور—حضور والا ۲۸ تاریخ کے
بعد پھر دوبارہ Government business اور Private business کے لئے
اجلاس بلا جا سکتا ہے۔

علامہ رھمت اللہ ارشد—حضور والا میرے فاضل دوست نے یہ
جو فرمایا ہے یہ کیا طریقہ ہے کہ جو ان کا معاملہ ہو وہ نقد اور جو
ہمارا معاملہ ہو وہ ادھار۔

مسٹر سپیکر—Rules ہی ایسے ہیں کیا کریں۔

حاجی محمد سمیع اللہ خان—جناب والا میں یہ گزارش کروں
کا کہ جو مقصد ان Privilege motions کا تھا اس کی ایک دفعہ خلاف
ورزی نہیں کی گئی بلکہ کئی دفعہ کی گئی ہے بجٹ کو انہوں نے دو دن
نہیں دیئے elapse کا جو مطلب ہے ٹھیک ہے آج ضمنی بجٹ پیش ہو
رہا ہے اس کے بعد دن ہوتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دو دن کا
elapse کرنے کا مقصد کیا ہے۔ محض یہی مقصد ہے کہ ممبران کو بجٹ
پر غور کرنے کا موقع مل سکے کیونکہ بجٹ ایک اہم دستاویز ہے جس پر
صوبہ کی معیشت اور صوبہ کی اکانومی کا دار و مدار ہوتا ہے۔

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں۔ ابھی تو اس کی Admissibility زیر غور ہے اگر آپ اس کا قانونی پہلو بتانا چاہتے ہیں تو بتا دیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان—جناب والا پھر دو بارہ خلاف ورزی کی گئی ہے جس طرح ممبران کے لئے غیر سرکاری دن ہیں جس کے متعلق آپ نے Point out کیا ہے ایک اور خلاف ورزی Point out کروں گا۔ جو کہ قواعد انضباط کے قاعدہ ۱۷ (۱) میں لکھا ہے کہ “Unless the Speaker otherwise directs (a) the Assembly shall meet, which in session, on Mondays, Tuesdays, Wednesdays, Thursdays, and Fridays.”

مسٹر سپیکر—یہ تو بالکل کوئی متعلقہ بات نہیں ہے آخر وہ سپیکر نے کیا ہے جو کچھ بھی کہا ہے۔ وہ اعتراض کر رہے ہیں اور اس کی support میں وہ دفعہ پڑھ رہے ہیں کیا speech اس طرح ہوئی چاہئے تھی۔

The Speaker has otherwise decided.....there can be no privilege motion on this matter.

حاجی محمد سیف اللہ خان—کیا آپ کو اختیار ہے کہ چھٹی کے دن بھی میٹنگ (all) کریں یہاں پر صاف لکھا ہوا ہے “provide that if any of those days happens to be a holiday under the Negctiable Instruments Act, 1881 or has been declared as a holiday by the Government, there shall be no meeting on that day”.

آپ نے چھٹی کے دن میٹنگ رکھی ہوئی ہے حالانکہ روزِ تعطیلی واضح ہیں that there shall be no mee'ing on a holiday یہ Mandatory rule ہے کہ چھٹی کے دن میٹنگ نہیں ہو سکتی آپ سٹیج کو رکھ سکتے ہیں اتوار کو نہیں۔ جو ایک مسلمہ چھٹی ہے مگر آپ نے میٹنگ رکھی ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر—مگر رول ۱۰۰ آپ نے نہیں پڑھا۔

پیگم آباد احمد خان—جناب سپیکر مجھے بولنے کی اجازت دیجئے۔ میں حزب مخالف کے حضرات کو بتانا چاہتی ہوں۔ کہ پاکستان کے پچیس سال غارت کر چکے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ نئی حکومت کتنی تیزی سے کام کر رہی ہے۔ تو اس میں اگر درمیانی وقفے کو کم کر لیا یا چھٹی کو غائب کر لیا ہو انہیں اعتراض کہوں ہے؟ کیا یہ پاکستان کو بالکل ہی قبر میں اتار دینا چاہتے ہیں؟ جناب والا میں ایک اور درخواست بھی کروں گی

میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اگر ایک ادھر سے بولے گا تو ایک
ادھر سے بھی بولے گا اتنی بڑی تعداد کو آپ نے بولنے سے محروم کر دیا
ہے انہیں بولنے کی اجازت نہیں۔ ہم بالکل برداشت نہیں کر سکتے۔
پاکستان شارت ہو چکا ہے۔

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحمید کاروانی) سے محترمہ کی
تائید کرتا ہوں کہ ان کو بولنے کی اجازت دی جائے۔

(قطع کلاموں)

وزیر خوراک - جناب سپیکر تابش الوری صاحب نے ایک لفظ
استعمال کیا ہے جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا
ہے کہ لازمی طور پر دو دن کا وقفہ رکھا جائے اور وقت دیا جائے۔
بجٹ ضمنی ہو یا مالانہ ہو تو میں یہ قاعدہ ۱۱۶ پڑھتا ہوں۔

”اخراجات کے ضمنی تخمینہ جات اور زائد مطالبات زر کے سلسلہ
میں کارروائی کا ضابطہ کار جہاں تک ہو سکے وہی ہوگا۔ جیسا کہ
میزانیہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے ماسوائے اس صورت کے کہ اگر مطالبات
برائے ضمنی اخراجات کی صورت میں نئی ادائیگی کے سلسلہ میں اخراجات
کی کفالت کیلئے مالی تصرفات کی از سر نو تقسیم کے ذریعے سرمایہ دستیاب
ہو جائے تو ایک علامتی رقم کی منظوری کیلئے مطالبہ اسمبلی میں
رائے شماری کیلئے پیش کیا جائیگا۔ اور اگر اسمبلی اس مطالبے کو منظور
کر دے تو رقم مہیا کی جا سکے گی“

کارروائی کا ضابطہ جہاں تک ہو سکتا ہے وہ ہوگا جیسا کہ
میزانیہ میں لازمی نہیں ہے۔ اس میں ایوان کی سہولت کیلئے ردوبدل
ہو سکتا ہے۔

سپیکر تابش الوری - فاضل وزیر نے جس دفعہ کا حوالہ دیا ہے۔
وہ دفعہ آپ کے خلاف جاتی ہے۔ اس دفعہ کے تحت بجٹ کیلئے بھی وہی...

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

سپیکر بلقیس حسین صاحبہ اللہ - جناب والا - میں یہ عرض
کرنا چاہتی ہوں کہ تابش صاحب بار بار بولنے کی کوشش نہ
کریں۔

مسٹر سپہوکر - یکم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ اگر ہر ممبر بار بار بولے گا تو اس سے بات نہیں ہٹے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - حضور والا رول نمبر ۲۰ میں کہا گیا ہے.....

سید تابش الوری - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - ایک وزیر صاحب نے جو قانون کا حوالہ دیا ہے جب تک آپ اس پر رولنگ نہ دے دیں اس وقت تک دوسرے وزیروں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی اور قانون کا حوالہ دیں جس قانون کا حوالہ دیا گیا ہے۔ پہلے آپ کو اس پر رولنگ دینی چاہئے کہ آیا درست ہے یا نہیں۔

مسٹر سپہوکر - مجھے ہر وقت رولنگ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

سید تابش الوری - آپ کو اختیار ہے۔ آپ کی رولنگ ہمارے لئے احرف آخر ہے۔

مسٹر سپہوکر - مجھے اپنے فرائض کا پتہ ہے آپ تشریف رکھیں اگر آپ مجھے منفقہ طور پر بھی منتخب نہ کرتے ہیں کسی کی جانب داری میں رولنگ نہ دیتا۔ میں تو ضابطے کے مطابق رولنگ دیتا ہوں۔ اپنے یا ہرائے کا کوئی امتیاز نہیں۔

سید تابش الوری - جناب سپہوکر - ہم نے آپ سے بہتر کسی اور کو نہیں سچھا۔

مسٹر سپہوکر - میں اس کے لئے مشکور ہوں میرے نزدیک اپنے اور ہرائے کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۲۰ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

کارروائی کی انجام دہی کے لئے وقت کا تعین

”جمعرات کو غیر سرکاری ارکان کے کام کے ماسوا کوئی دوسرا کام انجام نہیں دیا جائے گا اور دیگر اہام میں قائد ایوان یا اسکی عدم موجودگی میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کی رضامندی کے بغیر سرکاری کام کے ماسوا کوئی دوسرا کام سرانجام نہیں دیا جائے گا۔“

مگر شرط یہ ہے کہ اگر جمعرات کو تعطیل ہو تو اگلے ہوم
کار ہر غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کو تقدم حاصل ہوگا۔ اس کے تحت یہ
بات بڑی واضح ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری سے اگلے روز بھی کام
کیا جا سکتا ہے۔“

مسٹر احسان الحق پراچہ - مسٹر صاحب نے کہا فرمایا
ہے؟ اس سے کوئی چیز واضح نہیں ہوتی کس لئے بیٹھے ہیں۔ اس سے
کیا ثابت ہوتا ہے۔ ہماری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی کہ وزیر
قانون صاحب نے کیا فرمایا ہے۔

وزیر اعلیٰ (ملک معراج خاں) - جناب سپیکر - قاعدہ نمبر ۲۰
بالکل واضح ہے جس کو ایک وزیر نے پڑھ کر ستایا ہے۔ اگر مزید شرط یہ
ہے کہ اگر کوئی جمعرات کا دن گورنر کی طرف سے فاضل میزانیہ پیش
کرنے کی غرض سے مقرر کر دیا گیا ہو یا سپیکر نے قاعدہ نمبر ۲۸ میں
محولہ میزانیہ کے کسی مرحلہ کیلئے الاٹ کر دیا ہو تو جمعرات کے دن
کی بجائے سپیکر غیر سرکاری کارروائی کیلئے کوئی دیگر دن مقرر کر دے
گا۔ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جسے پہلے بیان کیا
جا چکا ہے کہ ضمنی بجٹ کے بعد دو دن کا وقفہ ہے۔ سالانہ بجٹ کے
بعد دو دن کا وقفہ ہے۔ اور بجٹ ہر عام بجٹ کیلئے چار دن مقرر کر دئے
گئے ہیں یعنی ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ عام بجٹ کیلئے مقرر کئے گئے
ہیں۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷ کو تحریک تخفیف پر بحث ہوئی۔ اور ۲۸ فنانس
بل کی منظوری کے لئے وقف ہے۔ ۲۹ کو ہم سیشن ختم نہیں کر رہے۔
بلکہ اس کے بعد پھر دوبارہ سیشن ہو گا۔ اور قاعدہ نمبر ۲۰ کے تحت
جس میں جمعرات کا دن آ جاتا ہے۔ اس کیلئے علیحدہ مسودات قانون جو
پرائیویٹ ممبروں کی طرف سے پیش کئے جائیں گے یا قرار دادیں زیر بحث
لائی جائیں گی۔ اس کیلئے دن آپ خود مقرر کر سکتے ہیں۔ ۲۸ کے بعد
ہم دوبارہ اکٹھے ہونگے۔ اس میں فطمی طور پر کسی قسم کا کوئی حق
نہیں مارا گیا۔ بلکہ یہ گذشتہ روایات کے عین مطابق ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے
فائدہ ایوان کو متوجہ کراتا ہوں کہ وہ اس کا جواب بھی دیں۔ جہاں
آپ ہی کے رولز میں لکھا ہوا ہے کہ جب چھٹی کا دن ہو گا تو اس دن
اجلاس نہیں ہو گا۔

منسٹر سٹیپنگر - اس سے میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان کی اس Statement کے بعد کہ غیر سرکاری دن ہونگے بجٹ پر بحث دو گئی - اور اس دن غیر سرکاری کام نہیں ہو سکتا لیکن یہ اسمبلی کا اجلاس ۲۸ تاریخ کو ختم نہیں ہو گا - بلکہ اس کے بعد بھی یہ جاری رہے گا - غیر سرکاری کام جو ان دنوں میں آتا ہے - تھوڑے دنوں کے بعد وہ باقاعدہ کیا جائے گا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک اسحقانی INFRUCTUOUS ہو گئی ہے -

سید قابیض الوری - جناب سپیکر - میں نے رولز کا حوالہ دیا تھا - اس سلسلے میں سب سے پہلے جو بات تھی وہ LAPS OF TWO DAYS کی تھی -

(قطع کامیاں)

منسٹر سٹیپنگر - آپ تشریف رکھتے ہیں - میں یہ سمجھتا تھا کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور کے اس بیان کے بعد جس میں میرے ان کے نوٹس میں لانے سے انہوں نے باقاعدہ تاریخیں وغیرہ پڑھ کر سفائی تھی - وہ پوری ضابطے اور قانون کے مطابق ہیں جو ایجنڈا آپ کے سامنے ہے - وہ بالکل ٹھیک ہے -

(قطع کامیاں)

راشا پھول محمد خان - جناب یہ بنیادی نکتہ ہے -

منسٹر سٹیپنگر - اس میں کوئی بنیادی بات نہیں ہے - اور اس سے پہلے جتنی بھی رولنگ اور روایات موجود ہیں ان کے مطابق اس اجلاس کے بعد دوسرے اجلاس میں بھی غیر سرکاری کارروائی ہو سکتی ہے -

(قطع کامیاں)

وزیر اعلیٰ جناب والا - میں تمام دوسروں کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرونگا کہ جب آپ ایک دفعہ رولنگ دے دیں اس کے بعد قطعی طور پر کوئی بحث نہیں ہونی چاہئے - ہم نے ایک روائے کو قائم رکھنا ہے - اور اس کو قوی تر بنانا ہے - میری یہ گزارش ہے کہ جب آپ ایک رولنگ دے دیں اس کے بعد کسی ممبر کی طرف سے بحث نہیں ہونی چاہئے -

پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ
ایجنڈے اور پروگرام پیش کرنے سے متعلق

رانا پھول محمد خان - جناب والا - وزیر اعلیٰ نے جو کچھ
فرمایا وہ درست ہے کہ آپ کی رولنگ آخری ہے - اس کے متعلق میں یہ
سمجھتا ہوں کہ یہ رولنگ آگئی ہے - لیکن آپ کسی قانون کو معطل
کرنے کے بعد.....

مسٹر سپیکر - رانا صاحب - تشریف رکھئیے - اس طرح اس
بحث کو طوالت نہیں دی جا سکتی -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - ایوان کی کچھ روایات
ہوتی ہیں - اور میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ میں ۱۹۵۶ء
سے اس ہاؤس کے درو دیوار سے واقف ہوں - کہا آپ کوئی مثال پیش
کر سکتے ہیں کہ میزانیہ پیش کرنے کے بعد دو دن کا وقفہ اس طرح
رکھا گیا ہو کہ ممبر مصروف ہیں - اور وہ بجٹ کو DISCUSS نہ کر
سکیں - ایسی کوئی روایت کا حوالہ آپ پیش کر سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر - جو دو دن رکھے گئے ہیں وہ اس لئے رکھے
گئے ہیں کہ اس ضخیم بجٹ کو معزز ارکان پڑھیں - بحث کریں - دیکھیں
اپنی اپنی پارٹی اس کو دیکھے اور اس پر چار دن تنقید ہو گی -

وزیر اعلیٰ - جناب عالی - میں چاہتا ہوں کہ رولنگ کے بعد
کسی قسم کی بحث نہیں ہونی چاہئیے -

مسٹر سپیکر - میں وہی پھر دہرانے لگا ہوں - اپنے ممبر
صاحبان کی خدمت میں.....

(قطع کاسیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد - آپ کوئی روایت بھی ایسی پیش
نہیں کر سکتے - میں گزارش کر رہا تھا - اگر واقع سے مراد یہ وقفہ
ہو کہ ممبروں کو مصروف رکھا جائے - ایسی کوئی روایت ہو نہیں
سکتی کہ دو دن ہم یہاں آئے رہیں - کام کرتے رہیں - آخر بجٹ پر
غور و خوش کے لئے کونسا وقت باقی رہے گا - یہ اگر رولز میں نہیں
ہے تو Rules کی Spirit جو نے اسکے خلاف یقیناً ہے -

میں منظور احمد موہل - جناب سپیکر - میں آپکی وساطت
سے لیڈر آف دی اوزیشن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں -

ممبر سپیکر - منظور صاحب - تشریف رکھنے - میں اس پر مزید بحث مناسب نہیں سمجھتا - کوئی رولز کی Breach نہیں ہوئی ہے -

یہاں منظور احمد عہد - جناب میں نے یہ بتانا ہے کہ وقت دیا گیا ہے یا نہیں دیا گیا ہے - میں جناب والا کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی ایک انقلابی جماعت ہے -

(قطع کلامیوں)

ممبر سپیکر - منظور صاحب تشریف رکھنے جب سپیکر بولتا ہو تو ممبروں کی خدمت میں یہ دوبارہ گوش گزار کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ذرا آپ تھوڑا سا اپنے بولنے کے اشتیاق کو چند لمحوں کے اندر قابو میں رکھ لیا کریں تو وہ زیادہ مناسب ہوگا - میں اس پر اپنا رولنگ دے چکا ہوں کہ اس سے کوئی Breach of Privilege نہیں ہوئی ہے - میں اسکو Avoid کرنا چاہتا تھا مگر دوستوں نے مجھے اس بات پر مجبور کیا ہے - میں نے اس لئے اس وقت بھی کہا تھا کہ لیڈر آف وی ہاؤس کے اس بیان کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو تحریک استعفا کی ہے اسکی ضرورت نہیں رہی ہے - غیر سرکاری کارروائی کیلئے جو دن ہوتا ہے وہ بھی آئے گا قاعدہ نمبر ۱۰۰ اس میں بڑا واضح ہے - جہاں تک گورنر صاحب کا تعلق ہے بجٹ Sunday کو بھی پیش ہو سکتا ہے - یہ رولز گورنر صاحب کو پابند نہیں کرتے اور یہ Interpretation کا طریقہ ہے وہ بھی آپ جانتے ہیں کہ جو بھی بعد میں آنے والی دفعات ہوں وہ پہلی دفعات کو qualify کرتی ہیں - تو قاعدہ نمبر ۱۰۰ قاعدہ نمبر ۲۰ کے بعد آتا ہے اور یہ اسکو qualify کرتا ہے ورنہ قاعدہ نمبر ۱۰۰ میں یہ دن وغیرہ وہاں بتانے کی ضرورت نہیں تھی -

راجا پھول سنگھ خان - چوٹی والے دن بھی جناب ؟

ممبر سپیکر - جہاں تک قاعدہ نمبر ۱۰۰ کا تعلق ہے اس سے پہلی جو دفعات ہیں وہ اس پر حاوی نہیں ہیں - قاعدہ نمبر ۱۰۰ پہلی دفعات کو qualify کرتا ہے - اب اس پر کوئی بحث نہیں ہوگی - میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں - آپ نمبر ۱۰۰ کو پھر پڑھیں - نمبر ۱۰۰ qualify کرتا ہے تمام پہلے رولز کو -

راجا پھول سنگھ خان - جناب والا قواعد و ضوابط کے قاعدہ نمبر ۲۰ کے تحت آپ نے فیصلہ نہیں دیا ہے -

پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ
اجنڈے اور پروگرام پیش کرنے سے متعلق

مسٹر سپیکر - آپ قاعدہ نمبر ۱۰۰ کو پڑھیں - قاعدہ نمبر ۱۰۰
اپنے پہلے تمام رولز کو Qualify کرتا ہے -

وزیر اعلیٰ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میں پھر اپنی پہلی
بات کو دہراتا ہوں کہ جب ایک دفعہ رولنگ دی جا چکی ہو تو دوبارہ
اس مسئلہ پر بحث نہیں ہو سکتی - اس مسئلہ کو از سر نو نہیں اٹھایا
جا سکتا -

مسٹر سپیکر - آپ نے مجھے مجبور کیا ہے اس لئے میں نے
رولنگ دی ہے - میں تو اس کو Avoid کرنا چاہتا تھا - میں قائد ایوان
کی سٹیمینٹ پر سمجھتا تھا کہ یہ سٹیمینٹ کافی ہے لیکن وہ قائد ایوان کی
سٹیمینٹ پر مطمئن نہیں ہوئے - میں نے اب جو رولنگ دی ہے یہ بالکل
in order ہے کوئی Breach of Privilege نہیں ہوئی ہے - دوسری تمام
پروویژن قاعدہ نمبر ۱۰۰ کے پہلے آئی ہیں اس لئے یہ ان کو qualify کرتا ہے -
چودھری امان اللہ لک - ہوائنٹ آف آرڈر

مسٹر سپیکر - آپ پہلے میری بات سن لیں پھر ہوائنٹ آف آرڈر
اٹھائیں -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا میں آپ کی رولنگ کے
متعلق یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ نے ”وقفہ“ کا ترجمہ کر دیا ہے
یا نہیں -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - میں آپ سے تھوڑی سی
بات کرنی چاہتا ہوں وہ بات آپ پہلے سن لیں -

چودھری امان اللہ لک - جناب نے ”وقفہ“ کو بھی over rule
کر دیا ہے - قائد حزب اختلاف نے ”وقفہ“ سے متعلق سوال اٹھایا تھا -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - جب تک آپ تشریف
نہیں رکھیں گے میں کچھ اظہار نہیں کر سکوں گا - یہ کوئی طریقہ نہیں
ہے کہ فلاں ممبر نے یہ بات کہی ہے یا لیڈر آف دی ہاؤس نے یہ بات
کہی ہے

مسٹر مجید سرور - ہوائنٹ آف آرڈر (قطع کلامیان)

مسٹر سپیکر - سرور صاحب آب تشریف رکھیں - بات کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے - میں بول رہا ہوں -

میں اپنی بات اپنے دوستوں کی خدمت میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو اس وقت کوئی معبر سپیکر کو interrupt نہ کرے - آپ سہرانی کر کے ایک آدھ منٹ اپنی سٹ پر تشریف رکھا کریں - میرے چند دوست آداب مجلس کے متعلق ہر پانچ منٹ کے بعد مجھے ایک لیکچر دے دیتے ہیں - میں چاہتا ہوں کہ وہ خود بھی اس بات کا لحاظ رکھیں ، دوسری بات یہ ہے کہ جب سپیکر کی طرف سے رولنگ آجائے جہاں تک میرا مطالعہ ہے اس کو چیلنج اس طرح نہیں کیا جا سکتا - اس کا بھی ایک طریقہ ہے - جو دوست اسکو استعمال کرنا چاہیں بڑی خوشی سے کریں - میں سمجھتا ہوں یہ ان کا حق ہے - اگر ہر ممبر کی یہ خواہش ہو - ہر ممبر یہ چاہتا ہو کہ لیڈر آف دی ہاؤس یا لیڈر آف دی آپوزیشن نے یہ بات کہی ہے یا یہ بات نہیں کہی ہے تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جہاں قائد ایوان اور ان کے ساتھ ان کے وزراء صاحبان جواب دینے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں وہ جواب دیں گے باقی ممبر صاحبان بھی موجود ہوں - آپ کے اور ان کے درمیان جو بات چیت ہوتی ہے اگر آپ اس سے متفق نہ ہوں تو آپ مجھ سے جواب نہ مانگیں یہ طریقہ بالکل غلط ہے کہ آپ مجھ سے پوچھیں کہ میری رولنگ اس کے متعلق کیا ہے - کہ فلاں معزز ممبر نے کیا تقریر کی ہے یا فلاں ہوائٹ کیوں raise کیا ہے -

رانا پھول محمد خان - جناب والا میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ ہمیں جو بھی جواب ملے گا وہ جناب کی طرف سے ملے گا - جب بھی ہم نے کوئی حوالہ دینا ہے یا کوئی اپنا نکتہ یہاں پیش کرنا ہے اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے - یا اس کا جو بھی جواب آئے گا وہ آپ کے ذریعہ سے آئے گا -

مسٹر سپیکر - رانا صاحب رولنگ کے بعد نہیں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا جواب آپ کی طرف سے ہی آئے گا میں آپ کے جواب سے ہی مطمئن ہوں گا -

مسٹر سپیکر - میں در معزز ممبر کی تقریر کا جواب دوں یہ بات ٹھیک نہیں ہے کل صبح میں اخبار میں پڑھا تھا (میں اخبار کا حوالہ

دینا نہیں چاہتا) جس میں لکھا تھا کہ صوبہ سرحد کے سپیکر صاحب نے اجلاس سے خطاب کرنے کے لئے ممبران اسمبلی سے اجازت مانگی تھی کہ آپ مجھے دس ہندوہ منٹ دے دیں میں ^{سوچ} رہا تھا کہ میں اپنے صوبے پر بڑا فخر ہے ہماری اسمبلی سب سے پرانی اسمبلی ہے اس کی اپنی روایات ہیں اس کے اپنے آداب ہیں میں نے مناسب نہ سمجھا کہ پشاور کے دوست کی طرح میں بھی آپ کو ہدایات دوں مجھے یقین ہے کہ مجھے ایسی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

سردار خواجہ زادہ عطا محمد خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آپ نے کہا ہے کہ اس سیشن کے بعد ہرائیویٹ ممبران کے لئے دن مقرر کئے جائیں گے جناب والا ہم دور دراز علاقوں سے آئے ہیں اور وہاں کے مسائل یہاں پیش کرتے ہیں ہم نے اپنا پروگرام adjust کرنا ہے ممبرانی فرما کر ہمیں بتایا جائے کہ اسمبلی کا اجلاس دوبارہ کب ہو گا۔

The House will be informed in due Course۔ مسٹر سپیکر
اب دو تجاریک استحقاق ہیں ان کے الفاظ میں تھوڑا بہت فرق ہے لیکن ان کا مقصد ایک ہے پہلی جو میں نے رولنگ دی ہے اسی رولنگ کے پیش نظر ان کا بھی وہی نتیجہ ہے ایک پریولج موشن جس کا پہلے زبانی ذکر کیا گیا تھا اس کا اب باقاعدہ پریولج موشن کے طور پر نوٹس دیا گیا ہے اور وہ سیکس پاس آگئی ہے میں اس کو پریولج کمیٹی کے پاس بھیج دوں گا تاکہ وہ دیکھے کہ واقعی اس میں کسی پریولج کی breach ہوئی ہے یا نہیں۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا وہ آپ پڑھ کر تو بتا دیں۔

مسٹر سپیکر۔ میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ :-

"Mr. Saifullah Khan to raise a question involving breach of privilege of the Assembly, in that the privilege of the Members to ask questions has been infringed by not providing a question hour today. This is a clear violation of the Rules of Procedure of the Assembly". The Committee will go into this question and will then make a report.

HAJI MUHAMMAD SAIFULLAH KHAN : Thank you Sir.

میاں خورشید انور - ہوائے آف پرولیج کے متعلق میں نے ایک نوٹس دیا تھا وہ شائد سیکرٹری اسمبلی کے پاس ہو گا۔

مسٹر سپیکر - میرے پاس تو نہیں ہے کیا آپ کے پاس اس کی نقل ہے۔

میاں خورشید انور - میرے پاس بھی اس کی نقل نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ کے پہلے نوٹس پر بحث ہو گئی ہے وہ پرولیج کمیٹی کو بھیج دیا جائیگا کہ وہ دیکھے کہ اس میں کسی پرولیج کی breach ہوئی ہے یا نہیں۔

میاں خورشید انور - جناب والا وہ آپ بڑھ کر ہاؤس کو سنا دیں مہربانی ہو گی میری تو آپ سے بات ہو گئی تھی۔

مسٹر سپیکر - میں زبانی بڑھ کر سنا دیتا ہوں آپ تشریف رکھیں میں یہ بات یہاں نہیں کرنا چاہتا تھا دفتر نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے انہیں کہا ہے کہ آپ اسے ۱۹ تاریخ کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

میاں خورشید انور - جناب والا میں نے ایسا نہیں کہا ہے آپ اس کی تاریخ کو دیکھ لیں میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ آپ خود اس کا فیصلہ کر دیں اس لئے میں آپ کے چیئر میں بھی حاضر ہوا تھا آپ اس کے متعلق جسے چاہیں فیصلہ کر دیں میں اسے واپس لے لوں گا میرے خیال میں آپ نے کوئی فیصلہ نہیں دیا تھا۔

مسٹر سپیکر - میں نے میاں خورشید انور صاحب کو ہیلز ہاؤس میں کمرہ نمبر ۶ - بی الاٹ کیا تھا اس کے متعلق دفتر کی طرف سے ڈو اور ممبر صاحبان کو پہلے اطلاع مل چکی تھی کہ یہ کمرہ ان کو الاٹ ہو چکا ہے میں نے وہ کمرہ میاں خورشید انور صاحب کو الاٹ کر دیا لیکن ان ممبر صاحبان کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ کمرہ ان کو الاٹ ہو چکا ہے اور خورشید صاحب کا یہ حق افضل نہیں ہے لہذا ہم وہاں سے کیوں نکلیں گو سرکاری اطلاع نہیں ملی ہے لیکن ہم دفتر میں موجود تھے اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ یہ کمرہ ہمیں الاٹ ہوا ہے میرے دفتر کی طرف سے اب ایک formal letter خورشید صاحب کو گیا ہے مناسب یہی تھا کہ وہ اس چیز کو اس ایوان میں نہ لائے اب چونکہ یہ مسئلہ ایوان میں آ گیا ہے اور دیکھتا ہے کہ کسی ممبر کا استحقاق breach تو نہیں ہوا

جناب اسمبلی کے بجٹ سیشن کے نظر ثانی شدہ
ایجنڈے اور پروگرام پیش کرنے سے متعلق

ہے مجھے ان میں سے ایک صاحب ملے تھے جن کا وہ کمرہ تھا انہوں نے
کہا کہ ہمارے پریویج کی breach ہوئی ہے۔

کیونکہ ہماری الائنٹ کو ختم کر کے کسی اور کو کمرہ دیا
گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ بھی کمیٹی کے پاس چلا جائے
تو بہتر ہوگا۔

سنان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ اگر ہمیں اس کا صحیح
طریقہ معلوم ہو جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ گورنمنٹ
پارٹی والے کو کمرہ مل جائے۔ یہاں سوال ہمارے حقوق کا پیدا ہوتا
ہے اگر آپ نے وہاں یہ اصول بنایا ہے کہ قرعہ اندازی سے ہی کمرے
ملیں گے تو دیکھنا یہ ہے کہ قرعہ اندازی میں نام خورشید صاحب کا
آیا تھا یا گورنمنٹ پارٹی کے کسی ممبر کا۔

سنسز سپرنگو۔ خورشید انور صاحب کے نام قرعہ نہیں نکلا
تھا۔ چونکہ میان خورشید انور صاحب اسمبلی میں ایک پارٹی کے لیڈر
ہیں اس لئے میری یہ خواہش تھی کہ ان کو لیڈر کی حیثیت سے
تھوڑی سی فوقیت حاصل ہو جائے۔ قرعہ دو ممبران کے نام نکلا اس
لئے کمرہ ان کے نام الاٹ ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے آرڈر کو
Supersede کیا۔ خورشید انور صاحب کہہ رہے ہیں کہ کمرہ انہیں
ملنا چاہئے تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میں اپنے ایک دو دوستوں کو بلا
لیتا اور میان خورشید انور کی بھی وائے لیتا میرا خیال تھا کہ میرے
دوست میری بات مان جائیں گے۔ آرڈر تو ان کے حق میں ہے۔ اور
قرعہ بھی ان کے نام ہے۔ اگر میرے دوست مناسب سمجھیں تو میں اس
چیز کو کمیٹی کے پاس بھیج دیتا ہوں۔

(حزب اختلاف کی جانب سے کئی آوازیں۔ بھیج دیں بھیج دیں)۔

سنان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ ٹویک ہے۔

سنسز سپرنگو۔ اب یہ مسئلہ امتحانی کمیٹی کے پاس بھیجا
جاتا ہے۔

راجی مکھد سوٹ اللہ خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر جناب والا
میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے میٹنگ کے Minutes ہمارے پاس نہیں
ہوئے تھے۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ
جسے لکھیں یا اس کے متعلق پرولیج موشن کی تحریک نہیں کریں۔

That is the Privilege of a member.

ہاجی مخدوم سرفراز خان - جناب والا مہری گزارش
یہ ہے کہ جب minutes شائع ہو جائیں تو براہ کرم یہ minutes
ہمارے پاس بھیج دیئے جائیں۔

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال ۱۹۷۱-۷۲

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سرکبیر: اب میں وزیر خزانہ کو کہوں گا کہ وہ پنجاب کا ضمنی
میزانیہ برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پیش کریں۔

وزیر خزانہ - (مسٹر محمد حنیف رامی) - جناب والا میں ضمنی
میزانیہ (Supplementary Budget) برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پیش کرتا
ہوں روایت یہ ہے کہ وزیر خزانہ سالانہ ضمنی میزانیہ پیش کرتے
وقت صوبے کی مالیاتی صورت حال کا جائزہ پیش کریں۔ چونکہ میں کل
ہی ایوان کے سامنے ۱۹۷۲-۷۳ کا سالانہ میزانیہ پیش کرنے والا ہوں
اس لئے فی الحال میں اپنی معروضات کو ان مطالبات کا پس منظر بیان
کرنے تک محدود رکھوں گا جو ضمنی میزانیے کے اجزاء کے طور پر پیش
کئے جا رہے ہیں۔ سال ۱۹۷۱-۷۲ کے دوران صوبے کی مالیات کا
جائزہ میں ۱۸ جون ۱۹۷۲ کو میزانیہ پیش کرتے وقت اپنی تقریر
میں لوں گا۔

کیفیت نامہ ضمنی میزانیہ Supplementary Budget Statement

جو ایوان کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ پانچ مطالبات (demands)
پر مشتمل ہے جن کی مجموعی میزان چھ کروڑ، تیرانوے لاکھ، ساٹھ
ہزار، ساٹھ سو ساٹھ (۶,۹۳,۶۰,۷۶۰) روپے ہے۔ ان میں سے تین
مطالبات حالتاً حسابی تسویے (accounting adjustment) سے تعلق
رکھتے ہیں اور دو کا تعلق فارغ الخدمت (retired) سرکاری ملازمین کے
ضمن میں واجبات پنشن کی ادائیگی سے ہے۔

پہلا مطالبہ، جس کی رقم تین لاکھ اٹھتر ہزار چھ سو چالیس
(۳,۷۸,۶۳۰) روپے ہے اور جو مد "۷-۷-۷۲" بلکہ "ارضی" کے تحت ہے،
اس لیے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ کلعدم کھلی ڈیفینٹ الٹھارٹی کے

اثاثوں اور واجبات کے حسابات میں تسویہ برائے کار لایا جا سکے۔ اس مطالبے کا پس منظر یہ ہے کہ سات لاکھ چالیس ہزار ایک سو اسی (۷,۴۰,۱۸۰) روپے کی ایک رقم جو تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام سرکاری اراضی کے بٹے کی رقم تھی، مخلطی سے سرکاری حسابہ میں جمع کرا دی گئی تھی۔

اس رقم کو اصطلاحاً تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو واپس کردہ دکھایا جائے گا۔ چونکہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو پہلے ہی کالدم قرار دیا جا چکا ہے اس لئے اس رقم کی واپسی محض اصطلاحی اعتبار سے ہوگی کیونکہ اس کا تسویہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ذمے واجب الادا سرکاری قرضے کے مقابل کر لیا جائے گا۔ تین لاکھ اسی ہزار پانچ سو چالیس (۳,۶۱,۵۴۰) روپے کی رقم کو منظور شدہ رقم کے اندر بچتوں سے پورا کیا جا سکتا ہے چنانچہ سات لاکھ چالیس ہزار ایک سو اسی (۷,۴۰,۱۸۰) روپے کی واپس کردہ رقم کا مکمل تسویہ کرنے کی غرض سے تین لاکھ اسی ہزار چھ سو چالیس (۳,۷۸,۶۴۰) روپے کا غیر متوالی (non-recurring) کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

تین کروڑ بارہ لاکھ بارہ ہزار چھ سو بیس (۳,۱۲,۱۲,۶۲۰) روپے کے دوسرے مطالبہ زر کا تعلق بھی تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اثاثوں اور واجبات کے حسابات میں تسویہ کرنے سے ہے۔ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام اراضی جنگلات کو سالہائے ۶۱-۱۹۵۸ء کے دوران ہیکہ جنگلات کی تحویل میں دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ تین کروڑ بیس لاکھ چونسٹھ ہزار چھ سو ستر (۳,۳۲,۶۴,۶۷۰) روپے کی رقم اراضی کی قیمت کے طور پر تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو واجب الادا تھی۔ چونکہ بیس لاکھ باون ہزار پچاس (۲۰,۵۲,۵۰۰) روپے کی رقم اس اراضی کی قیمت ادا کرنے کے لئے منظور شدہ رقم کے اندر بچتوں کی صورت میں موجود ہے اس لئے تین کروڑ بارہ لاکھ بارہ ہزار چھ سو بیس (۳,۱۲,۱۲,۶۲۰) روپے غیر متوالی (non-recurring) کا مزید مطالبہ زر تین کروڑ بیس لاکھ چونسٹھ ہزار چھ سو ستر (۳,۳۲,۶۴,۶۷۰) روپے کی پوری قیمت کا تسویہ کرنے کے لئے مد "۱۔ جنگلات" کے تحت پیش کیا جا رہا ہے۔ پہلے مطالبہ زر کی طرح یہ نام ٹھاد ادائیگی بھی بھیس تسویہ حساب ہی ہوگی اور جو رقم تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ادا کردہ ظاہر کی گئی ہے اس کا تسویہ تھل ڈویلپمنٹ

اتھارٹی واجب الادا قرضوں کے بالمقابل کر لیا جائے گا۔ اس طرح یہ عمل دوئیوں مطالبات زر صوبے کے وسائل پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

الٹیر لاکھ اٹھانوے ہزار نو سو (۵۸,۹۸,۹۰۰) روپے کا تیسرا مطالبہ زر مد ”۵۰-بھتاچات و پنشن پیرانہ سالی“ کے تحت فارغ الخدمت سرکاری ملازمین کو پنشن وغیرہ کی ادائیاں کرنے کی غرض سے متوقع پیشی کو پورا کرنے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ پیشی اصل میں بلدیاتی اداروں کے ان پرائمری سکولوں کے اساتذہ کے باعث واقع ہوئی ہے جنہیں جولائی ۱۹۶۲ء سے سرکاری تعویہل میں لیا گیا تھا۔

اسکولوں کے ان اساتذہ کو ان کی کل مدت ملازمت بشمول ملازمت زہر بلدیات کے لئے پنشن دینے کا فیصلہ کہیں دسمبر ۱۹۵۰ء میں آ کر کیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں متعدد سائوں کی پنشن کا ہا مالی سال رواں کے دوران برداشت کرنا پڑا جب ان اساتذہ کے معاشرات پنشن کا تعینہ ہوا۔ چنانچہ ان اساتذہ کی زر معاوضہ پنشن (Commuted Value of Pension) کی ادائیگی کے سلسلے میں متوقع پیشی کو پورا کرنے کی غرض سے مد ”۳-زر معاوضہ پنشن کی ادائیگی“ کے تحت ایک کروڑ چھ ہا لاکھ (۱,۳۶,۰۰,۰۰۰) روپے پر مشتمل ایک علیحدہ مطالبہ زر منظوری کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

ایک کروڑ باون لاکھ ستر ہزار چھ سو (۱,۵۲,۵۰,۶۰۰) روپے کے پانچواں مطالبے کا تعلق بھی محض حسابات میں تعویہ سے ہے۔ یہ مطالبہ اجناس خوردنی اور چینی کی سرکاری تجارت سے حاصل شدہ منافع کے انتقال کی غرض سے مد ”۸۰-سرکاری“ تجارت کے صوبائی منصوبوں پر صرف سرمایہ (Capital Outlay on Provincial Scheme of State Tradings) کے تحت گنجائش مہیا کرنے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ اجناس خوردنی کی سرکاری تجارت کے نتیجے میں ایک کروڑ پچاس لاکھ (۱,۵۰,۰۰,۰۰۰) روپے اور چینی کی تجارت کے سلسلے میں دو لاکھ ستر ہزار چھ سو (۲,۷۰,۶۰۰) روپے کا منافع ہوا۔

صوبائی حکومت کے حساب ”خوراک“ سے حساب ”ماسوا خوراک“ (Non-Food Account) کو منافع کا یہ انتقال سال ۱۹۷۱-۷۲ میں سرکاری تعویہ کے طور پر درج ہوگا۔

معاملات پنشن پر، جو ضمنی میزانیہ کے مطابق نمبر ۳ اور ۳ کا موضوع ہیں، دو کروڑ چوبیس لاکھ اٹھانوے ہزار نو سو (۲۲۳،۹۸،۹۰۰) روپے خرچ ہوئے۔ یہ رقم پوری کرنے کے لئے، مطلوبہ رقم، کوئی، مزید ٹیکس لگائے بغیر، ۱۹۷۱-۷۲ء کے صوبائی وسائل محاصل سے حاصل کی گئی تھیں۔ یہ مقصد دسمبر ۱۹۷۱ء میں بھارت کے ساتھ جنگ شروع ہونے کے بعد انتہائی کفایتی تدابیر اختیار کرنے سے حاصل ہوا تھا۔

میں اس معزز ایوان کے ملاحظے کے لئے دو الگ الگ کیفیت نامے بھی پیش کر رہا ہوں جو ۱۹۷۰-۷۱ء اور ۱۹۷۱-۷۲ء کے دوران میں مد "سائر خرچ"، (CO t & o y Ite) کے بالمقابل عائد شدہ خرچ کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ کیفیت نامے ضمنی میزانیہ میں بالترتیب بطور ضمیمہ I اور II دکھائے گئے ہیں۔ ضمیمہ I میں مشمولہ مدات خرچ، سال ۱۹۷۰-۷۱ء کے لئے ضمنی میزانیہ کی تکمیل کے بعد اور مالی سال رواں کے آغاز سے قبل منظور کی گئی تھیں۔ ضمنی میزانیہ کے ضمیمہ II میں ان مدات کی فہرست شامل ہے جن پر سال ۱۹۷۱-۷۲ء کے دوران میں سات کروڑ اکیاسی لاکھ چھیالیٹھ ہزار ایک سو (۷۸۱،۶۶،۱۰۰) روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب عالی!

اب میں سال ۱۹۷۱-۷۲ء کا ضمنی میزانیہ پیش کرتا ہوں۔

مستطور سپیکر۔ پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پیش ہو گیا ہے۔

اب ہاؤس کی کارروائی ۱۸ جون ۱۹۷۲ء ۸ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ۹ بج کر ۳۰ منٹ پر ۱۸ جون ۱۹۷۲ء بروز اتوار ۸ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

پنجاب صوبائی اسمبلی

پہلی پنجاب صوبائی اسمبلی کا اجلاس دوئم

اتوار ۱۸ جون ۱۹۷۲ء

(یک شنبہ ۰ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

- اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔
- مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
- تلاوت قرآن ہاک اور اس کا ارود ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 لَیْسَ عَلَیْکَ هٰذِهِمْ وَاٰلِهِمْ وَاٰلِهِمْ وَاٰلِهِمْ وَاٰلِهِمْ
 فَلَا تَنْفَسِکُمْ وَاَنْتُمْ تَنْفِقُوْنَ اِلَّا اَنْتَعَا وَرَحِمَ اللّٰهُ وَاَنْتُمْ تَنْفِقُوْنَ اَمِنْ خَیْرِ لَیْسَ عَلَیْکُمْ
 اَلِیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَآ تَقْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرٰءِ الَّذِیْنَ اُحْصِیْرُوْا فِی سَبْلِ اللّٰهِ لَیْسَ عَلَیْکُمْ
 ضَرْبٌ فِی الْاَرْضِ یُحْسِبُکُمْ الْحٰجِلِ اَغْنِیَا مِنْ التَّعَفُّفِ مَحْرُومٌ لَیْسَ عَلَیْکُمْ
 لَآ یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اَلْحٰقَاظَ وَاَنْتُمْ تَنْفِقُوْنَ اَمِنْ خَیْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ بِمِ عَلَیْکُمْ
 الَّذِیْنَ یَنْفِقُوْنَ اَمْوَالِهِمْ بِالْیَسْرِ وَالتَّهٰبِ سِرًّا وَّ عَلٰنِیَةً فَلَهُمْ اُجْرٌ مِّمَّ
 عِنْدَ رَبِّهِمْ وَاَلْاٰخِرَاتُ عَلَیْهِمْ وَاَلْاٰخِرَاتُ عَلَیْهِمْ وَاَلْاٰخِرَاتُ عَلَیْهِمْ

پ ۳ - س ۲ - ع ۶۰۵ - آیات ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳

(اسے رسول) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمیدار نہیں ہو بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے پناہ
 بخشتا ہے اور ایمان والو! تم جو بھی مال خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں کو ہے۔ اور تم
 جو کچھ بھی خرچ کرو گے۔ وہ اللہ کی خوشنودی کیلئے ہوگا۔ اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ
 تمہیں پورا پورا دے دیا جائیگا۔ اور تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں کسا جائیگا۔ اور ان جو تم خرچ
 کرو گے تو ان کا جہنم دہ کیلئے جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں۔ اور ملک میں کسی طرف لٹنے
 جانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور بانگتے سے شرتا ہے ہیں۔ یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف
 شخص ان کو مالدار خیال کرتا ہے۔ اور ان کے پیسرے دیکھ کر وہ چہان جا یا کر وہ شرم کے پیش
 منہ چھوڑ کر اور لپٹ کر سوال نہیں کر سکتے۔ اور تم جو بھی دولت خرچ کرو گے بلاشبہ اللہ اس
 کو جانتا ہے۔ جو لوگ اپنا مال رات و دن اور پونشیدہ و ظاہر (اللہ کی راہ) میں خرچ کرتے رہتے ہیں
 ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے۔ اور ان کو کسی طرح کا ٹم ہوگا اور زخون۔ و ما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر — اب ہم ارکان اسمبلی کی رخصت کی درخواستوں پر غور کریں گے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد

سیکرٹری اسمبلی — مندرجہ ذیل درخواست علامہ رحمت اللہ ارشد ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-
براہ کرم مورخہ ۱۸ جون ۱۹۷۲ء کو ایوان سے رخصت منظور کرائی جائے۔ شکریہ

مسٹر سپیکر — سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی — مندرجہ ذیل ٹیلیگرام تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :

“Request three days leave”

مسٹر سپیکر — سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mian Khurshid Anwar: Point of privilege sir.....

Mr. Speaker: I cannot permit that. Please take your seat. You have given that in writing. Let the Finance Minister speak.

Mian Khurshid Anwar: Point of order sir.

Mr. Speaker: Please resume your seat. Finance Minister please.

پنجاب کا بجٹ برائے سال ۱۹۷۲-۷۳

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رائے) جناب سپیکر پنجاب کا غریب ترین وزیر خزانہ ۱۹۷۲-۷۳ کا بجٹ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا ہے۔ میں نے اپنی غریبی کا حوالہ اس لئے نہیں دیا کہ جو بجٹ میں پیش کر رہا ہوں وہ خسارے کا بجٹ ہے یا اس کے ترقیاتی تخمینے گزشتہ سالوں سے کم ہیں۔ میں نے یہ حوالہ اس رعایت سے بھی نہیں دیا کہ میں پنجاب کے غریب عوام کا نمائندہ ہوں اور میری غریبی ایک شاعرانہ حقیقت ہے۔ نہ ہی میں نے یہ حوالہ نئے ٹیکسوں کی قبولیت کے لئے نفسیاتی نضا پیدا کرنے کی غرض سے دیا ہے۔ میری غریبی کی بنیاد تو یہ احساس ہے کہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کرنے اور کوئی بھی نیا ٹیکس عائد نہ کرنے کے باوجود میں اپنے صوبے کے کروڑوں غریب عوام کے لئے وہ کچھ نہیں کر سکا جس کی انہیں ضرورت تھی اور مجھے آرزو۔

جناب والا!

میں آپ کی خدمت میں زراعت، آبپاشی، تعلیم، مواصلات اور مکانات پر اٹھنے والے ایسے گران ہار اخراجات کے اعداد و شمار پیش کرنے والا ہوں کہ پہلے کبھی پیش نہ ہوئے تھے۔ لیکن میں یہ اخراجات ایک ایسے ایوان میں پیش کر رہا ہوں جو پنجاب کے استحصال شدہ طبقوں کے نمائندوں پر نہیں، ان عوامی نمائندوں پر مشتمل ہے جو پنجاب کے نادار شہروں اور مظلوم دیہات کے ترجمان ہیں۔ جب میں کروڑوں روپے کے ان بظاہر بہت بڑے بڑے تخمینوں کو دیکھتا ہوں تو دل میں اطمینان کی لہر کے بجائے ایک ہوک سی اٹھتی ہے کیونکہ میری نظروں میں پنجاب کا جو نقشہ ہے اس میں سونا اگانے والے بازاروں کی یہ نسبت دھول میں اٹی وہ گلیاں کہیں زیادہ نمایاں ہیں جو اہل پنجاب کی اکثریت کا مقدر بنی ہوئی ہیں پنجاب کی جس خوشحالی اور تمول کا چرچہ سننے میں آتا ہے اسے حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ پیداوار کی فراوانی اور دولت کی ریل پیل کے چند اکا دکا جزیروں سے قطع نظر یہ صوبہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کی طرح محرومی اور نامرادی کی دل دوز تصویر ہے۔ جب خود لاہور میں، جیسے پنجاب بلکہ پاکستان کے سب

یہ ہر رونق اور طرح دار شہر ہونے کا شرف حاصل ہے ، صورت حال یہ ہو کہ ۲۳ لاکھ کی آبادی میں ہر ہانچواں متنس ہالی ، پختی تعلیم ، علاج اور ذرائع آمدورفت جیسی بنیادی آسائشوں سے محروم ہے تو پھر صوبے کے باقی علاقوں کی حالت زار کا اندازہ لگانے کے لئے تخیل کی کسی غیر معمولی پرواز کی ضرورت نہیں ۔ اگر یہ بات بھی مد نظر رہے کہ صوبے میں ملیریا اور تپ دق کی تباہ کاریوں میں کس قدر اضافہ ہو چکا ہے تو یہ منظر مزید دردناک ہو جاتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد خوشحالی کا نقاب الٹا کر دکھا جائے تو پنجاب کے دیہات اور دور افتادہ علاقے ایسی بے چارگی اور عدم توجہی کے غبار میں لپٹے نظر آتے ہیں جو حوصلہ شکن ہے ۔

جناب والا !

بشک پاکستان ایک سیاسی اور اقتصادی انقلاب کی ابتدائی منزلوں سے گزر رہا ہے لیکن ایک انقلاب مکمل طور پر برپا ہو چکا ہے اور یہ ہے امیدوں اور امنگوں کا انقلاب ۔ وہ عوام جو صدیوں سے استحصال اور استبداد کا شکار چلے آئے تھے اب انہوں نے ذولفقار علی بھٹو کے چھیڑے ہوئے رجز کی تال پر زنجیریں توڑ دی ہیں اور اپنے حقوق کی بازیابی کے منتظر ہیں ۔ مگر وہ زیادہ دور انتظار نہیں کریں گے بلکہ کہیں کہیں تو ان کی بے تابی کا مظاہرہ بھی ہو رہا ہے ۔ اگر آج ان اپنی چندہ حکومت نہ ہوتی یا پاکستان جنگ کے صدمے اور شکست کی ندامت سے دو چار نہ ہوتا تو شاید ان کی بے تابی ایک سیلاب میں ڈھل جاتی اور سب کچھ ملٹا میٹ ہو جاتا ۔ میں پاکستان کے عوام کو بالعموم اور پنجاب کے عوام کو بالخصوص سلام کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی نمائندہ حکومت پر اعتماد کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور مجموعی طور پر سلامتی کی راہ اختیار کی ہے ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کے مصائب و آلام سے چشم پوشی کر جائیں اور ان کے سینوں میں سچائی ہوئی آہوں کو سنتے سے انکار کر دیں ۔

جناب والا !

اپنے عوام کے مصائب و آلام میری آنکھوں میں اور ان کی سچائی ہوئی آہیں میرے کانوں میں ڈیرا ڈالے ہوئے ہیں اور میں ڈرتے ڈرتے ، ڈولتے ڈولتے دل کے ساتھ، آپ کی وساطت سے، یہ بجٹ عوام کے ترجمانوں

کی خدمت میں رکھ رہا ہوں۔ مجھے احساس ہے کہ میرے پاس اپنے عوام کے دکھوں کے لئے وائر مرہم نہیں۔ مجھے علم ہے کہ میرا کام بہت مشکل ہے مگر میں ہوں کہ یوسف کو خریدنے کے لئے سوٹ کی الٹی لے کر چل نکلا ہوں۔

جناب والا !

وسائل کم ہیں، ضروریات زیادہ ہیں اور یہی پسماندہ ملکوں کا بنیادی اقتصادی مسئلہ ہے کہ محدود وسائل اور بے باہاں ضروریات میں توازن کیونکر پیدا کیا جائے۔ مرکزی حکومت کی تمام تر پالیسیاں اس بنیادی مسئلے کے حل کی تلاش ہی کا دوسرا نام ہیں۔ ان پالیسیوں کی روشنی میں ہمیں پنجاب میں راہیں تراشنی ہیں۔ ہر راہ سنگلاخ ہے۔ ہر راہ دشوار ہے۔ لیکن ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ پہلے ایک قدم، پھر دوسرا قدم، اور ہر قدم آگے ہی آگے۔ صبر کے ساتھ، استقلال کے ساتھ۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہم ہر جو دن آئے ہیں وہ تاریخ میں دوسری قوموں پر بھی آچکے ہیں۔ آج سے پچیس سال قبل ہمارے آس پاس چین میں ایسی ہی اذیت ناک مفلسی کا فرما تھی۔ لیکن چینی عوام نے محنت، کفایت شعاری اور طویل جدوجہد کا اصول اپنا کر اپنے اندھیرے دنوں کو ایک صبح نور میں بدل ڈالا۔ آج پاکستان کو ذوالفقار علی بھٹو کی انقلابی فیادت نصیب ہے۔ اگر ہم بھی محنت کرنے، کفایت شعاری برتنے اور طویل جدوجہد کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خوشحالی اور عدل و احسان کی اس منزل کو نہ پاسکیں جس کی جستجو میں ہم پاکستان اپناز پارٹی کے پرچم تلے، سروں پر کفن باندھ کر نکلے تھے۔ اس بجٹ کی صورت میں ہم اس راہ پر پہلا ٹھوس قدم اٹھا رہے ہیں۔ آئیے خداوند کریم کے حضور میں ہورے عجز و انکسار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے اس پہلے قدم کو ہماری منزل کی جانب ایک عظیم جست بنا دے۔

جناب والا !

یہ بجٹ سات دستاویزوں پر مشتمل ہے جو گورنر پنجاب کی ہدایات کے مطابق ایوان میں پیش کی جا رہی ہیں۔ جلد اول سالانہ بجٹ کے گوشوارے پر مشتمل ہے جسے خلاصے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جلد دوم، بڑی اور چھوٹی مدات کے تحت، محاصل (receipts) کے تخمینہ

جات کو ظاہر کرتی ہے۔ جلد سوم واجب الوصول اخراجات اور مطالبات زر کی مظہر ہے۔ اس میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی، دونوں قسم کے مطالبات شامل ہیں۔ جلد چہارم سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال ۱۹۷۲-۷۳ء کی حامل ہے۔ یہ بجٹ کی دستاویزوں کا لازمی جز تو نہیں تاہم اسے ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ صوبائی حکومت کے ترقیاتی اخراجات کی تفصیلات مہیا کی جا سکیں۔ جلد پنجم بجٹ کی بیانیہ انداز میں تشریح کرنے والی یادداشت ہے۔ جلد ششم نئے اخراجات کے گوشوارے پر مبنی ہے۔ جلد ہفتم بجٹ میں شامل شدہ عارضی عملے کی تفصیلات پیش کرتی ہے۔ ان دستاویزوں کے علاوہ بجٹ برائے سال ۱۹۷۲-۷۳ء سے متعلق ایک قرطاس ایضاً بھی بشمول ”بیک گراؤنڈ آف بجٹ میکنگ“ نامی کتابچہ، ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے جو بجٹ بنانے اور اسے پیش کرنے سے متعلق آئین کے اقتباسات کے علاوہ ترقی اخراجات کی تعریف اور بجٹ سے متعلقہ اصلاحات کی فرہنگ پر مشتمل ہے۔

جناب والا !

اس مقام پر میں یہ عرض کرنی ضروری خیال کرتا ہوں کہ بجٹ کو صرف ریاضی کی مشق نہ سمجھا جائے۔ یہ مالیاتی اصطلاحات میں کاروبار حکومت کے تمام شعبوں میں سرکاری پالیسیوں کی عکاسی کرتا ہے۔ بجٹ کی تجاویز کی تشکیل میں جن بنیادی مقاصد کو پیش نظر رکھا گیا ہے ان میں پہلا مقصد یہ ہے کہ انصاف و مساوات پر مبنی معاشرے کی تشکیل کے لئے سعی کی جائے۔ دوسرے یہ کہ خوراک کے سلسلے میں عوام کی بنیادی ضروریات مناسب نرخوں پر پوری کی جائیں اور تیسرے یہ کہ دیہات میں بسنے والے عوام کو توجہ کا مرکز بنایا جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ مالی سال کے لئے مجوزہ اخراجات کی تفصیلات میں ان تینوں مقاصد کا رنگ صاف صاف جھلکتا محسوس کریں گے۔

موجودہ مالی سال کے لئے ترمیم شدہ تخمینہ جات کا ذکر کرنے سے پیشتر میں بعض ایسے واقعات کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں جن کا ملک پر دور رس اثر پڑا اور جن کے باعث صوبے کی مالی حالت بھی بری طرح متاثر ہوئی۔ ان میں سب سے پہلا واقعہ یہ تھا کہ دسمبر ۱۹۷۱ء میں بھارت کے ساتھ کھلی جنگ چھڑ گئی جس کے نتیجے میں وطن عزیز کے دو لکڑے ہو گئے۔ آئرانہ حکومت کی مہربان غلطیوں

سے ہمیں اپنے تاریخ کے تاریک ترین دور کا سامنا کرنا پڑا۔ ادھر قوم اس الیم کے بوجھ تلے ہلکان ہو رہی تھی ادھر نام نہاد مردان آہن نے اسے ایک اجلتا اور ٹوٹتا ہوا جہاز سمجھ کر حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔ جنگ اور شرمناک شکست کی وجہ سے ملکی ہمیشہ پر جو جان لیوا بوجھ آن پڑا اسے لامحالہ پنجاب نے سب سے زیادہ برداشت کیا جس کی سرحدوں کا رنگ اس کے ہزاروں سیوتوں کے مقدس خون کی سرخی سے آج بھی دیکھ رہا ہے اور جہاں لاکھوں افراد کو جنگ کی وجہ سے بے گھر ہونا پڑا۔ ہم نے سب سے پہلے بے خانہ افراد کو موثر امداد پہنچانے کا بیڑا اٹھایا۔ اپنے ان بھائیوں کے لئے پیپلز پارٹی کی درد مندی ملک غلام مصطفیٰ کھڑ کی قائم کردہ مثال سے بہترین طور پر واضح ہو جانے کی کہ وہ گورنر پنجاب نامزد ہونے تو انہوں نے سب سے پہلے سیالکوٹ، پسرور اور شکرگڑھ کے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور عہدے کا حلف یہ دورہ مکمل کرنے کے بعد اٹھایا۔ چنانچہ مرحوم اضلاع اور ملحقہ علاقوں میں کم سے کم مدت کے دوران امدادی مراکز قائم کر دئے گئے۔ ہم نے یہ بات پیش نظر رکھی کہ کوئی بے گھر شخص بھوکا نہ رہنے پائے۔ عوام کے زبردست تعاون سے ہم نے جنگ سے متاثرہ افراد کی رہائش کا بھی معقول انتظام کر دیا۔ جنگ کے باعث بے گھر ہونے والے افراد کے لئے امداد ہم پہنچانے کے اخراجات کا تخمینہ موجودہ مالی سال میں ۵ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے ہے۔ میں یہاں وضاحت کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ رقم مرکزی حکومت کی جانب سے قائم کردہ قومی دفاعی فنڈ کی آمدنی سے ہمیں واپس ملنی شروع ہو گئی ہے۔

جناب والا!

چیئرمین ذوالفقار علی بٹھو کے زیر قیادت دسمبر ۱۹۷۱ء میں طاقٹ اپنے اصل سرچشمے یعنی عوام کے منتخب نمائندوں کے پاس آگئی۔ اگرچہ نئی حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ملکی ہمیشہ تباہ ہو چکی تھی اور مسائل کا ایک ہوشربا بوجھ اسے ورثے میں ملا تھا مگر عوامی حکومت کی جانب سے ملک کو تباہی سے بچانے اور عوام کی طرف سے

زندہ رہنے کے عزم نے قوم کو پاس و نامیدی کا شکار نہ ہونے دیا۔ نئی حکومت کے لئے یہ ایک چیلنج تھا اور اس چیلنج کو بڑی جرات اور فراست سے قبول کیا گیا۔ چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے صرف ۶ ماہ پہلے کے مقابلے میں آج پاکستان کہیں زیادہ مستحکم ہے۔ برسوں بعد عوامی حکومت قائم ہونے پر لوگوں کی توقعات نے آسمان کو جا چھوا۔ کاروبار حکومت سے متعلق ہر شعبے میں نئی اصلاحات نافذ کی گئیں۔ میں عوام کے سامنے کسی مناسب مقام پر ان عوامل کا ذکر کروں گا جو ان اصلاحات کے نتیجے میں صوبائی مالیات کو متاثر کریں گے۔

پاکستان کی معیشت پر دور رس اثر ڈالنے والا دوسرا واقعہ مئی ۱۹۷۲ء میں روپے کی قیمت میں کمی کی صورت رونما ہوا۔ جہاں اس مالیاتی اصلاح کی بدولت ہم اپنی برآمدات میں کئی گنا اضافہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے وہاں اس کا ایک اثر یہ ہوگا کہ بیرونی ممالک سے جو قرضے حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب نے اپنے محکموں اور خود مختار اداروں کے واسطے لئے اور استعمال کئے ان کی واپسی کا بوجھ دو چند ہو جائے گا۔ لیکن میٹھے کے ساتھ کبھی کبھی کچھ کڑوا بھی چکھنا پڑ جاتا ہے۔

قریب شدہ تخمینہ جات برائے ۱۹۷۱-۷۲ء

جناب والا!

میں اب قریب اختتام مالی سال کے ترمیم شدہ تخمینہ جات کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہوں۔ موجودہ مالی سال کے لئے صوبے کی آمدنی کا اصل تخمینہ (جس میں ترقیاتی امداد شامل نہیں) ۱۱۰ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے تھا۔ لیکن ترمیم شدہ تخمینہ جات آمدنی ۱۱۶ کروڑ ۹۷ لاکھ روپے ہوں گے۔ آمدنی میں اضافے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ اشٹام کی فروخت سے توقع سے زیادہ رقم وصول ہوئی اور دوسری وجہ یہ کہ انکم ٹیکس سے حاصل ہونے والی رقم میں ہمارا حصہ بڑھا دیا گیا۔ آمدنی میں اضافے کی ایک اور وجہ یہ بھی

ہے کہ پاکستانی روپے کی قیمت میں کمی کے بعد کپاس پر برآمدی ڈیوٹی دوبارہ نافذ کر دی گئی ہے۔ مگر دوسری طرف سیلز ٹیکس، آپاشی اور دیگر صوبائی وصولیات میں کچھ کمی واقع ہو جانے کے باعث یہ اضافے کسی حد تک بے اثر ہو گئے ہیں۔ بہر حال ان تبدیلیوں کی وجہ سے صوبے کی آمدنی میں ایک کروڑ ۷۲ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ صوبے کے غیر ترقیاتی ریونیو اخراجات کے ترمیم شدہ تخمینہ جات کم ہو کر ۹۷ کروڑ ۷۷ لاکھ روپے پر آگئے ہیں جبکہ بجٹ میں ان کے لئے ۱۰۴ کروڑ ایک لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ اخراجات میں یہ مجموعی کمی زیادہ تر کفایت شعاری کی ان تدابیر پر سختی سے عمل کرنے کا حاصل تھی جو بھارت کے ساتھ جنگ چھڑ جانے کے بعد اختیار کی گئیں۔ آپ کو یہ سن کر یقیناً خوشی ہوگی کہ گو صوبائی مالیات پر جنگ اور ہنگامی حالات کا گہرا اثر پڑا لیکن ہم نے غیر ترقیاتی اخراجات پر ایسی کڑی نگاہ رکھی اور انہیں اس حد تک نیچے لے آئے کہ فاضل ریونیو (revenue surplus) کا وہ تخمینہ جو گذشتہ سال بجٹ تیار کرتے ہوئے ۱۱ کروڑ ۲۴ لاکھ روپے تھا بڑھ کر ۱۹ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے تک جا پہنچا۔ صوبے کے غیر ترقیاتی سرمائے اور سرکاری حساب پر (جس میں سرکاری تجارت شامل نہیں) سال کے دوران کچھ برا اثر پڑا جس کی سب سے بڑی وجہ صوبے کے سرکاری تحویل میں لئے گئے ہوائی سیکولوں کے اساتذہ کی پنشنوں کی یک مشت ادائیگی تھی۔ اس کے علاوہ دوسری وجوہات یہ تھیں کہ سنٹرل روڈ فنڈ کی سکیموں کے اخراجات میں اضافہ ہو گیا اور شہری قسطات اراضی کی فروخت سے توقع سے کم آمدنی ہوئی۔ نتیجتاً اصل عامل سرمایہ (net capital receipts) جو رواں مالی سال کے آغاز میں ایک کروڑ ۱۶ لاکھ روپے بتائے گئے تھے کم ہو کر ۳ کروڑ ۰۶ لاکھ روپے کی حد تک آگئے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے صوبائی حکومت نے مجموعی طور پر جو رقم مہیا کی اور جس میں فاضل ریونیو (surplus revenue) اور اصل محاصل سرمایہ (net capital receipts) شامل ہیں - ۱۰ کروڑ ۶۴ لاکھ روپے بنتی ہے جب کہ گذشتہ سال بجٹ تیار کرتے ہوئے اس رقم کا تخمینہ ۱۲ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے تھا۔ چنانچہ

غیر ترقیاتی شعبے میں خرچ ہونے والی رقم کی خاطر خواہ نگرانی کی بدولت صوبائی حکومت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں نہ صرف اپنے حصے کی رقم ادا کی بلکہ اس میں اضافہ بھی کیا۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء میں مختلف سکیموں کے لئے ۴۲ کروڑ ۲۱ لاکھ روپے کی مجموعی رقم رکھی گئی تھی مگر سال کے دوران وسائل میں کمی ہونے کی وجہ سے قومی اقتصادی کونسل نے ہرے ملک کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی مجموعی رقم میں ۳ فیصد تخفیف کر دی۔ اس تخفیف کے اثر کو متوازن طور پر بانٹنے کے سلسلے میں بہت سے تسویے (adjustments) کرنے پڑے۔ مثلاً خود مختار اداروں اور صوبوں کے پروگراموں کے مابین واہڈا کے بجلی سے متعلق پروگرام کو تعفظ دیا گیا۔ اس طرح پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء کی اصل رقم ۳۰ کروڑ ۲۳ لاکھ روپے رہ گئی۔ تاہم رواں مالی سال کے اختتام پر ترقیات کے وسائل میں قدرے بہتری کی صورت پیدا ہو گئی کیونکہ مرکزی حکومت نے بعض ترجیحی منصوبوں کے لئے اضافی فنڈ فراہم کر دیا۔ چنانچہ اب ترقیاتی اخراجات کے ترمیم شدہ تخمینہ جات ۳۳ کروڑ ۷۷ لاکھ روپے بنتے ہیں۔ یہ رقم حسب ذیل انداز سے خرچ کی گئی

| | |
|---------------------|--|
| ۶ کروڑ ۹۷ لاکھ روپے | ٹرانسپورٹ اور مواصلات |
| ۶ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے | تعلیم |
| ۵ کروڑ ۲۸ لاکھ روپے | زراعت |
| ۷ کروڑ ۱۵ لاکھ روپے | صحت، خاندانی منصوبہ بندی و السداد ماہرہا |
| ۳ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے | فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ |
| ۲ کروڑ ۵۹ لاکھ روپے | پانی |
| ۱ کروڑ ۷۵ لاکھ روپے | دیہی تعمیراتی پروگرام |
| ۴۸ لاکھ روپے | معاشرتی بہبود اور الرادی فونٹ |
| ۱۰ لاکھ روپے | صنعتیں |

موازن ۳۳ کروڑ ۷۷ لاکھ روپے

صحت، منصوبہ بندی اور انسداد ملیویا سے متعلق جن اخراجات کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں، اور بجٹ کی دستاویزوں میں مندرج اخراجات میں، ایک کروڑ ۳۳ لاکھ روپے کا فرق ہے۔ یہ فرق اس لیے ہے کہ یہ رقم انسداد مالیریا کے ہزاروں گرام کے لیے روانہ مالی سال کے آخر میں مرکزی حکومت سے بطور خاص قرض کی صورت میں ملی تھی۔ مرکزی حکومت نے یہ قرض اس لیے منظور کیا ہے کہ ڈی ڈی ٹی کے بجائے کوئی نئی کرم کش دوا (insecticide) کا استعمال شروع کیا جائے کہونکہ مالیریا کے جراثیم کے حامل مچھروں کے بارے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان پر اب ڈی ڈی ٹی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

بجٹ کے تخمینے برائے ۱۹۴۲-۴۳ء

پنجاب والا

اب میں بجٹ برائے سال ۱۹۴۲-۴۳ء کے تخمینوں کی طرف آتا ہوں آمدنی اور اخراجات کے تخمینے بنانے سے پہلے میں یہ عرض کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ آئندہ سال کا بجٹ تیار کرتے وقت اعداد و شمار کی پیشکش کے طریقہ کار میں اس غرض سے کچھ تبدیلی کردی گئی ہے کہ عام آدمی بھی صوبائی حکومت کی آمدنی اور اخراجات کو بخوبی جان سکے۔ ماضی میں یہ طریقہ رہا ہے کہ بہت سے شعبوں میں آمدنی اور اخراجات کی الگ الگ وضاحت نہیں کی جاتی تھی بلکہ انہیں ایک دوسرے میں سے تفریق کر کے نتیجہ درج کر دیا جاتا تھا کہ اتنی آمدنی ہوئی یا اتنا خرچ آیا۔ اس سے عام آدمی کو یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اصل میں کیا آمدنی ہوئی اور کیا خرچ آیا۔ آئندہ مالی سال سے تفریق کے ان سلسلوں کو حتی الامکان ترک کر دیا گیا ہے اور آمدنی کو آمدنی کے خانے میں اور خرچ کو خرچ کے خانے میں دکھایا گیا ہے۔ بجٹ کو آسان بنانے کی غرض سے یہ روایت بھی ترک کی جا رہی ہے کہ ایک شعبے کے اخراجات کو مختلف مقامات پر درج اور منتقل کر دیا جائے۔ مثلاً عملے کے متعلق تمام خرچ کو اب حتمی طور پر ریونیو کی مد میں ظاہر کیا جائے گا جب کہ پہلے اس کے کچھ حصے کو سرمایے کی مد میں منتقل کر دیا جاتا تھا۔ توقع ہے کہ بجٹ سے متعلق اس اصلاح کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ سال کے بجٹ کے تخمینے نئی آئینی دفعات کے مطابق تیار کئے گئے ہیں۔ ۱۹۶۲ء کے آئین میں ”نئے“ اور ”نئے کے ماسوا،“ خرچ کے بارے میں فرق ملحوظ رکھا گیا تھا اسے یکسر ترک کر دیا گیا ہے اور آئندہ غیر تصویبی خرچ (Charged Expenditure) کے سوا باقی تمام خرچ کی منظوری اسمبلی سے لی جائے گی۔

ویدوشور آمدنی برائے ۱۹۷۲-۷۳

جناب والا!

۱۹۷۲-۷۳ء کے بجٹ کے تخمینے کے مطابق آئندہ مالی سال میں صوبائی حکومت کی ریونیو آمدنی (Revenue Receipts) ۱۳۸ کروڑ ۶۸ لاکھ روپے ہوگی۔ اس رقم میں وہ گرانٹ شامل نہیں جو مرکز کی طرز سے ترقیاتی منصوبوں کے لئے دی جاتی ہے۔ رواں مالی سال کے ترمیم شدہ ۱۱۶ کروڑ ۹۷ لاکھ روپے کے تخمینے کے مقابلے میں ۳۱ کروڑ ۷۱ لاکھ روپے کا یہ ظاہری اضافہ جزوی طور پر اس حقیقت کے سبب ہے کہ اب پہلی مرتبہ نظام آبپاشی کی مجموعی آمدنی کی مدد میں درج کیا جا رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں نظام آبپاشی کے مصارف کار کو اب آمدنی میں سے تفریق نہیں کیا گیا۔ اگر اس ظاہری اضافے کو نظر انداز ہی کر دیا جائے جو اگلے سال کی آمدنی کے تخمینے میں آبپاشی کی مجموعی آمدنی درج کرنے کے باعث ہو رہا ہے تو سال رواں کے ترمیم شدہ تخمینے کے مقابلے میں آئندہ سال کی آمدنی میں ۱۳ کروڑ ۸۳ لاکھ کا اضافہ ہو رہا ہے یہ اضافہ زیادہ تر مرکزی حکومت کی طرف سے کپاس پر برآمدی ڈیوٹی کے دوبارہ نفاذ کے باعث ہوا ہے جس سے ہمیں ہمارا مناسب حصہ ملے گا۔ صوبائی ٹیکسوں کی وصولیوں میں (ماسوائے آبپاشی کے جو بہر صورت ایک عوضانہ ہے) نسبتاً غیر لچکدار ہونے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ ۱۹۷۲-۷۳ء کے اعداد و شمار ۱۹۷۱-۷۲ء کے ترمیم شدہ تخمینے کے مقابلے میں صوبائی ٹیکسوں کی آمدنی میں معمولی کمی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ معمولی کمی بہر حال محض خیالی ہے کیونکہ عبوری آئین کے تحت بعض موضوعات کی منتقلی آئندہ مالی سال کے تخمینوں پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ مثلاً ریلوے کے کرایوں پر سرچارج کے ذریعے صوبائی حکومت کو تقریباً ۲۳ لاکھ روپے کی جو آمدنی ہوتی تھی اس سے وہ اب محروم ہو گئی ہے۔ سال رواں کے ترمیم شدہ تخمینے کے مطابق زرعی انکم ٹیکس کی آمدنی ۲۸ لاکھ روپے

تھی جو اب کم ہو کر ۱۰ لاکھ روپے رہ جائے گی۔ اس کمی کی وجہ سے ایک تو یہ ہے زرعی اصلاحات کے متوقع نفاذ کے پیش نظر بڑے زمینداروں کا رجحان اپنی زمینوں کو تقسیم کرنے کی طرف رہا اور دوسری وجہ خود زرعی اصلاحات کا نفاذ ہے جس کے باعث اس ٹیکس کی زد میں آنے والی بڑی بڑی زمینداریاں باقی ہی نہیں رہیں۔ دیگر صوبائی محاصل میں جو مختلف ذرائع سے وصول ہوتے ہیں، سال رواں کے ترمیم شدہ تخمینوں کے مقابلے میں ۷۰ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ پنجاب میں پانی کے شعبے کے منصوبوں کے لئے واہڈا کو دئے گئے قرضوں پر حاصل ہونے والے منافع کے سبب ہوا ہے۔ اب یہ فرضے صوبائی حکومت براہ راست وصول کرے گی۔ اس آمدنی میں اور بھی اضافہ ہو جاتا اگر زرعی محکموں کی آمدنی میں کمی نہ ہوتی۔ یہ کمی تعاملی اصلاحات کے نفاذ کے سبب ہوئی ہے جن کے مطابق آئندہ آٹھویں جماعت تک تعامم مفت ہو گی۔ ہوری آئین کے تحت مرکز کو جو موضوعات منتقل ہوئے ہیں ان کے باعث بھی آمدنی پر اثر پڑے گا۔ نئے انتظامات کے تحت اب اسلحہ لائسنس فیس، افرادی قوت و روزگار کی تنظیموں کے محاصل، معدنیات پر ایکسائز ڈیولٹی اور اینوں کی فروخت کی آمدنی مرکز کو جائے گی۔ ان تمام مدوں کے باعث کل ۳۱ لاکھ روپے کا فرق پڑے گا۔ تاہم مرکزی حکومت نے خواہش ظاہر کی ہے کہ نئے مالی سال کے دوران ان موضوعات پر جو خرچ آنے صوبائی حکومت برداشت کرتی رہے۔ اس سلسلے میں اٹھنے والے تمام اخراجات مرکز کی طرف سے گرانٹ کی صورت میں واپس کر دیئے جائیں گے۔ اس فیصلے کے نتیجے میں مرکز کی طرف سے غیر ترقیاتی گرانٹوں کی رقم جو ۱۹۷۱-۷۲ میں ۱۸ لاکھ روپے تھی ۱۹۷۲-۷۳ میں ۶۲ لاکھ روپے ہو جائے گی۔

ریورنڈم و اخراجات - ۱۹۷۲-۷۳ -

جناب والا !

۱۹۷۲-۷۳ کے لئے غیر ترقیاتی ریورنڈم و اخراجات کا تخمینہ سال رواں کے ۹۷ کروڑ ۷۷ لاکھ روپے کے ترمیم شدہ تخمینے کے مقابلے میں ۱۳۵ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ غیر ترقیاتی اخراجات میں اس بظاہر بہت بڑے اضافے سے شاید کچھ دوستوں پر ماتھا ٹھنکے۔ لیکن میں یہیں عرض کروں کہ ۱۹۷۲-۷۳ کے

اخراجات کے تخمینے میں اس اضافے کی ایک وجہ بجٹ سازی کی روایت سے ہمارا یہ انحراف ہے کہ نظام آبپاشی کے اخراجات جو پہلے آمدنی میں سے تفریق کر کے درج کئے جاتے تھے اب پہلی مرتبہ متعلقہ اخراجات کی ذیل میں جگہ پا رہے ہیں اس کے علاوہ پبلک ورکس کے محکموں کے عملے کے تمام اخراجات ریونیو کی مد میں دکھائے جا رہے ہیں اور انہیں ریونیو اور سرمائے کی مد کے درمیان تقسیم نہیں کیا جا رہا۔ اسی طرح سرکاری ملازموں کو پنشن کی یکدمت ادائیگی جو شروع میں سرمائے کی مد سے ہوتی تھی اور پھر ۱۰ سال کے عرصے میں ریونیو کی مد سے وصول کی جاتی تھی اب مرکزی حکومت کے دستور العمل کے مطابق کافی طور پر ریونیو کی مد میں دکھائی جا رہی ہے۔ چنانچہ بجٹ سازی ان اصلاحات کے نتیجے میں غیر ترقیاتی ریونیو اخراجات میں ۲۶ کروڑ روپے کا جو اضافہ ہوا ہے وہ حقیقی کم اور ظاہری زیادہ ہے۔ ۱۹۷۲-۷۳ کے اخراجات میں اضافے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ یکم مارچ ۱۹۷۲ سے نان گزیٹڈ سرکاری ملازموں کی تنخواہوں کے سکینوں پر نظر ثانی کی گئی ہے تنخواؤں پر ان نظرثانی کے بھرپور اثر کا پرتو ۱۹۷۲-۷۳ کے بجٹ کے تخمینوں میں نمایاں ہے۔ یاد رہے کہ رواں مالی سال میں تنخواہوں پر نظر ثانی کا اثر صرف آخری تین مہینوں تک محدود تھا۔ ہم نے عہد کیا تھا کہ ہم کم آمدنی والے سرکاری ملازموں کی مدد کریں گے۔ اگرچہ ہنگامی حالات کے نفاذ کی وجہ سے دم وسائل کی شدید قلت سے دو چار تھے پھر بھی ہم نے اپنا وعدہ وفا کر دکھایا۔ صوبائی حکومت نے اصولی طور پر یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ ورک چارج ملازموں اور اتفاقی اخراجات کی مد سے تنخواہ ہانے والوں میں سے باقاعدہ نوعیت کی خدمات انجام دینے والے ملازموں کو ایک ہنچسالہ تدریجی پروگرام کے تحت باقاعدہ ملازمت دے دی جائے۔ عملے کی تنخواہوں میں اضافے اور ورک چارج ملازموں اور اتفاقی اخراجات کی مد سے تنخواہ ہانے والوں کو باقاعدہ ملازمت دینے سے ۱۹۷۲-۷۳ کے اخراجات کے تخمینے میں ۱۹۷۲-۷۳ کے دوران متوقع اخراجات کے مقابلے میں تقریباً ۱۰ کروڑ روپے کا اضافہ ہو جائے گا۔ ۱۹۷۲-۷۳ کے عہد ترقیاتی اخراجات میں دوسرے اہم اضافوں کی ایک وجہ یہ ہے کہ گندم کی امدادی سکیم میں وسعت پیدا ہو گئی ہے

اور اب ۵ لاکھ ٹن کے بجائے تقریباً ۷ لاکھ ٹن گندم کے صرف ہر امداد کا اطلاق ہو گا جس کے باعث ۳ کروڑ ۱۳ لاکھ روپے زائد خرچ ہونگے۔ پھر تعلیم کے اخراجات میں ۶ کروڑ ۱۵ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کے ذریعے محکمہ تعلیم یکم ستمبر ۱۹۷۲ء سے صوبے کے تمام راناہورٹ کالجوں کو اپنی تحویل میں لینے کے قابل ہو جائے گا۔ اس طرح ملکی اور غیر ملکی قرضوں پر منافع کی ادائیگی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے چند تکمیل شدہ ترقیاتی سکیموں کو غیر ترقیاتی بجٹ کی ذیل میں لا کر ترقیاتی بجٹ کا بوجھ بھی ہلکا کیا ہے۔

غیر ترقیاتی ریونیو اخراجات میں اس اثاثے بھی اضافہ ہوا ہے کہ نئے بجٹ میں ان منصوبوں کی گنجائش رکھی گئی ہے جو مغربی پاکستان زرعی ترقیاتی کارپوریشن اور مغربی پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن ٹوٹ جانے کے بعد صوبے کو منتقل ہو گئے ہیں۔

فاضل ریونیو

جذب والا

اخراجات میں جن اضافوں کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں ان کے باعث نئے مالی سال کے دوران فاضل ریونیو (Revenue Surplus) کم ہو گا ۳ کروڑ ۱۳ لاکھ روپے رہ جائے گا۔ غیر ترقی سرمایے اور پبلک اکاؤنٹس سے ہونے والی اصل وصولیاں منفی ۵ کروڑ ۷۳ لاکھ روپے کی مالیت کی ہوں گی۔ فاضل ریونیو اور سرمایے کی اصل وصولیوں کو (جو منفی ہوں) سامنے رکھا جائے تو ۷۳-۱۹۷۲ء کے غیر ترقیاتی بجٹ میں ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ روپے کی کمی نظر آئے گی۔ اس صورت حال کے پیش نظر حکومت کے لیے آسان طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اتنی رقم کے نئے ٹیکس عائد کر دئے جائیں۔ مگر ۷۳-۱۹۷۲ء کے غیر ترقیاتی بجٹ میں خسارے کی صورت حال سے نمٹنے کے لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک انقلابی قدم اٹھایا جائے اور عوام پر ٹیکس لگانے کے بجائے خود حکومت پر ٹیکس لگایا جائے۔ عوام کے نمائندوں کو یہ جان کر مسرت ہو گی کہ ہم اس سال کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کر رہے یہ فیصلہ کرتے ہوئے ہمارے سامنے یہ حقیقت بھی تھی کہ ۷۲-۱۹۷۱ء کے دوران پنجاب میں کئی نئے ٹیکس عائد کئے گئے تھے۔ ہم نے ان ٹیکسوں کا جائزہ لے کر انہیں اس طرح تبدیل کیا ہے کہ عوام پر ان کا بوجھ غیر منصفانہ طریقے پر نہ پڑے۔ میں ان تبدیلیوں کا ذکر بعد میں کروں گا۔ غیر ترقیاتی اخراجات میں ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ روپے کی

تخفیف کرنے کے سلسلے میں ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک ہجرت کمیٹی قائم کی جائے جو سیکرٹری سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن، سیکرٹری فنانس اور متعلقہ محکمے کے سیکرٹری پر مشتمل ہو گی۔ اس کمیٹی کو حکومت کے تمام محکموں کا جائزہ لینے کا اختیار ہو گا اور وہ ان کے غیر ضروری اخراجات میں تخفیف کا حکم دے سکے گی یہاں تک کہ ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ روپے کی کمی پوری ہو جائے۔ وزیر خزانہ خود اس کمیٹی کا چیرمین ہو گا۔ یہ کمیٹی تعلیمی اور ثقافتی اداروں کو دی جائے والی گرانٹ کا بھی جائزہ لے گی اور ایسی ہر گرانٹ روک دے گی جس کا موجودہ حالات میں کوئی جواز نہیں۔ یہ کمیٹی ٹیکس وصول کرنے والے محکموں کی تنظیم نو کے مسئلے پر بھی غور کرے گی تا کہ ٹیکسوں کی وصولی کے سلسلے میں ان کی کارکردگی کو بہتر بناوا جا سکے۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام ۱۹۷۲-۷۳

جناب والا!

۱۹۷۲-۷۳ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام پر مجموعی طور پر ۷۸ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ اس رقم کا موازنہ اگر رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام سے کیا جائے جس پر ۳۳ کروڑ ۷۷ لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں تو بظاہر ۴۵ کروڑ روپے کا اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ موازنہ زیادہ صحیح نہ ہو گا کیونکہ ۱۹۷۲-۷۳ کے ترقیاتی پروگرام میں ۲۰ کروڑ ۵۸ لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو واہڈا کے ہائی کے منصوبوں اور مغربی پاکستان زرعی ترقیاتی کارپوریشن اور مغربی پاکستان سال انڈسٹریز کارپوریشن کے ان منصوبوں سے متعلق ہے جو اب صوبائی حکومت کی تحویل میں آ گئے ہیں۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ آئندہ سال کا ترقیاتی پروگرام سال رواں کے مقابلے میں ہی نہیں، پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔ ۱۹۷۲-۷۳ کے ترقیاتی اخراجات کی شعبہ وار تقسیم حسب ذیل ہے۔

| | |
|----------------------|-------------------------|
| ۱۹ کروڑ روپے | زراعت |
| ۱۵ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے | پانی |
| ۶ کروڑ روپے | پمپلز ورکس پروگرام |
| ۱۲ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے | تعلیم |
| ۸ کروڑ روپے | فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ |

| | |
|----------------------------|---------------------|
| صحت | ۷ کروڑ روپے |
| ٹرانسپورٹ اور مواصلات | ۹ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے |
| سماجی بہبود اور افرادی قوت | ۱ کروڑ روپے |
| صنعتیں ، ایندھن و معدنیات | ۳۰ لاکھ روپے |

میزان ۷۸ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے

نئے سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تشکیل میں ہم نے کوشش کی ہے کہ پہلے سے جاری منصوبوں کی ناگزیر ضروریات کا تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ اہم نئے پروگراموں کے لئے وافر رقمیں مختص کر دی جائیں چنانچہ پیپلز ورکس پروگرام کے لئے چھ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جیسا کہ دیہات میں بسنے والے اسی فیصد عوام کا حق ہے ، سب سے زیادہ اہمیت زراعت کو دی گئی ہے ۔ زراعت کے لئے ۱۹ کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔ ہائی کے وسائل کو ترقی دینے کے لئے ۱۵ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ ظاہر ہے یہ رقم بھی زراعت ہی کی ترقی پر خرچ ہو گی ۔ اس طرح پورے ترقیاتی پروگرام کا تقریباً ۹۹ فیصد حصہ زراعت کی ترقی کے لئے مخصوص ہو گا ۔ شعبہ زراعت میں سب سے زیادہ زور ان منصوبوں پر دیا گیا ہے جن کا براہ راست تعلق پیداوار میں اضافے سے ہے ۔ ان میں رعایتی نرخوں پر کھادیں ، بیج ، پودوں کے تحفظ کا سامان اور کرم کشن ادویات شامل ہیں ۔ اسی شعبے میں مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام (Integrated Rural Development Programme) بھی شامل ہے جس کے تحت ہر ضلع میں ایک ترقیاتی مرکز قائم کیا جائے گا ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ۔ زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے ہم نے ہائی کے وسائل کی ترقی پر خصوصی توجہ دی ہے ۔ ہائی کے لئے مخصوص رقم میں پنجاب میں واقع واہڈا کے منصوبوں کے لئے ۱۰ کروڑ روپے کی رقم شامل ہے ۔ اس رقم سے واہڈا کے لئے ممکن ہو گا کہ آئندہ مالی سال کے دوران سیکارپ ۲ ، ۳ اور ۴ جیسے پہلے سے جاری منصوبوں کو مکمل کر لے ۔

ہم نے تمہیہ کیا ہے کہ محدود وسائل کے باوجود ہمساندہ علاقوں میں ترقی کی رفتار کو تیز تر کیا جائے۔ چنانچہ نئی سکیموں کے لئے مخصوص رقم کا بیشتر حصہ صوبے کے ہمساندہ علاقوں پر خرچ ہوگا۔ مثال کے طور پر پانی کے شعبے میں زیادہ تر نئے ترقیاتی منصوبے بہاول پور ڈویژن اور مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان جھنگ، میانوالی اور کیمبل پور جیسے اضلاع میں شروع کئے جائیں گے۔ جنگلات کو فی الفور ترقی دینے کے لئے ۴۲ لاکھ روپے کی مخصوص رقم بھی انہی علاقوں میں صرف ہوگی۔ اسی طرح بہاولپور میڈیکل کالج کی مزید توسیع کے لئے بھی ۷۰ لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

مرکزی حکومت نے معاشرتی اور اقتصادی شعبوں میں جو انقلابی اصلاحات جاری کی ہیں ہم نے کوشش کی ہے کہ ہمارا نئے سال کا ترقیاتی پروگرام ان کا آئینہ دار ہو۔ نئی تعلیمی پالیسی کے بارے میں صدر پاکستان کے اعلان کے مطابق شعبہ تعلیم کے لئے دگنی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں اہتمام کیا جائے گا کہ گذشتہ دور کے برعکس نمائشی عمارتوں کے بجائے بنیادی تعلیمی سہولتوں پر زیادہ توجہ دی جائے۔ دو کروڑ ۰۸ لاکھ روپے کی معقول رقم کم آمدنی والے لوگوں کی واسطے مکانات تعمیر کرنے کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ جس میں ملتان روڈ پر ۱۶۰۰ ایکڑ سکیم کے لئے ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے اور لاہور ٹاؤن شپ سکیم کے لئے ۷۰ لاکھ روپے کی رقم شامل ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ان رقموں سے تقریباً ۷ ہزار نئے پلاٹوں کو تعمیر کے قابل بنایا جا سکے گا۔ ۱۶۰۰ ایکڑ سکیم میں صحافیوں اور ادیبوں کی کالونیوں کی گنجانش بھی رکھی جائے گی اور اس طرح دانشور طبقے کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا ہو جائے گا۔ نئے ترقیاتی پروگرام میں تعلیم یافتہ بے روزگار افراد کی خدمات سے فائدہ اٹھانے پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ بے روزگاری بہت بڑا مسئلہ ہے اور ابھی ہمارے وسائل اس کے خاطر خواہ حل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ پھر بھی بیملز ورکس پروگرام کی ۶ کروڑ روپے کی رقم کا خاصا بڑا حصہ اس مقصد کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ بیملز ورکس پروگرام موجودہ دیہی تعمیراتی پروگرام پر بھی محیط ہوگا اور اس سے دیہات سے وابستہ بیروزگار اور کم اجرت پانے والے محنت کش افراد کو فائدہ پہنچے گا۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے رقم کی فراہمی

جناب والا !

اب میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے رقم فراہم کرنے کے مسئلے کی طرف آتا ہوں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہوں صوبائی حکومت اپنے وسائل سے آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام کے لئے کوئی رقم فراہم نہیں کر سکتی کیونکہ اس کے غیر ترقیاتی بجٹ میں کوئی فاضل رقم نہیں بلکہ ۱۱۰ کروڑ ۶۱ لاکھ روپے کی کمی ہے جسے حکومت کے اخراجات میں تخفیف کر کے پورا کیا جائے گا۔ اس لیے ہمارے سالانہ ترقیاتی پروگرام ۱۹۷۲-۷۳ کے لیے تمام زر مالی امداد مرکزی حکومت اور اس کے توسط سے حاصل ہوگی۔

ٹیکسوں میں تبدیلیاں

جناب والا !

اب میں ٹیکسوں کے بارے میں تجاویز پیش کرتا ہوں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| * | * | * | * |
| * | * | * | * |
| * | * | * | * |

جناب والا !

میں پہلے یہ ذکر کر چکا ہوں کہ اگلے مالی سال کے لئے بجٹ کی تجاویز وضع کرتے وقت ہمارے پیش نظر یہ مقاصد رہے ہیں کہ مساوات پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کے لئے جدوجہد کریں، غلہ وافر مقدار میں معقول نرخوں پر فراہم کریں اور اپنے وسائل کا رخ دیہی عوام کے دکھ بھرے مسائل کی طرف موڑ دیں۔ آپ فطری طور پر یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ان مقاصد کے حصول کے لئے کیا ٹھوس قدم اٹھائے گئے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے شہری غیر منقولہ جائداد پر ٹیکس کو نئے انداز سے اس طرح تقسیم کرادیا ہے کہ اس کا بوجھ کم آمدنی والے طبقے سے ہٹ کر اوپر کے طبقوں کی طرف ہو جائے۔ اس طرح چھوٹے مکانوں کے ایک لاکھ سے زائد مالک سکھ کا سامنہ لیں گے۔ دوسرے، ہم نے تعلیم، صحت اور سستے مکانوں کے لئے مختص رقموں میں معتدبہ اضافہ کیا ہے۔ ان مددوں میں خرچ ہونے والی رقم سے ہمارے معاشرے کے نسبتاً غریب تر طبقوں کا بھلا ہوگا اور انہوں نے وقت تعلیم، صحت علاج اور مستی رہائش کی سہولتیں ملنی شروع

ہو جائیں گی۔ تیسرے، ہم سرکاری گداموں سے جاری ہونے والی گندم کی قیمت سترہ روپے من برقرار رکھیں گے جس کے لئے ہمیں تقریباً ساڑھے آٹھ کروڑ روپے اپنے بلے سے خرچ کرنے ہوں گے۔ اس لائحہ عمل سے اگلے مالی سال کے دوران راشن ڈپوؤں پر بارہ مہینے آنے کی وافر مقدار موجود رہے گی۔ چوتھے، ہم نئے زرعی اور آبی وسائل کی ترقی کے لئے بڑی بھاری رقمیں مختص کی ہیں۔ پھر ۱۹۷۲-۷۳ کے لئے ہمارے قریبائی بجٹ میں پہلے ورکس پروگرام کو نہایت ممتاز مقام حاصل ہے۔ یقین ہے کہ ان منصوبوں کی بلوات زرعی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوگا اور اس طرح ہمارا وہ مقصد بھی جس کا پہلے ذکر آیا ہے پورا ہو جائے گا کہ غلہ کافی مقدار میں مناسب نرخوں پر ہم پہنچتا رہے۔ اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں سود مند ملازمتوں کے مواقع بھی بہت بڑھ جائیں گے اور دیہاتی عوام کی سوئی ہوئی قسمت جاگنے لگے گی۔ یہاں اس حقیقت پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کہ پیداوار میں اضافے کے بغیر قیمتوں میں کمی نہیں ہو سکتی۔

جناب والا !

ہمیں اعتراف ہے کہ ہم جن مسائل سے دوچار ہیں وہ بہت ہی کٹھن ہیں اور انہیں محدود وسائل کے باعث کسی قلیل مدت میں نبھانا ممکن نہیں۔ مگر بسم اللہ کر دی گئی ہے اور مالی وسائل ہی سب کچھ نہیں ہوتے۔ دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ ان وسائل کو عوام کی بہبود کے لئے کس جذبے سے استعمال کیا گیا ہے۔ ہم وسائل کی کمی کو عزم و استقامت سے پورا کر دیں گے۔ ہم پہاڑوں کا سینہ چیر کر اپنے پاسے کھیتوں کو سیراب کریں گے۔ ہم زمین کا سینہ چیر کر اپنے بھوکے عوام کی محرومی کا قلع قمع کریں گے۔ ہم پنجاب کو پاکستان کا دھڑکتا ہوا دل بنانے کے لئے خون ہسینہ ایک کر دیں گے۔ ہم پنجاب کی مٹی سے خدا کے بندوں کی ایسی نسلیں ابھاریں گے جو حق کے لئے جینا اور مرنا جانتی ہوں اور یہ سب کچھ ایسی صورت ممکن ہے کہ اس خطے سے مایوسی اور نامرادی کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ ہم یہی عزم لے کر میدان میں اترے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے کیونکہ عوام ہمارے ساتھ اور خدا عوام کے ساتھ ہے۔

ٹیکسوں میں تبدیلی

جناب والا !

میں اب ۱۹۷۲-۷۳ء کے لئے مجوزہ ٹیکسوں میں تبدیلی کا ذکر کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے ہم آئندہ مالی سال کے دوران کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کریں گے۔ بہر حال ہم بعض ٹیکسوں میں معمولی ردوبدل کر رہے ہیں تاکہ ان کا بوجھ اس طرح تقسیم ہو جائے کہ زیادہ اثر ان افراد پر پڑے جو دوسروں کی نسبت ان کے زیادہ متحمل ہو سکیں اور کم وسائل والے لوگوں پر ان کا اثر کم ہو خواہ اس عمل میں حکومت کی آمدنی میں تھوڑی کمی ہی کیوں نہ واقع ہو جائے۔ اس سلسلے میں غیر منقولہ شہری جائداد کے ٹیکس میں معافی کی حد ۲۱۶ روپے سے بڑھا کر ۴۳۲ روپے سالانہ کی جارہی ہے نئی معافی کے اصول کا اطلاق مالک قابضین جائداد کے علاوہ دیگر مالکان پر بھی ہوگا۔ بیواؤں اور یتیموں کے لئے معافی کی حد ایک ہزار روپے رہے گی۔ اس وقت غیر منقولہ شہری جائداد کے ٹیکس کی مختلف شرحیں لیکن آئندہ سال سے ان شوحوں کو ہس فیصد کی واحد شرح میں ضم کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ بارہ ہزار روپہ تک سالانہ کرایے کی جائداد کے مالکوں کو یہ رعایت بھی دی جائے گی کہ ان پر ٹیکس عائد کرتے ہوئے ان کی جائداد کی سالانہ ماہیت سے ۲۷۰ روپے کی بالمقطع رقم منہا کر دی جائے گی۔ یا بالمقطع رعائتیں رقم ان بیواؤں اور یتیموں کے سلسلے میں جو تین ہزار روپہ سالانہ کرایے تک کی جائداد کے مالک ہیں پانچ سو روپے ہوگی۔ اس کے علاوہ بیس ہزار روپہ سے زائد رقم کے سالانہ کرایے والی شہری جائداد کے مالکوں پر واجب الوصول ٹیکس پر ۲۰ فیصد زائد ٹیکس نافذ کیا جا رہا ہے۔

ان تبدیلیوں کا اثر یہ ہوگا کہ جہاں اس ٹیکس کا اطلاق پہلے جائداد کے ایسے مالکان پر بھی ہوتا تھا جن کی کرائے کی مالیت ۲۰ روپے روپے ماہانہ سے ذرا سا بھی تجاوز کر جاتی تھی۔ اب ایسے مالکان بھی اس ٹیکس کی آرائی سے مستثنیٰ ہوں گے جن کی جائداد کے کرائے کی مالیت چالیس روپے ماہانہ ہے۔ مزید برآں ایسی جائداد کے مالکوں کو جس کے کرایے کی مجموعی مالیت بارہ سو روپے سالانہ ہے واٹر چھوٹ دی جائے گی ایسی جائداد کے مالکان جن کے کرائے کی مجموعی مالیت بارہ سو روپے سالانہ سے زائد ہے اس رقم سے برائے نام زائد ٹیکس ادا کریں گے جو وہ

اب تک ادا کر رہے ہیں۔ مگر اس بوجھ میں ۲۷۰ روپے کی بالخصوص تخفیف (جس کی اجازت انہیں اب دی جا رہی ہے) کی پکاساں شرح کی وجہ سے بتدریج اضافہ ہو گا۔ ہم یہ اہتمام کریں گے کہ بارہ سو روپے سے زائد کرایہ کی مالیت والی جائیدادوں کے بارے میں واجب الواداً ٹیکس کی رقم میں معمولی اضافے کو متاثر مالکان جائداد کی طرف سے کرایوں میں اضافہ کرنے کا بہانہ بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ چنانچہ ریٹ کنٹرول آرڈی نینس کی دفعات پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔ اس تبدیلی سے کم آمدنی کے زمرے میں شامل مالکان کی ایک کثیر تعداد کو فائدہ پہنچے گا تو یہ ہے کہ ٹیکس ادا کرنے والے پچاس فیصد افراد کو جن کا تعلق کم آمدنی والے مالکان سے ہے ٹیکس کی مکمل رعایت یا اس میں ہلکی سے زریعہ فائدہ ہو گا۔ کم آمدنی کے زمرے میں شامل مالکان کو جو رعایت دی گئی ہے اسکی وضاحت کے لئے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ایسی جائداد کے مالک کو جسکی سالانہ کرایے کی مالیت ۲۰۰ روپے سے ۳۷۵۰ روپے سالانہ بطور ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے لیکن مجوزہ تبدیلیوں کی وجہ سے اس مالک کو اب کوئی ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑے گا اسی طرح ۵۰۰ روپے سالانہ کرایے والی جائداد کا مالک اس وقت ۷۰ روپے سالانہ ٹیکس ادا کرتا ہے نئے انتظام کے تحت اسے اب صرف ۳۶ روپے سالانہ ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ موجودہ قانون کے تحت ۷۰ روپے سالانہ کرائے کی جائداد کا مالک ۱۱۲۵۰ روپے سالانہ ٹیکس ادا کرتا ہے نئے قانون کے تحت وہ اب ۶۶ روپے سالانہ ٹیکس ادا کریگا۔ ہوں سمجھیں کہ سو روپے (۱۰۰ روپے) تک ماہوار کے کرائے کے مالکان پر ٹیکس کم ہو گیا ہے۔

حکومت نے سیمینا الٹرنٹیو کے مسائل کا جائزہ لینے کے لئے جو اس کمیٹی تشکیل کی تھی اسی رائے کے مطابق سفری سیمائوں کو چھوڑ کر باقی تمام سیمائوں کے سلسلے میں سیمائے تجدیدی نہیں... روپے سے کم کو لگے ۲۰۰۰ روپے کی جا رہی ہے۔ سفری سیمائوں کے سلسلے میں ۱۰۰۰ روپے سے کم کے ۲۰۰۰ روپے کی جا رہی ہے۔ سفری سیمائوں کو مقابلتاً زیادہ رعایت اس لئے دی جارہی ہے کہ وہ دیہی علاقوں میں تفریحی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔ اس کے علاوہ عام سیمائے تجدیدیوں میں جو مل کر ۱۰۰۰ روپے سالانہ بن جاتی تھیں انہیں مولف کیا رہا ہے۔ البتہ اول درجے کے سیمائوں کے سلسلے میں سیمائے ٹیکس ۱۰۰۰ روپے سے بڑھا کر

۳۰۰۰ سالانہ اور دوسرے درجے کے سینماؤں کے سلسلے میں ۵۰۰ روپے سے بڑھا کر ۱۰۰۰ روپے مقرر کیا جا رہا ہے مگر کم آمدنی والے تیسرے درجے کے سینماؤں کا ٹیکس ۱۰۰ روپے سالانہ ہی رہے گا۔ ان تبدیلیوں کے سبب سینما انڈسٹری پر مجموعی بوجھ تقریباً جوں کا توں رہے گا لیکن پہلے کی نسبت اب یہ بوجھ استطاعت کے مطابق بٹ جائے گا۔

میں یہ بھی درض کرنا چاہتا ہوں کہ یکسانیت کے پیش نظر زرعی انکم ٹیکس پر سر چارج کا اطلاق اب صوبے کے تمام علاقوں پر کیا جا رہا ہے۔

اب میں ایران کے سامنے آئندہ مالی سال کا بجٹ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب ۱۹۷۲ء

مسٹر سپریمور۔ اب وزیر خزانہ، مسودہ قانون مالیات پنجاب ۱۹۷۲ء پیش کریں۔

وزیر خزانہ۔ (مسٹر محمد حنیف رامے) جناب والا بجٹ کے علاوہ مسودہ قانون مالیات پنجاب ۱۹۷۲ء پیش خدمت ہے۔

مسٹر سپریمور۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب ۱۹۷۲ء پیش ہو گیا ہے۔ کل کے اجلاس میں ڈیرہ غازی خان کے ایک معزز رکن نے یہ پوچھا تھا کہ ۲۸ جون کو جب یہ اجلاس ملتوی ہو گا تو اس کے بعد ہم دوبارہ کب اکٹھے ہوں گے۔ ان کی اور ہائی ممبران کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۲۸ جون کے بعد ۷ جولائی تک کے لئے یہ اجلاس ملتوی ہو گا اور ۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو صبح ۸ بجے شہر سرکاری کارروائی کیلئے ہم یہاں اکٹھے ہوں گے۔

اب ہاؤس کی کارروائی ۱۹ جون ۱۹۷۲ء ۸ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ۹ بجکر ۵ منٹ پر ۱۹ جون ۱۹۷۲ء بروز سوموار ۸ بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہو گیا)

جمعہ روز ۱۹ جون ۱۹۷۲ء
پہلی پنجاب میں اسی سبلی کا اجلاس دوم

سوموار ۱۹ جون ۱۹۷۲ء

(دو شنبہ ۶ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

اسبلی کا اجلاس اسبلی جیمہ لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد
ہوا۔ مسٹر نیکو رفیق احمد شیخ کو صدارت پر متعین ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اسکا اردو ترجمہ قاری اسبلی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اِذْ یُحٰیوُ اللّٰهُ الرَّسُوْلَ لَقَدْ نَزَّلْنَا اِلٰی مَعْصُوْمَةٍ مِنْ رُکُلِهِ وَجِبَتْ
عَنْهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ مِنْ اَعْدَاتٍ لِلْمُتَّقِیْنَ ۗ وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّبْعِ
وَالصَّلٰوةِ وَ اللَّذِیْنَ اَقْبَضُوْا الْعَیْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ
ۙ الَّذِیْنَ اِذَا قُلُوْا فَاِحْسَنُوْا اَوْ ظَلَمُوْا اَلْفَسَادَ ۗ ذٰکُرُوْا اللّٰهَ ۗ وَ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ یَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَ مِنَ الْعَمَلِ الَّذِیْ نُوْرٌ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی وَ لَمْ یَصْرِفْ اِلَّا فَاِحْسَنًا
وَ صَدَقْتُمْ ۗ اَوْ لَقَدْ کَانَ جُزْءًا مِّنْهُ مَغْفُوْرًا ۗ مِنْ ذٰلِکُمْ وَجِبَتْ مَجْرٰی
مَحْتَمِلًا ۗ اَلَا تَمُرُّ سَحَابٌ مِّنْ ذٰلِکَ اَوْ لَقَدْ اَخْبَرْنَا بِالْحَقِیْقِیْنَ

۲ - ۳ - ۴ - ۵ - آیات ۱۳۶ تا ۱۴۱

اور اللہ تعالیٰ نے اس رسول کو فرمایا کہ تم پر رحمت کا بلاغ۔ اور تم اپنے پروردگار کی
بخشش اور بہشت کی طرف پیشگی کرد میں کامیاب رہو اور زمین کے ہر گوشہ پر اللہ تعالیٰ
نور سے مالوں کیلئے تیار کر رہا ہے۔ جو اس کی اور اللہ تعالیٰ میں ایمان لائے گی راہ میں صرف کر کے کہتے
ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو روکتے ہوئے پائی جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کام کہنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ
کو جب کوئی گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش
مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کچھ بخشش نہیں کون سکا ہے۔ اور وہ جان بوجھ کر اپنے اعمال پر اللہ تعالیٰ سے نہیں
رہتے۔ ویسے ہی لوگوں کا لڑا پروردگار کی طرف سے بخشش اور باران ہیں جن کے نیچے ہنریں
ہے رہی ہیں۔ اور وہ ان میں ہرگز نہیں رہتے۔ اور اچھے کام کرنے والوں کا بہت

دعا علیہ السلام

دشان زدہ سوالات اور جوابات

صنعتی اداروں میں ہڑتالیں اور گھیراؤ

* ۴۴ (الف)۔۔ مسٹر احسان الحق پراچہ۔ کیا وزیر عمت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) جنوری ۱۹۷۲ء کے بعد پانچ مہینوں کے دوران صوبے بھر میں فیکٹریوں اور مل مالکوں کے خلاف مزدوروں نے کتنے گھیراؤ اور صنعتی ہڑتالیں کیں۔

(ب) ان فیکٹریوں وغیرہ کے نام کیا ہیں جہاں یہ ہڑتالیں کی گئیں؟

وزیر صنعت (مسٹر محمد افضل وٹو)۔۔ (الف) جنوری تا مئی ۱۹۷۲ء تعداد ہڑتال ۶۳ تعداد گھیراؤ۔۔۔

(ب) متذکرہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

INDUSTRIAL STRIKES IN PUNJAB FROM JANUARY, 1972 TO MAY, 1972.

January, 1972—

No. of strikes—7

- (1) Basco Industries Ltd., Gujrat.
- (2) S. S. Silk Mills, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (3) Saleem Silk Factory, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (4) National Hosiery, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (5) National Hosiery, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (6) National Hosiery, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (7) Almas Industries, Sargodha Road, Lyallpur.

February, 1972—

No. of strikes—9

- (1) Sh. Fazal Ur R. hman and Sons, Vehari Road, Multan.
- (2) Longman Mills, Gulberg, Lahore.
- (3) Senior Engineering Co., Lahore.
- (4) Basco Industries Ltd., Gujrat.
- (5) Crescent Jute Products Ltd., Jaranwala,

نشان زدہ سوالات اور جوابات

- (6) Mumtaz Foundry, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (7) S. S. Silk Mills, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (8) Saleem Silk Factory, Sheikhpura Road, Lyallpur.
- (9) Rehman Lace Works, Sheikhpura Road, Lyallpur.

March, 1972—

No. of strikes—15

- (1) Gogothene Chemical Industries, Wah Cantonment.
- (2) Municipal Committee, Lalamusa.
- (3) Cantonment Board, Rawalpindi.
- (4) Senior Engineering Co., Lahore.
- (5) Kausar Engineering Works, Lahore.
- (6) Associated Scientific Industries, Lahore.
- (7) Lyallpur Cotton Mills, Lyallpur.
- (8) Popular Silk Industry, Lyallpur.
- (9) New Itihad Silk Mills, Lyallpur.
- (10) Sharif Din Silk Factory, Lyallpur.
- (11) Shaheen Silk Factory, Lyallpur.
- (12) Al-Hilal Ghee Mills, Mumtazabad, Multan.
- (13) Punjab Textile Mills Ltd., Multan.
- (14) United Textile Mills, Fazalabad, Multan.
- (15) Allahwasaya Textile Mills Ltd., Vehari Road, Multan.

April, 1972—

No. of strikes—14

- (1) Kausar Engineering Works, Lahore.
- (2) C. C. Factory, Sialkot.
- (3) Climax Engineering Co., Gujranwala.
- (4) Ali Industries, Gujranwala.
- (5) Shareef Engineering Works, Lahore.
- (6) Faizi Industries Ltd., Gujranwala.
- (7) Ayub and Co., Sheikhpura.
- (8) Ayesha Textile Mills Ltd., Sheikhpura.

- (9) B. R. Industries, Lahore.
- (10) Service Industries (Tex), Gujrat.
- (11) Heavy Mechanical Complex, Texila.
- (12) International Beverage (7-Up), Islamabad.
- (13) AEG-T Ifunkan (Pak), Wah.
- (14) Izhar Ltd., Jauharabad.

May, 1972—

No. of strikes—18

- (1) Heavy Mechanical Complex, Texila, Rawalpindi.
- (2) Ferozsons Limited, Rawalpindi.
- (3) Serwar Textile Mills, Gujrat.
- (4) Inter-home Limited, Rawalpindi. (Presidential Estate).
- (5) M.L.C., Wah.
- (6) Wattan Woollen Mills, Rawalpindi.
- (7) Steel Casting Limited, Gujranwala.
- (8) Pakistan Cycle Industrial Co-operative Society, Lahore.
- (9) Sheikh Chirag Din Gulzar Muhammad Iron and Steel Rolling Mills, Badamibagh, Lahore.
- (10) Fazal Muhammad Faiz Muhammad Steel-Rolling Mills, Badamibagh, Lahore.
- (11) Punjab Steel Re-rolling Mills, Badamibagh, Lahore.
- (12) Pakistan Steel Re-rolling Mills, Badamibagh, Lahore.
- (13) Lahore Chemicals, Pharmaceutical Works, Ltd., Lahore.
- (14) Pakistan Industrial Gasses Ltd; Lahore.
- (15) Kausar Tubewell Engineers, Brandreth Road, Lahore.
- (16) Sheikh Abdul Kalim, Allah Ditta, Re-Rolling Mills Badamibagh, Lahore.
- (17) Habib Bank Ltd., Gujranwala, Sialkot and Lahore.
- (18) Husain Sugar Mills, Jaranwala, District Lyallpur.

All the strikes were illegal.

"GHERAOS" IN PUNJAB FROM JANUARY TO MAY, 1972.

INDUSTRIAL UNITS.

- (1) Gultex Limited, Multan.
- (2) Bahawalnagar Sugar Mills, Chishtian.
- (3) Abbasi Textile Mills, Rahimyar Khan.
- (4) Nippon Bobib Limited, Sahiwal.
- (5) Latif Tanneries Ltd., Sahiwal.
- (6) Shaigon Company Ltd., Industrial Area, Islamabad.
- (7) Shaigon Electric Engineering Co, Ltd, Industrial Area, Islamabad.
- (8) Akhtar and Halfman, Industrial Area, Islamabad.
- (9) International Beverages, Industrial Area, Islamabad.
- (10) Rahat Woollen Mills, Peshawar Road, Rawalpindi.
- (11) Bombay Plywood Industry, Peshawar Road, Rawalpindi.
- (12) Northern Industries, Peshawar Road, Rawalpindi.
- (13) Wattan Woollen Mills, Rawalpindi.
- (14) Westridge Fire-clay Industry, Rawalpindi.
- (15) Sheikh Oil and Brothers Mills, Babu Lal Hussain Road, Rawalpindi.
- (16) Hunza Central Asian Textile Mills, Saidpur Road, Rawalpindi.
- (17) Murree Brewery, Ayub Park, Rawalpindi.
- (18) A. M. Ebrahimji & Sons, Rawalpindi Cantonment.
- (19) New Tiles, Liaqat Road, Rawalpindi.
- (20) Shahtaji Sugar Mills, Mandi Bahauddin, District Gujrat.
- (21) Congo-thana Chemical Industries, Wah Cantonment.
- (22) Almas Industries, Sargodha Road, Lyallpur.
- (23) Nishat Mills Ltd., Lyallpur.
- (24) Adamji Sugar Mills, Daryakhan, District Mianwali.

- (25) Crescent Sugar and Distillery Mills, Lyallpur.
- (26) Izhar Limited, Jauharabad, District Sargodha.
- (27) Babar Calico and Printing Works, Mai Di Jhugi, Lyallpur.
- (28) Fazal Calico Printing Works, Maqbool Road, Lyallpur.
- (29) Almas Industries, Sargodha Road, Lyallpur.
- (30) Ejaz Silk Mills, Sargodha Road, Lyallpur.
- (31) Hussain Sugar Mills, Jaranwala, District Lyallpur.
- (32) Gojra Cotton and Textile Mills Gojra, District Lyallpur.
- (33) United Christian Hospital, Lahore.
- (34) Kausar Engineering Works, G. T. Road, Lahore.
- (35) Koh-i-Noor Rayon Ltd., Kala Shah Kaku.
- (36) Majid Enterprisers, G. T. Road, Muridke.
- (37) Mannco and Lahore Textile Mills, G. T. Road, Muridke.
- (38) Viqar Ceramics, G. T. Road, Muridke.
- (39) Machine Tool Factory, Multan Road, Lahore.
- (40) Modern Tentage and Textile Mills, G. T. Road, Muridke.
- (41) Rana Tractors and Equipment Manufacturing, Lahore-Sheikhupura Road, Sheikhupura.
- (42) Hotel Inter -continental, The Mall, Lahore.
- (43) Sultan Foundary, Badami Bagh, Lahore.
- (44) B.P. Factory, Ferozepur Road, Lahore.
- (45) Modern Tentage and Textile Mills, G. T. Road, Muridke.
- (46) Afsar Textile Mills, G. T. Road, Muridke.
- (47) Hotel Inter-continental, The Mall, Lahore.
- (48) Habib Bank Ltd., The Mall and Shahalam Market, Lahore.
- (49) Choudhry Barkat Ali & Co., G. T. Road, Lahore.
- (50) Hassan Din Muhammad Asghar & Co., G. T. Road, Lahore.

COMMERCIAL UNITS

- (1) M/s. Inter-Khan Ltd., Nilor, Islamabad.
- (2) Inter-continental Hotel, Rawalpindi.
- (3) London House, Bank Road, Rawalpindi Cantonment.
- (4) M/s. Chirag Din & Sons, Kashmir Road, Rawalpindi.
- (5) Ferozsons Laboratories Ltd. (Office), Rawalpindi.

چودھوی امان اللہ لک - جناب والا - میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو ہڑتالیں ہوئی ہیں کیا پولیس نے ان میں لالھی چارج کیا؟

وزیر محنت - جناب والا - نہیں زیادہ تر جتنی بھی ہڑتالیں ہوئیں باہمی گفت شنید سے ان کو settle کر لیا گیا -

مسٹر احسان الحق پراچہ - یہ جو ہڑتالیں ہوئی ہیں ان میں انڈسٹریز کا مالی نقصان کتنا ہوا ہے؟

مسٹر سپہوگر - یہ ضمنی سوال نہیں ہے -

مسٹر احسان الحق پراچہ - منتهی امن کے لئے اب آئندہ گورنمنٹ کیا تدابیر اختیار کر رہی ہے؟

مسٹر سپہوگر - یہ بھی ایک substantial question ہے یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے -

That proposes to take up a comprehensive and a very substantial question. It is not a supplementary question.

مسٹر احسان الحق پراچہ - کیا حکومت آئندہ منتهی علاقوں میں ہڑتالیں بند کرانے کے لئے کوئی تدابیر اختیار کر رہی ہے؟

وزیر محنت - جناب والا - حکومت نے Labour Laws اس لئے اتنے واضح طور پر وضع کئے ہیں کہ مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ اول تو ایسی حالت ہی پیدا نہیں ہوگی تاہم ہم نے لیبر ایڈوائزری بورڈ کی نئے سیرے سے تشکیل کی ہے جس میں حکومت کے نمائندے اور اسکے علاوہ صنعت کاروں کے نمائندے اور مزدوروں کے نمائندے

یٹھ کر self composed conditions اور تجویزوں سے الگو روکنے کی کوشش کریں گے۔ نیز ہم نے مشاورتی کمیٹیاں اور مصالحتی کمیٹیاں مزدوروں اور صنعتی نمائندوں کے لئے بنانی ہیں اور اس کے علاوہ حکومت نے اس سلسلہ میں واضح ہدایات جاری کر رکھی ہیں کہ کوئی شخص بھی جو قانون کی خلاف ورزی کرے گا۔ اب اسکے خلاف قانون کے مطابق پوری طرح سے ایکشن لیا جائے گا۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - جناب والا - جتنی ہڑتالیں ہوئی ہیں ان کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تمام غیر قانونی تھیں۔ کیا حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی کرے گی؟

وزیر صنعت - جناب والا - اس سلسلہ میں آج تک جتنی ہڑتالیں ہو چکی ہیں۔ قانون کے مطابق ان پر ایکشن لیا جا چکا ہے۔ آئندہ اگر ہڑتالیں ہوئیں تو میں اپنے فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ ان پر بھی قانون کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - گذشتہ گناہوں کی کیا معافی ہو چکی ہے؟

ہاجی مگد سید اللہ خان - کیا یہ ہڑتالیں اور گھبراؤ لیبر ہالیسی کے نفاذ کے بعد عمل میں آئی ہیں؟

مسٹر سپیکر - یہ کوئی سوال نہیں۔ تشریف رکھیے۔

مہاں خوردشود انور - کیا حکومت نے اس سلسلے میں جو قانون بنایا ہے۔ وہ ناقص ہے؟

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - جناب والا - تشریف سوائے کا جواب نہیں آیا ہے۔ کیا حکومت کو احساس ہو گیا ہے کہ الکی لیبر ہالیسی ناقص ہے۔ جس کی بنا پر صنعتی امن تباہ ہو رہا ہے؟

وزیر صنعت - کتنی چیز کے نفاذ ہونے سے پہلے ہی اس کو presume کر لیتا کہ وہ ناقص ہے، تشریف سوائے

میں میرے فاضل ممبر نے اس پر سوچا نہیں ہے۔ آپکو علم ہونا چاہئے کہ لیبر پالیسی حال ہی میں وضع ہوئی ہے اور ابھی تو مکمل طور اس پر عمل بھی نہیں ہوا۔ اس لئے یہ presume کر لینا قبل از وقت ہے کہ وہ ناکام ہو چکی ہے بلکہ میں اپنے فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ لیبر لاز اتنے واضح ہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں بلکہ دوسرے کئی ایسے ممالک میں بھی کبھی اتنے واضح اور اچھے لیبر لاز نافذ نہیں کئے گئے۔

چودھری امان اللہ لک - کیا یہ درست ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں جتنی ؟
 مسٹر سپیکر - تشریف رکھئے -

There is another member. One member at a time.

Malik Ghulam Nabi: Sir, is it a fact that these "Gheraos," "Jalao" and strikes were arranged.

Mr. Speaker: Please you can raise this question after that.

ہاں امیر عہد اللہ خان روکڑی - ہوائنٹ آف انفورمیشن - جناب والا - میں یہ انفورمیشن لینا چاہتا ہوں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے - تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جناب ہمارے اوپر یہ چیز واضح کر دیں کہ ضمنی سوالات کرنے کی کیا کیا صورتیں ہوتی ہیں - تاکہ ہاؤس کا وقت ضائع نہ ہو -

مسٹر سپیکر - ضمنی اس سوال کو کہتے ہیں کہ جو main سوال آپ نے کہا ہے - وہ سوال اس سے نکلتا ہو اس سے علیحدہ نہ ہو اور substantial سوال نہ ہو یعنی کہ خود ایک مکمل اور جامع سوال نہ ہو -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے - کہ پولیس نے لائٹی چارج نہیں کیا - میں یہ درخواست کرونگا کہ وہ فرمائیں کہ کیا مزدوروں اور صنعت کاروں کے مابین ان کھیراؤ جلاؤ میں کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما ہوا ہے - اگر ہوا ہے - تو کس نوعیت کا اور اس میں اگر کوئی مزدور زخمی ہوا ہے تو

۱۹ جون ۱۹۷۲ء

کیا اس کو معاوضہ دیا گیا ہے یا نہیں یا صنعت کار کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے یا نہیں ؟

وزیر محنت - اس کے لئے میرے فاضل دوست کو نوٹس دینا چاہیے کیونکہ یہ ریکارڈ سے متعلقہ باتیں ہیں -

I will be answering it after proper notice is given.

چوہدری امان اللہ لک - اگر یہ ضمنی سوال ہے تو اس کے جواب کے متعلق میں درخواست کروں گا

مسٹر مہدی کر - رانا پھول محمد صاحب !

راتا پھول محمد خان - جناب والا - کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ انہوں نے اس سوال کے جز الف کی سطر نمبر ۲ میں جو تعداد گھبراؤ کی ۰۰ بتائی ہے - وہ ۰۰ کارخانوں کے گھبراؤ کی ہے یا گھبراؤ کرنے والوں کی ہے - اور اگر گھبراؤ کرنے والوں کی ہے تو از راہ کرم بیان فرمائیں کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے جنہوں نے گھبراؤ کیا اور کیا یہ درست ہے کہ گھبراؤ کرنے والے ایک سیاسی جماعت کے کارکن بھی تھے اگر تھے تو وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے تھے ؟

وزیر محنت : - جناب والا - پہلی میری گزارش یہ ہے کہ میرے فاضل دوست کو سوال خود پڑھنا چاہئے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ کتنی ہڑتالیں ہوئی ہیں - کتنے گھبراؤ ہوئے ہیں تو لازمی طور پر جب ہمیں گھبراؤ کا جواب دے رہا ہوں تو اس سے مراد یہی ہوگی کہ ۰۰ گھبراؤ ہوئے نہ کہ گھبراؤ کرنے والوں کی تعداد یہ ہے - نہ ہی یہ بوجھی گئی ہے - اس لئے جواب دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - باقی سوال کے لئے اگر میرے فاضل دوست اس کا نوٹس دیں گے تو میں انشاء اللہ ان کی تسلی کر دوں گا -

راتا پھول محمد خان - جناب والا - اس میں نوٹس کی ضرورت نہیں ہے - سوالوں کو ٹالا گیا ہے - اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے سوالات واپس لے لیا کریں - میں وزیر موصوف کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ ان باتوں کو خندہ پشانی سے قبول کر لیا کریں -

مسٹر سپیکر—رانا صاحب آب تشریف رکھیں -

Malik Ghulam Nabi : Is it fact that these "gheraos" and strikes were arranged by anti-Government elements.

وزیر محنت—جناب والا - میں فاضل ممبر سے کافی حد تک اتفاق کرتا ہوں - بدقسمتی سے ہمارے ملک میں آپوزیشن برائے آپوزیشن ہے - قومی نقطہ نظر سے کبھی نہیں سوچا گیا - حزب اختلاف کے ساتھیوں نے اس سلسلہ میں کافی کردار ادا کیا ہے -

رانا پھول محمد خان - جناب والا یہ ہمیں تخریب پسند کہہ رہے ہیں - یہ ہماری توہین کر رہے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب ہمیں ہدایات کرتے ہیں -

Mr. Speaker : No lengthy speech.

رانا پھول محمد خان - جناب چیرمین صاحب ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں - اگر پھر اس قسم کے الفاظ ہمارے خلاف استعمال کئے گئے تو ہم اس ہاؤس میں بیٹھنے کی بجائے اپنے کمروں میں بیٹھنا پسند کریں گے - ہم جمہوری روایات کی پائمالی کو رداشت نہیں کریں گے -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

چودھری امان اللہ لی - جناب والا - میں وزیر موصوف کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ گھیراؤ کی تعداد واضح نہیں ہے - کیا وہ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ گھیراؤ کا مطلب کیا ہے ؟ پیپلز پارٹی کا اس میں بہت حد تک ہاتھ ہے - وزرا کو نول کرنے کیلئے پروگرام بنایا گیا ہے - کیا یہ درست ہے ؟

Mr. Speaker : This question does not arise out of the main question. The Member should please resume his seat. The Member has not given the definition of "gherao".

Mr. Taj Muhammad Khanzada : My friend should know it better. A question has been put to him and the Minister should give the definition of "gherao".

Mr. Speaker : I have already said that the Member has himself not given the definition of "gherao." He should also define what "gherao" is so that the Minister may be able to understand the significance of "gherao".

Mr. Taj Muhammed Khanazada : My submission to this Honourable House is that the labour policy, recently announced by the government, should be given a fair chance for implementation before being condemned outright.

Mr. Speaker : That is not a supplementary question.

Malik Ghulam Nabi : Is it a fact that the mill-owners had a secret hand in these strikes and "gheraos"?

وزیر مہذت - کیا میں اس کو دوبارہ دہراؤں -

رانا پھول مکھد خان - جناب والا - کیا ملک غلام نبی صاحب کو وزیروں کو سکھانے کیلئے استاد رکھا ہے -

وزیر مہذت - جناب والا - میں اپنے ساتھی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہم مجموعی طور پر صنعتکاروں یا مزدوروں کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتے ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو صنعتی امن کو برہاد کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں -

سوان خان مکھد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - گھیراؤ اردو کا لفظ ہے اس لئے اس کی تعریف بھی اردو میں ہونی چاہئے - میں فاضل ممبر سے استدعا کروں گا کہ وہ اسکی تعریف اردو میں کریں -

ممبر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

حاجی مکھد بیچٹ خان - جناب والا - گھیراؤ اور ہڑتالیں مزدوروں کی وجہ سے ہوتی ہیں - کیا یہ درست ہے کہ حکومت پر مزدوروں کا اعتماد نہیں رہا؟

Mr. Speaker :—This is not a supplementary question.

(Interruption)

Please resume your seats. Let there be no discussion. Rana Phool Muhammed Khan, please take your seat. I have already said this is not a supplementary question. Whether the Government has the confidence of labour or not is not a

question which flows out of the main question and, therefore, it is not a supplementary question and is unequivocally ruled out.

ہاجی محمد سہت اللہ خان۔ جناب والا۔ یہ ضمنی سوال ہے اور یہ بالکل متعلقہ ہے۔

مسٹر محمد عاشق۔ کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ جنہوں نے ہڑتالوں میں حصہ لیا ہے ان عناصر کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مہذت۔ جناب والا۔ ہمارے ملکی حالات اس قدر سنگین تھے کہ اگر ہم کارروائی کرتے یا تشدد کرتے تو یہ درست نہیں تھا۔ ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ملک میں امن قائم ہو کیونکہ ملک کو بیرونی خطرات سے سنگین حالات کا سامنا تھا۔ اس سے بچنے کے لئے ہمارا مقصد سختی اور تشدد کرنا نہیں تھا۔ جو کچھ میں نے پہلے کہا ہے کہ ہڑتال میں مصالحت اس صورت میں ہو سکتی ہے جب کوئی مصالحت کے لئے تیار ہو۔ باقی ایکشن کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ہے۔

سید صاحبش الوری۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان ہڑتالوں اور گھبراؤ کے نتیجہ میں صنعتی پیداوار بڑھی ہے یا اس میں کمی واقع ہوئی ہے اور موجودہ صورت حال کیا ہے؟

وزیر مہذت۔ جناب والا۔ اس سلسلہ میں ایک سوال پہلے بھی ہو چکا ہے جس کا مجھے جواب دینا ہے تاہم میں اپنے درست کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا جہاں تک صنعتی پیداوار میں کمی ہوئی ہے یا زیادتی ہوئی ہے اس کا تعلق محکمہ محنت سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق محکمہ انڈسٹریز سے ہے۔ آپ ان سے سوال دریافت فرمائیں۔

Malik Ghulam Nabi: It is fact that the mill-owners and factory owners had secretly bought the labourers to do the strikes and "gheraos"?

Mr. Speaker: This question does not arise out of the main question. It has already been ruled out.

واؤ محمد افضل خان۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ان جماعتوں یا افراد کے نام کیا ہیں جو مزدوروں کے ساتھ مل کر ہڑتال کرتے ہیں۔

Mr. Speaker: This has already been ruled out.

چودھری امان اللہ لکے۔ جناب والا۔ کیا میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ ہڑتال صرف کاغذات میں ہے یا موقع پر بھی ملاحظہ فرمائی ہے۔

Mr. Speaker: This is not a supplementary question.
Ruled out.

وانا پھول مخد خان۔ جناب والا۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ گھیراؤ کرنے والے مختلف جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا وہ ان کے نام ہمیں بتائیں گے اور دوسرے کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟ کیا وزیر موصوف کے جواب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جنہوں نے گھیراؤ کیا تھا وہ خود ان کی جماعت کے ورکرز تھے۔

Mr. Speaker: This supplementary does not arise out of the main question.

Yes, Mr. Ehsan-ul Haq Piracha, next question please.

شراب کے پرمٹ ہولڈر

*۴۴۔ مسٹر احسان الحق پراچہ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت صوبہ میں شراب کے پرمٹ ہولڈروں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر سعید حنیف رامے)۔
صوبہ بھر میں شراب کا پرمٹ رکھنے والوں کی مجموعی تعداد ۶۱۳۶ ہے۔

مسٹر احسان الحق پراچہ۔ جناب والا۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں ان میں مرکزی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تعداد کتنی ہے؟

Mr. Speaker: Please give fresh notice.

مسٹر احسان الحق پراچہ۔ جناب والا۔ اس میں نوٹس کی ضرورت نہیں ہے۔

Mr. Speaker: A fresh notice is required so that the Minister may be able to sort it out. He is not a calculating machine.

خان امیر عہدہ ایڈکٹڈ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر جناب نے ہی جواب کو واضح کرنا شروع کر دیا تو یہ کام ہمارے لئے مشکل ہو جائیگا۔ میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں آیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مہاں خورشید انور۔ جناب والا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پرمٹ سسٹم کے متعلق کیا حکومت کوئی سکیم لا رہی ہے اور کیا اس میں کسی اصلاح کی گنجائش ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات۔ پرمٹ سسٹم کے سلسلے میں طرہوں کا موجود ہے اس میں اہم اصلاح کی کوئی گنجائش محسوس نہیں کرتے۔

مہاں خورشید انور۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہتر ہو گا کہ شراب نوشی بند کر دی جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات۔ یقیناً کر رہے ہیں۔

رائے محمد افضل خان۔ جناب والا۔ میرا خیال ہے کہ ان ناموں کی ایک ڈائریکٹری بنا دی جائے تاکہ جن کے پاس پرمٹ ہیں ان کا ناموں کے ہتہ چل جائے میں اس کو موزوں سمجھتا ہوں اس ڈائریکٹری کی ایک ایک کاپی ہر ممبر کو دی جائے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ کون کون سے حضرات اس سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات۔ جناب والا۔ یقیناً محکمہ کے پاس اس قسم کا ریکارڈ ہوتا ہے (نعرہ ہائے تحسین) بلکہ جو ہتے ہیں اور جنکے پاس پرمٹ نہیں ہیں ان کے متعلق بھی ریکارڈ ہوتا ہے

ملک غلام نبی۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ ان دوستوں کی فہرست دے سکتے ہیں جو بھٹیوں سے شراب کشید کرتے ہیں۔

Mr. Speaker: The members might not be explicitly involved.

Malik Ghulam Nabi : Sir I want the list of those persons also who "Kashed" wine in their Bhattis illegally.

وزیر آبکاری و محصولات - حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہرٹ ہر شراب پیتے ہیں کی تعداد آبادی کے اعتبار سے نہایت قلیل ہے بھٹیوں سے کشیدگی ہوئی شراب کی لعنت پنجاب کے گاؤں گاؤں میں پھیلی ہوئی ہے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم عنقریب ایسی مہم چلانے والے ہیں جس سے وہ تمام بھٹیاں ختم کر دی جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - وزیر موصوف نے بھٹیوں کی نسبت فرمایا ہے اور میرا یہ اندازہ ہے کہ ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ کہاں کہاں اس قسم کے لوگ بھٹیاں چلا رہے ہیں کیا اس میں اس ہاؤس کا بھی کچھ حصہ ہے۔

Mr. Speaker : I was going to make some observations on this question I do not have much experience of having presided over this House except for the past few days.

جو یہ سوال پوچھا گیا کہ اس ایوان کے ممبران کا اس میں کتنا حصہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے اور یہ سوال پوچھنا مناسب نہیں۔

وزیر تعلیم - جناب والا۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ سوال پڑھ دیا جائے کیونکہ حزب اختلاف کے حضرات سوال کو نہیں سمجھتے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - انہوں نے کہا ہے کہ اپوزیشن والے سوال کو نہیں سمجھتے میں پوچھتا ہوں کہ کہا ہم جاہل ہیں جو سوال کو بھی نہیں سمجھ پاتے وہ انہی الفاظ واپس لے لیں۔

وزیر تعلیم - میں نے انہی الفاظ واپس لے لئے ہیں لیکن میں گزارش کہ رہا ہوں کہ اگر آپ اس سوال کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں ٹوٹل نمبر پوچھا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: Let the Minister for Education complete his statement. Let us understand what he says.

(Voice)

وایا پھول مکتبہ خان - جناب والا - کیا انہوں نے خود ہی سپیکر کے فرائض سر انجام دینے شروع کر دیئے ہیں ۔
(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں جو وزیر تعلیم کہنا چاہتے ہیں وہ میں سمجھ تو لوں کہ آخر وہ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔

وزیر تعلیم - جناب والا - سوال میں مجموعی تعداد کے متعلق پوچھا گیا ہے ضمنی سوال کرنے سے پہلے اصلی سوال پڑھ لیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ ممبران سوال پھول جانتے ہیں ۔

وایا پھول مکتبہ خان - کیا جناب سپیکر آپ نے وزیر تعلیم کو تقریر کرنے کی اجازت فرما دی ہے ؟
وزیر تعلیم - میں بھی عام ممبر ہوں ۔

مسٹر سپیکر - انہوں نے ایک نکتہ اٹھایا ہے جس کو سمجھنا ضروری ہے رانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

وایا پھول مکتبہ خان - جناب سپیکر - وہ اس قسم کے الفاظ کبوں استعمال کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں جب یہ سوالات پوچھے گئے تو مجھ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ کام کرنا چاہیے میں نے ان کا مشورہ قبول کر لیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب بات ہے اب وزیر تعلیم نے میری توجہ ایک نکتہ کی طرف دلائی ہے جس پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے اگر غور نہ کروں تو یہ زیادتی ہوگی انہوں نے فرمایا ہے کہ سپیکر کے فرائض سر انجام دینے انہوں نے شروع کر دیئے ہیں ان کا یہ کہنا بھی زیادتی ہے جو ممبران یہاں موجود ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ اگر کسی چیز میں مناسب کارروائی نہیں کرتا ہوں یا کوئی غلطی کرتا ہوں یا کہ میں کسی چیز کو در گزر کرتا ہوں تو وہ بات میرے نوٹس میں لائیں میں مشکور ہوں وزیر تعلیم نے جو بات کہی ہے وہ سنی مد تک صحیح ہے ۔ باقی بات میں نے دیکھنا ہے کہ جو یہ سوال ہوتا ہے اس کا تعلق اصل سوال سے ہے ۔ اس لئے انہیں ضمیمے فرمایا کہ اگر سوال پہلے پڑھے جائے تو بہتر ہے اور اگر کوئی طریق کار کے متعلق سپیکر کے سامنے کوئی چیز پیش کرتا ہے تو

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جسے برا سمجھا جائے۔

خان امیر ہیدایت خان روکڑی - جناب والا - انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ سوال پڑھ لینا چاہئے مگر اصل صورت جو ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سوال کا نمبر پکارا جاتا ہے : سوال مکمل نہیں پڑھا جاتا کیونکہ ہر ممبر پورا سوال پڑھ کر بیٹھا ہوا ہوتا ہے اس لئے سوال کا صرف نمبر ہی پڑھ دیا جاتا ہے تاکہ ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ضمنی سوال ٹھیک نہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ ضمنی سوال کے یہ معنی نہیں ہیں جو انہوں نے نکالے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیزیں جو بقایا رہ جاتی ہیں یا اس کے ساتھ ملتی جلتی اطلاعات ملتی ہیں ان کی روشنی میں ضمنی سوال پوچھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی سوالات اس لئے کئے جاتے ہیں۔ تو میں آئریبل وزیر سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے سابقہ روایات اسمبلی پڑھ کر آیا کریں۔

وزیر اعلیٰ - جناب سپیکر۔ روایات یہ ہیں کہ سوال پڑھا نہیں جاتا بلکہ اس کا نمبر بولا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر ممبر نے سوال کو پہلے پوری طرح پڑھ لیا ہے جواب بھی دیکھ لیا ہے اور انہوں نے اس پر ضمنی سوالات بھی تیار کر لئے ہیں اور پھر ممبران کا حق ہے کہ وہ سوالات پڑھیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ممبران کو یہ خواہش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سوالات زیر بحث آسکیں۔ باقی جناب سپیکر آپ کو حق حاصل ہے کہ کسی ضمنی سوال کو آپ ضمنی سوال قرار دیں یا نہ دیں یہ کسی دوسرے کا حق نہیں ہے کہ وہ کہہ دے کہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ میرے متعلق ایک غلط بات کہی گئی ہے۔ ان کو یہ کیسے یقین ہو سکتا ہے کہ میں کبھی اسمبلیوں میں سپیکر گیری میں نہ بیٹھا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ میں ہاؤس آف کامنز

میں بھی بیٹھا ہوں - یہاں پر بھی بیٹھا ہوں جب میں میڈیکل کالج میں طالب علم تھا - یہ غلط سٹیٹمنٹ ہے - ان کو واپس لینی چاہیے -

(قطع کلامیاں)

منسٹر سپیکر - آپ ذرا سپیکر کو کچھ کہنے دیجیے -
آب حضرات کھڑے رہنے کی بجائے اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں -

وزیر تعلیم نے جو نکتہ اٹھایا ہے - کہ سوال کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہاں پر اس کا نمبر پڑھ دینا کافی ہے - معزز اراکین اسمبلی کے سامنے وہ سوالات موجود ہیں - ان کو پتہ ہے کہ وہ سوالات کیا ہیں - ضمنی سوال کے متعلق قاعدہ ۴۴ بڑا واضح ہے - وہ غالباً یہ کہنا چاہتے تھے کہ اس میں ایک چیز کو سب دوستوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ سوال کا پڑھنا ضروری نہیں ہے - ضمنی سوال کا مطلب یہ ہے کہ تحریری جواب دیا گیا ہے اور اس کی مزید وضاحت کے لئے جو بات ضروری ہو اس کو جوابی سوال کہا جاتا ہے - اگر وضاحت سے کچھ چیز زیادہ ہو اور وضاحت اسی سوال کی ہو جو سوال پوچھا گیا ہے اس سمجھتا ہوں اس سوال کے علاوہ کوئی دوسرا سوال ضمنی سوال کی تشریح میں نہیں آتا - اس کی صفت میں آتا ہے یا نہیں اس بات کا معزز اراکین خیال رکھیں کہ جو جواب دیا گیا ہے اس کی وضاحت کے لئے جو چیز ضروری ہو وہی پوچھیں تاکہ مجھے اپنے اختیارات بار بار استعمال نہ کرنا پڑیں - یا کسی وزیر کو جواب دینے وقت بار بار میری توجہ اس طرف نہ دلانی پڑے کہ جناب یہ ضمنی سوال نہیں ہے -

سردار احمد حمید خان دستی - جناب والا - آپ نے فرمایا ہے - کہ سوال کرنے کا مطلب اور جواب دینے کی غرض محض یہ ہو کہ سوال کو سمجھنے کے بعد اس کی elucidation کے لئے - اس کی وضاحت کے لئے یہ ضروری ہے کہ سوال کی حد تک محدود رہے - اس سے باہر نہیں جانا چاہئے - اس سوال کی وضاحت کے لئے - جناب وزیر تعلیم نے کچھ باتیں کی ہیں - کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر کابینہ کے کسی ممبر کو کسی خاص موضوع

لگاؤ ہو تو اس موضوع سے متعلق جوابات اس کے سپرد کر دیئے جائیں۔ بجائے تعلیم کے۔ شراب سے متعلق سوالات ان کے ذمے لگا دیئے جائیں۔

وزیر تعلیم - جناب والا - جو غلط سوال میرے متعلق کیا گیا ہے۔ یا جو غلط Statement میرے متعلق دی گئی ہے اس کو پہلے ہی متعلقہ ممبر صاحب نے واپس لے لیا ہے۔ دوسرے یہ بھی بات غلط ہے کہ میں شراب کے متعلق کہہ رہا تھا۔ میں وزیر تعلیم کی حیثیت سے نہیں کہہ رہا تھا۔ میں تو صرف elucidation of the answer کی بات کر رہا تھا۔ شراب کے Subject کو Deal نہیں کر رہا تھا۔ جناب والا معزز رکن سے کہا جائے کہ انہوں نے میرے متعلق جو غلط بیان دیا ہے۔ وہ اسے واپس لیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - جب آپ بول رہے تھے۔ تو جناب منسٹر صاحب نے درمیان میں بولنا شروع کر دیا۔ یہ قواعد کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اگر وزراء صاحبان اس قسم کی قانون شکنیاں کرنے لگ گئے تو ممبران سے آپ کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان - جناب والا - کیا وزیر تعلیم لے

Mr. Speaker : Will he resume his seat please ?

(قطع کلامیاً)

انہوں نے جو اعتراض کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی معزز ممبر نے اس موضوع پر بات نہیں کی۔ بلکہ وزیر تعلیم پیکر کی توجہ رول ۴۴ کی طرف دلا رہے تھے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ سردار صاحب نے ان سے زیادتی کی ہے کہ وہ اپنے موضوع سے ہٹ کر کسی دوسرے موضوع میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔

He should withdraw his remarks.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : I withdraw, Sir,

ذوالبازادہ سردار عطا مگدھان لغاری - جناب والا - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا گورنمنٹ کو علم ہے کہ Spirit of Rules کے خلاف لوگوں کو پرمٹ طبی وجوہات کی بنا پر دینے جارہے ہیں - گذشتہ ایام میں Messers, Eduljee Liquor Licensee کو ۱۶ روپے دیکر ڈاکٹروں کی سفارش پر بغیر مریضان ہراب کے پرمٹ دینے جاتے رہے ہیں - میں چاہتا ہوں - کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کم از کم اسکے اوپر ایسا کنٹرول کریں کہ یہ پرمٹ اسطرح نہ بن سکیں - میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جن جن اشخاص کو پرمٹ دینے گئے ہیں ان کی Scrutiny کی جائے - اور جن ڈاکٹروں نے جھوٹی تصدیق کی ہے ان سے مواخذہ کیا جاوے اور غلط جاری شدہ پرمٹ سب کے سب واپس لے کر منسوخ کر دینے جائیں -

Mr. Speaker: You will excuse me for that. Please resume your seat. This may come as a resolution or as a bill. Mr. Khakwani is in possession of the House.

مسٹر مگدھان ماکواری - جناب والا - میں وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں - کہ ۶۱۳۶ پرمٹوں میں سے زیادہ تر پرمٹ کس سال میں جاری کیے گئے تھے ؟

وزیر آبکاری و محصولات - جناب والا - ظاہر ہے کہ یہ عام پرمٹ ہمارے ہر سرائندار آنے سے پہلے دینے گئے تھے - اگر پورے دوستوں کی یہ خواہش ہے سال بسال اسکا گوشوارہ بنا دیا جائے - تو اس کیلئے مجھے مزید سہاہت چاہیے -

Mr. Speaker: Mirza Tahir Beg. Mirza Tahir Beg had a question to ask. I had asked him to resume his seat.

Mirza Tahir Beg: First of all I would like to draw the attention of the Speaker towards the Fact that I am also a member of this House and every time I get up to express my views I am deprived of the privilege.

Mr. Speaker:—This is just an explanation.

Mirza Tahir Beg: Secondly, Sir, as regards the point which has been explained by the learned Minister.....

ایک ممبر - آپ اردو میں بولیں -

Mirza Tahir Beg : You can bring your translator if you are illiterate please.

Mr. Speaker: No direct reference to any member please. You can address through me.

(interruptions)

He is permitted to speak.

ان کو انگریزی میں بولنے کی اجازت ہے اگر میں منع نہ کروں تو معزز اراکین یہ سمجھ لیں کہ میں نے اجازت دے دی ہے۔

Mirza Tahir Beg : As regards the point of issuing those permits, I want to tell the House that they are issued every year. The new permits which have been issued for these, it is presumed that those permits are issued within the year.

(Interruptions)

Mr. Speaker : Let me hear what he says.

Mirza Tahir Beg : I have got a right to say something on this issue. Secondly, I would like to reply to the question which has been put to the learned Minister (interruption). It was a personal attack on the Minister.

Mr. Speaker : Please resume your seat. Now Mr. Saghir to speak.

سردار صاحب سگھیر احمد - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سردار عطا محمد صاحب لغاری سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں - کہ انہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ ایڈلجی کی دوکان پر ۱۶ روپے میں شراب کا پورٹ ملتا ہے۔

(قطع کلامیوں)

مسٹر سگھیر - سردار صاحب اور رانا صاحب آپ دونوں حضرات تشریف رکھیں - میں یہاں ایوان کی کارروائی کو conduct کرنے کے لئے موجود ہوں - میں اس بات کیلئے آپ سے بہت مشکور ہوں کہ آپ مجھے بہت مشورہ دیتے ہیں - اور کافی معلومات فراہم کرتے ہیں - میری جگہ آپ یہ ذمہ داری نہ نبھائیں - یہ ذمہ داری میری ہے جب تک میں یہاں بیٹھتا ہوں - مجھے میری ذمہ داری نبھانے دیجئے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - ہوائنٹ آف انفرمیشن -
جناب والا - ابھی ضمنی سوال سردار عطا محمد خان لغاری صاحب
نے کیا تھا - کیا لغاری صاحب منسٹر ہو گئے ہیں اور غلطی سے
ہمارے پاس تو نہیں بیٹھ گئے -

Mr. Speaker : Yes, Mr. Khurshid Anwar.

میاں خورشید انور - جناب والا - یہ وعدہ کیا گیا
تھا کہ وہ شراب کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے جلد از جلد
اقدامات کریں گے - اب اس ضمن میں کیا کارروائی ہو رہی ہے ؟

Mr. Speaker: This is not a supplementary question. Yes,
Mr. Hasina Begum please.

(تہقہ)

رانا پھول محمد خان - جناب والا - ابھی ہمارے دوسرے
سوالوں کے جوابات باقی ہیں -

Mr. Speaker : Rana Sahib, Please resume your seat.
I would like to inform the Members here that once I had the
occasion to be there in a Gallery when some lady was presi-
ding and she was addressed as Mr. Speaker.

بیوگٹر حسینہ کھرکھر - جناب والا - میں یہ پوچھنا چاہتی
ہوں کہ وہ لوگ جو راکٹ کھاتے ہیں یا مارٹھے کے انجکشن لگوا
کر سڑکوں پر پڑے رہتے ہیں کیا ان کے لئے بھی کوئی برسٹ
سسٹم ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات - جناب والا - ایسا کوئی
برسٹ سسٹم نہیں ہے -

مصٹر روف ظاہر - کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ
برسٹ سسٹم کی لعنت کس سیاسی جماعت کے دور اقتدار میں آئی
اور یہ برائی لعنت کس سال میں رائج کی گئی ہے ؟ اور کیا یہ بھی
درست ہے کہ یہ لعنت ان جماعتوں کی وجہ سے آئی جو آج اپوزیشن
میں بیٹھی ہوئی ہیں -

(تہقہ)

وزیر آبکاری و محصولات - جناب والا - حقیقت یہی ہے کہ ہمیں پورے کا پورا نظام ورثہ میں ملا ہے اور ہم آپ کو بشین دلاتے ہیں کہ ہم اس نظام میں جلد اصلاحات نافذ کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Please resume your seats. Please resume your seats, otherwise I will adjourn the House for five minutes. Please take your seats then I will take a decision, otherwise I will have to take action in this matter. Why do you get up every-time and shout at the top of your voices? (Pause). Yes, Mr. Taj Mohammad Khanzada.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, the Hon'ble Minister for Excise and Taxation.....

Mr. Speaker : I have not been able to hear it because of the interruptions, please repeat it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The Hon'ble Minister for Excise and Taxation remarked that he had received a lot of these things in his "VIRSA". The Hon'ble Minister should know that some of us here have not been in that class of "VIRSA." We have been from 1958 onwards in the class, which has not changed. Some of the members have got this "VIRSA" which they have inherited from their past comrades. Today they are condemning what they have inherited themselves from their own colleagues. But I am glad that a reformation is taking place and they have turned a new leaf of their life.

Mr. Speaker : This is not a supplementary question.

پروگرام ریہادہ ضرور - جناب والا - میں وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ۱۹۴۶ء میں ہر مشن کے اوپر کوئی ٹیکس عائد ہوتا ہے ؟ اگر ہوتا ہے تو حکومت کو کتنا ٹیکس وصول ہوتا ہے ؟ اور کیا ہماری موجودہ حکومت اس ٹیکس کو بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات - یہ ایک وسیع سوال ہے - جناب والا - ہم اس میں اضافہ کرنے کا سوچ رہے ہیں - ہم یہ بات بھی سوچ رہے ہیں کہ موجودہ ہرٹھ دینے کا جو طریقہ ہے جس میں تھوڑی سی رشوت دینے پر ہرٹھ مل جاتا ہے - ہم اس کو اس طرح بدلینگے کہ یہ جو پروویژن ہے کہ جس سے میڈیکل گراؤنڈ پر ہرٹھ

مل سکتا ہے۔ وہ واقعی صرف اور صرف میڈیکل گراؤنڈ پر ان لوگوں کو ملے۔ اور جو محض چند روپے خرچ کر کے ایک ہرٹ لے لیتے ہیں ان کو یہ سہولت آئندہ کبھی نہ ملے جیسا کہ پہلی حکومتیں دیتی رہی ہیں۔

بیگزور بلقیس **ہیروپ الہ** - جناب والا - راکٹ وغیرہ کے متعلق جو بیگم حسینہ نے کہا تھا کیا اس کی روک تھام کے لئے کوئی کارروائی کی جائیگی؟

وزیر آبکاری و محصولات - ان تمام مضرت رساں ادویات کے استعمال کے لئے حکومت کی پوری خواہش ہے کہ ان کا انحصار کیا جائے اور اس نعمت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائیگی۔ اس میں تمام ذرائع حکومت کے بھی اور اپنی پارٹی کے بھی استعمال کریں گے۔ چونکہ ہم اس ملک میں ایک اخلاقی انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ لوگوں کو جو غلط قسم کی عادات پڑی ہوئی ہیں ان کو ختم کیا جائے۔

(قطع کامیاب)

راٹا کے اے۔ اے۔ محمود - کیا وزیر آبکاری بتائیں گے کہ بادہ نوشوں کی جو تعداد انہوں نے بتائی ہے۔ اس میں کس طبقہ کی تعداد زیادہ ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات - جناب والا - اس میں کچھ ہرہ نشینوں کے بھی نام آئے ہیں۔ اور کچھ بہت بزرگ قسم کے معتبر لوگ ہیں وہ زیادہ ہرٹ ہولڈر ہیں۔ ہمارے طبقے کے جنکی نمائندگی ہم ہیلتز پارٹی کے لوگ کرتے ہیں۔ وہ کچھ کشید کی ہوئی شراب پیتے ہیں۔ ہرٹ ہولڈروں کی جو فہرست ہے۔ اس کو اگر دیکھا جائے تو اس میں زیادہ معتبر لوگوں کے نام آئیں گے۔ اور جو غریب لوگ ہیں یقیناً وہ بھی پیتے ہوں گے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں ایک زبردست مہم عنقریب شروع ہونے والی ہے کہ جو کچھ کشید کی ہوئی شراب جسے موجودہ قانون میں کوئی شخص نہیں رکھ سکتا کشید نہیں کر سکتا اس کو بیچ نہیں سکتا ہم اس پر اتنی سختی سے عمل

کہیں گے کہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس چیز کا قلع قمع کر دیا جائے گا۔

(حزب اختلاف کے اراکین کی طرف سے آوازیں - وزیر موصوف حتی سوال کا جواب نہیں دے رہے ہیں بلکہ وہ تقریر کر رہے ہیں)۔

مسٹر سپرہگر - جو ضمنی سوال کیا گیا ہے اس کا جواب تو بہر حال آتا ہے۔

مسٹر قاجر مگنہ ہادزادہ - جناب والا - وزیر آبکاری پردہ نشینوں کے ناموں پر پردہ کیوں ڈال رہے ہیں - صاف صاف ایوان کو بتا دیں کہ اس صوبے کے ہادہ نوشی کون کون ہیں ؟

مسٹر سپرہگر - میں اس سوال کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ وزیر آبکاری مناسب جواب دے چکے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - اگر کوئی پردہ نشین ہے تو اس کا نام کیوں نہیں بتایا جاتا ؟

مسٹر سپرہگر - پردہ نشینوں کے نام پوچھنا مناسب نہیں اس سوال کا مناسب جواب دیا جا چکا ہے۔

مہاں ہورشہد اہور - جناب والا - میں نے اصل سوال میں ہی پوچھا تھا کہ ہادہ نوشی کے پوسٹ ہولڈروں کے نام ظاہر کئے جائیں۔

مسٹر سپرہگر - آپ اس موضوع پر سوال علیحدہ طور پر لکھ کر میری معرفت ارسال کریں مگر یہاں پر Extempore سوال کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔ آپ میری معرفت سوال بھیجیں گے تو پورا پورا جواب دیا جائے گا۔

چوہدری امان اللہ لک - میں صرف اس امر کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آیا حکومت پنجاب بھی سرحد حکومت کی طرح اس صوبے میں مکمل امتناع شراب کرے گی اور کیا ہماری حکومت سرحد حکومت کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر - یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ لاضل رکن کو چاہیے کہ وہ اس بارے میں باقاعدہ قرارداد کا نوٹس دے۔

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - وزیر آبکاری نے جو یہ کہا ہے کہ دیہاتی علاقوں میں شراب کشید کرنے کی جو ہتھیاں ہیں ان کے خلاف مہم چلائی جائے گی۔ کیا ان دیہاتوں میں پھلز پارٹی کا وجود نہیں ہے؟

مسٹر سپیکر - اس سوال کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ پھر تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان دیہات میں دوسری سیاسی جماعتیں بھی موجود ہیں۔

(تہنید)

راہا پھول سنگھ صاحب - آپ کی پارٹی کے ممبر بھی تو وہاں بکثرت موجود ہونگے۔

وزیر آبکاری و محصولات - اس میں پارٹی کا سوال نہیں۔ یہ ایک اجتماعی معاشرے کا سوال ہے۔

میاں امیر عبداللہ صاحب روکڑی - شراب کی ہتھیاں کون لوگ چلا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم - ان میں ارکان اسمبلی بھی شامل ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ یہ الفاظ withdraw کریں اس سے ایوان کی توہین ہوتی ہے۔ ایوان کے احترام کو بھر حال برقرار رکھنا چاہیے کسی صاحب کو ایوان کی توہین نہیں کرنی چاہیے۔

میاں امیر عبداللہ صاحب روکڑی - جناب والا - وزیر تعلیم چونکہ ایوان میں نئے آدمی ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ اس ایوان کی بڑی روایات کیا ہیں جن کو ملحوظ رکھنا لازمی ہوتا ہے۔ ان کو ان روایات کا ہتہ نہیں۔ اس لئے مسٹر صاحب کو ان امور کا خیال رکھنا چاہیے۔

مسٹر سپیکر - یہ الفاظ withdraw کئے جائیں۔

وزیر تعلیم - جناب والا - میں اپنے الفاظ واپس لیتا

ہوں -

دربار میراں - شاہ بھہرا

*۵۲ - مسٹر اہسان الحق پیراچہ - کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) جب سے محکمہ اوقاف نے دربار میراں شاہ بھیرہ ضلع سرگودھا کو اپنی تحویل میں لیا ہے اس کے بعد سے اب تک کل کتنی آمدنی ہوئی -

(ب) آیا حکومت نے مذکورہ عرصہ کے دوران جزو (الف) ہالا میں مذکورہ آمدنی میں سے اس علاقہ میں زائرین کی بہبود اور آرائش کے لئے کچھ رقم خرچ کی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہ ہیں نیز آیا حکومت اس آمدنی سے ایک ڈسپنسری کھولنے کے امکان پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

(ج) مذکورہ دربار کی اوقاف کمیٹی کے اراکین کی تعداد کیا ہے - اور وہ کتنے عرصہ سے کمیٹی میں شامل ہیں ؟

وزیر اوقاف (چوہدری ممتاز احمد کھاروں) - (الف) پہلے گوارہ سالوں میں کل آمدنی مبلغ -/۸۹۵۰۰ روپے ہوئی - اوسط سالانہ آمدنی مبلغ -/۸۱۳۷ روپے ہوئی -

(ب) اس درگاہ و مسجد کے انتظام اور نگہداشت پر مبلغ -/۲۷۶۰۰ روپے خرچ ہوئے - عوامی بہبود کیلئے ایک امام/خطیب کا تقرر عمل میں لایا گیا - نیز درگاہ کی دیکھ بھال اور زائرین کے مسائل حل کرنے کیلئے ایک محافظ درگاہ تعینات کیا گیا -

محکمہ اوقاف کے زیر تحویل درگاہوں و مساجد کو بہتر بنانے کیلئے ایک پنج سالہ منصوبہ زیر غور ہے اس منصوبہ میں اس درگاہ کو بھی مناسب اہمیت دی جائیگی ایک چھوٹے پیمانہ کی ڈسپنسری جس کا انچارج ایک سینئر ڈسپنسر ہونا ہے اور اس کے ساتھ ایک دائمی ایک خاکروب اور ایک چبڑاسی کام کرتے ہیں - اس کا ابتدائی خرچ برائے

عمارت و ضروری سامان مبلغ -/۳۰۰۰۰ روپے ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ سالانہ خرچ بابت خرید ادویہ و تنخواہ و الاؤنس عملہ مبلغ -/۳۱۰۰۰ روپے ہوتا ہے۔ اس درگاہ کی اوسط سالانہ آمدنی صرف -/۸۱۳۷ روپے ہے۔ اور یہ آمدنی اتنی قلیل ہے کہ اس سے وہاں پر ڈسپنسری نہیں چلائی جا سکتی۔

(ج) درگاہ کے لئے امور مذہبیہ کمیٹی جو مورخہ ۱ جنوری ۱۹۷۲ کو عرصہ ایک سال کے لئے تشکیل ہوئی اس کے اراکین مندرجہ ذیل ہیں:-

- | | |
|--------------|---|
| صدر | ۱۔ مولانا افتخار احمد صاحب بگری ساکن بھیرہ۔ |
| ممبر | ۲۔ انچارج رحیم بخش صاحب |
| ممبر | ۳۔ مولانا حافظ عبدالرحمان صاحب |
| ممبر | ۴۔ عبدالرشید صاحب |
| ممبر | ۵۔ محمد اعظم صاحب پراچہ |
| ممبر سیکرٹری | ۶۔ مینیجر اوقاف سرگودھا |

مسٹر احسان الحق پراچہ - کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پانچ سالہ منصوبے میں حکومت اس درگاہ میں ایک ڈسپنسری قائم کر دے گی۔

وزیر اوقاف - اتنی قلیل آمدنی سے ڈسپنسری کا قیام محال ہے جبکہ اس پر ابتدائی خرچ ۳۰،۰۰۰ روپے ہوتا ہے اور درگاہ کی کل سالانہ آمدنی آٹھ ہزار روپے ہے۔ بھر سالانہ اخراجات بھی ۳۱،۰۰۰ روپے درکار ہونگے لہذا آئندہ پانچ سالہ منصوبے میں بھی یہ امر ناممکن العمل ہو گا۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - بھر آپ نے اتنی قلیل آمدنی والی درگاہ پر قبضہ کیوں جہا رکھا ہے۔ اہلکاروں کو تھیل میں لینے کا جواز کیا ہے۔

وزیر اوقاف - جناب والا۔ شکایت عام تھی کہ اللہ تلے لوگ درگاہ شریف کی آمدنی خورد برد کر کے عیش و عشرت میں خرچ کر دیتے ہیں۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - اتنی قلیل آمدنی سے کونسی عیش و عشرت ممکن ہے؟

وزیر اوقاف - یہ شکایت درست ہے کہ مجاور لوگ ذاتی عیش و عشرت میں درگاہ کی آمدنی ضائع کر دیتے تھے۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - اس درگاہ کے متعلق کس نے شکایت کی تھی۔

مسٹر سپیکر - آپ ماری باتیں لکھ کر دے دیں تا کہ آپ کو پوری معلومات بہم پہنچا دی جائیں۔

شیخ مہمد اقبال - کیا وزیر اوقاف بتا سکتے ہیں کہ اوقاف سے پہلے اس کی آمدن کیا تھی اور محکمہ اوقاف کی تحویل میں آنے کے بعد یہ آمدن کتنی ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ لکھ کر ضمنی سوال دیں گے تو یہ معلومات بہم پہنچا دی جا سکیں گی۔

ملک غلام شبلی - کیا محکمہ اوقاف نے الے تلے لوگوں کی عیش و عشرت میں ضائع ہونے والی آمدنیاں بچا کر وقف کے اصل مقصد پر خرچ کی ہیں؟

وزیر اوقاف - جس درگاہ کے خلاف شکایات موصول ہوئی ہیں محکمہ اس کو اپنی تحویل میں لے لیتا ہے اگرچہ اسکی آمدنی تھوڑی ہوتی ہے لیکن پھر جس مقصد کے لئے وقف بنا تھا اس پر رقم خرچ کی جائے گی؟

Mr. Speaker : The Question Hour is over. Now, we go on to the next item.

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے
وزیر خزانہ - جناب والا۔ میں آج کی فہرست سوالات کے باقی ماندہ
جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر محنت - جناب والا۔ میں بھی آج کے باقی ماندہ جوابات
ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

DEBT LIABILITY OF THE PROVINCE

*57. **Mr. Ehsan-ul-Haq Piracha:** Will the Minister of Finance be pleased to state the total debt liability of the Province alongwith repayment schedule and sources from where the debts were raised?

Minister of Finance (Mr. Muhammad Hanif Ramay): The final correct debt liability of the Punjab will be known only after the assets and liabilities of the defunct Government of West Pakistan have been finally apportioned among the four new provinces by the Apportionment Committee set up by the Central Government.

The tentative figures of the debt liability of the Punjab Government as expected to be outstanding on 30th June, 1972, are as follows:—

| (Rs. in crores). | |
|--|-----------|
| Market Loans | .. 48·80 |
| Cash Loans from the Central Government | .. 100·04 |
| <i>Foreign Loans:</i> | |
| Counterpart Fund Rupee Loans. | 21·79 |
| Foreign Exchange Loans | 29·35 |
| | 199·98 |

The details in respect of the four categories of loans referred to above are being provided in the form of four statement which are being laid before the House.*

The Punjab Government's debt liability of Rs. 199·98 crores, indicated above, does not include the as yet undetermined liability of the Provincial Government in respect of the rupees loans passed on to and utilized by the Water Wing of the Water and Power Development Authority and the rupees and foreign loans passed on to and utilized by the West Pakistan Agricultural Development Corporation or the West Pakistan Small Industries Corporation.

The outstanding liability on account of foreign exchange loans has been worked out on the basis of the re-devaluation rate of the Pakistan rupees. At the post-devaluation rate of the Pakistan rupee. At the post devaluation rate the figure for outstanding liability on account of foreign exchange loans will increase from Rs. 29·35 crores to Rs. 67·79 crores. The later figures has still to be confirmed with the Government of Pakistan.

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کے سابق کوشیئر
ظہیر مقبول کے استعفا کے بارے
میں تحقیقات

* ۸۰- دیوان سید خلائع عباس بھاری - کیا وزیر
محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ یونائیٹڈ بینک ، ہرنسپل آفس
لاہور کے سابق کوشیئر ظہیر مقبول نے اپنا استعفا
پیش کرنے کے بعد مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۱
کو محکمہ محنت کو درخواست دی تھی کہ
مذکورہ بینک کی انتظامیہ نے اسکے ساتھ جو
نا انصافی کی ہے اسکی تحقیقات کرائی جائے اور
ان نا انصافیوں کا ازالہ کیا جائے ۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ محکمہ محنت کی جانب
سے مقرر شدہ تحقیقاتی انسپرنے مذکورہ شخص کی
ملازمت کے ریکارڈ کو پڑھے بغیر اپنی رپورٹ پیش
کردی تھی ۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ملازم کو مراملہ
نمبر ایل ۔ او (ٹی) ۷۱۳ / ۲۲۳۱۷ مورخہ ۱۸ نومبر
۱۹۷۱ء کے ذریعہ اطلاع دی گئی تھی کہ محکمہ
محنت اسکی شکایات کا ازالہ کرنے سے قاصر ہے ۔

(د) اگر اجزاء (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو
تو کیا حکومت محکمہ محنت کے کسی ذمہ دار
انسپرنے کے ذریعہ جزو (الف) بالا میں مذکورہ استعفا
کی روشنی میں اس معاملہ کے بارے میں اس
نو تحقیقات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر محنت - مسٹر محمد افضل وٹو۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ لیبر آفسر نے فی الواقع شکایت گزار کی
ملازمت کے کاغذات کا مطالبہ کیا تھا ۔ اس نے
انتظامیہ کا نقطہ نگاہ بھی معلوم کیا تھا اور شکایت

۹۱ نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

گزار کو بھی ذاتی طور پر سنا تھا۔ چنانچہ ان حالات میں اس کی تحقیقات کے نتائج حقائق پر مبنی تھے۔

(ج) جی ہاں۔

(د) (الف) (ب) اور (ج) بالا میں بیان کردہ جوابات کے پیش نظر کسی نئی تحقیقات کا کوئی جواز موجود نہیں۔

ہوٹلوں میں شراب نوشی

* ۱۴۲۔ رانا پھول مکھنڈ خاں - کیا وزیر آبکاری و

محصولات ال راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور کے ایسے ہوٹلوں کے نام کیا ہیں جن میں اجازت نامہ رکھنے والے اشخاص کو شراب پینے کی اجازت ہے اور مذکورہ ہر ہوٹل میں ماہانہ کتنی شراب استعمال ہوتی ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ہوٹلوں میں ایسے اشخاص بھی شراب پیتے ہیں یا ہی سکتے ہیں جن کے پاس اجازت نامے نہیں ہوتے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف)

ہوٹلوں کے نام ، جن کو ہرٹ رکھنے والوں کو شراب پیش کرنے کے لئے لائسنس دینے گئے ہیں اور لاہور کے ہر ایسے ہوٹل میں شراب نوشی کی ماہانہ مقدار از جولائی ۱۹۷۱ء لغات مئی ۱۹۷۲ء کے کوٹاف کیٹیگوری نامہ ”الف“ میں دکھائے گئے ہیں جسے ایران کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) قانون کے مطابق لائسنس دار ہوٹلوں میں شراب صرف

ہرٹ رکھنے والوں کو پیش کی جا سکتی ہے۔ ماسوائے غیر ملکیتوں کے جنہیں کسی ایسے ہرٹ رکھنے کی ضرورت نہیں ، کسی ایسے شخص کو شراب پیش نہیں کی جا سکتی جو ہرٹ نہ رکھتا ہو۔ لہذا ماسوائے کسی سختی قسم کی خلاف ورزی کے ، وہ اشخاص جو ہرٹ نہیں رکھتے لائسنس دار ہوٹلوں میں شراب نوشی نہیں کر سکتے۔

STATEMENT 'A'

STATEMENT SHOWING NAMES OF HOTELS LICENSED TO SERVED LIQUOR TO PERMIT HOLDERS AND PARTICULARS OF MONTHLY CONSUMPTION OF LIQUOR IN EACH HOTEL IN LAHORE FROM JULY, 1971 TO MAY 1972.

| Name of Hotels | JULY, 1971 | | | AUGUST 1971 | | | SEPTEMBER 1971 | | | OCTOBER 1971 | | | NOVEMBER 1971 | | |
|------------------|------------|-----------|------------|-------------|-----------|-----------|----------------|-----------|-----------|--------------|-----------|-----------|---------------|-----------|-----------|
| | Spt. G.B. | Beer G.B. | Wine G.B. | Spt. G.B. | Beer G.B. | Wine G.B. | Spt. G.B. | Beer G.B. | Wine G.B. | Spt. G.B. | Beer G.B. | Wine G.B. | Spt. G.B. | Beer G.B. | Wine G.B. |
| Intercontinental | 35-2 | 14-4 | 754-341-44 | 10-4 | 604-1 | 5-3 | 441-3 | 42-54 | 11-1 | 439-0 | 27-3 | 11-1 | 261-1 | | |
| International | 8-0 | .. | 102-0 | 21-0 | 282-0 | 40-0 | 206-0 | 38-0 | .. | 180-0 | 26-0 | 1-0 | 166-0 | | |
| Faetti's | 9-4 | .. | 134-0 | 4-0 | 164-0 | 9-3 | 153-0 | 15-2 | 2-0 | 120-0 | 8-0 | .. | 110-0 | | |
| Indus | 14-0 | .. | 120-0 | 14-0 | 120-0 | 19-0 | 150-0 | 15-0 | .. | 60-0 | 22-0 | .. | 80-0 | | |
| Park Luxury | .. | .. | 3-4 | 1-3 | 75-0 | 4-0 | 70-0 | 3-0 | .. | 20-0 | 1-4 | .. | 24-0 | | |
| Ambassador | 12-0 | .. | 30-0 | 5-3 | 60-0 | 6-0 | 90-0 | 8-0 | .. | 50-0 | 10-0 | .. | 80-0 | | |
| Zanobi | 12-1 | .. | 60-0 | 8-0 | 78-0 | 6-0 | 36-0 | 9-4 | .. | .. | 3-4 | .. | 20-0 | | |

بندجای موبائی اسمبلی

| | DECEMBER 1971 | | | JANUARY 1972 | | | FEBRUARY 1972 | | | MARCH 1972 | | | APRIL 1972 | | | MAY 1972 | | |
|---------------------|---------------|------|-------|--------------|------|-------|---------------|------|-------|------------|------|-------|------------|------|-------|----------|------|-------|
| | Spt. | Wine | beer | Spt. | Wine | Beer | Spt. | Wine | Beer | Spt. | Wine | Beer | Spt. | Wine | Beer | Spt. | Wine | Beer |
| | 10-3 | 3-3 | 106-0 | 19-5 | 1-4 | 181-0 | 22-14 | 2-2 | 231-3 | 28-44 | 0-1 | 371-1 | 31-4 | 4-2 | 463-3 | 22-2 | 4-5 | 561-1 |
| 1. Intercontinental | 27-0 | .. | 20-0 | 16-3 | .. | 32-0 | 19-0 | .. | 102-0 | 33-0 | .. | 184-0 | 6-0 | .. | 208-0 | 4-0 | .. | 100-0 |
| 2. International | 3-0 | .. | 73-0 | 6-0 | .. | 20-0 | 7-1 | .. | 68-0 | 10-2 | .. | 180-0 | 8-0 | 0-3 | 176-0 | 10-0 | .. | 202-0 |
| 3. Faletta | 10-0 | 2-0 | .. | 20-3 | .. | 90-0 | 11-0 | .. | 40-0 | 22-0 | .. | 164-0 | 15-0 | .. | 160-0 | 17-0 | .. | 248-0 |
| 4. Indus | 0-5 | .. | 12-0 | 1-2 | .. | 8-0 | 1-2 | .. | 8-0 | 0-2 | .. | 10-0 | 3-4 | .. | 38-0 | 1-5 | .. | 70-0 |
| 5. Park Luxury | 6-3 | .. | 20-0 | 11-3 | .. | 40-0 | 9-0 | .. | 20-0 | 6-0 | .. | 90-0 | 8-0 | .. | 80-0 | 9-3 | .. | 180-0 |
| 6. Ambassador | 4-2 | 0-4 | 20-0 | 8-0 | .. | 12-0 | 5-2 | .. | 18-0 | 10-3 | .. | 64-0 | 13-0 | .. | 34-5 | 10-4 | .. | 130-0 |

* Note : Spt., stands for Spirit, " " " " Gallon. " " " " Bottle

طبی وجوہ کی بنا پر شراب کے پرمٹوں کا حصول

* ۱۹۶۲ - راجا پھول محمد خان - کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں چند اشخاص نے طبی وجوہ کی بنا پر شراب پینے کے لئے پرمٹ حاصل کر رکھے ہیں - اگر ایسا ہے تو ان لوگوں کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے ؟

وزیر آبکاری و محصولات - چونکہ قانون اس کی اجازت دیتا ہے - اس لئے محض مسلمانوں نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کی بنا پر شراب کے پرمٹ حاصل کئے ہوئے ہیں - لیکن چونکہ سوال میں ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کے تحت شراب کے پرمٹ حاصل کرنے والے مسلمانوں کے ناموں کے انکشاف کے متعلق کہا گیا ہے - اس لئے یہ ذاتی چال چلن پر الزام تراشی کی الجھنیں پیدا کرتا ہے - لہذا اسمبلی کی کارروائی کے قوانین کی شی نمبر ۳۹ کے تحت سوال کی بابت مجوزہ شرائط پر پورا نہیں اترتا - رجعت پسند مسلمانوں کی رائے میں شراب نوشی کی برائی ایک اچھے ذاتی کردار پر الزام کے مترادف ہے - اگرچہ موجودہ معاملہ میں متعلقہ اشخاص نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کی بنا پر پرمٹ حاصل کئے ہیں تاہم وہ نہ صرف رجعت پسندوں کی نفرت کا شکار ہونگے بلکہ مذہبی نقطہ نظر میں نا پسندیدہ گردانے جائیں گے یہ فعل ان کو ایسے لوگوں کی نظروں سے گرا دینگا جو ان کے شراب کے پرمٹوں کے جائز جواز کی جانچ پڑتال کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے مزید برآں یہ فعل کسی ایک انفرادی شخصیت کی بیماری کی نوعیت کا انکشاف کرنا ڈاکٹری ہیشہ کی اخلاقی قدروں کے مخالف ہے - نیز ایک انفرادی کیس کی تفصیلات کی جانچ پڑتال کئے بغیر پرمٹ رکھنے والوں کے ناموں کا انکشاف کرنا بالکل نامناسب ہے -

بیس سے کم مزدور ملازم رکھنے والی پاور لووز یونٹ

* ۱۹۷۲ - ملک محمد علی خان - کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ لیبر انسپکٹر اور اے۔ سی۔ تصور نے فیکٹری ایکٹ کے احکامات تصور میں پاور

شبان زدہ حوالات کے جوابات جو ایوان کی آواز پر رکھے گئے ۹۵

لوسز کے ایسے یونٹوں پر نافذ کئے ہوئے ہیں -
جن میں بیس سے کم مزدور روزانہ اجرت پر
کام کرتے ہیں ؟

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اس
کی وجہ کیا ہیں ؟

وزیر صنعت (مسٹر محمد افضل وٹو) - ہنگامی قانون
دوکانات و تجارتی ادارہ جات مغربی پاکستان مجریہ ۱۹۶۹ء جو
عام طور پر قانون دوکانات کے نام سے معروف ہے کا اطلاق ایسی برقی
کھڈیوں پر ہوتا ہے جس میں دس سے کم کارکن کام کرتے ہوں
لیکن وہ بڑی بڑی کھڈیاں جہاں دس سے بیس تک کارکن کام
کرتے ہوں۔ قانون دوکانات کے تحت نہیں آئیں۔ بلکہ ان پر قانون
کارخانہ جات ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۵ (۱) کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ
قانون دوکانات یا قانون کارخانہ جات جو بھی قابل اطلاق تھا۔ متعلقہ
معاملے میں نافذ کیا گیا تھا۔

کارکنوں کی طرف سے شکایات موصول ہو رہی تھی کہ قصور
میں برقی کھڈیاں میں قوانین صنعت پر پوری طرح عمل درآمد نہیں ہو
رہا۔ چنانچہ قوانین صنعت کو نافذ کرنیکی ایک مہم شروع کی گئی۔
محکمہ صنعت کی اس مہم کے خلاف مالکان نے بطور احتجاج ۳۱
مارچ ۱۹۷۲ء کو اپنی تمام کھڈیاں بند کر دیں اس پر اسسٹنٹ
کمشنر قصور اور لیبر انسپکٹر قصور نے مالکان کا ایک اجلاس طلب
کیا۔ اس اجلاس میں ان سرکاری عہدیداروں نے مالکان پر زور دیا
کہ وہ قوانین صنعت پر موثر عمل درآمد کریں۔ نیز ان پر
ملازمین کے بارے میں متعلقہ قوانین کے تحت ان کی قانونی ذمہ داری
کی وضاحت بھی کی۔ چنانچہ مالکان نے اپنی اپنی حد تک متعلقہ
قوانین پر کاربند ہونیک یقین دہالی کرانی۔

لیجر ایپیلٹ ٹریبونل کے زیر سماعت مقدمات

* ۱۶۸ - ملک محمد علی خان - کیا وزیر صنعت از راہ
کرم بیان فرمائیں گے:-

(الف) یکم جنوری ۱۹۷۱ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۷۱ء کے عرصے

کے دوران لیبر ایپیلٹ ٹریبونل میں سماعت کے لئے
کتنے مقدمات پیش ہوئے۔

پنجاب طواری اسمبلی • ۱۹۷۲ جون ۱۹۷۲

(ب) جزو (الف) بالا میں مذکورہ مقدمات میں سے اب تک کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے ہیں -

(ج) جزو (الف) بالا میں مذکورہ مقدمات میں سے کتنے مقدمات ۳۱ دسمبر ۱۹۷۱ء کو مذکورہ ٹریبونل میں زیر سماعت تھے -

(د) مذکورہ ٹریبونل نے جزو (الف) بالا میں مذکورہ مقدمات میں سے کتنے مقدمات کے فیصلے مزدوروں کے حق میں کئے؟

وزیر معذرت (مسٹر محمد افضل وٹو) - (الف) - اپریل ۳۳ -

۱۹ متفرق درخواستیں جنکی تعبیر کرنا مقصود ہو
وغیرہ وغیرہ -

۵۲ میزان

(ب) اپریل - ۳۱

۱۹ متفرق درخواستیں جنکی تعبیر کرنا مقصود ہو
وغیرہ وغیرہ -

(ج) ۲

(د) اپریل ۱۳

۶ متفرق درخواستیں جنکی تعبیر کرنا مقصود ہو
وغیرہ وغیرہ

مختلف کارخانوں میں ہڑتالیں

* ۱۹۷۳ - ملک محمد علی خان - کیا وزیر معنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب میں یکم جنوری تا

۳۱ مئی ۱۹۷۲ء کے عرصہ کے دوران چھوٹے بڑے

کارخانوں میں یکے بعد دیگرے ہڑتالیں ہوئیں -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو اہوان کی میز پر رکھے گئے ۹۷

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو -

(اول) مذکورہ عرصے کے دوران کتنے کارخانے ہڑتالوں کی وجہ سے بند رہے -

(دوم) وہ کتنے کتنے عرصہ تک بند رہے -

(سوم) مذکورہ عرصے کے دوران مجموعی قومی پیداوار میں کتنی کمی واقع ہوئی ہے - اور

(چہارم) حکومت نے ان ہڑتالوں کو روکنے کے لئے کیا اقدام کئے ہیں ؟

وزیر محنت؟ (مئیر محمد افضل وٹو)۔ (الف) ہڑتالیں ہوئیں، لیکن سلسل نہیں -

(ب) (۱) ۳۷.۳ کارخانوں میں سے ۶۳ کارخانوں میں ہڑتال ہوئی - اور وہ بھی بیک وقت نہیں -

(۲) ہڑتال کی یہ مدت کم از کم دو گھنٹے سے لیکر زیادہ سے زیادہ چار دن تک رہی -

(۳) ایسے اعداد و شمار رکھنا، صوبائی محکمہ محنت کے فرائض میں شامل نہیں -

(۴) نئی لیبر ہالسیسی نے کارکنوں اور مالکوں کے درمیان تمام جھگڑے نمٹانے کے لئے ایک طریق کار وضع کر دیا ہے - اس نے بے ہنگم ہڑتالوں اور تالہ بندہوں کی ممانعت کر دی ہے - صنعتی تعلقات کے آرڈی نیشن کی نمایاں خصوصیات کا اردو میں ترجمہ کرا دیا گیا ہے اور اسکی وسیع نشو و اشاعت کی گئی ہے - تا کہ کارکنوں اور مالکوں کو اپنے اپنے باہمی حقوق و فرائض کا علم ہو سکے حکومت کے کل پوزوں کو بھی نئی قرینیت دیکھی ہے - تا کہ تمام صنعتی تنازعات کا تصفیہ قانون کے مطابق کرایا جاسکے اور ہڑتالوں پر حتیٰ الوسع کم سے کم ہوں -

52 SEATER STAGE CARRIAGES (BUSES) 47 SEATER STAGE CARRIAGES (BUSES) AND 41 SEATER STAGE CARRIAGES (BUSES) REGISTERED IN THE PROVINCE.

***181 Sheik Aziz Ahmad :** Will the Minister of Excise and Taxation be pleased to state—

(a) the district-wise number of (i) 52 seater Stage Carriages (Buses) (ii) 47 seater Stage Carriages (Buses), if any and 41 seater Stage Carriages (Buses) registered with the Registering Authorities in the Province upto 31st March 1972 ;

(b) the district-wise amount of tax collected from the Stage Carriages (Buses) mentioned in (a) above, for each category under the provisions of the West Pakistan Motor Vehicles Taxation Ordinance, 1958 for the 1st, 2nd, 3rd and 4th quarter of 1971-72 separately ; and

(c) the number of Stage Carriages out of those mentioned in (a) above which are reported to be lying out of order during the said period ;

Minister of Excise and Taxation (Mr. Muhammad Haaf Ramay) : The required information is as under :—

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو اہوان کی سیز پر رکھے گئے

| Serial No. | Name of District | PART (a) BUSES REGISTERED IN THE DISTRICT UP TO THE 31ST MARCH 1972. | | | |
|------------|--------------------|--|-----------|--|---------------------------------------|
| | | 52 Seater | 47 Seater | 41 Seater | 52 Seater I, II, III & IV Quarters |
| | | | | | Rs. |
| 1 | Lahore .. | 1,001 | 493 | 539 (42 Seater) | 17,70,298-00 |
| 2 | Sialkot .. | 95 | 39 | 6 | 1,16,774-50 |
| 3 | Sheikhpura .. | 262 | 126 | 133 (42 seater. No. Bus of 41 seater). | 4,07,047-50 |
| 4 | Gujranwala .. | 180 | 150 | 140 | 4,93,425-00 |
| 5 | Sargodha .. | 40 | 50 | 731 | 81,875-00 |
| 6 | Lyallpur .. | 744 | 67 | 1581 | 9,48,600-00 |
| 7 | Jhang .. | 28 | 16 | 106 | 98,075-00 |
| 8 | Mianwali .. | .. | 5 | 82 | .. |
| 9 | Multan .. | 148 | 51 | 21 | 2,94,147-00 |
| 10 | Sahiwal .. | 190 | 78 | .. | 4,72,512-50 |
| 11 | Muzaffargarh .. | 10 | .. | .. | 36,975-00 |
| 12 | Dera Ghazi Khan .. | 46 | 19 | 33 | 1,43,525-00 |
| 13 | Rawalpindi .. | 252 | 89 | 48 | 9,63,900-00 |
| 14 | Gujrat .. | 189 | 82 | .. | 3,41,800-00 |
| 15 | Jhelum .. | 40 | 33 | .. | 29,897-50 |
| 16 | Campbellpur .. | 11 | 5 | 22 | 40,800-00 |
| 17 | Behawalpur .. | 71 | 45 | 133 | 1,60,578-50 |
| 18 | Behawalnagar .. | 15 | 20 | 26 | 8,735-50 |
| 19 | Rahim Yar Khan .. | 69 | 15 | 159 | 687-50 |
| | Total .. | 3391 | 1323 | 2762 | 66,76,063-50 |

Note—Number stated in answer to part (a) of the A. Q. is that of buses vehicles carrying registration mark of the district. All of them are neither on the to the question is not relateable to that in part (a). Answer to part (c) also does touch with vehicles registered over decades in the district but subsequently take a

| PART (b) TAX COLLECTED (1971-72) | | PART (c) BUSES MENTIONED IN (a) WHICH ARE OUT OF ORDER DURING THE PERIOD 1971-72. | | |
|-------------------------------------|-----------------------------|--|-----------|--------------|
| 47 Seater | 41 Seater | 52 Seater | 47 Seater | 41/42 Seater |
| I, II, III and IV Quarters | I, II, III, and IV Quarters | | | |
| Rs. | Rs. | | | |
| 22,75,584-00 | 1,61,032-00 | 131 | 184 | 243 |
| 1,45,975-50 | 23,832-50 | .. | .. | .. |
| 1,92,975-00 | 2,20,987-50 | .. | .. | .. |
| 3,92,150-00 | 1,97,825-00 | .. | .. | .. |
| 94,000-00 | 16,05,057-00 | 22 | 34 | 227 |
| 77,050-00 | 16,20,525-00 | 2 | 3 | 6 |
| 51,760-00 | 3,30,050-00 | 1 | .. | 6 |
| 23,500-00 | 3,36,200-00 | .. | .. | .. |
| 1,00,086-00 | 6,000-00 | 57 | 14 | 15 |
| 2,01,112-50 | .. | 10 | 13 | .. |
| .. | .. | .. | .. | .. |
| 9,248-00 | 80,650-00 | 17 | 41 | 14 |
| 1,78,255-00 | 77,000-00 | 52 | .. | .. |
| 55,200-00 | .. | 20 | .. | .. |
| 90,316-25 | .. | 2 | 8 | .. |
| .. | 1,14,800-00 | 2 | 3 | 2 |
| 76,908-50 | 4,66,818-00 | 15 | .. | .. |
| 61,612-50 | 61,513-00 | .. | 2 | 8 |
| 41,900-00 | 3,98,425-00 | 31 | 6 | 60 |
| 19,67,623-25 | 16,98,525-00 | | | |

According E. & T. Officer Sialkot this number is not known the buses paid tax in other Districts without any intimation as to latest position. According to the E. and T. Sheikhupura, only 5 buses were reported to be off the road for short period between the period from 1st July 1971 to 31st March 1972.

standing registered in that district from time to time. This is the number of the road nor do they necessarily pay tax in the district. Therefore, answer to part (b) not represent the correct position as the Registering Authority does not remain in que if some out of commission.

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۰۱

تحصیل جڑانوالہ میں کاشتکاروں کو اراضی کے مالکانہ حقوق عطا کئے جانے کے لئے استدعا

* ۱۹۰ - رائے عمر حیات خان - کیا وزیر لوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل جڑانوالہ کے چک نمبر ۵۳۴ جی - ای میں کچھ سرکاری اراضی موجود ہے اگر ایسا ہے تو اس اراضی کو کاشت کرنے والے اشخاص کے نام کیا ہیں -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے مذکورہ کاشتکاروں کو ابھی مالکانہ حقوق نہیں دینے حالانکہ وہ کافی عرصہ سے اس اراضی کو کاشت کر رہے ہیں -

(ج) اگر اجزاء (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت مذکورہ کاشتکاروں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر لوآبادیات (چودھری ممتاز احمد کاهلون) -
(الف) جی ہاں - فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے - *

(ب) جی ہاں -

(ج) جی نہیں -

تحصیل جڑانوالہ کے چک نمبر ۶۵۷/۸ جی - بی

میں سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ

* ۱۹۱ - رائے عمر حیات خان - کیا وزیر لوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) وہ سکیم کونسی تاریخ کو نافذ العمل کی گئی جس کے تحت حکومت نے صوبہ میں ایسے کاشتکاروں کو سرکاری اراضی - عارضی طور پر الاٹ کی جن کی اراضی مہم اور تھور کا شکار ہو گئی تھی -

* آخر میں ضمیمہ ۲ ملاحظہ فرمائیں -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکیم کے تحت حکومت نے تحصیل جڑانوالہ میں چک نمبر ۶۵۷/۸ جی - بی میں چند ایسے اشخاص کو اراضی الاٹ کر رکھی ہے جو یہ اراضی حاصل کرنے کے حقدار نہیں تھے -

(ج) اگر جزو (ب) ہالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ الاٹمنٹ منسوخ کرنے اور ایسی اراضی بے زمین کاشتکاروں کو الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ایسا کرنے کی توقع ہے ؟

وزیر ہوا بہادریات - (چودھری ممتاز احمد کاهلون) -
(الف) مذکورہ سکیم ۱۲ جنوری ۱۹۷۲ء کو نافذ کی گئی تھی -

(ب) اس قسم کا کوئی مقدمہ حکومت کے علم میں نہیں لایا گیا -
(ج) جی نہیں -

اراکوں اسمبلی کی دیکھ بھال
مسٹر عطا محمد کھوسا

مسٹر شوہن اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست عطا محمد خان کھوسا - ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -
گزشتہ اجلاس میں بوجہ بیماری ۲ مئی ۱۹۷۲ء اور ۳ مئی ۱۹۷۲ء کو نہیں آسکا تھا اور بیمار ہونے کی اطلاع بذریعہ ڈاک بھیج دی تھی -
مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے -
(تعمیرک منظور کی گئی) -

چودھری محمد یعقوب اعوان

سپیکر شری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد

یعقوب اعوان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

"I may be out of Lahore tomorrow, on 19th instant, in connection with an urgent private business, and as such I request that I may please be granted leave for tomorrow."

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

/ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تعریک منظور کی گئی) -

تحریرک استحقاق

خواتین ممبران صوبائی اسمبلی کے پردہ سے متعلق

مسٹر سپیکر - ایک تحریرک استحقاق آنریبل ممبر چودھری

امان اللہ لک صاحب کی طرف سے آئی ہے - میں نے اس پر شور کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ در حقیقت پانچ ممبران کی privilege ہے - وہ motion در حقیقت ان کو breach کرتی ہے اس لئے ان کو rule out کیا جاتا ہے -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میری اس تحریرک

استحقاق کو ایوان میں پڑھ کر سنایا جائے -

مسٹر سپیکر : میں اس تحریرک استحقاق کو ایوان میں

پڑھ کر سناتا ہوں - تحریرک استحقاق یہ ہے :-

"جناب سپیکر صاحب - پنجاب اسمبلی کے ممبران اور

هاؤس کے وقار کی خاطر تحریرک استحقاق پیش

کرنے کی اجازت فرمائی جائے جس میں یہ

کہنا مقصود ہے کہ بعض خواتین ممبر پنجاب

اسمبلی بغیر برقعہ کے کاروائی میں حصہ لے

رہی ہیں - جبکہ ہمارے مذہب میں پردہ کا

حکم ہے اور یہ حکم ہے کہ عورت اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھے۔ اسلام کی اس خلاف ورزی کی وجہ سے بعض ممبران اسمبلی پوری توجہ سے اپنے فرائض ادا نہیں کر سکتے۔ اور بعض کے جذبہیں جذبات ہر روز مجروح ہوتے ہیں۔

تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت سے ممبران کی جو who have to be present here in a recognized privilege address اس کو یہ violate کرتی ہے۔

میں کوئی مذہب کا عالم نہیں ہوں لیکن مجھے قرآن مجید میں برقعہ کا لفظ نہیں ملا۔ اس لئے آنریبل ممبر نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میں اس کو خلاف ضابطہ اقرار دیتا ہوں۔

پیکر ویہاڑہ سرور شہید۔ ہوائٹ آف آرڈر۔ جناب

والا۔ میں چوہدری امان اللہ لک صاحب سے کہتی ہوں کہ یہ بھی ذرا ڈاڑھی رکھ کر ایوان میں آ جائیں۔

Mr. Speaker. It has been ruled out: Please take your seat No discussion on this. (interruption).

یہ تحریک استحقاق تمام ممبران کی پروایج کو violate کرتی ہے۔ صرف خواتین ممبران کی پروایج ہی violate نہیں ہوتی۔ یہ سب ممبران سے متعلق کہا گیا ہے اور ان کے جذبات بھی مجروح ہوئے ہیں کہ وہ کام نہیں کر سکتے۔ میں نے اسکو خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ درمیان میں پھر جو معزز ممبران مداخلت کر رہے ہیں میں اس کے متعلق یہ درخواست کروں گا کہ جب آپ رولنگ دے دیں تو اس پر مزید بحث نہیں ہونی چاہئے خاص طور پر میں اپنے معزز رکن رانا پھول محمد خان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے سابقہ تجربے سے اتنا زیادہ فائدہ نہ اٹھائیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو وہ درمیان میں مداخلت نہ کیا کریں۔

وانا پھول محمد خان۔ جناب سیکر میں حکم کی بالکل تعمیل کرونگا اور مجھے یہ فخر ہے کہ ان کی نظر بھی مجھ پر ہی پڑتی ہے۔ آئندہ کوئی شکایت نہیں ہو گی۔

پہچان پاوٹی کے ضلعی صدر اور سیکرٹری کو
قومی اسمبلی اور تحصیل شاخ کے صدر
اور سیکرٹری کو صوبائی اسمبلی کے رکن
کے مساوی درجہ دینا

مسٹر سپیکر۔ ایک تحریک استحقاق سید تابش الوری کی طرف سے آئی ہے وہ یہ ہے کہ ”روز نامہ امروز مورخہ ۸ جون ۱۹۷۲ء کی اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب کی جانب سے سرکاری حکام کو ہدایات دی جارہی ہیں کہ پیپلز پارٹی کے ضلعی صدر اور سیکرٹری کو قومی اسمبلی کے رکن کے برابر اور پارٹی کی تحصیل شاخ کے صدر اور سیکرٹری کو صوبائی اسمبلی کے رکن کے مساوی درجہ دیں“

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر سید تابش الوری بولنے کیلئے کھڑے ہوئے)

مسٹر سپیکر۔ یہ اپنے متعلق کہہ رہے ہیں یا کسی اور کے متعلق کہہ رہے ہیں۔

سید تابش الوری۔ میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۳ کی طرف مبذول کراتا ہوں جس میں یہ درج ہے کہ :-

”سیکر سوالوں کو پوچھنے کے بعد اور فہرست کارروائی شروع کرنے سے پہلے رکن جس نے نوٹس دیا ہو۔ کو ہکاڑے کا اور اس کے بعد رکن اپنی جگہ پر کھڑا ہوگا اور ایک مختصر سا بیان دے گا،

مسٹر سپیکر۔ میں نے آپ کو پرس کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ وہ سوال تو اس کے بعد آئے گا اگر میں آپ کو اجازت دوں گا۔

سید قابض الوری - ضابطہ ۳ کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - آپ اس طرح پڑھیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔ اگلے رول ۵۰ پڑھیں۔ اس کے بعد رول ۵۳ پڑھیں۔

وزیراعلیٰ - جناب والا آپ فرما رہے تھے کہ اس وقت ہوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہو سکتا۔

مسٹر سپیکر - مجھے یہ علم ہے اور مجھے یہ معلوم ہے مگر تھوڑا سا تو آپ موقعہ دیں معزز رکن خان امیر عبداللہ خان روکڑی اور کچھ دوسرے ممبروں کو تھوڑی سی رعایت دینی چاہئے۔ کیونکہ میری طرح وہ بھی نئے ممبر ہیں۔

Rule 50 says "that a member may raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee, with the consent of the Speaker".

یہ consent of the Speaker ابھی آپ کو موصول ہوئی ہے۔

رانا پھول مکھن - وہ زبانی ہے۔

مسٹر سپیکر - Raise a question involving a breach of privilege چاہئے تحریری طور پر ہونا زبانی ہو الہا جا سکتا ہے۔

رانا پھول مکھن - جناب والا - نہیں۔

سید قابض الوری - جناب سپیکر یہ ایک طریق کار ہے قاعدہ ۵۰ میں بنیادی حق دیا گیا ہے کہ سوال الہا سکتے ہیں۔ پھر قاعدہ ۵۱ میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ سپیکر کے ذریعے اس سلسلہ میں نوٹس دے گا پھر اس کے بعد قاعدہ ۵۲ میں بتایا گیا ہے کہ تحریک استعفا کے کس بنیاد پر ہوگی قاعدہ ۵۳ میں قدرتی طور پر آپ اس ممبر کا نام بتا رہے ہیں اور وہ اپنی تحریک استعفا پیش کرے گا۔ اس کے بعد وہ ایک مختصر سا بیان دے گا۔ اس کے بعد سپیکر کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اس کی admissibility کے متعلق فیصلہ صادر فرمائیں۔

To raise a question involving a breach — **مسٹر سپیکر**
 of privilege میں اس میں یہ کہیں نہیں دیا کہ یہ تحریر
 میں ہوگا۔ یہ all embracing ہے یہ بڑا واضح ہے یہ بڑا
 جامع ہے کہ جب تک سپیکر کی consent نہ ہوگی =
 کوئی تحریک پیش نہیں ہو سکتی۔

Malik Ghulam Nabi : Sir, I draw your attention to rule 51: "A Member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary before the Commencement of the sitting on the day the question is proposed to be raised. If the question raised is based on a document the notice shall be accompanied by the document under members satisfaction the Speaker that the documents is not readily available".

"Provided that the Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter dispense with the requirement of the notice and allow a question of privilege to be raised at any time during the course of sitting after the disposal of questions".

The final authority rests with you, Mr. Speaker. If you think that it is in order then you can allow it.

مسٹر سپیکر - بالکل یہی ہے میں اس کی تشریح میں
 فاضل ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ رول ۵۰ بھی
 پڑھ لیں۔ رول ۵۰ بھی پڑھ لیں اور رول ۵۲ بھی پڑھ
 لیں۔ رول ۵۰ جو ہے وہ بڑا واضح یا جامع اور غیر مبہم ہے۔
 اس میں کوئی شرط نہیں۔ Raise کا مطلب اس ایوان میں
 زبانی بھی ہو سکتا ہے تحریری بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے
 جب تک سپیکر کی consent نہیں ہے تب تک وہ تحریک
 یہاں پیش نہیں ہو سکتی۔

سردار امجد جمود خان حسینی - میں : جناب والا آپ کی
 توجہ رول ۵۰ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں میرے
 فاضل ممبر نے بھی آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ میں اس
 کو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

"Provided that the Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter, dispense with the requirement of the notice and allow a question of privilege to be raised at any time during the course of sitting after the disposal of questions."

اس میں جناب والا discretion ہے یہ unfettered نہیں ہے
غیر محفوظ نہیں ہے۔ یہ جناب نے دیکھنا ہے کہ اس کی
کتنی urgency ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ آریبل ممبر ملک غلام نبی کا
مطلب نہیں سمجھ سکے۔ آپ تشریف رکھیں میں سمجھاتا ہوں۔
آریبل ممبر تاپش اوری نے یہ کہا تھا کہ Rule 50 جو ہے
وہ یہاں on the spot یا on the moment جو privilege motion
پیش کی جائے اس کے متعلق ہے۔ اور یہ اس تحریک کے متعلق
نہیں ہے جسکا باقاعدہ نوٹس دیا گیا ہے ملک غلام نبی نے
اس کا جواب دیا ہے کہ ایسا نہیں ہے چونکہ اسکا نوٹس دیا
گیا ہے۔ اور ہاؤس میں تحریک استحقاق پیش کی ہے اس لئے یہ رول
اس کے تحت آتی ہے۔ لیکن رول ۵۰ جو ہے وہ دونوں
پر جاری ہے۔ وہ یہ کہ رہے ہیں۔

سر دار امجد محمود خان کھنٹی - جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا
تھا کہ اس میں اگر یہ Unfettered discretion ہو اور جناب والا اگر یہ
مناسب سمجھیں کہ ہر اس پروویج کو رد کر دیا جائے تو میرے
خیال میں پھر کوئی بھی لکنہ استحقاق یہاں اٹھایا نہیں جا سکتا
اس کے لئے کوئی اصول۔ کوئی اس کی reasonability ہونی
چاہئے میں جناب والا کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - مجھے آپ نے اس لئے منتخب کیا ہے کہ
یہ فرائض میں انجام دوں۔ میں کوئی aspersion نہیں کرنا چاہتا۔
لیکن جو پروویج، موشن پیش کی گئی ہے اسی طرح کی آئندہ بھی کی
گئیں تو مجھے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ میں ان کو
رد کروں۔ اور اگر وہ ایسی ہونگی جیسی کہ پچھلی مرتبہ ہوئیں
تو آپ نے دیکھا کہ ان میں سے دو تعارضک استحقاق۔ استحقاق
کمیٹی کے سپرد کر دی گئیں ہیں۔ اس لئے اگر کسی مفرد ممبر
کو یہ وہم ہے یا خیال ہے کہ اسکی تحریک استحقاق خلاف ضابطہ
ہو جائے گی۔ تو لازمی طور پر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ چار
تحریک استحقاق آج تک پیش ہوئی ہیں۔ ان میں سے دو کو
استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور یہی ہو سکتا ہے

اسکے سوا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں یا آپ اس طرح پیش کر ان کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔

Malik Ghulam Nabi : Privilege motions, which have been sent to the Standing Committee, are also ultra vires of the procedure.

Mr. Speaker : You cannot challenge that. Please resume your seat. Yes, Minister for Food and Co-operation to speak.

چوہدری امان اللہ لکھو (گجرات - ۲۶) - جناب والا - میں ضابطہ نمبر ۳ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اسکی خلاف ورزی کی کسی قیمت پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ نہ سپیکر صاحب اجازت دے سکتے ہیں نہ اسکی خلاف ورزی خود کر سکتے ہیں۔ اس میں درج ہے۔

ورسپیکر سوالوں کو نپٹانے کے بعد اور فہرست کارروائی شروع کرنے سے پہلے، رکن جس نے نوٹس دیا ہو، کو ہکارے گا اور اسکے بعد رکن اپنی جگہ پر کھڑا ہو گا اور ایک مختصر سا بیان دے گا، -

میں سمجھتا ہوں کہ یہ mandatory ہے اور قاعدہ ۵۰، ۵۱ اور ۵۲ کے بعد یہ شیج آتی ہے جہاں پر آپ پہنچے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں اس پر مہاجر کو maintain کرنا جتنا ہم سب کا فرض ہے اتنا ہی دوسروں کا بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب کو بھی یہ اختیارات حاصل نہیں ہیں کہ رول نمبر ۵۲ کی خلاف ورزی کی جائے۔

Mr. Speaker : Hon'ble Minister for Food Co-operation to speak now.

وزیر خوراک و امداد ماہدی - جناب سپیکر پہلے تو آپ کی رولنگ واضح ہے۔ اس کے بعد بولنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ مگر جہاں تک رول نمبر ۳ کا تعلق ہے اس کے آگے ایک شرط ہوں ہے۔ وہ شرط یہ ہے کہ جب کسی رکن کو قاعدہ نمبر ۵۱ جملہ شرطیہ کے تحت جس نشست کے دوران مسئلہ استحقاق پیش کر لے

کی اجازت دی جائے تو رکن مذکور ایسی اجازت ماننے کے بعد ہی
تحریرک پیش کر سکتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ یہ عمل اسی وقت
آ سکتا ہے اگر سپیکر اجازت دے آپ کی ہدایت یہ ہے کہ یہ تحریرک
پیش نہیں کی جا سکتی۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Mr. Speaker, Sir, two members, one from my left and the other from my right, have been confusing the issue. The proviso to No. 51 relates to precedence of privilege motion over other business of the house. It does not in any way prohibit a member from moving a privilege motion which is admitted by the Speaker. The admissibility is governed by rule 52 of the Rules of Procedure and the speaker has to determine whether this privilege motion is admissible or not, and he has every right to comment and the member has every right to defend his stand. Let us establish correct practices so that there is no obstruction in the House and both the Opposition and the Government avail of the opportunity offered to them.

دواہزادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔۔ جناب والا۔

اس موضوع کے اوپر کل آپ نے ایک رولنگ دیا تھا Rules of Procedure کے مطابق جو ما بعد رولز یا Sections ہیں وہ Previous رولز کو govern کرتے ہیں۔ تو اس میں جو رول نمبر ۵۲ ہے جسے کہ معزز ممبر مسٹر حسن محمود نے فرمایا ہے کہ Rules of justice produce a Rule of Natural Justice کے تحت کسی کو بغیر سنے ہوئے اور اس کو تھوڑا سا مزید موقع دئے ہوئے اس کو بند نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ صحیح روایت پارلیمنٹری یہ ہوگی کہ آپ ان کو وضاحت کرنے کی اجازت دیں ان کی تھوڑی سی وضاحت کے بعد آپ اس پر جو مرضی ہو رولنگ دے دیں۔ تو میں درخواست کروں گا کہ اس کے اوپر آپ غور فرمائیں۔

Malik Ghulam Nabi : The honourable member, I suppose, is misguided. When he reads rule 53 he forgets about the second proviso, which Mahmud Sahib has pointed out, that where a member is allowed to raise a question of privilege during the course of sitting under the proviso to Rule 51 and the proviso to Rule 51 says :

"Provided that the Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter, dispense with the requirement of the notice and allow a question of privilege to be raised at any time during the course of sitting after the disposal of questions".

its admissibility is yet to be determined by the Speaker. Who else has to decide the urge cy except your honour? If you say that it is not of urgent importance, you can rule it out.

سپیکر کا پیش الوری۔ (بہاولپور۔ ۱۹۳۱)۔ جناب والا میں نے دفعات ۲۰، ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ کے بعد اور آپ کے ارشاد کے مطابق ایک دفعہ پھر ان کے مطالعے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہے کہ ضابطہ نمبر ۲۰ ایک جنرل کلاز کی حیثیت رکھتا ہے اور میں اس سلسلے میں آپکو حوالہ دوں گا کہ اگر ایسا کوئی موقع پیش آ جائے جب اسمبلی کے اجلاس کے دوران تحریک استعفاق پیش کی جائے تو یہ ضابطہ اس سلسلے کی کارروائی کو cover کرنا ہے۔ میں آپکو یہ حوالہ دیتا ہوں کہ یزدانی ملک نے جب اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن کی بے عزتی کی تھی تو کسی لوٹس کے بغیر صرف سپیکر کی اجازت سے وہ مسئلہ یہاں اٹھایا گیا تھا۔

ممبروں سے سپیکر۔ آپ ذرا تشریف رکھیں ایک سوکنڈ کے لئے تا کہ آپ جو جواب دے رہے ہیں وہ ذرا زیادہ وضاحت کے ساتھ دے سکیں۔ اس وقت جو موضوع زیر بحث ہے وہ یہ نہیں ہے کہ اس ایوان میں کسی وقت بھی کوئی تحریک استعفاق پیش نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق رولز میں لکھا ہوا ہے کہ جو کارروائی ہو رہی ہو وہ معطل کی جا سکتی ہے۔ رول نمبر ۲۰ جو ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ کوئی ممبر استعفاق کے سوال کو اسی وقت raise کر سکتا ہے جب سپیکر اس کی اجازت دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب زبانی طور پر تحریک استعفاق پیش کی جائے تو اس لئے رول نمبر ۲۰ موجود ہے لیکن اگر تحریک استعفاق باقاعدہ نوٹس کے ساتھ تحریری طور پر سپیکر کو ملتی ہے یا رکن جو ہے وہ اس کو نوٹس میں لاتا ہے تو وہ رول نمبر ۲۰ دواوں پر حاوی ہے اور اگر دونوں پر حاوی ہے تو مسئلہ raise اس وقت ہو سکتا ہے جب سپیکر اسکی consent دے۔ سپیکر کی consent کے بغیر question raise نہیں کیا جا سکتا۔ A question involving a breach of privilege۔ الٹا الٹا لئے سپیکر کی رضا مندی یعنی consent of the speaker۔

ضروری ہے۔ یہ میں نے کہا تھا۔ اب آپ اسکی روشنی میں مجھے مشورہ دیں۔

سید قابیض الوری - مسٹر سپیکر - سیری یہ گزارش ہے کہ ضابطہ نمبر ۰۰ دوسروں پر یقیناً حاوی ہے۔ لیکن اگر تحریر میں تحریک استحقاق پیش کی جائے تو اس کے لئے ضابطہ نمبر ۰۰ نہیں ضابطہ نمبر ۰۱ کا حوالہ دیا جائے گا۔ اور اس میں اس کے لئے جناب والا ایک طریق کار بھی وضع کر لیا گیا ہے اور اس طریق کار کے مطابق اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے میں نے اپنی تحریک استحقاق سیکریٹری صاحب تک ایک نوٹس کے ساتھ پہنچائی ہے اور اس کے ساتھ ایک دستاویز بھی منسلک کرنی ہے۔ تا آنکہ وکن سپیکر کو اس امر کا اطمینان دلا دے کہ مذکورہ دستاویز فی الوقت دستیاب نہیں ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے دستاویزات اس کے ساتھ منسلک کر دی ہیں۔ اس اعتبار سے بھی یہ سیری تحریک مکمل ہے مگر شرط یہ ہے کہ اگر سپیکر اس امر سے مطمئن ہو کہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل ہے تو وہ نوٹس دینے کی شرط کو ختم کر سکتا ہے۔ جناب والا یہ صرف اس صورت میں ہے کہ مجھے نوٹس دینے کا موقعہ نہ ملا ہو اور میں نے براہ راست آپ سے یہ درخواست کر دی ہو۔ نمبر ۰۰ کے ضابطے کے تحت آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ تحریری نوٹس کی جو شرط ہے اس کو آپ ختم کر دیں۔ ایسی صورت میں جبکہ سیری تحریک تحریری طور پر آپ کے سامنے موجود ہے پھر ضابطہ نمبر ۰۳ اس پر لاگو ہوتا ہے اور میں جناب والا آپ کو حوالہ دوں گا کہ میں نے پرسوں بھی جو تحریک استحقاق پیش کی تھی آپ نے اس کو ضابطہ نمبر ۰۳ کے تحت جائز قرار دیا تھا۔ مجھے اجازت دی تھی کہ میں مختصر بیان اس پر دوں۔ اس کے بعد آپ نے اسکی admissibility کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اسی طرح سے آج بھی یہ کارروائی ہونی چاہئے جیسے جناب نے خود پرسوں یہ کارروائی قاعدے کے مطابق فرمائی تھی۔

رضا پھول سنگھ خان - جناب والا - میں بھی اسی ضمن میں تو گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جب آپ کسی معاملہ پر اسی ہاؤس میں ایک رولنگ لے دیں اس رولنگ کے خلاف آپ کی

دوسری رولنگ نہیں آ سکتی۔ قاعدہ نمبر ۱۰ کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ قاعدہ صرف اس لئے ہے کہ جب کوئی رکن جناب والا سے درخواست کرے کہ مجھے اس مسئلہ کو اٹھانے کی فوری طور پر اجازت دی جائے۔ قاعدہ ۱۰ کے بعد قاعدہ ۱۰ میں طریقہ کار درج ہے کہ سیکرٹری کی معرفت جب نوٹس وصول ہوگا وہ جناب کو پیش کر دیا جائے گا۔ اس وقت جناب ممبر کا نام ہکارتیں گے ممبر اپنی تحریک استحقاق کا مقصد بیان کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ آیا مقرر کردہ تعداد ارکان اسمبلی کی موجود ہے جن کی حمایت کی وجہ سے یہ تحریک استحقاق اسمبلی میں پیش ہو سکتی ہے۔

Mr. Speaker: This argument has already been advanced by other Members.

وزیر قانون - جناب والا - قاعدہ ۱۰ بالکل واضح ہے۔
اس میں آپ کی رضامندی لازمی ہے۔ اگر آپ نے رضامندی دے دی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید بحث نہیں ہونی چاہئے۔ یہ جو تقاریر حزب اختلاف کے ارکان کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے لئے آپ نے sufficient time دیا ہے۔ بحث ہو چکی ہے۔ آپ کی رولنگ اب اس پر آنی چاہئے۔ جناب والا میں یہ بھی عرض کر دوں کہ قاعدہ نمبر ۱۰ میں آپ کی رضامندی کے بغیر کوئی بھی پروپوزیشن موونڈ admit نہیں کی جا سکتی ہے۔ یہ قاعدہ بالکل واضح ہے۔ اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے اب آپ کی اس پر رولنگ آنی چاہئے۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - جناب والا - ایڈووکیٹ جنرل سے اس کے متعلق پوچھ لیا جائے۔

مسٹر سونکر - آپ اتنی مرتبہ کھڑے نہ ہوا کریں۔ آپ نے ایک مرتبہ فرما لیا دو مرتبہ فرما لیا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood: Mr. Speaker, Sir, the question before the House is amply clear that the privilege motion, oral or written, shall be moved on the floor of the House. The question is in regard to admissibility. It is

evident, as the Hon'ble Member Mr. Tabish has said, that he had sent a written notice. It is true that the Speaker, in consultation with his own staff or on perusal of the rules, could have decided whether the question is admissible or not. He could have rejected it there and then. But it again infringes the privileges of a Member not to be informed in the House, that he had moved a privilege motion and that had been ruled out of order, so that he gets an opportunity to explain to the House whether the Speaker's ruling is correct or not. To that extent it is justified. But the fact of denying the right to the Speaker not to take into cognizance the fact whether under rule 52 (1)—(2), (3) and (4) a privilege motion is admissible or not, it would set an awkward, embarrassing and a very bad precedent in the House, because 180 Members everyday, immediately after the Question Hour, would have the right to move oral privilege motions and this suspend the entire business of the House. If on the ground of admissibility, the privilege motion is in order, the Speaker has the right to suspend the other business of the House and allow the Member to move his privilege motion, make a short statement and then the discussion can proceed. It is quite clear that we are wasting our time, and I think, Mr. Speaker, you may kindly give this ruling that in the case of a privilege motion, you have the right to discuss and inform the House what the privilege motion was, on what ground you think that it is inadmissible or admissible and then allow discussion. There is no need for discussion between the Members on these rules.

وزیر اعلیٰ - جناب سپیکر - مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے بالکل واضح طور پر اس کی تشریح کر دی ہے۔ اس لئے آپ رضامند ہیں یا نہیں اس میں جو کہ قاعدہ نمبر ۵۲ میں بیان کیا گیا ہے آپ اپنی رضامندی یا ناراضماندی کا اظہار فرمائیں اور اس کے مطابق آگے چلیں۔ آپس میں جو باہمی بحث ہو رہی ہے اس کو ختم کریں۔

مسٹر احمدان الحق پیراچہ - جناب والا ایڈووکیٹ جنرل کو اس معاملہ میں consult کر لیں۔

مسٹر سپیکر - اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی تو میں ان سے ضرور استفادہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں سید تابش الوری صاحب کو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس مجلس کے آداب میں ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ممبر ایک ہی موضوع پر بار بار تقریر کرنے کی کوشش نہیں کرتا ورنہ تو پھر

ایک ہی رکن دو مرتبہ تین مرتبہ یا چار مرتبہ ایک ہی ممبر ایوان میں تقریر کرتا رہے گا باقی دوست تقریر نہیں کر سکیں گے۔ میں نے اس موضوع پر کچھ غور کر لیا ہے کہ مجھے اس میں کیا فیصلہ کرنا ہے لیکن میں اپنی امداد کے لئے چاہتا تھا۔ کہ جو رولز ہیں ان کی تشریح کے لئے ان کی interpretation کے لئے میں معزز ارکان اسمبلی کی علمیت تجربے اور جو قانون سے متعلق ان کی واقفیت ہے۔ اس سے استفادہ کروں۔ یہ فیصلہ کرنے سے پہلے میں سب ارکان اسمبلی کا جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا ہے بہت مشکور ہوں کیونکہ تحریرک استحقاق یا تحریرک التوا کا مسئلہ بار بار ہمارے سامنے آتا ہے۔ میں نے آج اسی لئے اس موقع کو غنیمت جانا ہے کہ اس پر بحث ہو جائے تاکہ مجھے اپنے فرائض ادا کرنے میں سہولت رہے۔ اور میں اپنی سمجھ اور اس ایوان کے معزز ارکان کی امداد سے کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔

میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قاعدہ ۵۰ میں with the consent of the Speaker جو دیا ہوا ہے یہ قاعدہ ۵۲ کا پابند ہے۔ اگر قاعدہ ۵۲ پر کوئی تحریرک استحقاق پوری اترتی ہے تو پھر سپیکر قاعدہ ۵۰ کے مطابق consent دینے کا پابند ہے اور اگر قاعدہ ۵۲ پر پوری نہیں آتی تو سپیکر اس کو consent نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ قاعدہ ۵۲ کا پابند ہے۔ اور یہ دونوں شرائط ہیں۔ تحریرک استحقاق چاہے زبانی ہو۔ چاہے تحریری طور پر اس کا نوٹس دیا گیا ہو قاعدہ ۵۲ دونوں صورتوں پر حاوی ہے۔ اس ایوان کا اجلاس ۱۷ جون کو پہلی مرتبہ ہوا اور یہ موجودہ سیشن سے پہلے کی تحریرکات استحقاق پیش کی ہوئی تھیں۔ جس واقعہ کے متعلق یہ تحریرک استحقاق پیش کی گئی ہے وہ واقعہ ہمارے ہاں پہلے روز کے اجلاس سے پہلے کا ہے تو اس لئے قاعدہ (ii) ۵۲ کے تحت جس میں یہ درج ہے۔

“The question shall relate to a specific Recent occurrence matter of recent occurrence” کا واقعہ نہیں ہے اس لئے اس کو rule out کیا جاتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

یہ کسی اور موقعہ آئیں گی۔ اگر آپ میرا مشورہ چاہتے ہیں تو میرے چمبر میں تشریف لے آئیں ایک تحریک استحقاق ایک ممبر پیش کر سکتا ہے اور اس کا نوٹس آ جانا چاہئے تھا اور وہ ایوان کے سپرد ہو جاتی چاہئے تھی بحث چاہے کسی اور دن ہو جاتی تو یہ رول ۵۲ اس پر جاری ہو جاتا ہے باقی تعارضات استحقاق میں نے کمپن کے پاس بھیج دی ہیں چار پہلے آچکی ہیں اور ممکن ہے کہ ان میں ایک ایک ان دوستوں کی ہو۔

حاجی مگد سوفا اللہ خان - جناب کا فیصلہ بالکل صحیح ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں مگر براہ مہربانی ہمیں یہ بتا دیں کہ وہ کون سی تعارضات استحقاق تھیں جسے آپ نے خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔

مسٹر سپہوگ - میں پڑھنے لگا تھا کہ میرے ایک فاضل ممبر نے کہا کہ آپ نہ پڑھیں لیکن اگر میں پڑھ ہی دوں تو اچھا ہے۔

حاجی مگد سوفا اللہ خان - تاکہ ہمارے نوٹس میں آجائیں۔

رانا پھول مگد خان - لیکن میں ہتہ نہیں چلا۔

مسٹر سپہوگ - آپ نے مجھے پڑھنے سے منع کر دیا اور اب آپ کو گلہ ہے۔

وزیر قانون - جناب کی رولنگ کے بعد کوئی جواز نہیں رہتا کہ کوئی ممبر یہ کہے کہ تحریک استحقاق کو پڑھا جائے۔ حضور والا رولنگ کے بعد اس ہوائنٹ پر بحث بھی نہیں کی جاسکتی کہ اس کو پڑھا جائے یا نہ پڑھا جائے۔

خان امیر محمد اللہ خان دوگرٹی - سہرز وزیر صاحب کو مداخلتہ ہوا ہے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے رولنگ کو چیلنج نہیں کیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آنریبل وزیر کوئی بات یہاں بھول گئے ہیں۔ کیونکہ جب سپیکر صاحب اس کو پڑھ رہے تھے تو درمیان میں ایک ہوائنٹ آف آرڈر ٹھاپا گیا ہے یہ فیصلہ اس رولنگ کا ایک حصہ ہے اس لئے

یہ حق ہمارا ابھی تک باقی ہے کہ وہ تحریک استحقاق بڑھی جائے تاکہ ہاؤس اس سے مستفید ہو۔

مسٹر شوکت محمود - جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب آپ نے ایک رولنگ دے دی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تحریک استحقاق کا حصہ ہی نہیں رہی اس لئے جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ وہ تحریک استحقاق بڑھی نہیں جا سکتی۔

مسٹر سپیکر - میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اسے بڑھ ہی دوں تاکہ اس پر بحث ختم ہو جائے۔

”روزنامہ امروز ۸-۶-۷۲ء کی اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب کی جانب سے سرکاری حکام کو ہدایات دی جا رہی ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ضلعی صدر اور سیکرٹری کو قومی اسمبلی کے رکن کے برابر اور پارٹی کی تحصیل شاخ کے صدر اور سیکرٹری کو صوبائی رکن کے مساوی درجہ دیا جائے۔ ان ہدایات سے اس ایوان کے اراکین کا استحقاق بری طرح متاثر اور ہامال ہوتا ہے کیونکہ منتخب اراکین کا مرتبہ بی بی بی کے عہدے داروں کو تفویض کیا جانا اسمبلی سے باہر ایک صوبائی اسمبلی کو جنم دینے کے مترادف ہے۔“

رائس پھول محبہ خان - جناب سپیکر ہم چاہتے تھے کہ ہمیں ہتھ چل جائے۔

وزیر اعلیٰ - جناب سپیکر جو لوگ بار بار ہدایات فرماتے ہیں وہ اپنے تجربے کی بنا پر یاد کریں کہ جو بھی تحریک پیش کی جاتی ہے اگر وہ درست نہ ہو اور اس کی تشکیل درست نہ ہو تو اس کی نسبت ممبر میں بحث ہو جایا کرتی ہے

اور پھر یہ بھی ان کے مشاہدے میں آیا ہوگا کہ فلاں دوست نے تحریک پیش کی جس کو خلاف ضابطہ قرار دیا گیا۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی - صحیح فرمایا آپ نے یہی ہوا کرتا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ میں اس ٹائم پر نہ تھا لیکن میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ جو جمہوریت کا دعویٰ کرنے والے ہیں وہ بھی جمہوریت کا گلا کھولیں۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ - معزز ممبر بار بار ایک چیز کو ہاؤس میں اٹھا رہے ہیں۔ ان پر یہ شعر صادق آتا ہے۔
بھول کی ہتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد نادان پر کلام نرم و نازک بے اثر

Mr. Taj Muhammad Khanzada: I am on a point of information, and have a request for the Leader of the House could he inform the House whether there is any truth in the privilege motion that has been tabled and not allowed? According to the rules of precedence, the status of an M. P. A. is equal to that of a Commissioner, is there any idea of raising the status of a Secretary, P. P. P., to the status of a Commissioner?

Mr. Speaker: There is no occasion for that.

آپ باقاعدہ سوال لکھ کر دیں جس طرح دوسرے ممبروں نے آج کیا ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada: If the Leader of the House declines to answer my question I would sit down.

Mr. Speaker: I won't permit him. I don't permit your question and I don't permit his answer. Our Government is entitled to make even a layman, walking on the road, a Commissioner of this Province, a Governor of this Province, if they so frame the rules. (Interruptions)

No. No غلط - غلط

رانا پھول محمد خان - کیا اسے ممبر صوبائی اسمبلی بھی بنایا جا سکتا ہے؟

Mr. Speaker: Please resume your seat. I have never said that they will become Members of this House. My friend was asking about the status of a Commissioner. Any body in Pakistan can be raised to the status of a Commissioner, to the status of a Governor and, therefore, this question does not arise.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I would.

Mr. Speaker : I don't permit this question and no answer to it. The Member should please resume his seat.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : On a point of personal explanation. I am in possession of the House and I should be allowed to put my submission before your honourable self.

Mr. Speaker : Then give notice of a question.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I am using my privilege to ask information from the House. It is my privilege as a Member of this House to ask information through a privilege motion and not necessarily ask questions.

Malik Ghulam Nabi : But the Member cannot make a long speech.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I am not making a speech. No cross talks please. I am in possession of the House.

Malik Ghulam Nabi : The Member is not in possession of the House. He has been asked by the speaker to resume his seat.

Mr. Speaker : Please do not address each other. No direct talks.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Please say that to Mr. Ghulam Nabi and not to me because he is interrupting.

Mr. Speaker : I have already requested the Member to resume his seat. I won't permit any questions being asked from the Leader of the House.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I resume my seat under protest. I will not move my privilege motion.

وزیر قانون - جناب والا ایک بات میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جو اراکین تشریف لوما ہیں ان پر نہ صرف دوستوں کی بلکہ ہمارے دشمنوں کی نگاہیں بھی لگی ہوئی ہیں اگر اس ایوان کے وقار کو مجروح کیا گیا تو یہ درست نہ ہوگا - اس موقع پر ایک شعر عرض کرتا ہوں -
 بھول دامن بے سبائے ہوئے بھرتے ہیں وہ لوگ
 جن کو نسبت ہی نہیں کوئی چمن سے یارو -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - مجھے ناضل وزیر کے الفاظ سے اتفاق ہے کہ ہمارے کئی دوست اور دشمن دیکھ رہے ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس قسم کا طریق کار اختیار کریں جس سے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ ہمارے بھائی ظالموں میں سے ہیں جو جمہوریت کا پراپیگنڈا کرتے ہوئے اور جمہوریت ہی کا گلا دہانا چاہتے ہیں۔ ہمیں ان کی مدد کرنی چاہئے تاکہ ان کی پارٹی سرخرو اور نیک نام ہو۔ اس کے علاوہ ہمارا کوئی مقصد نہیں۔

ملک غلام ذہبی - جناب والا - میں عبداللہ روکڑی صاحب کے الفاظ کہ ہم ان کو جمہوریت سکھا رہے ہیں۔ ان کا شکر گزار ہوں۔ ان کو بہت جلدی اس بات کا علم ہو جائے گا۔ کہ پیپلز پارٹی اس ملک میں جمہوریت کی بانی ہے۔ جمہوریت اپنانا چاہتی ہے اور اپنا رہی ہے۔ لیکن اس ایوان کے اندر اگر وہ ایسے نعرے لگا کر یہ کہیں کہ جناب سب کو اختیارات آپ نے ان پارلیمینٹری رولز کے ذریعے دئے ہیں۔ ان کو چھیننا چاہتے ہیں۔ تو وہ آپ اچھی روایات قائم نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہاں پر جو تقریریں ہوتی ہیں۔ ان کا وہ انداز نہیں ہے جو اس ایوان کے باہر ہے۔ اس ایوان کے اندر ایک خاص انداز گفتگو ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے سب کو صاحب کا رولنگ جو ان کا فرض ہے وہ آخری ہوتا ہے۔ جب وہ آپ کو کہتے ہیں۔ ”میں اے کو Rule out کرتا ہوں۔“ تو اس کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ ہم فائدہ مستوں اور ہلکتے ہوئے بچوں کے لئے بہت کچھ کریں گے۔ یقین جانیے ہم ہی کریں گے۔ آپ نہیں کر سکتے۔ ہم کریں گے۔ تاکہ ہم لوگوں کو بتا سکیں کہ ہم کیا کیا روایات قائم کر رہے ہیں۔

Mr. Speaker : Now we move to the next item of adjournment motions.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - گزارش ہے کہ آپ نے ابھی رولنگ دی ہے کہ حکومت کو اختیار ہے کہ وہ کسی شخص کو کمشنر کا Status دے سکتی ہے۔ میں اس کے لئے صرف وضاحت چاہتا ہوں۔ for the sake of interpretation آپ

کی حکومت کو کیا یہ بھی اختیار ہے کہ کسی شخص کو بغیر الیکشن تحصیل اور ضلعی چیرمین پوزیشن پارٹی کو ایم پی لے اور ایم این اے کا درجہ دے سکتی ہے۔

مسٹر سپیکر - وہ میں نے نہیں کہا۔ That question does not arise ان کو شکایت تھی کہ ان کو کمشنر کا درجہ کیوں دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایم پی۔ اے کا درجہ فلاں آدمی کے برابر ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ عہدہ دار فلاں آدمی کے برابر ہونگے۔ تو میں نے کہا کہ وہ گورنمنٹ کر سکتی ہے،

No explanation is called for. I move on the next item of adjournment motions please.

Khanzada Taj Muhammad : I seek your indulgence, Listen me for one moment Mr. Speaker. You have given a ruling that the Government can raise any body of any status without any precedent or qualification to that of a Commissioner.

Mr. Speaker : No explanation is called for. Please resume your seat.

تعاریک التوائے کار

بجٹ سیشن میں تعاریک التوائے کار پیش کرنے سے متعلق (مسٹر سپیکر کی رولنگ)

مسٹر سپیکر - چار تعریکات التوائے آئی ہوئی ہیں۔ چونکہ بجٹ سیشن ہے اور رولز کے مطابق وہی اور پروسیڈنٹ وہی موجود ہے کہ بجٹ سیشن کے دوران یہ تعاریک التوائے پیش نہیں ہو سکتیں کیونکہ سب صاحبان وہ تمام مسائل اور تعاریک التوائے کے نہیں مضمون بجٹ کی عام بحث کے دوران زیر بحث لا سکتے ہیں اس لئے Adjournment Motions اور سب صاحبان اس وقت اپنے خیالات پیش کر سکیں گے۔ اس موضوع پر بول سکیں گے۔ (قطع کلامیاً) - سپیکر کی گفتگو پر ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ اپنے پہلے ہی ایک مرتبہ ہوائنٹ آف آرڈر Raise کہہ اور میں اس لئے خاموش رہا۔ کہ چلئے کچھ سیکہ رہے ہیں اور کبھی کبھی ہتھیس منٹ اس ہوائنٹ آف آرڈر پر لک گئے۔ یہ ایک بنیادی بات ہے۔ کہ سپیکر جو بات کہے۔ اس پر ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ (قطع کلامیاً)

رولز کے علاوہ میرے پاس مثالیں موجود ہیں - خلیفہ شجاع الدین صاحب کے بھی یہ فیصلے ہیں - اور چودھری محمد انور بھٹیڈر صاحب کے فیصلے ہیں کہ یہ بجٹ سیشن میں عام بحث میں لائے جا سکتے ہیں اس موضوع پر اسوقت بھی رولز وہی تھے اور اسکی Interpretation میرے predecessor نے یہ کی ہے - کہ بجٹ سیشن کے دوران وہ تحریکات التوا جو General Discussion میں آسکتی ہیں - اور ممبر صاحبان اس مضمون پر تقاریر کر کے حکومت کی توجہ دلا سکتے ہیں - حکومت ہو تنقید کر سکتے ہیں - وہ تحریکات التوا بجٹ سیشن میں بحث کے لیئے پیش نہیں ہو سکتیں - بہت سے مقرر ممبران جو مجھ سے پہلے اس ایوان کے ممبر تھے - وہ یہاں موجود ہیں -

(قطع کلامیہاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - قاعدہ ۶۵ () میں درج ہے - کسی ایسے دن کوئی تحریک پیش نہیں کی جائے گی جو مہزانیہ پر عام بحث کے لیئے مقرر کیا گیا ہو - یہ دن مہزانیہ پر عام بحث کے لیئے نہیں ہے - یہ رولنگ آپ اسوقت دے سکتے ہیں - جب آپ کے پاس واضح رول نہ ہوں - یہ رول نئے ہیں ممکن ہے precedents اس رول کے مطابق نہ ہوں -

مسٹر سپیکر - میں نے اس کے متعلق اپنی رولنگ دے دی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب ہم اس رولنگ کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں - (اس مرحلہ پر آپوزیشن کے ممبران ایوان سے باہر چلے گئے)

ہنگامی قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی
پنجاب صدر ۱۹۷۲

Mr. Speaker : We now move on to the next item. Minister for Law and Parliamentary Affairs to lay on the table the Provincial Assembly of the Punjab Privileges Ordinance 1972.

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں
Provincial Assembly of the Punjab Privileges Ordinance,
ایوان کی میز پر رکھتا ہوں 1972 -

مسودہ قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی
پنجاب صدرہ ۱۹۷۲

مسودہ قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی
پنجاب صدرہ ۱۹۷۲

Mr. Speaker : Minister of Law and Parliamentary Affairs to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges Bill 1972.

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں
Provincial Assembly of the Punjab Privileges, Bill, 1972.
پیش کرتا ہوں -

Mr. Speaker : Minister of Law and Parliamentary Affairs to move his motion please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب سپیکر - میں
یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب صدرہ
۱۹۷۲ کے قاعدہ ۷۴ کو معطل کر دیا
جائے اور مسودہ قانون استحقاقات صوبائی اسمبلی
پنجاب صدرہ ۱۹۷۲ مجلس قائمہ کے سپرد
نہ کیا جائے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے -
کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب
صدرہ ۱۹۷۲ کے قاعدہ ۷۴ کو معطل کر دیا
جائے اور مسودہ قانون استحقاقات صوبائی
اسمبلی پنجاب صدرہ ۱۹۷۲ مجلس قائمہ کے
سپرد نہ کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

اپ ہاؤس کی کارروائی ۲۰ جون ۱۹۷۲ - ۸ بجے صبح تک
ملتوی کی جاتی ہے -

اسمبلی کا اجلاس (۱۰ بجے صبح) ۲۰ جون ۱۹۷۲ بروز منگل
۸ بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہو گیا

APPENDIX I

(Ref. Starred Question No. 57)

STATEMENT 'A'

STATEMENT SHOWING DEBT LIABILITY OF THE PROVINCE ---
*ASSEMBLY QUESTION NO. 57. MARKET LOANS

| Serial No. | Description of the loan | Liability as on 30-6-72 | Date of floatation | Date of resumption |
|------------|--|-------------------------|--------------------|--------------------|
| 1 | 5½% West Pakistan Loan, 1972 | 8,17,02,280 | 12-8-65 | 12-8-72 |
| 2 | 5½% West Pakistan Loan, 1973 | 10,28,47,650 | 27-8-66 | 27-8-73 |
| 3 | 5½% West Pakistan Loan, 1976 | 2,38,40,810 | 14-9-67 | 14-9-76 |
| 4 | 5½% West Pakistan Loan, 1977 | 4,58,80,490 | 28-8-68 | 28-8-77 |
| 5 | 5½% West Pakistan Loan, 1978 | 7,57,47,140 | 12-9-69 | 12-9-78 |
| 6 | 5½% Punjab Loan, 1979 .. | 7,82,47,200 | 17-9-70 | 17-9-79 |
| 7 | 5½% Punjab Loan, 1981 .. | 7,52,27,800 | 28-8-71 | 28-8-81 |
| | Total .. | 48,34,93,370 | | |
| 8 | Unclaimed balances of matured loans, which have ceased to bear interest. | 45,29,800 | | |
| | Grand Total .. | 48,80,23,170 | | |

APPENDIX I

STATEMENT 'B'

STATEMENT SHOWING DEBT LIABILITY OF THE PROVINCE-
ASSEMBLY QUESTION NO. 57

(CASH DEVELOPMENT LOANS FROM THE CENTRAL GOVERNMENT.)

| Description of the loan with the rate of in- terest | Liability as on 30-6-72 | Repayment Schedule |
|---|----------------------------|--|
| 1. Consolidated Debt upto 1960-61 (3.50%). | 9,86,21,000 | Repayable over a period of 25 years in annual equated instal- ments of principal and interest with effect from 1961-62. |
| 2. Cash Development Loan, 1961-62 (4.75%). | 3,80,59,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instal- ments with a grace period of 5 years with effect from 1967-68. |
| 3. Cash Development Loan, 1962-63 (4.75%). | (-)43,50,000 | Repayable over a period of 20 year in annual equated instalments with effect from 1968-69. |
| 4. Cash Development Loan 1963-64 (4.75%). | 18,59,34,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instal- ment 5 years with effect from 1969-70. |
| 5. Cash Development Loan, 1964-65 (5.25%). | 3,92,47,000 | Repayable over a period of 20 years of principal and interest with a grace period of 5 years with effect from 1970-71. |
| 6. Cash Development Loan 1965-66 (5.25%). | (-)12,01,94,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instal- ments of principal and interest with a grace period of 5 years with effect from 1971-72. |
| 7. Cash Development Loan 1966-67 (6.25%). | (-)14,89,00,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instal- ments of principal and interest with a grace period of 5 years with effect from 1972-73. |
| 8. Cash Development Loan, 197-668 (6.00%). | 5,82,00,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instal- ments of principal and interest with a grace period of 5 years with effect from 1973-74. |

| Description of the loan with the rate interest | Liability as on 30-6-72 | Repayment Schedule |
|---|-------------------------|---|
| 9. Cash Development Loan, 1968-69 (6.25%). | 11,29,00,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instalments of principal and interest with a grace period of 5 years with effect from 1974-75. |
| 10. Cash Development Loan, 1969-70 (6.25%). | 24,21,00,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instalments of principal and interest with a grace period of 5 years with effect from 1975-76. |
| 11. Loan for clearance of Debt Balances 1969-70 (6.25%). | 21,51,00,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instalments of principal and interest with a grace period of 5 years, with effect from 1975-76. |
| 12. Loan for Lahore Stadium (4.75%). | 4,73,000 | Repayable over a period of 16 years in equal instalments of interest and principal, with effect from 1962-63. |
| 13. Loan for settlement of Central dues 1969-70— (6.25%). | 8,92,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instalments of principal and interest with a grace period of 5 years, with effect from 1975-76. |
| 14. Cash Development Loan, 1970-71 (6.25%). | 4,06,07,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instalments of principal and interest with a grace period of interest with a grace period of 5 years, with effect from 1976-77. |
| 15. Loan for meeting Rail-way losses 1970-71— (6.25%). | 31,58,000 | Ditto. |
| 16. Development Loan, 1972 (6.50%). | 8,41,00,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instalments of principal and interest with a grace period of 5 years, with effect from 1977-78. |

| Description of the loan with the rate interest | Liability as on 30-6-72 | Repayment Schedule |
|--|-------------------------|---|
| 17. Malaria Eradication 1971-72. (6.50%) | 2,54,00,000 | Repayable over a period of 20 years in annual equated instalments of principal and interest with a grace period of 5 years, with effect from 1977-78. |
| 18. Loan for meeting Railway losses during 1971-72 (6.50 %). | 1,46,84,000 | Ditto. |
| 19. Loan for adjustment of Food Advances (5.0 %). | 8,42,63,000 | Repayable in 20 equal half yearly instalments of principal with effect from 1969-70. |
| 20. Foreign Loan in the form of equipment upto 1960-61. | 2,99,68,000 | Repayable over a period of 25 years in equated annual instalments of principal and interest with effect from 1961-62. |
| 21. Foreign Loan in the form of equipment during 1961-62 (4.75 %). | 94,000 | Repayable over a period of 20 years in equated instalments of principal and interest with a grace period of 5 years, with effect from 1968-69. |
| Total .. | 1,00,03,56000 | |

Note—1. Actual payment of interest and principal in respect of each loan excepting that at item 18, is being made on quarterly basis as a result of a decision taken jointly by the Central Government and Provincial Government. In case of the loan at item 18, the payment made to the State Bank of Pakistan on half yearly basis in accordance with the terms of the loan.

2. Loans in minus figures pertaining to those years during which the defunct Government of West Pakistan passed on larger amounts of loans to the Autonomous Bodies than what they received from the Central Government.

STATEMENT 'C'

STATEMENT SHOWING DEBT LIABILITY OF GOVERNMENT OF THE PUNJAB ON ACCOUNT OF FOREIGN LOANS

(Rs. in lacs)

| Name of lending country/ agency | Name of loan | Balance outstand- ing on | Rate of interest | REPAYMENT OF PRINCIPAL | | |
|------------------------------------|--------------|--------------------------------|--|----------------------------|-----------------------------------|---------------------|
| | | | | Grace period (years) | Period of repayment (years) | Commencing from |
| COUNTERPART FUND LOANS | | | | | | |
| 1. U. S. AID | 391—G—009 | 23.37 | 5 | 5 | 36½ | 1st June 1964. |
| 2. Ditto | 391—G—065 | 200.73 | ½ of 1 | 3 | 27½ | 13th November 1966. |
| 3. Ditto | 391—G—120 | 666.93 | 1 for 10 years and 2½ there- after. | 10 | 30½ | September, 1977. |
| 4. Ditto | 391—G—122 | 316.84 | Ditto | 10 | 30½ | 9th February 1978. |
| 5. Ditto | 391—G—132 | 514.91 | 2 for 10 years and 2½ there- after. | 10 | 30½ | July, 1978. |
| 6. Ditto | 391—G—133 | 76.40 | Ditto | 10 | 30½ | Ditto. |
| 7. Ditto | 391—G—147 | 31.11 | 2 for 10 years and 3 there- after. | 10 | 30½ | Ditto. |

| | | | | | | | | | |
|-----------|----|---------|----|---------|----|----|---|----|-----------|
| 8. German | .. | 1964-65 | .. | 9.01 | 4½ | .. | 5 | 20 | 1970-71. |
| 9. Do. | .. | 1966-67 | .. | 34.09 | 6½ | .. | 5 | 20 | 1972-73. |
| 10. Do. | .. | 1967-68 | .. | 48-70 | 6 | .. | 5 | 20 | 1973-74 . |
| 11. Do. | .. | 1968-69 | .. | 120.78 | 6½ | .. | 5 | 20 | 1974-75 |
| 12. Do. | .. | 1969-70 | .. | 136.36 | 6½ | .. | 5 | | 1975-76 |
| | | Total | .. | 2179.23 | | | | | |

STATEMENT 'D'

STATEMENT SHOWING DEBT LIABILITY OF GOVERNMENT OF THE PUNJAB ON ACCOUNT OF FOREIGN LOANS

(Rs. in lacs)

| Name of landing country/ agency | Name of Loan | Balance outstanding on 30-6-72 | Rate of interest | REPAYMENT OF PRINCIPAL | | |
|------------------------------------|--------------|--------------------------------|-----------------------------------|------------------------|-----------------------------|-----------------------|
| | | | | Grace period (Years) | Period of repayment (Years) | Commencing from |
| FOREIGN EXCHANGE LOANS | | | | | | |
| 1. U.S. AID | 391—H—055 .. | 282.95 | ‡ | 10 | 30½ | 23rd March 1974. |
| 2. Ditto | 391—H—087 | 281.85 | 1 for 10 years and 2 thereafter. | 10 | .. | 25th March 1978. |
| 3. Ditto | 390—H—069 | 122.30 | ‡ | 10 | .. | 28th September. 1974. |
| 4. Ditto | 391—H—107 | 129.94 | 1 for 10 years and 2½ thereafter. | — | .. | 20th March 1977. |
| 5. Ditto | 391—H—142 | 9.57 | .. | 10 | .. | .. |
| 6. Ditto | 391—H—103 | 26.35 | 1 for 10 years and 2½ thereafter. | 10 | 30½ | 24th January 1978. |
| 7. Ditto | 391—H—060 | 27.45 | ‡ | 10 | 30½ | 23th September 1975. |
| 8. Ditto | 391—H—079 | 79.16 | ‡ | 10 | 30½ | 28th December 1975. |
| 9. Ditto | 391—H—084 | 198.01 | ‡ for 10 years and 2 thereafter. | 10 | 30½ | 9th June 1975. |

APPENDIX I

| | | | | | | | |
|-----|--------|----------------|---------|-----------------------------------|---------------|-----|---------------------|
| 10. | Ditto | 391-H-128 | 73.06 | 1 for 10 years and 2 thereafter. | 10 | 30½ | .. |
| 11. | Ditto | 391-H-135 | 131.72 | 2 for 10 years and 2½ thereafter. | 10 | 30½ | .. |
| 12. | U.K. | 5th Credit | 78.77 | 6 Approximately | 6 | 18½ | 31st October 1966. |
| 13. | I.D.A. | 1062-Pak. | 83.33 | 3 | 10 | 40 | 1st June 1977. |
| 14. | Do. | 50-Pak | 243.34 | 4 | 10 | 40 | 15th March 1974. |
| 15. | Ditto | 54-Pak. | 208.46 | 4 | 10 | 50 | 15th October 1974. |
| 16. | Ditto | S-I-Pak. | 20.69 | 4 | 3 | 8 | 15th January 1969. |
| 17. | Ditto | 30-Pak. | 248.50 | 4 | 10 | 40 | 15th April 1973. |
| 18. | Sweden | 106-Pak. | 83.33 | 2 | 10 | 15 | 31st December 1977. |
| 19. | IBRD | 578-Pak | 16.23 | 6½ | 10 | 20½ | 15th March 1979. |
| 20. | DLF | DLF-25 | 188.31 | 3½ | 1 | 21 | 1961. |
| 21. | Russia | Credit 01-4-66 | 151.65 | 2½ | .. | 10 | 1967-68. |
| 22. | Do. | 61-ADC | 38.12 | 2½ | ½ | 10 | .. |
| 23. | Do. | 61-ADC-USSR- | 7.90 | .. | Not available | .. | .. |
| 24. | Do. | 61-64-ADC | 6.96 | 3 | .. | 5 | .. |
| 25. | Italy | Credit-12-6-66 | 145.55 | 6 | 2 | 8½ | 1963-69. |
| 26. | Do. | Credit-25-6-68 | 51.67 | 6 | 2 | 8½ | .. |
| | | Total | 2935.17 | | | | |

APPENDIX II

(Ref. STARRED QUESTIONS NO. 190.).

LIST OF ILLLEGAL OCCUPATION IN CHAK NO. 534/G.B. TEHSIL JARANWALA.

| Serial No. | Name of Occupation | No. Family member | Area |
|------------|---|-------------------|---------------------|
| 1 | Noor, son of Saghar .. | 15 | A. K. M. 12-3-17 |
| 2 | Noora, son of Amir .. | 10 | 15-3-8 |
| 3 | Muhammad, son of Feroze .. | 12 | 19-3-6 |
| 4 | Shera, son of Theraj .. | 18 | 49-6-14 |
| 5 | Anwar, Kulla, Ahmad Ali, son of Kala .. | 3 | 3-5-14 |
| 6 | Sultan, Wali, son of Mohabbat .. | 5 | 7-2-15 |
| 7 | Najabat, son of Bahalak, Kala, son of Nawab .. | 23 | 10-4-19 |
| 8 | Shada, son of Qadara, Amir Ahmad, son of Machid. | 3 | 3-2-2 |
| 9 | Sadiq, Rajada son of Wasawa, Manzoor, son of Sadiq. | 12 | 11-2-1 |
| 10 | Mohabbat, Habat, son of Qadar .. | 11 | 7-1-3 |
| 11 | Najabat, son of Bahlak .. | 8 | 5-4-16 |
| 12 | War-Yam Daulat, son of Qadar .. | 6 | 12-3-11 |
| 13 | Anwar, Kulla, son of Kala .. | 2 | 4-3-5 |
| 14 | Amir, son of Machia .. | 3 | 23-7-9 |
| 15 | Riaz Ahmad, son of Machia .. | 3 | 23-7-9 |
| 16 | Barkat, son of Habat .. | 3 | 4-7-9 |
| 17 | Mughala, son of Ghulam .. | 9 | 10-7-6 |
| 18 | Akbar, son of Mughla .. | 3 | 9-7-15 |
| 19 | Ghulam, son of Gena .. | 6 | 2-6-1 |

| Serial No. | Name of Occupation | No. Family member | Area |
|------------|--|-------------------|---------|
| | | | A.K.M. |
| 20 | Khan, son of Makhan .. | 5 | 11-3-11 |
| 21 | Mansha, son of Bakhu .. | 8 | 6-2-10 |
| 22 | Sadullah, Abdullaha, son of Khan .. | 13 | 8-0-17 |
| 23 | Nazara, son of Khan .. | 5 | 3-0-12 |
| 24 | Murad, son of Khan .. | 5 | 2-4-9 |
| 25 | Sarfraz, son of Khan .. | 5 | 3-2-14 |
| 26 | Bakhsha, Sardara, son of Amir .. | 11 | 13-7-5 |
| 27 | Niaz, son of Imam Din .. | 15 | 7-1-17 |
| 28 | Nazir, son of Abdur Rehman .. | 9 | 3-7-3 |
| 29 | Mian Khan, son of Mullah Jalla, son of Bakhu.. | 7 | 0-6-18 |
| 30 | Shahdat, son of Abdur Rehman .. | 5 | 2-1-16 |
| 31 | Wala, son of Sohna .. | 6 | 3-5-6 |
| 32 | Yaqub, son of Mumooro .. | 5 | 0-4-4 |
| 33 | Kamir, son of Mughal .. | 9 | 7-1-14 |
| 34 | Sarang, son of Muhammad° .. | 8 | 1-6-0 |
| 35 | Ghulam, son of Gehna .. | 6 | 1-6-0 |
| 36 | Idress, son of Baggu .. | 5 | 5-5-11 |
| 37 | Ranu, son of Jalla .. | 5 | 16-1-10 |
| 38 | Mutalli, son of Hassan Yara, son of Hassan .. | 15 | 3-0-12 |
| 39 | Mudia, son of Amir .. | 3 | 1-4-6 |
| 40 | Thoba, son of Amir MudiaBahawal .. | 4 | 1-0-18 |
| 41 | Lehu, son of Jalla .. | 8 | 8-1-17 |
| 42 | Shafi, son of Marmali .. | 5 | 5-0-6 |
| 43 | Shama Waryam, son of Mutalt .. | 12 | 17-3-14 |

| Serial No. | Name of Occupation | No. of Family Member | Area |
|------------|--|----------------------|------------------|
| 44 | Sultan, Khan, son of Lal .. | 5 | A.K.M. 5-0-14 |
| 45 | Bashir, Ahmad Noor Ahmad, son of Ismail .. | 5 | 4-7-11 |
| 46 | Khan, Waryam Yaqub, sons of Haral .. | 6 | 8-1-6 |
| 47 | Muhammad Ishaq, son of Ghulam .. | 8 | 6-4-17 |
| 48 | Wali Muhammad, son of Amir .. | 5 | 0-2-4 |
| 49 | Suleman, son of Mutal .. | 8 | 7-1-14 |
| 50 | Muhammad, son of Mehra .. | 7 | 4-0-2 |
| 51 | Sahib, son of Nahal .. | 4 | 0-4-2 |
| 52 | Shafi, son of Amir .. | 6 | 0-5-2 |
| 53 | Mohabbat, Shadat, Mehmood, son of Methala .. | 16 | 10-0-8 |
| 54 | Mamu, son of Jalla .. | 6 | 14-6-2 |
| 55 | Hussain Shafiq, son of Karam Ali .. | 8 | 0-7-17 |
| 56 | Shera, son of Murad .. | 6 | 12-4-19 |
| 57 | Gehna, son of Jalla .. | 4 | 4-3-5 |
| 58 | Mohammad Shafiq, son of Mutali .. | 1 | 0-4-9 |
| 59 | Allah Ditta, son of Wahgo .. | 6 | 7-6-1 |
| 60 | Ashiq, son of Kriza .. | 2 | 2-6-5 |
| 61 | Muhammada, son of Krama .. | 4 | 1-5-7 |
| 62 | Ahmad, son of Kamma .. | 9 | 6-0-19 |
| 63 | Yaqub, son of Amir .. | 5 | 8-2-9 |
| 64 | Ali, son of Kamma .. | 6 | 4-3-14 |
| 65 | Thara, son of Murad Yara .. | 6 | 5-4-10 |
| 66 | Wali, son of Amir .. | 4 | 2-7-4 |

| Serial No. | Name of Occupation | No. of Family Member | Area |
|------------|---|----------------------|-----------------|
| 67 | Dalmir, son of Saleh .. | 6 | A.K.M. 4-6-6 |
| 68 | Shamir, son of Roshan .. | 8 | 3-4-3 |
| 69 | Amir son of Roshan .. | 6 | 2-6-9 |
| 70 | Walayat, son of Shamo .. | 3 | 0-6-13 |
| 71 | Bana, Waga, sons of Theraj .. | 13 | 9-1-13 |
| 72 | Muhammad, son of Isa .. | 8 | 1-0-18 |
| 73 | Roshan, son of Bakhu, Shahdat, Muhammad, Sadiq, son of Roshan. | 25 | 20-4-4 |
| 74 | Anwar, son of Ahmo .. | 2 | 4-0-13 |
| 75 | Lakhu, son of Langari .. | 10 | 8-2-17 |
| 76 | Ahmad, son of Langari .. | 8 | 8-2-15 |
| 77 | Said, son of Makhan .. | 9 | 5-7-12 |
| 78 | Muhammad, son of Langari .. | 7 | 4-1-19 |
| 79 | Sadiq, son of Said .. | 6 | 6-2-19 |
| 80 | Khan, Daulat, son of Sher .. | 2 | 10-3-17 |
| 81 | Bashir, son of Yaqub, Sedar Din, son Ali Baksh | 9 | 4-7-12 |
| 82 | Sultan, Barkhurder, son of Shera .. | 5 | 5-6-10 |
| 83 | Sakander, Abdur Rehman, son of Shera .. | 9 | 1-0-18 |
| 84 | Thoba, Bahawal, son of Amir .. | 4 | 3-6-8 |
| 85 | Mir, son of Yaqub, Dosa son of Mohd .. | 4 | 0-4-9 |
| 86 | Khara, son of Umari .. | 7 | 5-4-16 |
| 87 | Rehman, son of Umari .. | 6 | 5-0-1 |
| 88 | Dosa, son of Muhammad .. | 1 | 1-5-9 |
| 89 | Sithera, son of Umari .. | 4 | 5-6-9 |
| 90 | Nosher, son of Bager .. | 7 | 3-2-5 |

| Serial No. | Name of Occupant | No. of family member | Area |
|------------|---|----------------------|-----------------|
| 91 | Baqar, son of Baz | 9 | A.K.M. 5-1-9 |
| 92 | Bakhsha, son of Ghulam | 9 | 1-1-9 |
| 93 | Muhammad, son of Ali | 2 | 1-2-4 |
| 94 | Ali, son of Bahalk | 3 | 3-1-4 |
| 95 | Salabat, son of Amir | 8 | 9-0-6 |
| 96 | Shamu, son of Mudai | 5 | 1-7-3 |
| 97 | Hidayat, son of Qiam | 5 | 0-6-2 |
| 98 | Said, son of Karam Ali | 8 | 1-3-10 |
| 99 | Ahmad, son of Qadara | 9 | 0-5-2 |
| 100 | Jahna, son of Mohabbat | 3 | 0-7-4 |
| 101 | Rehma, son of Mohabbat | 3 | 1-1-14 |
| 102 | Muhammad, son of Qadra | 5 | 10-6-12 |
| 103 | Muhammad, Ahmad, sons of Ali | 3 | 0-0-13 |
| 104 | Taja, son of Bhans | 9 | 11-7-9 |
| 105 | Bahlak, son of Jhenda | 5 | 15-2-8 |
| 106 | Shada, son of Rana, Mullah, son of Jhenda | 15 | 6-1-2 |
| 107 | Qadar, son of Rana | 2 | 6-7-14 |
| 108 | Ahmad, Shahmad, sons of Sheheema | 16 | 23-5-4 |
| 109 | Rajab, son of Mutali | 6 | 0-7-6 |
| 110 | Sohna, son of Mutali | 5 | 6-3-15 |
| 111 | Bahu, son of Jallah, Niamat, son of Shama | 4 | 9-1-17 |
| 112 | Lal, son of Hassan | 9 | 2-4-5 |
| 113 | Akbar, son of Hassan | 5 | 6-1-3 |
| 114 | Lal, son of Ahmad | 2 | 0-4-9 |
| 115 | Mutali, son of Hassan | 1 | 11-0-11 |

| Serial No. | Name of Occupant | No. of family member | Area |
|------------|---|----------------------|-------------------|
| 116 | Liaqat, son of Shahd .. | 1 | A. K. M. 2-4-5 |
| 117 | Sama, son of Hassan, Baara, son of Hassan .. | 12 | 4-3-12 |
| 118 | Dona, Najabat, son of Bana .. | 13 | 9-3-1 |
| 119 | Noor, son of Amir .. | 1 | 2-2-6 |
| 120 | Hidayat, son of Qaim .. | 1 | 7-7-1 |
| 121 | Fatta, son of Ali Muhammad .. | 6 | 1-3-1 |
| 122 | Said, son of Karamali .. | 1 | 14-1-1 |
| 123 | Allah Yar, son of Raja .. | 6 | 0-4-4 |
| 124 | Hussain, son of Ahmad .. | 7 | 2-6-5 |
| 125 | Hassan, Massan, son of Mohabat .. | 12 | 4-2-9 |
| 126 | Shahbat, son of Mohabat .. | 6 | 2-6-5 |
| 127 | Alu, son of Jalla .. | 13 | 18-0-17 |
| 128 | Ahmad, son of Balawal .. | 6 | 6-5-6 |
| 129 | Nawab, son of Shahu .. | 5 | 2-4-2 |
| 130 | Lehnu, son of Rehma .. | 7 | 3-1-16 |
| 131 | Mian Khan, son of Walyat Khan .. | 4 | 2-4-2 |
| 132 | Hussain, son of Kamal .. | 1 | 6-5-11 |
| 133 | Muhammad son of Mutal .. | 6 | 13-7-14 |
| 134 | Butta, son of Said .. | 2 | 2-5-7 |
| 135 | Methala, son of Jalla Hidayat, son of Bahawal .. | 15 | 9-6-11 |
| 136 | Jan Mohammad Nazam Din, Fathu Ali, sons of Rehman Khadam, Nazar, son of Mirdad. | 20 | 34-1-9 |
| 137 | Dost Mohd, Yousef, Bagga, son of Noora .. | 7 | 3-2-4 |
| 138 | Fiaz Ali, son of Allah Dia .. | 6 | 6-7-12 |
| 139 | Muhammad, son of Muhabbat .. | 4 | 5-0-1 |

| Serial No. | Name of Occupant | No. of family member | Area |
|------------|--|----------------------|----------|
| | | | A. K. M. |
| 140 | Lal, son of Bagga .. | 7 | 9-8-18 |
| 141 | Santa, son of Bagga — | 5 | 9-7-1 |
| 142 | Yousaf, son of Amir .. | 4 | 7-3-17 |
| 143 | Rehmat, son of Murid .. | 2 | 0-2-0 |
| 144 | Muhammad, son of Amir .. | 4 | 6-3-8 |
| 145 | Yaqub, son of Mohabbat .. | 4 | 3-7-3 |
| 146 | Raju, son of Amir .. | 4 | 10-2-18 |
| 147 | Ghulam, son of Khushal .. | 8 | 5-1-12 |
| 148 | Bahawal, son of Wali .. | 6 | 5-4-1 |
| 149 | Allah Yar, son of Waryam Ishaq son, of Waryam | 10 | 5-4-1 |
| 150 | Ahmad, Shahmad, sons of Said .. | 18 | 15-4-12 |
| 151 | Muhammad Tufail, son of Ali Ahmad .. | 5 | 2-1-16 |
| 152 | Ghulam, son of Muram .. | 6 | 10-2-2 |
| 153 | Khan, son of Kurad .. | 7 | 7-1-17 |
| 154 | Noora, son of Tehraj .. | 5 | 4-3-12 |
| 155 | Ahmed, Shamad, Sardara, sons of Qraja .. | 14 | 4-5-16 |
| 156 | Shera, son of Tehraj .. | 4 | 1-3-2 |
| 157 | Shamad, son of Bakhu .. | 5 | 3-2-14 |
| 158 | Momora, son of Machia .. | 7 | 1-0-19 |
| 159 | Mokha, son of Qada .. | 5 | 6-5-8 |
| 160 | Sohna, son of Norang .. | 7 | 7-3-2 |
| 161 | Hussain, son of Nahal .. | 6 | 6-5-8 |
| 162 | Hamza, son of Norang, Shadhat, Slabat, etc. .. | 11 | 10-5-15 |
| 163 | Noor Muhammad, son of Dullah .. | 5 | 2-6-9 |

| Serial No. | Name of Occupant | Number of family Member | Area |
|------------|--|-------------------------|--------------------|
| 164 | Allah Ditta, son of Ali Muhammad, Yaqub, son of Yousaf deceased. | 6 | A. K. M. 14-6-1 |
| 165 | Muhammad Ishaq, son of Yousaf .. | 7 | 2-21-16 |
| 166 | Khan, son of Mughla Sukha, son of Sohna .. | 9 | 3-2-9 |
| 167 | Manzoor, son of Khushi Muhammad, Khushi Muhammad, son of Ghulam Din .. | 7 | 6-2-10 |
| 168 | Ghulam Haider, son of Shah Muhammad .. | 9 | 2-1-11 |
| 169 | Bana, son of Toraze, Khan, son of Chakkar .. | 16 | 16-1-15 |
| 170 | Noor Din, son of Ali Bakhsa .. | 7 | 5-4-10 |
| 171 | Kari, Bahim, sons of Hakam .. | 26 | 29-3-18 |
| 172 | Ali, son of Hakam, Dara, son of Waryam Khan, son of Shafi | 9 | 17-3-3 |
| 173 | Tehraj, Mured, son of Bakhatwar .. | 13 | 27-4-5 |
| 174 | Nawab, Dad, sons of Bakhtawar .. | 21 | 27-4-10 |
| 175 | Noor Muhammad, son of Wahab, Dil Muhammad Raja, Ghulam, Sarwan, Noor Muhammad. | 16 | 27-6-10 |
| 176 | Sahon, son of Ali .. | 7 | 9-1-5 |
| 177 | Salabat, Mohabbat, Najabat, son of Noora, Mommo, son of Waryam. | 12 | 23-7-9 |
| 178 | Abdul Sattar, sons of Noor Muhammad .. | 8 | 11-1-0 |
| 179 | Mehra, son of Fazala deceased through Muhammad Ali .. | 1 | 8-7-4 |
| 180 | Shahdat, Mohabbat, Mahmood, sons of Methela. .. | 12 | 9-2-15 |
| 181 | Muhammad, son of Mutalli .. | 1 | 2-1-1 |
| 182 | Shera, son of Mughla .. | 9 | 12-5-9 |
| 183 | Shera, sons Mumba .. | 1 | 3-2-14 |
| 184 | Yaqub, Asiq, sons of Mumora .. | 8 | 9-0-7 |

| Serial No. | Name of Occupant | Number of family Members | Area |
|------------|---------------------------------|--------------------------|--------------------|
| 185 | Ahmed, son of Salana | .. | A. K. M. 3-6-14 |
| 186 | Walla, son of Mehra | 4 | 1-0-18 |
| 187 | Mohani, son Bhagta | 4 | 3-7-3 |
| 188 | Nanak, son of Abdylah | 1 | 2-1-6 |
| 189 | Baghata, son of Sada | 6 | 4-3-12 |
| 190 | Noora, son of Tiber | 6 | 10-5-11 |
| 191 | Muhammad, son of Badhur | 3 | 13-6-16 |
| 192 | Chanen, son of Baghta | 3 | 13-3-10 |
| 193 | Wali Muhammad, son of Amir | 6 | 0-4-9 |
| 194 | Makhan Skhan, son of Mangal | 11 | 19-5-0 |
| 195 | Rana, Sahiba, son of Nibal | 7 | 16-6-6 |
| 196 | Sodagr, son of Jaggta | 6 | 3-4-14 |
| 197 | Shahdat, Shera, son of Noora | 12 | 1-5-7 |
| 198 | Dilmir, son of Sahlan | 6 | 3-4-14 |
| 199 | Shahlam, son of Hasham | 5 | 3-2-14 |
| 200 | Shera, son of Jumman | 1 | Full Square. |
| 201 | Mian Khan, Yousaf, son of Rehma | 9 | 1-0-18 |
| 202 | Muhammad, son of Mohabbat | 5 | 1-5-7 |
| 203 | Khaki, son of Lahana | 7 | 16-1-3 |
| 204 | Taju, son of Gehna | 4 | 1-5-7 |
| 205 | Jahngir, son of Ahmad | 4 | 3-2-19 |
| 206 | Umrai son of Monda | 1 | 1-0-18 |
| 207 | Waryam, son of Rajo | 4 | 3-4-9 |
| 208 | Humand, son of Kamma | 2 | 3-6-2 |

| Serial No. | Name of Occupant | Number of Family Members | Area |
|------------|--|--------------------------|--------------------|
| 209 | Ghulam, son of Ahmed | 12 | A. K. M. 4-6-16 |
| 210 | Doosa, son of Baqar | 7 | 7-3-1 |
| 211 | Sadiq, son of Kamma | 3 | 4-2-15 |
| 212 | Muhammad, son of Mutal | 9 | 3-4-0 |
| 213 | Mekhala, son of Muhammad | 3 | 5-2-5 |
| 214 | Hayat, son of Hamad | 6 | 3-4-0 |
| 215 | Sher, son of Salhan | 9 | 0-4-9 |
| 216 | Khan, son of Sadiq | 7 | 1-0-18 |
| 217 | Raju, son of Dara | 3 | 1-5-7 |
| 218 | Manda, son of Makhan | 6 | 2-1-16 |
| 219 | Sajdaa, son of Said | 5 | 5-0-1 |
| 220 | Hasham, son of Murad | 9 | 5-0-1 |
| 221 | Ahmed, Ali, Mughala, son of Mutalli | 8 | 5-7-12 |
| 222 | Sadaq, son of Qaim | 7 | 4-3-12 |
| 223 | Sher, son of Daim | 9 | 6-0-19 |
| 224 | Said, son of Daim | 11 | 5-4-10 |
| 225 | Muhammad, Noshwer, Ahmon, sons of Noora | 20 | 15-0-3 |
| 226 | Thoba, Mudai, Bahawal, sons of Amir | .. | 16-5-10 |
| 227 | Ahmed, on of Ghulam | 1 | 1-0-18 |
| 228 | Mehmood, son of Bhal, Ahmed, son of Ghulam, Nanank, son of abdullah | 15 | 9-3-13 |
| 229 | Noora, son of Kalu, Dalu, son of Zaido | 15 | 6-0-19 |
| 230 | Ghulam, son of Shera | 7 | 5-4-10 |
| 231 | Shamir, son of Muhammad | 7 | 1-0-18 |
| 232 | Shera, son of Raju | 5 | 7-6-6 |

| Serial No. | Name of Occupant | Number of Family Member | Area |
|------------|---|-------------------------|----------|
| | | | A. K. M. |
| 233 | Dilmir, Shamir, sons of Roshan .. | 2 | 5-4-10 |
| 234 | Wali, Ali, sons of Murad .. | 2 | 3-6-18 |
| 235 | Amira, son of Masta .. | 8 | 13-4-0 |
| 236 | Ahmed, son of Muhammad .. | 1 | 0-1-9 |
| 237 | Anwar, son of Mimbah .. | 1 | 0-7-0 |
| 238 | Shera, son of Said .. | 1 | 3-6-18 |
| 239 | Ishaq, Hatyat, sons of Sahita .. | 5 | 1-0-18 |
| 240 | Allu, Dittu, sons of Amira .. | 15 | 5-1-12 |
| 241 | Allah Ditta, son of Hassan .. | 9 | 1-5-7 |
| 242 | Khan, son of Bahadar .. | 4 | 7-6-6 |
| 243 | Noor Ahmed, Ahmed, sons of Mahmud .. | 5 | 2-1-16 |
| 244 | Waryam, son of Masta .. | 9 | 17-1-19 |
| 245 | Shera, Anwar, sons of Mughla, Jahangir, sons of Muhammad .. | 20 | 1-0-9 |
| 246 | Ali, Ramzan, sons of Ganda .. | 12 | 24-3-16 |
| 247 | Hukama, son of Mehru .. | 4 | 3-6-5 |
| 248 | Ali Muhammad, son of Buta .. | 7 | 7-4-10 |
| 249 | Nazir Ahmed, Muhammad Shafi, sons of Doet Muhammad Zulfiqar, sons of Bashira .. | 12 | 10-0-15 |
| 250 | Wali Muhammad, sons of Buta, Anwar, son of Wali Muhammad .. | 8 | 11-0-1 |
| 251 | Nawab, Gulab, sons of Shukar Din .. | 9 | 3-2-4 |
| 252 | Bana, son of Nahal .. | 6 | 0-5-4 |
| 253 | Ramzan, son of Lashkar .. | 4 | 0-3-9 |
| 254 | Yaqub Mashih, son of B a u .. | 6 | 2-1-7 |

| Serial No. | Name of Occupant | Number of Family Member | Area |
|------------|---|-------------------------|-------------------|
| 255 | Mand, son of Taba .. | 6 | A. K. M. 1-7-7 |
| 256 | Ahmed, on of Sahlon, Shahmad; son of Sahlon | 15 | 6-5-8 |
| 257 | Shrah, son of Baghela .. | 9 | 1-0-18 |
| 258 | Shah, son of Lal .. | 6 | 1-0-18 |
| 259 | Allah Ditta, son of Chawa .. | 9 | 12-3-4 |
| 260 | Toreze, son of Jilu .. | 1 | 9-3-13 |
| 261 | Shahdat, Anwar, Akbar, son of Gena .. | 2 | 22-3-2 |
| 262 | Sohla, Jalla, Muhammad, sons of Hassan .. | 10 | 7-8-6 |
| 263 | Sardara, son of Shera .. | 7 | 1-0-9 |
| 264 | Sohna, son of Gehna .. | 4 | 1-0-18 |
| 265 | Muhammad, son of Karam Ali .. | 3 | 1-0-15 |
| 266 | Mian Khan, son of Shera .. | 2 | 11-5-9 |
| 267 | Khan, son of Ahmed | 6 | 7-1-17 |
| 268 | Sai, son of Hamad .. | 6 | 5-4-10 |
| 269 | Ibrahim, son of Jalla .. | 6 | 1-3-14 |
| 270 | Sadiq, son of Jiwa .. | 2 | 5-4-6 |
| 271 | Sahlon Muhammad, son of Jewa .. | 16 | 6-6-10 |
| 272 | Mumraze, son of Jewa .. | 6 | 9-3-13 |
| 273 | Lal, son of Jiwa .. | 3 | 5-0-1 |
| 274 | Sardar, son of Jalla .. | 4 | 4-3-12 |
| 275 | Muhammad Ali, son of Jiwa .. | 8 | 5-4-10 |
| 276 | Ghulam, Muhammad, son of Jiwa .. | 7 | 5-4-10 |
| 277 | Akber son of Toreze | 6 | 1-0-18 |
| 278 | Jiwa, son of Bakhtawar | 2 | 5-6-19 |

| Serial No. | Name of Occupant | Number of Family Member | Area |
|------------|--------------------------------------|-------------------------|-------------------|
| 279 | Amir, son of Rehna .. | 9 | A. K. M. 2-6-5 |
| 280 | Manzoor, son of Shmir .. | 4 | 2-7-3 |
| 281 | Ahmed, Shera, son of Salhon .. | 2 | 1-5-7 |
| 282 | Mughla, son of Bahlak .. | 2 | 5-3-16 |
| 283 | Kamir, son of Bahlak .. | 5 | 3-4-19 |
| 284 | Wali Muhammad, son of Bahlak .. | 4 | 3-4-19 |
| 285 | Khan, son of Bhalak .. | 2 | 4-3-3 |
| 286 | Shahdat, son of Balhak .. | 5 | 2-1-16 |
| 287 | Shamu, son of Mallu .. | 5 | 4-1-3 |
| 288 | Muhammad, son of Mehra .. | 4 | 0-4-4 |
| 289 | Muhammad Din, son of Karim Bekhsh .. | 6 | 1-0-18 |
| 290 | Walla, son of Mehra .. | 1 | 1-3-3 |
| 291 | Manzoor, son of Ghulam .. | 5 | 1-0-18 |
| 292 | Muhammad, son of Hassan .. | 3 | 0-4-9 |
| 293 | Raja, Taja, sons of Hassan .. | 16 | 3-6-5 |
| 294 | Mehtela etc., son of Allah Ditta .. | 3 | 1-0-18 |
| 295 | Muhammad, son of Noora .. | 1 | 1-5-7 |
| 296 | Ahmad, son of Alwal .. | 6 | 5-6-5 |
| 297 | Nizam, son of Karam Ali .. | 1 | 8-7-4 |
| 298 | Nawab, son of Jalla .. | 7 | 5-4-6 |
| 299 | Dan, son of Mutal .. | 7 | 0-2-8 |
| 300 | Norang, son of Bana .. | 7 | 1-1-2 |
| 301 | Shamu, son of Jalla .. | 5 | 0-4-3 |
| 302 | Muhammad, son of Bana .. | 4 | 1-3 2 |

APPENDIX II

| Serial No. | Name of Occupant | Number of Family Member | Area |
|------------|--|-------------------------|-------------------|
| 303 | Inayat, son of Karam | 4 | A. K. M. 0-4-9 |
| 304 | Ghesita, son of Inayat | 3 | 0-6-13 |
| 305 | Momara, son of Chiragh | 12 | 1-3-2 |
| 306 | Ahmed, son of Noora | 7 | 3-4-14 |
| 307 | Dan, son of Ismail | 6 | 4-2-9 |
| 308 | Yousaf son of Nizam Din | 6 | 2-7-10 |
| 309 | Jalla, son of Fattu | 25 | 13-3-8 |
| 310 | Mansab, Moshwer, sons of Ali | 13 | 8-6-11 |
| 311 | Salhan, son of Ismail | 3 | 5-5-4 |
| 312 | Lal, son of Jalla | 10 | 1-7-7 |
| 313 | Methla, son of Sohna | 8 | 2-5-18 |
| 314 | Tehraj, son of Mughal | 6 | 2-7-14 |
| 315 | Issa, son of Noora | 1 | 0-6-9 |
| 316 | Shahdar, Mughal, sons of Ali, son of Fattu | 6 | 5-8-13 |
| 317 | Bahu, son of Lal | 8 | 0-4-0 |
| 318 | Nawab, son of Jalla | 1 | 1-6-18 |
| 319 | Raju, son of Malli | 7 | 0-4-9 |
| 320 | Bashir Ahmed, son of Ali Ahmed | 1 | 0-2-4 |
| 321 | Ramzan, son of Lashkar | 4 | 1-0-18 |
| 322 | Rahim, son of Jamal Din | 12 | 7-2-7 |
| 323 | Mehr Din, son of Noor Din | 1 | 0-2-0 |
| 324 | Mohabbat, son of Ghulam | 6 | 2-4-1 |
| 325 | Mehraj Din, son of Khuda Bakhsh | 1 | 0-2-4 |
| 326 | Prian Ditta, son of Shama | 1 | 0-2-0 |

| Serial No. | Name of Occupant | No. of Family Member | Area |
|------------|--|----------------------|-------------------|
| 327 | Sohna son of Muhammad | 7 | A. K. M. 3-7-3 |
| 328 | Iesa, son of Lal | 5 | 1-0-18 |
| 329 | Khan, son of Jalal | 5 | 2-1-16 |
| 330 | Muhammad, son of Shamir | 8 | 2-3-16 |
| 331 | Ahmad, son of Shamir | 6 | 1-8-18 |
| 332 | Noora, son of Methla | 3 | 2-6-16 |
| 333 | Kamir, son of Machla | 5 | 3-0-16 |
| 334 | Shahmad, Ahmed Muhammad Methela sons of Bakhu. | 12 | 2-4-16 |
| 335 | Jalla, son of Jahana | 4 | 2-6-16 |
| 336 | Nawab, son of Lashkar | 6 | 1-7-11 |
| 337 | -Suleman, son of Amir | 7 | 3-7-3 |
| 338 | Sajawal, son of Wali | 6 | 3-2-14 |
| 339 | Sohna, son of Muhammad | 1 | 1-0-18 |
| 340 | Sohna, son of Mutal | 6 | 2-7-7 |
| 341 | Mumocra, son of Chiragh | 1 | 3-4-14 |
| 342 | Sudalla, son of Sohni | 9 | 2-4-0 |
| 343 | Muhammad Hanif, son of Nawab | 6 | 4-6-7 |
| 344 | Asghar Ali, son of Dad | 3 | 4-4-3 |
| 345 | Muhammad Amin, son of Nawab | 4 | 3-2-2 |
| 346 | Ghulam Ali, son of Dad | 3 | 3-2-0 |
| 347 | Dil Muhammad, son of Hayat Muhammad | 15 | 15-3-4 |
| 348 | Ahmad, son of Basra | 7 | 12-0-0 |
| 349 | Ghulam, son of Sultan | 12 | 13-1-7 |
| 350 | Yaqub, Akhtar, Anwar, son of Makhan | 18 | 6-2-4 |

APPENDIX II

| Serial No. | Name of Occupant | No. of Family Member | Area |
|------------|---|----------------------|-------------------|
| 351 | Saftan, son of Gehla | 6 | A. K. M. 1-6-5 |
| 352 | Masta Khan, son of Amir Khan | 16 | 67-6-9 |
| 353 | Jamait Ali, son of Amir Khan | 12 | 13-3-2 |
| 354 | Hidayat, Inayat, son of Mullu | 13 | 1-4-0 |
| 355 | Pali, son of Jagga | 10 | 6-4-0 |
| 356 | Bakhtawar, son of Shrista | 6 | 1-0-18 |
| 357 | Akbar, son of Muhammad Siddique, son of Ali | 13 | 9-4-2 |
| 358 | Taja Rajada, son of Lehna | 9 | 12-2-3 |
| 359 | Mehraj Din, son of Khuda Baksh | 15 | 12-4-6 |
| 360 | Bashir, Muhammad Hussain, son of Saraj Din | 7 | 6-4-6 |
| 361 | Sher Mahmud, son of Shada | 4 | 6-3-18 |
| 362 | Muhammad Din, son of Ghulam | 5 | 6-4-3 |
| 363 | Umar Din, son of Muhammad Baksh | 3 | 1-5-4 |
| 364 | Mehr Din, son of Amir Din | 6 | 9-4-3 |
| 365 | Jalia Dilbir, Mulla son of Nawab | 22 | 12-7-0 |
| 366 | Lal, Mirza, Sarje sons of Waryam | 20 | 15-6-2 |
| 367 | Muhammad son of Taja | 4 | 5-3-7 |
| 368 | Bashir, Nazir, sons of Ali Ahmad | 16 | 20-6-9 |
| 369 | Ibrahim, Ismail, sons of Bohar | 9 | 8-7-2 |
| 370 | Noora, Bashir, Nazir, sons of Qasam | 16 | 20-6-9 |
| 371 | Bodi, Anwar, sons of Feroze | 7 | 5-4-6 |
| 372 | Mansha, Mohabbat, sons of Farid | 7 | 5-6-4 |
| 373 | Dona, son of Hassan, Salhan son of Hassan | 7 | 5-6-7 |
| 374 | Jahangir, son of Allah Yar | 7 | 65-4-9 |

| Serial No. | Name of Occupant | No. of Family Member | Area |
|------------|---------------------------------------|----------------------|-------------------|
| 375 | Shamir, son of Shana . | 9 | A. K. M. 8-4-2 |
| 376 | Shahdat, Mohabbat, sons of Bahdar | 9 | 7-4-3 |
| 377 | Waryam, son of Allah Ditta | 4 | 7-3-6 |
| 378 | Ghulam, son of Waryam | 3 | |
| 379 | Shahdat, son of Alwal | | |
| 380 | Walyat, son of Amir Ali | 16 | 12-2-9 |
| 381 | Sultan, son of Muhammad | | |
| 382 | Bakhaha, son of Sadiq | | |
| 383 | Noshawer Khan, son of Yaqub Khan | 4 | 5-4-9 |
| 384 | Sharif, son of Allah Ditta | 6 | 5-4-6 |
| 385 | Mian, son of Rulia | 9 | 6-5-17 |
| 386 | Siddique, son of Musa | 5 | 2-6-4 |
| 387 | Amir, son of Mullah | 7 | 4-1-9 |
| 388 | Iesa, son of Noora | 7 | 5-6-9 |
| 389 | Nizam, son of Karmal | 6 | 6-6-7 |
| 390 | Sultan, son of Karmal | 4 | 3-1-2 |
| 391 | Hussain, Manzoor Muhammad son of Noor | 9 | 5-2-4 |
| 392 | Muhammad, son of Karmal | 5 | 2-4-7 |
| | Total:— | 2719 | 2573-0-0 |

صوبائی اسمبلی پنجاب
پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوم
سنکل ۲۰ جون ۱۹۷۲ء
(سہ شنبہ - ۷ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سیکرٹری رفیق احمد شیخ 'گرسی' صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اذْ لَوْ وَا اِذْ اُنشُرْ قَبِلْ مُسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَحَاوُنَ اَنْ یَّخْطَبُكُمْ قُلُوبُ
وَاُولٰٓئِكَ وَاِیْنِمْ بَصُرُوْا وَاَنْ تَنْتَبِهُنَّ نَعْلُكُمْ تَقْلُدُوْنَ هَ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اَلَا تُوَدُّوْنَ اَنْ تَرٰوْا سُوْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ هَ وَاَعْلَمُوْا اَنَّهَا اَمْرٌ اَلَكُمُ وَاَلَا تَذَكَّرُ
فَیَنْتَبِهُنَّ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ اَجْرٌ عَظِیْمٌ هَ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ شَقُوْا الشَّحْمَ
یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یَكْفُرْ عَنْكُمْ سَائِغًا لَّكُمْ وَّ یَغْفِرْ لَكُمْ وَاَللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

پ ۹ س ۸ - ۱۰ آیت ۲۶ ۲۷

(ایمان والا!) تم اس وقت کو یاد کرو جب تم حکم میں امانت میں تھے اور مرکز
کبھی جاتے تھے اور تم ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑانہ لیمائیں یعنی بے خانہ نہ کر
دیں تو اس نے تم کو جگہ عطا فرمائی اور اپنی مدد سے تمکو تقویت بخش اور ہر طرح کا پاکیزہ رزق
عطا فرمایا تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ۔ اسے ایمان والا کہتے تھے اور اس کے
رسول کی امانت میں خیانت کرنا اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرنا حالانکہ تم ان باتوں کو جاننے
پر اور یہ بات جان لو کہ تمہارا مال و دولت ایک بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ اللہ کے
پاس اچھائیوں کا بڑا اجر ہے۔ اسے ایمان والا کہتے تھے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے
لئے (حق و باطل) میں امتیاز کرنے والی طاقت پیدا کرے گا اور تم سے تمہاری برائیاں
دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تو بڑے فضل کا مالک ہے۔

وما علینا الا البلاغ

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - ہوائنٹ آف افرمیشن - جناب والا - پیشتر اس کے کہ وقفہ سوالات شروع ہو میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کل آپ نے ایک رولنگ دی تھی - یہ رولنگ پوری طرح واضح نہیں ہے - ۷ جولائی کو جو اجلاس بلایا گیا تھا - اسکو بھی بجٹ سیشن میں شمار کیا جائے گا؟ ایک تو جناب والا میں چاہتا ہوں کہ واضح طور پر آپ ہمیں بتائیں کہ اس سے آپ کا کیا مقصد تھا -

دوسرے جناب والا آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر مجھ سے پہلے کوئی دوسرا سپیکر اس بات کی اجازت دے چکا ہو کہ تحریکات التوا بجٹ سیشن میں بھی پیش ہو سکتی ہیں تو میں اس پر دوبارہ غور کروں گا - اس کے متعلق اگر آپ چاہیں تو ہم سابقہ سپیکرز صاحبان کی رولنگز آپ کو دکھا سکتے ہیں اور آپ سے درخواست کریں گے کہ آپ دوبارہ اس بات پر غور فرمائیں کیونکہ بجٹ سیشن میں تحریک التوا پیش کرنا ممبر صاحبان کا حق ہے -

مسٹر سپیکر - نکتہ اطلاع جو آپ نے بیان کیا ہے وہ میں نے نوٹ کر لیا ہے - اب ہم وقفہ سوالات کو لیتے ہیں -

دشمن زدہ سوالات اور جوابات

سابق مشہوروں کو ادا کیا گیا سفر خرچ اور بیویہ

الودس -

*۲۰- میان خورشید ادور - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے -

ماہ جنوری ، فروری ، مارچ ، اپریل ۱۹۷۲ء کے دوران گورنر

کے مندرجہ ذیل مشیروں میں سے ہر ایک نے ہر ماہ کتنی رقم بطور

سفر خرچ اور یومیہ بہتہ وصول کی :-

۱ - مشیر برائے اوقاف -

۲ - مشیر برائے خوراک -

۳ - مشیر برائے تعلیم -

۴ - مشیر برائے صحت -

۵ - مشیر برائے لوکل گورنمنٹ -

۶ - مشیر برائے مواصلات و تعمیرات -

وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) - حسب ذیل مشیروں کے وصول کردہ سفر بھتہ - یومیہ بھتہ کی ماہ وار تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں :-

| نمبر شمار | نام | جنوری ۱۹۷۲ | فروری ۱۹۷۲ | مارچ ۱۹۷۲ | اپریل ۱۹۷۲ |
|-----------|--|------------|------------|-----------|------------|
| ۱ | جناب ممتاز احمد کاهلون، مشیر اوقاف - | ۳۶۰ | ۲۸۰ | ۲۴۰ | ۲۴۰ |
| ۲ | جناب رفیق احمد شیخ، مشیر خوراک و امداد باہمی - | ۳۰۰ | ۳۲۲ | ۲۳۴ | ۲۳۴ |
| ۳ | جناب خورشید حسن میر، مشیر تعلیم - | ۳۸۲ | ۵۱۳۶۰ | ۱۲۴ | ۱۲۴ |
| ۴ | چودھری محمد ارشاد مشیر صحت - | ۲۹۶ | ۳۴۳ | ۳۲۷۴۳۰ | ۳۲۷۴۳۰ |
| ۵ | سید عاشق کام، مشیر لوکل گورنمنٹ - | ۱۸۰ | ۰۰۰ | ۳۳۴ | ۳۳۴ |
| ۶ | میاں افتخار احمد تاری، مشیر مواصلات و تعمیرات - | ۹۰ | ۱۶۰ | - | - |

میاں خورشید انور - کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ آپ نے یہ تصدیق فرمائی ہے کہ جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں

۴ جون ۱۹۷۲ء

یہ درست ہیں - کیونکہ میرے نام کے مطابق مشیر صاحبان نے ہویے
صوبے کے دورے کئے تھے -

مسٹر سٹیوینس - انہوں نے بہرحال تصدیق کرنے کے بعد ہی
آپ کو یہ اعداد و شمار بتائے ہیں - اس لئے یہ کوئی ضمنی سوال
نہیں ہے -

وہاڑی میونسپل واٹر ورکس سے پینے کے پانی کی فراہمی
* ۱۴ - میاں خورشید انور - کیا وزیر برائے لوکل گورنمنٹ
از راہ کرم بیان فرمائیں گے -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کچھ عرصہ پیشتر محکمہ پبلک
ہیلتھ نے میونسپل واٹر ورکس وہاڑی سے فراہم کئے جانے
والے پانی کو انسانی استعمال کے لئے ناموزوں قرار دیا
تھا -

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے چونکہ مذکورہ واٹر ورکس سے
فراہم ہونے والا پانی مضر صحت تھا اس لئے پاک پین
نہر کے نزدیک ٹیوب ویل لگانے کے لئے ایک نئی سکیم
منظور کی گئی تھی -

(ج) اگر اجزاء (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو
مذکورہ سکیم کے عمل درآمد کے لئے کیا اقدام کئے گئے
ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) جی نہیں - عالمی
تنظیم صحت نے مہار میں جس حد تک رعایت دی ہے -
اس کے مطابق پانی پینے کے لئے موزوں ہے -

(ب) جی نہیں - مگر پینے کے پانی کی کواٹی کو معیاری بنانے
کے لئے ایک ٹیوب ویل ہاکٹن نہر کے قریب نصب
کرنے کی تجویز کی گئی ہے -

(ج) وہاڑی واٹر سپلائی کی توسیع و ترقی کے لئے ایک منصوبہ
جس پر تخمیناً ۱۰ لاکھ روپے لاگت آئیگی - محکمہ پبلک
ہیلتھ انجینئرنگ نے ۱۹۷۲-۷۳ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام
میں رکھی تھی - مگر محکمہ منصوبہ جات اور ترقیاتی
پروگرام سے اس کی منظوری برائے اندراج سال ۱۹۷۲-۷۳
کے لئے نہیں دی - لہذا یہ سکیم اب ۱۹۷۳-۷۴ کے

سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شمولیت کے لئے رکھی گئی ہے۔

میں خورشید انور - جناب سوال کے جز 'ج' کے جواب میں یہ غلط بتایا گیا ہے کہ حکومت ۱۹۷۳-۷۴ء میں اس پروگرام کو شروع کرے گی۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ معلوم ہے کہ میونسپل کمیٹی وھاڑی نے اپنے وسائل سے کام لیتے ہوئے اسی سال اس سکیم پر کام شروع کر دیا ہے۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا۔ اگر میونسپل کمیٹی وھاڑی اس کام کو خود کرنا چاہے تو ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔

میں خورشید انور - جناب والا۔ سوال کے جزو الف کا بھی جواب غلط دیا گیا ہے۔ اور غلط جواب دینے پر میں نے باقاعدہ ایک تحریک استحقاق کا نوٹس دیا ہوا ہے۔ کیا وہ تحریک استحقاق آج پیش ہوگی؟

مسٹر شوگر - جب تحریک استحقاق کی باری آئے گی میں اس کا جواب دے دوں گا۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا۔ میں اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پانی کی quality کو ٹسٹ کرنے کے لئے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے محکمہ میں ایک ریسرچ انسٹریٹ باقاعدہ تحقیق کر کے اپنی رپورٹ دے دی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ عالمی تنظیم صحت کے معیار کے مطابق وھاڑی میں یہ پانی پینے کے قابل پایا گیا ہے۔ میں یہ چیز واضح طور پر عرض کر دوں کہ عالمی سٹینڈرڈ کے مطابق تمام پسماندہ ممالک میں اس طرح پاکستان میں بھی اکثر جگہوں کا پانی sub-standard ہے۔ لیکن عالمی تنظیم صحت کی طرف سے ان علاقوں میں جب تک معیاری کوالٹی کا پانی مہیا نہیں ہوتا اس کے لئے ایک معیار مقرر کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق ایسا پانی پینے کے قابل قرار دیا جا سکتا ہے۔ چونکہ پنجاب کے اکثر علاقوں میں پانی sub-standard ہے۔ مثال کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان میں جہاں پانی پینے کے انتظامات کئے گئے ہیں وہاں کا سٹینڈرڈ اس سے تین گنا کم ہے۔ لیکن وہ لوگ اس پانی سے بہت خوش ہیں کیونکہ انہیں پینے کا پانی پہلے جو مہیا ہوتا تھا۔ یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

مسٹر شوگرٹ محمود - جناب والا۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بوٹھو ہار کے جو دوسرے اضلاع ہیں مثلاً جہلم سرگودھا کے پسماندہ علاقوں۔ مظفر گڑھ اور میانوالی کے علاقوں میں پانی کی کیا پوزیشن

ہے؟ کیا حکومت کی کوئی ایسی سکیم ہے کہ وہاں پانی کے معیار کو بہتر بنایا جا سکے؟

وزیر اعلیٰ - جناب والا - حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک جو اطلاعات موجود ہیں ان کی رو سے ان علاقوں کا پانی بھی Sub-standard ہے۔ لہذا اب یہ ہماری کوشش ہو گی کہ ان لوگوں کو سٹینڈرڈ کے مطابق پانی مہیا کیا جائے اور جو بہتر پانی مہیا کرنے والی سکیمیں ہیں ان کو عمل میں لایا جائے۔

مستشرق انور محمد ریاسون ہاں - کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ وھاڑی کے گردونواح کے علاقوں یعنی بوریوالہ اور لڈن میں بھی وھاڑی شہر کی طرح کا پانی ہے؟

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میری اطلاع کے مطابق وھاڑی کے گردونواح کے دیہاتوں کا پانی بھی Brackish ہے۔ اور وہاں معدنیات پیدا ہوتی ہیں جن کی رو سے وہاں کے پانی کی کوالٹی کم تر ہے۔

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ میان خورشید انور صاحب کے ضمنی سوال کے جواب میں ان کو بتایا گیا ہے کہ اس کے متعلق جو دو رپورٹیں ہیں اور دونوں رپورٹیں الگ الگ ہیں - ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق اس کو صحیح پانی قرار دیا گیا ہے یا پھنے کے قابل قرار دیا گیا ہے جبکہ ہمارے اپنے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے مطابق اس پانی کو ناقابل استعمال قرار دیا گیا ہے - ان دونوں میں جو فرق اور تضاد ہے کیا اس پر حکومت غور کرے گی تاکہ آئندہ ایسے واقعات پیش نہ آئیں؟

وزیر اعلیٰ - معزز ممبر نے میرا جواب اچھی طرح سے نہیں سنا ہے - میں نے یہ عرض کیا ہے کہ عالیٰ تنظیم صحت کے جو معیار ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ریج آفیسر نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق یہ پانی پھنے کے قابل ہے۔

میاں خورشید انور - کیا پبلک ہیلتھ ڈویژن نے دو مرتبہ اس پانی کو انسانی صحت کے لئے مضر قرار نہیں دیا؟

وزیر اعلیٰ - جناب والا - یہاں دو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں - پہلی رپورٹ جو ریج آفیسر نے ۱۰-۱-۷۲ کو پہلے ٹیوب ویل کے متعلق دی ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ یہاں 1200-P.P.M. ہے (یہ ایک ٹیکنیکل لفظ ہے) - اس کے مطابق یہاں کے پانی میں جو معدنیات پائی جاتی ہیں

یہ ایسی معدنیات ہیں جو کہ پانی میں نہیں ہونی چاہئیں اور عالمی تنظیم صحت کے مطابق 1500-P.P.M. تک اگر ہوں تو وہ پانی پینے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ ریسرچ آفیسر کی ۲۱-۱۰-۷۱ کی رپورٹ ہے۔ دوسرے ٹیوب ویل کے متعلق جو رپورٹ اس نے دی ہے وہ 1080-P.P.M. کی ہے تو یہ دونوں رپورٹیں دونوں ٹیوب ویلوں کے متعلق ریسرچ آفیسر کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔

مسٹر شریکت محمود—جناب والا۔۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق جو پانی Standardise کیا گیا ہے اس کی وجہ سے اس علاقے میں کوئی بیماری یا کوئی تکلیف کسی کو ہوئی ہے یا نہیں؟
وزیر اعلیٰ—اس کے متعلق اگر کچھ پوچھا جائے گا تو کوائف پیش کر دیئے جائیں گے۔

مسٹر کنور مگد ریاسچون خان—جناب والا۔۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا معزز رکن جناب خورشید انور صاحب کی قابل رشک صحت وھاڑی کے خراب پانی کا نتیجہ ہے؟
وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان)—جناب والا۔۔ مسٹر اسان اللہ لک صاحب اپنی سیٹ پر موجود نہیں ہیں۔ ان کو اپنی سیٹ پر بلھایا جائے؟

خان امیر عبداللہ خان روکڑی—جناب آنرہبل وزیر صاحب کو پھر شاطی لگی ہے۔ دو ڈپٹی لیڈر ہیں۔ جب لیڈر اپنی سیٹ پر نہیں ہو گا تو ڈپٹی لیڈر کو ان کی سیٹ پر بیٹھنا پڑے گا۔

وزیر قانون—جناب والا۔۔ رولز میں ایسی کوئی پروویژن موجود نہیں ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی—جناب والا۔۔ میرے خیال میں یہ فیصلہ کرنا سپیکر صاحب کا کام ہے لیکن عموماً یہی ہوتا ہے کہ لیڈر کے بعد ڈپٹی لیڈر اس کی کرسی لیتا ہے۔

Mr. Speaker: This fact was brought to my notice. I will consider it and give my decision.

وزیر قانون—جناب والا۔۔ جب آپ نے سیٹیں مخصوص کر دی ہیں تو کوئی فاضل ممبر اپنی مخصوص نشست کے علاوہ دوسری جگہ نہیں بیٹھ سکتا۔ قواعد میں ایسی کوئی بات نہیں کہ قائد ایوان یا قائد

[۲۰ جون ۱۹۷۲ء]

حزب اختلاف کی عدم موجودگی میں ان کے ڈپٹی لیڈر صاحبان ان کی سیٹ پر بیٹھیں گے۔

سید تابش اموری۔ جناب سپیکر۔ کیا میں یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب خود اپنی سیٹ بدل چکے ہیں۔

وزیر اعلیٰ جناب والا۔ اگر تابش صاحب کو کوئی اعتراض ہے تو اجلاس کے بعد سیٹ چیک کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے اس اعتراض کو نوٹ کر لیا ہے۔ اس کے متعلق میں مناسب موقع پر اپنا فیصلہ دوں گا۔ اب مزید اس پر بحث کی ضرورت نہیں۔

مسٹر شوکت محمود۔ کیا جناب والا میں آپ کی وراطت سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آج میرے بھائی رانا پھول محمد صاحب کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ حق کی آواز بغیر بوائے کے بھی پہنچتی ہے۔ (قطع کلامیوں)

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ حق کی آواز ادھر سے بھی گونجتی رہی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آرڈر۔ آرڈر۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم یہ فیصلہ کر کے آئے تھے کہ ہم پورے طور پر تعاون اور ڈیمان کے ساتھ تمام ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لیں گے لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ

مسٹر سپیکر۔ آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ موسیٰ خیل ضلع میانوالی کے ایک گاؤں کے لئے عرصہ دو سال سے ٹیوب ویل کے لئے گرانٹ نہیں ملی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ ابھی تک پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ کیا جناب والا اس کے لئے کوشش فرمائیں گے کہ ان لوگوں کو صحیح پانی نصیب ہو سکے۔

وزیر اعلیٰ—جناب والا۔ اگر اس کے متعلق نیا سوال دے دیا جائے تو میں اس کو پڑتال کے بعد دیکھ لوں گا۔

کرشل مکند اسلمر خان دہازی—پوائنٹ آف آرڈر—جناب والا میں اپنے بھائی امیر محمد عبداللہ کی اطلاع کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چار لاکھ روپیہ موسیٰ خیل کے لئے منظور ہو چکا ہے۔
مسٹر سپیکر—یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بلکہ یہ پوائنٹ آف انفرمیشن ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی—پوائنٹ آف آرڈر—جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ کیا وزراء صاحبان کے فرائض ممبر صاحبان نے سر انجام دینے شروع کر دیئے ہیں۔ انہوں نے جو اعداد و شمار دیئے ہیں وہ تمام غلط ہیں۔ کیا ان کو یہ معلوم ہے کہ عوام کی طرف سے کیا مطالبہ پیش کیا گیا تھا اور گورنمنٹ نے کیا گرانٹ دی ہے؟
مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر کنور مکند یاسین خان—جناب والا۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب کے مالی وسائل اس حد تک ہیں کہ صوبہ میں جہاں پانی خراب ہے وہاں صحیح پانی کا انتظام کیا جا سکے۔

وزیر اعلیٰ—جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بات درست ہے کہ صوبہ میں بے شمار مقامات پر پینے کا پانی غیر معیاری ہے۔ اس لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ترجیحات کا تعین کیا جائے خصوصی طور پر ہمساندہ علاقوں میں ایسا انتظام کیا جائے کہ وہاں پینے کا پانی مہیا ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

سابق مشیروں اور وزراء کو ادا کیا گیا سفر خرچ

اور ذمہ دہتہ

* ۲۸۔ مسٹر احسان الحق پراچہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم پان فرمائیں گے کہ یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا حال

(اول) وزیر اعلیٰ، مشیروں اور وزراء کو سفر خرچ اور یومیہ ہتہ ادا کرنے۔ اور

(دوم) وزیر اعلیٰ، وزراء اور مشیروں میں سے ہر ایک کی رہائش گاہ پر پولیس کا حفاظتی دستہ متعین کرنے پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (اول) یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے اب تک کی مدت کے لئے مشیروں اور وزیروں بشمول وزیر اعلیٰ کے سفر بہتہ/یومیہ بہتہ پر جو رقم خرچ ہوئی وہ ۱۱،۸۹۳،۴۰ روپے ہے۔

(دوم) وزیروں مشیروں بشمول وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہوں اور پولیس گارڈ پر حکومت کو ۳۱ مئی ۱۹۷۲ء تک جو رقم خرچ کرنی پڑی وہ تخمیناً ۳۸،۵۰۰/- روپے ہے۔

مسٹر احسان الحق پیراچہ - کیا میں جناب وزیر اعلیٰ سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ عوامی حکومت کے وزراء صاحبان کے لئے پولیس گارڈ کی کیوں ضرورت محسوس کی گئی؟

وزیر اعلیٰ - جناب والا - اگر آپ سابقہ ریکارڈ کو دیکھیں تو اس کے مقابلہ میں یہ رقم کوئی رقم نہیں ہے۔

مینور محمد پیاسہیں خان - کیا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ اس رقم میں پولیس گارڈ کی تنخواہ اور دیگر مراعات بھی شامل ہیں۔
وزیر اعلیٰ - بالکل درست ہے۔

راجہ محمد افضل خان - کیا میں وزیر اعلیٰ سے گزارش کر سکتا ہوں کہ ۱۱،۸۹۳ روپے میں سے زیادہ رقم مارچ میں خرچ ہوئی ہے جبکہ جنوری - فروری اور اپریل میں کم رقم ہے بلکہ اس کے اوپر روپوں کا میلوں کے حساب سے سفر خرچ دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ آپ کوئی مشابہت کر سکتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ - جناب والا -! یہ اس لئے ہے کہ مشیروں کا یہ فرض تھا کہ وہ دورے کرتے - عوام سے ملتے - ان کی تکالیف سنتے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کرتے۔

مسٹر دیشور احمد - کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ جنوری میں مشیر منتخب ہو چکے تھے یا نہیں۔

وزیر اعلیٰ - ۷ فروری کے بعد منتخب ہوئے تھے۔

چودھری امان اللہ لی - کیا یہ درست ہے کہ ان دوروں کا خرچہ پہاڑ ہارٹی کے جاسوں پر خرچ کیا گیا ہے۔ یہ فلاح و بہبود کے لئے دورے نہیں تھے۔

وزیر اعلیٰ - یہ قطعی طور پر درست نہیں ہے -

سید تاجپوش الوری - کیا جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ پولیس گارد کی اس عوامی دور میں عوامی وزرا کو اس لئے ضرورت ہے کہ وہ عوام سے ڈرتے ہیں -

وزیر اعلیٰ - ڈیووکریٹک فورس کی ہر جگہ ایسی تنظیمیں موجود ہیں -

مسٹر شوکت مسعود - جناب والا ! میں آپکی وضاحت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ مشیروں نے جوٹی - اے بلز دئے ہیں یہ ان بلوں سے بہت کم ہیں جو پہلے وزیروں نے دئے تھے ؟

وزیر اعلیٰ - جاب والا ! اگر اس کے متعلق پوچھا جائے تو میں صحیح اعداد و شمار برد میں پیش کر سکتا ہوں - لیکن جہاں تک میرے عام کا تعلق ہے میں اس معزز ایوان میں چار سال تک بیٹھتا رہا ہوں ان کے بل بہت زیادہ ہوتے تھے -

رائٹا پھول مسعود صاحب - جناب والا - وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ پیپلز پارٹی کے جلسوں کو خطاب نہیں کیا گیا - اگر میں ان کے علم میں اسی بات لائوں کہ وزراء صاحبان یا مشیر دوروں پر گئے اور انہوں نے جلسوں کو خطاب کیا اور وہاں بیٹھ کر کام کیا - تو کیا آپ ان مشیروں اور وزیروں سے وہ ہتھ واپس خزانہ میں جمع کرائے کی سنی فرمائیں گے ؟

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے -

مسٹر رؤف طاہر - کیا وزیر اعلیٰ صاحب ایوان کو بتائیں گے کہ دنیا میں کوئی بھی نظام خواہ اشعراک ہو یا سوشلہ دارانہ ہو وہاں وزراء کے لئے حفاظتی دمتے نہ ہوں ؟

وزیر اعلیٰ - جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے - ایسی حفاظتی موجود ہوتے ہیں -

مہمان مصطفیٰ ظفر - جناب والا ! جو انتخاب لائل پور میں ہوا ہے - کیا ان میں وزراء صاحبان کے ٹی - اے اور ڈی - اے بل شامل ہیں ؟

مسٹر سپیکر - میرا خیال ہے آپ کو معلوم نہیں کہ یہ انتخاب کب ہوا۔

It does not advise out of that.

رانا پھول محمد خان - بچھے وزراء کتنا بہتہ لیتے رہے ہیں کیا یہ بہتہ چل سکتا ہے؟

رانا جے - اے مہرود خان - جناب رانا پھول محمد خان جب بولتے ہیں تو پھول کھلنے کی بجائے مرجھا جاتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں - یہ بات اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

راجہ مہرود افضل خان - جناب والا - وزراء کے لئے جو اخراجات انہوں نے بتائے ہیں کیا ان کی کوئی مطابقت چین کے ساتھ بھی ہے؟

وزیر اعلیٰ - آپ کو چین سے کیا دلچسپی ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Point of information, Sir, An honourable Member of the house has questioned whether security guards were provided in other countries. For the information of the House I would submit that I have been to the house of the Prime Minister, Canada, but I did not see any uniformed guards there. If the uniformed guards are also removed from here it would be a more democratic way of doing things and it will not also be the legacy of imperialism.

Mr. Speaker : This can be a matter for a resolution but it is not a supplementary question or point of information.

وزیر تعلیم - جناب والا - میں بھی کنیڈا گیا ہوں وہاں بھی Heavy Guard ہوتی ہے - سیکورٹی گارڈ یونیفارم میں ہوتی ہے اور مفتی میں بھی - یہ اکیلے کنیڈا نہیں گئے۔

سردار سخیر احمد - کیا وزیر اعلیٰ صاحب بتائیں گے کہ اگر میرے دائیں ہاتھ بیٹھنے والے لوگ عوام میں شامل ہو جائیں تو کیا پھر بھی انہیں گارڈ کی ضرورت ہوگی؟

رانا پھول محمد خان - میں سبزر رکن سے جناب سپیکر کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے ٹھیک الفاظ استعمال نہیں کئے اور ان کو اپنے الفاظ واپس لہنے چاہئیں۔

مسٹر سپوکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں -

سردار صغیر احمد - رانا صاحب کو پارٹی میں ضرور شامل کیا جائے -

چودھری امان اللہ لک - کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ وزراء صاحبان کے پاس جو کاربن ہیں وہ پٹرول خرچ کرنے کے لحاظ سے بہت مہنگی ہیں اگر ان کو چھوٹی کاربن لے کر دی جائیں تو اس سے پٹرول کے خرچہ میں کمی واقع ہوگی اور اس سے عوام کا بھی بھلا ہوگا -

وزیر اعلیٰ - جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کر دوں کہ آپ کے سابقہ لیڈروں نے موجودہ کاربن اس حد تک خراب کر دی ہوئی ہیں کہ اب ان میں باقی کچھ نہیں رہا بلکہ ان کی مرمت پر اس قدر خرچ آتا ہے کہ وہ پٹرول کی قیمت سے کہیں زیادہ ہوتا ہے - بہر حال ہم چھوٹی کاربن مہیا کرنے کی کوشش کریں گے -

بلدیاتی انتخابات

* ۳۳ مسٹر احسان الحق پراچہ - کیا وزیر برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں بلدیاتی انتخابات کرانے کے لئے حکومت نے کیا تاریخ تجویز کی ہیں -

(ب) کیا حکومت کے زیر غور ایسی تجویز ہے کہ مذکورہ انتخابات کے لئے نئی انتخابی فہرستیں تیار کی جائیں اور حلقہ ہائے انتخاب کی نئی حد بندی کی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) حکومت پنجاب نے ابھی تک انتخاب کے لئے کوئی تاریخ مقرر یا تجویز نہیں کی -

(ب) فی الحال حکومت کے پاس مذکورہ انتخابات کیلئے نئی انتخابی فہرستیں تیار کرنے کی کوئی تجویز نہیں ہے البتہ مختلف عوامی لوکل کونسلوں کی نشستوں کے انتخابات کیلئے انتخابی حلقوں کی حد بندی کا سوال زیر غور ہے -

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

سید قاضی الوری - کیا وزیراعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ انتخابات کے سلسلے میں ایوان میں کوئی بل یا ہنگامی قانون پیش کیا جائیگا اور کیا اراکین اسمبلی کے مشورے سے انتخابات کے پروگرام کو تشکیل دی جائیگی ؟

وزیراعلیٰ - لوگوں کو ہم نے اختیار دیا ہے کہ وہ خود حالات کے مطابق تاریخوں کا تعین کریں ۔

سید قاضی الوری - جناب والا ! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ کیا اس سلسلے میں کوئی بل اس ایوان میں پیش کیا جائیگا ۔

وزیراعلیٰ - اگر بل کی ضرورت محسوس ہوئی تو بل ضرور لایا جائے گا اگر نہ ہوئی تو نہیں لایا جائیگا ۔

میسٹر شوکت محمود - سابقہ حکومتوں نے جو بد عنوانیاں کی تھیں ۔ کیا اس سلسلے میں کوئی تجویز زیر ذور ہے ؟

وزیراعلیٰ - اگر معزز ممبر اسمبلی میں کوئی ایسی معلومات ہمیں فراہم کریں گے تو ہم ضرور تحقیقات کریں گے اور یہ ہمارا فرض ہے ۔

Mrs. Syeda Abida Hussain : The question is regarding fresh voter's list. Could the Chief Minister inform the House whether those residents or citizens who have attained the age of voting, between the time the list was prepared and the time the elections for Local Bodies were to be held, would be included in the list ?

وزیراعلیٰ - بالکل ایسا ہی کیا جائیگا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : As a Member of this House in 1962-64, it is within my knowledge that certain Ministers and Members of that Government received permission for textile and flour mills. I support the resolution that a full-fledged inquiry be held against all those Ministers and Members who mis-used their position at that time.

میسٹر سہیل پور - خانزادہ صاحب یہ نہ کوئی بل تھا نہ کوئی ریزولوشن تھا تو اس لئے اس کی تائید یا تردید کی ضرورت ہی نہیں ، اگر آپ نے کوئی موال پوچھنا ہو تو آپ پوچھ سکتے ہیں ۔ ورنہ تشریف رکھیں ۔

صوبہ گلبرگ امجد محمد خان دستی - جناب والا اسوال یہ پوچھا گیا تھا کہ لوکل باڈیز کی حد بندی کے متعلق اصول وضع کئے ہیں یا نہیں؟ تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا حکومت کا کوئی پروگرام ہے کہ اس کے متعلق کچھ اصول وضع کئے جائیں گے تاکہ ان پر کوئی نکتہ چینی ہو سکے اور اعتراضات ہو سکیں اور اس کے بعد ان اصولوں کی بنیاد پر ان کی حدود کا تعین کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ - سٹارل گورنمنٹ نے گائیڈ لائنیں دے دی ہے جس کے تحت پنجاب میں لوکل گورنمنٹ کے قوانین بنائے جا چکے ہیں۔

رائس پھول محمد خان - چیف منسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ حکومت ایسا پروگرام بنا سکتی ہے اور انتخابات کرا سکتی ہے۔ میں جناب والا! یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا صوبائی حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ لوکل باڈیز کے انتخابات گورنر کے کسی ہنگامی قانون کے جاری کئے بغیر کرا سکے؟

مسٹر سپہرگر - یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ یہ قانونی سوالات جو آپ نے کئے ہیں یہ اس ایوان میں نہیں پوچھے جا سکتے۔

کنور محمد یاسین خان - جناب والا - کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ بلدیاتی الیکشن آئندہ مردم شماری کے مطابق کرائے جائیں گے۔

وزیر اعلیٰ - مردم شماری کے بعد انتخابات کرائیں گے۔

میاں منظور احمد موہل - کیا جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ پہلے ووٹروں کی عمر اکھس سال تھی۔ کیا اب کوئی ایسی سکیم زیر غور ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر تک کے ووٹر فہرست میں شامل کیئے جائیں؟

وزیر اعلیٰ - فی الحال عمر اکھس سال ہی ہے۔

ملک محمد اعظم - کیا وزیر اعلیٰ یہ فرمائیں گے کہ پیاز ہارٹی کے منشور میں ووٹر کی عمر اٹھارہ سال ہے؟

مسٹر سپہرگر - یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

مسٹر محمد حنیف خانو - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا d-limitation کے متعلق لوکل گورنمنٹ سے حکومت نے کچھ تجاویز مانگی ہیں؟

وزیر اعلیٰ - مردم شماری کے بعد یہ مشق کی جائے گی -
چوہدری امان اللہ ملک - میں جناب وزیر بلدیات سے یہ دریافت کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اس سے پہلے "لوکل ہاڈیز"، "ڈسٹرکٹ کونسل" اور "تحصیل کونسل" کے الفاظ جو فارم وغیرہ اس مقصد کیلئے چھپ چکے ہیں ان میں موجود ہیں۔ اب ان میں "پیپلز" کا لفظ شامل کرنے کیلئے کتنے مزید اخراجات غریب عوام کو برداشت کرنا پڑیں گے اور اسمیں کتنی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی -
مدفون سپیکر - یہ ضمنی سوال نہیں ہے -

شیخ صفدر علی - جناب والا - وزیر اعلیٰ نے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ابھی تک لوکل ہاڈیز کے الیکشن کی کوئی تاریخ متعین نہیں کی گئی ہے - میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ پوچھوں گا - کہ اب بلدیاتی اداروں میں ایک ایڈمنسٹریٹر کام کر رہا ہے - اب جبکہ الیکشن کی کوئی تاریخ متعین نہیں کی گئی - تو اسکی پاورز کو چیک کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کیئے ہیں -
وزیر اعلیٰ - چند تجاویز زیر غور ہیں - جن کے متعلق بعد میں عرض کر دیا جائے گا -

مسٹر رٹف طاہر - کیا جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ جن جماعتوں کا پچھلے الیکشن میں شکست کی صورت میں برا انجام ہوا - کیا وہ اب کوئی ایسا انتظام کر سکتے ہیں کہ آئندہ انتخابات میں وہ پرانے حشر سے بچ سکیں -
وزیر اعلیٰ - ہماری یہ کوشش ہوگی کہ یہ جماعتیں جمہوری نظام کے تحت کام کریں - اور پھلین پھولیں - (نعرہ ہائے تحسین) -

سردار صفیر احمد - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے جناب رانا پھول محمد صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ۱۹۶۶ء تک کتنے قتل کیئے ہیں ؟
مسٹر سپیکر - سردار صاحب آپ اپنے یہ الفاظ واپس لیں -

سردار صفیر احمد - جناب میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں -

مسٹر سسپیٹور - سردار صاحب میں اس بات کی اجازت نہیں دونگا کہ اگر کوئی معزز ممبر اس قسم کی بات کسی دوسرے معزز ممبر کے متعلق کرے گا تو مجھے Name کرنا پڑے گا (قطع کلامیاں)۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا - جتنے "points" ہیں میں ان میں ایک نئے "point" کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں - یعنی "point of request" یہ گزارش کرونگا کہ ایک دوسرے پر ذاتی حملے نہ کیئے جائیں - (قطع کلامیاں)۔

شیخ صفدر علی - میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ دریافت کرونگا کہ مردم شماری کے بعد الیکشن کرانے سے کیا عوام کی موجودہ نمائندگی کی عملی صورت بالکل صحیح ہے؟ وزیر اعلیٰ - جو صحیح فیصلہ تھا کہ الیکشن کس طرح کرائے جائیں وہ سامنے آگیا ہے - (قطع کلامیاں)۔

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ لائل پور میں اسوقت میونسپل کمیٹی میں کوئی ایڈمنسٹریٹر باقاعدہ طور پر نہیں ہے - اور ایڈمنسٹریٹر کے فرائض سر انجام دینے کے لئے یہ ڈیوٹی ڈپٹی کمشنر کو دی گئی ہے - مسٹر سسپیٹور - یہ ضمنی سوال نہیں ہے -

ڈاکٹر ہابیر رضا ملک - جناب والا - میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ استفسار کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آنے والے بلدیاتی انتخابات میں ان جماعتوں پر کوئی پابندی لگائی جائے گی - جو نظریہ پاکستان کے مخالف تھے یا اس ملک میں علیحدگی پسندی کے دعوے دار تھے؟

لاہور میں مختلف دفاتر کھاتے کرائے پر حاصل کی گئی عمارات کے کرائے کی ادائیگی

* ۳۳ - مسٹر احسان الحق پراچہ - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ اس وقت حکومت ان عمارات کا جو کہ اس نے لاہور میں مختلف دفاتر کو کرایہ پر حاصل کر کے مہیا کی ہیں، ان کا مالانہ کرایہ کیا ادا کر رہی

ہے۔ اس کے ساتھ کیا حکومت ایسے اقدامات پر غور کر رہی ہے کہ ان دفاتر کے لئے سرکاری جگہ مہیا کی جائے؟
وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) یہ اطلاع اکٹھی کی جا رہی ہے۔ اور ۲۷ جون کو پیش کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

مجلسٹریٹوں اور ججوں کی تعداد میں اضافہ

* ۳/۳ مسٹر احسان الحق پیراچہ - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ بہر میں مجلسٹریٹوں اور ججوں کی عدالتوں میں کثیر تعداد میں مقدمات زیر سماعت پڑے ہیں، اگر ایسا ہے تو (اول) کیا حکومت ججوں اور مجلسٹریٹوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اور (دوم) ایسے مجلسٹریٹوں اور ججوں کی تقرری کے لئے انتخاب کا طریقہ کیا ہوگا؟

وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) جی ہاں۔ زیر سماعت فوجداری دیوانوں مقدمات کے اعداد و شمار کی فہرست لف ہے۔

(اول) سول ججوں کی تعداد یکم جولائی ۱۹۷۲ء سے بارہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مجلسٹریٹوں کی منظور شدہ تعداد بڑھانے کا تا حال ارادہ نہیں۔

(دوم) سول ججوں کی نئی آسامیوں پر تقرری کمیشن کے امتحان مقابلہ کے ذریعہ کی جائے گی اور مجلسٹریٹوں کی خالی آسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے براہ راست بھرتی فیز تحصیلداروں و درجہ سوم کے ملازمین کو ترقی دیکر پر کی جائیں گی۔

اپریل ۱۹۷۲ء تک مجلسٹریٹوں کے پاس زیر سماعت مقدمات کا گوشوارہ۔

| ڈویژن | ضلع | سہری مقدمات | باقاعدہ مقدمات |
|-------|--------------|-------------|----------------|
| لاہور | ۱ - لاہور | ۲۲۵۰۳ | ۷۸۱۶ |
| | ۲ - بہاولکوٹ | ۳۳۳۲ | ۱۷۶۹ |

| باقاعدہ مقدمات | سری مقدمات | ضلع | ڈویژن |
|----------------|------------|-------------------|----------|
| ۲۳۳۰ | ۳۰۱۵ | ۳ - گوجرانوالہ | |
| ۱۹۳۰ | ۳۵۵۶ | ۴ - شیخوپورہ | |
| ۲۹۵۷ | ۱۱۱۵۳ | ۱ - راولپنڈی | راولپنڈی |
| ۱۰۴۱ | ۲۳۴۶ | ۲ - جہلم | |
| ۱۷۱۳ | ۲۰۵۱ | ۳ - گجرات | |
| ۴۹۶ | ۱۹۸۸ | ۴ - کدیل پور | |
| ۴۵۰۴ | ۸۹۴۱ | ۱ - ملتان | ملتان |
| ۲۰۸۵ | ۵۷۸ | ۲ - مظفر گڑھ | |
| ۲۰۷۳ | ۹۶۳ | ۳ - ڈیرہ غازی خان | |
| ۵۸۳۱ | ۱۸۴۷۶ | ۴ - ماہیوال | |
| ۴۱۸۸ | ۸۳۴۸ | ۱ - سرگودھا | سرگودھا |
| ۵۹۵۲ | ۹۰۵۷ | ۲ - لائل پور | |
| ۱۳۹۲ | ۱۸۶۵ | ۳ - جہنگ | |
| ۱۷۲۶ | ۱۰۷۳ | ۴ - میانوالی | |
| ۱۶۳۲ | ۷۰۷ | ۱ - بہاولپور | |

| لوڈون | ضلع | سمری مقدمات | باقاعدہ مقدمات |
|-------|------------------|-------------|----------------|
| | ۲ - بہاولنگر | ۱۰۰ | ۱۳۹۲ |
| | ۳ - رحیم یار خان | — | ۲۵۰۰ |

مارچ ۱۹۷۲ء کے اختتام تک سول ججوں کے پاس زیر سماعت مقدمات کا گوشوارہ -

| نمبر شمار | ضلع کا نام | کی تعداد والے سول موجود کام | ۷-۶-۷۲ کرتے کرتے کرتے | ہر قسم کے زیر سماعت مقدمات | کیفیت |
|--------------|---------------|--------------------------------------|--------------------------------|---|-------|
| ۱ | بہاولنگر | ۲ | | ۲۷۵۱ | |
| ۲ | بہاولپور | ۲ | | ۲۱۸۷ | |
| ۳ | گیمبل پور | ۳ | | ۴۲۶۸ | |
| ۴ | ڈیرہ غازی خان | ۲ | | ۲۶۵۰ | |
| ۵ | کوچرانوالہ | ۳ | | ۵۱۲۱ | |
| ۶ | کجرات | ۵ | | ۶۸۹۲ | |
| ۷ | جھنگ | ۳ | | ۳۱۱۳ | |
| ۸ | مہلم | ۳ | | ۴۷۲۸ | |
| ۹ | لاہور | ۱۴ | | ۲۱۷۶۶ * یہ اعداد و شمار مارچ ۱۹۷۲ کے اختتام کی کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں اپریل کا کیفیت نامہ ابھی موصول نہیں ہوا۔ | |

مارچ ۱۹۷۲ء کے اختتام تک سول ججوں کے پاس زیر سماعت مقدمات کا گوشوارہ -

| نمبر شمار | ضلع کا نام | تعداد - ججوں کی | ہر قسم کے زیر سماعت مقدمات کی | کیفیت |
|-----------|--------------|--------------------|-------------------------------|-------|
| ۱۰ | لاٹل پور | ۵ | ۸۷۷۶ | |
| ۱۱ | میانوالی | ۴ | ۵۱۹۳ | |
| ۱ | ملتان | ۱۱ | ۱۱۰۰۰ | |
| ۱۳ | مظفر گڑھ | ۶ | ۶۵۰۶ | |
| ۱۳ | رحیم یار خان | ۴ | ۳۷۲۳ | |
| ۱۵ | راولپنڈی | ۵ | ۹۷۳۷ | |
| ۱۶ | ساہیوال | ۵ | ۶۶۲۶ | |
| ۱۷ | سرگودھا | ۴ | ۵۳۵۳ | |
| ۱۸ | ہیخو پورہ | ۲ | ۲۹۹۲ | |
| ۱۹ | سیالکوٹ | ۵ | ۹۰۲۰ | |

مسٹر احسان الحق پوراچہ - کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ جتنے اعداد و شمار Civil Cases کے انہوں نے دیئے ہیں - ان کو نمٹانے کے لئے ججوں کی تعداد کافی رہے گی ؟

وزیر اعلیٰ - کافی تو نہیں ہے - ہمیں ہائی کورٹ کے فرمان کے مطابق کم از کم پچاس سے زیادہ جج بھرتی کرنے چاہئیں - لیکن فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے بارہ پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے -

مسٹر احسان الحق پراچہ - میں وزیر اعلیٰ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ زیر سماعت مقدمات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کو کم کرنا چاہئے - کیا مقدمات کم کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ - ہم اہلیت کار بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں - دوسرے فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ بھی کوشش کر رہے ہیں - کہ زیر سماعت مقدمات میں مزید کمی کی جائے -

مسٹر شہیر احمد خان - میں وزیر اعلیٰ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ Reforms کے نفاذ کے بعد جو مقدمات کی تعداد زیادہ ہے - کیا ان میں کمی آ جائے گی ؟

وزیر اعلیٰ - لازمی طور پر کمی واقع ہو گی -

مرزا طاہر بیگ - میں وزیر اعلیٰ سے پوچھنا چاہتا ہوں - کہ کیا آپ ان مقدمات کی تعداد بتا سکیں گے جو ۱۹۷۰ سے پہلے کے pending تھے - اور جنوری ۱۹۷۱ء جب سے پیپلز پارٹی نے Take over کیا ہے - اسکے بعد کے کتنے مقدمات زیر سماعت ہوں ؟

وزیر اعلیٰ - جناب والا - تعداد تو بہت زیادہ چلی آ رہی ہے - اور میں یہ بات مانتے کو تیار ہوں کہ ابھی تک ہمارے معاشرے کے اخلاقی حالات زیادہ اچھے نہیں ہیں اور یہ تعداد بدستور بڑھتی رہے گی -

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک - جناب والا - میں وزیر اعلیٰ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں - کہ کیا پنجاب میں کوئی ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں جن سے اس صوبے کے غریب عوام کو مستانصاف مہیا ہو سکے ؟

وزیر اعلیٰ - قانونی اصلاحات کے نافذ ہونے اور ان پر عملدرآمد کرنے سے لازمی طور پر مقدمات میں کمی واقع ہو گی - (اس مرحلہ پر چودھری امان اللہ ملک صاحب کھڑے ہوئے)

مسٹر سپیکر - چودھری صاحب میں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں - کہ جب کوئی ممبر تقریر یا سوال کر رہا ہو تو آپ کھڑے نہ رہا کریں -

چوہدری امان اللہ لک - جناب نے میری طرف توجہ نہیں فرمائی - تھی اس لئے میں کھڑا رہا ہوں -

مسٹر سٹیپیکر - آپ اپنے پاس کوئی حساب رکھیں کہ آپ کتنی بار کھڑے ہوتے ہیں اور کتنی بار بولتے ہیں - آپ تشریف رکھیں - یہ ٹھیک ہے کہ آج آپ قائد حزب اختلاف کی کرسی پر تشریف فرما ہیں - اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے اپنے آپکو کھڑے رہنے کی سزا دے دی ہے - آپ بہر حال دوسرے ممبران کی طرح اپنی کرسی پر تشریف رکھیں بغیر اجازت کے بولنے کی کوشش نہ کیا کریں - اس مجلس کا یہ بنیادی ادب ہے - کم از کم اتنا تو لحاظ رکھیں - آپ تشریف رکھیں - میں گفتگو کر رہا ہوں - میں تمام معزز ممبران کی خدمت میں ایک مرتبہ پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جب کوئی معزز ممبر تقریر کر رہا ہو ، یا سوال پوچھ رہا ہو - یا سوال کا جواب دے رہا ہو - اسوقت کھڑے نہ ہوا کریں -

اس وقت وہ جواب دے رہے ہیں جب ان کے سوال کا جواب دے دیا جائے تب آپ کھڑے ہو کر سوال کریں - میں سب ممبران کو یقین دلانا ہوں کہ اگر کوئی ممبر کھڑا ہو اور وہ بولنا چاہتا ہو تو میں اس کو بولنے کا موقع دوںگا - صرف چند ممبران کا بولنے کا حق نہیں ہے کہ وہ ہی اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں - تمام معزز ممبران جو یہاں تشریف لائے ہیں ان کا بھی حق ہے کہ وہ بھی اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں -

رانا پھول محمد خان - اس ایوان میں جو لفظ استعمال کئے گئے ہیں

مسٹر سٹیپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں - آپ کسی دوسرے کی بات نہیں سنتے آپ کو صرف اپنی بات کرنے کا شوق ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اگر مثبت انداز میں گفتگو کی جائے گی تو آپ اسکو appreciate نہیں کر سکتے - آپ تشریف رکھیں - الفاظ کے حذف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - اب امان اللہ لک صاحب اپنا سوال پوچھیں - - - -

چوہدری امان اللہ لک - میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروںگا کہ کیا یہ درست ہے کہ مقدمات کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے پیپلز پارٹی کی حکومت نے عوامی عدالتیں لگانے کا حکم دیا ہے ؟ کیا یہ بھی درست ہے کہ متبادل عوامی عدالتیں لگانی گئیں ہیں ؟

کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے زیر غور ایسی تجویز ہے جس سے عوامی عدالتوں لگا کر مقدمات کو نبٹایا جا سکے۔ تا کہ ان کی تعداد کم ہو جائے۔

وزیر اعلیٰ - یہ سب چیزیں غلط ہیں۔

چودھری مگدھ اعظم - جناب والا! اگر مجسٹریٹوں اور سول ججوں کی عدالتوں میں جو ریٹائرنگ روم ہیں انکو ہٹا دیا جائے تو مقدمات کی تعداد کم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنا زیادہ وقت ریٹائرنگ روم میں گزارتے ہیں۔

مسٹر پھوکر - یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

بیوگر ریحانہ سرور شہید - جناب والا! میں آپکی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہماری عدالتوں میں جو Pending Cases ہیں۔ ان میں فوجداری مقدمات کی تعداد کتنی ہے اور سول مقدمات کی تعداد کتنی ہے ان کے علاوہ اور کون سے ایسے مقدمات ہیں جن کی تعداد زیادہ ہے اور اگر فوجداری مقدمات کی تعداد زیادہ ہے تو اس بارے میں حکومت نے کیا سوچا ہے؟ اور اگر سول مقدمات زیادہ ہیں تو اس کے متعلق حکومت نے کیا سوچا ہے۔

(قطع کلامیہاں)

وزیر اعلیٰ - اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

ملک مگدھ اعظم - جناب والا! میں وزیر اعلیٰ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اب جو مجسٹریٹ لئے جائینگے کہ وہ Practising lawyers میں سے لئے جائینگے۔

وزیر اعلیٰ - فی الحال ایسی کوئی حکیم زیر غور نہیں ہے۔

کنور مگدھ پیاسون خان - جناب والا! میں آپکی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا موجودہ دور حکومت میں عدالتوں میں مقدمات کے نمٹانے کی رفتار وہی حکومتوں کی رفتار سے بہتر ہے؟

وزیر اعلیٰ - رفتار بہتر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

شیخ عزیز احمد - جناب والا! میں وزیر اعلیٰ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ Summary cases میں مولر وہیکل آرڈیننس کے تحت تمام چالانے حاصل ہیں اگر شامل ہیں تو کیا انکی Disposal دفعہ ۱۱۶ کے تحت جلد نہیں ہو سکتی۔

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

وزیر اعلیٰ - اس کے لئے علیحدہ سوال درکار ہے۔

راجہ جمیل اللہ خان - میں جناب والا کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انکو معلوم ہے کہ وزیر آباد میں عوامی عدالت لگائی گئی اور ان پر میرے بیگناہ بھائیوں کو موت کی سزا دی گئی۔
وزیر اعلیٰ - نہیں دی گئی۔

راجہ جمیل اللہ خان - میں آپکو یقین دلاتا ہوں وزیر آباد میں عوامی عدالت لگائی گئی ہے۔

مسٹر سپوکر - آپ سوال کریں جو کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ جمیل اللہ خان - عوامی عدالت لگائی گئی ہے۔ اگر پیلز پارٹی کو عوامی عدالت لگانے کی اجازت ہے تو کیا دوسری پارٹیوں کو بھی ایسی اجازت ہوگی۔

وزیر اعلیٰ - جناب اگر کوئی خلاف قانون چیز کی گئی ہے تو ہم اس کا لازمی طور پر نوٹس لیں گے۔

چوہدری شہیر حسین چیمہ - کیا وزیر اعلیٰ یہ بتائیں گے کہ کیا ریاست بہاولپور سے کوئی جج مقرر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔
وزیر اعلیٰ - بہاولپور ریاست نہیں ہے بلکہ وہ پنجاب کی ایک ڈویژن ہے۔

مسٹر شہیر احمد خان - کیا آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ جیسا کہ پہلے رواج چلا آ رہا ہے۔ فوجداری مقدمات کی بجائے دیوانی مقدمات زیادہ لمبے ہو جاتے ہیں؟ اسکی کیا وجہ ہے۔

وزیر اعلیٰ - انہی وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے قانونی اصلاحات نافذ کی ہیں۔

مسٹر شہیر احمد خان - مقدمات کی زیادہ تعداد دیکھتے ہوئے موجودہ حکومت نے مجسٹریٹوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسلئے کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء سے لے کر ۱۹۷۲-۷۱-۰۳-۱ تک کتنے مجسٹریٹ بھرتے کئے گئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا! میرے پہلے جواب میں یہ ساری چیز موجود ہے اس میں کوئی بھرتی نہیں کئے گئے۔

ہاجی مگبد سہف اللہ خان - میں جناب والا کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ پوچھوں گا کہ کتنے بددیانت مجسٹریٹوں اور ججوں کو جو انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتے تھے نکالا گیا ہے۔

یہاں منظور احمد موہل - بددیانت کو نکالنا ہی انصاف کا اصول ہے۔

وزیر اعلیٰ - انکو صحیح انصاف نہ کر لیا گیا ہے۔

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک - جناب والا! میں وزیر اعلیٰ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے دور ضلع کی کچھریوں میں مقدمات کے سلسلے میں باہر سے آنے والے حضرات کے پیشینے کھائے جو غیر معقول انتظام ہے وہ کب تک ٹھیک ہو جائیگا۔

مسٹر سپیکر - یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

ہاجی مگبد سہف اللہ خان - جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ Conciliation courts Ordinance کے تحت کوئی عدالت موجود نہیں ہے جب کہ اس آرڈیننس کی بہت سی دفعات ایسی ہیں جو انہیں عدالتوں میں پیش کی جا سکتی ہیں اور عام عدالتوں میں پیش نہیں ہو سکیں۔ نتیجتاً ایسے cases ابھی تک کسی بھی عدالت میں پیش نہیں ہوئے۔

وزیر اعلیٰ - اس کیلئے علیحدہ نوٹس درکار ہے۔

راہا پھول مگبد خان - کیا وزیر اعلیٰ یہ بتائیں گے کہ قانونی اصلاحات کے بعد فوجداری مقدمات کا زیادہ rush سیشن کورٹس میں ہو جائے گا۔ کیونکہ Commitment proceedings ختم کر دی گئی ہیں اور قتل کے مقدمات سیشن جج کی عدالت میں جائیں گے۔ اس لئے وہاں بھی اب موجودہ عدالتوں کی طرح rush ہونے کا امکان ہو تو اس rush کو روکنے کے لئے اور مقدمات کو جلدی طے کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا، کیونکہ موجودہ سیشن ججوں کی تعداد بھی ناکافی ہیں؟

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

مسٹر شوگفت محمود - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ مقدمات کی تعداد عدالتوں میں کئی سالوں سے بہت بڑھ چکی ہے۔

اور اس سلسلے میں عوام کی طرف سے ہمیشہ ہی ہرالی حکومتوں سے یہ مطالبہ رہا تھا کہ ان مقدمات کے جلد تصفیے کے لئے کوئی اقدامات کئے جائیں۔ اس سلسلے میں ہرالی حکومتوں نے کوئی عمل یا کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا تھا۔ جس سے ان مقدمات کا جلد تصفیہ ہو سکتا۔

وزیر اعلیٰ— یہ درست ہے کہ کوئی تسلی بخش اقدامات نہیں کئے گئے، لیکن میں معزز ممبران کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جب تک استحصالی نظام قائم ہے مقدمات بڑھتے رہیں گے۔ اس نظام کو ختم کرنا چاہئے تاکہ یہ مقدمات پیدا ہی نہ ہوں۔

راولپنڈی کا دورہ کرنے کے سلسلے میں مشیروں کو ادا کیا گیا سفر خرچ اور یومیہ الاؤنس

* ۳۸۔ **مشیر احسان الحق پراچہ**— کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کے گورنر کے ہر مشیر نے قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران نیز صدر کی حلف اٹھانے کی تقریب پر راولپنڈی کا دورہ کرنے کے سلسلے میں کل کتنا سفر خرچ الاؤنس اور یومیہ الاؤنس حاصل کیا؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)— گورنر کے کسی مشیر نے ان اہام کے لئے کوئی سفر بہتہ، یومیہ بہتہ وصول نہیں کیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک— کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ وہ مشیر اور وزراء راولپنڈی اپنی سرکاری کاروں پر گئے تھے یا نجی کاروں پر گئے تھے؟

وزیر اعلیٰ— ہر حال، بہتہ کوئی وصول نہیں کیا گیا۔

چوہدری امان اللہ لک— جناب والا! میں وہ جواب سن چکا ہوں۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا وہ سٹاف کاروں پر گئے تھے یا نجی کاروں پر گئے تھے اور وہ وہاں کتنے روز اور ٹھہرے؟

وزیر اعلیٰ— اس کے لئے نیا نوٹس دے دیں، میں دریافت کر کے بتاؤں گا۔

علامہ رحمت اللہ علیہ ارشد۔ اس کے لئے جناب نے نوٹس کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ قائد ایوان کو یہ تو معلوم ہوا انہوں نے کوئی بہتہ وصول نہیں کیا تھا لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ کاربن کونسی استعمال کریں۔

مسٹر سپیکر۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی نیا نوٹس چاہئے تو ان کی رائے بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ سوال صرف ٹی اے۔ ڈی اے تک محدود ہے۔ Means of conveyance کے متعلق اس میں کوئی ذکر نہیں۔ جواب دینا تو ان کا کام ہے میں نے تو ضمنی سوال کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے الہیں باقاعدہ نوٹس چاہئے تاکہ وہ اس کی تصدیق کر سکیں کہ انہوں نے کس طرح سفر کیا تھا۔ یہی طور پر انہیں یہ حق حاصل ہے کہ اس کے لئے وہ نئے نوٹس کا تقاضا کریں۔

علامہ رحمت اللہ علیہ ارشد۔ کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کو یہ تو یاد ہے کہ بہتہ سرکاری طور پر نہیں لیا گیا لیکن ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ سرکاری کار استعمال ہوئی کہ نہیں۔

مسٹر سپیکر۔ علامہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے شائد سوال تو ضرور پڑھا ہوگا۔ اس میں یہ ہوجھا گیا ہے کہ ان کو کل کتنا سفر بہتہ اور ہومیہ بہتہ دیا گیا ہے۔ اب ہوجھا گیا ہے کہ جانے کا ذریعہ کیا تھا تو اس کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ انہیں اس کا نوٹس چاہئے۔

علامہ رحمت اللہ علیہ ارشد۔ جناب والا! میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ ضمنی سوال کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ تفصیلاً بتا سکیں جس چیز کا سوال کے اندر تذکرہ نہیں ہے، اس کے متعلق اور اس کے ضمن میں جو سوالات پیدا ہوتے ہیں وہ ہوجھے جائیں۔

مسٹر سپیکر۔ جو سوال ہوجھا گیا ہے یہ سوال نمبر ۳۸ کی وضاحت سے متعلق نہیں ہے۔

راجا پھول سنگھ صاحب۔ جناب والا! میں آج دیر سے آیا ہوں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آج اجلاس کی

کارروائی کچھ دیر سے شروع ہوئی ہے جو جناب نے وقفہ سوالات پڑھا دیا ہے ؟

مسٹر سپورٹو - تلاوت کلام پاک آٹھ بجکر ۱۰ منٹ پر ختم ہوئی ہے - شاید آپ بھول گئے ہیں -

جلال پور پیپر والا میں واٹر ورکس کی تعمیر

* ۶۳ - دیوان سید غلام عباس بھاری - کیا وزہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ جلال پور پیر والا ضلع ملتان کہ جسکی آبادی چودہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے، کا زہر زمین پلنی کھاری ہے اور وہاں کے باشندے بڑے عرصے سے یہ مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ انہیں پینے کا میٹھا پانی مہیا کرنے کے لئے وہاں واٹر ورکس تعمیر کئے جائیں -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ اس مقصد کے لئے ایک سکیم تیار کی گئی ہے جو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے دفتر میں زیر غور ہے -

(ج) اگر اجزا (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو کہ آیا حکومت سال ۱۹۷۲-۷۳ میں مذکورہ سکیم کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) جی ہاں -

(ب) پانی مہیا کرنے کے لئے ایک سکیم جس پر تخمیناً لاگت ۶۱۷۳۰۰۰ آئی تھی - حکومت نے منظور کی تھی - اور ایک لاکھ ۱۹۹۵۰-۶۶ میں مہیا کیا گیا تھا - حکومت نے یہ رقم خرچ کرنے کی اجازت واپس لے لی - بدین سبب اس سکیم پر کام شروع نہ ہو سکا - ۱۹۶۸-۶۹ میں ایک تازہ سکیم برائے مہیا کرنے پینے کا پانی حکومت سے منظور کروائی گئی تھی - مگر سرمایہ مہیا نہیں کیا گیا تھا -

اس لئے کہ ایسی سکیمیں حکومت کی پالیسی کی مطابق دیہی ترقیاتی منصوبہ کے سرمایہ میں سے تیار کی جاتی تھیں۔ مگر اب اہل قصبہ کی اشد ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک سکیم جس پر ۵,۰۰,۶۰۰ روپے لاگت آئیگی سالانہ ترقیاتی پروگرام ۱۹۷۲-۷۳ میں تجویز کی گئی ہے۔

(ج) یہ سکیم ۱۹۷۲-۷۳ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رکھی گئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اسہلی میں بجٹ کی منظوری کے بعد اس سکیم پر کام شروع کیا جاوے۔

مسٹر شوکت محمود:- کیا پرانی حکومتوں نے پینے کیلئے مٹی پانی کا کوئی انتظام نہیں کیا؟ کیا کوئی سکیم اس قسم کی موجود ہے۔
وزیر اعلیٰ: یہ درست ہے کہ جن علاقوں کو پسماندہ علاقہ کہتے ہیں وہاں اس قسم کی سکیم نایاب تھی۔

دیوان سرد غلام عباس بھاری:- میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پانی جو انسانی زندگی کے لیے ناگزیر سمجھا جاتا ہے اس پر نصیب قصبے کے لیے کئی سکیمیں بنیں اور ختم ہو گئیں۔ اب میں جناب کے توسط سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر حکومت کوئی سکیم بنائے تو اسکو ڈراپ نہ کیا جائے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ بجٹ کی منظوری کے بعد اس سکیم پر کام شروع ہو سکتا ہے۔ میں یہ تسلی چاہتا ہوں کہ اس دفعہ اس سکیم کو drop نہ کیا جائے بلکہ اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ: جب پہلے سکیمیں بنیں تو ان کیلئے سرمایہ مہیا نہ کیا گیا۔ دیوان صاحب بھی ان بچوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ ہم الشاہدہ تعالیٰ انتہائی کوشش کریں گے کہ اپنے وعدے کو پورا کریں۔

مسٹر چوہدری:- اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اب ہم قلیل المہلت سوال کو لیتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا۔ بیشتر اس کے کہ قلیل المہلت سوال شروع کیا جائے میں آج کی فہرست سوالات کے باقی ماندہ جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

قلیل اہمیت سوال اور اس کا جواب

رحمانیہ گرلز ہائی سکول - راوی روڈ لاہور کے بارے میں شکایت

* ۵۸۸ - چوہدری امان اللہ خان لک - کیا وزیر امور داخلہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور کے سابق ڈپٹی کمشنر مسٹر انور زاہد سی۔ ایس۔ پی نے رحمانیہ گرلز ہائی سکول راوی روڈ لاہور کی انتظامیہ کے بارے میں ایک شکایت کے متعلق ایس۔ ایس۔ پی لاہور کو ۱۱ مئی ۱۹۷۲ء کو مراسلہ نمبر ۲۱۲ ارسال کیا تھا۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکول کی انتظامیہ نے مذکورہ سابق ڈپٹی کمشنر سے شکایت کی تھی جس میں بعض غیر مجاز اشخاص کی طرف سے سکول کے نظام و نسق میں غیر ضروری مداخلت کرنے اور سکول کی حدود میں لاجائز طور پر داخل ہونے کا الزام لکھا تھا۔

(ج) اگر جزمہ ہائے (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو۔

(اول) جن اشخاص کے خلاف شکایت درج گرائی گئی تھی ان کے نام کیا ہیں۔

(دوم) حکومت نے مذکورہ شکایت پر کیا کارروائی کی اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(سوم) آیا حکومت اس بارے میں فوری کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ : (مسٹر معراج خالد) - (الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) (i) ملک محمد طفیل اور دوسرے حضرات کے خلاف شکایت کی گئی تھی (جو درخواست ڈپٹی کمشنر لاہور کو دی گئی اس میں نام موجود نہیں ہے)۔

(ii) تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۷ اور ۳۰۹ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ پولیس کی ابتدائی رپورٹ کا نمبر ۱۹۹ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۲ء ہے۔ الزامات بے بنیاد ثابت ہوئے اس لئے مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

(ii) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چوہدری امان اللہ لک۔ کیا وزیر اعلیٰ اس کارروائی میں سرکاری مداخلت سے متعلق تحقیقات کرائیں گے؟

وزیر اعلیٰ۔ جواب واضح ہے۔ کسی تحقیقات کی ضرورت نہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ کیا قائد ایوان کے علم میں ہے کہ ہائی کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اور ان کو قبضہ دلوانے کا حکم بھی دے دیا ہے مگر انتظامیہ قبضہ دہنے میں لال مشولہ کو رہی ہے اور ۲۵ تاریخ تک قبضہ نہیں دیا گیا۔

وزیر اعلیٰ۔ میرے علم میں یہ بات نہیں آئی۔

ایک آواز: کیا معاملہ Sub-Judice نہیں ہے؟

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دے دیا ہوا ہے۔ قائد ایوان کو مکمل اور درست معلومات رکھنی چاہئیں۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ کے باوجود انتظامیہ نے قبضہ واپس نہیں دلویا۔ وزیر اعلیٰ کو اپنی انتظامیہ سے ہائی کورٹ کے حکم پر عمل درآمد کرانا چاہیے۔

وزیر اعلیٰ۔ اگر یہ معاملہ تاحال زیر سماعت عدالت ہے تو اس کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اپیل کی صورت میں بھی Sub-judice ہوگا۔

چوہدری امان اللہ لک۔ کیا جناب وزیر اعلیٰ صاحب موقعہ ملاحظہ فرمائے کے بعد واقعات کی رپورٹ ایوان کو دی گئی۔

مسٹر سپورگر۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

دشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی

مہز پر رکھے گئے

ڈسٹرکٹ کونسل ہسپتال جلال پور پیر والا میں لہٹی

ڈاکٹر کی تقرری

* ۶۵۔ حیوان سید غلام عباس بھاری - کیا وزیر

برائے لوکل گورنمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل ہسپتال جلال پور

پیر والا ضلع ملتان میں جو ایک لاکھ سے زائد آبادی

رکھنے والے علاقے کے وسط میں واقع ہے ، نسوانی امراض

کے علاج کے لئے کوئی لیڈی ڈاکٹر متعین نہیں ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ہسپتال سے ۲۰ میل کے

اندر اندر پرائیویٹ پریکٹس کرنے والی کوئی لیڈی ڈاکٹر

نہیں ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اسی علاقے کی مریض

خواتین ہر قسم کی طبی سہولتوں سے محروم ہیں۔

(ج) اگر اجزا (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو

کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں ایک ایم بی بی ایس

لیڈی ڈاکٹر متعین کرنے اور ضروری ادویات اور آلات جراحی

مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)

جی ہاں۔ مگر جلالپور پیر والا میں ایک سرکاری میٹرنٹی اور

چائلڈ ہیلتھ سینٹر موجود ہے۔ جس میں ایک لیڈی میلتھ وزیر کام

کرتی ہے۔

کوشش کی جا رہی ہے کہ ۱۰۰۰-۴۰۰-۱۰۰۰ اسکیم کے اہم بی بی ایس

لیڈی ڈاکٹر کی تقرری کی جائے۔ ڈسٹرکٹ کونسل نے لیڈی ڈاکٹر کی اساسی

کا درجہ یکم جولائی سے بڑھانے کی منظوری دہی ہے۔ جونہی لیڈی ڈاکٹر

کی تقرری ہوگی۔ ضروری ادویات اور جراحی کا سامان بھی مہیا کر

دیا جائے گا۔

ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کے سکولوں کے اساتذہ کو پنشن

کی مراعات

* ۶۸۔ حیوان سید غلام عباس بھاری - کیا وزیر

برائے لوکل گورنمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے ذریعہ ترقی

مورخہ ۹-۶-۱۹۷۰ء صوبے میں لوکل باڈیز کے سکولوں کے ان اساتذہ کو پنشن کی سہولتیں عطا کی ہیں جو ۱۹۶۲ء سے قبل ریٹائر ہو چکے ہیں۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبے میں تمام ضلعی کونسلوں اور بلدیات نے مذکورہ نوٹیفیکیشن کے مطابق اپنے متعلقہ ریٹائر شدہ اساتذہ کو پنشن دے دی ہے۔ مگر ضلع کونسل ملتان نے ابھی تک اپنے اساتذہ کو پنشن ادا نہیں کی۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ضلع ملتان کے متاثرہ اساتذہ نے پنشن کی عطائگی کے لئے متعلقہ حکام کو کئی بار عرضداشتیں پیش کی ہیں مگر ان پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(اول) اگر ایسا ہو تو کتنے اساتذہ نے درخواستیں دیں۔

(دوم) کتنے اساتذہ کی درخواستوں پر غور کیا گیا اور پنشن کے کاغذات تیار کئے گئے۔

(سوم) کتنے درخواست دہندگان کے کیسوں پر غور نہیں کیا گیا نیز وہ گوشوارہ بھی دیا جائے جس میں یہ مندرج ہو کہ پنشن کے ان کاغذات کی بنیاد گریجویٹ اور پنشن کی کل کتنی رقم واجب الادا ہے اور اس رقم کے ادا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جزو (ب) بالا میں مذکور متاثرہ اساتذہ نے کمشنر ملتان ڈویژن کے احکام کے مطابق اپنی پنشن کی عطائگی کے لئے ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کو ۱۹۷۰-۰۰-۳۱ء قبل فارم بی III پر درخواستیں دیں مگر گذشتہ دو سال سے درخواستوں پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(۵) اگر جزو (د) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت ضلع کونسل ملتان کے ریٹائر شدہ اساتذہ کو پنشن کی فوری عطائگی کے لئے احکام جاری کرنے اور انہیں اتنے طویل عرصے تک اپنے حقوق سے محروم رکھنے کی وجوہ بیان کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) ضلع کونسل ملتان کی رپورٹ کے مطابق پانچ متاثرہ اساتذہ نے مختلف حکام کو برائے ادائیگی پنشن درخواستیں ارسال کیں جو ضلع کونسل ملتان کے دفتر میں موصول ہو چکی ہیں مگر یہ صحیح نہیں کہ ان پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی - متعلقہ حکام کو صحیح صورت حال سے ضلع کونسل نے مطلع کر دیا تھا اور درخواست دہندگان کو بھی اس کے مطابق اطلاع دے دی گئی تھی -

(i) ایسے درخواست دہندگان جن میں ہندوستان کی ملازمت کی مراعات حاصل کرنے والے بھی شامل ہیں کی تعداد ۲۰۰ (دو سو) ہے -

(ii) مندر -

(iii) درخواست دہندگان کی تعداد ۲۰۰ (دو سو) ہے - ان ملازمین کو سروس بکین ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس کے پاس ہیں - صحیح رقم کا تخمینہ اس مرحلہ پر نہیں لگایا جا سکتا لیکن یہ رقم تقریباً چالیس لاکھ سے زائد ہو گی -

(د) پنشن رولز کے تحت ضلع کونسل نے تمام ریٹائرڈ اشخاص سے رضامندی حاصل کر لی تھی -

ضلع کونسل نے حکومت کو بذریعہ کمشنر صاحب ملتان ڈویژن لکھا جس میں اس نے اتنی بڑی خرچہ کی ذمہ داری نبھانے سے معذوری کا اظہار کیا اور تین تجاویز پیش کیں یعنی یا تو حکومت عطیہ دے یا گریجویٹ کی رقم کے مطابق قرض دے یا ضلع کونسل کو پنشن رولز میں ترمیم کے لاکھ ہونے سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے چونکہ ترمیم کرتے وقت ضلع کونسل کے حالات کو مدنظر نہیں رکھا گیا تھا اور بلا استحقاق گذشتہ تاریخ سے عملدرآمد کرنے کا فیصلہ کر دیا تھا - بلدیاتی ملازمت میں شامل ہونے والے ملازمین جانتے تھے کہ ان کو پراویڈنٹ فنڈ کے استفادہ کی شرائط پر رکھا گیا تھا - وہ اچھی طرح سے آگاہ تھے کہ انہیں اس محکمہ میں پنشن کا استفادہ نہیں ملے گا - مزید برآں پنشن کے فوائد نافذ ہونے سے پیشتر کوئی رقم میزانیہ میں نہیں رکھی گئی تھی - اس لئے یہ ادائیگی سال رواں کے میزانیہ سے محفوظ

سرمایہ میں گنجائش کر کے حکومت کی منظوری حاصل کرنے کے بعد ادائیگی کی جا سکتی ہے۔ مگر یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جبکہ کافی رقم مہیا ہو۔ پراویڈنٹ فنڈ کا حصہ جو ضلع کونسل کو واجب الوصول ہوگا دو لاکھ روپے سے زائد نہیں بنتا۔

(د) ضلع کونسل ملتان کا خیال ہے کہ یکم جولائی ۱۹۶۰ء سے پیشتر ریٹائر ہونے والے ملازمین کو پنشن کی ادائیگی کا مطالبہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ سابقہ مغربی پاکستان حکومت نے پنشن رولز میں ترمیم کرتے وقت بلدیات کی مالی حالت کا جائزہ نہیں لیا تھا۔ اور نہ ہی ان ملازمین کی شرائط ملازمت کو جن کے تحت وہ لوکل کونسل میں ابتدائی طور پر بھرتی ہوئے تھے غور کیا تھا۔ ضلع کونسل نے مزید اطلاع دی ہے کہ ایسے ملازمین کے حقوق کبھی حلیب نہیں کئے گئے جس کے وہ شروع سے حقدار تھے۔ مگر رولز میں ترمیم کرنے کے بعد ضلع کونسل کو بہت مشکل میں ڈال دیا ہے۔ اور اس پر بہت بڑی مالی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جو یہ پوری نہیں کر سکتی۔ محدود وسائل آمدنی کے ساتھ ضلع کونسل اتنے بڑے سٹاف کی گریجویٹ اور پنشن کی ادائیگی نہیں کر سکتی جب تک کہ حکومت اس کی مالی امداد نہ کرے۔ اس کے علاوہ کچھ اور ضلع کونسلوں اور میونسپلٹیاں جو یہ خرچہ برداشت نہیں کر سکتیں انہوں نے بھی حکومت سے مالی امداد کیلئے درخواست کی ہے۔ اس بارے میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ صوبائی محکمہ مالیات سے کہا جائے کہ وہ ایسے مقامی اداروں (بلدیات) کی مالی امداد کرے تاکہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر سکیں جو موجودہ پنشن رولز کے تحت ان پر عائد ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں کنٹرولنگ اتھارٹی (کمشنر و ڈپٹی کمشنر صاحبان) سے ضروری کوائف جمع کئے جا رہے ہیں۔

جلال پور پیر والا سے لودھراں تک سڑک کو پختہ کرنا

* ۷۴ - دیوان سید غلام عباس بھاری - کیا وزیر برائے لوکل گورنمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل شجاع آباد اور لودھراں کے

۲ جون ۱۹۷۲ء

لاکھوں باشندوں کی آمدورفت کا واحد ذریعہ یولین کونسل کی وہ ۲.۷ میل لمبی کچی سڑک ہے جو جلال پور پیر والہ اور لودھراں کے درمیان واقع ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ اس علاقہ کے عوام نے مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کیلئے متعدد بار مطالبہ کیا ہے لیکن انکے مطالبے کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی ہے۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع ملتان کے ڈپٹی کمشنر نے جلال پور پیر والہ کے گوشہ دورے کے دوران عوام کے ایک وفد سے ملاقات میں یہ وعدہ کیا تھا کہ سال رواں کے بجٹ میں مذکورہ سڑک کیلئے رقم مہیا کی جائے گی اگر ایسا ہے تو آیا مذکورہ رقم مہیا کی گئی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہ ہیں؟

وزیراعلیٰ (مسٹر معراج خالد) (الف) جی نہیں۔ یہ دونوں قصبہ جات کو ملانے کا مختصر ترین راستہ ہے۔ جلالپور پیر والا کو لودھراں سے ملانے کیلئے ایک اچھی پختہ سڑک موجود ہے جو شجاع آباد اور لاڑ سے گذرتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ سرمایہ کی کمی کی وجہ سے عوام کا مطالبہ پورا نہیں کیا جا سکا پھر حال ۲،۲۶،۰۰۰ روپے کی رقم دہی ترقیاتی پروگرام کے تحت ۱۹۷۲-۷۳ میں اس سڑک کو پختہ کرنے کے لئے مختص ہے۔

(ج) جی ہاں۔ سال ۱۹۷۲-۷۳ کے دوران دہی ترقیاتی پروگرام کے ذریعہ ۲،۲۶،۰۰۰ روپے تک کی رقم کا اہتمام کیا جا چکا ہے۔ سال ۱۹۷۱-۷۲ کے دوران کسی رقم کا اہتمام کرنا ممکن نہ تھا۔

مشہروں کو دیا گیا سفر خرچ اور یومیہ الاؤنس

* ۷۷ - یہاں غورشیہ انور - کیا وزیر اعلیٰ اس سفر خرچ الاؤنس اور یومیہ الاؤنس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان فرمائیں گے جو حکومت پنجاب کے مندرجہ ذیل مشہروں میں سے ہر ایک مشہر نے ماہ جنوری، فروری، مارچ اور اپریل ۱۹۷۲ء کے دوران وصول کیا۔

(۱) مشہر بہالیاں -

(۲) مشہر برائے جیل خانہ جات -

(۳) مشہر محنت -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۸۵

(۴) سفیر مال -

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)۔ جنوری ، فروری ، مارچ اور اپریل ۱۹۵۲ء کے دوران میں حسب ذیل مشیران گورنر کی طرف سے سفر خرچ اور روزانہ ہتھے کی پرآوردہ رقم کی ماہوار تفصیل حسب ذیل ہے -
جنوری فروری مارچ اپریل

۱۔ ملک مختار احمد ادوان صاحب ندارد -/۱۰۰ ۱۳۱/- ابھی تک کوئی
مشیر بحالیات - رقم نہیں حاصل کی گئی -

۲۔ صوفی نذیر محمد صاحب مشیر ندارد -/۲۱۰ ۱۲۰/- ایضاً
جیل خانہ جات -

۳۔ محمد افضل وٹو صاحب مشیر ندارد -/۳۳۰ ۱۰۰/- ۵۰
صحت -

۴۔ محمد انور مہمہ صاحب مشیر مال ندارد -/۱۸۰ ۱۶۵/- ابھی تک کوئی
رقم حاصل نہیں کی گئی -

حالا بڈھا دریا لاہور پر پختہ چھت کی تعمیر

* ۱۸۱۔ دروان سید غلام عباس بھاری۔ کیا وزیر برائے لوکل گورنمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کنڈا نالہ بڈھا دریا لاہور کی اہم گنجان آبادیوں موسومہ موہنی روڈ ، کاردار پارک وغیرہ میں سے گذرتا ہے -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ لوگ اس نالہ میں گندگی اور کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں -

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ یہ نالہ اوپر سے ڈھکا ہوا نہیں ہے اور ارد گرد کے علاقوں میں جراثیم اور بدبو پھولا رہا ہے جسکی وجہ سے مذکورہ آبادیوں کے باشندوں کی صحت پر برا اثر پڑ رہا ہے -

(د) اگر اجزاء (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ نالہ پر پختہ چھت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) جی ہاں -

(ب) جو معلومات حاصل ہیں ان کے مطابق لوگ عموماً کوڑا کرکٹ اور غلاظت نالے میں نہیں پھینکتے -

(ج) نالہ ڈھکا پڑا نہیں ہے - اس میں بدبو پھیلتی ہے جو علاقے کے مکھنوں کی صحت کے منافی ہے -

(د) نالے کو ڈھانچے پر بہت زیادہ خرچ آئے گا - جو اس کی افادیت سے غیر مناسب ہوگا بہر حال لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کوشش کر رہی ہے کہ سیوریج کا رخ تبدیل کر دیا جائے - اور ساتھ ہی ایک سکیم یہ بھی ہے کہ نالہ کو فنی تبدیلیوں کے ساتھ سیلاب کے نکاس کے لئے استعمال کیا جائے -

اردو کی سرکاری زبان کی حیثیت سے اختیار کرنا

* ۱۴۳ - راجا پھول محمد خان - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ اردو کو سرکاری زبان قرار دینے کے لئے حکومت کے زیر غور ایک تجویز ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اردو کو صوبہ میں سرکاری زبان قرار دینے کی کب تک توقع ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) حکومت پنجاب نے پہلے ہی اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت سے اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے -

(ب) ماسوا ایسی صورتوں کا جہاں فنی وجوہ کی بنا پر انگریزی کا استعمال ناگزیر ہو - سرکاری و بلدیاتی میں فوری طور پر انگریزی کی جگہ اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت سے اختیار کر لیا گیا ہے - اردو کو مکمل طور پر ایک سال کے اندر اندر بطور سرکاری زبان اختیار کر لیا جائے گا -

کلاس والا تحصیل پسرور کو شمال ڈاؤن کمپنی کا درجہ دینا

* ۱۸۲ - شیخ عزیز احمد - کیا وزیر برائے لوکل گورنمنٹ از

راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

نشان زدہ سوالات اور جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۸۹

(الف) قصبہ کلاس والا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کو سال ٹاؤن کمیٹی کا درجہ کونسی تاریخ کو دیا گیا۔ لہذا اس وقت اس کی آبادی کتنی تھی؟

(ب) کیا یہ اس واقعے کے موضوعات ماہار، مال پور، بخت پور، ساہیانوالی اور چک دویرجی علیحدہ علیحدہ اسٹیٹ ہیں۔ لیکن آٹا اور چینی کے راشن کے سلسلہ میں ان موضوعات کو دہگر نواحی موضوعات پر اسلئے برتری حاصل ہے۔ کیونکہ ان کی آبادی کلاس والا ٹاؤن کمیٹی میں شامل ہو گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔ اور حکومت ایک ہی علاقہ کے موضوعات کے درمیان اس تفاوت کو ختم کرنے کیلئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

Chief Minister (Mr. Mehraj Khalid) : (a) Kalaswala Town was a Small Town Committee in the pre-partition days, and it was given the statue of a Town Committee on 30th December 1965 by the Government of the West Pakistan, Basic Democracies, Social Welfare and Local Government Department with a population of 5364.

(b) Yes, these are included in the limits of the Town Committee, Kalaswala. All amenities made available to the residents of Kalaswala Town by the Town Committee are admissible to the areas included within its limits.

سرکاری ملازمین کے لئے فلاح و بہبود فنڈ

*۱۸۴ - واؤ ہر اتھب علی خان - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سرکاری ملازمین کے لئے فلاح و بہبود فنڈ کس سال قائم کیا گیا؟

(ب) آیا درجہ سوم اور چہارم کے سرکاری ملازمین کو اتنی شادی کے موقع پر امدادی رقم دینے کی کوئی سکیم موجود ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسکی تفصیل کیا ہیں۔ اور اب تک کل کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔ اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) ۱۹۶۰ -

(ب) فوائد برائے امداد ملازماں حکومت مغربی پاکستان حصہ دوئم (تقسیم رقوم) ۱۹۶۳ کے تحت ملازماں درجہ سوئم و چہارم کو اپنی شادی کے موقع پر مبلغ یک صد روپیہ بطور امداد بنولنٹ فنڈ سے دیا جا سکتا تھا۔ سال ۱۹۶۶ میں ان قواعد میں ترمیم کی گئی جسکے تحت ملازماں درجہ چہارم کو مبلغ ۱۰۰ روپیہ اور ملازماں درجہ سوئم کو مبلغ ۳۰۰ روپیہ اپنی شادی کے موقع پر دیجا سکتی ہے۔ اب تک اس ضمن میں حسب ذیل امداد دی جا چکی ہے۔

| سال | رقم جو ادا کی گئی |
|---------|-------------------|
| ۱۹۶۰-۶۶ | ۷۰۰-۰۰ روپیہ |
| ۱۹۶۶-۶۷ | ۱۱,۳۰۰-۰۰ |
| ۱۹۶۷-۶۸ | ۸۸,۳۰۰-۰۰ |
| ۱۹۶۸-۶۹ | ۱,۲۲,۳۹۰-۰۰ |
| ۱۹۶۹-۷۰ | ۲,۳۳,۰۰۰-۰۰ |
| ۱۹۷۰-۷۱ | |
| ۱۹۷۱-۷۲ | |

۳,۵۶,۳۹۰-۰۰

میزان

مجسٹریٹوں کی تقرری

*۱۸۹- واؤ ہراتجب علی خان - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت مستقبل قریب میں کافی تعداد میں مجسٹریٹ مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) ہالا کا جواب اثبات میں ہو تو ان کی صحیح تعداد کیا ہے۔ اور ان کی تقرری کا طریقہ کار کیا ہوگا۔ نیز آیا مذکورہ مجسٹریٹوں کی تقرری پنجاب پبلک سروس کمیشن کی جانب سے منعقد ہونے والے مقابلہ کے امتحان کے ذریعہ ہوگی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

نشان زدہ سوالات اور جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۹۱

وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) (الف) جی نہیں -

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا -

مڑھ بلوچان سے خاندانہ ڈوگراں تک سڑک کو پختہ کرنا

* ۱۸۷ - راق مواعظ علی خان - کیا وزیر لوکل گورنمنٹ از
راہ کرم بیان فرمائیں گے -

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ سانگلہ ہل مڑھ بلوچان

سڑک کو پختہ کر دیا گیا ہے - اگر ایسا ہے تو اس کی

تعمیر کونسی تاریخ کو مکمل ہوئی - نیز اس کی

فی الواقع لمبائی اور چوڑائی کیا ہے - اور اس پر

کل کتنی لاگت آئی -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ جزو (الف) میں مذکورہ سڑک

فی الواقع خاندانہ ڈوگراں - سانگلہ ہل سڑک کا ایک

حصہ ہے - جو مڑھ بلوچان سے گزرتی ہے -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اس

سڑک کے مڑھ بلوچان سے خاندانہ ڈوگراں تک کے

باقی ماندہ حصے کو اب تک پختہ نہ کرنے کی وجوہ

کیا ہیں - نیز

(اول) سڑک کی اس حصہ کو کب تک پختہ کرنے

کی توقع ہے - اور

(دوم) اس پر کیا لاگت آئے گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) (الف) جی ہاں یہ سڑک پختہ ہے جو

کہ ۱۳ جون ۱۹۶۸ء کو پایہ تکمیل کو پہنچی - سڑک کی لمبائی پانچ میل

۱/۲ فرلانگ اور چوڑائی نو فٹ ہے - اس سڑک کو پختہ کرنے پر ایک

لاکھ گیارہ ہزار اور سات سو آٹھ روپے صرف ہوئے

(ب) جی ہاں -

(ج) بوجہ فنڈز نہ ہونے اور مالی مشکلات کے باقی ماندہ

حصے کو پختہ کرنے کے لئے کوئی تجویز نہیں ہے

اس واسطے خرچ کا تخمینہ لگانے کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا -

سابق مشیروں کو فراہم کی گئی رہائش گاہوں اور دیگر سہولتیں

* ۲۸۶- راجے عمر جیٹا خان - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سابق مشیران عافی کایم ، محمد یعقوب اعوان ، صوفی نذر محمد ، عبدالغفار خان اور چوہدری محمد ارشاد کونسی تواریخ کو اپنے عہدوں سے مستعفی ہوئے -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ تمام سابق مشیر اپنے استعفیٰ دینے کے بعد بھی سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر رہے - اور اس عرصہ کے دوران سرکاری کاروں اور سرکاری ٹیلیفون استعمال کرتے رہے - اور سرکاری عملہ ان کی ذاتی خدمات کے لئے مامور رہا -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ تمام مشیروں کو کونسی تواریخ تک یہ سہولتیں حاصل رہیں ؟

وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) (الف) جناب سید عافی کایم - جناب محمد یعقوب اعوان - جناب صوفی نذر محمد جناب عبدالغفار خان اور چوہدری محمد ارشاد سابق مشیران نے مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۲ (قبل از دوہم) اپنے عہدوں سے استعفیٰ دیا -

(ب) مذکورہ بالا سابق مشیران اپنی سرکاری رہائش گاہوں میں اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے کے بعد بھی رہائش پذیر رہے ہیں - قواعد کے مطابق یہ مشیر اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے کے بعد ہندو ہوم تک سرکاری رہائش گاہ میں سکونت رکھ سکتے تھے - ہندو ہوم سے زائد ملت قیام کے لئے اسٹنٹ اکلونٹس ایئر رینٹ برانچ سے کہا گیا ہے کہ ان مشیران سے مہماری کرایہ کے مطابق بل بنا کر وصولی کر لیں -

ان مشیران کو

مستعفی ہونے کے بعد اس یقین پر ٹیلیفون کے استعمال کی سہولت بھی میسر رہی ہے کہ وہ ہندو ہوم سے زائد عرصہ کے لئے

بل ادا کریں گے اس زائد مدت کے لئے سید عاشق کلیم صاحب اور صوفی نذر محمد صاحب کو بل ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جناب محمد یعقوب اعوان عبدالغفار خان اور چوہدری محمد ارشاد صاحبان کے بل محکمہ ٹیلی فون سے حاصل کئے جا رہے ہیں جو نہیں یہ بل موصول ہوئے۔ ان مشیران کو ادائیگی کے لئے بھیج دیئے جائیں گے۔

ان مشیران کو

مستعفی ہونے کے بعد اس یقین پر سرکاری ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی دی گئی کہ وہ پندرہ یوم سے زائد مدت کے لئے اخراجات ادا کریں گے۔ سید عاشق کلیم اور صوفی نذر محمد صاحبان کو متعلقہ مدت کے لئے بل ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ جناب محمد یعقوب اعوان عبدالغفار خان اور چوہدری محمد ارشاد صاحبان کے بل لاک بکس کی مدد سے تیار کئے جا رہے ہیں۔ جو نہیں یہ بل تیار ہوئے ان مشیران کو ادائیگی کے لئے بھیج دیئے جائیں گے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید احمد نواز گردیزی

سپیکر جنری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید احمد نواز گردیزی سپر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

I cannot attend the Assembly Session which is being held on 17th June, 1972 because of my prolonged illness. I therefore beg leave for a week or so in this respect.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریر منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سپیکر جنری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون سپر

صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

میں نہایت ضروری کام کی

وجہ سے ۲۱ جون ۱۹۷۲ء

ٹک اسمبلی کی کارروائی میں شریک
نہیں ہو سکتا لہذا چار ہوم کی
رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مس ناصرہ کھوکھر

سپیکنٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مس ناصرہ
کھوکھر معبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

I will not be in a position to attend
to-day's session due to unavoidable circu-
stances. It is requested that I may kindly
be granted one day's leave (20-6-72).

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری

مسٹر سپیکر - اب سلیمنٹری بجہ کے مطالبات زر ایوان
کے رو برو پیش کئے جائے ہیں۔

پہاں خورشید ادور - جناب والا - اصل میں یہ ضمنی بجٹ
نہیں ہے بلکہ فہمید حساب کی بات ہے اس کو بجٹ کہنا ہی
غلط ہے (آوازیں) - آپ وقت کا تعین کر دیں کہ ہر رکن کو
کتنا کتنا وقت دیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر - میں آپ کا شکر گزار ہوں گا اگر جملہ
ارکان ایوان اپنا اپنا عندیہ ظاہر کر دیں اور اپنی پارٹی کی طرف سے
فہرست دے دیں جس کے پیش نظر میں سہولت سے وقت متعین
کردونگا (وقفہ) معزز وزیر محکمہ کو ۱۰ منٹ اور باقی ارکان کو
پانچ پانچ منٹ تقریر کے لئے دہئے جائیں گے۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری ۱۹۵

شہید قاضی الوری - جناب والا - پانچ منٹ بالکل تھوڑے ہوں گے - غریب ٹیچر جو اس سلسلے میں ریٹائر ہو چکے ہیں ان کو اتنے طویل عرصے سے پنشن نہیں دی گئی - حکومت کو چاہئے کہ متعلقہ افسران پر دباؤ ڈال کر ان غریب استادوں کو پنشن دلوانے کا انتظام جلد از جلد کرایا جائے - کم و بیش ایک کروڑ کے قریب گورنمنٹ نے روپے منظور کئے ہیں مگر غیر ہمدرد افسروں نے ابھی تک غریبوں کی پنشن ادا کرنے میں کوتاہی سے کام لیا ہے -

مہاں خورشید انور - (ملتان ۱۲) جناب والا - یہ اخراجات زیادہ تر نئے افسر بھرتی کرنے کیلئے ظاہر کئے گئے ہیں - ہمیں افسوس ہے کہ برسرتدار پارٹی ہمیشہ ہی نوکر شاہی سے فالان رہی لیکن انہوں نے بڑے آرام سے ان اخراجات کی منظوری دے دی جو کہ محض نئے افسر پیدا کرنے کے لئے دکھائے گئے ہیں - افسروں کی تعداد ہمارے ملک میں پہلے ہی اتنی زیادہ ہے کہ ان کے بغیر بھی محکمے والے جن کے لئے یہ اخراجات ظاہر کئے گئے ہیں - کام چلا سکتے تھے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح غریب کا پیسہ ضائع کیا گیا ہے -

جناب والا - مد نمبر ۶ میں ۱,۳۰,۰۰۰ روپے کا خرچہ دکھایا گیا ہے جس سے تین کمشنروں کے لئے سٹاف کاریں خریدی گئی ہیں - ہمیں افسوس ہے کہ ایک طرف تو برسرتدار پارٹی اقتصادی حالت کا رونا روتی ہے اور دوسری طرف اپنے کمشنروں کے لئے نئی نئی لمبی لمبی اور بڑی بڑی کاریں خریدنے کے لئے اتنا روپیہ ضائع کر رہی ہے - کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کمشنروں کو چھوٹی کاریں دی جائیں جن پر خرچہ بھی کم آتا زر مبادلہ بھی بچتا اور خزانے پر بھی کم بوجہ پڑتا -

اس کے علاوہ جناب والا ضمنی بجٹ کے صفحہ ۱۳ Statement

of expenditure from the Provincial consolidated Fund. کی مد نمبر

۵۳ پر ۷۲,۰۰۰ روپے کی رقم Payment of outstanding electricity

bills pertaining to the residents of M.P.A.S. in Pipal's House Lahore

دکھائی گئی ہے۔ اس سے عوام میں بڑا غلط تاثر پیدا ہوا کہ آراکین

اسمبلی پر ۷۲,۰۰۰ روپے بجلی کے لئے خرچ کرنے لڑے ہیں -

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ Residence اراکین اسمبلی کے استعمال میں اس سال مارچ میں آئی ہے۔ پہلے یہاں مارشل لاء کے دفاتر تھے اور ان پر بھی ۷۲,۰۰۰ روپے صرف بجلی پر خرچ کرنا انتہائی زیادتی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اتنا زیادہ روپیہ ایک مد پر ضائع کیا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہاں ممبر صوبائی اسمبلی رہائش پذیر تھے۔ جو کہ حقیقت کے بالکل الٹ ہے۔

اس کے علاوہ ایک مد جو Anti-Malaria Campaign سے متعلق اس پر بھی چالیس لاکھ روپیہ کی رقم دکھائی گئی ہے۔ حالانکہ سب کو علم ہے۔ اور تمام اراکین اسمبلی میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ یہ محکمہ بالکل بے سود ثابت ہوا ہے۔ سب لوگوں کو پتہ ہے اور اراکین اسمبلی کو بہت زیادہ تجربہ ہے۔ اس محکمہ نے پھروں کو ختم کرنے کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ پھروں کا زیادہ تجربہ میرے خیال میں ان ممبران کو ہے جو پیپلز ہاؤس میں پچھلے مہینوں میں ٹوہرتے رہے ہیں۔ صوبے کے مختلف مقامات پر کہیں بھی یہ محکمہ موثر طور پر کام نہیں کر سکا۔ یہ جو مد تھی اس پر وزیر خزانہ کا فرض تھا کہ وہ انکوائری کرتے کہ یہ روپیہ کہاں کہاں ضائع کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے سزا تجویز کرتے جن لوگوں نے اس روپیہ کو ضائع کیا ہے۔

ملک شہادت محمد مہسن۔ (لاہور۔ ۱۱)۔ جناب والا۔ جو اعتراضات سامنے لائے گئے ہیں ان اعتراضات کا کوئی خاص وجود نظر نہیں آتا۔ پہلا جو اعتراض ہے کہ پنشن جو ٹیچرز کو ملنی تھی وہ ان کو وقت پر نہیں دی گئی ہے۔ اور اس کا اب اس سال کے آخر میں بوجھ بڑا ہے۔ جو اس چیز کے ذمہ دار لوگ تھے ان کی خاص انکوائری کرنی چاہئے تھی۔ اس حد تک میں اتفاق کرتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ اس بات میں دیر کیوں ہوئی اور اس کا معقول جواز پیش نہ کرنا کہ یہ دیر کیوں ہوئی ہے یہ واقعی معقول اعتراض ہے۔ بجٹ میں اس کی واضح الفاظ میں تشریح کرنے کی میرے خیال میں ضرورت نہیں۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۲۰۲۱-۲۲ء پر بحث اور رائے شماری ۱۹۷

اس کے علاوہ جو ہوائڈٹ ہے کہ ۲۲,۰۰۰ روپے پیپلز ہاؤس میں Electricity Charges پر خرچ کئے گئے ہیں۔ اس کی میں پوری تائید کرتا ہوں اس لحاظ سے کہ پیپلز ہاؤس MPAs کے قبضہ میں ابھی حال ہی میں آیا ہے اور جو ۲۲,۰۰۰ روپے کا بجلی کا خرچہ دکھایا گیا ہے۔ اور میرے خیال میں یہ روپیہ ضائع کیا گیا ہے۔ کیونکہ پیپلز ہاؤس پچھلے چند سہینوں سے ماشل لاء اتھارٹی کے قبضہ میں تھا۔ MPAs کو اس کے اندر آنے کی اجازت نہیں تھی جیسے کہ عام آدمیوں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں تھی اس لئے پیپلز ہاؤس ممبران کے استعمال میں نہیں آیا۔ اس کے علاوہ جو آخری اعتراض Malaria Campaign کے متعلق ہے۔ مجھے اس کے متعلق افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ اعتراض بہت حد تک حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ دیہات کے ساتھ تعلق رکھنے سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس کی بھی کچھ نہ کچھ انکوائری ہونی چاہئے تھی کہ یہ روپیہ کہاں خرچ ہوتا رہا ہے۔ لیکن اس حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ سابقہ حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔ جنہوں نے یہ تمام محکمے کھولے ہوئے تھے اور یہ روپیہ خرچ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ روپیہ ظاہر کرنے میں کوئی Hesitation نہیں ہونی چاہئے۔

چوہدری امان اللہ لک۔ (گجرات۔ ۸)۔ جناب والا۔ یہ ضمنی بجٹ پڑھنے کے بعد مجھے وزیر موصوف کے متعلق کل جو گمان پیدا ہوا تھا وہ صحیح ثابت ہوا ہے۔ انہوں نے اس معزز ایوان کا جس انداز سے وقت ضائع کرنے کی کوشش کی اور جس انداز سے قانون کو بالائے طاق رکھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ وزیر موصوف نے اور نہ ان کے سیکرٹری صاحب نے قانون کا لحاظ کیا۔ اور نہ اس بجٹ کو پڑھنے کی کوشش کی۔ بلکہ ڈیمانڈ کی صورت میں اس معزز ایوان کے سامنے وہ مطالبہ رکھ دیا جو غیر قانونی اور غیر آئینی تھا۔ اس کے متعلق میں وضاحت کروں کہ ڈیمانڈ نمبر ۱ جس میں کہ 7,40,1۴0 روپیہ Additional appropriation کی صورت میں پیش کیا گیا اور اسکو ہاؤس میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ 3,61,540 روپیہ کی رقم گرانٹ میں بجٹ کے ذریعہ پوری کی جائے گی۔ بقایا 3,78,640 روپیہ کی وہ رقم ہے جو غلطی سے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے assets میں سے Head "VII" Land Revenue میں جمع کرائی تھی اور اب اس غلطی کو اس ایوان سے اور اس ہاؤس سے rectify کرایا جا

رہا ہے۔ اور اس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون کے ساتھ ایک مذاق کیا گیا ہے۔ نہ یہ demand put ہو سکتی تھی نہ ہاؤس اس کو پاس کرنے کا مجاز ہے اور جس انداز سے یہ demand put کی گئی ہے وہ غلط ہے۔ اس لئے یہ دو علیحدہ علیحدہ Head ہیں ایک "Receipt Head" کا ہے اور دوسرا "Expenditure" کا ہے۔ دونوں بالکل الگ الگ ہیں۔ ایک Head میں سے رقم دوسرے Head میں منتقل نہیں کی جا سکتی ہے۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ اب جس انداز سے اس کو Cover کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ جو یہ excess amount Credit کی گئی تھی اس کو واپس اس expenditure کے ہیڈ میں دکھایا جا رہا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور اس کے لئے جو رولز کی خلاف ورزی کی گئی ہے وہ رول بھی میں پڑھ کر سکتا ہوں۔

Account Code Volume IV Account kept in account Offices, page 112 Rule 251 (b) (3) says that:—

251 (b) (3) "an item credited to a revenue head instead of to a debit, deposit or remittance head, correction should be made by debiting refunds and crediting the proper head".

اب میں اس امر کی وضاحت کرتا ہوں کہ یہ دو علیحدہ Head میں جنکو بدلنے کا یہ ہاؤس مجاز نہیں ہے۔ جب تک اوکاوٹس کے رولز اینڈ ریگولیشنز موجود ہیں جب تک Account Code نہ بدلی جائے اس وقت تک یہ ہاؤس اس امر کا مجاز نہیں ہے کہ اپنے طریق کار سے نیا راستہ پیدا کر لے اور اسکو Excess demand ظاہر کر کے Expenditure Head سے Receipt Head میں اور Receipt Head سے Expenditure Head میں تبدیل کر دے تو اس لحاظ سے میں عرض کرونگا کہ وزیر موصوف کی اپنی غلطی ہے یا اس کے میگزائیز کی غلطی ہے جنہوں نے اس ایوان کا مذاق اڑانے کے لئے اس کو ایک ڈیمانڈ کی صورت میں یہاں پیش کیا ہے۔ تو میں وہ عرض کرونگا کہ اسکو Account Code Volume IV کے تحت rectify کیا جاسکتا ہے۔ ہاؤس اسکو ایک اپڈیشنل ڈیمانڈ کی صورت میں پاس نہیں کر سکتا۔

سڈ جاوید حکیم قریشی - (راولپنڈی) - جناب والا - حزب اختلاف کی طرف سے ضمنی بجٹ کے سلسلے میں جو نکات اٹھائے گئے ہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو خوشی کی بات یہ ہے کہ آج حزب اختلاف نے بھی وہ باتیں کرنی شروع کر دی ہیں جس کے لئے ہم ہمیشہ اڑتے رہے ہیں۔ ہم ہمیشہ مطالبات کرتے رہے ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ حزب اختلاف کے ایک معزز رکن نے آج نوکروشاهی کے خلاف بھی آواز بلند کی حالانکہ یہ وہی لوگ ہیں کہ جب ان افسران کو جو بدعنوان ہیں - نکالا جاتا ہے تو وہ سب سے پہلے ان کے حقوق کے لئے ان کی حمایت کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

جناب والا - ضمنی بجٹ کے سلسلے میں بعض اعتراض برائے اعتراض سامنے لائے گئے ہیں۔ اس لئے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو ان حالات میں حکومت ملی تھی کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے چند مہینوں کے اندر اندر انہی حالات کے مطابق اپنے گزارے کا سامان کرنا تھا۔ انہی حالات کے مطابق کاروبار حکومت چلانا تھا۔ جناب والا - ضمنی بجٹ کے سلسلے میں حزب اختلاف نے کچھ قانونی اور فنی نکات اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اس کا جواب تو محترم وزیر خزانہ ہی بہتر طور پر دے سکیں گے۔ بہر حال اس ضمن میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہو۔ مثلاً اگر ٹیچرز کی پنشن کے سلسلے میں تاخیر واقع ہوئی ہے تو اسکی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت پر عائد نہیں ہوتی۔ یہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو اس سے پہلے پنجاب میں حکومت کرتے رہے ہیں۔ بلکہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا کارنامہ ہے کہ ٹیچرز کی پنشن جو ایک عرصہ سے معرض التوا میں پڑی ہوئی تھی۔ اس نے حکومت سنبھالتے ہی فوراً طور پر ان کی پنشن کا مسئلہ حل کر دیا۔ لہذا وہ بات جو دراصل ہمارے لئے قابل تعریف ہے وہ غریب اساتذہ کا مسئلہ ہے۔ جو پہلی حکومتیں حل نہیں کر سکتی تھیں۔ وہ ہم نے حل کیا اور اسی کے لئے ہمیں مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے کہ تم نے یہ مسئلہ کیوں حل کیا۔ تو جناب والا - میری یہ گزارش ہے کہ ضمنی بجٹ کے سلسلے میں حزب اختلاف کی طرف سے کوئی تعمیری بات نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ وہسے تو رانا پھول خان صاحب بہت سی باتیں کرتے ہیں۔ (ہتہ نہیں اس وقت موجود ہیں یا نہیں) بے شمار لوگ باتیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ ہم لوگوں کو باتیں کرنے کا بڑا کم موقع ملتا ہے۔ میری گزارش حزب اختلاف سے یہی ہے کہ وہ بات سامنے لائیں اور اس پر اس نقطہ نظر سے بحث کیجئے جس میں واقعی کوئی جان ہو۔

مسٹر رؤف طاہر - (لاہور ۱۰) - جناب سپیکر - حزب اختلاف کی جانب سے جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان کو سن کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جن مالیاتی ماہرین نے اس ضمنی بجٹ کے بارے میں ان کی تربیت کی - اور ان اعتراضات کو اٹھانے کی تربیت دی درحقیقت وہی مالیاتی ماہرین اس ملک کی معاشی اقتصادی تباہی کا موجب بنے ہیں - ان کے اساتذہ جنہوں نے اس ضمنی بجٹ کے بارے میں ان کو گائڈ لائن دی اور ان کو مالیاتی موشگفتیاں سمجھانے کی کوشش کی

علامہ رحمت اللہ ارشد - پوائنٹ آف آرڈر - مسٹر سپیکر - آپ یہ فرمائیں گے کہ معزز ممبر اپنی حدود سے تجاوز فرما رہے ہیں - کسی ممبر متعلق یہ کہنا کہ اس نے پڑھا ہے سکھایا ہے اسکو گائڈ لائن دی ہے اور تربیت کی ہے - اس کا اس ہاؤس کے باہر کوئی استاد ہے - یہ اس ممبر کی توہین ہے - آپ اس ہاؤس کے حقوق کے اور اسکی عزت و احترام کے کسٹوڈین ہیں - آپ اس بات کو محسوس فرمائیں اور معزز ممبر کو بتلائیں کہ اسکی حدود کیا ہیں -

مسٹر سپیکر - یہ الفاظ کہ وہ کسی کی ہدایت پر یہاں تقریر کر رہے ہیں

مسٹر رؤف طاہر - جناب سپیکر - مجھے اس نکتے پر اصرار ہے - جو دوست اپوزیشن میں ہیں یا Treasury Benches پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں - اس جماعت کے سربراہ یا اس جماعت کی ورکنگ کمیٹی اپنے ممبران کو گائڈ لائن دیتی ہے - اور انہیں سمجھاتی ہے کہ ان کا نقطہ نظر اس ایوان کے اندر کیا ہونا چاہیے - لہذا یہ میرا جمہوری حق ہے اور مجھے اپنے اس نقطہ نظر پر اصرار ہے -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - ممبر موصوف نے میرے متعلق جو aspersion کئے ہیں یا جو واقعات بتائے ہیں - میں ان سے عرض

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۰۱

کرنا چاہتا ہوں کہ میں انڈیپنڈنٹ ہوں اور اسکے بعد جو مجھ پر الزام عائد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ آج وہ جن بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ میرے خون سے اور میری مشقتوں سے اور میرے پابند سلاسل ہونے کے بعد یہاں تک پہنچے ہیں۔ میں پیپلز پارٹی کا ابتدائی رکن ہوں۔ میں نے اپنے ہاتھ سے منشور لکھا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے پارٹی پروگرام بنایا تھا۔ کیا ان کو میرے متعلق یہ علم نہیں ہے کہ میں کسی کے کہنے پر یہ باتیں کر رہا ہوں یا اپنا تلخ فرض ادا کر رہا ہوں۔ اس فرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں۔ ان نااہل وزیروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایوان پر صحیح واقعات پیش کریں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر رؤف طاہر۔ جناب سپیکر۔ بات یہ ہے کہ جن کی سیاسی عمر ابھی دو چار یا پانچ سال کی ہے وہ پابند سلاسل ہونے کے دعویدار بنتے ہیں۔ ان کو ان لوگوں کی تاریخ بھی معلوم ہونی چاہیے جن پر سب سے پہلے پورے پاکستان میں مقدمہ بغاوت بنا لائل پور میں ۱۹۶۲ء میں وہ میں ہوں اس لئے ہمیں سمجھانے کی کوشش کرنا کہ انہوں نے اس ملک میں جمہوریت کی روایات کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے انجیل اور شیطان والی بات ہے کہ وہ لوگ ہمیں درس خودی اور درس جمہوریت دیتے ہیں۔ جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کو تباہ کیا۔ جنہوں نے اس ملک کی معیشت کو اس ملک کے اخلاق کو اس ملک کے کلچر کو تباہ کیا۔ جنہوں نے اس ملک میں نفرت کے وہ بیج بوئے جس کے نتیجے میں آج پاکستان میں ہم یہ صورت حال دیکھ رہے ہیں۔

ایک آواز۔ جناب والا۔ کیا یہ پانچ منٹ کا وقفہ پورا نہیں ہوا۔ (تمتہ)

مسٹر سپیکر۔ پانچ منٹ میں وہ وقت شامل نہیں ہے جو دوسری طرف سے ممبر صاحبان درمیان میں حصہ لیتے رہے۔ یہ حساب

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

کا ایک بڑا بنیادی اصول ہے۔ یہ ایک منٹ جو آپ نے لیا ہے یہ بھی ان پانچ منٹ میں شامل نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میرے فاضل دوست چودھری امان اللہ لک صاحب نے وزراء صاحبان کا نام لیتے ہوئے انہیں نا اہل یا نالائق کہا ہے۔ یہ لفظ غیر پارلیمنٹری ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ ان کو یہ لفظ واپس لینا چاہئے۔ (قطع کامیاب)۔

مسٹر سپیکر - مجھے فیصلہ کرنے دیجئے۔ میں دونوں الفاظ واپس کرانا چاہتا تھا۔ ایک مسٹر رؤف طاہر نے ”استاد“ کا لفظ بولا تھا۔۔۔ ایک آواز - انہوں نے ”شیطان“ کا لفظ بھی استعمال کیا تھا۔

مسٹر سپیکر - وہ تو ایک معاورہ ہے۔ اگر کسی کو معاورہ سے چڑھے تو میں یہ کہوں گا کہ پھر عام و ادب کی زبان بند ہو جائے۔ اور شاہری علم و ادب اور حوالہ جات وغیرہ جو ہیں وہ اس میں سے حذف ہو جائیں۔ میں دو الفاظ کو واپس کرانا چاہتا تھا۔ ایک رؤف طاہر صاحب نے کہا تھا کہ وہ کسی استاد سے سیکھ کر آئے ہیں دوسرے چودھری امان اللہ لک صاحب نے کہا ہے کہ وہ نا اہل ہیں کچھ اس قسم کا لفظ ہے۔

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں اپنے الفاظ اس شرط پر واپس لے لوں گا کہ اگر وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اپنی بات کو ثابت کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی بات نہیں ہے۔

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - اگر وزیر صاحب کو اعتراض ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - یہ وزیر صاحب کی بات نہیں ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔

راشا پھول مکہد خان - جناب والا - انہوں نے لفظ ”شیطان“ کہا ہے۔

مسٹر سپیکر - وہ ایک معاورے کی بات ہے۔ وہ ایک Context کی بات ہے۔

راشا پھول مکہد خان - جناب والا - اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی موجودگی میں مسلمان کو شیطان کہا گیا ہے۔

ضمنی مطالبات زد برائے سال ۲۷-۱۹۷۱ ہر بحث اور رائے شماری ۲۰۳

مسٹر سپیکر۔ رانا بھول خان صاحب آپکو شہطان نہیں کہا گیا ہے بلکہ اسکو ایک محاورہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

مسٹر رؤف طاہر۔ جناب والا۔ میں رانا بھول خان صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لفظ شیطان سے وہ Allergic کیوں ہیں۔

علامہ رھمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں وزراء صاحبان کو چودھری امان اللہ لک صاحب کہنے سے کہ وہ نا اہل ہیں یہ سرٹیفکیٹ دینا چاہتا ہوں کہ وہ بہت بڑے قابل ہیں (تہقہہ)۔

چوہدری امان اللہ لک۔ جناب والا۔ انہوں نے اپنے الفاظ کو واپس نہیں لیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ ہاؤس کی کارروائی کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے۔ کسی اور کی باتیں کیوں کرتے ہیں۔

مہاں مصطفیٰ ظفر (مظفر گڑھ ۲) جناب سپیکر۔ دو گرانٹس ایسی ہیں جو ہو بھی چکی ہیں۔ ان میں چند ایک کی وضاحت میں پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جناب وزیر صاحب نے اپنی غریبی کا رونا بھی رویا ہے۔ اس میں ملیریا اریڈیکشن کے متعلق کہا گیا ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ وہ دراصل اس بحث سے متعلق نہیں تھیں۔

مہاں مصطفیٰ ظفر۔ جناب والا۔ ضمنی بحث میں ملیریا اریڈیکشن کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ ڈی ڈی ٹی دوائی غیر موثر ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے بدلے میں ہم نے ایک اور دوائی تجویز کی ہے۔ (قطع کلامیاً) مجھے اس کے متعلق صرف یہیں عرض کرنی ہے کہ ملیریا کے مچھر اتنے طاقت ور ہو گئے ہیں کہ انکے ملیریا کو کسی کونین سے آرام نہیں ہوتا۔ پھر مزید ان کو ایسی تقویت والی دوائیاں دینا میرے خیال میں بے سود ہے اس it is یعنی جو پہلے تھیں وہ زیادہ موزوں ہیں۔ ملیریا اریڈیکشن کا محکمہ انتہائی طور پر ناکام ہو چکا ہے فیل ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کو مزید گرانٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب والا۔ دوسری عرض کمشنر صاحبان کی کاروں سے متعلق ہے۔ ابھی اسکے جواب میں ایک معزز ممبر صاحب نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ نوکر شاہی کے ہم خلاف ہیں اور حزب اختلاف والے ان کے حق میں ہیں۔ جناب والا میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم جو کہتے ہیں وہی گرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں وہ نہیں گرتے ہیں۔

کمشنر بھی نوکر شاہی کا ایک پرزہ ہے۔ ملتان میں میں نے اس کے پاس ایک اعلیٰ قسم کی سرکاری کار دیکھی ہے۔ اسکو تبدیل کر کے اگر ان کو سکوٹر دے دیا جائے تو بہتر ہے۔ جناب والا یہاں چین کی مثالیں دی جانی ہیں کہ چو این لائی بسوں پر سفر کرتے ہیں۔ ریل میں سفر کرتے ہیں۔ ہمارا تو ایک غریب ملک ہے اگر کمشنر سکوٹروں پر سفر کریں تو یہ زیادہ موزوں بات ہو گی۔

جناب والا۔ محکمہ انہار کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ ہمارے کھیت پانی نہ ہونے کی وجہ سے بیابان ہو گئے ہیں۔ پانی نایاب ہے۔ نہریں بند پڑی ہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس محکمہ کو پیسہ پر پیسہ کیوں دیا جا رہا ہے۔

جناب والا۔ اس سے پہلے مارشل لاء کو ایک لاکھ روپیہ دیا گیا۔ مارشل لاء کے لفظ سے اتنی چڑھو گئی ہے کہ کوئی بھی جمہوری ملک اس لفظ کو برداشت نہیں کرتا۔ اسکو ایک لاکھ روپیہ دینے کی بجائے اسکو ایک پیسہ دینا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔

مہمان اسمبلی ضمیمہ - (گوجرانوالہ ۱) جناب والا - ۷۲-۱۹۷۱ء کا
 ضمنی بجٹ جو فاضل وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے۔ میں اس سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ بجٹ کی بیشتر ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی یا موجودہ حکومت پر نہیں ہے۔ جہاں تک انسر شاہی اور ان کی غلط کاریوں کا تعلق ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کو ہمیشہ ان لوگوں کی طرف سے تحفظ دیا جاتا رہا ہے جو آج آہوشن بینچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے جن حالات میں اس ملک کو بچانے کی ذمہ داری سنبھالی اس کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے پہلے کی جو غلط کاریاں ہیں ان کی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی پر نہیں بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی یا موجودہ حکومت کو ہمیں اس بات کے لئے خراج تحسین پیش کرنا ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں اقتدار کو سنبھالا۔ جب کہ ملک کی کشتی ڈانوان ڈول تھی اور وہ ڈوبنے کے قریب تھی۔ خدا کے فضل سے پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی صورت میں اس ملک کو ایک ایسا ملاح ملا جس نے ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے پر لگا دیا۔

جناب والا - گزشتہ سال شکرگڑھ اور دیگر سرحدی اضلاع کی طرف سے جو مہاجرین بے گھر ہو کر اندرون صوبہ پہنچے ان کی خدمت کے لئے ان کو تحفظ دینے کیلئے ان کو اشیائے خوردنی اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لئے جو وسائل اس صوبہ کے پاس تھے ان سے بٹھ کر ان وسائل کو عمل میں لایا گیا۔ اس لئے میں حزب اختلاف سے جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ انہیں جہاں کچھ فنی غلطیاں نظر آتی ہیں انہیں اس بات کیلئے موجودہ حکومت کو خراج توجہ میں بھی پیش کرنا چاہئے کہ لاکھوں بے گھر لوگ جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے۔ ان کی خدمت ایسے انداز میں کی گئی کہ اگر اسکے علاوہ کوئی اور حکومت ہوتی تو وہ یقیناً ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

راہا کے اے محمود خان - (شیخوپورہ) جناب سپیکر - میان خورشید انور صاحب نے کچھ سوال اٹھائے ہیں میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ پہلی بات جو انہوں نے فرمائی وہ یہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب نے متعلقہ ملازمین سے باز پرس نہیں کی کیوں نہیں کی؟ ان کے فنڈز ہیں ان کی پنشنیں واجب الادا ہیں وہ ان کو کیوں نہیں دلائیں۔ میں اسکے متعلق گزارش کروں گا کہ اس میں موجودہ حکومت کا کوئی تصور نہیں ہے اور نہ ہی وزیر خزانہ صاحب اسکے ذمہ دار ہیں کیونکہ یہ پنشنیں کافی پرانی ہونے کی وجہ سے کھٹائی میں پڑی تھیں۔ ہم نے تو ایک اچھا کام کیا ہے کہ جتنا پرانا کام تھا اسے طے کیا۔ جتنی تمام پنشنیں تھیں ان کو ادا کر کے ان چھوٹے ملازمین یعنی پرائمری سکولوں کے ٹیچرز وغیرہ کو سہولتیں مہیا کی ہیں۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ میان خورشید صاحب کا یہ کہنا کہ وزیر خزانہ صاحب اس کی باز پرس کرتے یہ کوئی بات نہیں ہے ہم باز پرس کیسے کرتے۔ یہ بہت پرانی بات ہے یہ ہم سے پہلے کی بات ہے۔ ہم گڑھے مردے کیوں اکھاڑیں۔

جناب والا - دوسری بات انہوں نے کھانڈ کے متعلق کی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حزب اختلاف جب بھی وہ ”چینی“ کا نام آجاتا ہے اس سے بہت زیادہ بدکتے ہیں۔ چینی میں مٹھاس ہے چینی سے پھر وہ کیوں بدکتے ہیں۔ چینی سے اگر ہم منافع لیتے ہیں تو پھر بھی وہ بدکتے ہیں۔ چینی کی اگر کوئی بات ہوتی ہے تو وہ بدکتے ہیں مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اگر کسی چیز سے حکومت کو فائدہ پہنچتا ہے تو وہ کیوں جلتے ہیں؟

مسٹر مصیٰب پکڑ - ان الفاظ کی بجائے اگر allergic کا لفظ استعمال کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

رانا کے اے محمود خاں - جناب والا - آپ نے مجھے متبادل لفظ دیا ہے میں اپنے الفاظ کو واپس لیتا ہوں کیونکہ وہ اس سے خوفزدہ ہیں اور میں مزید ان کو اس سے خواہ مخواہ allergic نہیں کرنا چاہتا۔ تو جناب والا ہم حالات کو بہتر کرنے کے لئے نئے نئے افسر رکھیں گے۔ یہ ٹھیک ہے جو افسر اچھے نہیں تھے انہیں نکال دیا گیا ہے اور انہیں replace کرنے کے لئے نئے نئے افسر بھی بھرتی کریں گے اور اگر وہ بھی ٹھیک کام نہیں کریں گے تو انہیں بھی ہم نکال دیں گے اور جو صحیح کام کریگا وہ رہ سکے گا جو غلط کام کرتا ہے اس کو ہم نکال دیتے ہیں یہ کونسی بری بات ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ لمبی کاروں کمشنروں کو دیدی گئی ہیں۔ ایک معزز رکن نے یہاں تک کہا ہے کہ یہ کاروں انہیں کیوں دی گئی ہیں انہیں سکورٹ کیوں نہیں دئے جاتے۔ میں کہتا ہوں بالکل سکورٹ دئے جائیں گے سائیکل بھی دیجا سکتی ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ تو ایرکنڈیشنڈ کاروں پر سفر کریں اور کمشنروں کے پاس کاروں بھی نہ ہوں۔ یہ سب چیزیں کارکردگی کو بڑھانے کیلئے کیجاتی ہیں ان میں دیگر کوئی وجہ نہیں ہے۔

بیگم ریحانہ سرور شہید - (حلقہ خواتین نمبر ۸)۔ جناب مصیٰب پکڑ - بجٹ میں یہ خسارہ ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ یہ مسائل پچھلی حکومتوں کے پیدا کردہ ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ حزب اختلاف کے چند ممبران جو پچھلی حکومتوں میں تھے۔ انہوں نے کیوں نہ غریب عوام کے مسائل حل کئے۔ انہوں نے ایسے مسائل کو کیوں طے نہ کیا اور ان مسائل کو ہمارے لئے چھوڑ گئے۔ اسانڈہ کے ۱۰ سال کے پرانے مسائل کو ہمیں حل کرنا پڑا۔ ہمارے پرائمری ٹیچر غریب ہیں اور ہماری پارٹی بھی غریبوں کی پارٹی ہے اگر ہم غریبوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو انہیں کیوں اعتراض ہوتا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔

اس کے علاوہ اس میں Old age pension شامل ہے۔ تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو ہمارے معزز اسانڈہ ہیں ان کے ساتھ آخر ان کو کیا دشمنی ہے اگر انہوں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ اس ملک کی خدمت کیلئے صرف کیا تو کیا یہ جائز نہیں ہے کہ انکی اس خدمت کے صلے میں ان کو بڑھاپے میں پنشن دیدی

جائے اور جہاں تک ممکن ہو سکے گا۔ ہماری عوامی حکومت عوام کی بہتری کے لئے پوری پوری جدوجہد کرنے کی۔ جہاں تک Peoples House بجلی کا بل ۲۲,۰۰۰ بتایا گیا ہے۔ یہ مارشل لاء کے زمانے کا بل ہے۔ اسکی تحقیقات کرائی جائے اور جہاں تک ڈی ڈی ٹی کا تعلق ہے اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا اثر مجھروں پر نہیں ہوتا تو اس سلسلے میں یہ پوچھتی ہوں کہ پچھلی حکومتوں کے لوگ ڈی ڈی ٹی بازار میں فروخت کرتے رہے ہیں۔ اس طرح جو ڈی ڈی ٹی مجھروں پر استعمال کی گئی اس میں کچھ ملاوٹ کی گئی تھی۔ جسکی وجہ سے مجھر مر نہ سکے اور بچارے مجھروں پر الزام لگایا گیا کہ ڈی ڈی ٹی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ جب اریکیشن کا سوال پیدا ہوا تو انہوں نے کہا نہروں میں پانی کی کمی ہے۔ ہماری حکومت کی بھرپور کوشش ہے کہ پانی کی کمی کو دور کیا جائے تاکہ اس ملک کو فائدہ پہنچے اور ہم اپنی فصلیں بڑھاسکیں اور اناج کی فراوانی ہو۔ جناب والا میں آخر میں گزارش کرتی ہوں کہ ضمنی بجٹ کی جو پانچ ڈیمانڈز ایوان میں پیش کی گئی ہیں ان کو منظور کیا جائے۔

سرمدار امجد حمید خان حسینی۔ (مظفر گڑھ - ۱) جناب والا۔ اس ضمنی بجٹ میں سب سے بڑا مطالبہ ٹھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کیلئے کیا گیا ہے۔ اس ادارے کا تعلق تین اضلاع کے اس صحرائی علاقے سے ہے جہاں ایک علیحدہ ریاست کے اندر ایک ادارہ کی شکل میں قائم کردی گئی ہے۔ اس ادارے نے اپنے دور میں جو غلطیاں کی تھیں ان کی آج تک تصحیح نہیں کی گی۔ یہ بد قسمت علاقہ صحرائی علاقہ ہے اور صحراہیں سے اس کا تعلق ہے ”اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی“ یہ اس ادارے کی نسبت کہا جاسکتا ہے۔ اس کے جانشین ادارے کا بھی یہی حال رہا اور آج تک اس کا کوئی پرزہ ٹھیک نہیں۔ اس بد نصیب علاقے میں جب Colonization کا کام شروع ہوا تو وہ علاقہ ایک منفرد علاقہ تھا اور مالکوں سے تین چوتھائی حصہ اس اتھارٹی نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ مالکان کو اپنی زمینوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور وہ اپنی زمینوں سے معروم کر دیئے گئے۔ کہا گیا تھا کہ وہ اس اراضی کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ٹھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو موصول ہو گی۔ اس سے اس علاقے کی Link Roads بنائی جائیں گی۔ پانی کے وسائل کو بہتر بنایا جائے گا اور مالکان کے لئے جہاں کوئی دشواریاں ہونگی

ان کو دور کیا جائے گا اور اس علاقے کو ڈویپ کریں گے۔ یہ میں کہوں گا کہ ٹی۔ڈی۔اے نے اس علاقہ کو آباد کرنے کی بجائے اس علاقے کے مالکان کا خون چوسا ہے اور انہیں ان زمینوں سے محروم کیا ہے جو ان کا قانونی حق ہے۔ آج حالت یہ ہے کہ ایک ایک ٹکڑہ اراضی تین تین آدمیوں کے نام پٹواری نے الاٹ کر رکھی ہے اور دس دس جگہ ایک اراضی فروخت ہو چکی ہے۔ سب سے بڑا کام کرنے کا شرف یہاں بیٹھے ہوئے سردار عطا محمد خان لغاری کو حاصل ہوا ان کو پتہ ہوگا کہ وہاں کیا کیا دھاندلیاں ہوتی رہی ہیں مگر یہ ان کے پس کی بات نہ تھی (تمقہ) اگر حکومت نے اس علاقے کی طرف پوری طرح توجہ نہ کی تو اس بد نصیب علاقہ میں جو کچھ ہو چکا ہے اس کی قطعاً اصلاح نہیں ہو سکتی۔ سینٹمنٹ کے لئے وہاں ایک سٹاف بھکر میں بیٹھا ہوا ہے سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں لیکن آج تک اس نے کوئی کام نہیں کیا اور جو کام وہاں آج سے بہت پہلے ہونا چاہئے تھا وہ آج تک نہیں ہو سکا۔

رانا کے اے مہرود خان۔ ہوائی آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہ درست نہیں ہے انہوں نے سردار عطا محمد لغاری صاحب کا نام لیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر نکتہ چینی کی گئی ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔ مسٹر سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد محمد خان دستی۔ میں نے سردار صاحب کا اس لئے نام لیا تھا کہ وہ ہمارے پاس موجود ہیں وہ میری بات کی تائید کریں گے کیونکہ ان کو اس علاقہ کی محرومیوں کا مجھ سے زیادہ علم ہے مگر وہ اس وقت بے بس تھے وہ اس تھوڑے سے عرصہ میں زیادہ کام نہ کر سکے۔ اب جبکہ ٹی۔ڈی۔اے ختم ہو چکی ہے اور پورے اختیارات آپ نے اپنے پاس لے لئے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اسکی ذمہ داری دوسروں پر کیوں ڈالی جائے یہ ذمہ داری آپ صاحبان پر ہے آپ کی حکومت پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس علاقے کو محرومیوں کا سلما کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ اس کیلئے کوئی قدم اٹھائیں۔ اگر ہم ان کی نسبت کوئی نشاندہی کرتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ اس علاقے کو اس کی محرومیوں سے نجات دلائیں۔ اور آپ نے یہ سوچ رکھا ہے۔ کہ اگر خراب اختلاف کے کسی ممبر کی طرف سے ان محرومیوں اور ان مصیبتوں کی نشاندہی کی جائے تو آپ ضد کی وجہ سے اسکی مخالفت کریں۔ میرے خیال میں ایسا کرنا ایک تاریخی ٹریجیڈی ہوگی۔ اگر

ہم کسی چیز کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور وہ نشاندہی صحیح ہوتی ہے تو آپ پر لازم آتا ہے کہ آپ ہماری تائید کریں۔ اسکا کریڈٹ ہمیں نہیں ملے گا بلکہ اس کا کریڈٹ آپ کو ملے گا۔ میں قطعاً اعتراض نہ کرتا مگر اعتراض صرف اس لئے کرتا ہوں کہ ہم سب مل جل کر اس بہ نصیب صوبے اور اس بد نصیب صوبے کے ہمساندہ علاقوں کے لئے کام کر سکیں۔ اگر ہم ان تکالیف اور مصیبتوں کی نشاندہی نہیں کر سکتے تو کم از کم آپ ہی نشاندہی کر دیں۔

سردار صفیر احمد (سرگودھا-۲)۔ جناب والا۔ معزز اہوان کو یہ علم ہے کہ جو سہلیمنٹری بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ اس سالانہ بجٹ کا ضمنی بجٹ ہے۔ جو استحصالی اور تاریک دور کا آخری بجٹ تھا۔ ہمیں اس موجودہ حکومت اور وزیر خزانہ کو مبارک باد دینی چاہیے۔ کہ انہوں نے کوئی نیا ٹیکس لگانے بغیر اس مصائب کے زمانہ میں جب ہم جنگ کے دوراھے پر کھڑے تھے ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ (قطع کلامیاں) اسلئے یہ آپکا بلکہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم موجودہ حکومت کو مبارک باد دیں کہ اس نے عوام پر مزید بوجھ ڈالے بغیر ہی خوش اسلوبی کے ساتھ اور امتیازی انداز سے اپنے فرائض کو نبھایا ہے۔ جسکی مثال نہیں مل سکتی۔ جناب والا۔ آپ نے دیکھا ہے کہ جنگ کے دنوں میں مہاجرین کی وجہ سے تمام اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن موجودہ حکومت نے اپنی آمدنی کے ذرائع پر کڑی نگاہ رکھکر منظم طریقے سے اپنے نظام کو اسطرح نبھایا ہے۔ جس پر داد دینے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ جہانتک پانچ ڈیمانڈز کا تعلق ہے ان میں معمولی ردو بدل ہے۔ جسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مد سے رقم نکال کر دوسری مد میں اسکو شمار کیا جاتا ہے۔ ایسی معمولی ڈیمانڈز جو ضمنی بجٹ میں پیش کی گئی ہیں ان کو منظور کیا جائے۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ حکومت جو سالانہ بجٹ پیش کرے گی وہ انشاء اللہ ہمارے لئے اور ہمارے صوبہ کے لئے ترقی کا باعث ہو گا۔

کرشل محمد اسلم خان دھازی۔ (سیانوالی - ۱) سٹر سپیکر۔ یہ ضمنی بجٹ بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور اس میں صرف Accounting Adjustment کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس ضمنی بجٹ کے متعلق کوئی زیادہ الفاظ کہنے کی گنجائش نہیں تھی۔ بہر حال میں اسکے متعلق یہ عرض کرونگا۔ کیونکہ میں بھی تھل کے علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اسوقت جو نکتہ T.D.A. سے متعلق آپ کے سامنے

پیش کیا گیا ہے۔ اس میں جو اراضی T.D.A. کے پاس بیٹے پر تھی۔ وہ T.D.A. کے ختم ہونے کے بعد کالعدم ہو چکی ہے۔ اب وہ گورنمنٹ کی تحویل میں لے لی گئی ہے۔ اسکے علاوہ جنگلات جو T.D.A. کے علاقہ میں تھے وہ بھی محکمہ جنگلات کی تحویل میں دیدنیے گئے ہیں۔ تو عرض یہ ہے کہ آپ کے سامنے جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں محض Accounting Adjustment ہے یعنی جو T.D.A. کے واجب الادا قرضہ جات تھے ان میں سے وضع کرنے ہیں۔ اور صونے کے وسائل پر اور آپ کے بجٹ پر اسکا کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ مگر میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ یہاں اعتراض برائے اعتراض کئے گئے ہیں۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ -

یہ تو مانا کہ خار ہیں ہم لوگ
صحن گلشن پہ بار ہیں ہم لوگ
باغبان تجھے بھی ماننا ہوگا
ہر گل کے پروردگار ہیں ہم لوگ

حضور والا - یہاں غریب اساتذہ جن کو ۱۹۶۲ء میں بلدیات سے گورنمنٹ کی تحویل میں لے لیا گیا وہ ۱۹۷۰ء تک بھٹکتے رہے اور استحصالی دور کا شکار ہوتے رہے۔ اب انکے بقایاجات طے کئے گئے ہیں۔ میں آپکی وساطت سے یہ عرض کرونگا کہ جن صاحبان نے اعتراض فرمایا ہے وہ بجائے اسکے کہ Appreciate کرتے ہمیں داد دیتے۔ وہ اعتراض کھڑتے ہیں ...

Mian Khurshid Anwar : Point of order sir. I would point out that Col. Sahib is sitting in the wrong place. He was elected on the ticket of Council Muslim League.

Col: Muhammad Aslam Khan Niazi : I am sitting in my seat. He should give me a chance to finish my speech.

Mr. Speaker : I have taken a note of what has been said.

Col: Muhammad Aslam Khan Niazi : I have got more than hundred explanation.

جناب والا - عرض یہ ہے کہ جو Accounting Adjustment جناب وزیر خزانہ نے خوش اسلوبی سے پیش کی ہے۔ جس میں اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں تھی۔ مگر محض اعتراض برائے اعتراض کئے جا رہے ہیں۔ اس میں T.D.A. کی وہ رقم صرف Adjust کی گئی ہیں۔ اسکے علاوہ اساتذہ جو کہ بھٹک رہے تھے۔ انکے بقایاجات طے کئے گئے ہیں۔

مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری ۲۱۱

جناب والا۔ وہ صاحبان جنہوں نے ابھی اعتراض فرمایا ہے۔ وہ ایوب کے ہاتھ مضبوط کرنے والوں میں سے ہیں۔ وہ استحصالی دور کے لوگ ہیں۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : On a point of information, I will lay before the House the letters written by the Ayub regime confiscating my land.

Mr Speaker : This cannot be allowed.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I may be allowed to lay before this House letters against my person during Ayub Regime penalising me.

مسٹر سپیکر۔ خانزادہ صاحب وہ ایک سیاسی رائے ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی ممبر کی سیاسی رائے آپ کے نقطہ نظر کے مطابق ہو۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir irresponsible statements about a person should not be allowed.

کرنل محمد اسلم خان خیازی۔ جناب والا۔ میں کئی بار ایوب جیسے آمر کے مقابلہ میں شیج پر آنا رہا۔ اور وہ قطعہ پڑھتا رہا۔

آئے ہیں سوئے دار ورسن ہم آزاد لوگ
باندھے ہوئے ہیں سر پہ کفن ہم آزاد لوگ
جھکائینگے انہیں شریعت رسول کے حضور
بدلونگے صدارتوں کا چلن ہم آزاد لوگ

یہ ہم لوگ کہتے تھے مگر اسکو کونسل لیگ نے میری قربانیوں کو appreciate نہیں کیا اور کسی اخبار میں ایک لفظ بھی نہیں کہا کہ ان لوگوں کا بھی حق ہے۔ کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ میں نے قبل از وقت کونسل مسلم لیگ کو بتا دیا تھا کہ کونسل مسلم لیگ ختم ہو گئی ہے اور میں اس سے مستعفی ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میں نے دو منٹ دے دئے تھے۔

کرنل محمد اسلم خان خیازی۔ ذرا ٹھہریے سینیٹ کیلئے تھام کر۔

(قطع کامیاب)

مسٹر سپیکر۔ کرنل صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

گرنل محمّد اسلم خان خیباڑی—آخری عرض کر دوں اور بیچاری کونسل مسلم لیگ کو آخری بار بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قبل از وقت ان کو نوٹس دے دیا تھا کہ میری آپ سے قطع تعلقی ہے میں عوامی حکومت کے ساتھ ہوں۔ میں عوام کا نمائندہ ہوں اور عوامی حکومت کے ساتھ ہوں۔ (قطع کلامیاں)

راؤ محمّد افضل خان—جناب والا۔ کل آپ نے مجھے بلند آواز سے جس طریقے سے بولنے کے لئے منع کیا تھا۔ مگر آپ نے حکومتی پارٹی کے ایک ممبر کو یہ انسانہ بیانی اور بھنگڑا بازی ڈالنے کی اجازت کیسے دے دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

راؤ محمّد افضل خان—میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپہکمر — Please resume your seat, otherwise I will have to name you.

(قطع کلامیاں)

میں بول رہا ہوں مجھے بہت افسوس ہے کہ ایوان میں یہ انداز شروع ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں پورے ایوان کا منتخب سپیکر ہوں۔ میرے فاضل دوست نے آج جس انداز سے غلط فہمی سے کام لیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ سراسر غیر مناسب ہے۔ میں نے کل انہیں اونچا بولنے پر منع نہیں کیا تھا بلکہ میں خود اونچا بولتا ہوں اور مجھے اس بات کا احساس ہے۔ کل پانچ اراکین ایک وقت بول رہے تھے۔ اور میں نے انہیں اس بات سے منع کیا تھا کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل ممبر اپنے گرد و نواح کو نہیں دیکھتے کہ کون کھڑا ہے۔ کون بول رہا ہے۔ اگر انہوں نے آنکھیں کھول کر تقریر کرنے کی کوشش کی ہوتی تو انہیں ہتہ ہونا کہ ان کے دائیں بائیں کتنے اراکین اس وقت کھڑے تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ ارکان کھڑے ہوں۔ ایوان میں یہ رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ میری اپنی ایک طبیعت ہے کہ میں کبھی بھی سختی سے گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔ میں مشکل سے مشکل مراحل کو بھی خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ کل میں نے دو تحریکات استحقاق کو یہاں پڑھا تھا میں ان کو اپنے چیمبر میں بھی بیٹھ کر خلاف ضابطہ قرار دے سکتا تھا۔ آج وہ رکن موجود نہیں ہیں چند لمحے پہلے وہ موجود تھے۔ میں نے ان کی تحریک استحقاق کو آج کس طرح اپنے چیمبر میں بیٹھ

کر خلاف ضابطہ قرار دیا ہے ؟ - اس کے باوجود میں ایسا کر سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا - اگر کوئی معزز رکن میرے اس انداز سے کوئی غلط فہمی پیدا کرتے ہیں یا اس ایوان میں جہاں وہ اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس قسم کے غلط remarks پاس کرتے ہیں تو یہ بھی شاید انکی غلط فہمی ہے - اس ایوان نے جب اپنا ایک سپیکر منتخب کیا ہے تو اس سپیکر کو اختیارات بھی دینے ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

اس قسم کا انداز گفتگو اختیار کرنے کا آپ نے مجھے موقعہ ہی نہیں دیا - کرنل محمد اسلم صاحب کو مناسب طریقے سے کہہ دیا ہے کہ ان کا وقت ختم ہو گیا ہے - لیکن آپ تو اس بات میں کرنل صاحب کے معاون اور مدد ثابت ہوئے ہیں - (قطع کلامیوں)

میں سمجھتا ہوں کہ اب مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ کسی اور موقعہ پر اٹھا رکھیں - اس وقت ضمنی بجٹ زہر غور ہے - میں کسی اور بات کو زہر بحث نہیں لانا چاہتا ہوں - میں نے یہی کہا ہے کہ فاضل ممبر نے اسکی طرف توجہ نہیں دی ہے بلا موقع ہر بات کرنے کا رجحان پیدا ہو گیا ہے - میں اس کی اجازت نہیں دوں گا - اگر اس کے متعلق گفتگو کرنی ہے تو قواعد انضباط کار میں واضح طور پر طریقہ کار دیا ہوا ہے - میں فاضل ممبر کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے وہ راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ اس راستہ کو اختیار کر سکتے ہیں -

رائے محمد افضل خان - پوائنٹ آف آرڈر -
 مسٹر سپیکر - سپیکر کی رولنگ پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ہے اگر کسی اور نکتہ پر پوائنٹ آف آرڈر ہے تو آپ اسے پیش کر سکتے ہیں -

مہربان خورشید انور - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم کونسل مسلم لیگ والے ان لوگوں کی عزت کرتے ہیں - جن لوگوں نے ایوب کے خلاف جہد و جہد کی - سب نے ملکر یا علیحدہ علیحدہ طور پر کوشش کی ہم ان کی قدر کرتے ہیں - کرنل صاحب نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم انکے ساتھی تھے یہ بالکل غلط بات ہے - دوسری عرض یہ کہ کرنل صاحب کونسل مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے ہیں - پولیٹیکل پارٹی ایکٹ کے تحت اگر وہ اپنی پارٹی تبدیل کرتے ہیں تو انکو اطلاع دینی چاہئے تھی -

(قطع کلامیوں)

مسٹر سپیکر۔ یہ مسئلہ خان تاج محمد صاحب نے پیش کیا ہے میں نے اسکو نوٹ کر لیا ہے۔ آپ اسکا باقاعدہ طور پر جو formal طریقہ ہوتا ہے اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ میں نے تو قانون اور آئین کے مطابق ہی عمل کرنا ہے۔

یہاں خورشید انور۔ میں یہ اطلاع چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے اپنی پارٹی تبدیل کر لی ہے تو کیا جناب نے اسکی کوئی اطلاع الیکشن کمشنر کو دی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ کرنل محمد اسلم صاحب یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کونسل مسلم لیگ سے انتخاب نہیں لڑا۔ آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے کونسل مسلم لیگ کے ٹکٹ پر انتخاب لڑا ہے۔ یہ معاملہ تصفیہ طلب ہے اس ایوان میں یہ موضوع زیر بحث ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کرنل صاحب اسی پر جوش انداز میں اس موضوع پر تقریر کرتے رہے تو خانزادہ صاحب نے چھیڑ دیا . . .
”ہار سے چھیڑ چلی جائے اسد“

اسلئے ان کا ساز چھڑ گیا ہے تو اب ان کے ساز کا راگ سن ہی لینا چاہئے۔

صدر دار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا۔ میں کوئی لمبی تقریر کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ جناب نے جو اصول وضع کئے ہیں ہم انشاء اللہ انکی تابعداری اور اطاعت کریں گے۔ لیکن دوسری طرف سے لفظ ”شہطان“ استعمال کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ محاورے کے طور پر استعمال کیا گیا لیکن ادھر سے جب بھنگڑے کا لفظ استعمال ہوا تو اسے بھی محاورہ سمجھنا چاہئے۔ یا یہ ہوتا کہ دونوں الفاظ واپس ہو جاتے۔

وزیر مال۔ ہوائٹ آف آرڈر۔ اس چیز کا آپ فیصلہ دے چکے ہیں اسے دوبارہ زیر بحث نہیں آنا چاہئے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada (Campbellpur—b)—I did not make anything annoying neither did I mean anything undignified or derogatory which inflicted so much pain in their necks. I am very sorry for that.

بیگم ریحانہ سرور شہید۔ جناب والا۔ بجٹ پر بحث کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میں اسکے متعلق بعد میں کہوں گی۔

مسٹر سپیکر۔ مرزا طاہر بیگ۔

مرزا طاہر بیگ۔ جناب والا۔ ادھر سے بھی الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ الفاظ بھی واپس ہوتے اور یہ الفاظ

بھی واپس ہوتے۔ ہم جناب سے اتنی عرض کرتے ہیں کہ ادھر سے کتنی مرتبہ یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی - جب آپ رولنگ دے چکے ہیں تو پھر یہ نہیں کہنا چاہئے۔

پندرہ ریہاضہ سرور شہید - آپ نے دو گھنٹے کا وقت ضائع بجٹ پر بحث کرنے کے لئے مقرر کیا ہے نہ کہ ذاتی معاملات کے لئے۔ (اس مرحلہ پر سردار امجد حمید خان دستی تقریر کرنے کھڑے ہو گئے۔)

مسٹر سمپھکر - سردار صاحب آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔
You will have a chance.

خواجہ زادہ سردار عطاء محمد خان لغاری - جناب والا - ابھی امجد حمید دستی صاحب جو ایک معزز ممبر ہیں۔ نے میری نسبت اپنی تقریر میں اشارہ کیا تھا اور میرے عزیز دوست نے میری نسبت اچھے الفاظ استعمال کئے۔ سیرا ارادہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی غلط کاریوں کے متعلق تقریر کرنے کا نہیں تھا مگر ان کی دکھتی رگ کے اوپر اس کا کوئی اثر ہے تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۵۷ء میں مجھے T.D.A. کا چیرمین لگایا گیا تھا۔ سات مہینے میں وہاں رہا تو میں نے بے انتہائی کوشش کی کہ اصلاح کی جائے نتیجہ یہ نکلا کہ ساتویں مہینے مجھے حکم دیا گیا کہ تم کمشنر قلات ڈویژن کا عہدہ جا کے سنبھالو۔ اصل وجہ اس کی یہ تھی کہ اس نے دیکھا کہ بڑے بڑے آدمی ہکی سڑکوں کے ساتھ زمین لئے بیٹھے ہیں۔ میرے خیال میں ہر ایک کے ساتھ مساوی انصاف ہونا چاہیے تھا۔ T.D.A. کی جو مشنری levelling کے لیے وہاں موجود تھی اس نے ۶۵ روپیہ فی ایکڑ لے کر زمین ہموار کرنی تھی۔ جو لوگ بڑے اثر و رسوخ والے تھے انہوں نے کافی زمینوں کو پہلے ٹھیک کروا لیا۔ اصول یہ ہے کہ ریگستان کے علاقے میں جو زمین لیول ہو وہاں فصل کاشت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ گرمی میں خصوصاً جون کے مہینے میں ہوا تیز چلتی ہے اور فصل ریت تلے دب کر تباہ ہو جاتی ہے۔ اگر آپ تھل میں تشریف لے جائیں اور ہکی سڑکوں کے گرد آپ جا رہے ہیں تو آپ کو نظر آنے کا کہ آپ کوئی عرب کے دشت و صحرا میں جا رہے ہیں۔ اگر ہوائی جہاز سے جائیں تو آپ کو نظر آنے گا کہ سڑکوں کے علاوہ آباد علاقے میں جا رہے ہیں۔ تو میں نے اس کے تدارک کی یہ کوشش کی کہ جو لوگ بہت ہی بارسوخ تھے۔ میں نے دیکھا کہ دو تین بلڈوزران کی زمینیں لیول کرنے لگے

ہوئے تھے۔ میں نے ان کی خیر خواہی کے لیے یہ عرض کیا کہ بھائی جتنی زمین لیول کی ہے اس کو آباد نہیں کر سکو گے وہ پھر ریگستان ہو جائے گی۔ اس لئے کسی اور کو بھی موقع لینے دو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے تبادلے کا آرڈر آ گیا۔ اس کے علاوہ جو انہوں نے فرمایا ہے وہاں ان لوگوں کی بے انتہا مصیبتیں ہیں۔ میں ان سے متفق ہوں پٹواری صاحبان کے اوپر کوئی مشکل سے قابو پاتا ہے اور ہر جگہ اسی طرح کے سلسلے تھل میں ہیں۔ خدا گورے کہ کسی طرح سے ان سے نمٹا جا سکے جناب والا۔ میں صرف ایک دو آئیٹم کی طرف آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا تھا۔ اس ضمنی بجٹ کے صفحہ ۷ پر Custom duty and other clearance Charges of the Agricultural Stores کے لئے تقریباً ۱۱ لاکھ ستر ہزار روپیہ کی رقم دکھائی گئی ہے۔ صفحہ ۱۲ پر ۳۳ لاکھ ۳۸ ہزار روپیہ کی رقم Purchase of spare parts for the bulldozers of the Agriculture Department کے لئے رکھی گئی ہے۔

جناب والا - T.D.A میں ہم نے یہ تجزیہ کیا تھا کہ اگر ہم اپنے Clearing Agent وہاں لکائیں تو یہ نسبت عام Clearing Agent کے تقریباً چوتھائی خرچ ہوتا ہے۔ ۱۱ لاکھ ۶۹ ہزار میں سے سات لاکھ ۶۹ ہزار کی رقم کلیرنس چارجز معلوم ہوتی ہے۔ کسٹم ڈیوٹی چار لاکھ معلوم ہوتی ہے تو میرے خیال میں یہ بہت زیادہ رقم ہے جسے سلسلہ وار انہوں نے بیان کیا ہے۔ کلیرنس چارجز کسٹم ڈیوٹی سے بھی دوگنے معلوم ہوتے ہیں اس کے علاوہ جناب میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ نے کثیر رقم خرچ کر کے پندرہ پندرہ بیس بیس دیہات میں ایک ایگریکلچرل ورکشاپ محکمہ زراعت کے تحت قائم کی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں بھی ایک ورکشاپ قائم ہوئی ہے۔ جس میں بیش قیمت مشینری ہے بالیسی یہ تھی کہ چھوٹے زمیندار لوگوں کو no-profit-no-loss basis پر اس مشینری سے استفادہ ہو گا۔ مگر اس مشینری کا ضلع ڈیرہ غازی خان میں کم از کم کوئی نفع نہیں ہوا کیونکہ وہاں کسی زمیندار کا کوئی کام نہیں کیا گیا۔ کوئی مکینک وغیرہ وہاں نہیں بیجھا جاتا۔ ایک ٹنڈو جام میں پنجابی مکینک تھا۔ میں دورے پر جب گیا تو انہوں نے کہا کہ خدا کے لئے ہمیں پنجاب میں نوکری دلائیں۔ اس کی میں نے سفارش کی اور اسے سپرنٹنڈنٹ کے پاس بیجھا جو ملتان میں رہتے تھے۔ انہوں نے کہا تین سو روپے رشوت دو تو تمہیں لگا دیں گے۔ ورنہ نہیں۔ انہوں نے کہا میں غریب آدمی ہوں روپے

نہیں دے سکتا لہذا اس کا تبادلہ نہ ہو سکا۔ اس لئے اس ورکشاپ کی بیش قیمت مشینری گورنمنٹ نے جس مقصد کے لئے خریدی تھی وہ زمینداروں کے کام نہیں آ رہی۔ ایک اور چیز کی طرف میں وزیر زراعت کی توجہ آپ کے توسط سے مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ تجربہ ہوا ہے کہ گزشتہ ایام میں ریٹیل پرائس کے اوپر گورنمنٹ نے اپنا فارن ایکسچینج بھی دے دیا T.D.A. میں یہی ہوا تھا جناب کہ ”مارشل کمپنی“ وہاں موجود ہے ان کے ”Challenger“ بلڈوزر کسی کام کے نہیں ہیں اور تین تین سو ہزار روپے میں بکے ہیں حالانکہ چالیس چالیس ہزار کے وہ بلڈوزر تھے۔ وہ ناکارہ ثابت ہوئے، تو وہ کمپنی موجود ہے۔ فارن ایکسچینج ٹی ڈے اے کا تھا۔ مگر ان سے ڈائریکٹ ہول سیل ریٹ پر نہیں لیا گیا۔ ایک فرم کو اشارہ کیا گیا۔ کہ تم پنجاب کے ایجنٹ بنو۔ ان کے توسط سے ریٹیل پرائس پر فالتو ہرزے دیدئے گئے۔ اس وجہ سے TDA کے اخراجات ہرزے نہیں ہو رہے تھے۔ میں نے ایک سکیم بنائی تھی جس کی وجہ سے T.D.A. کی حالت وہاں اتنی خراب نہیں ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا تھا کہ ساڑھے چھ ہزار کی ٹیلامی پر ناہموار زمین بکتی تھی۔ اس کو ہموار کرنے کا فرض T.D.A. کا تھا میں نے developed land کو نیلام بھی کیا تو گیارہ ہزار روپے میں بکی۔ اس میں اگر ایک فصل کاشت کر کے فروخت کی تو سولہ ہزار روپے میں بکتی تھی اور دو فصل کاشت کرنے پر چالیس ہزار تک بکتی تھی۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں اگر یہ دیکھا جائے کہ اس آئٹم میں یہ ہرزے چوالیس لاکھ کے لئے گئے ہیں یا ۳۰ لاکھ کے دوسرے یہ ہول سیل پر لئے گئے۔ یا ریٹیل پرائس پر لئے گئے ہیں.....

منصوبہ پھونگر - سردار صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

مسٹر منگھ ہڈیٹ نارو - (رحیم یار خان - ۳) جناب والا - یہ ضمنی بجٹ جو ابھی پیش ہوا ہے اس پر اعتراض کی گنجائش بہت کم ہے اور جو اعتراضات حزب مخالف کی طرف سے آئے ہیں۔ وہ کسی صورت میں درست نہیں۔ ان میں سے ایک پوائنٹ پر خاص طور سے میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ وہ ہے شوگر کا مسئلہ۔ شوگر کے متعلق ہمیشہ بعض عناصر کو یہ غلط فہمی رہی ہے کہ اب حکومت upset ہو جائے گی یا ختم ہو جائیگی۔ چونکہ حکومت پر عوام کو غیر متزلزل اعتماد ہے۔ اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ اس سلسلے میں کوئی بات ہوتی۔ اس میں ایک ناضل رکن نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ

شوگر پر منافع لینا غلط ہے۔ یہ ایمرجنسی کی بات تھی جو شرکر کے متعلق موجودہ بحران پیدا ہوا حالانکہ ہر چیز کے لئے ضروری نہیں ہے کہ حکومت منافع نہ کھائے شوگر پر اتنی کم لاکٹ آتی ہے کہ اس پر منافع کمایا جا سکتا ہے۔ دوسری بات جو ہے۔ اس میں میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی ترمیم ہو جائے۔ آئٹم نمبر ۴۰ پیپلز ہاؤس کے اخراجات الیکٹریسیٹی کے متعلق ہیں۔ جناب والا۔ اس میں واقعی کچھ re-action پیدا ہونے کی توقع ہے۔ کیونکہ موجودہ حکومت کو برسرِ اقتدار آنے ہوئے چھ ماہ ہی ہوئے ہیں اور پیپلز ہاؤس کا قبضہ فاضل ممبران کو میرا خیال ہے کہ اپریل کے مہینے میں ملا تھا۔ اس میں تھوڑی سی مناسب الفاظ میں ترمیم اگر کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

مسٹر بسپیکر۔ کیوں نہیں۔ اگر آپ اپنی تقریر میں کوئی ترمیم تجویز کر سکتے ہیں تو اس کے لئے باقاعدہ ایک قاعدہ ہے۔ آپ جنرل بھٹ میں حصہ لے رہے ہیں اور اپنی تقریر کو جنرل بھٹ تک محدود رکھیں۔

مسٹر محمد حنیف فاروق۔ تو میں اتنا عرض کروں گا کہ اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ سابقہ حکومتوں سے ہمیں ورنے میں بچٹ ملا ہے۔ جو اعتراضات ہیں وہ نا مناسب بھی ہمیں اور درست بھی نہیں۔

یہاں منظور احمد مہل۔ (بہاول نگر ۲) جناب صدر ضمنی بچٹ جو اسی ماہ کی سترہ تاریخ کو پیش کیا گیا وہ اس قسم کا ضمنی بچٹ ہے جو موجودہ حکومت کے لئے unavoidable تھا اور اسے ضروری پیش کرنا تھا۔ جناب والا اس میں پانچ ڈیمانڈز ہیں ان میں سے تین تو حساب کتاب کے گورکھ دھندے کے متعلق ہیں جن میں موجودہ حکومت کی ایسی بددیتی کا کوئی اظہار قطعاً نہیں ہوتا جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ حالات اس قسم کے تھے جیسا کہ میرے ایک فاضل دوست نے کہا ہوا ہے۔ کہ ہمیں حکومت ملے چھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ میں اس سے اختلاف کرتا ہوں کیونکہ ہمیں اس صوبہ میں حکومت فروری میں ملی ہے اور ابھی مشکل سے ساڑھے تین ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ مسائل کا اس قدر جنم ہوا جو کہ ہمیں وراثت میں سابقہ حکومتوں سے ملا تھا۔ اس کی وجہ سے مسائل کا ایک آتش فشاں لاوا پھوٹ چکا تھا۔ جناب والا ان مسائل کو کنٹرول کرنے کے لئے موجودہ حکومت کے وزراء نے دن رات کام کیا عوام کی فلاح و بہبود کی خاطر انہوں نے دن رات دورے کئے تاکہ

وہ غریب عوام کو جن کی طاقت کے بل بوتے پر وہ اس ایوان میں آئے ہیں۔ ان کی بہتری کرسکیں جناب والا میں یہ دعویٰ ہے کہتا ہوں کہ وہ اس ایوان میں زیادہ تر وہ دوست جو حزب اختلاف کے پنجوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا زیادہ تر پہلی حکومتوں سے تعلق تھا یا ان کے رشتہ دار جو تھے ان کا تعلق ان پنجوں سے تھا۔

مسٹر سپیکر۔ رشتہ داروں کی تو کسی کی ذمہ داری نہیں ہے۔ عیاشی منظور احمد موہل۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے عوام کی فلاح کے لئے دن رات کام کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ ہم ہر اعتراض کئے گئے ہیں کہ ہماری حکومت نوکرشاہی کے بل بوتے پر چل رہی ہے اور ہم ان کے تعاون سے برسرِ اقتدار آئے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہماری ہی وہ جماعت ہے۔ جس نے نوکرشاہی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور یہاں تک ان کو سکریں آؤٹ کیا گیا۔ جناب والا ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ مل کر اس ملک کے غریب عوام کا مزید استحصال کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وہ اس سے پہلے پرانے دور میں جو وزراء تھے وہ بے بس تھے وہ لاچار تھے وہ سیکرٹریوں کے کہنے پر نظام حکومت کو سنبھالے ہوئے تھے لیکن موجودہ حکومت اپنی مرضی استعمال کرتی ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے وہ خود ہی تمام تر فیصلے کرتی ہے۔ اس کے بعد میں یہ بھی عرض کردوں کہ اس مختصر اقتدار کے عرصہ میں ہمارے لئے بہت سی مشکلات پیدا کی گئیں ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ہرگز یہ نہیں چاہتے تھے کہ فائدہ عوام جنہوں نے اس ملک کے غریب عوام کی قسمتوں کو بدلنے کا تمہیہ کیا تھا۔ ان خواہوں کو پورا ہونے دیا جائے بلکہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طریقے سے ان کے راستے میں روڑے اٹکائیں اور ان کو ناکام کریں لیکن ہمیں اور ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے فائدہ بھی ان کو جواب دہنے کے لئے اینٹ کے بدلے بہتر رکھتے ہیں تو اس سلسلے میں.....

رانا پھول محمد خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ کسی معزز رکن کو پتھر کہنا اس کی توہین ہے۔ انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, the Member has been criticising 'Naukarshahi' continuously. I would request that people who are not in a position to give any answer in this House should not be criticised.

Mr. Speaker : It is not by name. It is a general statement and is permissible. The Member is not naming anybody or any particular department. It is a matter of policy and is permissible.

مہاں منظور احمد موہل - جناب والا - میں بڑے وثوق سے یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ اس ملک میں رشوت خوری کا بہت چرچا تھا اور اس وقت بھی کچھ رشوت خوری ہے لیکن ہماری حکومت نے کافی حد تک اس پر کنٹرول کر لیا ہے اور ہم حزب مخالف کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم رشوت کو بالکل اس ملک سے نیست و نابود کر کے دم لیں گے۔

مسٹر محمد یعقوب علی بیٹو - جناب والا - جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے - اس میں اگر کوئی اچھائی یا برائی ہے تو اس کے وہ لوگ ذمہ دار ہیں جو جاچکے ہیں یا وہ لوگ ذمہ دار ہیں جو حزب مخالف کی بنچوں پر بیٹھے ہیں - جناب والا وزیر خزانہ نے اس ضمنی بجٹ کو جو پیش کیا یہ بلحاظ عہدہ انہوں نے ایک فارمیٹ پر پوری کی ہے اور میرے خیال میں ایسا کوئی موقع نہیں ہے کہ ہم اس میں تبدیلی کریں اس لئے ہمیں اسے ضرور تسلیم کر لینا چاہئے۔

مرزا طاہر بیگ (لاہور - ۸) - جناب والا - میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ ایسا ہی ہے جیسا کہ سائپ گزر چکا ہو اور اس کی لکیر پستی جا رہی ہو - اصل میں ان اخراجات پر بجٹ کرنے اور اعتراض کرنے کا وقت گزر چکا ہے اس کی تمام رقم خرچ کی جا چکی ہے - اب رقم واپس نہیں کی جا سکتی۔

مسٹر محمد عاشق - (لاہور ۱۷) جناب والا - میں ایسے علاقے کی طرف سے ممبر نامزد ہوا ہوں جو پنجاب کے پسماندہ اضلاع سے تعلق رکھتا ہے اور کچھ پسماندہ اضلاع کو پچھلے بجٹ میں بہت سی مراعات دی گئی تھیں

مسٹر جاوید حکیم قریشی - کیا لاہور بھی پسماندہ ضلع ہے -

مسٹر محمد عاشق - جناب والا - میں لاہور کی تحصیل چوئیاں سے تعلق رکھتا ہوں

Mr. Javid Hakim Qureshi : The Member is not relevant.

Mr. Speaker : I know the procedure. When the Member will not be relevant I will stop him.

مسٹر مجید عاشق - جناب والا - یہ جس بات کو پسند کرتے ہیں مجھے بتا دیں میں وہی بات کروں گا - یہ تو صرف ایک ہی بات کو پسند کرتے ہیں کہ جو یہاں کہڑا ہوا وہ الکی اور ان کے قائد عوام کی تعریف کرے اور اس وقت تک تعریف کرتا رہے (قطع کلامیاں) -

جناب والا - تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا علاقہ بہت ہی ہمساندہ ہے یہاں کروڑوں روپے کے حساب کتاب بجٹ میں یہاں کئے جاتے ہیں - (قطع کلامیاں) -

ہاجی مجید سیف اللہ خان - جناب والا - آپ نے دیکھا ہے کہ جس وقت حزب التدارک کے طرف سے سیران تقریر کرتے ہیں - تو ہم نہایت خاموشی سے ان کے حالات سنتے ہیں - اور جب ہماری طرف سے کوئی سیران تقریر کرتا ہے تو اس میں مداخلت کی جاتی ہے - اگر وہی طریقہ رہا تو یہاں سے بھی کسی نہیں ہو گی - انشا اللہ -

راجا پھول مجید خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ اس ماؤس میں طریق کار قائم کر دیا جائے - چونکہ ہانچ منٹ آپ نے ہنٹ پر تقریر کرنے کے لئے دئے ہیں - اگر کسی کی تقریر میں بیس بیس ہوائنٹ آف آرڈر آ جائیں تو وہ ہانچ منٹ اس میں ختم ہو جائیں گے - ہم اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر اس لئے نہیں آئے کہ ہم واپس کا حکار ہو جائیں بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ ہم اپنے مقاصد بیان کریں - اصراف کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ہوائنٹ آف آرڈر کے وقت کو اس ہانچ منٹ سے نکال دیں -

مسٹر سٹیپیکر - آپ کو یہ علم ہونا چاہئے کہ میں نے پہلے ہی یہ طریق کار اختیار کیا ہے - غالباً آپ اسی بات میں الجھے رہتے ہیں کہ فلاں طرف سے کیا فقرہ بولا گیا - اور میں اس کا کیا جواب دوں - اگر آپ حضرات گھڑی کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ میں ہر سیران کو وقت کا فائدہ دیتا ہوں -

وزیر اعلیٰ - جناب - پیکر سہری بھی ایک گزارہ ہے کہ جتنا وقت آپ وضاحت کرنے میں لیں وہ وقت بھی منہا کیا جائے -

(تہلہ)

مسٹر سٹیپیکر - شکریہ -

مسٹر محمد عاشق - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ میری تحصیل چوئیاں ضلع لاہور کی ہسماندہ تحصیل ہے اور یہاں سے ۷۰، ۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آبادی کے لحاظ سے وہ ضلع کی سب سے بڑی تحصیل ہے اور غربت کے لحاظ سے وہ بھی ضلع کی ہر تحصیل سے آگے ہے۔ جناب والا بدقسمتی سے ہماری دو تحصیلیں چوئیاں اور تصور ضلع لاہور کے ساتھ شامل ہیں۔ جو رقوم حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً مختص کی جاتی ہیں وہ تمام کی تمام شہر کی بہتری کیلئے - شہر میں کالج بنانے کے لئے شہر میں پختہ سڑکیں بنانے کیلئے خرچ کر دی جاتی ہیں -

چوہدری امان اللہ لک - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب آج کی بحث ضمنی بجٹ کے متعلق ہے نہ کہ سالانہ بجٹ کے متعلق ہے -

مسٹر سنیپیکر - وہ صرف اپنی رائے دیں گے -

مسٹر محمد عاشق - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ضلع لاہور میں تمام پاکستان کے امیر ترین لوگ جو باقی اضلاع میں آباد ہیں انہوں نے یہاں آ کر کوٹھیاں بنا لی ہیں - معلات بنا لئے ہیں بنگلے بنا لئے ہیں - وہ ہم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں - لیکن ہم دیہاتی لوگوں کو کچھ مراعات نہیں ہیں - جناب والا چوئیاں ایک قدیم شہر ہے ، یہاں ایک بہت پرانا ہسپتال ہے جو تین چار کمروں پر مشتمل ہے اور اس کا ایسا انتظام ہے کہ اگر کوئی مریض بستر پر لیٹ جائے تو وہ خوف زدہ ہو جاتا ہے کہ کہیں اس کی چھت ہی نہ گر جائے وہ بجائے تندرست ہونے کے خوف کے مارے اور زیادہ بیمار ہو جاتا ہے -

وزیر ہال - میرے فاضل دوست حقائق کو چھپا رہے ہیں کیونکہ تحصیل چوئیاں میں بہت سے کاروبار ترقی پر ہیں - یہ تحصیل اتنی ہسماندہ نہیں ہے جتنی وہ بیان کر رہے ہیں -

چوہدری امان اللہ لک - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میں اپنے فاضل دوست چوہدری محمد انور صاحب سے اتفاق کرتا ہوں - لیکن ضمنی بجٹ میں یہ قاعدہ نہیں ہے کہ ہیمائز پارٹی کے منشور کو دہرایا جائے - اور Rehearsal کی جائے - ہم تقاریر کو سکون سے سن رہے ہیں - ہیمائز پارٹی کا منشور نہ دہرایا جائے اور نہ بار بار اس کا اعادہ کیا جائے -

وزیر ہال - آپ اس کے سہر ہیں ؟

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۲۳

مسٹر شیپیکر - No cross talk please - ہیلز پارٹی کا منشور
یہاں دھرایا جا سکتا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک - دھرایا جائے تو پھر ہمیں مجبور
نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہم اسے ضرور سنیں۔

مسٹر محمد عاشق - جناب والا۔ میرا وقت ختم ہو گیا ہے۔
(فقہہ)

مسٹر شیپیکر - محمد عاشق صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون - (ملک مختار احمد ایوان) - جناب والا - تحصیل
چونیاں کے مسائل کی طرف ہمارے معزز رکن محمد عاشق صاحب نے اس
ایوان کی توجہ دلائی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بتلا دینا چاہتا ہوں
کہ تحصیل چونیاں کے غریب عوام کے مسائل اس صورت میں ٹھیک ہو سکتے
ہیں کہ سمگار لوگ جو اس تحصیل میں رہتے ان کا قلع قمع کیا جائے۔

راڈا پھول محمد خان - جناب والا - وزیر قانون نے کہا ہے
کہ تحصیل چونیاں میں سمگار رہتے ہیں۔ تحصیل چونیاں میں کوئی
سمگار نہیں۔ اگر کوئی ہے تو وہ آپ سے تعلق رکھنے والا ہو گا۔

مسٹر محمد عاشق - جناب والا - وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے
کہ تحصیل چونیاں میں سمگاروں کا قلع قمع کیا جائے۔ میں وثوق سے
کہتا ہوں کہ اگر کوئی سمگار ہوا تو وہ وزیر موصوف کی شد سے رہتا
ہو گا۔ وزیر موصوف نے اس کی پرورش کی ہوگی اور وہ ان کا اپنا آدمی
ہو گا۔

مسٹر شیپیکر - Please withdraw what you have said.

مسٹر محمد عاشق - میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

مسٹر عبدالقادر ڈوٹ - (راواپندی م) جناب سپیکر آج - جو سہاگنٹری
بجٹ زیر بحث ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ مجبوری کے تحت پیش کیا
گیا ہے۔ اس سے بچنے کا اور کوئی طریقہ کار نہیں - اسے ہر حالت میں
پیش کرنا تھا - پچھلی حکومتیں بھی ایسا کرتی آئی ہیں۔

جناب والا - پچھلی حکومت نے مختلف محکموں اور ایجنسیوں کے ساتھ
جو وعدے کئے تھے یعنی جو لینے دینے کا حساب تھا وہ ادا کرنا ہمارا
اخلاقی اور قانونی فرض تھا - ہم نے وہ وعدے پورے کرتے ہوئے آج جو
ضمنی بجٹ پیش کیا - ہمیں اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

جہاں تک سپلیمنٹری بجٹ کا تعلق ہے۔ آج تک اسے جو حکومتیں پیش کرتی رہیں دھوکہ دیتی رہی ہیں۔ کیونکہ جب رشوت خور آفیسر خزانہ خالی کر دیتے تھے اور ان کا ہیٹ نہیں بھرتا تھا تو وہ مزید روپے خرچ کر کے سپلیمنٹری بجٹ پر بوجھ ڈالنے لگتے تھے۔

ہمارا قومی کردار دیکھتے ہو طرف رشوت کا دور دورہ ہے۔ کوئی محکمہ رشوت سے خالی نہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ ہم نے رشوت کا قلع قمع کر دیا ہے البتہ اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ روز بروز کم ضرور ہو رہی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چونکہ دولت کے وسائل ابھی تک سارے کے سارے ہمارے مخالف لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ سسٹم بھی پرانا سرمایہ داری ہے۔ اس لئے Corruption اتنی جلدی ختم نہیں کی جا سکتی۔ آپ خود بتائیے کہ کونسی ایسی بات ہے جو حکومت کر سکتی تھی اور اس نے نہیں کی؟ حکومت نے اتنے تھوڑے عرصہ میں موجودہ حالات کے تحت جو کچھ ممکن تھا کیا۔ آئندہ بھی کرتی رہے گی اور انشا اللہ Corruption کا مکمل خاتمہ کر کے دم لے گی۔

جناب والا۔ جس شخص نے گذشتہ بجٹ تیار کیا تھا۔ وہ مجھے Budgeting کا ماہر معلوم نہیں ہوتا وگرنہ ۶۰ کروڑ ضمنی بجٹ کی بجائے چند لاکھ کا فرق ہو سکتا تھا۔

چوہدری امان اللہ لک - ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں نے آپ کی وساطت سے ایک قانونی نکتہ پیش کیا تھا۔ اس کے متعلق میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جناب اس کے متعلق فرمایا جائے کیا وہ غلط ہے یا غیر قانونی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ قانونی نکتہ گول کیا جا رہا ہے یا ختم کیا جا رہا ہے۔ میں اس کو غیر قانونی اسٹے کہتا ہوں کہ اگر یہ قانونی ہے تو اس کا جواب دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر جاوید حکیم قویٹی - جناب والا۔ کیا کوئی ایسا قانون موجود ہے کہ سپیکر صاحب کی رولنگ دینے کے بعد بھی تقریر جاری رکھی جا سکتی ہو۔ اگر ہے تو ہمیں بھی بتایا جائے (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری ۲۲۵

مسٹر عبدالقیوم بٹ - میرے تو ابھی دو تین منٹ ہوئے ہیں -

مسٹر سپیگر - سید ناظم علی شاہ صاحب -

مسٹر عبدالقیوم بٹ - جناب والا - مجھے اپنی تقریر تو ختم کر لینے دیں -

مسٹر سپیگر - کیا آپ نے ابھی اپنی تقریر ختم نہیں کی -

مسٹر عبدالقیوم بٹ - جناب ابھی تو مجھے تقریر کرنے ہوئے تین منٹ ہی ہوئے ہیں -

مسٹر سپیگر - آپ کا ایک منٹ باقی رہتا ہے -

مسٹر عبدالقیوم بٹ - میں ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کر دوں گا - کچھ حضرات نے چین کا حوالہ دیا کہ چائنا میں وزراء سکوائر پر سفر کرتے ہیں تو ہم بھی ایسے ہی کریں گے - میں گزارش کروں گا کہ وقت کے اندر اندر اگر آپ نے یہ مخالفت برائے مخالفت نہ بھی کی تو انشاء اللہ ہم استحصالی نظام کا خاتمہ کر کے دم لیں گے - جہاں تک آپ نے اس امر کی نشان دہی کی ہے کہ ہم جب کسی چیز کے متعلق نشان دہی کرتے ہیں تو گورنمنٹ پارٹی کے لوگ بڑا محسوس کرتے ہیں - میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ چونکہ سارے غریب لوگ پیپلز پارٹی کے ساتھ تھے تو پیپلز پارٹی کے نمائندوں سے بڑھ کر کوئی آدمی بہتر طور پر برائیوں کی نشان دہی نہیں کر سکتا - لیکن اسکے باوجود اگر آپکی طرف سے جہاں کہیں Corruption کی نشان دہی ہوگی ہم انشاء اللہ عزیز پوری پوری قوت سے اس کا قلع قمع کریں گے -

سید داظم حسوں شاہ - (ملتان-۳) - جناب والا - میں آپکے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس سلیمینٹری بجٹ کا بار بار ذکر کیا جا رہا ہے - یہ اس سسٹم کی پیداوار ہے جس سسٹم کو تبدیل کرنے کے لئے ہمارے قائد عوام اور پیپلز پارٹی تمہیہ کرچکی ہے - جب ہم اس سسٹم کو شروع میں یا الیکشن سے پہلے یا اب تک تبدیل کرنے کی بات کرتے تھے تو اس وقت ہمارے اوپر کفر کے فتوے لگائے جاتے تھے - ان کفر کے فتوے لگانے والی جماعتوں میں سے بعض کے ممبر صاحبان اس معزز ایوان میں بیٹھے ہیں - ان کو اس وقت یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ اس بجٹ میں کیا کچھ ہے - وہ اس وقت یہ بات کر سکتے تھے -

رانا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - معزز ارکان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کردوں کہ کسی وزارت نے یہ بجٹ نہیں بنایا تھا اور اس طرف بیٹھنے والے لوگ اس حکومت میں شامل نہیں تھے - جس نے پچھلے سال بجٹ بنایا تھا وہ کوئی عوامی حکومت نہیں تھی، ان کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے -

سید طاہر حسین شاہ - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم تمہہ کر چکے ہیں کہ اس نظام کو شروع سے ہی تبدیل کریں گے جس نظام میں غریبوں کا استحصال ہو رہا ہے - مزدوروں کا استحصال ہو رہا ہے - کسانوں کا استحصال ہو رہا ہے، پیپلز پارٹی نے اپنے منشور میں وعدہ کیا تھا کہ جب تک اس نظام کو ہم تبدیل نہیں کریں گے اس وقت تک ہم دم نہیں لیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تازندگی یہ کوشش کرتے رہیں گے - میرے معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ تحصیل چوئیاں میں دیہاتی علاقوں کے لئے کچھ نہیں کیا جا رہا - میں ان کی اطلاع کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب جو بجٹ ۷۳-۷۲ء کا آ رہا ہے اس کا ۳۳ فی صد حصہ صرف دیہات کے لوگوں کے لئے وقف کر دیا گیا ہے - اس سے ان کی شکایات دور ہو جائیں گی - اس لئے میں جناب وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے شہری ہونے کے باوجود دیہات کا پورا پورا خیال کیا ہے اور ان کو پورا پورا حصہ دینے کی کوشش کی ہے -

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک - (لاہور-۱) جناب سپیکر - بیشتر اس کے کہ میں ضمنی بجٹ کے سلسلے میں کچھ عرض کروں مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ کیا اس سارے ایوان میں سوائے رانا پھول محمد کے کوئی اور آدمی اس بات کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ کوئی بات کر سکے یا کوئی ہوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکے -

پھول ہی زیب داستان تو نہیں

باغ میں خار کا بھی حصہ ہے

میں آپکی وساطت سے رانا صاحب سے عرض کرونگا کہ وہ بار بار ایوان کی کارروائی میں مداخلت کرنے کی جسارت نہ کریں -

جہاں تک اس ضمنی بجٹ کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے حالات کے مطابق جناب حنیف رامے صاحب نے جو ضمنی بجٹ پیش کیا ہے - اس ایوان کو جناب حنیف رامے کی خدمت میں تبریک و تحسین پیش کرنی چاہئے تھی اور جہاں تک ان پانچ ڈیمانڈز کا تعلق ہے اگر کوئی بھی بات اس نظرینے سے کی جائے کہ ہم اس ملک کی فلاح چاہتے ہیں -

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری ۲۲۷

اس ملک میں بہبودی چاہتے ہیں۔ یہاں کے غریب عوام کے حقوق کی حفاظت چاہتے ہیں تو برادکرم میں حزب مخالف کے ممبران سے یہ گزارش کرونگا کہ جو نظام ہمیں سابقہ حکومتوں کی طرف سے ملا ہے یہ بات غلط ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپ ان میں شامل نہیں تھے اور میں یہ بات بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ

یہ کاروبار چمن تم نے جب سنبھالا تھا
فضا میں لالہ و گل کا لہو اچھالا تھا

اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ وہ پچھلے حکمران جنہوں نے آج ہمیں یہ نظام بخشا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اپنی موثر جدو جہد کے بعد اس نظام کے استحصالی ہونے کی جو وجوہات ہیں ان کو انشاء اللہ ختم کرے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ تعمیری تجاویز اگر حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی جائیں تو یہاں حزب اختلاف کے جتنے لوگ بیٹھے ہیں ہم ان سے تعاون کریں گے۔

چودھری محمد اعظم (سیالکوٹ - ۱۰)۔ جناب والا۔ جہاں تک اس ضمنی بجٹ کے پیش کرنے کا تعلق ہے اور اس پر ہمارے معزز اراکین جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ وہ بار بار مختلف قسم کے اعتراض کر رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں آپکی وساطت سے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آج کا ضمنی بجٹ جس کے صرف اس مالی سال گزرنے میں صرف دس دن باقی ہیں اس میں کونسی ترمیمات پیش کر سکتے ہیں۔ جس پر عمل درآمد ہوگا۔ یہ تو قصہ بڑا مختصر سا ہے کہ بجٹ کا سال گزر چکا ہے اور اس میں آخری دس دن رہ گئے ہیں۔ اس سے اچھا بجٹ جس میں عوام کی بہبود کا خیال رکھا گیا ہے اس سے پہلے کبھی پیش نہیں ہوا ہے اور میں اس ہاؤس کے ارکان کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ اتنا اچھا بجٹ جو اس حکومت نے پیش کیا ہے اور اسکی اس سے پہلے اس ہاؤس میں مثال نہیں ملتی۔ اتنے چند دن رہنے میں اب کونسا اعتراض ہے جس کے اوپر اپوزیشن والے اصرار کر رہے ہیں۔ وہ کونسی ترمیم پیش کریں گے جس پر عمل درآمد سے ان کی خوشنودی پوری ہو سکے گی۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ اس بجٹ کو متفقہ طور پر پاس کیا جائے تاکہ اس اسمبلی میں صحیح روایات قائم ہو سکیں۔

مسٹر سٹیوکر - اریگیڈیر صاحب داد خاں !

بریگیڈیئر چودھری صاحب داد خان - جناب والا - میں آپکا حکم بجا لاتا ہوں - لیکن میں نے کسی وقت یہ نہیں کہا تھا کہ میں ضمنی بحث کی بحث میں حصہ لینا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - تشریف رکھیں - راجہ جمیل اللہ خاں -

راجہ جمیل اللہ خاں - (گوجراوالہ - ۸) - جناب والا - میں آپکی وساطت سے رکن اسمبلی محترم بھائی صاحب داد کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں - انہوں نے فرمایا تھا کہ جب یہ کشتی ڈوب رہی تھی ، جل رہی تھی تو قائد عوام نے آکر اس کو سنبھالا تھا - جو یہ کشتی ڈبونے والے تھے وہ تو چلے گئے - اس زمانے میں جرنیلوں کی فوج ظفر موج ہوا کرتی تھی - لیکن اب جو کشتی ڈوب رہی ہے اس کو سنبھالنے کے لئے شہروں میں فقیر نظر آتے ہیں - گاؤں میں فقیر نظر آتے ہیں - اور ان کے علاوہ جو نظر آتے ہیں وہ مشیر اور وزیر نظر آتے ہیں - (نعرہ ہائے تحسین) -

ایک آواز - جناب والا - یہاں ہر سہلیمنٹری بحث پر بحث ہو رہی ہے نہ کہ شعرو شاعری ہو رہی ہے -

راجہ جمال اللہ خان - میرے ایک محترم بھائی نے فرمایا تھا کہ یہ بحث بحالت مجبوری پیش کیا گیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر - اب کیا رہ بج گئے ہیں - چائے کے وقفہ کیلئے اس ہاؤس کی کارروائی ۱۰ منٹ کیلئے ملتوی کی جاتی ہے - اب دوبارہ ہم ۱۱ بجکر ۱۰ منٹ پر اکٹھے ہوں گے -

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ۱۱ بجکر ۱۰ منٹ تک کیلئے ملتوی ہوگئی۔)

(دوبارہ ایوان کی کارروائی ۱۱ بجکر ۳۰ منٹ پر مسٹر سپیکر کی زہر صدارت شروع ہوئی) -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - انگریزی کے ایجنڈے میں میرا نام حاجی سیف اللہ لکھا ہے - لیکن اردو کے ایجنڈے میں حاجی عطا اللہ لکھا گیا ہے -

مسٹر سپیکر - اسکی تصحیح کر لی جائے گی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - کیا تصحیح کر لی جائے گی ؟

مسٹر سپیکر - نام کی تصحیح کردی جائیگی - کونسا نام ہونا

چاہئے (تہقہ)

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۲۹

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میری گزارش ہے کہ
ہاؤس ختم ہونے کے وقت جمیل اللہ خان صاحب تقریر کر رہے تھے -
انہیں اپنی تقریر پوری کر لینے دیجئے -

مسٹر سپیکر - جب جنرل بحث ہوگی پھر کہیں گے یا کسی
کٹ موشن پر تقریر کر لیں گے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - تین منٹ میں کوئی فرق نہیں پڑتا -
وہ زیادہ وقت نہیں لیں گے -

مسٹر سپیکر - وقت بہت کم ہے سوا گیارہ کی بجائے ساڑھے
گیارہ بجے ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - ان کو اجازت دے دی جائے -
مسٹر سپیکر اگر وہ بولنا چاہیں گے تو کٹ موشن پر زیادہ
وقت دے دوں گا -

وزیر خزانہ - جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

”کہ ایک ضمنی رقم جو ۳،۷۸،۶۳۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کیا جائے
جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۰ء کے دوران قابل
ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد مالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے“

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

”کہ ایک ضمنی رقم جو ۳،۷۸،۶۳۰ روپے سے متجاوز نہ
ہو گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران قابل
ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے“

حاجی محمد سیف اللہ خان - میں جناب والا کی اجازت سے تخفیف
زر کی تحریک پیش کرتا ہوں :-

”کہ ۳،۷۸،۶۳۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۷ -
مالیہ اراضی - میزان نئے مصارف میں بقدر ایک روپیہ
تخفیف کی جائے -

مسٹر سپیکر - تخفیف زر کی تحریک پیش کی گئی ہے :-

”کہ ۳،۷۸،۶۳۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۷ -
مالیہ اراضی میزان نئے مصارف میں بقدر ایک روپیہ
تخفیف کی جائے -“

وزیر اوقاف۔ نوآبادیات اور اشتغال۔ جناب والا۔ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ یہ تخفیف زر کی تحریک رولز کے مطابق نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ کیا آپ رولز کے متعلق روشنی ڈالیں گے۔

وزیر نوآبادیات جناب والا۔ میں قواعد الضباط کار کے قاعدہ

نمبر ۱۱۳ (اے) کا حوالہ دیتا ہوں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ :-

..... a member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss..

.....

اس کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے جو کٹ موشن دی ہے اسکے الفاظ کو پڑھیں۔ انہوں نے کٹ پوائنٹ کو درج نہیں کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم اس رقم کو نئے اخراجات کی منظوری کے لئے پیش نہیں کر رہے بلکہ وہ رقم ایک کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کر رہے ہیں وہ رقم گورنمنٹ کے کھاتے میں جمع ہو رہی تھی۔ اب وہی رقم ٹی۔ ڈی۔ اے کے کھاتے میں منتقل کی جا رہی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ حاجی سیف اللہ خان۔

(قطع کلامیوں)

Haji Muhammad Saifullah Khan:—Sir, I presume that when I have been called upon to speak, the point raised by the honourable Minister has been ruled out.

Mr. Speaker:—It has been ruled out. There is a specific condition for it.

Mr. Taj Muhammad Khanazda:—It has been the precedence for the last 100 years that a out motion is never disallowed.

Haji Muhammad Saifullah Khan:—The policy of the Government as regards Thal Development Corporation, its working and non-attention to the colonization shall be discussed.

Mr. Speaker:—It is in order. Yes.

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میں اس ضمن میں عرض کروں گا کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام ۱۹۴۹ء-۷۰-۲۹ میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ ۱۹۴۹ء تابع عمل میں آیا تھا۔ اور اس ایکٹ کے شروع میں ہی یہ لکھا گیا تھا کہ :-

“This act is to provide for the speedy development of the area brought under irrigation by the execution of the Thal Project, and for the re-settlement thereon of refugees and others and for the levy of Development Fee”.

۲۳۱ ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری

یہ ساری چیزیں اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ فاضل ممبران کو یہ علم ہو جائے کہ تھول ڈویلپمنٹ اتھارٹی کیا چیز ہے۔ یہ کس مقصد کے لئے بنائی گئی تھی اور اس کے اغراض و مقاصد کیا تھے۔ رول ۲۱ میں سکیم اور پروسیجر دیا ہوا ہے۔

Rule 21. (1) of the THAL DEVELOPMENT AOT, 1949.

“21. (1) The Authority may frame a scheme or schemes for the development of any local area or part thereof providing for all or any of the following matters :—

- “(i) The acquisition under the Land Acquisition Act, 1894, as modified by this Act, of any land or any interest in land necessary for, or affected by the execution of the scheme ;
- (ii) the acquisition by purchase, lease, exchange, or otherwise of such land or interest in land ;
- (iii) the retention, letting on hire, lease sale, exchange or disposal otherwise of any land vested in or acquired by the Authority ;
- (iv) the relaying of any land comprised in the scheme, and reservation of any land not exceeding one-fifth of the total area for the common purposes of villages comprised in the scheme, and the redistribution of the rest of the land among the owners of the property comprised in the scheme, and management of lands reserved for common purpose ;
- (v) the layout and construction of towns, mandis, market places, villages and settlements including the demolition of existing buildings, the erection and re-erection of buildings by the Authority or by the owners, or by the Authority in default of the owners ;
- (vi) the provisions of facilities for communication including the layout and alteration of roads, streets, foot-paths, bridle paths, aerodromes and water-ways ;
- (vii) the provision of open spaces, playing fields, national parks, nature reserves, forests and forest parks, camping grounds, camp sites, holiday camps and holiday villages, and cemeteries and places of religious worship ;
- (viii) the breaking up, cultivation, afforestation or plantation of lands, and the raising, lowering or reclamation of any land for the production of food-grains, fruit, vegetables, fuel, fodder and the like

and the provision of means of irrigation and irrigation channels by the Authority or by the owners or by the Authority in the default of owners ;

- (ix) the draining, water-supply and lighting of streets and sanitation of villages and settlements, towns, mandis and market places ;
- (x) the provision of a system of drains or sewers for the improvement of ill-drained and insanitary localities ;
- (xi) the provision of fisheries, poultry farms, livestock farms, dairy farms, sheep farm, bee-farms, sericulture farms and the like ;
- (xii) the installation, management, maintenance and encouragement of public utility undertakings, rural trades and crafts industries and work ;
- (xiii) the doing of all acts intended to promote the health, well-being and prosperity of the residents of a local area, including the conservation and preservation from injury or pollution of rivers and means of water-supply, and establishment of educational institutions, dispensaries and nursing homes ;

Sardar Sagir Ahmad—Sir, it is the Presumption that the Act is known to every body. میرے خیال میں یہ ایکٹ ہر آدمی جانتا ہے۔

مسٹر سپیکر—جو وہ پوائنٹ develop کر رہے ہیں ان کو کرنے دیجئے۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان—یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا۔ یہ اغراض و مقاصد ہیں اس اتھارٹی کے جب تک فاضل ممبران کو اس اتھارٹی کے اغراض و مقاصد کا پتہ نہیں لگے گا وہ کیا سوچیں گے کہ اتھارٹی کیا چیز ہے ؟

وزیر دو آبپاشیاں—انگریزی میں وہ جو قانون پڑھ رہے ہیں اسکے متعلق انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اس کے متعلق سب جانتے ہیں۔ رانا بھول محمد صاحب نے کہا ہے کہ تقریر اردو میں ہونی چاہیے۔

مسٹر سپیکر—اس پر کسی نے غور نہیں کیا۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۲۲-۲۱-۱۹۶۲ء پر بحث اور رائے شماری ۲۳۳

وزیر نو آبادیات - انگریزی میں وہ جو رولز پڑھ رہے ہیں - ایوان کی کارروائی تمام ممبران کو سمجھانے کے لئے ہوئی ہے اس لئے اردو میں اس کا ترجمہ کیا جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - میں اس کے لئے تیار ہوں اگر اردو کی کاپی گورنمنٹ مجھے مہیا کر دے -- (قطع کلامیاں) -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب ایک سیکنڈ کے لئے تشریف رکھیے - میں ایک مختصر اعلان کر دوں پھر آپ اپنی تقریر ان حدود کے اندر وہ کر ختم کر سکیں گے - کٹ موشن جو معزز رکن یہاں پیش کریں گے وہ دس منٹ اس کٹ موشن پر بول سکیں گے یعنی ان کو دس منٹ بولنے کیلئے وقت ملے گا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں صرف اتنی گزارش کروں گا مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر mover کیلئے اتنا وقت بہت ہی کم ہے -

مسٹر سپیکر - موقع کے مطابق دو منٹ اور رعایت دی جا سکتی

ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - کم از کم پانچ منٹ تو رعایت دے دیں - آپ جنرل بحث کے لیے ہندوہ ہندوہ منٹ تک کی اجازت دی ہے -

مسٹر سپیکر - اچھا آپ کی بات مان لی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب اب میں ۲۱ (i) (xiv) آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں -

(xiv) the advance to the owners occupiers or tenants of land comprised in the scheme upon such terms and conditions as to interest and sinking fund and otherwise as may be prescribed under the scheme of the whole or part of the capital requisite for breaking up and cultivation of land, construction of water-courses, sinking of wells, purchase of cattle and of agricultural implements and machinery, for seeds and for any purpose subsidiary to agriculture and for crection of houses, godowns and cattle-sheds ;

جناب والا - ابھی تین اٹیٹم اور ہیں مگر وقت کی کمی کے پیش نظر - اب مجھے وقت بچانے کی فکر لگ گئی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی چیزیں اغراض و مقاصد کی ایسی ہیں جو اہم تھیں وہ

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

میں نے عرض کر دی ہیں اور یہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لیے قائم کی گئی تھی مگر تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی باوجود اتنے سال گزرنے کے میں سمجھتا ہوں قریباً ۲۳ سال گزرنے کے بعد بھی اس نے کوئی اہم کام سرانجام نہیں دیا۔

Minister for Colonies :—This was dissolved on 1st June 1969,—vide Government Notification No. S-3.

Mr. Speaker:—Authority was dissolved or repealed ; What was done.

Minister for Colonies :—Dissolved Sir,

Mr. Speaker :—But he is referring to the law. Yes Mr. Saifullah.

ہاجی محمد سرف اڈلہ خان—میں گزارش کر رہا تھا کہ تھل ڈویلپمنٹ ایکٹ ۱۹۴۹ میں نافذ ہوا۔ اب اسے کم و بیش ۲۳ سال ہو گئے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ۲۳ سال کے عرصے میں جس مقصد کے لئے یہ ایکٹ نافذ کیا گیا تھا۔ جس مقصد کے لیے یہ زمین لوگوں سے لی گئی تھیں اور جو سبز باغ لوگوں کو دکھایا گیا تھا وہ مقصد آج تک پورا نہیں ہوا یہ ایکٹ جون کا توں ویسے ہی پڑا ہے۔ جس شکل میں اسے نافذ کیا گیا تھا۔ میں یہ واضح کر دوں کہ یہ اتھارٹی میانوالی، مظفرگڑھ اور خوشاب سب ڈویژن کے لئے بنائی گئی تھی اور اس میں اصل مدعا یہ تھا کہ تھل میں جتنا بھی ریگستانی علاقہ ہے اس کو گورنمنٹ آباد کرے، اسکو Cultivable بنائے اس کو ایک Progressive فارم کی شکل میں اختیار کرے اور جتنی زمین باقی بچتی ہے وہ کسانوں کو اور چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو دے اور اس کے ساتھ ساتھ Preamble میں یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ تھل ڈویلپمنٹ ایکٹ کے تحت جو اراضی حاصل کی جائے گی۔ اس کا ایک حصہ مہاجرین کو دیا جائے گا مگر تیس سال کے عرصے میں اس کا ایک مرلہ بھی کسی مہاجر کو الاٹ نہیں کیا گیا۔

بیگم ریحانہ سرور شہید۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ۲۳ سال پہلے جو قانون بنایا گیا تھا وہ پہلی حکومتوں کے زمانے میں بنایا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کو نافذ نہیں کیا تھا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ اپنی تقریر میں یہ بات کہہ سکتے ہیں۔ یہ اصل میں آپ کی تقریر کا موضوع تو ہو سکتا ہے لیکن ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

ہاجی محمد سہت اللہ خان - جس حکومت کا بھی تصور ہے ٹھیک ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ ان میں سے کسی کی ذمہ داری مجھ پر نہیں آئی کیونکہ میں کسی حکومت میں شریک نہ تھا۔ اگر پھر بھی کوئی Indirect ذمہ داری عاید ہوگی تو وہ بھی آپ کی پارٹی کے چند ارکان پر جو کہ پچھلی حکومتوں میں وزیر رہے ہیں یا ان حکومتوں میں بڑے بڑے عہدے سنبھالے ہوئے تھے ان پر عاید ہوگی۔ مجھ پر پھر بھی کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہوگی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - میں عرض کر رہا تھا تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تحت قریباً بارہ میل بیلٹ کا رقبہ اور لیا گیا تھا بارہ میل بیلٹ کے رقبے میں سے صرف پانچ میل بیلٹ آباد کرنے کے لئے دکھایا گیا ہے۔ یہ رقبہ صرف کاغذوں میں دکھایا گیا ہے کہ اتنا رقبہ آباد ہوا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے جتنا رقبہ لیا گیا تھا وہ انہوں نے آباد نہیں کیا۔ وہاں ایک خاص سکیم بنائی گئی تھی اور یہ تھل ڈویلپمنٹ ایکٹ قطعاً ایک مخصوص جگہ کی نشان دہی نہیں کرتا بلکہ ایکٹ کے اغراض و مقاصد میں یہ کہا گیا ہے کہ بالکل ایک نئی آبادی یا ایک نیا علاقہ بنانا مقصود تھا اور اس میں نئی اصلاحات کرنی تھیں مگر ان میں سے کوئی بھی reform نہیں ہوئی۔ نہ وہاں Play ground بنائے گئے ہیں، نہ پانی سپلائی کیا گیا ہے۔ وہاں کے رقبے کو سیراب کرنے کے لئے نہ وہاں کوئی ایسی چیز ہے جس سے وہ لوگ اپنی زمینوں کو کاشت کر سکتے یا سیراب کر سکتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج وہی ریگستان، جس پر حکومت گزشتہ سالوں میں ۲۰-۸۰ کروڑ روپیہ نیشنل فنڈ سے خرچ کر چکی ہے وہ دوبارہ ریگستان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ میں حیران ہوں کہ ایک ایسا منصوبہ جس پر ۲۰-۸۰ کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور جو پھر دوبارہ اپنی اصلیت پر آچکا ہے۔ ریگستان کی شکل اختیار کر رہا ہے اس کے لئے آج پھر ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ ہم سے مزید رقم اس پر خرچ کرنے کے لئے مانگی جا رہی ہے۔ یہ درست ہے کہ فاضل منسٹر صاحب یہ فرمائیں گے کہ ہم یہ نیا خرچ نہیں کر رہے بلکہ ہم اس خرچ کو کسی دوسری مد میں منتقل کر رہے ہیں اس Amount کی جو کہ غلطی سے ریونیو کی مد میں چلی گئی تھی۔ اب اسے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی مد میں ڈالنے کے لئے یہ ساری ہم نے کوشش کی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر

وہ غلطی ہوئی ہے تو یہ غلطی قدرت کی طرف سے ہوئی ہے۔ جو ادارہ deserve نہیں کرتا کہ اس میں وہ پیسہ جائے وہ خود بخود ایک ایسی مد میں چلا گیا جو کہ Revenue کی تھی اور جس کا تعلق ہر ایک سے تھا ہماری یہ امداد قدرت نے کی اور اس مد میں پیسہ جانے سے قدرت نے روک دیا آپ پھر وہ پیسہ اسی مد میں لے جا رہے ہیں اور اسی مد میں ہسے منتقل.... کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو اس سلسلے میں میں جناب والا یہ عرض کرونگا کہ جس وقت تھل کینال بنائی گئی تھی۔

وزیر تعمیرات۔ کیا اس معزز رکن کے لئے وقت مقرر نہیں ہے۔

حاجی محمد سعید اللہ خان۔ جناب والا۔ اب میں تھل کینال کی طرف آتا ہوں جس کے لئے ۶ ہزار کیوسک پانی مقرر کیا گیا تھا.....

سٹیٹ سپلائی کمر۔ ہر معزز ممبر کا وقت ختم ہونے سے ایک منٹ قبل گھنٹی بجائی جائے گی تاکہ وہ باخبر ہو کر اپنی تقریر ختم کر سکے۔

حاجی محمد سعید اللہ خان۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جس وقت یہ تھل کینال تھل کے ایک بہت بڑے ایریا کے لئے جاری کی گئی تھی تو اس کیلئے ۶ ہزار کیوسک پانی رکھا گیا تھا۔ مگر اس میں سے اس وقت ۴ فیصد پانی کم کر دیا گیا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ریگستان کو سیلاب کرنے کے لئے ایک نہر بنائی جاتی ہے اور اس ریگستان کو آباد کرنے کے لئے پانی منظور کیا جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس منصوبے کو جس پر اتنی کثیر رقم خرچ کی گئی۔ پانی بھی پورا نہیں دیا جاتا۔ کیفیت یہ ہے کہ اس علاقے میں جو چراگاہیں تھیں جن میں غریب لوگ اپنے جانور پالا کرتے تھے ان سے دو آنے چار آنے اور زیادہ سے زیادہ آٹھ آنے تک فی جانور فیس وصول کی جاتی تھی بلکہ ایک روپیہ سینکڑہ بھیڑ بکریوں کی فیس وصول کی جاتی تھی۔ لیکن اس ایکٹ کا اطلاق محکمہ جنگلات پر بھی لاگو کیا گیا ہے اور کیفیت یہ ہوگئی ہے کہ اب وہاں کے لوگ مال مویشی بھی پالنا چھوڑ گئے ہیں۔ جناب والا میں ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ میں تخفیف زر کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ۳،۷۸،۶۳۰ روپے کی کل رقم سلسلہ مدد نمبر ۷ مالیہ اراضی میزان نے مصارف میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کی جائے۔

۲۳۷ ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری

مسٹر سپیکر - میرے خیال میں جو اعتراض پہلے کیا گیا تھا - وہ آپکی تحریک تخفیف زر پر پورا اترتا ہے - لیکن اب یہ موضوع زیر بحث ہے - یہیں کٹ موشن پہلے بھی آئی ہوئی ہے - آپ دس منٹ میں اپنی تقریر کو ختم کریں -

ایک ممبر جناب والا - جس فاضل رکن نے مطالبہ زر پر نکتہ زری تحریک دی ہے اس میں لکھا ہے "New Expenditure be reduced by Re. 1.00" اور ہمارے پاس رولز اور پروسیجر ہے اس میں لکھا ہے "To Re. 1.00" اردو میں بھی یہی ہے "ایک روپہ کردی جائے" دونوں میں سے آپ فرما دیجیئے کہ کون سا ٹھیک ہے "To" ہونا چاہیے یا "by" -

مسٹر سپیکر - یہ ٹائپ کی غلطی ہے - آپ خود ٹھیک کر لیں میں یہ چیز واضح کردوں کہ جو "Re 1.00" والی تحریک تخفیف زر پیش ہے - اس میں اصول طور پر مطالبہ زر کیا گیا ہے اس کی مخالفت نہیں ہے - بلکہ اس کا جو انتظام ہے اور جو وہاں پیشی بھی جارہی ہے ان کو اس سے متعلق اعتراض ہے -

سید قاضی الوری - جناب والا - اس میں پرنسپل پالیسی کا استرداد ہوتا ہے -

مسٹر سپیکر - اس طرح تو ہر بات پالیسی بن جایا کرے گی تو آپ نے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی یا جو بھی مطالبہ زر ہے اس سے کوئی بنیادی اعتراض نہیں کیا بلکہ اسکے انتظام پر اعتراض کیا ہے میں معزز ممبر صاحبان کو یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ جو تحریک تخفیف زر پیش کی جاتی ہے - اس کے تین مقاصد ہوتے ہیں پہلا یہ کہ کارپورا حکمت عملی مسترد کی جائے - اور یہ "تحریک تخفیف زر برائے استرداد حکمت عملی" کہلانے کی - دوسرا یہ کہ "کفالت شعاری کی جائے اور " یہ تحریک تخفیف زر برائے کفالت شعاری" کہلانے کی - تیسرے کوئی خاص شکایت پیش کرنی مقصود ہو جسکے لئے حکومت ذمہ دار ہو اور یہ "علامتی تحریک تخفیف زر" کہلانے کی -

معزز اراکین سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب بھی وہ تخفیف زر کی تحریک دیں وہ ان نین اصولوں کے مطابق اس طرح تحریک ایوان میں پیش کرنے سے ذرا سہولت ہو جائے گی -

وزیر کوآبادیات - جناب والا - یہ تحریک تخفیف زر خاطرہ کے مطابق نہیں ہے -

مسٹر سپیکر۔ میں نے اسکی وضاحت کر دی ہے کہ واقعی یہ تحریک ضابطہ کے مطابق نہیں ہے لیکن میں ممبران کی سہولت کے لئے اور بجٹ کو صحیح نہج پر قائم رکھنے کی غرض سے ممبران کو تقریر کرنے کی اجازت دے رہا ہوں۔

وزیر درآبادیات۔ تقریر کریں لیکن جو پہلی کٹ موشن ہے وہ in order نہیں ہے۔ اس کو remove کریں۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے جس وقت تقریر کے لئے بلایا تھا۔ میں نے اس وقت اس چیز کی وضاحت کر دی تھی۔

سید قابض الوری۔ اس تحریک پر تو انہوں نے اعتراض نہیں کیا تھا اس لئے آپ میری تحریک تعریف زر پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

مسٹر سپیکر۔ میں اس کام کے لئے یہاں پر بیٹھا ہوا ہوں کہ یہ دیکھوں کہ جو کٹ موشن ہے یہ ضابطے کے مطابق ہے یا نہیں ہے۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو صحیح طور پر پیش کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ وہ تقریر کریں گے۔ اور ساتھ ہی میں نے یہ وضاحت بھی کر دی تھی کہ انہوں نے جو تحریک پیش کی ہے وہ ضابطے کے مطابق نہیں ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ یہ تحریک ضابطے کے خلاف ہے اس لئے آپ اس کو خلاف ضابطہ قرار دیں۔

مسٹر سپیکر۔ وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ آپ دوبارہ اسی چیز کے متعلق بوجھ رہے ہیں۔

سید قابض الوری۔ جناب سپیکر۔ ضمنی بجٹ پر بڑی تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر ضمنی بجٹ سابقہ حکومت کا ایک ناجائز بچہ ہوتا ہے جسے موجودہ حکومت نے اپنا متنبی بنا لیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ گذشتہ استعمالی نظام کا ایک ورثہ ہے۔ جسے موجودہ حکومت نے بالکل اس طرح اس کی تمام برائیوں اور خرابیوں کے ساتھ قبول کر لیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ایک شفیق والدہ کی طرح اس کے خد و خال درست کرتی اور اسکی بگڑی ہوئی عادتیں کو سنوارتی۔۔۔

وزیر قادیون۔ ہرانٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ ناضل رکن نے غیر پارلیمانی زبان استعمال کی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۳۹

مسٹر سپیکر—میں سوچ ہی رہا تھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے ؟

وزیر قاعدوں—انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ضمنی بجٹ پہلی حکومت کا ناجائز بچہ ہے اور موجودہ حکومت نے اسے مستنبط بنا لیا ہے۔ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

مسٹر سپیکر—آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہ کیا کہیں یہ بتا دیجئے

وزیر قاعدوں—وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

سید بادشاہ الوری—جناب سپیکر—میں نے موجودہ حکومت کی طرف سے ان کی ایک طرح کی وضاحت اور صفائی کی کوشش کی تھی۔ اگر وہ اس کو اپنا ہی بچہ تصور کرتے ہیں۔ تو ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیوں)۔

مسٹر سپیکر—آپ اپنی تقریر جاری رکھیں.....

سید قاضی الوری—جناب والا—میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک شفیق والد کی طرح اس بچے کے خدوخال درست کرنا موجودہ حکومت کا بنیادی فرض تھا وہ اس کی بگڑی ہوئی عادتوں اور اسکی بد عنوانیوں کو روک سکتی تھی۔ لیکن اس نے اندھی محبت میں اس لالچے بیٹے کی فضول خرچیوں کا سارا نا واجب بوجھ خزانے پر ڈال دیا ہے۔ اگر موجودہ حکومت توجہ کر کے اس کے عمل و کردار اور سیرت کی سخت نگرانی کرتی اور اس کے اللے تللوں سے غریب عوام کے خزانے کو محفوظ رکھتی.....

سردار صاحبزادہ احمد—جناب والا—میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ معزز رکن لکھا دوا پڑھ رہے ہیں۔ جو کہ قواعد کے خلاف ہے۔

سید قاضی الوری—جناب یہ میرے notes ہیں—میرا خیال ہے سردار صاحب اس سے اتفاق کریں گے کہ میں اتنا ضرور بول لیتا ہوں اگرچہ میں ان کی طرح بہت اچھا مقرر نہیں ہوں تاہم خدا کا شکر ہے کہ کم از کم اپنا مافی الضمیر صحیح طور پر پیش کرنے کی صلاحیت ضرور رکھتا ہوں۔ جناب والا—میں گزارش کر رہا تھا کہ حکومت اس لالچے بیٹے کے اللوں تللوں سے غریب عوام کے خزانے کو محفوظ رکھ سکتی تھی لیکن اس نے اپنا یہ فرض ادا نہیں کیا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ اپنی explanation دے رہے ہیں یا ان کی explanation لے رہے ہیں۔ یا کسی قانون کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

مرزا طاہر بیگ۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر بات کو نا جائز بچے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ کیا ان کو اس چیز سے کوئی مناصبت ہے یا ان کو کوئی اس سے رغبت ہے۔

مسٹر سپیکر۔ تشریف رکھیں یہ کوئی point of explanation نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ معزز رکن کے ان فقروں کی طرف مبذول کروانا ہوں جن میں انہوں نے اس بجٹ کو پرانی حکومت کا نا جائز بچہ جو اس حکومت کو وڑنے میں ملا تھا کہا ہے اس سلسلہ میں میں قاعدہ ۱۷۱ (سی) کا حوالہ دیتا ہوں۔ اس قسم کے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں اور اس ایوان کے قواعد و ضوابط کے خلاف ہیں۔ اور میں یہ چاہوں گا کہ اس کے بارے میں آپ اپنی رولنگ صادر فرمائیں۔

مسٹر سپیکر۔ یہ اعتراض پہلے ہی کیا گیا ہے۔ میں نے اس کو entertain نہیں کیا۔ بڑی بڑی عدالتوں میں۔ بڑی بڑی قانون کی کتابوں میں اس phrase کو پیش کیا گیا ہے۔ اور جن ممبران نے منیر رپورٹ پڑھی ہو گی ان کو پتہ ہوگا کہ اس میں یہ لفظ کم از کم بارہ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ حضور والا۔

مسٹر سپیکر۔ جو میں نے فیصلہ دیا ہے۔ آپ اس کو discuss کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ میں آپ کی توجہ قاعدہ ۱۷۱ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں اس کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ :-

- (1) A member desiring to speak on any matter before the Assembly or to raise a point of order or privilege shall rise in his seat or, if unable to do so, shall otherwise intimate his desire to the Speaker and shall speak only when called upon to do so by the Speaker, and shall address the House Standing, except when Permitted otherwise.....

۲۴۱ ضمنی مطالبات زو برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری

(2) No member shall leave his seat while the Speaker is addressing the Assembly.

سپیکر کاوش الوری۔ کیا فاضل وزیر قانون فرمائیں گے تاکہ رول ۱۷۱ کا زیر بحث معاملے سے کیا تعلق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ نہیں جناب والا۔ قاعدہ

۱۷۳ Limitation of Debates سے متعلق ہے۔ اسکی سب کااز (۲) (سی) اور (ڈی) میں لکھا ہوا ہے کہ :-

“(C) make a personal Charge against a member, Minister or the holder of a public office, except in so far as it may be relevant in regard to the matter before the Assembly.”

(d) “utter treasonable or defamatory or unparliamentary words, or make use of offensive expressions.”

اس کے مطابق ناجائز بچے کا لفظ غیر پارلیمانی ہے۔

سپیکر کاوش الوری۔ جناب سپیکر۔ آپ اس سلسلے میں رولنگ دے چکے ہیں۔ اس کے بعد جناب وزیر قانون صاحب کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس معاملے میں میری تقریر میں مداخلت کریں۔

مسٹر سپیکر۔ وہ ایک محاورے کی بات ہے صبح بھی، راجمن اور شیطان، والی بات ہوئی تھی اس طرح تو کوئی بھی تقریر نہیں کر سکتے گا ناجائز بچے کی۔ ترکیب عام طور پر استعمال ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ عدالت عالیہ کے ایک فیصلہ میں کئی بار یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ میں صرف اتنا عرض کرونگا کہ عدالتوں میں اور اس ایوان میں بڑا واضح فرق ہے۔ وہاں ایسی باتیں Observe کی جاتی ہیں۔ اگر کسی مابحت عدالت کے جج نے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے کسی جج نے کوئی ایسی بات کہی ہو یا اپنے آرڈر میں dictate کرائی ہو تو ہو سکتا ہے لیکن وہاں کی کارروائی اور اس ایوان کی کارروائی بالکل مختلف ہے۔

مسٹر ریڈف طاہر۔ جناب سپیکر۔ پاکستان میں سازش اور آمریت کے سانپ کو رائے عامہ کی لائٹی سے کچل دیا جا چکا ہے۔ لیکن آج ہی پرانے نظام کے جو ناجائز۔ حراسی۔ لاوارث اور آوارہ بچے موجود ہیں۔ وزیر اوقاف وہ ان کیلئے خاص ینیم خانے کا استعمال کریں۔

سپیکر کاوش الوری۔ اسکی ضرورت نہیں موجودہ حکومت نے انہیں اپنا متنبہ بنا لیا ہے۔

حاجی محمد سوف اللہ خان—پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ رول ۱۷۳ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ممبر گورنر۔ صدر اور وزیر کا تحفظ کیا گیا ہے کہ ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں اظہار خیال نہیں کیا جا سکتا مگر سرکاری حیثیت سے نہیں۔ حکومت کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ قواعد کے مطابق درست ہے۔

مسٹر سپیکر—اعتراض اس پر نہیں ہے۔ اعتراض (د) (۲) ۱۷۳ کے تحت ان الفاظ پر کیا گیا ہے کہ حکومت نے انکو متنبی بنایا ہے یہاں حکومت کا لفظ ہی نہیں۔ آپ اس بحث میں کیوں پڑ رہے ہیں۔ جب کہ میں نے ان کے اس اعتراض سے اتفاق نہیں کیا۔ میں نے بحث ختم کر دی ہے۔

سید قادیس الوری—جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ موجودہ حکمرانوں نے برسر اقتدار آنے سے پہلے عوام سے یہ وعدے کئے تھے کہ وہ استحصالی نظام اور اس کی تمام روایات کو ختم کر کے رکھ دیں گے۔ لیکن اس ضمنی بحث کے ذریعے ان تمام روایات ان تمام بدعتوں اور ان تمام خرابیوں کو بڑی خوش طبعی اور فراخ دلی کے ساتھ قبول کر لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر میں عرض کرونگا کہ بحث

مسٹر ریفت طاہر—پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ بار بار روایات کی بات کی جاتی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ روایات جنہوں نے اس ملک میں سازشوں کو جنم دیا۔ جنہوں نے اس ملک کی عوام دشمن پالیسیوں کو جنم دیا۔ ہم ان کو ختم کر دیں گے۔

مسٹر سپیکر—یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ مجھے درس نہ دیں۔ معزز رکن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کھڑا ہو کر پوائنٹ آف آرڈر یا نکتہ استحقاق یا تحریک التوائے کار جو بھی قواعد کے مطابق ہو پیش کر سکتا ہے اور یہ فیصلہ کرنا میرا کام ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر یا نکتہ استحقاق ہے یا نہیں۔ لیکن اس کو پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے سے منع نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تحریک التوا پیش کی جائے تو اس کے متعلق بھی فیصلہ کرنا میرا کام ہے کہ قواعد و ضوابط پر پوری اترتی ہے یا نہیں۔ اسکو پیش کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے یا نہیں دی جا سکتی اگر کوئی معزز رکن کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتا ہے تو اس پر فیصلہ دینا میرا کام ہے کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں مجھے اپنے فرائض کا علم ہے۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۴۳

اگر مجھے درس کم دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ تائش الوری صاحب آپ اپنی
تقریر جاری رکھیں۔

سید تائش الوری - جناب والا - میں حوالہ دے رہا تھا کہ
وہ کیا اللہ تلے ہیں جنہیں اس ضمنی بجٹ کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔
مثال کے طور پر اس بجٹ کے ذریعے لاہور سٹیڈیم کمیٹی
کو ۲۷,۶۱,۴۱۰/- روپے کی رقم بمع سود معاف کر دی
گئی ہے۔

مسٹر سپیکر - کیا آپ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے موضوع پر
بول رہے ہیں؟

سید تائش الوری - جناب والا - میں ضمنی بجٹ کی ایک ڈیمانڈ
پر بول رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر - یہ جنرل بحث نہیں ہے۔ آپ بڑی عجیب سی
بات کر رہے ہیں۔ آپ کو ایک Specific کٹ سوشن پر بولنا چاہیے۔

سید تائش الوری - جناب والا - میں تمہید کے بعد اسی موضوع
پر واپس آؤنگا۔

مسٹر سپیکر - اس میں تمہید کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوئی
طریقہ نہیں ہے۔ یہ جنرل بحث نہیں ہے۔ جنرل بحث کا وقت ختم ہو
چکا ہے۔

سید تائش الوری - جناب مجھے تقریر کرنے کے لئے ۱۰ منٹ
لاٹ کٹے گئے تھے۔ میں ابھی تین منٹ بھی نہیں بولا ہوں مسلسل دائیں
اور بائیں طرف سے مداخلت کی جاتی رہی ہے۔ تھل کے سلسلہ میں . . .

مسٹر سپیکر - آپ تھل کے متعلق تقریر ہی نہیں کر رہے . . .

سید تائش الوری - جناب میں عرض کر رہا ہوں کہ تھل
کی سکیم جس کو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بنایا گیا تھا۔ جس کا
مقصد یہ تھا کہ ریگستان کو مرغزار میں تبدیل کر دیا جائے گا۔
جس کا مقصد یہ تھا

وزیر قنادون - ہوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Speaker : I have permitted him to continue.

وزیر قاضیوں۔ جناب معزز رکن ضابطہ نمبر ۱۷۱ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ پہلا رولنگ جو جناب سپیکر نے دیا تھا Defamatory aspersions کے بارے میں تھا۔ اب میں irrelevant speech کے بارے میں Objection raise کر رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے ان کو منع کر دیا ہے۔ آپ نے شاید سنا نہیں۔

وزیر قاضیوں۔ نہیں جناب وہ بار بار repetition کر رہے ہیں۔ ان کی تقریر غیر متعلقہ ہے۔

سید تاجپش الوری۔ جناب میرا خیال ہے کہ وہ مسٹر سپیکر کو اختیار ہے کہ وہ دیکھیں کہ تقریر متعلقہ موضوع پر ہو رہی ہے یا نہیں۔

مسٹر سپیکر۔ یہ ہر ممبر کو اختیار ہے کہ وہ میرے نوٹس میں لائے۔

مرزا طاہر بیگ۔ کیا میں جناب سپیکر کی توجہ اس طرف مبذول کرا سکتا ہوں کہ سپیکر ضابطے کے مطابق نہیں بول رہا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ مقرر کی بات کریں سپیکر کی بات نہ کریں۔
(تہمت)

سید تاجپش الوری۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تھل کی سکیم ریگستان کو مرغزار بنانے کے لئے بتائی گئی تھی۔

وزیر قاضیوں۔ جناب والا میں آپ کی توجہ رول نمبر ۱۷۱ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں بھی یہ واضح ہے کہ

“The Speaker, after having called the attention of the member who persists in irrelevance or in tedious repetition either of his own arguments or of the arguments used by other members in debate, may direct him to discontinue his speech”.

تو یہ ساری repetition ہو رہی ہے

سید تاجپش الوری۔ میں نے جناب فقیر ابھی شروع ہی کیا ہے۔ repetition کا کیسے سوال پیدا ہو گیا۔

وزیر قاضیوں۔ جناب یہ تھل ڈویلپمنٹ کے متعلق ساری چیزیں repeat ہو رہی ہیں۔ تو آپ انہیں ہدایت کریں کہ وہ ابھی تقریر کو discontinues کریں۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۴۰

سید قابض الوری - جناب والا میں نے تو ابھی تھل پر ایک فقرہ کہا ہے۔ اس میں relevancy اور irrelevancy کا کیا سوال پیدا ہو گیا۔

مسٹر سپیکر - آپ نے ابھی ایک فقرہ کہا ہے؟ آپ کی تقریر کو اب کوئی چہ یا سات منٹ گزر چکے ہیں۔

سید قابض الوری - ابھی تو جناب میرا ایک فقرہ بھی پورا نہیں ہوا اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ irrelevant ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید قابض الوری - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ . . .

وزیر اعلیٰ - جناب والا سیری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔ میں اپنے بھائی سے معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ یہ فیصلہ کر لیا ہے اور یہ فیصلہ حزب اختلاف اور ہماری طرف سے مشترکہ ہے کہ ہم نے ایک مقررہ وقت کے اندر کثوتی کی تعاریف پر بحث کرنی ہے اور اسکے بعد ڈیمانڈز Put کی جاتی ہیں۔ اس کے مطابق کیا یہ ساری چیز جاری ہے؟

مسٹر سپیکر - مجھے اس کا احساس ہے۔ مگر معلوم ہے کہ غالباً یہ احساس پہنچایا نہیں گیا۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا۔ یہ احساس پہنچا دیں۔

سید قابض الوری - جناب والا یہ احساس دوسری طرف بھی ہونا چاہیے جو بار بار مداخلت کے ذریعے مجھے تقریر سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ میں جناب سپیکر سے گزارش کر رہا تھا کہ ۱۹۵۹ء میں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو توڑ کر تھل ڈویلپمنٹ کارپوریشن بنائی گئی اور تمام اختیارات ایک ایڈمنسٹریٹر کے ذریعے حکومت نے براہ راست سنبھال لئے۔ لیکن ہوا یہ کہ ترقی ہونے کی بجائے ترقی معکوس ہوئے لگی اور اب تھل ڈویلپمنٹ کارپوریشن تھل Deterioration کارپوریشن بن کر رہ گئی ہے تھل میں ۳/۴ اراضی اتھارٹی نے برائے نام قیمت دے کر عوام سے حاصل کی تھی۔ پھر اس کو بلیک مارکیٹ کی قیمت پر لاکھوں روپے کے منافع پر لوگوں کو بیچا گیا اور یہی اراضی اب لوگوں کے لئے ایک مزید استحصال اور منافع خوری کا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔ اس اراضی کو بہتر بنانے کے لئے.....

بیگم آباد احمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا تابوں صاحب اپنی پوری تقریر لکھی ہوئی پڑھ رہے ہیں۔ یہ تو Notes نہیں ہیں آپ توجہ فرمائیں۔

عیدہ قابش الوری - میں گزارش کرونگا کہ میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا ہوں۔ یہ میرے پاس Notes ہیں۔ بیگم صاحبہ تشریف لائیں اور دیکھ لیں کہ میں کوئی لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا ہوں۔ مجھے چونکہ اعداد و شمار quote کرنے ہیں اس لئے میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ کہیں تو میں آپکی طرف زیادہ دیکھتا رہوں۔ تو جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ

(قطع کلامیاں)

آوازیں - آپ اپنے الفاظ واپس لے جائیں

بیگم آباد احمد خان - آپ اس اسمبلی میں تہذیب سیکھنے یہ بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

آوازیں - الفاظ واپس لے جائیں۔

مسٹر سپیکر - تابش الوری صاحب آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

بیگم آباد احمد خان - دیکھئے کل بھی ایک تہذیب عورتوں کے متعلق برتی گئی تھی۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

تابش الوری صاحب آپ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

بیگم آباد احمد خان - مجھے بھی تو آپ بولنے دیجئے۔

مسٹر سپیکر - تابش الوری صاحب یہ الفاظ واپس لیں آپکے

یہ بہت غیر مناسب الفاظ ہیں۔

بیگم آباد احمد خان - جناب والا۔ کل بھی ایک

تہذیب ہم عورتوں کے متعلق برتی گئی تھی۔ کل بھی یہاں عورتوں کی

توہین ہوئی ہے۔ ہم اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایوان میں عورتوں

کے ساتھ تہذیب سے بات کرنی چاہئے۔

مسٹر سپیکر - بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۳۷

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب سپیکر - کل بھی اسی طرح کے الفاظ استعمال کئے گئے تھے -

مسٹر سپیکر - آپ نے سنا ہی نہیں ہے - میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں - (قطع کلامیاں) دیکھئے یہ میرا کام ہے - مجھے فیصلہ کرنے دیجئے - اگر آپ وہاں بیٹھ کر خود فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر سیشن نہیں چل سکتا - تابش صاحب آپ یہ الفاظ واپس لیں اور ان کے لئے اپنی طرف سے معذرت کا بھی اظہار کیجئے -

سید تابش الوری - جنابہ - بیگم صاحبہ میری بزرگ ہیں - میرا مقصد ہرگز ان کی دل آزاری نہیں ہے -

بیگم آباد احمد خان - انہیں تہذیب ہونی چاہئے - کل بھی میں خاموش رہی تھی -

سید تابش الوری - جناب سپیکر میں کہہ رہا تھا کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی اراضی (قطع کلامیاں) -

مسٹر سپیکر - تابش الوری صاحب یہ الفاظ واپس لیجئے -

سید تابش الوری - جناب میں عرض کر چکا ہوں کہ میرا مقصد ان کی دل آزاری نہیں تھا -

مسٹر سپیکر - یہ مقصد کی بات نہیں ہے -

سید تابش الوری - میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں -
(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ میں ان کی عزت کرتا ہوں اور میرا وہ مقصد نہیں تھا کہ ان کی دل آزاری ہو -

سید تابش الوری - جناب سپیکر - میں گزارش کر رہا تھا کہ اس اراضی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے ۱۲۰۰ روپے فی ایکڑ کے حساب سے ایک تھل ڈویلپمنٹ ٹیکس بھی غریب لوگوں پر عائد کر رکھا ہے - وعدے یہ کئے گئے تھے کہ ٹیکس کا سرمایہ اس اراضی کو بہتر بنانے پر خرچ کیا جائے گا لیکن ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ زیر کاشت اراضی بہتر نہیں بنائی جا سکی بلکہ اس اراضی پر بھی

یہ ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے جو بنجر اور ریگستانی علاقوں پر مشتمل ہے اور وہاں سے کسی آدمی کو کسی کاشتکار کو ایک پیسے کی آمدنی بھی نہیں۔ جناب والا اس وقت تک وہاں پر ہانی کی فراہمی کے لئے جو منصوبے بنائے گئے تھے ان کو ابھی تک عملی جامہ نہیں پہنچایا جا سکا ہے.....

جناب والا - تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تحت وہاں پر ایک شوگر مل بھی ہے اور اس شوگر مل کے سلسلے میں بڑے سکیینڈل جنم لے رہے ہیں۔ میں صرف ایک مثال دوں گا کہ پچھلے دنوں -/۶۶ روپے فی من کے حساب سے چینی ایک ایسے ہاتھوں فروخت کر دی گئی جو اس کے اہل نہیں تھے جب کہ مارکیٹ میں اس وقت چینی کی قیمت -/۹۰ روپے فی من تھی۔ معلوم نہیں کن پوشیدہ وجوہ کی بنا پر خسارے کا یہ ہر اسرار سودا ہوا اور حکومت کو اس سلسلے میں -

مسٹر سپیکر - تابش الوری صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھئے۔ وزیر نو آبادیات -

وزیر اوقاف - دو آبادیات و ایشیال - (جوہدری ممتاز احمد کاهلون) - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے معزز ارکان اسمبلی کی خدمت میں چند حقائق پیش کرنا چاہتا ہوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میرا خیال ہے کہ محترم وزیر صاحب کو آخر میں جواب دینا چاہئے۔ کیا آپ نے یہ طے کر لیا ہے کہ کسی اور سپیکر کو بولنے کی اجازت نہیں دیں گے -

مسٹر سپیکر - اس مد پر نہیں -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - جیسا کہ قاعدہ ہے کہ جو ڈیمانڈ پیش کرے گا - اس کی طرف سے یقیناً جواب آئے گا اور پھر معاملہ ختم ہو جائے گا -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - اس کٹ موشن کے متعلق ایک قانونی نکتہ تھا جو کہ میں نے عرض کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ نکتہ وضاحت طلب ہے - اس کے متعلق فرمایا جائے اگر یہ غیر قانونی ہے تو اس کٹ موشن کو واپس لیں - ڈیمانڈ نمبر ۱ غیر آئینی ہے غیر قانونی ہے - پہلے اس کا فیصلہ ہو جائے -

مسٹر سپیکر - وزیر اوقاف آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

وزیر اوقاف - نو ایادیات و اشتہال - جناب والا۔ اس معزز ایوان میں زیادہ تر تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بداعمالیوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن جو کام تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے وہاں کیا ہے۔ اس کام کو اس ایوان کے سامنے نہیں رکھا گیا ہے۔ میں آپکی وساطت سے تمام معزز ممبران کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس عرصہ میں جتنی دیر تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی وہاں کام کرتی رہی یا اس نے اس علاقہ میں جو کام کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس علاقہ کی جو کل زمین جس میں پانچ تحصیلیں نہیں تحصیل کوٹ ادو۔ تحصیل لیہ تحصیل۔ بھکر اور جزوی طور پر تحصیل میانوالی اور تحصیل خوشاب تھیں۔ ان میں کل رقبہ ۱۶ لاکھ ۷۵ ہزار ۳ سو ۶ ایکڑ تھا۔ اس میں سے ۱۲ لاکھ ۸۳ ہزار ۳ سو ۱۵ ایکڑ انہوں نے کالونائز کر دیا ہے۔ باقاعدہ وہ زمین آباد ہو چکی ہے۔ وہاں لہلہاتی فصلیں موجود ہیں اور باقی صرف ۳ لاکھ ۹۱ ہزار ایکڑ زمین ہے۔ جن کی بہر صورت ابھی تک آبادی اور بحالی باقی ہے۔ میں اپنے معزز اراکین جو مختلف اطراف سے بحث میں حصہ لیتے رہے ہیں ان کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں خود پچھلے تین ماہ میں وہاں گیا ہوں میں نے خوشاب اور میانوالی کے سارے ضلع میں اور مظفرگڑھ کے تھانے چوہارے کا دورہ کیا۔ ایک ایک تھانہ لیول پر جانے کی کوشش کی۔ جو لوگوں کی مشکلات تھیں ان کا ہتہ چلانے کی سعی کی۔ وہاں بہت زیادہ مشکلات ہیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا.....

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - ہوائنٹ آف انفرمیشن - کیا جناب وزیر اوقاف صاحب بھکر تحصیل کے کسی تھانے کا نام بتا سکتے ہیں جہاں پر وہ تشریف لے گئے۔

وزیر اوقاف - نوآبادیات و اشتہال - جناب والا۔ میں تحصیل بھکر کے تمام تھانوں میں گیا۔ میں منگیرہ تھانہ - بھکر تھانہ جو دریا خان سے شروع ہوا تھا گیا۔ میں اپنے فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع میانوالی کا ایک تھانہ بھی ایسا نہیں تھا جہاں میں نہ گیا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) عیسیٰ خیل سے لیکر (کرنل اسلام صاحب وہاں کے ممبر ہیں اب ان سے پوچھ سکتے ہیں) منگیرہ تک گیا۔ جو افسر اس وقت میرے ساتھ ڈیوٹی پر تھے نہ میں نے انہیں کھانا کھانے دیا اور نہ میں نے خود کھانا کھایا۔ خود بھی میں نے جنے کھائے اور انہیں بھی جنے کھلائے تھے۔

خان امیر عبداللہ خان روکٹری - جناب والا - میں
دیہات کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں - آپ کسی دیہات کا نام بتادیں -

مسٹر سپیکر - آپ نے تھانے کے نام پوچھے ہیں -

وزیر اعلیٰ - کاش ! خان امیر عبداللہ خان صاحب اس پر خوشی
کا اظہار فرماتے -

خان امیر عبداللہ خان روکٹری - جناب والا - عیسوی خیل
تعمیل دریائے سندھ کے پار ہے

علامہ رحمت اللہ ارشد - پوائنٹ آف انفرمیشن - جناب والا
میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب کھانا نہیں کھاتے
ہیں بلکہ یہ dieting فرما رہے ہیں - یا ایثار فرما رہے ہیں -

گرنل سگند اسلمر خان دھڑی - جناب سپیکر - میں یہ
عرض کروں گا کہ وزیر اوقاف جناب چوہدری ممتاز احمد کھلوں صاحب
تعمیل عیسوی خیل کے ہر تھانے میں تشریف لے گئے تھے - میں ہاؤس
کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا -

مسٹر سپیکر - آپ ان کی تائید کرنا چاہتے ہیں - آپ
تشریف رکھیں - اطلاع ہوگئی -

وزیر اوقاف - نو آبادیات و اشتمال - جناب سپیکر -
میں یہ جوابات بحیثیت وزیر کالونیز دے رہا ہوں - اس تمام علاقہ
میں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے سڑکیں بنائی ہیں - سکول قائم کئے ہیں
ڈسپنسریاں کھولی ہیں - نہریں کھودی ہیں اور اس کے علاوہ پشمار
کارخانے اور صنعتیں قائم کی ہیں - یہ وہ تمام کام ہیں جو تھل
ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اس وقت کئے -

جناب والا - ایک اور بات جو بڑی ضروری ہے اور جس کی طرف
پہلے بھی اس ایوان کی توجہ دلائی گئی وہ یہ ہے کہ یکم جون ۱۹۶۹
سے یہ اتھارٹی ختم کردی گئی اور اس کی جگہ ایڈمنسٹریٹر مقرر ہے -
جو کالونیز کے زمینوں کے متعلق - شہری جائدادوں کے متعلق حساب
کتاب کر رہا ہے اس نے نئی حکومت کے آنے کے بعد کالونیز کا چارج
لیا - میں تمام فاضل دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ گذشتہ دور
میں جو دھاندلیاں - برائیاں - خرابیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو
دور کرنے کے متعلق ہم پوری تگ و دو کر رہے ہیں - میں آپکو یہ

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری ۲۵۱

بھی یقین دلانا ہوں کہ جنہوں نے بربادیاں کیں - تباہیاں کیں جیسا کہ عام اللہ تللے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اگر کوئی بھی چیز ہمارے علم میں آئے گی - ہم کسی بھی شخص کو جو اس خرابی کا ذمہ دار ہوگا اس کو نہیں بخشیں گے - اس کے متعلق پوری پوری کارروائی کی جائے گی - اگر یہ محسوس کیا گیا کہ کسی شیخ پر جس طرح کہ فاضل ممبران جانتے ہیں کہ بچھلے دنوں بہت سے افسران نکالے گئے ان میں سے بہت سے افسر ایسے ہیں جنہوں نے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں خرابیاں پیدا کی تھیں - رشوتیں لی تھیں - بد عنوانیاں کی تھیں ان کو ان کے کٹے کی سزا مل گئی ہے اور آئندہ بھی اگر کسی شیخ پر یہ محسوس کیا گیا اور آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ بہت سے ایسے افسران ہیں جو بد عنوان تھے وہ لانگ مارچ اور جلوس نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں اس طرح سے وہ ہمیں مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - یہ غیر متعلقہ تقویر کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - اس میں کوئی غیر متعلقہ بات نہیں ہے -

وزیر اوقاف نو ابادیات و اشتغال - جناب والا - میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو یقین دلانا ہوں کہ حکومت ان کے کسی ایسے اقدام سے مرعوب نہیں ہوگی - جو لوگ بچ گئے ہیں جب بھی وہ ثابت ہو گئے کہ وہ بد عنوانیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں - ہم ہرگز بھی ان کو معاف نہیں کریں گے

علامہ رحمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف آرڈر -

مسٹر سپیکر - تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جو افسران ہیں ان کا ذکر کر رہے ہیں - ان کو ذکر کرنے دیجئے -

وزیر اوقاف نو آبادیات و اشتغال - یہ الزامات آپ کے دوستوں نے لگائے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - ابھی ہانچ کٹ موشنز ہیں - اگر اختصار سے کام لیا گیا تو کام چلے گا ورنہ guillotine ہوگی -

مسٹر سپیکر - میں صرف وزارتی بنچوں پر اس کا اطلاق نہیں کر سکتا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - تذکرہ ہو گیا کہ بدعنوان افسران کو نکال دیا گیا - بات یہی ختم ہو جانی چاہئے - تھی آئندہ یہ کریں گے فلاں کریں گے اس سے وقت ضائع ہوتا ہے -

ممبر سنیپیکر - علامہ صاحب انہیں بولتے ہوئے ابھی ۷ منٹ ہوتے ہیں -

وزیر اوقاف - ذو آبادیات و اشتہال - جناب سپیکر - میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے حزب اختلاف کے اراکین کو یقین دلاؤں کہ کوئی بھی بدعنوانی موجودہ گورنمنٹ برداشت نہیں کرے گی - انشاء اللہ ہم سب لوگوں کے تعاون کے ساتھ - آپ لوگوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کے بعد جو برائیاں اس معاشرے میں ہیں جو رشوت خوری ہے جو بدعنوانیاں پہلے لوگوں نے کی ہیں آئندہ اگر اس کے لئے کوئی جسارت کرے گا ہم اس کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے - اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ختم ہو چکی ہے - مردہ ہو چکی ہے اس کی بدعنوانیاں - شکایتیں اور تکلیفیں جو عوام کو ہیں انشاء اللہ ان کو رفع کیا جائیگا -

جناب والا - جس مد کے متعلق میرے فاضل دوست چوہدری امان اللہ لک صاحب نے ابھی point out کیا ہے - اس کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ مد ایسی نہیں ہے جس کے لئے ایوان کی منظوری کی ضرورت ہے بلکہ فاضل ممبران کے سامنے اس لئے رکھی گئی ہے کہ زر پٹہ کی رقم تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی رقم تھی - وہ لینڈ ریونیو کی مد میں چلی گئی کیونکہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ذمے حکومت کا قرضہ ہے اور وہ رقم حکومت کی کسی ایک اور مد میں چلی گئی ہے - اس لئے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی مد میں ہم اس کو دکھانا چاہتے تھے - یہ صرف adjustment تھی - یہ صرف ممبران کی آگاہی کے لئے تھی - ہم ہرگز تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو کوئی اور رقم خرچ کرنے کے لئے نہیں دینا چاہتے ہیں - اور جو پرانے قرضہ جات ٹی ڈی اے کے ہیں - وہ انشاء اللہ وصول کئے جائیں گے اور ٹی ڈی اے کی ۱۴ کروڑ کی وصولی باقی ہے - لیکن میں یہ بتا دوں کہ وہ گذشتہ حکومتوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے ہوا ہے - ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے تعاون کے ساتھ وہ رقم بھی وصول کریں گے اور بعد میں جو رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ کرنی ہے ان پر خرچ کریں گے اور ابھی ابھی جن لنک

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شمارہ ۲۰۳

روڈ کا ذکر کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ نہریں کھودنی
پڑیں گی انشاء اللہ ہم ان تمام رقوم کی وصول یابی کریں گے اور وہ
رقوم خرچ کی جائیں گی۔ پھر یہ کہا گیا اور میں یہ محسوس کر رہا
ہوں کہ کام تیز رفتاری سے نہیں ہو رہا۔ میرا خیال ہے کہ آپ
لوگ بھی اس چیز کو محسوس کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ میں آپ کو
بتائے دیتا ہوں۔ ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ تھا۔ بعد میں سپریم کورٹ
میں ایک رٹ بھی دائر ہوئی تو جب تک اس کا فیصلہ نہ آجائے
ہم کوئی adjustment نہیں کر سکتے۔ کوشش ہو رہی ہے کہ جو
رٹ دائر شدہ ہے اس کا فیصلہ ہو جائے تو ہمیں امید ہے کہ ہمارا
آبادکاری کا عملہ اس کام کو ختم کر سکے گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - میں جناب کی
توجہ رول ۱۱۰ (۲) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس کے تحت
بحث کے خاتمے پر وزیر خزانہ کو جواب دہنے کا حق حاصل ہے۔ یہ
بحث اجلاس ہے اور جو موشن پیش کی گئی ہے یہ عام نہیں ہے بلکہ یہ
تحریک ان کی جانب سے آئی ہے اور اس کا جواب بھی انہوں نے دینا
ہے تو فاضل وزیر اوقاف کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی خلاف
ورزی کریں۔ باقی جہاں تک رول ۱۱۶ کا تعلق ہے اس میں درج ہے -
کہ ضمنی تخمینہ جات کا وہی طریق کار ہوگا جو طریق کار مزانیہ کے
لئے مقرر کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ حق انہیں نہیں پہنچتا کہ وہ
اس تحریک پر تقریر کریں۔

وزیر اوقاف - یہ حق میں نے نہیں دیا بلکہ سپیکر صاحب نے
ان کو دیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - رول کے ہوتے ہوئے اس
حق کو وزیر خزانہ ہی استعمال کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔
یہ تو ایک قانونی چیز ہے۔

مہاں غلام فرید چشتی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا -
میں قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۱۱۶ کا حوالہ دیتا ہوں۔ اس میں
لکھا ہوا ہے کہ -

“The procedure for dealing with supplementary
estimates of expenditure and excess demands
shall as possible,

The words are “as far as possible”

[۲۰ جون ۱۹۷۲ء]

کو ملاحظہ فرمائیں اس میں وزیر خزانہ جو متعلقہ وزیر ہیں۔۔۔۔۔ جواب
دہرے لگے۔

مسٹر سپہنگر۔ وزیر خزانہ اس ضمنی بجٹ پر جس حد
تک مناسب سمجھیں گے تقریر کریں گے۔

میاں غلام فرید چشتی۔ جناب والا۔ یہ میں شوگر مل
کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ میں اس کے متعلق گزارش کروں
کا کہ اس میں ۸۶ فیصد حصص حکومت کے ہیں اور ۱۴ فیصد
پبلک کے ہیں۔

مسٹر سپہنگر۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد سیف الدین خان۔ ہوائنڈ آف آرڈر۔ جناب والا
تخفیف زر کی تحریک جو پیش کی جاتی ہے اس کو عام
بجٹ کا حصہ نہیں بنایا جاتا۔ اگر وزیر صاحب کو جواب دینے
کا حق دیا جا رہا ہے تو ادھر بھی ممبروں کو حق دیا جائے کہ
وہ اس پر تنقید کر سکیں۔

جان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ ہم اس کے
متعلق آپ کا واضح حکم چاہتے ہیں۔

مسٹر سپہنگر۔ اس میں وضاحت کی ضرورت نہیں۔ حاجی سیف اللہ
صاحب تخفیف زر پر بولے ہیں تائیس الوری صاحب نے بھی اپنے
خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اب وزیر اوقاف و کالونیز بول رہے ہیں۔
وزیر خزانہ جب مناسب سمجھیں گے تقریر کریں گے۔

وزیر اوقاف۔ دو آبادیاں اور اشتہال۔ جناب والا۔
میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے دوستوں نے جن امور کی
نشاندہی کی ہے۔ اس کے متعلق تحقیقات کرائی جائیں گی۔ مجھے یقین
ہے کہ جتنی خرابیاں یا کوتاہیاں بیان کی گئی ہیں وہ دور
کی جائیں گی حالانکہ وہ سب کی سب ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ سے پہلے کی
ہیں لیکن پھر بھی ہمارے ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی تحقیقات
کریں اور پرانے حالات کو درست کریں۔ ان الفاظ کے ساتھ
میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

۲۰۰۵ ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ پر بحث اور رائے شماری

Mr. Taj Muhammad Khanzada—On a point of order. I would like to point out one thing.

The prices of sugar in 1968 may kindly be compared with the prices prevailing at this time.

Mr. Speaker—This is not point of order.

Mr. Taj Muhammad Khanzada—But public finance is involved.

Mr. Speaker—That is true. The Member could have moved a cut motion.

Mr. Taj Muhammad Khanzada—Rupees fifty lacs are involved.

Mr. Speaker—The member may write an article in the newspaper.

علامہ رحمت اللہ اورنگزادہ - جناب سپیکر - میں ایک مختصر بیان پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اصل میں ایک الجھن سے پیدا ہو گئی ہے - کہ اس ضمنی بجٹ کو نہ موجودہ حکومت نے مرتب کیا ہے - نہ اس کی کوئی اخلاقی یا اقتصادی ذمہ داری تھی - بلکہ ایک قانون کے مطابق انہوں نے اس کو regularize کیا ہے - ان بنچوں پر بیٹھنے والے بعض فاضل ممبران نے جناب حنیف رائے صاحب کو خراج تحسین پیش کیا اور بعض نے کہا کہ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں - لیکن سیدھی سادی بات یا صورتحال یہ ہے کہ جن رقوم کے تبادلے ہو چکے ہیں - یا آج رقوم خرچ ہو چکی ہیں ان کو قانونی شکل دینے کے لئے اس حکومت نے ضمنی بجٹ کو ممبران کے سامنے پیش کیا ہے اگر یہ الجھن دور ہو جائے تو باقی کارروائی مختصر ہو جائے گی -

وزیر اعلیٰ - میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کے معزز ممبران نے آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی کہ وقت کم ہے - وقت کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ ڈیمانڈز پیش کر سکیں - اس وقت ۱۲ بج کر ۳ منٹ ہو رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی تقسیم کرنی پڑے گی ورنہ یہ کام ختم نہیں ہو سکے گا - ہم نہیں چاہتے کہ guillotine apply کی جائے - یہ چیز میں ان کے مفاد کی خاطر عرض کر رہا ہوں

کہ تقسیم وقت اس طرح فرما دیں کہ تمام کٹوتی کی تحریکیں زور بحث آجائیں۔

چوہدری احسان اللہ لک - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں نے عرض کیا تھا کہ اس ایوان میں جو ڈیمانڈ نمبر ۱ پیش ہے۔۔۔۔۔ (قطع کلامیان)

مسٹر بھپپوکر - آپ تشریف رکھیں - میں نے اس چیز کو نوٹ کر لیا ہے۔ اگر اس میں کوئی فیصلہ درکار ہوا تو وہ میں دے دوں گا۔

وزیر خزانہ - (مسٹر محمد حنیف راجے) جناب والا - ضمنی بحث پر میرے ساتھیوں اور حزب اختلاف کے ممبران نے بحث کی ہے کہ اس سلسلے میں میں ایک مختصر سی وضاحت کردینا نہایت ہی ضروری سمجھتا ہوں۔ ضمنی بجٹ کوئی ایسی چیز نہیں جو روایت سے جداگانہ ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم پہلی دفعہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ ہر سال پیش ہوتا ہے یہ سال میں کئی مرتبہ بھی پیش ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ناگزیر اخراجات سامنے آجاتے ہیں جو اسمبلی میں ممبران کے سامنے یا ان کے نوٹس میں لا کر ان کو Budgeting Cover دیا جاتا ہے۔ یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔ میں مثال کے طور عرض کرتا ہوں۔ کہ جب ۱۹۶۵ء میں جنگ ہوئی تھی۔ اسوقت ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ کتنے اخراجات ہونگے۔ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ کونسی شق پر کتنا خرچ ہو گا۔ اس سال خاص طور پر جنگ کے خاتمہ کے فوراً بعد ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے میں اپنے ساتھیوں سے آپ کی وساطت سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس میں شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں کہ ہم ضمنی بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ ضمنی بجٹ پیش نہ ہوتا اگر اسکی ضرورت محسوس نہ ہوتی کیونکہ یہ ہاؤس کا استحقاق تھا۔ کہ جو نیا خرچ کیا گیا ہے وہ ہاؤس کے نوٹس میں لایا جائے۔ جناب والا - میں ضمنی بجٹ کے سلسلہ میں ایک ضروری بات محسوس کر رہا ہوں۔ وہ یہ کہ کچھ اخراجات آپ کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں اور آپ سے انکی منٹاوری کی اجازت چاہی جا رہی ہے کہ ہمیں نئے اخراجات کرلیے کی اجازت دے دی جائے۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ ہر بحث اور رائے شماری ۲۵۷

جناب والا - دوسری بات یہ ہے کہ جس سال کے یہ اخراجات آپ سے مانگ رہے ہیں - آپ اس سال کے تخمینہ جات کو دیکھ لیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ہم نے اس سال جو بجٹ روٹیوں میں کرنی تھی وہ گیارہ کروڑ چوبیس لاکھ روپے ہے - لیکن ہم نے اس سال انیس کروڑ بیس لاکھ روپے کی بجٹ کی ہے اور خزانہ میں سات کروڑ چھیانوے لاکھ روپے مزید جمع کئے - لیکن پھر بھی ہم ہر ناجائز بچے کی ہوتی کسی جاتی ہے - ہمارے اپنے ہنچوں سے اعتراض اٹھتے ہیں یہ ساری چیزیں آپ کی ہی ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - وزیر خزانہ صاحب ضمنی بجٹ ہر عام بحث کر رہے ہیں یا کٹ موشن ہر بول رہے ہیں - حالانکہ ہمیں صرف T.D.A. تک ہی محدود رہنا چاہئے اور انہیں ہماری کٹ موشن کا جواب دینا چاہئے -

وزیر خزانہ - جناب والا - آپ نے حزب اختلاف کے سربراہ کو جنرل سوال اٹھانے کی اجازت دی تھی - اس لئے مناسب ہے کہ جنرل سوال کی وضاحت کر دی جائے -

جناب والا - میں یہ عرض کرونگا کہ چونکہ جناب امان اللہ صاحب نے بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ ضمنی بجٹ غیر قانونی ہے - یہ ہر گز غیر قانونی نہیں ہے - ضمنی بجٹ میں خاص Adjustments ہوتی ہیں - اس بجٹ میں تین بڑی مدیں Accounting Adjustment سے تعلق رکھتی ہیں - اور ان کا خزانے پر کسی طرح بوجہ نہیں پڑتا - دو مدیں ملازمین کی پنشن سے تعلق رکھتی ہیں - جسکے سلسلہ میں میرے بہت سے دوستوں نے یہاں تقریریں کی ہیں - میں ان سب کے ساتھ متفق ہوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اس سے بڑی غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے - ہمیں صرف ڈیمانڈ زیر بحث کی حد تک محدود رہنا چاہیے - لیکن یہ پنشن کی ڈیمانڈ کو بھی زیر بحث لا رہے ہیں - General expenditure کو بھی زیر بحث لا رہے ہیں - بجٹ جنرل ڈیمانڈ ہر کی جا رہی ہے یہ T.D.A. تک اپنی بجٹ کو محدود رکھیں - مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - حاجی صاحب کی شاندار تقریر اور جناب قائد حزب اختلاف کی تقریر سے میری وضاحتیں تعلق رکھتی ہیں -

اس لئے میں سمجھتا ہوں اور سمجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اس
 ہاؤس کے سامنے ضمنی سال کی کیفیت اس کی اصل نوعیت آپ کے سامنے
 رکھوں۔ میں جناب امان اللہ لک کے اٹھائے گئے مسئلہ پر آتا ہوں انہوں
 نے Account Code کے صفحہ ۲۵۱ کا حوالہ دیا ہے اور کہا ہے کہ
 یہ ڈینانڈ Illegal ہے۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ دو محکموں
 کے درمیان Adjustment بوجھ کے بعد ہو سکتی ہے لیکن T.D.A. ٹیکس
 Autonomous Body ہے اس لئے اس کے سلسلہ میں یہ قانون لاگو نہیں
 ہوتا۔ اس کے لئے Budgeting Cover ضروری ہے جو ہم اس ہاؤس کے سامنے
 لائے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔

مسٹر نسیم پور - اب میں تعریف زر کی تحریک ایوان کے سامنے
 رائے شماری کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے :

کہ ۳،۷۸،۶۳۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۷۔ مالہ اراضی -
 میزان نئے مصارف میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر نسیم پور - اب میں مطالبہ زر ایوان کے سامنے رائے
 شماری کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو ۳،۷۸،۶۳۰ روپے سے متجاوز نہ
 ہو۔ گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
 جائے جو مالی سال محتملہ ۳۔ جون ۱۹۷۲ کے دوران
 قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
 بسلسلہ مد مالہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک ضمنی رقم جو ۳،۱۲،۱۲،۶۲۰ روپے سے متجاوز نہ
 ہو۔ گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
 جائے جو مالی سال محتملہ ۳۔ جون ۱۹۷۲ کے دوران
 قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
 بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

ضمیمہ مطالبات زد برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری ۲۵۹

مسٹر سپیکر - تحریک یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو ۳،۱۲،۱۲،۶۲۰ روپے سے تجاوز ہو گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے مساوی دیگر اخراجات کے طور پر سلسلہ مد جنگلات سوابد اہت کرنے پڑیں گے۔

حاجی محمد صوف اللہ خان - (رحیم یار خان-۱) - جناب والا میں تحریک توفیق زر پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا - تحریک یہ ہے :-

کہ ۳،۱۲،۱۲،۶۲۰ روپے کی کل رقم سلسلہ مد ۱۰ - جنگلات پر ان نئے مصارف میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کی جائے۔

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر زہر غور پر تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۳،۱۲،۱۲،۶۲۰ روپے کی کل رقم سلسلہ مد ۱۰ - جنگلات میزان نئے مصارف میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کی جائے۔

مہاں منظور احمد موہل - Pint of Information Sir - جناب والا - وقت کے تعین کا مسئلہ پہلے طے کر لیا جائے کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ وقت کا تعین بعد میں کیا جائے گا۔

وزیر زراعت - جناب سپیکر - میں اس وقت کٹ موشن کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - کٹ موشن جس معزز ممبر کی طرف پیش کی گئی ہے وہ کسی مٹک تقریر کریں گے۔

حاجی محمد صوف اللہ خان - جناب والا - میں آپ کی وہ اہمیت سے اس ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جنگلات کے محکمہ کا نام ہم کافی عرصے سے سن رہے ہیں۔ یہ محکمہ ۱۹۶۷ء میں معرض وجود میں آیا تھا اگر اس محکمہ کے قیام کی تاریخ سے لے کر آج تک کا موازنہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ ایک درخت روزانہ پھول لگاتا تو اس ملک کا چہہ سر سبز ہو جاتا۔ اس میں

درخت ہی درخت دکھائی دیتے۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ محکمہ جنگلات جو کہ مشنری محکمہ ہے جس کا مقصد ملک میں جنگلات کی تعداد زیادہ سے زیادہ کرنا ہے۔ کیونکہ جنگلات ملک کے لئے ایک ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتے ہیں۔ نہ صرف ملک کے لئے ایک ذخیرے کا کام دیتے ہیں۔ نہ صرف ملک کی آمدنی کے لئے معقول اور مناسب رویہ فراہم کرتے ہیں نہ صرف روزمرہ کی ضروریات کا باعث ہوتے ہیں بلکہ اس ملک کی آب و ہوا اس ملک کی صحت کا دارومدار زیادہ تر جنگلات کے درختوں پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر درختوں کی بہتات ہو تو اس ملک کی آب و ہوا خوشگوار ہوتی ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ یہ مشنری محکمہ جنگلات جو کہ کسی خاص اور اچھے مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے اور جس کا مقصد ملک کے اندر زیادہ سے زیادہ درخت اگانا تھا۔ وہ ایک تعزیری محکمہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس محکمہ کا کام سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ غریب دیہاتیوں کو پریشان کرے۔

مسٹر روٹ ظاہر۔ میں اپنے فاضل دوست سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس محکمہ کی اہمیت اس حد تک سمجھتے ہیں اور مشنری کام وہ کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے خود کتنے درخت لگائے ہیں۔

حاجی محمد بسوف اللہ خان۔ جناب والا۔ میں اگر انہیں یہ کہہ دوں کہ میں نے ایک لاکھ درخت لگائے ہیں تو ان کے پاس تردید کا کیا ثبوت ہے۔

مسٹر بسوف۔ یہ غیر متعلقہ سوال ہے۔

حاجی محمد بسوف اللہ خان۔ آپ عینی طور پر وہاں دیکھ لیں کہ میں نے درخت لگوائے ہیں یا نہیں۔ اس کے ساتھ میں فاضل ممبر کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ نہ میں محکمہ جنگلات میں ملازم رہا ہوں اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی معاوضہ وصول کیا ہے اور نہ ہی میرا اس محکمہ سے کوئی تعلق رہا ہے۔ میں تو اس محکمہ کی کارکردگی کا ذکر کر رہا ہوں۔ میں تو اس کا لگراں ہوں اور آپ کی اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری ۲۶۱

وزیر خزانہ—Point of Privilege۔ فاضل مقرر نے فرمایا ہے کہ پچھلے ۲۳ سالوں میں اگر محکمہ ایک دن میں ایک درخت لگاتا تو آج سارا ملک سرسبز و شاداب نظر آتا۔ جناب والا اگر محکمہ نے اسی طرح کام کیا ہوتا تو آج تک ۸۸۰۷ درخت لگائے جاتے۔

(قطع کلامیاں)

Sr, I am in possession of the House. I am speaking on a Point of Privilege.

جناب والا۔ محکمہ کے متعلق اس ہاؤس کو غلط اطلاع دینا اس ہاؤس کی توہین ہے۔ میں فاضل مقرر سے آپ کی وساطت سے چاہوں گا کہ وہ ایوان سے معافی مانگیں کہ انہوں نے غلط اعداد و شمار پیش کئے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ مجھے اس چیز سے اتفاق ہے کہ جو شخص ہاؤس کو غلط اطلاع دے وہ ضرور معافی مانگے۔ آپ ٹیپ ریکارڈ کو چوائس اور میری تقریر سنیں اور دیکھیں کہ میں نے یہ کہا تھا کہ ۱۹۲۷ء میں یہ محکمہ قائم ہوا تھا اگر یہ محکمہ ۱۹۲۷ء سے روزانہ ایک درخت لگاتا۔ تو ان کی کتنی تعداد ہوتی لیکن وزیر خزانہ صاحب ۱۹۳۷ء سے دن گن رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر۔ ۱۹۲۷ء سے بھی لاکھوں کا حساب نہیں بنتا۔ آپ صرف حساب میں کمزور ہیں اور کوئی بات نہیں۔

شیخ عزیز احمد۔ جناب والا۔ یہ کٹ موٹن پر بحث ہو رہی ہے یا عام بحث ہو رہی ہے۔ یہ محکمہ کی کارکردگی پر بحث کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ وزیر خزانہ کی کارکردگی سے متعلق بحث نہیں کر سکتے۔

مسٹر سپیکر۔ تقریر پر اعتراض کیا گیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ رولنگ دینے سے پہلے میری ایک عرض سن لیں۔ میں آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر—میں رولنگ نہیں دے رہا ہوں بلکہ میں تخفیف (ز) پیش کرنے سے متعلق بتا رہا ہوں۔

Rule 114 of the Rules of Procedure says:—

“114. A motion may be moved to reduce the amount of a demand in any of the following ways:—

(a) “That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00 representing disapproval of the policy underlying the demand. Such a motion shall be known as “Disapproval of Policy Cut”. A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he propose to discuss. The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

دوسرے تحریک تخفیف زر اس طرح بھی پیش کی جاسکتی ہے۔

(c) “That the amount of the demand be reduced by Rs. 100.00” in order to ventilate a specific grievance which is within the sphere of the responsibility of the Government. Such a motion shall be known as “Token Cut”.

اس تحریک کے ذریعے زیر بحث آسکتی ہے۔

“Inefficiency of the Forest Department and transfer of canal banks plantation from Forest to Irrigation Department.”

لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں—جناب والا۔ اس میں لکھا ہوا

— ہے۔

Sheikh Aziz Ahmad:—“Transfer from Thal Development Authority to the Forest Department,, and the Forest Department is not under discussion.

Mr. Speaker:—Have you heard what Sheikh Aziz Ahmad has said?

حاجی محمد سیف اللہ خاں—جی ہاں۔ میں ایک اور کوارٹس کروں گا کہ میرے وقت میں جتنے پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے گئے ہیں ان کی وجہ سے اب میرے دس منٹ سے وقت کم تو نہیں ہو گا۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۱-۷۲ء پر بحث اور رائے شماری ۲۶۳

مسٹر سپیکر—نہیں ہوگا۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں—بڑی مہربانی۔

مسٹر سپیکر—آپ نے اسکا جواب دینا ہے۔ اسکے بعد میں فیصلہ کروں گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں—یہ تخفیف زر اسلئے دی جاتی ہے کہ محکمہ کی پالیسی اسکی کارکردگی اور اسکے متبادل انتظام پر بحث کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں فاضل ممبر کی اطلاع کیلئے عرض کردوں کہ میں نے ایک precedent پہلی موشن پر بحث کے دوران ٹی۔ ڈی۔ اے کے متعلق پیش کیا تھا۔ اور اب جناب والا نے مجھے تقریر کرنے کی اجازت دی۔ ہے اسلئے اگر میرا نکتہ خلاف ضابطہ ہوتا تو وہ پہلے ہی ختم ہو جاتا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اب بھی میرا حق ہے کہ میں اسی precedent اب بھی حوالہ دوں۔

شیخ عزیز احمد—جہاں تک میرے اعتراض کا تعلق ہے۔ کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس پر بھی بحث کی جائے۔

مسٹر سپیکر—اسطرح تو مباحثہ نہیں ہوگا۔

شیخ عزیز احمد—بہتر جناب۔

مسٹر سپیکر—آپ نے ان کا جواب دے دیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں—میں نے اسکا جواب دے دیا ہے اگر آپ کہیں تو اسکو repeat کر دوں۔

میاں منظور احمد موہل—معزز رکن نے فرمایا ہے کہ precedent قائم ہو چکا ہے۔

The policy of the Government as regards the Thal Development Authority, its working and non-attention to the colonization.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It is a general subject.

میں اسکی کارکردگی پر بحث کرتا ہوں۔

Mr. Speaker—"Inefficiency of the Forest Department and transfer of canal banks plantation from Forest to Irrigation Department."

اس میں پوزیشن یہ ہے کہ تحریک تخفیف زر policy under lying the demand سے متعلق نہیں ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں—ورکنگ پر تو آ سکتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - ورکنگ میں تو اس وقت آئے جب آپ سورج کا کٹ موشن دیتے آئے۔ آپ نے اس وقت specific point سے متعلق تحریر پیش کی ہے۔

وزیر اعلیٰ - جناب - والا میرا یہ ناخوشگوار فرض ہے کہ میں پھر وقت کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں۔ اس وقت ایک بجے ہے۔ آپ نے ہاؤس سے یہ اجازت بھی طلب فرمائی ہے کہ ڈیڑھ بجے تک اس ہاؤس کی کارروائی کو جاری رکھا جائے۔ براہ کرم ان ساری تحریک تخفیف زر کیلئے بھی وقت کا تعین کرنا ہے۔ میں بار بار آپکی توجہ اس طرت مبذول کراؤں پر مجبور ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں - جناب والا - انہیں روکیے یہ آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ یہ درمیان میں مداخلت کرتے ہیں۔ ورنہ ہم تو دس منٹ میں ختم کر دیں گے۔

مسٹر سپیکر - آپ کا سوال بالکل Irrelevant ہے۔

وزیر اعلیٰ - سپیکر صاحب کی توجہ تو دلانی پڑتی ہے۔

مسٹر سپیکر - اس وقت ایک بجے چاہتا ہے۔ آج یہ سیشن ڈیڑھ بجے تک جاری رکھنے کیلئے کیا آپ اتفاق کرتے ہیں؟
(آوازیں ہمیں اتفاق ہے)

حاجی محمد سیف اللہ خاں - ڈیڑھ بجے تک تو جناب ہم بول سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - صرف ایک ہی ٹائم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ٹائمز ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں - جناب والا - آپ پہلے یہ رولنگ دے چکے ہیں کہ دس منٹ تک ہم بول سکتے۔

مسٹر سپیکر - میں نے ابھی یہ فیصلہ دینا ہے۔ ہانچ

منٹ میں اس کے متعلق میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں اس۔ مطالبہ زر پر بحث کیلئے ۱۰ منٹ ہمارے پاس رہ گئے ہیں۔ اب مطالبہ زر نمبر ۲ زیر بحث ہے۔ مطالبہ زر نمبر ۳ - ۴ اور ۵ ابھی باقی ہیں۔ اس وقت ابھی بچ گیا ہے۔ اب میں تحقیق

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۱۹۷۲-۷۳ء ہر بحث اور رائے شماری ۱۹۷۰
 زر کی تحریک ایوان کے سامنے رائے شماری کیلئے پیش کرتا
 ہوں۔ سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو ۳,۱۲,۱۲,۶۲۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ
 مدد ۱۰ - جنگلات - میزان نئے مصارف میں
 بقدر ایک روپیہ تخفیف کی جائے۔
 (تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب میں مطالبہ زر ایوان کے سامنے رائے شماری
 کیلئے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو ۳,۱۲,۱۲,۶۲۰ روپے
 سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ان اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
 مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران قابل
 ادا اخراجات کے مساوی دیکر اخراجات کی
 طور پر سلسلہ مدد جنگلات برداشت کرنے
 پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۳

مسٹر سپیکر - اب ایک بھکر بانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ اب
 مطالبہ زر نمبر ۳ ایوان کے سامنے برائے منظوری پیش کرتا ہوں۔ سوال
 یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو ۸۷,۹۸,۹۰۰ روپے
 سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ان اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
 مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران قابل
 ادا اخراجات کے مساوی دیکر اخراجات کے طور
 پر سلسلہ مدد پنشن و سوابج پیرانہ
 سالی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۴

مسٹر سپیکر - ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو ۱,۳۶,۰۰,۰۰۰
 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ان

اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء
کے دوران قابل ادا اخراجات کے مساوی
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
زر معاوضہ پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر ضمیمہ ۵

مسٹر سپہنگر - ایوان کے سامنے سوال یہ ہے:-
کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۰۰۰۰۰۰۰۰
روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ان
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی
جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون
۱۹۷۲ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے
مساوی دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں
پر اصل سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہنگر - اب ایوان کی کارروائی ۲۱ جون ۱۹۷۲ء ۸ بجے
صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ۱ بجکر ۱۰ منٹ پر) ۲۱ جون ۱۹۷۲ء
بروز ۸ بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوئم

بدھ ۲۱ جون ۱۹۴۲ء

(چہار شنبہ ۸ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔
سٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا حُرْمَةَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ الَّذِيْ جَعَلْتُمْ فِيْهِ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تَقُوْا اِلٰهَكُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ ۗ وَاذْكُرُوْا اِذْ تَقُوْا اِلٰهَكُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ ۗ وَاذْكُرُوْا اِذْ تَقُوْا اِلٰهَكُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ ۗ وَاذْكُرُوْا اِذْ تَقُوْا اِلٰهَكُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ ۗ وَاذْكُرُوْا اِذْ تَقُوْا اِلٰهَكُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ ۗ

پ ۲ - س ۲ - ۶۵ - آیت ۱۷۷

نیکی کچھ اسی میں سمٹ کر نہیں آگئی کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف کر لو
بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ لوگ اللہ پر فرشتوں پر کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور ال باوجود
عزیز رکھنے کے رشتہ داروں، یتیموں، متجوں، مسافروں اور مسیت سوال دراز کرنے
والوں کو دین اور ذریعہ بارگاہوں کے چھڑانے پر خراج کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں
اور جب عہد کریں تو اس کو بہر حال پورا کریں اور سختی میں تکلیف میں اور ہرگز کارزار کے
وقت میدان جنگ میں ثابت قدم رہیں یہی وہ لوگ ہیں جو پتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں
جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

وزیر قانون—جناب والا۔ کل ٹائڈ ایوان، قائد حزب اختلاف اور دیگر پارٹیوں کے قائدین کے درمیان یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ۲۱ جون کو بجٹ پر عام بحث کے لئے وقفہ سوالات معطل کر دیا جائے تاکہ بجٹ پر بحث کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے۔ اس بارے میں قاعدہ نمبر ۲۹ کی معطلی قواعد کی رو سے ضروری ہے لہذا میں قاعدہ نمبر ۱۹۸ کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۲۱ سے ۲۸ جون تک کے لئے قاعدہ نمبر ۲۹ معطل کر دیا جائے تاکہ وقفہ سوالات کا وقت بھی عام بحث کے لئے صرف ہو۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ -

کہ کیا - ایوان اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ قاعدہ نمبر ۲۹ کو معطل کر دیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

از اکہن اسمبلی کی رخصت

رانا رب نواز نون

سپیکر ڈری اسمبلی—مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں نہایت ضروری کام کی وجہ سے ۲۱ جون ۱۹۷۲ء تک اسمبلی کی کارروائی میں شریک نہیں ہو سکتا۔ لہذا چار یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر—سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مس ناصرہ کھوکھر

سپیکر ڈری اسمبلی—مندرجہ ذیل درخواست مس ناصرہ کھوکھر ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to unavoidable circumstances Miss Nasra Khokhar, M.P.A. from Rawalpindi cannot attend the Assembly session for today i.e., 21st June 1972. I have been authorised by her to submit you this application. The absence may kindly be excused.

مسٹر سپیکر—سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTION

*Re-Moving of Adjournment Motions during Budget Session
(Speaker's Ruling)*

مسٹر سپیکر—کل ایک معزز رکن نے میری ایک رولنگ سے متعلق چند سوالات کئے تھے۔ میں اس کی وضاحت کے لئے تحریری طور پر اس رولنگ کو پڑھے دیتا ہوں تاکہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔

I had given a ruling in regard to the moving of Adjournment motions during the Budget Session. I take this opportunity of elucidating my said order for the information of the Honourable Members.

The purpose of an Adjournment Motion is to discuss a definite matter of recent and urgent public importance. The Assembly adjourns for the said purpose only because no other mode of discussing such matters can be available during an ordinary session of the Assembly because if the session relates to legislative business, the Assembly can devote the time to that particular legislation and to no other. However, the position is different so far as the Budget Session is concerned. In such a session, at least four days are devoted to the general discussion on Budget. The Budget always relates to all the departments of Government and anything and every thing relating to every department can be discussed at the time of the general discussion. Therefore, during such a discussion, the matters which can be made the subject of Adjournment Motions can also be discussed therein. From the long past, it has been deemed proper that instead of earmarking specific time for Adjournment Motions, the matters sought to be discussed through the same, may be discussed during the general discussion on the Budget.

Apart from that, the Budget and the discussion thereon are so important that the various Assemblies had never thought it proper to take away any time out of the period allotted for general discussion for any purpose other than the general discussion itself. If for Adjournment Motions, time is taken out of the time allotted for the general discussion, that will defeat the purpose for which the time is allocated for general discussion on the Budget as a whole. In fact, it has been the practice of this very House that even the question Hour is suspended not only during the general discussion on the Budget but also on the days allocated for the stages subsequent to the same so that maximum time is available for discussing all matters relating to all departments including the matters of recent and urgent public importance. Therefore, in the interest of the Honourable Members and the various parties to which they belong, it has always been felt that Adjournment Motions should not be allowed to be moved at least till the general discussion is over during a Budget Session.

I need hardly say that the privilege of moving and discussing Adjournment Motions is—neither based on any constitutional right nor is conferred by any Statute. It is based purely on practice and precedents and the Rules of Procedure are intended to regulate the said practice and precedents. Therefore, the past practice and the precedents are the best criteria for deciding matters relating to the Adjournment Motions.

Hon'ble Muhammad Anwar Bhinder, one of my learned predecessors, gave a ruling on 7th June 1963 on this point which is published at pages 74—76 of the Debates (of West Pakistan, Volume IV, Part I). He has cited various precedents in the said ruling and I have no hesitation in following the same because the ruling of Mr. Muhammad Anwar Bhinder is based on an established practice and on recognized precedents. I need not repeat the precedents cited therein. However, I may point out that the ruling of Honourable Dr. Khalifa Shuja-ud-Din delivered in 1952 is on all fours with the circumstances under which I disallowed the moving of Adjournment Motion on 19th June 1972. The Adjournment Motion in that case was moved two days before the day fixed for the commencement of the general discussion and Dr. Khalifa Shuja-ud-Din observed that general discussion is beginning day-after-tomorrow and all these matters can be discussed at great length according to the wishes of the Members. For this reason, I disallow the moving of the Adjournment Motions.

The position on 19th June 1972 was just the same as the general discussion on the Budget was to commence "day-after-tomorrow" i.e., to-day. Therefore, I was and I am of the considered opinion that no Adjournment Motions can be moved during the Budget Session, at least till the general discussion is over.

پنجاب کا میزانیہ بجٹ سال ۱۹۷۲-۷۳

بدشہیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث

مسٹر احسان الحق پراچہ—ہوائی آف آرڈر۔ جناب والا! اس چیز کی وضاحت نہیں کی گئی کہ ۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو جو اجلاس ہو رہا ہے وہ بھی بجٹ اجلاس ہی کہلائے گا۔

مسٹر سپیکر—آپ نے نوٹ نہیں کیا۔ میں نے عام بحث کے دوران ہانڈی لگائی ہے۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)—جناب سپیکر۔ اس سے پہلے کہ آپ روایات کے مطابق قائد حزب اختلاف کو تقریر کرنے کی دعوت دیں۔ میں ایک گزارش اپیل کی صورت میں اس ایوان کے تمام معزز ممبران کی خدمت میں کرنی چاہتا ہوں۔ آج اس سالانہ بجٹ پر عام بحث کا پہلا روز ہے۔ یہ بحث چار روز جاری رہے گی۔ ملک کی سب سے بڑی اسمبلی

ہونے کی حیثیت سے حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم پہلی دفعہ عوامی منتخب نمائندوں کی حیثیت سے اس معزز ایوان میں بیٹھ رہے ہوں۔ تو نہ صرف ہمیں ان سابقہ روایات کو زندہ رکھنا اور مضبوط بنانا ہے بلکہ ان میں اضافہ کرنا ہے۔ اس لئے میں تمام معزز دوستوں کی خدمت میں چند یک ضروری گذارشات کرنی چاہتا ہوں۔

حکومتی پارٹی کے معزز ممبران جو میرے ساتھی ہیں ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن خواہ تعداد میں کم تھی یا زیادہ لیکن اس نے ہمیشہ اس ایوان میں حکومتی پارٹی پر ایک حد تک اندر جو کہ ان کا حق ہے۔ پوری پوری تنقید کی ہے۔ اور اس تنقید کے دوران بعض ممبران کو اور خصوصی طور پر وزراء کرام کو حزب اختلاف کی طرف سے قابل احتساب قرار دیا گیا کہ انہوں نے اپنی پارٹی کے اصولوں کے خلاف اور مفاد عامہ کے خلاف اپنی پالیسیوں کو ترتیب دیا ہے اور ان پر عمل نہیں کیا۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب جب کہ ہمارا یہ بجا طور پر دعوے ہے کہ ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں ہم پابند ہیں کہ ہم اپنی تمام پالیسیوں کو عوامی پروگرام اور منشور کے مطابق ترتیب دیں اور ان کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کریں۔ نہ صرف یہ کہ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کریں بلکہ تمام قوم کے سامنے پیش کریں۔ اور یہ اپوزیشن کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ ان کے اپنے پروگرام اور منشور کے مطابق کیا پالیسیاں ترتیب دی گئی ہیں اور پھر وہ ہم پر تنقید کریں تو یہ زیادہ سوزوں ہوگا۔

دوسرے یہ کہ اپوزیشن کے مختلف پارلیمانی گروپ ہیں۔ ہر گروپ کا ایک مخصوص سیاسی نقطہ نگاہ ہے۔ اس کی روشنی میں انہیں ہماری پالیسیوں پر تنقید کرنے کا اختیار ہے۔ ایسا اگر وہ کریں تو ہماری طرف سے بجا طور پر یہ جواب ہوگا کہ آپ جس نقطہ نظر سے تنقید کر رہے ہیں وہ غلط ہے۔ اس نقطہ نظر کو عوام رد کر چکے ہیں۔ اس لئے ہم اخلاق کی حدود میں رہتے ہوئے ان کے اس نقطہ نظر کو جھٹلائیں گے اور ان کی خامیاں گنوائیں گے۔ یہ ہمارا حق ہوگا۔

اس کے علاوہ اپوزیشن کے ارکان کو یہ پورا حق ہے کہ اگر ہم کسی طریق سے قواعد کی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو ہمیں ٹوکیں اور جناب سپیکر آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروائیں پھر آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ قواعد کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ جناب

سپیکر آپ خود فرمائیں - اپوزیشن کے کسی ممبر کو یہ حق نہیں ہے - وہ آپ کا حق ہے - بالکل اسی طرح جیسا کہ حکومتی پارٹی کے میرے ساتھیوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ فیصلہ کرنے بیٹھ جائیں کہ اپوزیشن کے کوئی معزز دوست قواعد کی خلاف ورزی کر رہے ہیں یہ فیصلہ آپ نے فرمایا ہے اور آپ کے فیصلے کے بعد سب کا فرض ہے کہ اس کو من و عن تسلیم کریں -

وہ چند ایک گزارشات نہایت ضروری ہیں جو میں نے عرض کی ہیں - نیز جو نہایت اہم چیز یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان کی شاندار روایات ہیں ہماری سابقہ تاریخ ہے کہ ہم نے کسی صورت بھی کسی جذبہ کے تحت غصے کا شکار نہیں ہونا اور ہم نے کوشش کرنی ہے کہ ہم کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کریں اور میں بصد ادب یہ التماس کروں گا جناب سپیکر! کہ یہ نہ صرف آپ کا حق ہے بلکہ فرض ہے کہ اگر کوئی معزز ممبر غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرے تو اس کو نہ صرف روکیں بلکہ اس کی سرزنش کریں - میں یہ اپنے محترم ممبران حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کروں گا اور انہیں یقین دلانا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی جو کہ عوامی اور انقلابی نقطہ نظر کی حامل ہے - اس لئے ہمارے جس ممبر نے بھی کسی مسئلے پر گفتگو کرنی ہے تو اس میں لازمی طور پر اسی نقطہ نظر کا ، اسی نظریہ کا اسی فکر کا ذکر آئے گا - اگر ہم نے کسی مسئلے کا ذکر کرنا ہے اور اس کو ثابت کرنا ہے کہ یہ جائز ہے تو لازمی طور پر ہم اپنے فلسفہ ، اپنے انقلابی نظریہ کا حوالہ دیں گے - اس پر قطعی طور پر سٹپانے کی ضرورت نہیں ہے - اور یہی بات ہم نے حزب اختلاف کے ممبران کو کہنی ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے سیاسی نقطہ نظر کے مطابق جن مسائل پر گفتگو فرمائیں ان مسائل کا جواز پیش کریں - یہ ان کا حق ہے - تو اس لحاظ سے میں معزز ممبران کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ براہ کرم چونکہ ہم سب پر بہت بڑی اخلاقی ، سیاسی اور تاریخی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ہم نے اس معزز ایوان کی ان گذشتہ روایات کو نہ صرف زندہ رکھنا ہے بلکہ ان میں اضافہ کرنا ہے - اس لئے خصوصی طور پر یہ خیال رکھنے کا ہے کہ اسے جا طور پر ممبران کو تقریر کے دوران نہ ٹوکا جائے - ممبران تقریر فرماتے وقت قاعدہ اور ضابطہ کا احترام کریں - اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کریں - یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس ایوان میں تقریر کا مقصد یہ ہے کہ ہم جوش خطابت دکھا کر اور دوسری شخصیات پر حملہ کر کے داد

تحسین حاصل کریں۔ اس ایوان کے سامنے جن مسائل پر گفتگو ہوگی وہ دراصل تمام قوم کے سامنے ہوگی۔ اس لئے ہمیں ہر احتیاط سے کام لینا ہے اور یہی میری گزارش ہے کہ ہم سب نے مل کر اس ایوان کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھنا ہے۔ اور مل جل کر سابقہ روایات کو زندہ رکھنا ہے۔ شکریہ۔

چودھری لال خان۔۔ جناب والا۔ بحث شروع ہونے سے پہلے میری ایک گزارش ہے کہ ہمارے لیڈر خان قیوم خان آپ کے ساتھ تین چار ماہ سے الحاق کر چکے ہیں۔ لیکن آپ اپنی میٹنگیں علیحدہ بلاتے ہیں۔ ہمیں وہاں کوئی نہیں پوچھتا۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ ہم سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ہم نہ تین میں ہیں نہ تیرہ میں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ انہوں نے جو ہوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے یہ بالکل غیر متعلقہ ہے یہ درخواست ان کو لیڈر آف دی ہاؤس کے پاس جا کر کرنی چاہئے تھی۔ وہ ان کو سربراہی کر کے اور ازراہ کرم اپنے ساتھ بٹھا لیتے تو ہم بھی کافی خوش ہوتے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ پہلے بھی میں نے اپنے ان دوستوں کی خدمت میں جنہیں انگریزی بولنے پر بڑا ملکہ حاصل ہے گزارش کی تھی جو کہ انہوں نے قبول فرمائی تھی۔ اب وہ دوست جو انگریزی بولا کرتے تھے اب نہیں بولتے۔ اب میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ حتی الامکان کوشش کی جائے کہ اردو کو استعمال کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

مسٹر سپیکر۔ بجٹ پر عام بحث اب شروع ہوتی ہے۔ سب سے پہلے میں کچھ اطلاعات معزز ممبران کو دینا چاہتا ہوں۔ میں نے بجٹ کے لئے تقسیم اوقات کی ہے۔ جیسا کہ روایات ہیں۔ بجٹ پر بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف کریں گے۔ اس کے بعد پارلیمانی گروپوں کے لیڈر صاحبان اگر آج تقریر کرنا چاہیں وہ تقریر کریں گے۔ ان کے لئے تقریباً ۲۰ منٹ کا وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر وہ تقریر جلدی ختم کرنا چاہیں تو شاید بہت سے ارکان ان کے مشکور ہوں گے۔ لیکن اگر وہ اس سے زیادہ بھی وقت لینا چاہیں تو اس پر کچھ اتنی زیادہ پابندی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

آج اور کل جو معزز ممبران بحث میں حصہ لیں گے ان کے لئے وقت ۱۰ منٹ تک ہوگا لیکن دوسرے اور

ہوتے دن کا تعین یہ دیکھ کر کیا جائے گا کہ کتنے ممبران نے ابھی
بعت میں حصہ لینا ہے۔

سید قابش الوری۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ ابھی ابھی
آہنی طرف سے مجھے ایک حکم پہنچایا گیا ہے۔ - - - - -
مسٹر سپیکر۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں وہاں آپ سے
بات کر لینگے۔

سید قابش الوری۔ جناب والا۔
مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔
آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں وہاں میرے ساتھ بعت کر لیں۔

سید قابش الوری۔ جناب والا۔
مسٹر سپیکر آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی
ہے۔

سید قابش الوری۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ - - - - -
مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔
سید قابش الوری۔ جناب والا! میں ہاؤس سے احتجاجاً واک
اؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید قابش الوری صاحب ہاؤس سے باہر تشریف
لے گئے) (قطع کامیاب)۔

وانا پھول محمد خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر جب
کوئی معزز ممبر رول کا حوالہ دے کر آپ سے کوئی گزارش کرنا چاہے
تو آپ کو ایک جج کی حیثیت سے اس کی عرضداشت سنی چاہئے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔
(قطع کامیاب) آپ نے مجھے درس و تدریس کا جو سبق دیا ہے اس کا بہت
بہت شکریہ۔

وانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں اسکے خلاف ہاؤس
سے واک اؤٹ کرتا ہوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب صدر! بیشتر اس کے کہ میں
بجٹ کے متعلق اپنی گزارشات پیش کروں میں یہ گزارش کروں گا کہ
آپ اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کریں۔ جب کوئی آئریبل ممبر کسی ایک

ضابطے یا رول کا حوالہ دے کر گزارشات کرنا چاہیے تاوقتیکہ آپ اس کی گزارش کو سن نہ لیں آپ اسے خلاف ضابطہ نہ قرار دے دیں۔

مسٹر سپیکر - میں نے ایک تحریک استحقاق پر اپنی رولنگ دے دی ہے وہ اس کو discuss کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کو اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا آپ کو کیا معلوم ہے کہ وہ کیا discuss کرنا چاہتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - مجھے اسکا علم ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - ہم آپ کی رولنگ کے خلاف ایک دو منٹ کے لئے ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)۔

مہر محمد ظفر اللہ خان - جناب سپیکر - میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جب بھی آپ کوئی بات کہتے ہیں ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ اور جو بھی ہم پر اخلاقی پابندیاں لگاتے ہیں ہم ان کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں لیکن یہاں حزب اختلاف پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ کل سے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں یا جو زبان استعمال کی گئی ہے۔ یہ ہمارے لئے باعث تکلیف ہے۔ کم از کم ہمیں بھی اسکا جواب دینے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - ظفر اللہ صاحب آپ بحث پر نہیں بول رہے ہیں۔ میں نے بحث پر آپکو بولنے کی اجازت نہیں دی۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ہاؤس میں داخل ہوئے)۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا میں ایک منٹ آپ سے ایک بات کہنے کی اجازت چاہوں گا۔ میرے فاضل دوست سے جو کچھ کہا ہے میں اس کے متعلق ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ حزب اختلاف پورے طور پر ہر اچھی بات کے ساتھ تعاون کرے گی۔ کل کے واقعات جو ہوئے ہیں ان کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری طرف سے ہوئے ہیں تو وہ بھی ہمیں بھول جانے چاہئیں اگر آپکی طرف سے ہیں وہ بھی ہمیں بھول جانے چاہئیں۔ جیسا کہ قائد ایوان نے کہا ہے تو ہم بھی قائد ایوان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم بھی

پورے طور پر تعاون کرینگے۔ پرانی پارلیمانی روایات کو اپنانے کی کوشش کرینگے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ (بہاولپور۔ م) جناب صدر میں سب سے پہلے قائد ایوان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے آج اس معزز ایوان کو متوازن رکھنے۔ اس ایوان کی روایات کو باند رکھنے اور اس میں اچھی روایات قائم کرنے کے لئے اپنا وقت بیان کیا ہے۔

اسکے بعد جناب صدر اس ملک کا ہر دانش ور ہر ذہین اور سمجھ دار آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ دراصل ہم اس بد نصیب نسل انسانی سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے عالم اسلام میں بڑے بڑے حادثے بڑے بڑے سانحے اور بڑی بڑی مصیبتیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ ۲۵ لاکھ اسرائیل کے ہاتھوں ۱۲ کروڑ عربوں کی تذلیل تاریخ انسانی کا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ لیکن اس سے زیادہ جو افتاد اور بجلی خود ہم پر پڑی جسے آج سقوط ڈھاکہ کا نام دیا جاتا ہے یہ ملک ۶۶ فیصدی ختم ہو گیا اور باقی ملک کا بچا ہوا حصہ بھی پیکر فریاد و اضطراب بنا ہوا ہے۔ جناب سپیکر۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوگا کہ سقوط ڈھاکہ کے ذمہ دار کون کون سے افراد تھے۔ کون کون سی شخصیتیں تھیں کون کون سی جماعتیں تھیں کس کس کی سپر لے سر محضر لگی ہوئی؟ لیکن یہ واقعہ اپنی جگہ پر موجود ہے کہ سقوط ڈھاکہ ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں سب سے بڑا المیہ ہے، سب سے بڑا سانحہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جن احوال میں سقوط ڈھاکہ کے بعد جو ہماری اقتصادی۔ ہماری معاشی اور ہماری سیاسی حیثیت دگرگون ہو گئی ہے ان احوال کے پیش نظر اس میزانیہ کی ترتیب کا تقاضہ کیا تھا۔

جناب والا۔ میزانیہ کی ترتیب کے لئے دو چیزوں کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ میزانیہ کو قوم کی معاشی اور اقتصادی حالت کا عکاس ہونا چاہئے۔ دوسری چیز جو عام طور پر سیاسی جماعتوں کے لئے ضروری ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ میزانیہ کو جو جماعت پیش کر رہی ہے اس میں اسکے منشور کی بھی عکاسی ہونی چاہئے۔ ابھی چھاپے وزیر اعلیٰ صاحب فرما رہے تھے کہ ہماری پارٹی۔ ہماری جماعت ایک انقلابی جماعت ہے۔ وہ ایک انقلابی پروگرام کے ساتھ۔ منتخب ہو کر اس ہاؤس میں آئی ہے۔ ان کا دعوے اپنی جگہ پر صحیح ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ میزانیہ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں۔ جسکے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس پر سوچیں اسکو دیکھیں تو اسکے مطابق پھر آپ بجا طور پر فرما سکتے ہیں کہ یہ بحث ان کے منشور اور قوم کی اقتصادی اور معاشی حالات کا عکس نہیں ہے۔ آخر یہ بحث کس انقلاب کی عکاسی کرتا ہے؟

میں نے اپنی بساط اپنی استطاعت اپنی استعداد اور اپنی صلاحیت کے مطابق اس کو دیکھا ہے اور پورے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ میزانیہ نہ تو قوم کی معاشی زندگی کا عکاس ہے اور نہ حکمران جماعت کے منشور کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی لائی گئی ہے۔ دریافت کن بات یہ ہے کہ صوبہ پنجاب جو صرف چھ وزراء کے ساتھ چلا کرتا تھا۔ آج وہاں پندرہ وزراء جو اپنے بلند مناصب پر متمکن ہیں اس کا کیا جواز اور وجہ ہو سکتی ہے۔ کیا یہ انقلابی پروگرام ہے جو نالہ کی زبان سے ماؤس کے نائندوں تک پہنچا گیا یہ انقلابی پروگرام کی صحیح عکاسی ہے۔ پھر ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ جس غریب قوم کو استعمال سے اجازت دلانے کا نعرہ بلند کر کے یہ جماعت حکمرانی کے دائرے تک پہنچی ہے ان کا استحصالی کس حد تک ختم ہوا ہے۔ میرے دل میں ان کا احترام ہے میرا فرض ہے کہ میں تنقید کروں اور میں اپنے فرض کی بجا آوری کے لئے معذرت خواہ ہوں میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان وزراء کی تنخواہوں میں کوئی کمی کی گئی۔ کیا ان کے سفر خرچ کے اخراجات میں کوئی کمی کی گئی۔ ان کی کاروں بنگلوں اور کونٹیوں کی زیبائش کے لئے کیا کوئی انقلابی تبدیلی کی گئی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ میزانیہ شراب کھنہ درجہ تو ہے۔

نہ تم بدلے نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی

میں کیسے اعتبار انقلاب آماں کر لوں۔

یہ درست ہے کہ وحدت مغربی پاکستان کے ختم ہونے کے بعد یہ صوبہ جو پہلے مغربی پاکستان کہلاتا تھا اب یہ چار صوبوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ لیکن کیا یہ واقعہ نہیں کہ مغربی پاکستان کی وحدت کے وقت یہ صوبہ صرف دس وزراء کے ساتھ چلتا رہا ہے۔ آج آپ صوبہ سرحد سے لیکر بلوچستان تک اندازہ لگائیے کہ وزراء کرام مشیران Assistant اور Governors یہ سب کوئی ۸۲ افراد بنتے ہیں۔ ۸۲ افراد اس وقت اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں تو کیا یہ غریب ملک ان جلیل القدر وزراء اتنے زیادہ جلیل القدر وزیروں مشیروں کی اتنی زیادہ تنخواہوں کا متحمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں بڑے خلوص اور دلسوزی کے ساتھ یہی کہہ سکتا ہوں کہ میزانیہ پیش کرنے کی جو آج تک تاریخ رہی ہے روایت رہی ہے وہ یہ کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے اہلکاروں نے ایک دستاویز مرتب کی پھر اس کو وزیر خزانہ کے پیش کر دیا۔ اور انہوں نے اس کو ماؤس کے اندر پیش کر کے اس کی منظوری حاصل کر لی پرانی ترتیب کے علاوہ کوئی انقلابی تبدیلی مجھے اس میں نظر نہیں آئی۔ اس لئے میں اس میزانیہ کو انتہائی طور پر مایوس کن اور ناقابل منظوری سمجھتا ہوں۔

اب میں ایک اور موضوع کی طرف آپ کے توسط سے ان کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ وہ موضوع انسانی زندگی کے اعتبار سے حکومت کی ذمہ داریوں کے اعتبار سے صوبہ کے رہنے والے عوام کے اعتبار سے نہایت ہی اہم ہے اور وہ امن عامہ کا مسئلہ ہے۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان چھ ماہ کے اندر جب سے اس حکمران جماعت نے اقتدار سنبھالا ہے اس سرعت کے ساتھ امن عامہ تباہ ہوا ہے کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ کوئی آدمی صبح اٹھ کر اخبار نہیں پڑھ سکتا اگر وہ اخبار پڑھتا ہے تو سب سے پہلے قتل ڈاکہ اغوا راہزنی اور ماریٹ کی رپورٹیں نظر کے سامنے آتی ہیں۔ پھر سب سے بڑی مصیبت جس کی ابتدا خود حکمران جماعت نے کی وہ گھبراؤ اور جلاؤ ہے۔

Minister for Food—Question,

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ میں اس Question کو قبول کرنا ہوں "گھبراؤ جلاؤ، نے لوگوں کے اندر امن شکنی کے وہ رجحانات پیدا کئے ہیں کہ اب حکمران جماعت اس گھبراؤ جلاؤ کو ختم کرنا چاہتی ہے مگر جس معاشرے کے منہ سے لگام نکل چکی ہے یہ اس کے منہ میں اب لگام دینا چاہتے ہیں لیکن معاشرہ اسے قبول نہیں کرنا چاہتا (نعرہ ہائے تحسین)۔ امن عامہ کی حالت اس ملک میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقا ہو گئی ہے کہیں افریقہ کے جنگلوں یا ہمالیہ کی چوٹیوں پر یہ امن ممکن ہے پیدا ہو لیکن گنجان آبادیوں دیہاتوں اور سڑکوں اور کوچوں میں ہر روز کا خطرہ یہ ہے کہ کسی آدمی کی جان کسی آدمی کی عزت اور مال محفوظ نہیں اور میں یہ بڑی معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال و جان اور آبرو کی حفاظت کی ضمانت دے اور اگر وہ یہ ضمانت نہ دے سکے تو اس کے لئے شرافت کا صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ وہ کریاں خالی کر کے مستعفی ہو جائے۔ اپنی ناکامی کا اعتراف کر لے یا پھر اپنے وطنوں کو یکسر بدل دے۔

جواب والا۔ جس ملک کے متعلق باہر کے اخبارات یہ لکھیں کہ پاکستان کے اندر کرایہ کے قاتل موجود ہیں۔ بسے ان سے طے کئے جائیں اور آدمی کو قتل کرا لیں تو اس ملک کی بین الاقوامی آبرو کیا ہو سکتی ہے۔ آپ کے سامنے سب سے بڑا العیہ ڈاکٹر نذیر احمد کی شہادت ہے جو اس ملک کے سب سے بڑے ایوان کے سب سے اعلیٰ رکن تھے آج تک ان کی شہادت کے واقعہ کی تفتیش مکمل نہیں ہو سکی اور یہ امر واقعہ ہے کہ جب ان

کو شہید کر دیا گیا تو پولیس تین گزٹہ تک جائے واردات تک نہیں پہنچی۔ ڈاکٹر نذیر احمد کی قہمت میں شہادت تھی اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آج وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ سوال کر رہے ہوں گے کہ تیری مخلوق نے مجھے کس جرم کی پاداش میں شہید کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب سیاست میں خونریزی کا جذبہ - خونریزی کا رجحان پیدا ہو جائے تو پھر وہ ساک، پھر وہ قوم خونریزی کے راستہ سے کبھی الگ نہیں ہو سکتی۔ آپ مختلف ممالک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ جہاں خونریزی کے ساتھ، سیاسی قتلوں کے ساتھ کوئی تباہی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہو تو پھر تلواریں سے خون کبھی نہیں اترا تلواریں کبھی نیام میں داخل نہیں ہوئی۔ شاید آپ سب اس بات کا نوٹس لیں۔ اور ابھی تک جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس پر اس حکومت نے جب یہ حکومت نہیں بنی تھی۔ بلکہ پارٹی کی حیثیت سے تھی سخت مخالفت اور احتجاج کرتی تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ملک میں ان کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب جب کہ حکمران جماعت کے سربراہ ملک کے سربراہ بن گئے۔ میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا ہوں کہ کسی ملک کا صدر آئین کی زبان میں ہی نہیں بلکہ اخلاق کی زبان میں بڑا محترم ہونا ہے۔ میں ان کے احترام کے خلاف کوئی بات نہیں کرونگا لیکن اتنی بات ضرور کرونگا کہ حکمران جماعت کے جو لوگ وابستہ فتراک تھے۔ ان کو یہ احساس دلایا گیا۔ ان کو یہ تاثر دیا گیا کہ وہ قانون کی بالا دستی سے باز و بالا ہیں۔ قانون ان کا محاسبہ نہیں کر سکتا۔ میں اپنے شہر کی ایک بات کرتا ہوں اور گواہی دلاتا ہوں جناب محمد افضل وٹو صاحب وزیر سے جو بہاولپور کے ہیں۔ ہمارے شہر کے تقریباً پینچاڑ پارٹی کے بیس بیس آدمیوں کے ایک گروپ کا دوسرے گروپ سے جھگڑا ہو جاتا ہے مقدمہ درج کرایا جاتا ہے لیکن کئی مہینے گزرنے کے بعد ان کا مقدمہ خارج کر دیا جاتا ہے۔ ان میں سے کسی کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جاتی ہے۔

میں معافی چاہوں گا اور میں سیاسی زبان سے ہٹ کر سیدالصادقین صلعم کی زبان میں کچھ عرض کروں گا۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں فرمایا اور مقدمات کی تلقین تھا کہ اے کعبہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بہت متبرک ہے۔ لیکن اے کعبہ یاد رکھنا کہ مسلمان کے خون کا ایک قطرہ بھی تجھ سے بدرجہا زیادہ متبرک اور محترم ہے۔ لیکن آج افسوس یہ ہے کہ ایسی مثالیں نہ کوئی پڑھتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے۔

انسانیت کا احترام اور مسلمانوں کے خون کا رگ م نہ کرنے والی کوئی قوم باقی نہیں رہی۔ تاریخ کے اندر قیام امن یا تو حضرت محمدؐ کا دماغ کو مکتا ہے یا حجاج بن یوسف کے ہاتھ۔ اس حکومت کو چاہئے کہ وہ لاقانونیت کو نہایت ہی سختی سے کچل دے۔

جناب والا - اب میں ایڈمنسٹریشن کے بارے میں کہوں گا۔ ڈی۔ سی موجود ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ موجود ہیں۔ ڈی۔ آئی۔ جی موجود ہیں۔ ایس۔ پی موجود ہیں۔ ان کی تنخواہیں موجود ہیں۔ ان کی مراعات موجود ہیں۔ مگر ان کو دستہ بستہ اور زانو شکستہ بٹھا دیا گیا ہے۔ وہ اپنے اختیارات استعمال نہیں کرسکتے۔ میرے ذاتی عام ہے کہ مقامی حکم اگر چھوٹی چھوٹی باتوں پر کوئی ایکشن لیتے ہیں تو فوراً لاہور سے ٹیلیفون آجاتا ہے کہ سپیاز پارٹی کے کسی رکن کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ اس صورت حال کا طبعی نتیجہ یہ ہوگا جو میں سمجھتا ہوں کہ جب زید کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جائیگا تو عمر کے خلاف بھی ایکشن لینے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ کتنی شرم ناک بات ہے۔ میں شرم ناک ہی کہوں گا کہ امن و امان کی حالت اسقدر تباہ ہو چکی ہے کہ خود صدر مملکت کے جلسے اور وزیر اعلیٰ کی جائے بھی ہنگاموں سے محفوظ نہیں رہی۔ اس بات پر حکمران جماعت فخر نہیں کرسکتی۔ آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ قیام امن حکمران جماعت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ جماعت انقلابی ہے تو سب سے پہلے انقلابی کارنامہ یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ ہداسنی کے واقعات اور جو بد امنی کی روایات ان کو پچھلی حکومت کے ورثہ میں ملی تھیں۔ پوری شدت کے ساتھ اور پوری قوت کے ساتھ ان کو ختم کیا جانا۔ ملک کے عوام کو بتایا جاتا کہ ایک نئی انقلابی حکومت ان ملک میں بطور حکمران جماعت کے آگئی ہے اور ایک نیا انقلاب اس ملک میں معرض وجود میں لایا جا رہا ہے اس لئے آپ کسی کو ہداسنی کی اجازت نہیں دی جائیگی۔

جناب والا - ایک اور موضوع جس پر آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وہ ہے کہ اس ملک میں پریس کی صورت حال یہ بات بہت اچھی طرح

ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ایک آزاد اور جمہوری معاشرے کی تکمیل کے لئے اس کے جمہوری پریس پر انحصار کیا جاتا ہے۔ اس پابہ زنجیر صحافت اور پابند سلاسل جمہوریت سے آزاد معاشرے کی تکمیل کبھی نہیں ہو سکتی۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ میں بھی آج سے تیس بیستیس برس پہلے اسی نافلے کا ایک ادنیٰ سہاوی تھا۔ پریس لاز جب اسی ایوان میں حکومت کی جانب سے بحث کے لئے پیش ہوتے تھے۔ تو میں نے اس کی شدت کے ساتھ مخالفت کی تھی۔ لیکن ہم تمدن میں کم تھے اور ہم نے اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اور پوری وضاحت کے ساتھ اور شدت کے ساتھ اس وقت کی حکمران جماعت کو بتا دیا تھا کہ یہ کالے قوانین جو پریس کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں انجام کار اس کا یہ ہو گا کہ آزاد صحافت کا وجود اس ملک سے ختم ہو جائیگا۔ لیکن اکثریت کی بنیاد پر انہوں نے وہ قوانین بنائے۔ وہ کالے قوانین جو آج تک جاری ہیں۔ طرفہ یہ ہوا کہ سب سے پہلے پہاڑ پارٹی کے مہرز سیاسی رہنماؤں نے یہ مطالبہ کیا کہ نیشنل پریس ٹرسٹ کو توڑ دیا جائے۔ لیکن جب یہ خود حکمران بن کر آئے تو نہ صرف نیشنل پریس ٹرسٹ کو بدستور قائم رکھا گیا۔ بلکہ پوری صحافت کو پابہ زنجیر کرنے کی مساعی جملہ شروع کر دی گئیں۔ اور اب جو اخبارات آزاد ہیں ان کو کاغذ کے کوٹے کے حساب سے کمی کر کے۔ انہیں اس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ ان کی اشاعت کم سے کم کر دی جائے۔ میں ایک تجویز پیش کرونگا کہ آپ نے دو سو سے زائد چیزوں کو کھلے لائسنس پر رکھا ہوا ہے۔ اس لئے آپ اخباری کاغذ کو بھی کھلے لائسنس پر رکھ دیں تاکہ جو لوگ اخبارات اپنا کاغذ اپنی اشاعت کے لحاظ سے بنوانا چاہیں۔ انہیں حکومت کا دست نگر نہ ہونا پڑے۔ اسی سلسلہ میں میں اس المیے کا ذکر کرونگا جو اس ملک کے تین موقر اخباروں کے روز ناموں کے ساتھ ہوا۔

حال ہی میں لاہور کے تین جرائد اردو ڈائجسٹ، زندگی اور پنجاب پنج کو بند کر کے ان کے ایڈیٹروں کو گرفتار کیا گیا۔ ان اخبارات کے مالکوں، ایڈیٹروں اور ناشرین کی نہایت تذلیل کی گئی انکے ساتھ بے دردی کا سلوک کیا گیا

(* * * * *)

جناب صدر - مارشل لاء کی مزا میں خود بھی گذر چکا ہوں - مجھے معلوم ہے کہ مارشل لاء کی عدالت کوئی عدالت نہیں ہوتی اور اس پر مزید ظلم یہ روا رکھا گیا کہ یہ لوگ چور نہیں تھے - یہ ڈاکو نہیں تھے - یہ قاتل نہیں تھے - یہ امن شکن لوگ نہیں تھے - ان کو ہتھکڑیاں پہنا کر مختلف سیشنوں پر ان کی تذلil کی گئی - پھر ان کی اقتصادی ناکہ بندی ہوئی ، ان کا اخباری کاغذ کا کوٹہ تک کم کر دیا گیا -

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا - کیا اخبارات کو کاغذ مہیا کرنا صوبائی حکومت کا فرض ہے - یہ مرکزی حکومت کا فرض ہے - کیا ہم یہاں پر صوبائی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں - یا مرکزی بجٹ پر -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - یہ فرض ان کا ہے یا آپ کا ہے - میں آئرلینڈ ممبر کی اطلاع کے لئے سپیکر صاحب کے توسط سے یہ عرض کر دوں کہ ادارہ بجٹ کی جزل بجٹ میں مصر کی سیاست پر بھی بحث کرسکتا ہوں - میں اسرائیل کی سیاست پر بھی بحث کرسکتا ہوں - قوانین پر بحث کرسکتا ہوں چھولے آنا دال کے بھاؤ پر بھی بحث کر سکتا ہوں -

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جو صحیفہ نگاروں پر ظام کیا گیا وہ اس ملک کی تاریخ کا نہایت شرم ناک باب ہے - اور بڑی عجب بات یہ ہے کہ جس ملک کی سب سے بڑی عدالت نے یحییٰ خان کو غدار قرار دیا ہے ان کے لئے ایٹ آباد میں صدارتی محل انہیں مراعات کے ساتھ مہیا کر دیا گیا ہے لیکن جو صحیفہ نگار تھے انکو "سی" کلاس میں رکھا گیا اور طرح طرح کی اذہیں دیں - اسی موقع کے لئے شاید سعدی نے کہا ہے -

"کمینہ مرد ماند کہ خزاں راستہ و قلوب راکشادہ،"

یحییٰ کے لئے صرف ایک ہی سزا ہو سکتی ہے اسے کسی مزید سزا کی ضرورت نہیں تھی جب ملک کی سب سے

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا

بڑی عدالت نے غدار قرار دے دیا ، غدار کی سزا پھانسی ہوتی ہے ۔ غدار کی سزا قتل ہوتی ہے ۔ اسلام میں بھی یہی ہے اور عام قانون کے مطابق بھی یہی ہے ۔ میں آپ کے توسط سے اس پلٹ فارم سے مرکزی حکومت کے ارباب اختیار سے یہ مطالبہ کرونگا کہ اس آدمی کو بلا تاخیر عوام کے هجوم کے اندر پھانسی دے دی جائے ۔ اس لئے کہ اس شخص نے ملک کا ایک حصہ ایک سازش کے تحت برباد کیا ہے ۔ کسی ایک فرد کی طرف سے اس پر یہ الزام عائد نہیں کیا گیا بلکہ ملک کی ایک بڑی عدالت کی طرف سے یہ الزام ثابت ہوا ۔ میں حکومت کی خدمت میں نہایت دل سوزی کے ساتھ گزارش کرونگا کہ صحیفہ نگاروں کے معاملات پر نظر ثانی کریں اس واقعہ سے اگر وہ محسوس کریں تو حکومت کی عزت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا یہ ایک واقعہ ہے یہ ایک Image کا سوال ہے ان اخبار نویسوں کا Image ابھرا اور حکمران جماعت کا گرا ۔

وزیر خوراگ - جناب والا - میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر ۱۷۳ (۲) (الف) کی طرف مبذول کراتا ہوں جس میں واضح طور پر لکھا ہے :-

”کسی ایسے معاملے کو زیر بحث نہیں لائیکا جو پاکستان کے کسی بھی حصہ میں کسی قانونی عدالت میں زیر سماعت ہو،“

علامہ رحمت اللہ ارشد - جن معاملات کا ذکر ہو رہا ہے ان کو facts کے ساتھ connect کریں - صحافیوں کا معاملہ زیر سماعت ہے -

مسٹر سپیکر - ابھی فیصلہ تو نہیں ہوا ہے -

مسٹر علامہ رحمت اللہ ارشد - مجھے گزارش کرنے کی اجازت دیجائے -

مسٹر سپیکر - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں نے اپنی تقریر میں اس مقدمے کے ان حصوں کے متعلق کمی قسم کا تاثر دینے کی کوشش نہیں کی جو اس وقت عدالتوں میں pending ہیں یا تصفیہ طلب پڑے ہیں - میں نے اس مارشل لاء کی کارروائی پر تنقید کی ہے جو مارشل لاء اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے - مارشل لاء

ختم ہو گیا ہے جس مارشل لاء کے متعلق میں نے بیان کیا ہے۔ اسکا مجھے ذاتی علم ہے کہ یہ مارشل لاء کی عدالتیں کوئی عدالتیں نہیں ہوتیں۔ مارشل لاء کا قانون کوئی قانون نہیں ہوتا۔ مارشل لاء لاقانونیت کا دوسرا نام ہے۔ میں نے اس سلوک پر بحث کی ہے جو ان کے ساتھ کیا گیا * * * * *

یہاں ایک صاحب ہوتے تھے۔ ”عاشق بے سوز / دروں
عاشق بے کام بے حساب“

ایڈوائزر اور جنہوں نے کہا تھا کہ اخبار نویس کتنے ہوں یہ بھونکتے
ہیں یہ بھی کیا اس کا حصہ ہے۔ //

وزیر مواصلات۔ ان کی تقریر اس فیصلہ پر اثر انداز ہو سکتی
ہے لہذا ان کو اس معاملے میں بولنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔
(قطع کلامیاں)

مسٹر رؤف طاہر۔ جناب والا۔ قاعدہ ۱۷۳ (۲) (ب) میں
درج ہے کہ :-

“reflect upon the President or the Governor in
his personal capacity.”

میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کی تقریر اس زمرے میں
آتی ہے اور انہیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
(قطع کلامیاں)

مسٹر سپہگرو۔ آرڈر۔ آرڈر۔
مسٹر رؤف طاہر۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف
کی تقریر اس زمرے میں آتی ہے لہذا قائد ایوان کو اس قسم کی گفتگو سے
اجتناب کرنا چاہئے۔

”من خوب می شناسم پیران پارسا را،“

آوازیں۔ قائد ایوان نہیں بول رہے۔ اپوزیشن کے قائد بول
رہے ہیں۔

مسٹر رؤف طاہر۔ میں نے یہ کہا ہے کہ
”من خوب می شناسم پیران پارسا را،“

*بہکم مسٹر سپہگرو حذف کر دیا گیا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ میں جناب اجازت چاہوں گا.....

وزیر خوراک - قائد حزب اختلاف نے ایک مشیر کا نام لے کر تنقید کی ہے اور یہ چیز قاعدہ ۱۷۳ (۲) (ج) کے تحت قابل اعتراض ہے۔ اس میں یہ ہے کہ :-

”کسی رکن ، وزیر یا کسی سرکاری عہدہ دار کے خلاف کوئی ذاتی الزام عائد نہیں کرے گا۔ ماسوائے اس صورت کے کہ وہ اسمبلی کے زیر غور معاملہ سے متعلق ہو۔“

سید تاج الدین الوری - جناب قائد حزب اختلاف نے گورنر - یا صدر کی ذاتی زندگی پر کوئی حملہ نہیں کیا نہ انکا حوالہ دیا ہے۔ بلاشبہ رولز کی دفعہ ۱۷۳ (ب) کے تحت کوئی ممبر تقریر کرتے ہوئے صدر یا گورنر کی ذاتی زندگی کے بارے میں اظہار خیال نہیں کر سکتا ، مگر شرط یہ ہے کہ :-

”تحتی قاعدہ ہذا میں مندرج کوئی امر کسی ایسے حوالہ کے سلسلے میں مانع نہیں ہوگا جو آئین کے احکام کے تابع صدر یا گورنر کے ایسے فعل کے جو اس نے سرکاری حیثیت سے متعلق ہو کیا ہو ،“

قائد حزب اختلاف نے نہ صدر کا نام لیا ہے نہ گورنر کا۔ حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں انہوں نے ان پر اظہار خیال کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی فاضل معترض کی طرف سے رولز کی اسی دفعہ کی ضمن (ج) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی ممبر :-

”کسی رکن ، وزیر ، یا سرکاری عہدے دار کے خلاف کوئی ذاتی الزام عاید نہیں کرے گا۔ ماسوائے اس صورت میں کہ وہ اسمبلی کے زیر غور معاملہ کے متعلق ہو،“

جناب عاشق کلیم نے اس ایوان کے ممبر ہیں ، نہ وزیر ہیں نہ عہدے دار ہیں۔ ان کا تذکرہ رولز یا آئین کی کسی دفعہ کے تحت ممنوع نہیں۔ اس لئے سابق مشیر کی حیثیت سے.....

مستشرق سہیل پور - یہ Holder of the public office بھی نہیں

تھے۔

سید تابش الوری - اب نہیں ہیں -

مخدوم زادہ سید حسن مہرود - جناب والا - اس پر آپ رولنگ دینے والے ہیں - اس لئے میں معزز رکن سید تابش الوری صاحب سے یہ درخواست کرونگا کہ کوئی ممبر جو اس ایوان میں موجود نہیں ہے ، اس کے خلاف تقریر یا اس کے خلاف یا کوئی ریمارکس نہیں دئے جا سکتے - چونکہ کوئی شخص ، پیلک کا شخص جو اس ایوان میں موجود نہیں ہے - وہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا ، اس کے متعلق کوئی تقریر اسمبلی میں نہیں ہو سکتی -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - کل خود حزب اختلاف کے قائدین اس بات پر زور دے رہے تھے کہ نوکر شاہی کا نام لینا اس ایوان میں جرم ہے ، حالانکہ نوکر شاہی کسی شخص کا نام نہیں ہے - وہ یہاں اپنا دفاع نہیں کر سکتی ، تو آج کس طرح قائد حزب اختلاف کسی ایک شخص کا نام لے کر اس کے خلاف الزامات عائد کر سکتے ہیں - جبکہ وہ شخص ایوان میں موجود نہیں اور اپنا دفاع نہیں کر سکتا -

رانا پھول محمد خان - جناب سپیکر - میں یہ عرض کرونگا کہ جس طرح 'حزب اقتدار کی طرف سے سابقہ حکومتوں پر نکتہ چینی کی جا رہی ہے ، یا کرتے رہے ہیں اور کریں گے - جس طرح کہ سابقہ حکمران جا چکے ہیں - اور نہ وہ اس معزز ایوان کے رکن ہیں نہ وزیر ہیں ، اگر سابقہ حکومتوں پر اعتراضات ہو سکتے ہیں ، نکتہ چینی ہو سکتی ہے - تو جانے والے مشیر یا وزیر پر نکتہ چینی کیوں نہیں ہو سکتی جیسے کہ وہ حکومتیں جا چکی ہیں اور وہ مشیر صاحب بھی جا چکے ہیں - لہذا ضابطہ ۱۷۳ بالکل اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ آپ ان کے کاموں پر جو انہوں نے سرکاری حیثیت میں کئے ہیں ، نکتہ چینی کر سکتے ہیں - اعتراضات کر سکتے ہیں اور ان کا یہ ہوائنٹ آف آرڈر کہ وہ اس معزز ایوان کے رکن نہیں ہیں - اس لئے ان پر تنقید نہیں ہو سکتی درست نہیں ہے - وزیر قانون صاحب نے میرے خیال میں اس رول کو اچھی طرح سے پڑھا نہیں - اگر پڑھ لیں تو خود ہی وہ مطمئن ہو جائیں گے -

وزیر قانون - میں نے تو ابھی بات ہی نہیں کی ہے -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - پہلی بات تو یہ ہے کہ گذشتہ

حکومتوں کے متعلق ہم لوگ کچھ کہتے رہے ہیں تو ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ یہاں اس ایوان میں گذشتہ حکومتوں کے کوئی نہ کوئی نمائندے موجود ہیں۔

دوسرے جناب سپیکر۔ میں آپ کی توجہ ضابطہ ۱۷۳ (۲) (د) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ :-

” ایسے کوئی الفاظ زبان سے نہ نکالے گا جو غدارانہ یا توہین آمیز یا غیر پارلیمانی ہوں نہ ہی دل آزار کلمات استعمال کرے گا“

میں سمجھتا ہوں کہ جناب سید عاشق کلیم کے متعلق انہیں عاشق بے کلم کہنا اس زمرے کے تحت لایا جا سکتا ہے وہ یقیناً دل آزار اور طنزیہ کلمات ہیں۔

وزیر قاضیوں۔ (ملک مختار احمد اعوان) جناب والا۔ قائد حزب اختلاف نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہ مارشل لاء کے فیصلے پر بحث کر رہے ہیں، جو فیصلہ صحافی حضرات کے خلاف کیا گیا۔ اسی فیصلے کے خلاف صحافی حضرات نے ہائی کورٹ کی طرف رجوع کیا ہے۔ تو وہ Matter Subjudice ہے۔ اس پر قائد حزب اختلاف بحث نہیں کر سکتے۔ دوسری بات میں یہ عرض کر دینی چاہتا ہوں کہ مارشل لاء کے تحت جو فیصلے کئے گئے تھے۔ ان کو عبوری آئین کے تحت تحفظ دیا گیا ہے۔ اس لئے عبوری آئین کے خلاف کوئی بات اس ایوان میں نہیں کی جا سکتی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ پہلے تو مجھے آپ اس بات کی اجازت دیں کہ میں اپنے اس معزز رکن کا وہ ادھار ادا کر دوں وہ قرضہ چکا دوں۔ جو انہوں نے فرمایا تھا کہ۔

”رمن خوب می شناسم بیوان پارسا را،“

میں ان کی خدمت میں عرض کر دینی چاہتا ہوں۔

اتنی نہ بڑھا پاکی دامان کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

(قبیہ)

مسٹر سپیکر۔ میرے خیال میں مشاعرے کی بجائے میزائید سے متعلق گفتگو کرنی چاہئے۔

(قطع کلام)

پہرے بلوچس جموں و کشمیر میں گزارش کروں گی -

غرور زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو

کہ بندگان خدا پر زبان دراز کرے

(قطع کلامیاں)

مسٹر روٹ ظاہر - جناب سپیکر - میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کی تقریر کے ان الفاظ کو اس ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جانا چاہئیے جس میں انہوں نے Indirectly صدر مملکت پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر

مسٹر روٹ ظاہر - آپ صدر مملکت کی توہین کر رہے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - وہ کون سے ایسے الفاظ ہیں جن سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے - وہ کون سے ایسے الفاظ ہیں جو سب نے استعمال کئے ہیں اور ان سے صدر مملکت کی توہین کا کوئی پہلو نکلتا ہے - میں کہہ چکا ہوں کہ صدر مملکت آئین کی زبان میں ہی نہیں بلکہ اخلاق کی زبان میں بھی زیادہ محترم ہوتے ہیں - اللہ تعالیٰ ایسے نادان دوستوں سے قوم کو بچائے -

(قطع کلامیاں)

وزیر قائدون - جناب والا - میں نے تھوڑی دیر پہلے صحافی حضرات کے خلاف کئے گئے فیصلے کے متعلق عرض کی تھی اور میں جناب قائد حزب اختلاف سے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بحث کو repeat نہیں کر سکتے - جو کچھ وہ کہہ چکے ہیں اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں اپنی ہوزیشن کی وضاحت کر چکا ہوں - میرے دل میں عدالت عالیہ یا دوسری عدالتوں کا بے حد احترام ہے - مجھے حیرت ہے کہ آج ان عدالتوں کے احترام کی حفاظت اور چوکیداری کے داعی اور نقیب وہ لوگ بن رہے ہیں ، جنہوں

نے ان صحیفہ نگاروں کا کہیں عدالت کے بجائے مارشل لاء کو بھیجا تھا۔

* * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *

ان کو ہتھکڑیاں پہنا دیتا

مسٹر سپیکر—آپ بھر اس بات کو دہرا رہے ہیں۔ یہی ان کا اعتراض تھا کہ اس وقت جو Matter Subjudice ہے وہ یہ ہے کہ مارشل لاء میں جو فیصلہ ہوا اور جس انداز سے ہوا، یہ ٹھیک تھا یا غلط تھا، اس میں یہ ساری چیزیں آ جاتی ہیں۔ مارشل لاء کی عدالت کا انداز، اور مارشل لاء کی عدالت کا فیصلہ یہ معاملہ Subjudice ہے اور آپ کی تقریر کا اتنا حصہ حذف ہوگا۔ جس میں اس مارشل لاء کے فیصلے اور جس انداز سے مارشل لاء کے مقدمہ کا فیصلہ کیا گیا ہے اس کا ذکر ہے۔ آپ کی General Statement کہ آپ مارشل لاء سے مطمئن تھے یا نہیں تھے، حذف نہیں ہوگی۔ لیکن چونکہ اس سوال کا فیصلہ صحافیوں کے مقدمے کا فیصلہ کس انداز میں کیا گیا، ابھی ہائی کورٹ نے کرنا ہے اس لئے یہ ایوان کی کارروائی سے حذف ہوگا

دوسری چیز جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو صدر یا گورنر کی Personal Capacity پر reflect کرتی ہو۔ تیسرا اعتراض جو کیا گیا ہے.....
علامہ رحمت اللہ ارشد - کونسی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ سن لیں۔ آپ نے جس انداز سے ان کا نام لیا ہے۔ اس انداز میں اگر ممبران ہر کسی کا فرضی نام لینا شروع کر دیں تو یہاں ایک رسم چل نکلے گی۔ آپ ان کا نام مت بگاڑیں ان پر جو آپ نے تنقید کرنی ہے وہ بڑے شوق سے کریں۔ لیکن اگر نام بگاڑیں گے تو پھر نام بگڑتے ہی رہیں گے۔ آپ نے عاشق بے کلیم کہا ہے۔ آپ نے عاشق کلیم کے نام کو تبدیل کیا ہے۔ (قطع کلاسیاں) آپ تنقید کیجئے مجھے آپ کی تنقید پر کوئی اعتراض نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ نام کا تبدیل کرنا یا نام کی بجائے ان کا کوئی اور نام لینا صحیح نہیں ہے۔

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

مخدوم زاہد سید حسن دھوڑ - جناب والا - عرض ہے کہ یہ established convention ہے کہ کوئی عہدہ دار ہو یا نہ ہو ممبر ہو یا نہ ہو - اس ہاؤس میں اس آدمی کے خلاف کوئی بحث نہیں کی جا سکتی - میرا خیال ہے کہ ایک معزز رکن تو اپنا دفاع اس ہاؤس میں کر سکتا ہے - اگر آپ نے یہ رولنگ دے دی ہے کہ اسکو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے تب بھی ایک شخص کا نام اس ایوان کی کارروائی میں درج ہو جائے گا جو اپنا دفاع نہیں کر سکتا - لہذا اس کنونشن کے تحت آپ پہلی کارروائی ملاحظہ فرما لیں اس سے بھی یہی ثابت ہوگا کہ اس ایوان میں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی ایسے آدمی کے خلاف کوئی تقریر کی جائے جو اس ایوان میں حاضر نہیں ہے - (قطع کلامیان)

سید تابش الوری - جناب سپیکر - آپ ہم پر یہ ایک نئی پابندی عائد کر رہے ہیں کہ ہم کسی آدمی کا نام لے کر اس پر تنقید نہ کریں اس طرح تو سابق صدر ایوب خان کا نام بھی نہیں لیا جا سکتے گا -

ڈاک غلام دہی - آپ سابق صدر پھولی خان کا نام بدوشی لے سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر - جو نکتہ حسن محمود صاحب نے اٹھایا ہے میں اس کے متعلق کچھ Study کر کے اس پر اپنا فیصلہ دوں گا ابھی میرا فیصلہ صرف اتنا ہے کہ ان کا نام نہ بگاڑا جائے - (قطع کلامیان)

خان محمد یار خان لاشاری - جناب والا ! میں آپکی وساطت سے جناب علامہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ قرآن حکیم کی ان آیات کی روشنی میں کہ ”لا تنابزو بالا القاب“ ”عاشق ہے کلیم“ کے الفاظ کو حذف کرنے میں یہ بات مان جائیں گے -

مسٹر محمد عاشق - جناب والا ”عاشق ہے کلیم“ کی بجائے ”* * * * *“ کر دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے -
 مسٹر سپیکر - میں اسکی اجازت نہیں دے سکتا - یہ الفاظ جو علامہ عاشق صاحب نے کہے ہیں ایوان کی کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں -

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا! میں قرآن حکیم کی اسی آیت کا دوسرا حصہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں۔

لَا تَبْرُوا لِلْأَنْبِيَاءِ مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ الْإِيمَانِ
وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَكُمْ فَمَا لَكُمْ أَنْ يَأْتُواكُمْ بِبَيِّنَاتٍ

وزیر قانون - جناب والا! دونوں نکات پر آپ کی رولنگ آچکی ہے ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے اس لئے اس پر مزید بحث نہ کی جائے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر قائد حزب اختلاف نے اس بحث کو جاری رکھا تو ایوان کا قیمتی وقت ضائع ہوگا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - میں صرف یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ نے میری تقریر کا کونسا حصہ حذف فرمایا ہے۔ وہ کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتا ہے۔ آپ صرف اتنا بتا دیں۔ کم از کم پریس گیزی کو علم ہو۔ مجھے علم ہو اور اس ایوان کو بھی علم ہو۔ دوسرے مجھے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے جس پر میں آئندہ تنقید نہیں کر سکتا۔

سپیکر - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں میں بعد میں بتا دوں گا وہ کونسا اور کتنا حصہ حذف کیا جاتا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ زبان سے آپ کی رولنگ کے بعد تکلم تو ہو سکتا ہے۔ سید عاشق کاظم صاحب کی ذات پر تنقید کرنا مقصود نہیں تھا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ وہ صحیفہ نگاروں کے متعلق آپ نے فرما دیا ہے کہ میں اس پر مزید عرض نہ کروں اب میں ایک اور معاملے کی طرف آتا ہوں جو صوبے کی ہمیشہ کی موت و حیات کا معاملہ ہے۔ وہ معاملہ ہمارے دریاؤں کی تقسیم اور شہروں کے پانی سے متعلق ہے۔ جس زمانے میں یہاں عجیب عجیب منطقیں اور فلسفے روشناس ہو رہے ہیں۔ وہاں ایک نیا نعرہ لگا ہے وہ دریائے سندھ کا نام چونکہ سندھ ہے اس لئے یہ سندھ کے عوام اور حکومت کی پراپرٹی ہے اور ان کی جائداد ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ دریائے سندھ جب کابل سے نکلتا ہے تو اس کا نام دریائے کابل ہوتا ہے۔ جب وہ سوات پہنچتا ہے تو اس کا نام دریائے سوات ہوتا ہے۔ جب وہ پنجاب میں پہنچتا ہے تو اس کا نام ”پنج آب“ میں سے ایک آب ہوتا ہے۔ جب وہ سندھ کی سر زمین میں داخل ہوتا ہے تو اس کا نام دریائے سندھ ہوتا ہے۔ اب ان کا یہ مطالبہ کہاں تک صحیح ہے کہ دریائے سندھ کا نام سندھ ہے اس لئے سندھ کے پانی پر ان کے مالکانہ حقوق موجود ہیں۔ آپ نے اس حد تک

بھی اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ چشمہ بیراج ، تونسہ بیراج اور پنج ند خشک ہو رہے ہیں یا معمول سے بہت ہی کم پانی ان کو دیا جاتا ہے لیکن دریائے سندھ کا پانی جو سندھ کی زمینوں کو سیراب کرنے کے بعد فاضل بچتا ہے وہ بحیرہ عرب کی موجوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے لیکن پنجاب سوکھ رہا ہے۔ پنجاب کو اس کے حصے کا پانی نہیں مل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گندم کی پیداوار اس سے متاثر ہوئی ہے میں اپنی اطلاع کے مطابق جناب محترم وزیر آبپاشی سے عرض کروں گا اور وہ خود اس سے اطمینان کر لیں کہ وہ جہاں تک کہاس کی فصل کی کاشت کا تعلق ہے اس وقت تک ۳۰ فیصد کہاس کاشت نہیں ہو سکی اس لئے کہ پانی موجود نہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے اور ہم سندھی بھائیوں سے بھی ناانصافی نہیں کرنا چاہتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ حکومت مرکزی حکومت پر زور دے اور یہ فیصلہ کرائے کہ پنجاب کے زیر کاشت رقبہ کو بھی دیکھ لیا جائے کہ وہ کتنا ہے اور سندھ کا زیر کاشت رقبہ بھی دیکھ لیا جائے کہ وہ کتنا ہے۔ اور اسی مقدار کے ساتھ اسی تناسب کے ساتھ پنجاب کو پانی مہیا کیا جائے۔ پنجاب کے صوبے کی معیشت زرعی ہے۔ اگر پنجاب کو پانی کا حصہ نہ ملا تو یہ علاقہ بنجر اور بیابان ہو جائے گا بلکہ جہاں تک فوڈ پروڈکشن کا تعلق ہے۔ جہاں تک اجناس خوردگی کی پیداوار کا تعلق ہے یہی صوبہ باقی تمام صوبوں کو Feed کرتا ہے اس ملک کی خوراک اس ملک کی اجناس خوردگی بھی اس سے متاثر ہوگی اور پورے ملک کی معیشت تباہ ہوگی۔ یہ نہیں ہے کہ صرف پنجاب کی معیشت تباہ ہوگی بلکہ اس کا اثر پورے ملک پر پڑے گا۔

جناب والا۔ اب میں ایک اور موضوع پر اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو ان بنچوں پر بیٹھنے والے حضرات کو سننے میں ذرا تکلیف ہوگی۔ اس لئے میں پہلے ہی معذرت کرتا ہوں کہ وہ میری گزارشات ذرا صبر سے سن لیں۔ وہ مسئلہ ملازمین کا ہے جن کو چارج شیٹ دئے بغیر نکال دیا گیا ہے سب سے پہلے میں یہ وضاحت کر دوں کہ اس معزز ایوان میں اس وقت بہاولپور کے اٹھارہ ممبر بیٹھے ہوئے ہیں وہ سب اس بات کی گواہی دین گے کہ میرا کوئی بھی دور و نزدیک کا رشتہ دار یا تعلقدار سرکاری ملازم نہیں ہے آج میں یہ نہیں کہتا کہ ان پندرہ سو ۱۵۰۰ ملازمین میں سے چودہ سو ۱۴۰۰ ملازمین میں سے یا صوبے کے دو سو ۲۰۰ ملازمین میں سے کوئی ملازم corrupt نہیں تھا۔ میں ان کو defend نہیں کرتا۔ میں اس حد تک جانے کے لئے تیار ہوں کہ ماریے ہی شاید راشی ہوں

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ راشی ہوں اور کچھ راشی نہ ہوں۔ کیونکہ جو فہرست دکھائی گئی تھی اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس میں مردوں کے نام بھی درج کئے گئے تھے۔ جو دس دس سال پہلے کے ریٹائر ہو چکے تھے ان کا نام بھی اس فہرست میں آیا۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا ہے وہ اس لحاظ سے نا انصافی ہوئی کہ اس ملک کے قانون اور قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے مارشل لاء کے ضابطہ کے تحت ایک عام تلوار چلائی گئی ہے۔ نہ کسی کا سروں ریکارڈ دیکھا گیا ہے نہ اس کی عام شہرت دیکھی گئی ہے۔ ان میں ایسے ایسے آدمی بھی ہیں جن کو میں جانتا ہوں میں ان کے نام نہیں لوں گا اگر نام لوں تو انہیں نقصان ہی نہ پہنچ جائے اور ان کی اپیلیں بھی نا منظور نہ ہو جائیں۔ میں ان کی گواہی دیتا ہوں اور جناب افضل وٹو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بھی یہ گواہی دیں گے کہ بہت سے ایبائندار سرکاری ملازم نکل گئے ہیں اور بہت سے بددیانت رہ گئے ہیں۔ میرے کہنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ بددیانت افسروں کو ضرور نکالنے ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن کیا آپ نے سوچا ہے کہ اس ترتیب کے ساتھ اگر افسر نکالے جائیں تو ان کو نکالنے کے بعد ایک ٹیڈی پیسے کی رشوت بھی کم ہوئی ہے۔ یہ مسیحیت کا تصور ہے کہ ہر بچہ گنہگار پیدا ہوتا ہے لیکن اسلام کا تصور یہ ہے کہ ہر بچہ موصوم پیدا ہوتا ہے۔ قانون کا بنیادی تصور یہ ہے کہ جب تک کسی شخص پر اس کی مجرمیت ثابت نہ کر دی جائے وہ مجرم نہیں ہوگا۔ آپ اتنے رولز دیکھتے مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر قواعد و ضوابط کا سہارا لیا جاتا تو ہم ان سرکاری ملازمین کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ قانون بدلیں آپ کو اختیار ہے کہ آپ رول بدلیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ کسی ملازم کو رکھنے اور نکالنے کے طریق کار کو بدلیں اور ایسے انتظامات کریں جس سے راشی افسر قواعد کے طویل چکر کے الجھاؤ میں آپ کو پھنسا کر نہ رکھ دیں۔ بلکہ آپ کا ہاتھ موثر ہو اور ان کا defence - غیر موثر ہو جائے۔ آپ جو کچھ بھی کیجئے وہ قانون کی بنیاد اور انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر کیجئے۔ اس طرح کسی آدمی کو گنہگار یا بے گناہ کہہ دینا بالکل غلط بات ہوگی۔

جناب والا۔ اس میں ایک اور پہلو بھی دیکھنے کا ہے اور میں اپنے دوست وزیر قانون صاحب کو متوجہ کراؤں گا کیونکہ وہ مجھے عدالت عالیہ کا احترام کرنے کی تلقین کر رہے تھے۔ مارشل لاء کے ضابطہ کے تحت عدالت عالیہ ہائی کورٹ نے بھی ایکشن لیا لیکن وہ

ایکشن کس قدر نستعلیق تھا کہ چیف جسٹس نے تین ججوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی۔ ان کو کہا کہ وہ ریکارڈ دیکھیں اور ریکارڈ دیکھنے کے بعد ان افسروں کو چارج شیٹ دیں۔ وہ خود اس میں شامل نہیں ہوئے اور یہ کہا کہ جب وہ چارج شیٹ کا جواب لے کر آئیں اور وہ سیدھے میرے پاس پیش ہوں اور اپنی explanation مجھے دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں چارج شیٹ کیا گیا اور انہیں defence کا موقعہ دیا گیا۔ ان کو عذرات کی شنوائی کا موقع دیا گیا۔ اس طرح ۵۰ فی صد کے قریب افسران کو ملازمت سے نکال دیا گیا اور ۵۰ فی صد کے قریب افسران کو ملازمت میں رکھ لیا گیا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک ضابطہ ۱۱۳ جو بی سی ایس افسروں پر استعمال ہوتا ہے۔ وہی ضابطہ PCS Judicial افسروں پر بھی استعمال ہوتا ہے مگر کس انصاف کے ساتھ اور آپ اس طرح دیکھتے ایک ہی روز ایک آدمی PCS ایگزیکٹو میں مجسٹریٹ ہو جاتا ہے اور دوسرا آدمی PCS Judicial کے انڈر سول جج ہو جاتا ہے تو اس کی بد قسمتی یہ ہے کہ آپ اس کو چارج شیٹ دینے بغیر۔ فرد الزام مہیا کرنے بغیر۔ کوئی چارج اس پر Establish کرنے بغیر ایک بینی و دوگوشی نکال دیں۔ لیکن جو سول جج بن گیا ہے اس کو یہ Protection کا موقع حاصل ہے کہ اگر اس کو نکالنا ہوگا تو اس کو چارج شیٹ بھی ملے گا اسکے عذرات کی شنوائی بھی ہوگی اور اس کے ساتھ انصاف بھی کیا جائے گا۔ میں اسکے لئے آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کو متوجہ کراؤنگا۔ اب بھی جو کچھ ہو چکا ہے وہ افسوسناک ہے مگر اس کے مداوا کی صورت یہ ہے کہ آپ ان کی اپیلوں کی سماعت کیلئے کوئی ٹریبونل بنائیں۔ جو ان کے عذرات سنیں ان میں سے جو مجرم ثابت ہوں ان کو سزا دیں۔ اور جو بے گناہ ثابت ہوں ان کو اپنے عہدوں پر بحال کر دیا جائے۔ جناب والا۔ حکمران جماعت کی خدمت میں اب ایک اور گزارش ہے جناب صدر مورخ کا قلم بے رحم ہوتا ہے یہ تو مورخ ہی ہے جو آئندہ چل کر بتائے گا کہ حکمران جماعت کس انقلاب کی داعی تھی اور زندگی کے کس شعبے میں انقلاب لائی۔ ابھی وقت کا ذرا انتظار کرنا چاہئے لیکن ایک بار پھر میں توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مہنگائی اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ جن غریب عوام نے روٹی کھڑے اور سستی ضروریات زندگی مہیا کرنے کے وعدہ پر ان کو ووٹ دینے تھے آج وہ پہلے سے زیادہ

سہنگائی کے بطیش شدید کے شکار میں کسے ہوئے ہیں۔ اور نان جوہن کے محتاج ہیں۔ کچھ اس قسم کا ماحول مرتب ہو گیا ہے کہ مزارع اور کاشتکار کے تعلقات زمینداروں سے ٹھیک نہیں ہیں۔ زمینداروں کے تعلقات مزارعین کے ساتھ خراب ہو گئے۔ حالانکہ صدیوں سے ان کے تعلقات ایک دوسرے سے اچھے چلے آ رہے تھے جو لیبر لازیا لیبر پالیسی سے مجھے تو معلوم نہیں کہ کسی مزدور کی تنخواہ ۱۲۰ روپے سے ۱۲۱ روپے ہو گئی ہو۔ مجھے معلوم نہیں کہ Agrarian Reforms ہونے سے مزارعین نے زمین لے لی ہو۔ یا وہ ضروریات زندگی سے بے نیاز ہو گئے ہوں۔ لیکن خیر وہ ان کی اپنی پارٹی کی بات ہے۔ ان کے اپنے پروگرام کی بات ہے یہ ان کے اپنے دیکھنے کی بات ہے کہ وہ اس کو دیکھیں۔ میں ان کو صرف اتنا متوجہ کراؤنگا کہ وہ ایسا قدم فوری طور پر کریں کہ یہ کمر توڑ سہنگائی نا قابل برداشت سہنگائی جس سے غریب آدمی دو وقت پیٹ نہیں بھر سکتا۔ ایک لوئر مڈل کلاس کے آدمی کا بھی پیٹ نہیں بھر سکتا اس کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب والا۔ میں ان گزارشات کے ساتھ یہ عرض کر دوں کہ میں نے بڑے خلوص کے ساتھ یہ باتیں کی ہیں۔ مجھے کسی کی ذات کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے۔ کوئی رنج نہیں۔ اس طرف بیٹھنے والے تمام محترم ارکان اسمبلی کا میرے دل میں احترام موجود ہے۔ تمام وزراء کا احترام ہے ہم ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں نے جس خلوص کے ساتھ یہ گزارشات ان کی خدمت میں پیش کی ہیں وہ اس خلوص اور دل سوزی کے ساتھ ان پر توجہ فرمائیں گے۔ باقی میں اپنے خیالات کٹ موٹن پر پیش کروں گا۔

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور -

میاں خورشید انور - (ملتان - ۱۲) جناب سپیکر - پنجاب کو بڑے عرصے کے بعد ایک پڑھا لکھا اور عام کارکن وزیر خزانہ ملا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ وزیر خزانہ گھمبیر عوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے کوئی خاص قدم اٹھائیں گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ وزیر خزانہ کی تقریر عوامی مسائل کا اور صوبہ کے مالی وسائل کا کوئی حل پیش نہیں کر سکی۔ البتہ ان کے اردو کا ادب میں بڑا اہم مقام ہو سکتا ہے۔ جناب والا۔ وزیر خزانہ نے

وزیر اعلیٰ - جناب سپیکر - میں آپ کی خدمت میں ایک گزارش کرنے کے لئے اپنے بھائی میاں خورشید انور صاحب سے

معذرت کرنا ہوں۔ آپ نے ہر تقریر کے لئے وقت مقرر کر دیا ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تقریر کا جب وقت اختتام پذیر ہو تو دو یا چار منٹ پہلے ستر کو بتا دیا کریں۔

مسٹر سپیکر - میں دو منٹ پہلے گھنٹی بجا دیا کروں گا۔

مہاں خورشید انور - جناب سپیکر - وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ ہمیں بہت سے مسائل ورثہ میں ملے ہیں لیکن وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ بہت سے مسائل برسراقتدار پارٹی کے خود پیدا کردہ ہیں مثلاً آپ نظم و نسق کو ہی لے لیں - نظم و نسق صوبہ میں بالکل تباہ ہو چکا ہے - گھیراؤ - جلاؤ - یونیورسٹیوں کا بار بار بند ہونا - کالجوں کا بار بار بند کیا جانا - ایم - پی - اے حضرات یا ایم - این - اے حضرات کے خلاف مختلف مقدمات بنانا یہ سب چیزیں اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ صورت حال انتہائی اتر ہو چکی ہے - نظم و نسق کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ حکومت انتظامیہ کی اصلاح کی طرف توجہ دے - انتظامیہ کی اصلاح کے لئے چند ہفتے قبل جو سکریٹنگ کی گئی ہے وہ نہایت غیر مؤثر قسم کی سکریٹنگ تھی - اس سے نہ تو نظم و نسق بہتر ہوا ہے اور نہ ہی رشوت ختم ہوئی ہے - ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تمام راشی اور بری شہرت کے مالک افسروں کو پکڑ کر عدالتوں کے سامنے پیش کیا جاتا - قصور وار ثابت ہونے کی صورت میں ان کو نہ صرف ملازمت سے نکالا جاتا بلکہ ان کی تمام جائیداد بحق عوام ضبط کی جاتی ہے -

Minister for Revenue : According to the provisions of Rule 174, my brother is repeating what has already been said by Allama Sahib.

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - وہ تو کہہ رہے ہیں کہ زیادہ سنگین سزائیں ان کو مانی چاہئیں -

[مہاں خورشید انور] - میں عرض کر رہا ہوں کہ ان افسروں پر قانونی عدالتوں میں سزائیں چلائے جاتے تو زیادہ مؤثر ہوتا اور قصور وار ثابت ہونے پر ان کو سخت سزا دی جاتی تو عوام بھی اور یہ ایوان بھی خوش ہو تاکہ سزاوار کو مکمل سزا ملی ہے - لیکن افسوس ہے کہ جو افسران سکریٹنگ آؤٹ کئے گئے - ہیں ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو بددیہانت نہیں تھے بلکہ ان کی اور برسراقتدار پارٹی کے بعض ارکان کی آپس میں کوئی پرانی تلخیاں تھیں - جس کی ایک مثال میں عرض کرتا ہوں - وہ یہ ہے کہ چند سال ہوئے ایک افسر نے ایک صاحب کو ایک وراثتی شو سے اس بناء پر نکال دیا تھا

کہ ان کے پاس اس وراثی شو کو دیکھنے کے لئے ٹکٹ موجود نہیں تھا۔ لیکن اب وہ صاحب اتفاق سے وزیر بن گئے۔ تو انہوں نے اس افسر کو سب سے پہلے نکالنے کی مفاہم کی۔ چنانچہ اس کے ایما پر اس افسر کو نکال دیا گیا جس نے ان کو ٹکٹ نہ ہونے کی بناء پر وراثی شو سے نکالا تھا۔ اس طرح کے واقعات اور بھی ہو سکتے ہیں۔ اسلئے انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ ان لوگوں کو عدالتوں کے سامنے اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت دی جاتی۔ اور قصور وار اور مجرم ثابت ہونے پر ان کو نہ صرف ملازمت سے نکالا جاتا بلکہ ان کی تمام جائیداد ضبط کی جاتی اور اس طرح سے جو کروڑوں روپیہ حاصل ہوتا وہ غریب عوام - کاشتکاروں - مزدوروں - طالب علموں اور مزدوروں کی حالت بہتر بنانے کے لئے کام آسکتا تھا۔

جناب سپیکر - انتظامیہ کی اصلاح کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کو اپنی ملازمت کا تحفظ دیا جائے۔ جو چھوٹے اہل کار ہیں ان کی تنخواہیں بڑھانی جائیں۔ یہ موجودہ ترقیاں پانچ روپے یا سات روپے ماہوار ہیں ان سے کام نہیں چلے گا۔ ان کو ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے مؤثر قسم کی ترقیاں دی جائیں اور بڑے بڑے جو افسر ہیں ان کی تنخواہیں کم کی جائیں بلکہ ان افسروں کی اس وقت جو بہت بڑی فوج ہے اس میں بھی کمی کی جائے۔ اس طرح جو سرمایہ حاصل ہوگا وہ چھوٹے اور غریب اہلکاروں کی بہتری کے کام آسکے گا۔ جناب والا - انتظامیہ کی اصلاح کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انتظامیہ کا احساسہ کرنے والے یعنی ہم ارکان اسمبلی بھی اپنا حساب صاف رکھیں۔ اس کے لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ سب ارکان اسمبلی کو اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کا حساب اور اپنی آمدن کے وسائل کا حساب قوم کے سامنے رکھنا چاہیے (نور منظر تھیں)۔ جب ہمارے میعاد ~~مکمل~~ ختم ہو تو قوم کو اندازہ ہو سکے کہ کن کن لوگوں نے دیانتداری سے کام کیا اور کون کون لوگ لائسنس برٹ اور دوسرے مفادات کے بیچھے بھاگے وہ۔

علامہ صاحب نے صحافیوں کے متعلق بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں جناب والا میں صرف ایک گزارش کروں گا کہ تخلیقی کام کرنے والوں کے لئے ضروری ہوا ہے کہ ان کو ذہنی سکون میسر ہو۔ میں حکومت کے اس اقدام کی تعریف کروں گا کہ اس نے عامل صحافیوں کو مکان تعمیر کرنے کے لئے زمین دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ زمین دینے سے مکان مکمل نہیں ہونگے کیونکہ ان کی تنخواہیں بہت کم ہیں اور مہنگائی بہت

زیادہ ہے۔ اسلئے میری تجویز ہے کہ ان کو قرضوں کی اور اسی قسم کی دوسری مراعات دی جائیں تاکہ وہ اپنے گھر بھی بنا سکیں۔ نیز جو غیر سرکاری اخبارات ہیں ان سے اشتہارات وغیرہ کے سلسلے میں بہتر سلوک کو ہونا چاہئے۔ سرکاری اخبارات کے وسائل پہلے ہی بہت زیادہ ہیں۔ غیر سرکاری اخبارات جن کو قومی اخبارات کہا جا سکتا ہے ان کی مالی حالت کے پیش نظر ضروری ہے کہ حکومت ان کے ساتھ اشتہارات وغیرہ کے سلسلے میں مناسب اور زیادہ انصاف کرے۔

جناب والا۔ مجھے امید تھی کہ وزیر خزانہ صاحب خود ہی یہ اعتراف فرمائیں گے کہ انہوں نے نئے نئے ٹیکس نہ لگا کر کوئی اتنا بڑا بہادرانہ اقدام نہیں کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے بڑا اتراٹے کی کوشش کی ہے۔ بچہ تقریر سننے کے بعد اور ان کی اتنی بڑی کتابوں کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ وزیر خزانہ نے اور برسر اتنا پارٹی نے بڑے بڑے سرمایہ دار لوگوں کے ساتھ مفاہمت کر لی ہے۔ ان پر اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے ٹیکس لگائے جا سکتے تھے۔ اس سے آپ کوئی ڈویلپمنٹ کا کام کر سکتے تھے۔ صرف ٹیکس نہ لگانا کوئی بڑی بہادری نہیں ہے۔ چاہئے تو یہ تھا جسے کہ آپ نے کہا کہ غریبوں پر ٹیکس نہیں لگائے یہ بہت بہتر ہوا۔ لیکن یہ ضروری تھا کہ جو بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں۔ جنہوں نے قوم کا خون چوس رکھا ہے ان پر اس قسم کے ٹیکس لگایا جائے تاکہ غریب عوام کی حالت بہتر بنانے کے لئے آپ کو سرمایہ میسر آ سکتا۔

جناب والا۔ ملک میں مہنگائی۔ بے روزگاری اور رشوت انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ بے روزگاری کی انتہا تو یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے اپنے آپ کو غریب کہا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ جناب چودھری محمد حنیف رائے صاحب ذہنی طور پر غریب نہیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو اتنی بڑی کوٹھی۔ اتنی بڑی لمبی کار۔ ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے اتنی بڑی تنخواہ اور سرکاری وردی کے ہوتے ہوئے غریب سمجھتے ہیں اور ان کا گزارہ نہیں ہوتا تو میں جناب قائد ایوان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ ان کو تھوڑا بہت اور الاؤنس دے دیا جائے چاہے اس کا نام ”حجرات الاؤنس“ ہی کیوں نہ ہو (تہقیر)۔ (قطع کاسیاں)۔

وزیر اعلیٰ۔ مجھے منظور ہے۔

میاں مورشید انور - جناب والا - مجھے خوشی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے انہیں حجامت الاؤنس دینے کا وعدہ فرما لیا ہے -

جناب والا - اب میں نہروں سے متعلق عرض کروں گا جیسا کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے تجویز کی ہے کہ برسر اقتدار جماعت کا فرض ہے کہ وہ پنجاب کے زیر کاشت رقبہ کے لئے یا آبپاشی رقبہ کے لئے مناسب طریقے سے پانی مہیا کرنے کی کوشش کرے۔ اگر صورت حال یہی رہی تو صوبہ میں زرعی پیداوار بالکل ختم ہو جائے گی۔ اس سال گندم بہت کم ہے جس کا ثبوت ابھی ابھی ایک سوال کے جواب میں فراہم کیا گیا ہے کہ پچھلے دنوں حکومت ۲۸ ہزار ۸۴۸ ٹن گندم اپنے سٹور میں لیے چکی تھی اور اس سال ایک ہزار ۱۶۴ ٹن گندم خریدی جا چکی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ زرعی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے۔ محکمہ خوراک کی پالیسی ہے کہ گندم کو کم نرخوں پر خرید کیا جائے۔ زمیندار کے اخراجات تو کم نہیں ہونے اگر قیمت نہ بڑھائی گئی تو اگلے سال اس سے بھی زیادہ کمی ہو جائے گی -

جناب والا - اسی طرح کیپاس بھی پہلے کی نسبت بہت کم کاشت کی گئی ہے۔ تمام ضروریات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ برسر اقتدار جماعت زیادہ سے زیادہ محنت کر کے صوبہ کو بچانے کے لئے پانی مہیا کرے۔

جناب والا - اب میں چند مسائل اپنے علاقہ سے متعلق بھی عرض کرتا ہوں - تحصیل وھاڑی میں پاکستان بھر میں سب سے زیادہ کپاس پیدا ہوتی ہے۔ اس سال وھاڑی تحصیل میں ساڑھے تین لاکھ کانٹھیں کپاس پیدا ہوئی یہ ملک کی کل پیداوار کا دسواں حصہ ہے۔ اس طرح انڈم کے لحاظ سے بھی وھاڑی تحصیل دوسرے تیسرے نمبر پر آتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہاں حکومت کی طرف سے نہ پہلے اور نہ اب کبھی بھی سرکاری سطح پر ڈویلپمنٹ کا کام ہوا ہے۔ نہ وہاں کوئی گورنمنٹ کالج ہے۔ نہ وہاں کوئی گورنمنٹ ہسپتال ہے۔ نہ نئی سڑکیں بنائی گئیں ہیں۔ وہاں غریب لوگوں اور بے روزگار لوگوں کو کوئی روزگار مہیا نہیں کیا ہے۔ چند سال ہوئے گورنر صاحب نے حکم دیا تھا کہ بے گھر لوگوں کی آبادکاری کیلئے ایک سکیم بنائی جائے۔ گورنر صاحب وہاں موقع پر گئے تھے لیکن افسوس نوکر شاہی نے کاغذات ابھی تک دبا رکھے ہیں -

جناب والا - وھاڑی تحصیل ملتان سے بہت دور واقع ہے - اس کی اہمیت اور عوامی تکالیف کے پیش نظر قیام پاکستان سے قبل ہی یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ملتان جو کہ بہت بڑا ضلع ہے اسکو تقسیم کر کے وھاڑی کو ایک الگ ضلع بنا دیا جائے - جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو یہ کہا گیا کہ ملک میں مالی وسائل کی کمی ہے - ایک کمیشن کی سفارش پر ایوبی دور میں وھاڑی کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا تھا لیکن چند روز کے بعد فیصلہ واپس لے لیا گیا یا اس کو معرض التوا میں ڈال دیا گیا - میں یہ گزارش کرونگا کہ وھاڑی کو جلد از جلد ایک الگ ضلع بنایا جائے -

جناب والا - اس کے علاوہ میں ایک اور گزارش کروں گا کہ حزب اختلاف کی طرف اشارہ کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہم لوگ اقتدار میں رہے ہیں لیکن ہم نے جمہوریت لانے کی کوشش نہیں کی - میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ بہت سے اراکین ایسے یہاں موجود ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا - مادر ملت کے انتخاب اور ایوبی دور کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیا - میں یہ چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو اتفاق سے کسی نہ کسی دور اقتدار میں رہے ہوں گے لیکن ہماری اکثریت جو ہے وہ ہمیشہ اپوزیشن میں رہی ہے - حزب اقتدار سے یہ پھر عرض کروں گا کہ جب بھی وہ تنقید کریں تو یہ دیکھ لیا کریں کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا - مادر ملت کے الیکشن میں حصہ لیا ہے - ہم نے ایوبی دور کے خلاف تحریک بھالی جمہوریت میں حصہ لیا ہے -

جناب والا - میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

Mir Balakh Sher Mazari : Mr. Speaker Sir, may I have your permission to speak in English.

Mr. Speaker : Yes, you have the permission.

Mir Balakh Sher Mazari : (D. G. Khan 5)—Mr. Speaker Sir, I come from Dera Ghazi Khan. It is considered to be one of the most backward districts in this Province. Unfortunately, when One-Unit came into existence, we were considered a part of Punjab and being a part of Punjab, we were also considered to be an advanced and developed area. Hence, whenever there was any loan or funds for any developed area, it was given to Central Punjab, and backward areas like Dera Ghazi Khan, Mianwali,

Jhang, etc., were ignored. If the Central Government gave any loan or concession to any backward area, then that were given to other backward areas in Sind, Baluchistan and Frontier, whereas our district, and backward districts in the Punjab were totally ignored. In the same way the conditions of the roads in our district are very bad. Actually there are no roads at all. There is one which is known as the "Indus Highway", but for the last so many years it has been under construction and which has not been completed upto now.

The Hon'ble Minister for Finance did give us a patient hearing yesterday and he has said that he would look into it and I would request him to give us an assurance on the floor of the House that whatever he said yesterday will be carried out.

About the roads I want to say that this "Indus Highway" is not connected or it is not metttled upto Dera Ismail Khan or to the Borders of Sind, whereas there are no bridges, which are delaying the construction of these roads.

About irrigation, Mr. Speaker Sir, I would like to bring it to your notice that we have only one canal which is taken out from "Taunsa Barrage". This is the only canal which we have got, and that also started flowing in the first week of June 1972. What can we expect in that area? It is not only a question of irrigation in our area, but is a question of our very existence for lack of drinking water, because drinki. g water is not available over here at all.

Sir, people have to come from 10 to 15 miles to get water. Had the sub-soil water been alright, it would have been a different matter altogether but, unfortunately, the sub-soil water is not correct. I would request the government to look into this at once.

We are very happy that the government has brought Land Reforms whereby it has taken away lands from the landlords to be distributed amongst the land less. I would also request that the government should start looking into its own estates. There is a government estate which is known as Dhundi in D. G. Khan and it comprises of, I think, over three hundred thousand acres of land. I would request the Minister concerned that whereas the resumed lands are being given free of cost to the tenants this very land, which belongs to government in Dhundi estate should also be given to the tenants free of cost at once.

Sir, we have another problem in our district which may not be prevailing in any other area and it is about hill torrents. It is requested that the government should try and dam these hill torrents. By daming a lot of area will come under cultivation. People do dam these hill torrents privately but unfortunately they do not have the resources to dam them up permanently in a constructive manner.

Regarding industries, Mr. Speaker, I would submit that we don't have any industry in our area. It is most unfortunate that through our district is bordering on Baluchistan and the Sui area and Sui gas passes through district but unfortunately we have been deprived of it. This very gas is brought to Multan and it is now going right upto Pindi and Peshawar and electricity is generated or produced by it, yet we do not have any electricity. If there is any electricity it is only for a few towns and we do not get it for tubewells or for any other purpose.

Sir, our district is also rich in mineral wealth. It is said that we have an iron ore which has got 70 % iron in it. We have Uranium and so many other minerals. I would request the Government, through you, that they should send people over there to go into it and chalk out a programme. I have told, only yesterday, that the government has appointed some people to go there but unfortunately they think it is too hot for them to go over there during the summer.

Mr. Speaker, the law and order situation, as you know, is deteriorating in all parts of the country and also in our district. It is unfortunate, and I am ashamed of it, that a very sad incident took place in D. G. Khan and that was the murder of Dr. Nazir Ahmad M. N. A. He was a very nice person and unfortunately his death has brought us and D. G. Khan under shame. I can assure you that though he was elected on the Jamaat-e-Islami ticket, he would have been elected on any other ticket had he so desired. I would request the government that his murderers, should be brought to book. As the Governor has given us an assurance that his murderers will be treated very sternly, I would request that the punishment meted out to the murderers of Dr. Nazir Ahmad should be an eye-opener for every body. Regarding this law and order situation, I would submit, that recently another very sad incident took place in Rajanpur jail in which five peoples, according to my information, were killed by police firing. Again, Sir, I would submit that it is not big jail. It is just a small Jail of tehsil headquarters and firing over there on the people and taking law into their own hands should be looked into very carefully so as to ascertain what were the reasons and what were the problems which led to this firing.

In the end I would request that as the President is going to India, we, in this House, should unanimously support and pray for his success because when he comes back victoriously it will not be his victory only but it will be the victory of all of us in Pakistan. For that reason I would suggest that the Leaders of the Opposition and Leader of the house should have a unanimous resolution passed.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : On a point of order.

Sir, I see strangers in this House taking photographs which not permissible because nobody except the Members can enter the House.

Mr. Speaker : There is none present here now. The Member just missed it.

Mr. Balakh Sher Mazari: As I was saying, on the eve of departure of our President to India to have talking with Indian leaders I would suggest and request that we should place full confidence in him and pass a unanimous resolution to strengthen his hands so that he may be in a position to carry out these negotiations with success.

Thank you very much.

شیخ صفدر علی (لاہور-۲) - جناب والا - سب سے پہلے میں وزیر خزانہ کی خدمت میں مبارک باد پیش کروں گا کہ انہوں نے ناساعد حالات میں ایک حقیقت پسندانہ بجٹ پیش کیا اور ان کے الفاظ ابھی تک میرے دماغ میں گونج رہے ہیں کہ انہوں نے پنجاب کے مہولہان چہرے کو بے نقاب کیا ہے۔ غریب آدمیوں پر ٹیکس نہ لگانا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ بجٹ خسارے میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ امیر آدمیوں پر ٹیکس لگایا جا سکتا تھا تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ہمیں ورثہ میں غلط نظام ملا ہے اس لئے جب کبھی سرمایہ دار یا تاجر پر ٹیکس لگایا جاتا ہے تو اس کا اثر ہمیشہ ایک آدمی پر پڑتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ جب تک نظام میں تبدیلی نہیں کی جائیگی تو اس قسم کا ٹیکس لگانے کا کچھ فائدہ نہیں ہے جہاں تک غریب آدمیوں کے تحفظ کا سوال ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کی حد گھٹا دی گئی ہے اور یہ طے کیا گیا ہے کہ گندم ۱۷ روپے فی من تمام سال ان کو دی جاتی رہے گی۔

سب سے زیادہ بات جو ہے وہ یہ کہ لا اینڈ آرڈر کی صورت حال پر اعتراض کیا جاتا ہے لیکن میں عرض کروں کہ اس کی ذمہ داری کسی صورت میں بھی اس حکومت پر نہیں ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اس حکومت کو نا کام کرنے کے لئے سازشیں کی جا رہی ہیں۔ یونیورسٹیوں میں جو طرح طرح کے تصادم کئے جا رہے ہیں ان کے پیچھے سازشیں ہیں دوسری طرف سے جو جرائم بڑھ رہے ہیں انکی ذمہ داری بچھلی ۲۴ سال کی حکمتوں پر ہے نہ کہ اس حکومت پر اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح وسائل رزق پر چند ہاتھوں کا قبضہ ہے اس طرح معاشی اقتدار پر بھی چند ہاتھوں کا قبضہ ہے اور یہ اقتدار اور ان وسائل رزق پر جو قبضہ ہے اسے قوم کو واپس دلانا ہے۔ اس طرح معاشی اقتدار پر قبضہ ہو چکا ہے اسے قوم کو واپس دلانا۔ ہے اس طرح معاشی اقتدار پر

قبضہ ہو چکا ہے لیکن ہماری اخلاقی قدریں غلط ہیں وہ یہ کہ کچھ لوگوں نے سمگنگ رشوت بلیک مارکیٹنگ سے پیسہ کمایا ان کے قبضے میں معاشی اقتدار ہے اور وہ ان جرائم کو بڑھانے کے لئے ذمہ دار ہیں۔ ابھی حزب اختلاف کے لیڈر نے فرمایا کہ باہر کے پریس میں لکھا جا رہا ہے کہ قاتل یہاں کرائے پر ملتے ہیں میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے جنہوں نے پہلے حکومتیں کیں ہماری درگزر ذمہ داری نہیں۔ ہمارا اپنا فلسفہ ہے ہم ایسے راستے پر گامزن ہیں جس سے غریبوں کا بھلا ہوگا اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب وسائل رزق کا ان چند ہاتھوں سے قبضہ ہٹا کر قوم کو یہ قبضہ واپس دلائیں گے۔ باقی یہ کہتا یا یہ تاثر دیا جانا کہ عوام کی بہتری کے لئے کوئی کام نہیں ہو رہا یہ درست نہیں حکومتی پارٹی کی طرف سے عوام کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ حالانکہ مثال موجود ہے کہ ایک ہمارے ایم۔ پی۔ اے اس وقت جیل میں ہیں۔ ڈاکٹر بخاری کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا ہے جس کی تفتیش ہو رہی ہے۔ جو شخص برائی کرے گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ یہ ہم نے ثابت کر دیا ہے اور آج مہرز اراکین اسمبلی کے خلاف مقدمات دوج کٹے جا رہے ہیں۔ اس لئے میں التماس کروں گا کہ اگر نظام و نسق کی حالت خراب ہے اور جرائم بڑھ رہے ہیں تو اس کی ذمہ داری کسی صورت میں بھی ہم پر عائد نہیں ہوتی۔ *Rome was not built in a day*۔ انشاء اللہ ان جرائم پر ہم قابو پا لیں گے۔ اس طرح الیکشن کے وقت بھی سازشوں کو ناکام بنا دیا گیا تھا آئندہ بھی تمام سازشوں کو ہم عوام کی مدد سے ناکام کرتے رہیں گے۔ انقلاب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ جس دن سے قوم نے پیپلز پارٹی کو منتخب کیا اور باقی جماعتوں کو شکست دی اس دن سے انقلاب کی سیڑھی پر پہلا قدم رکھا جا چکا تھا۔ اور یہ انقلاب انشاء اللہ پورا ہوگا۔ ہر قیمت پر پورا ہوگا اسلام کا نام لے کر اس انقلاب کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی جانی رہیں۔ اور میں اس floor پر آپ کو یقین دلانا ہوں کہ اسلام کی سب سے زیادہ خدمت پیپلز پارٹی کرے گی۔ اور نہ صرف پاکستان ہی میں خدمت کرنے کی بلکہ دنیا اسلام کی خدمت کرے گی۔ پیپلز پارٹی اس ملک میں انقلاب ضرور لائے

گی۔ جس کی طرف یہ روانہ دواں ہے۔

اس کے علاوہ میں اپنی حکومت کی خدمت میں ایک ضروری گزارش کروں گا کہ وہ پولیس کے محکمہ پر Scientific Investigation کے لئے زیادہ رقم خرچ کریں۔ شہر میں تو پولیس کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں موجود ہیں لیکن دیہاتی علاقوں میں پولیس کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں نہیں ہیں۔ ان کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں مہیا کرنی چاہیے۔ اس طرح پولیس کے جو ماتحت ملازمین ہیں کانسٹیبل یا ہیڈ کانسٹیبل ان کو فوجی ملازمین کی طرح راشن مفت ملنا چاہیے۔

جہاں تک ڈویلپمنٹ کا تعلق ہے۔ پچھلی دفعہ ۲۳ کروڑ روپے ڈویلپمنٹ پر خرچ کیئے گئے تھے۔ اس دفعہ ۷۸ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ زراعت کیلئے پہلے ۵ کروڑ روپے تھے۔ اور اس دفعہ زراعت کیلئے ۱۹ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس ملک میں سب سے زیادہ اور خاص طور پر پنجاب کی آمدنی کا ذریعہ زراعت ہے۔ جس کو شروع سے لے کر اب Neglect کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن اس دفعہ ۱۹ کروڑ روپے ان نامساعد حالات میں رکھے گئے ہیں۔ اس طرح پیپلز ورکس پروگرام کے لئے ۶ کروڑ روپے رکھے ہیں۔ جب کہ اس قسم کے پروگرام کے لئے پہلے ۲ کروڑ روپے رکھے جاتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر خزانہ نے یقین دلایا ہے کہ ہمسازہ علاقوں میں بھی ایڈیٹریز قائم کی جائیں۔ تاکہ وہاں بھی ڈویلپمنٹ ہو سکے۔ ان کیلئے روزگار مہیا کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کئی قسم کی کمیٹیاں۔ پھونہوار کمیٹی۔ ڈیرہ غازی خان۔ مظفر گڑھ۔ میانوالی جتنے ہمسازہ علاقے ہیں۔ ان کی کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں تاکہ وہ Long term اور Short term کے اقدامات کے لئے سفارشات کریں۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ بجٹ انقلابی نہیں ہے درست نہیں یہ انقلاب کی طرف ایک قدم ہے۔ جس طرح میں نے پہلے کہا ہے۔ کہ روم ایک دن میں نہیں بنا۔ آپ کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ ان نامساعد حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے یہ عرض کرونگا کہ پیپلز پارٹی کا یہ فلسفہ ہے

کہ جو وسائل رزق ہیں ان کو اپنی قوم کو واپس دلایا جائے گا۔ جب تک ان پر چند ہاتھوں کا قبضہ ہے اس وقت تک ہم تعمیر نو نہیں کر سکتے۔ جس طرح وسائل رزق پر چند آدمیوں کا قبضہ ہے۔ اس طرح معاشرتی اقتدار پر بھی ان کا قبضہ ہے۔ ہماری اخلاقی اقدار تبدیل ہو چکی ہیں۔ سچ جھوٹ ہو چکا ہے۔ جھوٹ سچ ہو چکا ہے۔ حق ناحق ہو چکا ہے اور ناحق حق ہو چکا ہے ہمارے ملک میں ایسے لوگوں کی قدر ہے جنہوں نے تمام کمائی ناجائز طریقوں سے جمع کی ہے۔ ان کا اس معاشرے پر قبضہ ہے۔ تاوقتیکہ ہم اس معاشرتی نظام کو جن پر ان کا قبضہ ہے۔ ان سے یہ قبضہ واپس لے کر قوم کو نہیں دینگے اس وقت تک اس ملک کی تعمیر نو نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس ملک میں تعمیر نو بھی پیپلز پارٹی کرے گی۔ کیونکہ باقی تمام جماعتوں کو قوم نے رد کر دیا ہے۔

راجہ مخدوم افضل بخان - (گورنر - ہ) جناب سپیکر - میرا اس ہاؤس میں آنے کا ایک خاص نصب العین ہے۔ میں اس ہاؤس میں استحصال کو ختم کرنے کیلئے سرمایہ داری نظام کو ختم کرنے کیلئے آیا ہوں۔ جب تک ہمارے قول و فعل میں تضاد کم نہ ہوگا۔ اس وقت تک ہم اس استحصال کو ختم نہیں کر سکتے۔ آج تک یہاں ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اپنے نصب العین کی طرف نہیں جا رہے ہیں۔ ہم نے جو عوام سے وعدے کئے تھے وہ پورے نہیں کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلے ہم استحصال کو ختم کرنے کی بنیاد اس ہاؤس سے ڈالیں گے خواہ میں یہاں پر قربانیاں دینی پڑیں تاکہ عوام میں سرمایہ دار خود اپنے اعلیٰ مقام سے اتر کر اس مقام پر آئیں جہاں کہ وہ مجبور ہو جائیں کہ وہ غریبوں کی خدمت کر سکیں۔

جناب والا - جو کچھ بجٹ میں دیکھنے میں آیا ہے۔ جیسے تنخواہوں کو دیکھا جائے اس میں ہماری تنخواہیں بھی شامل ہیں۔ وزراء کی تنخواہیں بھی اور مراعات بھی شامل ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے وہ تمام پرانے سرمایہ داری نظام کی پوری عکاسی کی ہے۔ ہم نے تمام پرانے

نظام کو بھر قبول کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہاؤس اس سرمایہ داری نظام کو ختم کرنے کیلئے وجود میں آیا ہے اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم نے تمام لوگوں پر یہ ثابت کرنا ہے کہ اس ہاؤس کے ممبر ہیں تنخواہیں نہیں لیں گے۔ ہم نے جو غریب طبقہ کیلئے تنخواہیں مقرر کی ہیں آپ دیکھیں گے کہ وہ صرف سوا سو روپیہ ہے۔ اور ہماری تنخواہیں اس سے بیس گنا زیادہ ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ آپ نے T.A./D.A. مقرر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو عوامی نمائندہ ہے وہ لوگوں کو سٹیج پر کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ میں لوگوں کا خادم ہوں۔ جن کی اکثریت زیادہ تر اوسطاً دو سو روپیے سے گزارہ کرتی ہے۔ اور وہ عوام کا نمائندہ ایک دن کے لئے پچاس روپیے T.A./D.A. لیکر خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ اصل میں حقیقت نہیں ہے؟ کیا اس کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہے؟ اس لئے میں آپ سے اپیل کرونگا کہ اگر آپ نے ملک کو چلانا ہے۔ اگر آپ اسے صحیح نصب العین کی طرف لے جانا ہے۔ اگر عمل کے مطالبات کو پورا کرنا ہے تو آپ اپنے قول و فعل میں فاصلہ کم کریں۔ میں آپ کو بتا دوں کہ جتنے بھی یہاں لوگ موجود ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ اپنی شخصیتوں کی وجہ سے منتخب ہوئے ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کو عوام نے مطالبے دیکر اس ہاؤس میں بھیجا ہے۔ ان کو شخصیتوں کی وجہ سے منتخب نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کو مطالبے دیکر بھیجا گیا ہے۔ جن میں روٹی کپڑا اور مکان جیسے مطالبات شامل ہیں۔

جناب والا۔ اس ہاؤس میں بہت سی ایسی ہستیاں بھی موجود ہیں جو آج سے پہلے انکم ٹیکس تک نہیں دیتی تھیں۔ یعنی ان کی انی آمدنی نہیں تھی کہ وہ انکم ٹیکس دیتے۔ لیکن آج وہ اتنی مراعات۔ اتنی تنخواہیں لے رہے ہیں کہ وہ انکم ٹیکس دینے والا کے زمرے میں داخل ہو گئے ہیں۔ وہ اس آمدن سے گزارہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ ان کو پہلے بھی تمام سہولتیں میسر تھیں۔ دوسرے ان میں وہ عادتیں بھی موجود تھیں کہ وہ اس تھوڑی سی رقم سے گزارہ کر سکتے تھے۔ لیکن کسی نے موجودہ مراعات لینے سے انکار نہیں کیا۔ ہم عوام کے

متعلق یہ فیصلے کر چکے ہیں کہ ۲۰۰ روپے میں ایک خاندان گزارہ کرے گا - لیکن ہم پچاس روپے روزانہ الاؤنس اور دیگر مراعات لیکر یہ کیسے ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم سچے ہیں - اگر ہم سوچیں کہ جو نظام ہم نے بنایا ہے اسکے مطابق کوئی شخص دو سو روپے تنخواہ لے کر گزارہ کر سکتا ہے تو یہ غلط ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ رشوت لے تو وہ حق بجانب ہے - میں آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ ہم اس دنیا میں اسلامی قیادت لے کر آئے ہیں - اسلامی قیادت کا معیار یہ ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ و علیہ وسلم اور ان کے خلفائے راشدین کے احکام کی پیروی کریں - غازی سلطان صلاح الدین ایوبی اور غازی ٹیپو سلطان جیسے بہادروں کے کارناموں سے بھی سبق حاصل کریں - ہم اس نظام کو کبھی نہیں بھول سکتے اور اس معیار کو قائم کرنا ہمارا پہلا فرض ہے - ہم میں ان قربانیوں کے کرنے کا جذبہ موجود ہونا چاہئیے جو قربانیاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائیں ہیں - وہ نظام جس کا نام مساوات ہے اس نظام میں ہمیشہ مساوات محمدی ہونی چاہئیے - اس نظام میں جس میں بادشاہ عوام کی سطح پر رہتا ہے - وہ عمل جو سرور کائنات رسول اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا ہے جب تک اس عمل کو آپ اپنے اندر نہیں لائیں گے - جب تک ہم خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اس وقت تک وہ نظام ہرگز قائم نہیں ہو سکتا اور سرمایہ داری نظام ہرگز ختم نہیں ہو سکتا -

جو بجٹ دیکھنے میں آیا ہے - اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر یہ نظام عوامی نظام ہوتا - اگر یہ عوامی حکومت ہوتی تو یقیناً ایسے منصوبے بنانے میں اچھی طرح کامیاب ہو جاتی - جس سے یہ غریبوں کو فائدہ پہنچا سکتی اور اپنے عمل سے اور اپنی قربانی سے عوامی نظام قائم کر سکتی - جسکی وجہ سے تمام غریب لوگوں کو یہ محسوس ہوتا کہ ہمارے قائدین ہمارے لئے قربانیاں کر رہے ہیں اسطرح خراب اختلاف بھی کبھی آپکی مخالفت نہ کرتی اور ہم سب مل کر ترقی کی طرف دوش بدوش گامزن ہو جاتے اور جو دشواریاں ہمارے راستہ میں حائل تھیں ان کو سب مل کر دور کرتے - میں آپ کی خدمت میں ایک پروگرام پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جن بنگالوں میں آج وزراء صاحبان رہ رہے ہیں ان کو اگر کرایہ پر دیا جائے تو چودہ ہزار روپے ماہانہ کرایہ

آتا ہے اور اگر وزیروں کیلئے ایک بلاک بنا لیا جائے جس کے اوپر چار لاکھ روپے خرچ آتے ہیں جو عوامی سطح کے مطابق ہے۔ دوسرے سپاہیوں کی گارڈ پر جو پچاس ہزار روپے ماہانہ خرچ ہوتے ہیں اس طرح صرف ایک ہی گارڈ سب کے لئے کافی ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی حفاظت پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ صرف کر رہے ہیں پانچ سال میں پانچ لاکھ روپے صرف حفاظت کے لئے خرچ کئے جائیں گے۔ اگر آپ کا بلاک بن جائے جسکا ڈیزائن میں بنا چکا ہوں اس پر کل چار لاکھ روپے خرچ آتے ہیں۔ اس چار لاکھ روپے میں آپ باعزت طریقے سے رہ سکتے ہیں۔ میں آپکو بتا سکتا ہوں کہ یہ چار لاکھ روپے میں بلاک بن سکتا ہے اور آپکے بنگلے کرائے پر دئے جا سکتے ہیں۔ جن کا تقریباً سات لاکھ روپیہ سالانہ کرایہ مل سکتا ہے اسلئے گیارہ بارہ لاکھ روپے بچائے جا سکتے ہیں۔

محترمہ مسیڈہ بیگم کھوکھر۔ جب منسٹروں کو تنخوائیں اور دوسری مراعات کم ہونگی تو ایم۔ پی۔ اے کا بھی دو سو روپے گزارہ الاؤنس کرنا پڑے گا۔

منسٹر سٹیپنکر۔ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد افضل خان۔ میں اپنے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ سیکریٹری اسمبلی موجود ہیں میں نے ان کو چار ماہ پہلے خط لکھا تھا کہ مجھے تنخواہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں استحصال میں شامل نہیں ہونا چاہتا۔ میں اسکے متعلق آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ سرمایہ دار ہونا کوئی جرم نہیں ہے۔ بلکہ سرمایہ دارانہ نظام کا ہونا جرم ہے میں وہ سرمایہ دار ہوں جس نے یہ کہہ کر پھین کر دو سال میں دس لاکھ روپے ڈیویڈنڈ کو دیا ہے۔ میں وہ سرمایہ دار ہوں جس نے اپنے بچوں کے تمام زیورات اس جنگ میں دے دئے تھے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جسکی قیمت چالیس ہزار روپے بنتی ہے۔ میں نے حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ جو آپ میں سے کسی نے نہیں دیا۔

(قطع کالامیاں)

منسٹر سٹیپنکر۔ آرڈر۔ آرڈر پلیز۔

راجہ محمد افضل خان۔ اسکے علاوہ میں آپکو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب میں اس مقام پر پہنچ چکا ہوں کہ میرے پاس اب.....

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں آپکو اس بات کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ بئنچز کی طرف سے ہمارے ساتھ اچھا ساوک نہیں ہو رہا ہے بار بار پیگم صاحبہ مقرر کی تقریر میں مداخلت کرنا چاہتی ہیں۔ یہ پارلیمانی روایت میں کوئی اچھی مثال قائم نہیں ہو رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جب یہ بولنے کے لئے کھڑے ہونگے تو ان کو بڑی ایک لفظ بولنے نہیں دیا جائیگا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ کسی آدمی کی گفتگو کو disturb کر کے اس کے حق کو سلب کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ رانا بھول محمد خان صاحب نے کچھ بیٹھے بیٹھے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ہے میں آپکی وساطت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ راجہ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے درست ہے یہ انکا حق تھا لیکن دوسرے ممبران اسمبلی کو مخاطب کر کے دعوت مقابلہ دینا بھی کوئی درست نہیں وہ اپنا موقف کھڑے ہو کر یہاں بیان فرما دیں اور اپنی قربادوں کا اظہار فرما دیں۔ جو کچھ اپنی طرف سے انہیں اپنے عمل اور فکر کو پیشکش کرنی ہے وہ کریں۔ ایوان میں بات کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور اسطرح بیان کرنا درست نہیں۔ (اس مرحلے پر رانا بھول محمد خان صاحب بولنے کیلئے کھڑے ہوئے)۔

مسٹر سپھوکر۔ رانا بھول خان صاحب آپ تشریف رکھیں اسطرح لازمی طور پر دوسری طرف سے جواب آئے گا۔

وزیر اعلیٰ۔ وہ جو کچھ اپنی قربانیوں کے متعلق فرما رہے ہیں درست ہے۔ لیکن انہیں اس طریقے سے نہیں فرمانا چاہئیں کہ دوسری طرف سے لازمی طور پر جواب آئے۔ وہ تقریر فرمائیں جو کچھ انہیں کہنا ہے کہہ دیں ہماری طرف سے بھی اپنے وقت پر جواب آئیگا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جو باتیں اس وقت تک کہیں گئی ہیں یہ سب انکی تقریر میں مداخلت کی گئی ہے۔ یہ غلط بات ہے تقریر کرنے کی ان تمام اصحاب کو باری آئیگی اس وقت وہ اپنے خیالات میں جو تردید فرمانا چاہیں یا کچھ کہنا چاہیں انہیں اختیار ہے وہ کر رہ دیں۔

مسٹر سپھوکر۔ میرے خیال میں رانا بھول محمد خان صاحب اور مسٹر محمد عاشق مداخلت بند کر دیں تو مجھے ایوان کو کنٹرول کرنے میں کافی سہولت ہو جائے گی۔

وانا پھول متحد خان۔ جناب نے مجھے حکم دیا ہے یا سیری طرف اشارہ کیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

وانا پھول متحد خان۔ جناب والا۔ میں نے کسی معزز رکن کی تقریر میں مداخلت نہیں کی ہے۔ چونکہ کارروائی شروع ہونے سے پہلے میرے قابل احترام دوست جناب قائد ایوان نے یہ فرمایا تھا کہ اطمینان اور سکون کے ساتھ تقاریر کی جائیں اور ان کو سنا جائے ہماری طرف سے.....

مسٹر سپیکر۔ ”ہماری“ سے مراد آپکی ذات ہے یا ایک سے زیادہ ممبران مراد ہے۔

وانا پھول متحد خان۔ جناب وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان کو میں نے یاد دلایا تھا کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا۔ اس کے متعلق جواب دینے کا مجھے حق ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ سے جو کچھ کہا تھا یہ اسکا جواب نہیں ہے۔ میں ایک چیز دیکھ رہا ہوں وہ یہ کہ کچھ معزز اراکین کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ بیک وقت کچھ کہنا چاہتے ہیں یہ رولز کے مطابق کہتے نہیں یہ رولز کے خلاف ہے۔ اگر وہ کھڑے ہو کر مجھے موقع دیں کہ ان میں سے ایک کو بات کرنے کا موقع دوں تو میرے لئے سہولت ہو جائے گی۔ کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں ان کو بتا سکتا ہوں کہ آپ رولز کے مطابق نہیں بول رہے ہیں یا ان کی بات پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ لیکن بعض حضرات اپنی نشست پر بیٹھے بیٹھے remarks پاس کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ درست نہیں ہے۔

چوہدری ایمان اللہ لک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا قائد ایوان نے صبح جو ارشادات فرمائے تھے۔ اس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ ہیلز پارٹی کا مشور اس ہاؤس میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ اور راجہ محمد افضل صاحب نے اس کو عملی طور پر پیش کرنے کی کوشش کی... مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا۔ یہ عموماً ایک روایت ہے کہ سچائی کو ہمیشہ جھٹلایا جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ پرانی روایت چلی آرہی ہے

کہ قربانی کرنے والوں پر ہمیشہ تنقید کی جاتی ہے۔ ہم Suffer کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جہاں تک میرے کہنے کا تعلق ہے میں آپکو یہ بتا چکا ہوں کہ میں یہ تنقید پورے ہاؤس پر کر رہا تھا کسی ایک خاص حصے پر نہیں کر رہا تھا۔ میں نے اپنے اوپر بھی تنقید کی ہے کہ ہم کو مراعات نہیں لینی چاہئیں اور اس کے متعلق میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ میں نے اس وجہ سے آج سے کچھ ماہ پہلے تنخواہ لینے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ یہ تنخواہ عوام سے زیادہ ہے۔ اگر ہماری بولی عوام میں آ کر لی جائے۔ اگر ہم اس ہاؤس سے نکل کر میدان میں آئیں یا پبلک سروس میں مقابلہ کے امتحان کیلئے آئیں یا ایمپلائمنٹ ایکسچینج کی وساطت سے نوکری کی تلاش کریں.....

مرزا طاہر بیگ۔ میں معزز ممبر سے آپ کی وساطت سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ جب انہوں نے یہ چوٹی لکھی کہ وہ الاؤنسز اور تنخواہ نہیں لیں گے کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ تنخواہ اور الاؤنسز لے نہیں رہے ہیں؟

راجہ محمد افضل خان۔ ہرگز نہیں۔ میں نے ایک پرچہ بھی نہیں لیا۔

(نعرہ ہائے تعسین)

وزیر اعلیٰ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔ معزز راجہ صاحب کو یہ غلط فہمی نہ رہے میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے اکثر ممبران اور ایوان سے باہر پاکستان پیپلز پارٹی کے ہی نہیں بلکہ دوسری پارٹیوں کے بھی ایسے کارکن موجود ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں عوام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ ان کے پاس کوئی اثاثہ نہیں۔ آپ ان سے کیا توقع کریں گے جب عوام انہیں ایک فریضہ سونپتے ہیں اور فرض کی ادائیگی کے لئے انہیں کام کرنا پڑتا ہے تو قوم ان کی سہولت کیلئے خود ایک معاوضہ مقرر کر دیتی ہے۔ تو وہ لینا قطعی طور پر غلط نہیں ہو گا۔ اگر خدا نے آپ کو دیا ہوا ہے تو ہمیں خوشی ہے کہ آپ وہ معاوضہ نہ لیں لیکن ان کارکنوں اور ان ممبران اعلیٰ کو جن کے پاس کوئی اثاثہ نہیں جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں اعلیٰ کی طور پر ان کو فکر معاش سے آزاد کرنے کے لئے کہ وہ اپنے فرائض بطریق احسن سر انجام دے سکیں معاوضہ دنیا چاہئے۔ دنیا بھر میں پارلیمانی جمہورتوں جہاں قائم ہیں وہاں یہ چیزیں موجود ہیں۔ اسے برا خیال نہیں کہا جاتا۔

مسٹر محمد عاشق - جو رقم عوام کی طرف سے منظور کی جائے۔
کیا ہماری تنخواہ عوام کی طرف مقرر کی گئی ہے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میں یہاں یہ عرض کرتا ہوں کہ
عاشق صاحب کو بڑا شوق ہے کہ ہم ان تمام وسائل رزق سے محروم رہیں
جو بعض لوگوں کے پاس ہیں اور جن کو ہم چھیننا چاہتے ہیں -

مسٹر محمد عاشق - جناب والا - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ
کیا ان کو ہماری ذات کے متعلق کوئی شک و شبہہ ہے -

وزیر اعلیٰ - تمام وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں جو یہ مطالبہ کرتے
ہیں کہ اگر نوم انڈین کچھ دیتی ہے اور بجا طور پر دیتی ہے تو وہ بھی
نہ ملے جو یہ کہتے ہیں کہہیں ضرورت نہیں ہے ہم اس کا جائزہ لیں گے
(نعرہ ہائے تحسین) -

راجہ محمد افضل خان - جناب سپر - جہاں تک وزیر اعلیٰ
صاحب نے فرمایا ہے - میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو تنخواہ ملے
گی وہ ضرور لیں گے - لیکن میں آپ کو یہ بتا دوں کہ جب بہت کچھ
ہو اور - لے کر اپنی زندگی کو تکلیف میں ڈالا جائے دوسرے کے لیے تو یہ
ایک بہت اہم چیز ہے - اور میں نے اپنی زندگی کو دے کر دشواریوں
میں ڈالا ہے - اور جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے میں آپ کو بجٹ پڑھنے
کے بعد بتا سکتا ہوں کہ اس میں وہ عمل نہیں کیا گیا وہ بجٹیں نہیں
کی گئیں کہ جس سے غریب اور امیر کا فاصلہ کم کیا جا سکتا ہے - مثلاً
میں آپ کو ایک مثال پیش کرتا ہوں New expenditure for 1972-73
کے صفحہ ۲۵۳ پر جب آپ دیکھیں گے کہ سروٹ کوارٹر کی کل قیمت ۸ لاکھ ۸ ہزار
بنائی گئی ہے - یعنی ایک کوارٹر کی قیمت چھ ہزار تین سو پچاس روپیہ ہے اس
کے مقابلے میں ایک سول جج کا ہنگلہ ایک لاکھ چار ہزار میں بنایا گیا ہے -
یہ وہی پرانے سرمایہ داری نظام کی عکاسی ہے جو چلا آ رہا ہے - اور یہ
تقریباً سولہ گنا فاصلہ اس بجٹ میں ہے - کسی نے یہ تکلیف نہیں کی کہ
کم از کم غریب اور امیر کا فاصلہ کم کرنے کے لئے سولہ سے دس گنا
کر دیا جاتا یہ تمام مراعات اور وہ آسائشیں اس بجٹ میں سرمایہ داروں
کے لیے مچا کی جا رہی ہیں - بلکہ سرمایہ داری نظام کو پھر تقویت دی
جا رہی ہے - ایسے ہنگلے بنوا کر میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی قسم
کی غریبوں کی کوئی خدمت نہیں کی گئی اور اس اصول پر یہ بجٹ بنایا
گیا ہے جو بالکل غلط ہے - اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بتا سکتا ہوں
کہ یہ سونا اور چاندی جو Non-productive item ہے ہمارے معاشرے کا

ارہوں روپیہ اس پر Invest ہو چکا ہے جب کہ اس وقت سرمایہ داروں کے پاس غریبوں کی ترقی کے منصوبے پر لگنے والا سرمایہ ان کے گلوں اور ان کے کانوں میں لٹکا ہوا ہے اس کے متعلق ایوان نے کچھ نہیں کیا۔ اس کے متعلق ایسی پابندیاں نہیں لگائیں کہ کم از کم وہ لوگ اس کو نہ رکھتے اور یہ ملک کے لیے ایک غیر ملکی سرمایے یعنی زر مبادلہ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا جس کی اس وقت ہمیں اشد ضرورت تھی۔ اگر یہ عوامی حکومت ہوتی اور اگر اسلامی مملکت بنائی جاتی تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ قرآن کی رو سے یہ نظام بنایا جا سکتا تھا جس میں خدا نے سونا اور چاندی رکھنے پر درد ناک عذاب کی بشارت دی ہے۔ اس کا بھی وعدہ کسی نے نہیں کیا۔ اس کو بھی چھوڑ دیا ہے اور سرمایہ دار آج کل ہیرے جواہرات اور کچھ بڑے بڑے لیڈر بھی ہیرے جواہرات سے لدے ہوئے ہیں۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ جو ایکس میں چھوٹ دی گئی ہے وہ چھوٹے صاحب جائیداد اور بڑے صاحب جائیداد کے لین دین کو پورا کیا ہے۔ ان کو نہیں ہتہ کہ ۹۰ فیصد لوگ ایسے ہیں جن کی کوئی جائیداد نہیں۔ ان کو چاہیے تھا کہ بڑے بڑے صاحب جائیداد حضرات سے پورا ٹیکس وصول کرتے اور جو صاحب جائیداد نہیں ہیں ان میں وہ ٹیکس تقسیم کیا جاتا۔ یہ تمام چیزیں بجٹ میں نہ ہونے کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے کہ یہ بجٹ عوامی نہیں ہے اور یہ انہی لوگوں نے بنایا ہے جن کو ہم نوکر شاہی کے سلسلے میں بد نام کرتے تھے۔ انہی لوگوں نے یہ بجٹ بنا کر ہاؤس کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس بجٹ پر نظر ثانی کی جائے اور ایسے مطالبات پورے ہونے چاہیں کہ جہاں غریب اور امیر کا فاصلہ کم ہو جہاں زیادہ تر پیسہ غریبوں پر صرف ہو۔

مرزا طاہر بیگ (لاہور-۸) جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کے دو تین سوالوں کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ پہلا سوال ان کا یہ تھا کہ ملک میں صونے میں..... (قطع کلاسیاں)

مسٹر سپیکر۔ آپ کسی طرف دیکھنے کی بجائے مجھے خطاب کیجیے۔

مرزا طاہر بیگ۔ کیا میں ان سے بوجھ سکتا ہوں کہ اس نظام سے بیشتر نظام و نسق کی حالت کیا تھی۔ جب قائد ملت نے.....

رائسٹا پھول محمد خان - جناب والا ہم یہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ آپ یہ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

مرزا طاہر بیگ - جناب والا - آپ دیکھ لیں میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا ہوں -

مسٹر سپیکر - مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس کچھ Documents ہیں - آپ ان سے استفادہ کیجئے -

مرزا طاہر بیگ - Documents نہیں ہیں بلکہ یہ Notes ہیں -

جناب سپیکر - کیا میں اپوزیشن سے جو امن عامہ پر تنقید کر رہی ہے پوچھ سکتا ہوں کہ سہذب ممالک میں اور خود اس ملک میں بھی بیشتر ازیں قتل کے واقعات ہوتے رہے ہیں - یا نہیں؟ جب لیاقت علی خان جو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم تھے قتل ہوئے تو کیا اس ملک میں امن عامہ تباہ ہو چکا تھا - ایسے واقعات امریکہ میں یورپ میں اور دنیا کے ہر ملک میں رونما ہوتے رہے ہیں مگر ان سے یہ نتیجہ نکالنا کہ سہذب ممالک میں لا اینڈ آرڈر قیل ہو چکا ہے یا پاکستان کی پیپلز پارٹی کسی حکومت کے وقت لا اینڈ آرڈر تباہ ہو چکا ہے سراسر غلط اور بے بنیاد دعویٰ ہے البتہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن اور نوکر شاہی کے کچھ لوگ مل جل کر امن عامہ میں خلل ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں تاکہ پیپلز پارٹی کی حکومت کو بد نام کیا جا سکے میں اس سلسلے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حالیہ پولیس ہڑتال بعض اعلیٰ افسران نے کرائی تھی اور مخالف پارٹی کا بھی اس میں ہاتھ تھا - سرکاری افسران

رائسٹا پھول محمد خان - معزز رکن سپیکر کو ایڈریس کریں - مخالف پارٹی کو کیوں خطاب کر رہے ہیں؟

مسٹر سپیکر - رائسٹا پھول محمد خان ایوان کو آداب سکھا رہے ہیں -

رائسٹا پھول محمد خان - جناب والا - ان میں اکثر و بیشتر معزز ارکان نئے ہیں اور ایوان میں اجنبی ہونے کی وجہ سے ایوان کی روایات سے نا آشنا ہیں -

مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر - یہاں کوئی Stranger یا اجنبی نہیں ہے -

مرزا ظاہر بیگ - بد عنوان سرکاری افسروں کے خلاف ان کی رشوت ستانی اور دیگر بدعنوانیوں کی وجہ سے جب بھی کوئی کارروائی کی جاتی ہے تو مخالف پارٹی ان کی حمایت کرنے لگتی ہے۔ علاوہ ازیں جناب والا - سابقہ حکومتوں نے اور نوکر شاہی نے ماضی میں غریب عوام پر جو مظالم ڈھائے ہم ان کی تلافی کرنا چاہتے ہیں۔ میان خورشید انور صاحب نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی نے ملک میں غریب مزدوروں اور کسانوں کو جلاؤ گھیراؤ اور ہڑتالوں پر اکسا کر امن عامہ تباہ کر رکھا ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ مظلوم عوام واقعی ایک طویل عرصے سے کچھ گھٹن محسوس کر رہے تھے کیوں کہ عرصے سے وہ جاگیرداروں اور ڈکٹیٹروں کے مظالم کے نیچے پیسے جا رہے تھے اور ان کو فریاد تک کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ پیپلز پارٹی نے واقعی ان کی حمایت کی ہے اور ان کو اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع دیا ہے تاکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی شکایت زبان پر لا سکیں کیوں کہ ہم ان کا مداوا کرنا چاہتے ہیں اور تلافی کرنے کے خواہاں ہیں۔ تاکہ رفتہ رفتہ مزدور اپنی ڈیوٹی کو بہتر طور پر ادا کرنے کے قابل ہو جائیں ورنہ لا اینڈ آرڈر کو تو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہے۔ مگر جہاں کوئی خالص لا قانونیت یا قانون شکنی کا واقعہ پیش آتا ہے تو قانون کا آہنی ہاتھ ملازم کو گرفت میں لینے کے لئے ضرور حرکت میں آ جانا ہے اور خواہ قانون شکنی کرنے والا ہماری اپنی پارٹی کا ایم۔ این۔ اے۔ یا ایم۔ بی۔ اے۔ کیوں نہ ہو ہم اس کو بھی نہیں چھوڑنے۔ یہاں تک کہ ہمارے گورنر نے خود اپنے بھائی کو بھی گرفتار کرا دیا اور اس کا ذرہ بھر لحاظ نہیں کیا کیوں کہ قانون کی نظر میں چھوٹے بڑے یا اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ہماری پارٹی لا اینڈ آرڈر پر کنٹرول کرنا چاہتی ہے اور کنٹرول کرنا جانتی بھی ہے۔ جب کبھی پیپلز پارٹی Corrupt اور رشوت خور ملازموں اور بدعنوان ملازموں کے خلاف ایکشن لیتی ہے تو اپوزیشن چیخ و پکار کرنے لگتی ہے۔ صدر نے تمام بد دیانت افسروں کو اپیلیس دائر کرنے کی اجازت دے رکھی ہے تاکہ ان کے ساتھ بھی پورا پورا انصاف ہو اور کوئی ملازم خواہ مخواہ سزا نہ پا جائے۔ اس سے بڑھ کر مخالف پارٹی کیا چاہتی ہے اور کون سا نظام عدل و انصاف ہم کو سکھانا چاہتی ہے؟ اگر اپوزیشن تعمیری انداز میں حقیقت پسندانہ اور صحت مندانہ تنقید کرتی تو ہم اس کو بخوشی قبول کرتے مگر مثال کے طور پر میں عرض کروں گا کہ رانا صاحب نے جو تنقید کی ہے.....

رادا پھول محمد خان - جناب سپیکر - میں نے تو ابھی تک

تقریر ہی نہیں کی۔ یہ معزز رکن میری کون سی بات کا حوالہ دینا چاہتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ اکیلے ہی تو رانا نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف رانا صاحب کہا ہے آپ کا نام تو نہیں لیا۔
(ایک آواز۔ رانا سانکا بھی تو ہو گزرے ہیں۔ تہقہ)

وزیر ظاہر بیگ۔ اب میری دوسری گزارش یہ ہے کہ وزیر خزانہ نے جو نیا ٹیکس لگائے بغیر فلاحی بجٹ پیش کیا ہے اس پر میں ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں جناب والا۔ ایک خاص بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ٹیکس خواہ سرمایہ داروں پر ہی لگائے جائیں مگر آخر کار ان کا بوجھ غریب عوام پر ہی جا پڑتا ہے۔ اس خسارے کے بجٹ میں نیا ٹیکس نہ لگانا غریب عوام پر رحمت کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر۔ آخر میں اپوزیشن کے ان الفاظ کے بارے میں کہ وزیر خزانہ کو حجامت الاؤنس دیا جائے اتنا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ تھے جن کی مسٹر سپیکر نے اجازت دے دی۔ اس لئے ان کا جواب دینا بھی ضروری ہے لہذا میں کہوں گا کہ اپوزیشن پر کوئی حجامت ٹیکس نہ لگایا جائے (تہقہ)

مسٹر سپیکر۔ اب اجلاس ۱۰ منٹ کے لئے چائے کے وقفہ کیلئے برخاست کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ۱۰ منٹ کیلئے ملتوی کر دی گئی)۔

(اسمبلی کا اجلاس چائے کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کی زیر صدارت ۱۱-۲۰ پر دوبارہ شروع ہوا)۔

مہمان مکتبہ انصاف (رحیم یار خان-۲)۔ جناب سپیکر۔ میں آپکی وماطت سے جناب وزیر خزانہ سے انیسویں کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے بجٹ کی کاپیاں جو ہمیں دی ہیں وہ انگریزی میں ہیں۔ جو بہت سے ممبران سمجھ نہیں سکتے۔ ہمیں اس بجٹ کو سمجھنے کے لئے بہت دشواری ہوئی ہے۔ جناب والا۔ ہمارے وزیر خزانہ نے بار بار یہ لرمایا ہے کہ میں سب سے غریب ہوں۔ میں ان کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ رحیم یار خان کے سول جج کے کوارٹرز کے لئے بجٹ میں نوے ہزار روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ فیملی کوارٹرز جن میں ایک اسٹنٹ سب انسپکٹر ایک ہوڈ کنسٹیبل اور چار سپاہی ہیں ان

کی رہائش کے لئے بہت ہی کم روپیہ رکھا گیا ہے۔ سہنگائی کا یہ عالم ہے کہ گندم اکس روپیہ فی من اس وقت منڈی میں فروخت ہو رہی ہے۔ جبکہ ابھی گندم اتر رہی ہے۔ آگے چل کر بہت سہنگی ہو جاوے گی۔ گڑ چوراسی روپیہ فی من منڈی میں فروخت ہو رہا ہے۔ چینی چار روپیہ فی سیر بلیک میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن فروخت کر رہے ہیں۔ سہنگائی کا یہ عالم ہے کہ ایک آدمی کسی چیز کو خرید نہیں سکتا۔ حکومتی پارٹی یہ کہتی ہے کہ غریب آدمی کو سہنگائی سے بچائیں گے میں اپنی تعصیل کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے یہاں ۳۳ یونین کونسلیں تھیں۔ تمام یونین کونسلوں کا چینی کا کوٹہ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان برکت حلوائی کی دوکان پر بلیک میں فروخت کر دیتے ہیں۔ کسی ایک غریب آدمی کو چینی نہیں مانتی جناب والا اس سلسلہ میں سخت ایکشن لیکر بلیک کرنے والوں کو سزا دی جاوے۔ ہمارے بہاولپور کے عوام کے ساتھ ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔ ہمارے پنجاب کے وزراء صاحبان جلسوں میں بہاولپور کے عوام کو تقریروں میں یہ تاثر دیتے ہیں کہ بہاولپور کا روپیہ کسی اور علاقہ پر خرچ نہیں ہوگا۔ لیکن بہاولپور کی آمدنی کا دسواں حصہ بھی بہاولپور کو بجٹ میں نہیں دیا گیا۔ اگر یہی حالات رہے اور مسلسل ناانصافیاں ہوتی رہیں تو بہاولپور کے ۳۳ لاکھ عوام کا علیحدہ صوبے کا مطالبہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا
 ممبر صاحب لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔
 مسٹر سپیکر - ان کے پاس چند نکات ہیں جن سے وہ مدد لے رہے ہیں۔

میاں اسلام الدین - جب بہاولپور کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے تو آپ کا انصاف کہاں جاتا ہے۔
 بیگم ریحانہ سرور شہباز - یہ چکر تو ۲ سال سے چلا ہوا بہاولپور کوئی صوبہ نہیں ہے۔

میاں اسلام الدین - یہ بے بس افراد کی بات ہے۔
 علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - گزارش ہے کہ میں سمجھ نہیں سکا ہوں میان محمد اسلام کی تقریر میں کونسی بات قابل اعتراض نظر آئی ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بہاولپور کے عوام الگ

صوبہ مانگ رہے ہیں وہ یہ ہاؤس نہیں دے سکتا ہے۔ لیکن ممبر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کہے کہ میں آئین ساز اسمبلی کے ممبران سے اپیل کرتا ہوں کہ بہاول پور کے ممبران کی آواز کو ملحوظ خاطر رکھیں میں سمجھتا ہوں یہ کوئی جرم نہیں۔

مسٹر سپیکر - یہ جرم نہیں ہے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کہا ہے۔ انہوں نے جو کہا ہے وہ آئینی اعتبار سے غلط ہے۔ آئین میں ملک کے تمام صوبے دئیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی جگہ کو صوبہ کے نام سے ظاہر کیا ہے۔ جو آئین کے مطابق صوبہ نہیں ہے۔ آئین میں صوبوں کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ ان کے علاوہ اس ایوان میں کسی اور جگہ کو پاکستان کے صوبے کے نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔

میاں محمد اسلام - حضور والا - میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جب ہم صوبے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں غدار کہا جاتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری آمدنی ہم پر خرچ ہو تو اسوقت ممبر صاحبان کہاں جاتے ہیں وہ کیوں نہیں بولتے۔ افسوس کی بات ہے اور ظلم کی حد ہو رہی ہے۔ ہمارا پانی بند کیا جا رہا ہے۔ ہمارے پانی کا حصہ سندھ لے رہا ہے۔ ہمارے ساتھ ناانصافی حد سے زیادہ تجاوز کر رہی ہے۔ ہماری نہروں پر وارہ بندی ہو رہی ہے۔

میاں منظور احمد موہاں - ہوائنٹ آف آرڈر - مجموعی طور پر پسماندگی کا سوال بہاول پور کے علاوہ مظفر گڑھ - ڈیرہ غازیخان - کیمبل پور کے اضلاع اور جہلم کے ایک علاقہ میں بھی ہے۔ جو کیا الگ صوبہ کا مطالبہ کرنے سے علاقے کی پسماندگی دور ہو سکتی ہے؟

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میاں محمد اسلام - حضور والا - میں اپنے دوستوں کو آپکی وساطت سے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہم جب اپنے حصہ کو پاکستان کا اثوٹ انگ سمجھتے ہیں اور علیحدہ صوبہ چاہتے ہیں.....

مسٹر سپیکر - "ہم" سے مراد کون ہیں۔

میاں محمد اسلام - ہم بہاول پور کے عوام۔

میاں منظور احمد موہاں - بہاول پور کے عوام علیحدہ صوبہ

نہیں چاہتے ہیں۔

مہاں مکند اللہ - بہاولپور کے ۳۳ لاکھ عوام علیحدہ صوبے کا مطالبہ کرتے ہیں -

بیگم بلقیس حبیب اللہ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - انہوں نے کہا ہے کہ بہاولپور کے عوام علیحدہ صوبہ چاہتے ہیں - عوام کی ۶۲ فیصد اکثریت الگ صوبہ نہیں چاہتی ہے -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - وہ ان کے خیالات تھے اور یہ آپکی رائے ہے -

بیگم بلقیس حبیب اللہ - جناب والا - اس سے ہمارے جذبات کو نہیں پہنچی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف انفریشن - جناب والا - یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ قائد ایوان کہاں تشریف لے جاتے ہیں - اگر کوئی آدمی اپنے علاقے کے لئے کوئی مطالبہ کرتا ہے تو اس سے کس طرح عوام کے جذبات مجروح ہوتے ہیں -

جناب والا - جہاں تک عوام کی اکثریت کا سوال ہے - یہ ایک نزاعی مسئلہ ہے - اکثریت چاہتی ہے یا نہیں چاہتی ہے - اسکے متعلق ارکان اسمبلی کو اظہار خیال کرنے کے لئے تقریر کا وقت موجود ہے - وہ اپنی تقریر میں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہیں - لیکن یہ امر واقع ہے کہ ۱۸ ممبروں میں سے ۱۱ ممبران صوبائی اسمبلی نے اور ۸ میں سے ۵ ممبران قومی اسمبلی نے ایک عرضداشت صدر پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو پیش کر دی ہے -

مہاں منظور احمد موہل - جناب والا - ان کا یہ کہنا کہ ۸ میں سے ۵ ممبران قومی اسمبلی نے یہ کہا ہے کہ ہم علیحدہ صوبہ چاہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے - جناب والا - ہم اسکے متعلق معلوم کریں گے کہ کیا یہ ممبران پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ؟ ایک ممبر رفیق شاہ صاحب ہیں جو قیوم لیک سے تعلق رکھتے ہیں - ۳ ممبران قومی اسمبلی ایسے ہیں جن کے منشور میں یہ چیز واضح تھی کہ ہم پنجاب کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں - اس کے علاوہ جو صوبائی اسمبلی کے ممبران کے متعلق کہا گیا ہے - اس کے متعلق میں explain کروں گا -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

رانا پھول محمد خان۔ - پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔
 تقریر کے دوران کوئی دوسری تقریر نہیں ہو سکتی۔ اس ہاؤس کی یہ
 روایت رہی ہے اگر کسی رکن کو کسی رکن کے خیالات پسند نہیں آئے۔
 تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی تقریر میں اس کا جواب دے دیں۔ لیکن تقریر
 کا وقت جتنا دیا گیا ہے اس میں مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کو
 مداخلت نہ کرنے سے متعلق کنٹرول کرنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر۔ میں آپکے اس مشورے کا بہت مشکور ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر۔ بد قسمتی یا
 خوش قسمتی سے اس ایوان میں ایسے ممبر صاحبان موجود ہیں۔
 جنہوں نے بہاولپور کے صوبے کے نام یا پنجاب کے نام پر
 الیکشن لڑا۔ - - - - -

مسٹر سپیکر۔ اس پر حزب اختلاف نے صرف ایک observation

کی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا۔ میں
 سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں بحث کی بحث میں معزز ممبران نے
 اپنے اپنے خیالات کی ترجمانی کی ہے۔ جہاں تک حقائق کا تعلق ہے
 وہ لوگ موجود ہیں۔ جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور وہ اسکا
 صحیح جواب دیں گے۔ جو لوگ اسکے حق میں ہیں انہیں بھی پوری
 آزادی سے تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ کسی کو یہ
 احساس پیدا نہ ہو کہ وہ حقائق سے ہاؤس کو روشناس نہیں
 کرا سکا۔ وہ اپنے دلائل پیش کریں لیکن جن ممبران نے اس
 کی مخالفت کی ہے۔ ان کو جواب دینے کا بھی موقعہ دیا جائے تاکہ
 یہ ثابت ہو سکے کہ اکثریت کسی کے ساتھ ہے۔

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے جو لفظ ”ہم“ کا استعمال کیا
 ہے۔ یہ لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اپوزیشن کے کچھ معزز
 ممبران چاہتے ہیں پچھلے اجلاس میں بھی ایسا ہوا تھا۔ اور اب
 بھی کچھ معزز ممبران نے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ مجھے یاد
 تھا کہ معزز ممبر جو پارٹی کے لیڈر ہیں انہوں نے اپنی اپنی پارٹی کی
 وضاحت کی ہے۔ ان سے مراد ”ہم“ نہیں ہے۔ میں نے یہ صرف
 اسلئے پوچھا تھا کہ وہ جو جمع کا صیغہ استعمال کر رہے ہیں۔
 اس سے ان کی مراد کیا ہے؟

تلامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - یہ متحدہ اپوزیشن ہے - ہر پارٹی کا اپنا اپنا منشور ہے - اور جب متحدہ اپوزیشن ہوتی ہے - تو اس وقت ہر پارٹی کے ممبر اپنے اپنے پروگرام کے مطابق اور مختلف نکات پر عام طور پر بولنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور ساری اپوزیشن کی ترجمانی نہیں کر رہے ہوتے -

وزیر خزانہ جناب والا - جناب قائد حزب اختلاف نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے - اس پر مختلف دوستوں کی طرف سے وضاحت بھی سامنے آئی ہے - تو اس لئے میں بھی ایک بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پنجاب کی اسمبلی کو یا اس کے کچھ ارکان کو یہ حق کیسے حاصل ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم پنجاب سے جدا ہونا چاہتے ہیں کیا پاکستان کی اسمبلی کے سپیکر صاحب اس بات کی اجازت دیں گے کہ وہاں کے کچھ ارکان پاکستان سے الگ ہونے کا مطالبہ کریں -

(قطع کلامیاں)

رانا پھول مگد خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - تقریر کا جواب نہیں دیا جائے گا - کیا ان کی تقریر کا بھی جواب دیا جا سکتا ہے - آپ سابقہ روایات سے کام نہیں لے رہے - آپ جج ہیں -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - یہ ان کی تقریر کا جواب نہیں - حزب اختلاف نے ایک observation یہاں کی ہے - اسی سلسلہ میں وہ موضوع زہر بحث آ گیا ہے - اب وزیر خزانہ صاحب اس پر کچھ فرمائیں گے -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں آپکی وساطت سے اس ایوان کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں - کہ جس طرح پاکستان کی اسمبلی کے کسی شخص کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ پیش کرے اس طرح پنجاب اسمبلی نے کسی رکن کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ پنجاب سے الگ ہونے کا کوئی مطالبہ پیش کرے - اگر وہ یہ مطالبہ پیش کرے گا - تو اس صورت میں اسے پنجاب اسمبلی کی رکنیت سے خارج تصور کیا جانا چاہئے -

Minister for Food and Cooperation : Point of order Sir, There is a clear violation of the cath taken by the member concerned. I read the relevent portion. This is the last sentercoe :

"And that I will preserve protect and defend the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

This is the oath taken by the member in this House under the Interim Constitution Second Schedule, Page 96. Under the Constitution, Bahawalpur is a constituent part of the Punjab Thank you Sir.

Mr. Speaker: I uphold the objection of Minister for Food and Co-operation.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میری گزارش ہے کہ آپ یہ فرما دیں کہ آپ نے کیا رولنگ دی ہے ؟

مسٹر سپیکر - رولنگ یہ دی ہے کہ اس ایوان میں یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کہ بہاول پور کو کوئی علیحدہ صوبہ کا درجہ دیا جائے -

سب سے پہلی بات تالیف الوری - اس ایوان میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ بہاول پور کے ۳۳ لاکھ عوام اس سلسلہ میں کیا رائے رکھتے ہیں - اس ایوان کو یقیناً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کسی رکن کو یہ کہے کہ اس نے بہاول پور کو علیحدہ صوبہ بنانے کی بنیاد پر الیکشن لڑا تھا

Mr. Speaker : Mr. Tabish Alwari, Please resume your seat.

مسٹر رؤف طاہر - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر کیا ہم اس ایوان میں جمہوریت کی وہ تشریح کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ Sovereignty کی طرح ختم ہو جائے - میرے نقطہ نظر Sovereignty جمہوریت کے تابع ہونی چاہئے - ہم یہ چاہتے کہ یہاں نفرتوں کا طوفان پاکستان میں اٹھے یہاں نفرتوں کے اڑدھا کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا -

مسٹر سپیکر - میں نے اس پر رولنگ دے دی ہے - اور میں سمجھتا ہوں کہ مزید بحث کی ضرورت نہیں اور نہ اس ایوان میں یہ مطالبہ پیش کیا جا سکتا ہے نہ اس کو agitate کہا جا سکتا ہے کہ بہاول پور الگ صوبہ بنا دیا جائے -

رانا پھول محمد خاں - میری گزارش یہ ہے کہ جب وزیر خزانہ نے فرمایا ہے

مسٹر سپیکر - رانا پھول محمد خاں اگر آپ اس مسئلہ پر کوئی ہوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتے ہیں تو میں اس کو out of order قرار دے چکا ہوں -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیٹگر - مخدوم حمید الدین -

مخدوم حمید الدین - جناب سپیکر - حزب اختلاف کے قائد اور دیگر ممبران کی طرف سے اس مسئلہ پر اتنی وضاحت ہو چکی تھی کہ اس کے پیش نظر میں نہیں سمجھتا کہ یہ مسئلہ بحث کی صورت اختیار کرے۔ مگر اب جب کہ محترم وزیر خوراک نے اشارہ فرمایا تو ان کی اطلاع کے لئے اگر میری معروضات کو پذیرائی حاصل ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے ایک constitutional doctrine کی application کو involve کیا ہے۔ اور اسی لئے مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اس معزز ایوان سے مختصراً وقت لے کر اس سلسلے میں اپنی معروضات پیش کروں۔ معزز ممبران کا یہ clair تھا کہ وہ صرف بہاول پور کے عوام کے لئے اس بحث میں مزید مالی امداد کا مطالبہ کریں انہوں نے اس کے علاوہ کچھ اور بات نہیں کی۔ میں وزیر مذکور کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں اور محترم وزیر خزانہ کی اطلاع کے لئے بھی جن کا میں نے حد احترام کرتا ہوں یہ عرض کروں گا۔ اور ان کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ :-

“dissolution of West Pakistan and annexation and the integration of Bahawalpur with Punjab.”

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیٹگر - آپ ان کا پوائنٹ سن تو لیں کہ وہ کہنے کیا ہیں؟

وزیر خوراک - on a point of Privilege sir - ہمارے دوست بہاول پور سے معزز ممبر ہیں۔ انہوں نے محض بہاول پور کے خاص مفادات کے متعلق بات کی ہے۔ بات یہاں تک نہیں تھی۔ میں نے قسم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ ریکارڈ چیک کرا لیں یا ان سے ہی تصدیق کروا لیں میں نے اسی لئے اعتراض کیا تھا۔

مسٹر سپیٹگر - انہوں نے پنجاب کے ایک علاقہ کو صوبے کا نام دیا تھا اسی لئے اگر اتنا حصہ حنیف ہو جائے اور اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ ٹھیک ہے۔ ان کا impression یہ نہیں تھا کہ پنجاب کے علاقہ کو صوبہ کہہ

کر پکارا جائے۔ جو لفظ زیر بحث ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے پنجاب کے ایک حصے کو صوبہ کہہ کر پکارا ہے۔

مخدوم حمید الدین—جناب والا۔ جب آپ نے استفسار فرمایا تھا اور اس کے جواب میں انہوں نے صحت کر دی تھی تو میرا خیال ہے کہ اب ہنگامہ آرائی کی ضرورت نہیں۔

مشیر سپہگر—جو میں نے پوچھا تھا وہ تو لفظ ”ہم“ سے متعلق تھا کہ کیا ”ہم“ سے مراد ساری اپوزیشن پارٹی ہے۔

مخدوم حمید الدین—آپ کا ارشاد درست تھا۔

مشیر سپہگر—آپ تشریف رکھیں۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی معزز رکن مینری طرح تقریر کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ میرا تاثر تھا اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ لفظ ”ہم“ سے ان کی کیا مراد ہے کیا وہ ”ہم“ کہہ کر سارے اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے بول رہے ہیں یا کسی ایک خاص گروپ کی طرف سے بول رہے ہیں۔ یا کہ وہ اس کو جمع کے صیغہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ دوسرے انہوں نے پاکستان کے ایک حصے کو اپنی تقریر میں صوبہ کہا تھا جس پر یہ اعتراض کیا گیا، اس لئے یہ دونوں چیزیں مختلف ہیں، یہ دونوں علیحدہ نکات ہیں۔

مخدوم حمید الدین—جناب والا۔ تو میں یہ عرض کر

رہا تھا کہ Dissolution of One Unit ہو یا Integration of Bahawalpur with Punjab

وزیر ہوراک—Sir, I had raised a point of privilege میں نے

عرض کی تھی کہ وہ اپنا بیان تبدیل کریں جو اب تک نہیں کیا گیا۔

مخدوم حمید الدین—آپ کی اطلاع کے لئے میں جناب

محترم وزیر خزانہ کی observation کے اوپر کچھ معروضہ پیش خدمت کر رہا ہوں یہ رولنگ نہیں ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ بات کو حب الوطنی اور غیر حب الوطنی کے معیار پر پرکھنے کی جو کوشش کی ہے تو اس کے reaction میں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ dissolution of One Unit ہو یا Integration

of Bahawalpur with Punjab Administrative order تھا۔ (اس مرحلے پر میان محمد اسلام تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے)۔

مسٹر سپیوگر۔ میان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آج یہ آئین کا حصہ ہے اس لئے میں اس بحث کو نہیں کھول سکتا۔ یہ ایک سٹیج پر ٹھیک فیصلہ ہوا تھا لیکن آج آپ کی نمائندہ آئین ساز اسمبلی موجود ہے۔ وہی اس سے متعلق غور کر سکتی ہے۔ اب اس پر مزید بحث نہ کی جائے۔ میان صاحب تشریف رکھئے آپ کو تقریر کرنے کا موقع ملے گا۔
(قطع کلامیاً)

(اس مرحلہ پر کئی ممبر صاحبان تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے)

میاں محمد اسلام۔ میں صرف ایک فقرہ کہتا ہوں۔
مسٹر سپیوگر۔ تشریف رکھیں میان صاحب۔ یہ آپ اس وقت کہہ لیں۔ آپ حضرات تشریف رکھیں ورنہ میں باقی ہاؤس کو کس طرح کنٹرول کروں گا آپ ہی مجھے بتائیے۔
(قطع کلامیاً)

آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دہیں میان صاحب، چونکہ میں آپ کی خدمت میں کہہ چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح اگر ہر ایک ممبر ایک فقرہ بولے گا تو کل ۱۸۶ اراکین ہیں اور اگر مجھے شمار نہ کیا جائے تو ۱۸۵ ممبر ہیں۔

مخدوم حمود الدین۔ آپ نے مجھے تقریر کرنے کی اجازت دی ہے۔

مسٹر سپیوگر۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ وہ قائد حزب اختلاف نے آپ کو اجازت دی تھی۔ آپ تشریف رکھیں! اس طرح تو بات نہیں بنے گی۔ کیونکہ میرے لئے تو تمام اراکین یہاں پر باعزت اور باوقار ہیں۔ میرے لئے یہ کافی مشکل ہو جائے گا۔

میاں محمد اسلام۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل میں بیٹھ جاتا ہوں
(قطع کلامیاً)۔

- مسٹر سپیکر - میان صاحب آپ تقریر شروع کریں -

میاں محمد اسلام - جناب والا - میرے اوپر میرے ایک فاضل دوست نے غداری کا جو چارج لگایا ہے - مجھے اس سے بے حد افسوس ہوا ہے - میں اس معزز ایوان کو بتا دوں کہ سب سے پہلے میں مسلمان ہوں - اس کے بعد پاکستانی ہوں اس کے بعد میں بہاولپور کے مطالبے کو تسلیم کرتا ہوں - بات یہ ہے کہ ابھی بہاولپور کے مسئلے پر بات ہو رہی تھی -

وزیر قانون - ہوائٹ آف آرڈر

مسٹر سپیکر - مجھے آپ ان کی تقریر ہی نہیں سننے دیتے -

وزیر قانون - بہاول پور کے مطالبے سے ان کی کیا مراد ہے اس کے متعلق وہ وضاحت کر دیں -

میاں محمد اسلام - میں آپ پر واضح کر دوں گے کہ میں اس مطالبہ کو آپ سے تسلیم تو نہیں کروانا -

مسٹر سپیکر - یہ درست نہیں - اگر یہ طریق کار رہا تو ایوان کی کارروائی جاری نہیں رہ سکتی گی - (قطع کلامیہ) -

میاں محمد اسلام - یہ ایوان کے اندر بولنے نہیں دیتے باہر قتل کرتے ہیں - مجھے کم از کم بولنے کی اجازت دیں - یہ پچھلی روایات کو ختم کر رہے ہیں - ہمارا کر رہے ہیں - ہم کو بولنے کی بھی اجازت نہیں دیتے -

مسٹر سپیکر - آپ کو کسی نے منع نہیں کیا -

وزیر خوراک - ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں کہ "اندر تقریر نہیں کرنے دیتے باہر قتل کرتے ہیں" -

مسٹر سپیکر - آپ اپنے الفاظ واپس لیں -

میاں محمد اسلام - میں الفاظ واپس لیتا ہوں - آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں

حضور والا - یہ بہاولپور کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہیں - ہمیں بے حد افسوس ہے اور ان کو چاہئیں کہ ہمیں ایسی مراعات دیں تاکہ بہاولپور کے عوام اس سے خوش ہوں ان کے دل جو دکھے ہیں وہ اس سے تھوڑے اچھے ہو جائیں - (قبضہ) -

ہمارے جو دل دکھے ہیں وہ اچھے ہو جائیں - کسی کے دل کو دکھانا نہیں چاہیے بلکہ آپ کو چاہئے کہ آپ فراخ دل کا ثبوت دیں - آپ ایک سو چالیس ممبر بیٹھے ہوئے ہیں - ہم کل چالیس ہیں - ہمیں بولنے کی تو اجازت دیں -

مسٹر سپیکر - آپ بولیں - کسی نے آپ کا حق سلب نہیں کیا - لیکن اگر کوئی ہوائنٹ ہوتا ہے تو ان کو ہوائنٹ آف آرڈر raise کرنے کا حق حاصل ہے - جو ہوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا - یہ تمام اراکین کا آئینی حق ہے - اس پر فیصلہ کرنا میرا کام ہے کہ وہ ہوائنٹ آف آرڈر درست ہے یا نہیں -

میاں محمد اسلاہ - میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا -
مسٹر سپیکر - فرمائیے -

میاں محمد اسلاہ - جناب والا - میں اپنی تحصیل کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - میری تحصیل خانپور میں ساڑھے چار لاکھ کی آبادی میں صرف دو ہائی سکول ہیں - اس معاملے کے متعلق میں نے اور میرے فاضل دوست نے جو تحصیل خانپور کے رہنے والے ہیں - جناب چیف منسٹر صاحب اور وزیر تعلیم کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ ہماری تحصیل میں ناخواندگی بہت زیادہ ہے - دو ہائی سکول ساڑھے چار لاکھ کی آبادی میں قائم ہیں - ان کو بڑھایا جائے لیکن آج تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا -

جناب والا - پانی کے سلسلے میں میں عرض کر رہا تھا کہ ہمیں پینے کیلئے پانی میسر نہیں آتا - ہمارے ہاں آج بھی وارہ بندی کی حالت ہے حالانکہ باقی اضلاع میں پانی بہتات سے چل رہا ہے - وزیر خزانہ ہمارے بہاولپور کو جو کچھ دیا ہے ان اعداد و شمار سے ہتہ چلتا ہے کہ ہمیں صرف ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے - جب کہ ہمارے بہاول پور ڈویژن کی آمدنی بیس کروڑ کے لگ بھگ ہے -

مسٹر سپیکر - کیا سابق صوبہ کہا ہے؟ (قطع کلامیوں) لیکن یہ کہی سابق صوبہ نہیں تھا -

ہاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر
مسٹر سپیکر - تشریف رکھیں - یہ بات جو کہی گئی ہے constitutionally غلط ہے -

ہاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس میں جو کچھ کہا جائے اس کی غلط تشریح نہ کی جائے - میں میاں محمد اسلاہ کی تقریر کو چیلنج کرتا ہوں آپ

ٹیپ ریکارڈ سے چیک کر لیں کہ جس چیز پر بحث شروع ہوئی تھی۔ اس کی ابتدا میرے فاضل دوست نے کی تھی ان کے الفاظ یہ تھے کہ بہاولپور پر اس کی آمدنی کے مطابق خرچ نہیں کیا جا رہا اگر یہی طریقہ رہا تو۔۔

Mr. Speaker. Please take your seat. You are not his interpreter.

میاں محمد اسلام۔ جناب والا۔ میرا مطلب ہے کہ صوبہ بہاولپور میں جتنا روپیہ پہلے فلاحی کاموں پر خرچ ہوتا تھا آج اس کے مقابلے میں بہت کم رقم خرچ کی جا رہی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں میاں صاحب۔ آئینی لحاظ سے وہ کبھی صوبہ نہیں تھا۔

سید قابیض الوری۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ کس رول کے تحت بہاولپور کے سابقہ صوبے کے سلسلہ میں رولنگ مرحمت فرما رہے ہیں۔

* * * * *

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں قابیض الوری صاحب۔

I cannot permit this speech.

قرور کا یہ حصہ حذف کر دیا جائے۔

No Member can be permitted to avail of such an opportunity.

میاں محمد اسلام۔ جناب والا۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہماری تحصیل کا یہ عالم ہے کہ صرف ایک سڑک ہے باقی تو نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لہذا میرا مطالبہ ہے کہ گورنمنٹ اس سلسلے میں ہمیں کچھ اور مراعات دے۔ اور بہاولپور کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے اس میں اضافہ کیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کے صرف دو منٹ رہ گئے ہیں۔

راجا پھول محمد شاہ۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ (* * * *)

* * * * * (* * * * *)

Mr. Speaker: Please take your seat. This is my responsibility. I cannot delegate it to any Member here unless he assumes this seat.

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

مہاں محمد اسلام - جناب والا - ہماری تحصیل خانپور میں ہائی سکولوں کے علاوہ مڈل اور پرائمری سکول بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سول ہسپتال بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہذا میں گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بچٹ میں اضافہ فرما کر ہمیں خصوصی مراعات دی جائیں تاکہ ہم دوسرے علاقوں کے برابر آسکیں۔ (قطع کلامیوں)۔

رانا کے - اے محمود خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا رانا پھول محمد صاحب ہمیشہ running commentary کرتے رہتے ہیں - یہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۹۳ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں -

Mr. Speaker : I have already made my observations:

Rana K. A. Mahmood Khan : The member should be told not to go against the rules.

Mr. Speaker : There is a method of telling him not to do it. But there is no procedure prescribed in this book.

Rana K. A. Mahmood Khan : There is this rule :

Mr. Speaker : I have told the Member not to do so.

مہاں محمد اسلام - جناب والا - ہماری تحصیل خانپور میں انجمن ترقی تعلیم کی طرف سے ایک ہائی سکول اور ایک کالج چل رہا ہے۔ میں نے اس بارے میں جناب وزیر صاحب سے گزارش کی تھی - اور ایک تحریری درخواست بھی دی تھی - انہوں نے اس کالج کو تو گورنمنٹ کی تحویل میں لینے کا وعدہ فرمایا تھا میں ان سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ہائی سکول کو بھی اپنی تحویل میں لے لیں اس کے علاوہ کوئی دوسرا ہائی سکول بھی بنایا جائے -

مسٹر سپیکر - مسٹر منظور احمد موہل -

مہاں منظور احمد موہل - (بہاول نگر - ۲) جناب والا - بیشتر اس بچے کہ میں بچٹ پر اپنی تقریر شروع کروں میں پہلے ایک پوائنٹ آف پروویج پر عرض کرنا چاہوں گا - بطور ایوان کے ممبر کے اور سیکریٹری پارلیمنٹری گروپ آف پیپلز پارٹی یہ کہوں گا کہ رانا پھول محمد خان نے ایک فقرہ کہا تھا جیسے کہ ان کی عادت ہے (* * *) (* * *) تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس فقرے کو ریکارڈ سے حذف کر دیا جائے - مجھے اس سے سخت اختلاف ہے - یہ نہ

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا -

صرف اس ایوان کی روایات کے خلاف ہے بلکہ یہ جمہوریت کی روایات کے بھی خلاف ہے جن کے ہم بانی اور حامی ہیں۔

منسٹر مسپیوگر - رانا پھول محمد خاں کے الفاظ ایوان کی کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ (قطع کلاسیاں)۔

No, side remarks please continue

میں منظور احمد موہل - جناب والا - اس ایوان میں آپ کی وساطت سے جو سالانہ بجٹ ۱۹۷۲-۷۳ پیش ہوا ہے میں اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ جناب والا آج حزب اختلاف کے لیڈر نے ہمیں یہ کہا ہے کہ موجودہ گورنمنٹ نے جو بجٹ دیا ہے یہ اس کے منشور کی عکاسی نہیں کرتا۔ میں عرض کروں گا کہ موجودہ بجٹ جو ایوان میں وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے میں ان کو اس کے پیش کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں یہ بجٹ ہماری پارٹی کے منشور کے عین مطابق ہے اور صوبہ کے معاشی حالت کو بہتر بنانے کی طرف پہلا قدم ہے۔ جناب والا - اس سے پہلے اس صوبہ کے لئے بجٹ میں تقریباً ۳۴ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ لیکن اس سال اس رقم سے دوگنی رقم یعنی ۷۹ کروڑ روپیہ اس صوبہ کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ تو میں ان سے مودبانہ التماس کروں گا کہ ان موجودہ حالات میں ہم اس سے زیادہ بہتری کے لئے اور کیا کر سکتے تھے۔

جناب والا - اس وقت جیسا کہ ہمارے معزز دوست جانتے ہیں کن حالات میں اقتدار کی منتقلی پیپلز پارٹی کو ہوئی ہے۔ وہ ایسے نامساعد حالات تھے جن سے وہ اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر قائد عوام کو اس وقت اقتدار منتقل نہ کیا جاتا تو میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ملک آج اس دنیا کے نقشے پر موجود نہ ہوتا۔

جناب والا - اس کے بعد انہوں نے یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ وزیروں کی بھرمار ہے۔ وزیروں کے الاؤنسز زیادہ ہیں وزیروں کو مراعات زیادہ ہیں تو میں ان کی خدمت میں دست بستہ عرض کروں گا کہ اس سے پہلے آپ نے جو اعداد و شمار مغربی پاکستان کی حد تک دے دیے ہیں تو میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ جو منسٹر تھے وہ بنیادی جمہوریت کے تحت

منتخب کئے گئے تھے۔ وہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار کی نمائندگی کرتے تھے۔ لیکن ہمارے وزراء چھ کروڑ عوام کی اور صوبہ پنجاب میں تین کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ عوام کے مسائل کے حل کرنے کے لئے زیادہ مقرر کئے گئے ہیں کیونکہ ہم چند آدمیوں کے مسائل کو حل کرنے کی نیت سے ہرگز نہیں آئے ہیں کہ وہی سرمایہ داری، جاگیر داری اور دیہی امتحالی طبقہ کے مسائل کو حل کیا جائے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ اس وقت وزراء کی تعداد کم تھی وہ اس لئے کم تھی کہ وہ اس طبقہ کی نمائندگی کرتے تھے جو طبقہ اقلیت میں تھا۔ لیکن موجودہ وزراء اکثریتی طبقہ کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور میں یہ بڑے التماس سے کہوں گا کہ اگر ہم بھی تھوڑے وزیر مقرر کرتے تو جو ہماری امنگیں ہیں۔ جو ہماری خواہشات ہیں۔ جو ہمارا پروگرام ہے وہ پروگرام کبھی بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی عرض کروں گا کہ اس ہاؤس میں بانڈ بینک دعوے کئے گئے ہیں کہ منسٹروں کی تنخواہ کم کی جائے MPA's کی تنخواہ کم کی جائے وہ اس لئے کہ ملک درپہ ہے عوام غریب ہیں جناب والا میں آپ کی وساطت سے ان پیارے بھائیوں پر یہ اشکارا کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کی قسم ہمارے دل میں جو جذبات ہیں وہ ان سے بڑھ چڑھ کر ہیں ہمارا ہی یہ منشور تھا ہم اسی منشور پر کامیاب ہو کر آئے ہیں اب یہ وہی داڑ لگانا چاہتے ہیں جس کے تحت ہم یہاں آئے ہیں۔ لیکن عوام اب وہ پہلے سے عوام نہیں ہیں۔ عوام اب بیدار ہو چکے ہیں۔ میں آپ کی تسلی کے لئے عرض کروں گا کہ ہم ایسے حالات لائیں گے۔ لیکن کب لائیں گے؟ جب ہم ان لوگوں کو جو وسائل کے مالک ہیں اور جو رزق حرام پر قابض ہو چکے ہیں۔ ان کو اصلی سطح پر لا کر ملک میں ایسا نظام لائیں گے۔ جو مساوات پر مبنی ہو۔ اس کے لئے ہماری پارٹی کے اندر ایک کمیٹی بھی بن چکی ہے۔ جو ان حالات پر باقاعدہ غور کرے گی اور اس ملک میں وہ نظام لائے گی جس کے تحت مساوات کا دور دورہ ہوگا آپ خاطر جمع رکھیں۔ ابھی ہمیں وقت نہیں ملا۔ یہ پہلا بھٹ ہے۔ ہمارا پانچ سال تک حکومت کرنے کا آئینی حق ہے۔ ہم

انشاء اللہ ان پانچ سال کے اندر وہ تمام وعدے پورے کریں گے جو ہم نے عوام سے کیے ہیں۔

جناب والا - انہوں نے اس ایوان میں یہ بات کہی ہے کہ صوبہ میں بیروزگاری کا مسئلہ بہت زیادہ ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ مسئلہ ہمارا پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ پچھلی حکومتوں نے پیدا کیا ہے۔ لیکن ہماری حکومت نے اس سلسلہ میں ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے۔ جس کا نام "Integrated Rural Development Programme" ہے۔ اس لئے چھ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اور اس میں یہ چیز واضح طور پر ہے۔ کہ اس ملک کے بیروزگار یا جو غریب انسان مارے مارے پھر رہے ہیں ان میں سے ایک ڈیڑھ کروڑ ہر سر روزگار آجائیں گے۔

جناب والا - یہ بجٹ ہمیشہ پیش ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اور اس طرح سے یہ دور چلنا رہے گا۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اصل میں یہ چاہتے ہیں کہ ملک سے تین باتوں کو ختم کر دیا جائے۔ ایک تو اس براہرہ میں بے انصافی اور غیر مساواتی سماج کو ختم کر دیا جائے اس کے لئے ہم نے پہلا قدم جو اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک کی ۸۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ میں ان دیہاتیوں کو گونگے اور بھرے گہوں کا کیونکہ انہوں آج تک اپنے مطالبات حکومت کے سامنے پیش نہیں کئے۔ ہمیشہ مطالبات شہروں میں جنم لیتے ہیں۔ کیونکہ شہری آبادی ترقی یافتہ ہے وہ اپنے مطالبات سے اپنے کام کروا لیتی ہے لیکن جو دیہاتی ہیں۔۔۔۔۔

رادا پھول محمد خان - جناب سیکر - کیونکہ اس ہاؤس کے

۸۰ فیصد معبر دیہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں بھی گونگا بھرہ کہا گیا ہے۔ لہذا یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں اگر جناب مناسب سمجھتے ہیں تو انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

(تہقہ)

موان منظور احمد موہل - جناب والا - ان دیہاتیوں کا

تعلق سب سے زیادہ زراعت سے ہے اور زراعت کے لئے اس بجٹ

میں پہلے سالوں کی نسبت کئی گنا زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ ۱۹۷۱-۷۲ میں ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ روپے رکھے تھے۔ اس سال ہماری حکومت نے جو کاشتکاروں کی حکومت کھلاتی ہے۔ جو عوام کی حکومت کھلاتی ہے۔ اس کام کے لئے انیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس کے علاوہ ہائی کا مسئلہ جو ہمارے لئے درد سر بنا ہوا ہے۔ جس پر زراعت کا دارو مدار ہے۔ اس کے لئے پچھلے سال ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے رکھے تھے۔ لیکن موجودہ حکومت نے اس رقم کو بڑھا کر ۱۰ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے کر دینے ہیں۔

اب میں اپنے پیارے دوستوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بھلا ہم اس سے بڑھ کر اور کیا کر سکتے ہیں کیا ہمارے پاس کوئی اللہ دین کا چراغ ہے کہ ہم اس کو رگڑ کر اس ملک کی اقتصادی بد حالی ختم کر سکیں۔ اور یہاں صوبہ پنجاب میں ایک جنت کی دنیا قائم کر دیں۔ یہ چیز نا ممکنات میں شامل ہے۔

اس کے بعد جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر ایک مسئلہ اٹھایا گیا ہے۔ اور اس کو میں تفصیلاً عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ میرا حق ہے۔ بہاولپور ڈویژن میں قومی اسمبلی کے لئے ۸ سیٹیں تھیں۔ . . .

ہاجی محمد سرف اللہ خان۔ جناب والا۔ مجھے ابھی تحریک، الزوا کے متعلق جناب کا فیصلہ ملا ہے۔ جس میں رول ۶۵ (الف) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس فیصلے میں لکھا ہے کہ . . . in view of rules 65 (a) یہ تحریک التوا relevant نہیں ہے۔ آپ اس رول کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں کیونکہ یہ چیز شائع ہونی ہے۔ میں چاہتا ہوں جناب کی طرف سے کوئی غلط رولنگ شائع نہ ہو۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں جو میرے ہاتھ کا لکھا ہوا فیصلہ ہے وہ میں منگوانا ہوں۔

ہاجی محمد سرف اللہ خان۔ جو مجھے فیصلہ دیا گیا ہے اس میں 65 (A) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور یہ relevant 65 (A) نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر - یہ دیکھنا میرا کام ہے کہ یہ Relevant ہے یا نہیں۔ وہ ٹیک ہے orical غلطی ہے۔ میں اس لئے آپ کا مشکور ہوں۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ میرے وقت میں یہ وقت شمار نہ کیا جائے۔

مسٹر سپیکر - آپ کے تین منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا ابھی تو کافی وقت رہتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آٹھ ممبران میں تین پیلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے ایک قیوم لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہوا۔ باقی جو چار تھے ان میں صرف ایک امیدوار نور احمد صاحب آزاد تھے۔ جو محاذ کے نام پر یا علیحدگی کے نام پر کامیاب ہوئے۔ لیکن ان سے بھی زیادہ ووٹ قیوم لیگ کے مخدوم صاحب قومی اسمبلی کے ممبر چوہدری صالح محمد دوزن کے ووٹوں کو ملا لیا جائے تو ان سے زیادہ ووٹ ہو جاتے ہیں۔ باقی جو تین ممبر تھے ان میں سے خواجہ جمال محمد کوریجہ کا تعلق کنونشن لیگ سے تھا۔

راشا پھول محمد خان - پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میرے فائل دست نے ووٹوں کا حساب لگانا شروع کیا ہے۔ اگر اجازت دیں تو میں بھی

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا۔ یہ وقت بھی کم ہونا چاہئے۔

مسٹر سپیکر - میں حساب کتاب میں کافی ہوشیار ہوں آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل - اسی طرح خواجہ جمال محمد کوریجہ کنونشن لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے تھے اور نظام الدین حیدر صاحب کونسل لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے تھے یعنی یہ علیحدہ علیحدہ پارٹیوں سے تعلق رکھتے تھے۔ جناب والا صوبائی اسمبلی کے جو ممبران تھے ان کی تعداد ۱۸ تھی ۶ پیلز پارٹی کے تھے۔ ۶ آزاد تھے اور باقی ۶ میں سے ۳ کنونشن مسلم لیگ کے تھے اور باقی مختلف جماعتوں سے تعلق

رکھتے تھے جو دو آزاد تھے۔ ان کا بہاولپور کو علیحدہ صوبہ بنانے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جو ۶ پیپلز پارٹی کے تھے وہ عایدگی نہیں چاہتے تھے۔ ان میں راؤ مرانب علی اور کلیم اللہ بھی شامل تھے تو یہ مختصر واقعات تھے جو میں نے بیان کئے ہیں۔

ہمارے علاقے میں جناب والا۔ مزارعین اور مالکان کے اس انتشار سے علاقے میں بہت بدامنی پھیل چکی ہے اس کے لئے میں حکومت سے التماس کرونگا کہ وہ فوری طور پر مزارعین کا تحفظ کرے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ اب چونکہ میرے عزیز دوست نے اس مسئلہ کو چھوڑ دیا ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو بتا سکوں کہ بہاولپور میں کل کتنے ووٹ استعمال ہوئے ان میں سے کتنے P.P.P. کو ملے اور کتنے صوبے کے حق میں ملے۔ اس کی میں کل تفصیل دوں گا۔

مسٹر سپیکر۔ یہ چیز ب ضابطہ کے مطابق ہی ہو گی۔

میرا منظور احمد مرہل۔ جناب والا۔ یہ کہا گیا ہے

کہ بہاولپور کو کم حقوق دینے کئے ہیں میں اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں کہ صرف Communication and Works پر جو خرچ کیا گیا ہے وہ ایک کروڑ دس لاکھ آکھاسی ہزار روپے ہے۔ میرے فاضل دوست نے کہا تھا کہ ایک ڈیڑھ کروڑ کل رقم خرچ کی گئی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ یہ صرف C. & پر خرچ ۱۱۱,۰۸۱,۰۰۰ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جناب والا اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ بہاولپور ڈویژن پسماندہ ضرور ہے اس پر توجہ ضروری دی جائے۔ باقی جو پسماندگی پنجاب بھر میں ہے اس کے متعلق ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جو سروے کرے۔ کہ کون کونسا علاقہ پسماندہ ہے۔

وزیر آبپاشی۔ جناب والا۔ میری گزارش یہ ہے کہ کئی

مرتبہ جناب نے یہ رولنگ دی ہے کہ بہاولپور کے مسئلہ پر بحث نہیں ہو گی مگر جو کوئی معزز ممبر اٹھتا ہے وہ تمام وقت اس پر صرف کر دیتا ہے۔ تو میں گزارش کرونگا کہ آپ کی رولنگ کے بعد بہاولپور کا مسئلہ زہر بحث نہیں آنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - یہ میرا function ہے - اور اس کا فیصلہ کرنا کہ تقرر دیہات پر ہو گی - تحصیل پر ہو گی - ضلع پر ہو گی میرا کام ہے -

وزیر آبپاشی - جناب والا ! جب کوئی رولنگ دی جاتی ہے تو ہارا بھی فرض ہے کہ اس پر عمل کیا جائے -

مسٹر سپیکر - شاید آپ نے وہ رولنگ توجہ سے نہیں سنی - وزیر آبپاشی - جناب والا - پسماندگی کا ذکر ہر ممبر کرے گا - اسلئے میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو ایسے علاقوں یا سطوں کا نقشہ تیار کرے - ورنہ ہر ممبر کہے گا کہ میرا علاقہ پسماندہ ہے جو پسماندہ ہیں - ان کو زیادہ دیا جائے اور جو ترقی پذیر یا ترقی یافتہ علاقے ہیں ان کو کم دیا جائے -

Mr. Speaker :—I do not agree with you
(Interruptions)

Mr. Taj Muhammad Khanzai (Campbellpur-1)
Sir, I am conscious of the fact that this Government took over under very difficult circumstances and they have taken over the legacy of a Government which had been entirely serving the people in power and not the people at large. The Budget which had been presented to this House could not have been changed in the short time which was put at their disposal because the compilation of the Budget is not a process which can be made in several months but it takes a long time to compile facts and figures in this field. I am also conscious of the fact that our country has been at war and our financial position and the conditions of our country were in such a state of affairs that we not only lost half of the country but we were faced with thousands of other problems involving our sovereignty and the independence of our whole country. This Government having the over-whelming support of the people after a fair and square elections took over under very difficult circumstances and I say so inspite of being a member in the opposition but having positive approach to the problems of this country.

(Applause)

Sir, when the present President of the country took over from the usurper of the Martial Law Regime, it was hope and a pious hope whether he will succeed or not. The country rallied round him; not only the People's Party but the whole of the country rallied round him because the interest of the country and sovereignty and independence of this country is above party.

(Applause)

Sir, although the situation which he inherited from his predecessor, has improved to a great extent, but nevertheless it

exists with as much dangers from external forces as from internal disruptionists. It is the same as it was three months ago. We are conscious of the fact that the President has been given unanimous and unstinted support in the National Assembly to go and negotiate and to speak on behalf of Pakistan, whatever remains of it, with India. Shortly he will be proceeding there. This House unanimously bows and prays before God that the President will serve the best end of this Country and the best end of Islam which will be best for all of us.

(Applause)

Sir, I do this with all piety and humility, not with the idea of flattery. I have nothing to ask for. I have never asked for anything in the past and I hope I shall not ask for any thing in future. God will not compel me to ask for anything in future. I do this because I feel this is in the larger interest of this country. Today my heart, and I have no doubt the hearts of all of you bleed for our brothers, both in East Pakistan and those who are the victims of aggression, hundreds of thousand of people of Pakistan who are today rotting in the prisons of India.

Sir, today those prisoners, who being a disciplined army without any fault of their own and under a usurper's orders are the captives of an aggressive country which has always been opposed to Pakistan from its very inception. Today we all pray and we all extend our support for repatriation of those prisoners with honour and dignity. But though this House I would like to convey to those who may be banking on our defeat that this country would not only sacrifice hundred thousand of prisoners but it will sacrifice six crores for its dignity and honour, which it must maintain.

(Applause)

Sir, this is a message unanimously carried and I hope it will be heard in every corner where people are thinking of Pakistan.

Now Sir, I come to Budget. I do not want to make a big dialogue and discussion on the Budget as I have already said. I am very conscious of the limitations under which the present government took over and the financial strains under which they have to adjust themselves today. We all know that this is a legacy of an Imperial Government. But the legacy of the Imperial Government has existed for the last 25 years and we cannot lay the blame at the doors of this Government for only having been in power for four months. We shall see how they conduct themselves in the affairs of the State for the remaining period of their rule and we hope that, as they have promised to the people and to this House, there will be a radical and substantial change which will benefit the average man and the poor for whom we all speak and that is not the exclusive right of the people in power. Sir, when we get up in this House, though few of us may not be seeing eye to eye with you but I have no doubt as far as the larger

interests and the policies of State are concerned, we are unanimous and we shall not be wanting in cooperation to help you to implement your policies (Applause)—Sir, now I come to the problem of the Punjab. There has been some talk about the distribution of Indus Water. Sir, looking at the background of how this problem arose, the House is conscious of the fact that 60% of the water of Indus was used by Sind before Sukkur Barrage was built and 40% was being used by the Punjab, but the riparian right, the international right, of nations over the rivers and the treaties do not alter the status quo of what was disagreed to by India and they did not give us any more water. They only agreed to 60% after the World Bank Agreement. Therefore, the 60% water which was then being used by Sind and Punjab having three rivers only, Punjab claimed that the loss should be made up by some source as a result of which Mangla and Tarbela dams came into existence. But until such time as Mangla and Tarbela dams started functioning the Punjab could not be starved of the water of the three rivers which was taken away and usurped by India. Therefore, the Punjab had the right to claim from his brothers in Sind a portion of the water to irrigate their lands, and to earn their living. Therefore, this is only the right of a brother to ask his brother to make a sacrifice for him. Sir, the claim of Sind is that there is a lot of under-ground water in Punjab to irrigate. Undoubtedly, there may be water under-ground but Sir, this House is conscious of the fact that to use underground water resources costs money; in fact, it costs 10 times as much as the normal irrigation water. More over a lot of under-ground water in Punjab is saline. Therefore, we in Punjab consider it our right as brothers sharing a common destiny in West Pakistan to ask our brothers in Sind to be more liberal and to be more considerate till such time as our own dams, the water of Mangla and Tarbela, can be channelised into those places which have already lost their water.

Sir, the Punjab have lost their "Salaba" lands, which normally used to be flooded. In future when India dams River Ravi and Sutlej, there will be no "Salaba" in the Punjab while Sind will not lose their "Salaba". The lands in the Punjab, which, were called "Salaba" lands, will be a loss to the people of the Punjab. Sir, my submission to the Government is that in order to solve this problem, which is of a very serious magnitude, immediate steps should be taken in such a brotherly way that we do not lose our share. I do not want to become parochial, but we should see that our people get their fair and just share of water. Sir, that, in short, is what I would like to say on this, and I hope, I shall be able to put more facts and figures before this House later.

ir, for your information one cubic of water in Sind irrigates 88 acres of land, while in the Punjab one cubic of water looks after 200 acres of land, so you will see that with the same

amount of water we shall be producing almost 2½ times the crops that they will be producing. Therefore, we shall ask our brothers in the other provinces to change their methods of agriculture and irrigation so as to economise on the use of water for the large good of Pakistan, so that we march to a common destiny, sharing the hardships and the comforts of the future. We shall travel side by side to common destiny and prosperity.

Sir, now having said a little about the water, I will come to the Administration. Sir, there are no two opinions in this country, and in this House that the role and working of bureaucracy in this country has only served the ends of politicians, and not the ends of the common people. The services in the past, through, no fault of their own have been used to serve the ends of individuals, and the ends of parties to keep them in power, and the result is what you see today, and where we have landed. Sir, it is common knowledge that Inspectors and Deputy Superintendents Police have been promoted over the head of competent officers as Superintendents and Deputy Commissioners and the Sword of Damocles has been kept hanging on their heads, by not giving them permanent assignment in order to serve unconstitutionally the politicians, who wanted to control their politics through bureaucratic methods of coercion, persecution and prosecution. This is the first time in the history of Pakistan that the last elections took place without any bureaucratic interference, In spite of the fact that I call Yahya Khan a "usurper" but he certainly, I think every body knows, held impartial elections, in a democratic way on universal suffrage, and today as a result of those elections we can proudly claim that those of us, who sit here, represent the people of this country genuinely and honestly. Irrespective of the status we have in life, we can rightly claim to be their representatives. This fact of being poor or rich is of no consideration. The fact that we represent our people is a matter of pride for everyone and we shall maintain the position in this House. We are determined to establish here traditions for all generations to come, so that our people may prosper and they may look up to this House for liberty and freedom. We should ensure that "Uniform" will never, ever again come to occupy this House as an Administrator of Martial Law.

Sir, I have taken my oath of allegiance to the Interim Constitution, and I don't wish to say anything which may adversely affect the farming of the Constitution. But I do say one thing, and that is, that all Islamic traditions may be included into the future Constitution and, if there are any Clauses in the present Constitution, which go against the Islamic principles and the Islamic traditions, they should be scrapped. Un-Islamic Family Laws and other similar laws should be scrapped.

بیڈگر ریہاڈہ سرور شہید - (ای سی ۱۸۳ حلقہ خوانین) جناب والا - ۱۹۷۲-۷۳ کا بجٹ جس میں ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ روپیہ کا خسارہ ہے یہ ہمیں بچہلی حکومتوں سے ورثے میں ملا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جنگی قیدیوں کا مسئلہ بھی ہمیں ورثے میں ملا ہے۔ سنگین بحران کا مسئلہ بھی ہمیں ورثے میں ملا ہے اسکے علاوہ مشرقی پاکستان میں شرمناک شکست بھی ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ جناب والا مصیبت کے اس عالم میں

مسٹر محبہ عاشق - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - سب سے پہلے ہمیں مشرقی پاکستان میں شکست ہوئی۔ اب کوئی دوبارہ شکست ہمیں ورثے میں ملی ہے۔

مسٹر بیڈگر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

بیڈگر ریہاڈہ سرور شہید - جناب والا - مصیبت کے اس عالم میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو ہو۔ این۔ او۔ سے بلایا گیا جب آسمان سے آگ برس رہی تھی اور ہماری سرحدوں پر گولے گر رہے تھے۔ قائد عوام سے کہا گیا کہ آ کر حکومت کو سنبھالو۔ جناب والا میں یہ پس منظر اس لئے پیش کرنا چاہتی ہوں تاکہ یہ اپنے ذہن میں بات رکھیں کہ کن حالات میں ہمیں یہ ملک دیا گیا۔ جن حالات میں ہم نے بجٹ پیش کیا ہے اس طرح کوئی اور بجٹ پیش نہیں کر سکتا ہے۔ میں تو اس ضمن میں بھی اپنے وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ روپے کے خسارے کے باوجود انہوں نے اپنے غریب عوام کے اوپر کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ حزب اختلاف کے معزز ممبران کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ یہ بجٹ پارٹی کے منشور کے خلاف بنایا گیا ہے۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس بجٹ میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انصاف اور مساوات پر مبنی ہے۔ دوسرے اس میں ہم نے دیہات کی طرف زیادہ توجہ دی ہے اور اپنے غریب عوام کو مناسب لوگوں پر اناج مہیا کرنا ہے۔ یہ بجٹ ہماری پارٹی کے منشور کے عین مطابق ہے اس لئے ہم نے ان چیزوں کو اپنے بجٹ میں شامل کیا ہے۔

جناب والا۔ جہاں تک تعلیم کا مسئلہ ہے اس کیلئے بجٹ میں ۱۲ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ حالانکہ بچہلی بجٹ میں ۶ کروڑ روپیہ مخصوص کیا گیا تھا۔ یہ محض اس لئے اتنی رقم رکھی گئی ہے کہ ہم اپنے غریب ملک کے غریب عوام کے بچوں کو مفت

تعلیم دینا چاہتے ہیں جو پچھلی حکومتوں نے چوبیس برسوں میں نہیں کیا ہے۔ حزب اختلاف کو اس سے کیا اختلاف ہے ؟

جناب والا۔ اس کے علاوہ ۶ کروڑ روپیہ کی رقم پیپلز ورکس پروگرام کے لئے رکھی گئی ہے یہ محض اس لئے رکھی گئی ہے کہ ہم غریب عوام کو روزگار مہیا کر سکیں۔ بڑھے لکھے لوگوں کو روزگار مہیا کر سکیں۔ چونکہ یہاں لڑکے اور لڑکیاں بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ یا ڈپل ایم اے۔ تو کر لیتے ہیں لیکن ان کو روزگار نہیں ملتا۔ یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔ اس سلسلہ میں ہر طرح کے افراد کی ضرورت پڑے گی۔ ڈاکٹروں کی ضرورت ہو گی۔ انجینئرز کی ضرورت ہو گی۔ استادوں کی ضرورت ہو گی۔ مزدوروں کی ضرورت ہو گی۔ یعنی ہر انسان کو روزگار مہیا کیا جائے گا۔ ان کو مکان دیئے جائیں گے۔ پلاٹ دیئے جائیں گے۔ ان کو روٹی کیڑا دیا جائے گا۔ ٹرانسپورٹ کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ لیکن جو محنت کرے گا اس کو یہ چیزیں مہیا کی جائیں گی اور جو سارا دن افیم کھا کر سویا رہے گا اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہماری پارٹی کا منشور ہے اور میں حزب اختلاف کے معزز ممبران کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ موجودہ بجٹ ہماری پارٹی کے منشور کے عین مطابق بنایا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ مجھے خطاب کریں۔ ممبران کو خطاب نہ کریں۔

بیگم ریحانہ سرور شہپوٹ۔ جناب سپیکر ۳۳ ڈیمانڈز ہم نے پیش کی ہیں۔

رائشا پھول مقبذ خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں آپکو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جس مذہب کے ہم پیروکار ہیں یعنی مذہب اسلام کے اس نے دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دیا ہے۔ مگر آپ نے تقریر کا وقت عورتوں اور مردوں کو برابر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں اس اصول کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ ان کے بعد سیدہ عابد حسین تقریر کریں گی۔ دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہوتی ہیں۔ اس لئے دو عورتیں یکے بعد دیگرے تقریر کوئی گی۔ (قبضہ)

پیگم ریحانہ سرور شہید - جناب والا ہم میں سے ہر ایک دو دو تین تین مرتبہ بھی تقریر کرنے کے لئے تیار ہے اگر ان کا یہ اصول ہے -

جناب سپیکر میں عرض کر رہی تھی کہ یہاں بجٹ میں ۴۳ ڈیمانڈز پیش کی گئی ہیں - میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے معزز ممبران کی خدمت میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ انہیں فوری طور پر قبول کر لیں اور اس طرح کسی بجٹ مباحثے میں نہ الجھیں -

جناب والا حزب اختلاف کے معزز ممبران کی طرف سے چند ایک شکایات کی گئی ہیں - ان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں - سب سے پہلے قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ کوئی انقلابی تبدیلی نہیں لائی گئی میں ان کی خدمت میں یہ گوش گزار کر دینا چاہتی ہوں کہ انقلابی تبدیلیاں لائی گئی ہیں - آپ ہماری تعلیمی پالیسی کو دیکھیے - آپ ہماری صحت کی پالیسی کو دیکھیے - آپ ہماری لیبر پالیسی کو دیکھیے - پچھلی حکومتوں نے کیا کام کیا ہے - انہوں نے چوبیس برسوں میں مکھی کے اوپر مکھی ماری ہے - کوئی نئی پالیسی نہیں بنائی - کوئی نیا قانون نافذ نہیں کیا - یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے - جب یہ پالیسیاں نافذ ہوں گی تو ان کے فوائد بھی معلوم ہوں گے - سیڑھی لگا کر ہی انسان چہت پر چڑھتا ہے آپ چھلانگ تو نہیں لگا سکتے -

جناب والا - بعض اخباروں میں قتل اور ڈاکے کی وارداتوں کا ذکر کیا گیا ہے - تو اس ضمن میں میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے معزز لیڈران کی خدمت میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ آپ پچھلے سالوں کے اخبار نکال کر دیکھیں کہ قتل کی وارداتیں پہلے زیادہ تھیں یا اب ہیں - (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - جہاں تک گھیراؤ اور جلاؤ کا تذکرہ کیا گیا ہے بلکہ ہم پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ پاکستان بھلاز ہارٹی کے کارکن ہی اس میں حصہ لیتے ہیں - میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ گھیراؤ اور جلاؤ کی تحریکوں میں کراہے کے لوگ ہوتے ہیں - جو مخالف جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں - بھوکے اور ننگے لوگ ہوتے ہیں - وہ لوگ جن کو خریدنا جانا ہے وہ ہنگامے برہا کرتے ہیں -

مسٹر مقصد عاشق - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر عوام کی اس طرح توہین کی جا رہی ہے - انہوں نے ان کو ووٹ دئے ہیں -

مہٹو سپورٹس - آپ تشریف رکھیں - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

بیگم رحمانہ سرور شہید - جناب والا - میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے - میں نے صرف یہ کہا ہے کہ چند افراد ایسے ہوتے ہیں جن کو خریدا جاتا ہے -

جناب والا - جہاں تک ڈاکٹر نذیر احمد کے قتل کا تعلق ہے جس کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ تین روز تک پولیس وہاں نہیں پہنچی - میں ان کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ کس قدر قتل اس ملک میں ہوتے رہے ہیں اور سات سات روز تک پولیس نہیں پہنچتی رہی - یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے - اسکی ابھی تفتیش کرانی ہے اور یہ معاملہ subjuice ہے - آپ اس معاملہ کو ہاؤس میں زیر بحث نہیں لا سکتے تھے -

جناب والا - پھر انہوں نے فرمایا ہے کہ راہی اسروں کو جو نکالا گیا ہے وہ بہت اچھا کیا ہے - میں بڑی خوش ہوں اور میں ان سے متفق ہوں - انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب مل جل کر آئندہ بھی جو راہی اسر ہوں گے ان کو نکالیں گے -

جناب والا - حزب اختلاف کی طرف سے یہ پوائنٹ بھی پیش کیا گیا کہ یونیورسٹیاں پہلے بند نہیں ہوتی تھیں اب بند ہیں - میں اسکے متعلق ان کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ ۱۹۶۶ میں تاشقند کے موقعہ پر دو مہینے یونیورسٹیاں بند رہیں - ۱۹۶۸ میں ایوب کے خلاف مظاہروں کی وجہ سے دو مہینے یونیورسٹیاں بند رہیں اور پھر ۱۹۷۰ میں یحیٰی کے خلاف مظاہروں کی وجہ سے یونیورسٹیاں بند رہیں - یہ کوئی نئی بات نہیں دوسرے ممالک میں بھی ایسا ہی ہوتا رہتا ہے - ہم پر یہ الزام عائد نہیں ہوتا - (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - حزب اختلاف کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ امیروں کے اوپر ٹیکس نہیں لگایا گیا میں اسکے متعلق یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر ہمارے سرکزی بجٹ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ شراب کے اوپر اور ٹیکس لگا ہے - پٹرول کے اوپر اور ٹیکس لگا ہے - سگریٹوں پر بھی ٹیکس لگایا گیا ہے - یہ سب چیزیں امیروں کے پاس ہوتی ہیں غریبوں کے پاس نہیں ہوتی ہوں -

جناب سپیکر - حزب اختلاف کی جانب سے ایک یہ بھی تنقید کی گئی کہ وزراء کی تنخواہیں زیادہ ہیں ان کو کم کیا جائے - میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارے وزراء کی تنخواہوں پر شائد کسی

اور کو معلوم نہ ہو سبھے کل ہی پتہ چلا ہے کہ ایک ہزار روپہ ٹیکس ماہانہ انہیں دینا پڑے گا - (قطع کامیاں) بیشک آپ انکوٹری کرا لیں - ایک ہزار روپہ ٹیکس جو ان کی تنخواہ کا ۱۰ فیصد بنتا ہے مرکز نے ان پر لگایا ہے - میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید نہیں کرنی چاہئے - پچھلی حکومتیں تو صرف عیش و عشرت کرتی رہیں - بڑی بڑی تنخواہیں - ٹی - اے اور ڈی - اے پتہ نہیں کیا کیا مراعات لیتی رہی ہیں - صرف ذرا سی تنخواہ کے اوپر ان کو اتنا اعتراض کیوں ہوا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر کل ایک سوال اٹھایا گیا تھا کہ ہاؤس میں غلط اطلاع دینا سخت سرزنش کے قابل ہے - آپ وزیر خزانہ صاحب سے اس امر کی تصدیق کرائیں کہ واقعی ان کو ایک ہزار روپہ ماہانہ ٹیکس دینا پڑتا ہے -

بیگم ریحانہ سرور شہید - جناب والا - میں نے کل یہ بتایا تھا کہ میں نے سنا ہے - اس کے متعلق دریافت کیا جا سکتا ہے -

وزیر خزانہ - پوائنٹ آف انفرمیشن - جناب والا میں بیگم ریحانہ سرور کی تائید کرتا ہوں اور اسکی اصلاح کرتا ہوں کہ ایک ہزار سے ذرا زیادہ ہی ٹیکس لگایا گیا ہے -

(قطع کامیاں)

بیگم ریحانہ سرور شہید - جناب والا - میں انہیں وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں دوں گی -

مسٹر سپیکر - بیگم صاحبہ آپ بھی اٹھ کر سوال پوچھ لیتی ہیں - آپ بھی دوسروں کو کچھ کہنے کا موقع دیں - شائید آپ انکی بات سن کر تھوڑی سی قائل ہو جائیں -

میاں خورشید انور - جناب سپیکر - آپ نے ابھی حکم دیا ہے کہ محترمہ آپکو خطاب کریں لیکن انہوں نے آپ کا حکم نہیں مانا - وہ بار بار ہمیں خطاب کر رہی ہیں -

Mr. Speaker : Yes, Mrs. Rehana Sarwar, please continue, but if you have to address a Member address him through me.

بیگم ریحانہ سرور شہید - جناب سپیکر - میں آپکو ہی خطاب کر رہی ہوں -

کرنل محمد اسلم خان دیہازی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا جب محترمہ تقریر کر رہی ہیں تو سیران کا بار بار مغل ہونا ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جھپٹے مارے جا رہے ہیں اور جیسے مشرقی پاکستان پر ہلہ بولنا ہے۔

مسٹر سپیکر - کرنل صاحب آپ کا ہوائنٹ آف آرڈر میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

بیگم ریحانہ سرور شہید - مسٹر سپیکر جہاں تک ۱۵ وزراء کے متعلق مسئلہ اٹھایا گیا ہے میں اس کے متعلق یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس چوبیس سالوں کے مسائل ہیں یہ ایک سال کے نہیں ہیں۔ زیادہ وزراء اس لئے رکھے گئے ہیں کہ غریبوں کے پرانے مسائل کو حل کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

۱۰ سال پرانا پنشن کا مسئلہ جو کل ہم نے پیش کیا تھا اس کو حل کیا گیا ہے۔ پچھلی حکومتوں نے عوام کے مسائل کو حل نہیں کیا تھا زیادہ وزیر اس لئے رکھے گئے ہیں تاکہ وہ عوام کے ساتھ رابطہ قائم کریں اور ان کے مسائل کو حل کریں۔ یہ عوام ہی کے نمائندے ہیں اور عوام کے نمائندے ہی بن کر کام کریں گے۔

جناب والا - ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ وزراء کے پاس لمبی لمبی کاریں ہیں۔ میں اس ضمن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ کاریں ان کی ذاتی جائیداد نہیں ہیں۔ یہ کاریں حکومت کی طرف سے ان کو دی گئیں ہیں۔ یہ استعمال شدہ کاریں ہیں۔ میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ ہمارے بعض وزراء بعض دفعہ صبح کے وقت دھکا لگا کر ان کو سنارٹ کرتے ہیں۔ ہم نے کوئی نئی کاریں طلب نہیں کی ہیں۔ انہیں پرانی کاروں سے ہم اپنے عوام کا کام کریں گے۔ یہ عوامی حکومت ہے۔ عوام کے کام کرنے کی۔ ہم نے باہر سے ایرکنڈیشن مرسیڈ یز بیٹز کاریں نہیں منگوائی ہیں۔ یہ پرانی حکومتوں کے پرانے مطالبے تھے ہم کوئی ایسا مطالبہ نہیں کرتے۔

جناب والا - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتی ہوں

شکر یہ۔

علاء رحمت اللہ ارشد - جناب والا - معزز خاتون نے بار بار میرا نام لیا اور کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف نے یہ کہا ہے وہ کہا ہے میں آپ کے توسط سے ان کے علم کے لئے یہ عرض کر دینی چاہتا ہوں کہ میں ان بد نصیب انسانوں میں سے ہوں جو

۱۹۵۶ء سے انہیں بنجوں پر بیٹھے رہے ہیں۔ میں نے کبھی پارٹی تبدیل نہیں کی۔

مسٹر سپیکر - یہ اطلاع میں نے ان تک پہنچا دی ہے۔
 سید تاجش الوری - جناب والا - میں آپ کی توجہ قاعدہ
 ۱۷۳ (۲) (د) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس میں یہ کہا
 گیا ہے کہ

”ایسے کوئی الفاظ زبان سے نہ
 نکلے گا جو غدارانہ یا توہین
 آمیز یا غیر پارلیمانی ہوں نہ
 ہی دل آزار کلمات استعمال
 کرے گا۔“

محترمہ ربیعانہ سرور صاحبہ نے پاکستان کے عوام کو
 جن سے ووٹ لیکر ہم یہاں بیٹھے ہیں ننگے اور بھوکے کچھ
 کر پکارا ہے۔ وہ یہ الفاظ واپس لیں۔

مسٹر سپیکر - انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی انہوں
 نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ تھا کہ کچھ با اثر لوگ
 کرائے پر لیتے ہیں۔ مگر وہ معاملہ زیر بحث نہیں ہے۔

رانا پھول مقبذ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا -
 میں آپ کی توجہ قاعدہ ۱۷۳ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کسی معزز
 رکن کے خلاف توہین آمیز لفاظ استعمال نہیں کئے جاسکتے۔ میں سمجھتا
 ہوں کہ محترمہ نے وزراء صاحبان کے لئے یہ فرمایا ہے کہ یہ بے چارے
 ہرائی گاڑیوں کو دھکے لگاتے ہیں۔ یہ توہین آمیز الفاظ ہیں۔
 (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - اصل میں یہ الفاظ وزیر خوراک و امداد باہمی نے
 استعمال کئے تھے۔ آج سب ارکان کی نگاہ اسی قاعدہ ۱۷۳ کی
 طرف ہے۔ کل سب دوست قاعدہ ۱۷۳ کو پڑھ کر آئیں گے
 اور آئندہ سب دوست اس سے استفادہ کریں گے۔

اب چونکہ وقت نہیں رہا سیدہ عابدہ حسین کل صبح پہلی
 سپیکر ہونگی۔ ہاؤس کی کارروائی ۲۲ جون ۱۹۷۲ء ۸ بجے صبح تک ملتوی
 کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ۲۲ جون ۱۹۷۲ء بروز جمعرات تک ملتوی
 ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوئم

جمعرات ۲۲ جون ۱۹۷۲ء

(پنج شنبہ ۹ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَمَا رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ ۙ وَ لَوْ كُنْتَ قَفَا عَلِيْظِ النَّعْبِ لَا تَفَضُّوْا
مِنْ حَوْلِكَ فَاغْفَرَ عَنْهُمْ ۙ وَ اسْتَغْفِرُ لَهُمْ ۙ وَ شَاوِرٌ مِنْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۙ فَاِذَا
عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۙ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۙ اِنَّ يَمْنُنَ كَمَا اللّٰهُ
فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۙ وَ اِنْ يَخْذَلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْۢ بَعْدِهِ
وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكْفُرَ ۙ وَ مَنْ يَّكْفُرْ
بَاٰتِ بَمَا عَلَّ يَوْصِرَ الْبَقِيَّةَ ۙ كُمْ تُوَفِّيْ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُكْلَمُوْنَ ۙ

۲۳ - ۲۳ - ع - ۸ - ایت ۱۵۹ تا ۱۶۱

اے پیغمبر اللہ کے فضل سے ہماری افتاد مزاج ان لوگوں کیلئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخوا اور سخت
دل ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان لوگوں کو درگزر کر دیا کرو اور ان کیلئے
اللہ سے بخشش مانگو اور اپنے کانوں میں ان سے مشورہ کر لیا کرو اور جب کسی کام کا پختہ عزم کرو تو پھر اللہ
پر بھروسہ کرو بلاشبہ اللہ بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم
پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور ایمان والوں
کو چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی نبی خیانت کرے۔ اور خیانت کرنے والوں کو
قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز اللہ کے رد پر مدعا حاضر کرنی ہوگی پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا
پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا الْاِلْبَالِغ

پنجاب کا میزادیرہ باہت سال ۱۹۷۲-۷۳

بہتیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

میاں خورشید انور—پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر—سیری تحریک استحقاق پر آپ کا فیصلہ ابھی صادر ہونا باقی ہے۔ جس کو آپ نے ملتوی کر دیا تھا۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ سب سے پہلے وہ تحریک استحقاق اہوان میں پڑھ کر سنائی جائے پھر اس پر آپ اپنا رولنگ صادر فرمائیں۔

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں—مجھے یاد ہے کہ آپ نے تحریک استحقاق کا نوٹس دیا تھا مگر اس کو ۷ جولائی تک ملتوی کر دیا گیا تھا۔ آپ میرے ساتھ متفق ہو گئے تھے اور آپ نے اپنی رضامندی بھی دے دی تھی۔ شاید آپ بھول گئے ہوں۔

میاں خورشید انور—جناب سپیکر۔ وہ تحریک استحقاق بڑی اہم اور لازمی ہے۔

مسٹر سپیکر—آپ کی تحریک استحقاق ایک سوال کے جواب کے سلسلے میں تھی جس پر غور ملتوی کر دیا گیا تھا مگر باقی دوسری دو تحریک ہائے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی گئی تھیں۔

میاں خورشید انور—جناب والا—گورنمنٹ کی طرف سے سراسر غلط جواب دیا گیا تھا۔ اگر گورنمنٹ اسی طرح غلط جواب دیتی رہی تو یہ بڑی بھاری بے انصافی اور ظلم ہوگا۔ گورنمنٹ کو اس کے متعلق انکوائری کرنی چاہئے۔

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں—آپ کی تحریک استحقاق ”وہاڑی“ کے متعلق ایک سوال کے جواب کا معاملہ تھا۔

میاں خورشید انور—جناب والا۔ وہ جواب صحیح نہیں آتا۔ اس کی تحقیقات لازمی ہے۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

مسٹر سپیکر—آپ نے اس معاملے میں اپنی رضامندی کا اظہار کیا تھا کہ بجٹ کی جنرل بحث کے بعد سات جولائی کو سب سے پہلے اس تحریک پر غور ہوگا۔

میاں خورشید انور—جناب والا—میں گزارش کروں گا کہ اگر زیر اعلیٰ صاحب یہ یقین دلا دیں کہ اس کی صحیح تحقیقات کی جائیں

اور آئندہ غلط جواہات نہیں دیئے جائیں گے اور غلطی کرنے والوں کو قرار واقعی تنبیہ کر دی جائیگی تو میں اسے واپس بھی لینے کو تیار ہوں۔

وزیر اعلیٰ—جناب والا—میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میرا جواب صحیح تھا غلط نہیں تھا۔

مسٹر سپیکر—آپ میری معرفت اس جواب کے غلط حصے کا ثبوت لکھ کر بھیج دیں۔ میں نتیجے سے آپکو آگہ کر دوں گا۔

میاں خورشید انور—جناب والا—میرے پاس کافی معقول ثبوت موجود ہے کہ یہ جواب غلط تھا۔ میں یہ ثبوت بہم پہنچانے کو تیار ہوں لیکن اگر وزیر اعلیٰ تفتیش کرانے کو تیار ہوں اور آئندہ اسے غلط جواب دینے کے خلاف یقین دہانی کرائیں تو میں اسے واپس لہنے کو تیار ہوں۔

مسٹر سپیکر—آپ ثبوت اور سارا مواد میری معرفت ارسال فرما دیں۔

وزیر اعلیٰ—جناب والا—میں پھر عرض کروں گا کہ میں ریکارڈ دیکھ کر اور پوری تفتیش کرنے کے بعد اگر اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی سرکاری ملازم نے غلط جواب بھیجا ہے تو میں انصاف کروں گا اور اس کو قرار واقعی سزا دوں گا۔

مسٹر سپیکر—کیا معزز رکن اپنی تحریک واپس لینے کو تیار ہیں؟

میاں خورشید انور—جناب سپیکر—میں اپنی یہ تحریک استعطاق واپس لیتا ہوں۔

مہر محمد ظفر اللہ خان—جناب والا—اسجلی سے باہر ڈرائیوروں کے بیٹھنے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ ایک شامیانہ جو لگایا گیا اس پر پولیس والے قابض ہو کر ڈرائیوروں کو دھوپ میں بیٹھنے پر مجبور کر دیتے ہیں چنانچہ کل ڈرائیور غریب چلچلاتی دھوپ میں بیٹھے رہے۔ نیز جناب والا—ڈرائیوروں کے پینے کے پانی کا بھی کوئی معقول انتظام ہونا چاہئے۔

مسٹر سپیکر—آپ یقین رکھیں کہ اب میں اس کا انتظام کروا دوں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب والا—میں وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ بیشتر وقت کے لئے ایوان میں

نہیں بیٹھتے۔ یہ ان کے شایان شان نہیں کہ سارا ایوان تو بجٹ کی عام بحث میں اپنی گزارشات پیش کر رہا ہو اور فائدہ ایوان غیر حاضر رہیں۔ اس سے ایوان کا توازن بھی خراب ہو جاتا ہے۔ ان کا یہ فرض ہے کہ وہ ایوان کی کارروائی کو متوازن رکھنے کے لئے ایوان میں بیٹھیں کیوں کہ جتنا عرصہ وہ ایوان کے اندر رہتے ہیں اس وقت تک ایوان خاصا متوازن رہتا ہے مگر جوںہی وہ باہر چلے جاتے ہیں توازن بگڑ جاتا ہے۔

مسٹر سپونگر۔ جہاں تک وزیر اعلیٰ کے ایوان میں بیٹھنے کا تعلق ہے میں اس سے متفق ہوں کہ وہ ایوان میں حتی الامکان بیٹھیں مگر ایوان کا توازن قائم رکھنا تو سب ارکان ایوان کا ایک جیسا فرض ہے۔ (تہقہہ)

Syeda Abida Hussain — (P.P. 182 Women's Constituency II) Sir, yesterday, the honourable Leader of the Opposition commenced his speech with a reference to an event which is like a very deep wound cut into the heart of the history of our people at the sudden fall of Dacca. It is a wound which will take a very, very long time to heal. It is a wound which will bleed within our hearts for generations to come. It will bleed within the heart of every Pakistani for each one of us, directly, has been responsible to an extent for its infliction. The catharsis of a united Pakistan is the sum contribution of every Pakistani. Let me explain how. It is said, people get the Government they deserve.....

Mian Manzoor Ahmed Mohal—Sir, I draw your attention to Rule 193 (iii)

“Whilst sitting in the House a Member shall not pass between the Chair and any Member who is speaking;”

مسٹر سپونگر۔ تمام معزز ارکان کوشش کریں کہ مقرر اور سپیکر کے درمیان میں سے نہ گذرا جائے یعنی کوئی معزز رکن جو بول رہا ہو تو اس کے اور مسٹر سپیکر کے درمیان میں سے نہ گذریں۔

Yes, Syeda Abida Hussain, please continue.

Syeda Abida Hussain—As I was saying, Sir, the catharsis of a united Pakistan is the sum of every Pakistani's contribution. Let me explain how. It is said that people tend to get the Government they deserve and we, the people of Pakistan tolerated military dictatorship for fourteen long years. After ten years of democratic practice, the people of Pakistan got fed up with instability and resorted to dictatorship to get them stability but there were very few who could see far enough into the future to understand that these sort of measures very often lead to disastrous consequences.

Sir there were few honourable exceptions. A handful of patriots did manage to resist the pressures and temptations of these corrupt dictatorial regimes. Many of these people are not with us today. They have not lived to see the fruits of that democracy which they fought for but I am sure that when an objective and dispassionate history of these dark years is written, then these people will not be forgotten. But for the majority of us, Mr. Speaker Sir, there can be no brief. We, the people of Pakistan, tolerated military rule for 14 years and through our silence each one of us became signatory to that high tragedy which concluded in the fall of Dacca.

Sir, the Peoples Government, which has been the first truly representative government to come into power since Independence, took over the reins of State at a time when the ship was really sinking, when each day was darkened by the after-math of defeat and by the uncertainty of the morrow. Not even our most bitter critic will deny that under the dynamic leadership of President Bhutto, the Peoples Party Government has worked with ferocious amity to hold fast and to try to put matters right, and the time that it has had so far at its disposal, has not been very extensive. Mr. Speaker Sir, the process of reconstruction is always a very slow one. It is a very long and arduous task to build anew, and to build a new is what the Peoples Party Government is committed and determined to achieve. They will achieve it if given enough time. But it is ironical that the people who allowed military dictatorship for 14 years and, for the most part, were silent, are not conceding, are impatient to concede even 14 months to the Peoples Government, which is a democratic government, which is an elected government, a representative government, which has a mandate from the people. Yesterday some honourable Members of the Opposition criticised the budget on the ground that it did not live up to the economic ideals reflected in the manifesto of the Peoples Party. Sir, these honourable Members must understand that economic systems are not lasting economic systems, are not imposed but they evolve, they are made to evolve. The Peoples Party Government has provided a base for the shift to gradually begin to take place from the road of capitalism, on which we have been, on to the road to socialism which is our goal. Within four months of having come into power, the Peoples Party Government has introduced both industrial and agrarian reforms. But more than this, it has created an economic awakening; an economic awakening which will ensure that the exploitation by the few of the many is doomed to end and that (*applause*) this economic awakening in itself exerts the pressure which will allow us to achieve our ultimate goal of being a socialist democracy. Mr. Speaker Sir, the honourable Members of the Opposition must understand that the Government does not have any magic lamp at its disposal

whereby it can create economic miracles. If there be a magic lamp, that lies in the hands of the people, for it is through hard-work and sheer hard-work alone that economic miracles can be achieved. For this, every citizen of the State of Pakistan must co-operate as must the leaders of public opinion to gear people to work, to the concept of hard-work, in order to establish the ideal State that we seek (*applause*).

Sir, references have been made to the weakened administration, to the deteriorating law and order situation. On the one hand, attacks are levelled against 'Afsar Shahi' and on the other hand, the government is expected to use that very corrupt and rejected bureaucratic machinery, to come down heavily on people who disturb the peace. The point is that the only solution to these problems is the one of accountability. When the bureaucraties realise that they are accountable to the people and that they are accountable to the people through the representatives sitting in this very House, when the people realise that they have representatives and that they do not need to resort to violence to get their voices heard, then these problems will begin to get solved. Therefore, the responsibility lies very heavily on our shoulder, shoulders of all of us present here.

Now this sort of dichotomy, this sort of confused criticism often makes one feel that perhaps there are people today in our country who have not learnt through the mistakes of the past; that even today they wish to return to the stupor that was created during the days of, for instance, the Ayub Regime. We, as a people, after all, for so long allowed ourselves to be duped by lies; we allowed ourselves to fall into the net created by a false propoganda machinery. Sometimes one wonders whether this habit has really not left us after all. The peoples government inherited a shattered economy and depleted coffer and under these circumstances it is no mean achievement that the Punjab Budget does not levy any new taxes, that it does not impose any further burden on the poor man. I would like to congratulate the Finance Minister for having presented us with this Budget. (*applause*) And I would like to add here that in view of the increase in the prices of petrol, the Government should make a very solid effort to improve the public transport system so that this increase in the price of petrol does not adversely affect the mobility of our people but that measures are taken to facilitate it and the people do not have to wait in the cities and the rural areas for hours for the bus that never arrives.

And finally as a representative from the backward areas, I would like to plead that we be given a fair share in the development programme for the year 1972-73. I represent district Jhang as also other districts of the Division. Jhang is my home district and I can say with positive knowledge that our district has never

been allocated more than 10 per cent unto it from the government of the revenues that it yields unto the government. Now this is hardly fair and, therefore, I sincerely hope that in this coming year, district Jhang and other districts of my Division will get its fair share in the sectors of agriculture and industrial development as also those of communications and power, and also in the Peoples Works Programme, which is a magnificent programme, and which we hope will gain the co-operation of every Punjabi in order to make it effective.

(Applause)

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خان ۱)۔ جناب والا۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو ان کی شاندار حسین اور ہر زور خطابت کے تحت کی ہوئی تقریر پہ مبارک باد تو دے سکتا ہوں مگر افسوس کہ جو حسین تصور جو عظیم فریب انہوں نے اپنی اس تقریر کے ذریعے ارکان اسمبلی کو دینا چاہا وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جناب وزیر خزانہ نے اپنی اس روایت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے جو ان کی پارٹی شروع سے لے کر آج تک کرتی آئی ہے۔ یہ پارٹی جس کے منشور میں غریبوں - کسانوں مزدوروں کی خوشحالی ہے۔ جس نے شروع میں یہ نعرہ لگایا کہ ایوب خان نے تاشقند کا معاہدہ کر کے اس قوم کو بیچ دیا اور جو پارٹی اسلام آباد سے تاشقند کے راز کی پٹاری لے کر نکلی مگر افسوس کہ وہ تاشقند کے راز کی پٹاری تو آج تک نہ کھول سکی الہتہ سقوط ڈھاکہ ہو گیا۔ (قطع کلامیاں)۔

Mirza Tahir Beg (Lahore)— Point of Order. Sir! With your permission Sir, I would like to draw the attention of the worthy member that these remarks are unparliamentary and Pakistan Peoples Party has got nothing to do with the fall of Dacca. This is only the Ayub Regime and these bureaucrats and these diplomats who are left out. (interruption).

دوسرے جناب والا۔ سیف اللہ صاحب کی آواز اتنی بلند ہے کہ ان کو لاؤڈ سپیکر کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ان کا لاؤڈ سپیکر بند کرایا جائے۔
راتا پھول محمد خان۔ آپ لابی میں تشریف لے جائیں۔

Mr. Speaker—Please resume your seat. There is no provision through which or by which an honourable member conveys his sentiments to other member except when his turn comes.

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ شکر ہے کہ فاضل ممبر نے آج لاؤڈ سپیکر کے متعلق کہا ہے مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں

وہ یہ نہ کہیں کہ سپیکر کو بند کرایا جائے۔ جیسے کہ پہلے کہا گیا تھا۔

جناب والا۔ میں یہی عرض کر رہا تھا کہ یہ حقیقت ہے کہ جو وعدے عوام سے کر کے اس پارٹی نے اپنا منشور بنایا تھا۔ جن وعدوں کے تحت انہوں نے اپنا کام شروع کیا تھا۔ اور جن وعدوں کے تحت انہوں نے اپنی مہم چلائی تھی مجھے بصد احترام۔ بصد ادب یہ کہنا پڑے گا کہ ان کی پارٹی کی سابقہ کارکردگی ملک کو فائدہ تو نہیں پہنچا سکی البتہ ایک عظیم المیہ اور ایک عظیم نقصان دے چکی ہے۔ جناب والا۔ میں اس ضمن میں

سپیکر بلقیس حبیب اللہ۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے حاجی صاحب کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میری وساطت سے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب آپ کی باری آئے گی اس وقت بتا دیجئے۔

(قطع کامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ سب معزز ممبران کی خدمت میں جناب کے توسل سے ایک گزارش کروں گا کہ از راہ کرم میرے ساتھ وہی طرز عمل اختیار کریں جو میں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ اگر آپ میری تقریر میں مداخلت کریں گے تو اللہ کا فضل ہے کہ چاہے جناب سپیکر صاحب میرا لاؤڈ سپیکر چلنے دیں یا بند کرا دیں مجھ میں اتنی ہمت اور طاقت ہے کہ میں پھر کسی ممبر کو تقریر منہل نہیں کرنے دوںگا۔ (قطع کامیاں)۔

مسٹر سپیکر۔ No threats please۔ تشریف رکھئے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے یہاں بات کرنی ہو تو وہ اپنی نشست پر کھڑا ہو اور جب میں اس کو اجازت دوںگا اس کے بعد وہ بولے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ لاؤڈ سپیکر پر کھڑے ہو کر بولنا شروع کر دیا جائے۔

مسٹر عبدالقیوم ہٹ۔ جناب والا۔ میں یہ گزارش کروںگا کہ معزز رکن نے جو توہین آمیز الفاظ ہماری جماعت کے متعلق استعمال کئے ہیں اس سے مارے ایوان کو اور پھلز پارٹی کو دکھ پہنچا ہے اور ان کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اس قسم کی باتیں کریں۔

مسٹر سپہنگر - آپ تشریف رکھئے - یہ کوئی طریقہ نہیں ہے -
 حاجی محمد سیف اللہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں عرض
 کر رہا تھا کہ جس طرح پیپلز پارٹی کا منشور وعدوں پہ مبنی ہے اسی
 طرح ان کا بجٹ بھی ایک وعدہ فردا ہے - (نعرہ ہائے تحسین) ان کے سابقہ
 کارکردگیاں اور ان کے سابقہ وعدوں کا موازنہ کرتے ہوئے مجھے یہ کہنے
 میں قطعاً ہاک نہیں ہے کہ -

تیرے وعدے پر جیتے تو یہ جھوٹ جان لینا

ہم خوشی سے مر نہ جائے اگر اعتبار ہوتا -

موزا طاہر بیگم - ہوائنٹ آف آرڈر - مقرر صاحب اگر غالب کی
 روح کو نہ تڑپائیں تو بہتر ہوگا -

مسٹر سپہنگر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - میرے خیال میں انہوں نے
 شاید دیوان غالب کے حقوق محفوظ کرا رکھے ہیں -

مسٹر سپہنگر - جو معزز ممبران یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے
 شعر غلط پڑھا ہے وہ اپنے طور پر اس کی تصحیح کر لیں -
 (نعرہ ہائے تحسین) -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں آپکو تاریخ
 کے اوراق کی طرف لے جانا چاہتا ہوں اور یہ کہنے میں بھی میں فخر
 محسوس کرتا ہوں کہ میں کنونشن مسلم لیگ سے تعلق رکھتا ہوں جس
 نے اپنے دس سالہ زریں دور میں اس ملک کو بہت کچھ دیا - جتنی
 صنعتیں آپ اس ملک میں دیکھ رہے ہیں - جتنا سرسبز انقلاب آپ اس
 ملک میں دیکھ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تمام
 تر سہرا کنونشن لیگ کے سر ہے - اور اگر آج آپ نے کچھ صنعتیں نیشنلائز
 کی ہیں - اگر آج آپ نے زمینیں حاصل کی ہیں تو یہ زمینیں وہی
 ہیں جو اسی دس سالہ دور میں زیادہ تر آباد ہوئی ہیں - یہ صنعتیں وہی
 ہیں - جنہیں انہی دس سالوں میں نصب کیا گیا اور آہکے وقت کی تو
 صرف اتنی کارگزاری ہے کہ - - -

Syeda Abida Hussain—Point of information Sir. I
 would ask the honouratble member to also state whether the

Convention League was not responsible for the 10 years of shocking corruption that we have in this country.

Mr. Speaker: You could have just questioned him while he was making his speech.

ہاجی محمد سرفراز خان - جناب والا - آج بار بار ہر خرابی کی ذمہ داری سابقہ حکومتوں پر ڈالی جاتی ہے - جہاں بھی کوئی ذمہ داری ہو عوام کو یہ کہہ کر اس سے کئی کترانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ بچھلی حکومتوں کا کیا ہوا ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ بچھلی حکومت میں کون لوگ تھے - بچھلی حکومت میں ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۶ء تک کن کا راج رہا - جس وقت اس حکومت کی کارگزاریوں کے گنوانے کا وقت آنا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے سربراہ برملا کہتے تھے کہ یہ ان کی وجہ سے ہوا ہے - میں ہی ان کا ذمہ دار ہوں - یہ فارن پالیسیاں میں نے ہی بنائی تھیں اور یہ جو بھان متی کا کنبہ ہے یہ میں نے ہی جوڑا ہے -
(قطع کلامیاں) -

مسٹر روٹ ظاہر - ہوائنٹ آف برولج - جناب سپیکر - کیا ہم قائد حزب اختلاف اور کونسل مسلم لیگ کے جو ممبر صاحبان اس وقت اسمبلی کے اندر موجود ہیں ان سے پوچھہ سکتے ہیں کہ کیا جو مقرر صاحبان تقریر کر رہے ہیں - وہ ان سے اتفاق کرتے ہیں - یہ جو بھان متی کا کنبہ ہے یہ ٹھیک ہے -
(قطع کلامیاں)

مسٹر سہیل پیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف برولج نہیں ہے - آپ اپنی تقریر میں ان باتوں کا ذکر کر سکتے ہیں - کسی دوسرے رکن کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے وہ اس مقرر کے اپنے خیالات ہوتے ہیں جن کا وہ اظہار کرتا ہے - اس لیے آپ کا یہ سوال کہ کونسل مسلم لیگ یا قائد حزب اختلاف یا حزب اقتدار کے کسی رکن یا جماعت سے یہ پوچھا جائے میں سمجھاتا ہوں کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا یہ مقرر کی اپنی رائے ہے -
(قطع کلامیاں) -

وانا پھول محمد خان - جناب سپیکر - میں عرض کرونگا کہ یہ پارٹی خود بھان متی کا کنبہ ہے -
(قطع کلامیاں) -

مسٹر سپیکر - مجھے تو اس کے معنی ہی نہیں آتے - کوئی صاحب اگر بھان متی کے کنبے کے معنی سمجھا دیں تو میں اس کے بعد اپنی رولنگ دے سکوں گا اس ایوان کے کچھ پارلیمانی آداب دیں - یہاں کام کرنے کا ایک ایسا انداز ہے -

سید تائش الوری - جناب سپیکر - فاضل ممبر نے حزب اختلاف کو بھان متی کا کنبہ کہا ہے میں اس کے خلاف احتجاج کرتا ہوں ان کو یہ الفاظ واپس لینے پر مجبور کیا جائے -

رانا کے اے مہمود خان - جناب سپیکر - میں گزارش کروں گا کہ تائش الوری صاحب کو بھان متی کے کنبے کا تو بخوبی علم ہونا چاہئے - دیکھئے بھان متی نے کہیں سے اینٹ پکڑی تھی اور کہیں سے روڑا پکڑا تھا تب کنبہ جوڑا تھا - اور اپوزیشن کا بھی بالکل یہی حال ہے - کہیں سے اینٹ لی ہوئی ہے کہیں سے روڑا لیا ہوا ہے -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - مجھے تو بھان متی کے کنبے کے معنی نہیں آتے -

وزیر مالیات - جناب والا - آپ نے بھان متی کے کنبے کے معنی پوچھے ہیں - پورا محاورہ یہ ہے کہ ”کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا“ -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - میں بھان متی کے کنبے کی اصل وضاحت کرنی چاہتا ہوں - جہاں تک میں سمجھتا ہوں انہوں نے ہمیں مختلف گروہوں کی وجہ سے بھان متی کا کنبہ کہا ہے - اس طرح وزیر خزانہ صاحب بھی پہلے ہمارے ساتھ کنونشن مسلم ایک میں تھے

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - وہ بھی اسی کا مجموعہ ہیں

مسٹر سپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں ہے -

حاجی محمد سرفراز خان - جناب والا - میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ میرے وقت کا حساب رکھتے جائیں کہ معزز ممبران میرا کتنا وقت لے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - اس حساب سے ۱۹ منٹ ہو گئے ہیں - آپ کا حساب آپکو ملے گا - حساب میں میں بہت اچھا ہوں - (تہنہ)

وزیر اعلیٰ - جناب والا - جتنا آپ کچھ ارشاد فرماتے ہیں اس کا بھی حساب رکھیں - (تہنہ)

مسٹر سپیکر - اسکا بھی حساب رکھا جاتا ہے -

حاجی محمد سعید اللہ خان - جناب والا - میں اس چیز کا جواب دے رہا تھا کہ تمام تر غلط کاروں - تمام تر برائیوں کی ذمہ داریاں کس پر عائد ہوتی ہیں - بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں یہ سب کچھ ورثے میں ملا ہے - ہمیں یہ سب کچھ دوسروں کی جانب سے ملا ہے - ہمارا اس میں کوئی تصور نہیں ہے - جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ۱۹۵۸ سے لیکر ۱۹۶۵ء تک آپ مانیں گے اس گورنمنٹ میں یعنی کنونشن مسلم لیگ کو گورنمنٹ میں کچھ نہیں ہوا کیونکہ آپ بھی اس میں شریک رہے ہیں - اور ۱۹۶۵ء میں جب آپ نے یہ محسوس کیا کہ آپکو بد اعمالیوں کی وجہ سے - آپ کی غلط کارکردگیوں کی وجہ سے - آپ کے ڈکٹیٹر شپ رویے کی وجہ سے عوام میں آپ کے خلاف بد اعتمادی پھیل گئی ہے - تو آپ نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا - مجھے آج تک یاد ہے کہ کنونشن لیگ کونسل کی کارروائی میں جو ہوٹل شہر زاد میں ہوئی تھی اور جس میں موجودہ جماعت کے سربراہ نے ریزولوشن دیا تھا کہ کنونشن مسلم لیگ کا سیکرٹری جنرل ہر ضلع کا سپرنٹنڈنٹ آف پولیس بنایا جائے اور چیئرمین کنونشن مسلم لیگ ڈپٹی کمشنر کو بنایا جائے - یہ تجویز کس کی جانب سے آئی تھی

وزیر اعلیٰ - جناب والا - اس میں کوئی شک نہیں کہ پارلیمانی آداب کے اندر رہ کر جو بھی مقرر دوست کہنا چاہے کہہ سکتا ہے یہ بھی ایک اصول ہے - جس طرح آپ فرما رہے ہیں آپ نے یہ فیصلہ فرمانا ہے کہ یہ ساری تقریر عام بحث کو سامنے رکھنے ہوئے متعلقہ ہے یا نہیں -

مسٹر سپیکر - وزیر خوراک -

وزیر خراج۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۱۷۳ (۲) (ج) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں اس میں یہ درج ہے کہ۔

”کسی رکن وزیر کسی سرکاری عہدہ دار کے خلاف کوئی ذاتی الزام عائد نہیں کرے گا۔ ماسوائے اس صورت کے کہ وہ اسمبلی کے زیر غور معاملہ سے متعلق ہو،“

جناب والا جو بھی کہا گیا ہے اس کا بجٹ سے کوئی تعلق نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ اس حصے کو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ محترم قائد ایوان نے آپ کو متوجہ کیا ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ مقرر اپنی تقریر کے دوران قواعد کے اندر ہے یا باہر۔ میرا خیال ہے اور وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ کہ جنرل بحث میں کوئی پابندی نہیں ہے مقرر جو کہنا چاہے کہہ سکتا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر اگر سابقہ حکمرانوں یعنی ایوب خاں کو گھسیٹ کر اس ایوان میں لایا جا سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سابقہ وزیر خارجہ کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہمارا صدر مملکت کی ذات پر کوئی حملہ نہیں تھا لیکن سابقہ عہدوں کے لحاظ سے اگر کوئی ممبر کی چیز پر اعتراض کرتا ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے اس کی اجازت ہونی چاہئے۔

میاں مظفر احمد موہل۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں رانا پھول محمد خاں کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۷۳ (۲) (بی) میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ۔

“A member while speaking shall not reflect upon the President or the Governor in his personal capacity”.

یہ ان کی Personal capacity کے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر - یہ ٹھیک ہے کہ بجٹ میں چونکہ عام بحث ہوتی ہے - عام بحث میں بہت سی باتیں بالواسطہ یا بلاواسطہ بجٹ سے متعلق ہوتی ہیں اور وہ اس میں زیر بحث آتی ہیں۔ زیر غور آتی ہیں۔ اس لئے جہاں تک اس اعتراض کا تعلق ہے وہ میں قبول نہیں کرتا لیکن آپ کی تقریر بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس margin پر ہے کہ آپ کے کہنے پر آپ کو Benefit of doubt دیا جائے -

حاجی محمد سعید اللہ خان - جناب والا۔ اس ضمن میں ان جانب سے جو یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ میں غیر متعلقہ ہوں۔ میں عرض کروں گا کہ کل خود قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ اس معزز ہاؤس میں ہر ممبر کو اپنی جماعت کے منشور پر بولنے کا حق ہے۔ اور ہر جماعت کو منشور پر تنقید کرنے کا حق ہے۔ میں جماعتوں کے منشور جماعتوں کی کارکردگی کے حوالہ جات دوں گا۔ جماعتوں کے سربراہوں کے حوالہ جات دوں گا۔ اس میں قطعاً یہ نہیں کہوں گا اور نہ ہی میرا مقصد صدر کی ذات کی توہین کرنا ہے۔ نہ ہی میرا مقصد گورنر صاحب کی ذات پر حملہ کرنا ہے۔ میں رولز جانتا ہوں۔ میں قاتون جانتا ہوں انشاء اللہ I will not be irrelevant in any respect.

وزیر اعلیٰ - Point of personal explanation, Sir - جناب والا۔ میں نے کل یہ عرض کیا تھا کہ کمی جماعت کی اقتصادی پالیسی پر بحث کرتے ہوئے آپ اس کے مماشئی نظریہ کا حوالہ دے سکتے ہیں اور اس کو زیر بحث لاسکتے ہیں۔

حاجی محمد سعید اللہ خان - جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ ہم کنونشن مسلم لیگ والے دو دن سے نہیں بلکہ جس روز سے سیشن شروع ہوا یعنی ضمنی بجٹ سے لیکر آج تک یہ سنتے سنتے تھک گئے ہیں کہ ساری ذمہ داری ہماری ہے۔ جب ہمیں مطعون کیا جاتا ہے۔ جب ہمیں مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے اس وقت کسی قسم کا ”کامہ“ یا ”فل سٹاپ“ نہیں لگایا جاتا جب اسکا جواب دیا جاتا ہے۔ جب یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ ذمہ داری ہماری ہے یا ذمہ داری آپ کی ہے تو اس پر وہ چین بہ جیس ہوتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ کے دو منٹ باقی رہ گئے ہیں

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں تو کھڑی دیکھ کر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اگر آپ کہتے ہیں تو I will sit in protest. ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے - جناب والا میں نے ابھی تقریر شروع ہی نہیں کی ہے یہ وقت تو interruptions میں ہی گزر گیا۔

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب اس کے بعد دو منٹ تقریر کے لئے اور استعمال کرائیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میرے اس وقت کم از کم ۱۳ منٹ رہتے ہیں - سارا وقت دوسرے ممبران نے لے لیا ہے۔

مسٹر سپیکر - ٹیپ نکال لیں گے اس کے بعد آپ دیکھ لیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا- ٹیپ نکالیں - کھڑی دیکھیں جتنا وقت انہوں نے لیا ہے وہ کاٹ کر باقی وقت مجھے دے دیں - اگر مجھے پورا وقت ملے گا تو میں بولنے کے لئے تیار ہوں۔

مسٹر سپیکر - آپ اپنی تقریر جارہ رکھیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا- میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ ذمہ داری ہم پر نہیں آتی ہے - ۱۹۵۸ء سے لیکر ۱۹۶۵ء تک سب کچھ درست تھا - جب دیکھا گیا کہ ۱۹۶۵ء میں حالات تھوڑے سے خراب ہونے شروع ہو گئے ہیں عوام کو محض بیوقوف بنانے کے لئے - عوام کی نبض شناسی کرتے ہوئے اس شعر کے مطابق کیا گیا کہ -

اس قوم کا جی بہلانے کو اک چوک میں جلسہ کافی ہے

اس قوم پہ قابو پانے کو اک وعدہ فردا کافی ہے

ایک وعدہ فردا دے کر تیزی سے کام نکالا ہے - وہ قوم جو کہ مسائل رکھتی تھی وہ لوگ جنہیں ضروریات زندگی چاہئے تھیں - جنہیں روٹی چاہئے تھی - جنہیں کھڑا چاہئے تھا - جنہیں مکان چاہئے تھا - انہوں نے خوش آئند وعدہ سن کر خوش خوش نعرہ سن کر اس کو لپیک کہا اور ان کے ساتھ پورا تعاون کیا مگر چند ہی دنوں میں دیکھ لیا کہ یہ تو وعدہ فردا تھا - اسی موازنے کے ساتھ میں اس بجٹ کو

وعدہ فردا قرار دیتا ہوں۔ یہ وہ چیز تھی جس نے عوام کو مجبور کیا۔ جب انہوں نے اپنے وعدہ کی تکمیل ہوتے نہ دیکھیں تو انہوں نے ملیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے زمینیں چھوڑ دیں وہ اپنے گھروں سے نکل آئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ صاحب۔ جس چیز کے لئے ہم سے ووٹ لئے تھے۔ جو نعرے دیکر ہم سے آپ نے ووٹ مانگے تھے وہ نعرہ پورا کریں۔ ان کو اس کا جواب کیا ملا۔ ان کو اس کا جواب یہ ملا کہ جب انہوں نے مانگا کپڑا ان پر لائھی چارج کیا گیا۔ جب انہوں نے مانگی روٹی انہیں آٹوگس دی گئی۔ جب انہوں نے مانگا مکان ان کو گولیوں سے چھلنی کر کے قبروں تک پہنچا دیا گیا.....

تو یہ عوام سے آپ کے وعدے تھے جو آپ نے پورے کئے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہم آپ کے منشور کے عمل درآمد میں پورے طور پر تعاون کرتے ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں...

وزیر محنت۔ جناب والا۔ کیا میں اپنے محترم دوست سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا وہ اس کی مثال دے سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میرا وقت ختم نہیں ہوا مجھے ٹیپ چلوا دیجئے میں دیکھ لوں گا۔

مسٹر سپیکر۔ میرے حساب کے مطابق آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ آپ ٹیپ چلوا دیجئے میں حساب کر لوں گا۔

خان امیر عبداللہ خان روگری۔ جناب والا۔ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر کو آپ نے ۱۰ منٹ دیئے ہیں جناب کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس ضمن میں وعدہ کیا تھا کہ مناسب وقت ہر ایک کو دیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے لئے ۳۰ منٹ

اور پارلیمانی ہارٹی کے لیڈر کے لئے ۲۰ منٹ رکھے گئے تھے۔ باقی میں نے کسی ڈپٹی لیڈر کے لئے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ یہ غلط فہمیوں کا دن ہے

وزیر اعلیٰ۔ جو کچھ روکڑی صاحب نے فرمایا میں نے سن لیا ہے لیکن میں اپنے معزز دوستوں کی خدمت میں بطور اطلاع عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپوزیشن کے معزز دوستوں کو زیادہ سے زیادہ وقت دینا ہے اور جہاں تک اس طرف حاصل ممبروں کے بولنے کا خیال ہے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک کو موقعہ دیا جائیگا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

ہاجی محمد سپرنٹنڈنٹ خان۔ جناب والا۔ وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ وہ صوبے کا غریب ترین آدمی ہیں جو اس بجٹ کو پیش کر رہے ہیں۔ جب میں نے ان کے الفاظ سنے تو میں چونگ گیا کہ کیا یہ واقعی وزیر خزانہ ہیں لیکن کل بیگم ربیعانہ سرور نے انکشاف کیا کہ وزراء ایک ہزار سے زائد ماہانہ انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بھی حسین دھوکے ہیں جو قوم کو خراب کرتے ہیں جو کہ عوام کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں۔ اگر آپ بجٹ صحیح معنوں میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور اگر آپ غریبوں کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے منشور پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا آپ کے ساتھ تعاون ہو گا۔ اگر آپ منشور سے ہٹ جائیں گے جہاں آپ غریب کشی کریں گے وہاں انشاء اللہ ہم بھی آپ کے سامنے سینہ سپر ہونگے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ رشوت ستانی انتہا کو پہنچ گئی ہے لا اینڈ آرڈر کی صورتحال آپ کے سامنے ہے کوئی شریف آدمی باہر نہیں نکل سکتا اپنی آواز نہیں نکال سکتا کوئی شریف آدمی اپنے آپ شریفانہ زندگی گزارنے کے قابل نہیں بنا سکتا جہاں بھی نکل کر دیکھئے رشوت ستانی ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ افسر رشوت لیتے ہیں لیکن اب آپ کی ہارٹی کے کارکن رشوت لیتے ہیں پہلے افسر لیتے تھے پہلے پولیس غنڈہ گردی کرتی تھی۔ اب آپ کی ہارٹی کے کارکن غنڈہ گردی کرتے ہیں۔ آپ خواہ مخواہ ہم پر کیچڑ نہ اچھالیں ہم آپ کو پورا تعاون انشاء اللہ دیں گے اور ہم چاہتے ہیں کہ تعمیری کام سلاک اور قوم کی خاطر ہوں۔

جناب والا - میرا تعلق تحصیل لیاقت پور سے ہے دیہاتوں میں چینی بہت مہنگی مل رہی - آپ کو دیہاتوں سے ووٹ ملے ہیں ساری کی ساری چینی بلیک میں چلی جاتی ہے نہروں میں ہانی کم ہے بہاولپور کو ریگستان بنایا جا رہا ہے -

مسٹر روٹ طاہر - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - جو انہوں نے ایوبی امریت کی تعریف کر کے اس ایوان کی توہین کی ہے اس لئے میں جناب کی وساطت سے معزز رکن سے کہوں گا کہ وہ ایوبی امریت کی تعریف کے الفاظ واپس لیں - "چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد،"

مسٹر سپیکر - پارلیمانی آداب کے مطابق میں اس لئے ان کو نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں وہ ہاؤس کے رکن ہیں وہ اپنی پارٹی کی نمائندگی یہاں کرتے ہیں - وہ اپنی تقریر کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں لیکن آپ کسی رکن کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی پارٹی کا پروگرام یا اپنے لیڈر کی تعریف یہاں نہ کرے

مسٹر روٹ طاہر - میں سمجھتا ہوں کہ ایوبی امریت کی تعریف کرنیکا کوئی مطالب نہیں - اور یہ کہنا کہ ایوبی دور کی بدولت مجھے یہ کرسی ملی ہے درست نہیں -

مسٹر سپیکر - اس سلسلے میں (قطع کلامیاً)

مسٹر روٹ طاہر - ہوائنٹ آف آرڈر

مسٹر سپیکر - ہوائنٹ آف آرڈر پر ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا آپ تشریف رکھیں - کھڑے ہونے پر پابندی نہیں البتہ بولنے پر میری طرف سے پابندی ہے جب تک میں اجازت نہ دوں - چاہے وہ ہوائنٹ آف آرڈر ہو چاہے وہ پروویج موشن ہو اور چاہے کوئی دوسری تحریک ہو یا نکتہ ہو - میری اجازت کے بغیر اس ایوان میں کسی فضل - ممبر کو بولنے کی اجازت نہیں - محمد عاشق صاحب نے بھی کل ایک نکتہ اٹھایا تھا - میں اس مسئلے پر خاموش رہا تھا - میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ آج وہ پھر اسی طرح کر رہے ہیں - اگر ان کو کسی ممبر کی بات پر اعتراض ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے

کسی کا ہوائنٹ آف آرڈر غلط ہے کیا ہے۔ تو جب میں ان کو اجازت دوں گا اس وقت وہ نکتہ اٹھا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اس ہاؤس کے ۱۸۰ ممبر ہیں اگر محمد عاشق صاحب بول سکتے ہیں تو ۱۸۰ بھی بول سکتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو پھر یہاں کوئی انتظام نہ ہو سکیگا۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ انہوں نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو کہ براہ راست سپیکر کے اوپر حملہ ہے۔ وہ سپیکر کے خلاف کسی کو حق نہیں ہوتا کہ وہ یہ کہے کہ کرسی آپ کو اس بدولت ملی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ خیال ہے اور میں بھی یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے جو الفاظ کہے ہیں اس سے نہ صرف سپیکر کی توہین ہوئی ہے بلکہ تمام ہاؤس کی توہین ہوئی ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

مسٹر سپیکر۔ ممبر یہاں موجود ہیں جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ کرسی سے مراد ممبر کی کرسی ہے نہ کہ سپیکر کی کرسی۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ ٹیپ ریکارڈ چلوا کر آپ یہ الفاظ سن لیں۔ ٹیپ ریکارڈ سے یہ clear ہو جائیگا۔ انہوں نے کہا ہے ”کہ یہ کرسی جو آپ کو دی گئی ہے“

مسٹر سپیکر۔ وہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ اپنے الفاظ withdraw کریں۔

مسٹر روف طاہر۔ جناب والا۔ ان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کر دوں کہ میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ حکومتی کرسیاں ہمیں اس لئے ملی ہیں اور عوام نے ہمیں منتخب اس لئے کیا ہے کہ ہم ٹھیک طرح سے (قطع کامیاں)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ میرے فاضل دوست نے بہت کچھ فرمایا ہے اگر کچھ تھوڑا بہت باقی رہ جائے تو اسے بھی ٹیپ ریکارڈ سے سن لیں۔ بات صاف ہو جائیگی۔

مسٹر سپیکر۔ معزز ممبر یہاں موجود ہیں۔ (قطع کامیاں) کسی رکن کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے مائیک ہر کھڑا ہو کر بولنا شروع کر دے۔ اور اس کے باوجود رانا صاحب آپ بولنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

خان امیر عبداللہ خان ووکڑی - جناب والا۔ ابھی ابھی معزز ممبر نے جو فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے۔ آپ ابھی ٹیپ ریکارڈ چلوا کر دیکھ لیں تاکہ ان کی غلط بیانی کی تصدیق ہو سکے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریح رکھیں۔

مسٹر رؤف ظاہر - جناب سپیکر۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آج جن کرسیوں پر ہم بیٹھے ہیں وہ ہمیں جمہوری جدوجہد کے ذریعے ایوبی آمریت کے خلاف جدوجہد کرنے سے ملی ہیں۔ لہذا ایوبی آمریت کی تعریف کرنا اس ایوان کی توہین ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریح رکھیں۔ اگر انہوں نے کوئی ایسا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو اس سے ان کی وضاحت ہو جاتی ہے اور اس سے کم از کم سیری تسلی ہو گئی ہے۔

مہاں خورشید انور - ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان اس ہاؤس میں اگر پارلیمنٹری سکرٹریوں کا اعلان جلدی فرما دیں تو اس سے کم از کم اس ہاؤس کا وقت بچ جائے۔

مسٹر سپیکر - اگر آپ نے کوئی مشورہ دینا ہے تو اس ایوان کے باہر جا کر دیں۔ مناسب ہے آپ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔ جب کوئی ممبر ہوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا ہے تو جب تک میں اس بات کا فیصلہ نہ کروں کہ وہ ہوائنٹ آف آرڈر کے ذریعہ ایوان کا قیمتی وقت ضائع کرتا ہے۔ آپ کے کہنے سے وہ وقت ضائع نہیں ہوتا وہ ایوان کی کارروائی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

وزیر خزانہ - آپ نے رولنگ دے دی ہے۔ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

خان امیر عبداللہ خان ووکڑی - میں گزارش کروں گا کہ آپ کو پورا اختیار ہے۔ کہ جن الفاظ کو چاہیں withdraw کرا دیں۔ جناب والا۔ وہ الفاظ واپس کئے جاتے ہیں جو غیر پارلیمنٹری ہوں۔ اگر یہ الفاظ غیر پارلیمنٹری ہوں تو آپ کے حکم کی تعمیل ضرور ہونی چاہئے۔ لیکن یہ الفاظ پارلیمنٹری ہیں۔ غیر پارلیمنٹری نہیں ہیں۔

میاں غور شہید اذیر - جناب والا - میرا اشارہ کسی خاص سبب کی طرف نہ تھا - گزارش یہ ہے کہ میں نے صرف آپ کا اور ایوان کا وقت بچانے کے لئے عرض کیا تھا - اگر جناب مناسب سمجھتے ہیں تو میں اسے withdraw کرتا ہوں -

وزیر قانون - جناب والا - اس معزز ایوان نے آپ کو سپیکر منتخب کیا ہے - مگر آپ جب الفاظ واپس کرنے سے متعلق رولنگ دیتے ہیں تو یہ الفاظ withdraw نہیں کہنے جاتے اس طرح آپ کی اور اس ایوان کی توہین ہوتی ہے -

مسٹر سپوہر - انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں -

مسٹر سید حفیظ شاہو - جناب والا - اپوزیشن کے بچوں کی طرف سے ایک آواز آئی تھی کہ وزراء ایکٹنگ بہت کرتے ہیں - ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہیں -

مسٹر سپوہر - میں نے نہیں سنا ہے کسی نے یہ نہیں کہا ہے - قائد حزب اختلاف نے یہ یقین دلا دیا تھا کہ حزب اختلاف کے ارکان کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں کی گئی -

حاجی محمد سہوف اللہ خان - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے - اس منشور کی عکاسی قطعاً نہیں کرتا جس چیز کا منشور میں دعوے کیا گیا ہے - کہ ہم غریب ہیں اور غریبوں کی نمائندگی کرتے ہیں - بجٹ میں اعداد و شمار دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے - - - - -

وزیر صحت - ہوائنٹ آف آرڈر - حضور والا - میں عرض کروں گا کہ نازل دوست بار بار ایک ہی بات کو دہرا رہے ہیں - جو رولز کے خلاف ہے -

مسٹر سپوہر - مجھے پتہ ہے کہ یہ Repetition ہے اور دلیلیں دہرانا رولز کے خلاف ہے -

حاجی محمد سہوف اللہ خان - جناب والا - میں آپ کو بتا دوں کہ جس وقت پنجاب کے بیس اضلاع ہوا کرتے تھے - اس وقت آپ دیکھیں کہ وزراء کی تعداد کتنی ہوا کرتی تھی - جس وقت

ون یونٹ کے باون اضلاع ہوا کرتے تھے۔ اس وقت ۶۳-۱۹۶۲ء کے بجٹ کو اگر آپ دیکھیں -----

وزیر قادیوں و پارلیمانی امور - جناب والا - قاعدہ ۱۴۳ بڑا واضح ہے۔ اگر Repeition کی اجازت دی گئی تو ایوان کا وقت ضائع ہوگا۔ ہم نے عوام کے مسائل حل کرنے میں اگر انہیں ایک چیز کو بار بار دہرانے کی اجازت دی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ زیادتی ہوگی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا۔ کہ ون یونٹ میں باون اضلاع تھے اور ۶۳-۱۹۶۲ء کے بجٹ میں آٹھ وزراء کی پرویزن تھی۔ لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس بجٹ میں نہ صرف وزراء کی تعداد درج ہے۔ بلکہ پارلیمینٹری سیکریٹریوں کی تعداد بھی اس بجٹ میں موجود ہے۔ اس بجٹ میں ان کا خرچ رکھا گیا ہے۔ پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ پارلیمینٹری سیکریٹری نہیں ہیں۔ پارلیمینٹری سیکریٹریوں کی فوج ظفر موج رکھتے ہوئے وزراء کی تعداد دیکھ لیں کہ کتنی ہے۔

میں یہ عرض کرونگا کہ ہمارا بجٹ ایسا ہونا چاہئے جو غریب عوام کی عکاسی کرے جو زیادہ سے زیادہ عوام کو سہولتیں بہم پہنچائے اور اسکے ساتھ ساتھ میں بہاول پور ڈویژن کے بارے میں بھی عرض کرونگا۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر - آپکا وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ - آپ کی اجازت سے میں تمام معزز ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کسی دوست یا فاضل ممبر کو تقریر کے کسی حصہ پر اعتراض ہو تو لازمی نہیں کہ وہ ہوائینگ آف آرڈر اٹھائیں اسکو نوٹ کر لیا جائے اور اسکا جواب اپنی تقریر میں دے دیا جائے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری (ملتان-۱۹) جناب سپیکر - مجھے یہ بڑی خوشی ہوئی ہے کہ قائد ایوان نے ہر محل پر اعلان کیا ہے کہ ہر ممبر یہاں اپنے جذبات کا کھلے طور پر اظہار کر سکتا ہے۔ اسکی تقریر میں جو مداخلت کی جاتی ہے اس سے

اے والی ذہنی کوفت ہوتی ہے وہ اپنا ما فی الضمیر صحیح طور پر یہاں بیان نہیں کر سکتا مجھے امید ہے کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں بیٹھنے والے ممبر صاحبان بڑی خوش اسلوبی سے اور تحمل سے ایک دوسرے کے خیالات کو سنیں گے

جناب سپیکر - اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یحییٰ خان کے وقت میں ملک جس حد تک پہنچ چکا تھا جس تباہی کے کنارے پہنچ چکا تھا اسکو سنبھالنے کے لئے بڑے ہی دل گردے کا کام تھا - آج بڑی منسٹریاں ہیں درمیانی منسٹریاں ہیں چھوٹی منسٹریاں ہیں بڑے - مشیر - درمیانے مشیر چھوٹے مشیر ہیں - ان کے پیچھے لوگ بھاگ دوڑ کر رہے ہیں اندھا دھند بھاگ دوڑ کر رہے ہیں - اس سے کئی فیض یاب بھی ہو رہے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں صدارت کا عہدہ اگر مجھے پیش کیا جاتا تو میں قبول نہ کرتا چونکہ ملک سیاسی اور اقتصادی طور پر اس قدر تباہی کے کنارے پہنچ چکا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اسکو سہارا دینا اور اسکی ذمہ داری سنبھالنا اسے موقعہ پر بہت بڑے عظیم انسان کا کام ہے -

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کو صدارت پر متہکن ہونے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ صدر محترم ہماری آخری امید ہوں اور خدا نہ کرے کہ جو سندھ میں ہو رہا ہے وہی سرحد میں بھی نہ ہو اور یہ ملک مزید ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے - تو میں یہ اپنے ضمیر خلوص اور ایمان سے اعلان کرتا ہوں کہ اگر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے تعاون نہ کیا اور انکے ہاتھ مضبوط نہ کئے اس کے بعد مجھے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے - جناب والا پنجاب کے متعلق مجھے پورا یقین ہے اگرچہ ہمارے گورنر صاحب * * * * * نوجوان ہیں مگر قوم اور صوبے کا جو درد رکھتے ہیں وہ کسی سے کم نہیں ہے -

(نمبرہ ہائے تحسین)

ایک رکن - جناب والا - معزز رکن نے گورنر صاحب کے متعلق نازیبا کلمات کہے ہیں وہ انہیں * * * * * نہیں کہہ سکتے -

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں اور معزز رکن سے کہوں گا کہ وہ ان الفاظ کو واپس لیں۔ اور اسکو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

رانا پھول محمد خاں - گورنر صاحب تجربہ دیوان صاحب کی طرح رکھتے ہیں اور یہ بھی ان کے ہاتھ پر پیت کئے ہوئے ہیں۔

* * * * *

مسٹر ڈپٹی سپیکر - وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ میں نے اس پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔

دیوان سپرد غلام عباس بخاری - جناب سپیکر میرا مقصد ان کی توہین کرنا نہیں تھا۔ میرے ایوزیشن کے دوست بعض دفعہ اپنی مجالس میں اعتراض کرتے ہیں تو میں انکو Cover کرنے کی کوشش کر رہا تھا نہ کہ ان کی توہین کر رہا تھا۔ خدا کرے میرے دوست جو بائیں ہاتھ بیٹھے ہیں ان دوستوں کو سمجھ سکیں۔

دیوان منظور احمد موہل - جناب سپیکر - میں آپکی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۹۳ (دوم) کی طرف مبذول کرواتا ہوں اس میں یہ درج ہے کہ کوئی رکن جب وہ ایوان میں بیٹھا ہوا ہو تو وہ :-

“Shall not interrupt any member while speaking by disorderly expressions or notices or in any other disorderly manner”.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سپیکر صاحب نے اس موضوع پر کئی دفعہ رولنگ دی ہے کہ جب ایک معزز رکن تقریر کرے دوسرے اراکین خاموشی سے سنیں یہ چیز رولز میں واقع ہے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ معزز رکن اس رولز کی پابندی کرے گا۔

دیوان سپرد غلام عباس بخاری - جناب والا - میں ہر اپیل کرتا ہوں کہ معزز دوست میرے خیالات کو تحمل سے سن لیں اور میں بھی انہیں لوگوں میں سے ہوں جو بڑے آرام سے اور تحمل سے دوسروں کے خیالات سنتے ہیں۔ آپ میری تقریر میں مداخلت نہ کریں بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب والا - جب سے اس صوبے کی ذمہ داری میرے معزز دوست ملک معراج خالد صاحب کو بحیثیت وزیر اعلیٰ ملی ہے

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

مجھے بے حد اطمینان حاصل ہوا۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو فی الواقعہ عوام کی تکلیف اور عوام کے مسائل کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ محمد حنیف رائے صاحب وزیر خزانہ بھی اسی طبقہ سے یہاں تک پہنچے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے امید ہے کہ وہ صرف بجٹ پیش کرنے پر ہی اکتفا نہیں کریں گے بلکہ وہ اس طبقہ کے مسائل کو مد نظر رکھیں گے۔ جس نے انہیں یہاں بھیجا ہے۔ اور ان اخراجات کی جن کا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا صوبہ متحمل نہیں ہو سکتا کانٹ چھانٹ کر کے ہمیں آئندہ بھی ٹیکسز سے محفوظ کرنے کی کوشش کریں گے۔ جناب والا وزیر خزانہ صاحب نے اس دفعہ کوئی ٹیکس نہیں لگایا جس پر میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کے لئے میں انکو بے حد مبارک باد کا مستحق سمجھتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اگر ٹیکس لگانے کی طرف موجودہ گورنمنٹ کا رجحان ہوتا تو میرے خیال میں ہماری زراعت پیشہ برادری کو نشانہ بنایا جاتا جیسا کہ سابقہ حکومتوں نے جب بھی ٹیکسز لگانے تو پہلے زراعت کو مد نظر رکھا اور زمینداروں اور کاشتکاروں کو اسکا نشانہ بنایا گیا تو اس دفعہ ٹیکس نہ لگانے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مظلوم طبقہ جو منظم بھی نہیں ہے اور بے زبان بھی ہیں وہ اس بوجھ سے اس بھٹ میں بچ گیا ہے۔

جناب والا - میں Land Reforms کی طرف آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ لینڈ ریفرمز میں ایک نکتہ یہ داخل کیا گیا ہے کہ رشتہ داروں کو زمین اگر مستقل کی گئی ہے تو اسکی چھان بین کی جائے گی۔ اگلے روز ہمارے قاری صاحب کلام پاک کی تلاوت فرماتے تھے اور اس میں وضاحت کی گئی تھی کہ اسلام میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ

مستحق ہمسایہ اور رشتہ دار ہے تو میں آپکی وساطت سے یہ بڑی دردمندانہ اپیل کرونگا کہ جن لوگوں نے صحیح طور پر اپنے رشتہ داروں کو اراضیات بیع کی ہیں یا منتقل کی ہیں انکو بے دخل کرنا نہایت ہی ظلم ہے اور اس سے نہ صرف ان خاندانوں میں جو کہ مدت سے ایک دوسرے کے قریب چلے آ رہے ہیں انتشار پیدا ہوگا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس کا کوئی اختتام نہیں ہوگا۔ تو میں جناب کی وساطت سے لینڈ کمیشن وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر زراعت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ فریقین سے یہ بے شک حلقہ طرفہ بیان لے لئے جائیں کہ جو انہوں نے اراضیات منتقل کی ہیں یا بیع کی ہیں وہ صحیح بیع ہے یا یہ وہ لینڈ ریفارمز سے بچنے کی خاطر کی ہے۔ اس شبہ پہ کہ وہ لینڈ ریفارمز سے بچنے کی خاطر ہے یہ ظلم زمینداروں پہ روا نہ رکھا جائے۔

جناب والا - زمیندار اور کاشتکار طبقہ کی آبادی اس ملک میں ۸۰ فی صدی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ ہو یا آئندہ بجٹ پیش ہو انکا تمام تر انحصار کاشت پر ہے اور یہ صوبہ ہمارا زراعتی صوبہ ہے اور زراعت کا زیادہ تر تعلق پانی سے ہے۔ اس وقت جو پانی کی حالت ہے وہ جناب کے سامنے ہے اور مجھے بے حد افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پنجاب کو پانی دینے کی بجائے دریائے سندھ کا پانی سمندر میں ڈال دیا جاتا ہے مگر کاشتکاروں کو نہیں دیا جانا زمینداروں کو نہیں ملتا یہ بڑا نقصان عظیم ہے۔ تو میں موجودہ گورنمنٹ کو متوجہ کرانا چاہتا ہوں کہ اسکا جلد انتظام کیا جائے کہ ایک قطرہ پانی بھی سمندر میں نہ جائے اور وہ کاشتکاروں اور زمینداروں کو ملنا چاہیے۔

جناب والا - میرا نظریہ یہ ہے کہ قومیں نصب العین کی پابندی سے ترقی کرتی ہیں۔ جب عظیم نصب العین سامنے ہوتے ہیں تو قوم ترقی کرتی ہے۔ افراد اپنا مقام حاصل کرتے ہیں تو ہمارا نصب العین جو قائد اعظم نے ہمیں بتایا تھا -

مصغر ڈپٹی سپیکر - آپکے دو منٹ باقی رہ گئے ہیں -

دیوان سید غلام عباس بخاری - میری اطلاع یہ تھی کہ آج ہندہ منٹ مجھے دینے جا رہے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - نہیں دس منٹ دینے جا رہے ہیں۔

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - ابھی تو بہت سے پہاڑ تھے جو میں نے یہاں بیان کرنے تھے مگر چونکہ وقت کی کمی ہے اس لیے میں اپنے علاقائی مسائل کے متعلق عرض کرونگا۔

جناب والا - پنجاب ہمارے ملک کا میں سمجھتا ہوں دل ہے اور زراعت کا انحصار پنجاب پر ہے اور پنجاب میں جتنے اضلاع ہیں جیسے لائل پور، ملتان، منٹگری، لاہور - اس قسم کے اضلاع کا انحصار زراعت پر ہے۔ اس وقت ملتان میں پانی کی بے انتہا کمی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ملتان کے ضلع سے خاص سلوک کیوں کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر باقی اضلاع میں زراعت ۲۰ یا ۳۰ فی صد متاثر ہوگی تو ملتان ڈویژن میں آپ کو وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری ربیع یا حریف کی فصل ۰.۵ فی صد متاثر ہو رہی ہے تو اس طرف میں جناب کی وساطت سے وزیر انہار کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ ان انہار کی طرف جو ملتان ڈویژن کو سیراب کرتی ہیں توجہ دیں۔ دوسرے جناب پانی کے ذرائع زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے ٹیوب ویلز ہیں۔ ان علاقوں کے ٹیوب ویل کنکشن بھی بند کر دینے ہیں جو کہ پہلی فرصت میں جاری کیئے جائیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ نشتر ہسپتال ملتان ڈویژن میں واحد ہسپتال ہے اور وہ تمام مریضوں کے لئے ایک واحد سہارا ہے۔ وہاں پر ابھی تک چند ایک وارڈز مکمل نہیں ہوئے اور وہ تشنہ تکمیل ہیں۔ میں جناب وزیر صحت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ سینکڑوں انسان وہاں داخلے کے لئے آتے ہیں ان کے لئے بستر نہیں ملتے۔ ان کی رہائش کا انتظام نہیں ہے۔ وہ اس طرف فوری توجہ فرمائیں۔ شجاع آباد تحصیل اور لودھراں تحصیل یہ دو پس ماندہ تحصیلیں سمجھی جاتی ہیں اور یہ علاقہ آپ اسے سمجھیں جسے ڈیرہ غازی خان کا علاقہ ہے۔ تو میں ان دونوں تحصیلوں کے متعلق وزیر اعلیٰ اور متعلقہ وزراء صاحبان سے عرض کروں گا کہ وہ اپنے اپنے شعبے کی طرف توجہ فرمائیں تاکہ یہ باقی ملتان کی تحصیلوں کے برابر آسکیں۔ جناب والا ہماری شجاع آباد

تعمیل کے لئے انٹرمیڈیٹ کالج کی تحریک کافی عرصہ سے چل رہی ہے مگر ابھی تک وہ تشنہ تکمیل ہے اور پوری تحصیل کے لئے ایک بھی کالج موجود نہیں تو اس کے لئے میں وزیر تعلیم کو عرض کروں گا کہ اس دفعہ بجٹ میں اس کی Provision رکھیں اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ جلال پور پیروالا کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں۔ ۱۴ ہزار کی آبادی ہے۔ اپنے سوال میں میں نے وضاحت بھی کی تھی کہ اس قصبے کا پانی کڑوا ہے۔ ٹیوب ویل سکیم کے لئے میں نے سوال بھی کیا تھا۔ جناب وزیر اعلیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے لئے میں پھر پھر زور الفاظ میں عرض کروں گا کہ پانی کا مسئلہ ایک انسانی مسئلہ ہے اور اس کی طرف پوری توجہ فرمائی جائے ہماری تحصیل لودھراں شجاع آباد کو ملانے کے لئے ایک سڑک جلال پور پیر والا لودھراں ہے۔ تو اس سڑک کے لئے میں وزیر مواصلات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس سڑک کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ ملتان میں بھی دو تحصیلیں اس پختہ سڑک سے محروم ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

بھگت ریہانہ سرور شہید - پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۵۰ اور ۵۲ (۲) کی طرف توجہ دلاتی ہوں

50 "A member may raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly" and 52 (ii) "The question shall relate to a specific matter of recent occurrence".

رول ۵۰۔ جناب والا اس رول کے تحت میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ صبح اس معزز ایوان میں اس جانب سے ایک سوال اٹھایا گیا اور یہ کہنا گیا کہ مسز معانہ سرور کو ۱۰ منٹ سے زیادہ بولنے کے لئے وقت دیا گیا ہے۔ یہ میرا ہرول ہے کہ میں اس کے اوپر بحث کرنا چاہتی ہوں۔ جناب والا مجھے جو وقت پندرہ منٹ دیا گیا اس میں سے ۱۳ منٹ تک جناب پھول محمد صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے اور اس طرح میرا بہت سا وقت ضائع کر دیا لہذا میں جناب پھول محمد صاحب کو آپ کی وساطت سے بتا دینا چاہتی ہوں

کہ رانا پھول محمد خان صاحب نے میری تقریر میں جتنے پوائنٹس آف آرڈر اٹھائے تھے اب جب وہ تقریر کریں گے ہم ان کے تمام پوائنٹس آف آرڈر بے سود واپس کریں گے کیونکہ ہم کسی کا حق رکھنے کے قائل نہیں۔ (تمہقہ)

رانا پھول محمد خان - جناب والا - میں محترمہ بیگم ریحانہ سرور کا اور خصوصاً شہیدوں کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ ویسے میں نے کہا تھا کہ اسلام کی رو سے مسلمان عورتوں کو پردہ ملحوظ رکھنا چاہئے اور زیر نقاب رہنا چاہئے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - رانا صاحب جب تقریر کریں گے اس وقت جواب دے لیا۔

چوہدری صاحب داد خان نیرنگ ڈپٹی سپیکر (گجرات-۳۲) - جناب سپیکر - صوبہ پنجاب کا سالانہ بجٹ جو اس وقت ایوان ہذا میں زیر بحث ہے اس کے دو اہم پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ بجٹ عوامی حکومت کا پہلا بجٹ ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ بجٹ نہایت ہی نا مساعد حالات کے پیش نظر پیش کیا گیا ہے۔ مجھے سخت احساس ہے اور اس احساس کو بیان کرنے کے لیئے میرے پاس الفاظ نہیں جو دوسروں کے دلوں میں اثر پیدا کر سکیں۔ افسوس کہ میں اس بد قسمت نسل سے تعلق رکھتا ہوں جو پاکستان کو آئندہ نسل کے ہاتھ میں سالمیت کے ساتھ ”ہینڈ اوور“ نہیں کر سکی۔ یہ ملک آج سے ۲۵ سال قبل لاکھوں نفوس کی قربانی سے مرض وجود میں لایا گیا تھا مگر اب یہ ملک ہماری اپنی کمزوریوں، اپنی خامیوں اور بین الملکی سازشوں کے باعث دو حصوں میں کٹ ہی نہیں گیا بلکہ ایک ایسی تقسیماتی کیفیت میں مبتلا ہو گیا ہے جس سے بڑی دیر کے بعد ہی نجات پا سکے گا۔ پچیس سال قبل ہندو کانگریس نے اس ملک کی جن حدود کو تقدس بخشا تھا آج اسی کانگریس نے ان حدود کی دھجیان بکھر دی ہیں اور اس ملک کی حدود کے تقدس کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس وقت میرے دل میں سقوط ڈھاکہ کا اثر ہے اور پاکستان کا ہر بشر اور ہر آدمی آج خون کے آنسو رو رہا ہے کہ کس طرح ہماری ایک لاکھ فوج کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا گیا اور کس طرح ہمارے ملک

کے تمام بیرونی سفارت خانے ناکام ہو گئے۔ کس طرح ہمارا خزانہ خالی ہو گیا تھا اور ملک کے حالات ابتر ہو چکے تھے۔ ان حالات میں ملک کا اقتدار سنبھالنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال و ناممکن ہو گیا تھا اور اگر ہمارے محبوب قائد عوام آگے بڑھ کر ملک کی ڈوبتی کشتی کو سنبھالا نہ دیتے تو سخت خطرہ تھا کہ یہ ملک بالکل ختم ہی ہو جائے۔ اس وقت اصل میں انتقال اقتدار کا نہیں انتقال مسائل کا وقت تھا۔ اقتدار تو ختم ہو چکا تھا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ قلیل سی مدت میں قائد عوام وہ کام کر چکے ہیں جو طویل مدت میں بھی ان کے بغیر ناممکن تھا۔ اب وہ ملک کو سنبھال چکے ہیں اور ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے۔ چند ماہ کے عرصے میں جمہوری حکومت کی داغ بیل ڈالی جا چکی ہے اور اخباروں میں جو سول نافرمانی اور افراتفری کا خطرہ ظاہر کیا جا رہا تھا بالکل ٹل گیا ہے۔ میرے نقطہ نظر میں اس اسلامی ملک کے دفاع کے مقدس فرض کی طرف سے کماحقہ توجہ دی گئی ہے اور ملک کی فوج کو اس قدر مضبوط بنا لیا گیا ہے کہ میں آج دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر پھر ہم پر جنگ ڈھونسی گئی تو ہماری پاکستانی فوج بہتر طور پر مقابلہ کر سکے گی اور انشاء اللہ ظفر مند ثابت ہوگی۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد لوگ منفی انداز میں سوچنے لگے تھے مگر قائد عوام نے ایک حسین انقلاب برپا کر دیا ہے اور استحصالی نظام کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ سقوط ڈھاکہ ہو یا سنگاپور یا ڈنکرک ہو ایسے وقت میں تخریبی عناصر ابھر آتے ہیں مگر ہماری عوامی حکومت نے تعمیری عناصر کو ابھار کر ملک کی کشتی کو کنارے پر لگایا اور تمام مکتب فکر کے لوگ اور گروہ اب اعتماد و یقین سے اور تعمیری جذبات سے سرشار ہو کر اور وہ اپنے ملک کے بقا کی خاطر پھر سے شریک ہیں۔ چند ماہ کا جو موقع عوامی حکومت کو ملا ہے اس میں اس نے ملک کی کاپا پلٹ کر رکھ دی ہے اور عوام کو اعتماد و یقین کی دولت عطا کر دی ہے۔ ملک میں گندم اور چینی کی جو قلت پیدا ہو چکی تھی اس کو حکومت نے دانشمندی سے دور کر دیا ہے۔ اب یہ چیزیں نہ تو نایاب ہیں اور نہ ہی حد سے زیادہ سہنگی جیسا کہ انتقال اقتدار کے وقت ان کے قحط کا خطرہ تھا۔ میں حکومت کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ حقائق بیان کر رہا ہوں۔ مخالف پارٹیاں

بے شک تنقید کریں مگر تنقید تعمیری انداز میں کرنی چاہیے۔ ہر مکتب فکر کے لوگ اور تمام گروہ تنقید کر سکتے ہیں مگر وہ تعمیری تجاوز بھی پیش کریں۔ مجھے یہاں پہلے کا ایک واقعہ یاد آ گیا یعنی کیتھرائٹن کی کتاب ”مدر انڈیا“ جہاں پر واقعہ کو generalise کر کے پورے ہندوستان کے متعلق بہت غلط اثرات پیدا کئے گئے تھے۔ مگر یہ صحیح ہے کہ جب بھی حکومت کی گرفت اور اس کا کنٹرول کمزور ہوگا ملک میں افراتفری ہوگی مگر پیپلز پارٹی نے افراتفری سے ملک کو بچا لیا ہے۔

اب میں آزادی صحافت کی طرف آنا ہوں۔ لوگوں نے جو چند غیر ذمہ دار اور نام نہاد صحافیوں کے حق میں نعرے بلند کر رہے ہیں کبھی یہ نہیں سوچا کہ یہ ”زندگی“، یہ ”پنجاب پنچ“ اور یہ ”اردو ڈائجسٹ“، دیدہ دلیری سے غیر اخلاقی مضامین لکھ رہے تھے اور ملک کی ابتر حالت کو زیادہ ابتر بنانا چاہتے تھے۔ ہم بھی آزادی صحافت کے حامی ہیں مگر کسی کو ملک کی قسمت سے کہلینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مگر یہ اخبار عین اس وقت لوگوں کے حوصلے مزید ہست کرنے کی کوشش کر رہے تھے جب کہ قوم پہلے ہی شکست خوردہ ذہنیت سے دو چار تھی۔

مجھے حزب مخالف کے رہنما مولانا صاحب سے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے کسی مضمون کا ذکر نہیں کیا بلکہ مارشل لاء کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ یہ مارشل لاء کے مقدمات ابھی تک ہائی کورٹ میں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مارشل لاء کے جتنے فیصلے تھے انہیں آئینی صورت میں نہیں کیا گیا۔ ان پر بحث کر کے اس ایوان میں اس question کو highlight کرنا تھا۔ جو حقیقت میں اس وقت قوم کے شکست خوردہ ذہنیت کو اور نیچا لیجانا چاہتے ہیں۔ جبکہ ہماری حکومت اس قوم کو ایک باوقار طریقے سے اوپر اٹھا لے جانا چاہتی تھی۔

پانی کے مسئلہ کے متعلق ہمیں بتایا گیا ہے، بار بار ہماری حکومت نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ پنجاب کے ساتھ انصاف ہوگا اور پنجاب کو کسی قسم کی فکر نہیں ہونی چاہئے۔

میں حزب اختلاف کے رہنماؤں سے درخواست کرتا ہوں کہ حالات کا جائزہ لینے کیلئے کسی رنگ دار عینک سے نہ دیکھیں۔ بلکہ حقائق کو دیکھیں۔ کیونکہ رنگ دار عینک ہمیشہ تصویر کو دھندلا دکھاتی ہے اور اس سے تصویر دھندلی سی نظر آتی ہے۔ اس میں سے تاریکی نظر آتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے برسرِ اقتدار آنے سے دراصل یہ ملک اس وقار سے کھڑا ہو گیا ہے۔ جس سے کسی کو بین الاقوامی سطح پر بھی یقین نہیں تھا۔ ہر طرف سے یہ کہا جا رہا ہے ہم کسی سودے بازی پر تیار نہیں ہوئے یہ آواز چھ مہینے پہلے کبھی نہیں آتی تھی۔ آج ہمیں قیدیوں کے متعلق بھی کہا جا رہا ہے۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں اگر ایک لاکھ قیدیوں کی قربانی بھی دینی پڑی تب بھی ہم کسی سودے بازی کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ یہ عوام کی آواز ہے یہ کسی مکتب فکر کی آواز نہیں ہے۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا ہے کہ بہت سے حضرات صرف تنقید اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کی تنقید اخباروں میں چھپے اور ان کے زور بیان کی تعریف ہو۔ وہ چیز جو ملک کے لئے فائدہ مند تھی۔ اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر—آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری صاحب داد خان بریگڈیئر—آپ نے پہلے وعدہ کیا تھا کہ وقت ختم ہونے سے دو منٹ پہلے گھنٹی بجائی جائے گی۔ آپ دو منٹ اور دے دیں۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا۔ اب میں مقامی مسائل کی طرف آتا ہوں اور وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان نامساعد حالات میں جو انہوں نے بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ ایک نہایت شاندار بجٹ ہے۔ یہ ایک دلیرانہ قدم ہے۔ انہوں نے یہ کبھی نہیں کیا کہ یہ ایک انقلابی دور کا آخری بجٹ ہے۔ یہ اس واضح نصب العین کی طرف ایک پہلا قدم ہے۔ جو ہم نے لوگوں سے وعدے کئے ہیں۔ ہاں اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ کہ قدم لبا اٹھایا ہے یا چھوٹا۔ مگر یہ قدم اس منزل کی طرف اٹھایا گیا ہے جسکا تعین ہو چکا ہوا ہے۔ اور ملکی معیشت کو صحیح راستہ پر ڈال دیا گیا ہے۔

اب میں اپنے علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں میں تحصیل کھاریاں کی نمائندگی کرتا ہوں وہ پسماندہ علاقہ ہے۔

مہیاں مصطفیٰ ظفر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی ڈپٹی سپیکر صاحب نے فیصلہ دیا ہے کہ اس معزز رکن کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ کیا ان کو مزید وقت دیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ شمیم احمد خان صاحب اس وقت ابوان میں موجود ہیں وہ بتائیں گے کہ کیا فیصلہ دیا ہے۔

مسٹر شمیم احمد خان (ڈپٹی سپیکر)۔ اس میں ہوزیشن یہ ہے کہ ان کی تقریر کا وقت اس وقت ختم ہو چکا تھا جب آپ تشریف لائے تھے۔

چودھری صاحب داد خان بریگیڈیئر۔ جناب والا۔ مجھ سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ دو منٹ پہلے گھنٹی بجا کر بتا دیا جائے گا۔ مجھے اب دو منٹ کا پتہ نہیں چلا میں صرف دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ دو منٹ کی بجائے آپ ایک منٹ لے لیں تاکہ آپ کی بات بھی ہو جائے اور ہمارا وقت بھی بچ جائے۔

چودھری صاحب داد خان بریگیڈیئر۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں تحصیل کھاریاں سے تعلق رکھتا ہوں وہ تحصیل اتنی ہی پسماندہ ہے۔ جتنا کہ جہلم راولپنڈی یا کوئی اور ضلع۔ میں وزیر خزانہ سے عرض کرتا ہوں کہ ہمیں بھی ان meetings میں بلایا جائے جہاں پسماندہ اضلاع کی meetings ہوتی ہیں۔ تاکہ ہم بھی اپنے مسائل پیش کر سکیں میں آخر میں بھر وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

مہیاں مصطفیٰ ظفر۔ (مظفر کڑھ ۲) جناب سپیکر۔ سقوط ڈھاکہ ہوا مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا۔ میں یہ نہیں کہوں گا۔ کیوں ہوا۔ کیسے ہوا۔ اور کس طرح ہوا۔ البتہ رونا اس بات کا ہے کہ اسکے بعد کیا ہوا۔ روم جلا نیرو کے ساز کو سوز ملا اور وہ خوش ہوا سقوط ڈھاکہ کے بعد جو حکمران پارٹی کا رویہ تھا وہ کچھ ایسا ہی تھا۔ جناب والا۔ یہ اتنا بڑا صدمہ ہے۔ جو ہمارے دل و دماغ نے تسلیم نہیں

کیا۔ چاہے جتنی بڑی حقیقت ہو جائے شاید ہم اس کو اب بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور انشاء اللہ اب وہ وقت دور نہیں جب ہم پھر اکٹھے ہونگے اس کی ایک دلیل میں آپکو دیتا ہوں کہ وقتی جذبے کے تحت یا کسی دباؤ کے تحت انہوں نے اپنی سیکولرسٹیٹ declare کر دی ہے۔ سیکولرسٹیٹ کا مطلب لامذہبی ملک ہے۔ جناب والا وہ علاقہ جو اسلامی مملکت پاکستان سے جڑا ہوا تھا۔ وہ غیر مذہبی سٹیٹ میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن وہ انہوں نے اقتدار سنبھالتے ہی جو سب سے بڑا اسلامی کام کیا ہے۔ وہ ہم آج تک نہیں کر سکے۔ وہ یہ ہے۔ کہ شراب پر پابندی لگا دی ہے۔ روس کلیں بند کی ہیں گھوڑ دوڑ کو بند کیا ہے جواہ بند کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وزیر آبکاری نے اس روز اپنے سوال کے جواب میں وعدہ فرمایا تھا کہ یہاں بھی شراب پر پابندی لگے گی۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ وہ وعدہ پورا کریں گے۔ اور ساتھ ہی میں ان سے بھی اور حکومت سے بھی یہ گزارش کرونگا کہ ریس کو بھی بند کریں کیونکہ یہ بہت بڑا جواہ ہے۔ ہم بار بار کہتے ہیں کہ یہ ہماری اسلامی حکومت ہے۔ ہمارے ہاں ایسی چیزیں بالکل بند ہونی چاہئیں۔

جناب والا۔ اب آفیسرز کی سکریٹنگ کا مسئلہ آتا ہے جو آفیسرز ریٹائرڈ کئے جا چکے ہیں یہ حکومتی پارٹی کا ایک بہت اچھا فعل ہے۔ لیکن انہوں نے اس مسئلہ کو اچھی طرح نہیں نبھایا یہ ان کا فعل شک و شبہ کی نظروں سے دیکھا جا رہا ہے۔ وہ اپنے کانوں میں جتنی انگلیاں ڈالیں جتنے کان اس بات پر بند کریں۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ یہ دنیا کہتی ہے کہ یہ victimization ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑا انکا کارنامہ ہے۔ رشوت ختم کرنے کی طرف یہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔ لیکن اس کے لئے کچھ قانون کچھ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا بہت ضروری تھا۔ جناب والا یہودی جنکو ہم بہت بری قوم کہتے ہیں۔ جنکو آج تک ہم نے تسلیم نہیں کیا انہوں نے ایش میں (Eichman) کو بھی صفائی کا موقع دیا تھا مقدمہ چلایا تھا اور وکیل پیش کرنے کا حق دیا تھا۔ جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ ان کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد ان کی خالی ریٹائرمنٹ کوئی سزا نہیں ہے۔ ایک بد دیانت افسر ایک سال کیا مہینے میں کئی لاکھ روپیہ کما سکتا ہے۔ اس کے بعد جو اس کی ریٹائرمنٹ کی جائے تو بصد غرضی قبول کرنے کا۔

مگر ان کو صحیح trial دیا جائے جب ہم جمہوری ملک ہونے کا دعوے کرتے ہیں تو ہمارے سر لداست سے جھک جاتے ہیں۔ جب ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہاں کا قانون ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا۔ کہ غیر آئینی حکومت کا ایک غیر آئینی کام تھا۔ جو تین سو تین کا فیصلہ تھا۔ یہ میں نہیں کہوں گا کہ اس میں بہت سے بے گناہ ہیں چونکہ ہم اس گورنمنٹ کو غیر آئینی سمجھ چکے ہیں اور اسے غیر آئینی قرار دیا جا چکا ہے۔ اس لئے یہ ایک غیر آئینی حکومت کا فیصلہ ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ انکو آئینی طور پر اپنے آپکو صحیح defence کرنے کا موقع دیں۔

جناب والا۔۔ اب میں اپنے ضلع کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ کہ پنجاب کا نام پانچ دریاؤں کی وجہ سے رکھا گیا ہے اور یہ صوبہ غیر منقسم ہندوستان میں بھی سب سے خوبصورت اور مالدار سمجھا جاتا تھا۔ اور جب پاکستان بنا تو وہ پاکستان کا دل کہلایا۔ جناب والا۔۔ پانچوں دریا ضلع مظفر گڑھ میں چلتے ہیں اور ان کا سنگم بھی وہیں ہے۔ جو پنجند کے نام سے مشہور ہے۔ عظیم دریائے سندھ یا dispute دریائے سندھ بھی مظفر گڑھ سے گذرتا ہے۔ یہ نہیں کہ تھوڑا سا بلکہ ڈیڑھ سو میل کی لمبائی میں ضلع مظفر گڑھ میں رواں دواں ہے۔ لیکن انگریزی کی ضرب المثل ہے۔

Water, water every where

Not any drop to drink

سسٹر سپرگر - Coleridge کی ایک انگریزی نظم
"The Rime of Ancient Mariner" کا مصرعہ ہے۔ ضرب المثل نہیں ہے۔

مہاں مصطفیٰ ظفر۔۔ اسے ہی سہی جناب۔ تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ پچھلے دنوں جب دریائے سندھ میں سیلاب آیا تو لہ کا نشیبی علاقہ زیر آب آیا۔ سیلاب کو روکنے کی تدبیریں کی گئیں۔ بند بنائے گئے لیکن ظلم کی بات یہ ہے کہ اس وقت بھی نہریں خشک پڑی تھیں۔ نہروں میں پانی نہیں ہے۔ کھیت خشک پڑے ہیں۔ فصلیں کاشت نہیں ہو سکیں۔ زمین بنجر ہوتی جا رہی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ لہ شوگر مل جو چینی ایکسپورٹ کرتی تھی اب بند ہو رہی ہے۔ اسکی وجہ جنگ کے اثرات نہیں ہیں۔ وہاں دشمن نے بیماری

نہیں کی - وہاں تالا بندی نہیں ہوئی نہ ہی مڑنال ہوئی ہے بلکہ وہاں ہائی نہیں مل رہا اور گنا کاشت نہیں ہو رہا - پنجاب بڑا بھائی ضرور ہے - ۹۰ اور ۴۰ فیصد حصہ جو ہائی کی تقسیم کا ہے اس کے متعلق بہت سے حضرات مجھ سے پہلے کہہ گئے ہیں - میں اس کو نہیں چھیڑنا چاہتا - بڑے بھائی کی حیثیت سے میں یہ بات بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ سندھ والے جتنا ہائی چاہیں لیں - ضرورت کا ہائی لیں - اپنی زمینوں کو ہائی دیں لیکن تلخ حقیقت تو یہ ہے کہ ہائی سمندر میں چلا جاتا ہے اور پنجاب کی زمینیں بیابان اور خشک ہوتی جا رہی ہیں - وہ دن دور نہیں جب خوبصورت پنجاب ایکدن خوبصورت ریگستان بن جائے گا - اور ہمارے مظفر گڑھ کا تو کوئی پرسیاں حال ہی نہیں ہے - مظفر گڑھ ایک ہمسامندہ ضلع ہے - جب کسی سے تعارف ہوتا ہے - تو وہ ہوجھتا ہے جی کہاں سے آئے ہیں - کہاں کے رہنے والے ہیں - لیکن جب ان کو بنا دیا جاتا ہے تو میرے خیال میں پھر کوئی عقلمند آدمی کسی پالیسی کے تحت نہ مسکرائے تو اور بات ہے لیکن دل ہی دل میں ضرور کہتا ہے کہ یہ کہاں سے آیا ہے -

ایک آواز - ایک گورنر صاحب وہاں کے رہنے والے تھے -

مہاں مصطفیٰ ظفر - جی ہاں - یہ ضرور ہے - اس بات پر بھی میں آؤنگا -

مسٹر سپیکر - ویسے تو بڑا مردم خیز ضلع مشہور ہے -

مہاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - بہت مردم خیز ہے - اتنا مردم خیز ہے کہ جتنا آپ سمجھتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ - وہاں اتنے آدمی پیدا ہوئے کہ جو پاکستان کی تاریخ میں لکھے جائیں گے - اور ان کا ستارہ عروج پر چمکتا رہا - لیکن اس وقت بھی جب وہ اقتدار میں تھے - اس ضلع کی زبانوں کی اور پس ماندگی میں اضافہ ہوتا رہا - جناب والا - میں مظفر گڑھ کی ہمسامندگی کا ذکر کر رہا تھا - وہاں ایک پولیس سٹیشن ہے - جس کا نام ہے کینجبر وہ چھ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے - خاما گنجان آباد قصبہ ہے - وہاں سے پکی سڑک گیارہ میل دور ہے - اور اس کو ایک کچی سڑک پکی سڑک سے ملاتی ہے - میں امریکی خلابازوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ بارش کے دن یا اس کے کئی دن بعد کینجبر پہنچ کر دکھائیں کیونکہ چاند پر پہنچنا آسان

ہے۔ مگر کینجر پہنچنا نا ممکن ہے۔ اگر یہ گیارہ میل کا ٹکڑا آج ۱۶ سال ہو گئے ہیں کہ گورنمنٹ نے اپنی تعویل میں لیا تھا اور اس نیت سے لیا تھا کہ اس کو پختہ کیا جائے گا۔ مگر ۱۶ سال کے عرصے میں صرف دو میل کا ٹکڑا اب تک پکا ہوا ہے۔ اگر یہی رفتار رہی تو پنجاب اندازہ فرما سکتے ہیں کہ باقی ۹ میل کتنے سالوں میں مکمل ہونگے۔ سو سال سے بھی زیادہ لگ جائے گا۔

جناب والا۔ میں علاقہ کینجر کی پسماندگی کا ذکر کر رہا تھا۔ وہاں بچے سسک سسک کر مر جاتے ہیں اور ان کی ماؤں کو تسلی دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ وہاں ایک ہٹی نما ڈسپنسری ضرور ہے لیکن وہ دور افتادہ ہونے کی وجہ سے کوئی ڈاکٹر وہاں کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ وہاں کوئی سکول نہیں ہے۔ میں عرض کرونگا کہ یہ سڑک جلد از جلد پختہ کرائی جائے اور وہاں ایک ہسپتال بنایا جائے۔ جس میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر ہو وہاں ہائی سکول بنایا جائے۔

اسی طرح جناب ایک اور پسماندہ علاقہ ہے۔ جناب نے فرمایا تھا کہ مظفرگڑھ کے بہت سے آدمی برسراقتدار آچکے ہیں۔ میں محمود کوٹ کی بات کر رہا ہوں۔ یہ علاقہ تحصیل کوٹ ادو میں ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہاں ایک گورنر صاحب چند میل کے فاصلے پر رہتے تھے۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ جناب وہ رہتے تو گورنر ہاؤس لاہور میں تھے وہاں ان کی زمینیں تھیں۔ ان زمینوں میں سے مظفرگڑھ کینٹل نے گھڑنا تھا۔ تو انہوں نے اپنی زمینوں کو بچانے کے لئے ایک ایسا غلط موڑ بنایا کہ تمام قصبہ سیم میں ڈوب گیا۔ اب بھی سیم کی قبیلہ کاریاں اس قصبہ سے عیاں ہیں۔ میں اتنا عرض کرونگا کہ اب بھی اس جگہ سے اتنے ہی فاصلے پر موجودہ حکومت کی برسراقتدار پارٹی کے ایک صاحب ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس ضلع کے لئے اچھے کام کریں گے لیکن کہیں وہ اس بات سے نہ ڈریں کہ اس ہاؤس میں اعتراض ہوگا کہ وہ اپنے گھر کیلئے کر رہے ہیں۔ انصاف کی رو سے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کے ساتھ۔ آپکی برادری میں آپ کی مساوات کی خیرات سے ہم بھی آپکی برابر بیٹھیں اور ہمارا ضلع بھی آپ ہی کی طرح خوشحال ہو اور اتنا اچھا تو ہو جتنا لاہور کی کسی گلی کا یا کم از کم کوٹ

لکھت یا اس سے بھی کسی دور افتادہ جگہ کو درجہ حاصل ہو۔
جناب والا - محمود کوٹ کیلئے میں عرض کرونگا۔

مسٹر سپیکر - آپ کے دو منٹ باقی ہیں۔

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - مظفر گڑھ سے محمود کوٹ تک
ایک ہفتہ سڑک بنائی جائے۔ اس علاقہ کو بھی ایک ہائی سکول دیا
جائے اور ایک ڈسپنسری دی جائے۔

جناب والا - اب میں ضلع کے صدر مقام کی طرف آپکی توجہ دلانا

چاہتا ہوں۔ یہ آپکے Administration point سے ایک Black station
قرار دیا جا چکا ہے۔ جس افسر پر بھی عتاب آتا ہے یا تھوڑی سی اس
سے بد عنوانی ظاہر ہوتی ہے یا کوئی نو آموز ہوتا ہے تو اس کو ہمارے
حوالے کر دیتے ہیں۔ یعنی مظفر گڑھ تعینات کیا جاتا ہے۔ جناب وہ تو
اپنے کٹے کی سزا بھگتتے ہیں۔ لیکن یہ چیز میں ہوائٹ آف انفرمیشن پر
پوچھونگا کہ ہمیں کسی بات کی سزا دی جاتی ہے، جناب چاہئے تو یہ
تھا کہ اس پسماندہ ضلع کیلئے یا under develop area کیلئے اسی
اسی نامور ہستیاں وہاں بھیجی جاتیں جو اس معاملے میں بہت تجربہ
رکھتے اور وہاں جا کر اس علاقے کو develop کرتے۔ جناب والا -
دوسری گزارش یہ ہے کہ وہاں ایک گرلز کالج ضرور بننا چاہئے کیونکہ
وہاں گرلز کالج نہیں ہے۔ وہاں کی پسماندگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔
جناب والا - ایک اور بات میں کرونگا کہ اس ضلع کا تمام انحصار زراعت
پر ہے۔ وزیر خوراک نے جو گندم کی قیمت ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں
بیٹھ کر ۱۷ روپے فی من مقرر فرمائی ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے میں
عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کو کھیل کا میدان ضرور کہا گیا ہے۔
لیکن شاید یہ محکمہ خوراک ان کیلئے کھیل کا میدان نہ ہو۔ De-aluation
کے بعد جو ۸۰ فیصد کی غریب آدمی کی کرنسی ہے وہ گندم ہے۔
گندم بڑے زمیندار کے پاس ہی نہیں ہوتی بلکہ مزارع کے پاس بھی ہوتی
ہے بلکہ اس ,,کمیں,, کے پاس بھی ہوتی ہے۔ اس مزدور کے پاس بھی
ہوتی ہے جس کو کیش کی بجائے - - -

(قطع کلاماں)

شیخ صفدر علی - جناب والا - اب ,,کمیں,, ہمارے مباشرہ
میں کوئی نہیں ہے۔ اور ,,کمیں,, کا لفظ بھی استعمال نہیں ہوتا۔
اصلے مہری گزارش ہے کہ ,,کمیں,, کا لفظ واپس لیا جائے۔

مسٹر محمد عاشق - جناب والا - میں یہ گزارش کروں گا کہ
 ,,کمیں,, کا لفظ محکمہ مال کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ اگر آپ ایک
 ,,کمیں,, کو اس کا معاوضہ نہیں دیتے تو وہ کام نہیں کرتا۔
 مسٹر سپیکر - مگر اب کچھ عرصہ سے نہیں ہے۔

راہا کے اے محمود خان - Point of Information, Sir - میں
 معزز ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ ,,کمیں,, کا لفظ تبدیل کر دیا
 گیا ہے اور اسکی جگہ ,,معین,, رکھا گیا ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - میں اس کی بجائے معین کا
 لفظ استعمال کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - اب یہ لفظ واپس ہو گیا ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر - تو جناب والا - ۸۰ فیصدی آبادی کے خلاف
 ۱۰ فیصدی لوگ یہ کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ حکومتی پارٹی اگلے
 الیکشن میں یہ اپنا نعرہ لگائے کہ ہم دیہاتی علاقوں کی ترقی کریں گے
 میرے خیال میں ابھی سے ان کو یہ کام شروع کر دینا چاہئے کہ
 جو ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی ہے۔ یہی انکے لئے زیادہ موزوں ہے اس
 ۸۰ فیصد علاقہ کی کرنسی جو ہے وہ گندم ہے اور Devaluation کے
 بعد گندم کی قیمت کم کرنا انصاف نہیں ہے۔

راہا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر میں نے
 بھی بجٹ پر تقریر کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

مسٹر سپیکر - آپ کا نام اجازت کے خالی میں لکھا ہوا ہے۔ ابھی
 آپ کا نمبر جو مجھے فہرست دی گئی ہے اس میں بہت نیچے ہے۔

راہا پھول محمد خان - جناب سپیکر - میں نے سیکرٹری صاحب
 کی وساطت سے دریافت کیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بریکیڈر صاحب
 کے بعد میرا نام تیسرے نمبر پر آتا ہے۔

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ شریف رکھیں۔ میں آپکو بتاتا
 ہوں کہ آپکا نمبر تو قریب ہے لیکن میرے پاس کئی لسٹیں آئی ہیں۔
 حزب اقتدار کی طرف سے ایک فہرست آئی ہے۔ ایک حزب اختلاف کی
 طرف سے فہرست موصول ہوئی ہے ان کے علاوہ ایک فہرست اور بھی ہے۔
 اس میں آپ کا نمبر جو معزز ممبر تقریر کر چکے ہیں تیسرا ہے۔

شہباز گل (سیالکوٹ)۔ جناب والا۔ میزانہ ۷۳-۱۹۷۲ء
پیش کرتے ہوئے وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا ہے۔
میں نے ان کے الفاظ کو سیاق و سباق چھوڑتے ہوئے لیا ہے۔ اگر آپ ان
سطور کو پورے طور پر پڑھیں تو وہ فرماتے ہیں کہ۔

”پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بحث پیش کرنے اور
کوئی بھی نیا ٹیکس عائد نہ کرنے کے باوجود میں اچھے
صوبے کے کروڑوں غریب عوام کے لئے وہ کچھ نہیں
کر سکا جس کی انہیں ضرورت تھی اور مجھے آرزو“

اب اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ان کے
دل میں کیا احساس ہے۔ وہ کس احساس کے ساتھ ان الفاظ کو کہہ
رہے ہیں۔ یہ ایک شاہکار ہے۔ یہ ایک شاعر ہے۔ ان کے دل میں
کیسا احساس ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ وہ تقریر کے دوسرے حصے میں
فرماتے ہیں کہ۔

”یہ صوبہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کی طرح محرومی اور
نامرادی کی دل دوز تصویر ہے۔ جب خود لاہور میں
جسے پنجاب بلکہ پاکستان کے سب سے پر رونق اور طرح
دار شہر ہونے کا شرف حاصل ہے صورت حال یہ ہو کہ
۲۴ لاکھ کی آبادی میں ہر پانچواں متنفس ہائی، بجلی
تعلیم، علاج اور ذرائع آمدورفت جیسی بنیادی آسائشوں
سے محروم ہے۔۔۔۔۔“

مسٹر محبت بخش۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ وہ تقریر پڑھ
رہے ہیں ان کو پڑھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

مسٹر ساجد بک۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ تقریر کا حوالہ دے رہے
ہیں جس کے وہ مجاز ہیں۔

شہباز گل۔ جناب والا۔ میں وزیر خزانہ کی تقریر سے
اقتباس پیش کر رہا تھا وہ فرماتے ہیں کہ۔

”پھر صوبے کے باقی علاقوں کی حالت زار کا اندازہ لگانے کے
لئے تخیل کی کسی غیر معمولی پرواز کی ضرورت نہیں۔
اگر یہ بات بھی مد نظر رہے کہ صوبے میں ملیریا اور

تپ دق کی تباہ کاریوں میں کس قدر اضافہ ہو چکا ہے تو یہ منظر مزید درد ناک ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد خوشحالی کا نقاب اٹھا کر دیکھا جائے تو پنجاب کے دیہات اور دور افتادہ علاقے ایسی بے چارگی اور عدم توجہی کے غبار میں لیٹے نظر آتے ہیں جو حوصلہ شکن ہے۔“

جناب والا - میں قائد حزب اختلاف کے ان الفاظ کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جس میں انہوں نے اس بجٹ کو مایوس کن کہا ہے۔ ہم خود مانتے ہیں۔ ہم خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ بجٹ وہ نہیں جو عوامی بجٹ کہلا سکتا ہے۔ اس بجٹ میں ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔ لیکن ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ کے خسارے کے باوجود کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے۔ اسکے باوجود یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ مایوس کن بجٹ ہے۔ اگر بجٹ میں ٹیکس عائد کر دیتے تو ہو سکتا ہے کہ حزب اختلاف والے اس ایوان کو سر پر اٹھا لیتے کہ اتنے بڑے ٹیکس لگا دئے ہیں۔ اس ٹیکس کے خسارہ کو پورا نہ ہوتے دیکھ کر ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے شاید مزید رویہ نہ ہونے کی بنا پر اپنے ترقیاتی یا غیر ترقیاتی کاموں میں اضافہ کرنے سے روک دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں وزیر خزانہ صاحب کو اس سے زیادہ risk لینا چاہئے تھا اور اس خسارے کو بجائے ۲ کروڑ کے ۱۰ کروڑ تک لے جاتے تاکہ عوام کو تکالیف اور عوام کے مسائل حل کرنے میں مدد ملتی۔

جناب والا - اب سوال یہ ہے کہ رویہ کی گنجائش کہاں سے ہوتی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی توجہ لارڈ ویول کی اس تقریر کی طرف دلاتا ہوں جو ۱۹۴۵ء میں لندن میں کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ -

“It has always seemed to me a curious fact that money is forthcoming in any quantity for a war, but that no nation has ever yet produced the money on the same scale to fight the evils of peace, poverty, lack of education, unemployment and ill-health etc.”

تو میں اس ایوان میں یہ عرض کروں گا کہ پیسہ کی گنجائش اتنی ضروری نہیں تھی اگر اور زیادہ خسارہ ہوتا تو ہمارے وزراء - ہمارے ممبران ہمارے اس معزز ہاؤس کے اراکین یہ دیکھتے کہ گورنمنٹ کے

ٹیکسز کی کہاں کہاں (leakage) ہوتی ہے۔ کس طرح سے ان کو خرد برد کیا جاتا ہے۔ کس طرح بجٹ کو پورا کرنے کیلئے روپیہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا۔ اس سرز ایوان کے ایک ممبر نے زیادہ پر زور الفاظ میں تنقید کی ہے اور اس طرح ان کے جو قائد ہیں انہوں نے بھی بجٹ پر تنقید کی ہے۔ میں اس ضمن میں عرض کرونگا کہ میزانیہ نہ انقلابی ہوتا ہے نہ عوامی ہوتا ہے بلکہ میزانیہ ایک ایسی چیز ہے۔ یہ ایک ایسا Document ہے۔ جو جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۱۲۷-۲۳۳ میں دئے گئے Documents پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان دئے گئے Documents میں جمع تفویق ہوتی ہے۔ جمع تفویق سے مطاب یہ ہے کہ اتنی آمدنی ہوئی ہے۔ اور اتنا خرچ ہوا ہے جس سے یہ پتہ چلا ہے کہ بجٹ خسارے کا ہے یا فاضل ہے۔

شیخ عزیز احمد۔ اب ہمیں تمام بجٹ کو دیکھنے کے بعد جنرل بھٹ کرنے کا فائدہ ہوگا ہمیں معلوم ہوگا کہ اس میں کونسی حد میں کیا کیا کمی ہے۔ کہاں کہاں روپیہ دینا چاہئے کہاں کہاں روپیہ نہیں دینا چاہئے لیکن عام طور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جنرل بھٹ میں تقریروں کے دوران ایک دوسرے پر آوازیں کستے ہیں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ یہ چیزیں اچھی نہیں۔ اچھی چیز کے کہنے پر حوصلہ افزائی ہونی چاہئے میں تو چاہتا ہوں کیا اس قسم کی بحث کو جنرل Discussion کہا جا سکتا ہے۔

راؤ محمد افضل خان۔ ہوائٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ فیصلہ یہ ہونا ہے کہ اراکین پارٹی کو دس دس منٹ دیئے جائیں۔ مسٹر سپیکر۔۔۔ ابھی ان کے دس منٹ نہیں ہوئے۔

شیخ عزیز احمد۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کو علم ہے کہ اس وقت جبکہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا اس وقت ملک کی کیا حالت تھی یہ دھرانے کی ضرورت نہیں۔ جو سیاسی شعور سن ۱۹۷۰ء کی Election Campaign نے لوگوں میں پیدا کیا تو اس سیاسی شعور اور سیاسی بصورت کو اچھالنے کے لئے تمام تخریب پسند عناصر میدان میں آئے

اور بجائے اس کے کہ وہ حکومت کو نیشنل کا موقع دیتے انہوں نے ان کو اتمام سے ہٹانے کیلئے کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا پھر سقوط ڈھاکہ کو ہمارے سامنے لایا گیا پھر بتایا گیا کہ یونیورسٹیوں میں گولیاں چلائی گئیں وہاں خونری ڈرامہ کھیلا گیا۔ کارخانوں میں تالہ بندی کی گئی اور آج آپ دیکھتے ہیں کہ کسی زمانے میں کسی وقت میں اتنے مظاہرے نہیں ہوئے جتنے کہ ان تین ماہ میں ہوئے کیا یہ ہم خود کروا رہے ہیں اور اگر ان تمام مزدوروں کسانوں کو آج سختی سے دبا دیا جائے گا تو اس چیز کے خلاف آپ ہی تحریک التوا کے ذریعہ لائٹی چارج کے خلاف ہماری آوازیں - کو Censure کریں گے۔

مسٹر سپیکر - آپ کا نصف منٹ باقی ہے۔

شیخ عزیز احمد - میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ کہیں یہ چیزیں کسی دوسرے انقلاب کی طرف ملک کو نہ لے جائیں جس وقت کسان درانتی لیکر مزدور ہتھیوڑا لیکر اور طالب علم جھنڈا لیکر مارچ کرے گا تو وہ آپکے بعد ہمارے کہنے سے نہیں رکے گا میں سمجھتا ہوں کہ انقلاب آئیگا آوازیں انشاء اللہ ضرور آئیگا۔

Minister for Food and Co-operation : I would like to have one clarification from the Member who has just spoken. I think what he wanted to say was not "Inqilab" but "Inteshar."

Mr Speaker The Member chose his own words.

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب سپیکر - جب میں تقریر کر رہا تھا تو اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب نے اعلان فرمایا تھا کہ ہر ممبر کو دس منٹ دئے جائیں گے۔ اب پندرہ منٹ دئے جا رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر - فیصلہ یہ ہوا تھا اور کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ جو لیڈر صاحبان ہیں وہ بیس منٹ بولیں گے۔ اپوزیشن کے دوسرے ارکان ۱۰ منٹ بولیں گے۔ اور سرکاری بیچوں پر بیٹھنے والے معزز اراکین دس منٹ بولیں گے۔ میں نے کہا تھا کہ شاید وقت کی اتنی سختی نہ ہو لیکن آخری

دو دن میں وقت کا کافی خیال رکھنا پڑیگا تو آج اتنے پرواڈٹ آف آرڈر اور پروانٹ آف انفارمیشن آ رہے ہیں کہ جو شاولوں میں نے قوئڈ ایوان اور قوئڈ حزب اختلاف سے ملکر بنایا تھا وہ کافی حد تک اپنی ہو گیا ہے تو آج کے دن تک یہی پوزیشن ہے کہ حزب اختلاف کے ممبرز اراکین جو اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ انکو پندرہ منٹ اور جو میرے اس طرف کے اراکین ہیں اور سامنے طرف جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو دس منٹ دینے جائیں گے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada—Sir, one question to the Minister for Food.

Mr. Speaker—The Member can send him a letter and the Minister would reply to it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada—I want one clarification. He said 'inteshar'.....

Mr. Speaker—The Member may please resume his seat.

سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن (راولپنڈی)۔ جناب سپیکر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس سالانہ بجٹ پر تقریر کرنے سے پہلے حزب اختلاف کی طرف سے جو الزامات حاجی سیف اللہ صاحب نے ہم پر لگائے ہیں اسی کا جواب دوں۔

جناب والا سیف اللہ صاحب نے کہا کہ ”بجٹ میں حقیقت بالکل نہیں بلکہ ایک حسین تصور رامے صاحب نے دیا ہے، میں تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی انہوں نے ایک حسین تصور پیش کیا ہے۔ کاش کہ سیف اللہ صاحب اس حسین تصور کا تصور بھی رکھتے۔ کاش کہ وہ دیکھنے والی آنکھ رکھتے جو انقلاب کی شناسا ہے۔ ہر انقلابی اپنے سامنے ایک حسین تصور رکھتا ہے جس کا ابوزیون کو علم تک نہیں۔ جناب والا رامے صاحب نے کبھی نہیں کہا کہ مکمل انقلاب آچکا ہے بلکہ انہوں نے ایک عظیم تصور پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا کہ ”میں اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنی قوم اور ملک کے غریب عوام کے لئے وہ

کچھ نہیں کرسکا جو کچھ مجھے کرنا چاہئیے تھا، -
 یہ جو کچھ کیا گیا ہے یہ اس منزل کی نشاندہی کرتا ہے - جس
 کی ہماری جماعت داعی ہے - اور وہ منزل "مساوات محمدی" ہے
 انشائے اس ملک میں مساوات محمدی آکر رہیگی -

جناب والا - ہم پر سقوط ڈھاکہ کا بہتان لگانے کی کوشش کی
 گئی ہے - عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایوب خان کے خلاف
 موثر جدوجہد کس نے کی؟ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک
 ڈکٹیٹر نے اپنی جان محفوظ کرنے کے لئے کیسے دوسرے ڈکٹیٹر
 یحییٰ خان کے حوالے حکومت کر دی اور عوام ان سازشیوں کو
 اچھی طرح پہچانتے ہیں جنہوں نے یحییٰ خان کے ہاتھ مضبوط
 کئے اور الیکشن کے بعد حکومت عوامی نمائندوں کو نہ دی
 گئی - میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر حکومت عوامی نمائندوں
 کے حوالے انتخاب کے بعد فوراً کر دی جاتی تو آج ملک
 کے دو ٹکڑے نہ ہوتے - اور اس سبب کی ذمہ دار پاکستان
 پیپلز پارٹی نہیں بلکہ یحییٰ خان اور دائیں بازو کی جماعتیں ہیں -

خان اہبیر حمید اللہ خان ووکری - جناب والا - میں اپنے فاضل
 دوست کی خدمت میں عرض کرونگا کہ یہ خواہ مخواہ اپوزیشن
 کے ذمے پیپلز پارٹی الزام لگا رہی ہے - ہم نے قطعاً یہ نہیں
 کہا کہ فلاں پارٹی نے کیا ہے - میرے خیال میں ان کو
 مغالطہ لگا ہے -

مسٹر سپیکر - یہ خوشی کا اظہار کر رہے ہیں -

مسٹر حمید القیوم بیٹ - اگر الیکشن کے بعد عوام کی مرضی
 کے مطابق عوامی نمائندوں کو حکومت دے دی جاتی اور یحییٰ
 خان کے ہاتھ یہ دائیں طرف بیٹھے ہوئے حضرات مضبوط نہ
 کرتے تو آج ملک کی یہ حالت نہ ہوتی -

Mr Taj Muhammad Khanzada - Sir, he is talking of the time
 when East Pakistan was with us and Mujib was in majority. How
 would they take over?

مسٹر سپیکر - کوئی بات نہیں یہ ان کی اپنی رائے ہے
 آپ اپنی رائے کو ان کی رائے نہیں بنا سکتے -

مسٹر عبد القیوم ریڈ - جناب والا - میں یہ عرصہ کرتا ہوں کہ ہماری حکومت سے مراد منتخب نمائندوں کی حکومت ہے - میں کہتا ہوں یہی لوگ تھے جنہوں نے یحییٰ خان کے ہاتھ مضبوط کئے تھے عوام ان کو جانتے ہیں (قطع کلامین)

Mr. Speaker - No interruption please.

مسٹر عبد القیوم ریڈ - جناب والا - اس کے بعد حاجی سیف اللہ صاحب نے الزام لگایا کہ "جو عوام سے وعدے کئے گئے تھے ابھی تک پورے نہیں ہوئے"، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے عوام سے وعدے کئے تھے عوام ہم سے بوجھ لیں گے ہم نے سرمایہ داروں کے ایجنٹوں سے وعدے نہیں کئے تھے - ہم نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم سرمایہ داری نظام کو ختم کریں گے آپ دیکھ لیں گے کہ ہم انشاء اللہ ضرور سرمایہ داری نظام کو ختم کر کے دم لیں گے - سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کے محافظ سن لیں کہ اگر انہوں نے عوام دشمن رویہ نہ بدلا تو اس فرسودہ نظام کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ان کا بھی خاتمہ کر دیں گے -

جناب والا - کنونشن ایک نے ملک کو کیا دیا؟ کیا امیر کو امیر ترین اور غریب کو غریب ترین نہیں بنا دیا گیا؟ کیا سرمایہ داروں اور ان کے حواریوں نے اس ملک کے خزانے کو دونوں ہاتھوں سے نہیں لوٹا؟ کیا انہوں نے اس غریب اور مفلوک الحال قوم کو زیادہ سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا؟ میں کہتا ہوں ایوب ایک نے ملک کو غریب - افلاس - ناداری اور ظلم کے سوا کیا دیا؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - ایوبی دور میں عوام اتنے خوف زدہ تھے کہ کسی کو بات کہنے کی چرات نہ تھی - آج ہمارے لئے کتنی بلات فخر بات ہے کہ ہم اسمبلی سیشن میں مصروف ہیں اور اسمبلی کے باہر چند لوگ ہوسٹر لئے ہوئے ہمیں اپنے حقوق کے تحفظ کی پلاد دلا رہے ہیں - ایوبی دور کے ایک عام آدمی اور موجودہ دور کے ایک آدمی میں زمین آسمان کا فرق ہے - اس

وقت درمیانہ درجہ کے نوگ بھی اپنے حقوق کو پامال ہوتے دیکھ کر آواز حق بلند نہ کرتے تھے مگر آج کا ایک عام آدمی فوراً اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے گاموں - کوچوں - سے نکل کر بازاروں میں آ پہنچتا ہے - جناب والا میں پوچھتا ہوں ان حضرات سے کہ عوام کو کس نے اتنی جرات دی؟ کس نے ان میں جدوجہد کرنے کی روح بھونکی؟ بے شک PPP نے عوام کو جدوجہد کرنا سکھایا - PPP معاشرہ میں انصاف لائیگی - جو وہاں سے عوام سے کٹے گئے ہیں وہ ضرور ہولے کوڑی صرف کچھ وقت درکار ہے -

(قطع کلامیاں)

جناب والا - اب میں کنونشن لیگ کو چھوڑ کر بجٹ کی طرف آتا ہوں - یہ جو الزام لگایا گیا ہے کہ بجٹ میں عوام کے مفاد کا خیال نہیں رکھا گیا اس کے بارے میں میں گزارش کرونگا کہ حکومت نے (۸) آٹھ کروڑ روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے یعنی خسارہ برداشت کر کے عوام کو سستے داموں یعنی ۱/۷ روپیہ من گندم مہیا کرنے کا وعدہ کیا - کیا یہ قدم عوام کی بہبود میں نہیں؟

جناب والا - پچھلی حکومت نے تعلیمی بجٹ پر ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ روپیے رکھے تھے - ہماری حکومت نے اسے دوگنا یعنی ۱۲ کروڑ ۰ لاکھ کر کے معیار تعلیم کو بلند کرنے کا تمہیہ کیا ہے - تعلیمی اصلاحات ہوئی ہیں نئی تعلیمی پالیسی کے تحت میٹرک تک تعلیم مفت ہوگی - آپ اس کی مخالفت کر کے یہ چاہتے ہیں کہ ہم غریبوں کے بچوں کو مفت تعلیم نہ داوائیں؟ کیا مخالفت برائے مخالفت کر کے آپ ملک میں بے چینی بھیلانا چاہتے ہیں؟ کیا آپ نہیں چاہتے کہ عوام جس کے مستحق ہیں وہ کچھ انہیں ملے؟ آپ غریبوں میں علاقائی تعصب کیوں پیدا کر رہے ہیں؟ اس سے ملک و قوم کو سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا -

جناب والا - پچھلے سال بجٹ میں زراعت پر ۰ کروڑ ۰ لاکھ ۲۸ ہزار رکھے گئے تھے - مگر ہماری حکومت نے ۱۹ کروڑ روپیے زراعت پر رکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ حکومت زراعت کو فروغ دینا چاہتی ہے - اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں ۱۹ کروڑ روپیے زراعت پر کبھی نہیں

رکھے گئے۔ یہ چیز اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ PIP دیہاتوں کی طرف توجہ دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ آبپاشی پر ۱۵ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ پانی کے معاملہ میں گذارش کروں گا کہ کیمبلپور راولپنڈی اور جہلم کے علاقوں میں ٹیوب ویلز کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ ان علاقوں میں زمین کے نیچے پانی کی سطح یکساں نہیں رہتی بلکہ پانی نکالنے سے پانی کی سطح نیچے ہو جاتی ہے اور پانی کافی مقدار میں نہیں نکالا جا سکتا۔ میری رائے میں اگر وہاں ڈیزل کے موٹر پمپ لگا دیئے جائیں تو پانی وافر مقدار میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور جہاں بجلی ہے وہاں پر بجلی کے موٹر پمپ لگا دیئے جائیں تو اس سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ اور ہمارا علاقہ بھی اس پندرہ کروڑ روپے کی رقم سے مستفید ہو سکے گا۔ اور ہم نے دیہاتی ترقی تعمیراتی پروگرام کے لئے چھ کروڑ روپے رکھے ہیں۔ سب سے بڑا فرق دیہاتی حکومتوں میں اور ہماری حکومت میں یہی ہے کہ ہم نے ایک بجٹ لائی مائر کر دی ہے، جس کے چیئرمین محمد حنیف رامے خود ہوں گے۔ بجٹ کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ یہ محکموں کی نگرانی کرے گی کہ پیسہ کہاں غلط طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ کونسا محکمہ ہے جو corruption کر رہا ہے اگر پچھلی حکومتوں میں کرپشن نہ ہوتی تو شاید حالات بہتر ہوتے۔ لیکن یہ سب کے سب نوائے پچھلی حکومتوں میں رہے۔ یہ بجٹ کمیٹی ان تمام چیزوں کا جائزہ باقاعدہ طور پر لے گی۔ اور کرپشن نہیں ہونے دے گی۔

آخر میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ تمام رقم جس کی تفصیل یہ ہے کہ زراعت کے لئے ایس کروڑ۔ پانی کے لئے سولہ کروڑ۔ تعمیراتی پروگراموں کے لئے چھ کروڑ جو سارے بجٹ کا ۶۰% غریب دیہاتیوں کو دیا جائے گا اور آئندہ کے بجٹ کے لئے ہمارا مطالبہ یہ ہوگا۔ کہ دیہاتی آبادی کے مطابق ڈویلپمنٹ پروگرام دیا جائے یعنی ۸۵% بجٹ کا حصہ دیہاتوں پر خرچ کیا جائے۔ اب چونکہ ہم نے اس بجٹ میں مساوات کا خیال رکھا ہے۔ ٹیکس کے معاملے میں جو چھوٹے لوگ ہیں ان کو معاف کر دیا گیا ہے۔ جن غریب لوگوں کے مکان چالیس روپے تک کرائے پر ہیں ان کو ہاؤس ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے۔ اور امیر لوگوں پر ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے۔ اس طرح ہم نے معاشرہ میں مساوات والا وعدہ پورا کرنے کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔

جناب والا۔ اس کے بعد مفت تعلیم کا پروگرام ہے مفت علاج کا پروگرام ہے۔ یہ ساری کی ساری باتیں ایسی نہیں ہیں کہ ہم وعدہ پورا نہیں کر رہے ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا کہ انقلاب کو مکمل طور پر لایا جا چکا ہے۔ بلکہ واقعات اور حالات کے تقاضوں کے تحت یہ بجٹ موقوف ہے انہوں نے جیسا کہ فرمایا تھا۔ میں انہیں بتا دوں کہ انقلاب لانے کے دو راستے ہیں ایک طریقہ یہ وہی کی نالی سے انقلاب لایا جانا ہے اور دوسرا طریقہ اصلاحات کے ذریعے انقلاب لانا ہے۔ ہماری جماعت نے امن کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہماری جماعت نے جمہوریت کا راستہ اختیار کر کے اصلاحی اقدامات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اگر یہ سرمایہ دار انتشار پھیلانے اور نوکر شاہی اپنے ہتھکنڈوں سے باز نہیں آئے تو ہم خوبی انقلاب لائیں گے۔ جو عوام کو استحصالی قوتوں سے نجات دلانے کا (نعرہ ہائے تحسین)۔

چودھری امان اللہ لک - (گجرات ۸)۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے بجٹ پر بحث سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ میرا تعلق پیپلز پارٹی اور اس کے پروگرام سے تھا میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ . . .

مسٹر سپیکر۔ کیا یہ بجٹ کی تقریر کا حصہ ہے۔

شیخ زبیر احمد۔ جناب والا۔ فاضل مقرر نے کہا ہے کہ بجٹ پر بحث کرنے سے پہلے

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کی بحث بجٹ سے متعلق ہوگی۔

چودھری امان اللہ لک۔ میں بالکل بجٹ کے متعلق تقریر کرونگا۔ یہ میں صرف اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کا مقابلہ پیپلز پارٹی کے پروگراموں سے کیا جا رہا ہے۔ اور حزب اقتدار کی طرف سے باقاعدہ تحفظ دیا جا رہا ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے پیپلز پارٹی کی جماعت کو جو یہاں موجود ہے ان کو وہ وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں۔ اور ان پروگراموں پر ان سے عملدرآمد کرانے پر مجبور کرونگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوست جو آج کل وزیر خزانہ ہیں جنہوں نے آج بجٹ کی ساری کی ساری کتابیں ہم تک پہنچائی ہیں میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے سارا بجٹ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ہم تک پہنچایا ہے۔ لیکن مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ جس وقت

قائد عوام کے ارشادات کے مطابق جناب حنیف رامے - جو آج کل وزیر خزانہ ہیں وہ مجھ سے ملے تو ہم نے گلی گلی کوچے کوچے جا کر لوگوں سے جو وعدہ کیا تھا وہ وزیر خزانہ کے الفاظ مجھے آج تک یاد ہیں - لیکن آج جب وہ وزیر خزانہ کی حیثیت سے میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں - مجھے ان میں تفاوت نظر آ رہا ہے میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کس پسندیدہ اور کس حسین انداز سے ہمیں یہ کتابیں پہنچائی ہیں لیکن انہیں دیکھ کر پیپلز پارٹی کے پروگراموں کے متعلق مجھے لوگوں سے کئے ہوئے وعدے یاد آ جاتے ہیں - اسلئے میں بعض دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ آج جو ان پروگراموں کے کسٹوڈین بنے بیٹھے ہیں ان سے زیادہ ان پروگراموں کے ہم کسٹوڈین ہیں - ہمارے اختلافات کہاں سے شروع ہوئے یہ ایک الگ بات ہے اگر آپ پیپلز پارٹی کے پروگراموں پر عمل درآمد کریں گے تو ہم آپ کا پورا پورا ساتھ دیں گے - اور جہاں آپ ان پروگراموں سے نہیں گئے تو ہم ٹوکنے میں حق بجانب ہوں گے - جناب والا پیپلز پارٹی کے پروگراموں میں و لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں - جو ڈاکہ - قتل اور سابقہ حکومتوں کے ساتھ رہ کر جمہوریت کے نام کو بدنام اور ذلیل کر چکے ہیں - اس وقت میں نے احتجاج کیا تھا میں اپنے فاضل دوست عبدالقیوم بٹ صاحب اور دوسرے دوستوں کو چار بار ہار ہماری طرف اشارہ کرتے ہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرا احتجاج پیپلز پارٹی کے پروگراموں پر اس بنا پر تھا کہ وہ لوگ جن کے خلاف کسان - مزدور اور طلباء نے احتجاج کیا تھا وہ ظالم ہیں اور وہ آپ کی جماعت میں گھسنے والے ہیں - قائد عوام اور ان قائدین نے جو اس وقت قائد عوام کے قریب تھے ان کو قبول کر لیا میں نے ان لوگوں کے خلاف احتجاج کیا جن کا ماضی سیاہ تھا لیکن ان کی عبوریوں کو سمجھ رہا ہوں اور وہی لوگ آج قلمدان وزارت سنبھالے ہوئے ہیں - (قطع کلام) ان وزراء کو جو یہاں متی کا کنبہ ہے قائد عوام نے اس وقت قبول کیا تھا - میں نے واشگاف الفاظ میں بتا دیا تھا کہ یہ وہ لوگ، ہیں کہ جس سرمایہ داری کے خلاف ہم جہاد کر رہے تھے، اس کی حمایت کرتے تھے آج آپ سے سود بازی کرنے والے یہی پرانے سیاست دان اور امرا ہیں اور انہوں نے آپ کے زیر سایہ پناہ لے لی ہے اور وہ آج پھر آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں سب سے زیادہ ظالم لوگ وہ ہیں جنکو آپ لوگوں نے پناہ دے رکھی ہے -

(قطع کلام)

میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا ، نوجوان طبقے کا اس میں کوئی تصور نہیں ہے۔ آپ کے اندر رہ کر وہ لوگ آپ کے خلاف انتشار پیدا کر رہے ہیں اور پارٹی کے پروگرام کو وہ سبوتاژ کر رہے ہیں۔ تو میرا یہ احتجاج تھا جس کی وجہ سے میں حنیف رامے صاحب کے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور میں اس وقت تک پیپلز پارٹی میں نہیں آؤں گا جب تک کہ وہ سابقہ حکمرانوں کے ان لوگوں کو آپ نے پناہ دی ہوئی ہے جو اس پروگرام کو تباہ و برباد کر رہے ہیں اور میرا یہی مکالمہ مختار رانا صاحب سے بہاول پور جیل میں ہوا تھا۔ پارٹی کے اندر رہ کر ان لوگوں کو نکالا جا سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پارٹی کے اندر رہ کر پارٹی کو برباد اور تباہ کریں گے۔ حنیف رامے صاحب کو جن مشکلات کا سامنا ہے ان میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان کے اپنے اندر جو بھانت بھانت کی بولیاں بولی جا رہی ہیں ، اور جو لوگ پروگرام کے خلاف اور حق میں ہیں یہ بیچارے اس میں گھبرائے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس بجٹ کے پڑھنے کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ آپ کے اور ہمارے وہ پرانے مہربانوں۔ مہربانوں کے رنگ میں وہ دشمن۔ جس کو بیوروکریسی کہا جاتا تھا نے جرنیلوں کو بیوقوف بنایا ، جنہوں نے سابقہ حکمرانوں کے وزیروں کو بیوقوف بنایا ، جن لوگوں نے اب بھی یہ بجٹ تیار کر کے دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حنیف رامے صاحب اور دوسرے دوستوں کا نہ دماغ شامل ہے اور نہ تجربہ ، کیونکہ وہ تو ہماری طرح نو عمر اور ہماری طرح نا تجربہ کار ہیں۔ سیکرٹریوں نے جو پلندے دیئے تھے یہ حساب و کتاب ان کا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی ذمہ داری تو صرف ان کو یہاں تک پہنچانا تھا۔ وہ نہ پڑھ سکتے ہیں اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ نہ ہی کسی وزیر نے پڑھا ہے اور معبران میں سے بھی اکثر نے نہیں پڑھا ہے تاریخی فقرہ ہے کہ

Minister for Food : I take serious objection to it.

مسٹر نیپوکر - انہوں نے کہا ہے پڑھا نہیں لکھا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری امان اللہ لک - میں آپ کی وساطت سے حفیظ کاردار صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر انہوں نے پڑھا ہوتا تو یہ ایک ان کا اپنا حوالہ ہے اگر آپ اجازت دیجئے تو میں پیش کروں۔ کہ Concept of development expenditure کیا ہے۔ اب ظلم جناب والا ہے

ہوا ہے کہ قوم کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے۔ میں پیپلز پارٹی کے بچوں سے اس کا جواب مانگتا ہوں اور وزراء صاحبان سے خاص طور پر جواب مانگتا ہوں اور یہی حال ضمنی بجٹ میں ہوا تھا کہ وہ ایک ٹیکنیکل نکتہ تھا جس کو نہیں پڑھا گیا تھا اور اس کو یہاں اپنی اکریت کی بنیاد پر defend کیا گیا تھا اور یہی حال اس میں ہوا ہے۔ اس میں یہ concept دیا ہوا ہے کہ Supplementary Budget کا کیا ہوگا۔ لیکن قوم کے ساتھ ظلم کیا گیا؟ دھوکہ کیسے کیا گیا؟ یہ ستر کروڑ روپے کا جو فاضل بجٹ ہمیں پیش کیا گیا ہے یہ development میں ہوگا۔ اس میں قوم کو ایک دھوکہ دیا گیا ہے۔ اس میں وہ بجٹ شامل کر دیا گیا ہے جو expenditure تھا۔ expenditure سے پہلے یہ irrigation میں تھا کہ وہاں سے جتنا net receipt تھا اس میں سے جتنا ان کا خرچ ہونا تھا اس میں سے وہ نکال کر باقی جو ہے وہ gross receipt دیتے تھے۔ اب وہ irrigation expenditure جو ہے وہ انہوں نے development expenditure میں ڈال دیا ہے۔ آج سے دو تین سال پہلے یہ دو تین نہریں جو بنی تھیں جو سکول آج سے پہلے بنے تھے میں یہ قوم کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ دھوکہ ہوا ہے ان سے۔ وہ بھی اب development charges میں ڈال دیا گیا ہے۔ میں نے حساب کیا ہے تو اس میں چھ سے سات سو روپے صرف development پر خرچ آتا ہے۔ باقی سارے کے سارے running expenditure کو development fund میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور میں دوستوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ غلط ثابت کر کے دکھائیں۔ قوم کو محض دھوکہ دینے کے لئے، اس ایوان کو محض دھوکہ دینے کے لئے یہ بجٹ پیش کر دیا گیا ہے کہ اتنا development خرچ کیا جا رہا ہے، حالانکہ اخراجات کی مدد کو development میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

“As a result of budgetary reforms being carried out with effect from 1972-73, the working expenditure of the irrigation system will now be exhibited as a part of expenditure of the Provincial Government, instead of the reduction from the gross receipt.”

پہلے یہ ہوتا تھا کہ وہاں سے اخراجات منہا کر کے اس کے بعد gross دی جاتی تھی۔ لیکن اب اس ۲۰ کروڑ روپے کے خرچ کو

expenditure میں ڈالا گیا ہے۔ اور expenditure سے اڑا کر اسے development میں ڈال دیا گیا ہے۔ جناب والا - جو نہریں پہلے چلتی رہی ہیں ان کے چلنے پر جو خرچ آچکا ہے اب اس میں وہ خرچ بھی شامل ہے۔ تو میں یہ سمجھا ہوں کہ یہ قوم کو دھوکا دینے کے مترادف ہے۔ میں یہ دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس میں حنیف راسے صاحب اور ان دوستوں کا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ یہ بیوروکریسی اب بھی ہم پر چھائی ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے جو منادات ان کی وجہ سے الٹائے تھے وہ نہ اپنے آپ کو معاف کر رہے ہیں اور نہ ہمیں معاف کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان دوستوں کی طرف آنا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ بجٹ کو ان لوگوں نے پڑھا ہے میں ان وعدوں کی طرف آتا ہوں جو ہم نے کئے تھے۔ سکارپ نمبر ۲ میں سرکاری ٹیوب ویل لگائے گئے۔ یہ میں آپ کی وساطت سے ان ممبران کی اطلاع کے لئے جو شہروں سے تعلق رکھتے ہیں عرض کروں گا کہ وہاں پر سرکاری ٹیوب ویل لگائے گئے۔ اور ان میں بد دیانتی کی گئی یعنی ستر سے اسی ہزار فی ٹیوب ویل خرچ ظاہر کیا گیا۔ زمیندار کو مگنا سود پڑ گیا ہے۔ تو اس کے بعد نہروں کا پانی بند کر دیا۔ موگھے بند کر دیئے گئے۔ اس کے بجائے موگھوں کے ساتھ سرکاری ٹیوب ویل لگا دیئے گئے۔ یہ آج سے بہت پہلے کی بات ہے یہ اس آمر حکومت کی بات ہے جو اس وقت عوام کو اعتماد میں لینے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اس وقت ہم نے آہ و بکا کی۔ اس کے بعد ایک سٹڈی گروپ تیار ہوا۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا اور میں جیل میں رہا۔ جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سکارپ نمبر ۲ جس میں نہروں کا پانی کم کر دیا گیا اور اس کی بجائے ٹیوب ویل لگا دیئے گئے۔ ٹیوب ویل خراب رہے۔ ان کی ورکنگ کے متعلق جب ہم نے شکایات کیں تو پانی میں کمی کر دی گئی۔ ہم موجودہ حکومت کو مورد الزام نہیں ٹھہراتے لیکن اس وقت حکومت نے فیصلہ یہ کیا کہ چونکہ پانی نہر کا اور ٹیوب ویل کا ہے اس لئے اس کو ڈبل کر دیا گیا ہے اور اس پر ڈبل آبیانہ نافذ کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایچی ٹیشن تعریکیں چلیں اور اس وقت کے گورنر عتیق الرحمان نے ایک سٹڈی گروپ تیار کیا۔ موجودہ وزیر خزانہ اور وزیر مال صاحب یہاں موجود ہیں ان کو یہ علم تھا لیکن انہوں نے اس رپورٹ کے ان اوراق کو بھی پڑھنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ رپورٹ کیا تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وہ rebato جو زمیندار اور کاشتکار کو دی گئی تھی وہ بھی ہم

سے چھین لی گئی ہے اور study group کی رپورٹ میں یہ دیا گیا ہے کہ وہ آبیانہ دوگنا وصول کیا جائے گا۔ وہ آمرانہ حکومت چھوڑتی ہے اور التوا میں ڈالتی ہے۔ لیکن موجودہ عوامی حکومت کہتی ہے کہ انہوں نے غلطی کی تھی وہ ڈبل آبیانہ وصول کرتی ہے۔ میں تو عرض کروں گا کہ وہ شکایات جو ہم نے کی تھیں ان کی باقاعدہ تحقیقات ہوئی تھیں۔ لیکن موجودہ حکومت نے اس رپورٹ کو پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ جو اس آمرانہ حکومت نے جو rebate دیا تھا آج عوامی حکومت ہم پر وہی impose کر رہی ہے۔ میں نے وزیر خوراک سے سوال کیا تھا مجھے کل ہی اس کا جواب موصول ہوا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ ہر فصل کی فی ایکڑ پیداوار کتنی ہے اس پر گورنمنٹ کے کاغذات میں ایک زمیندار کے اخراجات کیا آتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ گندم ساڑھے بارہ من فی ایکڑ کے قریب آتی ہے اور اس کی cost of production per acre ۳۷۹ روپے آتی ہے۔ اسی طریقے سے چاول کی ہندسہ من فی ایکڑ کے قریب اوسط ہے اور اس پر ۲۹۹۱ روپے خرچ آتا ہے۔ Sugar cane گنا کی ۶۸۲ من yield per acre ہے اور production cost ۳۰۶/۰۸ روپے ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ اگر اس کا حساب لگایا جائے تو یہ بجٹ کتنا مضحکہ خیز ہے۔ کتنا مضحکہ خیز ہے عوامی حکومت کا وہ دعویٰ کہ کتنی بچت ہے زمیندار کو۔ جناب والا۔ گندم سے آمدنی ۲۲۰ روپے ہوتی ہے اور خرچ دکھایا گیا ہے ۳۷۹ روپہ کا چاول پر فی ایکڑ خرچ ۲۳۰ روپہ آتا ہے جب کہ اس کی آمدن ۲۹۹ روپے گورنمنٹ نے اپنے کاغذات میں دکھائی ہے۔ گنے کا ۳۰۶ روپے خرچ دکھایا گیا ہے اور ۱۰۶۶ روپے اس کی آمدن ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ یہ صورت حالات سے اس کاشتکار کی جس کو rebate دیا جا رہا ہے اور میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ۸۰ فی صد آبادی کے ساتھ ممبران میں سے اکثر کا تعلق ضرور ہوگا۔ یہ صرف حزب اقتدار کی حزب اختلاف کی بات ہی نہیں بلکہ یہ ۸۰ فی صد آبادی کی بات ہے۔ جس کے خلاف یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ اسی تناسب کی بنیاد پر تعلیم صحت آبپاشی اور زراعت میں رقمات مختص کی جانی چاہیں۔ کیا ہم دیہاتوں میں بسنے والے انسان نہیں ہیں کہ شہروں اور دیہاتوں میں تیز روا رکھی گئی ہے۔ صحت کا بجٹ اور تعلیم کا بجٹ آبادی کی بنیاد پر ہونا چاہئے تھا لیکن اس میں وہ چیز منقود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ میکریٹریوں نے بنا کر دے دیا اسی پر انہوں نے

دستخط کر دینے ہیں اور اب یہ پیپلز پارٹی کے صاحبان مجبور ہیں کیونکہ ان کا ٹسہلن ان کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ اپنی پارٹی کا ساتھ دیں لیکن دل سے وہ ہمارے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق عرض کروں گا۔ پولیس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ جب تک ان کو جیپس ان کو وائولنس سیٹ ان کو موٹر سائیکل نہ دیئے جائیں اس وقت تک وہ موقع پر نہیں پہنچ سکتے اور ایڈمنسٹریشن صحیح طور پر کام نہیں کر سکتی۔ اس کی طرف توجہ بہت کم دی گئی ہے۔ میں اپنے دوستوں کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کی ذمہ داری وزراء پر عائد نہیں ہوتی اور نہ ہی ممبران پر ہوتی ہے بلکہ یہ ذمہ داری پولیس فورس کی ہے جس کے پاس ٹرانسپورٹ وغیرہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اور مد بالکل فضول رکھی گئی ہے۔ جیسا کہ عبدالقیوم بٹ صاحب نے فرمایا ہے کہ تعلیمی اداروں کے اوپر خرچ کرنے کی بجائے وہ خرچ اگر نئے تعلیمی اداروں کے کھولنے پر کیا جاتا۔ تو تعلیمی میدان میں اور آسانیاں پیدا ہوتیں۔ اور ان لوگوں کی حق تلفی نہ ہوتی۔ پرائیویٹ تعلیمی ادارے جن ملکوں نے بند کئے ہیں وہ تباہ و برباد ہوئے ہیں میں یہ عرض کر دوں کہ یا اس ملک میں سوشلزم لایا جائے۔ یا کمیونزم لایا جائے لیکن مساوات قائم کردی جائے۔ اور پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیمی اداروں کی ایسی ہی حوصلہ افزائی ہوگی جیسی کہ مالیات میں پرائیویٹ سیکٹر کو رکھا گیا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی ایک بھول ہے۔

اس کے بعد میں ایک اور عرض کرتا ہوں کہ سابق گورنر نور خان صاحب کے ذہن میں ایک بات آئی تھی اور انہوں نے ملزمان کو انصاف کے دروازے تک پہنچانے کے لئے سب ڈویژنل سسٹم ایجاد کیا تھا جس کی وجہ سے ملزمان کو لے جانے کے لئے عملہ کو لے جانے کے لئے اور انہیں واپس لانے کے لئے گورنمنٹ کے کڑوروں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ اور اب تک کئی ایک ناخوشگوار واقعات بھی رونما ہو چکے ہیں۔ موجودہ حکومت نے اس پر بھی نظر ثانی کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اس سے کوئی فائدہ ہوا ہے یا نہیں۔

نور خان صاحب کے ذہن کا جو نکتہ تھا اس کو من و عن تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اور اس پر کٹوروں رویہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس پر بھی نظر ثانی فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر - چوہدری محمد سرور جوڑا -

چوہدری محمد سرور جوڑا - (گجرات I) - جناب سپیکر - اس سے پیشتر کہ میں آپ کی وساطت سے کچھ باتیں اس معزز ایوان میں کہوں میں جناب محمد حنیف رامے صاحب کا نہایت ہی احسان مند اور مشکور ہوں کہ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا - اس میں انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیا ہے - انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ غریب ہیں - میں ایمان سے کہتا ہوں کہ میں نے آج تک اتنا عاجز اور انکسار خیز والا انسان نہیں دیکھا - جب بھی میں ان کے پاس گیا تو وہ اٹھ کر ملے اور جب میں نے ان سے اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے باہر دروازے پر آ کر اجازت دی . . . (قطع کلامیاں) . . . میں ان کی شرافت کے متعلق عرض کر رہا ہوں . . . (قطع کلامیاں) -

مسٹر سپیکر - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں - جو پوائنٹ وہ develop کر رہے ہیں انہیں کرنے دیجئے - آپ مداخلت نہ کیجئے -

چوہدری محمد سرور جوڑا - جناب عالی - میں نے بہت سی باتیں کہنی تھیں لیکن وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ میرے نقطہ نظر سے بہت ہی کم ہے - جناب سپیکر معزز ارکان یہ نہ سمجھیں کہ میں پارٹی کے مفاد کے خلاف کوئی بات کہہ رہا ہوں - میرے معزز بھائی چوہدری محمد انور سمہ صاحب - حنیف رامے صاحب اور ممتاز احمد کھانوں صاحب جب بھی میری انتہائی مہم پر گئے - میں نے ان کے سامنے جاسوں میں - جاسوں میں یہ عہد کیا تھا کہ جو بات بھی کہوں گا خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ سچ کہوں گا - میں محمد افضل وٹو صاحب شاید یہاں نہیں - جب وہ گجرات تشریف لائے تھے . . . (قطع کلامیاں) -

مسٹر سپیکر - بات یہ ہے کہ وزراء کا نام لینے کی بجائے ان کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا جاتا ہے -

چوہدری محبت سرور جوڑا - جناب افضل وٹو صاحب وزیر محنت نے وہاں بہت دھواں دھار تقریر کی تھی اور انہوں نے اپنے ہبلک جلسہ میں کہا تھا کہ گجرات کے آدمیوں نے میرا ساتھ دیا تھا - بیس سال تک آپ انصاف کے پیچھے بھاگتے رہے اور آپ کو انصاف نہیں ملا - لیکن اب آپ کو انصاف ضرور ملے گا - اب انصاف آپ کی طرف بھاگے گا - لیکن میں اپنے محترم وزیر محنت سے کہتا ہوں کہ وہ انصاف ابھی تک نہیں ملا - میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک وہاں کوئی لاء اینڈ آرڈر نہیں ہے - وہاں لاء اینڈ آرڈر برقرار نہیں رکھا جاتا - . . . (قطع کلامیاں) میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں جو کچھ کہوں گا ٹھیک کہوں گا . . . (قبلمہ)

. . . جب میں وہاں سے آیا تھا تو وہاں کے غریب عوام نے مجھے وہ وعدے یاد دلانے تھے - وہ بچپن ہاد دلایا کہ اے سرور جوڑا - جو تم نے وہاں کہنا ہے - جو کچھ کہو گے سچ کہو گے . . . تو میں ان باتوں کو . . . (قطع کلامیاں) . . .

مسٹر سپیکر - اور خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہوں گا . . . (قبلمہ)

چوہدری محبت سرور جوڑا - میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے جب مجھے ہیلٹھ ایڈوائزی کمیٹی میں رکھا گیا تھا تو وہاں سے میں نے اپنا نام کٹوا کر فنانس کمیٹی میں اکھویا تھا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ میں بیس سال سے فلمی لائسنز سے وابستہ ہوں - میرے تین چار سینما گھر ہیں - تو میں نے حنیف رائے صاحب سے کہا تھا جب میں اپنی ٹریڈ میں چلا جاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ وہاں ہمارے حقوق کی کچھ باتیں کرو - ہمارے حقوق بحال کراؤ - تو فنانس سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں - ان سے بھی کہا تھا کہ خدا کے لئے جو ۱۲۵ روپے سالانہ فیس تھی - وہ آپ نے یکمشت سات ہزار کیوں کر دی ہے - یہ کسی طرح بھی حق بیجا نہیں ہے - تو میں نے بار بار کہا کہ آپ Capacity Tax کو پھر سے رائج کریں کیونکہ وہاں ٹیکس کی

نہیں ہوگی - سینما والوں کو آزادی ہوگی - یہ
 جو ٹیکس انسپکٹر سینماؤں میں جانے ہیں وہ طرح طرح کی
 الجھنیں ڈالتے ہیں - بات بات پر چالان کرتے ہیں - وہ
 تین بجے آتے ہیں تو ان کا علیحدہ سلوٹ ہوتا ہے - سات
 بجے آتے ہیں اور ۱۰ بجے آتے ہیں تو ان کا علیحدہ سلوٹ
 ہوتا ہے - میں نے حنیف رائے صاحب کی خدمت میں یہ
 عرض کی ان ٹیکسیشن والوں سے ہمیں نجات دلائیں -

(قطع کامیاب)

مسٹر سپیکر - ان کے صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں - آپ
 ان کی تقریر میں مداخلت نہ کریں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - آپ میرے وقت میں سے
 بائج منٹ ان کو اور دے دیں -

مسٹر سپیکر - ایسا نہیں ہو سکتا -

آوازیں - وہ بجٹ پر کچھ بھی نہیں کہہ رہے - ادھر ادھر
 کی باتیں کر رہے ہیں -

(قطع کامیاب)

چوڈھری محمد سرور جوڑا - یہ جو میں فنائس کے متعلق
 کہہ رہا ہوں - کیا یہ بجٹ کے متعلق تقریر نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - کون کہتا ہے - کسی نے یہ اعتراض نہیں
 کیا کہ آپ کی تقریر غیر متعلقہ ہے - آپ کو اس کا
 کیوں احساس ہے -

چوڈھری محمد سرور جوڑا - وہ کہہ رہے ہیں کہ بجٹ پر
 بات کرو - یہ بجٹ ہی کی تو باتیں ہیں -

مسٹر سپیکر - جوڑا صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

چوڈھری محمد سرور جوڑا - تو میں اب بھی جناب رائے
 صاحب سے کہتا ہوں جو کہ انہوں نے جو سات ہزار سینما کی

فیس رکھی ہے۔ اس پر نظر ثانی کریں۔ اس میں کچھ رد و بدل کریں۔ میکلوڈ روڈ کے متعلق مجھے پھر کہنا پڑے گا۔ کہ وہاں اونٹ گدھے اور گھوڑے کا ایک ہی بھاڑ رکھا گیا ہے۔ (تہقیر) جو میکلوڈ روڈ کے سینما میں وہ بھی سات ہزار کی زد میں آتے ہیں۔ اور جو میٹروپول سینما ہے۔ یا کوئی ٹورنگ سینما ہے وہ بھی سات ہزار کی زد میں آتا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا۔ کہ یہ جو بجٹ میں آپ نے اتنی فیس رکھی ہے۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔۔۔ میں نے تو نہیں رکھی ہے۔ آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں یا ان سے کہہ رہے ہیں۔

چوہدری محمد سرور جیڑا۔ آپ کی وساطت سے میں وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کر رہا ہوں کہ سات ہزار روپے کی فیسوں میں کچھ رد و بدل کیا جائے۔ کیونکہ اتنی ہم میں طاقت نہیں ہے کہ سات ہزار کی فیس دے سکیں۔ اس کے علاوہ جو ۱۰۰۰ ہزار روپے کی فیس تھی وہ بھی کم کر دی جائے۔ یہ جو بیس پیس ہزار کے ٹیکس سینما والوں پر لگائے جا رہے ہیں بہت زیادہ ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اس پر نظر ثانی کریں۔ کیا میں فنانس سیکرٹری یا جناب حنیف رائے صاحب سے ہوجھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔

علامہ وجہت اللہ ارشد۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ اس ہاؤس میں وزیر کا حوالہ تو دیا جا سکتا ہے مگر کسی سرکاری ملازم کا حوالہ نہیں دیا جا سکتا۔ جو کچھ انہیں کہنا ہے وزیر خزانہ سے کہیں۔ سیکرٹری کو درمیان میں نہ لائیں۔

چوہدری محمد سرور جیڑا۔ کیا میں ہوجھ سکتا ہوں کہ پنجاب کے سینما والوں کو سالانہ ٹیکس کتنا ادا کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔

وزیر قباخون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ یہ وقفہ سوالات نہیں ہے۔ وہ بجٹ پر تقریر فرما رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ وہ تقریر میں بھی ہوجھ سکتے ہیں۔ اب آپ کا آدھ منٹ باقی رہ گیا ہے۔

چودھری محمد سرور چوڑا - میرا مطلب یہ ہے کہ کروڑھا روپہ سینما والے دیتے ہں - میرا خیال ہے کہ سات کروڑ کا بجٹ جو ہے تمام سینما والوں سے جو Revenue اکٹھا ہوتا ہے وہی ہے - تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ باوجود جنرل ریونیو کے سینما والوں سے آپ کروڑوں روپہ اکٹھا کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہر سال آپ بجٹ میں خسارہ دکھاتے ہیں - بڑے بڑے ادارے جو حکومت کے ہیں - وہ بھی خسارے میں آتے ہیں -

مسٹر سپیکر - چودھری صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے - اب بیس منٹ چائے کے وقفہ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے - دوبارہ ۱۱-۲۰ پر ایوان کی کارروائی شروع ہوگی -

(اس مرحلہ پر ۱۱ بجکر ۰ منٹ پر ایوان کی کارروائی ۲۰ منٹ کے لئے ملتوی ہو گئی) -

(۱۱ بجکر ۰ منٹ پر دوبارہ ایوان کی کارروائی مسٹر سپیکر کی زیر صدارت شروع ہوئی) -

مسٹر سپیکر - میرے پاس ایک اسٹھ جو کافی طویل ہے اور ہونی بھی چاہئے - میری یہ خواہش ہے کہ آج کی کارروائی ۱-۳۰ بجے تک جاری رہے -

سید کاظم گنی شاہ کرمانی - (ساہیوال) جناب سپیکر - میں سب سے پہلے وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ملک کی ۲۰ سال آزادی کے دوران سب سے پہلے ایک جمہوری پارٹی کے وزیر کی حیثیت سے اس ایوان میں بھٹ بھٹ کیا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا - میں آپ کی اجازت سے عرض کرونگا - کہ صحافی حضرات نے اس وقت ہاؤس کی کارروائی کا بائیکاٹ کر دیا ہے - کیونکہ اپوزیشن کے بچوں پر بیٹونے والے آزادی صحافت کے متعلق اپنا نقطہ نظر بیان کر چکے ہیں - اس لئے ہم ان کی مدد میں ۰ منٹ کے لئے واک اوٹ کرتے ہیں -

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ممبران ہاؤس سے واک اوٹ کر گئے)

سپیکر کاظم علی شاہ کرمانی - جناب والا - اس بجٹ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ دیہاتی عوام جو اس ملک کی آبادی کا ۸۵ فیصد ہیں ان کے لئے زراعت پر صرف ۷۱ کڑور روپے رکھے گئے ہیں - حالانکہ اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو آبپاشی اور زراعت کے لئے ۴۷ کڑور روپے رکھے گئے ہیں - دوسرے شعبے جن میں ہمارا شعبہ تعلیم اور دیگر شعبے آئے ہیں - ان میں سے اب دیہاتوں کو خاصا حصہ میسر آئے گا - جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بجٹ میں دیہات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے - لیکن بجٹ میں ایک کمی نظر آئی ہے - - - - -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - - - - -

سپیکر کاظم علی شاہ کرمانی - جناب والا - رانا صاحب کو شاید بونٹے کی بیماری ہے ان کو اپنی صحت کا خیال ہونا چاہیے -
مسٹر سپیکر - آپ یہ الفاظ واپس لیں -

سپیکر کاظم علی شاہ کرمانی - جناب والا - میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں -

جناب والا - کل انہوں نے ہمارے ایک معزز ممبر کے متعلق مثال دی اور ان کا نام الٹ پلٹ طریقے سے لیا تھا اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کی وساطت سے رانا صاحب کو پنجابی میں ”بھمن“ کہہ دوں - - - - -
مسٹر سپیکر - یہ الفاظ بھی آپ واپس لیں -

سپیکر کاظم علی شاہ کرمانی - جناب والا - میں یہ الفاظ بھی واپس لیتا ہوں -

جناب والا - جب ہم نے رؤسا اور جاگیرداروں کی ناجائز حاصل کی ہوئیں جائدادیں واپس لینے کا پروگرام بنایا - ان کو لمبی لمبی کاروں سے محروم کرنے کا پروگرام بنایا - تو ہم پر کچھ کفر کے فتوے لگائے گئے - لیکن اس ہاؤس میں جو کمشنروں کی کاروں کے متعلق اور دوسرے افسران کی کاروں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ یہ لمبی لمبی برس جو ہیں یہ ناجائز مصرف میں آ رہی ہیں - میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ ان لوگوں نے ۶/۵ ڈویژن یعنی رحیم پور خان سے لیکر اٹک تک لمبے چوڑے

دور دراز علاقوں کے دورے کرنے ہوتے ہیں یہ کاربن ان کی بہتر کارکردگی کے لئے نہایت ہی ضروری ہیں۔

جناب والا۔ ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے ہرانی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ اس میں عوامی ہونے کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا۔ ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اقتصادیات کی چادر میں جو دھبے پھیلی حکومتوں نے لگائے تھے وہ دھو کر صاف کر رہے ہیں۔ کچھ کر لئے اور کچھ باقی ہیں اور آئندہ سال یہ چادر بالکل صاف ہوگی۔ جب ہم اپنے منشور کے مطابق عوام کے سامنے یہ بجٹ پیش کریں گے۔

جناب والا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم غریبوں کے بڑے ہمنوا اور ہمدرد ہیں۔ جناب والا۔ ۱۹۶۵ میں اس ملک پر ایوی امریت مسلط تھی۔ اس وقت غریب ٹیچروں کو پنشن نہیں ملتی تھی۔ دس سال کے بعد ہم نے ان کی پنشن بحال کی ہیں۔ ان کے جو حقوق غصب کئے گئے تھے وہ بحال کئے گئے ہیں۔ اعتراض برائے اعتراض اور ان غریبوں کا گنا دبانے کے لئے ہمیں یہ کہا گیا ہے۔ کہ یہ بھی ایک فضول خرچی ہے۔ یہ ایک ناجائز مصرف ہے۔ جناب والا میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی تو ہم نے یہ پہلا بجٹ پیش کیا ہے اسی پر اتنی چیخ و ہکار ہو رہی ہے۔ میں آپ سب کی خدمت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب آئندہ آگے آگے دیکھنے ہوتا ہے کیا۔ ابھی تو ہم برسراقتدار آئے ہیں۔ جب یہ بجٹ عوامی ہوگا تو انشا اللہ عوامی ہوگا۔ جو لوگ یہاں ہیں ان کی حیثیت سے کوئی بڑا رئیس۔ کوئی بڑا سرمایہ دار اس ملک میں موجود نہیں ہوگا۔ اس ملک کا بچہ بچہ اس پروگرام کو پسند کرے گا۔

یہ ابتدا ہے اسے انتہا نہ کہہ دینا

یہ اب ارتقائے ترقی کی خشت اول ہے

ابھی تو رکھا ہے منزل پہ ہم نے پہلا قدم

ابھی تو دور ہمارا سواد منزل ہے

مہمتر سپیکر۔ رائے میاں خان کھول۔

رائے میاں خان کھول۔ (ساہیوال۔)۔ جناب سپیکر۔ کل سے سالانہ

بجٹ پر عام بحث ہو رہی ہے۔ اس میں میں یہ عرض کرونگا کہ کوئی

فیصلہ جب کیا جاتا ہے تو اس کے مخصوص حالات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ حالات کو نظر انداز کرنے حالات اور واقعات سے چشم پوشی سے کام لینے سے جو فیصلہ ہوتا ہے اس کا صحیح تعین نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال میں عرض کرونگا۔ جیسا کہ ۷ اور ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو ہم کامیاب ہوئے تھے۔ لیکن حالات اور واقعات نے ہمیں یہ چیکہ نصیب نہ کی جس جگہ آج ہم بیٹھے ہیں۔ تو اس طرح میں یہ عرض کرونگا کہ جو واقعات ہیں ان کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ کئی لوگوں نے یہ اعتراض فرمایا کہ آپ نے اتنے عرصے میں کیا کیا ہے۔ اس بارے میں یہ عرض کرونگا اور اس کی تھوڑی سی مثال عرض کرتا ہوں۔ ہماری طرف بینچوں پر بیٹھے ہوئے حضرات نے بھی فرمایا کہ آپ میں اتنی برائیاں ہیں اتنی خرابیاں ہیں۔ میں مثال کے طور پر ان کو یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جس صاحب نے یہ اعتراض فرمایا اگر اس کے گھر کا ایک حصہ کسی مخالف کے قبضہ میں چلا جائے۔ باقی کے حصہ پر بھی مخالف قبضہ کرنا چاہے اور اس کے گھر کے جتنے آدمی ہوں ان میں کچھ آدمی مخالف کے پاس چلے جائیں۔ باقی آدمیوں کے گھروں پر بھوت کا سا ماحول ہو اس گاؤں کا چوہدری بھی مخالف گروپ سے تعلق رکھتا ہو وہ بھی غاصب کی مدد کرتا ہو تو اس وقت اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔ صحیح حالات تو اس وقت سامنے آتے ہیں جب وہ شخص صحیح پوزیشن میں ہو۔

جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ واقعات اور حالات کو پیش نظر رکھ کر ذاتی فیصلہ جو کیا جاتا ہے اس وقت اس کی صحیح اہلیت کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے بعد یہ بجٹ جو پیش ہوا ہے اور جس پر ہم بحث کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی بہت سے بجٹ پیش ہوئے۔ اس بجٹ میں ۴۴ فیصد حصہ دیہاتی عوام کے لئے اور جو شہروں سے باہر لوگ رہتے ہیں ان کے مفاد کے لئے رکھا گیا ہے۔ لیکن پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا واقعات یہ ہیں کہ ۸۰ فیصد دیہات میں آبادی ہے اور ہندوہ فیصد آبادی شہروں میں رہتی ہے۔ اور ۸۰ فیصد لوگ دیہاتوں سے ٹیکس گورنمنٹ کا خرچ چلانے کے لئے دیتے تھے۔ اور تقریباً ۱۰ فیصد یا اس سے کچھ زیادہ شہری لوگ دیتے تھے۔ لیکن اس سے جو مفاد ہوتا تھا وہ اس کے بالکل برعکس ہوا کرتا تھا۔ ۸۰ فیصد لوگ جو اتنا مالیہ دیتے تھے یا اتنے ٹیکس دیتے تھے ان کو مفاد ۱۰ فیصد کا پہنچنا تھا۔ اور جو لوگ ہندوہ فیصد تھے وہ ٹیکس بھی کم دیتے تھے ان کو مفاد

۸۵ فیصد ہونا تھا - تو یہ پہلے بجٹوں کا حال ہوتا تھا - لیکن اس دفعہ معاملہ بڑا مختلف ہے - میں تو یہاں تک عرض کروں گا ہمارے دیہات میں ہم لوگ ۲۴ گھنٹے کام کرتے ہیں دو وقت کی خشک روٹی بھی میسر نہیں آتی اور ہمارے بیوی بچوں کو نہانے کے لئے ایک ماہ بعد بھی دیسی صابن نہیں ملتا - دوسری طرف دیکھا جائے تو شہریوں کی بیویوں کے میک اپ کے سامان پر بہت زیادہ زر مبادلہ ضائع کرنا پڑتا ہے - تو یہ حالت پہلے کی ہے - اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ یہاں پر جو بحث کل سے چل رہی ہے اس میں حزب اختلاف کے حضرات نے ہم پر اتنا الزام لگایا ہے کہ چوبیس سال کے جتنے گناہ تھے وہ ہمارے سر تھوپ دئے گئے ہیں اور ہماری طرف سے یعنی حزب اقتدار کے ممبر ارکان کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ جسے ہم تو بالکل معصوم اور آسانی آدمی ہیں - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میرا فیصلہ اس کے بین بین ہے اور اس کی وجوہات دو ہیں نمبر ایک یہ کہ ہم سے اس اسمبلی کی بلڈنگ کی ٹھنڈک اور لاہور کے پر رونق بازاروں اور سڑکوں سے واپس گاؤں بھی جانا ہے جہاں سے ہم لوگ آئے ہیں - اور اس کے علاوہ سردیوں اور گرمیوں میں ہمیں رزق حلال کی بھی فکر دامن گیر ہے - اس لئے ان کے کرنے میں اپوزیشن میں اور ہماری یعنی حزب اقتدار کی فکر میں تضاد ہے جسے میں ان الفاظ میں عرض کروں گا -

الفاظ و معافی میں تفاوت نہیں ہے لیکن
ملا کی اذان اور مجاہد کی اذان اور

یہ بحث جو پیش کیا گیا ہے اس میں میں صرف یہی عرض کروں گا کہ ہم نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم مالیہ کی کوئی حد مقرر کریں گے اور اس حد پر مالیہ معاف کر دیں گے تاکہ چھوٹے زمیندار خوشحال ہو سکیں - لیکن سارے بجٹ میں اس کا کہیں اشارہ نہیں ملتا - وہ غریب زمیندار جنکی ہم نمائندگی کرتے ہیں وہ زمیندار نہیں جنکی نمائندگی جو کہ بڑے زمیندار کرتے ہیں یا وہ لوگ نہیں جو کاروباری ہیں - ہم اس زمیندار کلاس کی نمائندگی کرتے ہیں جو تین-چار-پانچ-چھ ایکڑ کے مالک ہوتے ہیں - تو اس بجٹ میں اس مسئلے کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا - اور اس غریب زمیندار کو جس کے ساتھ ہم نے مالیہ معافی کا وعدہ کیا ہے اس کو اس سے کچھ مفاد حاصل نہیں ہوا - دوسرے میں عرض کروں گا کہ گندم کی قیمت خرید سترہ روپے من یہاں بیان کی گئی ہے - تقریباً آٹھ کروڑ روپہ گورنمنٹ نے عوام کے بھہود کے لئے

گندم اگانے کے لئے اپنے ذمے لیا ہے۔ سترہ روپے فی من گندم کی قیمت ہے غریب زمیندار کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچے گا۔ میں یہ کہہونگا کہ اس میں بھی کچھ تربیم ہونی چاہیے جیسا کہ وہ غریب کلاس جس کی ہم نمائندگی کرتے ہیں اس کو بھی فائدہ مل جائے۔ چونکہ فی من گندم پر خرچ بہت زیادہ آتا ہے۔

(نمبر ہائے تعین)

پھدوری طالب حسین (لائبریری)۔ جناب والا۔ آج اس ایوان میں کنونشن لیگ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ آج جو شادابی اس ملک میں نظر آ رہی ہے وہ صرف کنونشن لیگ کی وجہ سے آ رہی ہے۔ اور یہ تمام صنعتیں اس کی وجہ سے نظر آ رہی ہیں۔ کیا یہ اس ہاؤس کو بتا سکتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت کا گلا کس نے گھونٹا؟ وہ بھی کنونشن لیگ ہی نے گھونٹا تھا اور مزدوروں نے جو ہڑتالیں کی تھیں وہ بھی انہی کی وجہ سے ہوئی تھیں۔ عوام کے حقوق کو انہوں نے ہی غصب کیا جس کا نتیجہ سقوط ڈھاکہ کی شکل میں ظہور پذیر ہوا۔ میں ان سے یہ بھی توقع رکھتا تھا کہ جب وہ نہری پانی کی کسی نئے سلسلے میں بات کر رہے تھے تو وہ اس بات کا بھی ذکر کر دیتے کہ یہ نہری پانی کی کمی انڈس بیسن ٹریٹی کی وجہ سے ہوئی تھی جو کنونشن لیگ کے دور حکومت میں ظہور پذیر ہوا تھا۔ جناب والا۔ ہمارے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی کے منشور کی جھلک اس بیچٹ میں نظر نہیں آتی جو آج اس ایوان میں زیر بحث ہے۔ مشکل یہ ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کے اس فلسفہ کی روح کو نہیں جانتے جو اس کے منشور کا ایک حصہ ہے لیکن پیپلز پارٹی کوئی گلہ نہیں دیتی۔ کیونکہ اس کی مثالیں موجود ہیں جس وقت پیپلز پارٹی کو اقتدار منتقل کیا گیا تھا اس وقت کی سیاسی اور اقتصادی حالت سب پر عیاں ہے۔ پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے کے بعد یہاں سرمایہ دار، جاگیردار اور نوکر شاہی اور تعزیر پسند عناصر نے ایسے حالات پیدا کر دیئے اور ایک ایسا سیاسی بحران پیدا ہوا کہ سوائے صدر مملکت کے اس صوبے کو اور کوئی اس بحران سے نہیں نکال سکتا تھا۔ جناب والا۔ یہ ذوالفقار علی بھٹو ہی کی فراست سیاسی بیداری اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے کہ آج یہ ملک بحران سے باہر آچکا ہے۔

جناب والا۔ جب بھی ایسے حالات پیدا ہوئے جس میں قومی بقا کا مسئلہ درپیش ہوا تو قدرتی طور پر ایک محب وطن شہری یہ نہیں

کریکا کہ قومی بقا کے نام پر اندرونی مخالفت سے ان غریب عوام کا خون چوستا رہے۔ میں ان کی توجہ کے لئے یہ عرض کر دوں کہ "Soviet Russia" نے ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد جب کہ تین چار سال گزر چکے تھے کہ اس وقت لینن نے Imperialist powers کو offer دی کہ cease fire کرے۔ نہ صرف یہ بلکہ ۱۹۲۱-۱۹۲۰ء میں انہیں تین رہائشوں تک دینا ضروری سمجھا۔ اور شمالی جنگلات، سائبریا کے جنگلات mineral resources اور زمینیں تک دیں۔ اس لئے کہ قومی بقا کے لئے اقتصادی ترقی کو تعجیل دینا تھا لیکن کچھ عوام نام نہاد ترقی پسندوں نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ لینن جو ان کے خلاف نعرہ لگاتا تھا ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے خلاف لڑائی لڑتا تھا آج انہی کو یہ رعائتیں دینے کیلئے تیار ہو گیا ہے۔ اس لئے شاید وہ اس اصول کی لائن کو چھوڑ گیا ہے لیکن لینن کی فہم و فراست اس بات کو سمجھتی تھی کہ قومی بقا کے لئے ایسے حالات قوموں کی زندگی میں پیدا ہوتے ہیں جب کہ ان طاقتوں کو بھی ساتھ ملانے کے لئے ایسی رعائتیں دینی پڑتی ہیں۔ اسی طرح چین کی زندگی میں بھی یہ حالات پیدا ہوئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جاپان کے حملے کے بعد اسی ماؤزے تنگ نے چیانگ کائی شاک کے ساتھ مل کر جاپان کا مقابلہ کیا۔ حالانکہ اس وقت تک وہ چیانگ کائی شاک کے خلاف لڑائی لڑتا رہا تھا۔ اس لئے قومی بقا کے لئے اس ملک میں یا کسی اور ملک میں جہاں بھی ترقی پسند کی تحریک چلے گی وہ تحریک تبھی چل سکتی ہے جب حالات کو سازگار کیا جائے۔ بعینہ جیکہ اس ملک میں ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ تو پیپلز پارٹی یہ خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی۔ کہ وہ قومی بقا کی خاطر ایسی اصلاحات نافذ کرے یا اس چیز پر اس حد تک عمل کرے کہ قومی بقا خطرے میں پڑ جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کے ہو منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

چودھری ڈاباب حسین۔ جناب والا۔ اس بجٹ کے سلسلے میں یہ تنقید بھی کی گئی ہے کہ وزراء کے لئے اخراجات بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اور یہ طابنہ دیا گیا تھا کہ مغربی پاکستان میں پہلے ۸ وزراء ہوا کرتے تھے اور اب ۱۰ ہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرونگا کہ کنونشن لیگ کے دور حکومت میں وزراء کی ضرورت

کیا تھی اس وقت تو سیکرٹری وزیر ہوا کرتے تھے اس وقت وزراء کے اختیارات کیا تھے - وہ اسمبلی اور پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ تک نہیں تھے - عوامی اور جمہوری حکومت میں وزراء کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور ان پر اخراجات بھی ہوا کرتے ہیں - اس لئے کہ انہوں نے عوام کے مسائل حل کرنے ہوتے ہیں -

جناب والا - اس کے بعد میں وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے کے اس بجٹ کا ذکر کرونگا جس میں انہوں نے دو اڑھائی کروڑ کے قریب خسارہ دکھایا ہے - یہ کوئی نئی بات نہیں ہے - خسارہ ہوا ہی کرتا ہے - لیکن اس میں منفرد چیز یہ ہے کہ آج تک کسی وزیر خزانہ نے اس دلیری کے ساتھ بجٹ پیش نہیں کیا کہ محکمے کے اخراجات میں کمی کر کے اس خسارہ کو پورا کیا جائے - پہلے ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ بجٹ کی کمی کو پورا کرنے کیلئے نئے نئے ٹیکس لگائے گئے اور اقتصادیات کے ماہرین یہ جانتے ہیں کہ جو بھی خسارے کا بجٹ ہوگا اس میں ہمیشہ یہی کیا جائے گا - کیونکہ خسارے کا بجٹ ایک ترقی پذیر بجٹ ہوتا ہے لیکن کبھی منافع کا بجٹ جو ہے وہ ترقی کی طرف قدم نہیں ہوتا - یہ پہلا بجٹ ہے - جو خسارے کا بجٹ کہلاتا ہے - اور یہ ترقی کی طرف ایک پہلے قدم کے طور پر اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے - ان حالات میں پیپلز پارٹی کی حکومت پر یہ گلہ نہیں کیا جاسکتا کہ گورنمنٹ اخراجات بڑھا رہی ہے بلکہ اس خسارے کے بجٹ کو جس طرح پورا کیا جا رہا ہے اچھے دیکھنے کے بعد ان کا اطمینان ہو جانا چاہئے تھا کہ گورنمنٹ اخراجات میں کمی کرنا چاہتی ہے - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں

مسٹر سپیکر - راؤ محمد افضل خان -

راؤ محمد افضل خان - (ساہیوال - ۱۰) - جناب سپیکر - میں جناب محمد حنیف رامے صاحب وزیر خزانہ کو جس شاطرانہ انداز میں یہ بجٹ ہاؤس میں پیش کیا ہے داد دینے بغیر نہیں رہ سکتا - جناب والا - انہوں نے اپنے علم و فراست کے زور سے ایک سعی لاحاصل کی ہے کہ اس صوبے کے غریب عوام کو یہ نازت گر سکیں کہ یہ واقعی ایک عوامی اور نلاحی بجٹ ہے -

جناب والا - میں آپکی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ حالیہ جنگ کے دوران تقریباً سات سو دیہات پر مشتمل افراد بے گھر ہوئے۔ مگر ان کے لئے صرف پانچ کروڑ سات لاکھ روپے کی رقم مخصوص کی گئی اور بہت سی چیزیں ظاہر کی گئی ہیں جو کہ انہیں ملی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ۱۹۶۵ء کی جنگ میں صرف ۱۶۵ دیہات متاثر ہوئے اور ان کے لئے ۱۰ کروڑ ۱۷ لاکھ روپیہ مخصوص کیا گیا۔ اس سے اندزہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ واقعی عوامی بچٹ ہے جبکہ اس علاقے کے عوام در بدر دھکے کھاتے بھر رہے ہیں۔ ان کے پاس نہ رہنے کے لئے کوئی جھونپڑی ہے نہ کھانے کے لئے ان کے پاس گندم ہے۔ میرے خیال میں موجودہ حکومت قطعی طور پر اس کام میں ناکام رہی ہے ان کی آباد کاری اور ان کی خوردونوش کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کوئی تسلی بخش قدم نہیں اٹھایا گیا اور مجھے ڈر ہے کہ آئندہ اگر حکومت ہندوستان سے فیصلہ ہو جائے اور اس علاقے کی آباد کاری کیلئے اتنی حقیر رقم ان سات سو دیہات کے لوگوں میں تقسیم کی جائے تو فی کس صرف ۳۰ روپے ان کے حصے میں آتے ہیں۔ کیا اتنی حقیر رقم سے ان کی آباد کاری ہو سکے گی۔

جناب والا - دوسرے میں آپکی وساطت سے عرض کرونگا کہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کے دوران یہ ارشاد فرمایا کہ بازار سونا اگلتے ہیں۔ دیہاتی گلیاں جن سے میرا بھی واسطہ ہے ان سے بھی انہوں نے بڑی محبت اور ہمدردانہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ میں جناب کی توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بازاروں نے کبھی سونا نہیں اگلا بلکہ بازاروں نے ہمیشہ سونا نگلا ہے۔ اور ہمیشہ وہ دیہاتی ان زمینوں سے جن پر کاشت کار اور وہاں کے رہنے والے اپنا وہ سرمایہ لگاتے ہیں جو پستی کی شکل بن کر جذب ہوتا ہے سونا اگلواتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - صرف زراعت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے اس صوبے کی معیشت میں تغیر و تبدل لایا جا سکتا ہے۔ انقلاب لایا

جا سکتا ہے۔ میں اس انقلاب کی طرف اشارہ نہیں کر رہا جس کے متعلق میرے ایک معزز ساتھی جناب عبدالقیوم بٹ صاحب نے فرمایا ہے۔ میں خونی انقلاب کا حامی نہیں ہوں۔ میں بالکل جمہوری طریقہ سے اور زرعی طریقہ کار اور صنعتی طریقہ کار کو بروئے کار لاتے ہوئے جو انقلاب لایا جائے میں اسکا حامی ہوں۔

جناب والا۔ میں آپکی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ ۷۱-۱۹۷۰ء میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ ایکڑ گندم کے لئے رقبہ زیر کاشت لایا گیا۔ اور ۷۲-۱۹۷۱ء میں ایک کروڑ چھ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر کاشت لایا گیا۔ اس میں کمی کی گئی ہے۔ ہمیں آگے بڑھنا ہے ہمیں تو غلے کی ضرورت کو پورا کرنا ہے۔ اس کمی کی وجہ کیا ہے؟ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمیں زمین پانی اور بیج کی ضرورت ہے۔

جناب والا۔ میں آپ کی توسط سے وزیر آبپاشی کی توجہ اس طرف مبذول کراؤنگا کہ عرصہ ۱۷ یوم سے ان کے نوٹس میں یہ چیز لائی جا رہی ہے ان کے محکمہ کی طرف سے کہ تقریباً پچیس ہزار کیوسک سے لے کر تیس ہزار کیوسک تک دریائے سندھ کا پانی بحیرہ عرب میں ڈالا جا رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آج تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ اور میں اس معزز ایوان کے فلور پر کھڑا ہو کر یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ اعداد و شمار نکال کر دیکھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ میں سببی بر حقیقت بیان دے رہا ہوں۔ اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا کیونکہ یہ ایک عوامی حکومت ہے اسے روز مرہ کے جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ کسی طرف تالا بندیوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ کسی کو ہڑتال کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو کسی کو گھیراؤ جلاؤ کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ یہ کس قدر توجہ دے رہے ہیں کہاس کا موسم سر پر آیا ہوا ہے۔ کہاس کی کاشت جاری ہے لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے کہاس کی کاشت میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

جناب والا۔ ملتان ڈویژن اور بہاول پور ڈویژن کے اندر اس وقت تک صرف ۲۵ فیصد کہاس کاشت کی گئی ہے۔ یہ اور

بات ہے کہ انکا محکمہ کوئی اور اعداد و شمار پیش کرے مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ملتان ڈویژن صوبہ پنجاب میں ۵۰ فی صد کہاس پیدا کرتا ہے۔ اس کے اندر اس وقت صرف ۲۰ فی صد تک کہاس کاشت ہو چکی ہے۔

جناب والا۔ یہاں میں ایک اور بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ۸۳ کروڑ روپے کی کثیر رقم سابقہ حکومت نے چشمہ بیراج کی نہروں کے لیے خرچ کی۔ جناب سپیکر اندازہ فرمائیے کہ ۸۳ کروڑ روپے کی کثیر رقم کس چیز پر خرچ کی گئی۔ آج وہ جہلم چشمہ لنک بالکل خشک پڑی ہوئی ہیں اور اس کے نتیجے کے طور پر بہاول پور اور ملتان کے ڈویژن جو بالکل سر سبز و شاداب آپ کو نظر آیا کرتے تھے میرے خیال کے مطابق وہ بالکل بے آباد پڑے ہوئے ہیں اور کہاس کاشت نہیں ہو سکی۔ جناب والا۔ یہاں میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھوں گا کہ ابھی ابھی میرے ایک معزز دوست نے فرمایا کہ سابقہ حکومتوں نے دریاؤں کو ہندوستان کے ہاتھ فروخت کر ڈالا ہے۔ میں آپکے توسط سے ان کے علم میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۶۰ء میں جو معاہدہ کیا گیا تھا اور دریائے سندھ کو قبول کر کے باقی تین دریاؤں کو جو چھوڑا گیا تھا اس معاہدے پر قائد عوام کے دستخط موجود ہیں۔ یہ میں نے آپکے توسل سے صرف ان کی اطلاع کے لیے عرض کیا ہے۔ میں سوال و جواب میں نہیں جانا چاہتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ پنجاب سے کل کہاس جو برآمد کی گئی اس کا ۵۷ فی صد ہم نے پیدا کیا۔ اس سال مغربی پاکستان میں کل ۴۰ لاکھ اور ۱۷۷ ہزار کے قریب روئی کی گانٹھیں پیدا ہوئیں جس میں سے ۲۹ لاکھ اور ۷۶ ہزار گانٹھیں پنجاب نے پیدا کی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زرمبادلہ جو کمایا گیا وہ صرف پنجاب نے کمایا ہے اور واحد کہاس ہی ایک ایسی فصل ہے جس سے ہم زرمبادلہ کما سکتے ہیں تو کیا موجودہ حکومت نے آئندہ یہ سوچ لیا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ اگر ہمیں پانی نہ ملا تو وہ زرمبادلہ کا بندوبست کس طریقے سے کر سکے گی۔ جناب والا میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی نئی صنعت لگائی جائے تو حکومت اس پر پانچ سال یا ۲ سال یا ۳ سال کے لیے ٹیکس معاف کر دیتی ہے۔ کاشتکاروں کے ساتھ

یہ ظلم کیوں کیا جاتا ہے کہ وہ زرعی انقلاب لاتے ہیں وہ زرمبادلہ کھاتے ہیں۔ ۸۰ فی صد دھان ہم کاشت کرتے ہیں تو ہمارے ہاں ان غریب عوام جو دھان اور کھاس کاشت کرنے والے ہیں۔ ان کی چوٹی سے ایڑی تک بسینہ بہتا ہوتا ہے۔ ان کے لیٹے یہ ۹ کروڑ روپیے کی رقم چو بتائی جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ قطعی ناکافی ہے اور انکو کوئی رعایت نہیں دی گئی۔ اب جب کہ ۱۳۳ فیصد روپیے کی قیمت گر چکی ہے اس کے بعد اس رقم کا اگر حساب لگا کر دیکھا جائے تو زراعت کے حصے میں کتنی رقم آئے گی۔ جناب والا ہمیں گندم کی کاشت کے لیٹے سب سے زیادہ فاسفیٹ کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کے اندر جتنے بھی کارخانہ جات ہیں ان کے اندر صرف نائٹریٹ پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ صحیح دن رات کام کریں تو اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ وہ دو تہائی ہمارے ملک کی جو مانگ ہے اس کو پورا کر سکتے ہیں۔ مگر گندم کی پیداوار کے سلسلے میں اضافہ کرنے کے لیٹے فاسفیٹ چاہیے۔ آج تک حکومت نے اس کا بندوبست نہیں کیا۔ کوئی کارخانہ نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو وہ صرف ایک فیصد فاسفیٹ پیدا کرتا ہے جو شاید ہی ہمارے ملک کی ضرورت کو پورا کر سکے۔ جناب والا مجھے کل اطلاع ملی ہے کہ روپے کی قیمت گرنے کی وجہ سے کارخانہ داروں نے کھاد کو روک لیا ہے۔ بازار میں کھاد نہیں مل رہی۔ وہ یہ چاہ رہے ہیں کہ چونکہ روپے کی قیمت گر چکی ہے اس لیٹے ہمیں یہ کھاد جو ۲۰ سے ۳۲ روپے فی بوری مل رہی ہے وہ چالیس یا پچاس روپے فی بوری بیچنے کی اجازت دی جائے۔ اور حکومت کی طرف سے تا حال اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکا۔ سب سے بڑی ضرورت جو کپاس کے لیٹے ہمیں ہے وہ جرم کش ادویات کی ہے۔ جناب والا۔ اس عوامی حکومت نے وہ ادویات جو کراچی میں موجود بڑی ہیں صرف اس لیٹے پنجاب نہیں کو دی ہیں کہ وہ اس کی قیمت کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ آپا وہ devaluation کے ریٹ پر زمینداروں کو مہیا کرے یا پہلے کی قیمت پر وہ مہیا کرے۔ اس طریقے سے جناب والا حکومت پنجاب کے پاس لاکھوں فٹ پائپ پڑا ہوا ہے جو ہم زمینداروں کو دے کر ٹیوب ویل لگا سکتے ہیں کھیتی باڑی میں اضافہ کر سکتے ہیں مگر موجودہ عوامی حکومت نے اس لاکھوں فٹ پائپ کو صرف گوداموں کی زینت بنایا ہوا ہے

جناب والا - میں آپکے توسل سے ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ اور سرحد زر مبادلہ ہمارے مقابلے میں بہت کم کماتے ہیں لیکن میں وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر آپ کے صوبے کی نسبت نصف قیمت پر ادویات مل رہی ہیں کیا وجہ ہے کہ پنجاب کے اندر آپ نے ادویات کی قیمتیں اتنی اونچی کی ہوئی ہیں - کیا یہ ہمیں اس کا عوض مل رہا ہے کہ ہم آپکو ۷۷ فی صد زر مبادلہ کما کے دے رہے ہیں -

جناب والا - میں اب اپنے علاقے کی کچھ معروضات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا - جناب والا دیہال پور تحصیل ایک پسماندہ تحصیل ہے اس میں شبہ نہیں کہ جس ضلع سے میں تعلق رکھتا ہوں اللہ کے فضل و کرم سے وہ ایک ترقی یافتہ ضلع ہے مگر دیہال پور اور پاک پتن دو تحصیلیں ایسی ہیں جو پسماندہ ہیں - جناب والا حجرہ شاہ مقیم میں ۱۹۶۸ء کے اندر ایک گرلز ہائی سکول قائم ہوا تھا جس کی عمارت آج تک حکومت کی طرف سے نہیں بنائی گئی ہے - میں جناب کے توسل سے وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ نوٹ فرمائیں کہ اہالیان حجرہ شاہ مقیم نے ۸ ایکڑ زمین جس کی ۶ لاکھ قیمت بنتی ہے وہ ۱۹۶۵ء سے سکول کے نام انتقال کرا دی ہے مگر بلڈنگ تا حال نہیں بنی - جناب والا اس طریقہ سے تمام تحصیل جس کی آبادی پانچ لاکھ پر مشتمل ہے اس میں ایک ہسپتال ہے جو ۱۸۷۲ء میں غالباً تعمیر کیا گیا تھا - میں جناب وزیر صحت کی توجہ اسکی خستہ حالی کی طرف آپ کے توسل سے دلانا چاہتا ہوں - جناب والا میں میونسپل کمیٹی اوکاڑہ کے متعلق بھی یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میونسپل کمیٹی اوکاڑہ پر ایک ڈگری کالج اور ایک ہسپتال کا خرچہ پڑا ہوا ہے - جناب وزیر بلدیات اس وقت ہاؤس میں موجودہ نہیں ہیں میں آپ کے توسل سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اوکاڑہ میونسپل کمیٹی تقریباً ۱۰ لاکھ روپے کے اس قسم کے اخراجات برداشت کر رہی ہے جو کہ گورنمنٹ کو برداشت کرنے چاہیں - میں ان معروضات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

میاں عبدالروف - (بہاول نگر -) جناب والا - اس معزز ایوان میں جو بحث کل سے چل رہی ہے یہ بجٹ پر بحث - جب کہ

وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے صاحب نے بجٹ پیش کیا تو ان کی ابتدائی تقریر میں ہم نے دیکھا ہے کہ ان کے ہر لفظ سے ایسی بات ظاہر ہو رہی ہے جس سے وہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ وزیر خزانہ چاہتے تھے وہ نہ کر پائے۔ اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حالات کچھ اس قسم کے ہیں کہ جیسا بجٹ ان کے خیال میں تیار ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہو سکا۔ آپ جیسا کہ جانتے ہیں کہ جنگ کے نتیجہ میں سقوط ڈھاکہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ملک کی حالت وگرگوں ہو گئی ہے۔ آپ ایک چھوٹی سی مثال لیجیے جو لوگ بے گھر ہوئے ہیں ان کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے۔ اس طریقہ سے جنگ کے دنوں میں کچھ فیکٹریاں تباہ ہو گئیں وہ بھی بند پڑی ہیں کچھ فیکٹریاں ایسی تھیں جن کے لئے خام مال مشرقی پاکستان سے آیا کرتا تھا وہ بھی بند پڑی ہیں۔ ایسے حالات میں جب کہ مختلف فیکٹریاں مختلف جگہوں پر بند پڑی ہوں اور مختلف لوگ پریشانیوں میں مبتلا ہوں اور حالات بھی اس قسم کے ہوں کہ خسارہ پر خسارہ آتا ہو تو ایسے حالات میں بہت اچھا بجٹ جیسا کہ جناب وزیر خزانہ چاہتے تھے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم انہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے۔ جس پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اب تک عوامی بجٹ پیش کیا ہے۔ انہوں نے کسی ٹیکس کو نہیں بڑھا یا یہ بجٹ اس لحاظ سے بھی عوامی ہے کہ عوام پر کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا گیا۔ اور اس وجہ سے ہم جناب سیکر صاحب کے توسط سے ایوزیشن کے ممبران سے عرض کرتے ہیں کہ توجہ گری کی بجائے وہ داد دہن میں عرض کروں گا کہ کل بجٹ ایک ارب پنتالیس کروڑ کا ہے۔ اس میں تقریباً ۷۸ کروڑ روپیہ ترقیاتی منصوبوں کے لئے رکھا گیا ہے۔ اتنے بجٹ میں اتنی بڑی رقم پہلے تو رکھی بھی نہیں رکھی گئی تھی۔ اتنی رقم رکھنے کے باوجود اگر یہ ترقیاتی بجٹ نہیں ہے تو پھر اور کونسا بجٹ عوامی ہو سکتا ہے۔ ترقیاتی منصوبوں کے لئے زیادہ جو رقم رکھی گئی ہے وہ زراعت کے محکمہ کے متعلق ہے۔ دیہات کے لوگوں کے لئے تقریباً ۳۳ فی صد رقم رکھی گئی ہے۔ جو دیہاتی سکیموں پر خرچ ہوگی اس طرح سے دیہی لوگ جو تعداد میں زیادہ ہیں ان کی فلاح و بہبود کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اگر یہ عوامی بجٹ نہیں ہے

تو اور گونسا ہو سکتا ہے۔ تعلیم پر ترقیاتی تعلیمی بجٹ میں ۱۹۷۰-۷۱ میں ۱۲۵۰ کروڑ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے جبکہ ۱۹۷۱-۷۲ میں صرف ۶۲۵ کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا۔ یہ اس سے دوگنا ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ بجٹ ایک انقلابی بجٹ ہے اور عوامی اسکولوں کے عین مطابق ہے۔ پھر جناب والا۔ ہانی کا مسئلہ دیہاتی عوام کے لیئے زیادہ اہم مسئلہ ہوتا ہے۔ اس کے لیئے بجٹ میں پندرہ کروڑ روپیہ رکھا گیا پہلے بجٹ میں اڑھائی کروڑ رکھا گیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ بجٹ بھی ترقیاتی بجٹ ہے۔ اس لیئے میں کہتا ہوں کہ دیہات کے لوگوں کو براہ راست فائدہ پہنچنے کا اور اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچنے کا یہ بالکل فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس بجٹ کو بھی اگر حزب اختلاف کے اراکین کہتے ہیں کہ یہ خسارے کا بجٹ ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ یہ بات بے جا کہہ رہے ہیں۔

جناب والا۔ میں بہاول پور سے تعلق رکھتا ہوں تو بہاول پور کے کچھ مسائل بھی ہیں اور بہاول پور کی کچھ باتیں ہیں جو منظر عام پر لانا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے دوست کچھ اس لحاظ سے بہاول پور کی نمائندگی کر رہے ہیں جیسا کہ وہ ایک علیحدہ صوبہ ہے۔ یا اس کو علیحدہ نمائندگی دی جائے۔ میں اپنے دوستوں کو آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ بہاول پور کی ڈویژن جو ہے وہ کسی لحاظ سے بھی نظر انداز نہیں رہی۔ وہاں پر ہمیشہ تقریباً اس کی آمدنی کے مطابق بلکہ کچھ زیادہ ہی بجٹ دیا جاتا رہا ہے۔

ایک معزز رکن۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ بہاول پور کے صوبہ کا جو ذکر کر رہے ہیں۔ کل اس کے اوپر آپ نے رولنگ فرمائی تھی.....

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

پندرہ رکن۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ کل آپ نے رولنگ دی تھی کہ ہر شخص اپنی تقریر میں جو بھی چاہے ہوائنٹ اٹھا سکتا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مہیاں سیدالمرتف - بہاولپور کو جو نمائندگی ملی ہے۔ اس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے کچھ اضلاع ایسے ہیں جن کی نمائندگی اتنی ہتی ہے۔ یعنی ایک ضلع کی نمائندگی بہاولپور ڈویژن کے برابر ہے۔

چوہدری اعوان اللہ لک - میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ کیا بہاولپور کا لفظ صوبہ کے طور پر زیر بحث لایا جا سکتا ہے یا نہیں لایا جا سکتا ہے۔

مسٹر گپٹی سپیکر - بہاولپور کے صوبے کا جنرل بحث میں ذکر ہو رہا ہے۔ اس کے اوپر کوئی ہوائنٹ آف آرڈر کسی طرف سے نہیں raise ہو سکتا ہے۔

وزیر قاضی و پیارلہ پھاشی امور - جناب والا - کل سپیکر صاحب نے اس بارے میں ایک رولنگ دی تھی کہ بہاولپور کے صوبہ کے بارے میں اس معزز ایوان میں کوئی بات نہیں لائی جا سکتی۔ کیونکہ بہاولپور نہ کبھی پہلے صوبہ تھا اور نہ اب ہے۔ اس ایوان میں یہ discuss نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس کو صوبہ بنا یا جائے یا نہ بنا یا جائے۔ اس لئے رولنگ واضح ہے کہ بہاولپور صوبہ کے بارے میں - حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کی طرف سے کوئی بحث نہیں کی جا سکتی۔

خان ایوب سید اللہ خان روڈی - ہوائنٹ آف آرڈر - میرے فاضل وزیر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے متعلق میرا تاثر یہ ہے کہ انہوں نے ایک رولنگ دے دی ہے۔

حضور والا - آپ کی رولنگ کو چیلنج کرنا میں پہلے ہی جناب کے نوٹس میں لا چکا ہوں کہ اس ایوان کی توہین ہے۔ جناب مسٹر صاحب نے بلا وجہ دو صوبے بنانے کیلئے کوشش کی ہے یہاں صوبے کی بحث نہیں ہو رہی۔ ہم نے جو ہوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا وہ آپ نے رد کر دیا تھا۔ اور اب انہوں نے دوبارہ شروع کر دیا ہے۔

مسٹر گپٹی سپیکر - میں نے آپ کا ہوائنٹ لوٹ کر لیا ہے۔ جو سپیکر صاحب نے کل رولنگ دی تھی وہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ درست ہے اور اس پر اگر مزید بات ہوگی تو ان کی موجودگی میں کی جائے گی۔ یز میں اس کے متعلق واضح طور پر کہہ دیتا ہوں کہ جہاں تک بہاولپور کے علاقے کا تعلق ہے بحث کی عام بحث

میں اس پر تو بحث ہو سکتی ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن بہاولپور کے ساتھ لفظ ”صوبہ“ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ نہ کبھی ماضی میں صوبہ تھا اور نہ آج ہے۔ (زمرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد—**Point of explanation, Sir**۔ سیری گزارش یہ ہے کہ سپیکر صاحب نے کل جو رولنگ دی تھی اس کا خلاصہ یہ تھا۔ اس کے مضمرات یہ تھے کہ فاضل ممبر نے ”صوبہ بہاولپور“ کہا۔ اور اس ملک میں اس وقت کوئی ”صوبہ بہاولپور“ موجود نہیں۔ اس لئے انہوں نے رولنگ دی کہ بحث کرنے وقت ”صوبہ بہاولپور“ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اس آئین کے اندر۔ ان رولز کے اندر جو ہمارے سامنے موجود ہیں کوئی پابندی اس بات کی نہیں ہے کہ اگر اس پلیٹ فارم سے آئین بنانے والوں کو یہ درخواست کی جائے کہ بہاولپور کے عوام کی آواز یہ ہے کہ وہ الگ صوبہ چاہتے ہیں۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ آئین بھی دیکھیں سپیکر صاحب نے کب اس پر رولنگ دی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ میں نے واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ آپ تقریر کرتے وقت کسی بھی علاقے کا ذکر کر سکتے ہیں لیکن کسی علاقے کو آپ صوبہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ پنجاب میں کوئی اور صوبہ موجود نہیں ہے۔ یہ بالکل واضح ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اب کوئی ابہام نہیں رہ گیا۔

Minister for Food and Co-operation—**Point of privilege Sir**, The ruling by Mr. Speaker was given on the point of order that I had raised, and here a statement has been made by the Leader of Opposition which is palpably incorrect. I suggest that it should be withdrawn.

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ علامہ صاحب آپ نے کل کی رولنگ کے متعلق جو ابھی ذکر کیا ہے اس پر اعتراض ہے کہ آپ نے غلط واقعات بیان کئے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں اس ماؤس میں موجود تھا جب یہ واقعہ ہوا۔ میں نے وہ تقریر سنی اس پر جناب وزیر مالیات صاحب کا اعتراض سنا اور اس پر رولنگ سنی۔ میں نے کیا خلاف واقعہ بات کی ہے جس کے میں الفاظ واپس لوں۔ اپنے حلقہ انتخاب کی طرف سے وہ

اظہار کرنا میرے حلقہ انتخاب کے لوگوں کا mandate یہ ہے اور میں اس بلٹ فارم سے یہ مطالبہ کرتا ہوں۔ یہ استدعا کرتا ہوں کہ بہاولپور کو الگ صوبے کی حیثیت دی جائے اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے اور میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں۔ سپیکر صاحب کا رولنگ میری اس گزارش پر حاوی نہیں ہونا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر—آپ تشریف رکھیں۔ کاردار صاحب آپ ذرا وضیح کر دیں ان کی تقریر کا کونسا حصہ درست نہیں ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب بہتر ہوگا کہ پہلے آپ سپیکر صاحب کی رولنگ پڑھ دیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر—میں نے اس رولنگ کو وضیح کر دیا ہے۔ میں نے اس رولنگ پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ اب یہاں پر بحث صرف پوائنٹ آف پروبلیم پر ہے

وزیر خوراک و امداد بھابی—میرا نکتہ استحقاق یہ ہے کہ کل صاف صاف الفاظ میں سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی تھی کہ اس ایوان میں نئے صوبے کا جیسا کہ دو تین طرف سے بہاولپور کو صوبہ کہا گیا ذکر کرنا آئین کی رو سے درست نہیں ہے اس کو یہاں ایوان میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس پر میں نے نکتہ استحقاق پیش کیا تاہم پھر اس پر انہوں نے غلط بیانی کی ہے۔ کیونکہ صاف طور پر رولنگ اس بات پر تھی کہ صوبے کے معاملے میں کوئی نکتہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب والا۔ میں آپکی اجازت سے پھر اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ انہوں نے اس لفظی ترکیب پر اعتراض فرمایا تھا کہ صوبہ بہاولپور کے نام کا کوئی صوبہ اس وقت موجود نہیں۔ اس لئے بہاولپور کو صوبہ بہاولپور سے تعبیر کرنا غلط ہے۔ اس طرح آئندہ نہ کیا جائے۔ میں اس پر پابند ہوں میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت صوبہ بہاولپور کے نام سے کوئی صوبہ اس ملک کے اندر موجود نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر—تو یہ بات واضح ہو گئی ہے۔

وزیر خوراک و امداد باہمی۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ میں نے جو حلف بحیثیت ممبر پنجاب اسمبلی اٹھایا تھا۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے۔

“And that I will preserve, protect and defend the Islamic Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.”

اور اس کے نیچے صرف چار صوبے ہیں پنجویں صوبے کا ذکر نہیں ہے اور اس ہوائنٹ کے اوپر رولنگ دی گئی تھی کہ کوئی اس قسم کا مطالبہ نئے صوبے کے متعلق نہیں کہا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ پاکستان میں پانچ صوبے ہیں اور کاردار صاحب نے چار صوبے کہے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ذرا اس نکتہ کو سمجھ لینے دیجئے۔ کاردار صاحب اس کی مزید وضاحت کر دیں کہ اس ایوان میں یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Point of Explanation, Sir.

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ میں نے ہر طرف سے پوری بحث سن لی ہے۔ میں اس نکتے کو پھر سے واضح کئے دیتا ہوں کہ رولنگ یہ تھی کہ اس ایوان میں بہاولپور کے علاقائی مسائل پر و بحث ہو سکتی ہے لیکن کوئی بھی معزز رکن لفظ ”صوبہ“ استعمال نہیں کرے گا یہ بالکل واضح ہے۔

مہیاں منظر احمد موہل۔ جناب والا۔ Point of Explanation پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ - - - -

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ وہ کس بات پر ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ Point of Explanation کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

وزیر خزانہ۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ رولنگ دی جا چکی ہے اس موضوع پر مزید بحث نہیں کی جا سکتی۔ اب اس بحث کو ختم کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)۔

مسٹر منگت اکبر منہاس۔ جناب والا۔ اس سے بیشتر انہوں نے جو بیان دیا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ سپیکر صاحب نے کل ہی یہ رولنگ دی تھی۔

مسٹر ڈیپٹی سپیکر۔ ہم نے اب یہ بحث ختم کر دی ہے۔

مسٹر منگت اکبر منہاس۔ جناب والا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے صرف یہ الفاظ استعمال نہیں کئے تھے کہ بہاولپور کا اب کوئی صوبہ نہیں بلکہ یہ بھی کہا تھا کہ بہاولپور پہلے بھی کوئی صوبہ نہیں بلکہ یہ بھی کہا تھا کہ بہاولپور پہلے بھی کوئی صوبہ نہیں تھا۔

مسٹر ڈیپٹی سپیکر۔ اس مسئلہ پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ کل بھی ہوئی تھی اور آج بھی ہوئی ہے اس پر اب کل والی رولنگ کو دہرا دیا گیا ہے۔ اب اس پر مزید بحث نہیں ہوگی۔ میں میاں عبدالرؤف صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ ان کے اہل دو منٹ باقی ہیں۔

خان اہمر عبداللہ خان روڈی۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ میرے فاضل منسٹر صاحب نے چار صوبے کہے ہیں۔ شاید ان کو مشرقی پاکستان بھول گیا ہے۔ اس لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ ہمارے جذبے کی توہین ہے۔ وہ اپنے لفظ واپس لیں اور دوبارہ پورے پانچ صوبوں کے گن کر نام لیں۔

سید قابیض اوری۔ جناب۔ میں وزیر خوراک کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عبوری دستور میں نہ کسی صوبے کا نام موجود ہے۔ نہ ان کی تعداد۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر۔ جب ہم نے چار صوبوں کے نام لئے تھے تو مغربی پاکستان کے چار صوبوں کا نام لیا تھا۔ مسٹر ڈیپٹی سپیکر۔ یہ بات واضح ہو چکی ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada—One minute Sir, I must bring it to the notice of this House that our parliamentary practices are based on the traditions of British Parliament and until such time as we change them we have to abide by those rules. If they can discuss Uster in the Parliament we can also discuss Bahawalpur likewise. Therefore, there is no reason why we should not follow those traditions here.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اس پر رولنگ آچکی ہے - اس پر مزید بحث نہیں ہوگی۔ میں نے بھی یہ کہہ دیا ہے۔ میاں عبدالرؤف اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میاں عبدالرؤف - جناب والا میں عرض کر رہا تھا - کہ میں بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتا ہوں - یہ ایک حتمی بات ہے کہ بہاولپور ڈویژن ایک پسماندہ علاقہ ہے - جس کو ہماری حکومت نے بالکل سر تسلیم خم کر کے مان لیا ہے کہ یہ پسماندہ علاقہ ہے - اسکی ترقی کے لئے سب سے زیادہ جدوجہد اور روپیہ فراہم کرنا چاہیے - تو ہم اس ضمن میں ان اراکین اسمبلی پر یہ صاف طور پر واضح کریں گے کہ اس سلسلے میں جو بھی بات ہوگی ہماری طرف سے مل کر ہوگی اور ہم اپنی حکومت سے التجا کریں گے کہ ہماری اس ڈویژن کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے اور زیادہ سے زیادہ اخراجات کے لئے بجٹ منظور کیا جائے - میں عرض کر رہا تھا کہ ہماری ڈویژن کے برابر پنجاب کے بہت سے ایسے اضلاع بھی ہیں جن کی نمائندگی ہماری ڈویژن کے برابر ہے - ضلع ملتان کی نمائندگی اتنی ہے جتنی نمائندگی ہمارے ایک ڈویژن کی ہے - اگر آبادی کے لحاظ سے بجٹ دیا جاتا ہے تو ہمیں بھی آبادی کی بنیاد پر دیا جائے - میں اپنی حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ اس پر غور فرمائے - سرز ارکان اسمبلی جو حزب اختلاف میں ہیں وہ خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہماری ڈویژن کو پوری نمائندگی نہیں ملی اور ہمیں پورا بجٹ نہیں دیا جا رہا ہے - ہمارے تین اضلاع ملتان کے ایک ضلع کے برابر ہیں اس لحاظ سے میں جناب سپیکر کی وساطت سے عرض کروں گا

مسٹر ڈپٹی سپیکر - رؤف صاحب آپکی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے - میں ایک بات اور عرض کر دوں کہ جب کسی ممبر صاحب نے کوئی بات کہنی ہوں وہ اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں -

میاں عبدالرؤف - جناب والا میرا وقت ابھی باقی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ کو میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے - اب شیخ محمد اقبال تقریر فرمائیں گے -

شبیر محمد اقبال - (جھنگ-۱) نعمدہ ونصلی علی رسولہ
الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم -

جناب سپیکر- میزانیہ ۷۳ - ۱۹۷۲ء کو جنرل بحث میں حصہ لینے
سے پہلے میں اپنی جماعت جمعیت العلماء اسلام کا منشور آپ کی وساطت
سے معزز اراکین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں -

سردار صبغیر احمد- پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا جنرل بحث
میں کسی جماعت کا منشور پیش نہیں کیا جا سکتا ہے - کسی جماعت
نے اپنا منشور پیش نہیں کیا ہے -

مسٹر ڈیپٹی سپیکر- اپنی جماعت کے منشور کے کچھ نمایاں
پہلوؤں کا ذکر کر سکتے ہیں -

شبیر محمد اقبال - جناب سپیکر- میری جماعت کا منشور پاکستان
میں اسلامی آئین نافذ کرنا اور خلفائے راشدین جیسا نظام لانا ہے -
پاکستان کو بنے ہوئے ۲۰ سال گذر چکے ہیں - پاکستان جس بنیاد پر
قائم کیا گیا تھا وہ بنیاد یہ تھی کہ ہندوستان میں رہ کر مسلمانوں کی ثقافت
ایک نہ رہ سکتی تھی بلکہ ہندوستان میں اسلام اور اسلامی تبلیغ پر پابندی
تھی اس لئے مسلمانوں نے ایک علیحدہ ملک کا مطالبہ کیا - جس وقت یہ
مطالبہ کیا گیا تھا اس وقت پاکستان کا مطلب کیا تھا وہ یہ تھا کہ
”لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ“ - ۲۰ سال گذرنے کے بعد سابقہ حکومتوں نے
بھی اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا جس میں ہم بھی شامل ہیں کہ اس
ملک میں جس کا نام پاکستان ہے اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کریں گے
لیکن آج تک سابقہ حکومتوں نے یہ وعدہ اللہ سے پورا نہ کیا جس کی سزا
ہمیں مل چکی ہے - میں وزیراعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب سے مطالبہ
کرتا ہوں کہ وہ آج ہی اپنی پارٹی کی طرف سے اس معزز ایوان میں
ایک بل لائیں اور بل میں یہ ہو کہ پنجاب میں اسلامی آئین نافذ کیا
جائے (نعرہ ہائے تحسین) -

وزیر قانون - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا آج بجٹ پر
جنرل بحث کی جا رہی ہے اسلئے آج نہیں بلکہ Private Members Day
پر بل لایا جائے - یہ بحث نہیں کی جا سکتی کہ آج ہی ایسا بل لایا
جائے -

شبلیخ محمد اقبال - جناب والا - میری یہی گزارش ہے کہ یہ ہاؤس مسلمانوں کا ہے.....

وزیر اعلیٰ - ہوائنٹ آف انفورمیشن - جناب والا - آئین کے مطابق بحث صرف مرکزی اسمبلی میں ہو سکتی ہے -

شبلیخ محمد اقبال - جناب والا - میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات رکھ سکتا ہوں کہ یہ ایوان قومی اسمبلی کو سفارش کرے کہ پاکستان میں اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں -

سردار صبغیر احمد - جناب والا - معزز ممبر نے کہا ہے کہ پنجاب میں اسلامی آئین کا نفاذ کیا جائے جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے یہ بات ہمارے قواعد و ضوابط کے خلاف ہے اور یہ کام مرکزی اسمبلی کا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میں فاضل مقرر سے کہوں گا کہ جو موضوع زیر بحث ہے اس کے متعلق بحث فرمائیں - آئین کے متعلق صاف ظاہر ہے کہ وہ مرکزی اسمبلی کا کام ہے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میں اپنے معزز بھائی سے اجازت لیکر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہوائنٹ آف آرڈر جو اٹھائے جاتے ہیں یہ اس حد تک درست ہیں کہ آئین اسلامی ہو لیکن یہ مرکزی اسمبلی کو اختیار ہے باقی جس طرح میرے بھائی ادھر سے بھی اور ادھر سے بھی صاحب مقرر کی تقریر میں مداخلت کر رہے ہیں اس سے خدانخواستہ یہ تاثر نہیں لینا چاہیے کہ ہم میں سے کوئی اسلامی آئین نہیں چاہتا ہے - اسلامی آئین اگر ہو تو اسکا فیصلہ مرکزی اسمبلی نے کرنا ہے -

چودھری امان اللہ لکھنوی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں جناب کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بہاں جوا ہو - ریس کورس میں جوئے کی وصولیاں ہوں - - - - -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - تمام باطل نظام ختم کیا جانا چاہئے.....

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ آئین کے موضوع پر بحث بند کر دی جائے
صرف بجٹ پر بحث جاری رکھی جائے۔

مسٹر غلام قادر۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں فاضل دوست
کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے منشور کو نہیں پڑھا ہے۔
مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

شیخ محمد اقبال۔ جناب سپیکر۔ میں اسلامی آئین کا اس لئے
ذکر لایا ہوں کہ بجٹ میں شراب۔ جوا اور ریس وغیرہ کی آمدنی کو
شامل کیا گیا ہے جو اسلامی آئین کے خلاف ہے۔ اس لئے میں ضروری
سمجھتا ہوں کہ یہاں اسلامی آئین کا ذکر لاؤں اور اسکو معزز ایوان کے
سامنے پیش کروں۔

جناب سپیکر۔ سقوط ڈھاکہ کیوں ہوا۔ کس کی وجہ سے ہوا؟
میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ سقوط
ڈھاکہ کے سلسلہ میں سابقہ حکومت کے جنرل یحییٰ خاں بہت بڑے مجرم
ہیں سابقہ فوجی حکومت کی نااہلی بھی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ
سیاستدان بھی اس میں شامل ہیں جو محمود الرحمن کمشن رپورٹ کے بعد
منظر عام پر آجائیں گے۔ سقوط ڈھاکہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ
ہماری بہادر فوج کو شروع سے اسلامی تعلیم نہیں دی گئی اگر ان
کو یہ ہتہ ہوتا کہ مسلمان کافر کو قتل کر دے تو غازی کہلاتا ہے
اور اگر کافر کے ہاتھوں مارا جائے تو شہید کہلاتا ہے.....

وزیر قانون۔ جناب والا۔ یہ کہنا کہ ہماری بہادر فوج کو
اسلامی تعلیم نہیں دی گئی تو یہ چیز مساجد افواج کے لئے توہین آمیز
ہے یہ الفاظ انہیں واپس لینے چاہئیں۔ ہماری بہادر افواج کی نسبت یہ
نہیں کہا جا سکتا۔

شیخ محمد اقبال۔ جناب والا۔ میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں
میرا مطلب فوج سے نہیں بلکہ قوم سے ہے.....

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ یہ الفاظ واپس ہو گئے ہیں۔

شیخ محمد اقبال۔ جناب سپیکر۔ میں اس کی وجہ بیان کر رہا
تھا کہ اگر مسلمان اس وقت یہ جذبہ دل میں رکھتے اور کافر کو
مار دیتے تو یہ ہماری ایک لاکھ فوج دشمن کے قابو میں نہ آتی۔

سردار صفیر احمد - پھر یہ مسلح افواج پر حملہ ہے ان کو جناب سپیکر اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

شیخ محمد اقبال - آنریبل وزیر خزانہ نے سن ۷۳-۱۹۷۲ء کا بجٹ پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ سیری حکومت انقلابی پارٹی کی حکومت ہے اور اس کا ایک ایک قدم ترقی کی طرف بڑھے گا لیکن میں بجٹ کو دیکھنے کے بعد سمجھتا ہوں کہ ان کی پارٹی یا وہ انقلابی حکومت مارک ٹائم کر رہی ہے۔ جناب سپیکر میں اس بجٹ کو اس لئے تسلیم نہیں کرنا کہ اس میں وہ کمائی اور آمدنی شامل کی گئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس میں وہ آمدنی شامل ہے جو شراب پر ٹیکس کی صورت میں حاصل ہوتی ہے اور بینکوں کے ذریعے سود بھی حکومت کی آمدنی میں شامل ہوتا ہے اور پھر یہ حکومت وہ رویہ سود پر دیتی ہے۔

مسٹر کے اے محمود خان - ہوائنٹ آف آرڈر - میرے فاضل دوست کو ایسا بل لانا چاہئے جس سے یہ تمام چیزیں ختم ہو جائیں۔

شیخ محمد اقبال - جناب سپیکر - بجٹ میں وہ آمدنی دکھائی گئی ہے یعنی ریس کورس کی آمدنی اور سود کی آمدنی اس میں شامل کی گئی ہے اس لئے میں یہ اعتراض کر رہا ہوں کہ یہ بجٹ منظور نہیں ہے۔ اگر موجودہ حکومت اس کا تجربہ نہیں رکھتی تو اس کو صوبہ سرحد کی حکومت سے تجربہ حاصل کرنا چاہئے۔ میری جماعت جمعیت العلماء اسلام نے صوبہ سرحد کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد شراب پر پابندی لگا دی ہے سود پر پابندی لگائی ہے ریس کورس پر پابندی لگائی ہے۔

وزیر خزانہ - ہوائنٹ آف انفرمیشن - میں صوبہ سرحد سے پوچھنے کی بجائے اپنے فاضل دوست سے وہی پوچھتا ہوں کہ کیا تقاوی قرضے بند ہو گئے ہیں تو کیا بینک بھی بند ہو گئے ہیں جو اپنا کاروبار سود پر کر رہے ہیں اور کیا تربیلا میں شراب بند کر دی گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ محمد اقبال - اس سوال کے جواب میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد میں شراب بالکل بند ہے۔ صوبہ سرحد کی

سر زمین پر کوئی شراب نہیں بی سکتا تریلا میں کوئی شخص شراب نہیں پیتا۔

گرڈل محبّد اسلمر خان فیاضی - ہوائنٹ آف انفارمیشن - گزارش یہ ہے کہ میں صوبہ سرحد کی سرحد پر بستا ہوں مجھے معلوم ہے کہ وہاں شراب چل رہی ہے پہلے جو پچاس روپیہ کی بوتل تھی اب وہ سو روپیہ کی بوتل ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر رؤف طاہر - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - صوبہ سرحد میں قتل کی سزا موت ہے تو کیا وہاں قتل رک گئے ہیں - قتل ڈاکہ زنی چوری کی وارداتیں بند ہو گئی ہیں ؟

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

ہاجی محبّد سیف اللہ خان - جناب والا - آئین کے آرٹیکل ۲۷ کی طرف میں آپکی توجہ دلاتا ہوں - اس میں کچھ اصول دینے ہوئے ہیں میں انکو آپ کے سامنے پڑھے دیتا ہوں۔

Article 27 (I) :

Principles of Policy

“The Principles set out in this Chapter shall be known as the Principles of Policy and it is the responsibility of each organ and authority of the State and of each Person performing functions on behalf of an organ or authority of the State, to act in accordance with those Principles in so far as they relate to the functions of the organ or authority.”

تو یہ پہلے پابندی لگائی گئی ہے۔ اور پھر اس کے متعلق کچھ اصول آرٹیکل ۴۶ میں دہئے ہوئے ہیں جن میں لکھا ہے۔

Article 46 :

“Elimination of Riba.

Riba (usury) Should be eliminated”.

اس کے بعد آرٹیکل ۴۷ ہے۔ اس میں زنا کاری اور جواب کے متعلق درج ہے

Article 47 :

Prostitution gambling and drug taking to be discouraged, etc.

Prostitution, gambling and the taking of injurious drugs should be discouraged.....”

مسٹر سپیکر - مگر آپ کا ہوائنٹ آف آرڈر کیا ہے -

ہاجی محمد سید اللہ خان - میرا ہوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آئین کے تحت بجٹ میں کوئی آمدنی یا خرچ ایسا نہیں رکھا جا سکتا ہے جو کہ پالیسی کے اصولوں کے خلاف ہو -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - یہ ہوائنٹ آف آرڈر نہیں

ہے -

شیخ محمد اقبال - جناب سپیکر - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شراب بالکل بند کر دی جائے اور بنکوں میں سود ختم کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ سود لینا اللہ کے حکم کے خلاف ہے کہ ایسی آمدنی جو شراب اور سود سے حاصل ہو کر حکومت کی آمدنی میں درج ہو اور وہ مسلمانوں پر خرچ کی جائے تو وہ حرام ہے اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں - اور میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کی حکومت نے بھی اس ملک میں اسلامی قوانین نافذ نہ کئے تو اس کی حالت بھی وہی ہوگی جو سابقہ حکومتوں کی ہوئی ہے - اگر آپ نے بچنا ہے تو موقعہ ہے سیلاب آنیوالا ہے - سیلاب آنے سے پہلے آپ اس ملک میں اسلامی قوانین نافذ کریں تب ہی آپ بچ سکیں گے - لیکن جب سیلاب آجائیگا تو اس میں نہ بڑا بچے گا اور نہ چھوٹا -

مسٹر شوکت محمود - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - اس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ہم اسلامی قوانین بنانے کے حامی نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی inermations درست نہیں ہیں -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں یہ کسی معزز رکن کا احساس ہے اگر سرکاری جماعت یا حزب اقتدار یا حزب اختلاف کے کسی ممبر کی بجٹ سے متعلق کوئی رائے ہے وہ اس کا اظہار کر سکتے ہیں اگر وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کی پیروی نہیں کر رہے اور یہ کہ تمام غیر اسلامی رواج ختم کرنے چاہیں تو وہ اپنی تقریر میں کہہ سکتے ہیں -

شیخ محمد اقبال - جناب سپیکر - میں آپ کے توسط سے حکومتی پارٹی کی توجہ اس پر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس یہ

پاس یہ اختیار ہے۔ ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اس ایوان میں آپ کو بھاری اکثریت حاصل ہے۔ جو قانون بھی آپ چاہیں اس کو پاس کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - آپ کی وساطت سے میں جناب معزز ممبر کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان ایسا قانون نہیں بنا سکتا جو مرکز کے ساتھ inconsistent ہو یہ اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

شہباز محمد اقبال - جناب سپیکر - اب میں اپنے غریب ترین پسماندہ علاقے ضلع جھنگ کی طرف آتا ہوں۔ جناب والا ضلع جھنگ وہ پسماندہ علاقہ ہے وہ جس کی بات گورنر صاحب نے پہلے اجلاس میں ۲ مئی ۱۹۷۲ء میں لائے اپنی تقریر میں فرمائی کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی پر پوری توجہ دی جائے گی۔ جس میں ضلع جھنگ بھی شامل ہے۔ جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ پسماندہ علاقوں کو ترقی دینے کے لئے اس بجٹ میں زیادہ رقم رکھی جائے گی۔ پسماندگی کے لحاظ سے ضلع جھنگ کا نام سرنہرست ہے۔ ضلع جھنگ صنعتی لحاظ سے بھی پسماندہ ہے۔ کیونکہ جھنگ میں ۲۵ سال سے کوئی صنعت نہیں لگائی گئی۔ جھنگ میں ایک شوگر مل اور ایک کپڑے کی مل ابھی ابھی منظور ہوئی ہے۔ کپڑے کی مل جس پارٹی کو الاٹ کی گئی ہے۔ انہوں نے اس مل کو ہیڈ کوارٹر سے ۳۰ میل دور جا کر لگایا ہے۔ اور شوگر مل زیر تکمیل ہے۔ آئے دن کے گھیراؤ جلاؤ سے ڈر گئے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ اگر ہم مل بنالیں تو اس پر مزدور قبضہ نہ کر لیں۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جن آدمیوں کو ہرٹ دینے گئے ہیں یا لائسنس دینے گئے ہیں ان کو حکم دیں کہ وہ فوری طور پر اس کی تکمیل کریں۔

مہر محمد ظفر اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر۔ حاجی صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ وہ ڈر گئے ہیں۔ مل کی مشینری ہر روز آ رہی ہے اور مل بن رہی ہے۔ اسی Season میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ان اطلاعات کا مشکور ہوں جو مجھے ہوائنٹ آف آرڈر کے نام پر دی جاتی ہیں۔

شہیناز محمد اقبال - جناب سپیکر - ضلع جھنگ کو اسماندہ علاقہ کس نے بنایا اس کو سابق سیاست دانوں نے بنایا جن کو اس معزز ایوان میں ہم نہیں دیکھ رہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ضلع جھنگ میں سابق سیاستدانوں نے اس لئے ترقی نہ ہونے دی کہ ضلع جھنگ کے عوام پڑھ لکھ نہ جائیں۔ ان کو روزگار مہیا نہ ہو سکے۔ بے روزگاری کی یہ حالت ہے کہ میٹرک ایف اے۔ بی اے پاس افراد سڑکوں پر پھر رہے ہیں اور ان کو جھنگ میں کوئی روزگار مہیا نہیں ہوتا۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست کرونگا کہ جھنگ میں صنعت قائم کی جائے۔ سب سے زیادہ جھنگ کو ترجیح دی جائے جب بھی جھنگ شہر میں یہ صنعت لگائی جائے تو وہ ہیڈ کوارٹر پر لگائی جائے۔

جناب سپیکر - میں یہ عرض بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ان مل مالکان کو لیبر سستی مہیا کی جائے گی زمین سستی مہیا کی جائے گی اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس کو مل پرمٹ دینے جائیں وہ مل جھنگ ہیڈ کوارٹر میں لگائے۔

جناب سپیکر - نہری پانی کے متعلق عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ضلع لائلپور کو ۷۰ فی صد سرگودھا کو ۷۰ فی صد اور ضلع جھنگ کو ۳۰ فی صد دیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ مسٹر نذر حسین منصور -

مسٹر ذفر حسین منصور - (ساہیوال - م) - جناب سپیکر - اس بجٹ کی بحث کو سنتے ہوئے دو دن ہو گئے ہیں۔ میں اس احساس کو اس ایوان کے سامنے لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کا معبر بننے سے پہلے کچھ متانت اور سنجیدگی کا تصور ہمارے ذہن میں جو اس اسمبلی کے متعلق تھا وہ یہاں محسوس نہیں کیا گیا۔ حزب اقتدار حزب اختلاف دونوں طرف سے معزز ممبران کو یہی جذباتیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور کبھی کرتے ہیں۔ اس میں عوام

Over Acting - مسٹر سپیکر - آپ لفظ واپس لیں۔

مسٹر ذفر حسین منصور - میں جناب یہ لفظ واپس لیتا ہوں۔ میرا یہ اپنا احساس تھا جو میں نے واپس لے لیا ہے۔ تاہم میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔

جناب سپیکر - سقوط ڈھاکہ ہو یا فتنہ بختونستان یا مسئلہ بہاولپور یہ ہماری قوم کے عظیم المیے ہیں اور ان تمام المیوں کا تعلق بلاواسطہ یا بالواسطہ فلسفہ اقتصادیات سے ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ قیام پاکستان سے لیکر ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء تک یعنی پاکستان پیپلز پارٹی کے اقتدار حاصل کرنے سے پہلے جتنا بھی عرصہ ہے جو بھی مدت ہے۔ اگر اس کا صحیح اقتصادی جائزہ لیں سیاسی جائزہ لیں اور معاشرتی جائزہ لیں تو آج اس قسم کا ہر ذی شعور انسان سوائے شرمندگی کے اور کچھ محسوس نہیں کر سکتا۔ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مختلف تقریروں میں اسلامی سوشلزم کا لفظ استعمال کیا۔ جس کو آج کے کچھ دانشور اسلامک سوشل جسٹس بھی کہتے ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے جو سیاسی حالات یہاں ہندوستان میں ہندوں کے ساتھ مسلمان قوم کے تھے معاشرتی۔ سیاسی یا جو بھی روابط تھے ان کے پیش نظر جو بھی نتیجہ میں اخذ کروں اس سے ایک ہی بات عیاں ہوتی ہے۔ کہ ہندو قوم مسلمان قوم کو معاشی اور اقتصادی میدان میں ہر طریقے سے مار دے رہی تھی۔ اس کے حقوق کو معاشی اور اقتصادی تحفظ نہیں تھا۔ اور مسلمان بحیثیت قوم مجبوعی ایک صحیح قوم کی طرح ایک ترقی پسند قوم کی طرح نہیں ابھر سکتی تھی۔ اور اسی نظریہ کے پیش نظر پاکستان کے وجود کو لایا گیا۔ اور مسلمان کے اس درد کو ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں مختلف جگہ پر محفوظ کیا ہے۔ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا اور اس کو سر سید احمد نے بھی بہت بڑی طرح محسوس کیا اور اس سلسلے میں ڈاکٹر علامہ اقبال کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے بال جبریل میں فرمایا ہے۔

کب ڈوبے گا سرمایہ ہستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظر اے روز مکافات

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہان میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ جب مسلمان ایک الگ سلطنت کے داعی تھے۔ تو ان کا مقصد بھی وہی تھا جو قائد اعظم کا تھا۔ مسلمان قوم جو اس وقت اقتصادی اور معاشی لحاظ سے تباہ حال ہو چکی ہے۔ اس لئے خصوصی طور پر ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک

علیحدہ سلطنت کے قیام کی جدوجہد کی گئی۔ سختہ و سختہ یہ سلطنت پاکستان کی شکل میں ۱۹۷۷ء میں حاصل کر لی۔ تو ۲۰ دسمبر کو اقتدار ذوالفقار علی بھٹو کو ملا۔ آپ غور فرمائیں کہ اقتدار کن حالات میں ملا۔ قائد ملت لیاقت علی خان کو شہید کیا گیا۔ اسمبلی کا یہ حال تھا کہ مشرقی پاکستان کے ڈپٹی سپیکر کو جان سے مار ڈالا گیا تو یہ حالات اس وقت کے تھے۔

ہنسنر نڈار ہنسپن گرو - سپیکروں کا حوالہ دے کر ہمیں نہ ڈرائیں۔

(تہقہ)

ہنسنر نڈار ہنسپن منصور - پارلیمانی ممبران کی کارگزاریوں کی نشان دہی اس لئے کر رہا ہوں اور خصوصی طور پر ان لوگوں کا ذکر اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ جن کا اس وقت پنجاب کی سیاست پر قبضہ تھا وہ یا تو نوانے تھے یا لنگڑیاں تھے یا وڈیرے تھے یا دولتانی تھے۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے اس مقدس دھرتی کو اپنے ناپاک قدموں سے داغدار کیا۔ نتیجہ کیا نکلا اب مزدور اور کسان کی جو حالت ہے اچھے ملاحظہ کر لیں۔ کسان کی بیٹی کو اپنے جہیز کے لئے کھدر بھی نہیں مل رہا ہے اور مزدور جو ہے اس کا ہیجان اور اضطراب یہاں تک آ گیا ہے کہ تین دن پہلے کچھ مزدور اس معزز ایوان کے دروازوں سے زردستی اور زور سے یہاں گھس آئے تھے یہ حالت کس نے پیدا کی۔ یہ پلز پارٹی نے پیدا نہیں کی اس کے ذمہ دار کون ہیں اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو مسلم لیگ میں شامل تھے۔ وہ پھر ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت کے لوگ تھے وہ کون لوگ تھے جو ریپبلکن پارٹی میں شامل تھے؟ وہ یہی کنونشن لیگ کے ہی تو لوگ تھے۔ یہ دعوے سے کہا جا سکتا ہے۔ اور یہاں اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حالات ان ہی لوگوں نے پیدا کئے۔ یہ حالات پیدا کیوں ہوئے؟ اس لئے قائداعظم کے واضح نصب العین یعنی اسلامک سوشلزم اور اکنامک سوشل جسٹس کو کسی بھی حکومت نے نہیں اپنایا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۶ء میں جب دیکھا کہ سرمایہ داری آمریت نے پاکستان کے وجود کو ختم کرنے کے درپے ہے تو ایوب حکومت سے علیحدہ ہو کر عوام کو جرات فکر دی ایک جذبہ دیا۔ اور جس مقصد کے لئے پاکستان کی تحلیل کی گئی تھی وہ اسلامک سوشلزم تھا جس کو وہ عوام کے سامنے

لانے - ان دنوں صادق آباد میں ان پر جو حملہ ہوا تھا - انہیں لوگوں نے کرایا تھا جو اب بھی اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں - اگر میں یہ کہوں کہ سابقہ تمام حکمران پارٹیز نے تخلیق پاکستان کے نظریے سے انحراف کیا تو بیجا نہ ہوگا اور اس کا نتیجہ سقوط ڈھاکہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے - اس وقت کی لوٹ مار رشوت اور دوسری سیاسی ابتری کے چیلنج کو کس نے قبول کیا؟ وہ ذوالفقار علی بھٹو نے قبول کیا جس نے چار یا پانچ مہینے کے قلیل عرصے میں اس چیلنج کو قبول کیا اور سقوط ڈھاکہ کے بعد عوام میں طلباء میں جرات نفاذ ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی پارٹی نے دی - پاکستان پپلز پارٹی نے اقتدار میں آنے سے پہلے اور ذوالفقار علی بھٹو نے صدر پاکستان بننے سے پہلے ہی اس قوم کو ایک جرات افکار دی فکر دیا اور ایک نیا احساس دیا جو یہ تاریخ ساز کردار مورخین کبھی نہ بھلا سکیں گے - اقتدار میں آنے کے بعد بھی ذوالفقار علی بھٹو اور اسکی پارٹی عوام کے ساتھ committed ہے وہ کس طرح غلط قدم اٹھائے گی؟ ہمیں صرف افسوس اتنا ہے کہ جو لوگ پچھلی حکومتوں کا حوالہ دیتے ہیں اور اس کے ترقیاتی منصوبوں پر کہتے ہیں ابوب نے یہ کیا - وہ کیا اور چشمہ بیراج بنایا - انہیں عوام کو اتنا بیوقوف نہیں بنانا چاہیے - میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس چشمہ بیراج کے ٹھیکے کن لوگوں کو دیئے گئے تھے - دوسرے ڈویلپمنٹ پروگرام کے ٹھیکے کس کو دیئے گئے تھے - انہی بڑے بڑے نوکر شاہی کے سرپرستوں نے لوٹ مار کی اور ٹھیکے لئے اور انکے ہی گھر میں دولت چلتی گئی اور چلی گئی پاکستان نے ترقی نہیں کی بلکہ میں تو کمونگا انہی چند لوگوں نے ترقی کی ہے اور باقی اس - میں صحیح جمہوری روایات کو قائم کرنے کے لئے حزب اختلاف سے استدعا کرونگا کہ آپ بھی اسکے اوپر متانت اور سنجیدگی سے سوچیں - کوشش کی جائے کہ ہم صحیح جمہوری روایات کو قائم رکھ سکیں - اور پاکستان کے وہ عوام جو مزدور ہیں جو کسان ہیں انکے مفادات اور مقاصد کو مخالفت برائے مخالفت میں ہی گم نہ کر دیں اور اس پارٹی کے پروگرام کو دماغ رنگ نہ دیا جائے اور ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے - انشاء اللہ اس منزل تک پہنچ جائینگے جسکی نشان دہی قائد اعظم نے آج سے کئی سال پہلے کی تھی -

مسٹر سپیکر - اب اصل میں باری تو رانا بھول خان صاحب کی ہے - لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے اگر رانا صاحب زیادہ وقت لینا

چاہتے ہیں تو انہیں کل تقریر کرنا ہوگی - نہیں تو انہیں کم وقت ملے گا - اور زیادہ وقت نہیں دیا جا سکتا -

رائسٹا پھول محمد خان (لاہور ۱۵) - جناب والا - میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ کو میں نہ برا کہہ سکتا ہوں نہ اچھا کہہ سکتا ہوں کیونکہ اس صوبے کا یہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے اس کو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ترقی کے لیے خسارہ ہو گیا لیکن ایک انقلابی حکومت ایک عوامی حکومت کا بجٹ بڑا افسوس ناک بجٹ ہے - میں اس کو خون چوس بجٹ کہوں گا - جناب والا اس بجٹ میں ہم اپنے قابل ترین وزیر خزانہ سے توقع کرتے تھے کہ وہ اس میں ان غریب چھوٹے زمینداروں اور کاشتکاروں کے حقوق کی حفاظت کریں گے - سڑے بارہ ایکڑ تک کا مالکہ معاف کریں گے ' آبیانے میں کمی کریں گے لیکن ایسا نہیں کیا گیا - جناب والا جہاں تک حکومتی پارٹی کی طرف سے یہ اعتراضات کیئے جاتے ہیں کہ اپوزیشن والے وہ ہیں میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وقت طعنہ زنی کا نہیں جذبات کا وقت گزر چکا - اب قوم کے لیے سوچ وچار کی ضرورت ہے - جناب والا میں ان کے لیے یہ عرض کر دوں کہ -

نگاہیں جن کی جم جاتی ہیں مستقبل کے چہرے پر

تو وہ ماضی کی بے رحمی کو دہرایا نہیں کرتے

جناب والا ع

” عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی “

ہم عمل کریں - ہم طعنہ زنی کو چھوڑ دیں - ہم آپس میں ایک ہو جائیں - اور وہ کام جس میں ذات رسوائی ہوئی ہے اس کو عزت میں بلانے کے لیے اتحاد عمل اور محنت سے ہی بدلا جا سکتا ہے - اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ صوبے میں بسنے والی ۸۵ فی صد آبادی کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے - آپ انصاف سے دیکھیں آپ کی حکومتی پارٹی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر کسی کو روٹی کپڑا اور مکان دیں گے - طلبہ مزدور اور کسان کے لیے ہم یہ کریں گے ان دیہاتی طلبہ کا کیا حال ہے جنہوں نے بی - اے اور ایم - اے کیا اور بے روزگار پھر رہے ہیں - جناب والا میں یہ گزارش کروں

کہ مقابلہ کے امتحانات - میں ہمارے بچے نہیں آ سکتے - دیہات میں پیدا ہونے والے بچے صدر بن سکتے ہیں - وزیر اعلیٰ بن سکتے ہیں اور وزیر بن سکتے ہیں کہا وجہ ہے کہ وہ ڈی - ایس - پی ، سی ایس پی اور پی سی ایس نہیں بن سکتے - اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دیہاتوں میں ابتدائی تعلیم کا نظام ناقص ہے -

چوہدری غلام قادر - جناب سپیکر - میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ -

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے
(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان - ان کا جواب میں کل دوں گا -

جناب والا - اس اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے بچے مقابلہ میں نہیں آ سکتے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - یہ رانا پھول خان کے ان

شعروں کے جواب میں ہے جو انہوں نے اپنی تقریر کے آغاز میں فرمائے تھے -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - میں اس کا جواب

پھر دوں گا - میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے بچوں کو اچھے سکولوں میں داخلے نہیں ملتے اور وہ ایسے سکولوں میں پڑھتے ہیں کہ جہاں ایک مدرس ہوتا ہے اور بچوں کی تعداد ۸۰ کے قریب ہوتی ہے - اب آپ دیکھیں کہ ۸۰ بچے اس ٹیچر کی دی ہوئی تعلیم سے اچھے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے مقابلے میں کیسے ڈویژن حاصل کر سکتے ہیں - وہ مقابلہ کے امتحان میں کیسے آ سکتے ہیں - میرا یہ مطالبہ ہے کہ جب تک آپ دیہی تعلیم کا معیار شہری تعلیم کے برابر نہ کر دیں اس وقت تک میڈیکل کالجوں میں - انجینئرنگ کالجوں میں گورنمنٹ کالجوں میں اور اچھے سکولوں میں دیہی بچوں کے لیئے ۸۰ فی صد سیٹیں مخصوص کریں -

(نعرہ ہائے تحسین)

اسی طرح حکومت کو چاہیے درجہ اول اور درجہ دوم کی ملازمتوں میں بھی ۸۵ فی صد نشستیں دیہاتیوں کے لیئے مخصوص کریں جناب والا۔ اگر سرحد پر لڑ رہا ہے تو دیہاتی۔ اگر پولیس کا سپاہی ہے تو دیہاتی۔ اگر شہر میں بسنے والی ۱۵ فی صد آبادی کی کوٹھیوں کے مالی۔ چوکیدار اور بڑن مانجھنے والے لوگ ملیں گے تو وہ دیہاتی ملیں گے ڈی۔ ایس۔ بی، سی۔ ایس بی، بی سی ایس اور انجنیرز جو ہیں تو وہ پندرہ فی صد آبادی کے شہری لوگ ہیں یہ ہمارا استحصال ہے۔ ہم اس کو ختم کر کے رہیں گے اور اپنا حق لے کر رہیں گے۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں یہ توقع تھی کہ یہ حکومت کوئی ایسا اعلان کرنے والی ہے کہ ہر بے زمین کاشتکار کو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی مہیا کی جائے گی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ جناب والا اس بجٹ میں پچھلے سال کی یہ نسبت آبیانے میں اضافہ کیا گیا ہے کہی نہیں کی گئی اور چھوٹے کاشتکاروں کے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹیوب ویلون سے جو رقمیں سیراب ہوتے ہیں ان کی حالت آپ ملاحظہ فرمائیں سکارپ ایریا میں نیاز بیگ کا ایریا بھی شامل ہے۔ وہاں حکومت کے ٹیوب ویلز چھ چھ ماہ تک نہیں چلتے لیکن آبیانہ ان غریبوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ یہ ان کے ساتھ ظلم ہے یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے ناانصافی ہے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ صوبے میں نظم و نسق تباہ ہو چکا ہے۔ انتظامیہ سہطل ہو چکی ہے۔ جناب وزیر قانون نے کل شعر بھی پڑھے تھے۔ میں شعر و شاعری کا قائل نہیں لیکن وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر قانون کا احترام ہو رہا ہے۔ میری سمجھ میں وہ درست نہیں سمجھ رہے۔ ان کے لیئے میں یہ عرض کر دوں کہ ص۔

دنیا رنج و راحت کا غلط اندازہ کرتی ہے

خدا ہی خوب واقف ہے کہ کس پہ کیا گزرتی ہے

(نعرہ ہائے ٹیچرس)

جناب والا - ہر شریف آدمی اپنی عزت اور جان و مال کو محفوظ نہیں سمجھتا لاقانونیت انتہا کو پہنچ چکی ہے اور انتظامیہ میں خرابی کا باعث ان کے اپنی جماعت کے کارکن ہے اگر وہ کنٹرول نہیں کریں گے تو میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج جو طعنے ہم پر کسے جا رہے ہیں آج جو نعرہ بازی کی جا رہی ہے وہ اس لئے ہے کہ سابقہ حکومتوں کی بد تدبیری کی وجہ سے پہلے پارٹی کے ارکان اس ہاؤس میں تشریف لائے۔ اگر انہوں نے اپنے منشور پر عمل نہ کیا۔ اگر انہوں نے لاقانونیت کا محاسبہ نہ کیا اس پر کنٹرول نہ کیا تو یاد رکھئے کہ وہ دن دور نہیں ہوگا کہ آئندہ آنے والی اسمبلی میں آپکو انہی بری نظروں سے دیکھا جائے گا جن نظروں سے آج آپ سابقہ حکمرانوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے آپکو ان سے سبق سیکھنا چاہیے میں یہ گزارش کر دوں کہ میرے علاقے کے یہی کچھ مسائل ہیں اور وہ یہ کہ ایک تو سب سے بڑی ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ حکومت تین ماہ تک فیصلہ ہی نہ کر سکی کہ گندم کن نرخوں پر خریدی جائے گی۔ اب سترہ روپے من کا فیصلہ کیا ہے جب کہ گندم لوگوں کے گھروں سے کارخانہ دار کے پاس جا چکی ہے۔ صوبہ سرحد میں جاچکی ہے اور اسکا فائدہ چھوٹے کاشتکار کو نہیں پہنچا۔

جناب والا - یہ حکومت کی رپورٹ ہے کہ اسکی پیداوار پر ساڑھے سترہ روپے فی من خرچ آتا ہے اور گندم کی قیمت فروخت سترہ روپے فی من مقرر کرتے ہیں۔ دیگر ممالک سے گندم سنگالے کے لئے ۳۳ روپے فی من ادا کئے جاتے ہیں اور وہ بھی زر مبادلہ میں ادا کئے جاتے ہیں اور اگر اسی رقم سے ان کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کریں اور قیمت خرید ۲۰ روپے من کر دیں تو میرے خیال میں پنجاب کے ماتھے سے یہ کانک کا ٹیکہ ہٹ سکتا ہے کہ زر خیز صوبہ پاکستان کا دل صوبہ بھی خوراک باہر سے منگاتا ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ امریکن گندم سنگواتے ہیں ہمارا پیر شرم سے جھک جانا ہے کیونکہ گندم کی پیداوار میں پنجاب کا کمان مشہور ہے لیکن ان کو کھاد میں رعایت نہیں دی گئی ان کو

آپانے میں رعایت نہیں دی گئی۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک آپ اپنے منشور پر عمل نہیں کریں گے اس وقت تک آپ شاپاش نہیں لے سکیں گے تاکہ وہ ہی لفظ جو آپ دوسروں کے لئے استعمال کرتے ہیں اس کے لئے آپ کو تیار رہنا چاہئے۔

(نعرہ ہائے تمسین)

جناب والا - آپ جن سابق حکمرانوں کو گالیاں دیتے ہیں میں آپکی واپس سے ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ ریکارڈ سے مجھے یہ ثابت کر دیں کہ کسی حکومت کے زمانے میں اتنی مہنگائی ہوئی تھی کہ گڑ بھی سو روپے فی من بک رہا ہو آپ اس پر نظر دوڑائیں کھوکھلے نعروں سے عوام مطمئن نہیں ہونگے۔ مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے اور اس کا علاج صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔ من آپکو یقین دلانا ہوں کہ عوام کی بہبود کے لئے غریبوں کی بھلائی کے لئے طلبہ کی بھلائی کے لئے مزدور کی بھلائی کے لئے ہمارا پورا تعاون آپکے ساتھ ہوگا لیکن اگر آپ اپنے منشور سے ہٹیں گے تو ہم ڈٹ کر آپ کی مخالفت کریں گے۔ یہ ہمارا بنیادی حق ہے اور آپ کو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

جناب والا - اس کے علاوہ میں یہ گزارش کرونگا کہ میرے علاقے کے کچھ مسائل ہیں جیسا جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو علم ہے کہ ضلع لاہور کی ڈسٹرکٹ کونسل کی مالی حالت بہت کمزور ہے اور وہاں ہائی سکولوں کی بڑی کمی ہے۔ ہتوکی میں ایک شوگر مل اگر لگ جائے تو چینی کی قلت دور ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کردوں کہ اگر ہتوکی کے مقام پر انٹرمیڈیٹ کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے تو ان غریبوں کے بچے بھی بی اے کر کے روزگار حاصل کر سکتے ہیں وہ بھی انسان بن سکتے ہیں و اخلاق سیکھ سکتے ہیں اس کے علاوہ میں ان پر کوئی ایسی زیادہ تنقید نہیں کرتا اور خاص طور پر اپنے محترم بھائی جناب محمد حنیف رامے صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے میری تقریر میں مداخلت نہیں کی۔

جناب والا - میں یہ بھی عرض کرونگا کہ جب کسی زمیندار کے ٹیوب ویل کا ٹرانسفارمر جل جاتا ہے تو اسکو محکمہ بجلی کی طرف سے حکم ملتا ہے کہ اس ٹرانسفارمر کی قیمت جمع کراؤ حالانکہ وہ بجلی کے ہر یونٹ کے پیسے لیتے ہیں۔ یہ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ ایک شریب کاشتکار کو حکم دیا جائے کہ ٹرانسفارمر کی رقم جمع کراؤ تب ٹیوب ویل چلے گا۔ جناب والا اسکی وجہ سے کم و بیش دو لاکھ من گندم کا خسارہ ہماری پیداوار میں ہوا ہے۔ یہ خسارہ محکمہ کی بے تدبیری کیوجہ سے ہوا ہے اگر انکو رشوت دے دو تو ٹرانسفارمر فوراً لگوا دیتے ہیں۔ میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اگر وزیر متعلقہ چاہیں تو میں انہیں موقعہ دکھا سکتا ہوں کہ یہاں بجلی کے ٹرانسفارمر جلے ہوئے ہیں اور ٹیوب ویل بند پڑے ہوئے ہیں اور محکمہ ٹرانسفارمر نہیں لگا رہا ہے۔ اس نئے مجھے امید ہے کہ حکومت میری ان گزارشات پر غور فرما کر منوں نرمائے گی۔

منسٹر سٹیپنگر - اب ہاؤس کی کارروائی ۲۳ جون ۱۹۷۲ ۸ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے اور کل ۸ بجے صبح تلاوت قرآن پاک کے بعد جاوید حکیم قریشی تقریر کریں گے۔ یہ میں اس لئے اعلان کر رہا ہوں کہ مقرر کو نوٹس ہو۔

(اسمبلی کا اجلاس ایک بجکر ۳ منٹ پر ۲۴ جون ۱۹۷۲ بروز جمعہ ۸ بجے صبح تک کیائے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوڑ

جمعہ ۲۳ جون ۱۹۷۲ء

(جمعہ المبارک - ۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا -
مہتر سپہنگر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اذْکُرْ وَا نِعْمَةً اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ مِمَّا نَلَقْتُمْ اَلَّذِیْ وَ اَلْقَلْبُ بِہِ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا
وَ اَطَعْنَا وَ اَلْقُرْاٰنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اَلَا تُوَ اٰمِنُوْنَ لِلّٰہِ سَمْعًا ۙ وَ اَلْبَصٰرَ ۙ وَ لَا یَجْرِمُکُمْ شٰنُ فَوْرٍ عَلٰی اَنْ لَا
تَعْدُوْا وَاِجِدُوْا نَفْسًا قَرِیْبًا لِّلْقَوٰی ۙ وَ اَلْقُوْا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ کَبِیْرٌ ۙ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ۙ وَ مَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ حَمَلُوْا اَلْحِمْلَ ۙ وَ لَمْ یَجْعَلْ لِّوَجْہِ اَعْقِبُوْہِ

پ ۶ - س ۵ - ع ۴ - آیات ۴ - ۸ - ۹

تم لوگ اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کئے ہیں اور اس حمد کو بھی جس کا تم
سے قول یا تمنا۔ جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے اللہ کا حکم سن لیا اور قبول کر لیا۔ اور اللہ سے ڈرتے
رہو۔ بیشک اللہ سینوں میں چھپے ہوئے رازوں سے بھی باخبر ہے۔ اسے ایمان والو! اللہ
کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہو کر دو اور لوگوں کی عداوت تم کو اس بات
پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور
اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے
کام کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِبْلَاحُ

وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) - جناب والا - میں آپ کی اجازت سے اپنی اس اپیل کو پھر دہرانا چاہتا ہوں جس میں فاضل ممبران کی خدمت میں عرض کی تھی کہ جب کوئی مقرر خواہ وہ حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو یا اپوزیشن کی طرف سے تقریر فرما رہا ہو تو اس کے جن نکات پر اعتراض ہو وہ نوٹ کرتے جائیں اور ان کا جواب اپنی تقریر میں دیں - تقریر کے درمیان بلا وجہ اور بلا مقصد پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے - اور اس لئے بھی کہ ہمیں زیادہ رات کے سیشن نہ کرنے پڑیں اور یہ ویسے بھی روایت ہے - کافی حد تک معاملات ٹھیک ہیں لیکن پھر بھی میں اپنی اس اپیل کو دہرانا چاہتا ہوں -

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سدھو پکڑ - اب ہم اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستوں پر غور کریں گے -

مسٹر اختر عباس

سیدگروٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر اختر عباس ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ مجھے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں جھنگ جانا پڑا ہے - مہربانی فرما کر آج مورخہ ۲۳-۶-۷۲ کی چھٹی منظور فرمائی جائے -

مسٹر سدھو پکڑ - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیدگروٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید محمد تقی شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میری تاریخ پیشی مورخہ ۲۳-۶-۷۲ بعدالت جناب کسٹمر صاحب سرگودھا میں ہے - لہذا براہ مہربانی ۲۳-۶-۷۲ کی رخصت عطا فرمائی جائے -

مسٹر سدھو پکڑ - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

میئر بسلخ شیبیر مزاری

سپیکر ٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میئر بسلخ شیبیر مزاری
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I shall be going out of Lahore for four days,
hence it is requested that I may be gran-
ted leave from 22nd to 25th of June, 1972.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
(تحریک، منظور کی گئی)

رئیس شیبیر احمد

سپیکر ٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رئیس شیبیر احمد
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ علیل ہے اس لئے تین دن کی رخصت
عنایت کی جائے اور اسمبلی میں حاضری سے مستثنیٰ قرار
دیا جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا میزانیہ بابت سال ۱۹۷۲-۷۳

بعثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر - اب مسٹر جاوید حکیم قریشی تقریر کریں گے -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - (راولپنڈی - ۱) - جناب سپیکر -
سب سے پہلے میں اس بات کا اظہار کرنا لازمی سمجھتا ہوں کہ اس
معزز ایوان میں سرکاری بنچوں پر اور ایوزیشن بنچوں پر دونوں جانب
بیٹھے ہوئے معزز اراکین کا پورا پورا احترام میرے دل میں ہے -
لیکن میں اسے اپنا حق سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے
والے معزز اراکین نے اپنی تقاریر میں جو کچھ کہا ہے اپنی جانب سے
اور اپنی پارٹی کی جانب سے اس کا جواب پیش کر سکوں -

جناب سپیکر۔ حزب اختلاف کے قائد جو طویل پارلیمانی تجربہ رکھتے ہیں اور سیاست کا بھی بڑا طویل تجربہ رکھتے ہیں انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں کسی بھی بجٹ کو پرکھنے کے لئے دو واضح اصول ہمیں بتائے تھے۔ مثلاً یہ کہ کوئی بھی میزانیہ کسی ملک کے معاشی اور معاشرتی حالات کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ جناب والا ان کے وضع کردہ یہ اصول ہمیں بھی تسلیم ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ واقعی کسی میزانیہ کو کسی ملک کے کسی صوبے کے معاشی اور معاشرتی حالات کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ آئیے دیکھیں کہ ۷۳-۱۹۷۲ء کا پنجاب کا جو میزانیہ پیش کیا گیا ہے وہ کن حالات میں پیش کیا گیا وہ کون سے معاشی۔ معاشرتی اور سیاسی حالات تھے۔ جن میں پنجاب کا ۷۳-۱۹۷۲ء کا میزانیہ پیش کیا گیا۔ جناب والا۔ حزب اختلاف کے قائد اور ان کے ساتھیوں نے اپنی تقاریر میں ملک کے سیاسی اور معاشی حالات کا خود جو تذکرہ کیا ہے۔ ذرا انہی کی روشنی میں ہم میزانیہ کا جائزہ لیں۔

جناب والا۔ یاد کیجئے کہ ۱۹ دسمبر کی شام یا ۲۰ دسمبر کی صبح جب اس مغربی پاکستان کے بچے کھچے رہنے والوں کو اس بات کا یقین نہ تھا کہ ان کی قومی آزادی برقرار رہے گی۔ ان کا قومی تشخص برقرار رہے گا یا نہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے قائد نے ایک ایسے وقت میں اقتدار سنبھالا جب اس ملک کی قومی آزادی اور اس ملک کا وجود خطرے میں پڑا ہوا تھا لہذا سب سے پہلے میں یہ سوال کرتا ہوں کہ ہمیں بتایا جائے کہ کیا پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے قائد کا یہ سب سے بڑا کارنامہ نہیں ہے کہ وہ ملک جس کی قومی آزادی جس کا قومی تشخص خطرے میں پڑا ہوا تھا پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے قائد نے اس ملک کو بچایا۔ سنبھالا دیا، وقار دیا، عزت دی اور دوبارہ اپنے قدموں پر جمایا۔ جناب والا۔ خالی یہی ایک کارنامہ پاکستان پیپلز پارٹی کو سرخرو کرنے کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیاب بنانے کے لئے کافی ہے بلکہ آگے چلئے اور یہ دیکھئے کہ شکست خوردہ قوم کی اس وقت کیا حالت تھی جس کی زمام اقتدار پاکستان پیپلز پارٹی کو ملی۔ نہ صرف یہ کہ ہم ایک طرف کے اپنے ملک کے ایک حصے سے ہاتھ دھو بیٹھے نہ

صرف یہ کہ ہمارے ۳۰ ہزار جنگی قیدی دشمن کی قید میں تھے بلکہ جناب والا ہمارے پاس رہا ہی کیا تھا۔ ہمارے مالی وسائل بھی ختم ہو چکے تھے۔ ہمارے ملک کا خزانہ خالی تھا لیکن اس کے باوجود ان حالات میں جناب وزیر خزانہ نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد دینی چاہیے تھی کہ ان حالات میں بھی انہوں نے کوئی نیا ٹیکس نافذ نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا۔ قائد حزب اختلاف نے ایک اور اصول وضع کیا کہ جو بھی میزانیہ ہم پر رکھیں وہ اس جماعت کے منشور کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو اگر میں کہوں تو یہ بات بے جا نہ ہوگی کہ قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھیوں کی بہ نسبت ہم زیادہ جانتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ تو وہ لوگ ہیں جو پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور لے کر ہم لوگ عوام میں گئے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو ہم نے عوام میں کامیاب کرایا۔ اور ہمیں پتہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور کیا ہے۔ لیکن جناب والا پاکستان کے عوام شاید میرے دائیں جانب بیٹھنے والے ساتھیوں کی طرح اتنے سیدھے مادے نہیں ہیں کہ انہیں پتہ نہ ہو کہ ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان پیپلز پارٹی نے کن حالات میں اقتدار سنبھالا ہے۔ پاکستان کے عوام جانتے ہیں کہ ان حالات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس سے بہتر کرنا ممکن نہ تھا۔ اگر یہی بجٹ بنانے کی ذمہ داری حزب اختلاف کے لوگوں کے سپرد کی جاتی تو آپ دیکھتے کہ ٹیکسوں کا ایک طویل پلمدہ ہوتا۔ ٹیکسوں کا ایک طویل بوجھ ہوتا جو ملک کے عوام اور صوبے کے عوام پر لا دیا جاتا۔ لیکن ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم نے ان حالات میں بھی بغیر ٹیکس لگائے میزانیہ پیش کیا۔

جناب والا۔ محض ٹیکسوں کی بات نہیں ذرا اس ملک کو تو دیکھئے جس ملک کے ۶۶ فیصد وسائل ملک کے دفاع پر خرچ کئے جاتے ہیں، ہم مجبور ہیں اس لئے کہ ہمیں اپنی قومی سلامتی کا دفاع کرنا ہے۔ جس ملک کے ۱۸ فیصد وسائل بیرونی قرضوں کی واپسی میں صرف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس ملک کے پاس خرچ کرنے کے لئے بچتا کیا ہے۔ ۶۶ فیصد اگر ملک کے دفاع پر خرچ ہوتا ہے تو جناب والا اس میں

پاکستان پیپلز پارٹی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس لئے کہ حالات کی نزاکت کا احساس اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھنے والوں کو بھی ہے اور اگر ۱۸ فیصد قرضے واپس کرنے پڑتے ہیں تو یہ قرضے ہم نے نہیں لئے۔ یہ قرضے ان دوستوں نے لئے تھے جن کی یہ وکالت کرتے رہے ہیں اور کل اس ایوان میں بار بار ایوب خان کا نام کنوینشن لیگ کا نام گونجتا رہا۔ جن لوگوں کی وکالت کی جاتی رہی انہی لوگوں نے اس ملک کو قرضوں کے بوجھ تلے دبایا تھا۔ آج ہم مجبور ہیں کہ قرضوں کے اس بوجھ کو اتاریں۔ اس لئے بہر حال پاکستانی قوم تمام دنیا سے کئے گئے وعدوں کو تمام دنیا سے کئے گئے معاہدوں کو پورا کرنے پر یقین رکھتی ہے۔ ہمیں ۶۶ فیصد دفاع پر خرچ کرنا پڑتا ہے، ۱۸ فیصد قرضے واپس کرنے ہیں، باقی ملک کی دولت کا صرف ۱۶ فیصد رہ جاتا ہے جسے ہم ملک کے عوام پر خرچ کر سکتے ہیں۔

جناب والا۔ یہ ایک قدرتی مجبوری ہے یہ اس چوبیس سالہ استحصالی نظام کا نتیجہ ہے جو اس ملک پر مسلط رہا۔ یہ اس سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کا نتیجہ ہے جس نے ملک کو ان مجبوریوں میں ڈالا۔ لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ان مجبوریوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا اور یہ تمہہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح ان مشکلات سے عہدہ برآ ہو کر ایک نیا پاکستان تعمیر کیا جائے۔

جناب والا۔ قائد حزب اختلاف نے ایک بات یہ بھی کہی کہ جب مغربی پاکستان کے چاروں صوبے ایک صوبہ کی شکل میں تھے اس وقت یہاں پر صرف دس بارہ وزیر ہوتے تھے لیکن آج ان چاروں صوبوں میں ۸۲ وزیر اور مشیر ہیں۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ ایک صوبہ ہوتا تھا، اس وقت ایک قائد حزب اختلاف ہوتے تھے۔ اب کتنے قائد حزب اختلاف ہیں۔ پہلے قائد حزب اختلاف اپنی اپوزیشن پر نظر ثانی کریں بد میں وزیروں اور مشیروں کے متعلق کچھ کہیں۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس وقت ایک اسمبلی ہوتی تھی۔۔۔

(قطع کلامیاں)

مہمان خصوصی انور۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ مہرز رکن غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ہم نے ہرگز نہیں کہا کہ صوبہ پنجاب میں ۸۲ وزراء مقرر کئے گئے ہیں بلکہ چاروں صوبوں کے وزراء کی تعداد ملا کر ۸۲ بنتی ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب سپیکر - اپوزیشن خواہ مخواہ غلط بحث سے کام لے رہی ہے -

مہاں مورثید ادور - ہوائٹ آف انفارمیشن - جناب والا کیا میں ایک سوال پوچھ سکتا ہوں - - - - -

مسٹر سپیکر - اس مرحلے پر کوئی سوال پوچھنا مناسب نہیں ہے -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب والا - ایک سوال جو بار بار اس معزز ایران کے سامنے اٹھایا گیا وہ امن عامہ کا مسئلہ تھا - بار بار یہ الزامات لگائے گئے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے کارکنوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ جو چاہیں کریں - جناب والا میں آپ کی وساطت سے اپنی دائیں جانب بیٹھنے والے معزز دوستوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کونسی حکومت تھی جس نے اپنی قومی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کو گرفتار کیا ہو انکے خلاف باقاعدہ مقدمات قائم کئے گئے ہوں - یہ ہمارے لئے طعنہ زنی کی بات نہیں بلکہ یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے - اس لئے کہ نہ یہ کنونشن مسلم لیگ ہے نہ یہ سابق حکمران جماعتیں ہیں - جو اپنے تمام ارکان اسمبلی کو ہمیشہ چھپاتے رہتے تھے انہیں مراعات دیتے رہتے تھے - ہماری جماعت ایک عوامی جماعت ہے، ہمارا کوئی رکن خواہ وہ قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر ہو یا کوئی کارکن ہو اگر وہ جرم کرے گا - پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ سب سے پہلے آگے بڑھ کر اس کا محاسبہ کریں گے - وہ جماعت جو اپنے اراکین اسمبلی کا لحاظ نہ کرتی ہو اس جماعت پر یہ الزام کہ وہ اپنے کارکنوں کو ناجائز چھوٹ دے رہی ہے کسی طور پر بھی درست نہیں - جناب والا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اپوزیشن کس قسم کے الزامات اور کس قسم کی تنقید پر یقین رکھتی ہے - رہا سوال یہ کہ امن عامہ کی صورت حال کیسی ہے - تو جناب والا آپ ایوب خان کا زمانہ یاد کیجئے - اس زمانہ میں امن عامہ کی صورت حال کیا تھی - وہ ایوب خان جن کے متعلق اپوزیشن کے ایک معزز رکن یہ فرماتے تھے کہ ان کے دور میں جتنا ترقیاتی کام ہوا کسی دور میں نہیں ہوا اور پھر یہ جناب والا بہانہ متی کا کنبہ جس میں بعض لوگ خود اس بات کے دعوے دار ہیں کہ ہم نے ایوب خان کی آمریت کی مخالفت کی اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نہیں ایوب خان اس ملک کا

عظیم محسن تھا - جناب والا یہ ایک ایسی اپوزیشن ہے جنہیں اپنے بعض بنیادی نکات پر بھی اتفاق نہیں ہے - کچھ لوگ یہ کہتے ہیں

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| X | X | X | X | X | X | X | X | X | X | X | X |
| X | X | X | X | X | X | X | X | X | X | X | X |
| | | X | X | X | X | X | X | X | X | X | X |

مسٹر سپیکر - اس کا حوالہ نہیں دیا جا سکتا -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - میں اپنے الفاظ واپس لیتا

ہوں -

مسٹر سپیکر - یہ حصہ حذف کیا جائے گا -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب والا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے حزب اختلاف کو اپنے بنیادی معاملات پر اپنے بنیادی موضوعات پر اتفاق کرنا چاہیے اس کے بعد انہیں ہماری پارٹی کے اوپر اور ہماری اخوت پر تنقید کرنی چاہے - اور پھر جناب والا تمام دنیا میں یہ ایک مسلمہ طریقہ کار ہے کہ جہاں حکومتی جماعت پر نکتہ چینی کی جاتی ہے - وہاں حکومت کی بہت ساری خوبیوں کو بھی سراہا جاتا ہے - قابل افسوس بات یہ ہے کہ حزب اختلاف کی جانب سے کسی بھی دوست یا معزز رکن نے اس بحث کی جو بہت ہی اچھی باتیں ہیں ان پر کوئی توجہ نہیں دی ان پر وزیر خزانہ یا حکومت کو کوئی خراج تحسین پیش نہیں کیا - مجھے بتایا جائے کہ اس سے پہلے کس حکومت کے دور میں تعلیم پر اتنا پیسہ خرچ کیا گیا جتنا کہ موجودہ بیٹھ میں وزیر خزانہ نے موجودہ سال کے دوران خرچ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے -

جناب والا - اگر مجھے اجازت دیں تو میں اعداد و شمار کے ذریعہ یہ چارٹ اپوزیشن کے دوستوں کی خدمت میں پیش کروں کہ موجودہ میزانیہ میں کس حد تک پہلے میزانیوں کی نسبت تعلیم پر اور دوسرے شعبہ جات پر زیادہ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے -

جناب والا - اس سے پہلے ایجوکیشن ڈویژنٹ کے لئے ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ روپیے رکھے گئے تھے اور اس سال اس رقم کو دوگنا کر کے ۱۲ کروڑ ۰۰ لاکھ کر دیا گیا ہے - تعلیم کی ترقیات پر اس رقم کا دوگنا

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا -

ہونا جناب والا اس بات کا خود ثبوت ہے کہ ہماری حکومت کو اور وزیر خزانہ کو تعلیم جیسی بنیادی چیز کے ساتھ کتنی دلچسپی ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ پچھلے سال تعلیم پر مجموعی طور پر ۲۸ کروڑ ۷۹ لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ جب کہ اس سال تعلیم پر ۳۴ کروڑ ۹۷ لاکھ روپے خرچ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جناب والا ہمیں اس بات پر بجا طور پر فخر ہے کہ ہم نے اس ملک کی بنیادی خامی کو محسوس کیا ہے۔ میرے دوست کل یہ کہتے تھے کہ صوبہ سرحد میں شراب پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ صوبہ سرحد میں یہ کر دیا گیا ہے وہ کر دیا گیا ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ شراب پر پابندی لگا دینے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ہم خود شراب کے سب سے بڑے مخالف ہیں۔ جناب والا۔ الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں لیکن سب سے بڑے آئین یعنی قرآن پاک میں شراب کی جو ممانعت کی گئی ہے اگر اس کی موجودگی میں بھی لوگ شراب پیتے ہیں تو محض معمولی قدغنون سے شراب پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ اس سے پہلے بازار حسن بند کئے گئے تھے تو کیا ہوا وہ گندگی تمام گایوں اور کوچوں میں پھیل گئی۔ اسی طرح اگر ماحول کو بہتر بنائے بغیر اگر معاشرے کو ٹھیک کئے بغیر شراب پر پابندی لگا بھی دی جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر گھر شراب کی بوتلیاں بن جائیں گی میرے دوست جو دیہات کا بڑا نام لیتے رہتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ مجھے بتائیں کہ دیہاتوں میں آج بھی کتنی ناجائز بوتلیاں لگی ہوئی ہیں دیہاتوں میں آج بھی کتنے لوگ ناجائز طور پر شراب کشید کرتے ہیں۔

(قطع کامیاں)

چودھری امان اللہ لک۔ جناب سپیکر۔ فاضل مقرر قرآن پاک کے خلاف جو تقریر فرما رہے ہیں وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے تو قرآن پاک کی تعریف کی

چودھری امان اللہ ملک۔ وہ ان حقائق پر تنقید کر رہے ہیں جن میں پابندی عائد کی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا جا رہا ہے۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا اعتراض بالکل غلط ہے۔

میان مکتبہ اسلام - جناب والا - حدیث کے خلاف یہ بول رہے ہیں حدیث جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر پابندی عائد کرنے کے متعلق فرمایا ہے وہ اسکے متعلق ایسا کہہ رہے ہیں کہ یہ حلال ہے -

مسٹر سپوٹوکر - میان صاحب آپ تشریف رکھیں - انہوں نے یہ بالکل نہیں کہا قرآن مجید میں شراب کے متعلق جو پابندی عائد ہے - اس پر انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا - حدیث شریف میں اس کا جو ذکر آیا ہے اس کے متعلق بھی انہوں نے کوئی ایسی غلط یا نازیبا بات نہیں کہی ہے بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ قرآن مجید میں جو حکم آیا ہے ہر مسلمان کیلئے اس حکم کا ماننا ضروری ہے لیکن اس کے باوجود لوگ شراب پیتے ہیں - تو قانون بنانے سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ معاشرہ کو تبدیل کرنے سے یہ چیز رکے گی - یہ ان کی دلیل ہے قانون وہ چیز ہے جو ایسی چیز پر پابندی عائد کرتا ہے - وہ تو دلیل دے رہے ہیں کہ خالی قانون بنانے سے کام نہیں بنتا -

مسٹر جاوید حکیم قزوینی - جناب والا - میں نے خود اس بات کے متعلق کہا تھا کہ ہم سب مسلمان اور بحیثیت مسلمان کے قرآن مجید پر عمل کرنا ہمارا بنیادی فرض ہے - لیکن اس کے باوجود ہم اس کو دیکھ رہے ہیں کہ قرآنی احکامات کی خلاف ورزی ہو رہی ہے - اس کی وجہ کیا ہے؟ جب تک ہم معاشرے کو تبدیل نہیں کریں گے - معاشرے سے ان وجوہات کو ختم نہیں کریں گے جو ان برائیوں کا باعث ہیں اس وقت تک ہم معاشرے کو ان برائیوں سے پاک نہیں کر سکتے - میں نے اس سلسلہ میں مثال دی تھی کہ حکماً بند کرنے سے عصمت فروشی بند نہیں ہوئی - اسی طرح اگر صوبہ سرحد کی حکومت نے شراب پر پابندی لگائی ہے تو اس سے یہ تو ہو سکتا ہے کہ شراب پریٹ پر نہ ملے اور وہاں کی گورنمنٹ کے ریونیو میں کمی ہوگئی ہو لیکن جو شراب آجکل بھی صوبہ سرحد کے بازاروں میں ملی رہی ہے - وہ شراب ہی نہیں - - - -

خان امیر محمد اللہ خان روکڑی۔ ہمیں تو بہت کم وقت دیا جاتا ہے یہ سب بول رہے ہیں۔

مسٹر جاوید حسن قریشی۔ بلکہ جس اور راکٹ وغیرہ بھی بہت بہتات سے استعمال ہو رہے ہیں۔ لہذا سب سے پہلے ہمیں معاشرہ میں ایک انقلاب لانا ہوگا۔ معاشرے کی سوچ کو تبدیل کرنا ہوگا۔ جب تک وہ کام مکمل نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس قسم کی پابندی بے معنی ہوگی۔

جناب والا۔ امریکہ میں بھی اس قسم کے تجربات ہوئے ہیں۔ لیکن پتہ یہ چلا کہ امتناعی قانون محض کسی معاشرہ کا حل نہیں ہے۔ جناب والا میرے دوست دیہاتی ترقی کیلئے بہت چیخ چلا رہے ہیں۔ شاید انہوں نے بجٹ کے اعداد و شمار پر غور نہیں کیا۔

مسٹر سٹیپھر۔ یہ، چھیننا چلانا، مناسب الفاظ نہیں ہیں۔ ”آواز اٹھا رہے ہیں،“ زیادہ مناسب الفاظ ہیں۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ جناب والا۔ گذشتہ بجٹ میں زراعت پر پانچ کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا۔ جبکہ اس سال زراعت پر انیس کروڑ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے یعنی چار گنا زیادہ۔ اس کے علاوہ ہندوہ کروڑ چھ لاکھ روپیہ آبپاشی کیلئے رکھا گیا ہے جو حقیقتاً زراعت پر ہی خرچ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہندوہ کروڑ اور انیس کروڑ روپیہ کی رقم زراعت کے لئے مخصوص ہیں۔ اس کے علاوہ رورل ورکس پروگرام کیلئے بھی چھ کروڑ روپیہ الگ رکھا جا رہا ہے۔ جناب والا اگر ان تینوں کو ملا دیا جائے تو بجٹ کا پچاس فیصد حصہ دیہاتی آبادی پر براہ راست خرچ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ تملیم پر۔ صحت پر اور دوسرے معاملات پر جو زراعت سے متعلق ہیں ایک بڑی رقم بالواسطہ طور پر دیہات پر خرچ ہوتی ہے۔ لہذا دیہات پر حقیقتاً ۶۰ یا ۶۵ فیصد رقم خرچ ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیہات کو بھی پورا پورا حصہ مل رہا ہے۔

جناب والا۔ آخر میں میں فاضل وزیر خزانہ کی توجہ اپنے علاقہ کی طرف دلانا چاہوں گا۔ راولپنڈی ڈویژن میں جہاں کے جنگی قیدی بھارت کی قید میں ہیں۔ جہاں کے جیلے

اور بہادروں نے قربانی دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جناب وزیر خزانہ اس ڈویژن کو نظر انداز نہیں کریں گے اور خاص طور پر وہ اضلاع جہاں بکے فوجی ہیں ان اضلاع کیلئے ایک مخصوص پالیسی بنائی جائے گی۔ میں آخر میں جناب وزیر خزانہ کو ایک ایسا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں جو کہ حقیقتاً پاکستان پہلے پارٹی کی خواہشات اور عوامی امنگوں کا آئینہ دار ہے۔

رانا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں آپکی وساطت سے عرض کرونگا کہ اس سے پہلے بھی میرے بزرگوں نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ یہاں صرف جناب سپیکر کو ہی مخاطب کیا جا سکتا ہے کوئی سپیکر خواتین اور معزز اراکین اسمبلی کو خطاب نہیں کر سکتا۔ چونکہ یہ پبلک جلسہ نہیں ہے۔ یہ اسمبلی ہے اسلئے میری نہایت ادب سے گزارش ہے کہ ہر معزز ممبر جناب کو مخاطب کرے۔

مسٹر سچندر - وہ اصل میں میری ہی معرفت اراکین اسمبلی سے مخاطب ہیں۔

چودھری محمد یعقوب اٹھوان - (لائپور۔ ۱) جناب سپیکر - پیشتر اس کے کہ میں اس بجٹ کے متعلق کچھ عرض کروں میں اس کا ایک تاریخی پس منظر بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بھارت سے اتنی بڑی جنگ کے بعد ہم نے ایک تباہ شدہ اکانومی - ایک ٹوٹی پھوٹی اکانومی وراثت میں حاصل کی اور اس بجٹ کی تیاری کے سلسلہ میں ہم اس چیز کو قطعاً نظر انداز نہیں کر سکتے کہ کن حالات میں ہماری پارٹی نے حکومت سنبھالی اور کن حالات میں ہماری پارٹی نے ملک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی انتہائی کوشش کی اور یہ عوامی بجٹ پیش کرنے کی جسارت کی۔ میں اس سے پیشتر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل میرے کسی بھائی کی جانب سے کچھ خونی انقلاب کی دھمکیاں دی گئی تھیں۔ اس بارے میں میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

کہ ہماری پارٹی کا جو موجودہ منشور ہے - پروگرام ہے یہ اس کے مانع ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو دھمکی دی گئی ہے یہ کچھ واجب نہیں تھی - یہ میرا اپنا ذاتی خیال ہے -

Mr. Abdul Qayyum Butt : Point of explanation Sir, I must explain the position because they have misunderstood my submission before the House.

Mr. Speaker : Please resume your seat. If there is any need I will ask you to explain.

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں نے گزارش کی تھی کہ انقلاب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک انقلاب ہندو کی نالی سے لایا جاتا ہے اور دوسرا جمہوری طریقے سے اس کے طریقے سے Reformatory اقدام سے لایا جاتا ہے - ہم نے اس کا طریقہ اختیار کیا ہے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی عرض کروں گا - - - -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - فاضل ممبر کی تقریر کے جواب میں کیا ہمیں بھی کچھ کہنے کی اجازت ہوگی -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - میرے خیال میں آپ ان کی تقریر سن لیں - اگر اس کے بعد کسی وضاحت کی ضرورت محسوس کی گئی تو آپکو موقع دیا جائیگا - اب آپ تشریف رکھیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - میں اس ایوان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وقت کم ہے اس لئے وقت کا لحاظ رکھا جائے ابھی بہت سے مقرریں باقی ہیں - جنہوں نے تقریریں کرنی ہیں - رانا پھول محمد خاں اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں - آپ کی وساطت سے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ براہ کرم وقت کا لحاظ کریں ورنہ یہ نوک جہونک تو جاری رہے گی -

چوہدری محمد یعقوب اعوان - میرے فاضل دوست نے جو اعتراض کیا ہے - میں نے کسی صاحب کا نام نہیں لیا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ انقلاب کے دو طریقے ہوتے ہیں

ایک By ballot ہوتا ہے اور ایک By bullet ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے رہنما جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ہمارے لئے ایک راستہ تعین کر دیا ہے یہ وہ بجٹ ہے جس کے ذریعے ہم انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ اتنی عظیم کامیابی جو ہماری پارٹی کو ہوئی ہے اس کامیابی کی موجودگی میں اگر ہم انقلاب نہ لا سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ ہمارا قصور ہوگا۔ بہر حال کامیابی جو عوام کی جانب سے ہمیں ہوئی ہے وہ ایک ضمانت ہے جس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ By Ballot ملک میں انقلاب آسکتا ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی پالیسی سے یہ صاف واضح کر دیا ہے کہ جو اصلاحات انہوں نے نافذ کی ہیں وہ اقساط میں کی ہیں۔ چند مراحل طے کر کے ہم نے اپنی منزل مقصود یعنی اسلامی سوشلزم کی طرف جانا ہے۔ میں یہ پھر عرض کروں گا کہ اتنی بڑی جنگ کے بعد اور اتنی بڑی شکست کے بعد ہمارا ملک اس خونی انقلاب کی عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ یہ بجٹ ہمارے ملک کی معاشی زندگی کی عکاسی نہیں کرتا۔ میں مودبانہ التماس کروں گا کہ میں ان سے متفق نہیں ہوں۔ یہ صحیح معنوں میں عوامی بجٹ ہے۔ آپ نے مختصراً اس کو دیکھا ہوگا کہ اس میں ۴۴ فیصدی رقوم دیہاتی علاقوں کے لئے مختص کی گئی ہیں اور اس میں بھی خاص کر تعلیم کا خرچ ہے۔ زراعت کے علاوہ کل ۷۸ کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ ترقیاتی سکیم کے لئے مختص کیا گیا ہے جو پہلے کبھی کسی بجٹ میں ایسا نہیں کیا گیا اور میں اس کے ساتھ ہی یہ عرض کروں گا کہ ہماری بجٹ کی خاص پرویزن ایک نیا Integrated Rural Development Program کے لئے ہے وہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے بڑی کوشش سے پنجاب میں نافذ کرنا ہے۔ انہوں نے آج تک مرکز میں ہوتے ہوئے بھی اور یہاں بھی اس پروگرام کے نفاذ کی انتہائی کوشش

کی ہے اور اس چیز کی طرف غیر مالک کی آنکھیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اس بچٹ میں ہم اس Integrated Rural Development Programme کو نافذ کر رہے ہیں اور اس کی موجودگی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عوامی بچٹ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی کی طرف خاص دھیان دیا گیا ہے۔ ہماری حکومتی پارٹی نے سونے کے علاقے اور پوٹھووار کے علاقے اور ڈیرہ غازی خان - مظفر گڑھ - میانوالی وغیرہ کے لئے چیف منسٹر صاحب نے سپیشل کمیٹیاں مرتب کی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ ہماری دیانتداری کا اور کوئی ثبوت نہیں مل سکتا اور ضمانت نہیں مل سکتی کہ ہم پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ جناب قائد حزب اختلاف اور ان کے دیگر ساتھیوں نے بھی یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ ملک میں امن عامہ کی صورت حال تسلی بخش نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا گو بالآخر یہ ذمہ داری حکومت پر عائد کی جا سکتی ہے لیکن براہ راست حکومت اس کی ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ کسی کا انفرادی فعل جو ہے اس کی ذمہ داری براہ راست حکومت پر عائد نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اس کے پس پشت ایک اور چیز ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے کہ بعض عوام دشمن عناصر اس کے پیچھے ایسے ہیں جو ارادے سے امن عامہ خراب کرنا چاہتے ہیں۔ پولیس کی ہڑتال میں بھی ہمیں عام ہے کہ اس سازش میں میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں گڑبڑ پیدا کرنے کی ایک مسلح کوشش کی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے چونکہ عوام ہمارے ساتھ ہیں وہ سازش کامیاب نہ ہو سکی۔ اور اس قسم کی امن عامہ کو خراب کرنے کی کوشش نہ کبھی کامیاب ہوئی ہے اور نہ انشاء اللہ آئندہ ہوگی۔

اس کے علاوہ پریس لاز کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ میرے ایوزیشن کے بھائی اس بات کو تسلیم کریں گے کہ پہلے کی نسبت جتنی تنقید ہماری پارٹی

یا ہماری حکومت پر ہو رہی ہے اتنی تنقید پہلے کبھی نہیں
 ہوا کرتی تھی - وہ جو تین رسالوں یعنی ”پنجاب پنچ“ -
 ”زندگی“ اور ”اردو ڈائجسٹ“ کا حوالہ دیا گیا ہے - اس کے
 متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری ایڈوائزر شپ کے وقت
 میں وہ قدم اٹھایا گیا تھا اگر میرے بھائی ان مضامین کو
 خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرے
 ساتھ متفق ہونگے کہ تنقید کا حق تو ہر ایک کو حاصل
 ہے لیکن گالیاں دینے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے - حکومت
 نے جو کچھ کیا ہے - - - -

راؤ محمد افضل خان - جناب سپیکر - میں آپ کے توسط
 سے معزز ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ ذرا اس
 مہینے کے ”شہاب“ کو بھی اٹھا کر دیکھ لیں -

چودھری محمد یعقوب اعوان - ٹھیک ہے آپ اپنی
 تقریر میں یہ فرمادیں - یہ آپ کا حق ہے - اس کے علاوہ
 فہری پانی کے سلسلے میں میرے بھائیوں نے اپوزیشن کی طرف
 سے اس کی تقسیم کے بارے میں جو کچھ کہا - اس میں
 خاص کر قائد حزب اختلاف کی یہ رائے مجھے بڑی پسند ہے
 کہ زیر کاشت رقبہ جو ہر دو صوبہ جات میں ہے اسے پانی کی تقسیم
 میں ملحوظ رکھا جائے - یہ ایک بڑی تعمیری تجویز ہے اور
 میں اس کی داد دیتا ہوں - ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض
 کروں گا کہ ہماری لائن پنجاب کی یہ ہونی چاہئے کہ یہ
 جو سندھ کا پانی ضائع ہو جاتا ہے اور بالآخر بعیرہ عرب میں
 چلا جاتا ہے بجائے اس کے کہ ہمارے پنجاب میں جو پہلے
 وائر ورکس بنے ہوئے ہیں جن پر آج تک کروڑوں نہیں اربوں
 روپیہ خرچ ہو چکا ہے ان کو بیکار کیا جائے - وہ پانی جو
 سندھ کے علاقہ میں جا کر ابھی تک کنٹرول نہیں ہوا وہاں
 ڈیم تیار کیا جائے اور اس پانی کو استعمال میں لانے کی کوشش
 کی جائے - میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے پنجاب کے حقوق
 کی مکمل حفاظت کی جا سکتی ہے - یہ میری اپنی تجویز ہے
 اپنے بھائیوں سے اور اپنے وزیر آبپاشی صاحب سے -

اس کے علاوہ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملازمین کے اخراج کے متعلق بھی اپوزیشن کی جانب سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ملک میں کرپشن تھی اور اب بھی ہے۔ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں آپ بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے۔ ہماری پارٹی نے دیانت داری سے اس کو جڑ سے اکھاڑنے کی ایک بڑی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کچھ دیانتدار عنصر بھی سروس سے خارج ہو گیا ہو کیونکہ چنے کے ساتھ کبھی گھن بھی پس جاتا ہے لیکن قوم کے مفاد کے پیش نظر یہ جو تھوڑا سا نقصان ہے وہ ہمیں برداشت کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے نیک نیتی اور دیانتداری سے یہ قدم اٹھایا ہے۔

جناب والا۔ سہنگائی اور بیروزگاری کا ذکر اپوزیشن کی طرف سے ہوا ہے۔ تو اس پر کچھ زیادہ بحث نہیں کی گئی۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ سہنگائی کا جو مسئلہ ہے اس کو اقتصادی مسئلہ سمجھنا چاہئے۔ میں اپنے بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ ہم کبھی تشدد اور دھمکی سے قیمتوں کو کنٹرول میں نہیں لا سکتے۔ اقتصادی تاریخ سے ایک مسئلہ نتیجہ اخذ ہو چکا ہے کہ یہ قیمتیں اقتصادی پالیسی سے کنٹرول کی جا سکتی ہیں تشدد اور دھمکی سے نہیں کی جا سکتیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری حکومت اس پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور اقتصادی پالیسی کے ذریعے وہ ان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرے گی۔ قیمتوں میں جو بیشی ہے اس میں پہلے ایک وجہ سیاسی گڑبڑ تھی پھر جنگ کے اثرات تھے۔ پھر اس کے بعد روپے کی Devaluation ہو گئی ہے یہ اس کی اقتصادی وجوہات ہیں اور ہماری حکومت اور سیاستدان اس اقتصادی پالیسی کو پیش نظر رکھ کر ان قیمتوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں گے۔ باقی رہا بے روزگاری کا سوال یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ ٹھیک ہے۔ ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ ہمیں عام ہے کہ ملک میں بے روزگاری ہے۔ لیکن میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ جتنا وقت ہماری پارٹی کو ملا ہے اور ہمیں جس قسم

کے مسائل درپیش ہیں اور خاص کر جو بین الاقوامی مسائل ہیں اور جو بھارت کے ساتھ مسائل درپیش ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے اس تھوڑے سے وقت میں اس کو نشانہ ایک بہت اہم کارنامہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ جو ہمارے ملک کے اندرونی معاملات ہیں ان کو بھی پورا وقت دینا ہے اور جتنی اصلاحات ملک میں نافذ کی گئی ہیں۔ آپ ہم سے اتفاق کریں گے کہ یہ ہماری دیانتدارانہ کوشش ہے کہ ہم ملک کے اندرونی حالات کو بھی سنبھالیں۔ لیکن ہماری Long Term کی سکیم ہے۔ آپ دیکھیں گے آہستہ آہستہ جب ان سکیموں پر عمل درآمد ہو گیا تو یہ بے روزگاری روز بروز دور ہوتی چلی جائے گی۔ میں اس کی قوی امید رکھتا ہوں۔

اس کے علاوہ جناب خورشید انور صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ارکان اسمبلی کا بھی احتساب ہونا چاہئے اور میں ان سے قطعی طور پر متفق ہوں۔ یہ ایک بڑی تعمیری تجویز ہے اور میری حکومتی پارٹی کو بھی اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا کہ ان پر کڑی نظر رکھنی چاہئے تاکہ جس طرح ناجائز مفادات پہلے ارکان اسمبلی نے اٹھائے تھے انہیں اس کی جرات نہ ہو سکے اور اس قسم کے اقدامات کے میرے یہ بھائی بھی مرتکب نہ ہوں۔

اس کے علاوہ میں اپنے بھائی جناب فنانس منسٹر صاحب کو ان کے عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ان کی جو تقریر ہے اس میں صحافت کی جھانک ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ وہ پرانے صحافی ہیں۔ اس لئے انہوں نے صحافیوں کے لئے رہائشی سہولتیں بھی مہیا کی ہیں۔ ہمیں اپنے صحافی بھائیوں سے بڑی ہمدردی ہے۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا اور خاص کر ہمارے جو وزراء ہیں.....

منسٹر بھوپندر - چوہدری صاحب آپ کا وقت ختم ہونے والا

چوہدری محمد یعقوب اہوان - جناب یہ میرا آخری فقرہ ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے وزراء کی کونسل میں آٹھ دس وزیر وکلا بھی ہیں - کیونکہ ہمارے وکلا میں سے بھی ۸۰ فیصدی ہسماندہ طبقہ ہے - ان کے لئے بھی ہمارے وزراء کو چاہئے کہ اچھی رہائشی سہولتوں کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے - شکریہ -

مسٹر سپیکر - حسن محمود مخدوم زادہ صاحب تقریر کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے ہیں - مجھے ان کے پارلیمانی گروپ کی طرف سے یہ اطلاع ملی ہے کہ ان کے گروپ کے باقی ممبر صاحبان تقریر نہیں کریں گے - وہ چاہتے ہیں کہ ان کے خیالات کی ترجمانی مخدوم زادہ صاحب کریں -

رائی پھول محمد خان - جناب والا - ان کو کتنا وقت دیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر - میرے حساب سے ۴ منٹ بنتے ہیں -
میاں خورشید انور - جناب والا - یہ بات طریقہ کار کے خلاف ہے - میری پارٹی کے ۱۳ ممبران ہیں اگر وہ مجھے تقریر کرنے کیلئے اپنا وقت دے دیں تو کیا آپ مجھے اسکی اجازت دے دیں گے -

مسٹر سپیکر - اس طرح ہوا ہے -
میاں خورشید انور - اگر میری پارٹی کے ممبران مجھے اپنا وقت دے دیں تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ان کا وقت مجھے دے دیں -
رائی پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر طریقہ کار ایک جیسا ہونا چاہئے
مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں -

رائی پھول محمد خان - جناب والا - میں ہوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں -

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں - سپیکر کے خلاف کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا -

رائی پھول محمد خان - جناب والا ہوائنٹ آف آرڈر سپیکر کے خلاف نہیں بلکہ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر ایک رکن اپنا وقت کسی دوسرے ممبر کو دے دے -
.....

مسٹر سپیکر۔ کل میں نے ایسا کیا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ اگر ۱۰ ممبر صاحبان مجھے وقت دینا چاہیں تو آپکو پھر اس طرح کرنا پڑے گا۔ یہ انصاف کا تقاضا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریح رکھیں۔

چودھری محمد خیبات گوندل۔ جناب والا۔ رانا پھول محمد خان صاحب کو بھی سرور جوڑا صاحب نے ۱۰ منٹ وقت دے دیا تھا۔

مسٹر سپیکر۔ ایسا Precedent ہے۔ میں نے کل ایسا کیا ہے۔

نوابزادہ حسن محمود صاحب تقریر فرمائیں۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood: (Rahimyar Khan-VII)—Mr. Speaker, Sir. I congratulate the Finance Minister on presenting a budget under very difficult circumstances before this august House without any taxation.....(Applause) While commenting on the budget we cannot ignore the tragic facts of life and the political events that have preceded this budget. Sir, I am pained to feel that I no longer belong to a country which existed a year ago. More than half of the country is gone and it is not due to the mistakes of an individual or a party, but as the hon'ble member of this House, Syeda Abida Hussain, stated, it is time for reappraisal and for admission of the fact individually and collectively. We made political mistakes which have resulted and culminated into this tragedy. It is not only that. Two years ago our party had informed the nation that there was a global intrigue involving the super powers against the integrity and solidarity of Pakistan. They did not only finance elections but they sent infiltrators, they sent arms and they tried to disrupt our country's unity. This could not have been possible, had they not found allies within the country belonging to almost every region.

Sir, through you I wish to inform the younger members of the House that prior to 1958 there had been a good deal of political problems, crisis of law and order existed and democracy was demolished because of political expediences getting preference for self-aggrandisement and for personal benefits, and as such we did not build up the true traditions and sound foundations for democracy. Hence, with the advent of democracy today we should be fully conscious of the past mistakes of the politicians and resolve once again to see that at no stage we compromise fundamental principles. Sir, during election campaign the major issue for the disintegration of Pakistan was a "Six Point Programme." Along with that you heard slogans of Jie Sind, you heard the slogans of Azad Baluchistan, you heard some politicians of eminence demanding British Baluchistan to be a separate Province, thereby allowing Kalat and other States to become separate

regions with a chance of accession to India, which was at one time even a possibility. Similarly you heard Jie Sind, you heard that Sind belongs to Sindhis, you heard Frontier belongs to the Sarhadis and there was complete hatred and parochial slogans in different regions against it to disrupt the unity of a nation which was achieved as a result of persistent and hard struggle by the Muslims of the sub-continent spread over 400 years. The achievement of 400 years of struggle, which gave you Pakistan, was thrown over-board because of the callousness and mischievous parochial slogans, disunity and interference by foreign powers within the short period of one year. It is a tragic history of the Pakistani nation. Similarly, Sir, Bahawalpur was no exception. In Bahawalpur also lived individuals who belonged to the Congress Party, who advocated accession of Bahawalpur to India after partition of India and achievement of Pakistan, on the pretext of securing its rights on waters, cheap sugar, and cheap cloth.

I have been a Minister and Chief Minister in the former State of Bahawalpur. I gave the Constitution to Bahawalpur. I did not even charge the amount for the preparation of the Constitution from the Exchequer. I paid it from my own pocket. Bahawalpur was a State which acceded to Pakistan under several instruments of accession. We were never a part of Pakistan under 1935 Act having a status of a Province. Therefore, to presume that at the time of disintegration of One Unit Bahawalpur *ipso-facto* and automatically would receive a Provincial status was a fallacy and its advocacy an election fraud.

But as far as Bahawalpur goes, it had a Legislative Assembly and it had similar representation as in any other province. In fact, in certain things, in certain development projects, it went with such terrific speed for the amelioration of the plight of the masses that your former Chief Ministers, Mian Mumtaz Muhammad Khan Daultana from Punjab and Khan Abdul Qayyum Khan from N.W.F.P., sent delegates to Bahawalpur to see how and why so speedily Bahawalpur was developing. Sir, Bahawalpur was a princely State. There, the whole government used to run on the whims and fancies of the Ruler. We, for the first time after partition, obtained reforms, struggled for them and I am glad to say that 15 out of 16 seats were captured by us for the sake of people to run their government. Certain government officials connived with the Ruler of the time to make the reforms a failure, but we acted promptly and we didn't allow that to happen. A controversy was raised on the floor of the House two days ago and an ugly situation arose but I must inform the House that prior to our taking over of the representative government ther. s classifi.

cation of A, B and C for the residents of Bahawalpur. Those that settled in Bahawalpur earlier than a particular year, were called 'A' class, those that later followed upto a particular year were called 'B' class, those that came subsequently were called 'C' class and the refugees who came in 1946-47 they had no class at all. The first time I led my party and took over the reigns of government, with one stroke of pen I abolished the classification of the people living in Bahawalpur. I said, "each one of them shall live as a Pakistani and there is no discrimination as you do in a cattle fair". (*Applause*)

At the time of integration of One-Unit I opposed the merger of the State into One-Unit. So did Malik Sir Feroze Khan Noon, so did Pirzada Abdul Sattar and so did Sardar Abdur Rashid. We all opposed the creation of One Unit. Why? Because it would abolish the system of a federal Government where you could call different federated units in their provincial names. It would be confrontation of West Pakistan against East Pakistan. It would no longer be East Bengal, it would no longer be Sind and it would no longer be Baluchistan, Punjab and Frontier. I requested Nawab Mushtaq Ahmed Gurmani, who was the Governor and is alive, "for God's sake, in the interest of national solidarity, don't thrust One-Unit against the will of the people but if you succeed, if you do it, at no cost let it be broken because then you will have bigger hatred and more parochial sentiments." But unfortunately the things stand as they do. One-Unit has been broken and East Pakistan had confrontation with West Pakistan. They had certain legitimate demands. We accept that high-handedness was done to them. They were not allowed to share political power as a majority province, but those are mistakes of the past. We are even today being callous and feel that that global intrigue is over and it has ended. Sir, it is my unpleasant duty to inform this House, through you, that that intrigue continues to exist. West Pakistan is now threatened. East Pakistan, its segregation and its separation is only a part of the plan. West Pakistan is not free from danger. Therefore, greater measure of unity, greater measure of understanding and greater measure of support to the President is required so that he can retrieve this sinking ship and we should not dwell on personal and parochial differences any more. (*Applause*)

Sir, as far as we are concerned, as has been pointed out about the deteriorating law and order situation, we do not hold Peoples Party exclusively responsible for the break-down of law and order, because with the global intrigue these super powers have their own agents spread out into each and every party without

exception. Sir, people have created disruption in the country even from amongst the Peoples Party and we congratulate that in the national interest and for the preservation and solidarity of this country, they have acted with iron hands and they have acted promptly. (*Applause*)

I will not name the Parties on whom I still don't have faith. Only history of the future three months, after the crucial talks with India are held, will indicate to the nation as to what political party is playing what role and what individual is playing what role. I, on behalf of Bahawalpur, refute the claim that 34 lac people of Bahawalpur want to be a separate Province. It is not so. (*Applause*) It was an election stunt and some people benefited out of it. I have no fear whatsoever. I may have lost the National Assembly elections but it was purely due to my negligence partly because I arrived in my constituency on the 6th night to see polling on the 7th. I was working for greater unity all over the country and to me it didn't matter whether I win or lose because if Pakistan existed, as a noble citizen of this country, I don't have to be an MNA or an MPA. (*Applause*) I don't believe that if Pakistan did not exist, Bahawalpur should exist. I don't believe that if Pakistan does not exist, Punjab should exist. Above all, we need the existence of Pakistan. We must be Pakistanis first and Pakistains last. (*Applause*)

People have understood the slogan of a separate province. You can rest assured that there shall be no agitation whatsoever. True, Wali Khan is supporting it, Mufti Mahmood has supported it, the Convention League has its manifesto that Bahawalpur should be a separate Province and Jammāt-e-Islami has said the same thing, but don't you realise one thing that Bahawalpur was a State and its revival would mean re-emergence of Princely States like Kalat, Khairpur, Dir and Chitral. (*Applause*)

But Sir, before I refer to the rights of the people of Bahawalpur I would like to speak on the law and order situation which

is very well connected with the question of security of the country. Peoples Party must realise that while you have a Government elected by the people, the government machinery, whom you had ridiculed as bureaucracy, is only a part of you. Today you are in power, tomorrow you may not be. The administrative machinery is for all parties to maintain justice, maintain law and order and preserve and protect the rules and laws that you may give. If any Government servant is corrupt I hold that he should be punished. The House will be surprised to learn, Mr. Speaker, that the question of officers' removal was originally commenced by me. I dismissed 25 gazetted officers in the former State of Bahawalpur. I think Mr. Afzal Wattoo, the Honourable Minister, was too young at that time when I dismissed 25 gazetted officers. I did not ask them to appeal to me or to my Government. I asked them to file an appeal against my order to the Public Service Commission which was an independent autonomous body.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Point of order. Sir, the Honorable Member has referred to Bahawalpur as a province. I would request that the word 'Province' be expunged from the speech and it be called a Division.

Mr. Speaker : I would ask for the tape and see if anything is required to be expunged. Please continue.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : I would request the Government in regard to the Provincial Officers, and through you the Central Government for their officers, that the security of the Government servants is an essential factor for the well being of this country and for the smooth running of the administration ; otherwise officers hesitate to take responsibility. I had given them the right of appeal to the Public Service Commission. My honourable friend, Mr. Amir Abdullah Rokri, who has been my colleague and a friend, and whatever mischief we did, he was a party to it and in fact, he was the chief whip.....

Mr. Speaker : Does he own it ?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : How can he deny ? My opposition raised a question in the budget session and accused me of having dismissed Government officers, who did not help me in elections. Sir, on the floor of the House I assured the honorable members of the Opposition that among the list of 25, if they placed their finger on the name of a single of them and bear the responsibility in regard to his honesty in public, I will re-instate him before I left the House. Not one member rose to put his little finger on the name of a single officer testifying his honesty. So all the officers stood dismissed and retired. What you and your government have done is nothing new but what I

request is, allow not your executive machinery, allow not your own political cell to scrutinise the appeals, but have an independent body like the Central Public Service Commission for the Central Services and Provincial Service Commission for Provincial Services to look into the cases. (Applause)

Now sir, coming to the basic reason why some of my friends succeeded in agitating the minds of the people of the former State of Bahawalpur. Since integration there have been provocations. Bahawalpur's revenues, when I was the Chief Minister, were 7½ crore, almost equal to the revenues of N.-W.F.-P. I would seek the indulgence of the Finance Minister to look into the matter that since then from 7½ crores, the revenues must have increased to about 16 crores. As against that, I was given three crores annually for capital development each year. It is on record that I opened up 4000 primary schools in one year, opened up new colleges and built roads, Our developments were very speedy; our officers were highly qualified, and were very honest. Envisaging that one day, as a Punjab State, we will become part of the Punjab, and knowing the geographical and historical political movements of India, I did not want my officers to be handicapped. In 1952 I revised their pay-scales and gave them the same pay-scales, and even higher scales than those of the Punjab.

سپیکر صاحبش الوری۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کی بحث میں مخدوم زادہ حسن محمود صاحب اپنے دور کے عظیم یا غیر عظیم کارناموں کے متعلق بیان کر رہے ہیں یا بجٹ کے سلسلہ میں اپنے ارشادات سے ہمیں مستفید فرما رہے ہیں؟

مسٹر سپیکر۔ معزز ممبر کو یاد ہو گا کہ جب ایک فاضل رکن اپنی ذات کے متعلق بہت کچھ بتا رہے تھے کہ انہوں نے اتنے لاکھ روپیہ دیا۔ اور قربانی دی۔ تو میں نے کہا تھا کہ انہیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے۔

سپیکر صاحبش الوری۔ جناب والا۔ آپ کی توجہ اس ضابطہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جسکے تحت آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ مختلف ارکان کی نشستیں مخصوص کریں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کو اپوزیشن کی سیٹوں میں سے کوئی سوٹ الاٹ کی گئی ہے یا وہ حزب اقتدار کی سیٹوں سے تعلق رکھتے

ہیں۔ ان دونوں جنسوں میں سے کس جنس سے تعلق رکھتے ہیں یا کوئی تیسرے درجے کی جنس ہے۔ جس سے تعلق رکھتے ہیں۔

سسٹر بھوپندر - آپ میرے چیئرمین تشریف لائیں۔ ہم وہاں ہر اس سلسلہ میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ یہاں بات کرنے کا کوئی مقام نہیں ہے۔

Let the Honourable Member continue with his speech. We have to close the general discussion by tomorrow.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood: The House should also take note of the fact that a non-parochial area like Bahawalpur, had very prominent persons from the Punjab like Sh. Din Muhammad, Sir. Abdul Qadir, Khan Bahadar Faiz Muhammad as its Chief Justice, and Khan Bahadar Abdul Aziz as the Chairman of the Public Service Commission. We have had most of the officers from the Punjab, either they were I.C.S. Officers or they were very senior P.C.S. Officers, even as Deputy Commissioners with the result that our services received almost the same training that your officers had received. But since integration, their seniorities have not been determined. They are being given cadre posts, when most of them are fit to be Commissioners. Yet they are being put in one Cell or the other. I would request the Chief Minister—I have written to the Governor only yesterday—that there are very senior officers who would like to meet them, who would like that their grievances should be rectified. After all, Bahawalpur is a part of your province. You were not responsible for what happened during One Unit. Sir, I would request you to have a high powered committee to look into the matter. Punjab also suffered during One Unit. This is wrong for the smaller provinces to accuse the Punjab for an ambition of greater Punjab. Punjab suffered, but other units benefited. Bahawalpur suffered alongwith it. Therefore, after dismemberment of One Unit, we have become a part of you. We have become a part of you with the confidence that we will have fraternal relations with the people of the Punjab and that the people of the Punjab will welcome Bahawalpur. It is a rich territory. It is a fertile territory. It has great assets-political, economic and others-and we do hope that through our mutual co-operation a proper integration will take place. I would request that a high powered committee be appointed and have the areas grievances looked into.

Sir, as I was mentioning that we had our own High Court, today we request that a judge from the former area of Bahawalpur be appointed. We had Mr. Justice Abdul Hamid on the Bench. He retired in 1967, and his post has never been filled up. Secondly, I would even go to that extent that if it is feasible, you may combine the two divisions of Bahawalpur and Multan and have a judge

or have a Bench seated in Bahawalpur to give justice to the people of that region and to avoid their coming to Lahore. I think Mr. Justice Fazal-i-Akbar or somebody else was looking into this matter and a report has been made. Similarly we had our own Public Service Commission. So we need a share in the Punjab Public Service Commission. Sir, then you have also the Board of Revenue, and the autonomous and semi-autonomous bodies.....

مہان امیر عہدہ دار خان روکڑی - ہوائنٹ آف آرڈر - ابھی
 ابھی فاضل مقرر نے فرمایا ہے کہ بہاول پور کوئی صوبہ نہیں ہے کیا وہ
 تحصیل کے چیف منسٹر رہے ہیں جہاں وہ پبلک سروس کمیشن رکھتے تھے
 کیا مخدوم زادہ صاحب یہ بتائینگے کہ وہ دوبارہ ریاست بنانا چاہتے ہیں -

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—I was the Chief Minister of the State. I never mentioned the word "province" but we ran on a provincial pattern. In fact we had a little more than we wanted. The Centre was giving aid to the provinces but Bahawalpur was paying Rs. 80/- lacs to the Centre towards its defence. We had the excise, taxation and income tax as our State subjects, and, therefore, our income was more. Through the Instruments of Accession these went back to the Centre, and we then did not pay them Rs. 80/- lacs.

Now, Sir, for the past 12/15 years there have been no recruitments. When it was a former State, we had even seats in educational institutions like the Medical Colleges, the Engineering Colleges, and our boys came and studied with your students and they came and sought employment. There is a wide gap now and for the last 12 years we had no new recruits in the services. Therefore, I would request that this short-fall should be made up by greater allocation of seats in the Medical Colleges and the Engineering Colleges and, at the same time, we, on the basis of revenue, on the basis of area, on the basis of population, should be given reservation; we should be given quota in services just, for example, as for Baluchistan. You will be, Mr. Speaker, surprised to know that on the creation of the Province of Baluchistan, I do not name the officers, about 20 Punjabis have been sent back to Punjab, but their own people getting Rs. 250 in 1955 have now become Deputy Secretaries and Secretaries in that Province and Inspectors have become S. Ps.

Mr. Speaker, Sir, in the development funds I have noticed that the total allocation made is in the neighbourhood of Rs. 4½ crores. This amount is very inadequate and is not commensurate with the revenues that accrue from the Bahawalpur area. I do not plead only for Bahawalpur but I give you a simple yardstick

Mr. Finance Minister i.e. that in future, as you have mentioned in your speech to bring the under-developed areas of the Punjab at par with the developed areas let one principle be accepted that 70% of the income or whatever percentage you may determine, accruing from that area, minus the establishment cost, will be spent on the development of that area and 20 to 30 per cent, whatever the amount may be, will go in the provincial kitty. This will be augmented by the Central Development funds. Then reallocate them according to priorities, more to the under-developed areas and less to the developed areas, so that there is a sense of security and satisfaction in all the districts and tehsils and regions of the Punjab that they are made to grow side-by-side with the developed areas with the same security.

Mr. Speaker : Just half a minute is left please.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—Mr. Speaker Sir, may I repeat a story of this House.

Mr. Speaker That will take time.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood;—It will take one minute, because I was speaking on the second subject while I have ten subjects. This happened on the floor of this House. When I rose to speak on the Revenue Department, the honourable members of this House like Mian Mumtaz Daultana and people like Shaukat Hayat, Khan Qayum Khan and Sardar Khan Bahadar, they all sat in a formidable opposition. We did not have comfortable majority as that of the Peoples Party today. We ran on a majority of casting votes. We ran on 5-6 majority of votes. When I rose to speak some honorable members obstructed my speech. I asked for the ruling of the Speaker. Not only that, I asked for the ruling of the House. Sir I had 12 subjects as unfortunately I have today and the Speaker said how long will you take.

ہاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا
کیا کسی اسمبلی کے کسی رول میں ایسی کوئی گنجائش ہے کہ سپیکر
کے ہوتے ہوئے ہاؤس کوئی رولنگ دے جیسا کہ جناب فاضل ممبر صاحب
نے فرمایا ہے۔

Mr. Speaker: Please let him continue.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—Sir then 12 subjects were approved by the House. I am reminded of the same history. Please give me ten minutes because two members surrendered their time and in the mean-time there have been interruptions.

علامہ رحمت اللہ ارشد—ہوائنٹ آف آرڈر۔ چونکہ مخدوم زادہ حسن محمود صاحب اور میں گذشتہ برس سال سے ایک دوسرے کے سیاسی حلیف رہے ہیں اس لئے میں نے ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کی لیکن ان کی تقریر کا رویہ میں سے ۱۲ آنے لگی تھا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اب ایک اصول جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آپ انہیں دوسرے ممبروں کا وقت دیں گے تو پھر میں بھی جناب حنیف رائے کی تقریر کے بعد آپ سے وقت لوں گا اور ۴ ممبروں کا وقت آپ کو مجھے دینا پڑے گا۔

دوسری بات جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ یہ معاملہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ وہ ہمارے اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں مہربانی کر کے ان کی نشستیں حکومتی پارٹی کے ساتھ مخصوص کی جائیں۔

”پہنچے وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر ہے“

مسٹر سپیکر—تشریف رکھتے۔ اب یہ نشستوں والا مسئلہ کچھ تھوڑا سا ٹیڑھا لگتا ہے۔ اس لئے کہ پھر ممکن ہے کہ آپ کی بہت قربت میں جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لئے بھی کچھ اسی قسم کا انتظام کرنا پڑے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—ہیٹا جو جناب جانا چاہیں بڑی خوشی کے ساتھ انہیں قبول کریں۔

مسٹر سپیکر—مخدوم صاحب آپ کا ایک منٹ باقی ہے۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—Please allow me just five minutes. I will sum up the entire subject. Mr. Speaker Sir, I did not have the facility of knowing as to what cut-motions have been moved subsequently. On what subject could I speak? I would save the time of the House, because I would be speaking on all those cut-motions, but unfortunately till today, against the convention of the House, I have not been informed as to what cut-motions are to follow.

وزیر اعلیٰ—ہوائنٹ آف انفورمیشن۔ جناب والا کٹ موشنز کیلئے صحت۔ آبیائی اور تعلیم کو چنا جائے۔

Mr. Speaker—That would help you.

Allama Rehmatullah Arshad—General Administration also.

Mr. Speaker:—That would also help you.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood:—Yes. It does help me, because then, I have 20 minutes on each subject. So I will sum up Sir. Sir, I am not a lawyer but there is a law in our country that any communal hatred, regional hatred or class hatred is not permissible. But our television, our film industry, our radio stations are still continuing with some of the programmes which are not in keeping with the basic ideology of Pakistan, which is Islam. Islam is a complete code of life and I assure you, Sir, if you want to preserve the integrity of West Pakistan, you can only do so by keeping Islam as the basis and basic ideology of the remaining part of the country. I hope we will get East Pakistan too. But till then let us unite N.-W.F.P., Sind Baluchistan and Punjab. Some unpatriotic leaders claim that four nationalities exist in West Pakistan. You can only finish it in the name of Islam. We achieved this in the name of Islam and we can keep it in the name of Islam.

سید قابیض الوری - جناب والا - جو منٹ آپ نے حسن محمود صاحب کو دیا ہے وہ کتنے سیکنڈز کا ہے -

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood:—Mr. Speaker Sir, I will not embarrass you or embarrass the Members of the Opposition. I think there are four cut-motions. I will have 80 minutes more to speak. I will, therefore, take my seat and thank the House.

ملک غلام حبیبی - (لاہور ۳) جناب سپیکر - یوں تو کائنات میں ہر لحظہ ہر آن نئی تبدیلیاں ظہور پذیر ہوتی رہی ہیں۔ (قطع کامیاں)

مسٹر سپیکر - یہ جو آپ کا بایاں بازو ہے یہ ہاؤس کے اندر ہی رکھیں ہاؤس کے باہر نہ لے جائیں - (قبضہ)

ملک غلام حبیبی - ابد سے لے کر آج تک نہ معلوم کتنے انقلاب آ چکے ہیں اور آج سے لے کر ابد تک ابھی نہ معلوم کتنے انقلاب اور آئیں گے۔ ایک وقت تھا کہ ایک شہنشاہ دربار میں کسی راجہ یا غلام کے رقص سے خوش ہو کر لاکھوں اشرفیاں اور دینار اس کے قدموں پہ بچھاور کر دیتا تھا - کسی شہنشاہ کے دربار میں کسی محبوبہ دل نواز کی ادا پر تخت و تاج قربان کر دیا جاتا تھا - پھر ایک شہنشاہ اپنی رفیقہ حیات کی موت کو زندہ جاوید بنانے کے لیے برسوں کے کام سے لاکھوں مزدوروں کے ہسینے اور خون سے اور اربوں روپے کی لاگت سے ایک تاج محل تیار کرتا تھا - انقلاب اسے بھی آئے جنہوں نے آسروں کو جنم

دیا۔ انقلاب اسے بھی آئے جن کو لیڈروں نے جنم دیا۔ ۱۹۴۷ء میں ایک انقلاب ایسا آیا جس کو قائداعظم رحمت اللہ علیہ نے جنم دیا اور ایک ایسی قوم کیلئے جو ہستی میں گر چکی تھی ذلت و رسوائی جس کا مقدر بن چکا تھا ایک خطہ زمین حاصل کیا۔ اس پاکستان میں حکومتیں بنتی رہیں ٹوٹی رہیں۔ آج سے ۲۱ برس پہلے جب میں اپوزیشن کے ہنچوں پر بیٹھا کرتا تھا تو اس وقت کی ایک حکومت جس کا تو دوستوں اور کارخانہ داروں سے کوئی تعلق نہیں تھا کیونکہ اس وقت یہ عناصر ابھی آنکھیں کھول رہے تھے انہوں نے جنم نہیں لیا تھا۔ وہ جاگیرداروں کی حکومت تھی۔ Feudal Lords کی حکومت تھی۔ وہ لوگ اچھے تو تھے لیکن اپنے عوام کو بھیڑ بکریوں سے زیادہ نہیں سمجھتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کو وہ سیاسی مزارع کہہ کر پکارتے تھے۔ میں نے ان کی توجہ اس وقت مبذول کرانی تھی کہ اگر انہوں نے اپنی روش کو نہ بدلا تو چند ہی برسوں کے بعد ایک ایسا طوفان اٹھے گا جو انہیں خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے گا۔ اس وقت جو کچھ بھی ہوا وہ صرف پنجاب ہی میں نہیں تھا دوسرے صوبوں کے اندر بھی ایسی حکومتیں قائم تھیں یہاں تک کہ مرکز کے اندر ان لوگوں کو دسترس تھی جن کا آپکے ملک کی سرور سے تعلق تھا۔ ان کو وزارتیں عطا کی گئیں ان کو صدارتیں عطا کی گئیں ایک صدر تو ایسا ملا جس نے اس ملک کی ساکھ کو ختم کر کے رکھ دیا۔ رات کی آغوش میں وزارتیں بدلتیں رہیں اور پھر اس ملک اور قوم کے مقدر میں ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کا وہ بدترین اور منحوس دن لکھا تھا جس دن اس قوم کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ جس دن اس ملک کا شیرازہ بکھر چکا تھا جس دن خدائے باجبروت نے اپنے زریں بسند فرشتوں سے یہ کہا تھا کہ اگر اس قوم نے سنبھالا نہ لیا تو اس کو دنیا سے ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ یہ وہ مارشل لا کی لعنت تھی جو ہم پر مسلط کر دی گئی تھی اور جس کے آج تمام نتائج ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ اس وقت لوٹ کھسوٹ کا وہ عالم تھا کہ رات کی آغوش میں رات کی تاریکیوں میں چند خاندانوں نے سارے ملک کی دولت کو سمیٹ لیا تھا۔ ایک نوجوان بھی اس قافلے کے ساتھ تھا جس نے سات برس کے بعد جب یہ محسوس کیا کہ وہ ایک لٹیرے کے ساتھ چل رہا تھا تو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔

میں تو یہ سمجھا تھا کہ اس آدمی کے دل میں قوم کا درد ہے اور یہ ملک کو بنانا چاہتا ہے جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رکھنا چاہتا ہے۔ تو اس نے آکر کہا کہ میں اپنی قوم سے معافی مانگتا ہوں۔ وہ ذوالفقار علی بھٹو اپنے عوام کے سامنے آکر اپنی قوم سے معافی مانگتا ہے۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرنے والا ایک عظیم انسان ہوا کرتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایسے کتنے لوگ ہیں جن کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو اور جو اپنی غلطی کو فحشوانے کے لیے اپنی اپنی قوم کے سامنے آئیں۔ آٹھ برس کے بعد انہوں نے اپنی قوم کو اپنے اعتماد میں لیا اور پھر تین برس کی قلیل جدوجہد میں اس نے اپنی قوم کے اندر ایک طوفان برپا کر دیا۔ یہ لہریں اٹھیں اور ساری قوم گنگ ہو چکی تھی جن کی زبانوں پر تالے پڑ چکے تھے وہ زبانیں بولنے لگیں۔ لنگڑے لولے جو چلنے سے عاجز تھے ان کو اس نے ٹانگیں عطا کر دیں اور جن کے کان بہرے تھے انہیں سننے پر مجبور کر دیا۔ اندھوں کو اس نے بینائی بخشی اور کہا کہ آؤ یہ ملک تمہارے لیے بنا تھا یہ ملک تمہارا ہے۔ تم ہی اس کے وارث ہو اور تم ہی کو یہ ملک ملے گا۔ عوام نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور اس کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ الیکشنوں کی صورت میں اسے پہلی کامیابی نصیب ہوئی اور اس کامیابی کے سلسلے میں یہ وزارتیں معرض وجود میں آئیں۔ یہ ایوان جہاں پر آج ہم بیٹھے ہیں اور یہ بجٹ جس پر آج بحث ہو رہی ہے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ بجٹ وزبر خزانہ کی قابلیت کا ثبوت ہے اور میں انہیں ان کی قابلیت پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس بجٹ کو پیش کرنے میں جس دل سوزی سے کام لیا ہے مجھے اس کا بھی احساس ہے۔ میں ان کی اور اس ایوان کی توجہ اس امر کی طرف منصف کرانا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ پاکستان پیپلز پارٹی کی امنگوں کا آئینہ دار نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کو آئینہ دار بنانے کے لیے تیار ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی جدوجہد تو اس ایوان کے باہر ہے۔ اگر وہ یہ دیکھے گی کہ وہ عوام سے کتنے ہونے اپنے وعدوں کو پورا نہیں کر سکتی تو خدا گواہ ہے کہ یہ ساری پارٹی ان پنچوں پر بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہے (نعرہ ہائے تحسین)

بجٹ تو حروف اور ہندسوں کا ہیر پھیر ہوا کرتا ہے۔ اگر آج وزیر کے پاس پانچ سو کروڑ روپے ہوتے تو یہ بجٹ پانچ سو کروڑ روپے

کا ہوتا۔ اگر ان کے پاس ایک ہزار کروڑ روپیہ ہوتا تو پھر یہ بجٹ ایک ہزار کروڑ روپے کا ہوتا۔ ان بگڑے ہوئے اور نامساعد حالات میں وہ اس سے بہتر بجٹ کیا پیش کر سکتے تھے جب کہ ان کی نگاہیں صونے کے تمام پسماندہ اور دوسرے علاقوں پر بھی تھیں۔ ان کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ گھبرانے والے آدمی نہیں ہیں۔ وہ اس آزادی کے مجاہد ہیں جس میں ہم سب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ان کا رفیق کار ان کا وزیر اعلیٰ جو اس ایوان کا قائد ہے وہ ایک مخلص ترین انسان ہے۔ ایک محنتی انسان ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ ایک احساس دل رکھنے والا ہے۔ وہ غریبوں میں سے ہے۔ وہ عوام کا نمائندہ ہے اور اس کا تعلق عوام سے ہے۔ پھر ان کے وزراء کی یہ ٹیم جو نووارد تو ہے مگر وہ مخلص ہے اور محب وطن ہے اور وہ بھی جو ان کے ساتھ ان ہنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں حزب اختلاف کو چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ ۲۵ برسوں میں یہ پہلی وزارت ہے جس کا ایک ایک ماتھی اس وزارت کے ساتھ اس لیے نہیں ہے کہ اسے پرمٹ دیے گئے ہیں یا اسے کوئی لائسنس دیے گئے ہیں۔ یہ پرمٹوں اور لائسنسوں کی نعمتیں حزب اختلاف کے زمانے کی پیداوار ہیں۔ یہ ان کی یادگاریں ہیں جن کو پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) پیپلز پارٹی کی حکومت نہ تو پرمٹوں پر چلے گی نہ لائسنسوں۔

جناب والا۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ۲۱ برس کے قیدی کو جب آپ جیل سے رہا کرتے ہیں اس کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کا دروازہ کھولتے ہیں اور اسے جب آپ یہ کہتے ہیں کہ جائیے آپ آج آزاد ہیں تو وہ اس آزادی کو ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ واپد اس کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ شاید اسے بے وقوف بنایا جا رہا ہے مگر کچھ عرصے کے بعد اسے احساس ہوتا ہے کہ واقعی وہ آزاد ہو چکا ہے۔ یہ قوم جس کے لبوں پر مہر لگی ہوئی تھیں جس کی زبان پر تالمے پڑے ہوئے تھے۔ ہمارے اخبار نویسوں کے قلم پر پھرے بٹھا دیئے گئے تھے ہمارے محبت کش ہمارے مزدور ہمارے کسان ہمارے طالب علم غرضیکہ ہر مکتب فکر کے لوگ خاموش تھے۔ انہیں یہ سوجھتا نہ تھا کہ انہیں کیا کرنا ہے لیکن اس طوفان اور اس انقلاب کے بعد

جب اس قوم کو زبان دے دی گئی تو اپنے احساسات کو
 برونے کار لانے کے لئے اپنے خیالات کو سامنے لانے کے لئے
 یہ گھبراؤ جلاؤ کی تحریکیں یہ جلسے یہ جلوس اور یہ ہڑتالیں
 شروع ہوئیں۔ کون کہتا ہے کہ یہ بد نظمی ہے کون کہتا
 ہے یہ ملک انتشار کا شکار ہو چکا ہے۔ ہم خوش ہیں کہ
 ہم نے اپنے عوام کو یہ موقع دیا کہ نکالو اپنے دل کی
 بھڑاس۔ جو ہے وہ سامنے لاؤ کیونکہ اگر آج یہ تم نے نہ
 کیا تو یاد رکھو کہ قوموں کی معراج جن کو آج آپ
 ترقی یافتہ ممالک کہتے ہیں وہ قومیں خون کی لہریوں سے
 تیر کر نکلی ہیں تب جا کر آج وہ ممالک ترقی یافتہ
 کہلائے ہیں۔ اگر ذوالفقار علی بھٹو اس خونی انقلاب سے اپنی
 قوم کو بچانا چاہتے ہیں تو وہ اس کے لئے واجب احترام ہیں
 ہم ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اگر یہ قوم سمجھے گی کہ
 جمہوریت رات کی آغوش میں قوموں کو عطا نہیں ہوا کرتی۔ اس
 کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ روس نے خونی انقلاب سے گزر کر
 اپنی قوم کو آزادی عطا کی۔ ۳۰ برس تک چین لڑتا رہا اور
 کروڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر گئے اسی طرح فرانس بھی
 یہاں تک کہ امریکہ میں ۱۸۶۱ء میں نارتھ اور ساؤتھ کی جنگ
 میں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ انگلستان
 بذات خود اس آزادی کے لئے لڑتا رہا۔ جرمن بھی لڑائی لڑتا
 رہا اور آج دنیا میں یہ قومیں اور ممالک ترقی یافتہ کہلا
 رہے ہیں۔ تو کیا اب پاکستان کو ان قدروں سے گزرنا اور
 ان باتوں سے آگے بڑھنا ہے یا یہ کہا جائے کہ ان کے
 راستے روک لئے جائیں۔ ان سے یہ کہا جائے کہ آپ یہ
 کرنے کے حق دار نہیں ہیں۔ نہیں۔ ایک روئے ہم نے عوام
 سے کیا تھا۔ یہ ہم نے عوام کو موقع دیا ہے کہ ہمارے
 وعدوں کے بعد آپ کیا چاہتے ہیں۔ عوام نے اپنے خیالات
 کو اپنی قوم کے سامنے پیش کیا۔ ہر مکتبہ فکر کے
 انسانوں کو اس گورنمنٹ نے یہ اختیار دیا کہ بتاؤ تم
 کیا چاہتے ہو۔ ہر ایک نے کہا ہم ہڑتالیں کریں گے۔
 ہمارے معاویے بڑھا دو ہمیں یہ دے دو۔ ہر شخص نے کہا

کہ مجھے یہ دو - ہم نے کہا آپ جو کچھ کہتے ہیں کہتے
 جائے۔ مگر ایک وقت آئے گا جب آپ کی بوڑھائی نکل جائے
 گی۔ جب وہ اپنے خیالات کا اظہار کر چکیں گے تو پھر ان
 کو یہ محسوس ہوگا کہ ہم آزاد ہو چکے ہیں۔ ہم تیدی
 نہیں ہیں۔ ہم نے اس ملک کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا
 ہے۔ ہم نے ابھی اس ملک کی تعمیر کرنی ہے۔ ہم نے اس
 ملک کو ابھی بنانا ہے۔ ہم نے ابھی اس ملک کو دنیا کے
 دوسرے ملک کے شانہ بشانہ کھڑا کرنا ہے۔ اور پھر وہ
 قائد جو صبح و شام دنیا کے ملکوں کا دورہ کر رہا ہے
 جو پھرے ہوئے شیر کی طرح سلامتی کونسل میں بڑی قوموں
 سے اہیل کر رہا ہے کہ جاؤ میرے چھوٹے سے ملک کو دیکھو
 میرے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے۔ اس کے راستے میں وہ طوفان اٹھائے
 جا رہے ہیں منافقت اور ریاکاری کی دیواریں کھڑی کی جا رہی
 ہیں کہیں سے کوئی نعرہ اٹھتا ہے تو کہیں سے کوئی -
 کہیں سے بلوچستان کی آواز اٹھتی ہے کہیں سے سندھستان کی
 آواز اٹھتی ہے کہیں سے پٹھانستان کا ذکر کیا جا رہا ہے
 لیکن میں ان کو یقین دلانا ہوں۔ کہ پنجاب جو پاکستان
 کا دل ہے۔ پنجاب جس نے بڑی سے بڑی قربانی خندہ پیشانی
 دے دی ہے۔ اے قائد محترم پنجاب آپ کو یقین دلانا ہے
 اور پنجاب یہ سمجھتا ہے کہ کسی قوم کا سرمایہ حیات اس
 قوم کے بچوں کی دولت نہیں ہوا کرنی اس کے ترقیاتی
 منصوبے نہیں ہوا کرتے اس کی لانگ رینج فیکٹریاں نہیں ہوا کرتیں اس کے
 لبریشن ہونے کو کھیت نہیں ہوا کرتے بلکہ اس کا سرمایہ حیات
 اس کے وہ نوجوان ہوا کرتے ہیں جو موت کو زندگی جانتے ہیں۔
 پنجاب انہی روایات کا حامل ہے۔ پنجاب اپنی زندگی دینا جانتا
 ہے اپنے نوجوانوں کو قربان کرنا جانتا ہے۔ پنجاب آپ کو
 یقین دلانا ہے کہ پنجاب کا ایک ایک بچہ ایک ایک بوڑھا
 ایک ایک جوان ایک ایک بیٹی اور ایک ایک بہن اپنا خون دے
 سکتی ہے۔ خون کی ندیاں بہہ سکتی ہیں مگر پاکستان
 کی سرحدیں نہیں سکڑ سکتیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے میں اس

ایوان کی وساطت سے اور آپ کے توسل سے ان دوستوں کو کہنا چاہتا ہوں جو حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں۔ میں ان کو محب وطن سمجھتا ہوں۔ ان میں میرے بہت سے دوست ہیں جنہوں نے ماضی میں ایمانداری سے میرے ساتھ کام کیا ہے یہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ یہ ان کا بھی کام ہے۔ یہ ملک ان کا بھی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو اپنے اور اپنے خاندان کی خاطر اس ملک کے لئے نہیں لڑ رہا ہے۔ اس نے اس ملک کی خاطر اپنی جوانی نذر کر دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں اس عہدے کو چھوڑوں تو گھر میں ایک شریفانہ زندگی بسر کر سکوں تاکہ لوگ مجھے مطعون نہ کرسکیں اور لوگوں کی انگلیاں مجھ پر نہ اٹھ سکیں۔ تو میں حزب اختلاف سے یہ کہوں گا کہ یہ ان کا بھی فرض ہے کہ جتنے بھی فتنے آج سر اٹھا رہے ہیں انہیں دبانے میں وہ حزب اقتدار کا ساتھ دیں۔ کیونکہ اسی میں ملک کی فلاح ہے۔ اگر ہمارا ملک بچتا ہے تو ہم بچتے ہیں۔ اس میں یہ اپوزیشن بھی ہوگی اس میں حزب اقتدار بھی ہوگا اس میں یہ مخالفین بھی ہونگی یہ مجلسیں بھی ہونگی۔ اگر ملک نہ ہوگا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سے زیادہ ذلیل قوم کرہ ارض پر اور کوئی نہیں ہوگی وہ قوم جو اپنی آزادی کو کھو دیتی ہے دنیا میں بدترین قوم کہلاتی ہے۔ اس لئے اب یہ وقت ہے کہ آپ ٹھنٹے دل سے تمام حالات کا جائزہ لیجئے اور اپنی زبانیں کھولنے سے پہلے یہ فیصلہ کر لیجئے کہ تنقید کرنا آپ کا حق تو ہے ہم آپ کی تنقید کو ہم آپ کے تیروں کو اپنے سینے میں جگہ دیں گے اور ہم آپ کے ہاتھوں کو چومیں گے کیونکہ آپ نے ہمارے سینوں کو اس قابل سمجھا کہ آپ اپنے تیر ان پر چلا رہے ہیں لیکن خدا را یہ سمجھئے کہ اس ملک کو جس ملک کو ہم نے اور آپ نے بنایا تھا مستقبل کی نسلوں کے لئے ہم چھوڑ کر جائیں گے۔ اگر آج ہم نے اس ملک کی تعمیر میں کوتاہی کی۔ اگر آج ہم نے اپنے آپ پر اور اپنی نسلوں پر ظام کیا تو پھر خدا کے سامنے جواب دہ ہم ہونگے۔ آج آپ کے سامنے ایک ایسا قائد ہے ایک ایسا لیڈر ہے

جو خالص دل کے ساتھ ایمانداری کے ساتھ ہوری لکن کے ساتھ اس قوم کے لئے لڑ رہا ہے جو اسے ثریا سے بھی بلند دیکھنا چاہتا ہے جو عوام کی بالادستی چاہتا ہے۔ وہ عوام کو اس ملک کا سچا وارث سمجھتا ہے جن کے لئے یہ ملک بنایا گیا تھا۔ یہ ملک وہ ان کے عوام کے حوالے کرنا چاہتا ہے اس کے اندر ایک زندگی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تمام وہ فتنے جو مختلف سمتوں سے اٹھ رہے ہیں ان کو بچھانے میں ان کو مٹانے میں ان کو ختم کرنے میں آپ ہمارا ساتھ دیں۔ اس مرد مجاہد کا ساتھ دیں جو آپ کے لئے لڑ رہا ہے۔ جو چند دنوں میں ہندوستان سے اپنے معاملات نمٹانے کے لئے آپ کی سرخروئی کے لئے آپ کی عزت و عظمت کے لئے اور آپ کے وقار کو بلند کرنے کے لئے اور اس سیاہی کے داغوں کو دھونے کے لئے جا رہا ہے جو ۱۹۴۱ء کی جنگ نے ہمارے آپ کے منہ پہ مل دی ہے۔ اگر ہم ان داغوں کو دھو سکیں گے تو ہم دنیا کی ایک بڑی باوقار قوم کہلائیں گے آج وقت ہے۔ اگر ہم نے یہ وقت کھو دیا اور وقت کی نزاکت کا احساس نہ کیا تو پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔ قومیں آگے نکل چکی ہونگی اور ہم پیچھے کی طرف جا رہے ہونگے۔ آج وہ تمام منافق اور تمام وہ لوگ جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی وہ درپٹے آزار ہیں وہ اس بات کے لئے منتظر ہیں کہ انہوں نے جو نعرہ لگایا تھا وہ درست ثابت ہو اور پاکستان کے بنائے والوں نے جو نعرہ لگایا وہ غلط نکلے۔ اس لئے وہ ہوری کوشش کریں گے۔ کہ پاکستان کو حاکم بدھن ختم کر کے رکھ دیں۔ اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں اور ہمارا ساتھ دیں۔ یہ ہماری آواز نہیں ہے۔ یہ ان کے دلوں کی بھی آواز ہے جو آج جھونپڑیوں میں ہلک ہلک کر رہے ہیں۔ یہ ان کی آواز ہے جن کو سورج کی روشنی نہیں ملتی۔ یہ ان کی آواز ہے جو غلامت کے ڈھیروں میں رہتے ہیں۔ یہ مسئلے ہم نے اور آپ نے مل کر طے کرنے ہیں۔ ہم نے تو ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ ہم ان مسائل کو طے کریں گے۔ کیونکہ یہ بچٹ کوئی آخری حد نہیں ہے۔ بچٹ سے مسائل حل نہیں ہونگے۔ ہم نے ان

مسائل کو حل کرنا ہے۔ قوم کے پاس نہ دولت ہے نہ کوئی پیسہ ہے۔ خزانے خالی ہوئے ہیں لیکن خزانوں کی کیا ہستی ہے۔ دولت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ آپ کا تو وقار اور عظمت ختم ہو چکی ہے۔ آپ نے اس عظمت کو از سر نو زندہ کرنا ہے اس وقار کو پھر بحال کرنا ہے۔ میری آپ سے آخری درخواست ہے۔ کہ اگر کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اٹھیے وگرنہ میں کہوں گا۔

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اترتا
تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

اس لئے میں پھر عرض کرونگا کہ ماضی کی تمام تلخیوں کو بھلانے ہوئے شکایتوں کو دور کرتے ہوئے آئیے دست تعاون دراز کریں اور یہ کہہ سکیں کہ پاکستان کی چار اسمبلیوں میں سے پنجاب کی ایک اسمبلی ایسی بھی ہے جس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار نے یہ مل کر کہا ہے کہ وہ ذوالفقار علی بھٹو کے ایک اشارے پر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں

راچہ منور احمد - (جہلم -) جناب اسپیکر - میزانیہ پر عام بحث کا آج تیسرا روز ہے حزب اختلاف کے ممبرز اراکین کی طرف سے شاید ہی کوئی ایسا پہلو باقی رہ گیا ہو جس پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ سقوت مشرقی پاکستان سے لیکر وزراء کے اخراجات تک اس مسئلہ پر میزانیہ کی آڑ میں اچھی طرح بحث کی گئی ہے۔ میں عظیم پنجاب کے اس قدیم ایوان کا ایک ادنیٰ رکن ہونے کی حیثیت سے اور پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک ادنیٰ اور حقیر کارکن ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کی طرف سے اس کے منشور کی روشنی میں پیش کردہ میزانیہ کے بارے میں جو غیر مبہم الزامات لگانے گئے ہیں ان کے بارے میں مہر و مضامین اس ایوان کے سامنے آہکی وساطت سے پیش کروں۔

جناب والا - قائد حزب اختلاف کی طرف سے اور دوسرے مقررین کی طرف سے یہ الزام بار بار لگایا گیا ہے یہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے منشور سے ہٹ چکی ہے اور اس نے جو میزانیہ پیش کیا ہے وہ پیپلز پارٹی کے منشور کی روشنی میں پیش نہیں کیا گیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے عوام میں غیر مقبول ہو گئی ہے۔ اور اسے اب حکومت چلانے کا حق نہیں۔ جناب والا - میرے فاضل مقررین نے جو ہمارے منشور کے بارے میں باتیں کی ہیں میں آپکی وساطت سے ان تک ایک بات پہنچانا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے جس منشور کا بار بار حوالہ دیا ہے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ انہوں نے اس منشور کو پڑھا ہی نہیں۔ میری پارٹی کے منشور کی ابتدا اور تاریخ جو کہ اتنی پرانی نہیں وہ دسمبر ۱۹۶۷ء سے شروع ہوتی ہے۔ یہ منشور وہ دستاویز ہے جو پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیادی دستاویز تصور کی جاتی ہے۔ اور میں اپنے فاضل مقررین جو کہ حزب اختلاف کی طرف سے بولتے رہے ہیں ان کی توجہ اس منشور کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اس ملک میں انقلاب لانے کی ابتدا کی تھی اور جس کی بنیاد پر اس ملک میں ایک ایسا معاشی نظام قائم کرنے کا عہد کیا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے ان تک یہ بات پہنچاؤں گا کہ ہمارے منشور کے بارے میں جو انہوں نے حملے کئے ہیں۔ کاش وہ اس کو ایک دفعہ پڑھ لیتے اور اس کے بعد وہ میزانیہ پر بحث کرتے۔ میں اس وقت ۱۹۶۷ء کی دستاویز کی ایک جلد اپنے ساتھ لے آیا ہوں تاکہ میں اس کے حوالے کے ساتھ ان تک یہ بات پہنچا سکوں۔

میری جماعت نے جس معاشی انقلاب اور جس اقتصادی انقلاب کا لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا اس کی بنیاد اس دستاویز پر ہے جس کا میں حوالہ دے رہا ہوں لیکن انہوں نے اسکی کسی ایک شق اور اسکے کسی ایک پیراگراف کا حوالہ دینے بغیر ہی یہ الزام لگایا کہ ہم اپنے منشور سے انحراف کر گئے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی پر یہ الزام کہ وہ اقتدار میں آنے کے پانچ چھ مہینوں کے بعد اپنے منشور سے ہٹ گئی ہے یا انحراف

کر گئی ہے بالکل غلط ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ یہ ثابت کریں۔ میں نے پیپلز پارٹی کے اس منشور کی پیدائش کے وقت سے لیکر اب تک اپنی پارٹی کو پوری مستعدی کے ساتھ اور پوری دیانتداری کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوتے دیکھا ہے اور میں آج بھی وعدے کے ساتھ کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے پاکستان کے عوام کے ساتھ جو وعدے ۱۹۶۷ء میں کئے تھے وہ عین اسکے مطابق موجودہ اصلاحات اور معاشی اصلاحات نافذ کر رہی ہے۔ لیکن جو بات ان کے ذہن میں بار بار آتی ہے جس کو وہ کہہ نہیں سکتے وہ یہ ہے کہ وہ ان اصلاحات کے نتائج ہم سے پانچ مہینوں میں مانگتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو اصلاحات ہم نے نافذ کی ہیں ان کے صلے میں لوگوں کو وہ تمام حقوق اور ترقی مراعات مل جائیں جو کہ اسکے ultimate objective میں شامل ہیں۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ ہمیں اس وقت بھی اس امر کا پورا پورا احساس تھا جس وقت یہ منشور لکھا گیا تھا کہ یہ بات ضرور کسی نہ کسی وقت میں ہمارے لئے کہی جائے گی۔ تو میں اس کے لئے یہ پیرا گراف quote کئے دیتا ہوں۔

Paragraph 9 on page 33 of "Foundation and Policy" of Pakistan Peoples Party :—

"Because the transformation of the present system into a socialist Society will take years to complete, we must not fall into the error that little effect can be done to improve the condition of the people until the transformation is well underway. The Party rejects the kind of philosophy which maintains that things must be allowed to get worse in order that they might get better. On the contrary, its policy is to aim at certain proximate objectives, the attainment of which will both open the way to rapid progress and confer, more or less immediately, benefits upon the nation".

تو پھر آگے چل کر پیرا گراف نمبر ۲۰ میں لکھا ہے۔

Paragraph 20 of "Foundation and Policy" of Pakistan Peoples Party :—

"The socialist society cannot come about tomorrow by the enactment of a law, the promulgation of an ordinance, or the fiat of a dictator. It can be reached only at the end of a long road of changes and evolution, divided into stages that the practical socialist will take as his proximate goals. A stage reached will not be for him a resting place but a point of departure for his journey to the next and so on".

تو میں اس ایوان کی وساطت سے پاکستان کے عوام کو اور آپکی وساطت سے اپنے حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے بھائیوں کو یہ عرض کروں گا کہ یہ دور اس ملک کے لئے سب سے زیادہ تاریک اور نازک دور ہے اور اس

وقت ایک ایسی جماعت پر جو کہ اکثریتی جماعت ہے اور جس کا قائد چند روز میں ایک بہت پرانے جھگڑے کے تصفیہ کے سلسلہ میں ایک دشمن ملک میں جا رہا ہے میں ان کو درخواست کروں گا کہ وہ اس قسم کا پروپگنڈا اس طریقہ سے اس پارٹی کے خلاف نہ کریں کہ جس سے لیبر کسانوں کاشتکاروں اور محنت کشوں میں بے چینی پیدا ہو اور ملک میں افواہی پیدا ہو۔ حزب اختلاف کے بہت سے ممبران کی طرف سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ وہ یہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ ۶۰۶ سے یا اس سے بھی پرانے ممبر ہیں اور اسکے بعد بھی بہت ساری اسمبلیوں میں بیٹھتے رہے ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ اگر واقعی وہ اتنے دیانتدار حزب اختلاف کے رکن تھے۔ اگر وہ صحیح معنوں میں اس ملک میں حزب اختلاف کا کام کرتے تو آج ان کا مقام یہ جگہ ہوتی وہ جگہ نہ ہوتی۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بھار پارٹی نے جو میزانیہ تیار کیا ہے اور جس اصول کو سامنے رکھ کر تیار کیا ہے وہ Maximum Social Advantages کا اصول ہے اور میں اس کے لئے پنجاب کے وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا میزانیہ تیار کیا ہے جس میں سوشلسٹ اصولوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ میں حزب اختلاف سے یہ کہوں گا کہ سوشلسٹ بنیادوں پر تیار کیا ہوا اور سوشلسٹ ذہن کا تیار کیا ہوا میزانیہ سمجھنے کے لئے کم از کم سوشلسٹ ذہن ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اگر وہ اس کو سمجھ نہیں سکے تو اس میں ان کا کوئی تصور نہیں۔ میرے حزب اختلاف کے قائد نے ایک شعر ارشاد کیا تھا۔

نہ تم بدلے نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی

میں کیسے اعتبار انقلاب آسمان کر لوں

علامہ صاحب کے اس شعر کے جواب میں میں یہ عرض کرنے کی

جسارت کرتا ہوں کہ۔

سوچ غمناک ہو تو خود جاتے ہیں حالات بدل

نکتہ چین تو بھی ذرا اپنے خیالات بدل

رائے غمناک خیالات خان - (لالہ نور و) جناب سیکر - کہا گیا

ہے کہ صوبہ پنجاب کا موجودہ بجٹ عوامی نمائندوں کے سامنے پیش کیا جانا عوام کی فتح اور کامیابی ہے کیونکہ گذشتہ مختلف ادوار میں صوبہ کا

بجٹ خود انتظامیہ ترتیب دینی تھی اور خود ہی اس پر سہر تصدیق ثبت کر دینی تھی۔

جناب والا - اس بجٹ میں ترقیاتی اخراجات کی مختلف مدوں کو ایک دوسرے میں مدغم کر کے ترقی کی رفتار کو تیز دکھانے اور عوام کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے لیکن کپاس کی برآمدی ڈیوٹی سے مرکز جو حصہ صوبہ کو دے گا وہ بالواسطہ طور پر صوبے کے کاشتکاروں پر ایک ٹیکس ہے اس طرح کاشتکاروں کی آمدنی کو متاثر کیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس ٹیکس کو واپس لے۔

جناب والا - یہ صوبہ خوراک کے معاملے میں کبھی خود کفیل تھا بلکہ نہ صرف خود کفیل ہی تھا بلکہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد فاضل اناج دوسرے صوبوں اور علاقوں کو سپلائی کرتا تھا۔ آج اسکی حالت یہ ہے کہ ۹ لاکھ ٹن گندم کی کمی پوری کرنے کے لئے خود پہ دست نگر ہے۔ اس سلسلہ میں جہاں پر دوسری کٹی وجوہات ہیں وہاں پر پانی کی کمی۔ نقد فصلوں پر حکومت کا منتقلانہ روہہ چھوٹے کاشتکاروں پر مالیہ اور آبیانہ کا بوجھ۔ محکمہ زراعت کی عدم توجہی اور سمگلنگ ہیں۔

جناب والا - جہانتک کہ صوبہ پنجاب اور سندھ میں دریائے سندھ کے پانی کی جائز تقسیم کا تعلق ہے حکومت کو اس کی جائز تقسیم کروانے میں جلد از جلد کوئی فیصلہ کرنا چاہئے کیونکہ صوبہ پنجاب کو بیرونی ممالک سے قرضے حاصل کر کے پانی سپلائی کرنے کے لئے صوبہ کے بعض علاقوں میں اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اور دریائے سندھ کا ۸ ہزار کیوسک پانی پنجاب کو فراہم کرنے کی بجائے سمندر میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس طرح ملکی وسائل کا ضیاع ہے اور پنجاب کے عوام کے ساتھ ناانصافی ہے اور اس طرح پنجاب کے کاشتکاروں پر بیرونی قرضوں کا بوجھ ناقابل برداشت ہے۔

جناب والا - حکومت کی گندم کے متعلق پالیسی بھی کاشتکاروں سے ایک مذاق کے مترادف ہے جب کہ روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ خود حکومت بھی گندم کی فروخت سے آمدنی

حاصل کرتی ہے اور منافع کماتی ہے لیکن کاشتکاروں کو اس کی جائز اور مناسب قیمت وصول کرنے سے منع کر رہی ہے۔

مسٹر عبدالقہور بیٹ - جناب والا - رائے صاحب رائے دہنے وقت جھوٹ بول رہے ہیں۔ حکومت گندم سے پیسے نہیں کماتی ہے۔

مسٹر سپہنگر - "رائے صاحب جھوٹ بول رہے ہیں، آپ ان الفاظ کو واپس لیں۔"

مسٹر عبدالقہور بیٹ - جناب والا - میں "جھوٹ" کا لفظ واپس لیتا ہوں یہ کہتا ہوں کہ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

رائے صاحبیات جان - جناب والا - صوبہ میں کاشتکاروں کو مقررہ قیمت پر گنا فروخت کرنے کیلئے مجبور کیا جاتا ہے لیکن چینی کی منافع اندوزی پر کوئی کنٹرول نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کا چینی کی ملوں پر کوئی موثر کنٹرول نہیں کیونکہ ان ملوں نے حکومت کے مقرر کردہ کوٹہ میں ابھی تک چھ ہزار ٹن چینی فراہم نہیں کی اور بجائے اسکے کہ حکومت کاشتکاروں کے مفاد کو مقدم رکھتی اس نے مل مالکان کو منافع اندوزی کرنے کا تحفظ دیا ہے۔

جناب والا - اس حکومت نے کسانوں، کاشتکاروں اور مزارعین کو مالیہ اور آبیانہ میں کسی قسم کی کوئی رعایت دینے سے گریز کر کے وعدہ فراموشی کا ثبوت دیا ہے یہ کتنی ناانصافی ہے کہ کاروباری لوگوں سے چھ ہزار روپیہ تک آمدنی پر کوئی ٹیکس نہیں لیا جاتا لیکن کاشتکاروں سے ایک سو روپیہ پر مالیہ اور آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ جناب والا - اس بجٹ میں صحت کی مدد پر جو رقم رکھی گئی۔

ہے اس میں فیملی پلاننگ اور ملیریا کے انسداد کی مددیں بھی شامل ہیں اگر فیملی پلاننگ کے محکمہ کو ختم کر کے یہ دیہی علاقوں میں ٹیپنریوں اور ہیلتھ سنٹرز پر لگا دی جاتی تو اس سے محکمہ صحت کے پاس کافی رقم عوام کی بھلائی کیلئے مہیا ہو جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے توحید)

جناب والا - صوبہ میں درجہ سوم اور درجہ چہارم کی ملازمتوں کی نئی بھرتی کا اس بجٹ میں کوئی انتظام نہیں بلکہ پچھلی ہائندوں کو اسی طرح رکھا گیا ہے اور نئی بھرتی نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب والا - صوبہ میں جہاں اور بہت سی انگریزوں کی روایات چلی آ رہی ہیں وہاں پر اس صوبہ میں نمبرداروں کا نظام اسی طرح

رکھا گیا ہے۔ اگر انگریز کی روایات کو ختم نہ کیا گیا تو ہمارے معاشرے میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوگی۔ اس معاشرے میں یا اس صوبہ میں ایک طبقہ پھلتا پھولتا رہا ہے اس طبقہ سے وہ زمینیں جو انہیں الاٹ کی گئی ہوں واپس لیکر غریب مزارعین میں تقسیم کی جائیں تو اس وقت اور زیادہ بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

جناب والا۔ آخر میں میں چند معروضات اپنے علاقے کے متعلق پیش کرنی چاہتا ہوں۔ ۷۶ء تا ۷۷ء شوگر مل جڑانوالہ پر کافی توجہ دی گئی اور تقریباً ۳۹ لاکھ ۴۸ ہزار ۲ سو ۸۹ روپیہ دیکر ترقیاتی فنڈ میں موصول کئے گئے۔ ۶ ہزار ۲۰۰ سڑکوں پر خرچ کئے اور بقایا رقم کو اس طرح خزانہ میں جمع رکھا۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ و وزیر زراعت سے استدعا کروں گا کہ اس روپیہ کو دوسری سکیوں کے بنانے پر خرچ کریں تاکہ کاشتکار اپنی جنس منڈی تک پہنچا سکیں۔ جناب والا۔ جڑانوالہ کے علاقے میں لڑکیوں کے لیے کوئی انٹرمیڈیٹ کالج نہیں بنایا گیا حالانکہ جڑانوالہ تحصیل سے اس صوبہ کو کافی رقم بطور آمدنی کے حاصل ہوتی ہے اور وہ صوبہ کا ایک زرخیز علاقہ اور لائلپور کی سب ڈویژن ہے۔ جناب والا جڑانوالہ میں گورنمنٹ ڈگری کالج چھ سات سال سے قائم ہے اس کے لئے کوئی ہوسٹل اور کوارٹر تعمیر نہیں کئے گئے۔ گورنمنٹ کالج شہر سے تین چار میل کے فاصلے پر ہے وہاں روزانہ لڑکوں کے لئے آنا جانا خصوصاً دیہاتوں کے لڑکوں کے لئے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ جناب والا علاقے میں جو ہائی سکول ہے اور جسے حکومت نے ٹیچر کنگ کونسل سے اپنی تعویذ میں لیا تھا اس میں کچھ انتظامی مسائل موجود ہیں جن کے حل کے لئے جناب والا میں کئی دفعہ سیکریٹری تعلیم اور محکمہ تعلیم کے دوسرے افسران سے مل چکا ہوں لیکن افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ضمن میں کوئی توجہ نہیں دی گئی اس کے ساتھ جناب والا میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مستطاب سپرنگور۔ میں یہاں ذکر کرنا چاہتا تھا اور میری یہ رائے ہے کہ مقررین کی تعداد کافی ہے اگر آپ اتفاق کریں تو شام کی ایک نشست کر لی جائے۔ چھ سے آٹھ بجے تک۔

آوازیں۔ اجلاس کو ۹ بجے تک جاری رکھا جائے۔

مسٹر سپہنگر - آٹھ بجے آگے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ایک گھنٹہ اور وقت بڑھا لیں گے۔

کرہل مگد اسدہ خان نہمازی (میانوالی-۱) جناب سپہنگر۔ یہ سالانہ بجٹ ۱۹۷۲-۷۳ء کا اس پنجاب کی تاریخ میں سب سے عظیم بجٹ ہے۔ ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ جیسے پاکستان کی کشتی ڈگنکا رہی تھی اور اس کے بادبانوں میں سے ہوا نکل چکی تھی بلکہ ان بادبانوں کی دھجیاں اڑ چکی تھیں لیکن خداوند کریم کی مہربانی سے اس کشتی کو سہارا ملا اور ہم اس قابل ہو گئے کہ ہم بگڑی ہوئی صورتحال پر قابو پاسکیں۔ میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس اجڑے چن کی ہزردہ کلیاں اور افسردہ غنچے پن کر انکو تازگی بخشنے کی کوشش کی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے ایک نہایت پیاری تقریر کی جو کہ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں نہایت خوش بیانی سے انہوں نے پیش کی۔ اس کے باوجود اگر اس پر اعتراض برائے اعتراض ہوتا رہا تو میں اس موقع پر نہیں کہوں گا۔

حقارت سے نہ دیکھیں اہل ساحل اہل طوفان کو

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کنارے ڈوب جاتے ہیں

جناب والا۔ میں بجٹ سے باہر جانیکی کوشش نہیں کروں گا مگر چند ایک ایسے مسائل ہیں جنکی طرف میں آپ کی توجہ دلائنا چاہتا ہوں۔ ایک اہم مسئلہ جو ہمارے قومی نقطہ نگاہ سے بہت اہمیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جبکہ دو تین دن کے اندر ہمارے قائد اور اعلیٰ صدر پاکستان مذاکرات کے لئے ہندوستان جانے والے ہیں تو ہمیں پتہ چلے کہ ہم اس معزز ہاؤس کے اندر ان پر پورے اعتماد کا اظہار کریں اور یہ آواز بلند کریں اور ہاتھ اٹھاتے ہوئے ہم نے اپنا اعتماد ان کو نہ دیا تو یہ مصیحت نہ ہوگی۔ اس لئے میں تمام معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کو اپنا اعتماد دلائیں تاکہ کوئی اختلاف نہ رہ جائے اور کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ان کی مخالفت ہو رہی ہے یا یہ کہہ حزب اختلاف مخالفت کر رہی ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہمارا یہ ایوان مل کر یہ کہہ دے کہ ہم سب صدر پنجاب کی تائید کرتے ہیں تو میرے خیال میں یہ بہت مفید بات ہوگی۔ اور اخبارات میں اس کی ہیڈ لائنز لگانی چاہئیں۔

وزیر اعلیٰ—میں معزز دوستوں کی اطلاع کیلئے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم کل صبح یا پرسوں متفقہ طور پر اس ضمن میں ایک قرارداد پیش کریں گے۔

گرنل محمد اسلم خان شاہزی—اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری تجویز بھی موزوں ہی ثابت ہوئی۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہم لوگ یہاں اپنی حب الوطنی کا یقین دلانے ہوئے یہ ثبوت دیتے ہیں اور صدر صاحب کو اپنے ہورے اعتماد کا یقین دلانے ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کی خدمت میں اپنے ضلع کی ایک دو چیزیں ایسی عرض کرنا چاہتا ہوں جو محض ضلع میانوالی سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ تمام Riverine area جو انڈس کا ہے اس سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہماری پٹ سن golden fibre جو مشرقی پاکستان میں رہ گیا ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ جو میں نے اپنے ضلع میں پٹ سن کاشت کیا ہے وہ مشرقی پاکستان سے کہیں زیادہ بہتر ہے میں نے خود اپنے پٹ سن کو ماپا ہے ۱۶-۱۷ اور ۱۸ فٹ تک اس کا ہودا ہے اور جو مشرقی پاکستان میں ہے وہ اس سے کم ہے میں نے ڈھاکہ سے چٹاگانگ تک بھی جا کر دیکھا میں وہاں اگست کے مہینے میں گیا تھا وہاں میں

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| X | X | X | X | X | X |
| X | X | X | X | X | X |
| | | X | X | X | X |
| | | | | X | X |

نے دیکھا پٹ سن کا ہودا ۱۱ فٹ کے قریب تھا۔ اور میرا پٹ سن ۱۶ سے لیکر ۱۸ فٹ تک لمبا ہے۔ میں لمے خود اس کو ماپا ہے اسلئے میری گزارش ہے کہ اے ڈی سی کی طرح ایک جوٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن (J.D.C.) کے نام کا محکمہ قائم کیا جائے اور اس کو develop کیا جائے۔

میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سامنے یہ گزارش کرونگا اور معتمدین جو زراعت کے شعبے سے تعلق رکھتے ہیں سے بھی گزارش کرونگا کہ ہمارے ہاں دریائے سندھ کی چوڑائی ضلع میانوالی میں تقریباً کئی مقام پر ۱۲-۱۳ میل ہے۔ صرف میرے ضلع میں ہی نہیں بلکہ مظفر گڑھ ڈیرہ غازی خان اور علیٰ ہذا القیاس صوبہ سندھ تک یہ دریا اسی طرح چوڑا ہے۔ اگر اس میں باقاعدہ حکماً پٹ سن کاشت کی جائے تو انشا اللہ ہم پٹ سن کی صنعت اور اسے مقاصد کے لئے خود کنیل ہی

*بحکم مسٹر سپیکر حلف کر دیا گیا۔

نہیں ہونگے۔ بلکہ ہم مڈل ایسٹ کو بھی اور شاید اس سے آگے بھی ایکسپورٹ کر سکیں گے۔ یہ جو تصور کیا جاتا ہے کہ دنیا کا ۸۰ فیصد یا ۷۰ فیصد پٹ سن جو مشرقی پاکستان میں کاشت کیا جاتا ہے اسکا متبادل ہمارے پاس موجود نہیں وہ غلط ہے۔

جناب والا۔ اب میں کاغذ کی صنعت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اب ہمارے ذہنوں میں یہ بھی خیال ہے کہ کاغذ کرناللی اور چندرا گونا میں رہ گیا ہے لیکن دریائے سندھ کا پیٹ جس میں کاہی جو ایک ہودا ہے اسکے جنگل کے جنگل ہیں۔ اس کے علاوہ دب ہے۔ اسکے بھی جنگل کے جنگل ہیں۔ صرف میرے ضلع میں نہیں بلکہ اطرح جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ سمندر تک دریائے سندھ میں موجود ہیں۔ میں نے ۱۹۵۱ء میں اس خام مال کو سمجھا کہ اسکا گتہ بن سکتا ہے۔ تو میں نے کاہی اور دب کو analysis کے لئے جرمنی بھیجا۔ اسکا نتیجہ ملا کہ اس کا حالی گتہ ہی نہیں بن سکتا بلکہ اسکا بہترین کاغذ بھی بن سکتا ہے۔ میں عرض کرونگا اور آپ نوٹ فرمائیں کہ کاغذ اور گتے کی جتنی ملیں لگائیں وہ دریائے سندھ کے کنارے لگائیں۔ میانوالی لگائیں۔ اور دریاخان لگائیں اور مظفرگڑھ اور صوبہ سندھ تک لگائیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ مظفرگڑھ میں جوٹ مل ہے۔ مگر اب تک ہمارے ماہرین اس چیز کو نہیں سمجھے کہ وہ جوٹ پیدا کرنے لیکن نہری مربعوں والی زمینوں میں ایک جوٹ مل چڑانوالا میں لگائی ہے۔ اب وہاں بجائے کماڈ اور بجائے کپاس کے پٹ سن کاشت کی جائیگی سکیم نقصان دہ ہوگی اس کی بجائے پٹ سن دریائے سندھ کے پیٹ میں کاشت کی جائے جس سے کماڈ اور کپاس جیسے نقدی فصل میں کمی واقعہ نہ ہوگی۔

جناب والا۔ اب میں اپنے ضلع میانوالی کے متعلق عرض کرونگا کہ یہ ضلع بہت پسماندہ ہے۔ مگر تحصیل عیسیٰ خیل اسقدر پسماندہ ہے کہ بلوچستان میں بھی اگر کوئی پسماندگی آپ زیادہ سے زیادہ سمجھیں کہ وہاں پہاڑوں میں پتھروں کے سوا کچھ نہیں تو ہماری تحصیل میں جو کچھ ہے اسکے متعلق عرض کرونگا وہاں ایسی جگہیں بہت ہیں جہاں دس دس میل تک پینے کا پانی نہیں ملتا۔ بڑے شہروں کی یہ کیفیت ہے کہ جہاں ملحقہ ہاتھ روم نہ ہوں آپ وہاں کی رہائش کو پسند نہیں فرماتے۔ اور ہماری تحصیل میں دس دس

میل سے بننے کا ہائی لایا جاتا ہے۔ میں یہ عرض کرونگا کہ میری تحصیل اور میانوالی تحصیل میں ٹیوب ویل سکیم کا جو ہر راجہ جال بچھا ہوا ہونا چاہئے اور ٹیوب ویل گورنمنٹ کے sponsored ہوں۔ ہمارے چالیس چالیس ہزار پچاس پچاس ہزار روپے لگے ٹیوب ویل ہیں جب ایک غریب زمیندار کا ٹیوب ویل ٹوٹ جاتا ہے تو اسکی کمر بھی ساتھ ہی ٹوٹ جاتی ہے۔ جو گورنمنٹ کے sponsored ہوں گے انکی مرمت گورنمنٹ آسانی سے کریگی۔ اسکے علاوہ ہم بننے کا ہائی بھی اسی سے استعمال کریں گے اور آبپاشی کے لئے بھی استعمال کریں گے۔

اس کے علاوہ میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ ڈیولپمنٹ کے لئے سڑکیں بہت ضروری ہیں۔ اسلئے ضلع میانوالی میں سب سے پہلے سڑکیں بنائی جائیں کیونکہ جہاں سڑک نہ ہو وہاں ڈیولپمنٹ نہیں ہو سکتی۔ کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ہو سکتی۔ اور اسطرح ہماری جو تجارت ہے وہ بالکل جاری نہیں ہو سکتی۔ لہذا سڑکوں کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ چنانچہ میں گزارش کرونگا۔ کہ چشمہ بیراج بن چکا ہے اگر عیسوی خیل سے چشمہ بیراج تک سڑک بنائی جائے جو کہ صرف بیس میل ہے تو اس سے ہمیں لاہور آنے کے لئے اور سرگودھا ڈویژن ہیڈ کوارٹر آنے کے لئے چالیس میل کی بچت ہوتی ہے۔ اس سڑک کے مکمل ہونے سے ضلع بنوں ناوتہ وزیرستان اور ساؤتھ وزیرستان سب کو فائدہ ہوگا۔ ان کی اور ہماری اکانومی مشترکہ ہے۔ اس میں ہمیں Economic side پر فائدہ ہے۔ اسکے علاوہ دفاع پاکستان کیلئے ایک طرف سے ۷۰ میل کی بچت سب سے زیادہ فائدہ ہے۔ یعنی کہ آمدورفت کے لئے ۸۰ میل کی بچت ہے تو پھر کیوں نہ صرف بیس میل کا ٹکڑا بنایا جائے۔ تو میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا۔ کہ میرا ضلع میانوالی بڑا ہمسائہ ہے۔ ہمیں اسکی ڈیولپمنٹ کا عرصہ زیادہ ملنا چاہئے۔

جناب والا۔ ہمارے ہاں عیسوی خیل سب ڈویژن میں کوئی کالج نہیں ہے۔ ہمارا یہ حق ہے کہ ہمیں ایک کالج دیا جائے۔ اسی میں تک غریب عوام جو کہ کرایہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ وہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میانوالی پر جو کالج ہے وہاں پہنچتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ عیسوی خیل جو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں

کالج ضرور ہونا چاہیئے وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ہمارا اس قسم کا حصہ ضرور رکھیں -

جناب والا - ایوب دور کے متعلق بھی کچھ باتیں ہوئیں اس کے اپنے بھائی سردار بہادر خاں نے خود کہا ہے کہ

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے - انجام گلستان کیا ہوگا

یہ ایوب دور کا نقشہ اسکے حقیقی بھائی نے کھینچا ہے تو باقی کیا رہ گیا - ”اب بچھا دو وہ مسکتے ہوئے یادوں کے چراغ“ وہ بھی جانتے تو ہیں جنہوں نے اس ملک کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا کھسوتا ہے - مگر افسوس ہے کہ شاید پھر یحییٰ کی بھی تعریف کرنے لگ جائینگے جس نے کیا کیا - ”Nero fiddled when Rome burnt“ - جب پاکستان کو آگ لگ رہی تھی وہ عیش و عشرت میں غرق تھا -

اب گزارش یہ ہے کہ یہ چند ایک اہم چیزیں عرض کی ہیں - اسکے علاوہ تحصیل عیسوی خیل میں بھنگی خیل کی سڑک پختہ کی جائے جس سے کالا باغ اور کوھاٹ آپس میں مل جائینگے اور تجارت اور ڈیفنس کو فائدہ پہنچے گا اور ۱۲۰ میل کی بجٹ ہوگی عیسوی خیل میں ایک مقامی نہر ہے جسکو نہر عمر خان کہتے ہیں جو تحصیلدار چلاتا ہے وہ حکمہ نہر کے سپرد کر کے اسکی حالت بہتر بنائی جائے -

مسٹر سپیکر - اب آپکی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے -

مرزا فضل حق - جناب والا X X X X X X X
X X X X X ہمارے صدر صاحب بنگال کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں - میرے خیال میں اس معزز ایوان میں ایسا لفظ جس سے ترجیح کا پہلو نکلتا ہو نہیں کہنا چاہیئے - آپ ٹیپ نکال کر سن لیں انہوں نے یہ لفظ کہا ہے -

کونڈل مگبد اسلم خان دیپازی - میں نے کہا ہے - میں
X X X X X X
اب کہتا ہوں کہ

مرزا فضل حق - جناب والا - اسکے متعلق فیصلہ کیا جائے
X X
یہ بین الاقوامی معاملہ ہے -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی بین الاقوامی معاملہ نہیں ہے یہ اپنے بھائیوں کا معاملہ ہے آپ تشریف رکھیں -

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا -

کرنل صاحب نے یہ لفظ جس انداز میں کہا ہے - یہ بالنی طور پر یہ ان کی نیت نہ تھی۔ لیکن وہ بھی ان کا نام اس طرح لیں جس سے X X X X X دل آزاری نہ ہو وہ لفظ X X X ریکارڈ سے نکال دیا جائے گا۔

کرنل محمد اسلم خان دیازی - حضور والا - میں اب اپنی تقریر ختم کرتا ہوں مگر آخر میں ایک قطعہ جنگی قیدیوں کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔

دھواں دھواں ہے ہر ایک محفل لٹی ہے ہر رہگزار اب کے قریب ہی سے گزر گیا ہے یہ کاروان بہار اب کے اداس ملت کے جانثارو تمہیں ہمارا سلام پہنچے دیار دشمن میں رہنے والو تمہیں ہمارا سلام پہنچے۔

مسٹر سپیکر - گیارہ بجے بیس منٹ کے لئے وقفہ ہوگا اور ۱۱-۲۰ بجے پر دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوگی۔

ہیاں خورشید انور - جناب والا - تحریک التوا کے سلسلے میں آپ نے دو مختلف فیصلے دیئے ہیں - قاعدہ نمبر ۶۰ (ط) میں یہ درج ہے کہ :-

”کسی ایسے دن کوئی تحریک پیش نہیں کی جائے گی جو میزانیہ پر عام بحث کیلئے مقرر کیا گیا ہو،“

آپ نے جو فیصلہ دیا تھا وہ یہ ہے کہ :-

“and I am of the considered opinion that no adjournment motion could be moved during the Budget Session, at least till the general discussion is over.”

اسکے بعد آپ نے verbal رواینگ دی اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ :-

“that no adjournment motion could be allowed during the Budget Session at all.”

اس کے متعلق یہ فیصلہ کیا جائے کہ اس میں سے ٹھیک کون سی ہے -

مسٹر سپیکر - آپ کسی اخبار سے پڑھ کر سنا رہے ہیں۔

X بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

میاں خورشید انور - میں اخبار سے پڑھ کر سنا رہا ہوں -
 مسٹر سپیکر - جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کے متعلق میں
 دیکھ لوں گا -

مخدوم حمید الدین - (رحیم یارخاں -) جناب سپیکر - میں اس
 معزز ایوان کے درودہوار سے کئی مرتبہ راہ و رسم پیدا کر چکا ہوں - میں
 اسکی رعنائیوں اور اسکی مسرتوں سے بہرہ ور ہو چکا ہوں - اسے پرہیز ہوتے
 اور کشت زعفران بنتے دونوں حیثیتوں سے دیکھ چکا ہوں - اسکی ظاہرہ
 سطوت اور باطنی عظمت دونوں سے ہمکلام ہو چکا ہوں - (نعرہ ہائے تحسین)
 مگر آج جو مفاہرت میں محسوس کر رہا ہوں شاید وہ اسلئے ہے کہ میں
 قومی عظمت اور اسکے وقار کو شدید مجروح پاتا ہوں - اس وطن عزیز کے ہر
 جان نثار کو اشک بار پاتا ہوں اور اسکے ہر فرد کو سوگوار پاتا
 ہوں - جناب سپیکر - وہ شاید اسلئے کہ بحیثیت ایک فرد کے میں اس قوم
 کے مجموعی وقار اور شرف عزت کو اپنے لئے سرچشمہ حیات سمجھتا ہوں -
 جناب سپیکر - جب تک اس قوم کا اعتماد بحال نہ ہو - جب تک اس
 قوم کا وقار بحال نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری محفلیں یہ ساری انجمنیں
 یہ ساری نشستیں بے سود اور بے فائدہ ہو کر رہ جاتی ہیں - جناب سپیکر
 اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ قومی اعتماد اور قومی وقار کو بحال
 کرنا ہے - اور یہ اس وقت ممکن ہے کہ جب پوری قوم کے ہر سطح پر اور
 طبقے میں اعتماد اور یقین کی کیفیت اور فضا پیدا ہو - فکری اور
 ذہنی ہم آہنگی پیدا ہو اور انتشار رفع ہو مگر آج جو انتشار اور طبقاتی
 کشمکش کی کیفیت برپا ہے یا اسکے اثرات محسوس ہوتے ہیں وہ میں
 سمجھتا ہوں کہ اس لئے ہیں کہ اگرچہ حکومت صنعتی امن اور معاشرتی
 امن کو برقرار رکھنے کی پوری تلقین کرتی رہتی ہے - دیانتداری سے کرتی
 رہتی ہے - مگر اسکے کچھ ذمہ دار افراد اپنے قول و فعل سے اس انتشار
 کے سد و معاون ہوتے رہتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس انتشار اور
 طبقاتی کشمکش کو صرف اسلام کے تصور عدل اجتماعی سے رفع کیا جا
 سکتا ہے (نعرہ ہائے تحسین) -

جناب سپیکر - چاہے مزدور ہوں یا ہمارے ملک کے طلبا ہوں
 کاشتکار ہوں یا دیگر مستحق طبقے ہوں انکی اصلاح و فلاح صرف مثبت اقدام
 کرنے ہی سے ممکن ہے - ایسے اقدامات جن میں عملی اثرات زیادہ ہوں

اور لفاظی کم ہو۔ ایسے اقدامات جن میں شعوری مقصدیت زیادہ ہو اور سیاسی نفع اندوزی کم ہو۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو سیاسی فلسفہ ملک میں رائج الوقت ہے اور جو سیاسی مکتب فکر یہاں نافذ العمل ہے اسے مارکس سوشل آرڈر اور مارکس سوسائٹی کی تعمیر کہا جا سکتا ہے۔ مگر میں پورے احترام کے ساتھ اور پوری دل سوزی کے ساتھ اپنے محترم دوستوں کی خدمت میں عرض کرونگا کہ یہ ہماری تخلیق نہیں۔ ان تصورات کے آپ خالق نہیں ہیں۔ بلکہ ہم مخلوق ہیں اسکی تخلیق آپ نے نہیں کی بلکہ ہم نے اس کو مستعار لیا ہے تو ایک ایسا نظام فکر اور ایک ایسا تصور جو قوم کی مجموعی زندگی میں نافذ کرنا مقصود اور مطلوب ہو تو یہ امر ملزوم ہو جانا ہے کہ اس سلسلے میں کچھ فراست کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ دور اندیشی کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ تحقیق کی بھی ضرورت ہے۔ تدقیق کی بھی ضرورت رہتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے مسائل کو جذباتیت کے عنصر سے سلجھانے کی کوشش کی۔ اس نظام فکر کو اس مکتب فکر کو اس سیاسی تصور کو جذباتیت کے ذریعے سے ہا اسکی نیاں کو آپ نے جذباتیت پر مبنی فرمایا تو میں وثوق سے اظہار کر سکتا ہوں کہ کہیں یہ جذباتیت طبقاتی کشمکش میں منتج نہ ہو اور اگر کسی لغزش کے باعث نتیجہ ایسا ہو تو بھی آپ اپنی نظریاتی سرحدات کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے۔ اور نہ مامون رکھ سکیں گے۔ آپ اپنی نظریاتی اساس کو شاید میرے خیال کے مطابق برقرار بھی نہ رکھ سکیں گے۔ تو اسلئے آپ کی خدمت میں پورے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرونگا کہ طبقاتی شعور کی بجائے جمہوری شعور پیدا کریں۔ جمہوریت کو مضبوط جمہوریت کو توانا کریں۔ جمہوریت کے ذریعے جمہوریت کے مسائل کو حل کریں۔ جمہوریت کے ذریعے جمہوریت کی رائے کو نافذ کریں انکی مجموعی زندگی میں جمہوریت کے ذریعے جمہور کے مفادات کی پاسداری اور محفوظ و مامون فرمائیں۔ جمہوریت کے ذریعے جمہوریت کے مفادات کی پاسداری کریں۔ اور انکی حفاظت کریں۔ تو میں اسلئے یہ عرض کرونگا کہ نہ صرف طبقاتی منافرت کی وجہ سے آج ملک میں اتحاد کی ضرورت ہے اور آج ہمیں ملک میں ذہنی اور فکری یکسانیت کی ضرورت ہے۔ بلکہ آج جتنے مشکل اوقات کا سامنا ہم کر رہے ہیں شاید پاکستان کی پوری تاریخ میں اتنے مشکل اوقات ہمارے درپیش نہ

ہوں تو اس لئے میں پوری دل سوزی کے ساتھ عرض کرونگا کہ آپ کے اپنے نظریاتی سرحدات کے تحفظ کے یہ مسائل جو ہیں ان کیلئے آپ جمہوریت کو توانا کر کے اس کے دائرے میں رہ کر عوام کے مسائل کو اور جمہور کے مسائل حل کریں نہ کہ طبقاتی منافقت اور منافرت پیدا کریں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ طبقاتی منافرت سے ہمارے ملک کی بنیادوں کے ہل جانے کا خطرہ ہے اور اس سے ہمارے ملک کو نقصان عظیم اور خسران عظیم لاحق ہونے کا بڑا سخت اندیشہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا۔۔۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے تو جناب وزیر خزانہ نے جو بجٹ اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے میں پچھلے تقریباً تین دن سے متواتر اور مسلسل اس ضخیم صحرا کی دشت نوردی کرتا رہا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) اور کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے محترم دوست وزیر خزانہ کے لئے کوئی توصیف کا پہلو برآمد کر سکوں مگر یاد رکھئے کہ سہری تین دن کی مسلسل کوشش لاحقہ گئی۔ یہ کوشش صدا بصحرا ثابت ہوئی۔

جناب سپیکر۔۔۔ بجٹ کسی ملک یا کسی صوبے کا اس کے مال رواں کے مصارف اور اس کے اخراجات کا تخمینہ نہیں ہوتا بلکہ وہ عوام کی مجموعی زندگی۔ عوام کی متحرک زندگی کو آشکار کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ عوام کی خواہشات کا ادراک کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ وہ عوام کی محسوسات سے عوام کی امنگیں عوام کی ضروریات سے عوام کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے اس وقت ملک میں جو مطالبات ہیں اس وقت ملک میں جو سیاست درپیش ہے۔ اس وقت ملک میں جو مطالبات کی نسبت ہے اس نسبت سے چاہے وزیر خزانہ اسے متوازن بجٹ کہہ لیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس نسبت سے یہ عوام کی خواہشات ان کی امنگوں کے عزم ان کی ضروریات کی تکمیل نہیں کرتا مگر جیسا کہ مجھے محترم وزیر خزانہ کے علم و فضل کا اعتراف ہے میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس پر نظر ثانی فرمائیں گے اور اسے عوام کے جذبات سے ہم آہنگ کریں گے اور اس وقت کے لئے میں منتظر رہوں گا جب وہ ایسا کر گزریں گے تو وہ یقیناً ہماری تائید و حمایت کے مستحق ہوں گے (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کے لئے میں اگر زندہ رہا چاہے مجھے ایک سال بھر بھی انتظار کرنی پڑے میں یقیناً ایک سال کے لئے منتظر رہوں گا۔

جناب سپیکر۔ اس بجٹ کے تحت جو بہاول پور کے لئے رقم مختص کی گئی ہے وہ اس کے محاصل کے مقابلے میں اتنی قابل ہے کہ آپ سمجھتے ہیں اس وقت بھی وہاں عوام کے جذبات مشتعل ہیں میں سمجھتا ہوں اس سے تلخیوں میں مزید اضافہ ہوگا احساس محرومی میں اضافہ ہوگا تلخیاں بڑھیں گی رنجش پیدا ہوں گی۔ جناب والا۔ بہاول پور کے مسائل جو ہیں وہ عوام کے مسائل ہیں بہاول پور کا مسئلہ عوام کا مسئلہ ہے وہ عوام کے بنیادی اور انسانی حقوق کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب عوام کا کسی مسئلے پر یقین ہو جائے بلکہ تصیّف قلب ہو جائے ان کی رائے کا اظہار ہو جائے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ اس کو مزید کسی منطقی اعانت کی ضرورت رہتی ہے تو اس لئے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ ان اعضاء کی رائے پر عمل نہ کریں جنہوں نے آپ کو عوام کے مسائل سے صرف نظر کرنے کی ترغیب دی ہے۔ کیونکہ وہ آپ سے پہلی حکمرانیوں کو بھی اس قسم کے مشورے دیتے رہے ہیں۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Point of order, Sir, The question of self-determination for the area of Bahawalpur is not the relevant subject in this august House. You have already given a ruling on this.

انہوں نے دو چیزیں کہی ہیں۔ ایک مطالبات کے متعلق کہا ہے دوسرے پھر انہوں نے کہا ہے جہاں تک مسئلہ بہاول پور کا تعلق ہے۔ جہاں تک خودارادیت کا تعلق ہے وہ Self determination صوبے کے مطالبے کو reflect کرتا ہے۔ وہ متعلقہ بات نہیں ہے۔ آپ نے رولنگ دے دی ہے وہ مسئلہ یہاں نہیں آٹھایا جا سکتا اور اس سلسلے میں آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ اس کو نہ چھوڑا جائے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ حزب اختلاف کے معزز رکن نے ایوان کو غلط اطلاع ہمہ پہنچائی ہے کہ بہاول پور کے جو ٹیکسز ہیں ان کے مقابلے میں وہاں اخراجات نہیں ہوتے (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور خودارادیت کا لفظ بھی میرے کانوں میں نہیں پڑا۔

مخدوم حمید الدین۔ میں دوستانہ ماحول میں عرض کر رہا

تھا۔

مسٹر صاحبزادے - ان کی مراد مسائل سے تھی - مخدوم صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مخدوم حمید الدین - تو میں عرض کر رہا تھا کہ آپ اس قسم کے مشورے کو بذرائی نہ بخشیں اس لئے کہ اس سے پہلے کی حکومتوں کو بھی ان مشوروں کے ذریعے ذلیل کیا جا چکا ہے - آپ کے لئے میں پوری دیانت داری کے ساتھ اور پوری فطری امانت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ اپنا مسئلہ ہے - اپنے لوگوں کا مسئلہ ہے - اندرون ملک کا مسئلہ ہے - اس سیاسی مسئلے کو آپ سیاسی سطح پر نمائیں اس کو کسی جذباتیت کے ساتھ نہ سوچیں -

مسٹر عبدالقہور بٹ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - بہاول پور کے معاملے میں مسئلہ نہیں کہنا چاہئے - بہاول پور کے لوگوں کے مسائل پیش کریں - یہ جب مسئلے کی بات کرتے ہیں تو یوں ہتہ چلتا ہے کہ بہاول پور کی علیحدگی کا مسئلہ ہے - اس لئے مسائل کا لفظ استعمال کریں (قطع کلامیاں)۔

شاہی مگد سہت اللہ خان - مسئلہ بہاول پور کہا جا سکتا ہے - صوبہ نہیں کہا جا سکتا - آپ اس پر رولنگ دے بھی چکے ہیں -

مخدوم حمید الدین - تو میں پوری دلسوزی کے ساتھ دوستانہ ماحول میں اور پوری حب الوطنی کے جذبات سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس قسم کی انفرادی آراء پر آپ عمل کرتے ہوئے اپنے نقطہ نظر کو خراب نہ کریں بلکہ یہ آپ کے اپنے دوستوں کا آپ کے اپنے بھائیوں کا عوامی مسئلہ ہے - سیاسی مسئلہ ہے آئینی مسئلہ ہے - آپ اسے سیاسی سطح پر سلجھانے کی کوشش کریں نہ کہ اس کو کسی جذباتی ایوزیشن کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کریں - کیونکہ اس طرح آپ جذباتیت اور تلخیوں کو جنم دیں گے - جناب والا - میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جہانتک رحیم یار خان کے مسائل کا تعلق ہے وہ ہمسافہ ضلع بھی ہے اس میں سکول کالج اور ہسپتال ہونے چاہئیں تو اس کے لئے میں جناب وزیر خزانہ سے یہ التماس کروں گا کہ اس ضلع کی تہذیب و تنظیم کے لئے اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے اس رقم میں جو وہاں کھائے مخصوص کی گئی ہے اضافہ فرمائیں میں اس سلسلے میں ایک اور التماس کروں گا کہ مجھے کل اطلاع پہنچی ہے کہ

وہاں ایک نہایت ہی باوقار تعلیمی ادارہ ہے جسے "تعمیر ملت" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے اس کی اعلیٰ کارکردگی کے پیش نظر ہمیشہ اسے گرانٹ دی جاتی رہی ہے جو اب منسوخ ہو چکی ہے۔

مسٹر صدویگر - غالباً آپ اس وقت موجود نہیں تھے جب اس سلسلے میں قائد ایوان نے ایک بیان دیا تھا کہ وہ حکومت کی گرانٹ نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ لوکل باڈیز کی گرانٹ تھی۔ انہوں نے خود یہاں وعدہ کیا تھا کہ وہ اس معاملے کے متعلق تحقیقات کریں گے۔

مخدوم محمدالدین - میں ان سے پھر گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کی تحقیقات کریں کیونکہ اس ادارے کا conduct نہایت ہی باوقار ہے۔ اس نے اس علاقے کی تعلیم کے فروغ میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اسے گرانٹ نہ ملنے پر وہاں کے طلباء - اساتذہ اور عوام نہایت ہی رنجیدہ خاطر ہیں۔ تو میں آپ سے التماس کرونگا کہ اسکی گرانٹ کو بحال کرنے کے لئے حکم فرمایا جائے۔ جناب والا آخری بات جو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگرچہ اس وقت اندرون ملک انتشار کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ عدم اعتماد کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ عدم یقین کی کیفیت پائی جاتی ہے تو اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اتحاد کے ذریعے اس کو رفع کیا جائے اس کے نتیجے میں جو مایوسیوں اس وقت محسوس ہوتی ہیں ان کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دوستو باد رکھئے اور یقین فرمائیے کہ آج کی مایوسیوں کل کی کامرانیوں میں بھی بدل سکتی ہیں (نعرہ ہائے تحسین)۔ آج کا حزن و ملال کل کو پیغام تہنیت میں بھی بدل سکتا ہے اور آج کی شام کل کو صبح بھی بن کر آ سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) مگر شرط یہ ہے مگر ملزوم یہ ہے کہ ہم قائد اعظم کے اصول یعنی تنظیم - یقین محکم اور ایمان کے اصولوں کو اپناتے ہوئے اپنے لئے نئے خطوط پر نئی راہوں کو متعین کرتے ہوئے خلوص کے ساتھ ان پر گامزن ہو جائیں۔

جناب سپیکر - آخر میں میں ایک مرتبہ پھر عرض کرونگا کہ میں اس وقت کے لئے منتظر ہوں کہ جب وزیر خزانہ مجھے اپنی تحسین اور

حمایت کا موقع بخشیں گے ان الفاظ کے ساتھ میں جناب سپیکر آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے مختصراً اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع دیا۔ - شکر یہ۔

مسٹر سپیکر - اب ۲۰ منٹ کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(۱۱ بجکر ۵ منٹ پر ۲۰ منٹ کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(۱۱ بجکر ۳۰ منٹ پر زیر صدارت مسٹر سپیکر ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

مسٹر سپیکر - بعض معزز اراکین میرے چیئرمین میں تشریف لائے تھے ان کی رائے تھی کہ آج بارہ بجے کی بجائے ساڑھے بارہ بجے تک اس ہاؤس کی کارروائی جاری رکھی جائے۔

ایک ممبر - جناب والا آج جمعہ ہے۔

وزیر اعلیٰ - جناب سپیکر - ساڑھے بارہ بجے کا وقت ٹھیک ہے۔

مسٹر سپیکر - ساڑھے بارہ بجے کی اجازت ہو گئی۔ اب وزیر خوراک تقریر کریں گے۔

وزیر خوراک و امداد باہمی - (مسٹر عبد الحفیظ کاردار) جناب سپیکر - سب سے پہلے میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جس طرح پاکستان کی اقتصادی پالیسی mix ہے اس طرح جب میں اردو میں تقریر کروں اور انگریزی کے الفاظ اس میں بولوں تو آپ ان کو در گزر فرمائیں۔

حضور والا - اس ایوان میں سب سے پہلے مسئلہ جب بھی کسی مقرر نے اٹھایا تو وہ ایک تاریخی جائزہ کیساتھ منسلک تھا اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں بھی ان تاریخی واقعات کا ذکر کروں جن کا آج کل کے مالی حالات سے تعلق ہے اور ہماری پارٹی کے منشور سے تعلق ہے۔ سقوط ڈھاکہ کہیں یا المیہ پاکستان کہیں۔ یہ سب کچھ ہوا یہ اتنی بڑی ٹریجڈی جو ہوئی اس کا ذمہ دار ایک آمر اور اس کی جماعت ہے۔ میرے بہاولپور کے دوست حاجی محمد سیف اللہ خان نے فرمایا کہ اس

ملک میں صنعتوں کا قیام اور یہ تمام ترقی صرف کنونشن لیگ کے زمانے میں ہوئی تھی۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کی طرف سے وہی بات تھی کہ صنعتیں قائم ہوئیں آپ کے زمانہ میں ۲۲ لٹیرے خاندان بھی پیدا ہوئے وہ استحصالی طاقتیں بھی پیدا ہوئیں یا پیدا کی گئیں جن کی وجہ سے اس ملک میں انقلاب ووٹ کے ذریعے آیا۔ جناب والا جب یہ کنونشن لیگ کی بات کرتے ہیں تو ان کو ہمیں اور بھی باتیں یاد دلانا پڑتی ہیں۔ پہلے تو یہ جنرل اور فیلڈ مارشل تھے جن کو دفاع کا کام آنا چاہئے تھا۔ مگر ان کو تو اپنے کام بھی نہیں آتے تھے۔ بجائے اس کے کہ روپیہ ملک کے دفاع پر استعمال ہوتا انہوں نے کروڑوں روپیہ اسلام آباد کی تعمیر میں لگایا حالانکہ جیسا کہ واقعات نے ظاہر کیا کہ چائنگم کو Naval Base بنانا اور مضبوط کرنا اور کراچی کی بندرگاہ کو مضبوط بنانا چاہئے تھا لیکن انہوں نے اس کا دفاع نہیں کیا۔ عملی طور پر مزدور اور کسان غریب اور اس ملک کی چار دیواری کے تحفظ کا بندوبست نہیں کیا۔ ہمیں تنہا چھوڑ کر وہ چلے گئے اور پھر آج اس کنونشن لیگ کا ذکر ہم یہاں سنتے ہیں اور پھر انہوں نے اس مسئلہ کو اپنا ورثہ سمجھتے ہوئے جاتے وقت عنان حکومت ایک اور آمر کے ہاتھ دی تو یہ بھی شاید کنونشن لیگ کے منشور کا ایک حصہ ہے۔

رائے ہر ہیات خان - اب آپ کا کیا ارادہ ہے ؟

وزیر خوراک و امداد باہمی - تو جناب والا ڈیڑھ سال پہلے میرے راستے میں ایک آمر تھا اور اب جو یہاں جمہوریت کا دعویٰ کرتے ہیں مجھے ان کا بھی پتہ ہے۔ میں ڈیڑھ سال سے منتظر تھا کہ میں تقریر کر سکوں۔ میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ جب ہم ان باتوں کا تاریخی جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ بات آتی ہے کہ جو ہمارے ملک میں رونما ہوئے۔ جو یہاں جمہوریت کی روایات کو ہمارا کیا گیا اس کی وجہ سے اس طریقہ میں انقلاب آیا۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کا ایک بنیادی اصول جو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہم ایک غیر طبقاتی نظام اس ملک میں لائیں گے وہ آج یا کل نہیں آئے گا غیر طبقاتی نظام کی طرف جب ہم قدم اٹھاتے ہیں تو اس کے متعلق آہستہ آہستہ سوچتے ہیں۔ وہی غلطیاں ہم نے نہیں کرنی جو پہلی حکومتوں کے دور میں ہوئی تھیں۔ جناب والا آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ مجھ جیسے لوگ اس ملک میں کئی شعبوں میں خدمت کر

چکے ہیں - میں مشرقی پاکستان میں رہا ہوں وہاں میں اپنی سرکاری ملازمت کے زمانے میں جاتا رہا ہوں مارچ ، مئی اور اکتوبر ۱۹۷۱ء میں وہاں گیا اور آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ شاید اس ایوان میں کوئی معزز رکن ہو جس نے ان حالات کا جائزہ ۱۹۵۰ء سے لیکر عوام کے رابطہ کیساتھ اور اس کے بعد سیاسی رابطہ کیساتھ سیاسی طریقہ لیا و - میں اس کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر اس ایوان میں بالواسطہ یا بلا واسطہ یہ کہا جائے کہ اس کے لئے تمام مغربی پاکستان کے لوگ ذمہ دار ہیں تو میں کہتا ہوں کہ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں - میں نے ۱۹۶۵ء سے ہر جگہ یہی کیا کہ دیکھو مشرقی پاکستان کے بھائیوں کو حصہ دو - decision making میں ان کو حصہ دار بناؤ مگر سننے والا کون تھا - جب آمر حکمران ہو تو کوئی نہیں سنتا - اس زمانے میں ایک نئی نئی کتاب شائع ہوئی ، جرمنی کی شکستوں پر ، میں ہوائی جہاز میں وی آنا سے روم آ رہا تھا اس کو پڑھ رہا تھا تو میرے ساتھ ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا -

Youngman, I want to tell you some thing about this bock before you make up your mind.

اس کتاب کے مصنف نے تمام جرمن قوم کی مذمت کی ہے لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا - جس وقت ہمارے ملک میں آمریت تھی ہم حکومت پر نکتہ چینی نہیں کر سکتے تھے آپ ان کی طرف اشارہ بھی نہیں کر سکتے تھے - تو اس طرح مغربی پاکستان کے کروڑوں عوام بھی جو کچھ مشرقی پاکستان میں ہوا اس کے خلاف تھے اور ان میں میں خود بھی تھا - جب بھی میری ملاقات مشرقی پاکستان کے گورنروں یا جرنیلوں سے ہوئی تو میں نے التماس کی کہ سیاسی حل ڈھونڈیے کیونکہ آپ کو سیاسی ٹریننگ نہیں ہے آپ کسی سیاسی جماعت کے سیاسی لیڈر سے مشورہ کریں - میں آپ کو وہ واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں جبکہ ہمارے صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مزار قائد اعظم پر کہا کہ اے میرے قائد یہ ظلم کی رات کب ڈھلے گی - ظلم کب ختم ہوگا - تو میری گزارش ہے کہ ہماری پارٹی کا کردار بالکل واضح ہے - بار بار ہم نے زور دیا کہ سیاسی حل ڈھونڈھیے مگر کوئی حل نہ ملا - میری محترم بہن سیدہ عابدہ حسین صاحبہ نے فرمایا کہ بالواسطہ یا بلا واسطہ تمام مغربی پاکستان کے لوگ اس میں ملوث ہیں - میں اس کو نہیں مانتا - جب یہ واقعات مشرقی پاکستان میں ہو رہے تھے تو مغربی پاکستان

میں وہ تمام عناصر رجعت پسند سرمایہ دار اور ان کے ایجنٹ یہ چاہتے تھے کہ عوام کی جماعت کو اقتدار منتقل نہ ہو مگر اس وقت ان عناصر کی نشان دہی کرتا لا حاصل ہے۔ یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ ایک دن اس آمر کے ایک ایڈوائزر نے پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور اس ملک کو بچائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں ایک اصول اپنایا گیا ایک اصول نافذ ہوا اور وہ یہ تھا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس اصول کو ہماری پارٹی نے اپنے چار اصولوں میں شامل رکھا تھا۔ ایک اصول تو پورا ہوا۔ آج بھی ہم اسی اصول کے تحت کام کر رہے ہیں۔

جناب والا۔ حزب اختلاف کے معزز ممبران نے مالی حالات کے متعلق ذکر کیا تھا۔ میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بنی اس وقت جیسا کہ میرے دوست بریگیڈیئر صاحب داد خان نے اشارہ کیا ہے اس مسائل کا انتقال ہوا۔ اقتدار کا انتقال نہیں ہوا۔ ہمارے مسائل ہیں جن کا ذکر وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا۔ جب مرکزی حکومت بنی۔ گندم کی فصل کے ابھی چھ مہینے باقی تھے۔ یاد رکھئیے۔ چھ مہینے ابھی باقی تھے۔ اور غلہ اندوزی ہو چکی تھی۔ چینی کی غلہ اندوزی ہو چکی تھی۔

ایک آواز۔ چینی کی غلہ اندوزی؟

وزیر خوراک و امداد باہمی۔ ذخیرہ اندوزی ہو چکی تھی اور بلیک مارکیٹنگ تھی ان حالات میں جب پاکستان پیپلز پارٹی کے سامنے یہ مسائل آتے ہیں۔ تو ان کا حل کیسے ڈھونڈتے ہیں۔ ان کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے۔ پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو آنا اور چینی کی تقسیم کے کاموں میں لگایا گیا۔ میں اس ہاؤس کے فلور پر ان کارکنوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انہوں نے اس اہم وقت پر حکومت کا ہاتھ بٹایا اور مناسب تقسیم کروانے میں ہماری مدد کی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ راشن ڈپوؤں کی تعداد کم تھی۔ جب غلہ اندوزی ہوتی ہے تو اس میں یہ بھی ہوتا ہے کہ چیز کم ہو تو اسکو زیادہ بڑھا چڑھا کر بتایا جاتا ہے۔ ار لئے ہم نے بہتر سمجھا کہ ہمارے کارکنوں کو اس کام کے لئے رکھا جائے۔ انہوں نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ ذخیرہ اندوز پکڑے گئے۔ اس وقت گندم کی قیمت ۲۲ روپے من تھی

لیکن اس وقت سے گندم کی قیمت ۲۵ روپے من سے بھی کم ہو گئی -
اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو چینی کے متعلق بھی عرض کر دوں - جب
پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تو چینی کی فصل اور چینی کے کارخانے - - - -

ایک آواز - چینی کی فصل ؟

وزیر خوراک و امداد باہمی - گنے کی فصل اور چینی
کے کارخانے آدھے سے زیادہ Season کا کام کر چکے تھے -
(قطع کلامیاں)

وزیر اعلیٰ - میں اپنے دوستوں کی اطلاع کے لئے عرض کر
دوں کہ عبدالحمید کاردار صاحب جب بھی تقریر فرماتے تھے ہمیشہ انگریزی
میں تقریر فرماتے تھے - میں نے خاص طور پر ان کی خدمت میں گزارش کی
تھی کہ خواہ آپ کو تکلیف ہی کیوں نہ ہو آپ اردو میں تقریر فرمائیں -
وزیر خوراک و امداد باہمی - جناب والا - صرف ان کی
تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اردو میں تقریر کر رہا ہوں -
(قطع کلامیاں)

راؤ محمد افضل خاں - پوائنٹ آف انفرمیشن - جناب والا -
وزیر خوراک صاحب ٹھیک ہے اردو میں تقریر کر رہے ہیں مگر کسی
بات کا غلط حوالہ نہ دیں - ۲۰ دسمبر کے بعد ۱۱ چینی کی فصل ، لگائی
جاتی ہے اور غلہ از وزی جا کر فروری مارچ میں ہوتی ہے - (تہقہ)

وزیر خوراک و امداد باہمی - جناب والا - ہر طرف کمیابی
اور نایابی کے بھوت تباہی و بربادی پھیلانے کی غرض سے منڈلا رہے تھے -
جب سے پیپلز پارٹی نے عنان حکومت سنبھالی ہے وہ اپنے وعدوں پر قائم
ہے - ایک اور بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ سنا تھا
کہ Self appointed masters of ceremony تو ہوتے ہیں مگر
Self appointed interpreters of manifesto نہیں سنے گئے - آج آپ
ہمارے منشور کو Interpret کرنے آئے ہیں - مجھے معلوم یہ ہوتا ہے
کہ یہ کہیں اپنے منشور کو تو Interpret نہیں کر رہے - کیونکہ ظاہر
ہے کہ جب آپ اپنا منشور دیکھیں گے تو آپ کو یہ نظر نہیں آئے گا
کہ تیس بنیادی صنعتوں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہو - اور
جو طبقاتی نظام کو توڑنے کے لئے نئی تعلیمی اصلاحات لائی جائیں گی اور

اس کے لئے دوگنا بجٹ رکھا جائے گا۔ یہ بات آپ کے منشور میں نہیں ہوگی۔ صحت کی نئی پالیسی تعمیر کی جائے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ان حالات میں بھی پاکستان پیپلز پارٹی نے جو بنیادی وعدے کئے تھے۔ ان کی بنیاد ڈالنے کے لئے ان کی طرف قدم اٹھانے کے لئے کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔ صنعتیں تعویل میں لیں۔ زرعی اصلاحات کا منصوبہ بنایا۔ لیبر پالیسی بنائی۔ تعلیمی پالیسی بنائی۔ کیونکہ تعامیم ہی سب سے بڑا ہتھیار ہے جو class bias کو تباہ کرتا ہے۔ اگر غیر طبقاتی Egalitarian Society کو لاتا ہے۔ تو سب سے پہلے پرانے تعلیمی نصاب کو ختم کرنا پڑے گا۔ پرانے طریقہ کار کو ختم کرنا پڑے گا۔ اسی لئے یہ بنیادی اصلاحات لائی گئی ہیں۔

جناب والا۔ اب میں بجٹ کا ذکر کرتا ہوں۔ سب سے اہم بات جس کی طرف میں سمجھتا ہوں کہ آج تک کسی نے اس ایوان میں اشارہ نہیں کیا۔ وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ الزام لگائے تھے کہ سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے بجٹ کو نہیں پڑھتے (قطع کلامیاں) ہم ان کو کہتے ہیں کہ آئیے آپ کو بجٹ کے متعلق بتائیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ پاکستان کے مرکزی بجٹ میں اور پنجاب کے صوبائی بجٹ میں G.N.P کا لفظ استعمال نہیں ہوا (قطع کلامیاں) یہ لوگ بجٹ کیسے پڑھیں گے اگر ان کو G.N.P. کا مطلب نہیں آتا۔ اسکا مطلب ہے Gross National Product اب میں اسکی وضاحت بھی کرتا ہوں۔ جناب والا پاکستان میں منصوبہ بندی سرمایہ داری کی بنیادوں پر ہوتی تھی۔ جس میں سب سے پہلی بات "Growth of economy" یعنی پیداوار کا بڑھاؤ کی ہوتی ہے یہ پیداوار کی تقسیم کا ذکر نہیں کرتے۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی نے مرکزی بجٹ بنایا تو خاص طور پر مرکزی وزیر خزانہ نے کہا کہ G.N.P. کی بات کرنے کے دن گئے۔ ہم اب Peoples mobilisation کی بات کر رہے ہیں۔ ہم اب redistribution of incomes کی بات کر رہے ہیں۔ ہم اب employment and incomes Policy کی بات کر رہے ہیں۔ یہ اتنی اہم بات تھی اور اسکی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔ اسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ اسکے متعلق اشارہ کر دوں۔ آپ وزیر خزانہ

محمد حنیف رائے صاحب کی تقریر میں G.N.P. کا کہیں ذکر نہیں ہوگا۔ اور وہ اس فلسفہ سے منسلک ہیں - Growth جن کے لئے ہے میں ان کا ذکر کرونگا میں عوام کا ذکر کرونگا - میں ان بائیس لیٹرے خاندانوں کا ذکر نہیں کرونگا جس کی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں۔

جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ ایسے حالات میں جب کہ ہر طرف سے misrepresentation تھی جب ہر طرف سے یہ اشارات ہوں کہ ہم اپنے وعدے پورے نہیں کریں گے - جب وسائل بھی کم ہوں تو پاکستان پیپلز پارٹی ایک بنیاد استوار کر رہی ہے اور اس بنیاد کا ذکر ہمارے بجٹ میں بھی ہے اور جسکی طرف اشارہ ہو چکا ہے - میں پھر اشارہ کئے دیتا ہوں - کہ ۶ فیصد کے قریب بجٹ دیہی علاقوں پر خرچ ہوگا - ۱۹ کروڑ زراعت پر - ۱۰ کروڑ سے زائد آبپاشی پر خرچ ہوگا - اور اسکے علاوہ جو سب سے اہم پروگرام ہے وہ

Integrated Rural Works Programme ہے جسکو Peoples works programme کہتے ہیں - اور جس کیلئے چھ کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے - جناب والا - میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اسلئے کہ انہوں نے اس مد کیلئے ایک خاص رقم مقرر کی ہے تاکہ تعلیم یافتہ بے کار اور بے روزگار لوگوں کے روزگار کو ترقی کے منصوبوں کے ساتھ منسلک کیا جاسکے - تاکہ انکو احساس ہو کہ ہماری حکومت ہمارے لیڈر صاحبان ہمارے لئے اچھے خیالات رکھتے ہیں - اور اسکا اثر دوسری طرف تملیمی پالیسی پر بھی ہوگا اگر اس مد کو اچھی طرح سے استعمال نہ کیا گیا تو جو لوگ بیکار رہتے ہیں جیسے سائینس گریجویٹس ہیں - ایگریکلچرل گریجویٹس ہیں - انجینئرنگ گریجویٹس ہیں ان کو روزگار نہیں ملے گا - دوسرے تعلیم کو بھی فروغ نہیں ہوگا بلکہ discouragement ہوگی - کیونکہ ایک طرف تو آپ اتنے بھاری بجٹ بناتے ہیں جس میں تعلیم کی مد کو دوگنا کر دیا ہو اور دوسری طرف ان کو روزگار کے مواقع میسر نہیں کرتے - جناب والا - ایک اور بات جو اس ایوان میں کہی گئی ہے جس کو محض ایک سیاسی طور پر un-economic طریقے سے پیش کیا گیا ہے - میں اسکو اقتصادی رنگ میں پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ non-development کی مد میں بجٹ میں جو دو کروڑ ۶۱ لاکھ کا خسارہ ہے اس پر نئے ٹیکس نہیں لگائے گئے - جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں تو میں تقریر و تقریر کی

مبارک باد نہیں دیتا۔ آپ بجٹ کے concept کو سامنے رکھنے۔ بجٹ تین طرح کے ہوتے ہیں deficit budget, surplus budget, balanced budget مگر اس کا بذات خود کوئی اصول نہیں۔ کہ یہ اچھا بجٹ ہے یا برا ہے۔ جب تک آپکو معلوم نہ ہو کہ sources of revenue کیا ہیں۔ expenditure کی مد کیا ہے اور taxation policy کیا ہے ٹیکسیشن پالیسی سے deficit budget کا بڑا گہرا تعلق ہے۔

رانا پھول مکھن خان۔ کیا وزیر خزانہ کی تقریر کے وقت کا حصہ بھی لے رہے ہیں۔
وزیر خوراک و امداد باہمی۔ ان کا حصہ کل شروع ہوگا۔
وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں اپنا حصہ لینا جانتا ہوں۔ (قمقمہ)۔

مسٹر سپیکر۔ مجھے انکی صلاحیتوں کا اندازہ ہے۔

وزیر خوراک و امداد باہمی۔ جناب والا۔ میں اس طرف بھر واپس آتا ہوں شاید یہ میری ٹھوس باتوں سے ذرا پوریت اختیار کرنے لگ گئے ہیں۔ ٹھوس اور اقتصادی بات یہ ہے کہ آپ اگر deficit budget رکھتے ہیں خسارے کا بجٹ رکھتے ہیں تو اسکے ساتھ آپ ٹیکسز لگائیں گے۔ تو جو اسکا تمام conception ہے ختم ہو جائیگا۔ اسلئے میں جب ان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس خسارے کو ٹیکسز کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش نہیں کی تو اسلئے کہتا ہوں کہ یہ اقتصادی طور پر بہت ٹھوس قدم ہے اور خاص طور پر اسلئے جب وہ اسکو economy کے ذریعے پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ہمارا راستہ دوسرا ہے۔ یہ G.N.P کی بات گئی اور وہ تماشہ اور مداری گئے اب بات یہ ہے (قمقمہ) مرکزی وزیر خزانہ بہت ہی خوب انسان ہیں۔ اور وہ فطرت کو پہچانتے والے ہیں۔ انہوں نے اپنے پیپلز ورکس پروگرام میں ایک یہ چیز بھی رکھی ہے کہ اس پروگرام میں fish culture ہو میرے دوست وزیر آبپاشی اس وقت ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے کیونکہ اس کے لئے پانی کی بہت ضرورت ہوتی ہے میں سفارش کرتا کہ جہاں جہاں پانی نہیں ہے وہاں fish culture کے لئے پانی مہیا کیا جائے تاکہ جہاں ماہی بے آب ہیں انہیں پانی مل جائے۔ حضور والا۔ اب میں ان ٹھوس باتوں کی طرف واپس آ رہا ہوں۔ میں employment and incomes policy کی بات کر رہا ہوں جو بھی آپ

مد دیکھیں گے اس میں یہ چیز بائیں گے کہ ہم نے productive efforts کی طرف اپنے وسائل کو channelize کیا ہے۔ میں productive efforts کو پیپلز ورکس پروگرام کہوں گا productive efforts میں یہ دو مددیں ہیں جن میں ہمسامانہ علاقوں کا بھی ذکر ہے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ کو ان میں زیادہ رقوم رکھنی چائیں مگر جیسا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا ہمارا ورثہ تو مسائل کا تھا وسائل کا تو تھا ہی نہیں۔ وسائل جو ہیں اب پیدا ہوں گے اب خدا کے فضل و کرم سے یہ جو allocations دی گئی ہیں ان سے وسائل پیدا ہوں گے۔

جناب والا۔ اب ایک بات اور کرنا ضروری سمجھتا ہوں جسکی طرف بعض حضرات اشارہ کر چکے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہمیں ایک بہت بڑا سبق حاصل کرنا چاہئے اس المیہ سے جس سے ہم گزرے ہیں اور جسکی زد سے ابھی ہم باہر نہیں نکل سکے۔ بین الاقوامی سازشیں قائم ہیں اور ان لوگوں کو اتنا زیادہ علم ہے جو ملک سے باہر جاتے رہتے ہیں اور ان کو دوسرے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ جو بھی ہمارے جائز مطالبات اپنے ریجن کے متعلق ہیں پیش کرنے چاہئیں۔ مگر کم از کم اس وقت مطالبہ کرنا کوئی جائز معلوم نہیں ہوتا۔ جناب وزیر خزانہ سے عرض ہے کہ

”خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے“

اب میں آپ سے مخاطب ہوں پنجاب کے ایک علاقے کے رکن کی حیثیت سے۔

مستتر پھپھوکر - سپیکر بیچارہ کس سے گلہ کرے گا۔ (تہنید)

وزیر خوراک و امداد باہمی - میں آپ سے عجز و انکسار کے ساتھ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پنجاب کو allocations آبادی کے لحاظ سے ہونی چاہئیں تاکہ جو مسائل ہمسامانہ علاقوں کے ہیں ہم انہیں بہتر اور مناسب طریقے سے حل کر سکیں۔

راؤ محمد افضل خان - جناب والا۔ اس سے بیشتر کہ معزز وزیر خوراک کا وقت ختم ہو جائے آپ انہیں یہ ہدایت فرمائیں کہ ابوزیمن کی طرف سے گندم کے متعلق گزارش کی گئی ہے۔ وہ اس کے

مشق کچھ اظہار خیال فرمائیں کیونکہ یہ وزیر خوراک ہیں - جو وضاحت وہ فرما رہے ہیں وزیر خزانہ کا کام تھا -

وزیر خوراک و امداد باہمی - جناب والا - دوسری گزارش جو میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب کی نمائندگی تمام اس صنعتی بنکوں پر ہوئی چاہے جو صنعت کو فروغ دیتے ہیں - مثلاً آئی - ڈی - بی - بی - اے - ڈی - بی - بی - بی وغیرہ بجٹ میں کوئی چیز نہیں ملی - مجھے امید ہے کہ وہ متعلقہ محکمے کو ہدایت کریں گے کہ جب وہ اپنا خاکہ تیار کریں - - - - -

شاہی مگد سٹیٹ الٹھ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بجٹ پہلے کینیٹ میں پیش نہیں ہوا اور وہ کینیٹ سے approve نہیں ہوا -

Mr. Speaker—The objection is upheld.

خان امیر عہدائے خان روکڑی - میں یہ پوچھنا چاہوں گا جناب وزیر خوراک سے کہ انہوں نے بجٹ پر تنقید کرنا شروع کر دی ہے جو بجٹ بنایا جاتا ہے کیا یہ کینیٹ کی مشترکہ ذمہ داری نہیں ہے ؟

وزیر خوراک و امداد باہمی - جناب والا - بجٹ کی پروپوزن آگے اندر رہتے ہوئے میں بات کر رہا ہوں - بجٹ سے باہر میں بات نہیں کر رہا - مجھے مدین معلوم ہیں اور ان کے لیے جو allocations ہو چکی ہیں اسکا بھی مجھے علم ہے -

Mr. Speaker—you can advise him in the meeting of the cabinet. The objection is upheld.

وزیر خوراک و امداد باہمی - جناب والا - جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے جب پاکستان فیڈلز پارٹی برسر اقتدار آئی تو گندم کی فصل آنے میں چھ مہینے کی دیر تھی اس کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ ان دنوں جب ذخیرہ اندوزیاں ہو چکی تھیں اور گندم نایاب تھی - اس وقت بھی حکومت نے کسی جگہ چینی اور گندم کی سپلائی لائن کو ٹوٹنے نہیں دیا یہ ایک ریکارڈ کی بات ہے - (قطع کلامیاں)

مسٹر جاوید حکیم قریشی - کیا کسی فاضل مقرر کی تقریر کے دوران اس قسم کے سوال کرنے کی اجازت ہے - کیا آپ آئندہ

ہمیں بھی اجازت دیں گے کہ خوب اختلاف کے اراکین کی تقاریر میں اس طرح سوال کئے جائیں۔

وزیر ہوراک و امداد باہمی جناب والا۔ کسی جگہ بھی حکومت کی طرف سے یہ نہیں کہا گیا کہ یہ سترہ روپے قیمت نہیں ہے۔ سترہ روپے قیمت تھی اور اب devaluation کا فرق امر وقت پڑے گا جب اگلی فصل خرید کی جائے گی۔ اس لئے یہ سوال پیدا ہوا کہ گندم کی قیمت کنٹرول کو کب revise کیا جائے اور کتنی مناسب ہوگی۔ یہ اگلی فصل کے لیٹے ہو سکتا ہے مگر ابھی تک تو سترہ روپے قیمت ہے جو maintain کی جا رہی ہے۔

جناب والا۔ میرے ایک دوست اور معزز رکن نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا چینی کی ملوں کے اوپر پورا کنٹرول نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ mixed economy میں یہ ملوں ایک مینیجنگ کمیٹی کے پاس ہوتی ہیں۔ ان سے حکومت جو حصہ مناسب سمجھتی ہے اور جس دام پر مناسب سمجھتی ہے لیتی ہے اس کے متعلق ایک اجلاس اسلام آباد میں ہوا تھا جس میں ۱۳۷۷ ہزار ٹن کی کل پیداوار میں سے حکومت نے ۹۰ ہزار ٹن لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر اس میں سے جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کوئی ۶ ہزار ٹن کے قریب چینی ابھی ملوں نے نہیں دی۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان سے لین اور اگر کہیں کوئی مل ایسی غلطی کرے گی اور حکومت کے احکامات نہ مانے گی تو ہم اس کے خلاف مناسب کارروائی کریں گے۔ جناب والا اب مسئلہ چینی کا اگلے سال کا ہے ہمارے ہاں منصوبے ہیں ہم پہلے تو یہ کریں گے کہ جو پیداوار کے مالک ہیں۔ ان سے بات کریں۔ تاکہ چینی مناسب داسوں پر پورے عوام کو میسر ہو اگر ایسا نہ ہوا تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم ان کی تمام پیداوار خود لے لیں اور مناسب طریقے سے اس کو استعمال کریں۔

سید صاحبزادہ الوری۔ جناب والا۔ گندم کے متعلق میں نے ایک سوال پوچھا تھا ہم جواب سننے کے لئے ہمہ تن گوش تھے مگر وزیر موصوف نے یہ نہیں فرمایا۔

”گندم گندم کر گئی مجھ کو اپوزیشن کی یہ بات“

(قطع کامیاب)

مسٹر سپہیکر - قائد ایوان یہاں موجود ہیں - وزیر زراعت بھی یہاں موجود ہیں - معلوم یہ ہوتا ہے کہ فاضل ممبران کو گورنمنٹ کے تمام محکموں کے متعلق پورے حقائق معلوم نہیں ہیں - گندم کی پیداوار کا جہاں تک تعلق ہے یہاں ایک وزیر ہیں جو اپنے موقع پر جواب دیں گے ان کے قلمدان کا نام منسٹر آف ایگریکلچر ہے - آپ کو اتنا بے قاب ہونے کی ضرورت نہیں -

رضایکے - اے - محمود خان - ہوائنٹ آف انفرمیشن - جناب والا - حزب اختلاف والے گندم کا بار بار ذکر کر رہے ہیں - گندم کے فتنہ نے تو ہمیں جنت سے نکلوا یا تھا اور پھر یہ فتنہ یہاں پر بھی اٹھا رہے ہیں -
مسٹر سپہیکر - رانا صاحب آپ شریف رکھیں -

مسٹر جاوید حکمر قریشی - جناب والا - اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے مطابق جو صاحب اسمبلی میں موجود نہیں ان کے خلاف کوئی بات نہیں کہی جا سکتی - لیکن یہاں یہ ہو رہا ہے کہ قومی شاعر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مصرعوں اور شعروں کو بگاڑ کر پڑھا جا رہا ہے جو انتہائی قابل نفرت بات ہے -

مسٹر سپہیکر - یہ اپنی اپنی یاد اور اپنی اپنی فکر کے مطابق

ہے -

Mr. Taj Muhammad Khanzada : On a personal request, I would submit that we import a lot of potato seed from Holland and other countries.....

Mr. Speaker : Potato has nothing to do with the Food Minister.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I think, food is concerned with potato.

مسٹر سپہیکر - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وزیر خوراک کا آلو کی درآمد سے کوئی تعلق نہیں ہے -

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I would request the Minister that just as he has made arrangements for the procurement of wheat, he should make a provision for the purchase of potatoes from the poor farmers so that they don't have to sell it at low prices and thereby undergo a financial loss.

واہا پھول محبڈ خان - جناب والا - گزارش ہے کہ جیسا کہ جناب نے فرمایا ہے کہ وزیر خوراک کی بجائے وزیر زراعت جواب دیں گے -

مسٹر سپہیکر - وہ تو تقریر نہیں کر رہے ہیں -

وہاں پھول محمد خان - جناب والا - ہم گندم کی پیداوار کے متعلق وزیر خوراک سے پوچھنا نہیں چاہتے تھے بلکہ ہم نے تو ان سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ ہمیں بتائیں کہ آئندہ انہوں نے کس قدر گندم جمع کی ہے آئندہ خوراک کے مسئلہ کو کس طرح حل کر سکیں گے - اور انہوں نے اس کے متعلق کیا پالیسی بنائی ہے -

وزیر اعلیٰ - ہوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا - میں اپنے معزز فاضل دوستوں کی اطلاع کے لئے عرض کیئے دیتا ہوں کہ میں نے اور علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ جب اسمبلی دوبارہ منعقد ہوگی تو ہم مسئلہ خوراک اور گندم کے سلسلے میں خصوصی اجلاس کریں گے - اس کے تمام متعلقہ مسائل پر گفتگو کی جا سکے گی -

علامہ رحمت اللہ ارشد - انہوں نے جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق بھی وعدہ فرمایا تھا -

مسٹر سپیکر - وہ کٹ موشن کے سلسلے میں ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - انہوں نے فرمایا تھا کہ جب دوبارہ اجلاس ہوگا تو خوراک پر بحث کیئے ایک دن رکھیں گے - اور اس طرح انہوں نے فرمایا تھا کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پر بھی بحث کیئے ایک دن رکھیں گے -

مسٹر سپیکر - اس وقت خوراک کا مسئلہ زیر بحث ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں صرف انہیں یاد ہی دلانا چاہتا ہوں -

وزیر اعلیٰ - علامہ صاحب آپ کو یاد ہے کہ شروع سے ہی خوراک کا مسئلہ زیر بحث ہے - اس لئے میں نے اس کے متعلق عرض کر دیا ہے ورنہ یہ ٹھیک ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے بھی ایک دن رکھا تھا -

وزیر خوراک و امداد باہمی - ابھی میں نے تقریر ختم نہیں کی ہے - کئی اعتراضات ایسے کئے گئے ہیں جن کا ابھی میں نے جواب دینا ہے -

صدر قلمبش الوری - میں ان سے استفسار کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی وہ غیر طبقاتی معاشرے کی حمایت اور سرمایہ داری کی مخالفت فرما رہے تھے لیکن وہ سرمایہ دار جو مسلسل بار بار اپنا نام کہلوانا پسند فرما رہے ہیں - اس کے معنی "کار رکھنے والا"، (کاردار) ہوتا ہے -

مسٹر سوہوگر - جس زمانے میں یہ نام تھا اس زمانے میں کار کا نام و نشان نہیں تھا بلکہ محنت کا نام تھا -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - وزیر خوراک کو آپ تقریر کیلئے کافی وقت دے چکے ہیں - جناب کو میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس طرف سے کتنے ہی مقررین کو آپ کے پاس چٹیں پڑی ہیں مجھے خلد سے کہ عام بحث کا ایک دن باقی رہ گیا ہے - ایسا نہ ہو کہ ہم دیکھتے رہ جائیں اور اپنے خیالات کا پورا اظہار بھی نہ کر سکیں -

مسٹر سوہوگر - کل رات ۱۲ بجے تک اجلاس کا وقت ہوگا -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - میری عرض صرف اتنی ہے کہ مسٹر صاحبان کو تو ہر جگہ تقریر کرنے کے مواقع ملتے ہیں اور ہم جو معمولی قسم کے نمائندے ہیں اگر ہمیں زیادہ وقت دیا جائے تو بڑی سہرابانی ہوگی -

وزیر قنادون - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - چار دن عام بحث کے کیلئے رکھے گئے تھے اور وقت بچانے کے کیلئے وقفہ سوالات کو بھی معطل کیا گیا تھا - تاکہ عوامی مطالبوں پر بحث دونوں طرف سے ہو سکے - تو تقریر کے دوران حزب اختلاف کے معزز ارکان سوالات کرنا شروع کر دیتے ہیں - انکو یہ وقفہ سوالات اگلے ماہ کی سات تاریخ کو پھر منے گا - اس وقت وزراء سے سوالات کیئے جا سکتے ہیں لیکن اگر اس طرح سوالات کا سلسلہ جاری رہا تو کوئی بھی اپنی بات صحیح طریقے سے نہیں کر سکے گا -

وزیر خوراک و امداد باہمی - حضور والا - میں ایک تاثر کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک معزز رکن نے کہا تھا کہ ہم ۱ لاکھ ٹن گندم باہر سے منگوا رہے ہیں - پنجاب میں گندم کا خسارہ ہے - یہ بات بالکل غلط ہے - پنجاب میں خسارہ نہیں بلکہ ہم خود کفیل ہیں - ہمیں دوسرے صوبوں کو بھی گندم سپیا کرنی ہوتی ہے - اور اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ ہمارے وزیر خزانہ نے فرمایا کہ یہ بھی ہمارا ایک فرض ہے کہ عوام کو غلہ سپیا ہو اور مناسب دام پر دینے کا ارادہ ہے - اس لئے ہمارے لئے اپنے سٹاک کو بڑھانا بہت ضروری ہے - ہم ۱ لاکھ ٹن سٹر سے منگوا چکے ہیں - یہ تفصیل ضروری تھی اسلئے میں نے بتا دیا ہے -

جناب والا - بیٹھنے سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بار بار صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا ہے کہ ہاتھ ملا ہے اور کائی ملی ہے اور اب ہم ان کو جو ان داتا بنے بیٹھے تھے - جو رزق کے خالق بنے بیٹھے تھے دکھادیں گے کہ کسطرح رزق مناسب طور پر عوام میں تقسیم ہوتا ہے ان گزارشات کے ساتھ میں آپ سے سفارش کرتا ہوں کہ اس بجٹ کو مکمل طور پر پاس کیا جائے - اور خاص طور پر بجٹ میں اپنے محکمہ کی مدون کے پاس کرنے کی بھی سفارش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - پہلے میں نے ابوان سے اس امر کی اجازت لی تھی کہ شام کا اجلاس چھ بجے سے آٹھ بجے تک ہوگا - کچھ معزز اراکین کی یہ رائے ہے کہ یہ وقت کم ہوگا تو وہ چاہتے ہیں کہ یہ اجلاس ۵ بجے شروع ہو اور ۸ بجے تک جاری رہے اگر کافی مقررین اس میں حصہ لے سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ ۹ بجے تک جاری رہے دوسری ان کی رائے یہ ہے کہ ۱۰-۱۲ اور ۱۰ منٹ کی جو تقریر کرنے کی اوسط رکھی ہوئی ہے اس میں بھی کچھ کمی کر دی جائے -

اب ہاؤس کی کارروائی ۶ بجے شام تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے (اسجلی کا اجلاس ۶ بجے شام تک کیئے ملتوی ہو گیا)

شام کی نشست

پنجاب کا میزانیہ بابت سال ۱۹۷۳-۷۴

یشیعت مجموعی میزانیہ پر عام بجٹ (جاری)

مسٹر سپیکر - میاں محمد افضل حیات -

میاں محمد افضل حیات - (گجرات-۶) جناب سپیکر - ادب اور افسانہ نویسی کا جہاں تک تعلق ہے وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر واقعی ایک ادبی شدہ پارہ تھی - اور اسکی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے لیکن جب اسے بجٹ کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے - بجٹ صرف چند اعداد و شمار کا ہی مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ جو پالیسی حکومت نے اختیار کی ہے اس سے عوام کی معاشی حالت کو کس حد تک سدھارا جا سکتا ہے -

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام مجید سے شروع ہونی چاہئے -

منسٹر سہیگر - اجلاس جاری ہے -

میدان مکہ افضل ہوائی - موجودہ حکومت نے جب اقتدار سنبھالا تو اسے ورثے میں کئی مسائل ملے جن کا ذکر حکومتی ہارٹی کے ارکان گاہے بگاہے کرتے ہیں لیکن تین ماہ کے اندر اس وراثت میں حکومت نے اس قدر اضافہ کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی - جناب والا - صنعتی پیداوار جس حد تک کم ہوئی ہے اس کی مثال پچھلے ۲۰ سال میں نہیں ملتی اور اسکی بڑی وجہ وہ بے چینی ہے جو باہر کے کچھ عناصر نے مزدوروں اور کسانوں میں پیدا کر دی ہے اس کی وجہ سے پیداوار میں کمی آئی ہے - اسی طریقے سے زرعی پیداوار جو کہ پہلے ایک خاص راستے پر گامزن ہو چکی تھی اب پھر اس میں اس سال ۵۰ فی صد کمی ہونے کا احتمال ہے - جناب والا - گہیوں کی پیداوار اس سال خاصی کم ہوئی ہے اور اس کی بڑی وجہ حکومت کی وہ پالیسی ہے جس میں کہ لوگوں کو گندم اگانے اور پھر اس کے بعد کانٹے میں مشکلات پیش آتی ہیں مثلاً ہانی کی کم فراہمی اور ۱۷ روپیے فی من کی قیمت حالانکہ ایک کسان کو فی من گندم اگانے کے لیے ۱۰ روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں اور جب وہ بیچے تو اگر حکومت کی مقرر کردہ قیمت سترہ روپے ہو تو ایسے بازار میں ہونے سولہ روپے کے حساب سے بیچنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر حکومت کو سترہ روپے فی من کے حساب گندم ملتی ہے - جناب والا - کاشتکار کو صرف ہارہ آنے لی من بچتے تھے - اب جو قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے ہونے سولہ روپیے فی من گندم بیچنے پر اسے گھانے کا سودا ہی رہے گا - اگر یہ پالیسی جاری رہی تو پھر کاشتکار گندم ہونا چھوڑ دیں گے اور اس کے علاوہ دوسری فصلیں ہونے کی طرف رجوع کریں گے جس سے ہمارے ملک میں گندم کی پیداوار مزید کم ہو جائے گی (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - ہٹ - من کے بعد چاول اور کھاس ہی دو ایسی فصلیں تھیں جن سے ہمارا ملک زر مبادلہ کما سکتا تھا لیکن اس بیجائی کے موسم میں جو تکلیفیں کاشتکاروں کو پیش آ رہی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں صرف ۲۰ فی صد کاشت اس سال ہو سکے گی - اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہانی بالکل نہیں ملتا اور دوسرے ڈیزل بھی بیجائی اور کٹائی کے زمانے میں بالکل نہیں مل رہا - گو اب سنا ہے کہ شاید پھر تھوڑی سی مقدار میں آ رہا ہے - کھاد

کی قیمتیں اتنی چڑھ گئی ہیں کہ تھوڑے عرصہ کے بعد کھاد استعمال کرنا ایک عیاشی ہو جائے گی اور کاشتکار اس عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکے گا۔ ٹریکٹروں کی قیمتوں میں depreciation کی وجہ سے اتنا اضافہ ہوا ہے کہ ایک کاشتکار کے خریدنے کی طاقت سے بہت زیادہ ہے۔ ”مہسی فرگوسن“ خصوصاً جو چھوٹا ٹریکٹر ہے آج اس کی قیمت ۳۰ ہزار تک پہنچ چکی ہے (شیم-شیم) جناب والا۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ حکومت فوری طور پر کوئی قدم اٹھائے تاکہ زرعی مشینری کی قیمتیں کم ہوں اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے یونٹ گاؤں میں دیہاتوں میں بنائے جائیں تاکہ لوگوں کو بڑے سستے داموں کرائے پر ٹریکٹر دئے جاسکیں۔ جو کہ No profit no loss کی بنیاد پر چلیں۔ (نارہ ہائے تعہدین)

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا۔ دیہات کی زندگی میں جو امن و سکون تھا وہ باہر کے عناصر نے بالکل ختم کر دیا ہے۔ مالک اور مزارع کا مدتوں سے مفاہمت کے ذریعے ایک خاص رشتہ چلا آ رہا ہے لیکن باہر کے عناصر نے مزارعین کو ورغلا یا۔ بھڑکایا اور اس میں پھر نقصان بیچارے مزارعین کا ہی ہوا ہے جہاں مزارعین ان کے ورغلانے میں نہیں آئے تو انہیں کچلنے کی کوشش کی گئی۔ جس کی مثال کوٹ مبارک تحصیل حافظ آباد میں پیش آچکی ہے۔ جناب والا۔ ADBP ایک واحد ادارہ تھا جو سپیشل فیڈ کی صورت میں زمینداروں کی خدمت کیا کرتا تھا اور ایک خاص حد تک امداد دیتا تھا لیکن حکومت نے اس اصول کے تحت کہ اگر کان میں درد ہو تو کان کاٹ دو اے۔ ڈی۔ بی۔ بی کو ختم کر دیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس کی اور ہالنگ کی جاتی بد دیانت افسروں کو نکالا جاتا ان کی جگہ کام کرنے والے افسروں کو لایا جاتا کہ وہ زرعی پیداوار میں ہمارا ساتھ دے سکتے۔ اے۔ ڈی۔ بی۔ بی جیسے ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک آف پاکستان کتھے ہیں مختلف زرعی مشینری کیلئے امداد دیتا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ کی تقریر کا ایک منٹ باقی رہ گیا ہے۔ جو فیصلہ ہوا تھا وہ یہ ہے کہ سات یا آٹھ منٹ دیئے جائیں۔
 مہمان محترم افضل مہیات - مجھے تو اس کا علم نہ تھا۔
 رانا پھول محمد خان - پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھنے والوں کو ۱۰ منٹ اور حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والوں کو ۱۰ منٹ تقریر کیلئے دیئے جائیں گے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اپوزیشن کی طرف سے کچھ لوگوں کو زیادہ وقت ملے گا۔

واہا پھول، محمد خان - جناب والا۔ آپ جن کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں ان کے لئے ۲۰ منٹ ہیں۔ اگر ہمیں دس منٹ دینے جائیں گے تو اس کا مطلب یوں ہوا کہ ہمارے بائیں طرف بیٹھنے والے دوستوں کو آپ ۶ منٹ دیں گے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - فیصلہ قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان کے درمیان ہوا تھا۔

واہا پھول، محمد خان - یہ فیصلہ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا کیا ہوا ہے۔ یہ طے ہونے کے بعد آپ اپوزیشن کی نشست پر بیٹھنے والوں کے لئے کچھ وقت میں کمی فرما رہے ہیں۔ لیکن اگر ہمیں دس منٹ ملیں گے تو انہیں ۶ منٹ ملیں گے۔ نہ چھ منٹ میں وہ اپنے مقصد بیان کر سکیں گے نہ دس منٹ میں ہم اپنا مقصد بیان کر سکیں گے۔ اس لئے جو وقت کے متعلق طے ہوا ہے وہی وقت رکھنا چاہیے۔

مسٹر شوکت محمود - جناب سپیکر - کیونکہ اس وقت بہت سے فاضل ممبران تقاریر کرنا چاہتے ہیں اور وقت کی قلت ہے اسی لئے ممبران سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی تقاریر مختصر وقت میں ختم کرنے کی کوشش کریں جس پر انہوں نے کہا کہ وہ شاید پانچ یا سات منٹ میں اپنی تقاریر ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - کس نے کہا ہے ؟

مسٹر شوکت محمود - ممبران نے اس کے بعد جو ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ جو مقرر تقریر فرما رہے ہیں چونکہ انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کر لیں گے۔ اس کے بعد جو بھی مقرر ہماری طرف سے آئیں انہیں پانچ منٹ یا سات منٹ وقت دیں۔ دوسری طرف سے جو وقت آپ مناسب خیال کریں مقرر کر دیں۔ لیکن اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ وقت کی قلت ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تو یہ طے پایا کہ مسٹر افضل حیات کو دس منٹ ملیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں آپ کے نوٹس میں ایک چیز لا دوں کہ یہ چیز برسرِ اقتدار پارٹی کی طرف سے لیڈر آف دی ہاؤس کی خدمت میں پیش کی گئی تھی کہ وقت کم کیا جائے تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ وہ آپ اپنا وقت جتنا کم کرنا چاہیں کر لیں لیکن اپوزیشن کا وقت کم نہیں ہوگا - اس بارے میں بے شک آپ لیڈر آف دی ہاؤس سے پوچھ لیں - ہمارا وقت پندرہ بیس منٹ ہے - ان کو آپ چاہے دس منٹ دیں چاہے چھ منٹ دیں - اس سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ہے - لیڈر آف دی ہاؤس نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ اپوزیشن کا وقت کم نہیں ہوگا - آپ بے شک ان سے دریافت فرما لیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میان محمد افضل حیات صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں -

میان محمد افضل حیات - جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کو معلوم نہیں ہے کہ گذشتہ چھ ماہ میں یہاں امن و امان کی جو گت بنی ہے اور جس قدر اغوا اور قتل ہوئے ہیں اس سے ایک عام آدمی کی عزت - جان - دولت ہر چیز غیر محفوظ ہو چکی ہے - جس طرح سے قیمتیں بڑھی ہیں اس سے عام آدمی بھی پریشان ہے اور یہ سب کچھ اس حکومت کے دور میں ہو رہا ہے جسے عوام کی ہمدردی کا دعویٰ ہے -

جناب والا - میں یہاں پر تحصیل کھاریاں کے مظلوم عوام کی آواز بھی آپ تک پہنچانا ضروری سمجھتا ہوں - یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کسی علاقے سے کم فوجی خدمات انجام نہیں دیں - یہی وہ علاقہ ہے جہاں کے دو سہوتوں نے 'نشان حیدر' حاصل کیا - اس کے باوجود اس علاقہ کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک کیا جا رہا ہے اور کسی ڈویلپمنٹ کے لئے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی - اس کا پیشتر علاقہ اتنا پس ماندہ ہے کہ وہ کسی بھی پسماندہ علاقہ کے برابر سمجھا جا سکتا ہے - اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کے لئے رورل ڈویلپمنٹ ورکس میں سے خاص رقم مختص کی جائے اور لالہ موسیٰ میں راول ڈیم سکیم کے تحت ایک ڈیم بنایا جا سکے تاکہ وہاں پر لوگ کاشتکاری کر سکیں -

ڈنگہ کا علاقہ جہاں کی ٹاؤن کمیٹی پاکستان کی قدیم ترین ٹاؤن کمیٹیوں

میں سے ہے وہاں آج تک ہائی سکول نو گورنمنٹ کیا بناتی مڈل سکول بھی نہیں بنایا جا سکا۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ کم از کم ایک انٹرمیڈیٹ کالج بنا دیں کیونکہ ہائی سکول کی خدمات ایک پرائیویٹ سکول سر انجام دے رہا ہے۔ وہاں ہر لوگوں کے پینے کے لئے پانی کی قلت ہے اس لئے واٹر سپلائی سکیم کی انتہائی ضرورت ہے۔ جناب والا۔ حکومت سکارپ کا ذکر بڑے فخر سے کرتی ہے اور ہمارے علاقہ کے لوگ جب سکارپ کا نام سنتے ہیں تو ان کے دل دھل جاتے ہیں۔ جناب والا۔ سکارپ کی بد عنوانیوں اور بددیانتیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ اس میں جو تقریباً ۱۲۰۰ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ان میں سے بیشتر یا تو خراب پڑے ہیں یا پھر ان کا پانی اس قابل ہی نہیں کہ آپاشی کیلئے استعمال کیا جا سکے۔ ثبوت کے طور پر کئی خطوط میرے پاس ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ حکومت صرف محکمہ کی فائلوں پر ہی بھروسہ نہ کرے بلکہ کوئی کمیٹی بنائے جس کے ساتھ عوامی نمائندوں کا تعاون ہو اور وہ ادھر جا کر انکوائری کرے کہ وہاں موقع پر کیا حالات ہیں اور اس کے مطابق کوئی فیصلہ کرے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر — میاں افضل حیات صاحب۔ آپکی تقریر کا وقت پورا ہو گیا ہے۔ میں نے آپ کو دس منٹ دے دیے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات — جناب والا۔ ایک منٹ اور دیں تاکہ میں بات پوری کر لوں۔

جناب والا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ حکومت نے غریب عوام پر ان ٹیوب ویلوں کی وجہ سے آبیانہ لگایا تو میں سمجھوں گا کہ حکومت کو عوام سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور یہ بھی اسی سازش میں شریک ہے جس میں پہلی حکومتیں شریک تھیں۔ اور یہ آبیانہ حکومت اس لئے لگا رہی ہے کہ پھانسی کا پھندہ صرف انہی عوام کے گلے میں پورا آتا ہے اور محکمہ کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتی۔ مہربانی شکریہ۔

میاں اسماعیل ضیاء — ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان تمام معزز ارکان کے ناموں کی فہرست پڑھ کر سنا دیں جو تقریر کر چکے ہیں تاکہ ایوان کو معلوم ہو سکے کہ کون کون ممبر صاحبان تقریر کر چکے ہیں اور کونسے معزز ارکان نے ابھی تقریر کرنی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپر وکس - جن حضرات نے اب تک تقریریں فرمائی ہیں ان کے ناموں کا علم ایوان کو ہو چکا ہے۔ میرے پاس اس وقت کوئی comprehensive فہرست نہیں ہے۔ میرے پاس بہت زیادہ نام ہیں تو میرے خیال میں جب ایک comprehensive لسٹ تیار ہوگی اور وہ میرے پاس آئے گی تو میں آپ کو نام پڑھ کر سنا دوں گا۔ میں معزز اراکین کی اطلاع کے لئے یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ وقت کم ہے اور زیادہ لوگ تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ وقت کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ حزب اختلاف کے جو معزز اراکین ہیں ان کو آٹھ اور دس منٹ کے درمیان وقت دیا جائے گا اور حزب اقتدار کے جو معزز اراکین ہیں ان کو پانچ اور سات منٹ کے درمیان وقت دیا جائے گا۔ اب میاں اسماعیل ضیاء تقریر کریں گے۔

میاں اسماعیل ضیاء - (گوجرانوالہ - ۱) - جناب والا۔ قبل اس کے کہ میں زیر بحث میزانیہ پر اپنے خیالات کا اظہار کروں میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو وقت مختص کیا گیا ہے اس پر آپ اگر نظر ثانی فرمائیں تو آپکی نوازش ہوگی۔

جناب والا۔ زیر بحث میزانیہ پر گذشتہ دو روز سے جو بحث سننے میں آئی۔ اپوزیشن کی طرف سے جو جو اعتراضات اور نکات اٹھائے گئے۔ ان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا جواب میں دینا چاہتا ہوں۔ مگر وقت کی قلت کے پیش نظر میں صرف چند ایک باتوں کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ آپکی وساطت سے مبذول کراؤنگا۔ جناب والا۔ گذشتہ دو روز میں قائد حزب اختلاف سے بے کر ان کے بہت سے ساتھیوں تک نے جنرل لاء اینڈ آرڈر کی حالت کو موضوع بحث بنایا اور اس سلسلے میں ان کی طرف سے خاص طور پر ڈاکٹر نذیر احمد کے قتل کے واقعہ کو اس قدر اہمیت دی گئی جیسے وہ کوئی سیاسی قتل ہوا ہے۔ جناب والا۔ جب تک اس قتل کے اصل حقائق منظر عام پر نہ آجائیں میں اس سلسلے میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ لیکن اپوزیشن بنچوں پر بیٹھنے والے معزز اراکین کی خدمت میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا لیاقت علی خان مرحوم کے قتل سے متعلق جو آج سے ۲۱ سال پہلے راولپنڈی جیسے عظیم شہر میں ہوا گذشتہ حکومتوں نے واقعات اور پس منظر کو عوام کے سامنے رکھا؟ یقیناً نہیں رکھا۔ اور بہت سے شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ

بھی کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم مرحوم لیاقت علی خان کے قتل میں بھی اس وقت کی برسرِ اقتدار پارٹی کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں ایسے ایسے ہیمانہ قتل ہوئے کہ آج تک ان کے بارے میں کسی کو بھی پتہ نہیں چل سکا۔ اسی شہر لاہور میں حکومت کی تحویل میں حسن ناصر شہید کو قتل کیا گیا اور آج تک یہ پتہ نہیں چلا کہ حسن ناصر کو کس جرم کی سزا دی گئی۔ جناب والا۔ صوبہ سرحد میں شہید مساوات حق نواز گنڈاپور کو قتل کیا گیا اور آج تک اس کے قتل کا پس منظر عوام کو معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں ان لوگوں سے یہ کہوں گا کہ وہ اپنی پائی دامن کی حکایت یہاں سنانے سے ذرا صرف نظر کریں تو بہتر ہوگا۔ ان کے دامن پر بے شمار دھبے ہیں جو اگر میں گنونا چاھوں تو شاید اپنے وقت میں پورے نہ کر سکوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - بار بار یہاں ایوزیشن کے حوالے دئے جا رہے ہیں۔ میں آپکی وساطت سے فاضل مقرر کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس قتل میں ہمارا ہاتھ نہیں ہے۔ یہ قتل اگر ہوئے ہیں تو ہمیں بھی اتنا ہی دکھ پہنچا ہے جتنا کہ سب کو پہنچا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا۔ جنہوں نے قتل کئے تھے یا جو حکومتیں تھیں اگر انہوں نے یہ کام کئے تھے اور ان قاتلوں کو چھپایا تھا۔ تو کیا یہ اس کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

مسٹر ہیدالقیور بیٹ - بالکل نہیں۔ ہمیں بھی ڈاکٹر صاحب کے قتل کا بہت دکھ ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ہر انہوں نے الزام لگایا ہے۔ کیا یہ الزام ہم پر ہاند ہوتا ہے اس کو پچھلی حکومتوں نے چھپایا ہے انہوں نے ایوزیشن بنچوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو فاضل ارکان یہاں تشریف فرما ہیں ان میں کونسل مسام لیگ کے رکن بھی ہیں اور کنونشن لیگ کے رکن بھی ہیں ان میں بیشتر ارکان ایسے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا - انہوں نے ہم پر الزام لگایا ہے اس لئے اس کا جواب ہم دیں گے -

میں اسما ایل ضیاء - جناب والا - میں آپوزیشن کی طرف سے نکتہ اعتراض اٹھانے والے سب سے زیادہ رکن کا جواب دے رہا تھا

Minister for Law and Parliamentary Affairs : Point of Order. Sir, under rule 173 (2) (a) a member while speaking shall not discuss any matter which is sub-judice in a court of law in any part of Pakistan.

The matter is sub-judice and the police has taken cognizance of it.

اس لئے جناب والا یہ قتل یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ہے -

میں اسما ایل ضیاء - جناب والا - آپوزیشن کی طرف سے ایک فاضل رکن نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا ہے اور اسی لئے میں آپوزیشن کو مورد الزام ٹھہرا رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے یاد دلا دیا کہ کونسل مسلم لیگ کے زمانے میں ایک اہم قتل ہوا جسے میں بھول ہی گیا تھا - اس ایوان کو یاد ہو گا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے آپ کے شہر میں مسلم لیگ کے دور حکومت میں مسلم لیگ کے ہی ایک کارکن شمس الحق جالندھری کو قتل کر دیا گیا وہ اظہر من الشمس ہے - اس قتل میں اس وقت کی حکومت کا ہاتھ تھا اور آج تک عوام کو پتہ نہیں چلا کہ شمس الحق جالندھری کا قصور اور جرم کیا تھا -

جناب والا - قائد حزب اختلاف کی طرف سے صحافیوں پر پابندیوں کا ذکر بھی کیا گیا - آج ہمارے آپوزیشن کے دوست بار بار اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ تین صحافیوں کو مارشل لاء کے تحت سزا دی گئی -

وزیر قادیون و پارلیمادی امور - ہوائنٹ آف آرڈر - اس ہوائنٹ پر بھی سپیکر صاحب کی رولنگ آ چکی ہے - لہذا اسے زیر بحث نہیں لایا جا سکتا - یہ بھی ایسا مسئلہ ہے جو عدالتوں میں زیر سماعت ہے -

میں اسما ایل ضیاء - میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا - میں نے جناب والا صرف یہ عرض کیا ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا اس کے جواب میں ان کو یہ یاد دلاتا ہوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - انہیں یہ الفاظ واپس لئے چاہیں -

میاں اسماعیل ضیاء - جناب والا - میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں -

آج سے پہلے جب اس ملک پر ایک ظالم اور آمر حکمران تھا - میری مراد ایوب خاں سے ہے - تو اس کے دور میں اس شہر لاہور میں بڑے شمار صحافیوں کو روزگار سے محروم کیا گیا - عبداللہ ملک کو سزا دی گئی - کتنی شرمناک بات ہے کہ عبداللہ ملک کے رفقائے کار جو کہ اس وقت جاوداں اور کوہستان میں کام کرتے تھے ان کے خلاف ملٹری کورٹ میں شہادت دی - اس وقت میرے اپوزیشن بینچر پر بیٹھنے والے حضرات میں سے کسی نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ یہ سزا ظالمانہ ہے اور یہ سزا دینے کی عدالت مجاز نہیں ہے -

چوہدری امان اللہ لک - پوائنٹ آف انفارمیشن - گزارش یہ ہے کہ جناب عبداللہ ملک کی گرفتاری کے وقت اور اس کی سزا کے خلاف ہم نے احتجاج کیا اور ان کی رہائی کا مطالبہ کیا - معزز رکن غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں -

میاں اسماعیل ضیاء - اصلاح کا شکر ہے -

جناب والا - اور بے شمار واقعات ہیں - مولانا کوثر نیازی مدیر شہاب کی حیثیت سے ملٹری کورٹ میں پیش ہوئے -

چوہدری امان اللہ لک - پوائنٹ آف آرڈر - میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست پیش کروں گا - کہ معزز رکن کی تمام تقریر حذف کر دی جائے کیونکہ انہوں نے یہ الفاظ اس ایوان میں کہے ہیں - انہوں نے یہاں حکومتی پارٹی - پاکستان پیپلز پارٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے - لہذا گزارش ہے کہ تقریر کو حذف کیا جائے کیونکہ ہاؤس میں قتلوں کا جواز پیش کیا جا رہا ہے - نا انصافی کا جواز پیدا کیا جا رہا ہے اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ کی حکومت کو یہ فاضل رکن بد نام نہ کریں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - پوائنٹ آف آرڈر کی یہ تعریف سمجھ میں نہیں آ رہی - آپ تشریف رکھیں -

ہیماں اسماعیل ضیاء۔ جناب والا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپوزیشن کے حضرات اپنی غلطیوں کا ذکر سننے کیلئے مجبور ہیں۔ اس ہاؤس میں مجھے افسوس ہے کہ مخدوم حمید الدین موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے ہمیں وعظ فرمایا۔ ہمیں تلقین کی کہ جمہوری راستہ اختیار کرو۔ لیکن جناب والا یہ کسے معلوم نہیں کہ مخدوم حمید الدین کنونشن مسلم لیگ کے رکن ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم Constitutional Point of Order کی طرف مبذول کرا رہا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ جناب اس Constitutional Point of Order پر پورے غور و خوض کے ساتھ فیصلہ فرمائیں گے۔ میں جناب کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۱۱۲ کی طرف دلاتا ہوں جس میں یہ درج ہے کہ :-

“Every Provincial Assembly shall, as soon as may be, choose two of its members to be respectively Speaker and Deputy Speaker thereof.”

یعنی کہ آئین میں جناب والا provide کر دیا گیا ہے کہ صرف دو ممبر چنے جائیں گے۔ ایک سپیکر اور ایک ڈپٹی سپیکر۔ مگر بیٹ کی Volume III, Page 249, Demand No. II, General Administration میں دو ڈپٹی سپیکر اور ایک سپیکر کی provision رکھی گئی ہے یعنی تین آدمی رکھے گئے ہیں جو of Article of the Constitution ہے۔ جناب والا آپ Article of the Constitution پر فیصلہ فرمادیں کہ آیا آئین میں ترمیم ہو چکی ہے یا حکومت کو اختیار ہے کہ آئین دو ممبر کی اجازت دے اور بیٹ میں تین ممبر رکھ لیں۔ اس کا فیصلہ فرمادیں۔

مسٹر مجپٹی سپیکر۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر جناب فنانس منسٹر جواب دیں گے۔

وزیر ہذا۔ جناب والا۔ یہ اعتراض اس وقت پیدا ہوا جب دوسرے ڈپٹی سپیکر کی تقرری ہو جائے گی۔ اس سے پہلے یہ اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ تو پھر اس وقت پرویزن بھی نہیں رکھی جا سکتی۔

مسٹر جاوید حکمر قریشی۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے اراکین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ انہوں نے اپنا وہی روپہ جو دو روز سے اختیار کر رکھا ہے۔ آج پھر انہوں نے وہی اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ بار بار پوائنٹ آف آرڈر (قطع کلامیاں) اٹھا کر ممبران کی تقاریر میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ حقیقت ہے اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے کیونکہ میں کنونشن لیگ کا رکن نہیں ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میں آج پیپلز پارٹی کا رکن ہوں اور سرکاری بیچوں پر بیٹھا ہوں۔ اس لئے کہ پیپلز پارٹی اس صوبے کے عوام کی نمائندہ جماعت ہے۔ اور عوام کی امیدوں اور آرزوؤں کا مرکز ہے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

ہمایاں اسمبلی ضیاء۔ جناب سپیکر۔ میں مخدوم حمید الدین صاحب کی تقریر کا ذکر کر رہا تھا۔ انہوں نے فخر کے ساتھ ہمیں تلقین کی ہے۔ کہ ہم جمہوری راستہ اختیار کریں۔ میں ان کی خدمت میں انکی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے منشور میں ہم نے جمہوریت کو بطور سیاست اپنایا ہے۔ ہمیں وہ جمہوریت نہیں چاہئے جو ان کے دور حکومت میں اس ملک میں رائج رہی۔ جناب والا۔ مخدوم صاحب کے دور حکومت میں کیا ہوا؟ بدنام زمانہ یونیورسٹی آرڈیننس جاری کیا گیا آج وہ اراکین جو وہاں بیٹھے ہیں اور ان کی ڈگریاں بھی محفوظ ہیں وہ انتہائی خوہش قسمت ہیں۔ اگر اس وقت کی حکومت کو کسی ذریعے سے یہ ہتہ چل جاتا کہ کل کو یہ ارکان سرکاری بیچوں پر بیٹھیں گے اور سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کی مخالفت کریں گے تو وہ ضرور بالضرور ان کی ڈگریاں ضبط کر لیتی

مسٹر سپیکر۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

ہمایاں اسمبلی ضیاء۔ جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے۔ مگر یہ آہکے علم میں ہے کہ میری تقریر میں بار بار مداخلت کی گئی۔

مسٹر سپیکر۔ یہ بات میرے نوٹس میں ہے کہ آپکی تقریر بہت لمبی تھی۔ مگر ہمارے پاس ان اراکین کی بڑی لمبی فہرست ہے جو بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے وقت کم کرنا پڑا ہے۔

میاں اسماعیل ضیاء-جناب والا - اس سے پہلے اس ایوان میں یہ روایت قائم ہو چکی تھی کہ ایک مقرر کو اسکے دوسرے ساتھی اپنا وقت دے دیتے ہیں۔ تو مجھے بھی میرے ساتھی وقت دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے میں گزارش کرونگا کہ میرے ساتھی کا وقت مجھے دے دیا جائے۔

مسٹر سپیکر-لیک ہے۔ اگر آپ کے ساتھی نہیں بولنا چاہتے تو میں تین منٹ آپکو دے سکتا ہوں۔ کیا آپ کے ساتھی کا نام اس فہرست میں ہے۔ اگر اس فہرست میں سے کوئی رکن اپنا نام واپس لیں تو پھر یہ ہو سکتا ہے۔

میاں اسماعیل ضیاء-جناب والا - میں گزارش کرونگا کہ مجھے چند منٹ کا وقت دیا جائے۔ مجھے انسوس ہے کہ حزب اختلاف کے ممبران میری بات نہیں سنا چاہتے۔

میاں مصطفیٰ ظفر-ہوائنٹ آف آرڈر - فاضل ممبر کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ انہوں نے اپنا وقت جواب الجواب میں ضائع کر دیا ہے اور جس حلقے سے وہ منتخب ہوئے ہیں وہ لوگ مطالبہ کریں گے کہ ان کے لئے آپ نے کیا کیا؟

میاں اسماعیل ضیاء-جناب والا - مجھے اس بات کا فکر نہیں اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ میری پارٹی نہ صرف میرے حلقے بلکہ پورے پنجاب کے عوام کے حقوق کی محافظ ہے۔ اور اگر میں اپنے حلقے کے مطالبات اس ایوان میں نہ بھی پیش کروں تو میں اپنی پارٹی میں * مطالبات پیش کر سکتا ہوں کیونکہ وہ میرے حلقے کے مطالبات کی بھی محافظ ہے۔ (غیر ہائے تحسین)

جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ مخدوم حمیدالدین صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ حکومت آج طبقاتی کشمکش پیدا کر رہی ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ طبقاتی کشمکش ہم نے پیدا نہیں کی۔ ہم طبقاتی کشمکش کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ طبقاتی کشمکش اس حکومت نے پیدا کی جس کے وہ رکن تھے۔ میری مراد کنوینشن مسلم لیگ کے دور حکومت ہے۔

مسٹر سپیکر—آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اگر آپ کوئی دوست اپنا نام واہس لے لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں اور آپ اسکی جگہ تقریر کر سکتے ہیں۔

میاں اسماعیل ضیاء—جناب والا۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ ہر معزز رکن کا یہ حق ہے کہ وہ اس ایوان میں تقریر کرے اور میرے جو ساتھی ہیں وہ مجھے اپنا وقت دینے کو تیار ہیں۔

مسٹر سپیکر—آپکی کافی باتیں رہ گئی ہیں ؟

میاں اسماعیل ضیاء—جی ہاں۔

مسٹر سپیکر—تو آپ اپنا وقت پورا کر لیں۔

رانا پھول محمد خان—جناب سپیکر۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ درباغت کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن کو تقریر کے لئے آپ نے کتنے منٹ دئے ہیں۔

مسٹر سپیکر—میں نے ان کو سات منٹ دئے تھے جبکہ لیڈر آف دی ہاؤس نے اپنے اراکین کے لئے وقت میں تھوڑا سا فرق رکھا ہوا ہے۔ تو اسماعیل ضیا صاحب ان اراکین میں سے ہیں جن کو تھوڑا سا زیادہ وقت دینے کے لئے لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا ہوا ہے۔ ان کو میں نے مزید تین منٹ دئے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی تقریر ختم کر لیں۔ اس ہاؤس کی کنونشن ہو چکی ہے کہ ایک ممبر دوسرے ممبر کو وقت دے سکتا ہے۔ اس لئے ملک خان محمد کھوکھر صاحب نے اپنا وقت ان کو دے دیا ہے۔ میں نے ان کو تین منٹ دئے تھے مگر پوائنٹ آف آرڈر کیوجہ سے ان کی تقریر مجموعی طور پر زیادہ لمبی ہو گئی ہے۔

میاں اسماعیل ضیاء—جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کنونشن مسام لیگ کے دور حکومت میں اس ملک میں ایسا اقتصادی نظام رائج کیا گیا جس کے ذریعے کارٹل پیدا کئے گئے۔ ۲۲ خاندان پیدا کئے گئے زردار اور نادار کے درمیان جو فرق تھا۔ جو خلیج تھی وہ بہت وسیع کر دی گئی۔ جیسا کہ ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے بالکل اسی طرح اس اقتصادی نظام کے نتیجے کے طور پر طبقاتی کشمکش پیدا ہوئی۔ جب ملک کے ایک حصے کو یہ احساس ہو کہ ان کی قسمت میں محرومیوں کے سوا کچھ نہیں لکھا تو یقیناً ان کا

رد عمل شدید ہوتا ہے۔ پھیلز پارٹی نے اس ملک کو بچانے کے لئے اس ملک کے عوام کو ایک نعرہ دیا۔ ایک پروگرام دیا اور اگر پھیلز پارٹی وہ پروگرام نہ دیتی کہ انقلاب ووٹ کے ذریعے لایا جائے تو شائد آج اس ملک میں خون کی ندیاں بہہ چکی ہوتیں اور وہ لوگ آج اپنے محلوں میں بیٹھے ہیں۔ جن کی غلط کاریاں اور سیاہ کاریاں تاریخ کے صفحات پر مرقوم ہیں شائد وہ آج اس ملک میں محفوظ نہ ہوتے۔ یہ پھیلز پارٹی اور اس کے قائد ذوالفقار علی بھٹو کی بدولت ہے کہ وہ آج بھی محفوظ ہیں۔ تو میں اس ہاؤس کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر عوام کے مطالبات کے راستے میں اس طرح رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ اگر عوام کے اقتصادی مسائل کو حل نہ کیا گیا اور اس ملک میں اسلامی سوشلزم نافذ نہ کیا گیا تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہونگے۔

جناب والا۔ مخدوم حمیدالدین صاحب نے اپنی تقریر میں بار بار قائد اعظم کا حوالہ دیا ہے اور یہ فرمایا کہ قائد اعظم نے ہمیں Unity, Faith and Discipline کا موٹو دیا لیکن یہ بھول گئے کہ قائد اعظم نے اس ملک میں اسلامی سوشلزم کا نظام نافذ کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا اور پھیلز پارٹی قائد اعظم کی صحیح وارث ہونے ہوئے آج قائد اعظم کے اقتصادی نظام کو اس ملک میں نافذ کرنا چاہتی ہے۔ یہاں ایک اور فاضل رکن حاجی سیف اللہ خان صاحب بیٹھے ہیں۔ میں ان کی حق گوئی پر خوش ہوں کہ انہوں نے برملا یہ اظہار کیا کہ وہ کنونشن مسلم لیگ کے رکن ہیں اور اس پر انہوں نے فخر کا اظہار کیا۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ انتہائی جرات مند اور بے ہاک انسان ہیں اسلئے کہ آج تو اس ملک میں کوئی بچہ بھی کنونشن مسلم لیگ کا نام لینے کو تیار نہیں اور وہ بدنام زمانہ کنونشن مسلم لیگ کے ساتھ وابستگی کو بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں۔ جناب والا یہ وہی کنونشن مسلم لیگ ہے جس کے دور میں صنعتی ترقی کا ذکر کیا گیا۔ ان ترقیوں میں سے بعض ترقیاں میں آپ کے سامنے گنوا سکتا ہوں۔ جناب والا۔ اس دور حکومت میں کنونشن مسلم لیگ کے اراکین کو خریدنے کے لئے کنونشن مسلم لیگ کے بعض وزراء نے ان کو ٹیکسٹائل ملوں کے ہرمنٹ ڈٹے جو صرف ایک کاغذ کے ہرزے کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن وہ دس دس بارہ بارہ لاکھ روپے میں بیچے گئے۔ یہ ہیں وہ بنیادی

۲۳ جولائی ۱۹۵۶ء

کارنامے کنونشن مسلم لیگ کے - جناب والا! میں اب چند منٹ میں اپنے حلقے - گوجرانولہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں -

(قطع کلامیاں)

صرف ایک منٹ - میں کوئی تقریر نہیں کرونگا -

مسٹر سپیکر - آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے -

میں خورشید انور - جناب سپیکر - آپ نے جس معزز رکن کا وقت ان کو دیا ہے ان کا نام بتا دیں تاکہ وہ دوبارہ وقت نہ لے لیں -

مسٹر سپیکر - ان کو مسٹر خان محمد کا وقت دیا گیا ہے -

میں خورشید انور - بہت اچھا -

مسٹر سپیکر - امیر عبداللہ خان روکڑی !

خان امیر عبداللہ خان روکڑی (میانوالی - ۱۲) - جناب سپیکر صاحب - میں نہایت ہی غریب ضلع کا ایک غریب نمائندہ ہوں -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - دیکھئے معزز رکن کو تقریر جاری رکھنے دیں -
وقت کی بڑی کمی ہے - - - - -

(قطع کلامیاں)

چوڈھری محمد یعقوب اہوان - ہوائنٹ آف آرڈر - امیر عبداللہ صاحب اپنے آپ کو غریب ضلع کا نمائندہ اور غریبوں کا نمائندہ کہتے ہیں -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - میری توقعات یہ تھیں کہ میرے بھائی میرے مفید بالوں کو دیکھتے ہوئے میری امید کریں گے - لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میرے پیارے دوست کو میری بات سے خدشہ پیدا ہو گیا ہے -

(قطع کلامیاں)

ایک آواز : جو ملوک ہمارے ماتھ ہوا ہے وہی ملوک آپ کے ساتھ ہوگا -

راشا علی، اے۔ اے۔ محمود خان۔ جناب والا میں گزارش کرونگا کہ ان کے نام کے شروع میں تو "امیر" کا لفظ پہلے ہی موجود ہے۔

خان امیر عبداللہ خان رولڈز۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے دوستوں کو میری تقریر سے خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ میں اتنا زیادہ اچھا مقرر نہیں۔ میں زیادہ تنقید نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے صرف وہ باتیں عرض کرنی ہیں جو ان کے لئے بھی مفید ہوں۔ اور ہمارے لئے بھی مفید ہوں۔ جناب والا میں سب سے پہلے اپنے ضلع کی چند تکالیف بیان کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے پاس وقت کم ہے اور باتیں مجھے بہت زیادہ کرنی ہیں۔ علاوہ ازیں میرے دوست بہت سی باتیں کر چکے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے ضلع سے ہی تقریر شروع کروں۔

جناب والا۔ میرا ایک ہمسامانہ ضلع ہے۔ میرے علاقہ کا بیشتر حصہ بارانی ہے جسکا دارومدار بارشوں پر ہے۔ لیکن زمین کے لحاظ سے یہ ملک کی بہترین زمین ہے۔ اگر اس کو ہائی میسر ہو تو میں جناب والا کو یقین دلاتا ہوں گندم کا قصہ بہت حد تک ختم ہو جاتا ہے۔ میں آپکی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے میں کمر مسانی۔ موش کا علاقہ سوات۔ لڈی۔ چنرو۔ موسیٰ خیل اور چک لالہ کے جو رقبہ جات ہیں ان کو ٹیوب ویلوں سے سیراب کریں۔ وہاں شاید ہی کوئی بہت بڑا زمیندار ایسا ہوگا جس نے اپنے خرچ پر ٹیوب ویل لگایا ہوا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسی سکیم بنائی جائے جس سے چھوٹے اور غریب زمینداروں کی امداد ہو سکے۔

جناب والا۔ اس طرح میرے ضلع میں سب سے بڑی مشکل پانی کے پانی کی ہے جس کے لئے بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ خاص طور پر ایک گاؤں جس کی آبادی ۱۵ ہزار افراد پر مشتمل ہے اس میں پورے دو سال سے ٹیوب ویل کی سکیم تیار پٹری ہے۔ لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد اسلئے نہیں ہو رہا کہ گورنمنٹ کیطرف سے گرانٹ نہیں مل رہی۔

جناب والا۔ اسی طرح میں آپکے سامنے ایک عجیب سی نئی بات بتاؤں گا اور وہ یہ ہے کہ چشمہ بیراج اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس کے پھانے سے درہائے جہلم میں پانی ڈالا جائے اور پھلم کے پانی سے بہاول پور اور

ملتان کے علاقے کو سیراب کیا جائے۔ جناب والا وہاں کے عوام کو چشمہ بیراج سے متاثرہ علاقہ سے نکالا گیا ہے لیکن آج تک ان کو آباد کرنے کے لئے کوئی سکیم نہیں بنائی گئی۔ جو رقبہ جات ان کو الاٹ کئے گئے تھے وہ نہایت ناقص تھے۔ ان رقبہ جات کو آباد کیا گیا ہے لیکن ان میں ایسے ایسے رقبہ جات ہیں کہ اگر ان پر ٹیوب ویلز لگائے جائیں تو ان کو پانی میسر آ سکتا ہے۔

شیخ محمد انور۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے امیر عبداللہ صاحب روکڑی سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کب نکالا گیا۔

مسٹر مصطفیٰ کور۔ یہ ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میرے فاضل دوست نے جو کہا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ میرے معصوم بھائیوں کی عمر چھ مہینے ہوئی ہے اور میں ان تمام گناہوں کو معاف کر چکا ہوں۔ میں جانا ہوں کہ کم عمری میں انسان سے بہت گناہ ہو جاتے ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے زمانہ میں ہی نہیں ان سے پہلے زمانہ میں بھی گناہ ہوتے تھے۔ اب ان کو تسلی ہو گئی ہوگی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اس میں کس کا گناہ ہے۔

جناب والا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان عوام کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا ہے جو ایک غدار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ ایک فیاض گورنمنٹ ہے وہ غداروں کو بھی بہترین جگہ پر اچھے اچھے بنگلے دے کر رکھتی ہے۔ لیکن کچھ بچارے غدار نہیں ہوتے معض قوم و ملک کیلئے ان سے قربانی مانگی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے میرے دوست مجھ سے ہمدردی کریں گے اور میری امداد فرمائیں گے۔ جناب والا میں تھوڑے سے اعداد و شمار آپکی اجازت سے پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ ان کو کیا کیا تکالیف ہیں۔

جناب والا۔ ہندو ہندو ایکڑ ان کو الاٹ کر دیئے گئے اور اسکی قیمت دو ہزار دو سو روپیہ پہلے مقرر کی گئی۔ اب اسکی قیمت زیادہ مقرر کر کے ان سے گورنمنٹ زیادہ کا مطالبہ کر رہی ہے۔ ان لوگوں کو جناب والا پہلے ۲۲ سال کی قسطوں پر زمین الاٹ کی گئی اب موجودہ گورنمنٹ ان سے یکمشت مطالبہ کر رہی ہے اور یہ بھی کہہ

رہی ہے کہ اسکے ساتھ سود بھی لیا جائے گا جو کہ حرام ہے۔ باقی اس طرح پہلی گورنمنٹ نے بہت سے رقمی دئیے تھے۔ جناب والا میرا خیال تھا کہ چشمہ بیراج والوں کے ساتھ وہی سلوک ہو گا جو راول ڈیم۔ تربیلا ڈیم اور منگلا ڈیم والوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ لیکن ان بد نصیب عوام سے وہی سلوک روا نہیں رکھا گیا۔ میں آپکی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا اور خاص طور پر وزیر مال صاحب سے درخواست کروں گا کہ تمام حالات اور واقعات جو وہاں موجود ہیں ان پر توجہ فرمائیں اور اس کیلئے ایک کمشن مقرر کیا جائے جو وہاں جا کر صحیح حالات معلوم کرے کہ ان لوگوں کو کیا تکالیف ہیں اور ان تکالیف کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ میں اپنے دوستوں کو اور خاص طور پر پیپلز پارٹی والوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں اس علاقہ کے متعلق عرض کر رہا ہوں جہاں ایک بھی بڑا زمیندار نہیں ہے اور وہاں بہت زیادہ آبادی ایسی ہے جو زمینوں کے مالک نہیں ہیں ان کا گزر و اوقات کا دارو مدار لوگوں کی زمینوں پر منحصر ہے۔ اگر ان کا کوئی انتظام نہ کیا گیا۔ اگر ان کو اسی طرح تکالیف میں مبتلا رکھا گیا تو مجھے خدشہ ہے کہ وہ آپکو دعائیں نہیں دیں گے بلکہ وہ آپکو بد دعائیں دیں گے اور خدا نخواستہ آپکے اعمال کی وجہ سے ہم بھی اسکے سزاوار ہوں گے۔

جناب والا۔ میرے ایک دوست نے ابھی کنونشن مسلم لیگ کا نام لیا ہے۔ یہاں جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کے کارنامے دیکھا کرتا تھا۔ ایک دوست نے کہا ہے کہ حنیف رائے صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ انہوں نے یہ چیز ہم سے سیکھی ہے۔ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہم سے ٹریننگ لی ہے۔

ایک آواز۔ غلط ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میرے دوست غلط کہہ رہے ہیں میں انکو یقین دلانا ہوں کہ انہوں نے ہم سے ٹریننگ لی ہے۔ آپ کا لیڈر کسی زمانہ میں ہمارا بھی لیڈر رہ چکا ہے۔ ہم اس کے کارہائے نمایاں کو حذف نہیں کرتے۔ اس نوجوان نے اچھے کام کئے ہیں۔ ہم آپ سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی اچھے کام کریں گے۔ میرا ان

سے کوئی گلہ نہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ معصومیت میں بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔

جناب والا۔ اخبار والوں کے سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ پختہ مزاج گورنمنٹ اتنی جلدی اتنی چھوٹی سی باتوں پر اخبار والوں کو گرفتار کر لیتی ہے۔

منسٹر سپریمکور۔ یہ معاملہ Sub judice ہے اور Rule out ہو چکا ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میں اسے واپس لیتا ہوں۔ یہ میرے دوستوں نے بہت سے واقعات گئے ہیں بلکہ بہت سے آدمیوں کے قتل کئے ہیں۔ بہت سے واقعات ۱۹۴۷ء سے شروع کر کے ۱۹۶۲ء تک لے آئے ہیں۔ میں ان کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ان کی تعداد کتنی ہے اور میرے یہ بھائی بھول گئے ہیں کہ اس چھ مہینے میں کتنے واقعات ہوئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم سے غلطیاں نہیں ہوئی ہیں یقیناً غلطیاں ہوئی ہیں۔ ان سے توقعات ہیں کہ جو غلطیاں انہوں نے کی ہیں وہ غلطیاں نہیں کریں گے۔

منسٹر عبدالقیوم بٹ۔ جناب والا۔ ایسی بات کرنا کہ قتل وغیرہ ہوئے ہیں اور ڈبل قتل میں حکومت کا ہاتھ ہے.....

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میں نے قتل کے متعلق نہیں کہا ہے۔ میں نے قتل کا الزام نہیں لگایا ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ آپ اسکو سمجھنے کی کوشش کریں۔

منسٹر عبدالقیوم بٹ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ایسی بات کہنا کہ ہم کھلا ہماری حکومت پر دہیہ لگانے کے برابر ہے کہ ان کے قتل میں ہماری حکومت کا ہاتھ ہے یہ بہت زیادتی ہے۔ آپ کو جان لینا چاہئے کہ جماعت اسلامی کے کسی ممبر کو ہم قتل کیوں کروائیں۔ اور نہ ہی آئندہ کسی کو قتل کرائیں گے۔ کیونکہ ان کو الیکشن میں پہلے ہی سیاسی طور پر قتل کرچکے ہیں۔ وہ ہمارے راستے میں روڑے نہیں۔

منسٹر سپریمکور۔ آپ تشریف رکھیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - میں نے قطعاً نہیں کہا کہ پیپلز پارٹی والوں نے قتل کیا یہ میں نے نہیں کہا - آپ کم از کم سمجھنے کی کوشش کریں پھر آپ مجھ پر اعتراض کریں - تو میں عرض کر رہا تھا کہ میرے دوستوں نے بہت کچھ کہا - وزیر خوراک نے بھی خوراک کی تقسیم سے متعلق کچھ ایوان میں مثالیں پیش کیں جو مجھے بہت پسند آئیں -

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

سردار مسٹر امجد - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل عبداللہ روکڑی صاحب نے اپنا منٹ کا وقت حاجی سیف اللہ صاحب کو دیا تھا - آج آپ ان کو ایک عام ممبر کی حیثیت سے وقت دیں یہ بات نہ ہو کہ وہ کنونشن مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے تقریر کریں اور آزادہ وقت لیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تشریف رکھیں - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - میں کسی کو ناراض نہیں کرنا چاہتا - میں تو چاہتا ہوں کہ میرے دوست جس طرح راضی ہوں میں اسی طرح کرنے کے لئے تیار ہوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - میں تو پیپلز پارٹی کا بہت مشکور ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پہلی دفعہ اس ہاؤس میں کم از کم مجھے اپنے چھوٹے بھائی کہنے کا موقع ملا اور ان کو بتا دیا کہ ہم میں سے چھوٹا بڑا کوئی نہیں - یعنی ہم سب اکٹھے رہے ہیں - بہر حال میں ان سے معافی چاہتا ہوں اگر میرے الفاظ سے ان کو تکلیف ہوئی ہو - میں وزیر خوراک سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی پارٹی اقتدار میں آئی ہے ان سے بھی کوئی غلطی ہو سکتی ہے - مسلم لیگ سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں - میں یہ نہیں چاہتا کہ ملک کو نقصان پہنچے - لیکن یہ لوگ جو اپنے آپ کو عوام کے نمائندہ کہتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے ایسا نہ کرو -

مسٹر عبدالقیوم بٹ - اتنے برائے Parliamentary ہونے

کے باوجود انہوں نے یہ الفاظ ”یہ لوگ“ کیوں کہا۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - میں ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں۔ بٹ صاحب میں معافی مانگتا ہوں۔ بھر حال میں عرض کر رہا تھا خوراک کے متعلق۔ میں وزیر خوراک کو ان کے علم کے لئے بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس دفعہ بازار کے اندر ایک روپیہ کا ایک سیر آٹا بکا جو اس سے پہلے کسی زمانہ میں نہیں بکا تھا۔ میرے پاس ایک دفعہ دوست آئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آٹا پارٹی میں کیوں نہ شامل ہو جاؤں۔ میں حیران ہوا کہ یہ آٹا پارٹی کیا چیز ہے۔ تو وہ کہنے لگے اگر میں پیپلز پارٹی میں شامل ہو جاؤں تو پھر میں چار پانچ بورہاں آٹا بیچ کر اپنا گزار کر لوں گا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے بھر حال جو سردار احمد ایم۔ پی۔ اے کی طرف سے پیش کش ہوئی ہے اس میں سے میں آپ کو تین منٹ دے رہا ہوں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا۔ میں وزیر خزانہ سے بات کرنی چاہتا تھا۔ ان سے سوال کرنا چاہتا تھا لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے بجٹ میں ۲۳ کروڑ کی بچت دکھائی ہے تو میں عرض کروں گا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس چیز کو نہیں دیکھا کہ بچت صرف ۶ کروڑ کی ہے اور ۱۸ کروڑ کا خرچ اس کے اندر سے منہا نہیں کیا گیا۔ اصل میں بچت ۶ کروڑ ہے۔ ۲۳ کروڑ نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۸ کروڑ کا ہمیں خسارہ ہے نہ کہ بچت ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اس کی درستگی کی جائے اور ۱۸ کروڑ کے لئے فاضل انتظام کیا جائے۔

Minister of Food—Point of information, Sir, Mr. Speaker, in the absence of the Leader of the House I would like this particular point to be elucidated a little. I have not been able to find out what particular deficit he is mentioning.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ اس کو واضح کریں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - یہ میں نے کینال ڈیپارٹمنٹ کا ٹوٹل بنانا ہے۔ ۲۴ کروڑ روپیہ میں سے ۱۸ کروڑ کا خرچہ ہے اور ۱۸ کروڑ کو ۲۴ میں سے منہا کر دیں تو باقی ۶ کروڑ رہ جاتا ہے۔ جناب والا میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ یہ ٹیکس جو نہیں لگائے ہیں کہیں آگے جا کر ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو جائے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑا سا مرکز کے متعلق بھی عرض کر دوں۔ ۱۶۸ کروڑ سنٹر سے صوبوں کو ملتا ہے۔ پنجاب کو ۶۱ کروڑ ۲۱ لاکھ روپیہ ملا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقی صوبوں کی نسبت جو ہمیں حصہ ملا ہے وہ بہت کم ہے۔ ہمارا حصہ بہت کم کر دیا گیا ہے۔ جناب والا آگے جا کر مجھے حیرت اس بات پر ہوئی ہے کہ پچھلے سال کے مرکزی بجٹ میں تقریباً ۲۱۹ کروڑ روپے کی کم آمدنی ہوئی۔ ۱۹۷۲-۷۳ میں اگر ۱۱۳ کروڑ مزید کم آمدنی ہوگی تو یہ ٹوٹل خسارہ ۳۳۲ کروڑ روپیہ کا بن جاتا ہے۔ لیکن حکومت نے ۳۳۲ کروڑ کو حاصل کرنے کے لئے ۲۶ کروڑ کے ٹیکس نئے لگائے ہیں۔ ۷۰ کروڑ اور ذرائع سے حاصل کرنے کے لئے کہا ہے۔ اور ۱۵ کروڑ کے لئے انہوں نے سٹیٹ بینک کو کہا ہے کہ تم نوٹ بنا کر دیدو۔ ۱۲۱ کروڑ روپیہ معلوم نہیں کہ کہاں سے آئیں گے اور یہ ۶۱ کروڑ روپیہ ہمیں کہاں سے ملے گا۔ یہ ۶۱ کروڑ ہمیں نہیں مل سکیں گے کیونکہ پہلے ان کا ۱۲۱ کروڑ کا عملی طور پر خسارہ ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب ایوان کی کارروائی بیس منٹ کے لئے ہوائے نماز مغرب ملتوی کی جاتی ہے۔ ۷ بج کر ۳۰ پر دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوگی۔

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی ۲۰ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)۔

(ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے بعد دوبارہ ۷ بج کر ۳۰ منٹ پر مسٹر سپیکر کی زیر صدارت شروع ہوئی)۔

دواہزادہ سردار عطاء محمد خان لغاری - (ڈیرہ غازی خان)۔

سب سے پہلے جناب سپیکر میں یہ عرض کرونگا کہ ۲۰ منٹ کا وقت

میرے لئے ناکافی ہوگا کیونکہ مجھے ایک دو نہایت ہی ضروری گزارشات کرنی ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ تقریر کریں۔ میں وقت کا خیال رکھوں گا۔

ڈا. ای. ای. سرشار عطا محمد خان لغاری - جناب والا - پہلے تو میں آنریبل وزیر خزانہ کو جو حسن اتفاق سے میری تقریر کے وقت سامنے تشریف فرما ہیں مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے نہایت اچھا بجٹ تیار کیا ہے۔ حالانکہ حالات سخت نامساعد تھے جن میں انہوں نے اپنے افسران مالیات کے تعاون سے ایسا عمدہ بجٹ تیار کیا ہے۔ سقوط ڈھاکہ کے باعث مالی حالات ابتر تھے مگر یہ امر موجب مسرت ہے کہ نئے ٹیکس عائد کئے بنیہ بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ عوام پر کوئی نیا بوجھ ٹیکسوں کا نہیں ڈالا گیا۔ دراصل غریب عوام پہلے ہی ٹیکسوں کے بوجھ تلے دیے ہوئے ہیں۔ اسی فی صد دیہات کے باشندے مزید کسی ٹیکس کے متحمل بھی نہیں ہو سکتے تھے صوفیے کی ۸۰ فی صد آبادی جو دیہات میں آباد ہے پہلے ہی خزانہ کے بیشتر محاصل ادا کر رہے ہیں اور ملک کا زر مبادلہ بھی زیادہ تر یہی سیکٹر حاصل کر رہا ہے۔ آپ کو پتہ ہوگا کہ اس سیکٹر پر بے شمار ٹیکسیز عائد کئے گئے ہیں۔ سیاسی حکومتیں یکے بعد دیگرے زرعی سیکٹر پر ہی ٹیکس کا بوجھ ڈالتی رہی ہیں۔ اول تو انہار کے ۴۰ فی صد اخراجات کا بوجھ آبیانہ کی شکل میں کاشتکاروں اور زراعت پیشہ والوں پر ڈالا گیا پھر ۱۹۴۹ء میں سمجھا گیا کہ یہ بوجھ ناکافی ہے چنانچہ بیس پچیس فی صد کا اضافہ کر دیا گیا۔ پھر افسران کی میٹنگ ہوئی کہ ڈھائی کروڑ روپے مزید زرعی سیکٹر سے وصول کرنے چاہئیں کیونکہ زمیندار پہلے بھولے ہوئے ہیں مگر ستم بالائے ستم یہ کہ اس نئے ٹیکس کو بھی Retrospectively عائد کیا گیا اور زمانہ ماضی پر موثر کر دیا گیا جو کہ ملک کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں کیا گیا۔ ۱۹۵۹ء کے اکتوبر میں جو ٹیکس لگا وہ گذری ہوئی فصلوں پر بھی لاگو کیا گیا اور وصول کیا گیا۔ دوبارہ ۱۹۵۹ء کے بعد ۱۹۶۸-۶۹ء میں مزید ۸۷ فی صد اضافہ آبیانہ اور مالیتوں میں کیا گیا۔ ہوں

۲۱۰ فی صد اضافہ مالیہ اور آبیانے میں کر دیا گیا۔ جس سے ۱۰ کروڑ روپیہ زائد وصول کیا گیا۔ اس وقت ایوان کے فلور پر وعدہ کیا گیا کہ آئندہ مزید اضافہ آبیانے میں نہیں کیا جائے گا۔ مگر اس کے باوجود ۱۹۶۹ء میں مزید ۱۵ کروڑ روپیے کا آبیانہ میں اضافہ کیا گیا۔ اب اس پس منظر میں وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں غریب کاشتکاروں پر کوئی مزید ٹیکس نہیں لگایا ورنہ اس سے پہلے تو ہمیشہ زرعی سیکٹر کو ہی قربانی کا بکرا بنایا جاتا رہا ہے۔ اب جو مزید بوجھ نہیں ڈالا گیا تو یہ بھی ایک حقیقت ہستدانہ اقدام ہے کیونکہ زرعی سیکٹر زائد ٹیکس کا متحمل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

اب جناب والا میں ایک دوسری ضروری بات کی طرف آتا ہوں یعنی گندم کی قیمت جو ۱۷ روپے فی من مقرر کی گئی ہے یہ ۱۹۷۰-۷۱ اور غیر اقتصادی اصولوں پر مبنی ہے۔ یعنی اخراجات پیداوار تو بے حد بڑھ گئے ہیں۔ مگر گندم کی قیمت وہی پرانی ۱۷ روپے فی من مقرر کی گئی ہے۔ ذرا خیال فرمائیے کہ زرعی مزدوری کتنی بڑھ گئی ہے۔ پھر کھاد کی قیمت کس قدر گراں ہو گئی ہے۔ نیز ڈیزل کا تیل مہنگا ہو گیا ہے۔ ٹریکٹروں اور ہلوں کے پرزے ڈھائی گنا مہنگے ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں Devaluation کے باعث روپے کی قیمت کم ہو جانے کی وجہ سے گندم کی قیمت میں اسی قدر اضافہ ہونا چاہئے تھا مگر اسکے برعکس قیمت گندم پرانی رہنے دی گئی ہے۔ حالانکہ پیداوار کے اخراجات دوگنے۔ تگنے اور روپے کی قیمت آدھی ہو کر گندم کی قیمت تین چار گنا بڑھ چکی ہے۔ سیل ٹیکس اس پر مستزاد ہے۔ زرعی مشینری کی قیمت بڑھ گئی ہے اور ایگریکلچرل میکنائزیشن از حد مہنگی پڑ رہی ہے۔ لہذا گندم کی قیمت بڑھنی چاہئے تھی۔ گورنمنٹ نے قیمت کم کر کے غریب کاشتکاروں کو نباہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی مالی طور پر وہ دیوالیہ ہو جانے کا خطرے میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میرا ایک بھائی جو کارخانے کا مالک ہے اس کا بینک بیلنس ہے۔ میسے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہے حالانکہ میں خود کاشتکاری پر گزارہ کرتا ہوں اور

میری اس سے بڑی زبنداری ہے۔ مگر میں غریب ہوں کیونکہ میرا سارا انحصار زراعت پر ہے۔ مگر میرا ٹیسکٹائل والا بھائی جس نے ۲۰/۳۰ لاکھ روپے لگائے تھے کروڑ روپے کا سرمایہ کما چکا ہے۔ صرف پانچ چھ سال میں ایک کروڑ اس کا جمع ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ جو سمجھتی ہے یا عام لوگ جو گمان کرتے ہیں کہ زرعی سیکٹر پھلا پھولا ہوا ہے وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ میں ذاتی تجربہ کی بنا پر جانتا ہوں کہ زراعت ایک ایسی صنعت ہے جو کہ بھاری اخراجات کی وجہ سے خسارے پر جا رہی ہے اور عام انڈسٹری اس کے مقابلے میں پھل پھول رہی ہے۔ لہذا آپ اسپروں پر سرجارج ٹیکس لگا لیں مگر غریب کاشتکاروں پر ہرگز ہرگز کوئی ٹیکس نہ لگائیں۔ (نعرہ ہائے تعہد)

جناب سپیکر۔ اب اس بجٹ میں جو دس پندرہ کروڑ روپے دیہی علاقے کی پس ماندگی دور کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ان سے ڈیرہ غازی خان کے لئے کافی رقم مخصوص کرنی چاہئے۔ مگر مجھ کو ۶۔ اپریل کو تار ملا کہ ہماری محرومیوں کو دور کرنے کے لئے چنداں رقم مختص نہیں ہو رہی ہیں۔ حالانکہ یہ ضلع پس ماندہ اور under-developed ضلع ہے۔ میں نے سیکمیں بنا کر گورنمنٹ کو دیں مگر ان پر کما حقہ غور نہیں کیا گیا۔ حالانکہ میری سکیموں پر ۵ کروڑ روپیہ بھی خرچ کیا جا سکتا تھا جس سے پس ماندہ لوگ استفادہ کر سکتے تھے۔ سارے افسران کی میٹنگ کریں اور ہم کو بھی حاضری کا موقعہ دیں تو بند باندھنے اور ڈیم بنانے کی سکیم تیار کی جا سکتی ہے۔ جس طرح مصر میں اسوان ڈیم پر ۵۰۰ ملین ڈالر خرچ ہوئے اسی طرح ڈیرہ غازی خان کو رود کوہوں کے سیلاب اور خشک سالی کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے ڈیم بنانے کی سخت ضرورت ہے۔ تین سال سے مسلسل وہاں بارش نہیں ہوئی۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ مجھے وقت کم دیا گیا ہے۔ ابھی میں نے ہر محکمہ کے متعلق تھوڑا بہت عرض کرنا ہے۔ میں امید کرتا ہوں

کہ آئندہ آپ سب افسران کو کہیں گے کہ اس علاقہ کی سکیمیں بنا کر بھیجا کریں تاکہ ہم بھی اپنا حصہ اس فنڈ سے لے سکیں۔ خصوصاً ان علاقوں کا خیال رکھا جائے جہاں بھوک کا رونا رویا جا رہا ہے بھوک اور غربت ہمارے ضلع ڈیرہ غازی خان میں بہت ہے۔ یہ پنجاب کا وہ علاقہ ہے جہاں تین سال سے بارش نہیں ہوئی پہاڑی علاقوں میں ہانچ چھ سال سے بارش نہیں ہوئی اور زمینیں بارانی ہیں وہاں آگے لوگ بے چارے بھوکے مر رہے ہیں ان کا کوئی پوسان حال نہیں۔

جناب والا۔ مجھے بہت کچھ ہر محکمے کے متعلق کہنا ہے۔ معلوم نہیں کن کن محکموں کے متعلق کٹ موشن پر بحث ہوگی۔ میں اپنے ضلع کے حالات پہلے بھی گوش گزار کر چکا ہوں چند اور معروضات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ اٹھارہ سال سے ڈیرہ غازی خان کے ضلع کی بد قسمتی رہی ہے کہ کینٹ میں وہاں سے کوئی آدمی شامل نہیں ہوا ہے۔ یہاں پر نفسا نفسی کا عالم رہا ہے۔ جس ضلع کا وزیر ہوتا ہے اگر وہ سڑکوں کا ہے تو اس کے ضلع میں سڑکوں کا جال بچھ جائے گا۔ اگر وہ محکمہ انہار کا ہوگا تو انہار اور ٹیوب ویل لگ جائیں گے۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ واہلا والوں نے ٹونہ پیراج کی پچھلی سکیم میں دو ٹیوب ویل لگائے تھے ایک ڈیرہ غازی خان کے سیم زدہ علاقے میں لگنا تھا اور دوسرا مظفر گڑھ کے سیم زدہ علاقے میں لگنا تھا۔ مگر ڈیرہ غازی خان کی بد قسمتی دیکھئے کہ دونوں آگے دونوں ٹیوب ویل ہمارے ایک وزیر زراعت جن کا تعلق واہلا اور اے۔ ڈی۔ سی سے تھا اسی کے ضلع میں ایک لید اور ایک علی پور کے علاقہ میں لگائے گئے۔ بد قسمتی سے پچھلے دنوں بجلی کے کنکشن نہیں ملے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ بے شمار ٹیوب ویل مظفر گڑھ کینال کے قریب جو سڑک تھی اس میں نصب ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی تک بجلی نہیں دی گئی۔ خرچ ہو چکا ہے مگر اس سے فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ اور ہم نے پہلے بھی رسول پیراجیکٹ میں دیکھا تھا کہ

بڑے پیمانے پر ہندوستان کی تقسیم سے قبل خضر وزارت نے یہ ٹیوب ویل لگائے تھے۔ مگر بجلی نہ دی گئی اور وہ سارے کے سارے ناکام رہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ ہمارا نقصان نہ ہونے دیں گے۔ اور دوسرا یہ جو ہماری حق تلفی ہوئی ہے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا کوئی مزید نقصان ہو۔ ہمارے ضلع کو آئندہ پانچ سال میں Priority دی جائے اور اس ضلع میں جو سیم زدہ علاقے ہیں ان میں ٹیوب ویل لگائے جائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ نئی نہروں کا جو جال بچھایا گیا ہے اور پرانی جو نہریں شمالاً جنوباً چل رہی ہیں ان سے سیم اور تھور بڑھ رہا ہے۔ لہذا ان نہروں کو غرباً شرقاً دریا کی طرف چلائیں۔ جو علاقے نہروں سے سیراب ہوتے تھے وہ اب نہیں ہوتے۔ ان بے چاروں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ وہ سیم زدہ علاقے بن گئے اور پانی کہیں نہیں نکلتا۔ ہم کئی درخواستیں دے چکے ہیں۔ اس میں میرا کوئی مفاد نہیں۔ مگر میں نے انہیں مظلوم سمجھتے ہوئے کہا کہ ان پر مہربانی کر کے ان کے مطالبات کو پورا کریں اور امید ہے کہ آپ اس کو پورا کریں گے۔ سکارپ کے وہاں ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ اور صدیوں سے جو وہاں گوجر خان اور ڈیرہ غازی خان کی نہریں چل رہی ہیں ان لوگوں کی کمی اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ مجھے صرف دس منٹ زیادہ دے دیں۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے تو آٹھ منٹ کا حساب رکھا تھا اور آپ کا مطالبہ بیس منٹ کا تھا اگر آپ تیس منٹ کے حساب سے تقریر شروع کریں گے تو اس طرح دوسروں کو تقریر کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ ایک چیز پر میں گزارش کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں آپ لوگ مساوات محمدی کا

نام لیتے ہیں۔ میں نے بھی مساوات محمدی اور دین محمدی کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ ایک چیز جس کی طرف آپ نے توجہ مبذول نہیں فرمائی وہ یہ کہ حضرت عمر کے وقت میں یہ تھا کہ اگر کوئی کتا بھی دجلہ کے کنارے بھوکا رہ گیا تو قیامت کے روز حضرت عمر سے باز پرس ہوگی مگر یہاں دو کروڑ عوام ہمارے صوبہ میں ایسے ہیں جن کو ایک وقت کی روٹی میسر نہیں ہے خصوصاً ہمارے ضلع کا یہ حال ہے۔

جناب والا - میں آپ کو دو چیزیں اور بتانا چاہتا ہوں جو کہ گذشتہ سال حال ہی میں ہوئیں۔ ایک بے چارہ ترکھان مر گیا اس کی بیوہ کے نو بچے تھے ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ بیوہ نے ڈپٹی کمشنر کے پاس درخواست دی۔ ڈپٹی کمشنر نے مجھے بلا کر کہا کہ اس کو پانچ ہزار روپیہ دے دو۔ میں نے کہا کہ میں صرف پانچ سو روپیہ دے سکتا ہوں۔ اس نے آنکھیں نکال کر کہا کہ اس کے بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی ایسی سکیم بنائی جائے جس سے ان کی امداد ہو سکے۔

مسٹر سپیکر - مسٹر رؤف طاہر۔

وزیر اعلیٰ - بیشتر اس کے کہ جناب رؤف طاہر صاحب تقریر فرمائیں۔ میں دوبارہ آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ابھی کافی ممبران تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وقت کا تعین فرما دیں اور تعین کرنے کے بعد اس کا پوری طرح نفاذ ہونا چاہیے۔ جہاں تک مساوات محمدی کے نافذ کرنے کا سوال ہے ان کے بھائی جو کروڑوں کے مالک ہیں ان سے وہ دولت واپس لیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب میرا ایک سوال Pending

بڑا ہوا ہے

مسٹر سپیکر - اس کا فیصلہ ہو جائے گا ابھی وہ آئیم

نہیں آیا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - میری کٹ موشن نہیں ہے

میرا تو Constitutional Point ہے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ صحیح ہے لیکن جب وہ یہاں ووٹنگ کے لئے آئے گی تو آپ اس وقت پیش کریں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب ہوائنٹ آف آرڈر کی دفعہ میں صاف لکھا ہے کہ جس وقت کٹ موشن آجائے۔ اس وقت ہوائنٹ آف آرڈر اٹھایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے میں نے یہ بجٹ کی مام بحث کے دوران ہوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے اگر آپ فرمائیں تو میں رولز پڑھ کر سنا دوں۔

مسٹر سپیکر۔ تمہیں میں اس پر اپنا فیصلہ دے دوں گا۔

خان امیر عہد اللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ اس پر رولنگ پہلے ہی موجود ہے۔ آپ سے پہلے جو سپیکر صاحب تھے انہوں نے رولنگ دی ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اگر رولنگ دے دی گئی ہے تو ٹھیک ہے۔ مسٹر رؤف طاہر۔

مسٹر رؤف طاہر۔ (لاہور۔ ۱۰) جناب والا۔ سب سے پہلے میں چیئرمین مسٹر بھٹو کو سلام کرتا ہوں جس نے پاکستان میں آمریت کے فرعونوں کو شکست دی اور جمہوری اقتدار کو رائج کرنے کے لئے عظیم جدوجہد کی۔

خان امیر عہد اللہ خان روکڑی۔ ہوائنٹ آف پرولیج۔ جناب والا۔ آمریت کا جو نام بار بار لیا گیا ہے۔ میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ بھی آمریت کی طرف ایک نیا راستہ ہے کہ بار بار صدر بھٹو کا نام لیا جائے اور اس کی آمریت کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف پرولیج نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھئے۔

مسٹر رؤف طاہر۔ جناب والا۔ آپ اگر پورے ایشیا خاص طور پر مسلم ممالک کے موجودہ حالات کو دیکھیں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ چیئرمین بھٹو آج نہ صرف پاکستان میں بلکہ مسلم دنیا میں ایشیائی ممالک میں ایک منفرد حیثیت اختیار کر چکے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ چیئرمین بھٹو صدر سکارنو اور صدر ناصر کی وفات کے بعد جو قیادت کا بحران

پیدا ہوا ہے اس کو ہر کریں گے (قطع کلامیاں) اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیئرمین بھٹو نے تاریخی طور پر انقلابی فلسفے کو جس رنگ میں پیش کیا - (قطع کلامیاں)

رادا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے قواعد کے مطابق صدر اور گورنر کی ذات کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا - صرف ان کی سرکاری حیثیت کے متعلق کہا جا سکتا ہے - لہذا بھٹو صاحب اس ملک کے چیئرمین نہیں ہیں - چیئرمین وہ صرف پیپلز پارٹی کے ہیں اور معزز رکن کو انہیں صدر گمہہ کر پکارنا چاہیے -

مسٹر روٹ طاہر - جناب والا - میں صرف چیئرمین بھٹو کا ذکر کر رہا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیئرمین بھٹو نے پورے ایشیا میں انقلابی فلسفے کو جس انداز میں . . . (قطع کلامیاں) -

Mr. Taj Muhammad Khanzada—I think if he takes the President's personality in a separate category when he does not belong to this House and to mentions him in this House as the Chairman of the Pakistan Peoples Party, it is not good, and it should not be done. If it is continued to be done, we will start criticising him as Chairman of the Pakistan Peoples Party, which will be against the privilege of our President. So Sir, I ask him not to do so.

مسٹر سپیکر - ذرا توجہ دیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے

وہ سن لیں -

رادا پھول محمد خان - جناب والا - آپ نے میرے ہوائنٹ

آف آرڈر پر روٹنگ نہیں دی -

مسٹر سپیکر - آپ سنیں - انہوں نے آپ کا اعتراض قبول کر

لیا ہے -

مسٹر روٹ طاہر - جناب والا - صدر پاکستان نے جس انداز

میں انقلابی فلسفے کو پاکستان کے حالات میں اور جس انداز

میں صدر پاکستان نے انقلابی فلسفے کو بدلے ہوئے حالات میں

تخلیقی انداز میں وضع کیا وہ ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے -

جناب والا - تین سال کی قلیل مدت میں آمریت کے بت کو

پاش پاش کرنا - جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے محاذ کو شکست

فائز دینا ایک ایسی چیز ہے جو ہمارے ایشیائی ممالک میں

بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ جناب والا یہاں بار بار یہ کہا گیا ہے کہ یہ بجٹ ان وعدوں کے مطابق نہیں ہے۔ عوام کی ان خواہشات اور امنگوں کے مطابق نہیں ہے جس کا ذکر پیپلز پارٹی کے مندر میں کیا گیا ہے۔ جناب والا آپ جانتے ہیں کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے پاکستان جن حالات سے گذرا۔ پاکستان پر جو بیتی۔ وہ پاکستان جو ۱۲ کروڑ عوام کا ملک تھا وہ استحصالی نظام۔ سرمایہ داری۔ جاگیرداری نظام اور نفرتوں کے ازدحام کی وجہ سے آج ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اتنے پیچیدہ مسائل سے دو چار نہیں تھا۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بنا تو لوگوں میں بلند ہمتی تھی۔ حوصلہ تھا۔ کام کرنے کا عزم تھا۔ لیکن جب صدر پاکستان نے اقتدار اپنے ہاتھ میں لیا تو ۱۹۴۷ء کے حالات کی بجائے اور ۱۹۴۷ء کے پاکستان کی بجائے ایک ایسا پاکستان ملا جس کے دو حصے ہو چکے تھے اور قوم پر ایک شکست کی لہر چھائی ہوئی تھی۔ فضا میں ناکامی اور نادرادی کے بادل تھے۔ اس وقت صدر پاکستان نے اس ملک کے عوام کو اس بحران سے نجات دلانے کے لئے سعی کرنے کا عزم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر پاکستان نے حال ہی میں اقتدار میں آنے کے بعد جو اقدام کئے ہیں۔ مثال کے طور پر پارلیمانی جمہوریت دنیا بھر میں پہلی مثال ہے کہ ایسے لوگوں کو جو کہ پیپلز پارٹی کے پروگرام سے متفق نہیں تھے۔ بلکہ اس کے مخالف تھے ان کے گورنر اور ان کی حکومتیں صوبہ سرحد میں اور بلوچستان میں بنائیں۔ جناب والا۔ تاریخ کی اس حقیقت سے کون آگاہ نہیں ہے کہ جب ہم نے اپنے ہمسایہ ملک ہندوستان کو دیکھتے ہیں کہ مغربی بنگال میں ۱۲۶ کمیونسٹ بھاری اکثریت میں کامیاب ہوئے ہیں اور کانگریس ۱۰۰ ممبروں کے ساتھ ایوان میں داخل ہوتی ہے تو اندرا گاندھی کی حکومت مغربی بنگال میں کمیونسٹوں کو وزارت کی دعوت دینے کی بجائے کانگریس کو دعوت دیتی ہے۔ اس طرح اب دیکھیں کیرالہ کی تاریخ کو وہاں پر یہ کچھ ہوتا رہا کہ اکثریتی پارٹی کو وزارت کی دعوت دینے کی بجائے اقلیتی پارٹی کو وزارت کی دعوت دی جاتی رہی۔ لیکن صدر پاکستان نے جب اقتدار سنبھالا تو بھانپ گئے اور سمجھ گئے۔ انہوں نے حالات کو دیکھ لیا اور ان حالات کے

مطابق انہوں نے ایک ایسی ہالسی وضع کی جو پورے پاکستان کے عوام کو قومی اتحاد کے راستے پر ڈال سکتی ہے۔ اور جناب والا۔ ابھی حال ہی میں قائد حزب اختلاف اور دوسرے اسمبلی کے اراکین۔ علماء۔ طلباء۔ مزدور اور دوسرے لوگ ہیں۔ چیئرمین بھٹو یا صدر پاکستان کی دعوت پر گئے اور وہاں پر چیئرمین بھٹو نے۔ صدر پاکستان نے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کے دومنٹ باقی رہ گئے ہیں۔

مسٹر روف طاہر۔ جناب والا۔ صدر پاکستان نے ایک ایسی ہالسی ان پر واضح کی کہ اس وقت پاکستان میں اتحاد کی ضرورت ہے۔ پاکستان جن مسائل سے دوچار ہے اس کی وجہ سے وہ ایک عظیم اور متحدہ محاذ بنانا چاہتے ہیں۔ اور بات یہ ہے کہ صدر پاکستان پریشان ہیں جیسے سابقہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں مختلف جماعتوں کو اقتدار سونپنے کے بعد بڑے بڑے مفکرین لوگوں کو بلایا۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada—Point of Order Sir. My submission is that we should say nothing in this Assembly which should reflect upon the Assemblies of Baluchistan and N.W.F.P., because if we do this, we shall open the flood-gates of discussion in similar Houses in other Provinces.

مسٹر روف طاہر۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر پاکستان اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر ایک عظیم محاذ قائم کرنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے قومی آزادی کا تحفظ کیا جا سکے۔

جناب والا۔ میرے خیال میں سب سے اول مسئلہ یہ ہے کہ تاریخی طور پر اگر ہم نے موجودہ حالات میں اس معاملہ کو سلجھانے کی کوشش نہ کی تو پاکستان ایک نئے اور خطرناک موڑ پر پہنچ جائیگا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت قوم کی آزادی کا مسئلہ ہے۔ قومی آزادی کے تحفظ کا مسئلہ اول مسئلہ ہے۔

جناب والا۔ صدر پاکستان نے تین سال میں آمریت کے بت کو توڑا۔ تین سال کے اندر جاگیرداری اور سرمایہ داری کے بت کو ہاش ہاش کر دیا۔ آج پاکستان کمزور ہے اور وہ میجر اہریشن کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

مسٹر روف طاہر۔ جناب والا۔ ایک منٹ اور دے دیا جائے۔

مسٹر مسپیگر—آپ اپنا فقرہ مکمل کر لیں۔

مسٹر رؤف طاہر—جناب والا۔ آخر میں میں یہ کہوں گا کہ
اج سب سے اول مسئلہ قومی آزادی کا مسئلہ ہے۔ یہ گھیراؤ جلاؤ شکست
خوردہ سیاستدانوں اور انتہا پسند جماعتوں کی وجہ سے ہے۔ مفتی محمود
صاحب

علامہ رحمت اللہ اور—ہوائنٹ آف آرڈر—جناب والا۔ میں
جناب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ فاضل مقرر سے کہا جائے کہ
مسٹر بزنجو یا مفتی محمود صاحب کا حوالہ یہاں نہ دیں۔ اسکا جو حوالہ
دیا گیا ہے اسکو ریکارڈ سے حذف کر دیا جائے۔ خانزادہ تاج محمد صاحب
نے بھی آپ کی اس طرف توجہ مبذول کرائی تھی کہ اگر دوسری اسمبلیوں
کے لیڈران یا راہنماؤں کی کارروائی یہاں زیر بحث لائی گئی تو وہ اسمبلیاں
ہمارے متعلق کیا کہیں گی۔ اس طرح مختلف صوبوں کے درمیان تعلقات خراب
ہوں گے۔

مسٹر مسپیگر—قائد حزب اختلاف نے جو نکتہ اٹھایا ہے اور
اسلام صاحب نے بھی یہی نکتہ اٹھایا ہے۔ میں نے کافی توجہ سے تقاریر
سنی ہیں۔ مفتی محمود صاحب یا غوث بخش بزنجو صاحب کا نام نہیں
آیا ہے۔

ایک آواز—جناب والا۔ نام آیا ہے۔

مسٹر مسپیگر—ریکارڈ کی بات ہے وہ چیک ہو جائے گی۔

مسٹر رؤف طاہر—جناب والا۔ میں نے کوئی ایسی بات نہیں
کہی ہے۔

مسٹر مسپیگر—ہماکستان نے پارلیمانی نظام کو فروغ دیا ہے۔
لیکن اسکے مقابلہ میں ہمارے قریب کے ہمسایہ ملک میں جہاں اکثریت
دو صوبوں میں مخالف پارٹیوں کی تھی وہاں بھی ان کو حکومت نہیں بنانے
دی گئی۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada :—Mr. Speaker Sir,
I want to correct the honourable member. In Kerala Mr. Nambud-
ripad had the majority and he formed the Government. Let
it be verified from the Indian records. Mr. Nambudripad as
socialist leader had the majority in Kerala and was called upon to
form the Government.

Mr. Speaker—I don't want to enter into this discussion. He may be right or wrong, but probably history is on Mr. Rauf Tahir's side; the communist ministry was suspended for over a year. (Applause)

Mr. Taj Muhammad Khanzada—After having formed the Government, it was some time later that his Government was dismissed and Presidential rule was brought in.

Mr. Speaker—It is not a point for mooting here. If you don't agree with him you will have the opportunity to say otherwise.

Mr. TAJ Muhammad Khanzada—It is not the factual position Sir.

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب والا - میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک صدر مملکت کے اس اقدام کا تعلق ہے کہ انہوں نے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں جن لوگوں کی اکثریت تھی ان کو حکومت دے دی ہے ہر آدمی کے نزدیک یہ قابل تعسین بات ہے - ویسے یہ کہنا کہ ہندوستان میں یہ ہوا ہے - یہاں یہ ہوا ہے - ہمارے فاضل مقرر کے یہ الفاظ بجٹ سے متعلق نہیں ہیں - جناب والا جو بحث ہوئی ہے اس میں وہ جناب حنیف رامے صاحب کو مبارک باد دینا بھول گئے ہیں -

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - اگر جناب کے نزدیک یہ بات قابل اعتراض نہیں تو نہ سہی - آئندہ کیلئے اس بات کا خیال رکھا جائے -

مسٹر سپیکر—بیٹھنے سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد دی جائے - (قبیحہ)

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب والا - صوبوں کے درمیان کسی قسم کی غلط فہمیاں نہیں ہونی چاہیں - ہم پہلے ہی اس وجہ سے بہت نقصان اٹھا چکے ہیں - بیس سال تک مقدمہ مغربی پاکستان بنام مشرقی پاکستان قائم رہا - اسی وجہ سے ہم ۵۶ فیصد آبادی سے محروم ہو گئے -

مسٹر سپیکر—ان کی تقریر ان جذبات کی حامل ہے جن جذبات کا آپ نے اظہار فرمایا ہے -

مسٹر مقبذ عاشق - (لاہور - ۱۷) السلام علیکم - جناب سپیکر - میں دو تین روز سے یہ سنتا رہا ہوں کہ اس حزب اقتدار جماعت کو خاص طور پر سابقہ سیاسی جماعتوں سے تمام قسم کی تکالیف ورنے میں موصول ہوئی ہیں۔ مگر آج فاضل ممبر خان عبداللہ خان روکڑی صاحب سے پتہ چلا کہ اس جماعت کو لیڈر شپ بھی ورنے میں باقی جماعتوں سے ملی ہے۔

جناب والا - ہمارے ملک کو پچھلے دنوں سقوط ڈھاکہ کی وجہ سے جس بری طرح سے ذلت اٹھانی پڑی اس کی بنا پر ہم دنیا کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ سقوط ڈھاکہ کیسے ہوا یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ جناب والا سقوط ڈھاکہ کسی ایک شخص کی وجہ سے نہیں ہوا۔ اس میں مارشل لاء کا بھی حصہ ہے۔ اس میں میر جعفر اور صادقوں کا بھی ہاتھ ہے جس کے متعلق حمود الرحمان کوشن کی رپورٹ آنے پر پتہ چلے گا کہ ہمارے ملک میں کون کون سے جعفر اور صادق ہیں۔ ہمارے عوام با شہور ہیں۔ جعفر اور صادقوں کو ضرور پھانسی دی جائے گی۔

جناب والا - مارشل لاء بالآخر مارشل لاء ہے۔ سکندر مرزا کا مارشل لاء ہو۔ ایوب خان کا مارشل لاء ہو یا یحییٰ خان کا مارشل لاء ہو یا عوامی مارشل لاء ہو کوئی مارشل لاء فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتا۔

وزیر اعلیٰ - پوائنٹ آف انفرمیشن - میں عاشق صاحب کی اطلاع کیلئے عرض کردوں کہ ان کا مارشل لاء عوام کے لئے ہونا تھا اور یہ عوامی مارشل لاء ان کے لئے ہوتا ہے جو عوام کے خلاف ہوتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - کیا مفتی محمود صاحب کو اجازت دیں گے کہ وہ اسلامی مارشل لاء لگا دیں۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر مقبذ عاشق - جناب سپیکر - اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان عطا فرمایا۔ یہ کوئی حادثہ نہیں تھا۔ یہ کوئی اچانک ہمیں نہیں ملا تھا۔ یہ ۱۳/۱۲ کروڑ مسلمانوں اور ان کی صلاحیتوں - ان کی محنتوں اور انتھک کوششوں اور بے لوث خدمات کا نتیجہ تھا۔ جناب والا - قاعد اعظم نے جس نہتا قوم کے لئے دو جابر قوموں سے یہ ملک حاصل کیا تھا اس کے متعلق کسی کو شک و شبہ نہیں ہے اور وہ کسی کی نگاہ سے بھی ڈھکا چھپا نہیں۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارا ہندوستان جیسے جابر ملک اور اس کی

قوم سے مقابلہ ہوا ہے۔ یہ ہندوستان اس وقت بھی تھا جس وقت اس کے ساتھ برطانیہ کی عظیم تر طاقت تھی۔ ہم نہیں تھے وہ مسلح تھے۔ ہم غریب تھے لیکن وہ امیر تھے۔ ہم کو عالم اسلام سے منقطع کیا گیا تھا اور مسلمان بے یارو مددگار رہ گئے تھے۔ افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل کے میر جعفر اور میر صادق نے ان کو خاک میں ملا دیا۔ روس ہو یا ہندوستان یا کوئی اور ملک لیکن مسلمانوں کو ہر حالت میں اپنے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے۔ وہ اس کی رحمت پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ان کو قطعاً کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ یہ اسلام تمام دنیا کو روندتا ہوا چلا گیا تھا۔

جناب والا۔ میں اس وقت کچھ تھوڑا سا اس بجٹ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بجٹ جس کی تعریف میں وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رائے نے اپنی فاضلانہ تقریر کر کے اور بہت بلند پایہ الفاظ استعمال کر کے لوگوں کو اہل حقائق سے دور رکھنے کی کوشش فرمائی ہے اور پھر جس طرح ان کے اراکین کی اکثریت ہے انہوں نے اس کی تعریف کر کے زمین و آسمان کے قلابے ملانے ہیں اور اس بجٹ کو صحیفہ آسمانی کے برابر کہنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا یہ ایک حساب کتاب کا معاملہ ہے۔

سردار صفیر احمد - پوائنٹ آف آرڈر - فاضل ممبر نے الفاظ ”صحیفہ آسمانی“ کہہ کر توہین کی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ صحیفہ آسمانی نہیں ہے۔

مسٹر شیو پور - آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر محمد عاشق - جناب والا۔ اس وقت ہمارے صوبے میں جس قدر غربت افلاس بیماری اور دیگر قسم کی مشکلات درپیش ہیں وہ بوزے طور پر آپ کو معلوم ہیں۔

جناب والا۔ مرکزی بجٹ سے جو ہمارے صوبے کو حصہ ملا ہے وہ ہمارے اعداد و شمار کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ پنجاب کی آبادی ۶۲ فیصد ہے اور اس کو ۵۶ فیصد حصہ ملا ہے۔ سندھ کی آبادی ۱۸ فیصد ہے اس کو ۲۳ فیصد حصہ دیا گیا ہے۔ سرحد اور بلوچستان کو صدر پاکستان نے دوگنی مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ پنجاب کی عام آمدنی کے حساب سے فی کس ۶۱۳ روپیہ فی سال کماتا ہے۔ سندھ کی فی کس ۸۵۳ روپیہ سالانہ آمدنی ہے۔ جب وہاں کے غریب ہمارے غریب عوام سے زیادہ اچھی حالت رکھتے ہیں تو پھر ہمارے ساتھ یہ ناروا سلوک کیوں

روا رکھا گیا ہے۔ ہمارے عوام ہر لحاظ سے ان سے بہت پیچھے ہیں۔ پانی کے سلسلے میں یہ سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ پانی کی ضرورت ہمیں ان سے کہیں زیادہ ہے۔ یہاں عام آدمی کو پتہ ہے کہ فاضل پانی بحیرہ عرب میں ڈال دیا جاتا ہے لیکن پنجاب کو نہیں دیا جاتا۔

اس کے بعد جناب سپیکر میں کچھ علاقائی بات عرض کرنی چاہتا ہوں تحصیل چوہیاں کی ۱۳ تا ۱۵ ہزار کے قریب آبادی ہے لیکن وہاں طلبا و طالبات کے لئے کوئی کالج نہیں بنایا گیا۔ ہمارے علاقے میں نہ کوئی کالج ہے نہ کوئی ہائی سکول حالانکہ وہاں ییشماو مڈل سکول ہیں جہاں طلبا کی زیادہ تعداد ہے لیکن افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ پختہ سڑکوں کی انتہائی کمی ہے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس موجودہ امداد میں ہماری تحصیل چوہیاں کو بہت کم حصہ ملا ہے۔ ملازمتوں کے سلسلے میں بھی ہم لوگوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ جناب والا۔ وہاں پر فوجی چھاؤنی بھی ہے۔

وزیر خزانہ - (مسٹر محمد حنیف رائے) جناب والا۔ مجھے بتایا گیا ہے اور ایک معزز رکن نے اس مسئلے پر ہوائنٹ آف آرڈر بھی اٹھایا ہے کہ عبوری آئین میں ایک سپیکر اور ایک ڈپٹی سپیکر کے پروویژن ہے لیکن ہمارے بجٹ میں ایک سپیکر اور دو ڈپٹی سپیکرز کی پروویژن رکھی گئی ہے۔ میں اس سلسلہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ نے ویسٹ پاکستان کے Pattern پر ایک سپیکر اور دو ڈپٹی سپیکرز کی پروویژن رکھی ہے۔ اس کے بعد عبوری آئین آیا جو ۱۹۳۵ء کے آئین پر Based ہے۔ اس میں اس کی رو سے شاہد یہ تبدیلی ہو گئی ہے۔ تو ہمارے پیش نظر یہ بات تھی کہ مستقل آئین بن رہا ہے ہو سکتا ہے کہ اس میں دوبارہ تبدیلی آجائے۔ میں اس پر مزید بات نہیں کرنی چاہتا لیکن ہاؤس کو آپ کی وساطت سے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو خرچ ہو چکا ہے ہم اس میں کفایت کریں گے۔ ہم خسارے کا بجٹ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کفایت نہ کریں۔ اس کے علاوہ یہ خرچ Charged Expenditure کی مد میں آنا ہے جس پر ایوان بجٹ نہیں کر سکتا۔

مسٹر سپیکر - میں اس پر کل رولنگ دوں گا۔

حاجی محمد سہت اللہ خاں - ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب وزیر خزانہ نے جو کچھ فرمایا میں نے سن لیا ہے۔ مگر ایک پوسٹ پیدا کی گئی ہے۔

میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آئین میں دو ہی ہوسٹیں ہیں ایک سپیکر اور ایک ڈپٹی سپیکر کی مگر بجٹ میں آپ نے ایک سپیکر اور دو ڈپٹی سپیکرز دکھائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ آئین کے آرٹیکل ۱۱۶ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آپ قطعاً اس ہوسٹ کے کو جو کہ فالتو ہے Create نہیں کر سکتے۔ یہ ایسی ہوسٹ کہ جس کو ہم رکھنا بھی چاہیں تو بھی نہیں رکھ سکتے۔ آپ کو ایک ڈپٹی سپیکر رکھنا لازم ہے کیونکہ آئین یہ کہتا ہے لیکن دو سے تین نہیں کر سکتے۔ یہ ایک آئینی چیز ہے۔ اسکو قطعاً نہ Interpret کیا جا سکتا ہے۔ نہ اس کو ۱۹۳۵ کے ایکٹ کی شق کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کا حوالہ لاء ڈیپارٹمنٹ کی ڈائریکشن کے تابع دیا جا سکتا ہے۔ تو میں گزارش کرونگا کہ جناب رولنگ دیتے وقت آئین کی Clear provision کو مد نظر رکھیں۔ جناب اگر بجٹ آئین کے خلاف بن گیا تو وہ بجٹ ہی void اور Invalid ہو جاتا ہے۔

بیگم آباد احمد خان (پی۔ پی۔ ۱۸۳ خواتین حلقہ نمبر ۲) جناب والا۔ میں احتجاج کرتی ہوں کہ عورت کی توہین کی گئی ہے۔ آدھے ووٹوں سے مرد کامیاب ہوئے ہیں۔ عورت کو سارے دن میں تقریر کرنے کیلئے ایک دفعہ وقت ملنے لگا تو اس قدر لمبی لمبی تقاریر ہوئی ہیں.....

رانا پھول محمد خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے میری ایک گزارش کے جواب میں فرمایا تھا کہ کوئی آسامی آئین کے خلاف متوقع طور پر کسی بجٹ میں دکھائی نہیں جا سکتی۔

مسٹر سپیکر۔ وہ دلیل دے چکے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جب تک اسکی ترمیم نہ ہو جائے یا تھرہری طور پر صدر مملکت کی طرف سے یہ یقین نہ دلایا جائے کہ ایسا کیا جا رہا ہے

بیگم آباد احمد خان۔ جناب سپیکر۔ جو وقت دیا گیا ہے۔ اس میں میں اپنے ہوائنٹس ہی بیان کر سکتی ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ کے آٹھ منٹ ہیں۔

بیگم آباد احمد خان۔ جناب والا۔ میں اپنی توہین سمجھونگی جب مجھے کہا جائے کہ بیٹھ جائیں۔ اور میں کھڑی رہوں۔ میں آپ

کو بتانا چاہتی ہوں کہ میری خودداری تقاضا نہیں کرے گی کہ میں اس کے بعد کھڑی رہوں۔ تو اس لئے میں صرف points ہی بیان کرونگی۔ اس میں میرا مطلب آجائے گا۔

جناب والا۔۔۔ زرز قائدین کی اتنی خوشگوار تقاریر کے بعد یقین تھا۔ کہ یہ ایوان نظم و ضبط کو قائم رکھے گا۔ مگر پچھلی تقاریر میں وقت کو ضائع کیا گیا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ اب بالکل رواروی باقی کام ہو رہا ہے جس میں کوئی ممبر بھی اچھے جذبات کا ہورا اظہار نہیں کر سکتا۔ بجٹ جن دشواریوں میں بنا۔ وہ آپ کو معلوم ہے۔ اس کے بعد مسٹر حنیف رامے صاحب وزیر خزانہ کی فصاحت و بلاغت کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ تو مجھے اس میں غیرت محسوس ہوتی ہے۔ ہمیں ان کی عزت کرنی چاہئے۔ انہوں نے نہایت خوشگوار طریقہ سے اس چیز کو بیان کیا تھا۔ مگر ایوزیشن نے ان پر کہانی بنا لی ہے۔ خاص طور سے رانا بھول محمد صاحب نے۔ میں حیران ہوں کہ ان کے دل کو تسکین نہیں ہوئی۔ کہ آدھا وقت اس ایوان کا صرف اکیلے انہوں نے لیا ہے۔ انسان کو تھوڑی سی خود داری رکھنی چاہئے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس نئے بجٹ میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ پچھلے پچیس سال میں ہر بجٹ میں نیا ٹیکس لگایا گیا۔ اور وہ ٹیکس مستقل مہنگائی کا باعث ہو گیا۔ اور اگلا سال جب آیا تو دوبارہ اس ٹیکس کو نیچے آنے کی نوبت نہ آئی۔ اس لئے میں اس بجٹ کی عزت کرتی ہوں۔ جس میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ پچیس سال کی خرابی کا علاج ہم سے ایک دن میں مانگا جاتا ہے۔ پانچ مہینے میں مانگا جانا ہے۔ ذرا شرم آئی چاہئے کہ آزاد ملک حاصل کرنے کے بعد آزاد ملک کے باشندوں نے کیا کردار ادا کیا۔ کیا اس کا مانم نہیں کرنا چاہئے؟ یہ لوگ پانچ مہینے میں چاہتے ہیں کہ پچیس کی گندگی کی اصلاح ہو جائے؟ یقین رکھیں۔ انشا اللہ جو وعدے کئے گئے ہیں وہ پورے کئے جائیں گے۔ مگر آپ کرنے تو دیں۔ ہر وقت تنگ کیا جا رہا ہے۔ جو کامیاب نہیں ہوئے انہوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے۔ وزراء کی تعداد پر اصرار ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پہلے گول کمرے کی سیاست چلتی رہی ہے۔ ہنچ سے صرف انگوٹھا لکھوایا

گیا۔ غریب عوام کی کوئی بات نہیں سنی گئی۔ گول کمرے میں اس عوام کی قسمت کے فیصلے کر دیئے گئے۔ اور چاہتے رہے کہ وہ پورے ملک میں رائج ہو جائیں۔ سرکاری عہدے دار جو تھے وہ عوامی نمائندوں کے فرائض ادا کرتے رہے۔ انہیں وزراء کی کیا ضرورت تھی؟ ان کو عوام کے نمائندوں کی کیا ضرورت تھی؟ انہیں تو عوام سے انگوٹھا لگوانا تھا۔ مگر ہمارے وزراء صرف اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو عوام کے پاس کونے کونے تک جانا ہے۔ آپ ان کی عزت کریں۔ ان کا احترام کریں۔ نوکرو شاہی کی اجارہ داری اور مارشل لاء ہی ہماری تباہی کا باعث تھے۔ انہوں نے عوام کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ وزراء جو ہیں وہ عوام کی خدمت کرنے آئے ہیں۔ اور انشاء اللہ کریں گے۔ ہر غریب تک پہنچنے کے لئے تعداد کی زیادہ ضرورت ہے۔ معلوم ہے کہ غریب کتنی بڑی تعداد میں ہیں؟ ہمارے ہاں بائیس (۲۲) خاندان بیسے والے ہیں۔ ہماری پچھلی حکومتوں نے پانی فروخت کیا۔ آج ہم ماتم کر رہے کہ فلاں جگہ پانی نہیں ہے۔ فلاں جگہ پانی نہیں ہے پچھلی حکومتیں ڈوب کے مر جائیں۔ جنہوں نے پاکستان کا پانی بیچ کے پاکستان کی خدا نخواستہ تباہی کا سامان پیدا کیا۔ (قطع کامیاب)

وزیر خزانہ - ہوائنٹ آف انفرمیشن - ایوزیشن کے معزز اراکین کو شکایت ہے کہ ڈوب مرنے کے لئے پانی نہیں ہے۔ شرم ہو تو چلو بھر پانی بھی کافی ہے (قطع کامیاب)۔

راڈنا پھول محمّد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب وزیر خزانہ نے ہمیں ڈوب مرنے کو کہا ہے۔ جناب والا۔ پانی تو ہماری رگوں کا خون تھا۔ پنجابیوں کی بات کرتے ہو۔ انہوں نے عہدوں کے بدلے پانی سندھ کو دے دیا اور اب اعتراض کرتے ہیں۔ (قطع کامیاب)۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بیگم صاحبہ آپ تقریر جاری رکھیں۔

بیگم آباد احمد خان - سندھ کیا ہم تو بنگال بھی دینے کو تیار ہیں۔ پنجاب نے اٹار سیکھا ہے۔ وہ بے غیرتی

نہیں کرتا۔ وہ تنگ دلی نہیں دکھاتا۔ ہم دنیا کے ہر جگہ کے لوگوں کو جینے دینا چاہتے ہیں۔ پنی بیچنے کے بعد منگا ڈیم اربوں روپے سے بنایا گیا۔ اس کی خطرناک صورت حال ذرا انجینئروں سے پوچھیں کہ کتنے برس کے بعد وہ ہمارے لئے فاکام ہونے والا ہے۔ ہچھلی حکومتوں نے ون پوفٹ بنایا۔ پھر توڑا۔ پچیس سال میں یہی خاک اڑائی۔ سٹیل مل نہ لگائی۔ ہتھیار نہیں بنائے۔ آزاد ملک جیسا کوئی کردار ادا نہ کیا۔ پچیس سال کی لئے آزاد حکومت کا کوئی بھی کردار ادا نہ کر سکے۔ ہچھلی حکومتوں کا ماتم ہم جیسے قربانیاں دے کر آنے والے محسوس کرتے رہے۔ اور آج جو پڑھاپے میں نکل آئی ہوں۔ صرف اسی وجہ سے کہ مرنا چاہتی ہوں کہ here to فیل ہو جائے خدمت کرتے ہوئے۔ آپس کے نفاق کے نتیجے دیکھ لیں۔ بنگال ہاتھ سے چلا گیا۔ خدا کرے وہ پھر آئے ہم پاکستان کا ایک اتنا سا ٹکڑا جو قائد اعظم کا بنا ہوا ہے۔ اسے ہم باہم دیکھنا چاہتے ہیں۔

جناب والا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ فسادات ہو رہے ہیں۔ معلوم ہے یہ فسادات کون کرا رہا ہے؟ یہ وہ کرا رہے ہیں جو ہمارے ہوئے ہیں۔ ایک بزرگ جن کا میں احترام ہی سے نام لوں گی۔ کیونکہ میری تہذیب کا تقاضا ہے۔ جب ولایت سے آپریشن کرانے کے بعد جہاز سے اترتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ”جو شوہلزم کا نام لے اس کی زبان گدی سے کھینچ لو“۔ جب میں کسی کو کھونگی کہ تیری زبان گدی سے کھینچ لوں تو وہ کبھی آپ کے ساتھ نہیں چلے گا۔ یہ بزرگوں کا ذکر کر رہی ہوں۔ عام آدمی کا نہیں۔

دو سال پہلے اقبال ٹوے پر سرفروشیوں کی جماعت بنائی گئی۔ ”علامہ اقبال“ کا اقبال ٹوے بڑے احترام سے منایا جاتا تھا۔ یونیورسٹی کے میدان کے سامنے پنڈال بنایا گیا تھا۔ سرفروشیوں کے Table بنوانے کے لئے پیسے کہاں سے آئے تھے یہ اللہ کو معلوم ہے۔ وہ سرفروشیوں کا جلوس اس لئے نکالا گیا تھا کہ عوامی حکومت کامیاب نہ ہو سکے۔ قائد عوام صدر پاکستان نے سٹیڈیم میں بتایا کہ ضبط و نظم۔ کا خیال رکھو۔ انہیں طعنہ دیا جاتا ہے کہ سارے جھگڑے کرانے کا باہم قائد عوام ذوالفقار

علی بھٹو، عمارا صدر ہے۔ یہ غلط الزام ہے۔ وہ کبھی نظم و ضبط کے خلاف کوئی چیز برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مگر ہم مٹی کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔ جس وقت کوئی خطرہ آگیا تو پیر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہونا پڑتا ہے۔

جناب والا۔ جمعیت طلباء کی ایک جماعت بنائی گئی۔ آپ کو یاد ہے کہ کراچی کے ہوائی اڈے پر ایک شخص نے ^یvari میں سوار ہو کر کہ پولینڈ کے نائب وزیر خارجہ کو ختم کر دیا تھا۔ اس کے بعد یہ طعنہ ہماری پارٹی کو دیا جاتا ہے کہ وہ فساد کرا رہی ہے۔ یہ جو ساری آگ طلباء میں مزدوروں میں لیڈروں میں اور عوام میں اور کارخانوں میں لگی ہوئی ہے۔ یہ سب دشمنوں کی لگائی ہوئی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

محترمہ جسٹس پیمبر کھوکھر - (بی بی ۱۸۵ - حلقہ خواتین - ۵)

جناب سپیکر - میں وزیر خزانہ کو اس بحث کو پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے تعلیم کے لئے ساڑھے بارہ کروڑ روپے مخصوص کئے ہیں۔ یہ بات بڑی قابل تریف ہے کیونکہ سابقہ حکومتوں نے کبھی اتنی بڑی رقم مخصوص نہیں کی تھی۔ اس مرتبہ پرائمری ایجوکیشن کے لئے ۴۲۰۰ نئے سکول کھولے جائیں گے اور اس کے علاوہ ۵۱۰۰ سکولوں کی حالت کو بہتر بنایا جائیگا۔ جب تک سکولوں کی حالت بہتر نہیں ہوگی اس وقت تک تعلیم کیسے فروغ پا سکتی ہے۔ اور تعلیم کا شوق بچوں میں کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۵۰ پرائمری سکولوں کو مڈل اور اسی طرح مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا جائیگا۔ گورنمنٹ نے ٹیکنیکل ایجوکیشن کو فروغ دینے کے لئے پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ لیا۔ سرگودھا - اور پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے خواتین لاہور کی تکمیل کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح انسٹیٹیوٹ آف گرائڈ آرٹس لاہور کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے۔ دینی ہماری حکومت نے تعلیم کے سلسلے میں عوام سے جو وعدے کئے تھے ان کو پورا کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ تعلیم کے میدان میں حکومت نے بجٹ میں خاطر خواہ رقم مختص کی ہے پنجاب یونیورسٹی میں فزکس اور حساب میں

(بی ایچ۔ ڈی) مضامین کو جاری کرایا جائیگا۔ ہیلتھ انجینئرنگ میں بھی خاطر خواہ ترقی دی جائیگی۔ (قطع کامیاب)۔ زرعی تعلیم کے سلسلے میں ہر ممکن امداد دی جائیگی۔ یہ بات قبل ذکر ہے کہ بجٹ میں تعلیم کے ہر شعبے کو فروغ دینے کے لئے ممکن اقدامات کئے گئے ہیں۔ اور عوام کے ساتھ جو پیلز پارٹی نے تعلیم کے بارے میں وعدے کئے تھے ان کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھایا ہے اس حکومت کو آئے ابھی چند ماہ ہی کا عرصہ ہوا ہے۔ لیکن تعلیمی میدان میں اس قدر زیادہ سمولتیں دے دی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے عوام کی دیرینہ امنگوں کو پورا کرنے کی خاطر خواہ کوشش کی ہے۔ انیس کروڑ روپے زراعت پر خرچ کئے جائینگے اس سے پہلی حکومتوں نے اتنی اہمیت زراعت کو کبھی نہیں دی تھی۔ اس ضمن میں ایک بات کہنا ضروری سمجھتی ہوں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی رکھنے والے مزارعین کو مالیہ معاف کر دیا جائے کیونکہ جس کے پاس ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی ہوتی ہے اسکی پیداوار کم ہوتی ہے اور اسکے برعکس زیادہ اراضی رکھنے والے کاشت کار کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور انکے اخراجات کم ہوتے ہیں میرے خیال میں ان پر مالیہ بڑھا دیا جائے۔

ممبر مسپیچور۔ اب ایوان کی کارروائی ۲۳ جون ۱۹۷۲ء ۸ بجے

صبح تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات کو آٹھ بج کر چالیس منٹ پر ۲۴ جون

۱۹۷۲ء بروز ہفتہ ۸ بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

۲۴ صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوم

ہفتہ ۲۴ جون ۱۹۷۲ء

(شنبہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پڑھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِمَّا سَاۤءُنَا فَاِنَّا لَنَجۡدُ اللّٰهَ لَیۡتِیۡمًا یَّخۡشِیۡ
وَلَا یَحۡسِبُنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا سَبۡقًا اَلۡقَمۡ لَیۡ یَعۡجِزُوۡنَ ۗ وَ اَعۡدُوۡا كَمَا تَنۡتَقِصُوۡنَ
مِنۡ قُوۡۃِ ذٰلِکَ مِنْ تَرۡبَاۤءِ اَیۡمٰلٍ یُّدۡرِیۡضُوۡنَ بِہَا عَدُوۡ اللّٰہِ وَعَدُوۡكُمْ وَاٰخِرِیۡنَ مِنْ
ذٰلِکَ فَمَعۡنَہٗ لَا تَعۡلَمُوۡا سَمۡیۡۃُ اللّٰہِ یَعۡلَمُہُمۡ وَاَمَّا تَتَجَفَّوۡا مِنْ شَیۡءٍ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ یُؤۡتِ
اَیۡکُمۡ وَاَنْتُمْ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۗ وَاِنۡ جُنۡتُمْ لِلسَّلٰمِ فَاٰخِیۡۃٌ لَّسَاوَاۡتٍ عَلٰی اللّٰہِ وَاِنَّہٗ
لَہُوَ السَّمِیۡعُ الْعَلِیۡمُ ۗ

پ ۱۰ - ۸ - ۴ - آیت ۵۸ تا ۶۱

اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو ان کا عہد ان ہی کی طرف سے
دو اور برابر کا جواب دو بلاشبہ اللہ ایسے دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور کافر
یہ خیال نہ کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ اپنی چالوں سے تم کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور چار
تک ہو سکے تم لوگ فوج کی جمیت کے زور سے اور جنگی گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اور
کے مقابلے کے لئے مستعد ہو کہ اُس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا
اور لوگوں پر حکومت نہیں جانتے اللہ جانتا ہے ہیبت جیسی رہے گی۔ اور تم جو کچھ کہنے پر اللہ کے
رائے میں خرچ کرو گے اسکا اجر تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائے گا
اگر وہ لوگ صبح کی طرف ہوں تو تم بھی صبح کی طرف مائل ہو جاؤ۔ اور اللہ پر مکمل بھروسہ رکھو۔
بلاشبہ وہ سنا بھی دیکھتا بھی ہے۔

ما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر - اب ہم ارکان اسمبلی کی رخصت کی درخواستوں پر غور کریں گے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سپیکر ٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی۔

I beg for leave tomorrow the 24th instant.
I have to join the walima of my nephew
Major Saeed Ullah Khan Niazi, A.D. C to the
President of Pakistan in Rawalpindi.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رائے سخاوت علی خان

سپیکر ٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رائے سخاوت علی خان صبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی۔

گورنر ہے کہ میرا چھانٹوٹ ہو گیا ہے اس لئے میں
۲۴ اور ۲۵ جون ۱۹۷۲ کو اجلاس میں شامل ہونے سے قاصر
ہوں۔ اس لئے گزارش ہے کہ دو دن کی چھٹی عنایت
فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اعظم

سپیکٹری اسمبلی مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اعظم ممبر
صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی۔

گزارش ہے کہ میری بیٹی کی شادی مورخہ ۲۰ جون
۱۹۷۲ء کو ہے۔ اس لئے بذریعہ درخواست ملتصق ہوں
کہ مجھے مورخہ ۲۳ جون ۱۹۷۲ء اور ۲۰ جون
۱۹۷۲ء کی دو دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔
مسٹر سپیکٹر - سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

عطا محمد خان کھوسہ

سپیکٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست عطا محمد خان کھوسہ
ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی۔

میں بیمار ہو گیا ہوں اجلاس میں شامل نہیں ہو سکتا۔
مسٹر سپیکٹر - سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سپیکٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد ممبر
صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی۔

I have to go out of Lahore on 24th instant, therefore, I will not
be able to attend the Assembly Session. I, therefore, request that,
leave of absence by the House may kindly be granted for this
day.

مسٹر سپیکٹر - سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قرارداد

صدر پاکستان اور وزیراعظم بھارت کے درمیان اہم مذاکرات وزیراعظم (مسٹر معراج خالد) - جناب والا - میں آپکی وساطت سے ایک قرارداد جو اس ایوان کے معزز ممبران نے متفقہ طور پر مرتب کی ہے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں -

صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس برصغیر پاک و ہند کے بنیادی مسائل پر غور کرنے کے لئے صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو اور وزیر اعظم بھارت مسز اندرا گاندھی کے درمیان ہونے والے اہم مذاکرات کو امید کے ایک نئے افق سے تعبیر کرتا ہے اور توقع رکھتا ہے کہ برصغیر میں پائیدار امن اور دونوں ملکوں کے عوام کی خوشحالی کی خاطر جو فیصلے بھی کئے جائیں گے ان میں باہمی عزت و احترام اور مسئلہ بین الاقوامی اصولوں اور مواعید بنیاد کی حیثیت رکھیں گے۔

یہ اجلاس تمام دنیا پر واضح کرتا ہے کہ ایک عالمی امن کی حاسی اور انصاف پسند قوم کی حیثیت سے بین الاقوامی مفاہمت اور معاونت ہمیشہ سے پاکستان کا شعار رہا ہے۔ اور آئندہ بھی اقوام عالم کی صف میں ہمارا یہ امتیاز برقرار رکھا جائے گا۔ یہ اجلاس برصغیر کی تاریخ کے اس نازک موقع پر بھارت سے ایک آبرو مندانه سمجھوتے کے لئے صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو پر مکمل اعتماد اور انکی مکمل حمایت کا اظہار کرتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے کہ وہ جو بھی قدم اٹھائیں گے وہ نظریہ پاکستان کی اساس پر ملک و قوم کے بہترین مفاد میں ہوگا۔ اور اس راہ میں ان کا ہر عمل پاکستان کے غیور عوام کے جذبات اور احساسات کی صحیح عکاسی کرے گا۔

جناب والا۔ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی جا رہی ہے۔

مسٹر سپہگرو۔ قرار داد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس برصغیر پاک و ہند کے بنیادی مسائل پر غور کرنے کے لئے صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو اور وزیراعظم بھارت مسز اندرا گاندھی کے درمیان ہونے والے اہم مذاکرات کو امید کے ایک نئے افق سے تعبیر کرتا ہے۔ اور توقع رکھتا ہے کہ برصغیر میں پائیدار امن اور دونوں ملکوں کے عوام کی خوشحالی کی خاطر جو فیصلے بھی کئے جائیں گے۔ ان میں باہمی عزت و احترام اور مسلمہ بین الاقوامی اصول اور مواعید بنیاد کی حیثیت رکھیں گے۔

یہ اجلاس تمام دنیا پر واضح کرتا ہے کہ ایک عالمی امن کے حاسی اور انصاف پسند قوم کی حیثیت سے بین الاقوامی مفاہمت اور معاونت ہمیشہ سے پاکستان کا شعار رہا ہے اور آئندہ بھی اقوام عالم کی صف میں ہمارا یہ امتیاز برقرار رکھا جائے گا۔ یہ اجلاس برصغیر کی تاریخ کے اس نازک موقع پر بھارت سے ایک آبرومندانہ سمجھوتے کے لئے صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو پر مکمل اعتماد اور انکی مکمل حمایت کا اظہار کرتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے کہ وہ جو بھی قدم اٹھائیں گے وہ نظریہ پاکستان کی اساس پر ملت و قوم کے بہترین مفاد میں ہوگا اور اس راہ میں ان کا ہر عمل پاکستان کے غمور عوام کے جذبات اور احساسات کی صحیح عکاسی کرے گا۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۱۲۵ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں اور میرا پوائنٹ آف آرڈر کل کے پوائنٹ آف آرڈر کی مزید توضیح کے سلسلے میں ہے آرٹیکل ۱۲۵ (۲) میں لکھا ہے -

“The following expenditure shall be expenditure charged on the Provincial Consolidated Fund”

اس کے علاوہ آرٹیکل ۱۲۵ (۳) (ب) میں بھی صاف واضح ہے کہ

“The salaries and allowances of the Speaker and Deputy Speaker of the Provincial Assembly”

جناب والا۔ میں اس کے متعلق تھوڑی سی عرض کر دوں یہ بہت Important ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب بچائے اس کے کہ میں دوسرا پوائنٹ آف آرڈر اٹھاؤں اور جناب سے دوسرا رولنگ سنوں میں اسی میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک ہم جو بھی بجٹ پر بحث کرتے رہے ہیں وہ غلط ہے کیونکہ ایک غلط Statement ہاؤس میں پیش کی گئی ہے۔

This is against the provision of the Constitution.

اور جتنی بھی اس پر بحث ہوئی ہے وہ ساری void ہے کیونکہ ہاؤس کے سامنے غلط Statement پیش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ سیری بات سن لیں۔ جب آپ کو حق ہے تو مجھے بھی اپنے موقع پر بات کرنے کا حق ہے۔

مسٹر سپیکر۔ کل بھی آپ نے اپنے موقف کا اظہار کر دیا اور آج آپ نے پھر مزید اس کی تائید میں وضاحت کر دی۔ کل تو آپ مطمئن ہو گئے تھے۔ اب یہ طریقہ کار بالکل غلط ہے۔ جب کوئی اور موقع ہو گا تو بڑے شوق سے وضاحت کر لیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میں گزارش کرونگا کہ چونکہ صوبائی اسمبلی جو ہے وہ آئین کے تابع ہے۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس پر بحث مکمل ہو چکی تھی۔ اب میں اس بحث کو Re-open کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس کے بارے میں نے جو اپنی رولنگ دینی تھی وہ میں بیان کرنے لگا ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے
پوائنٹ آف آرڈر پر مسٹر سپیکر کی رولنگ۔

Mr. Speaker:—Budget, as defined in rule 2 (c) of the Rules of Procedure, is the “annual budget statement of the estimated receipts into, and the estimated expenditure from, the Provincial Consolidated Fund”. The word ‘estimated’ occurring before the word

receipt, and expenditure, in the said rule is very significant. It means that the budget is not an exact figure of either receipts or expenditure. It includes just the estimated receipts and the estimated expenditure. By inclusion of an item for expenditure during the next year it does not mean that such an expenditure must necessarily be incurred. On the other hand, if an item, is not included in the budget, expenditure thereon cannot be incurred even if necessity for the same arises. That is why in the budget estimates every expenditure which can be expected to be incurred is included, so that if necessity for incurring the same arises, no difficulty is felt at the time of making the actual expenditure. If an expected expenditure is not incurred or the necessity for incurring the same does not arise, adjustment about the same is made in the supplementary budget through statements of excesses and surrenders furnished by the department concerned. The Constitution of 1962 provided for two Deputy Speakers for every Provincial Assembly. The present Constitution of the Islamic Republic of Pakistan is just interim, and permanent Constitution is yet to be framed. It is correct that in the Interim Constitution there is provision for only one Deputy Speaker. But, as explained by the Finance Minister, in the permanent Constitution the provision may not be the same. If the permanent Constitution provides for one Deputy Speaker, the department concerned will of course surrender the amount allocated to it for the second post of Deputy Speaker and this surrendered item will be included in the supplementary budget. I need hardly add that by inclusion of expenditure for any post in the budget, such a post does not stand created if it has no sanction of the Constitution. Therefore, it is only a provision of funds for a post which may be provided for in the permanent Constitution. As such, there is no substance in the point of order and it fails.

حاجی محمد سیف اللہ خان—ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا -
میں نے قبل ازیں بھی آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۱۲۵ کی طرف
دلائی ہے - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کر دوں - - - -

مسٹر سپیکر—ہے آپ اس رولنگ پر ہوائنٹ آف آرڈر پیش کر
رہے ہیں -

Haji Muhammad Saifullah Khan—That is another Point
of Order.

Mr. Speaker - Let the question come, the law will follow.

آپ سوال پہلے پیش کر دیں - لاء بعد میں دیکھ لیں گے کہ کیا
ہونگا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان—جناب والا - میں تو آئین کے آرٹیکل ۱۲۵ کی طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہوں - - - - -

مسٹر سپیکر—میرے پاس آئین کی کاپ موجود ہے - جتنی لکیریں میں نے سطروں کے نیچے ڈالی ہوئی ہیں غالباً آپ نے نہیں ڈالی ہوں گی -

حاجی محمد سیف اللہ خان—میں اس کے تابع عرض کروں گا کہ کوئی پوسٹ اس وقت تک بھٹ میں Create نہیں کی جاسکتی جب تک وہ Administratively approve نہ ہو -

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں - آپ نے رولنگ سنی نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان—میں نے رولنگ سنی ہے -

مسٹر سپیکر - پھر آپ نے توجہ سے نہیں سنی ہوگی -

حاجی محمد سیف اللہ خان—آپ کو کیسے بتہ ہے کہ میں نے توجہ سے رولنگ نہیں سنی -

مسٹر سپیکر—آپ نے جو بات کہی ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ آپ نے رولنگ توجہ سے نہیں سنی ہے - میں یہ بات آپ کو بتا دوں کہ میں نے اس میں یہ H ld کیا ہے کہ Estimated Budget میں جو Expenditure منظور ہو جاتا ہے - اس کا Consequence یہ نہیں ہے کہ وہ پوسٹ منظور ہو جاتی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان—بجٹ میں تو پوسٹ رکھی ہے -

Mr. Speaker : This is only an Estimate.

حاجی محمد سیف اللہ خان—جناب والا- کوئی پوسٹ بھی آئین کی پرویزن کے خلاف نہیں رکھی جاسکتی۔ جب تک administratively کوئی پوسٹ منظور نہ ہو اس کو بجٹ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک آئین کی واضح پرویزن ہے۔ میں نے اس رقم پر اعتراض نہیں کیا۔ اگر میرا اعتراض رقم یہ ہوتا تو بالکل بجا تھا۔ میرا رقم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سائیکلو سٹائل کر کے رولنگ کی کاپیاں تمام ممبران میں تقسیم کر دی جائیں

Mr. Speaker: I have made that clear. You will get it. The point that is being raised by the honourable member has been dealt with in my ruling. That is why I said the honourable member did not properly apply his mind when the ruling was being read. He is probably overwhelmed by the argument that he has in his mind.

Sardar Saghir Ahmad: Mr. Speaker Sir, I invite your kind attention to Article 125 (2) (b) of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. It says:—

“the sums required to meet other expenditure proposed to be made from the Provincial Consolidated Fund.”

یہ چیز اس میں cover ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا اعتراض مراسم غلط ہے۔

مسٹر اسپیکر - وہ سوال پیش نہیں ہو رہا ہے۔

مجان امیر عہد اللہ خان روکڑی - جناب والا - آپ نے جو رولنگ دیا ہے اس پر ہم نکتہ چینی کر نہیں سکتے اور میری تسلی تو اسی وقت ہو گئی تھی جب جناب والا نے یہ فرمایا کہ میں نے تمام رولز کے اوپر لکیریں ڈال دی ہیں۔ جب آپ نے لکیریں ڈال دی ہیں تو اس سے ہماری تسلی ہو گئی تھی۔ اب یہ جو رولنگ آ رہا ہے اس پر ہم بطور احتجاج واک آؤٹ کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال ۱۹۷۲-۷۳

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

رانا کے - اے - محمود خان - (شیخوپورہ - ۷) - جناب صدر میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ پہلا وقت عنایت کیا ہے۔ اس کے بعد میں حزب اختلاف کے معزز ارکان سے بزبان غالب یہ عرض کروں گا کہ :-

رکھو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

جناب والا - حزب اختلاف کے قائد نے بہت سی باتیں کی ہیں - ہمارے خلاف نکتے اٹھائے ہیں - کچھ نکتہ چینیوں کی ہیں - میں چند ایک باتیں جو انہوں نے کی ہیں ان کا جواب دوں گا - پہلی بات جو انہوں نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ افسران کو بلا وجہ بتائے حکومت نے نکال دیا ہے - ان میں کچھ ایماندار نکل گئے ہیں کچھ بددہانت نکل گئے ہیں - اور دوسرے سانس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ وزیر خزانہ بجٹ کے معاملہ میں بالکل نابلد ہیں - بجٹ کا پیش ہونا افسران کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے - اور یہ افسر ہی تھے جنہوں نے سابقہ حکومتوں کو قیل کیا -

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان میں واپس تشریف لے آئے) -

جناب والا - میں گزارش کر رہا تھا کہ بقول ان کے اب بھی افسران وہی کام کر رہے ہیں جو پہلے کرتے رہے ہیں - اب ان دونوں بیانات کو اگر یکجا پڑھا جائے

علامہ رحمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف آرڈر - معزز رکن بالکل غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں - میں نے بالکل ایک لفظ بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق نہیں کہا تھا - میں نے یہ کہا تھا کہ ایک routine ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ بجٹ بنا کر دیتا ہے اور وزیر خزانہ اس کو ہاؤس میں پیش کر دیتے ہیں -

رانا کے - اے - محمود - جناب والا - میرے پاس تحریر موجود ہے - ”نوائے وقت“ اخبار میرے پاس موجود ہے - علامہ صاحب نے اپنے بیان کو contradict نہیں کیا -

Mr. Speaker : Do not rely on Newspapers.

رانا کے - اے - محمود خان - انہوں نے یہ تو جان لیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ افسران کا کرشمہ ہے کیا یہ بھی نہیں مانتے؟

علامہ رحمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں کہتا ہوں کہ میں نے کرشمہ نہیں کہا - میں نے تو کہا تھا کہ معمول کے مطابق فنانس ڈیپارٹمنٹ ہمیشہ بجٹ تیار کر کے وزیر خزانہ کو دے دیتا ہے اور وزیر خزانہ بجٹ ہاؤس میں پیش کر دیتا ہے - میں نے یہ ریشہ دوانیاں اور کرشمہ نہیں کہا ہے -

حاجی مگد سہت اللہ خان - جناب والا - میں جناب کی توجہ اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں جناب وزیر خزانہ کے غلط بجٹ پیش کرنے سے ایوان کی ایک زبردست توہین ہوئی ہے۔ یہ Infringement of Privilege ہے۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں ورنہ I will have to name the member. میں یہ نہیں کرنا چاہتا۔ Please do not compel me to do it. میں امید کرتا ہوں کہ جب میں بول رہا ہوں تو معزز اراکین خاص طور پر وہ معزز اراکین جو اپنی جگہ تشریف رکھیں گے اور آئندہ اس بات کا خیال رکھیں گے۔ علامہ رحمت اللہ ارشد - لیکن جناب والا - سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ آپ پوری بات نہیں سنتے اور آپ بولنا شروع کر دیتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب جب میں بات ختم کر لیتا تو آپ پھر بھی بول سکتے تھے۔ میں نے صرف یہ بات کر لی تھی کہ جو پرولیج موشن وہ پیش کرنا چاہتے ہیں مجھے تحریری طور پر لکھ کر دے دیں۔

(قطع کلامیاں)

حاجی مگد سہت اللہ خان - کیا آپ اس کی Consent دے دیں گے؟

Mr. Speaker: This is only with the consent of the Speaker. There is a pre-condition for that.

(Interruptions)

Please take your seat. Otherwise, I will have to name the Member.

حاجی مگد سہت اللہ خان - جناب والا - میں بطور احتجاج واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر - میں بہت خندہ پیشانی سے ایوان کی کارروائی چلا رہا ہوں۔ جب سے مجھے یہ فرض سولہا گیا ہے میں

۲۷ جون ۱۹۷۲

یہ کوشش کر رہا ہوں کہ اس قسم کی بات کا کوئی موقع نہ آئے مگر بہت افسوس ہے کہ میان صاحب اپنے تجربہ کے باوجود بچوں کی طرح غیر پارلیمانی انداز میں اب اپنا نکتہ یہاں پیش کر رہے ہیں۔

راشا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ آپ نے جو ”بچہ“ کہا ہے وہ لفظ درست نہیں ہے۔ آپ اراکین اسمبلی کے حلقوں کو مد نظر رکھیں۔ میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ جو نکتہ استحقاق یا تحریک استحقاق آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آپ کو اس وقت روانگ دینی چاہئے۔ جب آپ اس کو پوری طرح سن لیں۔۔۔۔۔

مسٹر سہوہرگر۔ یہ بات بالکل غلط ہے آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کہا تھا کہ مجھے نکتہ استحقاق یا تحریک استحقاق لکھ کر بھیج دیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب سپیکر۔ یہ کوئی ٹھیک بات نہیں ہے کہ ہم بار بار اہوان سے واک اوٹ کریں۔ لیکن یہ بات ہم ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں۔ کہ آپ کا رویہ نکتہ اعتراض اور نکتہ استحقاق کے متعلق کیا رہا ہے۔ اس لئے ہم پھر واک اوٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین اہوان سے باہر تشریف لے گئے)

راشا کے اے۔ محمود خان۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک طرف تو قائد حزب اختلاف افسران کو defend کرتے ہیں اور دوسرے لمحے وہ انہیں کوستے ہیں۔ کیا میں ان سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کیوں مجموعہ اضداد بنے ہوئے ہیں۔ جناب والا۔ علامہ صاحب اور میان خورشید انور صاحب نے ہماری حکومت پر بہت سے الزامات تھونے کی کوشش کی ہے۔ بات اس حد تک پہنچی ہے کہ اگر کسی کے گھر میں رات گئے چوہیا بھی نالچے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کا قصور ہے۔ اگر کسی دیوار کو بلی نے ہلانگا ہے تو اس میں بھی پیپلز پارٹی کا قصور ہے۔ اگر کہیں واردات ہوئی ہے تو بھی پیپلز پارٹی کا قصور وار ٹھہری ہے۔ اگر کہیں کوئی بات ہوتی ہے چاہے وہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا قصور ہے گویا وہ اس قدر بھرے بیٹھے ہیں کہ انہیں ہر طرف ساون لکے اندھے کی طرح ہرا ہی ہرا دکھائی دیتا ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ حزب اختلاف ہمارے ساتھ اس طرح بے نکتہ چینی

اور عیب جوئی سے کام لیکر کموں چین بہ چین ہو رہے ہیں حالانکہ ہمیں چین و آرام کی ضرورت ہے۔

منسٹر سہیلکر - آپ کا ایک منٹ باقی رہ گیا ہے۔

راشا کے اے۔ محمود خان - جناب میری تو ساری تقریر کا وقت قطع کامیوں کی نذر ہو گیا ہے۔

جناب والا - یہ ملک جس وقت ہمارے سپرد ہوا تو اس کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ جتنے الزام ہم پر لگائے گئے ہیں یا پارٹی پر لگائے گئے ہیں وہ سرے سے غلط ہیں۔ ہماری پارٹی تو ابھی ابھی چند روز ہوئے برسراقتدار آئی ہے۔ اس پہ تو کوئی تعزیر بھی نہیں لکھی۔ نوعمری کے لحاظ سے *doli incapax* ہے۔ حزب اختلاف نے خواہ مخواہ ہمیں مورد الزام گردانا ہے۔ میں ان سے اس بارے میں سخت اختلاف کرتا ہوں۔

جناب والا - بجٹ کا پیش ہونا ملک و قوم کے لئے بہت ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ بجٹ ہمیشہ جب بھی پیش کیا جاتا ہے وہ ایک بہت ہی اہم Document ہوتا ہے۔ اس Document پر لوگوں کی نظریں لگی ہوتی ہیں۔ اس سے ان کی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ان کی فلاح و بہبود کے بہاؤ ہونگے جب بجٹ آ جاتا ہے اور عوام کی توقعات پر پورا اترتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اس بجٹ میں ۸۷ کروڑ روپے کی رقم ترقیاتی منصوبوں کے لئے مختص کی گئی ہے۔ جس میں زراعت، تعلیم اور دوسرے دیہی ترقیاتی منصوبے شامل ہیں۔ ہماری ۸۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ ان کے لئے یہ بڑی خوش آئند بات ہوگی کہ جو منصوبے ہم بنا رہے ہیں ان سے ہمساندہ علاقوں کی ترقی ہوگی اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو جائے گا۔

منسٹر سہیلکر - محمد خان خاکوٹائی -

نوابزادہ محمد بخان خاکوٹائی - (ملتان ۱) - حضور والا - میں اس علاقے کی نمائندگی کرتا ہوں جس کو خالص دیہاتی حلقہ کہا جا سکتا ہے۔ میرے حلقے میں کوئی شہر نہیں ہے۔ تحصیل اور ٹاؤن نہیں ہے۔ سب تحصیل ٹاؤن نہیں ہے۔ صرف قصبہ ہے قلعہ۔

اس کے اردگرد دیہات ہیں۔ یہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ پیپلز پارٹی کو سب سے زیادہ ووٹ شہروں کی نسبت دیہات سے ملے ہیں اور یہ جو ۸۵ فیصدی غریبوں کی آبادی ہے اس نے بیٹ کے ذریعے سابقہ حکومتوں کی زرعی پالیسی کو رد کر دیا ہے۔

حضور والا۔ جو حکومت بھی برسرِ اقتدار آئی اس نے یہ تو تسلیم کیا کہ یہ ۸۵ فیصد آبادی۔ یہ کاشتکار۔ یہ ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں لیکن ہر اس حکومت نے اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔ جو بھی پلاننگ اور ڈویلپمنٹ پہلے ہوئی ہے اس میں زرعی شعبے میں پلاننگ کرنے والے نہ صرف نااہل تھے بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جان بوجھ کر ایک سازش کی گئی تھی تاکہ زراعت کو ختم کیا جائے۔ تمام تر پیسہ کارخانوں پر لگایا گیا ہے۔ کارخانہ داروں کو قرضے دئے گئے۔ فارن ایکسچینج دیا گیا۔ مراعات دی گئیں۔ ان کو ٹیکس ہالیڈیز دی گئیں بلکہ یہاں تک کہ جو چیزیں باہر سے آئی تھیں جو کارخانہ دار اپنی چیزوں کو بنائے تھے انہوں نے ان پر ڈیوٹی لگا کر چیز کو مہنگا کیا یہاں جو Consumers تھے۔ انہوں نے مہنگی چیزیں خریدیں تاکہ جو چیز کارخانہ دار بنائے وہ مستی بنائیں۔ یہ ٹیکس پہ ٹیرف ان کی خاطر لگائے گئے۔ اس کے برعکس زراعتی شعبہ میں سستی گندم امریکہ سے لاد کر پاکستان میں لاسپ کر دی گئی۔ آٹھ اور نو روپے فی من کی گندم جان بوجھ کر زرعی شعبے کو ختم کرنے کے لئے منگائی گئی۔ جن ممالک میں گندم زیادہ ہوتی ہے وہ تمام بارانی علاقے ہیں مثلاً۔ کینیڈا۔ امریکہ۔ آسٹریلیا۔ فرانس وغیرہ۔ بارانی علاقے کی گندم پر کوئی خرچ نہیں آتا۔ کوئی کھاد نہیں دیتے کیونکہ صرف ایک ہی فصل اٹھاتے ہیں۔ کوئی نہری پانی نہیں لگاتے۔ آبیانہ نہیں دینا پڑتا۔ نہ ہی کوئی ٹیوب ویل کا خرچہ ہے۔ نہ بجلی کا خرچہ ہے۔ وہ بارانی گندم یہاں سستی لا کر ہمارے کاشتکاروں کو یہ کہنا Canal Irrigated Areas میں گندم کاشت کریں۔ تو یہ کاشتکار کسی طرح بھی اس گندم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آبی منگائی کو دیکھ لیں۔ جہاں تک کپاس کے زیر کاشت رقبے کا سوال ہے ہمارا ملک پانچویں نمبر پر آتا ہے۔ لیکن اگر یہاں فی ایکڑ کی اوسط پیداوار دیکھیں تو ہم نمبر ۲۶ پر آتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹریسیکر نے گھنٹی بجائی)

آپ نے تو گھنٹی بجا دی ہے۔ میں نے تو کافی سارا لکھا ہوا تھا۔

مسٹر سپیکر۔ کل میں آپ کا انتظار کرتا رہا۔ آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ مگر آج کا دن تو آخری دن ہے۔

نوابزادہ محمد خان خاکواشی - حضور والا - آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت دیا ہے۔ اس لئے میں گندم کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں خاص طور پر معزز رکن حاجی سیف اللہ جنہوں نے زرخیز کھیت کے بارے میں کہا تھا کو بتاؤں گا کہ ہم لوگوں کے ساتھ۔ کاشتکاروں کے ساتھ کس قسم کا فوڈ کیا گیا۔ حضور والا۔ ۱۹۶۸ء میں میرے ضلع ملتان تحصیل میلسی میں ایک زمیندار کو ۱۵۰ من گندم فی ایکڑ پیدا کرنے پر دس ہزار روپیہ Presidential Award دیا گیا تھا۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ریکارڈ کے مطابق اس کی صحیح پیداوار ۱۴۹ من ۲۳ سیر تھی لیکن گندم کی اتنی پیداوار دنیا میں کہیں نہیں ہوتی۔ اس سال بھی جب گندم کا مقابلہ ہوا تو ہمارے موجودہ وزیر زراعت نے اپنی کانفرنس میں کہا کہ ہم نے دنیا کا ریکارڈ توڑا ہے۔ ۹۷ من ہم نے لی ہے۔ اگر ۹۷ من سے ہم نے میکسیکو کی گندم کا ریکارڈ توڑا ہے تو ۱۹۶۸ء میں ہم نے اس شخص کو دس ہزار روپیہ پبلک منی کیوں دی تھی؟ اور کہا تھا کہ اس نے ۱۴۹ من ۲۳ سیر فی ایکڑ گندم پیدا کی ہے۔ یہ کیوں ایسا ہوتا رہا ہے نوکر شاہی کا ایک آدمی بھی اس وقت نہیں بولا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں اخباروں پر پابندیاں ہیں۔ تو اس وقت کوئی شخص کیوں نہیں بولا۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ غلط ہے۔ کسی شخص کی شہرت نہیں تھی کہ وہ کہے کہ یہ سراسر غلط ہے۔

مسٹر قاجر محمد خاڈزادہ - یہ مسٹر بچہ نے کہا تھا ان سے پوچھا جائے۔

نوابزادہ محمد خان خاکواشی - بالکل چناپ۔ اور میں یہ کہوں گا کہ اگر اس ملک کے اندر کوئی المیہ ہوا ہے۔ کوئی غلط Precedent قائم کیا گیا ہے تو وہ یہی ہے کہ ایک سروس کے آدمی کو وزیر بنا دیا گیا ہے۔ (قطع کلامیوں)۔ حضور والا۔ مجھے

ختم کرنے دیں۔ ایک سروس کے آدمی کو وزیر بنا دیا گیا اور حکمہ بھی اس کو وہی دیا گیا ہے جس حکمے کے ساتھ اس کے دیرینہ تعلقات تھے۔ جس کے نتیجے میں بجائے اس کے اس حکمہ میں وہ کوئی اصلاحات کرتے۔ انہوں نے اس کی تمام کمزوریوں اور وردہ ڈالا اور لوگوں کو بیوقوف بنا دیا گیا کہ زرعی انقلاب آگیا ہے حالانکہ درحقیقت کوئی زرعی انقلاب نہیں آیا۔

مسٹر سپیکر - مسٹر محمد ظفر اللہ خان -

وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) - جناب سپیکر - اس سے پہلے کہ بھروانہ صاحب اپنی تقریر فرمائیں - میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں کیونکہ میں ایوان میں موجود نہیں تھا مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ ایوزیشن نے کسی نکتہ پر احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کیا ہے۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں ابھی ایوزیشن کے لیڈران سے بات کر سکوں تاکہ یہ موجودہ صورتحال جو کہ صحیح معنوں میں ناخوشگوار ہے ختم کی جاسکے۔ اور جس طرح سے ان دنوں میں ہم باہمی مفاہمت کے ذریعے سارا کاروبار کرتے رہے ہیں وہ جاری رکھا جا سکے۔

مسٹر سپیکر - آپ کو مجھ سے اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ میری تو ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ آپ اس ایوان میں ہر وقت موجود رہیں۔ میں نے ماحول کو سازگار کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا - مجھے عرض کرنے کی اجازت فرمائیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر حزب اختلاف کی طرف سے کوئی فاضل ممبر نکتہ استحقاق یا ہوائنگ آف آرڈر اٹھانا چاہتا ہے تو میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ جو کچھ بھی فرمانا چاہتے ہیں یا آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں ان کو کہنے کا موقع دیا جائے تاکہ اس کے بعد جو آپ رولنگ دیں گے لازمی طور پر انہیں قبول کرنا پڑے گی۔ لیکن انہیں کہہ نہ رہے کہ ہم نے جو بات کہنی تھی وہ ہم کہہ نہیں سکے۔

مسٹر سپیکر - آپ کو صحیح طور پر پوری اطلاع نہیں دی گئی۔ بہر حال میں آپ کے جذبات کے ساتھ متفق ہوں۔ چونکہ آج جنرل بچٹ کے آخری دن بہت عزیز اراکین نے اس میں حصہ لینے کی

خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ایک تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش کرنے کی تجویز کی گئی تھی۔ میں نے آنریبل ممبر کی خدمت میں یہ کہا تھا کہ وہ تحریک استحقاق Concrete اور Precise الفاظ میں لکھ کر بھیج دیں۔ اس معزز رکن نے اور کچھ دوسرے ارکان نے جن میں خود قائد حزب اختلاف بھی شامل تھے میری اس تجویز سے غالباً اتفاق نہیں کیا اور ان کو غالباً احساس یہ ہے کہ جب کوئی معزز رکن اسمبلی چاہے تحریک استحقاق سپیکر کی رضامندی کے بغیر پیش کر سکتا ہے۔ میں اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تحریک استحقاق جس کا نوٹس نہ ہو۔ سپیکر کی رضامندی کے بغیر یا سپیکر کی Consent کے بغیر ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی ہے۔ سپیکر یہ دیکھے کہ تحریک استحقاق واقعی تحریک استحقاق ہے کہ نہیں اس سے پہلے مجھے اس کے متعلق تھوڑی سی تسلی کرنی ہوگی۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ مجھے وہ تحریری طور پر اپنی تحریک استحقاق لکھ کر بھیج دیں۔ اگر میری تسلی ہو جاتی کہ اس میں کوئی Substance ہے تو میں بالہنی طور پر انہیں پیش کرنے کی اجازت دے دیتا کہ اس تحریک استحقاق کو بغیر پہلے نوٹس دینے جانے کے پیش کر لیں۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Point of Information, Sir.

جناب والا۔ حاجی سیف اللہ صاحب نے پرولیج سوشل ہر الہ کر نہیں کہا بلکہ ہوائنٹ آف آرڈر پر کہا ہے۔ ہوائنٹ آف آرڈر کی ان کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنا ہوائنٹ آف آرڈر آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔

منظور سپیکر۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے سنا نہیں ہے۔ ٹیپ نکال کر دیکھ لیجئے۔ وہ تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada; I am Sorry, Sir.

منظور سپیکر۔ میں نے اس لئے کہا ہے کہ سپیکر کی منظوری کے بغیر یہ نہیں ہو سکتا ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada:—Sir, I am sorry. If it was a point of order I request that in future you will listen to the point of order and then give your ruling. As we hold

you in high esteem, we do not want to go against your ruling. But unfortunately yesterday certain references had been made to Goebles and Hemmlers, but they all disappeared with Hitler. Your ruling is not to allow an honourable member to speak in an Hitlerian manner.

مہر مگد ظفر اللہ خان - (جھنگ ۳) جناب سپیکر - مجھے پہلے یہ بتایا جائے کہ مجھے کتنا وقت دیا جائیگا -

مسٹر سپیکر - ہانچ منٹ وقت دیا جائیگا - رعایت میں ایک منٹ اور دیا جا سکتا ہے -

مہر مگد ظفر اللہ خان - جناب والا - مجھے ہسماندہ علاقوں سے متعلق عرض کرنا ہے میں تھوڑا سا وقت زیادہ دیا جائے۔

وزیر اعلیٰ - ہوائنٹ آف انفرمیشن - جناب والا - میں اپنے تمام غاضل دوستوں کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میری اپیل اور میری یہ گزارش حزب اختلاف کے معزز ممبران قبول فرمائیں گے - ہمیشہ اس ایوان کا یہ قاعدہ اور یہ روایت رہی ہے کہ جب بحث طوالت پکڑتی ہے جیسا کہ سب دوستوں کو یاد ہے بحث کے آخری روز لازمی طور پر سپیکر صاحب کو وقت کم کرنا پڑتا ہے - میں اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ دو دفعہ مجھے صرف ہانچ ہانچ منٹ کی اجازت ملی تھی - اس لئے اب ہم تمام دوستوں کو اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقعہ دینا چاہتے ہیں اور تمام دوست کوششی یہ کریں کہ اس تھوڑے سے وقت میں جو اپنی تقریر کے اہم نکات ہیں وہ بیان فرمائیں - میں اپنے ساتھی وزراء کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ اگرچہ ان کا حق زیادہ بنتا ہے وہ بھی ۱۵ منٹ سے زیادہ تقریر نہ فرمائیں -

مہر مگد ظفر اللہ خان - جناب سپیکر - دو تین منٹ تو معزز اراکین نے لئے لئے ہیں -

مسٹر سپیکر - جو انہوں نے وقت لیا ہے وہ وقت آپ کے وقت میں شامل نہیں ہے -

مہر مگد ظفر اللہ خان - جناب سپیکر - میں صرف اپنے ضلع کے مسائل ہی اس تھوڑے سے وقت میں پیش کروں گا - میرا ضلع بہت ہی ہسماندہ ہے - اس بحث میں ہمارے ضلع کو جو کچھ دیا گیا ہے - اس میں ۳۸ لاکھ روپہہ تعلیم کے لئے دینے گئے اور ۲۰ لاکھ سڑکوں کے لئے

دہنے گئے۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ چونکہ پنجاب میں بعض منصوبے اہمے میں جو سابقہ سالوں میں مکمل نہیں ہوئے تھے ان پر اس بجٹ میں کافی روپیہ صرف کیا گیا ہے محض اس لئے کہ وہ منصوبے مکمل ہو جائیں اصولاً یہ ٹھیک بھی ہے۔ لیکن میں اتنا عرض کروں گا کہ جن اصلاح میں سابقہ منصوبہ جات کی تکمیل کے سلسلہ میں روپیہ خرچ کیا گیا ہے کم از کم ان اصلاح کو جن پر یہ روپیہ خرچ نہیں کیا جا رہا ہے ان کو ڈویلپمنٹ فنڈز سے ترجیح دی جائے تاکہ ہمارا بھی کچھ نہ کچھ کام ہو جائے۔

جناب والا۔ ضلع جھنگ میں انڈسٹریز کے متعلق عرض کروں گا۔ وہاں صرف ایک شوگر مل ہے جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئی امید ہے کہ اس سال مکمل ہو جائے گی۔ اسکے علاوہ اور کوئی انڈسٹری نہیں ہے۔ میں نے سنا ہے کہ پنجاب میں ایک کاغذ کی مل منظور ہو چکی ہے۔ میں اس کے متعلق گزارش کروں گا کہ غالباً کاغذ بنانے کے لئے کتنے کے ”را میٹریل“ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے جھنگ ایک ایسا ضلع ہے کہ جہاں یہ چیز میسر آ سکتی ہے۔ اس لئے کاغذ کی مل جھنگ میں لگائی جائے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے ضلع میں پانی بہت کم ہے۔ نہری پانی صرف ۳۰ فیصدی زمین کو سیراب کرتا ہے۔ ہمارے لئے خاص مہربانی کرتے ہوئے پانی کا بندوبست کیا جائے۔ کم از کم دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں نہ سہی کچھ تو اور تھوڑا سا نہری پانی بڑھا دیا جائے۔ اگر اس میں کوئی امر مانع ہو تو میں اس کے متبادل انتظامات سے متعلق یہ عرض کروں گا کہ اتفاق سے جھنگ میں زہر زمین پانی میٹھا ہے اس کو استعمال میں لانے کے لئے ہمیں بجلی فراہم کی جائے تاکہ ہم ٹیوب ویلز لگا سکیں۔ اور اپنی زراعت کو پانی فراہم کر سکیں۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں سڑکوں کے متعلق عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع کو مدت سے کوئی سڑک نہیں بنی لہذا اس پروگرام میں کم از کم دو سڑکیں ضرور بنائی جائیں۔ ایک سڑک لالیان اور شاہ جیونا روڈ اور ایک چنڈ مسن روڈ یہ دونوں سڑکیں پانچ سالہ منصوبہ میں رکھی گئی تھیں۔ لیکن ان پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو

۲۴ جون ۱۹۷۲ء

رہا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ کم از کم یہ دو سڑکیں ضرور مکمل کی جائیں۔

تحصیل شورکوٹ میں ایک انٹر میڈیٹ کالج ہے۔ اس کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ اسکو ڈگری کالج بنایا جائے اور چنیوٹ میں بھی ایک ڈگری کالج بنایا جائے۔ اس کے بعد میں جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جو زرعی اصلاحات ہوئی ہیں وہ ہمیں بحرو چشم منظور ہیں۔ لیکن جو مڈل کلاس طبقہ ہے عملاً اس کے ساتھ کچھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ سے استدعا کروں گا کہ ہماری یہ الزما مرکزی حکومت تک پہنچا دیں کہ چھوٹا زمیندار جو ہے اس کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔ کیونکہ بیج بھی اس کو دینا پڑتا ہے۔ کھاد بھی دینی پڑتی ہے۔

مرزا فضل حق (جہلم۔)۔ جناب سپیکر۔ میں پنجاب کے غریب ترین وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ انہوں نے لائق تعسین بجٹ پیش کیا ہے بلکہ اس لئے کہ وہ بجٹ اسمبلی میں پیش کر کے انہوں نے تقریباً بھر ملاقات کا سامان مہیا کیا ہے۔

مسٹر مہنگر۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ بجٹ گول ہو جاتا تھا؟

مرزا فضل حق۔ جناب والا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وہ بجٹ آرڈیننس کے ذریعے پیش کرتے تو بھی ہم کچھ نہ کر سکتے تھے اور اب بھی ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ وہ اس لئے کہ وہ اکثریتی پارٹی کے ممبر ہیں اور انہیں اپنی کثرت پر ناز بھی ہے۔ لیکن جناب والا۔ سچ کی کسوٹی ان کے حامیوں کی کثرت نہیں ہوتی۔ اس کے لئے تو ہم اتنا کافی ہے کہ وہ سچ ہے۔ جمہوریت یقیناً کثرت رائے کا دوسرا نام ہے۔ لیکن اختلاف میں اٹھنے والی آواز کو طاقت اور شور سے دبا دینا جمہوریت نہیں کہلاتی۔ جناب والا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے قطعاً خوشی نہیں ہوتی کہ سرکاری بنچوں پر تشریف فرما بیشتر حضرات کا رویہ جمہوریت کے اصولوں کو تقویت نہیں پہنچاتا۔ ہندو منٹ کی تقریر میں اگر ۱۱۰ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جائیں تو اس کا مطلب غیر ضروری مداخلت ہے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ بد نصیبی یہ ہے کہ یہ رویہ تیزی سے ہماری معاشرتی اور سیاسی زندگی پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ صحابہوں کی نوک قلم

پر بھرے پٹھائے جا رہے ہیں۔ سیاسی شخصیات کو سر عام رسوا کیا جا رہا ہے۔ انسوسناک بات یہ ہے کہ حکمران جماعت نے انتخابی مہم سے انتقال اقتدار تک اس رویہ کے خلاف شدت سے آواز اٹھائی تھی۔ لیکن آج وہ ان کے لئے صحیح ہے جو کل غیر صحیح تھا۔ پرانی بوتلوں میں نئی شراب بھری جا رہی ہے۔ اشیائے صرف اتنی گراں کبھی نہ تھیں جتنی آج ہیں لیکن اس کے لئے یہ جواز تلاش کیا جاتا ہے کہ قومی خزانہ خالی ہے۔ تو جناب والا۔ یہ بات ۲۰ دسمبر کو بھی سوچی جا سکتی تھی اور اگر قومی خزانہ خالی ہے تو وزیروں کی جیبیں تنخواہوں اور ٹی اے۔ ڈی لے سے کیوں بھری جا رہی ہیں۔ سرکاری جلسوں کے منیج بنانے پر ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کے لئے کہاں سے آتا ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس جادو کی چھڑی نہیں ہے تو یہ بات اس وقت سوچنے کی تھی جب کہا جاتا تھا کہ ہم دودھ کی نہریں بہا دینگے۔ یہ تو خود اپنی ناعاقبت اندیشی کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ حزب اختلاف سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ سہلت دی جائے۔ یہ سہلت کس لئے اس لئے کہ ابھی چینی کا بھاؤ اور بڑھنا چاہئے۔ اس لئے کہ ابھی گندم کھلے بازار میں کسی نہ کسی بھاؤ مل ہی جاتی ہے اس لئے کہ ابھی چند کارخانے کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس پس منظر کے باوجود حزب اختلاف کو اور اس صوبے کے عوام کو یہ موہوم سی امید تھی کہ پہلی بار ایک شخصیت اور بزع خود عوامی شخصیت صوبائی بجٹ پیش کر رہی ہے۔ اس میں عوام کی سہولتیں مقدم ہونگی لیکن یہ توقع بھی حسب سابق پوری نہ ہوئی۔ موجودہ بجٹ میں کسی نئے وسیلے کی تلاش نہیں کی گئی۔ بجٹ کے لئے غیر ترقیاتی اخراجات میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بجٹ میں نئے ترقیاتی منصوبے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ غریبوں کا ذکر محترم وزیر خزانہ نے بڑے دکھ کے ساتھ کیا ہے ہم ان کے اس دکھ میں شریک ہیں لیکن عوام کی غربت کا مداوا خود کو غریب ثابت کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے کھوکھلے نعروں کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے لئے ٹھوس کام کی ضرورت ہے جس سے پہلو تہی کی جا رہی ہے۔ فاضل وزیر خزانہ نے عوام کے مصائب اور مسائل کا ذکر کرتے ہوئے چینی عوام کی محنت اور جدوجہد کی مثال تو دی لیکن وہ یہ بتانا بھول گئے یا شاید ان کے علم میں نہ ہو کہ چین کے وزیر اعظم کے پاس گھر سے دفتر آنے جانے کے لئے بائیسکل

ہے۔ بارہ ہندسہ میل فی گیلن پٹرول چلانے والی کار نہیں ہے اور جب کہ پٹرول سات روپے فی گیلن ہو۔ چین کے عوام کو ان کے راہنماؤں نے سابق حکمرانوں کے اعمال کی نہ مثال دی اور نہ سزا۔ انہوں نے وہ نہیں کہا کہ یہ مسائل ہمیں ورثے میں ملے ہیں۔ انہوں نے ان مسائل کو اپنے مسائل سمجھ کر حل کیا۔ اپنے ذرائع سے حل کیا۔ سوچے سمجھے منصوبوں کے تحت حل کیا۔ زیادہ سے زیادہ زمین کو قابل کاشت بنا کر حل کیا لیکن میرے ضلع جہلم کی سونا اگانے والی زمین بنجر پڑی ہے۔ دریا بہتا ہے لیکن کاشتکار بارش کے لئے آسمان کی طرف تکتا رہتا ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اگر کھاریاں سے لے کر سوھاوے تک زمین کو قابل کاشت بنا دیا جائے تو پنجاب میں آئندہ ۱۰ سال تک غذائی قلت نہیں ہوگی۔ میرا ضلع جہلم خاص طور پر میرا حلقہ انتخاب چکوال اس سلسلے میں سب سے زیادہ بد نصیب ہے حالانکہ اس ملک کی بقا کی جنگ میں سب سے زیادہ خون میرے ضلع ہی کا تھا۔ جہلم کا شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو اس جنگ سے متاثر نہ ہوا ہو۔ چالیس ہزار سے زیادہ نوجوان بھارت کی قید میں ہیں۔ ان گنت سپاہی اپنے ہاتھ پیر کھو بیٹھے ہیں۔ ان کی آبادکاری کا مسئلہ ہے۔ ضلع میں کوئی قابل ذکر صنعت نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پچھلی حکومتوں نے جہلم کو صنعتی طور پر نظر انداز جان بوجھ کر کیا۔ اس لئے کہ شاید انہیں پھر کوئی سپاہی نہ ملے۔ کیا موجودہ حکومت بھی یہی ایک صنعت قائم رکھے گی۔ کیا ہمارے خوف کی یہی قیمت ہے؟

جناب والا۔ لاہور والے تو کسی نہ کسی طرح پانی حاصل کر لیتے ہیں لیکن چکوال میں ۵۰ پیسے فی گھڑا بھی پانی دستیاب نہیں ہے۔ اتنے بڑے علاقے میں صرف ۲ ہسپتال ہیں جس میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ بجلی کا نرخ ۳۷ پیسے فی یونٹ ہے جو شاید پاکستان میں سب سے زیادہ ہے۔ سوئی گیس کی ہاؤپ لائین چکوال شہر سے صرف تین میل کے فاصلے سے گذرتی ہے لیکن چکوال اس کی سہولت سے بھی محروم ہے۔ لڑکیوں کے لئے کالج نہیں ہے۔ میرا حلقہ صرف صنعتی طور پر نہیں زرعی طور پر بھی پسماندہ ہے لیکن موجودہ بجٹ میں کسی ایسی سکیم کا ذکر نہیں جس سے چکوال کے عوام کو کوئی فائدہ پہنچے۔ چکوال کا بڑے سے بڑا زمیندار بھی گندم بازار سے خریدتا ہے۔ وہاں کے عوام کراچی تک مزدوری کرنے جاتے ہیں لیکن ان کے لئے ضلع میں نہ کوئی روزگار ہے نہ کاروبار۔

جناب والا - محترم وزیر خزانہ نے بڑے عاجزانہ فخر کے ساتھ کہا ہے کہ موجودہ بجٹ میں کوئی نئے ٹیکس نہیں لگائے ہیں۔ ہم اس پر ان کے شکرگزار ہیں لیکن جب ماچس کی ڈیا ۱۰ پیسے کی بجائے ۲۰ پیسے میں بک رہی ہو جب چینی ساڑھے تین روپیہ سیر فروخت ہو رہی ہے - جب سگریٹ مقررہ قیمت سے ۶۵ پیسے زیادہ فروخت ہو رہا ہو تو پھر ٹیکس کی ضرورت ہی کیا ہے -

مس فاضلہ کھوکھر - (بی بی ۱۸۱-حلقہ خواتین ۱) جناب سپیکر ہاؤس میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ذریعے اسلامی مساوات اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کی کوشش کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی خوراک کے سلسلے میں عوام کی بنیادی ضروریات کو مناسب طور پر پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے - میں اس لحاظ سے وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ وہ اس مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ جن حالات میں اور خسارے کی صورتحال میں جو بجٹ پیش کیا گیا وہ اس سے زیادہ بہتر کسی صورت میں ممکن نہ تھا - اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پنجاب کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے اور اس لئے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا -

اب میں حزب اختلاف کے اراکین کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی طرف سے بار بار بڑے فخر کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ ہم پرانے پارلیمنٹریں ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ الہوں نے جو روایات قائم کی ہیں مجھے ان میں کوئی بات قابل فخر نظر نہیں آتی وہ پرانی باتوں کی بار بار یاد دلاتے ہیں لیکن ہمیں فخر ہے کہ ہم نئے ہیں ہم نئے انداز سے اس اسمبلی میں داخل ہوئے ہیں ہمارا انداز انقلابی ہے - (نعرہ ہائے تحسین) تو وہ بار بار جو بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم بڑے پرانے پارلیمنٹریں ہیں تو شاید اس لئے وہ فخر کرتے ہیں کہ بدنام ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا -

مسٹر سپیکر - کسی کو اعتراض تو نہیں "بدنام" کے لفظ پر ؟ (تہنید)

حاجی محمد سہیل اللہ خان - جناب والا - وہ ہماری مخالفت کرے کسی اور کو سنا رہی ہیں -

میں خاصاً کھوکھر - جناب والا - حزب اختلاف والوں نے ان تین دنوں میں یہ رٹ لگائی کہ حکومتی پارٹی نے بجٹ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے سلا دئیے ہیں۔ مگر ان کی اپنی ہی پیدا کردہ خرابیاں ہمیں ورثے میں ملی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس گھر میں وہ رہے ہوں اس گھر کو خود ہی آگ لگا دیں گے۔ وہ بھٹو صاحب پر الزام لگانے میں.....

مسٹر سپیکر - بھٹو صاحب پر کسی نے الزام نہیں لگایا آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میں خاصاً کھوکھر - جناب والا - پھر یہ کہا جاتا ہے کہ پیپلز پارٹی نے خود خرابیاں پیدا کی ہیں۔ یہ بھی ہم پر الزام ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جن کی حکومت ہو وہ خواہ مخواہ اپنی مصیبتوں میں اضافہ کرے۔

مسٹر محمد عاشق - پیپلز پارٹی کے چند افراد پچھلے دنوں جیل میں جا چکے ہیں۔

ایک آواز - حکومت کو عوام سے کوئی ہمدردی نہیں۔

(قطع کلامیاں)

میں خاصاً کھوکھر - ایسی کوئی بات نہیں۔ جناب والا۔ وقت کا تقاضا ہے اور اس وقت جو ملک کے حالات ہیں ان کے پیش نظر حزب اختلاف کو چاہئے کہ وہ حکومت کے ساتھ ہورا ہورا تعاون کرے۔

اس وقت جو ملک کے حالات ہیں ان کے پیش نظر یا جس طرح کی روایت انہوں نے اس اسمبلی میں اختیار کی ہے۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ ان کا یہ طریق کار ملکی مسائل کو یقیناً کم نہیں کرے گا۔ شاید ان کو پتہ نہیں کہ اس وقت ملکی حالات کیا ہیں۔ ملک کی سالمیت اور بقا کے لئے ضروری ہے کہ حزب اختلاف والے بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ حزب اقتدار کی طرف سے یہ بار بار یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے جو بھی بات مناسب اور معقول ہوگی اس کو ہم تسلیم کریں گے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بار بار ہنگامہ کھڑا کیا جاتا ہے کہ بہاولپور کا علاقہ بہت پسماندہ ہے۔ بہاولپور کا علاقہ ہی صرف پسماندہ نہیں ہے بلکہ پاکستان میں بہت سے علاقے ایسے ہیں جو

بہت زیادہ پسماندہ ہیں۔ میں جس ضلع سے تعلق رکھتی ہوں۔ جناب والا۔ وہ بھی اسی طرح کا ہے۔ یہ تصور صرف ایک فرد کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس نظام کا قصور ہے۔ جس نے پسماندہ علاقوں کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ تو اس لیے کوئی خاص علاقہ اس سے متاثر نہیں ہوا بلکہ تمام دیہی آبادی پچھلے نظام سے متاثر ہوئی ہے۔

دلک محمد اعظم (سرگودھا-۸)۔ جناب سیکر۔ پختہ اس کے کہ میں بجٹ پر بحث کروں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ میرا تعلق ایک پسماندہ علاقے سے ہے۔ اور وہ علاقہ تحصیل خوشاب اور شاہپور کا ہے۔ چونکہ ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ پسماندہ علاقوں کے حصے میں بچا کھچا مال آتا ہے۔ یہی حال اس معزز اہوان میں ہمارے ساتھ ہوا ہے کہ ہمیں بہت کم وقت دیا گیا ہے۔

جناب والا۔ سب سے پہلے میں اپنے علاقے کے مسائل کے متعلق عرض کروں گا۔ شاہپور میں کچھ عرصہ پہلے ایک ڈگری کالج تھا جس کو سرگودھا میں لے جایا گیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ شاہپور میں ایک ڈگری کالج بنایا جائے۔ کیونکہ وہاں پر اس وقت بلڈنگ موجود ہے۔ اور زیادہ خرچ بھی نہیں ہوگا۔ اگر ڈگری کالج نہیں بنایا جاتا تو انٹرمیڈیٹ کالج ضرور بنایا جائے۔

جناب والا۔ وادی سون کے موضعات اور کوہستان تک کے دامن کے موضعات میں پانی کی قلت ہے۔ وہاں پر پینے کا پانی سمیا کیا جائے۔ جوہر آباد اور خوشاب میں بھی پانی بہت ناقص ہے۔ اور جو سکیمیں زیر تجویز ہیں ان کو مکمل کرنے کا جلد از جلد انتظام کیا جائے۔ تاکہ شہروں کو بھی پانی مل سکے۔

جناب والا۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے نامساعد حالات میں جب کہ مسائل بہت زیادہ ہیں اور وسائل بہت کم ہیں یہ خسارے کا بجٹ بغیر نیا ٹیکس لگانے پیش کیا ہے۔

جناب والا۔ جناب قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ بجٹ پمپلز ہارٹی کے منشور کی عکسی نہیں کرتا۔ کیا میں ان کی خدمت میں گزارش کر سکتا ہوں کہ اگر یہ پمپلز ہارٹی

کے منشور کی عکاسی نہیں کرنا تو کیا ان کے منشور کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں نہ صرف ہمارے منشور سے چڑھے۔ بلکہ اپنے منشور سے بھی چڑھے۔

جناب والا۔ پریس کی آزادی کے متعلق کہا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ پریس کی آزادی کے لئے ہم خود جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ اور ہم نہ صرف دوسروں کو بلکہ اپنے آپ کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ پریس کی آزادی کو سلب کریں۔ لیکن آزادی پر ہمیشہ حدود و قیود ہوتی ہیں۔ جناب والا۔ جہاں پر ایک آزادی کی حد ختم ہوتی ہے۔ تو وہاں سے دوسری آزادی شروع ہوتی ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ ایک صاحب سڑک پر جا رہے تھے اور ایک صاحب سامنے سے چھڑی گھمانے چلے آ رہے تھے۔ وہ چھڑی دوسرے صاحب کے ناک پر لگی۔ تو اس نے کہا کہ آپ یہ چھڑی اس طرح کیوں گھما رہے ہیں تو چھڑی والے صاحب نے کہا کہ یہ چھڑی گھمانے کی میری آزادی ہے تو وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ کی چھڑی کی آزادی وہاں پر ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں سے میری ناک شروع ہوتی ہے۔ تو جناب والا۔ یہ حدود و قیود جو ہیں یہ ہر طبقہ کی آزادی پر لگانی ضروری ہوتی ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ان حالات میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

سردار امجد محمد خان حسینی (مظفر گڑھ۔ ۱)۔ جناب سپیکر۔ میرا تعلق ایک ایسے علاقہ سے ہے۔ جو دو دریاؤں سے گھرا ہوا ہے۔ یعنی سندھ اور چناب سے۔ میرے ضلع کو صوبہ میں ایک منفرد حیثیت حاصل ہے اس لئے کہ غربت کے لحاظ سے سارے صوبے میں سب سے زیادہ غربت ضلع مظفر گڑھ ہے۔ جہاں تک بے روزگاری کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں اگر اعداد و شمار اکٹھے کئے جائیں تو اس میں بھی صرف اول پر مظفر گڑھ کا نام ہی آئے گا۔

(اس مرحلے پر شیخ محمد انور کرسی صدارت پر مشکن ہوئے)۔

اس وجہ سے بھی مظفر گڑھ منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ جب کبھی حق و باطل کی کوئی جنگ ہوئی تو مظفر گڑھ کی اکثریت نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا۔ محترمہ فاطمہ جناح کے صدارتی الیکشن میں یہ فخر مظفر گڑھ کو حاصل ہوا۔ کہ ضلع کے چالیس فی صد ووٹ محترمہ کے حق میں پڑے۔

یہ بھی مظفرگڑھ کو منفرد حیثیت حاصل ہے۔ سیاسی طور پر بھی یہ ضلع بہت باشعور ہے یہ منفرد حیثیت بھی اسی علاقہ کو حاصل ہے۔

جناب والا۔ صبرو سکون کی حدود اس درجہ بڑھ چکی ہے کہ اس صبر کو اب اور زیادہ نہ آزمایا جائے تو اس صبر کا مزید امتحان نہ لیا جائے۔ جناب والا۔ جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے۔ اس ضلع کے ساتھ بے حد ناانصافی کی گئی ہے۔ بجٹ میں اس ضلع کے لئے اخراجات جو مختلف مدوں میں دینے گئے ہیں۔ ان کی ایک تھوڑی سی جھلک دکھانے دیتا ہوں مثلاً چھ لاکھ روپے کی رقم جو رکھی گئی ہے وہ ”روہڑی فلڈ بند“ کے لئے ہے یہ رقم اس بند پر مٹی ڈالنے کے لئے منظور کی گئی ہے۔ جہاں چھ سات سال سے قطعاً کوئی پانی نہیں آیا۔ یہ بحکمہ آبپاشی کی کارکردگی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا زیادتی نہ ہوگی کہ یہ رقم محض کمائی کے لئے محض لالچ پورا کرنے کے لئے مظفرگڑھ کے کھاتے میں ڈال گئی ہے۔ اس کا قطعاً مظفرگڑھ سے تعلق نہیں ہے۔ پانی کبھی آیا ہے نہ ہی آئندہ آنے کی توقع ہے۔ اسی طرح اس علاقے کو نقصان پہنچتا رہا ہے۔

جناب والا۔ تعلیم کی مد میں ۴۹ لاکھ روپے پرائیوٹ کالجز کو ترمیم کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ وہاں ایک بھی پرائیوٹ کالج نہیں ہے۔ اس لئے اس ۴۹ لاکھ میں سے ایک پوسہ بھی اس ضلع پر خرچ نہیں ہوگا۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس ضلع اور اس کے گردونواح کے ضلعوں کو تعلیمی لحاظ سے فوقیت دی جاتی اور خاص طور پر لڑکیوں کے لئے انٹرمیڈیٹ کالج یا ڈگری کالج ہونا چاہئے تھا۔ اس ضلع کے عوام نے ڈسٹرکٹ کونسل کے ذریعے بہت چیخ و پکار کی۔ ریزولوشن پاس کرائے اور اب میں اس ہاؤس کی وساطت سے آپ کی خدمت میں یہ چیز پیش کر رہا ہوں کہ لڑکیوں اور لڑکوں کی موجودہ ہائی سکولوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ سارے ضلع میں لڑکیوں کے لئے ایک کالج بھی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں لڑکوں کے کالج میں جانا پڑتا ہے اور جو لوگ لاہور اور ملتان کے اخراجات کو برداشت کر سکتے ہیں وہ لڑکیوں کو وہاں داخل کرا دیتے ہیں۔ جناب والا۔ ہماری حکومت کے دور کا ذکر ایک فاضل ممبر نے فرمایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس وقت ملک میں کالج اور

سکولوں کا جال بچھایا گیا تھا لیکن اس کے بعد آج تک نہ کوئی ہائی سکول میں اضافہ ہوا ہے نہ کوئی کالج میں اضافہ ہوا ہے۔ اور نہ ہی سڑکوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے۔ سوائے اس کے کہ جہاں سڑکیں موجود ہیں ان کو جوڑا کرنا ہے انکو پکا کرنا ہے اسکے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔ لیکن مسوائے ایک خان گڑھ کینیجر روڈ کے اس ضلع میں کوئی سڑک منظور نہیں کی گئی اور نہ کسی کو پختہ کیا گیا ہے اور نہ ہی پختہ کرنے کیلئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے۔ اور خان گڑھ و کینیجر روڈ کے لئے سات لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی ہے بقایا سڑک جب شروع ہوئی تو یہ بنی ہوئی سڑک بھی ختم ہو جاتے گی۔ تو یہ حالات ہیں اس ضلع کے۔ اس ضلع کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا گیا ہے۔ یہی حالات پسماندہ علاقوں کے ہیں۔ اس علاقے کو محرومیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان تمام حالات کو مد نظر رکھ کر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج ہمارے ملک کا آدھا حصہ جس سے آج ہمیں ہاتھ دھونا پڑا ہے۔ اس کے متعلق جو مسئلے اور مسائل کا جھگڑا چل رہا تھا وہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ پسماندہ علاقے والوں کو اپنے مسئلے اور مسائل حل کرنے کے لئے جائز حصہ دیا جائے تو ہم آپکے ساتھ تعاون کریں گے اور ہمارے لئے سوائے آپکے ہاتھ مضبوط کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔ لیکن آپ کو بھی اتنی سمجھ ہونی چاہئے کہ آپ ہمارا تعاون حاصل کرنے کی سعی کریں۔ اور ہمارا تعاون حاصل کرنے کے مستحق بنیں اور ہمیں دوسرے درجے کے شہری نہ سمجھیں بلکہ جو حقوق اور مراعات آپ اپنے لئے چاہتے ہیں وہی حقوق و مراعات ہمارے لئے بھی مہیا کرنے کی جدوجہد کریں۔

سردار صغیر احمد - آپ حقہ لینا چاہتے ہیں۔

سردار احمد حبیب خان دستی - میں فاضل نمبر کو اطلاع دے لئے عرض کر دوں کہ میں حقہ نہیں پیتا۔

چودھری غلام احمد باجوہ - فاضل نمبر نے اپنی تقریر کے دوران یہ کہا ہے کہ آپ کو سمجھ آئی چاہیے یا آپکو یہ سمجھنا چاہئے نہیں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بات اس طرح کی ہے کہ اس سے تمام فاضل نمبران کو ناستحجہ قرار دیا ہے۔ اس لئے انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

مسٹر چوہدری ہیں۔ میرے خیال میں ان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جس سے تمام ارکان کی توہین ہو۔

سردار امجد چوہدری خان دستی۔ میں فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی سمجھ کسی طرح سے بھی کم نہیں ہے۔ ہمیں یہ گلہ اور شکوہ ہے کہ آپ اسے استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

(قیقہہ)

جناب والا۔ مجموعی طور پر جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے میں نے ایک سرسری نظر پولیس کی ڈیمانڈ پر ڈالی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ سات لاکھ روپے کی رقم پرانی گاڑیوں کو تبدیل کرنے کے لئے مختص کی گئی ہے اور چھ سات لاکھ روپے کی رقم نئی گاڑیوں کے خریدنے کے لئے مختص کی گئی ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ملک میں جو بدامنی ہے لاقانونیت ہے اور آئے دن قتل و غارت کے واقعات ہوتے رہتے ہیں ان کا قلع قمع کرنے کیلئے ایک ٹریننگ سکول کھولنے کے لئے یہ رقم رکھی جانی تاکہ پولیس کو یہ تربیت دی جاتی کہ کس طرح لا اینڈ آرڈر اس سٹیج میں قائم کرنا ہے۔

مسٹر چوہدری ہیں۔ معزز کن کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ انکا وقت ساڑھے نو بجے تک ہے۔

سردار امجد چوہدری خان دستی۔ جناب سپیکر۔ میں نے ایک پارلیمانی ہارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے ہانچ منٹ وقت زیادہ لے لیا ہے اور میرے خیال میں میرا یہ حق منسوخ نہیں کیا جائیگا۔

مسٹر چوہدری ہیں۔ آہا وقت ساڑھے نو بجے تک ہے۔

سردار امجد چوہدری خان دستی۔ جناب والا۔ اسی طرح جہاں تک مکانات کی تعمیر کا تعلق ہے۔ بڑے بڑے گریڈ افسران کی رہائش کے لئے ہمارے ضلع میں مکانات کی تعمیر کیلئے رقم مختص کی گئی ہے۔ لیکن دوسرے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے لئے ایک پیسہ بھی مختص نہیں کیا گیا۔ ہر روز جو فاضل مقرر حزب اقتدار کی طرف سے بولنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ بار بار مبارکباد پیش کرتا ہے۔ میرے خیال میں یہ حلق سے اوپر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے

اگر بجٹ کو اچھی طرح سے دیکھا ہوتا تو وہ مبارکباد پیش کرنے کی بجائے اصلاح کرنے پر زور دیتے۔ اگر انہوں نے اس بجٹ کو پڑھا ہے تو پھر میرے خیال میں کہنے سے گریز کرتے ہیں۔

مسٹر عبدالقہور بٹ۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے ممبر حضرات کی آواز حلق سے اوپر رہتی ہے۔ میں انکو بتا دوں یہ آپ اپنی مثال پیش نہ کریں آپ منافق ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم منافق نہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ فاضل ممبر نے یہ کہا ہے کہ جو بات کہتے ہیں ہم دل سے کہتے ہیں ”آپ منافق ہو سکتے ہیں“ کے الفاظ واپس لیں یہ پارلیمانی الفاظ نہیں وگرنہ یہ الفاظ انہی الفاظوں کے ساتھ واپس کر دئے جائیں گے۔

مسٹر عبدالقہور بٹ۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ مگر آپ دل اور زبان میں تضاد رکھتے ہیں۔ (قطع کامیاب)

مسٹر چیمبرلین۔ رانا صاحب انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔

رانا پھول مکھن خان۔ صدر محترم وہ الفاظ واپس لے کر پھر کہہ گئے ہیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

مسٹر چیمبرلین۔ جو قابل اعتراض الفاظ تھے میرے خیال میں وہ انہوں نے واپس لے لئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

مسٹر عبدالقہور بٹ۔ قابل اعتراض الفاظ تو میں نے واپس لے لئے ہیں۔ آپ کو حق نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا۔ ان سے دریافت فرمایا جائے کہ منافقت کے الفاظ تو انہوں نے واپس لے لئے ہیں یا نہیں۔

مسٹر چیمبرلین۔ انہوں نے یہ الفاظ واپس لے لئے ہیں۔

سردار صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا۔ دو منٹ پہلے وارننگ دی جاتی ہے۔ یہ وارننگ نہیں دی گئی۔ میں اپنی تقریر جلد ختم کرتا ہوں۔

جناب میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مظفر گڑھ کے لئے ایسی رقم مہیا کی ہیں جن کی مثال ایسی ہے کہ ہم قرآن کی باتیں کرتے ہیں اور آپ گیتا کی زبان میں جواب دیتے ہیں۔ ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ مظفر گڑھ کیلئے سڑکوں اور گائیوں کے لئے ہمیں رقم چاہئے۔ اور آپ نے واٹر سہلائی سکیم پر ۶ لاکھ روپیہ ضائع کر دیا۔ ہم نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ جہاں تک دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا تعلق ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق مجھ سے نہیں حزب اختلاف سے نہیں بلکہ یہ سارے ہاؤس سے تعلق رکھتا ہے۔ سارے صوبے سے تعلق رکھتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بڑے غور سے اس مسئلے کو سلجھائیے اور حزب اقتدار اس پوزیشن میں ہے کہ وہ اس مسئلے کو سلجھا سکے اور میں ان سے مطالبہ کروں گا کہ اس ضمن میں گورنمنٹ نے جو کمشن مقرر کیا تھا اس کی آج تک رپورٹ کیوں موصول نہیں ہوئی۔ اس کے بعد میان محمود علی قصوری کی لیڈر شپ میں جو ایک کمشن قائم کیا گیا تھا آج تک ہمیں اس کے نتائج کا پتہ نہیں چلا۔ پانی کے متعلق جب تک یہ ہاؤس متفق ہو کر اسے پنجاب کا مسئلہ بنا کر اس کا مطالبہ نہیں کرے گا اس وقت تک اس صوبے کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی بلکہ اس صوبے کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جائے گی۔ جتنا قرضہ آپ باہر سے لیں گے جتنی امداد بھی آپ مرکز سے لیں گے اتنے ہی آپ افلاس، غربت اور تباہی سے ہٹکنار ہوتے چلے جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے کرسی صدارت سنبھالی)۔
رائے مہاں خان کھول (ساہیوال - ۲) - حضور والا - میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں۔ جس کا نام پہلے گوگیرہ پھر سنشگری اور آج کل اس کو ساہیوال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ تو اس ضلع کے بارے میں میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ جناب والا۔ وہاں سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا عظیم مجاہد (قطع کلامیاً)۔

مسٹر سپیکر - یہ ہوائنٹ آف privilege ہے۔

رائے مہاں خان کھول - سہری گزارش یہ ہے جناب کہ مجھے بائیس تہیں تاریخ کو وقت نہیں دیا گیا تھا۔ جب اپوزیشن اور پریس کیلری واک آؤٹ کر گئی تھی میرا وقت اس کی نذر ہو گیا تھا۔

مجھے اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں دیا گیا۔ تو مجھے صرف پانچ منٹ دے دیئے جائیں تاکہ میں اپنے علاقائی مسائل بیان کر سکوں۔ (قطع کلامیاں)۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ اب مسٹر محمد حنیف خان تقریر کریں گے۔

مسٹر مکید سبھت خان - (راولپنڈی - ۵) جناب سپیکر۔ تین روز سے جو بجٹ بجٹ پر ہو رہی ہے اس میں زیادہ تر یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ بجٹ عوامی نہیں ہے۔ عوام کی اسٹیموں کے مطابق نہیں ہے اور پیپلز پارٹی نے جو وعدے کئے تھے ان وعدوں کو پورا کرنے کی اس میں کوشش نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر۔ جس شکل و صورت میں آج سے کچھ عرصہ پہلے پیپلز پارٹی کو یہ ملک حوالے کیا گیا اس وقت حالات کچھ ایسے ہی تھے اور یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جو ان حالات میں سپلیمنٹری بجٹ بنایا جائے گا وہ ایسا ہوگا کہ اس میں اچھی خاصی رقم دکھائی جائے گی۔ اور جب نیا بجٹ بنایا جائیگا تو اس میں بھی بہت سے ٹیکسز کے خدشات تھے۔ مگر موجودہ بجٹ کو دیکھتے ہوئے ہم جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ہم ان کی ان کوششوں کو سراہتے ہوئے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اگر اس وقت کسی غیر ذمہ دار جماعت کے حوالے اقتدار کیا جاتا۔ تو ضمنی بجٹ کی رقم میں بھی اضافہ ہوتا۔ اور موجودہ مالی سال کے بجٹ میں ٹیکسوں کی بھرمار ہوتی۔

حاجی مکید سبھت خان - پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۲۰۱ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پوائنٹ آف آرڈر کی اصل وجہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں wrong statement of expenditure پیش کی گئی ہے۔ اگر یہ بات ہوگئی تو آئین کے آرٹیکل ۲۰۱ کے تحت ہائی کورٹ کو اختیار ہے :-

Article 201 (1) says that :-

"A High Court shall have such jurisdiction as conferred on it by this Constitution or by law.

201 (2) (a) (ii) "declaring that any act done or proceeding taken within the territorial jurisdiction of the Court by a person performing functions in connection with the affairs of

the Federation, a Province or a local authority has been done or taken without lawful authority, and is of no legal effect."

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ "person" کی تعریف کیا ہے۔ میں جناب کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۲۹۰ جس میں "person" کی تعریف کی گئی ہے سبذول کروانا چاہتا ہوں۔ یہ تعریف عبوری آئین کے صفحہ ۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

"person" includes any body politic or corporate.

تو میں عرض کروں گا کہ یہ ساری محنت ضائع جانے کی اگر wrong statement of expenditure اس ہاؤس نے discuss کی تو آپ کا بجٹ ہائی کورٹ کی جانب سے بالکل null & void قرار دیا جائے گا۔ میں مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ جناب Constitutional provisions کے تابع اس کا نہایت غور سے اور توجہ سے فیصلہ فرمائیں۔ اگر ممکن ہو تو اس ہاؤس کے وقار کی خاطر اور اس آئین کے احترام کی خاطر اگر جناب کو اتنا بھی کرنا پڑے تو آپ اس Constitution پہ بھی رولنگ فرما دیں۔

رائہ پھول محمد خان - جناب والا - جیسا کہ فاضل ممبر نے ہوائنٹ آف آرڈر میں فرمایا ہے کہ اگر ہمارے اس ہاؤس کی کارروائی کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا اور فیصلہ جناب کی رولنگ کے خلاف ہو گیا تو تمام صوبے میں یہ تاثر لیا جائے گا کہ اس معزز ہاؤس کے ارکان اس کے اہل نہیں تھے کہ وہ آئین کی پابندی کرتے۔ اس لئے نہایت ادب کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم بالکل صاف کے رویے کے تابع آپ کی پوری قدر کرتے ہوئے آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمیں جناب سپیکر پر کلی اعتماد ہے۔ لیکن آئینی مسئلے کے الجھاؤ سے کچھ ایسی صورت پیدا ہو جائے گی کہ اگر ہائی کورٹ میں یہ مسئلہ چلا گیا تو جتنے آدمی رکھے جائیں گے جن کو تنخواہیں دی جائیں گی اگر وہ فیصلہ آپ کی رولنگ کے خلاف ہو جاتا ہے تو اس کی ذمہ داری وزیر خزانہ پر ہوگی یا جناب پر ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عدالت عالیہ یہ فیصلہ دے دے کہ دی ہوئی تنخواہوں یا خرچ کی ہوئی رقم کے ذمہ دار وہی ہیں جنہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ آپ اس پر نظر ثانی فرمائیں نظر ثانی کرنے میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ آپ اپنی تسلی فرمائیں۔

مسٹر سپیکر - میں معزز رکن کے قانونی مشورے کا بہت مشکور ہوں - لیکن یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - جو انہوں نے کوشش کی ہے کہ اگر کوئی ہائی کورٹ کے فیصلہ کو چیلنج کرتا ہے - تو وہ contempt of court کا مرتکب ہوگا - جج کے عہدے کے فرائض سر انجام دینے کیلئے میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں -

مسٹر محمد حنیف خان - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ جنگ کے اثرات کے باوجود اور کرنسی کی devaluation کے باوجود جو موجودہ بجٹ تیار کیا گیا ہے - اس میں انقلابی فلسفہ کو فروغ دینے کے لئے جو بنیاد رکھی گئی ہے - وہ بنیاد صاحب عقل حضرات کے لئے واضح طور پر بجٹ میں نمایاں ہے - وہ بنیاد نہایت مضبوطی کے ساتھ رکھی گئی ہے اور یہ واضح بات ہے کہ structure کی پائیداری اور خوبصورتی کا دارومدار ایک مضبوط بنیاد پر ہوتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میں قواعد و انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۸۰ (۱) کی طرف جناب کو متوجہ کروانا چاہتا ہوں اس میں یہ درج ہے کہ -

A Point of Order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly.

تو میں جناب سے interpret کرانا چاہتا ہوں کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر کے ساتھ ہم آئین کی کوئی کلاز جناب سے interpret کرا سکتے ہیں یا نہیں - اگر کرا سکتے ہیں تو وہ پوائنٹ آف آرڈر بھی آئین کے دائرہ میں آتا ہے -

مسٹر سپیکر - یہ بڑا مشکل ہو جائے گا - اگر آپ کا اور میرا مناظرہ شروع ہو جائے - میں صبح سے ہی آپ اور رانا پھول محمد کے ساتھ مناظرے سے بچنے کی کوشش کر رہا ہوں -

رانا پھول محمد خان - جناب کی رولنگ اور آپ کا حکم ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے - آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی - لیکن جناب والا - قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۸۰ (۱) (۲) میں یہ چیز درج ہے - وہ میں آپ کی خدمت میں پڑھے دیتا ہوں -

(۱) کوئی نکتہ اعتراض قواعد ہذا یا آئین کے ایسے آرٹیکلوں کی

تشریح یا نفاذ سے متعلق ہوگا جو اسمبلی کی کارروائی کو منضبط کرتے ہوں۔

(۲) تعنی دفعہ (۱) کے تابع کوئی رکن کسی بھی وقت سپیکر کے فیصلہ کے لئے کوئی نکتہ اعتراض پیش کر سکتا ہے لیکن ایسا کرتے وقت وہ اپنے بیان کو اس نکتہ کے اظہار تک محدود رکھے گا۔

جناب والا۔ ہم آپ کی رولنگ کو ٹھکرا نہیں سکتے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جو صبح رولنگ دی تھی یہ اس کو چیانج کرنے کے مترادف ہے۔ اس کے لئے ضابطہ کار موجود ہے اس کی طرف آپ توجہ کریں۔ مسٹر محمد حنیف خان آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مسٹر محمد حنیف خان۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم پر الزام ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے ان وعدوں کو پورا نہیں کیا۔ جو اس نے عوام کے ساتھ کئے ہیں جناب والا۔ ہم عوام کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو کیوں پورا نہیں کریں گے جنہوں نے ہمیں اتنی بھاری اکثریت سے کامیاب کرایا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ حزب اختلاف کے ممبران جب حزب اقتدار کے بچوں پر اتنی بڑی تعداد میں ممبران کو دیکھتے ہیں تو بعض ممبران پر افسردگی سی چھا جاتی ہے۔

آوازیں۔ نہیں۔ نہیں۔

مسٹر محمد حنیف خان۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دوست اس معزز ایوان میں قواعد و ضوابط کی دھجیاں اڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ہمارے بعض دوست سمجھتے ہیں کہ وہ فقط چالیس ہیں اس میں ہمارا قطعاً کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تو عوام کا فیصلہ تھا اس لئے یہ کسی صورت میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم نے جو وعدے عوام کے ساتھ کئے ہیں وہ پورے نہ کریں۔ جناب والا۔ ہمارا صوبہ بنیادی طور پر زرعی صوبہ ہے اس لئے زراعت کے لئے اچھی خاصی رقم مختص کر دی گئی ہے۔ پانی کے مسئلہ کے لئے دو کروڑ ۹۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اور کم آمدنی والے لوگوں کے مکانوں کے لئے بھی خاصی رقم رکھی گئی ہے ۱۶۰۰۰ ایکڑ کی سکیم میں سے ہمارے صحافی دوستوں کو بھی موجودہ

حکومت انشاء اللہ مناسب اور صحیح جگہ دیگی جس کے لئے ماضی کی حکومتیں ٹال مٹول سے کام لینی رہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کے بے حد الزامات ہم پر عائد کر دئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ کوائف کے قائلوں کی موجودگی بھی ہم سے منسلک کی گئی ہے۔ میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ گذشتہ دنوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ جناب گورنر پنجاب کے بھائی بھی جب قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے تو انہوں نے ان کو بھی جیل میں بچھوا دیا۔ مرزا اراکین اسمبلی پر جب سنگین نوعیت کے الزامات عائد کئے گئے تو ان کو کسی رہایت کا مستحق نہیں قرار دیا گیا۔ اگر حکومت ایسے سخت اقدامات اٹھا سکتی ہے تو میرے خیال میں کسی سلسلہ میں بھی امن وامان کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرے گی۔ اس سلسلے میں جناب قائد ایوان کے بیانات بھی واضح ہیں۔ لہذا ان حالات میں میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ عرض کروں کہ یہ الزامات سراسر بے بنیاد ہیں۔

وزیر قاضیوں و پارلیمنٹری امور۔ (ملک مختار احمد اہوان)۔
 جناب والا۔ میں اپنی معروضات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنے سے پہلے ایک عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم تمام ممبران کو ایک بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ اجلاس ایک مخصوص حالات میں منعقد ہوا ہے۔ پاکستان اور پھر پورے پنجاب کے لوگ خواہ ہمارے دوست ہیں یا ہمارے دشمن تمام کی نظریں اس ایوان کی کارگزاریوں پر لگی ہوئی ہیں۔ دوستوں کی نظریں اس لئے کہ ان کی اچھی توقعات اس پنجاب کے پارلیمنٹریں سے ہیں اور دشمنوں کی نظریں اس لئے کہ وہ پہلے پاکستان پر ایک کاری ضرب لگا چکے ہیں۔ اور اب پنجاب جو پاکستان کا دل ہے میں دشمن یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ یہاں اگر ممبران سے لغزش ہوتی ہے۔ تو ایک اور ضرب کاری لگا کر پاکستان کے حصے بخرے کر دیں۔ میرے معزز دوستو۔ میں ایک بات کی یہاں وضاحت کر دوں اور ان حالات میں میں یہ بتلانا ضروری سمجھونگا۔ کہ ہمارے ملک پر گذشتہ ۲۰ سال میں جو کچھ بیٹی ہے اسکی وجوہ کیا تھیں۔ میں ان وجوہ سے بھی پردہ ہٹانا چاہونگا۔

رائس پھول محمد خان۔ میں جناب کی وساطت سے اپنے قابل احترام وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ ہم نے تو ان نگاہوں کو

بالکل اندھا کر دیا ہے جو ہماری طرف لگی ہوئی تھیں آج ہم نے یہ قرارداد پاس کر کے آپکے قائد پر اعتماد کا اظہار کیا ہے -

مسٹر سپریمکس - آپ تشریف رکھیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - پاکستان کی تاریخ میں دو اہم سال ۱۹۴۷ء اور ۱۹۷۱ء ہیں - ۱۹۴۷ء میں جب کہ برصغیر کے مسلمانوں کے قائد بہت بلند تھے - ان کا حوصلہ بھی بلند تھا اور ایک قائد پر انہوں نے بھرپور اعتماد کیا تھا - اس کے نتیجے میں ہم نے یہ ملک پاکستان حاصل کیا - ۱۹۷۱ء میں اس ملک کا نقشہ آپکے سامنے حاضر ہے - میں اس بحث میں جانا نہیں چاہتا کہ یہ کیسے ہوا -

جناب والا - ۲۴ سال تک یہاں پر ہماری تاریخ کا دھارا گندی نالیوں میں بہتا رہا اور پھر ۱۹۷۱ء میں وہ دھارا جو گندی نالیاں خون کے دریاؤں کی شکل میں سامنے آتی ہیں تو ہمارا دل روتا ہے - میں ان معزز ارکان سے جنہوں نے پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا - جنہوں نے یہ ملک بنایا تھا - میں آپکی وساطت سے ان سے بھی مخاطب ہوں - انہوں نے تو پاکستان حاصل کیا لیکن جوان نسل کو - - - -

رائنا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - حضور والا - کوئی معزز رکن اپنی تقریر میں سپیکر کے سوائے باہر کے لوگوں کو مخاطب نہیں کر سکتا - چونکہ تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے لوگ اس ایوان سے باہر بھی ہیں - لہذا ہاؤس کے باہر کے کسی شخص کو مخاطب نہیں کیا جا سکتا -

مسٹر سپریمکس - یہ آپکو اب پتہ چلا ہے یا پہلے بھی پتہ تھا؟

وزیر قانون - جناب والا - اس ایوان میں بات کی کئی سقوط ڈھاکہ کی - اس ایوان میں یہ کہا گیا کہ سقوط مشرقی پاکستان اس ملک کی تاریخ میں ایک بہت بڑا المیہ ہے - مجھے اس سے اتنا ہی ہے لیکن میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ -

وہ نماز عصر کا وقت تھا وہ گھڑی تھی دن کے زوال کی وہ قباحتیں جو گذر گئیں تھیں علامتیں کئی سال کی

(نعرہ ہائے تمسخر)

جناب والا - میں یہ عرض کر دوں کہ پاکستان حاصل کرنے کے بعد جس وقت مسلم لیگ کی عوامی انقلابی قیادت پر ملک کے جاگیرداروں سرمایہ داروں اور افسروں نے غاصبانہ قبضہ کیا تھا اور ان انقلابی کارکنوں کا خون کیا تھا تو میں بالکل وضاحت سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اسی دن سقوط ڈھاکہ ہو چکا تھا - اسی دن مشرقی پاکستان علیحدہ ہو گیا تھا کیونکہ اس کے بعد جو کچھ بھی پاکستان میں ہوا - کسی نے یہ نہیں سوچا کہ بنگال کے کسانوں کی کیا حالت ہے - بنگال کے مزدور کس حالت میں رہ رہے ہیں - بلوچستان - پنجاب - سندھ اور سرحد کے غریب عوام کی طرف کسی نے نگاہ نہ ڈالی اور ایک منظم سازش کی گئی - اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نو آبادیاتی دور تھا . . .

رائشا پھول محمد خان - جناب سپیکر - میں آپکی وساطت سے اپنے قابل احترام وزیر قانون سے گزارش کرونگا کیونکہ انہوں نے پہلے ہی فرمایا ہے کہ ہم ایک بڑے نازک مرحلے سے گذر رہے ہیں اور ہمارے صدر مملکت ۲۸ تاریخ کو ہندوستان جا رہے ہیں - اس لئے ان کی تقریر کا مطلب یہ ہوا کہ سقوط ڈھاکہ اس لئے ہوا کہ مغربی پاکستان والوں نے ان کا استحصال کیا ہوا تھا - میں نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس مسئلہ کو نہ چھیڑیں کیونکہ صدر مملکت گفتگو کرنے جا رہے ہیں - ایسا نہ ہو کہ ہماری اس اسمبلی کی کارروائی جو کہ پریس میں آئی ہے اس کو کوئی ہندوستانی پیش نہ کر دے کہ آپ کے وزراء یہ اقرار کرتے ہیں اور یہی بات مجیب الرحمان کہتے ہیں - اس لئے ہمیں اس پر زیادہ روشنی نہیں ڈالنی چاہئے اور خاموشی اختیار کرنی چاہئے -

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون - جناب والا - ۲۴ سال تک استحصال کو جاری رکھا گیا اور مفلوک الحال عوام کا استحصال کیا گیا حالانکہ قائد اعظم نے جب پاکستان بنایا تھا تو واضح طور پر یہ کہا تھا کہ میں یہ ملک پاکستان سرمایہ داروں کے لئے نہیں بلکہ غریب عوام کے لئے بنا رہا ہوں - انہوں نے اس بات کی ملک کے جاگیرداروں کو پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۸ء میں وارننگ بھی دی تھی کہ غریب عوام کا خون تمہاری رگوں میں بچ چکا ہے - اب کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی کہ شاہانہ

ٹھانٹھ سے رہے۔ - عیش و عشرت کی زندگی بسر کرے اور شریک کسانوں کی طرف سے منہ موڑے۔ - جناب والا۔ نظریہ پاکستان کو یہاں پر ۲۳ سال تک غلط طور پر interpret کیا گیا۔ - میں کہتا ہوں کہ سقوط ڈھاکہ اس لئے بھی ہوا کہ ایک جرنیل نے جو میدان سیاست میں آیا اس نے بارہا یہ کہا کہ ہم نے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنی ہے اور جغرافیائی سرحدیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ - (قطع کامیاب)۔ -

مہاں خورشید اشور۔ - ہوائنٹ آف آرڈر۔ - جناب سپیکر۔ - میں نے ابھی باہر جا کر دیکھا ہے کہ اسمبلی پر جو قومی پرچم لہرا رہا ہے وہ سرنگوں ہے۔ - یہ سخت زیادتی ہے۔ - اس پورے ایوان کی اور اس ملک کی توہین ہے۔ - براہ کرم اس کو درست کرایا جائے۔ -

مسٹر سپیکر۔ - اگر ایسا ہے تو میں آپکے ساتھ متفق ہوں۔ -

مہاں خورشید اشور۔ - جناب والا میں ابھی دیکھ کر آیا ہوں اس کے جو بھی نگرانی کرنے والے ذمہ دار لوگ ہیں ان کو تنبیہ فرمائیں۔ -

وزیر قانون۔ - جناب والا۔ نظریہ پاکستان جس کی اساس پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا کے دو نمایاں پہلو ہیں۔ - سب سے بنیادی بات یہ تھی کہ ہم یہ ملک حاصل کریں گے کہ جہاں اسلام کی بالا دستی ہوگی۔ - جہاں پر ہم دین کی خدمت کر سکیں گے اور یہ ملک جو عالم اسلام کا سب سے بڑا ملک ہے۔ - جب یہ حاصل کیا جا رہا تھا تو مقصد یہ تھا کہ اس میں ہم اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق ایک نظام رائج کر سکیں۔ - لیکن جب قائد اعظم نے لفظ اسلامک سوشلزم بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے رکھا تھا تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ معاشی پہلو بھی اہمیت رکھتا ہے۔ - وہ سمجھتے تھے کہ برصغیر کے مسلمانوں کو ہندو بننے کے تسلط سے آزادی دلانی چاہئے۔ - (نعرہ ہائے تحسین)۔ - وہ یہ سمجھتے تھے کہ انگریز حکمران اگرچہ ہمیں آزادی دے کر چلا جائے گا لیکن وہ نو آبادیاتی دور تھا۔ - اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ ہزاروں میل سے بیٹھ کر بھی ایک طبقے کے ذریعے سے یہاں کی معیشت پر دوبارہ قبضہ کر سکتا ہے۔ - اس لئے قائد اعظم نے لفظ اسلامک سوشلزم استعمال کیا تھا۔ - اور پھر اس کے بعد قائد ملت خان لیاقت علی خان آئے۔ - میں اس بحث میں

نہیں جانا چاہتا کہ ان کی شہادت کس طریقہ پر ہوئی کونسے وہ لوگ تھے جن کا ان کے تئل میں ہاتھ تھا - (قطع کلامیاں) -
میں ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ شہید ملت کو بھی اس قوم سے محض اس لئے چھینا گیا تھا کہ انہوں نے بھی لفظ ”سوشلزم“ استعمال کیا تھا - کسی صورت میں وہ پاکستان میں جاگیرداروں - سرمایہ داروں اور سیاسی اجارہ داروں کی حکومت نہیں چاہتے تھے - وہ بھی عوام کی بات کرنے تھے

رانا پھول محمد خان - جناب والا - فاضل وزیر صاحب نے بار بار سرمایہ داروں کا ذکر کیا ہے - کیا اس سے ان کی مراد سپیکل خاندان تو نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر - تشریف رکھئے -

سپیکر تائیس ایلوی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - وزیر قانون نے بڑا اہم انکشاف کیا ہے کہ خان لیاقت علی خان کو سوشلزم کا نعرہ لگانے کی بنیاد پر قتل کیا گیا تھا - میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ یہ صحیح سمجھتے ہیں تو اب اپنی حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ اس قتل کی تحقیقات کرائے -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - پھر معزز اراکین کو شکایت ہوگی کہ میں تھوڑا سا سن کر اپنا فیصلہ دے دیتا ہوں - میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھی جو زیادہ ہوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں وہ ایک لمحہ پہلے اس پہ بھی توجہ کر لیا کریں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں -

حاجی محمد سپینٹ اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - جناب وزیر قانون صاحب نے خان لیاقت علی خان کے قتل کی ایک وجہ بتائی ہے حالانکہ ان کے متعلق سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی رپورٹ آچکی ہے اور معاملہ Sub judge ہے ان کو حق نہیں ہے کہ وہ اس پر مزید بحث کریں یا Comments کریں - (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

رانا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - جناب وزیر قانون صاحب کی تقریر کا یہ حصہ کارروائی سے حذف کر دیا جائے جہاں ہر سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف بات کی ہے -

مسٹر سپیکر - مجھے وہ فیصلہ پیش کر دیا جائے۔ مجھے وہ reference پیش کر دیا جائے جس میں یہ فیصلہ ہوا ہے اس کے بعد میں فیصلہ کروں گا۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I make a reference. Justice Akram's report, as given by him against the culprits who were responsible for the murder of Liaqat Ali Khan, was not acted upon and subsequently changed. I demand from this House that report of Justice Akram should be brought before the House.

Mr. Speaker : Let there be a regular resolution for that.

وزیر قانون - جناب والا ۱۹۵۲ء کے بعد پاکستان کے غروب عوام کے ساتھ ایک اور منظم سازش ہوئی۔ آج اس ایوان میں پسماندہ علاقوں کی ترقی کی بات ہوتی ہے۔ بات ہوتی ہے کہ پسماندہ علاقوں میں سڑکیں نہیں ہیں۔ سکول نہیں ہیں۔ میں جناب والا۔ یہ عرض کر دوں کہ اس کے وہ لوگ ذمہ دار ہیں جنہوں نے ۲۴ سال تک ان لوگوں کو جان بوجھ کر پسماندہ رکھا تھا۔ تعلیم سے بے بہرہ رکھا تاکہ ان میں شعور بلند نہ ہو سکے۔

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - میں جناب وزیر قانون صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پسماندہ ضلع جس کے متعلق میں نے عرض کیا ہے یہ اس ہاتھی کو گھائل کرنے میں مصروف تھا۔۔۔۔

مسٹر سپیکر - سردار صاحب آپ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اگر اسی طرح جھوٹی جھوٹی تقریریں ہونی ہیں تو فاضل ممبر تقریر نہیں کر سکتے دوسرے ابھی بہت سے ممبران نے یہاں تقریریں کرنی ہیں اس طرح ان کو تقریر کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اگر یہ رسم چل نکلی تو یہ رسم بہت دور تک چل نکلتے گی۔ میں صبح سے اس سے گریز کر رہا تھا اور محسوس یہ ہوتا ہے کہ شاید یہ گریز نہ ہو یہ ایک طرفہ تو بات نہیں ہوتی۔ اگر حزب اختلاف کے کچھ ممبران کا یہ خیال ہے کہ ان میں اکثر تقریر کر چکے ہیں تو یہ کوئی آخری اجلاس نہیں ہے اور نہ ہی اس سیشن کا آخری دن ہے۔ اس طرح یہ رسم غلط طریقے سے چل نکلتے گی۔ مجھے اس چیز کا دکھ ہوا ہے کہ جب سردار امجد حمید دستی صاحب نے ان کو تقریر کے دوران اس طرح ٹوکا ہے۔ انہوں نے ابھی چند لمحے پہلے تقریر کی ہے ان کی تقریر کو بھی ٹوکا جاسکتا تھا۔ ہم اس ایوان میں

حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی صورت میں اس لئے موجود ہیں کہ سب ممبران کا بہت سی باتوں پر آپس میں اختلاف بھی ہے اور اتفاق بھی۔ جو دوست یا جو ممبر فاضل ممبر کی تقریر سے اتفاق نہیں کرتے ہیں ان کا اختلاف ان کو مبارک ہے مگر یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس کو میں ایک مرتبہ پھر دہراتا ہوں۔

وزیر قاضی - جناب والا۔ یہاں ہر ہمساندگی کی باتیں ہوئی ہیں۔ یہاں پر یہ کہا گیا کہ ہمارے علاقے کے مسائل ایسے ہیں کہ وہاں مدرسے نہیں ہیں۔ سڑکیں نہیں ہیں۔ اگر کوئی بھی فاضل ممبر سمجھتا ہے کہ اپنے علاقے کے ووٹروں کو یہاں پر بات کر کے خوش کر سکے گا تو یہ ان کی بھول ہے۔ اگر کسی ہمساندہ علاقے میں کل کسان یا شعور نہ تھا اگر کل اس سے کچھ غلطیاں ہوئیں تو میں آج کے کسان کو گارنٹی کرتا ہوں کہ آج کا کسان ہمساندہ علاقوں میں اس حد تک با شعور ہو چکا ہے کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے چند فاضل ممبر صاحبان ان کے شعور سے لرزتے ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ طبقاتی جدوجہد کی بات نہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا۔ میں سلوٹ کرتا ہوں صدر مملکت کو کہ انہوں نے عوام کے شعور کو بلند کر کے بہت بڑی خدمت کی ہے نہ صرف غریب عوام کی بلکہ اس ایوان کے معزز ممبران کی بھی جو حزب اختلاف کی سیٹوں پر بیٹھ کر پیپلز پارٹی کے منشور سے بڑھ کر گانڈ لائن دے رہے ہیں اور پیپلز پارٹی کے منشور سے آگے جا کر عوام کی بات کرتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے فاضل ممبران نے غریب کی بھی بات کی کسان کی بھی بات کی۔ مزدور کی بھی بات کی۔ حقیقت میں یہی فتح صوبہ پنجاب کے کسان کی ہے۔ غریب کی ہے۔ مزدور کی ہے۔ اور اس کا تمام تر سہرا جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے سر ہے۔

حضور والا۔ یہاں پر جو کچھ بھی ۲۵ سال تک کیا گیا۔ جو بھی استحصال ہوا۔ جو بھی ظلم ہوا۔ آخر اس استحصال اور ظلم کے دن کٹتے ہیں۔ پھر اس ملک میں آمریت سے لڑنے کے لیٹے قائد عوام صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب میدان میں آئے۔ ان کے ساتھ لاکھوں جیلے کارکن تھے۔ اس ایوان میں کارکنوں کے خلاف بات ہوئی۔ پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے خلاف بات ہوئی۔ میں بھی بھٹو صاحب کی فوج کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں۔ میں بھی ایک کارکن ہوں۔ میں شرم محسوس کرتا ہوں۔ میرا سر شرم سے ان کارکنوں کے سامنے

جھک گیا۔ جذاب والا۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے معذرت بھی چاہتا ہوں یہاں ان کے خلاف باتیں ہوئیں ہیں۔ آخر یہ ایوان ان کے خون سے سجا تھا یہ ایوان ان کی قربانیوں سے سجا تھا۔ انہوں نے قائد عوام کی قیادت میں آمریت کے بت کو ہاش ہاش کیا تھا۔ جس کی وجہ سے ہم یہاں سب اس ایوان میں موجود ہیں۔

وہ جن کے خون سے رنگین ہے آج صحن چمن
انہیں کو کہتے ہو وہ خار ہیں چمن کے لئے

کارکنوں کے خلاف یہاں باتیں ہونیں حالانکہ ہمارے غیور کارکنوں میں نظم و ضبط تھا۔ اور البتہ اب اگر چند جماعتوں کی طرف سے اس انقلاب کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کو لئے عوامی غبار کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے کارکنوں کی صفوں میں چند جماعتوں نے چند نام نہاد کارکنوں کو بھیج دیا ہے کیونکہ وہ یہاں پر کوئی انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کارکنوں کا اپنی صفوں سے صفایا کر رہے ہیں۔ ہم ان کارکنوں کو نکالیں گے اگر وہ رجعت پسندوں کی صورت میں ہماری صفوں میں آئیں گے۔ اگر وہ انتہا پسندوں کی شکل میں آئیں گے اگر وہ آکر ہماری صفوں میں اتار کی بھیلانا چاہیں گے۔ اگر وہ گھیراؤ جلاؤ کرانا چاہیں گے۔ اگر وہ رجعت پسندوں سے اتحاد کر کے انتشار بھیلانا چاہیں گے تو ہم صرف ان کو اپنی صفوں سے نکالیں گے بلکہ ان کو برداشت بھی نہیں کیا جائے گا۔

جناب والا۔ ہمیں ملک کے حالات کا تجزیہ کرنا ہے اس لئے ہر مخلص پاکستانی کا فرض ہے خواہ وہ کوئی نظریہ رکھتا ہو۔ اگر میرا نظریہ کچھ ہے اور سامنے والی سیٹوں پر ممبران جو تشریف فرما ہیں ان کا نظریہ کچھ ہے اگر وہ ملک کے ساتھ اور قوم کے ساتھ مخلص ہیں تو سب سے پہلی ذمہ داری ہر مخلص پر یہ عائد ہوتی ہے کہ وہ ملک کے اتحاد اور ملک کی سلامتی کے لئے کام کرے۔ ان کے نظریے کا نفاذ کہیں خلا میں نہیں ہوتا وہ اس ملک پاکستان میں ہو گا۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ کیا وزیر موصوف کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے ان کو بولنے ہوئے پورا آدھ گھنٹہ ہو گیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ وہ وقت آپ نے نہیں نکالا جو دوسرے معزز اراکین نے ان کا لیا ہے۔

رائس شوکت محمود۔ جناب سپیکر۔ میرا وقت بھی ان کو دے دیا جائے۔
مسٹر سپیکر۔ کسی کو کسی کا وقت نہیں دیا جا سکتا۔ یہ فارمولا
کم از کم آج نہیں چلے گا۔

وزیر قاضیوں۔ جناب والا۔ ان ۲۰ سالوں میں ایک ایسے نظام کو
سہارا دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ یہاں جو بھی تقریریں ہوتی ہیں ان
میں کہا جاتا ہے کہ ۲۵ سال عوام کے ساتھ یہ ہوتا رہا وہ ہوتا رہا۔ میں
سمجھتا ہوں کہ اس میں سے کم از کم قائد اعظم اور قائد ملت کے زمانے
کو سہرائی کر کے نفی فرما دیں تو کیا بہتر نہ ہوگا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کے مشورے کا شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ دیکھنا
یہ ہے کہ وہ کس حد تک اس کو قبول کرتے ہیں اس مشورے کی نسیں
نہیں ہے۔

وزیر قاضیوں۔ ایک نظام کو ناکام سہارا دیا گیا۔ کاشتکاروں کو فوج
کے آمروں نے سہارا دینے کی کوشش کی۔ اس میں بھیجا خان کا نام سر
فہرست ہے۔ لیکن جناب والا۔ وہ نظام کھوکھلا تھا۔ وہ نظام اپنی موت اس روز مر
گیا۔ جس روز قائد عوام نے قائد اعظم کا وہ لفظ، "اسلامک سوشلزم" استعمال
کیا تھا۔ وہ پرانا نظام برطانوی سامراج کی کٹھ پتلی تھا وہ کہتا رہا مجھے
کچھ نہ کہو میں خستہ ہوں میں دیوار خستہ میں گر جاؤں گا مجھے
سہارا دیجئے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد آج مشرقی پاکستان ہمارے پاس نہیں ہے
تو یہ حالات تھے جن کے تحت اقتدار ہمیں ملا۔ جناب صدر مملکت نے
اقتدار اس لئے لیا کہ انہیں عوام کی بھر پور حمایت حاصل تھی۔ عوام کے
ساتھ وعدے کئے تھے۔ عوام کو ان پر بھروسہ اعتماد تھا اگر عوام کو ان
پر اعتماد نہ ہوتا تو کوئی شخص ملک میں ایسا نہ تھا جو ان کا مساعد
حالات میں کنٹرول کر سکتا۔ ذوالفقار علی بھٹو امید کی آخری کرن بن کر
اس ملک میں آئے۔

چوہدری امان اللہ لک۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ کل سے فاضل مقررین
اور وزرا' سقوط ڈھاکہ کو ٹسکس کر رہے ہیں میں یہ گزارش کروں گا کہ
اسے ایوان میں ٹسکس نہ کیا جائے اگر میں چیئرمین ہی ہی کے حوالے دوں
تو ایوان میں ہدمزگی پیدا ہو گی۔

میسٹر سپیکر۔ یہ آپ اپنے تک ہی رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں
 یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ صدر مملکت نے اقتدار حاصل کیا اور اس
 قلیل عرصہ میں ملک کے کسانوں 'مزدوروں' دانشوروں اور ملک کے کچلے
 ہوئے طبقوں کو جو کچھ دیا وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ صدر مملکت
 نے دو محاذوں پر اندرونی اور بیرونی محاذ پر بین الاقوامی سازش کا مقابلہ
 کیا۔ اتحاد عالم اسلام کے لئے اور مسلم ممالک کی ترقی اور سر بلندی کے
 لئے انہوں نے رسول پاک کے روضہ مبارک کی جالی سے لہٹ کر خداوند
 کریم سے دعا کی ان کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔ انہوں نے کہا:-

رحمتیں ہیں تمیری اغیار کے کاشانوں پر

برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

صدر مملکت نے آگے بڑھ کر حجر امیر کو چوما عالم اسلام کے اتحاد کے
 لئے باری تعالیٰ کے حضور میں دعا کی تو یہ باتیں تاریخ کا حصہ
 ہیں۔

جہاں تک بجٹ کا تعاقب ہے۔ جناب والا۔ وہ ان ناساعد حالات
 میں تیار کیا گیا جو کچھ ہو سکا کیا۔ لیکن پچھلی حکومتوں نے کبھی بھی
 فاضل بجٹ پیش نہیں کیا جو بجٹ بھی پیش کئے گئے وہ محض بناوٹ
 تھے بلکہ عوامی بجٹ کبھی پیش نہیں کیا۔ تاریخ ایک کھلی ہوئی
 کتاب ہے اس کے دو ورق ہیں اگر ایک ورق پر محمد عربی صلی اللہ علیہ
 وسلم کا نام ہے تو دوسرے ورق پر ابوسفیان کا نام درج ہے۔ اگر ایک ورق
 پر حسین علیہ السلام کا نام ہے جنہوں نے حق کے لئے قربانی دی تو جناب
 والا دوسرے ورق پر یزید کا نام آتا ہے۔ اگر ایک ورق پر مزدور کا نام ہے
 جو جدوجہد کر رہے ہیں تو دوسرے ورق پر ظالم کا نام ہے جو ویٹ
 نامیوں کا خون پینا چاہتا ہے اگر ایک ورق پر قائد اعظم محمد علی جناح
 کا نام ہے تو دوسرے ورق پر ذوالفقار علی بھٹو کا نام ہے محسن ملت کا نام
 ہے۔ اگر ایک ورق پر ترقی پسندوں کا نام ہے تو دوسرے ورق پر رجعت
 پسندوں کا نام ہے۔ تو جناب والا۔ جو بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا اس
 پر کچھ معزز اراکین ناجائز نکتہ چینی کر کے کچھ اچھی روایت قائم
 نہیں کر رہے۔ ایک وہ ہیں جو موجودہ تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے بجٹ کو منظور

کرتے ہیں اس کے حق میں بات کرتے ہیں ایک ورق پر ان کا نام آئے گا۔ اور دوسرے صفحہ پر ناجائز نکتہ چینی کرنے والوں کا نام آئیگا۔

دیباں خورشید انور۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ میں جناب والا۔ ایک مسئلے کی جانب آپ کی توجہ مبذول کر رہا ہوں۔ قیام پاکستان کے بعد جب بھی کوئی نالائق آدمی وزیر بنا تو اس نے اپنے دفاع میں قائد اعظم کا نام استعمال کیا جس سے ہمیں بہت نقصان ہوا۔ آج بھی یہی ہو رہا ہے کہ جو بھی نالائق وزیر ہوتا ہے وہ قائد عوام کے نام کو استعمال کرتا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کو مقرر کی تقریر سے اختلاف تو ظاہر ہے۔ اس قسم کے ہوائنٹ آف آرڈر اگر اٹھائے گئے یعنی اس طریق پر اگر آپ اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنا شروع کر دیں تو بڑا مشکل ہوگا۔ ایک مرتبہ میں ایک کانفرنس میں شریک تھا شیخ سیکرٹری ہمارے دوست تھے وہ جب نام لینے تھے کہ فلاں مقرر آ کر تقریر کرے گا۔ تو وہ پہلے بتاتے تھے کہ پہلے فاضل مقرر نے کیا کہا اور ساتھ یہ بھی بتاتے تھے کہ آنے والا فاضل مقرر کیا کہے گا تو میں اس ضمن میں یہ کہوں گا کہ ہم وہ انداز چھوڑ دیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب سیکرٹری میں جناب خورشید انور کے الفاظ کا ازالہ کرتے ہوئے جناب وزیر قانون کو ان کی بہترین اداکاری پر مبارک باد دیتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ یہ اداکاری، کا لفظ واپس لیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔

مسٹر شہباز احمد خان۔ (مسٹر ڈپٹی سپیکر) ہوائنٹ آف پروویج۔ فاضل وزیر جو تقریر کی ہے وہ ایک وزیر کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ایک رکن کی حیثیت سے بھی کی ہے۔ ان کی تقریر کے فوراً بعد لفظ نالائق، کہنا یا استعمال کرنا میں سمجھتا ہوں معزز رکن کے استحقاق کو نقصان پہنچانا ہے اس لئے انہیں یہ لفظ واپس لینا چاہئے۔

مسٹر سپیکر - وزیر موصوف یعنی وزیر قانون اگر اس لفظ سے متفق نہیں ہیں تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ.....

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنون کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وزیر قاضیوں - جناب والا - بات میری موجودگی میں ہوئی ہے - جو کچھ بھی فاضل رکن کہنا چاہتے ہیں یہ ان کا اپنا اپنا اخلاق ہے - میں ان کو اجازت دیتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - اگر وزیر موصوف کی دل شکنی ہوئی ہو تو میں اس کے لئے ان سے معذرت چاہتا ہوں -
مسٹر سپیکر - بات ختم ہو گئی ہے -

مہیا اسماعیل ضیاء - اگر آپ نے لفظ 'فلائق' کی اجازت ہاؤس میں دیدی ہے تو میں اس پر جناب سپیکر کی رولنگ چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - انہوں نے اس لفظ پر اپنی معذرت کا اظہار کیا ہے -

مسٹر احسان الحق پیراچہ - (سرگودھا) - جناب والا - جس طرح وزیر قانون نے یہ تقریر فرمائی ہے اسی طرح وہ اسلام آباد جا کر وہ اپنے قائد عوام سے اپنے صوبہ کا حق مانگیں تو زیادہ بہتر ہے مگر وزیر جب وہاں جاتے ہیں تو بلی کی طرح بیٹھ جاتے ہیں اور پنجاب کے حقوق کا کبھی انہوں نے خیال نہیں کیا -

جناب والا - وزیر مالیات نے اپنی بجٹ تقریر میں جناب قائد عوام کی شخصیت اور ان کی نام نہاد اصلاحات کا ذکر کیا ہے - میں عرض کرتا ہوں کہ جتنی بھی اس ملک میں اصلاحات نافذ کی جا چکی ہیں یا کی جائے والی ہیں - وہ یا تو ناکام ہو چکی ہیں یا ان کی ناکامی کا پتہ ہو چکا ہے -

جناب والا - لیبر پالیسی جسکا پھیلاز پارٹی کو فخر ہے اس کی ناکامی کو حکومت نے خود تسلیم کر لیا ہے - اور وزیر محنت نے اعلان کیا ہے کہ ابھی چند دنوں میں نام نہاد لیبر پالیسی میں پھر ترمیم کی جائے گی -

جناب والا - تعلیمی پالیسی کا بھی یہی حال ہے - اس کا نفاذ ابھی تک ہوا ہی نہیں ہے - لیکن اس کی ناکامی یقینی ہو چکی ہے - صنعتی پالیسی کے متعلق عرض کروں گا کہ جتنی صنعتیں حکومت نے آج تک اپنی

تحويل میں لی ہیں۔ وہ بالکل فیل ہو چکی ہیں۔ وہ بالکل کام نہیں کر رہی ہیں۔ کچھ تو گھیراؤ جلاؤ کی نذر ہو چکی ہیں اور جو باقی ہیں وہ بدانتظامی کی وجہ سے بند پڑی ہیں۔ اسلئے گورنمنٹ کی یہ پالیسی بھی ناکام ہو چکی ہے۔ جن لوگوں کے لئے۔ جن طبقوں کے لئے یہ پالیسی نافذ کی گئی تھی۔ ان میں سے کوئی طبقہ بھی خوش نہیں ہے۔ نہ مزدور خوش ہیں۔ نہ مالک خوش ہیں۔ نہ مزارع خوش ہیں۔ نہ زمیندار خوش ہیں۔ چنانچہ تمام کے تمام طبقے مایوس ہیں۔

جناب والا۔ بجٹ ہمیشہ صوبے اور اسکی معاشی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ وزیر مالیات مجھے معاف فرمائیں گے کہ اس لحاظ سے یہ بجٹ بالکل مایوس کن ہے۔ جناب والا۔ وزیر خزانہ نے بجٹ پڑھا تک نہیں۔ سیکرٹری مالیات نے بجٹ تیار کیا اور اسپر وزیر مالیات نے دستخط ثبت کر دئے۔

Mr. Speaker: Please do not repeat the argument already advanced.

مسٹر احسان الحق پوچھا۔ اسکا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ محکمہ مالیات نے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دو ڈپٹی سیکرٹری کی آسامیاں رکھی ہیں۔ حالانکہ اس عبوری آئین کی رو سے ایک ڈپٹی سیکرٹری ہونا چاہئے تھا۔ جناب والا۔ اگر اتنی فاش غلطی کسی جمہوری ملک میں کی جاتی تو وہاں کے وزیر خزانہ مستعفی ہو جاتے۔ برطانیہ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اگر وزیر خزانہ نے اپنے بجٹ میں کوئی غلط آئیٹم پیش کی ہے اور ایوان میں اس پر بحث ہوئی تو وزیر خزانہ کو اس وجہ سے مستعفی ہونا پڑا۔

جناب والا۔ اس بجٹ میں پارلیمنٹری سیکرٹریوں کے لئے روپیہ رکھا گیا ہے۔ آئین کے تحت پارلیمنٹری سیکرٹری بھی نہیں رکھ سکتے اور جو رقم ان کے لئے رکھی گئی ہے وہ بھی غیر قانونی ہے۔ اس لحاظ سے اب میں وزیر خزانہ کو مشورہ دوں گا کہ ان غلطیوں کی وجہ سے وہ مستعفی ہو جائیں۔ اور ایک اچھی مثال قائم کریں۔

وزیر مالیات۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ عرض کروں گا کہ اگر میں مستعفی ہو بھی جاؤں تو ان کی باری پھر نہیں آئے گی۔

مسٹر سپیکر—دنیا امید پہ قائم ہے -
(مہتممہ)

مسٹر احسان الحق پراچہ—کیا ہتہ ہے کہ شاید سہری بھی
لاٹری نکل آئے - (قطع کلامیاں)

علاء رحمت اللہ ارشد—جناب والا! میں محترم وزیر خزانہ
صاحب کی خدمت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ”ہم نے دریاؤں کو چڑھ
چڑھ کے اترتے دیکھا“ -

مسٹر احسان الحق پراچہ—جناب والا! اب میں آپ کی توجہ
جنرل ایڈمنسٹریشن کی طرف دلاؤں گا - اس سال جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے
سات کروڑ باون لاکھ روپے رکھے گئے ہیں - جسوقت ون یونٹ بنا تھا اس
وقت پنجاب کے لئے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے رکھے گئے تھے - اس لحاظ
سے جنرل ایڈمنسٹریشن میں چھ کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے - جناب
والا - جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں اس صوبے کے حاکم اعلیٰ کے لئے
بھی اخراجات رکھے گئے ہیں - میں گزارش کرونگا کہ اس عوامی حکومت
کے ایک عوامی حاکم اعلیٰ کے لئے جو اخراجات رکھے گئے ہیں وہ تقریباً
تیس ہزار روپے ماہوار بنتے ہیں - میں پیپلز پارٹی سے گزارش کرونگا کہ
جب یہ فرماتے ہیں کہ یہ عوامی حکومت ہے اور عوام کے لئے بنی ہے
تو عوام کے حاکم اعلیٰ کے لئے تیس ہزار روپے ماہانہ اخراجات کسی
صورت میں قابل تحسین نہیں ہیں - جناب والا - جنرل ایڈمنسٹریشن کی
مد میں حاکم اعلیٰ کے لئے ایک جہاز کے اخراجات کے لئے پانچ لاکھ
پچاسی ہزار روپے رکھے گئے ہیں - حالانکہ وہ لاہور فلائنگ کلب کا جہاز
بھی استعمال کر سکتے ہیں - بی۔آئی۔اے کی فلائٹ بھی استعمال کر سکتے
ہیں - میرے خیال میں یہ عیاشی ہے - اور ہمارا غریب صوبہ جسکا
خود وزیر خزانہ صاحب نے اعتراف کیا ہے - اتنے بھاری اخراجات کو برداشت
نہیں کر سکتا -

مسٹر محمد یعقوب علی بھٹہ—(لاہور ۱۲) - جناب والا!
زیر بحث میزانیہ جو محمد حنیف رائے صاحب نے پیش کیا ہے وہ نامساعد
حالات میں پیش کیا گیا ہے - اس طرف بیٹھے ہوئے معزز اراکین نے بے حد
اعتراضات اٹھائے ہیں - اگر خدانخواستہ انہیں اس طرف بیٹھا دیا جائے تو

تو وہ اس سے بہتر میزانیہ پیش نہ کر سکیں گے۔ وہسے کہنے کو تو بہت باتیں کہی جا سکتی ہیں۔ حزب مخالف کے معزز ارکان نے جو باتیں کہی ہیں۔ میں اس ضمن میں صرف یہ کہوں گا کہ انہیں گزریے ہوئے حالات یاد کرنے چاہیں یہ تو اسکے مصداق ہے کہ ”چھپتے ہوئے پر چھاننی کیونکر بولے“۔ بہت سے معزز ارکان نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چھ ماہ کے قلیل دور میں تالہ بندی۔ ہڑتالیں۔ قتل و غارت اور اغوا وغیرہ ہوئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قائداعظم جس وقت بیماری کی حالت میں زیارت سے واپس کراچی تشریف لائے تھے۔ تو کیا یہ اس حکومت کا دور تھا کہ وہ وہاں سڑک پر تین گھنٹے پڑے رہے اور وہیں فوت ہو گئے وہ کونسی حکومت تھی۔ لیاقت علی خاں صاحب جسوقت شہید ہوئے کیا اس کا دور حکومت تھا۔ ڈاکٹر خاں صاحب جب قتل کئے گئے وہ کس کا دور اقتدار تھا۔ یہ میرے انہی دوستوں کا دور اقتدار تھا۔

جناب والا! ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے۔ اگر اس میں ترقی کی امید کی جا سکتی ہے تو صرف اس صورت میں کہ اسکی زراعت کو فروغ دیا جائے۔ میں اپنے محترم وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کو یہ مشورہ دوں گا کہ جناب والا! زراعت کو فروغ صحیح معنوں میں دیا جائے اور ہمارے پاس وسائل بھی موجود ہیں۔ زیر بحث میزانیہ اس وقت تیار ہوا جس وقت سقوط ڈھاکہ ہو چکا تھا۔ ملک کا ۵۶ فیصد حصہ کٹ چکا تھا۔ جو کچھ ہمارے وسائل ہیں انکو بروئے کار لائیں یہ صرف اس لئے باتیں بناتے ہیں اور ہنستے ہیں کہ انہیں یہ پتہ ہے کہ اس حکومت سے روٹ پرٹ نہیں ملیں گے۔ سب سے زیادہ اعتراض کرنے والے وہی بیٹھے ہیں جنہوں نے وزرا کے قدموں پر سر رکھ کر دو دو تین تین روٹ پرٹ لئے تھے۔ یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ ضلع مظفرگڑھ ہسماندہ ہے۔ میں انہیں یاد کرانا چاہتا ہوں جن حضرات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ انکے والد تو ہر وزارت میں وزیر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

Mr. Speaker—No further reference please.

دسٹر مکئڈ یعقوب علی بھٹو—جناب والا۔ اسکے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ان معزز ارکان کو اس سے بہتر بجٹ کی توقع ہے تو اس حکومت کو موقع دینا چاہئے۔ لیکن انہوں نے ایک ہی بات سیکھی ہے کہ اعتراض برائے اعتراض کیا جائے۔ کسی کو کام کرنے کا

موقع تو دیا جائے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی باری کبھی نہیں آئے گی۔ اگر مسٹر حنیف رامے وزیر خزانہ کا قلمدان کسی اور کے سر پر بھی کر دیں تو بھی انشاء اللہ انکی باری انکی زندگی میں کبھی نہیں آئیگی۔ واقعات انہیں سزا دیں گے۔ اور اسکے لئے انہیں تیار رہنا چاہئے۔ اگر ٹریڈروں کی قیمتیں بڑھ گئیں ہیں تو یہ روپے سوں کمی آنے کی وجہ سے ہے۔ خوراک کے ضمن میں ٹریڈر یا ٹیوب ویل میں رعایت دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ رعایت اس وقت دی جائیگی جب ہمارے پاس وسائل موجود ہونگے۔ جناب والا۔ میں یہ چیز وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ملکی پیداوار کی کھپت کے لئے منڈیاں تلاش کی جائیں۔ اس وقت آلو۔ پیاز اور اوری یہ تینوں فصلیں ہیں اور آلو اس سال اتنا کثرت سے پیدا ہوا ہے کہ ہمارے پاس اسکی کھپت کے لئے منڈیاں نہیں ہیں۔ آلو چھ سات روپے من فروخت ہو رہا ہے اور پیاز تین چار روپے فی من فروخت ہو رہا ہے۔ میں یہ تمناں کروں گا کہ زمینداروں کو سٹاک کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ - (بی بی ۱۸۶ حلقہ خواتین نمبر ۶) جناب والا! تین روز سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ ہنگامہ آرائیاں ہو رہی ہیں۔ حزب اقتدار کی طرف سے جو صبر سے جواب دئے جا رہے ہیں۔ وہ سارے ہاؤس نے سنے اور میں اس پر بھی وزیر خزانہ کو عقیدت مندانہ مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں بلکہ میرے ملک کے مزدور کسان اور غریب عوام بھی آپکو مبارکباد کے مستحق سمجھتے ہیں اور یہ بجٹ غریب کسان کی آرزوؤں کا مرکز ہے اور اس کے برعکس حزب اختلاف کے اراکین بھی وزیر خزانہ کی قدروں اور صلاحیتوں کا احترام کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ان چہروں سے نقاب اٹھائے ہیں۔ جو آج پنجاب اسمبلی میں ٹکٹ لے کر بیٹھنا اپنا فخر محسوس کرتے ہیں۔ جناب والا۔ جو پالیسیاں بنائی گئیں ان کے متعلق کہنے کے لئے زیادہ وقت کی گنجائش نہیں۔ بلکہ وقت کی کمی کے باوجود بھی بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور سنا جا چکا ہے۔ اسکے بعد میں یہ گزارش کروں گی کہ حاجی سینہ اللہ خان صاحب نے صدر ایوب کی تمہنیت اور تعریف میں بہت پل باندھے ہیں۔ میں صرف اس کے متعلق دو لفظ کہوں گی کہ جب ایوب آئے تو مارشل لا لے کر آیا قانون کا گلا گھونٹ دیا۔ جب ایوب آئے واپس کیا تو آئین کا گلا گھونٹ کر مارشل لا لگا گیا اور اس کے نتائج ہمارے سامنے سقوط ڈھاکہ کی شکل

میں برآمد ہوتے ہیں۔ مارشل لاء لگانے پر ہمارے ملک کا ایک حصہ کٹ گیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان—ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل ممبر میری پارٹی کے ایک سربراہ پر تشدید کر رہی ہیں۔ میں گزارش کرونگا کہ وہ اسی باتیں نہ کریں ممکن ہے اس میں اور کوئی خانہ زاد ننگے ہو جائیں۔

مسٹر سپیکر—انہوں نے صدر ایوب کے بارے میں فرمایا ہے وہ کسی پارٹی کا اس وقت سربراہ نہیں ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان—جناب والا! آپ یہ فیصلہ دے چکے ہیں کہ یہ پالیسی ترک کر دینی چاہئے ورنہ ہمیں حق ہوگا کہ ہم ان کی پارٹی کے سربراہ کے متعلق جو چاہیں کہیں (قطع کلامیاں)۔

مسٹر سپیکر—حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ آپس میں گفتگو کرنے کی بجائے سپیکر کو مخاطب کریں۔

بیگم باقریس حبیب اللہ—جناب والا! میں آپکی وساطت سے حزب اختلاف کے ممبروں سے گزارش کروں گی کہ آپ کچھ تہذیب اپنانے کی کوشش کریں۔ آپ اپنے آپکو بڑے ذمہ دار اور بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ آپ سوچئے کہ عورت کی عظمت کیا ہے اور عورت کے لئے کیا الفاظ استعمال کرنے چاہیں۔ آپ نے اس سے پہلے بھی ہمارے متعلق یعنی خواتین کے متعلق چند ایسے الفاظ استعمال کئے تھے۔ جس کو کوئی قانون کوئی تہذیب کوئی ادارہ قبول نہیں کر سکتا۔ (شیم-شیم)۔

جناب والا۔ میں یہ گزارش نہیں کرونگی کہ وہ فاضل ممبر جو اپنے آپ کو بہت داعی سمجھتا ہے۔ وہ اپنے الفاظ واپس لے لے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ عورت کی عظمت کیا ہے۔

رانا پھول محمد خان—انہوں نے تمام ارکان کی طرف اشارہ کیا ہے کیا انہوں نے تہذیب کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

مسٹر سپیکر—آپ اس میں شامل نہیں ہیں۔

رائہ پھول محمد خان۔ ہمیں خواتین کا احترام کرنا آتا ہے۔ ہم کبھی خواتین کی تقریر میں روڑے نہیں اٹکتے وہ ہمیں خواہ مخواہ گھسیٹ لاتی ہیں۔

بیگم باقیبیس حبیب اللہ۔ جناب والا! میں اتنا ضرور عرض کروں گی کہ۔

ونعز من تشاء وتذل من تشاء

(اور تو ہی عزت دیتا ہے جس کو چاہے)

اور تو ہی ذلت دیتا ہے جس کو چاہے)۔

جس وقت پاکستان سسکتا ہوا اور ہچکیاں لینا ہوا موت کے کنارے پر کھڑا تھا۔ اس وقت قائد عوام نے اس ملک کی باگ ڈور کو سنبھالا تھا۔ آج ایوب امر کی ان ریشہ دوانیوں اور یچیولی خان کی ان بد عنوانیوں کا سدباب کیا ہے۔ اگر حکومت حزب اختلاف کے کنونشن مسلم لیگ کے کسی ممبر کو دے دی جاتی تو میرا خیال ہے یہ اسطرح ہوتا جیسے محیب نے مشرقی پاکستان کو ہنگامہ دیش بنا دیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ پرائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہر ممبر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پہلی حکومتوں کے عہد کو ہدف تنقید بنائے، مگر جو آدمی ایوان میں موجود نہ ہو اس کا نام نہ لیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ مسئلہ ہمارے بھی آیا تھا آپ کے متعلق تو میں نہیں کہہ سکتا مگر حزب اختلاف کے ممبران کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ یہ ہو سکتا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ آپ کی رولنگ کیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ میری رولنگ یہ ہے کہ وہ اس تعریف میں نہیں آتے جس کلاز کے تحت یہ لکھا ہوا ہے کہ ان اشخاص کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ جب مسٹر عاشق کلیم سابق مشیر کا یہاں ذکر ہوا تھا اسوقت ہم اسی نتیجہ پر پہنچے تھے۔

مسٹر تاج محمد خانداز۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس ایوان میں بار بار ایوب خان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے دوست اور

رفقائے کار کے نظریات ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد بدل گئے ہوں لیکن یہ کوئی فورم نہیں ہے کہ بار بار ایوب خان کی شخصیت کو اس ایوان میں ایسے لفظوں میں یاد کیا جائے۔ یہ اس ایوان کے وقار کے منافی ہے۔ میں صرف اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔

مسٹر سپہیکر—آپ کے خیالات ایوان تک پہنچ گئے ہیں۔ اب قائد ایوان تقریر فرمائیں گے۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)۔ جناب سپہیکر! وقت چونکہ کم ہے اور اس اجلاس میں اہم ترین تقریر وزیر خزانہ کی ہونی چاہئے۔ کافی نکات پر بحث کی جا چکی ہے۔ اس لئے میں نہایت ہی مختصر وقت میں چند ایک گزارشات پیش کروں گا۔ حزب اختلاف کے معزز دوستوں نے بجا طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور پروگرام اور نظریات کو بنیاد بنا کر بحث پر اعتراضات کئے ہیں۔ یہ ان کا حق تھا۔ اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے نقطہ نگاہ سے پارٹی کے اس فلسفے اور نظریے کو مختصر طور پر پیش کردوں۔ جس کی روشنی میں ان کے اعتراضات کو جانچا جا سکتا ہے کہ وہ بجا تھے یا بے جا تھے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے نقطہ نگاہ سے جناب والا۔ پاکستان کا وجود اس لئے عالم ظہور میں آیا کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔ مسلمانوں کا یہ نظریہ چند ایک تقاضے رکھتا تھا۔ جن کو پاکستان بننے کے بعد پورا نہ کیا گیا۔ تمام قیادتوں نے اس راہ سے انحراف کیا۔ روگردانی کی اور ان تمام تقاضوں سے جنہیں ہم اسلامی نقطہ نگاہ سے عدل و مساوات کے تقاضے کہتے ہیں بھٹک گئے۔ نتیجے کے طور پر ہماری تمام زندگی نامسلمان ہو گئی اور نا مسلمان ہونے کی وجہ سے تمام برائیاں معاشی۔ سیاسی اور معاشرتی زندگی میں پیدا ہو گئیں۔ تمام وہ برائیاں جن کا ذکر ان قوموں کے سلسلے میں قرآن حکیم میں آتا ہے کہ جب وہ راہ مستقیم سے بھٹکیں تو کن ذلتوں کا کن برائیوں کا کن جرائم کا وہ شکار ہو گئیں۔ قانون قدرت کے عین مطابق ہمیں بھی معاف نہ کیا گیا۔ یہ تاریخ کا سب سے بڑا ثبوت ہے اور آج ہماری قومی

ذلت و رسوائی بجائے خود اس کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ہم نے جن مقاصد کو بنیاد بنا کر پاکستان حاصل کیا تھا ہم نے ان سے روگردانی کی ہے۔

جناب والا - الیہ پاکستان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اسلام کے نقطہ نگاہ سے یہاں اخوت، مساوات اور عدل کی زندگی ہونی چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال جاری رکھا گیا۔ نتیجے کے طور پر علاقائی تعصبات بڑھے۔ نسلی اور قبائلی منافرتوں نے جنم لیا اور تمام سیاسی جمود تمام مابہائی استحصال۔ تمام معاشرتی اونچ نیچ کی انتہائی مکروہ صورتیں یہاں پیدا ہو گئیں۔ جن کو اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ تھا بلکہ وہ اسلام کے منافی ہیں۔ اس کے بعد الیہ پاکستان کا ہونا اور الیہ مغربی پاکستان کے بعد مغربی پاکستان کے اندر استحصال لوٹ کھسوٹ بے انصافی اور جرائم کی تمام صورتوں کا پیدا ہو جانا عین قدرتی بات تھی۔ اس صورت حال میں ہم یہ کہتے ہیں اور کہتے آئے ہیں۔ یہ ہمارا موقف ہے کہ جب تک ہم اپنی اصل کی طرف واپس نہیں لوٹیں گے اور یہ فیصلہ نہیں کریں گے۔ اور عوام کو یہ یقین نہیں دلائیں گے کہ پاکستان جن مقاصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا ان کو ہم نے پورا کرنا ہے، اس وقت تک پاکستان میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب نامسلمانی در آئی اور زندگی نے یہ شکل اختیار کر لی اور جب پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے ان مقاصد کو دھرایا گیا۔ تو عوام نے تاریخ پاکستان کے بنیادی مقاصد کو بالکل اسی طرح جانا پہنچانا اور قبول کیا جس طرح انہوں نے قائداعظم کی قیادت میں جانا اور پہنچانا تھا اور قربانیاں دی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ استحصالی نظام کے خلاف ایک قیادت کے تحت عوام بھر متحد اور منظم ہوئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کامیاب ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اب لازمی طور پر پاکستان پیپلز پارٹی نے عوام کے سامنے جس نظریے کو رکھا تھا اور نظریے کے مطابق جس زندگی کا نقشہ دکھایا تھا۔ اس کے تحت

انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال ختم ہونا چاہیے اور انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کی صورت میں جو کچھ ہو چکا ہے اسے ختم کرنے کا عہد کیا چکا ہے۔ اس عہد کو پورا کرنا چاہیے۔ اور جو کچھ بھی استحصال کی صورتوں کی وجہ تھی۔ مثلاً دولت کا چند ہاتھوں میں مرتکز ہونا، بے انصافی اور لوٹ مار کی ان تمام صورتوں کا جاری رہنا۔ وغیرہ۔ ان کو ختم کرنا ہمارا عہد ہے۔ تو اس نقطہ نظر سے حزب اختلاف کی طرف سے ہم پر اعتراض ہونا واجب اور بجا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہیں یہ مطالبہ کرنا چاہئے تھا اور وہ مطالبہ کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ جب ہم نے بدل و مساوات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے یہ عہد کیا اور فتح حاصل کی تو اس کے مطابق قدم کیوں اٹھائے نہیں جا رہے۔ میں چاہتا تھا کہ وہ ہمارے معزز دوست جو اس ایوان میں پہلے بھی تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹیکس نہیں لگائے۔ آپ نے ٹیکس کیوں نہیں لگائے۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہاں استحصال جاری رہا اور استحصال جاری ہے تو استحصال کرنے والوں نے جو کچھ آج تک قومی دولت کو اپنے گھروں میں ڈال رکھا ہے۔ ان سے وہ دولت واپس کیوں نہیں لیتے یہ ہم پر اعتراض کر سکتے تھے۔ آپ نے ان تمام لوگوں سے زمینیں کیوں نہیں چھینی جنہوں نے سگنگ کے ذریعے، ذخیرہ اندوزی کے ذریعے، بلیک مارکیٹنگ کے ذریعے، رشوت کے ذریعے، اسرانہ دھاندلی کے ذریعے جو مرہے اور جاگیریں بنا لی ہیں ان کو واپس کیوں نہیں لیا۔ آپ نے جب یہ کہا تھا و بجا طور پر کہا تھا کہ ۸۰ فی صد قومی دولت چند خاندانوں کے ہاتھوں میں ہے اور یہ تمام جرائم چند ہاتھوں میں دولت آنے کی وجہ سے پروان چڑھے ہیں بے انصافی ہوئی ہے۔ آپ نے اس ۸۰ فی صد دولت کو چند ہاتھوں سے واپس کیوں نہیں لیا۔ کیوں قدم نہیں اٹھائے۔ آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ گذشتہ قیادتیں جنہوں نے سرمایہ دارانہ نظام کو استحصالی نظام کو دوام بخشا تھا پاکیزگی بخشی تھی تقس بخشا تھا اور جن کی وجہ سے یہ معاشی استحصال کی برائیاں پروان چڑھی تھیں۔ جنہوں نے روٹ پرٹ اور لائسنسوں

کے ذریعے لاکھوں روپے کمانے وہ تمام لاکھوں اور کروڑوں روپے ابھی تک ان کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ ابھی لاکھوں اور کروڑوں روپے کی وجہ سے تمام ان ناجائز کمائیوں اور ناجائز دولت اور جائیداد کی وجہ سے ابھی تک وہ سیاسی اور معاشرتی اقتدار پر قابض ہیں۔ آپ نے ان کو محروم کرنے کے لئے کوئی تجاویز کیوں اختیار نہیں کیں؟ یہ کہہ سکتے تھے۔ کیا وہ اس کے لئے تیار ہیں؟ میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔ ابھی میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ تمام وہ لوگ جنہوں نے عوام کے حقوق غصب کر کے جاگیریں بنا لیں اور سمگلنگ کے ذریعے رشوت کے ذریعے اور اپنے افسرانہ اقتدار کے ذریعے ذخیرہ اندوزی بلیک مارکیٹنگ کے ذریعے اور صنعتکاروں نے ٹیکس بچا کر بڑے بڑے فارم بنا کر جو جو اپنی جاگیریں بنائیں۔ ہم ان سے واپس لینے کا عہد کر چکے ہیں۔ تاریخ کا تقاضا ہے کہ کیونکہ انہوں نے اپنے مقاصد سے انحراف کر کے ایسی چیزوں کو جائز رکھا تھا اب انہیں ناجائز قرار دیا جائے اور جو کچھ انہوں نے حاصل کیا ان سے واپس لیا جائے۔ جب تک یہ تمام وسائل رزق واپس نہیں لئے جا سکتے وہ بنیادی ضروریات جن کو پورا کرنے کی طرف میرے دوست اشارہ کر رہے ہیں وہ پوری نہیں کی جا سکتیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ کاش کہ تقریریں کرتے وقت وہ یہ کہتے کہ جنہوں نے بسوں کے روٹ پر مٹ لے کر لاکھ لاکھ دو دو لاکھ روپیہ یکمشت وصول کیا تھا۔ جنہوں نے چاولوں کی سمگلنگ کر کے دوسری اشیاء کی سمگلنگ کر کے اور یونٹوں کا ہیر پھیر کر کے زمینیں بنا لیں وہ کس حد تک جائز تھیں۔ جنہوں نے بنکوں اور انشورنس کمپنیوں سے اربوں روپیہ حاصل کیا۔ اگر میں غلط نہیں کہہ رہا تو ایک ارب پندرہ کڑور روپیہ قوم کے نام پر قرضہ لیا گیا۔ اور اس پر ایک کڑور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سود ادا کرنا پڑے گا۔ جنہوں نے ایسا کیا اور جن کے پاس تمام وہ دولت موجود ہے۔ اف سے واپس لینے کا سامان کیوں نہیں پیدا کرتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اس نظریہ کے مطابق جو کہ پاکستان کا نظریہ ہے۔ اس وعدہ کے مطابق جو کہ ہم عوام سے کر چکے ہیں۔ ہم یہ تدابیر اختیار کرنے کے پابند ہیں۔ یہ تاریخ کا فیصلہ ہے

۲۳ جون ۱۹۷۲ء

یہ عوام کا فیصلہ ہے ہمیں ایسا کرنا پڑے گا۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکتے تو ہم بھی حرف غلط کی طرح سٹ جائیں گے جس طرح وہ سٹ چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ کوئی ہمارے چاہنے کا سوال نہیں ہے۔ ہمیں ایسا کرنا پڑے گا ہم اس کے پابند ہیں۔ تو جناب والا۔ میں عرض کرونگا کہ ابھی تک تمام وہ لوگ جو اس نظام باطل میں جو اس استحصالی نظام میں وسائل رزق پر قابض ہو چکے ہیں۔ کیا وہ وسائل رزق سے محروم ہو گئے ہیں؟ ابھی تک وہ چیزیں موجود ہیں۔ کیا فاسلمانی مسلمانوں میں بدل گئی ہے؟ قطعی طور پر نہیں۔ ابھی تک تمام وہ قدریں موجود ہیں جن قدروں نے ہماری تمام زندگی کی رہنمائی کی اور جو ابھی تک اسی طرح قبول کی جا رہی ہیں۔ انہیں ابھی تک وہی تقدس اور پاکیزگی حاصل ہے۔ ابھی تک ہیرا پھیری سے مکروفریب سے لوٹ مار سے بتموں۔ بیواؤں ناداروں، غریبوں اور محنت کشوں کا مال ہضم کر کے دولت مند بن جانا ہوشیاری، چالاکی اور شرافت ہے ابھی تک مزدوروں کا مال کھا کر چند مسجدوں میں ہنکھے لگوا کر تقویٰ اور پرہیزگاری کی سند حاصل کر لینا جائز قرار دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو جناب والا۔ جو یہ نا مسلمانوں کی کیفیت ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا ہے ان قوموں کی حالت جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے مختلف نہیں ہے۔ اس لئے جرائم کا ہونا، برائیوں کا ہونا، بد اخلاقی کا جاری رہنا قدرتی بات ہے یہ قدریں اتنی راسخ ہو چکی ہیں۔ کہ یہ ہماری تمام معاشرت کی بنیاد بن چکی ہیں اور انکو راتوں رات تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ ایک طویل جدوجہد اور ایک طویل عرصے کے بعد ہم بحیثیت قوم کامیاب ہونگے۔ ہم اپنی عادات و اطوار کو بدلائیں، اپنی اخلاقی قدروں کو واپس لائیں یہاں واقعی انصاف ہونا چاہیے یہ جو بے انصافی کا تصور ہے اسے ختم کیا جائے۔ حق اور ناحق کی اسلامی نقطہ نگاہ سے دین کے نقطہ نگاہ سے جو تعلیم ہے وہ ہونی چاہیے۔ جناب والا۔ اب صورت حال کیا ہے۔ مسلمانوں نے انگریز اور ہندو کی وجہ سے مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایک آزاد وطن کا مطالبہ کیا تھا اور اسے حاصل کیا تھا وہ دشمن اب بھی موجود ہیں۔ پاکستان کے اندر اور باہر موجود ہیں اور اسکی طرف سے میرے دوست اشارہ کر چکے ہیں۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا سب سے اہم

مسئلہ پاکستان کی بقا ہے ، پاکستان کی سالمیت ہے ۔ ہمارے تمام وسائل اس وقت پاکستان کو بچانے کیلئے ہونے چاہئیں ۔ پاکستان کو بچانے کیلئے سیاسی ۔ معاشی اور معاشرتی وسائل کا ہونا ضروری ہے ۔ میں ان میں سے پہلے معاشرتی وسائل کا ذکر کرتا ہوں ، ہمیں معاشرتی لحاظ سے ایک وحدت ہونی چاہئے ۔ یہ علاقائی تعصبات رنگ و نسل، قبیلہ اور برادری کے تمام امتیازات ختم ہونے چاہئیں کیونکہ یہی روح دین ہے ۔

معاشی لحاظ سے عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جب ہم مساوات عہدی کا ذکر کرتے ہیں تو کیا یہ ہمارے لئے واجب نہیں کہ تمام وسائل رزق کو اس حد تک اپنے پاس رکھیں ۔ جن سے بنیادی ضروریات پوری ہو سکیں اور تمام وسائل مملکت کے سپرد کر دیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ مملکت کا فرض ہے کہ وہ ضروریات زندگی عوام کو مہیا کرے ۔ آپ حکومت سے اپنا حق مانگیں ، اگر پاکستان نہیں رہتا تو ہم یہاں بحیثیت مسلمان کے زندگی بسر نہیں کر سکتے ۔ لیکن جناب والا ۔ ان تلخ حقائق کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ جنہیں Objective Conditions کہتے ہیں ۔ ہمیں اس سے بھی بڑے اہم مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کو بچانا ہے ۔ اور ہم اپنی Objective Conditions کو نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ معاشرتی وحدت ختم ہو چکی ہے ۔ ہر شخص وطن پاکستان کی بات تو کرتا ہے لیکن جب اسے قربانی دینا پڑتی ہے تو اسے اپنی ذات پیاری ہوتی ہے ۔ منافع پیارا ہوتا ہے ۔ مفاد پیارا ہوتا ہے ۔

ہم اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں ۔ اس لئے ہم نے یہ کوشش کی ہے اس میزانیہ کے ذریعے یا دوسرے اقدامات کے ذریعے ایک سمت متعین کر لیں ۔ ایک مضبوط بنیاد رکھ لیں جو اپنے نظریے اور وعدوں کے مطابق ہو ۔ ہمارے ملک میں خصوصی طور پر حکمران طبقہ کوشش کر رہا ہے ، چاہ رہا ہے کہ اصلاحات کامیاب نہ ہوں حالانکہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کو بچایا جائے ۔ قومی اتحاد پیدا کیا جائے ۔ جناب والا ۔ اسلئے ہم نے ان Objective Conditions کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کوشش کی ہے کہ ہم اصلاحات کو نافذ کریں ۔ لیکن موجودہ صورت حال میں اصلاحات کی وہ شکل دے دیں ۔ جس

سے ہم اس حد تک قومی انتشار کے ذمہ دار نہ بنیں۔ کہ سنبھل نہ سکیں۔ ابھی دشمن سے واسطہ ہے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تمام دوستوں نے اس طرح درست فرمایا اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جلاؤ یا گھیراؤ۔ جس کی تشریح میرے دوست فرما چکے ہیں، نہیں ہونا چاہیے۔ یہ درست ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے تمام سیاسی قائدین کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہماری تمام تر توجہ صرف ایک مسئلہ پر مبدول ہوں۔ اور وہ مسئلہ یہ تھا کہ ہمیں پاکستان کا دفاع کرنا ہے۔ اور اس کیلئے ہمیں تمام وسائل وقف کر دینے چاہیں۔ اب بھی جب کہ صدر پاکستان بھارت تشریف لے جا رہے ہیں یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تمام طبقتوں کی طرف سے انہیں مکمل حمایت کا یقین دلایا جا رہا ہے۔ یہ ٹھیک اور درست ہے۔ لیکن اصل چیز یہ ہے کہ جب تک ہم اپنی معاشی زندگی میں لوٹ، کھسوٹ کی وجہ سے وسائل رزق جو چند ہاتھوں میں مرکوز ہو چکے ہیں۔ اور وہ تمام وسائل رزق جو ان کے ہاتھوں میں حرام ذرائع کی وجہ سے ہیں۔ جب تک ان کو حرام قرار نہ دے دیں اور انہیں واپس لینا جائز تصور نہ کر لیں، تب تک ہم اپنی قومی زندگی میں استحکام واپس نہیں لا سکتے، تو یہی ہمارا نظریہ ہے، یہی ہمارا وعدہ ہے اور یہی ہمارا پروگرام ہے اور یہ صرف ہمارا پروگرام نہیں ہے بلکہ میں قومی نقطہ نگاہ سے سمجھتا ہوں کہ یہ تمام قوم کا مطالبہ ہونا چاہئے اور جب میں قوم کہتا ہوں تو اس میں ۹۹ فیصد عوام شامل ہیں ایک فیصد لٹیرے شامل نہیں ہوتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ تو پاکستان کے نظریے کی بازیاہی۔ پاکستان کی اخلاقی قدروں کی بازیاہی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ استحصال کی وجہ سے آج تک جو کچھ ہو چکا ہے اسکو نظامی طور پر بدل دیا جائے۔ اور یہ قرار دیا جائے کہ جنہوں نے یہ کیا تھا وہ غلط تھے اور جو کچھ انہوں نے غلط کیا ہے ہم نے اسکو صحیح کرنا ہے یہ موقف صرف پیپلز پارٹی کا ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہ موقف تمام قوم کا ہونا چاہئے، اگر پھر ہم یہی کچھ کریں گے تو قدرت ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ ہم عدل و مساوات محمدی کا نام لینے کے حقدار ہی نہیں ہیں اگر ہم یہ نہ کریں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ناسلمانی کی وجہ سے ہمارے بھائی ہم سے جدا ہو گئے ناسلمانی کی وجہ سے یہ انتشار پیدا ہوا ہے۔ اور اگر یہ ناسلمانی جاری رہی تو یہ جو کہتے

ہیں کہ مشرقی پاکستان ہمارا حصہ ہے اور مشرقی پاکستان ہمارا حصہ رہے گا یہ نا مسلمانی کی وجہ سے ہم سے جدا ہوا ہے اور اگر یہ جاری رہی تو ہم کس طرح اسے ساتھ ملا سکیں گے۔ بلکہ انہیں ساتھ ملانے کی بجائے یہاں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے اولین تقاضا یہ ہے کہ اگر انہیں واپس لینا ہے اگر انہیں اپنا بنانا ہے تو یہاں عدل و مساوات کے تقاضوں کو عملی شکل دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ یہی شرط اول ہے۔ یہی تقاضائے اول ہے۔ یہی تاریخ ہمارے لئے مقدر کر چکی ہے کہ ہم یہاں نا مسلمانی ختم کریں۔ تب مسلمانی کے رشتے ہمارے اور ان کے درمیان واپس لوٹنے ہیں۔ اگر یہاں مسدانی نہیں آتی تو یہ کہنا یا یہ مطالبہ کرنا یا خواہش رکھنا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ہمارے ساتھ اسی طرح سے مل جائیں گے جس طرح کے پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے ملے تھے تو میں یہ تلخ حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ قانون قدرت کے مطابق اور تاریخ کے فیصلہ کے مطابق ایسا نہیں ہو سکا۔ اسلئے میں اپنی پارٹی کے نقطہ نگاہ سے عرض کروں گا کہ بجٹ پر بحث کرتے وقت دوستوں نے جو تنقید کی ہے۔ آپ ان نکات کو ملاحظہ فرمائیں کہ آیا ان Objective Condition کے ہوتے ہوئے ہم نے جو سمت متعین کی ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ ہم جس حد تک جا سکتے تھے گئے ہیں اور جس طرح کہ طالب حسین، اور میرے دوستوں نے وضاحت کے ساتھ ابھی یہ کہا تھا کہ کس طرح چین میں۔ کس طرح کوزیا میں ویت نام میں۔ اور روس میں جہاں انقلابات آ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی Objective Condition کے مطابق ایک مرحلہ زندگی پر کیا کیا اقدامات کئے ہیں۔ ان کے نصب العین مقرر تھے۔ انہوں نے اس سلسلے میں چند فیصلے کئے اور کرتے چلے گئے۔ اسلئے ہم نے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہنا ہے۔ ہم اس سے قطعی طور پر انحراف نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں یقین دلانا ہوں کہ ہماری منزل متعین ہے۔ عوام اسے جانتے ہیں۔ محنت کش اسے جانتے ہیں۔ ہم نے تمام ان لوگوں سے۔ میں بھر دھرا ہوں۔ ہم نے تم ان لوگوں سے جنہوں نے مال حرام کمایا ہے اور جن کے پاس ضرورت سے زائد چیزیں موجود ہیں۔ عوام کی بھلائی کے لئے اور ملک کی بھلائی کے لئے.....

میں منظور احمد موہل - جناب والا - میرا ایک ہوائٹ

آف پروویج ہے۔ میں آپکی وساطت سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ بہت زیادہ تشریح نہ کریں۔ کیونکہ اس طرف بعض ممبروں پر سکتہ طاری ہو چکا ہے اور غش بڑنے والا ہے۔

ہاجی محمد سہبٹ اللہ خان۔ جناب والا۔ حقیقت یہی ہے کہ ہم جناب قائد ایوان کا دلی احترام کرتے ہیں اور اسکی وجہ سے ہم پر سکتہ طاری ہے۔ ہم ان کا دلی احترام کرتے ہیں اور ان کی دلی عزت کرتے ہیں اور یہ ثابت ہو گیا کہ ہماری طرف سے آج ان کی تقریر میں نہ مداخلت ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔
(نعرہ ہائے تحسین)

ہاجی خورشید انور۔ جناب والا۔ میں نے اور حزب اختلاف کے دیگر ممبران نے وزیر اعلیٰ کی تقریر سنی ہے۔ شاید ان کی اپنی پارٹی ان کی تقریر سننے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے انہوں نے مداخلت کی ہے ہم نے نہیں کی۔

Mr. Speaker : No speech please.

راڈا پھول محمد خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔ ایک فاضل رکن نے میرا نام لے کر میری طرف اشارہ کیا ہے۔
مسٹر سپیکر۔ کسی نے آپ کا نام نہیں لیا۔

راڈا پھول محمد خان۔ نہیں جناب لیا ہے۔ انہوں نے میرا نام لیا ہے۔ میں عرض کرونگا کہ وزیر اعلیٰ صاحب میرے پرانے دوست ہیں۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ لیکن اگر مجھے مجبور کیا گیا تو میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ان کو کوئی عہدہ حاصل کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ کی تقریر میں کارروائی ڈالنے کا موقع نہیں ملا تاکہ وہ اپنے آپ کو ان کے حواریوں میں شمار کرا سکیں۔ اور میں گزارش کروں گا کہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کے بیان سے پورا اتفاق کرتا ہوں اور مجھے کلی اتفاق ہے کہ ان لوگوں سے جنہوں نے سمگنگ سے جائدادیں بنائیں۔ جنہوں نے بلیک مارکیٹنگ سے بنائیں اور جنہوں نے ناجائز یونٹ خرید کر زمینیں بنائیں ان سے وہ واپس لی جائیں۔ میں اس زمرے میں نہیں آتا۔ لیکن ان کی سرپرستی کرنے والے ہی اس زمرے میں آئیں گے (نعرہ ہائے تحسین)۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)۔

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں۔

ایک آواز—ہم سب وزیر اعلیٰ کی تائید کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر—سردار امجد حمید خاں دستی

سردار امجد حمید خاں دستی - جناب والا۔ میں نے آپ سے ایک وضاحت طلب کی ہے۔ کہ اس ایوان میں انداز تقریر انداز خطابت کیا ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں اب آپکو رولنگ دینی چاہئے کہ اس ہاؤس میں مداخلت نہیں ہونی چاہئیں اور انداز خطابت قائد حزب اقتدار کا سا ہونا چاہئے۔

چودھری امان اللہ لک - ہوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ عرض کرونگا۔ کہ میان منظور موہل نے جو نکتہ اٹھایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں بھی سکتے ہیں تھا اور دیکھ رہا تھا۔ میں اس پر ایک شعر عرض کرتا ہوں۔

میں نے اے میر سپاہ تیری سپاہ دیکھی ہے

قل ہوا اللہ کی شمشیر سے ہے خالی تیری نیام

ہم اس لئے سکتے ہیں تھے کہ یہ شریف آدمی کہاں ہے اور کس جگہ ہے اور اس کے ساتھ کوا کیا جائے گا اور اس کی سپاہ کونسی ہے اور کیا اس کا حشر ہوگا۔

مسٹر سپیکر—ایڈر آف دی ہاؤس اپنی تقریر جاری رکھیں۔

وزیر اعلیٰ - جناب سپیکر - میں اختصار کی خاطر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

مسٹر سپیکر—اب بیس منٹ کے لئے یہ اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔ گیارہ بج کر چالیس منٹ پر اجلاس دوبارہ شروع ہوگا۔ ایک بج کر تیس منٹ تک اگر آپ مناسب سمجھیں تو اجلاس جاری رہے گا اور اس کے بعد شام کو بھی یہ جاری رہے گا۔ چھ بجے شام شروع ہوگا اور رات کے بارہ بجے تک جاری رہ سکتا ہے۔

وزیر اعلیٰ—اجلاس پانچ بجے شام سے شروع کیا جائے۔

مسٹر سپیکر—ٹھیک ہے۔ اجلاس شام پانچ بجے شروع ہوگا۔

چانے کے وقفہ کے بعد سید تابش الودی تقریر کریں گے۔

(اس مرحلہ پر چائے کے وقفہ کیلئے ۲۰ منٹ کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہوگئی)۔

(چائے کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر سپیکر - پنجاب کونسل مسلم لیگ پارٹی کی طرف سے ۲۵ جون بروز اتوار شام کو ساڑھے آٹھ بجے ہوسٹ ایمپیسٹر میں ارکان اسمبلی کے اعزاز میں ڈنر دیا جا رہا ہے۔ اگر کسی معزز ممبر کو دعوت نامہ نہ ملا ہو تو وہ اس اعلان کو دعوت نامہ سمجھے۔ وزراء صاحبان اور پریس گیلری کو بھی دعوت ہے۔ اب مسٹر تاجپوش انوری تقریر کریں گے۔

سیدہ تاجپوش انوری (بہاولپور - ۱) - جناب سپیکر - مجھ سے پہلے آج محترم وزیر قانون نے جذب و مستی کے عجیب عالم میں بہت سے شعر سنائے ہیں۔ میں ان کے جواب میں صرف ایک شعر پڑھوں گا۔

ابھی تو تنقید ہو رہی ہے میرے مذاق جنوں پہ لیکن

تمہاری زلفوں کی برہمی کا سوال آیا تو کیا کرو گے

(نعرہ ہائے تحسین)

میں رو رہا ہوں تم ہنس رہے ہو میں مسکرایا تو تم کیا کرو

گے۔

جناب سپیکر - میزانیہ ایک خالصتاً تکنیکی معاشی موضوع ہے۔ جس کے لئے ایک منفرد علمی تخصیص درکار ہوتا ہے۔ لیکن اگر ناضل وزیر جناب حنیف رامے بنیادی طور پر ایک صحافی مصور اور ادیب ہونے کے ناطے ہے ایک میزانیہ ترتیب دے سکتے ہیں۔ تو میں ادب و صحافت کے ایک طالب علم کی حیثیت سے مجھے بھی اس پر اظہار خیال کا حق ضرور حاصل ہو جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جناب حنیف رامے نے اپنا بھٹ تقریر میں اپنے مذاق ادب کی جھلکیاں پیش کی ہیں اور میزانیے میں ایسٹرکٹ آرٹ کا نمونہ پیش کیا ہے۔ ایسٹرکٹ آرٹ جس کا ایک شاہکار دیکھ کر ایک شاعر نے کہا تھا۔

ایک تصویر جو دیکھی تو یہ صورت نکلی

میں اناس سمجھتا تھا وہ عورت نکلی

جناب صدر ! موجودہ میزانیہ ایسا ہی تجریدی شاہکار ہے جس کے نقش و نگار، اعداد و شمار کے کمبویس میں خاصے خلط ملط ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور روایتی و رجعتی رنگوں نے اس کے رخ زیا کو دھندلا کے رکھ دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں میزانیہ پر اجتماعی طور پر اظہار خیال کروں۔ جناب سپیکر میں بہاول پور کا ذکر کروں گا کیونکہ بعض حضرات اس سلسلے میں بہت شعلہ فشانہ کرتے رہے ہیں۔ میں آپ کی اور تمام ارکان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بہاولپور پر علیحدگی کا الزام لگانا ایک شرم ناک بات ہے۔ میں بہاولپور کے چونتیس لاکھ عوام کی طرف سے اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ بہاول پور کے عوام عظیم محب وطن ہیں۔ انہوں نے تاریخ کے ہر دور میں پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے عظیم ترین قربانیاں دی ہیں۔ اور اب بھی وہ یہ عزم صمیم رکھتے ہیں کہ جب بھی پاکستان کی سلامتی اور بقا کا سوال پیدا ہوگا تو بہاول پور کے عوام اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ اگر بہاول پور کے عوام کے سامنے یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کے کسی مطالبے یا مسئلے سے پاکستان کی سالمیت پر آنچ آنے کا کوئی شائبہ بھی آتا ہو تو ایک بہاول پور نہیں ایک ہزار بہاولپور قربان کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر ! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بہاول پور کا مسئلہ بالکل سیدھا سادا مسئلہ ہے۔ بہاول پور کا مسئلہ یہ ہے۔ کہ بہاولپور کے عوام نے ون یونٹ کے قیام کے وقت اس میں ایک الگ انتظامی یونٹ کی حیثیت سے شرکت کی تھی اور جبکہ ون یونٹ توڑ دیا گیا ہے تو ان کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اسے سابقہ انتظامی انفرادیت کے ساتھ بحال ہو جانا چاہیے۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود نے کل ایوان میں فرمایا تھا۔۔۔۔۔

وزیر مہندت (مسٹر محمد افضل وٹو) ہوائٹ آف آرڈر اس کے متعلق آپ پہلے رولنگ دے چکے ہیں کہ صوبے کے متعلق کوئی بات نہیں کی جا سکتی میرے فاضل دوست بہاول پور کے صوبے کے متعلق بات کر رہے ہیں۔
(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ اس ایوان میں یہ سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔

وزیر مہذنت - جناب والا! اس کے متعلق آپ رولنگ دے چکے ہیں کہ صوبے کے متعلق کوئی بات نہیں کی جا سکتی - میرے دوست دوصوبوں کے متعلق بات کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - بہاولپور کے متعلق بات ہو سکتی ہے - مگر صوبے کے قیام کا اس ایوان میں ذکر نہیں ہو سکتا -

سید قابض الوری - جناب سپیکر - میں عرض کر رہا تھا کہ بہاولپور کے سابق امیر نے قیام پاکستان کے وقت الحاق کی دستاویز پر دستخط کر کے اس ملک کو مستحکم و مضبوط کیا تھا - آپ تصور تو کیجیے کہ اگر بہاولپور اس وقت پاکستان میں شامل نہ ہوتا تو آج لاہور اور کراچی کے درمیان ایک الگ خطے کی موجودگی سے مغربی پاکستان بھی دولت مند ہوتا - میں اس سلسلے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کل فرما رہے تھے - کہ انہوں نے ون یونٹ کی مخالفت کی تھی - حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حسن محمود صاحب کی کابینہ اختیارات کے ناجائز استعمال رشوت بدعنوانی اور اقربا نوازی کے ۱۹۲ الزامات میں ۱۹۵۴ میں برطرف کر دی گئی تھی - اور یہ موقع پیدا ہی نہیں ہوا تھا کہ ۱۹۵۵ میں ون یونٹ کے قیام کے وقت ان کی رائے کو اس میں دخل ہوتا - جناب والا - اپنی وزارت کی برطرفی اور ۱۹۲ الزامات کی صداقت کو انہوں نے بعد میں خود بھی تسلیم کر لیا تھا ، دور ایوبی میں جب ایڈوو کے تحت سیامت دانوں کے خلاف کارروائی کی گئی تو مخدوم زادہ صاحب نے خود رضاکارانہ طور پر ریٹائرمنٹ قبول کر کے یہ ثابت کر دیا کہ یہ الزامات اپنی جگہ صحیح ہیں - جناب والا - بہاولپور کے مسئلہ پر بہاول پور کے عوام نے حالیہ انتخابات کے دوران اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے - بہاول پور سے صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کے اراکین کی اکثریت نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی خدمت میں ایک محصرنامہ پیش کیا ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے - کہ بہاول پور کے عوام کی قسمت کا فیصلہ بہاول پور کے نمائندوں کی مرضی کے مطابق کیا جانا چاہیے - جناب والا! میں آپکی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ---

وزیر خزانہ - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ قومی اسمبلی کے ممبران کی اکثریت اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی اکثریت کیا پنجاب کے ساتھ نہیں ہے ---

مسٹر سپیکر - وہ سوال Agitate نہیں ہو سکتا -

سبڈ ٹاڈیش الوری - جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس طرح انتخابات کے دوران ہیلز ہارٹی کے مطابق اسلامی سو سولزم کے مسئلہ پر ریفرنڈم ہو چکا ہے - اسی طرح سے بہاولپور کے مسئلہ پر بھی ریفرنڈم ہو چکا ہے اور عوام کے فیصلے کے آگے اس عوامی حکومت کو سر جھکا دینا چاہئے -

مسٹر رؤف ظاہر - جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے استفسار کرنا چاہتا ہوں - کہ ریفرنڈم کب ہوا - کن معاملات پر ہوا - اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو گفتگو کر رہے ہیں ان کی حالت اس رفاہ جیسی ہے - جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ رولنج نہ جانے آنگن ٹیڑھا ، -

مسٹر سپیڈر - آپ ”رفاہ“ کا لفظ واپس لیں -

مسٹر رؤف ظاہر - ”رفاہ“ کی بجائے میں آرٹسٹ کہتا ہوں - سبڈ ٹاڈیش الوری -

بنائے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اترا تا
وگر نہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بہاولپوری عوام ایک سلگتی ہوئی تحریک کا روپ اختیار کر چکے ہیں - اگر اس کا سیاسی طور پر کوئی حل تلاش نہ کیا گیا تو یہ تحریک کسی بھی وقت ایک شعلہ جوالہ بن سکتی ہے - آخر میں میں بہاول پور کے عوام کی طرف سے صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ ادا کرتا ہوں - جنہوں نے حال ہی میں بہاولپور کے نمائندوں کو یقین دلایا ہے کہ بہاول پور کا مسئلہ ابھی تک تصفیہ طلب ہے -

مسٹر سپیڈر - آپکا وقت ختم ہو گیا ہے -

مسٹر منگد منگد دارو - (رحیم یار خان - م) جناب والا ! جن نامساعد حالات میں صوبے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہمارے وزیر محترم جناب حنیف رائے صاحب پنجاب کے عوام سے یہ اپیل کرتے کہ آپکو قربانی دینے کیلئے تیار رہنا چاہئے - لیکن انہوں نے یہ رویہ اختیار نہیں کیا - بلکہ جد و جہد کیلئے دعوت دی ہے اور جد و جہد کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ اس کے لئے بجٹ میں سامان

بھی مہیا کر دیا ہے۔ اس لئے میں ان کو تو دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ مبارک باد رسمی نہیں بلکہ خلوص دل سے پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے بدترین حالات میں ایک بہترین بیجٹ پیش کیا ہے۔ جناب والا! اعتراضات کا جہاں تک موال ہے۔ یہ اعتراضات اور الزامات عائد کرنے کا وقت نہیں ہے۔ جن حالات سے ملک گزر رہا ہے ان حالات میں ایوزیشن والوں کو تعاون کرنا چاہئے اور بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ جناب والا! ان کی طرف سے کوئی ایسی Substantial چیز پیش نہیں کی گئی۔ بلکہ اعتراض برائے اعتراض اور مخالفت برائے مخالفت کا رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں ہانزادہ تاج محمد صاحب کی تعریف کیلئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے مخالفت برائے مخالفت ترک کر کے ایک حقیقت پسندی کا رویہ اختیار کیا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—تو کیا سرور جوڑا صاحب کا شکریہ نہیں ادا کرتا۔

مسٹر محمد حنیف ذارو—میں جناب حزب اختلاف کے تاج محمد خان زادہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر—بڑی دیر کے بعد یاد آیا ہے۔

مسٹر محمد حنیف ذارو—جناب والا! وقت بہت ہی کم ہے اور میرے علاقہ کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ تاپش الوری صاحب نے * * * * * بہت کچھ کہا ہے۔ جناب والا! انہوں نے جو چونتیس لاکھ عوام کے حقوق پیش کرنے میں سبقت لینے کی کوشش کی ہے۔ سرا سر غلط بات ہے چونتیس لاکھ عوام کی یہ خواہش ہے۔ کہ * * * * *

ایک ممبر—ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گورنمنٹ کی طرف سے * * * صوبے کا نام لیا جا رہا ہے جب کہ حضور والا! کی اسکے متعلق واضح رولنگ ہے میں گزارش کروں گا کہ ان کو آپکی رولنگ کا احترام کرنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر— * * * حذف کیا جاتا ہے۔

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی جناب والا! یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ *** انہوں نے بار بار استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

محمد حنیف نارو۔ جناب والا! وہاں کے عوام اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں اور وہاں کے مسائل بڑے گھناؤنے ہیں۔ میرے بہت سے دوستوں نے ان مسائل کا ذکر کیا ہے وہاں کے مسائل حل کئے جائیں۔ اب میں اپنے علاقہ کے مسائل کی طرف آنا ہوں۔ پانی کا مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ۱۹۳۲ء میں رحیم یار خان۔۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں گزارش کرونگا کہ وہ پانی کے مسئلہ پر ہماری طرف اشارہ نہ کریں۔ حکومت کی طرف اشارہ کریں۔

مسٹر سپیکر۔ تشریف رکھیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جب یہ اجلاس ختم ہو جائے تو ایک کلاس کا انتظام کرنا پڑے گا۔ تاکہ ممبر صاحبان کو یہ بتایا جائے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے اور وہ کس وقت اٹھایا جاتا ہے۔

مسٹر محمد حنیف نارو۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ضلع رحیم یار خان میں پانی کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں ۱۰۰۰ کیوسک پانی ضلع رحیم یار خان کو دیا گیا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں جب سہاجرین وہاں جا کر آباد ہوئے تو اس وقت ۳۶۰۰ کیوسک پانی دیا گیا۔ اس وقت بہت سا رقبہ زہر کاشت لایا گیا آج کل حالت یہ ہے وہاں دو دو ماہ تک نہریں بند رہتی ہیں۔ جس سے نہ صرف یہ کہ انسانوں کی زندگی مفلوج ہوتی ہے بلکہ مویشیوں کی کارکردگی بھی بڑی طرح متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے میں اس ایوان میں یہ مطالبہ کرونگا کہ پورے بہاولپور ڈویژن کے لئے اور جو اس کے علاوہ ہمساندہ علاقے ہیں ان کے استعمال کے لئے زیادہ سے زیادہ پانی مہیا کیا جائے تاکہ جو ہمساندہ علاقے ہیں وہ ترقی کر کے باقی ضلعوں کے برابر ہو جائیں۔

جناب والا! وہاں سڑکوں کا بھی ایک مسئلہ ہے۔ وہاں راستے بڑے دشوار گزار ہیں۔ ایک سب سے بڑی وہاں جو رکاوٹ پیدا ہوتی ہے وہ

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

Land Acquisition Act سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی سکیم بنائی جاتی ہے تو زمیندار Land Acquisition Act کی پیچیدہ کارروائیوں کے ذریعے سالہا سال تک اس سکیم کو ناکام بنا دیتے ہیں۔ دوسری ایک بڑی مشکل بات یہ ہے کہ محکموں کی co-ordination نہیں ہے۔ سڑکوں کے بارے میں عرض کرونگا کہ پہلے تو Land Acquisition Act کی پیچیدہ کارروائی کو سہل بنایا جائے۔

مسٹر سپیکر—آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب وزیر محنت تقریر کریں گے۔

مسٹر محمد حنیف خاں—جناب والا! میں نے ابھی کوئی مسئلہ پیش نہیں کیا۔ یہ وقت کی جو تلوار آپ ہمارے سروں پر لٹکا دیتے ہیں ہم حیران ہیں کہ ہم کیا کیا مسائل پیش کریں۔

رائڈ پھول محمد خان—یہ دستور زباں بندی کیسا ہے تیری محفل میں یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری۔

وزیر محنت—(مسٹر محمد افضل وٹو)۔ جناب سپیکر۔ پچھلے تین چار روز سے ایوان میں دوسری طرف بیٹھنے والے فاضل ممبران کی طرف سے ’اے‘ کے خلاف ’بی‘ کو ذمہ دار بنایا گیا۔ ملک کی خرابی کے لئے سقوط ڈھاکہ سے لے کر قتل و غارت غنڈہ گردی اور اسپتارح سے صنعتی بد امنی کے لئے بھی بائیں طرف بیٹھے ہوئے فاضل ممبران نے اس طرف بیٹھے ہوئے فاضل ممبران کو مورد الزام گردانا۔ لیکن میں آپکی وساطت سے اس ایوان کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ فی الواقعہ اس میں کوئی بھی انفرادی طور پر یا جماعتی طور پر ملوث نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بلکہ فی الواقعہ ہم نے بحیثیت قوم ان بنیادی نظریات ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج ہماری قوم کو ہمارے اس وطن پاک کو اس دن کا سامنا کرنا پڑا۔ جناب والا! بیشتر اس کے کہ ہم ان عوامل پر بحث کریں بنیادی طور پر ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کوئی بھی دستور۔ کوئی بھی منشور یا کوئی بھی بیجٹ جب ہم پاس کرتے ہیں تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ کس کے لئے پاس کر رہے ہیں۔ اگر ہم ایک انسان کے لئے پاس کر رہے ہیں تو ہمیں انسان کی فطرتی۔ روحانی۔ مادی اور ذہنی صلاحیتوں کو۔ ماہیتوں کو۔ کیفیات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ تو کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لئے کسی

بھی نظام کی کامیابی کے لئے ہم معاشی اور مادی اصلاحات کی طرف توجہ دیتے ہیں وہاں پر اس معاشرے میں بسنے والے انسانوں کی روحانی - ذہنی اور فکری صلاحیتوں کی بتدریج ترقی کے لئے بھی کوشش کرنے کی ضرورت ہے - (نعرہ ہائے تحسین) -

جناب والا! انہی اصولوں پر دنیا نے عمل کرتے ہوئے مختلف ادوار میں ترقی کی اور کامیابی و کامرانی کی منزلیں طے کیں - تحریک پاکستان کو دیکھیں مسلمانوں نے قائد اعظم کی رہنمائی میں یہ فکر پیش کیا تھا کہ اگر ہم ہندوؤں کے ساتھ اکٹھے رہے تو نہ ہماری معاشی ترقی ہو سکتی ہے نہ مادی ترقی ہو سکتی ہے اور نہ ہی ہم اپنی دینی روایات کے مطابق اپنی روحانی اور فکری روایات کو برقرار رکھ سکتے ہیں - یہ وہ جذبہ تھا جو بابائے قوم نے مسلمانان ہند میں پیدا کیا اور اس جذبے کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہم برطانوی سامراج اس کے ساتھ ہندو ہٹے اور اس کے ساتھ اپنے ہی چند بھائیوں کی ایک منظم مخالفت کے باوجود پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے -

(نعرہ ہائے تحسین) لیکن بد قسمتی سے بابائے قوم کی مخصوص حالت میں وفات اور پھر اس کے ساتھ قائد ملت کی اپنوں ہی کے ہاتھوں شہادت کے بعد ہمیں وہ قیادت میسر نہ رہی جو اس ملت کو صحیح روحانی افکار پیش کر سکتی اور اسکی فکر اور سوچ کو صحیح قومی بنیادوں پر استوار کر سکتی بلکہ ہوا کیا اسکے بعد حصول اقتدار کی دوڑ اور اس کے ساتھ حصول زر کی دوڑ اس تیزی کے ساتھ شروع ہوئی کہ وزارتیں اور حکومتیں دن اور رات کے ساتھ بدلتی رہیں - حتیٰ کہ قوم اتنی مایوس ہوئی کہ ۱۹۵۸ء میں جب ایک فوجی آمر نے انقلاب برپا کیا تو قوم نے اس کو اپنے لئے ایک سنہری موقع سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ اپنی وفاداریاں وابستہ کیں - لیکن بد قسمتی سے اس قوم کی یہ توقعات پوری ہونے کی بجائے وہاں دولت کی دوڑ کا ایک ایسا نظام شروع ہو گیا - جس میں اسلامی روایات - اسلامی فکر اور اسلامی سوچ کی بجائے اخلاقی اور دنیا کی جتنی بھی بری عادتیں ہیں - روایات ہیں ان کو بام عروج پر پہنچایا گیا - فیکٹریاں لگتی رہیں - کارخانے لگتے رہے - دولت کی ندی اس ملک میں بہتی رہی لیکن بجائے اسکے کہ جیسے ایک تنو مند - صحت مند جسم میں خون سیرایت کرتا ہے اور ہر حصے میں اسکی ضرورت کے مطابق پہنچتا ہے تو جسم تندرست رہتا ہے -

لیکن بدقسمتی سے وہ دولت جس پہ میرے کچھ بھائی شاید نازاں ہوں۔ وہ اس ہر دور پہ نازاں ہوں۔ میں ان سے نہایت درد کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ وہ ندی تھی وہ ایک مخصوص رخ پہ بہتی رہی اور ہمارے معاشرے میں ہمارے ملک میں اس نے ایسے گروہ پیدا کر دیئے۔ ایسے طبقات پیدا کر دیئے اور ہماری قوم کی فکر کو اسکے ذہن کو دائمی مرض لاحق کر دی۔ جس سے ہمیں آج تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم کہتے ہیں سقوط ڈھاکہ ہوا۔ ہم کہتے ہیں آج قتل ہو رہے ہیں۔ آج گھبراؤ ہو رہے ہیں۔ آج ہمارے مزدور اور کسان قانون کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو جناب والا! میں آپکی وساطت سے اس ایوان کو گزارش کرونگا کہ یہ ہماری انہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں جو بحیثیت قوم کے ہم نے کی ہیں۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں کسی شخص کو اس کا موجب نہیں گردانتا بلکہ آج پوزیشن یہ ہے کہ ہماری قوم کی کشتی ڈوب رہی ہے۔ وہ ڈوبنے کے قریب تھی۔ ہمیں اس وقت یہ فیصلہ نہیں کرنا کہ اسکو ڈوبنے کے کون ذمہ دار ہیں۔ ”اے“، ذمہ دار ہے یا ”بی“، ذمہ دار ہے۔ اس وقت ہمیں یہ سوچنا ہے کہ کس طرح سے اس قوم کی کشتی کو سطح سمندر کی گہرائیوں سے نکال کر کنارے پر لانا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اس کے لئے ہمیں اپنے قائد۔ اپنے ساتھیوں اور اپنی حکومت کا خلوص دیکھنا چاہئے اور جذبات دیکھنے چاہئیں۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ اس کشتی کو اگر ہم سطح سمندر سے نکال کر ساحل پر لے آئے تو اسکے بعد اس میں جو پانی داخل ہو چکا ہے اور جو غلاظتیں داخل ہو چکی ہیں جب تک اس کو صاف کر کے صحیح معنوں میں چالو نہ کر دیں اسکو منزل کی طرف روانہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے جناب والا۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ سقوط ڈھاکہ کے بعد ابھی تک ہمارے ایک لاکھ بھائی ہندوستان میں موجود ہیں اور ابھی تک ہندوستان کی فوجیں ہماری سرحدوں پر جمع ہیں۔ جیسا کہ قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ ابھی تک ہمارے ذہن، ہمارے اخلاق، ہمارے ضمیر ہماری سوچ وہی ہے۔ جس کی خرابی کی وجہ سے آج ہمیں یہ دن دیکھنے پڑے تو میں جناب کی وساطت سے اپنے ایوان کے دوستوں کو اور فاضل ممبروں کو یقین دلانا ہوں کہ ہم اپنے قول سے فعلی سے اور کردار سے یہ ثابت کریں گے کہ ہم

انشاء اللہ ایک سچی پاکستانی اور سچی مسلمان کی حیثیت سے اپنے وطن کو بچانے کے لئے اپنے تین من دہن اور ہر چیز قربان کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح سے جسم کا دایاں اور بائیں دونوں بازو جسم کی سلامتی کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور باہمی تعاون سے مل کر کام کرتے ہیں۔ اسی طرح سے میں اس معزز ایوان کے فاضل ارکان سے جناب والا کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ہم پر ایک قومی فریضہ عائد ہوتا ہے۔

اس وقت جبکہ ہماری قوم زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ جبکہ قائد عوام صدر پاکستان دن رات ایک کر رہے ہیں۔ کبھی چین میں ہیں کبھی ماسکو میں ہیں کبھی منڈل ایسٹ کے ممالک میں ہیں۔ کبھی افریقن ممالک میں ہیں اور کبھی بلوچستان اور ایران کے دورے پر ہیں اس طرح سے اندرون ملک کسی لمحے چین سے بیٹھنا ان کے لئے حرام ہے۔

جناب والا۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر محض اس وجہ سے کسی شخص کی ذات کو مورد الزام گردانا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے کسی اور جماعت میں تھے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ باہائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح بھی ۱۳ سال تک کانگریس کے ممبر رہے اس کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ اس فیلڈ میں رہ کر نہ اپنے دین کے فرائض کو پورا کر سکتے ہیں اور نہ مسلمان قوم کو منزل کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اسکو خیر باد کہہ دیا۔ انہوں نے مسلم لیگ میں آکر وہ کام کیا کہ تاریخ ہمیشہ ان کو یاد رکھے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اگر ہم یہ فیصلہ کرنے لگے کہ پہلے کون کس جماعت میں تھا اور آج وہ کس جماعت میں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس طرح ہم اپنی منزل سے ہٹتے ہیں۔ اپنی فکر سے اپنی سوچ سے ہٹتے ہیں۔ میں اختصار سے عرض کروں گا کیونکہ وقت کی قلت ہے۔

جناب والا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس وقت ہمیں قومی فکر کی ضرورت ہے۔ قومی احساس کی ضرورت ہے۔ قومی شعور کی

ضرورت ہے۔ نہ صرف اس ایوان کے دونوں طرف بیٹھنے والے فاضل اراکین کے تعاون اور خلوص اور جدوجہد کی ضرورت ہے بلکہ ساری قوم کے خلوص تعاون اور یکجہتی کی ضرورت ہے کیونکہ ہم سب مل کر اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ امن عامہ گھیراؤ جلاؤ اسی طرح سے توڑ پھوڑ لائھی چارج گول اور دوسرے خیالات میرے فاضل اراکین اسمبلی نے بیان کئے ہیں۔ اس کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ جس طرح سے اگر کسی قوم میں صفائی کا خیال نہ رکھا جائے۔ صحت کے اصولوں کا خیال نہ رکھا جائے تو اس قوم میں متعدی بیماریاں طاعون جیسی۔ ہیضے جیسی چیچک جیسی پھیل جاتی ہیں۔ اس کے بعد اگر ڈاکٹر ٹیکے بھی لگاتے رہیں کوشش بھی کرتے رہیں پھر بھی لاکھوں جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جناب والا ہماری اس قوم میں ذہنی اور فکری جو امراض تھیں وہ پچھلے ۲۲-۲۳ سالوں میں اس قدر سرایت کرتی رہیں کہ ہمارے قومی جسم میں ہمارے ذہن میں اس وقت گھیراؤ جلاؤ اور امن عامہ کو تباہ کرنے والی متعدد امراض کا پھیلنا یہاں ایک لازمی امر تھا۔ اور اس کے لئے اگر پیپلز پارٹی کے قائد عوام اس طرح عوامی جدوجہد نہ کرتے تو میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ گھیراؤ جلاؤ کی وجہ سے پتہ نہیں اس ملک میں کیا ہوتا۔ پیپلز پارٹی نے اور قائد عوام نے اور اس طرح سے مزدوروں اور کسانوں نے ایک ہراول دستے کی صورت میں اس حملہ کو برداشت کیا اور موجودہ کڑے مشکل وقت میں یہ خدمت جو انہوں نے سرانجام دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو کتنی بھی تنقید کی نگاہ سے دیکھا جائے تاریخ بتائے گی حالات بتائیں گے۔ کہ یہ پیپلز پارٹی نے کیسا سنہری کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

جناب والا! آخر میں لیبر پالیسی کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ کچھ دوستوں نے کہا ہے کہ لیبر پالیسی فیل ہو چکی ہے۔ میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں اور میں اپنے سب فاضل ممبران سے بھی گزارش کرتا ہوں اور خاص

گر ان دوستوں سے بھی جو اسکو نہایت ہی تنقید کی نگاہ سے دیکھتے ہیں عرض کروں گا کہ اس پالیسی میں مزدوروں کے لئے اڑھائی فیصد کی بجائے ۴ فیصد منافع رکھا گیا ہے۔ ایک مہینے کا کم از کم بونس یا ۳۰ فیصد منافع رکھا گیا ہے۔ old age pension رکھی گئی ہے۔ اس کے بعد ایک بچے کو مفت میٹرک تک تعلیم دلانے کی پروویژن رکھی گئی ہے۔ اس طرح انتظامیہ میں بھی ۲۰ فیصد حصہ رکھا گیا ہے۔ اور اس طرح اور بھی کتنے انتظامی امور میں مزدور کو دخل دینے کا حق دیا گیا ہے۔ جناب والا! ان حالات میں ان مصائب و آلام میں اس مشکل وقت میں جبکہ قوم کی ناؤ ڈگمگا رہی تھی ملک میں امن نہیں تھا۔ ہر شخص نے اطمینان نظر آنا تھا۔ ملک کے خزانے میں کچھ نہیں تھا۔ اس کے باوجود پیپلز پارٹی نے اور اس حکومت نے اتنا کچھ کیا۔ لیکن میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ آج تک پنجاب میں کسی مزدور پر کسی کسان پر نہ تو پہلے حکومت کی طرف سے لالھی چارج ہوا ہے۔ میں یہ دعوے سے آپکو کہتا ہوں کہ کسی مزدور پر حکومت کی طرف سے نہ کوئی چلائٹی گئی ہے نہ لالھی چارج ہوا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی نہیں ہوگا۔

جناب والا! جہاں تک ٹرامیم کا تعلق ہے دنیا کے کسی ملک کو آپ دیکھ لیں کسی نظام کو آپ دیکھ لیں وہاں ہر جگہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین قابل ترمیم ہیں۔ اور ان میں ٹرامیم ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے اگر کوئی بھی قابل ترمیم بات ہو گی تو ہم بھی خندہ پیشانی سے اس کو کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد چند دوستوں نے وزیروں کی تنخواہوں اور وزیروں کی تعداد میں اضافہ سے متعلق کچھ فرمایا ہے۔ میں اس کے متعلق یہ گزارش کروں گا کہ اگر دو وزیر بنا کر ان کو ایٹرکنڈیشنڈ کمرے میں بیٹھا دیا جائے اور قومی خزانے سے چند ہزار روپے بچا لئے جائیں۔ تو یہ بہتر رہے گا یا اگر ان موجودہ حالات میں دس یا پندرہ وزیروں کو بنا کر

حکم دیا جائے کہ بیس دن تپتی دھوپ میں تپتی ریت میں دن رات محنت کر کے عوام سے رابطہ قائم کر کے ان کے مسائل کو سمجھیں اور انہیں حل کریں۔

جناب والا! میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار ماہ کے عرصہ میں میں نے پنجاب کے ہر ضلع کے ایکٹری ایریا میں خود موقع پر جا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لیا ہے اور ان کے مسائل کو سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن میں کوشش کے باوجود پنجاب کے سارے ضلعوں کی فیکٹریوں کا دورہ نہیں کر سکا۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آپ موجودہ حالات میں ضروریات کو دیکھیں مسائل کو دیکھیں اور ان مسائل کے حل کے لئے کوئی طریقہ کار وضع کریں۔ میں نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی کو ۲۰۰ روپیہ تنخواہ دے دی جائے یا کسی کو دو ہزار روپیہ تنخواہ دے دی جائے جو بھی تنخواہ ہو اس پر اگر وہ قناعت کر کے دوسرے ذرائع کو بند کر دے۔ اگر ہمارا یہ قومی کردار ہو جائے اور وہ دیانتداری سے اپنے فرائض کو سرانجام دے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ ملک کی اور کیا خدمت ہو سکتی ہے۔

سردار امجد حمید خان ہستی۔ میں جناب کی وساطت سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع مظفر گڑھ میں تین ملیں چل رہی ہیں کیا وزیر صاحب نے وہاں کا دورہ کیا ہے۔ وہاں کے مسائل کا کوئی حل تجویز کیا ہے۔ کیا آپکو معلوم ہے کہ وہاں کے مسائل کیا ہیں؟

وزیر مہنت۔ جناب سپیکر! میں نے ابھی ابھی یہ گزارش کی ہے کہ اتنے مسائل ہیں۔ اتنی مشکلات ہیں کہ میں ابھی پوری کوشش کے باوجود بھی پنجاب کے تمام اضلاع کا دورہ نہیں کر سکا۔ رحیم یار خاں میرے اپنے ڈویژن کا ایک حصہ ہے۔ وہاں بھی فیکٹریاں ہیں لیکن میں کوشش کے باوجود خواہش کے باوجود وہاں نہیں جا سکا۔ اسی طرح سے میں ماننا ہوں کہ مظفر گڑھ بھی نہیں جا سکا سیالکوٹ بھی نہیں جا سکا۔ میں صرف یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے مسائل کو حل

کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے لئے اپنے وسائل کے Impact اور اس کے حجم اور اس کی کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا علاج کرنا لازمی ہے.....

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ کچھ باتیں پسماندہ علاقوں کے متعلق کی گئی ہیں۔ یہ ایک مسلحہ امر ہے کہ جو پسماندہ علاقے ہوں ان کی جانب حکومت پہلے متوجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہاں کے عوام کو شکایت کا موقع مل جاتا ہے۔ جب تالاب میں پانی چھوڑیں گے تو گڑھے جو ہیں وہ پہلے بھرے جائیں گے لہذا ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو اضلاع پسماندہ ہیں اور جہاں ان کی ترقی درکار ہے وہاں ان کے جائز مطالبات پورے کئے جائیں۔ پنجاب کے اضلاع مثلاً بہاولپور ڈویژن میانوالی مظفر گڑھ ڈیرہ غازیخان کیمبل پور وغیرہ اور پونہوار کا علاقہ بھی ہے ان کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ جوڈیشل سائڈ پر بہاولپور کے لئے ہائی کورٹ تجویز کیا جا چکا ہے۔ جہاں تک اس میں جج صاحبان کی تقرری کا سوال ہے بہاولپور سے بھی ہم نے ایک آدمی تجویز کیا ہے۔ گورنر صاحب نے ڈپٹی کمشنر بھی بہاولپور سے مقرر کیا ہے اور پورے خلوص کے ساتھ کوشش کی گئی ہے کہ آپ کے مسائل حل کئے جائیں۔

مہان امیر عبداللہ خان روکڑی - فاضل وزیر نے بہاولپور کا زیادہ ذکر فرمایا ہے ویسے سارے صوبے کے مسائل ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ وہ ذرا ان کا بھی خیال کریں۔

وزیر محنت - میں روکڑی صاحب سے متفق ہوں میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ بہاولپور کی نسبت کافی باتیں ہوئیں لیکن میں یہ وضاحت کے طور پر عرض کر رہا تھا۔ آخر میں میں جناب والا! بجٹ کی خصوصیات پر صرف دو فقرے کہنا چاہتا ہوں۔ بجٹ کی بنیادی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ قومی امنگوں اور قومی احساسات کی پوری عکاسی کرتا ہو۔ حصول زر اور دیگر پیداواری وسائل کی اس طرح تقسیم ہو کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچیں۔ اگر ان اصولوں اور ان خصوصیات کو مدنظر رکھتے

ہوئے کام کیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ اس سے لوگ کافی مطمئن ہونگے۔ باقی جہاں تک تعلیم - زراعت اور رورل ورکس کا پروگرام ہے یا جتنے بھی پراجیکٹس اس سے متعلق ہیں - آپ دیکھیں گے کہ مجموعی طور پر ان پر زیادہ سے زیادہ خرچ کیا گیا ہے۔ چونکہ مجھ سے پیشتر سب دوستوں نے ان امور پر وضاحت کر دی ہے تو میں ان کو نہیں دہراتا اس بجٹ کو کسی نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عوامی بجٹ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ ابھی ہم نے کچھ نہیں کیا ابھی ہم نے وہ بجٹ نہیں دیا جو کہ ہماری پارٹی کا منشور ہے مگر انشاء اللہ ہم اپنے پروگرام میں کامیاب ہونگے۔

جناب والا! میں اس وقت فاضل اراکین سے گزارش کروں گا کہ گو وہ پچھلے کئی سالوں سے ان بنچوں پر بیٹھے رہے۔ اور ملک و قوم کا وقت استعمال کرتے رہے لیکن آج مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ کہ قائد عوام نے اپنی توجہ اور نگاہ اسلامی مساوات کی طرف مبذول فرمائی ہے۔ گو انہوں نے اتنے سال کام کیا لیکن وہ اس ملک اور قوم کے نقشے کو بدل نہ سکے۔ میں گزارش کرتا ہوں اگر ہمیں پانچ سال بھی مل گئے تو ہم اس کا نقشہ بدل کر رکھ دیں گے۔ میں آخر میں آپ سے اپیل کروں گا کہ موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر ہم سے تعاون کیا جائے۔ ہم مشکور ہیں کہ حزب اختلاف کی طرف سے قومی معاملات میں ہمارے ساتھ تعاون ہوا ہے اور ہم ان کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہم قومی مسائل و معاشی مسائل کو حل کر پائیں گے اور دیانتداری کے ساتھ ہم پوری کوشش کریں گے۔ حالیہ جنگ جو ہندوستان کے ساتھ ہوئی اس کی وجہ سے ہمیں بہت خسارہ اٹھانا پڑا۔ ہمیں آرام کی نیند نہیں آئی چاہئے او اس وقت تک ہمیں عیش و آرام کا نہیں سوچنا چاہئے۔ جب تک کہ ہم اپنی قوم کی عزت کا بدلہ نہیں لے لیتے۔

کنپٹن احمد نواز خان (میانوالی-۴) جناب سپیکر! وقت کی قلت

کو محسوس کرنے ہوئے ہیں اپنے علاقائی مسائل کی جانب جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور بجٹ پر میں کچھ نہیں کہہ سکوں گا۔ میرا ضلع میانوالی بہت پسماندہ علاقہ ہے۔ اس بجٹ سیشن سے پہلے ہر ایک ڈسٹرکٹ کونسل نے اپنا اپنا بجٹ تیار کیا۔ مگر ضلع میانوالی کا بجٹ جب زیر بحث لایا گیا تو معلوم ہوا کہ صوبائی حکومت کے صحت اور زراعت کے محکمہ جات کی طرف سے میڈیکل ڈسپنسریوں اور اینیمل ہسپتالوں وغیرہ کو جو گرانٹیں دی جاتی تھیں ان کو پچھلے سال بند کر دیا گیا ہے۔ تو میں جناب وزیر خزانہ سے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے عرض کروں گا اور ان سے اپیل کروں گا کہ ان گرانٹوں کو بحال کر دیا جائے۔ قبل ازیں میڈیکل سوسائٹی اور اینیمل ہسپتالوں کے لئے بیس بیس ہزار کی گرانٹ دی جاتی تھی ان کو بحال کیا جائے۔ پہلے ڈیولپمنٹ گرانٹ ۰۰ ہزار دی جاتی تھی مگر تھل کی گرانٹ پندرہ ہزار پانچ سو پچاس کر دی گئی ہے جو ناکافی ہے اس میں ایزادی کی جائے۔ میں نے شروع میں عرض کیا ہے کہ میرا ضلع میانوالی پسماندہ ہے تو اس چیز کے پیش نظر سابقہ حکومت نے تخفیف پاکستان کے بعد علاقائی ترقی کے منصوبوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے تھل کی ترقی کے لئے ٹی۔ ڈی۔ اے۔ کا ادارہ قائم کیا۔ اس وقت جب ٹی۔ ڈی۔ اے۔ قائم کیا گیا وہ کچھ بھی نہ تھا جو حکومت چاہتی تھی اس کا عشر عشر بھی نہ تھا۔ حکومت یہ چاہتی تھی کہ وہاں کے ریگستان سبزہ زار میں تبدیل کر دیں۔ لیکن ہم اپنے ضلع کی ترقی چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہاں سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے۔ سکول اور ہسپتال زیادہ تعداد میں کھولے جائیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ٹی۔ ڈی۔ اے۔ کے خود غرض عملہ نے یہ کام تشنہ تکمیل رکھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹی۔ ڈی۔ اے۔ کا ادارہ ختم ہو گیا اور ساتھ ہی ترقیاتی کام بھی رک گئے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ وہاں کے شہر عوام کی ۷۰ فیصد زمینیں acquire کر لی گئی ہیں۔ باقی ۳۰ فیصد زمینیں عوام کے لئے بھی تھیں ان کو لالچ دیا گیا کہ ان کو قابل کاشت بنا دیں گے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ٹی۔ ڈی۔ اے۔ نے ان پر تھل ٹیکس عائد کر دیا۔ جس کی

شرح ساٹھ ستر فیصد تھی۔ ۱۹۶۰ء میں پنجاب گورنمنٹ نے ان زمینوں پر ٹیکس عائد کیا تھا۔ جنہیں قابل کاشت بنایا گیا تھا۔ لیکن موجودہ صورت میں تھل ٹیکس نہیں لگایا جانا چاہیے تھا۔ میں عوامی حکومت کو اور جناب وزیر خزانہ کو بڑی دردمندی کے ساتھ اپیل کروں گا کہ وہ کوئی مفید لائحہ عمل اختیار کریں اور میں بالخصوص عزت مآب جناب گورنر صاحب جو خود بھی پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتے ہیں ان سے اپیل کروں گا کہ اگر انہوں نے ابھی تک اس طرف نگاہ نہیں کی تو اب نگاہ فرما دیں اور اس علاقے کو بچائیں تو میں عرض کروں گا کہ یہ عوامی حکومت ہے وہاں ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو وہاں موقعہ پر پہنچے اور تحقیقات کرے کہ کیوں اس ٹیکس کو بلاوجہ لگایا گیا ہے۔

حضور والا! اس کے علاوہ تھل کی بہت بڑی مشکلات ہیں۔ تھل کے لئے سرکاری رقوم رکھی گئی تھیں۔ جن سے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ تھل کے عوام کی بہتری کے لئے کچھ کیا جائے گا۔ لیکن حضور والا تھل میں جتنے ملازم ہیں ان کے لئے پانی کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ وہاں کے عوام بیشتر بکریاں پال کر اپنا گزارہ اوقات کرتے ہیں۔ لیکن وہ چراگاہیں جن پر بھیڑ بکریاں اور اونٹ گزارہ کرتے ہیں وہ ہر سال ان کو ٹھیکے پر دی جاتی ہیں۔

چوہدری شوکت علی - (لائل پور ۱۹) جناب سپیکر! کہنا تو بہت کچھ تھا مگر قائد ایوان نے تقریر میں جو کچھ حقائق بیان کئے۔ وہ حزب اختلاف کے دوستوں نے سن لئے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں پارٹی کا منشور بیان کر دیا ہے۔

جناب والا۔ جیسا انہوں نے اپنے منشور کی منزل کی نشاندہی کر دی ہے۔ تو اس کے بعد میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ صیامت یا بجٹ ہر کوئی بحث کی جائے۔ اور انشاء اللہ جس وقت ہماری حکومت جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اپنی منزل پر پہنچے گی تو یہاں سب کو انصاف مہیا ہوگا۔

جناب والا۔ اب میں اپنے علاقے کے مسائل عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ وہ تحصیل ہے جس

ہیں مادر ملت نے الیکشن میں ایوب جیسے آمر کو شکست دی۔ اس لئے اس تحصیل کو ہمیشہ نثار انداز کیا جاتا رہا۔ یہ وہ تحصیل ہے جس سے وہ ایک کھروڑ چالیس لاکھ روپے مالیہ ملتا ہے۔ اس تحصیل میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب بھی کوئی اسی سکیم ایوب خاں کے سامنے جاتی تھی۔ وہ یہ کہتا تھا کہ یہ تو وہی تحصیل ہے جو میرے خلاف تھی۔ اسلئے اسے نظر انداز کر دیا جاتا رہا؟

جناب والا۔۔۔ میرے علاقے میں ڈاکٹر فرید بخش صاحب نے ایک غوثیہ کالج کی بنیاد رکھی تھی۔ انہوں نے اپنے رفقاء کار کے ساتھ غوثیہ فریدیہ کالج کی بنیاد ڈالی۔ جو کہ ۱۹۶۲ء میں ڈگری کالج بنا دیا گیا۔ وہاں پر وہ کالج چلتا رہا۔ لیکن ۱۹۶۶ء میں اسوقت کی حکومت نے اسکو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اور اسے انٹرمیڈیٹ کر دیا۔ جناب والا۔۔۔ وہاں غریب عوام کو دوردراز علاقوں سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنا پڑتا ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ اس کالج کو فوری طور پر سائنس ڈگری کالج کر دیا جائے۔ وہاں پر سائنس ڈگری کالج قائم کرنے کے لئے کسی روپے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلڈنگ موجود ہے۔ صرف دو پروفیسروں کی ضرورت ہے۔ جو فیسیں حاصل ہونگی ان سے کالج آسانی سے چل سکتا ہے۔

جناب والا۔۔۔ ہماری تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک شوگر مل منظور ہوئی ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس شوگر مل کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کی بجائے پیر محل میں لکویا جائے۔ پیر محل کا علاقہ دریائے راوی کے ساتھ لگتا ہے اور وہاں گنا کافی کاشت ہوتا ہے۔

جناب والا۔۔۔ رجانہ سے پیر محل کی سڑک جو ہیڈ سڈمنٹائی کے ذریعے ملتان سے ملتی ہے۔ خراب اور ناقص ہے۔ اسے کشادہ کیا جائے تاکہ پرامتہ ہیڈ سڈمنٹائی ملتان جانے والے کو پچاس میل کا فیصلہ کم ہو جائے۔ اگر چیچہ وطنی کے راستے جائیں گے تو ان کا پچاس میل کا فاصلہ زیادہ ہو جائے گا۔

جناب والا۔۔۔ میں آخر میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ اسے بہترین بجٹ کیا جا سکتا ہے۔

چودھری غلام قادر (سیالکوٹ-۲)۔ نحمدہ واصلی علی رسولہ الکریم۔

جناب سپیکر۔ چار روز کی بحث کے دوران میں اس انتظار میں تھا کہ حزب اختلاف کے معزز ارکان شاید قومی بقا کے مسئلہ پر کوئی بات کرینگے۔ اور شاید یہ کہیں گے کہ اس بحث میں کوئی اچھی بات بھی ہے۔ انہوں نے پہلے روز وعدہ کیا تھا کہ ہم ہر نیک کام اور ہر اچھی بات میں تعاون کریں گے۔ لیکن جو رویہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مخالفت برائے مخالفت یا اعتراض برائے اعتراض کرتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے جان بوجھ کر حقائق کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں امید تھی کہ وہ تمام واقعات سے متعلق ان حالات کے تحت جن میں یہ میزانیہ پیش کیا گیا ہے روشنی ڈالیں گے۔ ان کو یاد ہونا چاہیے تھا۔ کہ سقوط ڈھاکہ کے وقت ہمارے ۹۳ ہزار پاکستانیوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ ہندوستان کی فوج پاکستان کی سرحدوں کے اندر تک گھسی بیٹھی ہے۔ خزانہ میں کوئی پیسہ نہیں۔ اس وقت کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ پاکستان یمنی مغربی پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے گا۔ لیکن چار پانچ مہینے کی مدت میں انہوں نے دیکھ لیا کہ قائد عوام کے فلسفہ اور سیاست سے ہمارا قومی وقار بیرونی دنیا میں بحال ہو چکا ہے۔ اندرونی طور پر بھی استحکام حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔ اور اقلیتوں کا گورنر مقرر کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے ایک ایسا میزانیہ پیش کیا ہے۔ جو عدل و انصاف اور مساوات پر مبنی ہے۔ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اس میزانیہ میں ایک نئی روایت قائم کی ہے جو بڑی مستحسن ہے۔ ایسے ناساعد حالات میں ایسا میزانیہ پیش کرنے پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

جناب والا۔ یہ بھی اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ نوکر شاہی اب بھی ہمارے سروں پر چھائی ہوئی ہے۔ لیکن جب ہم نوکر شاہی کے بد دیانت افسروں کے خلاف کارروائی کرتے اور ان کو نکالتے ہیں تو وہ اس پر کیوں چین بہ چین ہوتے ہیں۔ نوکر شاہی کے ۱۳ سو

بد دیانت افسروں کو نکالا گیا ہے ان کو حکومت کا احسان مند ہونا چاہیے کہ ان کی جائیدادیں ضبط نہیں کی گئیں۔ اور نہ ہی انہیں اور کوئی سزا دی گئی ہے۔

خان اہبہ عبداللہ خاں روکری۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میرے خاص دوست نے ہم پر الزام لگایا ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ بد دیانت افسروں کو نکالا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ بد دیانت لوگوں کو نکالا جائے۔ لیکن دیانت داروں کے ساتھ تو انصاف کیا جائے۔

(قطع کامیاب)

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ اس ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ یہاں غیر ضروری باتیں نہ کی جائیں جو باتیں اس ایوان میں اس طرف سے نہیں کی گئیں وہ ہمارے ذمہ ڈالی جا رہی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بددیانت افسروں کو چوک میں گولی ماریں۔ لیکن اس کے لئے کوئی طریقہ کار تو وضع کیجئے۔ کیا یہی طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ کہ مردوں کے نام بھی نکالے جانے والوں کی فہرست میں آگئے ہیں اور جو رہنما ہو گئے ہیں ان کے نام بھی فہرست میں آگئے ہیں؟

مسٹر سعید القیوم بٹ۔ میں قائد حزب اختلاف کی توجہ ان کی تقریر کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس نوٹ لکھا ہوا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں انہوں نے کہا تھا کہ وہ افسر بد دیانت نہیں ہیں وہ کیسے جان سکتے ہیں کہ وہ بد دیانت نہیں ہیں۔ پہلی حکومتوں میں ایسا ہوتا رہا ہے اور حکومتیں بد دیانت لوگوں سے بھری رہی ہیں۔ ”یکے دزد دارد دگر پردہ داری“۔

مہیاں خورشید انور۔ جناب والا۔ قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا تھا کہ کچھ لوگوں کو جانتے ہیں جو کہ دیانتدار تھے۔ لیکن آپ نے ان کو بھی نکال دیا ہے۔ ان کو عدالت کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ وہ اپنی صفائی پیش کر سکیں۔ اس کے علاوہ ہم نے خود بھی تسلی کی تھی۔ اگر وہ قصور وار ہیں تو بیشک آپ ان کی جائیدادیں ضبط کریں۔ پوری پوری سزا دیں۔ پتہ نہیں کہ آپ غور سے تقریر کیوں نہیں سنتے۔ اور آج تمام غصہ ہم پر نکال رہے ہیں۔

چودھری غلام قادر—جناب والا۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اس ہاؤس کے معزز ممبران بھی اپنی جائیدادوں اور اثاثوں کا حساب پیش کریں۔ ان کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔

رائی پھول محمد خان—ہوائی آف آرڈر—جناب—ایک غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ فاضل ممبر نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ اقلیتوں کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔ اقلیتوں ان کو کہتے ہیں۔ جو غور مسلم ہیں۔ وہ کون سا گورنر ہے جو اقلیت کا مقرر کیا گیا ہے۔ یہاں ایک اقلیت وہ بھی ہے جن کے ضلع کا کبھی کوئی گورنر مقرر نہیں کیا گیا۔

دسٹر سپیکر—ان کی مراد صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کے گورنروں سے ہے جو پیپلز پارٹی کے نہیں ہیں بلکہ اقلیتی پارٹی یعنی نیشنل عوامی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔

چودھری غلام قادر—صحافت کے بارے میں جمعیت اعلیٰ اسلام کے ایک فاضل رکن نے کہا تھا کہ وہ صوبہ سرحد سے سب سے سیکھیں تو ان کو کل کا اخبار دیکھ لینا چاہئے۔ وہاں پر مشرق اخبار کے خلاف کیا ہوا انہوں نے کہا ہے کہ اگر ہماری حکومتی پالیسی کو اختیار نہیں کرو گے تو اخبار بند کر دیا جائیگا۔ تو یہ صوبہ سرحد میں صحافت کی آزادی ہے۔

دسٹر سپیکر—چودھری کلیم اللہ۔

خان ایبڑ محمد اللہ خان روکڑی—اگر صوبہ سرحد والے بریس کے خلاف کوئی غلط کارروائی کریں گے تو ہم ان کی بھی مخالفت کریں گے۔

چودھری کلیم اللہ (رحیم یار خان)۔ جناب سپیکر۔ آپکی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے اس سزائے میں جو ۷۸ کروڑ روپیہ کی ترقیاتی سکیمیں دی ہیں۔ وہ اس پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں یہ عرض

کروں گا کہ انہوں نے بہاولپور ڈویژن کو اس طریقے سے نظر انداز کیا ہے جیسا کہ اسکے ساتھ سوتیلے بیٹے کا سلوک کیا گیا ہو۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر-آرڈر آرڈر۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی-جناب والا-جب اپوزیشن والوں کو اس بات کا حق دیا جاتا ہے کہ کسی ممبر کی تقریر کے دوران اگر اضل مقرر کوئی غلط بات پیش کرے تو وہ اسکی تردید کریں تو ہمیں بھی یہ حق دیا جائے کہ اگر ان کی طرف سے کوئی غلط بات پیش ہو تو ہم بھی اسکی تردید کر سکیں۔

مسٹر سپیکر-قریشی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اگر کسی فاضل ممبر کے متعلق کوئی غلط بات کہی جائے تو وہ مناسب موقع پر کھڑے ہو کر اسکی تردید یا اپنا اظہار خیال کر سکتا ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ میں نے انہیں بھی یہ حق دیا ہے بلکہ آپ ابھی اپنی تقریر میں اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

چوڈھری کچہر اڈہ-جناب والا-بہاولپور ڈویژن کو ۳۴ کروڑ روپے میں سے ایک کروڑ ۴۲ لاکھ ۵۳ ہزار روپے کی گرانٹ دی گئی ہے۔ جو کہ بہاولپور کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ بہاولپور ڈویژن کو پسماندہ ڈویژن قرار دیا گیا ہے۔ اور جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں بھی یہ فرمایا ہے اس میزانیہ میں بہ نسبت دوسرے علاقوں کے پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی جائیگی۔ مگر بہاولپور ڈویژن کو ترجیح نہیں دی گئی تو اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا۔ اس ۳۴ کروڑ کے علاوہ باقی جو ۴۰ کروڑ روپے ترقیاتی سکیموں کیلئے رکھے گئے ہیں ان میں سے بہاولپور ڈویژن کو مزید رقم دی جاوے تاکہ بہاولپور کی پوری حق رسی ہو سکے۔

(اس مرحلہ پر سپر پینل آف چیئرمین شیخ محمد انور صاحب کرمی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

اس کے علاوہ میں اب نہری پانی کے متعلق عرض کرونگا کہ پنجند ہیڈ ورکس سے جو نمبریں نکلتی ہیں وہ رحیم یارخان کے ضلع کو سیراب کرتی ہیں۔ چونکہ رحیم یارخان ضلع وافر اجناس پیدا کرنے والا ضلع ہے۔

پچھلے سال اس کے ساتھ پانی کی تقسیم میں اس قسم کا سلوک کیا گیا ہے۔ کہ اس کی معیشت بالکل تباہ ہونے کے برابر ہو کر رہ گئی ہے۔

جناب والا۔ اس ہیڈ ورکس سے ضلع رحیم یارخان کی نہروں کو سال ۱۹۶۹ تک فصل ربیع کیلئے ۳۲۵۰ کیوسک اور فصل خریف کیلئے ۱۲۵۰۰ کیوسک پانی دیا جاتا تھا جبکہ سال ۱۹۶۹ء کے بعد فصل ربیع کو ۱۵۰۰ کیوسک اور فصل خریف کیلئے ۸۵۰۰ کیوسک پانی دیا جا رہا ہے۔

جناب والا۔ اس وقت بھی اس ہیڈ ورکس کی نہروں کو وارہ بندی سے پانی دیا جاتا ہے۔ جب کہ فالتو پانی بحیرہ ہند کی نذر ہو رہا ہے۔ اسی طرح پچھلی فصل ربیع میں سندھ کے علاقہ کی غیر مستقل انہار پر گندم کو دو پانی ملے ہیں جبکہ پنجند ہیڈ ورکس کی مستقل انہار کو بڑی مشکل سے دو پانی ملے ہیں۔ جس سے فصل ربیع جو گزر چکی ہے بالکل تباہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کے بعد میں تحصیل خانپور کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ پہلے میں خان پور تحصیل کے اس علاقہ کے متعلق عرض کرتا ہوں جسے نئی آبادی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ علاقہ اب بھی دوسرے علاقہ سے جدا گنا جاتا ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں آنے جانے کیلئے ۲۴ سال سے کوئی سڑک تعمیر نہیں کئی گئی۔ اور نہ اس پچاس میل کے علاقہ میں کوئی ہسپتال ہے اور نہ ہی کوئی سکول ہے۔ اب میں خان پور تحصیل کے دوسرے علاقہ کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ آج سے ۲۴ سال پہلے ایک ہائی سکول گورنمنٹ کی طرف سے تھا۔ جبکہ خان پور تحصیل کی آبادی پچاس ہزار تھی اب اس تحصیل کی آبادی چار لاکھ ہے تو وہاں پر ایک ہائی سکول عوام کی طرف سے اور ایک ہائی سکول گورنمنٹ کی طرف سے چل رہا ہے۔ اور ایک ہائی سکول لڑکیوں کا چل رہا ہے۔ اس تحصیل کی چار لاکھ کی آبادی کیلئے کوئی کالج لڑکیوں کے لئے نہیں ہے۔ عوام کی طرف سے ایک انٹرمیڈیٹ کالج لڑکوں کیلئے چالو ہے۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ لڑکوں کے کالج کو گورنمنٹ خود چلائے اور لڑکیوں کیلئے ایک کالج کا اجراء فرمائے۔

جناب والا۔ میں ہسپتالوں کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ خان پور تحصیل میں پارٹیشن سے پہلے ایک ہسپتال تھا۔ اس وقت ساڑھے چار لاکھ کی آبادی کیلئے صرف دو ہسپتال ہیں۔ میں اس کیلئے عرض کرونگا کہ نئی سکیموں میں کوئی مزید ہسپتال دئے جاویں اور وہ ہسپتال ایسے علاقوں

میں بنائے جاویں جہاں پر اس وقت علاج معالجے کیلئے کوئی سہولت نہیں ہے۔ جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بہاول پور ڈویژن کی آمدنی جو کہ پندرہ سے بیس کروڑ تک سالانہ ہے کے مقابلہ میں بہاول پور ڈویژن کی سکیموں پر جو رقم دی جا رہی ہے بہت ہی کم ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ مسٹر سپیکر اور مقرر کے درمیان سے کوئی فاضل رکن نہیں گزر سکا۔ امان اللہ لک صاحب کی توجہ پہلے بھی مبذول کرائی گئی تھی۔ یہ پارلیمانی آداب کی واضح خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ انہیں اگر آپ سے بات کرنی تھی تو انہیں اس طرف سے ہو کر آپ کے پاس آنا چاہیے تھا۔

مسٹر چیپٹر مین۔ ہوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ آئندہ اراکین اس کا خیال رکھنا کریں۔

چودھری امان اللہ لک۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ خیال رکھوں گا۔

کنور محمد ریاسین خان (ملتان ۱۷)۔ جناب والا۔ پاکستان کے سیاسی حالات کے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس لئے میں اس پر مزید بحث نہیں کرنا چاہتا۔ میرے فاضل معزز رکن حاجی سیف اللہ صاحب نے ایوب امر کے ترقیاتی پروگرام کی بڑی تعریفیں فرمائیں۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر خزانہ۔ میں اپنے فاضل دوست جناب حاجی سیف اللہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوب الف والا ہے ”ع“ والا۔ (تہقہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ یہ آپ کے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ”ع“ دیکھیں یا الٹ سے۔ (تہقہ)۔

کنور محمد ریاسین خان۔ انہوں نے ایوبی دور کی ترقی کے بہت گن گائے ہیں۔ میں ان کی بات تسلیم کرتا ہوں کہ ترقی ہوئی ہے۔ لیکن کس کی؟ آدم جی کی، داود کی، سہگوں کی اور ان ۲۲ خاندان کی جنہوں نے اس پاکستان کو ہمیشہ لوٹا اور غریب عوام کا استحصال کیا۔ بڑے بڑے خاندانوں کی ترقی ہوئی۔ بڑے بڑے زمینداروں کی ترقی ہوئی۔ اس کے دور میں بڑے بڑے زمینداروں کو قرضے دینے گئے ان کو مراعات دی گئیں لیکن غریب عوام کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے)

حاجی محمد سپینٹ اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - فاضل ممبر نے سہگوں کو ایوب کے وقت کا ظاہر کیا ہے - میں پوچھتا ہوں رفیق سہگل کو مینیجنگ ڈائریکٹر ہی آئی۔ اے۔ کس نے مقرر کیا۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔

کٹور محمد اسپین خان - اس دور میں اسلام آباد سکیم نافذ کی گئی - اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کس طریقے سے محنت کش اور غریب عوام کے ساتھ زیادتی ہوئی - اسلام آباد سکیم کے تحت ۶۷۷ ہزار ایکڑ بنجر اراضی گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لی - اس کا معاوضہ چھ سو روپے سے لیکر دس ہزار روپے تک فی ایکڑ مقرر کیا - اس سلسلے میں ۲۵ کروڑ روپے نقد ان لوگوں کو معاوضہ دیا گیا - اس کے مقابلے میں انہوں نے ملتان ڈویژن کے وہ غریب کاشتکار جنہوں نے ٹیلے ہموار کر کے زمین کو قابل کاشت بنایا تھا ان سے وہ زمین چھین لی گئی اور ان کو اڑھائی سو روپیہ فی ایکڑ کے حساب سے بیس سال کی آسان قسطوں پر دیدی گئی - اس طریقے سے دور ایوبی میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی ان غریب لوگوں سے چھین لی گئی - اس کے بعد صرف ۷۷۷ ہزار ایکڑ اراضی کے ۵۰ ہزار مالکان کو اس سکیم کے نفاذ سے پہلے یہ بنا دیا گیا کہ کنال اراضی کے مالک کو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کا پرمٹ دیا جائے گا - جس کے نتیجے میں انہوں نے پرمٹ لیئے - لیکن ملتان ڈویژن کی ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی گورنمنٹ نے مستحق داسوں حاصل کی تو اس سلسلے میں میری یہ ہرزور اپیل ہے کہ جب اسلام آباد سکیم کے تحت نکالے گئے لوگوں کو ۲۰ کروڑ روپے معاوضہ دیا گیا ہے تو ملتان کے غریب کاشتکاروں کی اراضی جو ان کے قبضے میں ہے ان سے واپس لی جائے اور ان غریب کاشتکاروں کو دی جائے - تاکہ ان لوگوں کا بھی کوئی بھلا ہو سکے -

مسٹر سپیکر - آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے - ڈاکٹر حلیم رضا۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ - میں جناب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی جمیعت العمانیہ پاکستان کے چار ممبر ہیں - اور میں پارلیمانی لیڈر ہوں آج جنرل بھٹ کا آخری دن ہے - ہم میں سے کسی کی باری نہیں آئی - اور آج ٹائم بھی کم کر دیا گیا ہے - کیا قائد حزب

اختلاف نے ہمارا نام نہیں دیا یا یہ پاس ہو چکا ہے کہ ہم بول نہیں سکتے۔

علامہ رخصت اللہ ارشد - آپ کا نام میں نے نئے دیا تھا۔
مسٹر سپیکر - تشریف رکھیں آپکو وقت ملے گا۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ - جناب والا - کون سا وقت ملے گا کیونکہ آج جنرل بھٹ کا آخری دن ہے۔

مسٹر سپیکر - تمام معبر صاحبان سے میں پہلے روز سے کہہ رہا تھا پہلے دو تین روز میں زیادہ وقت ملے گا۔ جنہوں اس Risk کو قبول کیا کہ آخری روز تقریر کریں گے تو اس کے جو نتائج ہیں اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ بلوچ صاحب آپ کو وقت ملے گا۔ میں نے بار بار حزب اختلاف کے تمام پارلیمانی گروپوں کے لیڈروں سے پوچھا تھا۔ مگر ماسوائے میان خورشید انور کے ہر لیڈر نے پہلے دو روز میں یہاں تقریر میں حصہ لینے سے گریز کیا۔ یہ ان کی ذمہ داری آپ مجھ پر نہیں ڈال سکتے۔ انہیں یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ آخر یہ ایوان ۱۸۶ معبران پر مشتمل ہے۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ - میں تو جناب صرف یہ گزارش

کر رہا ہوں کہ سہری پارٹی کو جنرل بھٹ کے ان چار دنوں میں تقریر کرنے کیلئے کوئی وقت نہیں دیا گیا۔

ڈاکٹر حلیمہ رضا - (لائل پور - ۱) جناب والا - بھٹ پر بھٹ کرنے سے پہلے میں اس طرف بیٹھے ہوئے فاضل اراکین سے دو چار باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی بات جو میں عرض کروں گا وہ یہ ہے کہ۔

یہ کیا ستم ہے وہی لوگ ہیں نقیب چمن

ہے باغ باغ لہو رنگ جن کا پیراھن

جن میرے فاضل دوستوں نے دور ایوبی کا ذکر کیا ہے۔ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں نہر اس مدفن اور مردہ لاش کی مرثیہ خوانی کروں۔ جس کی کوتاہیوں کی وجہ سے۔ جس کے بہیمانہ کردار کی وجہ سے آج پاکستان کو یہ منحوس دن دیکھنا پڑا۔ اس دور ایوبی کا ذکر ہوا ہے۔ اس شخص کا ذکر ہوا

ہے جس نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جیتی ہوئی بازی کو تاشقند کی میز پر بیٹھ کر ہار دیا تھا۔

شمشاد نے قومی چمن کو بیچ دیا۔

وطن کے مالی نے یارو وطن کو بیچ دیا

میرے وطن کے شہیدوں کا خون پوچھتا ہے

کہ کس نے روس میں جا کر وطن کو بیچ دیا

ایک ایسا شخص جو وطن فروش تھا اور جس نے اس ملک میں آسیرت کو جنم دیا۔ اسکا ذکر آج یہاں کیا جانا ہے۔ مجھے ان فاضل اراکین کی سیاسی بصیرت پر افسوس ہے۔ ندامت بھی ہے۔ اور شرمندگی بھی ہے۔

جناب والا۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ آج ان نامساعد حالات میں وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی بصیرت۔ ان کی فراست۔ ان کے تدبیر کا اس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں ہے فاضل وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے۔ وہ واقعی قابل تحسین ہونا چاہیئے۔ باقی یہ بات رہی کہ غریب وزیر خزانہ پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں تو میں اس طرف بیٹھنے والے اراکین سے ایک یہ بات کہتا ہوں کہ۔

غریب شہر بہ تہمت تراشنے والو۔

امیر شہر کا بھی شجرہ نسب دیکھو۔

جناب والا۔ سب نے کہا ہے کہ ہم پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن میں آپ کی توجہ لائلپور کے چند ایک اہم مسائل کی طرف دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ لائلپور میں بی ٹائپ پیپلز کالونی کے باشندگان کو ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ لائلپور میں فیکٹری اہریا میں ایک کچی آبادی ہے۔ جہاں پر گندے پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس گندے پانی کے نکاس اور وہاں پر ہر شہری کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کا بندوبست کریں۔ آخر میں ایک بات میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے فاضل اراکین سے کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آج ہمیں اس ملک میں جو صورت حال درپیش ہے۔ اس میں یقینی طور پر آپ کا بھی حصہ ہے۔ جیسا کہ میرے قائد ایوان نے کہا غنیمت وہ وقت آئے گا کہ ان چہروں سے نقاب کشائی

دی جائے گی - جنہوں نے پچھلے دور حکومت میں روٹ برسٹ حاصل کیے - اور جن لوگوں نے اسے اسی اسی ہزار روپے میں فروخت کیا - انہوں نے جو بھی ناجائز کمائی حاصل کی ہے انشاء اللہ العزیز پاکستان پیپلز پارٹی ان کے خلاف قادیبی کارروائی بھی کرے گی اور ان کا معاہدہ بھی کرے گی -

مسٹر نسیپنگو - مسٹر ناصر علی خان بلوچ

مسٹر ناصر علی خان بلوچ (لائل پور - ۱۲) جناب والا - یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آج سے چھ ماہ قبل ہمارا ملک سقوط ڈھاکہ جسے قومی المیہ سے دوچار ہو چکا ہے - نتیجہ کے طور پر ملک کی سالمیت اور استحکام کو جو نقصان پہنچا ہے وہ آپ کے سامنے ہے - اس بات کی ذمہ داری جن لوگوں پر عائد ہوتی ہے وہ تاریخ کے اوراق پر بدناما داغ کی طرح ابھر چکے ہیں - اور جو باقی بچے ہیں وہ اپنی ذلت و رسوائی کے دھانے پر کھڑے اپنے انجام کے منتظر ہیں - اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جن حالات میں عنان حکومت سنبھالی ہے اور جو پاکستان کی تعمیر نو کا انہوں نے نعرہ بلند کیا تھا وہ حسین خواب شرمندہ تعبیر کبھی نہیں ہو سکتا - جناب والا - جو انہوں نے اصلاحات نافذ کی ہیں وہ عوامی امنگوں اور عوامی خواہشات کے بالکل نمانی ہیں اور جو کسی خاص مقصد کے لئے پر فریب وعدے کیے تھے وہ بھی پورے نہیں ہو سکتے - بلکہ ملک میں لاقانونیت اور افراتفری کا دور دورہ ہے یہاں تک کہ غریب عوام کی عزت تک محفوظ نہیں ہے - اگر اس طرح رہا تو وطن عزیز کی بنیادیں کھوکھلی ہوتی چلی جائیگی -

جناب والا - میں جمعیت العلماء پاکستان سے تعلق رکھتا ہوں - میں نے پہلے

بھی عرض کیا تھا کہ موجودہ حالات کے پیش نظر ہماری جماعت کا نصب العین یہ نہیں ہے کہ ہم بلا وجہ مخالفت کریں اور حکومتی پارٹی کے لئے پریشانی کا باعث بنیں بلکہ قومی مفاد کے پیش نظر ہم ہر جائز بات پر حکومت کے ساتھ تعاون کریں گے - لیکن میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن و سنت کے علاوہ کسی قانون کو قابل قبول نہیں سمجھا جائے گا اور غیر اسلامی اقدامات کی بھرپور اور شدید مخالفت کی جائے گی - جناب والا - اس سلسلے میں ہم کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے کیونکہ وقت تھوڑا ہے اس لئے میں بجٹ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - مجھ سے پہلے کافی قابل دوستوں نے بجٹ پر بحث کی ہے - جناب والا - یہ بجٹ

ان وعدوں کے مطابق جو کہ پہلے کئے گئے تھے بالکل نہیں ہے۔ بلکہ اس سے عوام کے جذبات کو ٹھیس پہنچ رہی ہے خوشگوار معاشرے کی تشکیل کیلئے یہ سہانا سینا ٹوٹ چکا ہے۔ اس لحاظ سے غریب لوگ بھی تنگ ہیں۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب وزیر خزانہ نے بھی انہی اس ناکامی کا احساس کر لیا ہوگا کاش وہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے حقیقی کاوش سے کام لیتے۔ اس موقع پر میرا یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔

تو ہی ناداں چند کٹیوں پر قناعت کر گیا
روزہ گاشن میں علاج تنگنی داماں بھی تھا
(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ اپنے علاقے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ لائلپور اور ساہیوال کو قرب ترین راستہ سے ملانے کے لئے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سمندری سے لائلپور کے علاقہ تک پتن مہر شاہانہ تک سمندری کنجوالی گڑھ روڈ تعمیر کی جائے جو کہ پتن مہر شاہانہ تک منظور ہو چکی تھی۔ لیکن یہ وجہ معلوم نہیں ہو سکی کہ اسے پتن سے ایک میل پھوٹے ہی کیوں روک دیا گیا۔ ساہیوال کی طرف صرف چار پانچ میل کا ٹکڑا ایسا ہے کہ اس کے پختہ ہو جانے سے یہ دونوں اضلاع آپس میں مل سکتے ہیں۔ اور اس سے پچاس میل کا فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔

حضور والا۔ میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں تک پتن مہر شاہانہ کا تعلق ہے۔ میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام دریائے راوی پر اس سے بہترین اور بہن کوئی نہیں ہے۔ یہاں سے دریا کا پیٹ اتنا ہے جتنا کسی بڑی نہر کا پیٹ ہو۔ جس سے پل بنانے میں آسانی اور خرچ کم ہوگا۔ آج تک کبھی سیلاب کی صورت میں یہاں نقصان نہیں ہوا۔ اس کے برعکس باقی تمام پتن ہمیشہ سیلاب کے دنوں میں دو دو میل زیر آب رہتے ہیں۔ اگر وہاں پل بنایا جائے تو ہر سال بہت نقصان ہوگا یہ نقصان گورنمنٹ کا نہیں بلکہ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارا ذاتی نقصان ہے۔

حضور والا۔ اس سڑک کو جلد از جلد بنایا جائے تاکہ دونوں اضلاع کے عوام اور باقی لوگ جو اس سے متعلقہ ہیں ان کو فائدہ پہنچ سکے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے چلتے میں تانڈیانوالہ

ایک قصبہ ہے جو بہت مشہور ہے اور پنجاب کی بہترین میڈیوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں ایک میونسپل کونسل کا ہائی اسکول ہے اور وہاں کے غریب عوام جو اپنے بچوں کو اچھے کالجوں میں یا سکولوں میں دور نہیں بھیج سکتے۔ ان کے لیٹے وہاں کالج قائم کرنا چاہیے جب کہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں کالج قائم ہو چکے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ مشہور ہے کہ لائلپور کا ضلع سرسبز اور شاداب ہے۔ اس علاقے میں جہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں وہاں گنا اور کھاس کی فصلیں بہترین قسم کی ہوتی ہیں۔ لیکن وہ غریب کاشتکار ان سے پورا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تاندلیانوالہ میں شوگر اور ٹیکسٹائل مل قائم کی جائے تاکہ ان غریب لوگوں کو اور کاشتکاروں کو فائدہ حاصل ہو سکے۔ جناب والا۔ کنبوانی ریلوے سٹیشن ایک ایسی جگہ ہے جو میرے علاقے کا مرکز ہے وہاں طبی سہولتیں نہیں ہیں۔ قریب قریب کوئی ہسپتال نہیں ہے بلکہ میں یہ عرض کروں گا کہ سمندری تاندلیانوالہ کے علاوہ بارہ بارہ میل کے اندر کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ کنبوانی ریلوے سٹیشن جو کہ مرکز ہے وہاں ہسپتال قائم کیا جائے تاکہ لوگوں کو طبی سہولتیں مسپر آ سکیں۔ اس کے علاوہ یہاں کی زمین بہت زرخیز ہے۔ مگر پانی کی قلت ہے۔ وہاں زمینداروں نے بجلی کے ٹیو۔ ویل لگائے ہوئے ہیں مگر بجلی ان لوگوں سے بلا وجہ ماہانہ ٹیرف (Tariff) وصول کرتا ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ پورا اور صحیح بل لینا چاہیے جبکہ ان پر پہلے بھی بہت بوجھ ڈالا جا چکا ہے۔ ان سے اتنا ہی بل وصول کیا جائے جتنی وہ بجلی خرچ کریں یہ (Tariff) والا معاملہ ختم کر دینا چاہیے۔

جناب والا۔ اسکے علاوہ دوسری عرض یہ ہے کہ اس بھٹ میں اگر کسی طبقہ کو رعایت ملی بھی ہے تو اسکا بوجھ زمیندار پر ٹھونسا جا رہا ہے ٹیکسز اور مالیہ ہر سال بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ نہیں دونا چاہیے بلکہ جیسا کہ وعدہ کیا گیا تھا چھوٹے کاشتکاروں کو مالیہ اور باقی ہر طرح کی رعایت دینی چاہیے۔ جناب والا۔ سمندری قصبہ سے جو سڑک ماڑی پتن کو جا رہی ہے اس سے تاندلیانوالہ کے موڑ اور چک ۳۵۲۱ گ۔ ب تک آٹھ میل کا فاصلہ بنتا ہے۔ اگر اس سڑک کو آہس میں ملا دیا جائے تو تاندلیانوالہ کا قصبہ اس علاقہ سے بہت قریب ترین راستہ سے مل جائے گا۔

جناب والا۔ آخری عرض یہ ہے کہ میرے حلقہ میں قصبہ گڑھ ہے۔ جس کے دس دس میل کے اندر کوئی ہائی اسکول نہیں ہلاقہ بہت پس

ماندہ ہے۔ اگر وہاں کوئی ہائی سکول قائم کر دیا جائے تو غریب اور ان پڑھ طبقہ کے لوگ اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر سکتے ہیں۔ اور آنے والی نسل سدھر سکتی ہے۔ جناب والا۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

ملک محمد اکرم اھوان (سرگودھا ۹) - جناب سپیکر مجھے افسوس ہے کہ ٹائم اسوقت بہت قریب پہنچ چکا ہے۔

مسٹر سپیکر - نہیں آپ کے ابھی پانچ منٹ بڑے ہیں۔

ملک محمد اکرم اھوان - جناب والا۔ کسی حکومت کے عزائم اور پالیسی کا اندازہ لگانے کے لئے عام طور پر اس کے منشور کو دیکھا جاتا ہے۔ اور اس سے ہی ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس حکومت کے کیا عزائم ہیں اور کیا مقاصد ہیں۔ اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو میں اپنے وزیر خزانہ جناب حنیف رائے صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک عوامی بجٹ پیش کیا ہے۔ اور اس میں کوئی ایسا محصول نہیں لگایا جس کی زد غریب عوام پر پڑی ہو۔ اسکے برعکس سابقہ وزراء خزانہ نے ہمشہہ اجارہ داروں اور سرمایہ داروں کے سامنے ہتھیار ڈالے اور ان کو ایسے مواقع اور اختیارات بھی دیدئے جن کا اثر غریب پر پڑا۔ اس کی وجہ سے غریب تر ہوتا چلا گیا اور امیر امیر تر ہوتا چلا گیا۔ اور یقیناً میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سابقہ محمولاتی پالیسی کی وجہ سے مغربی کے سمندر کو وسیع کیا گیا تھا۔ غریب اور امیر کے تفاوت کو اس قدر بڑھا دیا گیا تھا جس کے رد عمل میں پیماز ہارٹی نے عوام میں اپنا منشور پیش کر کے یہ بے نظیر کامیابی حاصل کی۔ اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ مظلوم دیہاتی آبادی پر پہلی دفعہ نظر شفقت کی ہے۔ اور بجٹ کا بہت کافی حصہ ان کی فلاح و بہبود کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ میں چند گزارشات اپنے علاقہ کے متعلق عرض کرنا

چاہتا ہوں۔ جناب والا۔ میں تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ وہ نہایت ہی ہمساندہ علاقہ ہے۔ وہاں ہمارے چند مسائل ہیں جن کی طرف جناب وزیر خزانہ صاحب توجہ فرمائیں اگر اسی بجٹ میں اس کے لئے انتظام کیا جائے تو عوام کی بہتری ہوگی۔ پمپا مسئلہ ہمارا

آپاشی کا ہے۔ وہاں آپاشی کے وسائل بہت کم ہیں۔ آب نوشی کا مسئلہ بھی نہایت شدید ہے۔ بہت دور دراز کے علاقوں سے ہمارے غریب لوگ پانی لاتے ہیں اور وہاں کوئی انتظام ایسا نہیں ہے۔ جس سے اپنے کھلنے صحت مند پانی مل سکے۔ اس کے لئے میں عرض کروں گا کہ وہاں ٹیوب ویل لگائے جائیں تاکہ غریب عوام کو آپاشی اور آب نوشی کیلئے سہولیتیں مل سکیں۔ اسکے علاوہ مہار کا علاقہ ہے وہاں آپاشی کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ وہاں لفٹ اریکیشن کے ذریعے اس کا انتظام ہو سکتا ہے یا ٹیوب ویل کے ذریعے سے۔

اسکے علاوہ وہاں امن وامان کی صورت بھی کچھ زیادہ اطمینان بخش نہیں ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں خصوصی اقدامات کرنے چاہئیں۔ میں اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کر سکتا ہوں کہ وہاں جس قدر ممکن ہو لائسنس اسلحہ عوام میں تقسیم کرنا چاہئے تاکہ جرائم میں کمی ہو سکے اور ناجائز اسلحہ وہاں نہ پھیل سکے۔ اسکے علاوہ نوشہرہ میں ہمارے لئے ایک کالج منظور فرمایا جائے کیونکہ وہاں تعلیم کی بہت ضرورت ہے لوگوں میں تعلیم کا بہت شوق ہے۔ لیکن اسکے لئے کوئی انتظامات نہیں ہیں۔ دوسرا مسئلہ ہمارے لئے صحت کا ہے ہمارے علاقہ میں یونانی طب اور ہومیوپیتھک علاج کے لئے لوگوں میں بڑی رغبت ہے۔ لیکن اس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس بجٹ میں ہومیوپیتھک اور طب یونانی کو وہاں رائج کرنے کا بندوبست فرمایا جائے۔ اسکے علاوہ میں عرض کروں گا کہ عوامی مسائل مہری تحصیل کے دوسری تحصیلوں سے مختلف نہیں ہیں۔ جہالت۔ غربت۔ افلاس۔ یہ سب مشترکہ چیزیں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آہستہ آہستہ ہمارے پانچ سال کے منشور میں حل ہو سکیں گی۔ ان معروضات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ اب یہ اجلاس ڈیڑھ بجے ملتوی ہو کر پانچ بجے شام کو دوبارہ شروع ہوگا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب چھ بجے اجلاس شروع کیجئے درمیان میں نمازیں بھی پڑھنی ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ اس کیلئے درمیان میں وقفہ ہو جائے گا۔

وزیر خزانہ - اس سے پہلے آپ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اجلاس پانچ بجے دوبارہ شروع ہوگا۔ اس میں یہ بات ملحوظ خاطر رکھی گئی تھی کہ اگر اجلاس دیر تک جاری رہا تو پریس والوں کو دقت ہوگی۔ اس لئے طے پایا تھا کہ اجلاس پانچ بجے شروع ہو جائے۔ دوسرے ابھی بہت سے ممبران نے تقریر بھی کرنی ہیں۔ پھر مجھے آخر میں ایک طویل تقریر بھی کرنی ہے۔

مسٹر سپیکر - طویل مختصر -

وزیر خزانہ - جی ہاں! طویل مختصر۔

مسٹر سپیکر - میں آپکو لسٹ آف آرڈر سنا دیتا ہوں تاکہ وہ فاضل ممبران یہاں موجود ہوں اور کورم پورے پانچ بجے پورا ہو جائے۔

آوازیں - کورم ہو جائیگا۔

مسٹر سپیکر - اگر وقت پر کورم پورا ہو جایا کرتا تو میرا خیال ہے کہ دس بارہ مزید فاضل ممبران تقاریر کر چکے ہوتے۔ اب تو شام کو ہاؤس کی کارروائی پانچ بجے دوبارہ شروع ہو گی۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ۵ بجے شام تک کیلئے ملتوی کر دی گئی)

شاہ کی دشت

پنجاب کا بیڑا ذیہ آبادت سال ۱۹۷۲-۷۳

بحیثیت (مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری))۔

(مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر - مسٹر جمیل حسن خان منج -

چودھری جمیل حسن خان منج - (گوجرانوالہ - م) جناب سپیکر - منزل کو حاصل کرنے کے لئے پہلے منزل کا تعین کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ منزل کا تعین ہونے کے بعد منزل کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ راستہ اختیار کرنے کے بعد اس کے وسائل اختیار کرنے پڑتے ہیں، جیسا کہ قائد عوام نے منشور میں دیا ہے۔ اس منشور کو پورا کرنے کے لئے آج جو بحث زیر بحث ہے۔ اس منشور کی تکمیل کے لئے یہ ایک پہلا قدم ہے۔ حزب مخالف نے ایک بات یہ کہی ہے کہ قائد عوام بھی اس گروہ میں شامل تھے۔ تو بن یہ کہوں گا کہ ایک وقت تھا کہ قائد اعظم بھی

کانگریس میں تھے۔ قائداعظم نے کانگریس میں ہوتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ اقتصادی چکی میں مسلمان پس رہا ہے اور اس کا جو ماحصل ہے۔ اس سے بننے کی تجوری بھر رہی ہے۔ قائداعظم کو یہ احساس ہوا کہ مسلمانوں کے لئے علیحدہ ملک ہونا چاہیے۔ یہ ان کی منزل تھی جو تعین کی گئی۔ اس کے لئے جدوجہد ہوئی۔ مسلم لیگ عالم وجود میں آئی۔ ملک حاصل ہوا۔ ملک حاصل ہونے کے بعد اس مسلم لیگ کے جو کرتا دھرتا تھے

مسٹر سپیکر - آپ کے دو منٹ باقی ہیں۔

چودھری جمیل حسن خان منج - جناب والا۔ اب میں اپنے ضلع کے متعلق عرض کروں گا۔ میرے ضلع میں موجودہ بجٹ میں جی۔ ٹی روڈ کے سوا اندرون ضلع کوئی سڑک نہیں دی گئی۔ میں یہ مسٹر صاحب سے پر زور الفاظ میں استدعا کروں گا کہ ہمارے ضلع میں سڑکوں کے سلسلہ میں صرف جی۔ ٹی روڈ پر اکتفا نہ کیا جائے۔ جی۔ ٹی روڈ تمام صوبے کے لئے ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ ہمارے ہاں جو گورنمنٹ کالج ہے اس میں کوئی آڈیٹوریم نہیں ہے۔ کامونٹی ایک قصبہ ہے۔ جس کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے لیکن وہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ کالج نہیں۔ وہاں بھی کالج claim کرونگا۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ ہمارا ڈسٹرکٹ چاول پیدا کرتا ہے۔ اس میں کوئی بھی تحقیقاتی ادارہ قائم نہیں ہے۔ وہاں ایک تحقیقاتی ادارہ بھی قائم کیا جانا چاہیے۔ تاکہ وہاں جو چاول کی اجڑی اقسام ہیں ان کے متعلق تحقیقات ہو سکیں۔ صرف کالاشاہ کا کومیس ہی اچھی اقسام پیدا نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں کی اراضیات اتنی موافق نہیں ہیں جتنی کہ گوجرانوالہ کی اراضیات موافق ہیں۔ اس لئے یہ ریسرچ سٹیشن منتقل ہو کر گوجرانوالہ میں جانا چاہیے تاکہ وہاں صحیح ریسرچ ہو سکے۔ اور وہ اقسام وہیں پر پیدا ہو کر زیادہ اچھے نتائج دے سکیں۔ اس کے علاوہ یہ ہے کہ دہان کی فصل کے بعد ہمارے ہاں جو فصلیں ہیں ان میں سے صرف گندم ہی پیدا کی جا سکتی ہے۔ گندم کے لئے کوئی ایسی قسم آج تک محکمے کی طرف سے نہیں دی گئی جو چاول کے بعد کاشت کی جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ڈیزل قطعاً نہیں مل رہا۔ کھاد وہاں نہیں ہے۔ آجکل کاشت کا خاص موقعہ ہے۔ ہماری بیجائی شروع ہے اور ہماری Major فصل بھی یہی ہے۔

مندرجہ ذیل سپیکر - شیخ ریاض صاحب -

شیخ محمد ریاض (ساہیوال ۶) - جناب سپیکر - میں آپکی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی کی توجہ اسطرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں تحریک پاکستان کا ایک ادنیٰ کارکن اور سپاہی ہونے کی حیثیت سے سقوط ڈھاکہ جسے المیہ پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامیات ہند نے طویل جدوجہد کے بعد یہ وطن عزیز حاصل کیا تھا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد خاک و خون کے دریا میں سے گزرنے کے بعد ہم اس وطن عزیز میں پہنچے تھے۔ یہاں پہنچ کر ہمارا ذرہ بھر نقصان نہیں ہوا تھا۔ ہم نے جو کچھ کھویا وہ ہم نے سب کچھ پا لیا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہم نے یہ وطن عزیز جتنی جدوجہد کے بعد حاصل کیا تھا وہ چند جرنیلوں کے ہاتھوں برباد ہو گیا۔ یہ مسلمانان ہند کی آخری امید ہے اور ان جرنیلوں نے ملک کا آدھا حصہ دشمن کے نذر کر دیا ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے کہ تقسیم پاک و ہند سے قبل دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں نوجوانوں نے قائداعظم رحمت اللہ علیہ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ حصول پاکستان کیلئے ایک تاریخ متعین کر دی جائے تو قائداعظم رحمت اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میں اسی تاریخ مقرر نہیں کر سکتا۔ میں بیک وقت ور طاقتوں سے یعنی انگریز اور ہندو سے نہیں لڑ سکتا اور انہوں نے فرمایا تھا وہ نااہل جرنیل ہوگا جو اپنی فوج کو تباہی کے گڑھے میں لے جائے گا۔ اور آج ہم نے دیکھا کہ نااہل حکمرانوں کی وجہ سے ہمارے ملک کا آج آدھا حصہ کٹ گیا۔

جناب والا۔ آپ نے مجھے بہت تھوڑا وقت دیا ہے۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی طرف آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جب ہم اس پارٹی میں شامل ہوئے تھے تو ہمارے نزدیک یہ اسمبلیاں اور یہ ممبریاں ہرگز نہیں تھیں۔ ہم تو اس ملک میں انقلاب لانا چاہتے تھے اور ہم دیکھ رہے تھے کہ یہ ملک تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ تو قائداعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے صحیح طور پر محسوس کر لیا تھا کہ اگر اس کا رخ نہ بدلا گیا اور جو لوٹ کھسوٹ جاری ہے۔ اگر اسی طرح رہی تو اس ملک کی خیر نہیں ہے۔ ہم نے اس مقصد کیلئے پیپلز پارٹی میں شمولیت کی۔ صدر محترم نے ایک اور عظیم انقلاب کی طرف قدم اٹھایا تھا۔ اسکو ہم نے ایک حد تک پالیا ہے۔ جناب والا۔ ہماری جدوجہد اس بات کیلئے تھی کہ جو سرمایہ دار اس ملک کا سرمایہ لوٹ رہے ہیں۔ اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں

ملک کو کمزور کر رہے ہیں انکے ہاتھوں کو روکا جائے یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔ ہم نے بہت سی صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا ہے اور ہم ان سے عوام کو بچانے کو لئے دن رات جدو جہد کر رہے ہیں۔

مسٹر محمّد نواز - (گجرات-۳) جناب والا - گو ساڈی قومی زبان اردو ہے۔ تے اونوں فروغ دینا بڑا ای ضروری ہے۔ ہر ایس دے نال میں عرض کران گا کہ پنجابی وی ساڈی مادری تے علاقائی زبان اے تے اہہ بڑی زیادتی ہووے گی اگر اونہاں سبیراں نال جیہڑے پنجابی مسجھدے نے تے نالے بول سکدے نے بندہ پنجابی وچ گل بات نہ کرے۔

جناب سیکر - مینوں فخر ہے۔ کہ میں مسلم لیگ نال تعلق رکھنا وان - مسلم لیگ قوم گروپ نال تعلق نہیں رکھدا۔ بلکہ کونسل مسلم نال میرا تعلق ہے۔ جناب والا - وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیتا ہے تے اونوں ایس گلے ای بیاندا جسے پیپلز پارٹی دے وزیر خزانہ نے اونوں پیش کیتا ہے۔ اے بہت ہی گھٹیا گل ہے۔ نالے تنگ دلی دی وی حد ہے۔ ملک تے صوبے دے حالات نوں دیکھدیاں بغیر کسے نوں ٹیکس دے لاپاں رھو جیا بجٹ پیش کرنا کائی نیکی جیسی گل نائیں۔
(قطع کلامیاں)

ایک آواز - جناب والا - وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔ مسٹر سہیلکر - انہوں نے اپنی تقریر کو جامع کر لیا ہے۔ ان کی تقریر بہت لمبی تھی۔ چار منٹ میں تقریر کو محدود کرنے کے لئے انہوں نے ایک جامع قسم کا نوٹ بنایا ہوا ہے۔

مسٹر محمّد نواز - جناب سیکر - بڑی مصیبت ہے کہ آج کل دے زمانے وچ ڈیڈی تے مہی والا ایک منڈا وی اپنے تے امی وائے چوں پنجاب منڈیاں تے بھاری ہوندا ہے۔ تے میں بد نصیب اک "امی" تے "اپے" والا سو ڈیڈی تے مہی وائے منڈیاں وچ پھنس گیا وان۔

جناب والا - میں حکومت دا شکر گزار آن کہ حکومت نے تقریباً نوے لاکھ روپے ورلڈ بینک وچوں لے کے ضلع گجرات نوں دتے نے۔ میرے حلقہ انتخاب وچ دو سڑکاں گجرات توں عوان شریف اور جلال پور جاناں توں کڑیانوالہ ہکیاں ہونیاں چاہی دہاں نے۔ کڑیانوالہ یا ٹانڈے وچ کالج ہونا چاہیدا ہے۔ تے بجلی منظور ہو چکی ہے پر ہتہ نہیں لکدی کیوں نہیں

ہی۔ تھانے کڑیاں والہ دے تقریباً پنجہ تے سٹھ ہنڈاں وچ Mines نے اوتھوں دے کاشتکار جیڑے اپنی زمین نوں کشت نہیں کر سکدے اونہاں نوں معاوضہ دینا چاہیدا اے تے یاں اوتھے فیٹر ہرائس شاپ کھوانے چاہیلے نے۔ بجلی ہووے تے ساڈی زمین بڑی ذرخیز اے تے اس دے وچ اسیں ٹیوب ویل لا کے گندم ملک نوں دینے۔

ملک عبدالقہور - (جہلم - ۲) - جناب والا - وزیر خزانہ اور اس کے بعد قائد ایوان اور وزیر معنت نے اس ایوان میں یہ اعتراف کیا ہے۔ کہ ہم پنجاب کے غریب عوام کیلئے وہ کچھ نہ کر سکے جو کچھ ہم کر سکتے تھے۔ میں بھی اس ایوان میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ ہم بھی وہ کچھ نہ کر سکے جو کچھ ہم کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جناب والا - آپ کی وساطت سے میں حزب اختلاف کے ممبران سے ایک گزارش کرونگا کہ ایک بات کا اعتراف یہ بھی کرالیں وہ یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ نہ کرنے کے باوجود چھ ماہ میں وہ کچھ کر دکھایا ہے جو گذشتہ ۲۳ سال میں وہ نہ کر سکے۔ جناب والا - میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے ان اراکین کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا بجٹ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور اس کی پالیسیوں اور اس کے انتخابی وعدوں کی آئینہ داری نہیں کرتا۔ حضور والا - میں انکی توجہ ان حقائق کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور وہ اس طرف توجہ دیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اگر عوام دوست جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے تو اس نے یہ دعویٰ صرف الفاظ تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس نے پنجاب کے غریب عوام پر ایک ٹیڈی بیسے کا بھی نیا ٹیکس نہ لگا کر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ پاکستان پیپلز پارٹی واقعی ایک عوام دوست جماعت ہے۔ جناب والا - اگر ہم نے یہ وعدے کیئے کہ انصاف پر مبنی، مساوات پر مبنی، معاشرے کو تشکیل دیں گے تو ہم نے موجودہ ٹیکسوں کا اس طرح سے رد و بدل کیا ہے۔ کہ ٹیکسوں کا بوجھ ان لوگوں کی طرف سے ہٹ کر جن لوگوں کی آمدنی کم ہے۔ ان لوگوں کی طرف منتقل کر دیا جائے جن لوگوں کی آمدنی نسبتاً زیادہ ہے۔

جناب والا - ہم نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ عوام کو بنیادی اور غذائی ضروریات مسترے نرخوں پر فراہم کریں گے تو اس کے لئے ہم نے اس بجٹ میں ساڑھے آٹھ کروڑ روپیہ اس مد کے لئے رکھ دیا ہے۔ حکومت اپنے وسائل سے ساڑھے آٹھ کروڑ روپیہ گندم کے لئے خرچ کرے گی تاکہ راشن ڈھوڑوں پر ۱۷ روپیہ فی من کے حساب سے راشن پورے سال کے لئے ملتا رہے۔ جناب والا - ہم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم ناخواندگی کو

ختم کریں گے تو ہم نے اس کا عملی ثبوت اس طرح دیا ہے کہ پہلے بجٹ میں اگر سوا چھ کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے تو اس بجٹ میں ساڑھے بارہ کروڑ روپے تعلیم کیلئے مختص کر دیئے گئے ہیں۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم بے روزگاری کا سدباب کریں گے تو ایوارڈ ورکس جیسے پروگرام بنا کر اور یہ پروویژن رکھ کر ساڑھے چھ کروڑ روپیہ ہم نے خرچ کرنے کا محض اس لئے عزم کیا ہے کہ یہاں سے بے روزگاری کا خاتمہ کیا جائے۔ جناب والا۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم چھوٹے درجے کے ملازمین کی مدد کریں گے۔ اس کے لئے ہم نے اپنے بجٹ میں نظر ثانی شدہ سکول کے علاوہ ایسی پروویژن رکھدی ہیں کہ ورک چارج یا اتفاقی اخراجات سے تنخواہ ہانے والے ملازمین کو پانچ سال کے اندر مستقل ملازمت دے دی جائے۔

سردار غلام عباس خان - (لائپور - ۱۷) جناب سپیکر - میں وقت کی کمی کی وجہ سے بجٹ پر مختصراً عرض کرونگا۔ موجودہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے وہ دیہاتیوں اور کسانوں کے دلوں کی دھڑکنوں کی آواز ہے۔ اس ایوان میں ۲۰ سال سے جو بھی بجٹ پیش کیا جاتا رہا ہے اس میں ہمیشہ دیہاتیوں اور کسانوں پر ٹیکس عائد کئے جاتے تھے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس ایوان میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں دیہاتیوں اور کسانوں پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا بلکہ کل بجٹ کا چالیس فیصد حصہ دیہاتیوں، کسانوں اور زراعت پر خرچ کیا جائے گا۔ اس لئے میں وزیر خزانہ کو مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہوئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا - میں تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہ تحصیل ضلع لائپور میں واقع ہے جو صنعتی ضلعوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مگر تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آج تک نہ کوئی شوگر مل اور نہ ہی کوئی ٹیکسٹائل مل لگی ہے۔ جناب والا - اس تحصیل کی طرف اس لئے توجہ نہیں دی گئی کہ وہاں سے اپوزیشن پارٹی کا ایک سرگرم رکن اٹھا تھا اور دوسرا ممبر بھی اپوزیشن پارٹی سے تعلق رکھتا تھا جو یہاں آ کر صرف روٹ ٹرمٹ حاصل کر کے خاموش ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ اس تحصیل میں کمالیہ ایک قصبہ ہے جس میں کوئی کالن فیکٹری تک نہیں ہے۔ جناب والا - اس علاقے کے زمینداروں کو اتنی تکالیف ہے کہ وہاں سے ۳۰ میل کے فاصلے پر منڈیاں ہیں۔ وہاں سے لوگ آ کر بستے داموں

کیاس خرید کر لے جاتے ہیں۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ہوں کہ کمالیہ میں ٹیکسٹائل مل یا شوگر مل لگائی جائے اور کٹن فیکٹری کا بھی بندوبست کیا جائے۔ تاکہ وہاں کے زمیندار اپنی کیاس صحیح نرخ پر فروخت کر سکیں۔ جناب والا۔ اس علاقہ میں سڑکوں کی اتنی تکلیف ہے کہ دیہاتوں کا کسی منڈی سے رابطہ نہیں ہے۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ رجانہ سے کوٹ دریا آباد تک اور کمالیہ سے پھر محل روڈ تک اگر پختہ سڑکیں بنائی جائیں تو میرا خیال ہے کہ ۱۰۰ دیہات کا رابطہ قائم ہو جائے گا اور کسان اور زمیندار اپنی اجناس ان غلہ منڈیوں میں پہنچا سکیں گے اور مارکیٹ کے صحیح نرخ حاصل کر سکیں گے۔

حاجی احمد علی بیگلو - (ساہیوال - ۱۳) - جناب سپیکر - ان حالات میں جب کہ ہماری اور دشمن کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہیں اور ہمارے بہت سے فوجی بھائی ہندوستان کی قید میں ہیں جو بچ کر جناب محمد حنیف رامے صاحب نے پیش کیا ہے وہ قابل داد ہے۔ جناب والا۔ میں اس پسماندہ علاقہ کا رہنے والا ہوں جہاں نہ کوئی مل ہے نہ کوئی گورنمنٹ کالج ہے۔ وہاں کی جو تکلیفات ہیں وہ میں ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مزارعین کی جبری بے دخلی وہاں بہت تیزی سے ہو رہی ہے اسکے خلاف کیس رجسٹر تو ہو جاتے ہیں لیکن قبضہ واپس نہیں دلا یا جاتا۔ اسکے علاوہ احاطہ جات میں جہاں غریب مزدور اور کسانوں کو سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں ملتی۔ وہاں جو احاطہ جات ہیں وہ صرف مخصوص "کمیں" یا زمیندار کو الاٹ ہو سکتے ہیں۔ لیکن غریبوں اور مزدوروں کو نہیں ملتے۔ ان کے لئے بھی مناسب بندوبست کیا جائے۔ جہاں تک بجلی کے Tariff کا تعلق ہے جو ٹیوب ویل پر لگایا گیا ہے اسکے متعلق گزارہں کرونگا کہ اس کو واپس لیا جانا چاہئے۔ ہمارے پنجاب میں غیر مسلم اور مسلم اوقاف کا رقبہ ہزاروں مربعوں کی تعداد میں ہے جو بڑے بڑے زمیندار ہٹوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ جو مزارعین ۷۰ء کے بے دخل ہیں وہ رقبہ ان کو ۱۲ ایکڑ کے حساب سے غیر مسلم اور مسلم اوقاف کا دیا جائے تو مناسب ہے۔ جہاں تک پولیس کی مراعات کا تعلق ہے تھانہ لیول پر ایک چپ اور تھانہ کے لئے سٹیشنری کا بندوبست کیا جانا ضروری ہے۔ چوروں اور غنڈوں کا قلع قمع کیا جانا بھی ضروری ہے۔

رادا اقبال احمد خان - (گوجرانوالہ - ۲) - جناب سپیکر -
میں آپکی وساطت سے وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے ان

نامساعد حالات میں ایک عوامی وزیر ہونے کی حیثیت سے عوامی ترقیاتی بجٹ ایوان میں منظوری کے لئے پیش کیا ہے۔ حزب اختلاف کی طرف سے بار بار یہ الزام لگایا گیا کہ پیپلز پارٹی نے یا حکمران جماعت نے اس بجٹ کو اپنے منشور کی روشنی میں مرتب نہیں کیا۔ حالانکہ پیپلز پارٹی نے عوام کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم کوئی نیا ٹیکس نہیں لگائیں گے۔ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اس کے علاوہ عوام نے پیپلز پارٹی کو Mandate دیا ہے کہ آپ ہانچ سال میں عوام کے مسائل حل کریں گے۔ ہم انشاء اللہ عوامی طاقت سے۔ عوام کے تعاون سے اور اپنے خلوص سے عوام کی خدمت کرتے ہوئے اس ملک سے افلاس - غربت - ناداری اور جہالت کو ختم کر کے مساوات محمدی کا نظام رائج کرنے کا تمہیہ کر چکے ہیں۔ جناب والا - یہاں کہا گیا کہ کنونشن لیگ بڑی اچھی جماعت تھی - کنونشن لیگ نے یہ کیا - کنونشن لیگ نے وہ کیا - مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۹ء کو گوجرانوالہ میں جب قائد عوام کو گرفتار کیا جا چکا تھا - ہم نے قائد عوام کی رہائی کے لئے جلوس نکالا - ہم پر گولیاں برسائی گئیں - ہمارے چہ معصوم بچے شہید کئے گئے - ان میں سے انور اور منظور کی لاشیں چہ دن کے بعد واپس کی گئیں - یہ ان کے سیاہ کارنامے تھے - جناب والا - کنونشن لیگ نے عوامی جدوجہد کو دبانے کے لئے - کسانوں اور مزدوروں کی تحریک کو دبانے کے لئے - استحصالی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا - لیکن یہ پیپلز پارٹی تھی یہ کسان مزدور اور طالب علم تھے جنہوں نے کنونشن لیگ کے سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کا مقابلہ کیا اور پیپلز پارٹی کو کامیاب کرایا - جناب والا - اس طرح آج بھی ہم کم وسائل کے باوجود عوامی طاقت سے کسانوں - مزدوروں اور طالب علموں کی امداد سے اس ملک سے استحصالی نظام کو ختم کر دیں گے اور مساوات محمدی کا نظام نافذ کر دیں گے -

حضور والا - اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ کے لئے اس بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی - سیوریج کے لئے ہمیشہ چہ لاکھ روپیہ صوبائی حکومت دیتی تھی اس دفعہ اس کے لئے

کوئی پروویژن نہیں رکھی گئی۔ تو وہ کام جو تین سال سے شروع ہو چکا ہے۔ وہ ادھورا رہ جائیگا۔

سید مہتاب احمد شاہ (مظفر گڑھ-۳)۔ جناب والا۔ میں تحصیل لیہ سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میری تحصیل جہاں کا میں رہنے والا ہوں بہت ہی پسماندہ ہے۔ وہاں دو علاقے ہیں ایک تھل اور دوسرا بیٹ۔ تھل کے علاقہ میں پانی کی کمی ہے اور بیٹ میں پانی کی زیادتی ہے۔ بیٹ میں پانی کی زیادتی کی وجہ سے لوگ مر رہے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور تھل میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پانی کو ترس رہے ہیں۔

جناب والا۔ سب سے پہلے میں بیٹ کے متعلق عرض کروں گا۔ لیہ دریا کے شرقی کنارے پر واقع ہے وہاں ایک بند باندھنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ تجویز پہلے بھی وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں۔ انہوں نے مہربانی فرما کر اس پر غور کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اس بند کے لئے جو پہلے تجویز پیش کی گئی تھی دو لاکھ روپیہ منظور ہوا تھا جو بالکل ناکافی ہے۔ آپ بند کو اس طرح بنائیں کہ جو گنے کی وہاں کاشت ہوتی ہے اس کو نقصان نہ پہنچے اس طرح سے شوگر مل کے لئے گنے کی ضرورت بھی پوری ہو سکے گی۔

جناب والا۔ لیہ میں زنانہ انٹرمیڈیٹ کالج نہیں ہے۔ لیہ میں تھل اس وقت آباد ہو چکا ہے اور وہاں کالی آبادی ہے اس لئے وہاں انٹرمیڈیٹ کالج کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ جناب والا۔ تیسرے پرکلی ایک وہاں بہت اچھی جگہ ہے۔ وہاں جوڑوں کی درد والے لوگ جاتے ہیں وہاں سواری کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ان کی سہولت کے لئے پکی سڑک بنا دی جائے تاکہ لوگوں کی تکالیف دور ہو جائیں۔

جناب والا۔ تھل میں پرائمری سکول ہے۔ لیکن مڈل سکول یا ہائی سکول نہیں ہے۔ وزیر تعلیم صاحب مہربانی فرمائیں وہاں چار پانچ مڈل سکول کھول دیئے جائیں بعد میں مڈل سکول کو میٹرک کا درجہ دیا جائے تو کام ہو جائیگا۔

سردار نصر اللہ خان دریشک - (ڈیرہ غازی خان۔ ۶) - جناب سپیکر - اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر شروع کروں میری جانب سے ایک تجویز ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں -

مہنٹر سپیکر - تجویز پیش کرنے کے لئے کوئی ریزولیشن یا بل پیش کریں - آپ کا ایک منٹ وقت ہو گیا ہے تین منٹ باقی رہتے ہیں -

سردار نصر اللہ خان دریشک - جناب والا - جہاں تک موجودہ بجٹ کا تعلق ہے - جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ کسی بھی محترم رکن سے پوشیدہ نہیں ہے - اس بجٹ میں جتنی توجہ دیماں کے لوگوں کی طرف جو آبادی کا ۸۰ فی صد حصہ ہیں دی گئی - اس سے پہلے کبھی اتنی توجہ نہیں دی گئی - اس کے لئے جتنا بھی وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے -

میں جناب والا - وزیر خزانہ حنیف رامے صاحب کو اس متوازن اور صحیح معنوں میں موجودہ حالات کے تقاضوں کے مطابق یہ بجٹ پیش کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں - اس کے علاوہ میں مختصراً جناب کی وساطت سے اپنے علاقہ کے مسائل جو بہت زیادہ ہیں کی طرف توجہ دلاؤں گا - جناب والا - میں ڈیرہ غازی خان کے پسماندہ علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں - اس ایوان میں بہت سے حضرات نے بہت سی باتیں کی ہیں - کسی نے نہری پانی سے متعلق کہا ہے - کسی نے یونیورسٹی سے متعلق کہا ہے - کسی نے میڈیکل کالج کے لئے کہا ہے - لیکن جناب والا - میرے علاقہ میں پینے کیلئے پانی نہیں ہے - ہمیں ہمیں میل جا کر روزانہ بیچاری عورتوں کو پینے کے لئے پانی لانا پڑتا ہے - پاکستان کو قائم ہونے سے ۲۰ سال ہو گئے ہیں لیکن ہمیں آج تک پینے کے لئے پانی نہیں دیا گیا - میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس کام کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو وہاں جا کر جائزہ لے تاکہ غریب عورتیں - بوڑھی عورتیں جو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ساتھ لے کر کندھوں پر مشکیں لٹکائے پینے کے لئے پانی لاتے ہیں ان کی مشکلات دور ہو سکیں - مزدوری کے لئے وہاں کوئی کاروبار نہیں ملتا اس کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جائے -

جناب والا۔ دوسری عرض یہ ہے کہ ہمارے ضلع میں نہری پانی ۱۹۰۰ء سے لیکر ہمیں ۵ لاکھ ایکڑ کا ہمیشہ نہری پانی ملتا تھا۔ لیکن چار پانچ سال سے جب سے ٹونسہ بیراج بنا ہے پانچ لاکھ ایکڑ کی بجائے ساڑھے تین لاکھ ایکڑ رقبہ کو پانی دیا جاتا ہے۔ کیا وزیر متعلقہ اس کی کوئی خاص وجہ بتائیں گے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں ۹ ہزار کیوسک پانی تھا جس کو کم کر کے اب ۶۴۶ ہزار کیوسک کر دیا گیا ہے جو فاضل پانی بیچ جاتا ہے اس کو مزید کاشت کرنے پر خرچ کیا جائے۔

مسٹر نور محمد خان۔ (ملتان - ۱۵)۔ جناب والا۔ پاکستان میں ۲۵ سال سے جس قدر غریبوں کا استحصال ہوا ہے یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جناب والا۔ پاکستان غریبوں نے قربانیاں دے کر حاصل کیا تھا۔ پاکستان جب حاصل کیا گیا تھا تو غریبوں کو یہ امید تھی۔ ان کی یہ آرزو تھی کہ اس کو ہم نے مسلمانوں کے لئے اسلامی مملکت بنانا ہے۔ اپنا ملک بنانا ہے۔ انگریز سامراج کی وجہ سے ہمارا جو استحصال ہوا ہے اس سے ہم نجات حاصل کریں گے۔ لیکن جناب والا۔ ان کو پھولوں کی سیج کی بجائے ان کو آسائش پانے کی بجائے ان کو تپتے ہوئے انگاروں پر لیٹنا پڑا۔ سرمایہ داروں نے جس قدر غریبوں کو لوٹا جس قدر سال ہا سال سے مزدوروں اور کسانوں کا استحصال ہوا۔ ان کے خون پسینے کی کمائی کو چند ہاتھوں میں اکٹھا کر کے ان کو لوٹا گیا لیکن پھر بھی انہوں نے اس چیز کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ انہوں نے آہ تک نہ کی۔ انہوں نے یہ بھی نہ کہا کہ ہمارے حقوق ہمیں دلانے جائیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں پاکستان میں امن قائم رکھنا ہے اور اس ملک کو بنانا ہے تا کہ یہ ملک ترقی کرے۔ پہلے پھولے وہ اس ملک کو مضبوط بنانا چاہتے تھے۔ لیکن جناب والا۔ صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور پاکستان کے صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے احسان کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور اس احسان کو قوم کبھی نہیں بھلا سکتی کہ انہوں نے عوام کو ان کے حقوق سے آگاہ کیا۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے مزدوروں کاشتکاروں اور محنت کشوں کو یہ بات بتا دی کہ تمہاری منزل کیا ہے اور تمہیں اسے کس طرح حاصل کرنا

ہے۔ جناب والا۔ ہم اپنی منزل کو سامنے دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے اس کا تدبیر کر لیا ہے۔ غریب اب اس استحصال کو برداشت نہیں کریں گے۔ جناب والا۔ موجودہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ ہماری پارٹی کا منشور اسلامی سوشلزم ہے۔ ہم سوشلزم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم نے سوشلزم کا ڈھانچہ تیار کر لیا ہے اور اس ڈھانچہ میں سوشلزم کا نفاذ ہوگا۔ جناب والا۔ سوشلزم کا نفاذ کرنے کے لئے ہمیں غریبوں مزدوروں اور کسانوں کا بھرپور تعاون حاصل ہے.....

جناب والا۔ اس کے راستے میں جو بھی رکاوٹیں کھٹری کی جائیں ان کو کچل دیا جائے گا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ پھلز پارٹی جو پورے پاکستان بھر کے حقوق کے تحفظ کا دعویٰ کرتی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ عوام کے حقوق کا تحفظ کریگی اور انشاء اللہ ہم اپنی منزل کو پا کر رہیں گے۔ جناب والا۔ موجودہ بجٹ میں ۱۹ کروڑ روپیہ جو کہ زرعی ترقی کیلئے رکھا گیا ہے یہ تمام ترقیاتی بجٹ کا ۲۴ فیصد ہے جبکہ پچھلے سال اس سے نسبتاً کم رکھا گیا تھا۔

راجہ جمیل اللہ خان (گوجرانوالہ - ۸) محترم سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے چند معروضات جو میرے ضلع سے تعلق رکھتی ہیں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ وزیر آباد شہر کی آبادی چالیس ہزار کے قریب ہے وہاں ایک انٹرمیڈیٹ کالج ہے اور وہ عمارت ایک مرے ہوئے ہندو کی یادگار ہے وہ عمارت ناکافی ہے۔ ان بچوں کے لئے جو وہاں تعلیم پا رہے ہیں وہاں کے شہری جو غریب ہیں اور خصوصاً دیہاتوں میں بسنے والے لوگ اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ لاہور جیسے شہر میں تعلیم کیلئے اپنے بچوں کو بھیجیں۔ اسلئے میری درخواست ہے کہ وزیر آباد میں ڈگری کالج بنایا جائے اور اس کے لئے نئی عمارت کی ضرورت ہے اور اس عمارت میں لڑکیوں کے انٹرمیڈیٹ کالج کو منتقل کیا جائے۔ موجودہ جس کالج میں لڑکیاں پڑھتی ہیں اس کو کالج کہنا ابھی کالج کی توہین ہے۔ جناب والا۔ دوسری میری گزارش یہ ہے وزیر آباد ایک پسماندہ علاقہ ہے جس کا نام سوہدرہ ہے۔ برسات کے موسم میں وہ چاروں طرف پانی سے گھر جاتا ہے۔ اس کے متعلق حکام سے کئی مرتبہ کہا گیا ہے لیکن ابھی تک شنوائی نہیں ہوئی۔ یہاں کے مزدور اپنا روزگار مہیا کرنے کے لئے باہر جاتے ہیں اور چونکہ برسات میں چاروں طرف سے پانی میں وہ پسماندہ علاقہ گھر جاتا ہے اور ان کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

میری تجویز ہے کہ وہاں ایک پل بنا دیا جائے اسطرح ان غریب لوگوں کی کم از کم یہ تکلیف تو دور ہو سکتی ہے۔ سوہدرہ کی دس ہزار کی آبادی ہے وہاں پر آج تک حکومت نے لڑکیوں کے لئے کوئی ہائی اسکول نہیں بنایا۔ وہاں سے وہ وزیر آباد تعلیم حاصل کرنے کے لیٹے آتی ہیں اگر وہاں ایک ہائی اسکول بنا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ نوجوان بچیوں کی حفاظت ہو سکتی ہے جو ان کا حق ہے۔ پھر ایک سڑک وزیر آباد سے ہوتی ہوئی ٹسکہ سے جا ملتی ہے۔ یہ سڑک کچی ہے برسات میں اس سے گزرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلئے لوگ اپنی اجناس منڈیوں میں نہیں لا سکتے۔ تو میری گزارش ہے کہ اس سڑک کو پختہ کیا جائے۔ فوجی نقطہ نگاہ سے بھی یہ بہت اہم ہے اور اگر یہ سڑک پختہ کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کسانوں کو اپنی اجناس منڈی میں لانے کی تکلیف دور ہو جائیگی اور طلباء کی تکلیف بھی دور ہو جائیگی۔

چوہدری علی بہادر خان (ملتان - ۱۸) جناب سپیکر۔ میں موجودہ بجٹ کو منفرد حیثیت دیتا ہوں اس وجہ سے کہ گزشتہ سال ۳۳ کروڑ ۷۷ لاکھ ترقیاتی کاموں کے لئے رکھے گئے تھے۔ مگر اس سال ان کے لئے ۹۰ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت جو کہ عوام کے لئے احساسات اور عوامی امنگوں کا خیال رکھتی ہے نے ان جملہ چیزوں کے ہمیشہ نظر یہ بجٹ تیار کیا ہے۔ ۱۹۷۰-۷۱ء میں بھی ترقیاتی کاموں پر ضرور روپیہ خرچ ہوا۔ لیکن اس کے بعد ترقیاتی کاموں کو اتنا بڑھا دینا قابل ستائش ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ اس صوبے کو مثالی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔ ان تمام چیزوں سے قطع نظر ہمارے معاشرے میں جو اس وقت مسائل پیدا ہو گئے ہیں گذشتہ اہام کی غیر منصفانہ روپیہ کی تقسیم کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ مسائل اس طریقہ پر الجھ گئے کہ ہمارے معاشرے میں دولت مند بننے کے خیال اور رجحان نے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں امیر ہو جاؤں اور وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ خواہ اس کی آمدنی کے ذرائع اچھے ہوں یا برے وہ راتوں رات امیر بننے کے خواب دیکھتا ہے۔ گذشتہ مسائل جو پیدا ہوئے انہوں نے اسی لئے جنم لیا اور معاشرے میں لوگ اپنے اور ہرائے کے فرق میں مبتلا ہو گئے۔

اس کے علاوہ شجاع آباد تحصیل ضلع ملتان ایک تاریخی اور منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ پچیس سال کے عرصے سے اس تحصیل کو ایک

مڑک پختہ بھی نہیں ملی۔ اس لئے میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ شجاع آباد تحصیل کے لئے سڑکیں مہیا کریں۔ شجاع آباد آموں کا شہر ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہاں آموں کیلئے ری-ریج سینٹر قائم کر دیا جائے۔ اس ضمن میں تا حال صوبائی حکومت نے کچھ نہیں کیا۔ دیگر مسائل سے بھی یہ تحصیل دو چارھ کالج اور ہائی سکول کی ضرورت ہے۔ میونسپل کمیٹی کی طرف سے پانی کی بہم رسانی کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ شجاع آباد کو واٹر سپلائی سکیم میں ضرور شامل کیا جائے۔ انیسویں سے کہنا پڑتا ہے کہ تحصیل کا ایریا Urban کی بجائے Rural کے کھاتے میں چلا گیا ہے۔ اس لئے میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ شجاع آباد کے کچھ قصبے ہیں ان کو Urban میں شامل کیا جائے۔

ملک ثنا اللہ خان (سیالکوٹ-۳) جناب سپیکر۔ میں سیالکوٹ سے تعلق رکھتا ہوں۔ سیالکوٹ چھوٹے مالکوں کا ضلع ہے۔ یہ ایک مردم خیز علاقہ ہے۔ اس کے علاوہ اس خطے کے جمہوریت پسند غیور عوام نے آزادی کی تحریکوں اور آمریت کے خلاف بڑے چڑھ کر حصہ لیا اور عظیم قربانیاں پیش کیں۔ حضور والا۔ اس کی مٹی سے شاعر مشرق اور مصور پاکستان علامہ محمد اقبال جیسی شخصیتوں نے جنم لیا۔ حضور والا۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں گزارش کرتا ہوں کہ قیام پاکستان سے لے کر دسمبر ۱۹۷۱ تک تمام صوبائی حکومتوں نے سیالکوٹ کو نظر انداز کیا۔ حضور والا پاکستان اور خصوصاً ہمارا علاقہ تین مرتبہ بھارتی جارحیت کا شکار ہو چکا ہے۔ آئے دن یہاں سیلاب بھی آتے رہتے ہیں اور اس کی معیشت بالکل تباہ ہو چکی ہے۔ حضور والا۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کو جزوی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے خسارے کا بجٹ پیش کر کے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ ایسا کر کے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ایک عوامی بجٹ پیش کیا ہے تو میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ سیالکوٹ کے مسائل اور حالات کے مطابق جناب وزیر خزانہ نے فراخدلی سے کام نہیں لیا۔

حضور والا۔ آج ضلع سیالکوٹ کی یہ حالت ہے کہ ۵۲۶ دیہات دشمن کے قبضہ میں ہیں۔ اور تقریباً آٹھ لاکھ ہوام در بدر پھر رہے ہیں۔ ان کے لئے اس بجٹ میں کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔

حضور والا - ۱۹۶۵ء سے پہلے سرور ضلع سیالکوٹ میں ایک شوگر مل منظور ہوئی تھی۔ لیکن ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد وہ مل منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات منتقل کر دی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے مطالبہ کرتا ہوں کہ شوگر مل کو سیالکوٹ میں دوبارہ واپس لایا جائے۔ سیالکوٹ کی معیشت کو سہارا دینے کے لیے وہاں ٹیکسٹائل ملین کاغذ کی انڈسٹری اور چھوٹی چھوٹی صنعتیں اور کٹینج انڈسٹری قائم کی جائیں تاکہ بے روزگاری کا قلع قمع کیا جا سکے۔ اور اس کے لیے عوام کو چھوٹے چھوٹے آسان لمبی اقساط پر بلا سود قرضے جاری کئے جائیں اور چھوٹے مالکوں کو بیراجوں اور کالونی ایریا میں متبادل اراضی مہیا کی جائے اس کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

راجہ سکندر خان (جہلم-۳) - جناب سپیکر - قبل اس کے کہ میں اپنے پسماندہ اور غریب علاقے کے حالات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کروں۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو اس حقیقت پسماندہ بجٹ پیش کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

جناب والا - میں تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم سے تعلق رکھتا ہوں۔ جس کی نمائندگی کا مجھے شرف حاصل ہے۔ جناب والا - اگر تحصیل پنڈ دادن خان کو فوجی نقطہ نگاہ سے "ملٹری پروڈیوسنگ سٹرو" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہماری تحصیل کی آبادی دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ پہاڑی ہے اور دوسرا میدانی ہے۔ پہاڑی علاقے کے مسائل الگ ہیں۔ میدانی علاقے کے مسائل اس سے جداگانہ ہیں۔ دونوں حصوں میں لوگوں کو پینے کے پانی کی سخت تکلیف ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ جناب والا - ایک تو نمک زیادہ مقدار میں مشینری کے ذریعے نکالا جانے کی وجہ سے اور دوسرا منگلا ڈیم کی تعمیر کے باعث اس علاقے کی اکانومی کو تباہ کیا گیا ہے۔ جناب والا - اس تحصیل کے میدانی علاقہ کا واحد حل ایک نہر کا اجراء ہے۔ جسکی سبب سے پہلے ابتدا آج سے تقریباً ستر سال پہلے کی گئی اور اس کی کھدائی کے مناسب انتظام بھی کئے گئے۔ لیکن ہم لوگوں کی بد قسمتی کے باعث ان ایام میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی۔ جسکی وجہ سے وہ کام بند ہو گیا۔ ہیضہ کی وبا ختم ہونے کے بعد وہی رقم کسی اور شخص کے اہل پر دوسرے ضلع

میں مستقل کی گئی اور ہمارا علاقہ اس مدد سے معرور ہو گیا۔ اسکے بعد بھی ایک دو موقعوں پر کاغذی گھوڑے دوڑائے گئے لیکن کوئی عملی کام نہ ہوا۔ اب موجودہ حکومت کے دور میں اس کیس کو از سر نو شروع کیا گیا ہے۔ اس کی دو Stages مقرر کی گئی ہیں۔ پہلی سٹیج یا phase کے لئے ہانچ کروڑ روپے کا خرچ کا تخمینہ ہے۔ دوسرا حصہ جسکی لمبائی تقریباً چالیس پچاس میل کے قریب ہوگی کا تخمینہ ۱۰ کروڑ روپے ہے۔ جناب والا۔ اس طرح اس کی تعمیر کے لئے پندرہ، سولہ کروڑ روپے کا تخمینہ ہے اور اس تحصیل سے جو نمک نکلتا ہے۔ اسکی سالانہ آمدنی ہماری اطلاع کے مطابق پندرہ، سولہ کروڑ کے لگ بھگ ہے اور یہ ساری آمدنی حکومت کے خزانہ میں جاتی ہے۔ یہی نمک ہماری تباہی کا باعث بنا ہوا ہے۔ اگر اس کی ایک سال کی آمدنی کو اس نہر کی تعمیر پر لگایا جائے تو اس علاقے کی بحالی کا انتظام ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا خرچہ ہوگا جس کی واہسی حکومت کو ۱۰-۱۲ سال کے اندر اندر مالیہ اور آبیانہ کی شکل میں ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ غلہ بھی تین چار لاکھ ٹن کا اضافہ سالانہ یقینی ہے۔ کیونکہ نہر کے اجراء کی صورت میں اس علاقہ کا تین لاکھ ایکڑ سے زائد رقبہ آبپاش ہونے کا قوی امکان ہے۔ ہمارا علاقہ نہری پانی ملنے کی صورت میں ایک زرخیز ترین علاقہ ہوگا۔

پہاڑی علاقہ کے لوگ کس مہرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہاں چند مقامات پر بند بنائے ہیں۔ جو نہایت ہی کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ اگر وسیع پیمانے پر اس علاقہ میں بند بنائے جائیں تو یقیناً اس علاقہ کی حالت اچھی ہو جائیگی۔ اس علاقہ میں انڈسٹری نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی صنعتیں قائم کرنے کے بعد بہتر تعلیمی سہولتیں مل جائیں تو علاقہ خوشحال ہو سکتا ہے۔

ہماری تحصیل کو بلڈوزر کی امداد سے معرور رکھا گیا ہے۔ حالانکہ ہماری ملحقہ تحصیل چکوال و تہ گنگ میں بلڈوزر کے کئی ایک یونٹ رکھے گئے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں خاص کر تھل یا میدانی علاقہ میں بلڈوزر بڑے کامیاب ثابت ہوں گے۔ اور علاقہ کی ثروت کے پیش نظر ان کو نصف کرایہ پر دینے

جانے چاہئیں۔ دریا پر بند بنائے جانے کے باعث ہمیں ایک قدرتی وسائل سے محروم کیا گیا ہے۔ دریا کے اردگرد کے رقبے سال میں دو فصل آسانی سے دے سکتے تھے۔ لیکن اب ایک فصل سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں مویشی بھوکے ہو گئے ہیں۔ سال میں کم از کم دو دفعہ دریا میں زیادہ پانی چھوڑ کر طغیانی دی جانی چاہئے۔ ہمارے ملاح جو سات آٹھ ہزار روپیہ ایک کشتی پر لگاتے ہیں وہ اپنے پیشہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کو اراضیات ملنی چاہئے تاکہ وہ اپنا گذر اوقات کر سکیں۔

مخدوم ذادہ سیدہ ارشاد حسین شاہ (مظفر گڑھ)۔ جناب سپیکر۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ تقریر پڑھی ہے۔ اس میں کچھ غریبی کے متعلق تھا۔ کچھ دھڑکتے ہوئے داؤں کے متعلق تھا۔ کلیوں کے متعلق بھی کچھ ذکر تھا۔ کسی صاحب کے سر اور نال کا بھی ذکر تھا۔ تو میں اس بجٹ کو یہی سمجھتا ہوں کہ یہ نسیم حجازی کا ناول ہے۔ لیکن جس انداز سے انہوں نے اس بجٹ تقریر کو پڑھا۔ ہمیں وہ انداز پسند ہے اور میں اس لئے ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا۔ دو دن ہوئے۔ جمعہ علماء اسلام کے ایک معزز ممبر نے شراب کی پابندی کے اوپر کچھ بات کی تو حزب اقتدار کی طرف سے کچھ ایسا شور و غل اٹھا کہ میں تو یہ سمجھا کہ کچھ بہت بڑی بات کہی گئی ہے۔ جناب وزیر خزانہ نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ جناب تریلا میں بھی شراب پی جاتی ہے۔ لیکن میں قائد ایوان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کہا کہ اہوزیمن کی طرف سے شراب کی پابندی پر جو بھی بات ایسی ہوگی ہم صبر و تحمل سے ان کو سنیں گے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا۔ مجھے اس سے بے حد متعجب ہے کہ آپ شراب پر پابندی عائد کرتے ہیں یا نہیں کیونکہ ان کی طرف سے ہمیں ایسے جوابات ملتے ہیں کہ اگر ہم شراب پر پابندی ختم کر بھی دیں۔ تو پھر بھی یہ قوم شراب پیتی رہے گی۔ مجھے ان سے کافی حد تک اتفاق ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ کافی درست کہتے ہیں۔ لیکن خدا نے اپنی مخلوق کو کچھ ایسے قانون دیئے ہیں۔ اور ہمیں صحیح راستہ بتایا ہے۔ اب یہ ہمارے

مرضی ہے کہ ہم صحیح راستے پر چلیں یا نہ چلیں۔ اس لئے میرے ان سے کہوں گا کہ شراب پر پابندی ختم کر دیں۔ ان کے لئے بہت اچھا اقدام ہوگا۔ اب یہ قوم کی بد قسمتی ہوگی کہ وہ اس پر عمل کریں یا نہ کریں۔

جناب والا۔ میں قائد ایوان کی خدمت میں مودبانہ گزارش کروں گا کہ شراب نے ہماری قوم پر بہت بڑا اثر ڈالا ہے یہ امیر لوگ یہ کارخانے والے اور خاص کر یہ افسران کی فیشن ایبل بیگمات جب یہ دنیاوی کاموں سے ہٹ کر بڑے بڑے ہوٹلوں میں جاتی ہیں.....

وزیر قادیون۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہ جو معزز رکن نے افسران کی بیگمات کے بارے میں کہا ہے یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں یہ الفاظ واپس لیں اور ریکارڈ سے یہ الفاظ تو حذف کئے جائیں۔

(قطع کلاماں)

مسٹر روٹ طاہر۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ میں پ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن جن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں کیا وہ کیتھولک بجٹ پر اظہار خیال کر رہے ہیں یا سوشلسٹ بجٹ یا non-capitalist بجٹ پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ وہ کس بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں۔ وہ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔

مسٹر شیپہر۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ عام بجٹ میں حصہ لے رہے ہیں۔

Minister for Law and Parliamentary Affairs : Sir, Rule 173(1) says that :

“The subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly,” and under Rule 173(2) (d),

“utter treasonable or defamatory or unparliamentary words or make use of offensive expressions”.....

تو جو افسران کی بیگمات کے بارے میں کہا گیا ہے وہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔ اور میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ یہ الفاظ واپس لیں۔

مختار زادہ سید ارشاد حسین شاہ - جب وہ سرکو چڑھ جاتی ہے تو انکی انسانیت عریاں ہو کر ناچ اٹھتی ہے - اور وہ اس موسیقی کے چھیڑے ہوئے قال پر وہ زنجیریں تو نہ توڑ سکیں - لیکن ایسا ناچ ناچتی ہیں کہ افریقہ کے قدیم لوگ کیا ناچتے ہونگے - جناب والا - وہاں پر جو خدمت (سرو) کرتے ہوں وہ ہی تو نہیں سکتے کیونکہ انہیں ملتی نہیں وہ تصور کر کے ہی لیتے ہیں اور جنکو اسطرح نہیں ملتی وہ نگاہوں سے ہی لیتے ہیں اور یہ کسی شاعر نے کہا ہے -

میں نظر سے ہی رہا تھا تو دل نے یہ دعا دی

کہ تیرا ہاتھ زندگی بھر کبھی جام تک نہ پہنچے

جناب والا - میں خاص طور پر نوجوان ممبران پہلے پارٹی سے کہوں گا کہ کہیں وہ اس نظریے کے تو قائل نہیں -

کو لو خطائیں جتنی بھی عہد شباب میں

پھر اس مقام پہ یہ عمر رواں ملے نہ ملے

مسٹر سید القیصر بیٹ - میں آپکی وساطت سے یہ بتا دوں کہ آپکو اکثریت ایسے ممبران کی ملے گی - جو شراب نہیں پیتے اور حکومت نے بھی آپکو یقین دلایا ہے کہ ہم شراب پر مکمل پابندی لگا دیں گے -

مختار زادہ سید ارشاد حسین شاہ - جناب والا - اپوزیشن والوں کو یہ کہہ کر اطمینان تو دلایا جاتا ہے کہ ہم صبر سے اور نہایت ہی اطمینان سے آپکی باتیں سنیں گے - جناب والا - میں ان لوگوں سے اور اپوزیشن والوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا کبھی آپ نے قیامت کا تصور بھی کیا ہے - کیا کبھی آپ نے یہ بھی تصور کیا ہے کہ قیامت کے دن جب آپ اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہونگے تو کیا آپ کو ندامت نہ ہوگی - جناب والا - جب یہاں ذکر ہی چھڑ گیا تو میں سب ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے لفظ 'قیامت' پڑھا ہوگا سنا ہوگا لیکن دیکھا نہیں ہے اور میں خواتین ممبران سے خاص طور پر عرض کروں گا جس روز تم قیامت کو دیکھو گی ہر دودھ

ہلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جانے کی اور ہر
حمل والی عورت اپنا حمل گرا دیگی۔

مسٹر سپکر - میاں ظہور احمد -

میاں ظہور احمد - (لائپور-۱۳) جناب والا - میں سب سے پہلے
آپ کا شکریہ ادا کرنا ہوں کہ مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع ملا
یہ اس سیشن میں میری پہلی تقریر ہے۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی
مرزد ہو جائے تو اس کے لئے معافی دے دی جائے۔

مسٹر سپکر - پیشگی معافی دے دی گئی ہے۔

میاں ظہور احمد - جناب والا - قائد عوام کی تقریر کے بعد
کوئی بات کہنا سوج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن میں
قائد عوام کی جدو جہد کے متعلق اتنا ضرور کہوں گا کہ -

میں خطر کوڈ پڑا آتش نمرود میں عشق

غل میں معر تماشائے لب بام ابھی

جناب والا - وزیر خزانہ محمد حنیف - رامے صاحب نے مالی سال

۱۹۷۲-۷۳ء کا جو بجٹ پیش کیا ہے اور اس میں جن ترقیاتی پروگراموں
کا اعلان کیا ہے۔ ان میں سے زراعت کے لیے ۳۳ فیصد حصہ مخصوص کیا
گیا ہے اور پانی کے وسائل کو ترقی دینے کے لئے ۱۰ کروڑ ۶۰ لاکھ
روپے کی رقم اور پیپلز ورکس پروگرام کے لئے چھ کروڑ روپے کی رقم مختص
کی گئی ہے۔ زراعت میں سب سے زیادہ منصوبوں پر زور دیا گیا ہے۔
جنکا براہ راست تعلق پیداوار میں اضافہ سے ہے۔ اس میں کھاد - بیج -
پودوں کا تحفظ - کرم کش ادویات شامل ہیں۔ اس بجٹ میں کوئی
نئے ٹیکس کی تحویز شامل نہیں ہے اور یہ حکومت کی عوام دوستی کا
ثبوت ہے۔ دو کروڑ اکیس لاکھ روپے کے خسارے کے بجٹ کو کفالت
کے طریقوں سے پورا کرنے کا عزم بے حد مستحسن ہے اور اسے بلا شبہ
عوامی بجٹ کہہ سکتے ہیں۔ زراعت پنجاب کی سب سے بڑی معیشت ہے
اور مجھے بے حد مسرت ہے کہ زراعت کے ترقیاتی پروگراموں کے
لئے ۱۹ کروڑ اور غیر ترقیاتی پروگراموں کیلئے ۷ کروڑ ۱۰ لاکھ
کی رقم رکھی گئی ہے۔ زراعت ہماری اکثریت آبادی کا پیشہ ہے۔
حکومت کا زرعی شعبہ میں دلچسپی لینا ایک نیک فال ہے۔ دیہات

میں زراعت پیشہ کو فائدہ پہنچنے کا وزیر خزانہ مبارکباد کے اس لئے بھی مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اس ضویہ میں سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام پیش کیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسکے تحت پنجاب کے پسماندہ علاقے ضلع ڈیرہ غازی خان کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

جناب والا۔ وقت بہت قلیل ہے۔ اور میں نے تحصیل سمندری سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے جہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں۔ اس تحصیل سے گورنمنٹ کو سب سے زیادہ مالیہ وصول ہوتا ہے اگر میں انکے مسائل کا ذکر نہ کروں تو اس علاقے کی حق تلفی ہوگی۔ معاشرے میں عورت اور مرد کا مقام برابر ہے۔ اگر ان میں سے ایک کے کردار میں خامی پیدا ہو جائے تو معاشرے میں طرح طرح کی برائیاں جنم لے لیتی ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم اتنی ضروری ہے جتنی لڑکوں کے لئے ضروری ہے۔ بچہ ماں کی گود میں پروان چڑھتا ہے اور ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔ ماں کا اخلاق بچے کے اخلاق پر پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ ایک ماں کا برا اخلاق تمام معاشرے کیلئے ناسور بن جاتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے سیری تحصیل میں کوئی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول نہیں ہے۔ میں گورنمنٹ سے استدعا کرونگا کہ اس طرف توجہ دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ خان محمد شفیق خان۔

خان محمد شفیق خان۔ (گوجرانوالہ) جناب سپیکر۔ اس سے پہلے کہ میں اس بجٹ پر اپنی رائے کا اظہار کروں۔ میں جناب قائد اعظم محمد علی جناح اور شہید ملت خان لیاقت علی خان اور آپکی وساطت سے صدر پاکستان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ وہ آج اس ایوان میں ہم اس بجٹ پر اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ جناب والا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے اپنے علاقے کے تمام مسائل پر گفتگو نہیں کر سکتا۔ یہ بجٹ جو آج ہمارے سامنے پیش ہے اس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ہے جس کیلئے میں وزیر خزانہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں۔ جناب والا۔ میں اپنے علاقے کے مسائل کے بارے میں کچھ عرض کرونگا۔ نوشہرہ ورکان ایک پسماندہ علاقہ ہے جو گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے درمیان واقع ہے نہ وہاں بجلی ہے نہ ٹیلیفون ہے۔ نہ سڑکیں ہیں۔ قلعہ دیدار سنگھ سے وفالہ گنڈا سنگھ

تک سڑک کی تعمیر کی جائے۔ نوشہرہ ورکان میں کالج بنایا جائے۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بنایا جائے۔ یہاں غلہ منڈیوں کے لئے گودام قائم کئے جائیں۔ میں آپکی وساطت سے جناب وزیر متعلقہ سے التماس کرونگا کہ یہ تمام باتوں کو نوٹ فرما لیں اور ان پر عمل فرمایا جائے اسلئے ضلع ملتان کے چک نمبر $\frac{123}{10-R}$ میں مڈل سکول بنایا جائے ضلع ملتان کے چک نمبر $\frac{136}{10-R}$ میں گرلز مڈل سکول بنایا جائے۔ اور حضور والا میں آپکی توجہ ایک ایسے ملازم کے حقوق کی طرف دلانا چاہتا ہوں جسکی جق تفریق کی گئی ہے۔ اسکا نام عبدالشکور فورمین ریٹائرڈ جو علی آٹوز کے ہیں۔ ان کو پنشن نہیں دی جا رہی ہے اسکے پنشن کے حقوق محفوظ کئے جائیں۔ جناب والا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ڈیزل اور کھاد جسکی قیمتیں بہت زیادہ ہیں۔

چوہدری مجتہد اسلم خان - (راولپنڈی) جناب والا - وزیر

خزانہ صاحب نے ایک حقیقت پسندانہ بجٹ پیش کیا ہے۔ جو ان کے تدبیر اور فراست کا آئینہ دار ہے اور خاص کر ۸۰ فی صد دیہی آبادی کے حالات کو بہتر بنانے کی کوششوں کی عکاسی کرتا ہے۔ جناب والا۔ میں آپ کے توسل سے اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں تحصیل راولپنڈی کے حلقے سے جو دیہی آبادی پر مشتمل ہے منتخب ہو کر اس ایوان میں آیا ہوں۔ تو جناب والا۔ یہ وہ ہمساندہ اور غریب علاقہ ہے جس میں ایک بھی پکی سڑک نہیں ہے۔ ۱۹۵۲ء کے بجٹ میں ایک سڑک راولپنڈی سے چکری تک رکھی گئی ہے جو ابھی تک تشنہ تکمیل ہے بلکہ اس کی ایسی دگرگوں حالت ہے کہ اگر باران رحمت کا نزول ہو جائے تو سہیوں ڈاک کا سلسلہ منقطع رہتا ہے اور وہاں سے چودہ ہندوہ میل بچے بوڑھے اور مستورات پیدل چل کر قطار در قطار کی صورت میں راولپنڈی آتے ہیں۔ تو اس لئے حضور والا میری یہ گزارش ہے کہ خاص طور پر اس علاقے کی دو سڑکیں راولپنڈی سے چکری اور چوترو روڈ کو پختہ کیا جائے۔ اس کے بعد مجھے اس بات پہ حیرت واستعجاب ہے کہ اس علاقے کو آبھاشی سکیم سے محروم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس علاقے کے درمیان سے دریائے سوان گذرتا ہے اگر وہاں اس رقبے کو سہراب کیا جائے تو ہزاروں ایکڑ رقبہ قابل کاشت ہو سکتا ہے۔ یہ علاقہ ایسا ہے جہاں ہر

چالیس میل تک بچوں کو جا کر کالج میں تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے وہاں ادھوال ہائی سکول کو انٹرمیڈیٹ کالج کر دیا جائے۔

وہاں پھول محمد خان - جناب والا - جب اراکین اسمبلی کی تقاریر ہو رہی ہوں تو ہر محکمے کا وزیر کو اس علاقے کے مسائل کو سننے کے لیے یہاں تشریف فرما ہونا چاہئے۔ اب اراکین اسمبلی جو کچھ عرضداشت کر رہے ہیں اس کا وزیر صاحبان کو علم بھی نہیں ہے کہ کس نے کیا کہا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ نا انصافی ہے۔

Mr. Speaker.—Ch. Muhammad Aslam may please continue. The sentiments of the House may be conveyed to the Minister concerned.

چوہدری محمد اسلم خان۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس علاقے کے درمیان میں سے دریا سوان گزر رہا ہے۔ کسی سکیم کے تحت آبپاشی کی جائے تو ہزاروں ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پوٹری فارم اور ڈیری فارم کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس علاقے کو آبپاشی سکیم میں شامل کیا جائے اور ایسے نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس کے بعد اگر اس علاقے میں چھوٹی صنعتوں..... کا قیام عمل میں لایا جائے تو بے روزگاری کو دور کرنے میں یہ مدد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ یہ علاقہ چونکہ ڈویژن بھر میں پسماندہ ہے اس لیے اگر یہاں کے بچوں کے لیے ملازمتوں کا انتظام کیا جائے۔ اور ٹیکنیکل کالجوں میں نشستیں مخصوص کی جائیں تو کچھ نہ کچھ انہیں سہولت میسر ہوگی۔ آج تک اس علاقے میں کوئی دیہی ترقیاتی مرکز قائم نہیں کیا گیا اس لیے میں التجا کروں گا کہ اس دفعہ جب نئی ایگروویل..... سکیم کے تحت کام شروع کیا جائے تو تھانہ چوتروہ میں دیہی ترقیاتی مرکز قائم کیا جائے۔

Mr. Akhtar Abbas (Jhang VII). Mr. Speaker, Sir, First of all, I would thank the honourable Finance Minister who has presented a comprehensive Budget, in such a short period in which 50% of the amount is being spent on the rural areas. Because I myself belong to a rural area, I would personally thank the honourable Finance Minister, Sir, as I represent Thail Shorkot, which is under-developed in all respects, in which there is a shortage of water and electricity, and the means of transportation are also very poor and hopeless. When a villager comes

to a town he is fascinated by the electric fans and electricity. So, I would request the honourable Finance Minister to keep a special eye on such under-developed areas. Thank you Sir.

مسٹر رستمر خان (ساہیوال - ۲) - جناب سپیکر -
 بیشتر اس کے کہ میں زیر بحث میزانیہ پر کچھ معروضات پیش کروں - میں اپنے علاقے کے متعلق چند ایک معروضات آپ کی وساطت سے ایوان کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہوں - میں ضلع ساہیوال سے تعلق رکھتا ہوں - ساہیوال میں ایک تھانہ برج والا ہے - اس تھانہ برج والا کے تمام چکوک کے لوگ نلکوں کا پانی اور ٹیوب ویل کا پانی نہیں ہی سکتے کیونکہ وہ پانی کڑوا ہے - ان کو نہر کا پانی پینا پڑتا ہے - میں اس علاقے سے ایکشن لڑا ہوں - جناب والا - نہر میں پانی مسلسل جاری نہ رہنے کی وجہ سے دس دن پندرہ پندرہ دن تک ان لوگوں کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ چار چار میل دور سے ان کو پینے کے لئے پانی لانا پڑتا ہے - جناب والا - انسانی زندگی کی بقا کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے پانی کا انتظام کیا جائے - دوسرے اس کے بعد تھانہ نورشاہ میں ایک ہائی سکول ہے اور اس ہائی سکول سے جب بچے میٹرک پاس کرتے ہیں تو ان کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے ساہیوال کی طرف جانا پڑتا ہے - تو میں التجا کرتا ہوں کہ اس سکول کو بھی انٹر کالج بنایا جائے - وہاں ایک لڑکیوں کا مڈل سکول ہے - اس کے لئے بھی درخواست ہے کہ اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ساہیوال سے ایک پکی سڑک جو کہ لائل پور کو جا رہی ہے وہ لائن پور کی طرف سے دریائے راوی کے کنارے تک بن چکی ہے - اور ساہیوال کی طرف سے بھی دریا کے کنارے تک مکمل ہو چکی ہے - اس پر صرف پل بنانا باقی ہے - اس پل کے لئے متعلقہ محکمہ کو ہدایت فرمائی جائے کہ اس کو بہت جلد تیار کیا جائے - تاکہ دونوں اضلاع میں آمدورفت میں آسانی ہو -

جناب والا - تھانہ برج والا میں ایک ۵۳ / ۵ اہل چک ہے - اس میں ۵۶ خاندان ہیں - جو ۱۹۴۷ میں آبادکاری ایکٹ کے تحت آباد ہوئے تھے - لیکن ۱۹۵۰ میں ان کی الاٹمنٹیں منسوخ کر دی گئیں - اب ان کو یہ دخل کیا جا رہا ہے - میں آپکی وساطت سے مسٹر برائے کالونیز سے درخواست کروں گا کہ وہ ان کا بھی بندوبست کریں ورنہ وہ بے خانماں برباد ہو جائیں گے -

اس کے بعد میں جناب والا زیر بحث میزانیہ کے متعلق یہ عرض

کروں گا کہ یہ عوامی بجٹ ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ نے جن نامساعد و نا موافق حالات میں بجٹ پیش کیا ہے۔ میں انہیں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی ایک ایسا نظام قائم کرتے گی جس میں شفافیت راشدین کے دور کی جھلک نظر آ سکے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) پیپلز پارٹی ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرے گی۔ جس میں کوئی کسی کا استحصال نہ کر سکے۔ حزب اختلاف کی طرف سے برسر اقتدار پارٹی پر جو یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وزراء کی تعداد کیوں بڑھائی گئی ہے۔ میں جناب ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ سابقہ وزراء کوئی ڈی ممبروں نے چنا تھا۔

چوڈھری امان اللہ لک۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ کسی معزز ممبر کے یہ شایان شان نہیں ہے کہ وہ غلط بیانی کرے۔ کہ وزیروں کو بی۔ ڈی ممبروں نے چنا تھا۔ میں جناب والا۔ آپ کی خدمت میں عرض کر دوں گا کہ وزراء جو معبر صوبائی اسمبلیوں میں سے چنے جاتے ہیں اور ممبر صوبائی اسمبلی ہی ڈی ممبران میں سے ہوتے ہیں یہ عوام کے وزیر ہیں۔ (قطع کامیاں)۔

مسٹر طاہر احمد شاہ (لاٹاپور۔ ۳)۔ جناب والا۔ اس سے پیشتر کہ میں بجٹ پر بحث کروں میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کی طرف سے حکومت پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کے متعلق عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب والا۔ ہماری حکومت بنتے سے قبل کیا قتل نہیں ہوا کرتے تھے؟ کیا ڈاکے نہیں پڑتے تھے؟ کیا جرائم نہیں ہوتے تھے؟ سوچنا یہ ہے کہ یہ جرائم کیوں ہوتے تھے قتل کیوں کئے جاتے تھے۔ یہ کیا دانستہ طور پر قتل کئے جاتے ہیں؟ در حقیقت ان افراد کی اکثریت جو جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔ جب انسانی مجبوروں یا معاشی مجبوروں کے تحت ایک جرم سر زد کر بیٹھتے ہیں تو انہیں آہستہ آہستہ جرائم کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر وہ جرائم پیشہ بن جاتے ہیں۔ اس میں حکومت کا کوئی دخل نہیں ہے نہ کوئی حکومت دانستہ طور پر اپنے آپ کو بدنام کروانے کیلئے ایسی حرکات کرواتا ہے۔ اگر اس میں قصور ہے تو وہ معاشرے کا ہے۔ اگر اس میں قصور ہے تو استحصال نظام کا ہے۔ جو ان سماجی برائیوں کو جنم دیتا ہے۔ ہم لوگوں کو آپس میں مل کر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا چاہئے۔ جس میں کوئی شخص کسی کو مجبور نہ کر سکے۔ کوئی شخص اپنی

مجبوری کے تحت اپنے ضمیر کو فروخت نہ کر سکے تاکہ کسی قسم کا کوئی جرم نہ کر سکے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات جو میں نے سنی ہے وہ یہ ہے کہ حزب اختلاف کی طرف راشی افسران جن کو ہماری حکومت نے بددیانتی کے الزام میں جبراً بر طرف کر دیا ہے۔ ان کو بلا واسطہ طریقے سے تعہظ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ دیانتدار اور ایماندار افسران پر حکومت نے بڑا ظلم کیا ہے انہیں نکال دیا گیا ہے۔ میں ہر شخص اور ہر معزز سب سے پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ ان میں سے کتنے فیصد ایماندار شخص تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کر کھڑا کیا تھا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان میں دو چار فیصد دیانتدار افسران بھی نکل گئے ہوں گے مگر یہ ایک معاشرے کی نظمیر کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ ”آئے کے ساتھ گھن بھی ہس جانا ہے،“ یہ ضرب المثل مشہور ہے۔ چونکہ جناب والا۔ وقت بہت کم ہے اس لئے میں اب بحث کی طرف لوٹتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

مسٹر طاہر احمد شاہ۔ ہم بر الزام لگایا گیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے منشور کے مطابق ۲۳-۱۹۷۲ء کا میزانیہ پیش نہیں کیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ہمارے غریب وزیر خزانہ نے آئندہ سال کے لئے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ ہماری پارٹی کے منشور کے عین مطابق نہیں ہے۔ مگر مجھے یہ یقین ہے اور میں باوثوق طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس بجٹ میں جو ہم نے عوام کے لئے پیش کیا ہے ہماری پارٹی کے منشور کا جو اہم نکتہ ہے۔ اس کے تقاضوں کو ہم نے پورا کیا ہے ہماری منزل اسلامک سوشلزم ہے۔ سوشلزم ایک سیاست کا نام ہے جو ایک دن میں یا ایک گھنٹے میں نہیں آ سکتی یہ کوئی برقی رو نہیں ہے کہ ہم اس کو Switch on کر دیں۔ اور تمام پاکستان میں روشنی ہی روشنی پھیل جائے ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا ہے ہمیں اندھیروں کو اجالوں میں بدلنا ہے۔

ہیپان مورسویڈ انور۔ ہوائنٹ آف پروویج۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ ایک ریزولوشن کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر۔ اس میں الزام

۲۳ جون ۱۹۷۲ء

لگایا گیا ہے کہ اسمبلی کے ایک معزز رکن شیخ صفدر علی صاحب نے واج اینڈ وارڈ کے کسی اہلکار کو گالیاں دی ہوں اور انہیں بہت برا بہلا کہا ہے اگر یہ الزام غلط ہے تو اس کی تردید ہونی چاہیے اور اس کے متعلق مناسب کارروائی کی جانی چاہیے۔

منسٹر سسپینڈنگ - جو آپ نے کہا ہے وہ میں نے نوٹ کر لیا ہے۔
میں شیخ صفدر علی سے بات کروں گا۔

حافظ علی اسد اللہ - (بہاولنگر ۳)۔ جناب صدر سب سے پہلے مجھے جو اتنا قلیل وقت دیا گیا ہے اس پر میں مطالبہ کرتا ہوں کہ کل چونکہ آپ نے میرا نام نکارا تھا اور کل دس منٹ تقریر کے لئے مقرر تھے۔ اس لئے آج مجھے دس منٹ دیئے جائیں۔

منسٹر سسپینڈنگ - آپ کا ایک منٹ ختم ہو گیا ہے اور باقی تین منٹ رہ گئے ہیں۔

حافظ علی اسد اللہ - بجٹ کے متعلق سب ساتھیوں نے کہا ہے کہ یہ ٹھیک ہے اس لئے میں بھی کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ وقت کم ہے اس لئے میں ہمساندہ علاقوں کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ بہاولپور ڈویژن ڈیرہ غازی خان کیل پور اور میانوالی کے اضلاع کے لئے آئندہ سال جو بجٹ تیار کیا جائے اس میں دوگنی رقم رکھی جائے کیونکہ موجودہ رقم ناکافی ہے۔ بہاول پور ڈویژن کے سوال پر میں آپ کی وساطت سے اراکین اسمبلی کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہاں چار قسم کے طبقات پائے جاتے ہیں۔ ایک جاگیردار ابن جاگیردار نواب ابن نواب دوسرا آباد کار تیسرا اور چوتھا طبقہ مہاجرین اور غریب قدیم رہاستی عوام کا ہے۔ پہلا طبقہ نواب ابن نواب اور جاگیردار ابن جاگیردار موجودہ عوامی حکومت سے پہلے ہر دور میں حکمران رہا ہے۔ آج یہ کہا جا رہا ہے کہ بہاولپور کی حق تلفیاں ہوئی ہیں میں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن بہاولپور کی حق تلفیاں کرنے کے ذمہ دار کون لوگ ہیں وہی لوگ ذمہ دار ہیں جو شخصی حکومت کے دور میں اور بعد ازاں نام نہاد جمہوری حکومت کے دور میں حکومت کرتے رہے ہیں۔ کل یا برسوں اس ایوان میں چند سابقہ وزراء جو سابقہ ادوار میں وزیر آبپاشی یا کوئی اور وزیر رہے ہیں نے جمہوریت کا راگ الاپا تھا میں انہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایوب خانی دور حکومت میں جب ایوب خان اور مادر ملت کے درمیان

صدارتی مقابلہ ہوا تھا تو جمہوریت کے یہ نمائندے جمہوریت کے نقیب بن کر پولنگ ہوتے پر حاضر رہ کر ایوب خان کے حق میں ووٹ ڈالواتے رہے ہیں۔ کیا یہ لوگ ایسی ہی جمہوریت چاہتے ہیں؟ میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر جمہوریت اسی کا نام ہے تو ایسے جمہوری دور کا نام ختم ہو چکا ہے۔ اگر بہاولپور کی حق تلفیاں ہوئی ہیں۔ تو ان حق تلفیوں کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں۔ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے پرچم تلے قائد عوام کی زیر قیادت برسر اقتدار آئے ہیں اور اس عوامی اسمبلی میں پہلی بار پہنچے ہیں۔ علیحدگی پسندوں کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیے ایک نیا پاکستان تعمیر کرنے کے لئے اور پاکستان کا تمام پسماندہ علاقوں کو ترقی دینے کے لئے باہم مل کر کوشش کریں۔ جدوجہد کریں۔ ایک دوسرے پر طعنہ زنی بند کر دیں۔ اب وہ دور نہیں ہے۔ ہم بہت کچھ کھو چکے ہیں۔ بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

اب چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں اپنے علاقے کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے علاقے تحصیل چشتیاں میں گراڈ انٹرمیڈیٹ کالج کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ڈاھرانوالہ سے چک نمبر ۱۰۹ مراد تک پختہ سڑک ضروری ہے اور موجودہ گورنمنٹ نے مربوط زرعی ترقیاتی پروگرام کے تحت جو ڈاھرانوالہ کو سکیم میں رکھا ہے اس کے لئے میں اس کا شکر گزار ہوں۔ علاوہ ازیں ڈاھرانوالہ میں ہیلتھ سنٹر کی بھی ضرورت ہے میں اپنے حلقے چشتیاں کو انڈسٹریل ایریا قرار دینے کا مطالبہ کرتا ہوں وہاں صنعتوں کی ضرورت ہے کیونکہ وہ مرکزی جگہ ہے اس کے علاوہ پورے بہاولپور ڈویژن میں صنعتوں کا جال پھیلانے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں بیروزگاری بہت زیادہ ہے نیز پورے بہاولپور ڈویژن میں سروسز (ملازمتوں) کے معاملے میں تحفظ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس ڈویژن کے ساتھ سابقہ حکومتوں کے ادوار میں بھی بہت بے انصافی ہوئی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ اس بے انصافی کا ازالہ کرنا ضروری ہے تاکہ باہمی غلط فہمیاں دور ہوں اور باہمی اعتماد کی نضا بحال ہو۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں وقت ختم ہو چکا ہے مگر ابھی بہت کچھ کہنا باقی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ جیسا کہ فاضل رکن نے بھی جاگیرداروں کا ذکر کیا ہے۔ میں معزز ارکان کی اطلاع

کے لئے یہ عرض کر دوں کہ پنجاب میں زرعی اصلاحات کے بعد اس ملک میں کوئی جاگیردار باقی نہیں رہ گیا۔ اب تمام جاگیردار ختم ہو چکے ہیں۔
صدر سپیکر - سسر محمد یار لاشاری -

خان محمد یار خان لاشاری - (ساہیوال ۸) جناب والا - عوامی حکومت کے بوسر اقتدار آنے کے وقت ملکی معیشت پارہ پارہ ہو چکی تھی - خزانہ خالی تھا - اور صوبے کی مالی حالت جنگ کے بعد بڑی طرح متاثر ہو چکی تھی - ان حالات میں صوبائی میزانیہ کا پیش کیا جانا واقعی قابل تحسین ہے - جناب والا - ہمیں آپ نے چونکہ وقت بہت کم دیا ہے اور حزب اختلاف کی طرف سے کافی اعتراضات کے جواب دینے تھے - بجٹ پر تفصیلی بحث ہونی تھی - اپنے علاقے کے مسائل پیش کرنے تھے لیکن میں مختصراً یہ عرض کرتا ہوں کہ کم وسائل کے ہوتے ہوئے مسائل کا سامنا کرنے کے لئے جو جذبہ جناب وزیر خزانہ نے کار فرما رکھا ہے وہ واقعی قابل تحسین ہے - جناب والا - ہم اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگا کر بوسر سپیکر ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں جب صدر پاکستان کی زیر قیادت یہ ملک دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے گا اور ملک کا کھویا ہوا وقار واپس آئے گا - جناب والا - اسکے ساتھ ہی ساتھ اگر حزب اختلاف کا تعاون حاصل ہوا اور ان کی طرف سے تعمیری - معیاری اور صحت مند تنقید کی گئی تو انشاء اللہ صوبہ پنجاب جو پاکستان کے دل سے موسوم کیا جانا ہے وہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے گا - جناب والا - حزب اختلاف کی طرف سے شراب پر پابندیوں کے متعلق مطالبہ کیا گیا ہے - کوئی مسلمان بھی یہ نہیں چاہتا کہ قرآن مجید نے جس بات کو حرام قرار دیا ہے اس کو حرام قرار نہ دیا جائے - (نعرہ ہائے تحسین) - جناب والا - قرآن مجید میں شراب کی حرمت کے لئے خمر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے -

﴿فَمَا خُمٌ وَاللَّيْسُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَنْصَابُ وَاللَّيْسُ مِنَ مَمَلِكِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾

جناب والا - خمر کی تشریح جو آئمہ کرام اور جناب نبی اکرم ہادی برحق نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ خمر وہ چیز ہے

﴿فَمَنْ مَّا خُمٌ وَاللَّيْسُ وَاللَّيْسُ مِنَ مَمَلِكِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾

(کہ جو عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے) جناب والا - اس کے ساتھ ایک اور تشریح بھی ہے - (کہ تمام نشہ آور چیزیں

﴿مِنْ مَمَلِكِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾

خمر ہیں اور تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں) جناب والا اس سلسلے میں

صوبہ سرحد کی حکومت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ میں حزب اختلاف کو جواباً یہ عرض کرتا ہوں کہ پوسٹ بھنگ اور چرس جو کہ صوبہ سرحد میں نیشنل کراپس ہیں ان پر کیوں پابندی عائد نہیں کی گئی۔

مسٹر سپہر - نیشنل کراپس کے الفاظ واپس لیجئے۔

خان محمد یار خان لاشاری - I am sorry sir یہ لفظ کیش کراپس میں۔

مسٹر قاج محمد خاڑا - ہوائنٹ آف آرڈر سر اس پر تو ۵۰ سال پہلے سے پابندی عائد ہے۔

خان محمد یار خان لاشاری - جناب والا۔ ضلع مردان میں سب سے زیادہ پوسٹ کاشت کی جاتی ہے۔ جناب والا۔ مجھے اپنے علاقہ کے مسائل پیش کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔

مسٹر سپہر - آپ کا ایک منٹ ابھی باقی ہے۔

خان محمد یار خان لاشاری - جناب والا۔ میرے علاقہ میں ون ایل اور ون اے ایل کے جو چکوک ہیں وہاں نہری پانی کی انتہائی قلت ہے۔ ہر مسئلہ پر غور کرنے کے لئے میں جناب وزیر آبپاشی کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر پانی کے مسئلے کا حل کیا جائے۔

جناب والا۔ کلیانہ اسٹیٹ رینالہ اسٹیٹ کے مزارعین کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ جناب والا۔ اجیت سر میں پارٹیشن سے پہلے ایک ہائی سکول چل رہا تھا جو پارٹیشن کے بعد بند کر دیا گیا۔ غالباً آج سے ایک یا دو سال پیشتر اسکی ترقی کے لئے بجٹ میں رقم بھی مقرر کی گئی تھی لیکن تا حال اسے Upgrade نہیں کیا گیا۔

جناب والا۔ میرے علاقہ تھانہ چوچک میں زیادہ غنہ اگاؤ سکیم کے تحت ۰.۶۰ کے قریب غالباً ایک ایک فٹ قطر کے ٹیوب ویل نصب کئے گئے تھے جن پر حکومت کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوا تھا۔ جو ابھی تک کس مہرسی کی حالت میں

ہیں کہ ان کو بجلی کا کنکشن دیا جائے تاکہ غلے کی پیداوار میں اضافہ ہو سکے اور زدہ غلہ اگوا سکیم کا جو مقصد ہے وہ پورا کیا جا سکے۔

منسٹر سہیلپور - مسٹر لال خان -

چوہدری لال خان - (گجرات ۹) جناب والا - موجودہ حکومت کا یہ وعدہ تھا کہ افسر شاہی ختم کی جائے گی لیکن ابھی تک اس طرح افسروں کی گردنوں میں فرعونیت آ رہی ہے اس قدر دھڑا دھڑ رشوت چل رہی ہے کہ حال ہی میں ہمارے ملک خالق داد بندپال ایم - پی - اے - سے سات ہزار روپے رشوت زمین کے گوشوارے داخل کرنے کے سلسلے میں ایک نائب تحصیلدار نے مانگے اور مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے ادا کئے ہیں کہ نہیں دوسرے یہ کہ میں گجرات کی تحصیل پھالیہ سے تعلق رکھتا ہوں - جو نہایت پسماندہ ہے اور اس قدر وسیع ہے کہ وہاں سے سے چار ایم - پی - اے - اور دو ایم - این - اے - منتخب ہوئے ہیں - لیکن اسکے باوجود علاقہ سابقہ حکومتوں کے دور میں بھی ہر طرح کی سہولتوں سے محروم رہا ہے اور اب بھی میرے خیال میں اسکو نظر انداز کیا جا رہا ہے - وہاں صرف ایک جی ٹی روڈ ہے جو گجرات کو سرگودھا سے ملاتی ہے اور کئی سڑکیں ہیں وہ بھی پھالیہ کے صرف شمالی حصہ سے گزرتی ہیں جو جنوبی حصہ ہے اس میں کوئی پکی سڑک نہیں ہے - الیکشن کے دوران ہمارے چند دیہات ایسے تھے جہاں جبین نہیں پہنچ سکتی تھیں - تو وہاں ہم نے گھوڑوں سے کام لیا وہاں چار سڑکیں ہیں ایک پھالیہ سے بھرووال جاتی ہے جو کہ نہایت اہم سڑک ہے اور وہ تین اضلاع یعنی گجرات سرگودھا اور جھنگ سے گزرتی ہے وہاں اس قدر گنجان آبادی ہے اور لوگ اس قدر تنگ ہیں کہ نہ اپنی اجناس منڈیوں میں پہنچا سکتے ہیں اور نہ بیمار آدمی کو ہسپتال میں لے جایا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ اپنے وقت پر تاریخیں بھگت سکتے ہیں - جناب والا ہمارے علاقے میں دو سڑکیں ہیں جو شیر شاہ سوری کے وقت کی بنی ہوئی ہیں ان کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دی جا رہی ہے - سہیلپور کے ان سڑکوں کو پختہ کیا جائے -

جناب والا - تحصیل پھالیہ میں کوئی ہسپتال نہیں ہے وہاں ایک معمولی ڈسپنسری ہے - جس میں کسی قسم کی کوئی دوائی نہیں ہوتی - اسکے بعد میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو سرکاری ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں - ان سے پانی حاصل کرنے کیلئے اپریٹر وہاں کے غریب آدمیوں سے رشوت مانگتے ہیں - دریائے چناب کے کنارے کوئی ٹیوب ویل نہیں ہے - اس سال قدرتی طور پر دریا کا پانی بہت کم ہو گیا ہے - بارشیں بھی کم ہوئی ہیں - وہاں کے لوگ کنوئیں چلا کر کھیتی باڑی کا کام چلاتے ہیں - تو سہربانی کر کے وہاں ٹیوب ویلوں کا انتظام کیا جائے -

جناب والا - تعلیم کے لحاظ سے صرف تحصیل پھالیہ میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول ہے - اسکے علاوہ تیس میل کے فاصلہ میں کوئی اور ہائی سکول نہیں ہے - اب سہربانی کر کے اسکی طرف بھی توجہ دیں - دوسرا قائد آباد بہت اچھا قصبہ ہے وہاں ایک مڈل سکول ہے سہربانی کر کے اسکو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے -

مستور منور خان (کیبل پور - ۳) - جناب سپیکر - میں آپکی وساطت سے آئریل ممبر صاحبان کو اپنے علاقہ کے حالات سے کچھ آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں - میرے اور ساتھی جو یہاں میری طرح میرے ضلع سے ممبر صوبائی اسمبلی بن کر آئے ہیں یا ممبر صوبائی اسمبلی بن بیٹھے ہیں - انہوں نے اپنے ضلع کے حالات کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا مناسب نہیں سمجھا - جناب والا - کیبل پور کا ضلع لینڈ لارڈوں کا ضلع ہے باوجود اسکے کہ دو دفعہ زرعی اصلاحات نافذ ہو چکی ہیں لیکن وہاں کے حالات پھر بھی دگرگوں ہیں - میں اس ضلع نام کو کس نام سے یاد کروں جس ضلع کے اندر پینے کیلئے پانی میسر نہیں آ رہا ہے - جناب سپیکر ہمارے علاقے میں لوگ کئی کئی میلوں تک پینے کے لئے پانی کی تلاش میں بھرتے رہتے ہیں - ہمارے ضلع کی یہ حالت ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے لیکر اب تک اس ضلع کو ہر پہلو سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے باوجود اسکے کہ پنجاب میں کئی اضلاع ایسے ہیں کہ ترقیاتی پہلوؤں سے اگر دیکھا جائے تو وہاں کئی کام ہوئے ہیں - لیکن پھر بھی وہاں سے یہ آوازیں آ رہی ہیں کہ وہاں کچھ نہیں ہو رہا - میں اپنے ضلع کے بارے میں کہا کہوں کہ وہاں کیا کام ہوا ہے ؟ جبکہ یہاں تو سرے سے ہوا ہی کچھ نہیں

جناب والا - اسکے علاوہ ہمارے ضلع میں کچھ تھوڑی زمینیں کنوؤں کے ذریعے آباد کی گئیں ان جن کو بیلوں سے چلاتے ہیں - گورنمنٹ نے ٹیوب ویلز پر fixe charges لگائے ہیں اور لوگوں کو بھی اس صف میں کھڑا کر دیا ہے ایک طرف وہ ٹیوب ویلز جو ترقی یافتہ علاقوں میں لگائے گئے ہیں جن کے اوپر سرنکڑوں کنال زمین سیراب ہوتی ہے - اور ہمارے ہاں بھی ٹیوب ویلوں کو اسی طرح رکھا گیا ہے جن کے اوپر پانچ کنال زمین - بننے کیلئے پانی یا تھوڑی سی سبزی کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں - جناب والا - میں گزارش کروں گا کہ جہلم راولپنڈی اور خاص کر کے کیمبل پور ان تینوں اضلاع میں چھوٹی موٹوں سے جو بننے کا پانی اور جزوی زمین کو سیراب کرنے کا بندوبست کیا جاتا ہے ان چھوٹی موٹوں کو ٹیوب ویل کے ٹکسڈ چارجز سے مستثنیٰ قرار دیا جائے -

جناب والا - ہمارا دوسرا مسئلہ سگریٹ کے تمباکو سے متعلق ہے - یہ تھوڑی سی تحصیل کے اندر کاشت کیا جاتا ہے - اور وہ کمپنیاں جن کا ہیڈ کوارٹر صوبہ سرحد میں ہے اپنی اپنی مرضی سے تمباکو لیتی ہیں - وہ جب چاہتی ہیں کیمبل پور کے ضلع کو نظر انداز کر دیتی ہیں - جناب والا - اس چیز کی طرف ان پر زور ڈالا جائے کیونکہ ہم لوگوں کا دارو مدار ہی اس چیز پر ہے - وہ اس طرح ہم سے تمباکو خرید کریں جس طرح صوبہ سرحد کے لوگوں سے تمباکو لیا جاتا ہے -

جناب والا - اسکے علاوہ یہ جو پرانا نمبرداری مسئلہ چلا آ رہا ہے اسکی طرف توجہ دی جائے خاص طور پر کیمبل پور ضلع میں نمبردار الیکشنوں پر اثر انداز ہونے میں کیونکہ یہ لینڈ لارڈوں میں سے ہیں - جب ضلع میں کسی غریب کے حق میں ان کی تصدیق کی ضرورت پڑتی ہے تو یہ انکار کر دیتے ہیں -

مسٹر تاج محمد خاں - جناب سپیکر - میرے دوست نے کیمبل پور کا نام لیتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ لینڈ لارڈوں کا ڈسٹرکٹ ہے اگر وہ لینڈوں کا ڈسٹرکٹ کہتے تو زیادہ بہتر تھا -

مسٹر منور خان - اب تک وہاں وہی اندھیر نگری ہے -

حاجی محمد سپینڈلٹا خان -- ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔

Volume III, Estimates of Charge and Expenditure کے آپکی توجہ بجٹ کے Annual Demands for Grants for 1972-73 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس میں ۱۳ پارلیمنٹری سیکرٹریز دکھائے گئے ہیں اور ان پر ایک لاکھ آٹھ سو روپیہ کا خرچ ظاہر کیا گیا۔ اور اسکے ساتھ ساتھ ان کے ٹی اے کے لئے ۳۸ ہزار روپیہ دکھایا گیا ہے اور fix ٹی اے چالیس ہزار دکھایا گیا ہے اور اس لحاظ سے ایک لاکھ ۷۸ ہزار آٹھ سو روپیہ کا خرچہ پارلیمنٹری سیکرٹریز کیلئے دکھایا گیا ہے۔ حالانکہ پارلیمنٹری سیکرٹریوں کی کوئی بھی پوسٹ آئین میں نہیں ہے۔

جناب والا۔ میں اپنے ہوائنٹ آف آرڈر کی Support میں جناب کی توجہ عبوری دستور کے آرٹیکل ۱۱۶ کی طرف دلاتا ہوں۔ پارلیمنٹری سیکرٹری کی پوسٹ create ہو سکتی ہے۔ ان کی باقاعدہ تنخواہ ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہی طور پر کچھ ایسی چیزیں ہیں۔ جن کو عبوری دستور کے آرٹیکل ۸۶ (۱) (و) میں Specify کیا گیا ہے۔ ایک تا پندرہ منصف بخش عہدے ایسے ہیں جنہیں شامل نہیں کیا گیا۔ اس بارے میں میں جناب کی توجہ ۱۹۶۲ء کے آئین کے آرٹیکل ۸۳ کی طرف بھی مبذول کرواتا ہوں۔ اس میں صاف لکھا ہے :-

“The Governor of a Province may, from amongst the members of the Assembly of the Province appoint persons (not exceeding in number the number of departments of the Government of the Province established by the Governor) to be Parliamentary Secretaries and persons so appointed shall perform such functions in relation to those departments as the Governor may direct.”

اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس آئین کے آرٹیکل ۸۸ میں یہ وضاحت کی گئی ہے۔

“The following expenditure is charged upon the Provincial Consolidated Fund of a province.

(b) (iv) Parliamentary Secretaries appointed by the Governor of the province.”

تو میں یہ عرض کرونگا کہ اگر پارلیمنٹری سیکرٹری کی پوسٹ create ہو سکتی ہے تو لازمی طور پر اس آئین میں درج کی جانی ہے۔ جس طرح ۱۹۶۲ء

آئین میں اس کے خرچ اور تقری وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ انیسویں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے عبوری آئین میں شروع سے لیکر آخر تک ایک لفظ بھی پارلیمنٹری سیکرٹری کے متعلق نہیں ہے تو جب یہ پوسٹ پیدا نہیں ہو سکتی اور آئین اس کی اجازت نہیں دیتا اور کوئی شخص اسکی تقرری نہیں کر سکتا۔ تو اسکے لئے خرچ جو ہے یہ غلط درج کیا گیا ہے۔ اور جب بجٹ میں غلط خرچ درج ہو جائے۔ اور اس پر ایوان میں بحث نہیں کی جا سکتی۔

مسٹر سپیکر - اس میں پہلے رولنگ دے چکا ہوں یہ

Substantiall وہی پوائنٹ ہے جو ڈپٹی سپیکر کے متعلق تھا۔ میں نے اس پر بڑا واضح طور پر hold کیا تھا۔ بجٹ میں estimated expenditure کی provision کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پوسٹ اس سے create ہو جاتی ہے۔ پوسٹ یا تو constitutional law سے یا organizational law سے create ہوتی ہے۔ اس لئے یہ پوائنٹ آف آرڈر خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔

مرزا خالق حسین - جناب سپیکر - بجٹ جو کہ وزیر خزانہ نے بڑی محنت اور قابلیت سے پیشی کیا ہے۔ میں ان کو اس پر مبارک باد پیشی کرتا ہوں۔ اس میں - - - - -

مسٹر رؤف طاہر - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - حزب اختلاف کی طرف سے بار بار اعتراض اٹھایا جا رہا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک وہ یہ بات نہیں کہہ سکے کہ یہ بجٹ سرمایہ دارانہ یا سوشلسٹ ہے یا غیر سرمایہ دارانہ ہے۔ بلکہ وہ محض فنی کمزوریوں کا سہرا لیکر اس بجٹ پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

راشا پھول مگد خان - جناب والا - کیا آپکی رولنگ کے بعد یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیے۔ میں پہلے سن تو لوں کہ آیا پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے یا نہیں۔

مسٹر رؤف طاہر - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - جناب اسکی وجہ محض یہ ہے کہ اپوزیشن جاہل نظریات کی حامل ہے وہ متحرک سوشلسٹی ہے کیا تقاضے ہیں اسکو نہیں سمجھ سکتی۔

Point of Personal explanation Sir - حاجی محمد سیف اللہ خان میرے فاضل دوست نے یہ کہہ کر قائل دینے کی کوشش کی ہے کہ حزب اختلاف اعتراض برائے اعتراض کر رہی ہے -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ذاتی تصریح نہیں ہے - میں نے اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے -

Ministers for Food and Co-operation. Point of explanation, Sir, when this point is being established that the Budget has not been passed yet and has a relation with the creation of posts, would the honourable member also refer to the Budget as proposed in 1902 in relation to the provision he is referring to, to substantiate his point.

Mr. Speaker. The member cannot be forced to argue in a particular way and with particular facts. That is his own discretion.

مسٹر روف طاہر - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - کیا ابوی دور حکومت میں بھی اسمبلی کو اتنے اختیارات ہوتے تھے کہ وہ بجٹ پر بحث کر سکے اور ان کی تمام Items کو منظور کر سکے -

مسٹر سپیکر - یہ ایک سوال ہو سکتا ہے پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - آپ تشریف رکھئے -

رانا پرمول محمد خان - جناب سپیکر - میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ اگر وہ اس کا ثبوت لینا چاہتے ہیں تو ہماری تقریریں ریکارڈ پر موجود ہیں ان کو وہاں سے پتہ چل جائیگا - (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھئے -
No controversy of this nature
مسٹر خالق حسین -

مرزا خالق حسین - (راولپنڈی - ۸) - جناب والا - بجٹ جو کہ وزیر خزانہ نے بڑی محنت اور قابلیت سے پیش کیا ہے میں ان کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں - اس میں کسی ہر ٹیکس عائد نہیں کیا گیا اور اس بجٹ میں حکومتی پارٹی نے جو وعدے کئے تھے ان میں سے کچھ پورے کئے گئے ہیں - پیپلز پارٹی ہی ایک ایسی منظم جماعت ہے جو بفضل خدا غریب آدمی کا معیار زندگی بلند کرے گی اور ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے پاک کر دہگی -

اور امریت کا خاتمہ کرے گی میں گورنمنٹ کی خدمت میں چند گزارشات غریب کسان کی بابت پیش کرونگا۔ کیونکہ وہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں وہ بالکل بے زبان ہیں۔ موجودہ وقت میں وہ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں اور ملک میں تقریباً ۷۰ فی صد کاشتکار کی آبادی ہے لیکن ان کا پرسان حال صرف خدا ہی ہے۔ اس غریب کی کوئی انجمن نہیں ہے جو اس کی ترجمانی کر سکے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی وقت ہے کہ وہ جلوس وغیرہ نکال سکیں۔ ۲۴ گھنٹوں میں سے ۱۸ گھنٹے عنت میں مصروف رہتے ہیں اگر وہ ایک گھنٹہ بھی ان ۱۸ گھنٹوں میں سے ضائع کریں تو ان کی کاشتکاری ختم ہو جاتی ہے۔ اگر صرف دھمکی دیں تو سونے پر ٹیکس معاف کیا جاتا ہے لیکن یہ سارے ٹیکس کسان پر لگا دیئے جاتے ہیں۔ اب میں آپکی خدمت تھوڑے سے حالات پیش کرتا ہوں ۱۹۵۸ء میں گنے پر آیاناہ بارہ روپے پچاس پیسے فی ایکڑ اور گندم پر چار روپے فی ایکڑ تھا۔ ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگایا گیا مارشل لاء ملک میں چوروں۔ سگکروں اور غداروں کے لئے لگایا جاتا ہے لیکن یہ کسانوں پر لگایا گیا۔ ۱۹۶۹ء کے مارشل لاء کے نفاذ پر اس آیاناہ کو ۳۲/۵۰ پیسے کر دیا گیا اور اب واپڈا نے بھی ایک قلم ۶۵/ روپے کر دیا ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ اسے معاف کر دیا جائے۔

ایک آواز - جناب والا۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

مسٹر سپیکر - ان کا آدھا منٹ رہ گیا ہے۔

موزا خاتون - جناب والا۔ اگر آدھا منٹ رہ گیا ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - اب یہ اجلاس نماز مغرب کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے اور ۷ بجکر ۴۵ منٹ پر دوبارہ شروع ہوگا اور رات ۱۲ بجے تک وہ سکتا ہے۔

اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے

راشا پھیل محمد خان - جناب سپیکر - کارروائی شروع سے پیشتر میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے۔ اس ایوان کی سابقہ روایات سپیکر کے احترام

کے لئے صرف سر جھکانے کی ہیں - لیکن مسلمان کے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے سامنے سر جھکانا روا نہیں ہے - اس لئے اگر آپ اجازت دے دیں تو ہاتھ کے اشارے سے اسلام علیکم کہہ دیا کریں تو زیادہ بہتر ہے -

مسٹر سپہنگر - سر جھکانے کی ضرورت ہے نہ ہاتھ سے اشارہ کی ضرورت ہے - میرے لئے بھی یہ پابندی ختم ہو گئی ہے -

۲۰۔ **مگد تللی وکیل (لائل پور -)** - جناب سپیکر - مجھے اپوزیشن کی طرف سے اس بیجٹ پر جو محمد حنیف رائے صاحب نے پیش کیا ہے سب سے بڑا جو اعتراض کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ہمارے منشور کے مطابق نہیں ہے - جناب والا - یہ کوئی نئی بات نہیں ہے - ۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء سے عوام میں یہ افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں کہ آپ کا منشور کہاں گیا - آپ کے وعدے کہاں گئے - لیکن میں اس کے متعلق گزارش کروں گا کہ جن حالات میں انتقال اقتدار ہوا اور جو منشور ہم نے قوم کو دیا تھا اس وقت پاکستان دنیائے اسلام کا سب سے بڑا ملک تھا لیکن اب نصف سے بھی کم رہ گیا ہے - جن نامساعد حالات میں ہمیں اقتدار ملا ہے - اس لحاظ سے سب سے پہلے ہمیں ملک کی سالمیت کا تحفظ کرنا ہے - اس کے بعد منشور آنا ہے - جو ملک کے لئے ہے - اگر خداخواستہ ملک نہ رہا تو منشور کو ہم کہاں لے جائیں گے -

آج اس ایوان میں اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے کنونشن لیگ کے انقلاب کا بہت ذکر ہوا - یعنی یہ کہا گیا کہ وہ سبز انقلاب لائے - انڈسٹریل انقلاب لائے - لیکن جو انقلاب صحیح معنوں میں وہ لائے امن کا انہوں نے ذکر ہی نہیں کیا - جناب والا - اس دور میں وہ رشوت کا ایسا انقلاب لائے - کہ تھانے میں بیٹھے ہٹھائے تھانیدار زندہ انسانوں کی جانوں کی قیمت لگا دیتے تھے - وہ اس لئے کہ وہ تھانے ان کو نیلامی میں ملتے تھے - وہ بولی دے کر تھانے لیتے تھے وہ رقوم سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو دینی ہوتی تھیں - جس کا ذکر بی - بی - سی

میں بھی آیا ہے۔ کتنی شرم کی بات ہے۔ کہ اس دور کی تعریف کی جاتی ہے جس دور میں تمام ملک کو جیل خانہ بنا دیا گیا تھا۔ جہاں پانچ آدمی اکٹھے ہو کر جنازے میں بھی شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ اس دور کے تحفے کنوائے گئے اور جو سب سے بڑا تحفہ دیا وہ یحییٰ خان کی شکل میں تھا۔ اگر وہ ملک کے خیر خواہ ہرتے تو انہیں یحییٰ خان کے کردار کا عام تھا اس کو کبھی کمانڈر انچیف نہ بنایا جاتا اور اگر کمانڈر انچیف بنانا ہی تھا تو اقتدار اس وقت کی فام نہاد اسمبلی کو منتقل کر دیا جاتا۔ لیکن کنونشن لیگ کی قیادت نے ہرگز ایسا نہیں کیا بلکہ یحییٰ خان کو اقتدار سونپنا اور جو ملک کا حشر ہوا ہے وہ سب لوگوں نے دیکھ لیا ہے۔

جناب والا۔ اب میں اپنے ضلع کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ میرے ضلع میں آج سے سترہ سال پہلے پولیس کی نفری ۱۱۰۰ تھی جس وقت ضلع کی آبادی صرف چار لاکھ تھی۔

(اس مرحلہ پر ایک فاضل ممبر ایوان میں تشریف لائے اور مسٹر سپیکر کے سامنے اپنے سر کو خم کیا)۔

مسٹر سپیکر۔ اب یہ رسم ہٹ گئی ہے۔ آپ کے آنے سے پہلے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ نہ سپیکر آداب بجا لائے گا اور نہ معزز ممبران آداب بجا لائیں گے۔

مہر محمد علی وکیل۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے ضلع میں پولیس فورس آج سے ۱۷ سال پہلے ۱۱۰۰ تھی۔ اس وقت ضلع کی آبادی صرف چار لاکھ تھی۔ جو اس وقت چالیس لاکھ ہے لیکن پولیس کی نفری وہی ہے۔ جو پہلے تھی۔ تو ایک یہ بھی وجہ ہے کہ وہاں نظم و نسق کے انتظام میں دقت پیش آرہی ہے۔ تو میں جناب حنیف رامے اور حکومت سے استدعا کروں گا کہ پولیس کی نفری بڑھائی جائے تاکہ امن عامہ کی بحالی میں مدد مل سکے۔

جناب والا۔ آخر میں میں محمد حنیف رامے صاحب وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔

رانا پھول محمد خان - یہ کنونشن لیگ کی یادگار ہے -

۱۹۶۰ء محمد علی وکیل - نہیں - انہوں نے ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے اور میرے حلقے کے لئے بھی سیم نالہ کے لئے ۹۲ لاکھ روپیہ کی ایک مد رکھی ہے - شکریہ -

مسٹر سٹیپنگر - مسٹر بشیر احمد -

مسٹر بشیر احمد (ساہیوال ۱۰) - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں کچھ گزارشات پیش کرنی چاہتا ہوں - پاکستان بنے تقریباً ۲۰ سال کا عرصہ گذر ہو چکا ہے - پاکستان دنیا کے غریب ملکوں میں سے ایک ملک ہے - پاکستان میں وہی نظام چلتا رہا جو آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے انگریز قوم نے بنایا تھا - وہ استحصالی نظام - وہ اوٹ کھسٹ والا نظام وہ ظالمانہ نظام قوم اور ملک کو تباہی کے دہانے پر لے گیا - جب تک ہم اس نظام کو یکسر بدل نہیں دیتے ہم ترقی کی راہ پر کبھی گامزن نہیں ہو سکتے - اس نظام کو بدل دینے میں ہی دانائی ہے - جناب والا - اپوزیشن کے بچوں سے کل ہرموں سے میرے کانوں میں یہ آواز آ رہی ہے کہ وہ غریبوں کے بڑے خیر خواہ ہیں - میں یہ سن کر حیران ہو گیا کہ خدایا میں کیا سن رہا ہوں - یہ خربوزوں کے رکھوالے گیلر - (نعرہ ہائے تحسین) - یہ دودھ کے رکھوالے بلے اور یہ بھیڑ بکریوں کے رکھوالے بھیڑیے -

رانا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ خربوزوں کے رکھوالے گیلر اپوزیشن کو کہا گیا ہے یا حکومت کو یا برسر اقتدار وزہروں کو کہہ رہے ہیں یا برسر اقتدار پارٹی کو کہہ رہے ہیں - یہ کس کو کہہ رہے ہیں - معزز ممبر کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں - میں احتجاج کرتا ہوں -

مسٹر سٹیپنگر - رانا صاحب تشریف رکھیں - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں - آپ کا وقت بہت کم رہ گیا ہے -

مسٹر بشیر احمد - محنت کشوں - غریبوں - طالب علموں - کسانوں اور مزدوروں کے یہ آج ہمدرد نظر آ رہے ہیں - ۲۴ سال سے ان

سرمایہ داروں - جاگیرداروں اور ان کے ایجنٹوں اور افسر شاہی نے قوم کو لوٹا - اور آج یہ ہمارے مخالف بنچوں پر بیٹھ کر اپنے آپ کو قوم کا ہمدرد بتا رہے ہیں - جناب والا - جب قائد عوام نے استحصالی نظام کو ختم کرنے کی آواز بلند کی تو قوم پھیلز پارٹی کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی - - - - (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ان کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے -

وانا پھول محمد خان - آکا شیروں کا پیچھا کیڈر کا -

مسٹر سپیکر - مسٹر اکبر منہاس -

مسٹر محمد اکبر منہاس (میالکوٹ-۱) - جناب سپیکر - اپنی دو چار معروضات پیش کرنے سے پیشتر میں قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۹۳ کے تحت جناب سے صرف یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے کبھی کوئی ایسا پھول بھی دیکھا ہے جو صحن چمن کے آداب سے ناواقف ہو - اگر ہے تو وہ پھول کر پھول ہو گیا ہوگا - اس کو صحن چمن کے آداب سے کوئی واقفیت نہیں ہے -

ایک آواز - یہ کوہی کا پھول ہے -

Mr. Speaker: No such remarks.

مسٹر محمد اکبر منہاس - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے معزز ارکان حزب اختلاف کے لئے یہ عرض کروں گا کہ - شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات -

ایک آواز - آمین -

مسٹر محمد اکبر منہاس - یہ کہتے ہیں کہ اس بجٹ میں ہمارے منشور کی کوئی نشان دہی نہیں کی گئی - کوئی عکاسی نہیں ہے - میں ان کو جیتی جاگتی اور واضح مثال دیتا ہوں کہ آپ نے تقاریر کے لئے وقت کی جو تقسیم کی ہے - اس میں اگر ہمیں چار منٹ دینے گئے ہوں تو انہیں دس منٹ - اگر ہمیں پانچ منٹ ملے ہیں تو انہیں پندرہ منٹ دے گئے ہیں - کیا یہ انصاف نہیں - مساوات نہیں تو اور کیا ہے ؟

ایک آواز - یہ مساوات نہیں ہے -

مسٹر محمد اکبر منہاس - جناب والا - مجھے وقت تو خاصا کم ملا ہے مگر میں اس میں اپنی دو چار معروضات پیش کروں گا - بجٹ حقیقتاً ایک عوامی امنگوں کا مظہر ہے - (نعرہ ہائے تحسین) - اس میں ہم مساوات اور انصاف پر مبنی معاشرے کی تمام چیزیں دیکھتے ہیں جو اس کی نشان دہی کرتی ہیں - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس معاشرے کی بنا وزیر خزانہ نے اپنے بجٹ کے ذریعہ سے ڈالی ہے - جس میں آپ کو انصاف اور مساوات پر مبنی معاشرے کے پھول کھلتے نظر آئیں گے اور یقیناً یہ آپ کے چمن کو اس طرح معطر کر دیں گے کہ دور کی دنیا کے نئے ملک بھی آپ سے صحن چمن کی باغبانی کا سبق سیکھنے کے لئے آئیں گے - اس لئے میں اپنے وزیر خزانہ کو ان کی بیدار معزی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں -

ملک محمد علی خان (لاہور ۱۳۷۷ء) - جناب سپیکر - جناب وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے - اس میں انقلابی تبدیلی لائی گئی ہے اور یہ بجٹ اس انقلاب کی عموماً عکاسی کرتا ہے - انقلاب مکمل ہو چکا ہے اگر اس سے ان کی یہ مراد ہے کہ شہروں اور دیہات میں سڑکوں پر لا قانونیت کا دور دورہ ہے چوریاں ڈاکے اور بد عنوانیاں پورے شباب پر ہیں تو میں جناب وزیر خزانہ کو اس انقلاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں -

جناب سپیکر - انقلاب اگر ایک تبدیلی کا نام ہے تو وہ آچکا ہے کہ زمیندار اور مزارع آپس میں دست و گریبان ہوں - مالک مکان اور کرایہ دار کا آپس میں جھگڑا ہے - کرایہ دار سے کہا جاتا ہے کہ تم اس مکان کے مالک ہو اس عمارت کے جس کو اس نے اپنے خون پسینے سے بنایا ہے اس کے مالک تم ہو - کہیں مالک اور مزدور کا جھگڑا ہے - جناب والا - پریس کو یہ آزادی نصیب ہوئی کہ اس کا گلا بند کر دیا گیا - جناب سپیکر متعدد بار یونیورسٹیاں اور کالج بند کرنے کے لئے حربے استعمال کئے گئے - بجٹ میں تین بنیادی مقاصد مد نظر رکھے گئے ہیں - میں وزیر خزانہ صاحب سے نہایت ادب و احترام سے عرض کروں گا کہ آپ اس چیز کو تسلیم کر لیں کہ آپ ان مقاصد میں ناکام ہو چکے ہیں -

جناب سپیکر - ہمیں بار بار یہ یقین دلایا گیا ہے۔ کہ ۸۵ فیصد آبادی کے لئے بجٹ میں ۵۰ فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔ مگر بجٹ میں غریب کاشتکاروں اور کسانوں کو بری طرح نظر انداز کیا گیا ہے۔ ان کے مسائل کو بری طرح سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ آپ کو ان کے لئے رقم مختص کرنی چاہئے تھی جس سے غریب کاشتکار اور کسان کی غربت دور کی جاتی اور ہمارے مزدور کو ہیٹ بھر کر کھانا نصیب ہو سکتا۔

جناب سپیکر - میں مسائل کی ایک فہرست پیش کر سکتا ہوں جن پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ اگر ان پر عمل درآمد کیا جائے تو دیہی ترقی ہو سکتی ہے۔

سیدنا شاہر حسین شاہ (ملتان - ۳) جناب والا - میں آپکی وساطت سے اس معزز ایوان میں ایک دو چیزیں جن کا حزب اختلاف کے کچھ ممبر صاحبان نے بار بار ذکر کیا ہے۔ عرض کروں گا انہوں نے خاص طور پر کنونشن مسلم لیگ کا ذکر کیا ہے کہ ملک میں جو بھی انقلاب آیا ہے یہ کنونشن مسلم لیگ کی وجہ سے آیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کنونشن مسلم لیگ کے دور حکومت میں سینکڑوں قتل ہوئے۔ کنونشن مسلم لیگ کے دور حکومت میں طلباء پر گولیاں چلائی گئیں۔ کنونشن مسلم لیگ کے دور حکومت ہی میں حسن ناصر لاہور کے شاہی قلعے میں قتل ہو چکا ہے۔ کنونشن مسلم لیگ کے دور حکومت میں کیا کچھ نہیں ہوا۔ یہ ٹھیک ہے ہم ان کی اس بے باکی پر ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ مگر انہیں اس تلخ حقیقت کو مان لینا چاہئے کہ یہ کنونشن مسلم لیگ ہی کا حصہ تھا کہ جنرل یحییٰ خان کو اقتدار دیا گیا جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ (قطع کامیاب)

جناب والا - میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے شراب اور جوئے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ میں ان کے بجٹ کو اس لئے منظور نہیں کرتا کہ اس میں حرام کی کمانی شامل ہے۔ میں تمام ممبران کیلئے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام میں بالکل واضح ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ وہ مال بالکل حرام ہوتا ہے۔ اس لئے سرحد میں ہراپرٹی اور جائیداد پر زکوٰۃ نکالیں اسکے بعد وہ بجٹ کی منظوری دیں۔

مسٹر عبد القیوم بیٹ - جناب والا - وہاں کے لوگوں کے متعلق بحث نہ کرنے دی جائے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

سیدنا ظہر حسین شاہ جناب والا - نا مساعد حالات میں وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ پیش کیا ہے تاریخ شاہد ہے کہ جب کوئی ملک مشکلات سے دو چار ہوتا ہے - اس وقت نئے ٹیکسوں کا اضافہ کیا جاتا ہے - باوجود اس کے کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کہ انہوں نے کوئی نیا ٹیکس لگانے بغیر بجٹ پیش کیا ہے - حزب اختلاف کے لیڈروں نے اس پر تنقید کوفی شروع کر دی ہے -

وزیر خزانہ - (مسٹر محمد حنیف رامے) جناب والا - میں اپنی عاجزانہ گفتگو کا آغاز قرآن حکیم کے ان ہر شکوہ الفاظ سے کرنے کی جسارت کروں گا -

وَالْمَنِيُّ وَاللَّيْلِ اِذْ نَبِيْهِ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۗ
وَلَسَوْنَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۗ

جناب والا - قرآن حکیم کی یہ آیات اس دور کی یادگار ہیں - جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی مکے کی گلیوں میں اپنے ہموطنوں کے ہاتھوں مصائب و آلام کا شکار تھے - لیکن خداوند تعالیٰ ان آیات اور ان آیات سے ملتی جلتی آیات ان پر نازل فرما رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ -

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۗ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۗ
الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۗ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۗ

ایک طرف ان پر بظاہر یہ زبوں حالی ہو رہی ہے - دوسری طرف یہ بشارتیں تھیں - بظاہر ان دنوں میں بہت تفاوت تھا جیسے میرے دوستوں کو اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین کو ہمارے موجودہ حالات میں اور ہمارے وعدہ فردا میں نظر آتا ہے - لیکن جناب والا - وعدہ فردا میں کبھی کوئی خرابی نہیں ہوتی - بشرطیکہ جو شخص وعدہ کر رہا ہو - جو ذات وعدہ کر رہی ہو اس پر اعتماد ہو اور اس نے ثابت کیا ہو کہ جو بات اس نے منہ سے نکالی اس کو پورا کر دکھایا - (نعرہ ہائے تمسین) -

جناب والا - جس طرح یہ بشارتیں یہ کہہ رہی ہیں کہ آنے والے دن گزشتہ دنوں سے بہتر ہوں گے - آنے والے دنوں میں عنقریب تمہیں وہ کچھ عطا کیا جائیگا - جس سے تم راضی ہو جاؤ گے - جس سے تم شاد کام ہو جاؤ گے - اس طرح جناب والا ہم نے بھی اپنے عوام سے وعدے کئے ہیں - خلوص

نیت سے وعدے کیئے ہیں اور اس شخص کی سربراہی میں وعدے کیئے تھے جس نے آج تک منہ سے جو کلمہ نکالا ہے اسے اپنی جان پر کھیل کر پورا کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا۔ ہمارے بھی ایسے ہی حالات تھے جب ہم نے لنکر اتارا تھا اور بتواریں ہاتھ میں لی تھیں تو ہماری کشتی کچھ ایسی ہی شکستہ حالت میں تھی۔ جناب والا۔ جب ہم آئے تھے تو اسوقت تاریکیوں کی گھنائیں ہمارے سامنے کھڑی تھیں انہوں نے چھاؤنی لگا رکھی تھی تو ہم اسوقت صبح امید کی بات کر رہے تھے۔

جناب والا۔ ذرا یاد کجئے کہ جب ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو قوم اس ملک کے آفاق پر اڑنے والے جہاز کی تلاش میں اپنی نگاہیں آسمان کی جانب لگائے بیٹھی تھی تو اس قوم کو کس کا انتظار تھا۔ اس وقت ملک کا بچہ بچہ کیا چاہتا تھا صرف اور صرف یہی چاہتا تھا کہ وہ ایک شخص جس کی بدولت اس ملک کو جینے کی کوئی امید ہے۔ وہ شخص جلدی اس ملک میں قدم رکھے اور وہ ذات ذوالفقار علی بھٹو کی ذات تھی۔ ملک پر وہ جہاز ایک فرشتے کی صورت میں نازل ہوا۔ قوم کو اس کے ٹوٹے ہوئے حوصلوں کے درمیان امید کی کرن نصیب ہوئی۔ جناب والا۔ اس وقت ان لوگوں کی بدولت جو اس ملک کے اقتدار پر قابض تھے۔ ہمارے ملک کی کیا حالت تھی۔ جناب والا۔ ہم ایک شکست سے دو چار ہو چکے تھے اور اس دشمن کے سامنے اس قوم کا سر جھک چکا تھا جس کے سامنے ہزاروں سال سے دشمن کا سر جھکا رہا۔ جناب والا۔ اسی حالت میں عین منجھدار میں گردابوں کے درمیان قوم کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ کر ان کے خود ساختہ ناخدا ایک طرف ہو گئے تو اس وقت ہم نے اقتدار کی زمام سنبھالی۔ اس وقت ہمارے ایک بھائی نے کہا تھا کہ ہمیں انتقال اقتدار نہیں کیا گیا ہمیں انتقال مسائل کیا گیا ہے۔ جناب والا۔ اس وقت کو یاد کیجئے جب چند دن پہلے ذوالفقار علی بھٹو یہ مطالبہ کرتا تھا کہ اقتدار منتقل کر دیا جائے لیکن اقتدار کو منتقل نہیں کرنے دیا جاتا تھا اور وہ کون لوگ تھے جو یہ کہتے تھے کہ انتقال اقتدار نہیں ہونا چاہیے۔ میں افسوس سے یہی بات دہرائی چاہتا ہوں کہ میرے سامنے بہت سے دوست تھے جو فرماتے تھے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ انتقال اقتدار نہیں ہونا چاہیے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ انتقال اقتدار ہی سے جمہوریت آئے گی۔ آمریت جائے گی۔ جناب والا۔ اگر اسوقت انتقال اقتدار ہو جاتا جب ملک ابھی سلامت تھا ملک دو

پارہ نہیں کیا گیا تھا۔ ملک لہو لہان نہیں ہوا تھا ہم شکست سے دو چار نہیں ہوئے تھے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ شاید یہ قوم ذوالفقار علی بھٹو کی سرکردگی میں ملک بچانے کا کوئی سامان کر لیتی۔ لیکن پوری کوشش کی گئی کہ جب تک اس لہو لہان اور دو نیم ملک کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں تب تک اسے ذوالفقار علی بھٹو کے سپرد نہ کیا جائے۔ جناب والا۔ اس وقت جب کہ جنرل یحییٰ خاں بر سر اقتدار تھا تو مجھے یاد ہے کہ پشاور میں ہماری مرکزی کمیٹی کا اجلاس ہوا ذوالفقار علی بھٹو نے طویل بیان جاری کیا کہ اگر آج بھی ہمیں انتقال اقتدار کر دیا جائے تو میں اپنی قوم سے یہ کہوں گا کہ ہمیں سہلت دینی ہوگی اور جتنے بھی مسائل ہمیں ورثے میں ملیں گے کم از کم اگر ایک سال نہیں تو چھ مہینے تک انتظار کرنا ہوگا کہ ہم اس تمام گندگی کو سمیٹ سکیں اور کچھ راستے تلاش کر سکیں۔ جناب والا۔ اس وقت جبکہ شکست نہیں ہوئی تھی جب کھلی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اس وقت بھی اس کشتی کا یہ حال تھا

جب کشتی ثابت و سالم تھی تو ساحل کی تمنا کس کو تھی
اب ایسی شکستہ کشتی میں ساحل کی تمنا کون کرے

اس ذلت آمیز شکست کے بعد اپنی ناگفتہ حالت میں یہ ملک ہمیں ورثہ میں ملا۔ جناب والا۔ ہم ان حالات کے پیش نظر بھی ہمت ہارنے والے نہ تھے۔ وہ مرد درویش اندھیروں میں چراغ اپنا جلا رہا تھا اور اس کے ساتھی اس چراغ کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا خون جگر دینے کے لئے تیار تھے۔ اور آج بھی تیار ہیں۔ جناب والا۔ جب ہمیں یہ کشتی میسر آئی تو ہم نے سب جائزہ لیا اس وقت یہ کیفیت تھی کہ کشتی کے بادبان تار تار ہو چکے تھے اس کے پیندے میں جگہ جگہ شکاف بڑ چکے تھے تو ہم نے نوجوانوں کو لاکارا۔ انہیں کہا کہ اپنے توانا بازو اٹھاؤ اور اس کشتی کے مستول بنا دو ہم نے اپنی بہنوں سے کہا کہ آنچلوں سے پرچم بناؤ اور بادبانوں میں ڈھال دو۔ جناب والا۔ ہم نے ان شکافوں میں اپنے جسم و جان پرو دیئے اور ہم نے اس کشتی کو آگے بڑھنے کے قابل بنایا۔ ہم نے خداوند کریم سے کہا اے مولا۔ یہ ملک تیرے نام پر بنا تھا روئے زمین پر کوئی مثال نہیں کہ تیرے بندوں نے تیرے نام پر مملکت بنائی ہو تو اے مولا ہماری دستگیری کر ہماری مدد کر اے مولا ہماری مدد کر تاکہ ہم اس جلتی اور ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا سکیں۔ اور ہم نے کشتی کے مسافروں کو بھی کہا کہ آپ نے بھی ہمیں برا بھلا بھی کہا لیکن اگر یہ کشتی ڈوبتی ہے تو اس میں ہم ہی نہیں ڈوبتے آپ بھی

اس کے ساتھ ڈوتے ہیں اگر پار لگتی ہے تو ہم ہی پار نہیں لگتے آپ بھی پار لگ جائیں گے۔ آپ اپنے حصے کا چھو سنبھالو ہمارے ساتھ شانہ بشانہ اس کشتی کو ساحل تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ لیکن جناب والا۔ چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے پھر بھی ایسا ہوا کہ جہاں ان کا بس چلا انہوں نے ہماری ٹانگ کھینچی۔ جناب والا۔ ہم نے اعتبار کیا کشتی کے پنجر کو درست کرنے کی سعی کی مگر اکثر اوقات صبر بہترین عمل ہوتا ہے۔ جناب والا۔ ہم نے صبر کیا اور صورتحال کا جائزہ لیا کشتی کے انجر پنجر ڈھیلے ہو چکے تھے منزل دھندلا چکی تھی۔ بھوک کے مارے کشتی کے مسافروں کا برا حال تھا ہمارے سامنے دو راستے تھے یا ہم ساری توجہ کشتی پر لگا دیتے یا ہم پہلے مسافروں کی فکر کرتے۔ ہم پر اعتراض ہے کہ جب آپ کو پاکستان کی زمام ملی تو آپ نے عوام کے مطالبات پر اتنی توجہ کیوں نہ کی سب سے پہلے تم یہ کہتے کہ پہلے پاکستان کی فکر کرتے کہ سب سے پہلے ہم نے پاکستان کی فکر کی ہے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ پاکستان کی فکر کون کرتا ہے۔ کیا کوئی ایک شخص کرے گا؟ اس سے پیشتر ایک شخص ایک جماعت نے کی تھی تو اس نے پاکستان کو ایسی حالت تک پہنچایا کہ جس حالت میں آپ کے سامنے ہے۔ پاکستان کی فکر ہم ہی نے کرنی ہے۔ جب تک اس ملک کے عوام اس کی فکر نہ کریں گے۔ اس وقت تک پاکستان نہیں بچ سکتا۔ اس لئے عوام کو فکر کرنا ہے ہمارے اوپر فوض ہے وہ عوام بھی پھلے کئی سالوں سے پریشان ہیں جنہیں بھوک نے ستا رکھا تھا جنہیں آسمان کے نیچے پناہ نہیں ملتی تھی۔ جن کے تن پر کھڑا نہ تھا جن کے بچے بھوک سے مسک رہے تھے۔ ہم نے ان کی بھی فکر کی ہم نے اس لئے ان کی فکر کی کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں گے تو پاکستان کو بچا سکیں گے اور ہم نے اس طرح ایسی روش اختیار کی اور لائحہ عمل اختیار کیا۔ جس طرح کہ ہم پاکستان کی قومی سالمیت کی فکر کر رہے تھے اور پاکستان کے عوام کی بقا کی بھی فکر کر رہے تھے۔ اس لئے ہمارا فلسفہ ہے کہ طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں۔ اگر پاکستان کو بچانے کے لئے ہمیں طاقت چاہیے تو پہلے عوام کو طاقت دینی چاہیے۔ جناب والا۔ ہمیں احساس ہے کہ ہم جس کشتی کی مرمت کر رہے ہیں اس کشتی کو کس جانب کی طرف لیکر جانا ہے وہ منزل اسلامی مساوات اور اسلامی سوشلزم کی ہے۔ وہ منزل کبھی ہماری آنکھوں کے سامنے اوجھل نہیں ہوئی۔ اقبال اور قائد اعظم نے اپنے انکار سے اس منزل کو ہمارے لئے منیار نور بنا دیا تو ہمیں احساس تھا کہ

حالات کی دھند اور گرد اس منزل کو ایک حد تک دھندلا بھی سکتی ہے۔ تو سب سے پہلی بات یہ تھی کہ جس منزل کی جانب ہم نے جانا ہے اس کے لئے ہمارے پاس کچھ زادراہ بھی ہونا چاہیے۔ اس لئے جناب والا جب یہ کیا جاتا ہے یہ بجٹ اس منشور کے مطابق نہیں جو پیپلز پارٹی نے لوگوں کو دیا ہے تو اس وقت ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ اس منزل کی طرف ہم تیزی سے قدم نہیں بڑھا سکتے جس کی ہم نے بشارت دی تھی۔ اور نشاندہی کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بجٹ بے شک اس منزل کی جانب بہت طویل سفر طے نہیں کرتا لیکن اتنا تو تسلیم کریں کہ وہ کشتی جو ڈوب رہی تھی جل رہی تھی۔ ہم نے اس عرصے میں اس کو چلنے کے قابل بنا دیا اور ہم نے پہلا قدم اٹھا لیا اور ہم نے منزل کی جانب راہ اختیار کر لی ہے۔ اس سے زیادہ ہم کسی فخر کا کسی غرور کا مطالبہ نہیں کرتے۔ ہمیں اگر فخر ہے تو اس حد تک کہ ہم نے منزل کی جانب زادراہ اکٹھا کر لیا ہے۔ ہم نے کمر ہمت باندھ لی ہے۔ ہم نے منزل کی جانب قدم بھی اٹھا لیا ہے۔ ہمارے پاس ایک ٹوٹی بھوٹی کشتی تھی لیکن چلنے کے قابل کشتی موجود ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ یہ کشتی عوام کی مجموعی طاقت سے ایک دن بہت بڑا بیڑا بن جائے گی۔ اس لئے ہم اس صورت حال سے مایوس نہیں ہیں۔

جناب والا - عوام کی طاقت کے بارے میں مجھے مختصر سی بات یاد آ گئی ہے۔ میں اسے اس ایوان کے سامنے اس لئے دہرا رہا ہوں کہ جب تک اس بات کو عوام پوری طرح سمجھ نہ لیں۔ اور ہمارے وہ دوست جو ہماری پارٹی کے منشور کے محافظ ہیں۔ وہ بھی اس کو پوری طرح سے سمجھ نہ لیں کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم نے عوام کے لئے کس طرح کا طرز عمل اپنانے کی کوشش کی ہے۔ اور آئندہ کس طرح اپنائیں گے۔ اس وقت تک ہم قوم کی اس کشتی کو کنارے نہیں لگا سکتے۔

جناب والا - بہت سے سالوں کی بات ہے کہ صدر ایوب جنہوں نے اس ملک کی آبادی اور عوام کی تعداد کم کرنے کے لئے اپنے ہی دور میں پنج سالہ ترقیاتی منصوبہ میں پنتالیس کروڑ کی رقم فیملی پلاننگ کے لئے رکھی تھی۔ جب چین تشریف لے گئے تو کھانے کی میز پر چواین لائی کے سامنے بیٹھے۔ اور جیسا کہ صاحب لوگوں کا طریقہ ہے کہ کھانے پر خوشگوار قسم کی اور ہر لطف باتیں کرتے ہیں تو انہوں نے پوچھا کہ

“Well Mr. Premier what is the problem No. 1 of China”.

”جناب - آپ کے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے۔“ ان کا خیال تھا کہ ہم دس کروڑ عوام سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ اور ان کے پاس تو ۷۰ کروڑ کی آبادی ہے۔ وہ کہیں گے کہ بھائی بہت مصیبت بڑی ہوئی ہے۔ اتنے بڑے لوگ ہیں کہاں سے ان کو روزگار دیں۔ کہاں سے روٹی دیں۔ تو چین کے وزیراعظم نے لقمہ چبا کر suspense پیدا کر کے تھوڑی دیر کے بعد توقف کر کے جواب دیا کہ

“Mr. President, the problem No. 1 of China is that we are short of men.”

”ہمارے پاس تو آدمیوں کی کمی ہے۔“ تو جناب والا - یہ ہے ان کا طرز فکر جس کے تحت انسان کی اہمیت پر دوسری چیز سے زیادہ ہے جس کے نزدیک دولت پیدا کرنا اور رزق کی پیدائش مشینوں اور زمیوں سے وابستہ نہیں بلکہ انسان سے وابستہ ہے۔ جس میں صرف یہ نہیں سمجھا جاتا کہ انسان رزق کھاتا ہے یا اسے فائدہ کرتا ہے۔ بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان رزق پیدا کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں زیادہ رزق کی ضرورت ہے۔ زیادہ پیداوار کی ضرورت ہے۔ اس طرح وہ لوگ جو سرمایہ کو رزق کی پیدائش کا سبب سمجھتے ہیں۔ وہ انہیں مقاصد کے لئے سرمایہ میں اضافہ کی خواہش کرتے ہیں۔ زمین میں اضافے کی خواہش کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو انسان کو اسکا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہ جو انسانوں کی تعداد کو رزق کا ذریعہ سمجھتے ہیں کہ جتنے انسان زیادہ ہونگے اتنا رزق بھی زیادہ ہوگا۔ چنانچہ جناب والا۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ اپنے ملک کے عوام کو تقویت دیں۔ اور ہم نے یہ محسوس کیا کہ اگر ہم ان کو تقویت نہ دیں گے تو وہ پاکستان کو تقویت نہیں دے سکتے۔

جناب والا۔ ہمیں احساس ہے کہ ہم اپنی منزل کی جانب بہت تیزی سے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ لیکن ہمارے منزل سامنے ہے۔ اور اس سلسلہ میں ہم صرف اکیلے نہیں۔ اور تمام ذمہ داری صوبائی حکومت پر بھی نہیں ہے۔ بلکہ کچھ کام مرکزی حکومت کرتی ہے۔ کچھ کام صوبائی حکومت کرتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے مرکزی بحث میں جس طرح بڑے بڑے قدم اٹھائے گئے ہیں۔ اس طرح نہ ہم اٹھا سکتے ہیں اور نہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

اس لئے کہ تمام معاملات کے متعلق پالیسی مرکزی حکومت کی تحویل میں ہوتی ہے اور صوبہ ان پالیسیوں کے مطابق اپنی پالیسیاں بناتا ہے۔ اگر آپ مجموعی طور پر دیکھیں تو مرکزی حکومت نے پیپلز پارٹی کی مجموعی حکومت نے مرکز یا صوبوں میں جو کچھ کیا ہے وہ اس منزل کی جانب یقیناً ایک بہت بڑا قدم ہے۔ آپ زرعی پالیسی کو دیکھیں۔ آپ لیبر پالیسی کو دیکھیں جس کے تحت بڑی بڑی صنعتوں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا ہے۔ آپ اس بات کو یاد رکھیں کہ حکومت نے بنکوں کو انشورنس کمپنیوں کو اپنے کنٹرول میں لیا ہے اور ان سرمایہ داری کی تقریباً نئے سرے سے تنظیم نو کی ہے۔ اب عام آدمی کو چھوٹے چھوٹے دوکانداروں اور چھوٹے چھوٹے کارخانہ داروں کو اگر زیادہ سے زیادہ سہولتیں ملیں تو پھر ہمیں یہ اندازہ ہو سکے گا۔ کہ ہم اس منزل کی جانب اتنی کم تیزی سے تو نہیں چلے جا رہے۔ بلکہ ہم اس کی جانب، جیسا کہ میں نے اپنی ابتدائی تقریر میں بھی کہا تھا کہ قدم قدم آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایک قدم پھر دوسرا قدم۔ ہمارا ہر قدم آگے ہی آگے ہے۔

جناب والا - میرے ساتھیوں نے اور اس معزز ایوان کے معزز اراکین نے اپنے اپنے علاقے کے مطالبات آپ کی وساطت سے مجھ تک پہنچائے ہیں۔ مجھے ان کا احترام ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرونگا کہ ہمیں کبھی بھی یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ جو کچھ ہمیں لینا ہے وہ اسی پاکستان سے لینا ہے۔ اگر ہم پاکستان کے حالات کو نظر انداز کر دیں اور یہ بھول جائیں کہ مادر وطن آج کس کیفیت میں ہے۔ اور یہ بھول جائیں کہ پاکستان کے دو حصے ہو چکے ہیں۔ پاکستان لہو لہان ہو چکا ہے۔ پاکستان اجڑ پجڑ گیا ہے۔ تو پھر اس صورت میں یقیناً ہم پاکستان سے جو کچھ مطالبات کریں گے۔ وہ حقیقت پسندانہ نہیں ہونگے۔ ہم پاکستان کو ایک مرتبہ اسکے قدموں پر کھڑا کر رہے ہیں۔ ہمیں مادر وطن سے بہت سی توقعات ہیں۔ ہمیں مادر وطن ہی سے سب کچھ لینا ہے۔ ایک مرتبہ اس سر زمین کو جسے خدا نے ہمارا مقدر بنایا ہے۔ اپنے قدموں پر کھڑا کر دیں پھر دیکھیں کہ یہ زمین کیسے رہنے میں چھپے ہوئے خزانے آپ کے قدموں میں ڈالتی ہے۔ اس ملک کے بھوکے عوام کے لئے وہ اپنا سینہ کھول دے گی اور جیسے ہی

اسکی کہیتیاں نہ لہائیں گی یہاں جسقدر مفلسی، غربت اور افلاس چھا رہا ہے۔ اسکا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قلع قمع ہو جائے گا۔

جناب والا۔ میری تقریر کے انداز بیان کا ذکر ہوا ہے۔ میں نے سوچ سمجھ کر ایک لطیف اسلوب اختیار کیا ہے۔ خیال تھا کہ حزب اختلاف کے دوستوں تک اگر اس لب و لہجہ میں بات پہنچاؤں گا تو میری بات شرف قبولیت پائے گی۔ لیکن محسوس ہوا کہ

بھول کی پتی سے کٹے سکتا ہے ہیرے کا جگر

مرد نادان ہر کلام نرم و نازک بے اثر

کوئی مضائقہ نہیں حریفوں کو انکی قدر کرنی چاہیے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

رو خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اچھا دشمن

نصیب کرے۔ اسلئے کہ اچھا دشمن آپ کو للکارتا ہے

اور آپ کے اندر سے بہترین صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں۔

ویسے بھی ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ۔

گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں۔

اسلئے حزب اختلاف نے جو کچھ بھی فرمایا ہے۔ وہ ہم نے خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اسکو اپنے دل میں جگہ دی ہے۔ ان کے ہر اعتراض ہر میں نے اپنا گریباں چاک کیا اور اپنا ہی محاسبہ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ ویسے بھی ہم تو صرف تنقید در تنقید کے قائل ہوتے ہیں۔ البتہ یہ بات بھی مزا دے گی کہ حزب اقتدار کی جانب سے بھی چند دوستوں نے ہورس کے ہاتھیوں کی طرح بعض اوقات اپنی ہی صفوں کو تباہ کر دیا

دیکھا جو تیر کہا کے کمین گاہ کی طرف

اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

بہر حال یہ سب کچھ ہوتا چلا آیا ہے اور ہوتا چلا جائے گا۔ مجھے

حلیفوں اور حریفوں دونوں کے ارشادات کا احترام ہے اور میں ایک طفل

مکتب کی طرح سب کے سامنے زانوئے ادب نہ کرتے ہوئے۔ آپ سب

کے ارشادات کے بارے میں اپنی گزارشات پیش کرتا ہوں۔

جناب والا - سب سے زیادہ بات صوبے کے نظم و نسق کے متعلق کی گئی - میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اب تک میرے کچھ دوستوں کو غلط فہمی ہے کہ اس ملک میں کوئی Qualitative change نہیں ہے - کوئی معیاری اور بنیادی تبدیلی نہیں آئی - اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہوا تھا اسکو جلد ہی پھر اپنے پرانے توازن پر آ جانا چاہیے - نہیں جناب والا ایسا نہیں ہو سکتا اسلئے کہ پرانے سرمایہ دار اور جاگیردار کے حق میں دھوکہ ہوا ہے - اب ایک نیا توازن قائم ہوگا جس میں سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان جس میں جاگیردار اور مزارع کے درمیان نیا توازن قائم کیا جائیگا - یہ توازن پہلے والے توازن جیسا نہیں ہو سکتا - میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ امن وامان کی باتیں کرتے ہیں انکے ذہن میں یہ بات ہے کہ ہمیں دوبارہ اسی حالت پر آ جانا چاہیے - نہیں ہم اس حالت پر نہیں آ سکتے ہیں - اسلئے یہ جو تلاطم اور اضطراب کی موجیں آپکو اپنے معاشرے میں نظر آ رہی ہیں - وہ پرانی قیادت پر اب کبھی مشتمل نہیں ہو سکتیں - اب ہم اس میں ضرور فرق ڈالیں گے آپ کبھی بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتے - جنکو پرانے نظام میں فائدہ تھا - پرانے توازن میں فائدہ تھا - وہ ہمیشہ بھی چاہینگے کہ بدامنی ہو - لیکن جناب والا وہ بھی بدامنی تھی لیکن وہ مزدور کے حق میں بدامنی تھی - وہ کسان کے حق میں بدامنی تھی وہ غریب کے حق میں بدامنی تھی اب اگر تھوڑی سی بدامنی امیر کے حق میں ہو جائے - سرمایہ دار کے حق میں ہو جائے تو آپکو وہ بدامنی ہنسی خوشی برداشت کرنی چاہیے -

(نعرہ ہائے تحسین)

راؤ محمد افضل خان - گولیاں طلبا پر چل رہی ہیں مزدوروں پر چل رہی ہیں غریبوں پر گولیاں چل رہی ہیں -
مسٹر سپیڈر - تشریف رکھیں -

وزیر - جناب والا - اس صوبے کے نظم و نسق کے سلسلے میں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ دیکھئے یہ کوئی نظم و نسق نہیں چل رہا اس سے پیداوار پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے - پیداوار کے اٹ کا ہم سے زیادہ کس پر اثر ہو سکتا ہے - جنہوں نے وعدے کر

رکھے ہیں۔ جنہوں نے اپنے عوام سے یہ کہہ رکھا ہے کہ ہم تمہیں روٹی، کھڑا اور مکان دیں گے۔ جنہوں نے یہ کہہ رکھا ہے کہ ہم چیزوں کی قیمتوں کو کم کریں گے۔ ہم قیمتوں کو نیچے لائیں گے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ جب تک پیداوار میں اضافہ نہ ہو تب تک قیمتیں کبھی نیچے نہیں آسکتیں۔ ہم سے زیادہ پیداوار بڑھانے کا کس کو خیال ہوگا۔ جناب۔ والا! ہم صرف اور صرف پیداوار کا نعرہ لگانے والوں میں نہیں ہیں۔ پیداوار کا نعرہ ایوب خان نے بھی لگایا تھا ہم پیداوار کے بعد منصفانہ تقسیم کے قائل ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے ہم پیداوار بھی بڑھانینگے اور اس کی منصفانہ تقسیم بھی کریں گے۔ اس لئے جو نیا توازن جو قائم ہو رہا ہے یہ زیادہ پیداوار اور منصفانہ تقسیم کے درمیان قائم ہونے والا ہے۔ اس میں چونکہ حالات بدل رہے ہیں اور وہ توازن جس جگہ پر جما ہوا تھا اس جگہ سے ہٹ کر وہ ایک نئے مقام پر جو مزدوروں کی جانب جھکا ہوا ہے وہاں قائم ہوگا۔ اب جب نعرے بھی بدل جائیں گے۔ جب ایک بنیادی تبدیلی آجائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ دوست جو کاروبار سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو مل مالکان ہیں۔ جو سرمایہ دار ہیں۔ جو بڑے بڑے جاگہدار ہیں ان کی سمجھ میں اگر یہ بات آجائے کہ یہ بنیادی تبدیلی واقعی ہو چکی ہے اور یہ حالات کسی صورت بدل نہیں سکتے تو توازن کو برقرار رکھنے میں بہت مدد ملے گی۔ وہ بڑے سیانے لوگ ہوتے ہیں ان کو اگر اس دفعہ آئے۔ دال کے بھاؤ کا پتہ چل جائے کہ یہ چیزیں کس بھاؤ تک ہیں۔ تو پھر انکے لئے نیا حساب کتاب کرنا کوئی مشکل نہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ ان کو کسی بات کا یقین ہو جائے کہ مزدور کو ان کا حق دینا پڑے گا۔ غریب کو ان کا حق دینا پڑے گا تو وہ بڑی آسانی سے نئے طریقے ڈھونڈ سکتے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہ اس فکر میں ہیں اور ان کا یہ خواب و خیال ہے کہ شاید آج نہیں تو کل حکومت بدل جائے۔ جناب والا۔ حکومت بدل سکتی ہے۔ لیکن عوام میں جو نئی امنگیں پیدا ہو چکی ہیں وہ کبھی بھی نہیں بدل سکتیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہ عوام ہم ہیں۔ بس اس معزز ایوان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر آج بھی میں کوشش کروں کہ عوام اپنے مطالبات سے پھر جائیں یا قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو بھی کوشش کریں کہ عوام اپنے مطالبات سے ہٹ جائیں تو

ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہم نے یہ سب کچھ سوچ سمجھ کر کیا ہے ہم نے اپنے ہاتھ کٹوائے ہیں تو ہم نے اپنی حکومت کے لئے یہ راستے ہمیشہ کے لئے منقطع کر دیئے ہیں ہم کسی اور راستے پر چلنے کے قائل نہیں ہیں۔ عوام کو مزدوروں کو کسانوں کو اور مزارعین کو ان کا حق مل کر رہیگا۔ (نعرہ ہائے تحسن)۔

جناب والا۔ ہم بھی امن کے قائل ہیں لیکن امن قبرستان میں بھی ہوتا ہے۔ جہاں زندگی ہوتی ہے وہاں تھوڑی سے ہلچل بھی ہونی چاہئیے۔ ہم امن چاہتے ہیں۔ لیکن ہم اس طرح زندگی کا دھڑکتا ہوا امن چاہتے ہیں۔ جس میں عوام اپنے حق کے لئے بات کر سکیں۔ میرا اور میرے قائد کا گریبان پکڑ سکیں۔ ہم نے خود یہ حق انکو دیا ہے۔ ہم اس بات پر فخر کرتے ہیں اور ہمیشہ یہ حق اپنے عوام کو دیتے رہینگے۔

جناب والا۔ اس سلسلے میں ایک تجویز میرے ساتھیوں نے آپکی وساطت سے انکو دی ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نہایت منجہدگی سے غور کریں گے اور وہ تجویز یہ ہے کہ نظم و نسق کو قائم رکھنے کے لئے پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جائے۔ پولیس کو جدید ٹرانسپورٹ کی سہولتیں دی جائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ جونہی حالات اور ہمارے بجٹ نے اس بات کی اجازت دی ہم کہیں سے بچت کر کے اس کی طرف توجہ دیں گے تاکہ نظم و نسق کی صورت حال بہتر ہو سکے۔

میرے بچت سے ساتھیوں نے جناب والا۔ زراعت کا ذکر کیا ہے اور ایک بات جو میں نے کی تھی کہ زراعت پر ہم ۳۳ فیصد بجٹ کا حصہ خرچ کر رہے ہیں اس کے تھوڑے سے غلط معانی بھی لئے گئے ہیں۔ زراعت اپنی جگہ ایک مد ہے اور دیہی ترقی اپنی جگہ ایک مد ہے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ۳۳ فیصد رقم بجٹ کی زراعت پر خرچ ہوگی اور اس میں پیپلز ورکس پروگرام بھی شامل کر لیں تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ صرف اور صرف یہی رقم خرچ کی جائیگی۔ جناب والا۔ جو رقم تعلیم پر خرچ ہوگی۔ جو رقم صحت پر خرچ ہوگی۔ جو رقم سڑکوں پر خرچ ہوگی وہ اس کے علاوہ ہے۔ بارہ کروڑ پچاس لاکھ تعلیم پر سات کروڑ صحت پر۔ نو کروڑ پچاس لاکھ سڑکوں پر خرچ ہوگی

اس میں سے بھی شہروں کی نسبت دیہات کو زیادہ حصہ ملے گا اگر پورے بجٹ میں ایسی کوئی مد ہے جو دیہات کی نسبت شہروں پر زیادہ خرچ ہو گی۔ تو وہ فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ کیلئے ہے چونکہ گھر اور کوارٹرز وغیرہ جو تعمیر کئے جاتے ہیں انکا تعلق زیادہ تر شہروں سے ہوتا ہے۔ صرف یہی ایک مد ہے جس میں شہروں پر زیادہ خرچ کیا جا رہا ہے ورنہ بجٹ کا ۷۰ فیصد سے زائد حصہ ہم دیہات پر خرچ کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا۔ بہت سے معزز اراکین نے گندم کے بارے میں سوالات اٹھائے ہیں۔ میرے معزز دوست جناب عبدالعفیظ کاردار نے چند وضاحتیں بھی کی ہیں۔ مگر چند وضاحتیں باقی ہیں جو میں پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ ایک یہ تجویز آئی کہ گندم کی قیمت خرید کو بڑھا دیا جائے۔ تو جناب والا۔ ہم نے اس پر بہت سنجیدگی سے غور کیا اور ہم نے محسوس کیا کہ اگر ہم نے اس وقت جب کہ گندم سنڈیوں میں چلی گئی ہے قیمت میں اضافہ کیا تو گندم کی قیمت خرید میں کسانوں اور زمینداروں کو فائدہ پہنچنے کی بجائے جو درمیانہ طبقہ کے آڑھتی ہیں ان کو زیادہ فائدہ پہنچنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن انکو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جنہوں نے یہ گندم پیدا کی ہے۔ کیونکہ وہ تو اسکو فروخت کر چکے ہیں۔ جناب والا۔ ہم نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ اگر اس وقت ہم گندم کی قیمت خرید بڑھاتے ہیں تو اسکا اثر آئندہ سال کی فصل پر نہیں پڑیگا اسلئے کہ یہ گندم جسکی قیمت ہم بڑھائینگے یہ تو پیدا ہو چکی ہے۔ اس لئے ہم اس سلسلے پر نہایت سنجیدگی سے اور ٹھوس تجویزوں کے ساتھ آئندہ سال فصل سے بہت پہلے غور کریں گے اور اپنے تمام معزز اراکین کی تجاویز کی روشنی میں اسکی قیمت بڑھانے کے سلسلے میں دیکھینگے کہ جتنی بھی قیمت بڑھائی جا سکتی ہے اسے بڑھا یا جائے۔ جناب والا ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ گندم کی خرید اور تقسیم پر حکومت آٹھ کروڑ روپے خرچ کر رہی ہے اگر وہی رقم گندم کی پیداوار پر خرچ کر دی جائے تو ہم گندم کے سلسلے میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ جناب والا۔ یہ آٹھ کروڑ روپے کی رقم دراصل غریب مزدوروں، کارکون اور چھوٹے دوکانداروں کی سہولت کے لئے رکھی گئی ہے اور سستا آٹا مہیا کرنے کے لئے یہ رقم رکھی گئی اس رقم کا گندم کی پیداوار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس رقم سے گندم کی پیداوار میں

اضافہ ہوتا ہے وہ بھی حکومت اپنے پاس سے اس وقت خرچ کر رہی ہے اور اس کی کئی شکلیں ہیں۔ وہ رقم دو صورتوں میں خرچ کی جاتی ہیں۔ ایک تو فرٹیلائزر کے سلسلے میں دوسرے کرم کش دواؤں کی صورت میں سپیا کی جاتی ہے۔ جناب والا۔ آپکی وساطت سے میں عرض کر دوں کہ دنیا بھر میں کھادوں کی قیمت اتنی کم نہیں ہے جتنی کم قیمت پاکستان میں رکھی گئی ہے۔ اسی طرح ہم فصلوں کی حفاظت کے لئے دوائیں منکواتے ہیں اور اس پر بھی حکومت تین کروڑ ستر لاکھ کے قریب رقم خرچ کرتی ہے۔

جناب والا۔ ہم نے گندم کی پیداوار کو کنٹرول کرنے کے لئے یہ ضروری خیال کیا ہے کہ گندم کی کم سے کم قیمت ضرور مقرر کی جائے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے چند سالوں میں ایک مرتبہ چینی کی پیداوار میں اتنا زیادہ اضافہ ہو گیا تھا کہ قیمتیں اصل لاگت سے بھی نیچے آ گئی تھیں۔ کم از کم قیمت مقرر کرنے سے کاشتکار کو یہ تسلی ہوتی ہے کہ اتنی قیمت بھر حال ہمیں مارکیٹ میں مل جائے گی۔ جناب والا۔ اس کی کئی مثالیں ہیں۔ کینیڈا اور امریکہ میں جہاں بعض اوقات نہیں بلکہ اکثر ضرورت سے زیادہ فصلیں پیدا ہو جاتی ہیں وہاں بھی حکومت کو یہ اہتمام کرنا پڑتا ہے کہ وہ کم از کم قیمت مقرر کرے۔ اس سے کاشتکار کو یہ تسلی رہتی ہے کہ اگر وہ زیادہ پیدا کرے گا تو اس کو کم از کم اتنے دام جو اس کی لاگت سے تھوڑے سے زیادہ ہیں وہ ضرور مل جائیں گے۔ اس اعتبار سے ہم جو اقدامات کر رہے ہیں اس کو ہم کوئی تسلی بخش نہیں کہتے کہ وہ بہت کافی ہیں اور ان سے کام چل جائے گا بلکہ ہم یقیناً پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے اور بہت سے اقدامات کر رہے ہیں۔ جن میں پانی کے وسائل کو ترقی دینا بھی شامل ہے اور سکارپ کے سلسلے میں حکومت اپنے پاس سے جو تین چار کروڑ روپیہ خود خرچ کرتی ہے وہ بھی اسی مد میں آتا ہے۔ وہ بھی اسی لئے ہیں کہ پیداوار میں اضافہ کیا جا سکے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جونہی ہمارے حالات ہمیں اجازت دیں گے ہم خاص طور پر اناج کی پیداوار میں اضافے کے لئے حکومت کی طرف سے اور بھی بڑے بڑے اخراجات کرنے کے لئے آمادہ ہوں گے۔ جناب والا۔ اس سال گندم کی پیداوار میں کچھ کمی ہوئی ہے لیکن یہ کسی قیمت کم ہونے سے نہیں ہوئی

بالکہ پانی کی وجہ سے ہونئی ہے اور اس کمی کو دور کرنے کے لئے جیسا کہ میرے معزز بھائی کاردار صاحب نے فرمایا تھا ہم باہر سے تقریباً ۹ لاکھ ٹن گندم منگوا رہے ہیں اور اس طرح ہم اپنے ذرائع سے ۶ لاکھ ٹن گندم آئے میں تبدیل کر کے راشن ڈپوؤں کے ذریعے سے تقسیم کریں گے۔ ہم اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یقین بھی دلانا چاہتے ہیں کہ ہم سمگلنگ کی روک تھام کی بھی پوری پوری کوشش کریں گے اور وہ گندم جو بھارت یا افغانستان سمگل ہو جاتی تھی۔ اسکی روک تھام کا پورا پورا انتظام کیا جائے گا۔

جناب والا۔ دوسرا سب سے بڑا مسئلہ جو یہاں اٹھایا گیا وہ پسماندہ علاقوں کے مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وقت تک اس مد میں جن ضلعوں کو شمار کیا جاتا ہے وہ بہاول پور کے تین ضلعے جھنگ۔ میانوالی۔ جہلم۔ کیمبل پور۔ مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان ہیں۔ جناب والا۔ ان ضلعوں کی مجموعی آبادی پورے پنجاب کی ۲۸ فی صد آبادی ہے۔ لیکن اس سال رواں میں بھی جو خرچ اس ۲۸ فی صد آبادی پر کیا گیا وہ تقریباً کل بجٹ کا ۳۳ اور ۳۴ فی صد تھا۔ جناب والا۔ ۱۹۷۲-۷۳ء میں جو رقم قابل تقسیم ہے جو مختلف ضلعوں میں تقسیم کی جانے والی ہے وہ تقریباً چالیس کروڑ ہے۔ اس میں سے پسماندہ علاقوں کے لئے تقریباً ساڑھے ۱۴ کروڑ روپے مخصوص ہے جو ۳۶ فی صد بنتا ہے۔ سال رواں کے مقابلے میں آئندہ سال کی مخصوص شدہ رقم تقریباً ۹۲ فی صد زیادہ ہے۔ جناب والا۔ میں کچھ اعداد و شمار آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ۱۹۷۱-۷۲ء میں پسماندہ علاقوں کی ۲۸ فی صد آبادی کے لئے ۳۴ فی صد خرچ کیا گیا۔ اس سال ۳۶ فی صد خرچ کیا جائے گا۔ جناب والا۔ اس مالی سال میں صنعت پر تقریباً ۱۶ فی صد خرچ کیا گیا لیکن آئندہ مالی سال میں ۷۰ فی صد پسماندہ علاقوں پر خرچ کیا جائے گا۔ جناب والا۔ سڑکوں کے سلسلے میں اس مالی سال میں ۴۶ فی صد پسماندہ علاقوں پر خرچ کیا جائے گا۔ تعلیم پر اس سال ۳۰ فی صد خرچ کیا جائے گا۔ اگلے مالی سال میں ۳۵ فی صد خرچ کیا جائے گا۔ اس طرح صحت کے سلسلے میں اس سال ۳۷ فی صد ۲۸ فی صد آبادی کے مقابلے

میں خرچ کیا جائے گا۔ اگلے سال ۴۳ فی صد خرچ کیا جائے گا۔ یہیں حال آبپاشی کی مدد کا ہے۔ محکمہ آبپاشی کے لئے واہلا کے پروگرام کے علاوہ ۵ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جن میں سے تقریباً ۶۰ لاکھ ناقابل تقسیم ہیں جو پورے صوبے کی بہبود کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ باقی پانچ کروڑ کی رقم قابل تقسیم ہے۔ اس پانچ کروڑ کی رقم میں سے ۲ کروڑ ۲۲ لاکھ روپے یعنی ۴۶ فی صد ہسماندہ ضلعوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہ آبادی کے تناسب پر مبنی حصے سے ۶۳ فی صد زائد ہیں۔ جناب والا۔ اس کے علاوہ ہسماندہ علاقوں کے سلسلے میں میں آپ کی خدمت میں یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پیملز ورکس پروگرام کی مدد میں جو ۶ کروڑ روپے رکھے ہیں اس کا بیشتر حصہ ہس ماندہ علاقوں پر خرچ ہوگا۔ اس کے علاوہ ان تمام سکیموں میں جن میں کسی طرح کی لچک رہ جائے گی مثلاً کہیں کہا گیا ہے کہ سو پرائمری سکول قائم کئے جائیں گے تو ہم اس میں بھی اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں گے کہ ہم زیادہ سکول ہسماندہ علاقوں میں قائم کریں اور تھوڑے سکول زیادہ ترقی یافتہ علاقوں میں قائم کئے جائیں۔

جناب والا۔ ہسماندہ علاقوں کے سلسلے میں ایک معزز رکن نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ان علاقوں سے جو وصولیات ہوتی ہیں ان کا ایک حصہ مخصوص کر دیا جائے جو ان علاقوں پر خرچ ہو۔ اس سے شاید یہ تاثر لیا گیا ہے کہ ان علاقوں سے آمدنی زیادہ ہوتی ہے اور ان پر خرچ کم ہوتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض ترقی یافتہ علاقے پورے بجٹ میں بہت زیادہ حصہ دیتے ہیں۔ لیکن ان پر جو خرچ ہوتا ہے وہ بہت کم ہوتا ہے۔ اگر اس اصول کو ہم نے تسلیم کر لیا اور زیادہ طول دیا تو ویسے بھی یہ بات بہت بڑھ جائے گی اور پھر ایک ایک گلی ایک ایک محلے ایک ایک تحصیل میں یہ بحث ہوگی کہ ہم اتنا ریونیو دیتے ہیں اور ہم پر اتنا خرچ ہونا چاہئے۔ جناب والا۔ یہ منصوبہ بندی کے اصول کے مطابق بھی نہیں اور اس طرح

سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمساندہ علاقوں کو فائدے کی بجائے نقصان ہوگا۔

ایک بات جس کا ہیٹ میں بہت کم ذکر آیا ہے وہ صنعتیں ہیں۔ جناب والا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم صنعتوں پر توجہ نہیں دیں گے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ صنعتوں کا تعلق سرکاری یا پبلک سیکٹر کی بجائے پرائیویٹ سیکٹر سے ہے جیسا کہ مرکزی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جن صنعتوں کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ باقی تمام صنعتیں پرائیویٹ سیکٹر میں رہیں گی۔ اس چیز کے باوجود میں جناب والا۔ آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ WPIDC کے پروگراموں کے تحت پنجاب کے علاقہ میں تقریباً آٹھ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کی مالیت سے نئی صنعتیں قائم کی جائیں گی۔ آئندہ سال میں ان میں سے خاص طور پر جس صنعت کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ لیکسلا میں چین کی مدد سے قائم ہونے والے Heavy Foundry کا کارخانہ ہے۔ جس پر چھ کروڑ بیس لاکھ روپے آئندہ مالی سال میں خرچ کئے جائیں گے۔ جناب والا۔ جو رقم مرکز سے ہمیں ترقیاتی پروگراموں کے لئے ملی ہے۔ اس میں آٹھ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کی رقم بھی شامل ہے۔ اس لئے ان صنعتوں کو بھی اگرچہ ان پر کنٹرول مرکزی حکومت کا ہے۔ ہمارے ترقیاتی پروگراموں کا حصہ سمجھنا چاہئے۔ اس کے علاوہ جس خاص بات کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم نے بیرونی ملکوں کی جو محتاجی برداشت کی ہے اس کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ ہم اپنا فولاد کا کارخانہ نصب نہ کر سکے۔ اب ہم نے تمیہ کیا ہے۔ پنجاب نے یہ تمیہ کیا ہے کہ کالا باغ میں اور ڈیرہ غازی خان میں جو بہترین قسم کا لوہا نکلا ہے۔ ہم چین کی مدد سے اپنا کارخانہ کالا باغ یا ڈیرہ غازی خان میں قائم کریں گے اور میں جناب والا۔ آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ حال ہی میں ایک چینی وفد تشریف لایا ہے اور اس نے ابتدائی بات چیت اس سلسلہ میں ہمارے مرکزی وزیر جناب جے۔ اے۔ رحیم

کے ساتھ شروع بھی کر دی ہے اور کل آپ کے شہر لاہور میں بھی وہ وفد وارد ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں صنعتوں کے سلسلے میں اگرچہ شمال انڈسٹریز کارپوریشن کو wind up کیا جا رہا ہے۔ لیکن ہمارا منصوبہ یہ ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ ہم پنجاب شمال انڈسٹریز کارپوریشن بنائیں گے اور چھوٹی صنعتوں کا ایک جال پورے صوبے میں پھیلا دیں گے کیونکہ وہ ایسی صنعتیں ہیں جن پر سرمایہ زیادہ نہیں لگانا پڑتا بلکہ زیادہ کام محنت سے ہوتا ہے۔ اور یہ چیز ہمارے بنیادی فلسفے کے بھی مطابق ہے۔ جب اس کا جال بچھے گا تو ظاہر ہے کہ اس صوبہ پنجاب کے زیادہ تر دیہات میں بھی بجلی مہیا کی جائے گی۔ ہر دیہات میں صنعتیں ہوں گی۔ اس طریقے سے بہت قلیل سرمایہ کے ساتھ ہمارے ملک کے عوام صنعتیں لگا سکیں گے اور پیداوار میں اضافے کا باعث بنیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں اس معزز ایوان میں آپ کی وساطت سے اس ملک کے صنعت کاروں سے بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بے شک ہم انہیں مزدوروں کے مقابلے میں کبھی بھی ترجیح نہ دے سکیں گے۔ لیکن اس کے باوجود ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کا بھی جائز احترام کریں گے اور اس خطہ پنجاب میں صنعت کی ترقی کی خاطر ان کے لئے جو بھی جائز مراعات ہوں گی وہ ہم مہیا کریں گے۔ لیکن ہم کسی صورت میں بھی انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ پنجاب میں لگایا ہوا سرمایہ یہاں سے لے جا کر کہیں اور کام کریں۔ ہم اس خطہ پنجاب میں ایسا صنعتی ماحول اور فضا بنائیں گے جو صنعتوں کے لئے سازگار ہو۔ جس میں صنعتیں پھل پھول سکیں لیکن اگر اس کے باوجود ان لوگوں نے یہ کوشش کی کہ ہم یہاں سے سرمایہ لے جائیں تو ہم اس کے لئے دوسرا طریقہ بھی جانتے ہیں اور ہم اس کی اجازت کبھی نہیں دیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - اس مسئلے پر بھی گفتگو ہوئی ہے کہ ترقیاتی پروگرام کی مرکز کی جانب سے جو صوبہ وار تقسیم کی گئی ہے اس میں پنجاب کو کم حد تک حصہ ملا ہے اور کسی حد تک نہیں ملا ہے - مرکز نے اس سال چار سو پندرہ کروڑ روپے کا ترقیاتی پروگرام بنایا ہے - جس میں صوبوں کی ترقی کے لئے قابل تقسیم رقم ایک سو چوں کروڑ روپے ہے پنجاب کو اس سے مناسب کروڑ پچاس لاکھ روپے ملے ہیں جو کل رقم کا ۵۶۸ فی صد بنتا ہے - جناب والا - ۱۹۷۱-۷۲ء میں پنجاب کو مرکز کی جانب سے جو رقم ملی وہ ۵۶۳ فی صد تھی اور ۱۹۷۰-۷۱ء میں ۵۲۹ فی صد تھی اور اس کے مقابلے میں سندھ کو اپنے حصے سے زیادہ رقم ملتی رہی - چنانچہ ۱۹۷۰-۷۱ء میں سندھ کو ۲۷۴ فی صد رقم ملی - ۱۹۷۱-۷۲ء میں ۲۷۳ فی صد رقم ملی - لیکن اس سال پہلی مرتبہ سندھ کو بھی اس کے اپنے حصے سے کم رقم دی گئی ہے یعنی اس کو ۱۹۵ فی صد حصہ دیا گیا ہے جناب والا - اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ سرحد کے ترقیاتی پروگرام کے متعلق جناب صدر مملکت نے وعدہ کیا تھا کہ ان کی رقم کو ڈھوڑھا کر دیا جائے گا اور انہوں نے یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ بلوچستان کے ترقیاتی پروگرام کو بھی دگنا کر دیا جائے گا - اس ڈھوڑھے اور دگنے پروگرام میں پنجاب نے ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی حصہ لیا ہے اور ظاہر ہے کہ جو رقم بلوچستان اور سرحد کو دی گئی ہے اس میں پنجاب کی Contribution ہے - لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خود پنجاب کا ترقیاتی منصوبہ اس سال پہلے سال کے منصوبے کی نسبت سو فی صد سے زیادہ بڑا ہو گیا ہے -

جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح صوبائی حکومت کے سامنے ہمساندہ علاقوں کی ترقی کا مسئلہ ہے اسی طرح مرکزی حکومت کے سامنے بھی ہمساندہ صوبوں کی ترقی کا مسئلہ ہے - اور جس طرح ہم ترقی یافتہ علاقوں کی رقموں میں سے کچھ کمی کر کے ہمساندہ علاقوں کی ترقی پر زیادہ رقم خرچ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایسا کرنا چاہیے تو ہمیں یہ حق مرکز کو بھی دینا ہوگا کہ وہ بھی مساوات کے اصولوں پر چلتے ہوئے ہمساندہ صوبوں کی ترقی کیلئے زیادہ رقمیں مختص کرے - اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے -

جناب والا - ایک اور بہت بڑا مسئلہ جو ہاوس کے سامنے پیش کیا گیا وہ پانی کا مسئلہ ہے۔ پانی کے حصول میں کاشتکاروں اور زمینداروں کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دقت عملے کی عدم مستعدی اور نااہلی کے باعث نہیں ہے۔ بلکہ یہ دقت اس لیے ہے کہ جہلم - چناب اور سندھ میں پانی بہت کم ہے جتنی پانی کی کمی اس سال ہے اتنی پچھلے پچاس سال سے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ جناب والا - پنجسالہ اوسط کے حساب جہلم اور چناب میں ۵۴۳ لاکھ ایکڑ فٹ کی بجائے ۱۹۷۱-۷۲ء میں صرف ۳۲۹ لاکھ ایکڑ فٹ پانی تھا۔ یعنی گزشتہ سال سے چالیس فی صد کم اسی طرح سندھ میں ۱۰۱۷ لاکھ ایکڑ فٹ کی بجائے صرف ۷۲۳ لاکھ ایکڑ فٹ پانی تھا یعنی ۳۰ فی صد کم مشکلا میں ۵۳۵ لاکھ ایکڑ فٹ کی بجائے ۴۲۶ لاکھ ایکڑ فٹ کا ذخیرہ کیا جاسکا۔ جو ذخیرہ کی مقدار سے بیس فی صد کم تھا۔ لیکن اس کی تقسیم حتی الامکان نہری نظاموں میں مساویانہ کی گئی۔

جناب والا - ایک اور مسئلہ جسے یہاں بار بار الٹایا گیا ہے وہ پنجاب اور سندھ کے درمیان دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کے متعلق ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ یہ بہت نازک مسئلہ ہے اور اس مسئلہ پر آج اس ملک میں عوام کی اکثریت کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ خانہ جنگی تک بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ وہ دو صوبے جن کے درمیان پانی کا مسئلہ ہے وہ دونوں کے دونوں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومتوں کے تحت ہے۔ اس لیے میں آپ کو پوری امید کے ساتھ یقین دلاتا ہوں کہ یہ مسئلہ جو سندھ اور پنجاب کے درمیان ہے اور جس کا صدر سلکت کی سطح پر فیصلہ کیا جائے گا۔ اس میں انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی فیصلہ ہوگا وہ ایک منصفانہ فیصلہ ہوگا اور ایسا فیصلہ ہوگا جو پنجاب کے علاوہ پورے پاکستان کے حق میں ہوگا اور ہمیں یقین ہے کہ فضل اکبر کھٹی کی جو رپورٹ آچکی ہے اور وہ زیر غور ہے اس پر جو بھی فیصلہ ہوگا وہ ایک ایسا فیصلہ ہوگا جو پنجاب کے عوام کو پوری طرح سے دلی طور پر قبول ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ کیوں قبول نہیں ہوگا جبکہ وہ فیصلہ ان کے اس قائد نے کہا ہوگا جس کو ایک عظیم اکثریت سے پنجاب کے عوام نے گزشتہ انتخابات میں کامیاب کیا ہے اور جس کے تین شہروں سے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے انتخاب لڑا ہے۔ کیا ذوالفقار علی بھٹو یہ بھول

جائے گا کہ پنجاب نے دوسرے تمام صوبوں سے زیادہ اس پر اعتماد کیا
میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ذوالفقار علی بھٹو اس اعتماد کو کبھی
ٹھیس نہیں پہنچنے دیں گے۔

جناب والا۔ ایک اور مسئلہ دوہرے آبیانہ کا ہے۔ سکارپ کے اہوا
کو پانی پہنچانے کے لئے حکومت دوہرا آبیانہ وصول کرتی ہے لیکن اس کے
کچھ حقائق اس ہاؤس کے سامنے آنے ضروری ہیں اس وقت پانی مہیا کرنے
کے لئے چالو پانی مہیا کرنے کے لئے جو Running اخراجات ہمیں اپنی
طرف سے ادا کرنے پڑتے ہیں وہ فی ایکڑ کاشت پر ۲۵ روپے سے ۳۰ روپے
تک ہیں۔ لیکن دوہرے آبیانہ کے ذریعہ سے جو حکومت اس علاقہ میں وصول
کر رہی ہے وہ ۱۶ روپے سے ۲۰ روپے تک ہے۔ اس طرح سے حکومت اس
مد پر اپنے پاس سے تقریباً تین کروڑ روپیہ سالانہ کا نقصان برداشت کر رہی
ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہے کہ اگر اس علاقے کے تمام کاشتکار حاکم
زمیندار سو فیصدی اپنا یہ آبیانہ ادا کر دیں تب تو یہ رقم بنتی ہے۔ اگر
وہ اس میں کچھ کمی کریں تو ظاہر ہے کہ اس نقصان میں اور بھی اضافہ
ہو جائے گا۔

جناب والا۔ یہ صرف Running Expenditure ہے۔ جو رقم حکومت
نے ان علاقوں میں ٹیوب ویل لگانے پر خرچ کی وہ بھی اگر ہم پیش نظر
رکھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس میں بھی اب حکومت پر کتنا بوجھ
پڑ جائے گا۔ اس پورے علاقے میں ٹیوب ویل لگانے کے لئے حکومت کو ۸۵
کروڑ روپے خرچ کرنے پڑے۔ لیکن حکومت نے یہ محسوس
کیا کہ اگر ۸۰ کروڑ روپے کا بوجھ اس علاقے کے
کاشتکاروں پر ڈال دیا جائے گا تو شاید وہ اس کو برداشت نہ کر
سکیں۔ اس لئے اس بوجھ کو ۱۳ کروڑ روپے پر نیچے لایا گیا اور جو
رقم عوام پر لگائی گئی۔ کاشتکاروں اور زمینداروں پر لگائی گئی وہ
صرف ۱۳ کروڑ روپے تھی اور اس کے لئے بھی یہ طریقہ کار اختیار کیا
گیا کہ ۱۲ سال اندر آساف قسطوں میں وہ وصول کی جائے۔ جناب والا۔
آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس سے زیادہ حکومت اس علاقے کے کاشتکاروں
کو کیا رعایت دے سکتی ہے۔

جناب والا۔ ایک اور مسئلہ جو بہت سے دوستوں نے اٹھایا وہ
آپ نوشی کا ہے۔ مجھے احساس ہے۔ مجھے اپنی ان بہنوں کا احساس

ہے۔ جو ہمارے بھائیوں کے بقول آٹھ آٹھ دس دس میل سے اپنے سر پر تین تین گھڑے اٹھا کر اپنے کا پانی لاتی ہیں۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب حالہ کی کانفرنس میں ہمارے مرحوم دوست حق نواز گنڈاپور نے دو بوتلیں قائد عوام کے سامنے میز پر رکھیں اور اسکے بعد اس کو جھجھوڑ کے اصل رنگ مارے حاضرین کو دکھایا تھا کہ یہ وہ پانی ہے جو ہم لوگ ان علاقوں میں جو مہانوال سے ملحق ہیں بہتے ہیں۔ مجھے احساس ہے کہ یہ پانی کا مسئلہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور جناب والا۔ ہم آپکی وساطت سے اس دفعہ ایوان کو یقین دلاتے ہیں کہ اس مسئلہ پر پیپلز ورکس پروگرام میں بھی ایسی گنجائش رکھی جاسکتی ہے اور ہم اور رکھیں گے۔ اس سال بھی حکومت نے ۳۵ لاکھ روپے اس مد پر رکھے ہیں۔ یقیناً یہ ناکافی ہیں اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہم اس رقم میں بھی مزید اضافہ کر بہت دینگے۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا۔ یہاں پر ذکر ہوا ہے اس بات کا کہ جنرل ایڈمنسٹریٹیشن پر بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ ون یونٹ جب تھا تو اتنے لوگوں سے کام چل جاتا تھا۔ اب پنجاب ہے تو اتنے لوگ اب کیا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں شاید کچھ مغالطہ ہے گزشتہ سال ۴ کروڑ ۷۸ لاکھ روپے کا خرچ تھا۔ جو اس سال سات کروڑ پچاس لاکھ روپہ ہو گیا۔ بظاہر اس میں دو کروڑ ۷۲ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے لیکن اس دو کروڑ ۷۲ لاکھ میں وہ دو کروڑ ۲۰ لاکھ روپے شامل ہیں جو ہم نے غریب اہلکاروں کی۔ کارکنوں کی اور ملازموں کی تنخواہوں میں متوقع اضافہ کے لئے مختص کئے ہیں۔ اس سلسلے میں میں ایک بات خاص طور پر آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں دو بد نصیب کامیں ملازموں کی ایسی بھی ہیں جن میں سے ایک کو ورک چارج ملازمین کہا جاتا ہے اور دوسروں کو Contingency Paid Staff کہا جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کچھ مالی چوکھدار۔ کچھ گیٹ کیپر۔ کچھ چوڑاسی ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہوں جنہیں حکومت کا کام کرتے ہوئے پچیس پچیس، تیس تیس سال ہو گئے ہیں لیکن وہ آج بھی دھاڑی دار ہیں۔ ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ تم ہمارے ریگولر ایمپلائی نہیں ہو۔ ہم نے پیپلز پارٹی کی حکومت نے پہلی دفعہ ان لوگوں کو باقاعدہ ملازمتیں دینے کا تہیہ کیا ہے اور اس سال ہم نے ان میں سے ۳ فیصدی کو باقاعدہ ملازمتیں دے رہے ہیں۔ جناب

والا۔ اسی رقم میں سے ان کے لئے بھی رقم مختص کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ حکومت نے غریب سرکاری ملازموں کے بچوں کی تعلیم کے لئے جو سہولت دی ہے۔ ان کی فیسیں حکومت کی طرف سے ادا کرنے کے لئے بھی اسی رقم میں سے ایک مد رکھی گئی ہے۔ یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ون یونٹ کے مقابلے میں سٹاف زیادہ ہے۔ ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہمارے پاس بہت سا فالتو سٹاف ہے۔ لیکن یہ ہمارا اپنا کیا دھرا نہیں تھا۔ جب ون یونٹ ٹوٹا تو پنجاب کے کوٹے کا سٹاف اس کے حصے میں آنا ہی تھا۔ تو میں آپکو یقین دلانا ہوں کہ ایک تو ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ ہم نئے سٹاف کی بھرتی نہیں کریں گے۔ ہم نے پچھلے سال سے اس طریقے کو اپنایا ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ جو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں اور ایک شعبے میں ہیں تو وہاں اگر وہ فالتو ہیں تو ان کا ایک Surplus pool بنا دیا جائے اور جب بھی کسی محکمہ میں کسی نئی ملازمت کی ضرورت ہو تو پہلے یہ دیکھا جائے کہ اس Surplus pool میں سے اگر کوئی شخص اس کا کام ادا کر سکتا ہے تو نیا آدمی بھرتی کرنے کی بجائے بچت کی خاطر وہاں سے آدمی لیا جائے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جیسے میں نے عرض کیا کہ ۲ کروڑ ۶۱ لاکھ کا خسارہ آئندہ مالی سال میں ہونے والا ہے۔ ہم اس کو پورا کرنے کے لئے ایک بچت کمیٹی بنا رہے ہیں۔ وہ بچت کمیٹی بھی یہ دیکھے گی کہ جہاں کمپنیاں بھی فالتو عملہ ہے جو کوئی کام نہیں کر رہا تو وہ ان پر بھی کٹ لگا سکتی ہے۔ جہاں تک وزرا کا تعلق ہے اس کا جواب میں نہ دیتا تو اچھا تھا۔ میرے بہت سے دوستوں نے اس کا جواب دیا ہے۔ میں اتنی بات کہوں گا کہ اگر وزراء کو Show windows میں رکھنے کی بجائے ان سے مقصد یہ ہو کہ وہ میدان عمل میں اتر کر عوام کے شانہ بشانہ کام کریں۔ ان کی رہنمائی کریں تو پھر ان کی تعداد کسی صورت بھی غیر ضروری نہیں۔

جناب والا۔ میں ایک اور مسئلے کی طرف جناب کی توجہ دلانا ہوں۔ یہ تعلیم یافتہ بڑے روزگاروں کا مسئلہ ہے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور شہروں میں کیا دیہات میں بھی اس مسئلہ نے اب پھر جما لئے ہیں۔ اس لئے کہ جوں جوں تعلیم عام ہوتی چلی جا رہی ہے جو بچہ بھی پڑھ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اب میں باپو بن جاؤں تو زیادہ اچھا ہے۔ وہ اب تک محنت کی قدر سے پوری طرح آشنا نہ ہونے کے باعث نوکری کو

ترجیح دیتا ہے اور کھیتی باڑی یا ہنرمندی کے کسی کام کی طرف نہیں جاتا۔ اسلئے ہم اس مسئلے سے بھی اچھی طرح سے آگاہ ہیں اور ہم نے کوشش کی ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کا جو چھ کروڑ روپیہ ہے اس کے علاوہ تعلیم کے لئے جو ایک بہت بڑی Campaign شروع ہونے والی ہے۔ اور اس کے علاوہ جو دیگر Massive People Works شروع ہونے والے ہیں اس میں بھی ہماری تعویذ ہے کہ سالانہ بنیادوں پر ہم ایسے لوگوں کو بھرتی کریں جو ایک آدھ سال چھ مہینے جتنی دیر کے لئے بھی ہمارا کوئی پروگرام ہو اس میں وہ ہمارے ساتھ کام کریں۔ ان کو ایک الاؤنس دیا جائے۔ اس طرح سے ہم ان کی خدمت سے فائدہ اٹھائیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ملک میں نظم و نسق کے حالات جوں جوں بہتر ہوتے جاتے ہیں اور صنعت میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے اور جوں جوں چھوٹی صنعتوں کا جال بچھتا جاتا ہے تو نئے نئے روزگار بھی کھلیں گے اور بے روزی کا مسئلہ بھی حل ہونے لگے گا۔

جناب والا۔ اس بجٹ پر ہمارے ایک معزز رکن نے یہ بھی فرمایا تھا کہ بجٹ میں شراب اور سود کی رقم شامل ہے۔ اس لئے انہیں یہ بجٹ قبول نہیں۔ شراب کے سلسلے میں وضاحت ہو چکی ہے۔ میں نے خود وضاحت کی تھی کہ عنقریب اس بارے میں ایک شدید مہم کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک سود کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا۔ سود کیسے پیدا ہوتا ہے۔ سود سرمایہ داری نظام اور جاگیرداری کا خاصا ہے۔ جناب والا۔ سود کو اکٹامکس کی اصطلاح میں Surplus Value کہا جاتا ہے۔ جب بھی کسی شخص کے پاس ضرورت سے زائد رقم جمع ہو جاتی ہے تو وہ رقم از خود نئی Surplus Value پیدا کرنی شروع کر دیتی ہے مزید رقم پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے اور بیٹھے بیٹھے بنکوں میں یا کسی جائداد میں لگے لگے اس کی قیمت میں اضافہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح جناب والا جب کسی کے پاس اسکی ضرورت سے زائد زمین ہو جاتی ہے اور ان زمینوں سے بھی آمدن ہوتی ہے اس سے نئی جائداد پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ نیا روپیہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے جب تک جاگیردارانہ نظام باقی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام باقی ہے اس وقت تک سود بھی ہے اور ہم سود کو ختم

۲۴ جون ۱۹۷۲ء

کریں گے لیکن اسکے ساتھ سرمایہ داری کو ختم کریں گے۔ جاگیرداری کو ختم کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں کہ سود کیسے ختم ہو پھر کون سا نظام آئے گا۔ جب سرمایے کا نظام نہیں رہے گا۔ جب زمین کا نظام نہیں رہے گا۔ جب کیپٹلزم نہیں ہوگا جب Feudalism نہیں ہوگا۔ پھر کیا ہوگا؟ میں بتاتا ہوں پھر سوشلزم ہوگا جو محنت پر مبنی ہوتا ہے۔ جو قرآن حکیم کے اس اصول پر مبنی ہوتا ہے 'لیس الانسان الا ما سعى، انسان کو اتنا دیا جائے جتنے کیلئے وہ محنت کرتا ہے۔

جناب والا۔ سوشلزم کی تھیوری اکنامکس میں یہ ہے کہ دولت کی پیدائش اور دولت کی تقسیم محنت کے مطابق ہونی چاہئے۔ جو شخص جتنا کھائے اتنا اسے ملے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن پاک میں تجارت اور سود میں فرق ہے اس لئے ہم سود کو ختم کریں گے لیکن اسکے خاتمہ کیلئے میرے دوست سن لیں۔ جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے ان کے گوش گزار کر دینا چاہتا ہوں کہ سود کو ختم کرنا چاہئے ہیں تو سرمایہ داری کا جنازہ اٹھانے کیلئے تیار ہو جائیں۔ جاگیرداری کا جنازہ اٹھانے کیلئے تیار ہو جائیں اور اس کے ساتھ سوشلزم کا استقبال کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ مالیہ کی بات ہمیں یاد دلائی گئی کہ آپ نے کہا تھا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ نہری اور پچیس ایکڑ بارانی زمین پر مالیہ معاف کر دیں گے۔ جناب والا۔ ہم نے بہت کچھ کہا ہے۔ ہم نے بہت سی صنعتیں قومی ملکیت میں لے کر کھینچ کر لیں۔ ہم نے تمام وسائل رزق جہاں جہاں وہ ضرورت سے زائد ہیں وہاں سے لے لے کر کھینچ کر لیں۔ آج جیسا کہ سرے قائد نے آپکے سامنے وضاحت کی ہے کہ جو کشتی ہمیں نصیب ہوئی۔ ہمیں جن حالات میں اقتدار ملا اس کیلئے ہمارے لئے پہلا کام یہ تھا کہ ہم اپنی کشتی کی حالت کو ٹھیک کریں اور اسے چلنے کے قابل بنائیں۔ جناب والا۔ یہ سب کچھ ہو گا اس لئے میں کہتا ہوں کہ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے ہیں۔ ابھی پانچ ماہ گزرے ہیں۔ ابھی پانچ سال بڑے ہیں انشاء اللہ جیسا کہ میں نے کہا ہے قدم قدم یہ منزل بھی آئے گی

اور مالیہ کے سلسلہ میں مجھے ہمیشہ سے دلچسپی رہی ہے۔ میں اس معزز ایوان کی اطلاع کیلئے عرض کرتا ہوں کہ اس ایوان میں میرے ایک بزرگ علامہ محمد اقبال نے سب سے پہلے یہ تصور پیش کیا تھا کہ ایک غلط چیز ہے۔ مالیہ اس شخص پر جو تھوڑی سی زمین کا مالک ہو اس پر لگا دیا جاتا ہے۔ اس لئے مالیہ میں کمی ہونی چاہئے اور جس طرح انکم ٹیکس شہروں میں آپ وصول کرتے ہیں تو آپ پانچ چھ ہزار پر ان کو ایک چھوٹ دتے ہیں اس طرح کاشتکاروں کو اور زمینداروں کو بھی یہ چھوٹ ہونی چاہئے۔ اور ایک خاص مقدار کی زمین اس سے مستثنیٰ ہونی چاہئے۔ اس طریقے سے کاشتکاروں اور چھوٹے زمینداروں کو یہ سہولت دی جائے۔ ہم جو اسلامی سوشلزم کے نام لیوا ہیں۔ ہم جو علامہ محمد اقبال کے افکار کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ علامہ اقبال کی یہ بات درودیوار پر منقش ہے۔ جناب والا۔ میں اس بات کا آپ کی وساطت سے اپنے معزز اراکین کو یقین دلانا ہوں کہ وہ دن آنے کا جب اسی معزز ایوان میں ان بیچوں سے یہ تجویز آئے گی اور انشاء اللہ ضرور آنے کی کہ غریب کاشتکاروں پر مالیہ معاف کر دیا جائے۔

جناب والا۔ مالیہ کے سلسلہ میں چند اور باتیں بھی ہیں۔ اس وقت اگر ساڑھے بارہ ایکڑ نہری اور پچیس ایکڑ بارانی زمین پر مالیہ معاف کیا جائے تو حکومت کو تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپیہ کا نقصان ہوتا ہے۔ لیکن اس نقصان کی اتنی پرواہ نہیں جتنی اس بات کی ہے کہ اسکے ساتھ جو لوکل باڈیز ہیں وہ اس معاملہ کی بنیاد لوکل ریٹ لگاتی ہیں اس طرح سے ان کو ایک کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کی رقم اپنے اخراجات کیلئے وصول ہوتی ہے۔ اس مالیہ کی بنیاد پر *Dove Pae O Ch* یا جاتا ہے جو مالیہ کا ۳۰ فیصد مقرر کیا گیا ہے اس طرح مالیہ کی ساڑھے چھ کروڑ روپیہ کی رقم بن جاتی ہے۔

جناب والا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ رقم ڈرائے والی رقم نہیں ہے۔ رور بالضرور وہ وقت جلد آئے گا۔ جب ہم اس رقم کا بوجھ اپنے غریب کاشتکاروں سے اٹھا لیں گے۔

جناب والا۔ ان سب باتوں کے بند میں آپکی تمام توجہ اس بات کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کسی *water charge* میں کام نہیں کر رہے ہیں نہ ہم کسی جزیرے میں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ ہم

پورے پاکستان کے پس منظر میں کام کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اگر ہماری کاوشوں کے ساتھ مرکز کی کاوشیں بھی شامل کر لی جائیں۔ مثلاً زرعی اصلاحات۔ لیبر پالیسی۔ بڑی بڑی صنعتوں کو تحویل میں لینا اور بینکوں کی اصلاحات کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ بجٹ ایک منزل کی جانب ایک ٹھوس قدم ہے۔ جناب والا۔ اس قدم کے سلسلہ میں ان اصلاحات کے سلسلہ میں اس معزز ایوان میں یہ جملہ کہا گیا ہے کہ یہ تبدیلی قانون کے ذریعہ سے نہیں۔ تلوار کے ذریعہ سے لائی گئی ہے۔ لیکن ”ڈیمو کاؤس“ کی اس تلوار کو آپ نے نظر انداز کر دیا ہے کہ جس وقت یہ ہمارے سروں پر لٹکتی رہی ہے جیسے کہ۔

یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالہ ہائے جرس کاروان رہے

دنیا بہت دور نکل گئی ہے ہم ابھی ان مسائل میں گہرے ہوئے ہیں جبکہ دنیا کے پسماندہ ممالک نے بھی تقریباً تقریباً اپنے مسائل حل کر لئے ہیں۔ اس لئے ہم آپکو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم ایک انقلاب کے لئے نکلے ہیں اور اس میں اگر زبان سے کام چلے گا تو زبان سے کام لیں گے۔ اگر قانون سے کام چلے گا تو قانون سے کام لیں گے اور اگر جناب والا مجبوراً مجبوراً تلوار سے کام لینا پڑا تو ہم راستوں کو صاف کرنے کے لئے تلوار سے بھی کام لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا۔ تلوار سے ہم شرماتے نہیں۔ اس تلوار سے ہم نے الیکشن کی مہم بھی جیتی ہے۔ اس دور میں جب تلوار بے نیام ہوئی اور جسے عوام نے ذوالفقار حیدری کا نام دیا تھا وہ اب بھی بے نیام ہے۔ جناب والا۔ یہ تلوار اب بے نیام ہو چکی ہے اور یہ اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک ہم اپنی ملت کے جھکے ہوئے سر کو سر بلند نہیں کر دیتے۔ اسکی عزت اور اس کے وقار کو ہم لوٹا نہیں دیتے۔ یہ تلوار اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک پاکستان کی مملکت خدا داد مساوات محمدی کے نور سے جگمگا نہیں اٹھتی۔ جناب والا۔ یہ تلوار اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک کشمیر کے عوام کو ان کا حق خود ارادیت نہیں مل جاتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا۔ یہ تلوار اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک پاکستان کی سلامتی کا

تعمیر نہیں ہو جاتا۔ یہ تلوار اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک پاکستان سے جہالت۔ بیماری۔ افلاس اور طبقات کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ یہ تلوار اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک پاکستان سے سلوکیت۔ نو آبادیات کی یادگاریں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ نہیں جاتیں۔ یہ تلوار اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک وسائل رزق غاصبوں اور لٹیروں سے چھین کر پوری قوم میں جاری و ساری نہیں کر دئے جاتے۔

سرشار امجد حمید خان دستی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا فاضل منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ تلوار اس وقت تک بے نیام رہے گی جب تک کہ مشرقی پاکستان ہمیں واپس نہیں مل جاتا۔

منسٹر ڈپٹی سسپیکٹر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

وزیر خزانہ - جب میں سالمیت کی بات کرتا ہوں تو مجھے اپنے معزز دوست کی فراست پر اعتماد ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو سمجھ جائینگے۔ جناب والا - اس بجٹ کے ذریعے ہم نے اپنے سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ ہم نے سروں پر کفن باندھ لیا ہے۔ ہم نے اپنے کندھوں پر ذمہ داری کی صلیبیں اٹھا لی ہیں۔ ہم امتحان گز میں اتر آئے ہیں اور چل پڑے ہیں۔ پنجاب کے کچھ گھروندوں میں ٹنٹھانے ہوئے دیوؤ! تم اپنی لوٹوں کو بچھنے نہ دینا۔ ہم آ رہے ہیں اپنا خون جگر لے کر آ رہے ہیں تاکہ تم روشن رہو۔ پنجاب کے پیاسے کھیتو! اور پنجاب کے پانچ دریاؤ! ہم ان دریاؤں کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ چلے آ رہے ہیں۔ پنجاب کی ہواؤ رک جاؤ مساوات کی خوشبو لہتی جاؤ۔ ہم اس مساوات کی خوشبو کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے ہیں۔ ہم آ رہے ہیں۔ غریبوں کا لشکر لیکر۔ مزدوروں کی فوج لے کر۔ کسانوں کا جم غفیر لے کر ہم آ رہے ہیں۔ زمین پر ایک انقلاب آ رہا ہے۔ جناب والا - سنیے خدا کیا فرماتا ہے۔ فرعون زمین پر بڑا بن بیٹھا اس نے لوگوں کو طبقات میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح کہ ایک طبقہ دوسرے پر حاوی ہو گیا۔ لیکن ہم نے یہ کیا کہ جس زمین پر ان لوگوں کو بے دست و پا کر دیا گیا انہیں امامت بخشی۔ اور زمین کا وارث بنا دیا۔ حضور والا - میں پاکستان کے بے دست و پا طبقات کو آپ کی وساطت سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان کو

۲۴ جون ۱۹۷۲ء

بشارت دیتا ہوں کہ مبارک ہو میرے عوام - تمہیں قوموں کی امامت اور
 زمین کی وراثت - خدا حافظ (نعرہ ہائے تحسین) -

مسٹر ٹیپٹس سپیکر - اب ہاؤس کی کارروائی ۲۵ جون ۱۹۷۲ء
 ۸ بجے صبح کے لئے ملتوی کی جاتی ہے -

اسمبلی کا اجلاس (۳۰-۹ رات) ۲۵ جون ۱۹۷۲ء بروز اتوار
 ۸ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا -

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوم

اتوار ۲۰ جون ۱۹۷۲ء

(یک شنبہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیئرمین لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ناری اسمبلی نے

کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُرْتَابِينَ ○ وَالضُّعُفَاءُ
 بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ○ وَاسْتَشِيرُوا اللَّهَ عِظْمًا إِنَّكُمْ تَعْلَمُونَ
 تَابِعِينَ قُلُوا لِمَا نُسَخِّرُ مِنْهُ فَإِن كُنْتُمْ تَهْتَبُونَ ○ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ وَتَتْلُونَ مِثْلَهُ مُتَقَرَّبِينَ
 إِلَى الْحُرُوفِ وَأُخْرَىٰ لِلَّذِينَ أُخْرُوا مِنَ الشُّكْرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَعَلِّقُونَ ○

پ ۴۴ س ۲، ۲۷-۲۸ آیات ۱۲ تا ۱۴



سے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے لائق ہے اور تم مرنا تلاش کرو ایسے مرنا۔
 اور تم سب متحد ہو کر اللہ کے استناد کی روشنی کو مشیوٹی سے بڑے رہنا اور جو تمہارا امت ہونا اور تم
 اللہ کی اس ہدایت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہے کہ تم ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو۔ اس لیے
 اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اللہ کے فضل پر انعام سے بہائی جہاں پہنچے
 اور تم لوگ آگ کی خستہ ق کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ ہی نے تم کو اس سے بچا لیا۔
 و سونے اللہ کی قہر آتشیں پر سکھانا ہے تاکہ تم راستہ پاناؤ۔ اور تم میں ایک ایسی جماعت کا پورا نہ ہوا جس نے
 یہ سمجھا کہ ایمان کرنے کے بعد وہ لاکھوں سے اور ہرے لاکھوں سے سزا کے سزا میں نہ لگا رہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْإِتْيَانُ



پوائنٹ آف آرڈر

کرنل محمد اسلم خان دیپازٹی کی سہاسی پارٹی تبدیل کرنے
سے متعلق

مہیاں خورشید انور - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - آج پھر ہماری پارٹی کے ممبر جناب کرنل محمد اسلم خان نیازی گورنمنٹ پارٹی میں تشریف فرما ہیں - انہیں حکم دیا جائے کہ وہ اپنی پارٹی کے ساتھ تشریف رکھیں -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

مہیاں خورشید انور - پہلے بھی جناب آپ کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی تھی -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

مہیاں خورشید انور - پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے - اس دن بھی جناب کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے نوٹ کر لیا ہے اور اس کے متعلق میں بعد میں فیصلہ دوں گا - آج پھر کرنل صاحب وہاں تشریف رکھتے ہیں -

مسٹر سپیکر - تحریری طور پر دفتر میں موجود ہے کہ کرنل محمد اسلم صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن ہیں

مہیاں خورشید انور - انہوں نے لکھا ہے کہ کرنل صاحب باقاعدہ طور پر

مسٹر سپیکر - تشریف رکھیں - میں بول رہا ہوں - آپ میرے چیئر میں تشریف لائیں - میں یہ کاغذات دیکھوں گا - اس کے بعد آپ کو مشورہ دوں گا - کہ آپ کیا کریں

مہیاں خورشید انور - جناب میری گزارش صرف اتنی ہے کہ یہ بات ہاؤس کے سامنے لائی جائے کہ کرنل صاحب مذکور کا حلف نامہ اور جو سبیل الاٹ ہوا اور پانچ سو روپے ٹکٹ کہ لئے زر ضمانت کا چیک نمبر ان سب کی نقول میرے پاس ہیں جو میں جناب کو پیش کر سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر - یہ آپ رول کی کس پروویژن کے تحت میرے سامنے لا رہے ہیں -

مہیاں خورشید انور - پولیٹیکل پارٹی ایکٹ ۱۹۶۲ء کی دفعہ ۸ سب کلاز ۲ کے تحت شروع میں لکھا ہے۔

مسٹر سپیکر - کیا لکھا ہے۔

مہیاں خورشید انور - اس میں لکھا ہے کہ اگر کوئی سمجھتا ہے...

مسٹر سپیکر - میں نے یہ پوچھا ہے کہ موٹائی اصل میں کیا ہے اور اس کے پاس آپ جو معاملہ پیش کر رہے ہیں یہ کس مقصد کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

مہیاں خورشید انور - جناب کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اس لئے آپ کے نوٹس میں لانا ضروری ہے۔

مسٹر سپیکر - میں نے پہلے بھی نوٹ کر لیا تھا اور پھر کئے لیتا ہوں۔

Point of Information, Sir, This is only **کرنل محمد اسلم خان نیازی** defaming and offensive.

میان خورشید انور نے ہائی کورٹ سے فیصلہ کروانا ہو تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں تو بیاز پارٹی کا رکن ہوں۔

مسٹر سپیکر - کرنل صاحب آپ تشریف رکھیں۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی - وہ کاغذات کیوں نہیں پیش کرتے جس میں میں نے استغفیٰ پیش کیا تھا۔

مسٹر سپیکر - کرنل صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کے merits پر نہیں جا رہا ہوں یہ بالکل ٹیکنیکل بات ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود کی ذاتی وضاحت۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmood—Sir, I seek your permission to speak on a point of personal explanation. Yesterday, in my absence one of the members from the Opposition spoke against me and levelled certain allegations against me. I have a right that I should explain my position. One of the allegations levelled against me was that I was not Chief Minister when the question of Integration took place. This statement on the floor of this house was incorrect because I was removed as I opposed the creation of One Unit

That I was dismissed under allegations which numbered 192, Sir, this is totally false. It is true that 192 allegations were made against me and my own Revenue Minister along with the

Inspector-General of Police connived with the Central Government when I refused to resign from the then Working Committee of the then Prime Minister Khawaja Nazimuddin. In consequence of discussions with the Central Government my Revenue Minister was dismissed by me and every single allegation against me was proved to be incorrect. I was still the Chief Minister when I opposed the One Unit and it was in that connection that not only I was removed from the office but the entire Assembly of Bahawalpur was removed and it was suspended. Therefore, I would like this to be placed on the record of the House that such statements made in my absence are incorrect. Thank you, Sir.

کرنل محمد اسلم خان نھازی کی سپاسی پارٹی تبدیل کرنے کے متعلق

میاں خورشید انور - میں جناب کی توجہ اس ایوان میں بڑے ضروری مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں - اس ایوان میں ایک اجنبی موجود ہے اس کو باہر نکالا جائے - میری مراد کرنل محمد اسلم خان نھازی سے ہے جو کہ اس ایوان کے آج سے ممبر نہیں ہیں اس کے متعلق جناب پولیٹیکل پارٹی ایکٹ ۱۹۶۲ء میں صاف واضح ہے -

مسٹر سپیکر - خورشید انور صاحب تشریف رکھیں - پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی تو آپ کی طرف سے الزامات عائد کئے گئے ہیں - آپ ان الزامات کو شاید یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ثابت ہو گئے ہیں مگر آپ یہ فرمائیں وہ کونسا forum ہے جس نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جو آپ الزام لگا رہے ہیں یہ ٹھیک ہے یا غلط -

میاں خورشید انور - آپ میری بات تو سن لیں - پولیٹیکل پارٹی ایکٹ ۱۹۶۲ء کی کلاز ۸(۲) میں صاف اور واضح طور پر لکھا ہے

"If a person having been elected to the National or a Provincial Assembly as a Candidate or nominee of a political party, withdraws himself from it, he shall from the date of such withdrawal be disqualified from being a member of the Assembly for the unexpired period of his term as such member unless he has been re-elected at a bye-election caused by his disqualification".

مسٹر سپیکر - ابھی تو فیصلہ کرنا ہے -

میاں خورشید انور - فیصلہ تو ہو گیا ہے - جب انہوں نے کہہ دیا کہ میں پیپلز پارٹی کا ممبر ہوں -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ثابت نہیں ہوا - میاں خورشید انور صاحب آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ کس نے findings دیئے

ہیں کہ جو الزام آپ لگا رہے ہیں وہ درست ہے یا نہیں۔ مجھے پروویژن بتائیے کہاں ہے۔

Colonel Muhammad Aslam Khan Niazi—I was not at all elected on Muslim League ticket.

مسٹر سپیکر - کرنل صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں خورشید انور - اس کا فیصلہ آپ نے دینا ہے۔ کرنل صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ میں نے تحریری طور پر مطلع کر دیا ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ آپ الزام لگا رہے ہیں اور اس الزام کی آنریبل ممبر تردید کر رہا ہے یہ کس نے فیصلہ کرنا ہے کہ آپ کا الزام غلط ہے یا درست یا صرف الزام ہی کافی ہے مجھے یہ بتائیے کہ وہ کون سی اتھارٹی قانون میں دی ہوئی ہے جس نے یہ فیصلہ دینا ہے کہ میاں خورشید انور نے کرنل محمد اسلم پر یہ الزام لگایا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

میاں خورشید انور - بات یہ ہے کہ جناب نے ابھی فرمایا ہے کہ کرنل اسلم صاحب نے جناب کو اطلاع دی ہے۔

Mr. Speaker—I am asking of the forum. I require you to point out the forum that has to take a decision to give a finding.

میاں خورشید انور - اس کا فیصلہ جناب نے دینا ہے۔

مسٹر سپیکر - یہ مجھے بتائیے کہ کس قانون میں لکھا ہوا ہے جس کے تحت مجھے فیصلہ دینا ہے۔

I refer to the Article... - میاں خورشید انور۔

مسٹر سپیکر - آپ آئین کے وہ حصے بھی دیکھئے جس میں یہ disqualification دی ہوئی ہے۔

میاں خورشید انور - جی ہاں۔ میں نے وہ حصے بھی دیکھے ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ تابش صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

Mian Khurshid Anwar—I withdraw myself in favour of Mr. Tabish Alwari.

Mr. Tahish Alwar. Mr speaker sir, I invite your attention to Article 116 (3) of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. It says:—

“If any question arises whether a member of a provincial Assembly has, after his election, become disqualified from being a member of the Assembly the Speaker of the Provincial Assembly shall refer the question to the Chief Election Commissioner, and if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, the member shall cease to be a member”.

Mr. Speaker—It does not refer to an organic law. It refers to the constitutional law. please make the distinction. This disqualification has only reference to the constitution and the rules framed under the constitution.

حاجی محمد سیف اللہ خان—اس سلسلے میں جناب کی توجہ عبوری آئین کے آرٹیکل ۷ (۳) کی طرف مبذول کراتا ہوں جس کے تحت وہ تمام سابقہ قوانین جو جو بھی save کئے گئے ہیں۔ وہ اس میں آتے ہیں اور اسی عبوری آئین کے صفحہ ۹۰ پر The Political Parties Act 1962 دیا گیا

ہے۔ — Political Parties Act 1962 کی دفعہ ۸ ضمن ۲ جو ہے وہ صحیح ہے کہ جو بھی ممبر کسی پولیٹیکل کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا ہے اور وہ اس پارٹی کو چھوڑتا ہے تو اس تاریخ سے جس تاریخ کو اس ممبر نے وہ پارٹی چھوڑی ہے اس کی ممبر شپ ختم ہو گئی ہے۔ آپ ان سے صرف اتنا ثبوت لے لیں کہ اگر فاضل ممبر کونسل مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور انہوں نے اسی اسمبلی کو استعمال کیا ہے وہ.....

مسٹر سپیکر - صبل کی اس میں کیا بات ہے ؟ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

Symbol is an important thing. But I would not like to go into the facts at this stage.

I will describe Sit is. حاجی محمد سیف اللہ خان

یہ ہوتا ہے کہ۔

جب بھی کسی پولیٹیکل پارٹی کی طرف سے الیکشن لڑا جاتا ہے تو اس کے پارلامنٹری بورڈ کو ہر ممبر درخواست دینا ہے کہ میں آپ کی پارٹی کی طرف سے الیکشن لڑنا چاہتا ہوں۔ مجھے ٹکٹ جاری کیا جائے اس پر ٹکٹ جاری ہوتا ہے اور الیکشن کمشن ہر پولیٹیکل پارٹی کو ایک سبیل الاٹ کرتا ہے سب سے بڑا ثبوت جو کسی ممبر کا یا الیکشن کا یا جماعت کا ہے وہ اسی سبیل سے ظاہر ہے

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: Col-Sahib please take your seat. I am asking him a question.

میں اسی سلسلے میں کچھ سمجھنا چاہتا ہوں۔ ایک آزاد ممبر کہہ رہا ہوتا ہے۔ جب وہ اپنا nomination paper داخل کرتا ہے تو اسے ایک سبیل الاٹ کیا جاتا ہے۔ وہ سبیل الاٹ ہونے کے بعد مگر الیکشن ہولنگ ہونے سے ایک دن پہلے کسی دوسری سیاسی پارٹی میں شامل ہو جاتا ہے اور ان کو کہتا ہے کہ مجھے candidate nominate کہنیے اس کے بعد وہ elect ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں آیا وہ Independent elect ہوا ہے یا اس سیاسی پارٹی سے elect ہوا ہے جس کے ساتھ اس کی وابستگی ہے، حاجی محمد سیف اللہ خان - اس بارے میں میں جناب کی وضاحت کے لئے عرض کروں۔

Mr. Speaker—Please answer my question.

حاجی محمد سیف اللہ خان - یہ اسی کا جواب ہے اگر وہ ممبر nomination paper فائل کرنے سے پہلے استعمال کرتا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ جب بھی چاہے پارٹی کو چھوڑ دے اور اپنا nomination paper آزادانہ طور پر لے لے۔ اگر ایک آدمی ایک جماعت کا ٹکٹ لے لیتا ہے اور اسی ٹکٹ کے base پر الیکشن لڑتا ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - میں وہی جواب دے رہا ہوں۔ میں اسی پر آ رہا ہوں۔ اگر ایک ممبر nomination paper فائل کر دیتا ہے۔ سبیل اسے اسی جماعت کا الاٹ ہو گیا ہے اور الیکشن کی تاریخ سے ایک دن پہلے یا چند دن پہلے وہ کہتا ہے کہ میرا اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اس پر Political Parties Act لاگو ہو جاتا ہے۔

Mr. Speaker I am not asking that question, you have misunderstood it.

آپ تشریف رکھیں - میں اپنے سوال کو دہراتا ہوں -

Mr "A" is contesting an election from Constituency No. 100 as an independent, initially. He has filed his nomination papers, they have been scrutinised, and the date of withdrawal has gone by then during the interval between the polling and the last date of withdrawal he joins a political party, and ask the political party, after all these days have gone by, but before the polling that it should nominate him as its candidate and carries on a virulent and forceful campaign for his election. He has a symbol as an independent candidate. Now I am only restricting myself to the symbol. Has this symbol any significance

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس کے لئے جناب اگر اس نے independent کا لیا ہے اور nomination paper بطور آزاد آہدوار دیے ہیں تو پھر اس پر Political Parties Act لاگو نہیں ہوگا -

مسٹر سپیکر - میں نے Political Parties Act کی تو بات ہی

نہیں کی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - وہ پارٹی کا ممبر نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - وہ پارٹی کا اگرچہ ممبر نہیں ہے مگر تاریخ سے پہلے اس نے اپنے آپ کو اس پولیٹیکل پارٹی سے وابستہ کر لیا - پولیٹیکل پارٹی نے اس کو ٹکٹ دے دی - پولیٹیکل پارٹی نے اس کے لئے campaign کر لیا مگر وہ پھر بھی اس پولیٹیکل پارٹی کا ممبر نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - وہ نہیں ہے - تاوقتیکہ وہ پولیٹیکل

پارٹی کا ممبر نہ لے۔

Mr. Speaker I don't know. I want to understand the proposition.

حاجی محمد سیف اللہ خان کا وقتکہ وہ پولیٹیکل پارٹی کا ممبر

نہ لے اس وقت تک وہ پولیٹیکل پارٹی کا ممبر نہیں ہوتا۔۔۔

رانا پھول محمد خان - جناب والا - میں عرض کرونگا -

مسٹر سپیکر آپ بات بعد میں کر لیجئے گا -

I will hear Rana Phool Muhammad Khan later on.

شیخ عزیز احمد - جناب والا - پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت فیصلہ کرنے کے لئے کیا یہ ہاؤس *proper forum* ہے ؟

مسٹر سپیکر - وہ کہتے ہیں کہ سیکر کے خواہش میں لانا ہے۔
شیخ عزیز احمد - سیکر کے نوٹس میں تو لایا جا سکتا ہے۔

But it is not a forum to be discussed. That question cannot be discussed on the floor of the House. Whether he had joined the party or left the party, it is not the forum under the Political Parties Act.

مسٹر سپیکر - مہاں خورشید انور - قبل اس کے کہ آپ بولیں

Your point was that there is a stranger in the House.

آج جو آپ نے *provision* مجھے پڑھ کر سنی تھی تو اس میں یہ تھا کہ سیکر کے نوٹس میں بات لائی جائے گی - سیکر اپنی تسلی کھٹے گئے بعد چیئرمین الیکشن کمیشن کے پاس بھیجے گا

Till he takes a decision, the member against whom the allegation is being made is not a stranger.

مہاں خورشید انور - اس میں بوزیشن تھوڑی سی مختلف ہے

مسٹر سپیکر - مجھے بتا ہے -

مہاں خورشید انور - اس میں صاف واضح ہے کہ کاغذاتی ثبوت ہے (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - وہ ٹھیک ہے

I am not going to give a decision.

میں نے اس لئے کہا تھا کہ آپ میرے چیئرمین تشریف لائیں -

Give me the information. If I am satisfied, I will call the other party; if I am satisfied that there is *prima facie* substance in what is being said, I will move the proper quarters.

مہاں خورشید انور - میں حاضر ہوں گا -

کنڈل مگد اسلم خان دیہازی : جناب سپیکر

مسٹر سپیکر - میں نے ان کی *convention* قبول ہی نہیں کی -

کنڈل مگد اسلم خان دیہازی - گزارش یہ ہے کہ خورشید انور

صاحب خود ہی فیصلہ نہ رہے ہیں اور خود گوزہ و خود گوزہ گز رہے خود

کل گوزہ ہیں

مسٹر سپیکر - مشکل یہ ہے کہ مجھے فارسی نہیں آتی - یہاں
ممبر صاحبان فارسی میں بات کرتے ہیں -

کرنل محبت اسلمر خان دیہاڑی - یہ خود ہی ہائی کورٹ کے جج
بن بیٹھے ہیں - خود ڈگریاں دے رہے ہیں - خود فیصلے دے رہے ہیں مگر یہ میرا استغفی
یہاں پیش کیوں نہیں کرتے جو میں نے ان کی پارٹی کو قبل از وقت دیا تھا اور
بجھتے ہوئے چراغوں کو بر وقت بھیج دیا تھا - یہ چراغ یہ لیمپ اگر جلے
ہیں تو ہم نے جلائے ہیں یہ کون ہیں چراغ جلائے والے مادر ملت کے
چراغ ہم نے جلائے تھے مصرعہ عرض ہے کہ

”اب بجھا دو یہ سسکتے ہوئے بادوں کے چراغ“

اگر آپ کے پاس کوئی چیز ہے تو ہائی کورٹ میں آئے مگر میرا استغفی
ساتھ لائیے -

مسٹر سپیکر - کرنل صاحب میں نے یہ بحث ختم کر دی ہے -
دیہاں خورشید انور - چونکہ انہوں نے میرے متعلق کہا ہے اسلئے
میں عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس حلف نامہ ہے - جس میں کرنل صاحب
نے کہا ہے کہ ”میں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتا ہوں کہ
میں پاکستان مسلم لیگ (کونسل) کا وفادار رہوں گا“ -

مسٹر سپیکر - جب استغفی دے دیا تو اس کے بعد وفاداری کیا
ہوتی ہے -

دیہاں خورشید انور - الیکشن کے بعد دیا ہو گا - ہمارے پاس تو
کوئی استغفی نہیں آیا - پارٹیاں بدلنا ان کی عادت ہے -

مسٹر سپیکر - میان صاحب تشریف رکھیں - وہ کہتے ہیں کہ میان
خورشید انور تو کوئی پارٹی کے عہدے دار نہیں تھے - سردار شوکت حیات
کو اس بات کا علم ہے -

دیہاں خورشید انور - جناب گزارش ہے کہ میں اسمبلی پارٹی کا
لیڈر ہوں اور یہی عہدے داری ہے

مسٹر سپیکر - یہ بہت پرانی بات ہے -

دیہاں خورشید انور - گزارش یہ ہے کہ جو وہی in power
آئے ہیں ان کے ساتھ یہ لوگ منسلک ہو جاتے ہیں - ان لوگوں نے سیاست
کو گندا کیا ہوا ہے -

مسٹر سپیکر - میان صاحب تشریف رکھیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ ابھی ابھی جناب حسن محمود صاحب نے فرمایا تھا کہ ان پر لگانے گئے الزامات کا ان سے کوئی تعلق نہیں لیکن ایک بات جو ریکارڈ پر آتی ہے جس کی تشریح کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ ان کے خلاف ۱۹۲ الزام لگانے گئے تھے۔ ان پر میرے دستخط موجود ہیں۔ وہ محمد علی بوگرہ کو دئے گئے تھے اور وہ چار جز صحیح ثابت ہو گئے مسٹر اے آر خان نے ان کی انکوائری کی۔ رشوت غبن، سرکاری روپے کا خورد برد، ارباب ضروری اور اختیارات کا نا جائز استعمال جیسے الزامات ان کے خلاف ثابت ہوئے اور ثابت ہونے کے بعد یہ ہر طرف کئے گئے۔ یہ بات غلط ہے کہ ان کے خلاف الزامات صحیح ثابت نہیں ہوئے۔ اور وہ الزامات جو میں نے دئے تھے وہی الزامات ان کو ایڈوو کے تحت کلمہ فل سٹاپ تبدیل کئے بغیر دئے گئے۔ اور وہ ٹریبونل کے روبرو پیش نہ ہوئے۔

مخدوم زاہد سید حسن محمود۔ میں علامہ صاحب کے ساتھ ایک شرط لگاتا ہوں۔ اگر یہ الزامات اے آر خان کی انکوائری سے صحیح ثابت ہوئے ہوں تو میں اسمبلی کی سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور اگر یہ الزامات غلط ثابت ہوئے اور جس وزیر نے ان کے ساتھ تعاون کیا تھا اگر میں نے اس کو انہیں غلط الزامات لگانے کی بنا پر ہر طرف کیا ہو تو پھر یہ استعفیٰ دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Sir, this is not the proper forum for between the two members discussion, If th y want to decide th. matter, they can go out to decide it.

مخدوم زاہد سید حسن محمود۔ جناب یہ درست ہے کہ میرے خلاف ۱۹۲ الزامات محمد علی بوگرہ کو دئے گئے تھے۔ میں محمد علی بوگرہ سے ملا انہوں نے کہا دو چیزیں آپ کے خلاف ہیں۔ ایک تو آپ کی اپنی اسمبلی میں اکثریت نہیں ہے۔ دوسرے آپ کے خلاف یہ ۱۹۲ الزامات ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ ۱۹۲ الزامات اے آر خان سے لیکر ہی، تک میں منظور کرتا ہوں اور میں مجرم ہوں۔ لیکن آپ کیا کر سکتے ہیں۔ میری اسمبلی میں PRODA نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ

PRODA کا دیا جائیگا تو میں نے جواب دیا کہ جب مہری اسمبلی میں PRODA کی منظوری دی تو میں مستعفی ہو جاؤنگا۔ اے ار خان کو اس کی انکوائری اس لئے دی گئی کہ میں مسلم لیگی تھا۔ میں نے بحیثیت صدر مسلم لیگ کے انکوائری کر لی۔ اگر کوئی بات غلط ثابت ہوئی تو مجھے اختیار ہوگا کہ میں اپنے وزیر مال کو ہر طرف کر دوں۔ اس کے بعد میں نے انہیں ہر طرف کیا۔ اس ہاؤس کی میز پر میں وہ کاغذات رکھنے کہانے تیار ہوں جو اختیارات مجھے سنٹرل گورنمنٹ نے دیئے۔ یہ الزامات سراسر غلط ہیں۔ اگر یہ صحیح ثابت کر دیں تو میں مستعفی دے دوں گا اگر یہ ثابت نہ کر سکیں تو یہ استعفیٰ دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جلالہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ مفہوم زادہ حسن محمود صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۶۲ الزامات درست ہیں۔ محمد علی بوگرہ کے ساتھ گفتگو بھی پیش کر دی جو اب خدا کے پاس چلے گئے ہیں اور اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ از راہ کرم یہ تو فرمادیں کہ وہ کن الزامات کے تحت معطل ہوئے۔ اور کن الزامات پر ایڈو ہوئے تھے باقی رہا یہ کہ میں ایوان کی مہری سے مستعفی ہو جاؤں تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں تو پھر بھی ممبر ہو جاؤنگا مگر وہ نہیں ہو سکیں گے کیونکہ وہ پہلے بھی مجھ سے ۱۹۵۶ء میں ہار چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ کون سے چارجز تھے جن کی بناء پر آپ کو معطل کیا گیا تھا اور آپ میں ہمت نہ ہوئی کہ اپنے آپکو defend کر سکیں۔ اس لئے آپ نے ایڈو ہونا قبول کر لیا اور آٹھ سال تک آپ سیاست سے ریٹائر بھی رہے اور ایوب خان کی حمایت بھی کرتے رہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ میرا ہوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب ایک ممبر اپنے متعلق وضاحت تو کر سکتا ہے لیکن اس کا مطالبہ یہ نہیں ہے کہ سارے ہاؤس کا وقت اس بات پر ضائع کیا جائے کہ دو ممبر صاحبان ایک بحث میں ہی الجھ جائیں۔ سرچم خیال میں دونوں اطراف سے بہت کچھ کہا جا چکا ہے اب اس بحث کو بند کیا جائے اور مہرالی گر کے ہاؤس کی کارروائی شروع کی جائے۔

منسٹر ہنسٹرنگھم نے کہا کہ جو بھی رقم خرچ کرے وہ اس پر ایک روپیہ کا اضافہ کرے۔
 بتاتا ہوں۔ آج ۲۰ جون ہے۔ سلاخیں دس بجے تک *Expenditur charged upon the Provincial Consolidated Fund* سے واجب الادا اخراجات پر بحث ہوگی اس کے بعد معاہدہ کی تصدیق پر بحث ہوگی۔
 ۲۱ جون کو صبح جب اجلاس شروع ہوا تو وہ بھی تک مطالبہ نہیں کیا۔
 ۲۲ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔ پھر ۲۳ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔
 پھر ۲۴ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔ پھر ۲۵ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔
 پھر ۲۶ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔ پھر ۲۷ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔
 پھر ۲۸ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔ پھر ۲۹ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔
 پھر ۳۰ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔ پھر ۳۱ جون کو صبح تک اجلاس نہیں ہوا۔

۲۷ جون کو ۱۲ بجے تک مطالبہ زر نمبر ۱۱ جنرل ایڈمنسٹریشن پر پیش ہوا اس پر تحریک تعریف زر پیش ہونے لگی بارہ بجے بعد دوپہر تک اس پر کارروائی مکمل ہوئی اور انشا اللہ ایک بجے تک مطالبہ زر مکمل ہو جائیگا۔

ذکرہ استحقاق

اراکین اسمبلی کا رجسٹر حاضری پر دستخط کرنے کے بارے میں

خان امیر عہد اللہ خان روکھڑی۔ جناب والا میں آپ کے نوٹوں میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ایک رجسٹر حاضری رکھا ہوا ہے۔ یہاں پر سابقہ روایات یہ ہیں کہ نمبر صاحبان کا وہ کام نہیں ہوتا تھا کہ وہ رجسٹر حاضری پر روزانہ دستخط کریں۔ یہ سیکرٹری نے لیا ہے۔ انہی کے عملے کی ڈیوٹی ہوتی تھی کہ وہ پوچھ کر لیتے اور کوٹھڑی میں لگا لیا کرتے تھے اور دیکھ لیتے تھے کہ کونسا نمبر تشریف لایا ہے یا نہیں لایا اور وہ حاضری لگا لیتے تھے اب جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس میں میں سمجھتا ہوں کہ میران کی توہین ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا ٹھیک ہے کہ اس پارٹی سے پہلے تھوڑا سا رواج شروع ہو گیا تھا۔ مجھے یہ بھی پتا نہیں ہے کہ وہ رواج کیوں شروع ہوا لیکن یہ رواج کسی صاحبان کے لئے نہیں ہے۔ اچھا نہیں ہے۔ یا عزت نہیں

ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ جو پرانی روایت ہے اس پر عمل درآمد کیا جائے اور ہم سے یہ دستخط نہ کرائے جائیں۔

مسٹر سپہنگر۔ بہت اچھا۔

مسٹر تاج محمد صاحبزادہ۔ جناب سپہنگر۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ جب وہ لوگ دستخط نہیں کیا کرتے تھے تو پھر سارے ممبر ہاؤس میں آنے ہی نہیں تھے۔ اور باہر کھڑے رہتے تھے۔ ایک دفعہ صبح بیٹھ کر چلے جاتے تھے۔ پھر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ دس بجے کے بعد اگر کوئی آتا تو کتاب میں درج کر دیا جاتا تھا۔ آپ کا کورم نہیں بنتا تھا۔ اس لئے رجسٹر میں حاضری کا طریقہ رکھا گیا تھا۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میں اس چیز کے خلاف ہوں جو یہ فرماتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے کوئی اور انتظام کیا جائے۔ اگر وہی روایت قائم کی جائے جو ان کے زمانہ میں تھی تو میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ممبران کی توہین ہے کہ ہمیں ۱۰ بجے کے بعد اٹھا دیا جائے۔ ایک ممبر سیدھا اندر آتا ہے اور وہ کلروائی میں حصہ لینے کے بعد باہر نکلتا ہے اور رجسٹر میں بھی نہیں آتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مجبور نہ کیا جائے۔ کیا ہم میں اتنے guis بھی نہیں ہیں کہ ہم ایوان کی کلروائی میں حصہ لے سکیں؟

مسٹر سپہنگر۔ میں سمجھتا ہوں یہ امیر عبداللہ صاحب کا پوائنٹ آف پریلیج ہے اس میں کافی وزن ہے۔ پہلے میں اس ایوان میں آیا تو نہیں مگر گیلری میں بیٹھ کر میں نے دیکھا ہے کہ ان تمام چیزوں کے باوجود کورم اکثر لوٹ جا رہا کرتا تھا۔ مگر اب کے میں سمجھتا ہوں کہ سارا ایوان ایک دوسرے کا مشکور ہے کہ کورم نہیں ٹوٹتا بلکہ پورے تسلسل سے یہاں کلروائی ہوتی رہی ہے۔ اگر میرا حافظہ دھوکہ نہیں دیتا تو شاید یہ پہلی مرتبہ اس ایوان کے اندر ایسا ہوا ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ مجھے اتفاق ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اب صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجبات الیذا اخراجات پر بحث کے آغاز سے قبل معزز ارکان کی طرف سے کوئی درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔ جن کو ایوان میں برائے منظوری پیش کیا جاتا ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید نواز علی شاہ

سپیکر ٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سید نواز علی شاہ
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی :-

"I am unwell and therefore will not be able
to attend the Assembly session to-day".

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری علی محمد خادم

سپیکر ٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ازاں چودھری علی
محمد خادم ممبر صوبائی اسمبلی بتوسط مسٹر طالب حسین ممبر صوبائی اسمبلی
وصول ہوئی :-

On. Ali Muhammad Khadin, M.P.A. is
not in a position to attend the session.

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے !

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اقبال

سپیکر ٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی :-

گزارش ہے کہ بندہ کی بھی بیمار ہے۔
میں نے اس لئے واپس چھٹک جانا ہے۔
سورجہ ۷۲-۶-۲۵ اور ۷۲-۶-۲۶ کے اسمبل

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

صوبائی اسمبلی پنجاب

سیشن میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ دوپہ
کی رخصت عنایت فرمائی جاوے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے -
(تعمیرک منظور کی گئی)

نوابزادہ محمد خان خاکوانی

سپیکر ممبر صوبائی اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ محمد خان
خاکوانی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی۔

Due to some urgent work I have to go to my farm
in Mian Channu tomorrow. Kindly get permission
from the House for to morrow's leave of absence
in the Assembly

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے -
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تعمیرک منظور کی گئی)

پنجاب کا مہینہ ذی قعدہ ۱۹۷۲-۷۳

صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات پر بحث (مجموعی
میزانیہ) -

مسٹر سپیکر۔ جناب صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجب الادا
اخراجات (مجموعی میزانیہ) پر بحث کا آغاز ہوتا ہے
علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا - اس طرف سے خانزادہ تاج
محمد صاحب نے خیالات کا اظہار کریں گے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I seek your permission
to speak in English.

آوازیں - تقریر اردو میں ہونی چاہئے۔

مسٹر سپیکر۔ اجازت ہے۔ لیکن مجموعی ذرا ہے کہ آپ کہیں
پشتو میں نہ بولنا شروع کریں۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ۔ جناب والا - میں پنجابی میں بھی بولوں گا
خان امیر بہرائچ خان روڈی۔ جناب والا - یہ ہمیں منظور ہے -
اگر کسی کو اپنی زبان نہیں آتی تو وہ دوسری زبان میں بات کرے۔

میں عرض کرونگا کہ وہ اردو میں تقریر کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ جیسے
اس دن جناب وزیر خزانہ صاحب نے سہرائی کی تھی۔

رائٹا کے نامے محمود خان۔ جناب والا۔ خازنہ صاحب کو یہ
کہنا چاہئے کہ، آتی ہے اردو زبان آتی آتی۔“

مسٹر قاجر سجاد خازنہ۔ اگر نہیں آتی تو سیکھ لیں گے ابھی
تھوڑی سی عمر ہے۔

(اس مرحلہ پر شیخ محمد انور صاحب کرسی

صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : (Campbellpur—1) Sir, the general administration which has been a legacy of the past, has continued to get worse every year since the inception of Pakistan. We have, from the Imperial Governments, certainly inherited certain traditions, which should have been respected, for example integrity, justice and other such things. Unfortunately, as unanimously admitted by this House, the services continued to degenerate during the past two or three decades. Now we have to find the reason why our services have degenerated to such an extent that ever since 1947, there was never a word of appreciation for the services but a word of condemnation by every one. Sir, we by we I mean the past regimes of which most of us, if not all of us, have also been part as either members or citizens of this country we never effectively raised our voice against the misuse of power by certain politicians. The politicians in the past having lost faith with the populace of this country resorted to methods of underground manipulation through services.

As I had said in my speech the other day, the sword of Democles, that is, the uncertainty of service the uncertainty of tenure, continue to hang over the services, in order to manipulate and force them to operate according to unconstitutional wishes of those politicians. Sir, referring to my own district Campbellpur I am pleased to say today that all those bureaucrats, who became instruments of politicians, are today condemned everywhere and I am glad that they have been thrown out. I ask all those today where are they who acted at the behest of unconstitutional order?

شیخ عزیز احمد۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب معزز ممبر اس وقت
جزل ایڈمنسٹریشن پر تقریر کر رہے ہیں جبکہ معاملہ زیر بحث کچھ اور ہے۔ جو
اس وقت زیر بحث معاملہ ہے وہ صرف Charges on the Consolidated Funds
سے متعلق ہے۔ میں اسے پڑھ کر سناتا ہوں۔

Under Article 125 (3) of the Interim Constitution, the following expenditure shall be expenditure chargeable on the Provincial Consolidated Fund:—

- (a) the salary and allowances of the Governor and other expenditure relating to his office;
- (b) the salaries and allowances of the Speaker and Deputy Speaker of the Provincial Assembly;
- (c) the salaries, allowances and pensions payable to or in respect of Judges of the High Court;
- (d) the salary and allowances of the Advocate-General;

جناب - اس وقت زیر بحث جو مد ہے وہ ان معاملات سے متعلق ہے نہ کہ جزل ایڈمنسٹریشن سے - جزل ایڈمنسٹریشن کے لئے چارڈن ملے تھے - اس پر بحث ختم ہو چکی ہے - اب یہ صرف اپنی بحث کو عبوری آئین کے آرٹیکل نمبر (۲) ۱۲۵ تک محدود رکھ سکتے ہیں - یہ میرا پوائنٹ ہے -

سپیکر تاج محمد خانزادہ صاحب پالیسی کے معاملات پر بحث کر رہے ہیں - اس وقت پوری کابینہ زیر بحث ہے - اس لئے اسکے متعلقہ تمام معاملات زیر بحث آ سکتے ہیں - میں یہ عرض کرونگا کہ جزل ایڈمنسٹریشن بھی آج کی بحث کا ایک حصہ ہے -

Mr. Taj Mohammad Khanzada—Sir, I was referring to Campbellpur where even the orders of the High Court were not honoured and the bureaucrats incharge of the district were not held for contempt of court. Sir, the *modus operandi* of bureaucrats in Campbellpur was dictatorial and arbitrary. They were the prosecutors, they were the persecutors under the law of the land. The FCR, the black law, the obnoxious law and the out-moded medieval law was passed in 1963 on the floor of this House by sheer weightage of number. The FCR was brought and adopted by this House and brought on the statute book of West Pakistan, and those laws, those black laws were extended to the Punjab. When the black law was enacted in Frontier in 1919, the people of Frontier revolted against this law in 1939 and asked for the cancellation of this law. But I am surprised that what the people of Frontier revolted against in 1939 the people of the Punjab should be forced to accept that law in 1963. Sir, I will not quote from my speeches in 1963 but I will say one thing that I had said at that time that a time will come when the people of this country will be in the hands of the persons elected by the people. That Government will be of the people, by the people and for the people. And

today without hesitation I can say that the present political parties in power certainly can put a claim to be representing the people. Therefore, my submission to them would be that it should be their first and foremost duty to remove this out-moded, obnoxious and black law, the medieval law from the statute book of this country.

Today, I also refer to the honourable Minister for Law, Mr. Kasuri, who has been sitting as a member of the Civil Liberties Board and attending conferences at Paris and London, today he claims that all those laws, which are not only un-Islamic but obnoxious from any standard of civilised law, should be removed. This black law which was enacted in 1963.....(interruption)

Sheikh Aziz ahmed: May I refer him to Article No. 108. This is the second stage. Again I would refer him clause (3) of Article 125 and again request the honourable Speaker to ask the honourable member to confine his discussion to the point only.

سید قاضی الوری - جناب والا - میں ڈیمانڈ نمبر ۱۱ کی طرف آپکی توجہ مبذول کروانا ہوں - جو آج زیر بحث ہے یہ ڈیمانڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق ہے

Mr. Chairman : Demand No. 11 is not under discussion.

سید قاضی الوری - جناب والا - ڈیمانڈ نمبر ۱۱ آج جنرل بحث کے طور پر آ سکتی ہے - اس لئے خانزادہ صاحب کو بولنے کا حق ہے -

جناب سولہ لاکھ بارہ ہزار روپے کی اس میں charged amount جو ہے - وہ آج general discussion کے دوران زیر بحث آ سکتی ہے - اسلئے میں جناب سے گزارش کرتا ہوں کہ فاضل ممبر سے کہیں کہ وہ خانزادہ صاحب کی تقریر کے دوران مداخلت نہ کریں -

Mr. Chairman : Khanzada Taj Muhammad to please continue.

Mr. Taj Mohammad Khanzada : Sir, May I request through your good offices that this law should be held in abeyance.

Mr. Chairman : I feel that the honourable member has a right to speak and he is stating this with a background.

Mr. Taj Mohammad Khanzada : Sir, having finished with my request for the total cancellation of the FCR, I would now come to a very delicate issue of the fears which are expressed by the services, I quite agree with the Ministers in power that the corruption has been the order of the day in the past as a result of which 303 officers in the former regime of President Yahya Khan and 1,300 officers by the present Government were dismissed or thrown out of service. Sir, in principle I quite agree that those officers who are dubbed as such, should have no place either in public or in Government. My only submission,

Sir, is, and I think I will not be wrong in imagining that most of the people would agree with me that every officer, I would say every citizen has a right to ask for justice and to refute charges levelled against him. After the charge has been proved then the punishment, as given by the law or the legislature should certainly be given in order to make it a deterrent for future. I do not want to go into details but my submission to this House would be that such principles by which we can do justice irrespective of creed, caste or personal, policies should be brought in and opportunities for redress should be given.

Sir, when I do this I also stand for the fact that the services must be given security. They must be given independence in taking their decision according to the law legislated by this House. If an officer acts according to the best of his conscience and in accordance with the laws given to the State by this House then he should not be victimised by anybody thought he may be the highest executive of this country.

Now Sir, next I come to the remark or the statement of Honourable Minister for Finance yesterday. After his very eloquent speech regarding the manifesto of the Peoples Party you would recollect that he mentioned an incident in China where the ex-President during the conversation over a dining table asked the Prime Minister of China as to what his problem No. 1 was. The Honourable Minister referred that "he was expecting that Mr. Chou Enlai would say that my problem No. 1 is the over-population, i. e., 70 crores of population" but he did not say that because the Honourable Finance Minister wanted to say that the President Ayub Khan, problem was 10 crores people of Pakistan and he did not want any further increase in the population. Now Sir, certainly I agree with the Honourable Minister for Finance that all those laws, which prevent the creation are against the very tenets of Islamic Ideology. Therefore, all allocations by the centre, which amount to Rs. 130 lacs for the province of Punjab should be diverted to other channels which are for more productive such as the taking on of industries for the betterment of the people, for the betterment of the toilingmen in the field and the toiling labourers in the factories rather than stop the creation of God by providing contraceptive materials.

(At this stage Mr. Speaker occupied the chair).

In the context of the Family Planning, I would also refer to the Family Laws. Sir, in 1963, when Maulvi Ghulam Ghaus Hazarvi sat next to me here, he had also suggested to the House that the Family Laws should be such which should have unanimous approval of all the sections of Muslim population, and all these laws which are against any sect, or which are against any canon of Islamic law, should be immediately

and forthwith abolished, Sir. I don't claim myself being a knowledgeable man on the various principles of Islam but one thing of which I am sure and nobody in this House will deny, is that after Nikah and after Talaq, the second Nikah is not allowed to the same husband unless there is Nikah with some body else and Talaq afterwards. The Family Laws of today say that you can have another Nikah immediately after Talaq which really amounts to interference in our faith.....

Sheikh Aziz Ahmad: Point of order, Sir. The Budget is in its second stage and discussion on expenditure charged upon the Provincial Consolidated Fund is only to be discussed.

Mr. Speaker: In phold this objection.

Mr. Taj Muhammad Khazada: Sir, I come next to the allocation of funds to the backward areas. The Hon'ble Finance Minister yesterday said that 44% funds has been allocated for the population of Rawalpindi, Jhelum and Campbellpur. He has made a very benevolent donation of 44% that is 4% more than what we were entitled to.

Mr. Speaker: An objection has already been raised. The scope of the discussion on these subjects is a limited one and the discussion is being held on expenditure charge upon the Provincial Consolidated Fund, under Article 125(3).

سبقت قابضش الوری - یہ اعتراض پیش کیا گیا تھا - اور میرا جواب سننے کے بعد چیرمین صاحب نے اعتراض کو disallow کر دیا تھا -

مسٹر سپیکر - میں اس کو از سر نو نہیں کہہ رہا - آرٹیکل ۱۲۵ (۳) کا حوالہ دے رہا ہوں -

سبقت قابضش الوری - ڈیمانڈ نمبر ۱۱ جنرل ایڈمنسٹریشن میں دس لاکھ بارہ ہزار کی رقم ہے -

مسٹر سپیکر - آپ بحث کر رہے ہیں یا خانزادہ صاحب کو رہے ہیں - اس وقت سولہ لاکھ بارہ ہزار کی رقم زیر بحث ہے -

Haji Muhammad Saifullah Khan: Sir, I invite your attention to Article 126(1) of the Interim Constitution of Islamic Republic of Pakistan which says:-

"So much of the estimates of expenditure as relates to expenditure charged upon the Provincial Consolidated Fund shall not be submitted to the vote of the Provincial Assembly, but nothing in this clause shall be construed as preventing the discussion in the Assembly of any of those estimates."

Mr. Speaker: I agree with it, but the scope is limited to Article 125(3). Yes, Mr Khanzada.

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Sir, now I would like to come to the allocation made by the Governor for the backward areas. Sir, the allocation made under the orders of the Governor for the backward areas is very meagre. Sir, 95 to 98 per cent soldiers who shed their blood in the wars of 1965 and 1971, mostly belong to the backward areas named by me before. Sir, their share in development as referred to by the Governor himself in his inaugural speech in this House was one per cent of the allocated funds.

Sheikh Aziz Ahmad: Sir, expenditure charged upon the Provincial consolidated Fund is only to be discussed.

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Sir, make him Parliamentary Secretary.

Rana K. A. Mahmood Khan: point of order Sir.....

Mr. Speaker: Let him complete his arguments.

مسٹر کے - اے محمود خان - یہ نظر کہ ان کو پارلیمنٹری سیکرٹری بنا دیا جائے - واپس لیا جائے ان کو یہ الفاظ نہیں کہنے چاہئیں -

مسٹر سپیکر - خاندانہ صاحب آپ یہ الفاظ واپس لیں -

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Sir, I withdraw.

رانا پھول محمد خان - انکو انکے حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔

مسٹر سپیکر - رانا صاحب - آپ اپنے الفاظ بھی واپس لیں -

رانا پھول محمد خان - میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں -

Sheikh Aziz Ahmad: Sir, I invite your attention to Article 125 (3) It says :

“The following expenditure shall be expenditure charged on the Provincial Consolidated Fund:-

- (A) the salary and allowances of the Governor and other expenditure relating to his office;
- (B) the salaries and allowances of the Speaker and Deputy Speaker of the Provincial Assembly;
- (c) the salaries, allowances and pensions payable to or in respect of Judges of the High Court;
- (d) the salary and allowances of the Advocate-General;
- (e) the salaries and allowances of members of the Provincial Public Service Commission;
- (f) debt charges for which the province is liable, including interest, sinking fund charges and redemption charges, and other expenditure relating to the raising of loans and the service and redemption of debt;
- (g) any sums required to satisfy any Judgment, decree or award of any court or tribunal against the province;
- (h) any other expenditure declared by this Constitution or any Act of the Provincial Legislature to be so charged. Discussion on expenditure charged on the Provincial Consolidated Fund.

مہری گزارش یہ ہے - کہ آرٹیکل (۷) ۱۷۰ کے تحت صرف چند چیزیں ہیں - جو زیر بحث لائی جا سکتی ہیں - یا وہ کہ salary and allowance پر آپ بحث کر لیں - یا پھر اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز جو کہ پروانشل اسمبلی میں کسی فاضل ممبر کے ذریعہ پیش کی گئی ہو - اس پر بھی بحث ہو سکتی ہے - مگر جنرل discussion پہلی سٹیج پر ہوتی ہے -

مسٹر سپیکر - یہ تو میں نے شروع ہی میں کہہ دیا تھا۔ کہ
سکوپ جو ۱۲۰ (۳) تک محدود ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Before I come to my subject may I appeal, through you, to the patriotic feelings the honourable members of this House about the soldiers who have shed their blood for this country. I am speaking about the widows and orphans of our brave soldiers who have laid down their lives in the defence of our country. Sir, as I am speaking about the widows and orphans of the Shaheed soldiers, I would request you to kindly refrain from legal formalities and allow me to speak. I was coming to the needs of the orphans and widows of the dead soldiers. They need water, they need medicines, they need roads and they need education. None of these exist in sufficient amount in the district named by me and I would add other districts in Punjab such as Mianwali, Muzaffargarh, Jhang and other similar areas.

Mr. Speaker : The member is again going out of the scope of discussion.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Now, Sir, since I have only a couple of minutes left, I shall end my speech with one credit which must go to the Peoples Party's Chairman and that is the awakening of the people of this country to their inherent fundamental rights. (applause)

My only submission is that since God has given you the chance to do services to this land, you can rightly claim that you represent, on the analytical basis, 32% of the population, leaving the remaining 68%. Though in minority as representatives in this House you will have our full cooperation if your Government is for the people, by the people and of the people. You can rest assured that you will get all the help from us in all your revolutionary and ameliorating reforms for the toiling millions of this country.

سید قابض الوری - جناب سپیکر - آج آپ باہت اچھے مولہ میں معلوم ہوتے ہیں -

مسٹر سپیکر - میں تو ہمیشہ اچھے مولہ میں ہوتا ہوں -

سید قابض الوری - (بہاول پور-۱) جناب والا - میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ آج کی بحث پر اختصار سے حصہ لے سکوں - جناب سپیکر - آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ بجٹ ہوام کی معاشی اور سیاسی زندگی کا صحیح آئینہ دار ہوتا ہے - یہ برسر اقتدار پارٹی کے وعدوں - منشور اور اس کی منزل کا نشان راہ قرار پاتا ہے - میں جناب محمد حنیف زائے صاحب کی افتتاحی اور اختتامی تقریروں کو بڑے غور سے اور اعتماد سے سنتا رہا ہوں - لیکن مجھے یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا ہے - کہ برسر اقتدار پارٹی کے قول اور عمل میں میزانیہ کی نسبت اتنا تضاد موجود ہے - کہ اس کو خطبات اور ادب سے پر نہیں کیا جا سکتا -

جناب والا - کل وزیر موصوف قرآن حکیم کی آیتوں سے تعبیر و تفسیر کے کچھ نئے پہلو تراشتے رہے - اور میں سوچتا رہا -

واعظ کی بنے وعظ سے سیاست پیدا

الفاظ تو قرآن کے ہیں مفہوم اپنا اپنا

جناب والا - میزانیہ میں قول و فعل کا یہ تضاد ہمیں ایک نئے المیہ سے دوچار کر سکتا ہے - ماضی میں ہماری تباہی اور لاکھوں کا سبب یہی رہا ہے - ہمارے ماضی کے حکمران اور سیاست دان جو کچھ کہتے رہے اس پر انہوں نے عمل نہیں کیا -

جناب والا - میں آپ کی توجہ ڈیمانڈ نمبر ۱۱ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں - جس کا تعلق گورنر کی تنخواہ سے ہے - میزانیہ کی منظوری اور میزانیہ کے سلسلہ میں تمام بنیادی اصول طے کرنے کی ذمہ داری چونکہ اس وقت گورنر پر عائد ہوتی ہے - اس لئے میں بجٹ سازی پر اظہار خیال کی اجازت چاہتا ہوں -

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا - کہ قول و فعل کا یہ تضاد ہمیں علامہ اقبال کے اس مشہور شعر کی یاد دلاتا ہے -

اقبال بڑا اہدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے

گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

جناب والا - وزیر موصوف نے کل اپنی تقریر میں جس طرح ملک کی کشتی کا ذکر کیا - اس سے یہ محسوس ہوتا رہا جیسے وہ کشتی سے کشتی لڑ رہے ہیں - تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ -

کشتیاں سمجھ کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں

لاخدا جن کا نہ ہو ان کا خدا ہوتا ہے

جناب والا - ملک کی کشتی کو خدائے قدوس نے پار کیا ہے - ورنہ جس قدر ہم بھنور میں گہرے ہوئے تھے - کوئی ایک شخص - کوئی ایک انسان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اس کشتی کو بھنور سے تنہا نکال کر لے جا سکتا تھا -

جناب والا - میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وزیر موصوف نے کل ہمیں دشمن کہا - مجھے اس کا بڑا دکھ ہوا - کل جب ہم نے ان کے قائد اور صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو پر تمام بھاری اختلافات کے باوجود اس نازک مرحلہ پر متفقہ طور پر اعتماد اور حمایت کا اظہار کیا - مجھے توقع نہ تھی کہ محمد حنیف رائے صاحب جیسے فاضل دوست اختلاف اور دشمنی میں کوئی فرق محسوس نہیں کریں گے - ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں - حزب عدو سے تعلق نہیں رکھتے - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے ان سے گذارش کروں گا کہ ایسے ہی دکھ بھرے لمحے میں میزب نے کہا تھا "Brutus, you too" اور اب میں کہتا ہوں کہ محمد حنیف رائے تم بھی - - - (تطم کلامیان) -

جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میزالیہ کے سلسلہ میں ہمارے سامنے جو اعداد و شمار پیش کئے گئے۔ جو دعوے کئے گئے ان کا حقائق سے بہت کم تعلق ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میزالیہ بناتے وقت ان روایتی اور فرسودہ بجٹ سازی کے اصول ملحوظ رکھے گئے ہیں جو انگریز سامراج سے ہمیں ورثے میں ملے ہیں۔

جناب والا۔ وعدے یہ کئے گئے تھے۔ اور واقعی بنیادی مسائل بھی یہی ہیں کہ اس ملک میں عام آدمی کے لئے روٹی۔ کپڑا۔ زمین اور مکان جیسے مسائل حل کئے جائیں گئے۔ لیکن جب ہم میزالیہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ ہم نے ان مسائل کی طرف کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔ جناب والا۔ اس لئے ہمیں یہ حق پہنچنا ہے کہ ہم یہ مطالبہ کریں کہ آپ جن نعروں کو لے کر اٹھے ہیں۔ جس منشور کو لے کر آپ نے عوام کا اعتماد اور حمایت حاصل کی ان وعدوں کو پورا کریں۔

مہیاں منظور احمد موہل۔ جناب والا۔ آپ کی وساطت سے میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ عام بحث اور آج کی بحث میں فرق کیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی معزز ممبر وہی بات کیوں کر رہے ہیں۔ جو کہ عام بحث کے دوران کی جا رہی تھی۔

سید شاپس الوری۔ جناب والا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں ابھی تک غریب مزدور اور کسان انڈاس و ٹریٹ۔ جہالت و بیماری۔ ہسماندگی و درماندگی کے جہنم میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ابھی تک ان کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین ان کو جو دینے کا وعدہ کیا تھا اسے فراموش کر دیا گیا ہے۔ ان کو مالیہ کی معافی کا مزہ سناہا گیا تھا۔ لیکن نئے میزالیہ میں اس کا کہیں ذکر موجود نہیں بلکہ مالیہ کی مد میں ۱۶ لاکھ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جناب والا۔ میں

آپ کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ میں نئی انقلابی حکومت کے معاشی اور سیاسی حالات کی احساس پر بحث پر تنقید کرنا چاہتا ہوں۔ میں مالیاتی نظام کی بنیادی اور انقلابی تبدیلیوں کو سامنے رکھ کر تقریر کر رہا ہوں۔ مستقبل میں ہمیں ایسی راہ متعین کرنی چاہئے جس سے غریب طبقات کا مستقبل حسین اور سنہرا بن سکے۔ جناب والا۔ اس وقت ہم دیکھ رہے کہ موجودہ حکومت نے ایک روایتی اور رجعتی بجٹ پیش کر کے ترقی پسند قوتوں کو مایوس کر دیا ہے۔

مسٹر سپیڈر - آپ زیر بحث حد تک اپنی تقریر محدود رکھیں۔

سپیکر تائش الوری - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ

یہ برطانوی سامراج کے مروجہ بجٹ سے تعلق رکھتا ہے۔

مسٹر سپیڈر - اس وقت سارا بجٹ زیر بحث نہیں ہے۔ بجٹ کا ایک حصہ زیر بحث ہے۔ آپ اپنی بحث اس تک محدود رکھیں۔

سپیکر تائش الوری - بجٹ سازی کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔

مسٹر سپیڈر - بجٹ سازی پر بحث نہیں ہو سکتی۔ بجٹ کے اس حصے پر بحث کریں جو زیر بحث ہے۔ آپ ساری بجٹ سازی پر بحث کر رہے ہیں۔

چودھری امان اللہ لک - ہوائنٹ آف آرڈر - میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ عبوری آئین کے آرٹیکل ۱۲۵ کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ اور مقررین کی تقاریر کو محدود کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ گورنر۔ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہوں کو زیر بحث نہ لایا جا سکے۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جس ملک میں گورنر پینل ہارٹی کے ہوں۔

مسٹر سپیڈر - آپ تشریف رکھیں یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کو بھی بحث کا موقع دیں گے۔

سپیکر تائش الوری - جناب سپیکر - میں تو چاہتا تھا۔ کہ سپیکر اپنی سپیکر کی تنخواہوں کے متعلق

مشورہ سپیکر - تائیس صاحب یہ آپ کے فرائض میں شامل نہیں
ہے۔ یہ اس بحث کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اگر آپ اس مد پر تقریر نہیں
کرنا چاہتے تو کوئی اور دوست اس بحث میں حصہ لے لیں گے۔

سید تاجبش الوری - میں یہ عرض کر رہا تھا - کہ ان انقلابی
تبدیلیوں اور ان عوامی اسکولوں کو میزانیہ میں سمو دینا چاہئے تھا۔ جن
کی بنا پر پبلز پارٹی اس ملک میں برسرِ اقتدار آئی ہے۔ میں یہ کہہ
رہا تھا کہ لیکسیشن کا نظام برطانوی سامراج سے ہمیں ورثہ میں
ملا ہے۔

Mr. Speaker : I have already made a suggestion.
Please restrict yourself to the items under discussion. whole of
budget is not under discussion. yes, Haji saifullah.

حاجی محمد سیف اللہ خان - (رحیم یار خان - ۱) جناب والا۔ اس
وقت صرف Charged Expenditure کے متعلق عرض کروں گا کیوں کہ
میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ اور میں آج اسی لئے آپ کی قوتعات پر
پورا لہ اثر سکون گا۔

جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ یہ بجٹ جو زیرِ بحث ہے۔۔۔ جس
کے متعلق حزبِ اقتدار کے اکثر اصحاب نے قصیدہ خوانیاں کی ہیں اس کے
بارہ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ سابقہ حکومتوں کے بجٹوں کو جن
کو وہ ہدف تنقید بتاتے رہے ہیں - جن پر سارا غصہ نکالتے رہے ہیں
اٹھا کر دیکھیں تو یہ اسکی بالکل صحیح نقل ملے گا۔ میں اسکو پوری
دستاویزات کے ساتھ ثابت کروں گا کہ یہ تمام بجٹ آپ کے آئین کے تحت
بھی تیار نہیں کیا گیا اور نہ ہی یہ بجٹ انکے آئین اور انکی پارٹی کے
مشورے سے ذرا برابر کوئی تعلق رکھتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان سابقہ
حکومتوں کے وقت میں جن میں آپ استعصالی کہتے ہیں جو تنخواہ گورنر کی ہوا
کرتی تھی وہی تنخواہ آج کے گورنر کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایوب
کے نامزد گورنروں اور آج کے گورنروں میں کیا فرق ہے۔ آپ اپنی تاریخوں کو اٹھا کر
دیکھئے اس زمانے میں گورنر اتنی تنخواہ لیتے تھے جن سے ان کا گزارہ ہو
سکتے۔ آپ عمر بن عبدالعزیز کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں ان کی یکم لے اپنے
وظیفہ میں سے روزانہ ایک پیسہ بچا بچا کر پورے مہینے کے بعد حلوہ نکالنے

تو شام کو جب حلوہ سامنے آیا تو آپ نے پوچھا کہ یہ حلوہ کہاں سے آیا تو یوگم نے بتایا کہ ایک پیسہ روزانہ اپنے وظیفہ میں سے بچا کر رکھتی تھی اس میں سے یہ حلوہ پکایا ہے۔ آپ نے اس وقت بیت المال کے ناظم کو کہا کہ آج سے میرے وظیفہ میں سے ایک پیسہ کم کر دیا جائے کیونکہ میرا اتنے میں گزارا ہو سکتا ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ یہ آپکی تمام تنخواہیں، الاؤنسز، مراعات، یہ بڑے بڑے معاملات اور یہ کاریں بھی وہی ہیں سب کچھ وہی ہیں تو ان میں اور آپ میں فرق کیا ہے۔ صرف نام بدلے ہیں اور کچھ نہیں بدلا ہے۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ یہ بجٹ اسکی بالکل نقل ہے اور کچھ نہیں۔ پچھلے بجٹ کو ایک نئے لبادہ میں لپیٹ کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس میں کوئی نئی چیز نہیں ہے۔

مسٹر عہد القبولہ پٹ - ہوائنٹ آف آرڈر - پچھلے گورنروں اور ہمارے گورنروں میں کام کا فرق ہے۔

حاجی محمد سبقت اللہ خان - جب آپکی باری آئیگی آپ عرض کر دینا یہ میرا اپنا طرز بیان ہے۔ اس بارہ میں جناب عرض کر دوں کہ یہ احساس بھی نہیں کیا گیا کہ ۱۹۶۲ء کے آئین میں دو ڈپٹی سپیکرز تھے۔ اور عبوری آئین میں ایک ڈپٹی سپیکر ہے۔ آپ نے تو اس کی نقل کرنا تھی۔ میں نے تو یہ اعتراف کر لیا ہے کہ آپ خود ہماری برانچ میں۔ آپ ہماری پیداوار ہیں۔ آپکا لیڈر میرے لیڈر کا پیدا کردہ ہے۔ اور اس نے ہی اس کو متعارف کروایا تھا۔ اور مجھے اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ بجٹ کی نقل جو لائے ہیں وہ بھی اسی کی نقل کر کے لائے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میری جو دوسری گزارش ہے۔ کہ میں اس وقت اس کو زور دے رہا تھا۔ جب پارلیمنٹری سیکرٹریز کو زور دیا جائے گا۔ اس وقت کہوں گا۔

مسٹر روٹ طاہر - محترم رکن نے کہا ہے۔ کہ آپ کا لیڈر ہمارے لیڈر کی پیداوار ہے۔ تو انکو اطلاع دے لئے عرض کر دوں کہ فرعون کے گھر میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پرورش پائی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہ تو ہوائنٹ آف انفارمیشن ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس کی علاوہ جناب والا - میں یہ عرض کر دوں کہ یہ تریٹ ہائند میں جس کا اظہار اس بجٹ میں ہو رہا ہے - میں Demands for Grants کے صفحہ ۲۲۷ اور ۲۳۹ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں - یہ دونوں ڈیمانڈز Charged Expenditure ہیں لیکن دونوں ڈیمانڈز کے آگے "nil" لکھا ہوا ہے - صفحہ نمبر ۲۲۷ پر ۵۰۰، ۳۶۱، ۲۳، ۱۸ اور صفحہ نمبر ۲۳۹ پر ۸۰، ۳۵، ۸۰۰، ۲۲۷، ۲۳۹، ۲۲۷ کے متعلق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ اللہ نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر - سود دینے والے پر - سود لکھنے والے پر - سود پر گواہی دینے والے پر - اور یہ سب کے سب برابر کے گناہگار ہیں - میں حدیث کا حوالہ دہے رہا ہوں اس پر کوئی تبصرہ نہ کریں - اگر غلط ہے تو آپ بیشک پھر کہیں - وہ سود جس کی اسلام میں اتنی مذمت کی گئی اور آپ کے آئین میں یہ بھی رکھ دیا ہے - کہ سود کو ختم کر دیا جائیگا - اپنے بجٹ میں یہ ۱۹ کروڑ سے زائد روپے کے اخراجات صرف سود کے لئے مختص کر دیئے - میں نہیں سمجھتا کہ یہ بجٹ اسلامی سلکت پاکستان کے اسلامی اصولوں کا بجٹ کہلا سکے گا - جسے انہوں نے آئین میں clear out fundamental principles of policy کے ہوئے ہوئے بنا دیا ہے - مجھے افسوس ہے کیونکہ اس بجٹ کے بناتے وقت نہ تو ہم نے principles of policy کا خیال رکھا اور نہ اس بجٹ کو بناتے وقت ہم نے اس چیز کا خیال رکھا (قطع کلامیاں)

مسٹر رؤف طاہر - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے غاضل رکن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو غیر ملکی قرضے ان کے دور میں لئے گئے تھے تو کیا ان پر سود نہیں دیا جاتا تھا اس کی ذمہ داری کن لوگوں پر آتی ہے -

مسٹر سیپیکر - اصل میں یہ جواب دہ نہیں ہیں ان معنوں میں کہ یہ بجٹ انہوں نے پیش نہیں کیا ہے - آپ اس وقت اعتراض کرتے جب وہ بجٹ پیش ہو رہے تھے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اب میں ڈیمانڈ نمبر ۲۵ اور اس کے ساتھ ساتھ ڈیمانڈ نمبر ۲۰ جو ملازمین کی پنشنوں کی ادائیگی اور

لاونسز کے اٹھے رکھی گئی ہے۔ یہ عرض کروں گا کہ ملازمان بیچاروں کو ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے پنشن کے cases کو حل کرانے کے لئے کتنی تکلیف اور کتنی مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور اپنی پنشنوں کے ساتھ ساتھ الاونسز گریجویٹیز اور دوسری چیزوں کے متعلق بھی انہیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو اس موقف کو حذف کر دیں تاکہ وہ پریشانی سے نجات حاصل کر لیں اور اگر یہ مدد رکھنی ہے تو سہرانی کر کے اس پر صحیح طریقے سے عمل پیرا ہوں تاکہ ان لوگوں کو اپنے جائز حقوق صحیح وقت پر صحیح طریقے سے مل سکیں۔

اس کے بعد جناب ڈیمانڈ نمبر ۱۲ Administration of Justice کے متعلق ہے۔ اس کے متعلق عرض کروں گا کہ جہاں آپ یہ ڈیمانڈ رکھ رہے ہیں۔ وہاں آپ یہ بھی کوشش کریں کہ انصاف سستا اور سہولت کے ساتھ ہر وقت ملے۔ کیونکہ موجودہ وقت میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ تینوں چیزیں عوام کو نہیں مل رہی ہیں اور یہ آپ کی ڈیمانڈ اس وقت تک صحیح justified نہیں قرار دی جا سکتی۔ جب تک آپ یہ پیسہ خرچ کرنے کے بعد اس کا صحیح مصرف لوگوں کو نہ بتائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب میں یہ عرض کروں گا کہ ڈیمانڈ نمبر ۲۵ میں ۲ لاکھ ۵۶ ہزار روپیہ سول ورکس کے لئے رکھا گیا ہے۔ سول ورکس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق یوں تو بہت سی بد عنوانیاں مشہور ہیں اور اس کے متعلق لوگوں کو شکایات بھی ہیں۔ میں اس ضمن میں وثوق سے کہوں گا کہ اس کے لئے ہم جتنا بھی پیسہ رکھتے ہیں۔ اس کا ۲۵ فیصد اصل مددات یہ خرچ ہوتا ہے۔ اور باقی ۷۵ فی صد کمیٹیوں میں دھاندلیوں میں اور ٹھیکیداروں کی بد عنوانیوں میں ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ ازرہ کرم جتنا بھی آپ بجٹ اس بارے میں رکھ رہے ہیں۔ اس کے صحیح مصرف کا آپ خصوصی طور پر خیال فرمائیں۔ اور اس پر بھی خصوصی توجہ دیں تاکہ اس بجٹ کے پیش کرنے اس پیسے کے خرچ کرنے اور ان ٹیکسز کے وصول کرنے کا صحیح جواز پیدا ہو سکے۔

رانا پھول محمد خان۔ (لاہور۔ ۱۵)۔ جناب سپر۔ میں ڈیمانڈ نمبر ۳۵ سرکاری تجارت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حکومت نے اپنے بجٹ میں ۲ کروڑ ۱۶ لاکھ ۶۳ ہزار ۰۰ روپیے کی رقم اس مد کے لئے مختص کی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا اور میں یہ سمجھتا ہوں

کہ حکومت نے تجارت کے سلسلے میں گندم اور چینی کے لئے بہت بھاری رقم رکھی ہے۔ میرا سر پنجابی ہوتے ہوئے ندامت سے جھک جاتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں ہمیں سستی سمہا نہیں ہیں۔ میں اس کو حکومت کی نااہلی تو نہیں کہہوں گا سستی ضرور کہوں گا یا پھر وزیر خوراک ہم سے ناراض ہیں۔ سردیوں میں جب گندم کی قلت ہمارے سامنے آئے گی یہ تو یقیناً عوام نے جو مظاہرے کرتے ہیں وہ وزیر خوراک کے خلاف کرتے ہیں۔ آخری تاریخوں تک ایک لاکھ ۲۵ ہزار ٹن گندم ہماری حکومت نے خرید کی تھی لیکن اگر آپ اس دفعہ دیکھیں تو شاید دس ہزار ٹن بھی خرید نہ کر سکی ہو۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ یہ ابھی تک قیمت کا فیصلہ ہی نہیں کر سکے۔ جناب والا۔ ایسے حالات میں کہ جب ہمارے صوبے میں گندم وافر ہو جب ہم اپنے صوبے سے اپنی خوراک کے لئے خود اتنی گندم خرید سکتے ہوں تو پھر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ٹھیک ہے کہ پاکستان ایک ہے۔ ہمارے صوبے ایک ہیں لیکن باہر سے آنے والی گندم ان صوبوں میں پہنچانی چاہیے۔ جو صوبے اپنی خوراک خود پیدا نہیں کر سکتے۔ پنجاب کو پنجاب کی گندم ملنی چاہیے۔ ہمیں امریکہ کی گندم کھلا کر ہماری انتہیوں میں بیماریاں پیدا کر کے ہماری اس محنت کے ساتھ ظلم ہوتا ہے۔ جس محنت سے ہم گندم آگاتے ہیں۔ جناب والا۔ گندم کمانے کے لئے کسانوں کو جب پانی لگانا پڑتا ہے۔ تو اس کے لئے ہمارے ہاں ایک مثال ہے۔ کہ، آگے آگ بچھے پالا اوہ لے پانی دا رکھوالا،۔ جناب والا۔ کڑکتی ہوئی سردی میں ہم پانی لگا کر اس گندم کو پکاتے ہیں۔ پانی لگاتے ہوئے کئی کئی کسانوں کا سانس ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن اگر ان کھانے والوں کو۔ ان پیدا کرنے والوں کو آپ راشن کے ذریعے امریکن گندم دیں گے تو ہمیں سخت افسوس ہوگا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پنجاب کی حکومت اپنی خوراک پوری کرنے کے لئے۔ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اپنی منڈیوں سے گندم خرید کرتی۔ اس طرح میں یہ گزارش کروں گا کہ چینی کے سلسلے میں بھی پنجاب اپنی ضرورت کے مطابق چینی پیدا کر سکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ لیکن گنے کی قیمت تھوڑی ہے۔ اور زمینداروں کی لاگت زیادہ آتی ہے۔ دوسرے گڑ سو روپے من بک رہا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ سو روپے من جب ایک کسان گڑ بیچ سکتا ہو تو اس کو سستے داموں مل میں گنا دینے کی کیا ضرورت ہے۔ تو اس لئے میں حکومت کی غلط پالیسی پہ سخت تنقید کرتا ہوں اور اس کے بعد میں یہ گزارش کرتا ہوں۔ کہ بچٹ پیش کرنے کا

مقصد یہ نہیں ہے۔ کہ ہم نے شاہانہ لینے کے لئے اس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا۔

چودھری غلام قادر۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ رانا پھول محمد خان کو سائپوں سے بچانے کے لئے کوئی بندوبست کیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ ملائے لئے آپ ہی ساڑپ بنے ہوئے ہیں۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ موجودہ حکومت نے اگر سابقہ حکومتوں کے لگانے ہوئے ٹیکسوں میں کسی نہیں کی تو یہ کہنا کہ ہم نے نئے ٹیکس عائد نہیں کئے زیادتی ہے۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی۔ ہوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا۔ رانا پھول محمد خان صاحب نے کہا ہے۔ کہ امریکن گندم کھانے سے ہیٹ کی بیماریاں بڑھتی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ وہ گندم جو اسپورٹ کی جاتی ہے اس کی صحت کا سرٹیفیکیٹ ہوتا ہے اس سے ایسی کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

(قطع کلامیاں)

دہان پور شہید انور۔ (ملتان۔ ۱۲)۔ جناب والا۔ میں ڈیمانڈ نمبر ۳۰ کے سلسلہ میں عرض کروں گا۔ گذارش یہ ہے کہ اگر پور اتھار ہائی کسی منصوبہ بندی سے کام لیتی تو آج گندم کی خرید کے سلسلے میں حکومت کو پریشالی نہ ہوتی۔ گندم کی قیمت خرید اتنی کم رکھی گئی ہے کہ اگر فوری طور پر حکومت نے اعلان نہ کیا کہ اس کی قیمت بڑھا دی گئی ہے یا بڑھا دیں گے تو آئندہ گندم کی فصل کم کاشت کی جائے گی اور یہ تکلیف حکومت کے لئے درد سر بن جائے گی۔ سب اراکین اتفاق کریں گے کہ گندم کی فی ایکڑ پیداوار کی نسبت فی ایکڑ اخراجات اس سے زیادہ ہیں یہ اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ خاص طور پر جب ہم کروڑوں روپے کا زر مبادلہ اس پر خرچ کرتے ہیں تو اس پالیسی پر جلد از جلد نظر ثانی کی جائے۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی۔ ہوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا۔ اس وقت کسانوں سے خرید کر گورنمنٹ سٹور کرنے کے اس

کی قیمت بڑھانے کی تو عوام پر اس کا اثر پڑے گا۔

مہیاں خورشید انور - سیر موصوف کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ ابھی تک آپ نے کوئی واضح پالیسی کا اعلان نہیں کیا۔ جس کا آئندہ کاشت پر بھی اثر پڑے گا اور رہیندار لوگ گندم کی کاشت کم شروع کر دیں گے۔ اس لئے گندم کی آئندہ کاشت کے لئے زمین تیار کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ کی جو پالیسی ہے اس کو آپ تبدیل فرمائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کھانڈ کے سلسلے میں بہت زیادہ ذکر آیا ہے ہمیں افسوس ہے کہ حکومت اس پر منافع کما رہی ہے۔ اگرچہ منافع تھوڑا سا ہے پھر بھی میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اپیل کرتا ہوں کہ کھانڈ پر خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔ اتنا منافع بھی انتہائی زیادہ ہے اسے کم کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اس پر نظر ثانی فرمائے گی۔

تیسری گزارش چاول کی خرید کے سلسلے میں کرتا ہوں جب آپ چاول کی خرید شروع کرتے ہیں تو قیمت کچھ اور ہوتی ہے۔ اور ہر سال یہی ہوتا ہے کہ بعد میں قیمت بڑھا دی جاتی ہے اس کا فائدہ کسانوں، کاشت کاروں کو ہونے کی بجائے چند آڑھتی حضرات کو ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے میں حکومت سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت پہلے سے ہر فصل کی قیمت طے کرے تاکہ لوگ اس میں دلچسپی محسوس کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ کاشت کریں اور گندم کی خرید کے سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ان منڈیوں میں جہاں حکومت کو سینکڑوں گاڑیاں گندم ہر سال موسم میں ملتی تھیں وہاں اس سال مشکل سے چار چار گاڑیاں گندم کی میسر آسکی ہیں۔ اگر یہ صورت حال رہی اور آپ نے گندم کی قیمت نہ بڑھائی تو حالت اور خراب ہوگی۔ میں تو یہی کہوں گا کہ اب بھی قیمت بڑھا دیں اگر آپ نے قیمت نہ بڑھائی تو جو تھوڑا بہت ذخیرہ لوگوں کے پاس ہے وہ باہر منگال ہو جائے گا۔ دوسرے عوام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے باہر سے منگوانے کے لئے زرمبادلہ ضائع ہوگا۔ آپ اس چیز پر غور کریں۔

جناب گزارش یہ ہے کہ افغانستان یا سوویت سرحد کے ذریعے ہندوستان کو گندم منگال ہو رہی ہے بلکہ ڈیرہ غازیخان کے ذریعے بھی منگال ہو رہی ہے۔ اس وقت پنجاب کی عام منڈیوں سے ڈیر

غازی خان کی مندی کا بھاؤ چھ سات روپے من تیز ہے۔ ظاہر ہے کہ وہاں جب گندم پیدا بھی تھوڑی ہوتی ہے اور ضروریات بھی بڑی محدود ہیں۔

مسٹر احسان الحق پڑاچہ - (سرگودھا-۶) جناب سپیکر۔ جب سے پاکستان بنا ہے پنجاب کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد مہاجرین یہاں آئے تو پنجاب کی نسبت دوسرے صوبوں کو گندم زیادہ ملی۔ اس کے بعد جب ون ہونٹ بنا تو اس وقت بھی آٹن میں یہ شق رکھی گئی کہ دس سال تک پنجاب کو اس کے اپنے جائز حق سے مرکزی مالی امداد کم ملے گی۔ اور ون ہونٹ ٹوٹنے کے بعد جب دوبارہ مارشل لاء لگا تو یہ پروویژن رکھی گئی کہ پنجاب کو اس کے حقوق نہیں دئے جائیں گے۔ اب جب عوامی حکومت اقتدار میں آئی تو خیال تھا کہ پنجاب کو اس کے جائز حقوق سے محروم نہیں رکھا جائیگا۔ کیونکہ پنجاب نے ہی پیپلز پارٹی کو سب سے زیادہ امداد دی ہے اور خیال تھا کہ اس کے صلہ میں پنجاب کے جو حقوق اب تک غصب کئے گئے تھے وہ بحال کر دئے جائیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ عوامی حکومت کے برسر اقتدار آنے پر بھی پنجاب کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ میرا اس وقت حقوق سے مقصد وہ مرکزی مالی امداد ہے جو ہمیں ملتی ہے پنجاب کو اس وقت مرکز کی طرف سے جو حصہ مل رہا ہے وہ ۷۰ فیصد ہے اور سندھ کو ۷۰ فیصد ملتا ہے۔ پنجاب کی آمدنی ہر دوسرے صوبوں کو ترقی دی جا رہی ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ آمدن کی بات کر رہے ہیں یا Receipt
Expenditure کی بات کر رہے ہیں

مسٹر احسان الحق پڑاچہ - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں Receipts جو مل رہی ہیں وہ ہمارے حصہ سے کم مل رہی ہیں۔ اس لئے یہ ۱۳ کروڑ روپیہ جو ہم نے مرکز کو سود دینا ہے وہ ہمیں نہیں دینا چاہئے تو گزارش یہ ہے کہ جتنی مرکزی Receipts ہیں اس سے پنجاب کو کوئی چھ فیصد حصہ کم ملتا ہے۔ اس کے بدلے میں پنجاب کی cost پر سندھ کو ۳۶ فیصد زیادہ مل رہا ہے۔ سرحد کو زیادہ مل رہا ہے اور

بلوچستان کو بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ جو اس وقت Charged Expenditure ہے اس میں ۱۳ کروڑ ۵۰ لاکھ جو صوبوں نے سنٹرل گورنمنٹ کو ان کی گرانٹ سے قرضے کے طور دینا ہے وہ بالکل ناجائز اور غلط ہے۔ میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ سنٹرل گورنمنٹ سے استدعا کرے کہ ہمیں پچھلے سالوں سے مرکز سے ٹیکسز کی انکم جتنی کم ملی ہے وہ بحال کی جائے اور اگر بحال نہیں کرتی تو کم از کم یہ جو ۱۳ کروڑ روپے کا سود ہے اس کو اس سال write-off کہا جائے تاکہ ہم اتنی بڑی رقم سے بچ سکیں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ جو Charged Expenditure میں سے گورنر صاحب کے لئے چالیس ہزار روپے رقم بطور Discretionary Funds رکھی گئی ہے۔ جس کا کوئی جواز نہیں، کیونکہ گورنر صاحب کے پاس ماشاء اللہ اور بھی کافی فنڈز ہیں جن سے وہ دے سکتے ہیں۔ دوسرے ڈپٹی سپیکر کی جو ایک آسامی Charged Expenditure میں رکھی گئی ہے۔ اس پر کل کافی بحث ہو چکی ہے۔ وہ بھی خلاف قانون ہے اور میں زیر مہت سے گزارش کروں گا کہ وہ اسے واپس لیں۔ پارلیمنٹری سیکرٹریز کی جو آسامیاں رکھی گئی ہیں اور ان کے لئے جو سفر خرچ اور fixed سفر خرچ رکھے گئے ہیں وہ بھی غلط ہیں۔ ان کو بھی واپس لیا جائے۔

خواجہ زادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ (ڈپٹی سیکرٹری)۔
جناب سپیکر! میں جن دو تین چیزوں کی طرف آپ کے توسط سے اس اہوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ Food Expenditure کی مد میں آئے ہیں۔ جناب والا! بہت انسوس کی بات ہے کہ پنجاب کے زمیندار کے مسائل اور دیہاتی آبادی کے مسائل کے ساتھ مسلسل نا انصافی ہوتی رہی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ Crops Production کی کم قیمتیں لگائی جاتی ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ Charged Expenditure کی کس آئٹم پر تقریر فرما رہے ہیں۔

خواجہ زادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ سپیکر ڈپٹی کے اوپر اور اس کی جو قیمت موصول ہوتی ہے۔ ۱۰ روپے فی من کے حساب

ہے اس پر محصول وصول کئے جاتے ہیں۔ باوجود اس کے ان کو کاشت کے موسم میں بتایا گیا ہے کہ ۱۷ روپے فی من گندم لی جائے جو اس وقت کے لحاظ سے بہت کم تھی۔ مگر بعد میں اپریل کے مہینے میں ان سے کہا گیا کہ ۱۵ روپے فی من کے حساب سے خریدی جائے گی۔ حالانکہ اس وقت کی جو Cost of Production تھی وہ ۱۷ روپے فی من سے زیادہ تھی یہی وجہ ہے کہ اگر آپ نے جائزے کے مطابق ۲۰ روپے من بھی قیمت کر دی ہوتی تو اس وقت آپ کو کافی گندم مہیا ہوگی ہوتی۔ مگر یہ نہیں کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے پاس گورنمنٹ کے سٹاک میں بہت کم گندم مہیا ہوئی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ باسمنی چاول کی قیمت کے اوپر سرکار اس کو باہر بھیج کر جتنا منافع کما رہی ہے اس کے مطابق زمینداروں کے لئے قیمت مقرر نہیں ہو رہی ہے۔ میں وزیر زراعت سے فنانس منسٹر سے اور قائد ایوان جو چیف منسٹر بھی ہیں درخواست کروں گا کہ اس موسم میں چونکہ کاشت ہونے والی ہے تو ایک مناسب قیمت مقرر کی جائے جس سے کاشتکار کو جائز مزدوری ملے یہ جو چاول کی کاشت ہے اس میں بہت ہی مصیبت اٹھا کر اور پانی کے اندر رہ کر ہماری عورتیں بھی کام کرتی ہیں۔ اس کا ان کو کافی معاوضہ دیا جائے۔ یہ ایک قسم کا سخت ظلم ہے جو پنجاب کے زمیندار کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس عوامی حکومت سے امید ہے کہ وہ دیہاتی آبادی کے ساتھ انصاف کرے گی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہماری ۸۰/۸۵ فیصد دیہاتی آبادی کو سیکڈ یا تھرڈ کلاس شہری کا رتبہ دیا گیا ہے۔

منسٹر سپیکر۔ یہ کون سا آئٹم ہے؟

شوایزادہ سردار عطاء محیہ خان لغاری۔ جناب، اس کے متعلق ہے کہ Deficit Area کے لوگوں کو گندم نہیں دی جا رہی، ان کو شوگر نہیں دی جا رہی اور اگر دی جاتی ہے تو ایک چھٹانک فی کس کے حساب سے دی جاتی ہے۔ اس کی میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں ایک چھٹانک چینی فی کس کنٹرول ریٹ پر دی گئی ہے اور ان کو کہا جاتا ہے کہ گڑ کھاؤ۔ وہ بیچارے گڑ کہاں سے کھائیں۔ ہمارے ضلع میں دو روپے سوا دو روپے فی سیر گڑ کی قیمت ہے اور چینی کی

کنزروں قیمت ایک روپیہ دس آنے فی سیر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک، سیر دی جائے گی۔ ہم کہتے ہیں کہ عوامی حکومت اس درجہ بندی کو ختم کرے، ”رہمد یاراں دوزخ“ ”رہمد یاراں بہشت“، جیسا کہ ان کا مساوات محمدی کا نعرہ ہے، اس کے مطابق وہ دیہاتوں میں اور شہروں میں سب کو برابر دے گی۔ جو وہاں کی Deficit Pockets ہیں اور وہاں ہمارے Tribal Areas ہیں سب کی یہی حالت ہے۔ اور اگر حکومت کے افسران اس کو اطلاع دیتے تو وہ دوسرے Famine Area کی طرح اس علاقے کے لئے بھی بندوبست کرتی۔ ہمارے کوہ سلیمان کے علاقے میں چار ہانچ سال سے بارش نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے یہ وہاں پر مال مویشی کے لئے اب گھاس بھی نہیں آگ رہی۔ میں یہ بیان کر سکتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان سے پچاس روپے فی من کے حساب سے گندم خرید کر پہاڑی علاقے میں لوگ لے جا رہے ہوں۔ درخواست کروں گا کہ جیسے شہروں میں آپ راشن بندی کرتے ہیں اسی طرح ہماری Deficit Pockets میں بھی راشن بندی کریں تاکہ وہ لوگ بھوکے نہ مرے۔ تو یہی میری دو چار معروضات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی حکومت اس لئے دیہاتی علاقوں میں راشن بندی نہیں کرتی کہ وہاں شہروں کی طرح گھمراؤ، جلاؤ اور انسران کی کوٹھیوں کے گرد گیہرا کا خطرہ نہیں۔ مگر ہر ایک کے ساتھ آپ انصاف کریں۔ جو دیہاتی Deficit Pockets ہیں وہاں اگر آپ شہری آبادی کی طرح راشن نہیں دینا چاہتے تو کم از کم گندم اتنی دیں کہ جتنی بلوچستان کے ملوہ علاقوں میں دی جاتی ہے۔ جہاں اس قسم کے حالات پائے جاتے ہیں وہاں کے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ پنجاب میں رہنے سے ان کا نقصان ہو رہا ہے۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood: Sir, I am sorry I will not be able to take the time that I required because of a bad throat today. I was very pleased with the eloquent speech of the Finance Minister yesterday, but I was disappointed as far as the subsidies relating to the former Region of Bahawalpur was concerned. It is true that some of the subjects raised by me do not directly concern the Finance Minister, but the Leader of the House, I mean the Chief Minister could have answered those and a complete lack of information and re-assurance on the part of the Finance Minister has disappointed us. The one question that I raise now.

Mr. Speaker : The member should please confine himself to the scope of the discussion.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir, I know the relevancy and I am coming to that. I had requested that since 1967 there has been no Judge of the High Court. I wanted that this matter should be taken up by the Government and a Judge from the area of Bahawalpur should be appointed on the High Court and preferably a Bench should be put in Bahawalpur to cater to the areas of Multan and Bahawalpur Divisions. There has been no answer in the Finance Minister's speech to this point.

Minister for Labour : I replied to that point.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : The second point I raised was the question of taking a member from Bahawalpur on the Public Service Commission. There has been no answer to that also.

Mr. Speaker : Minister for Labour had referred to that. The honourable member was not present. He did make a statement. Actually most of the questions asked by the honourable member were answered by the Finance Minister.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Was the question in regard to Public Service Commission answered ?

Mr. Speaker : Not.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Then I am relevant. Similarly the matter of grievances of the services of Bahawalpur has not been answered too. One point was in regard to the Central and Provincial Services. The cabinet functions under a joint responsibility. It could have held a cabinet meeting they could have consulted the Central Public Service Commission and the Governor, and we do expect that during the course of the out motions, members, who have raised these questions will be satisfied if right answers in regard to the policy of the Government are provided. Therefore, I appeal to them that they should give their full attention to these vital and important matters.

چوہدری آمان اللہ لک - جناب سپیکر - مجھے کچھ لازم
دیا جائے -

Mr. Speaker : The Finance Minister has a right to address
- at 10.15. a. m.

چوہدری امان اللہ لگ (گجرات-۸) - مسٹر سپیکر میں آپ کی وساطت سے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ بجٹ کے آج بہت سے حصے زیر بحث ہیں جو کہ Expenditure سے متعلق ہیں۔ میں اس کے متعلق صرف اتنا عرض کروں گا کہ بجٹ ہی کسی ملک یا کسی قوم کو بچانے کا ایک واحد اور واحد ذریعہ ہے۔ اخراجات میں اگر اضافہ ہوتا چلا جائے انکم یا آمدنی چاہے کتنی بھی ہو اس سے حالات سدھر نہیں سکتے۔ یہی حال ایک انسان کا ہے۔ یہی حال ایک ملک کا ہے۔ یہی حال ایک کنبے کا ہے۔ میں اسکے متعلق عرض کروں گا کہ گورنر صاحب کی ایک شخصیت جو اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ ان کے گورنر ہاؤس کا Expenditure ہے۔ سابقہ یا موجودہ جو زیر بحث Expenditure ہے وہ غریب گورنر صاحبان - غریب وزراء صاحبان یا غریب ممبران جو اس اسمبلی میں آتے ہیں کے متعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے حصے میں زیادہ نہ بھی آسکے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ حق غریبوں کا ہے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ گورنر صاحب اور ان کے ذاتی اخراجات کی مدوں میں جو کمی ہوتی ہے وہ ایک symbol کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے پہلے وہ شاہانہ ٹھاٹھ سے رہتے رہے ہیں لیکن اس میں جو کمی ہے وہ دوسروں کیلئے ایک نمونہ ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں کمی کر دی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر قوم کا فرد اس بات پر مجبور ہوتا کہ وہ اپنے اخراجات میں کمی کرتا۔

جناب والا - دوسری گزارش جو میں کرنے والا ہوں وہ یہ ہے کہ گورنر صاحب کی جو ایگزیکٹو پوسٹ ہے اسکے لئے جو Charged Expenditure ہمارے سامنے زیر بحث ہے سابقہ روایات کے مطابق ہماری ناکامی یہ رہی ہے کہ سیاسی جماعتیں جب بھی ایگزیکٹو کے ہاتھ میں آئیں اس کیلئے اخراجات چارج کئے گئے جیسا کہ آج چارج کئے جا رہے ہیں۔ لیکن کام اب تک سیاسی جماعتوں کا کیا گیا اس طرح اس سے قوم کو اس کے حصے سے ہمیشہ محروم رکھا گیا اور ہمیشہ کیلئے محروم رکھنا خوش کن امر نہیں ہے۔ جیسا کہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنر ہاؤس میں ابتدا سے جو وقت گذرا ہے اس میں پیپلز پارٹی کے ممبر نیشنل اسمبلی اور ممبر صوبائی اسمبلی کے علاوہ پیپلز پارٹی کے ورکرز پر بھی جو اخراجات ہوئے ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں۔ یہ اخراجات قوم

کی اساتت ہیں۔ ابھی تک کام پیپلز پارٹی کے کارکنوں - پیپلز پارٹی کے ممبر نیشنل اسمبلی اور جماعت کے اراکین کا کیا جاتا رہا ہے کیونکہ ان کے پاس سیکرٹری پیپلز پارٹی صوبائی کا بھی عہدہ ہے۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ ان اخراجات میں اس حد تک کمی کر دی جائے جس حد تک گورنر صاحب نے پیپلز پارٹی کا کام کیا ہے۔

جناب والا۔ یہ اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ ہم جتنے بھی سلوکن لگائیں جب تک ہمارے گورنر صاحب جو سامے لئے ایک symbol ہیں اپنے اخراجات میں جو ان کے اٹھنے بیٹھنے - کھانے پینے - چلنے پھرنے اور ان کی رہائش پر خرچ ہوتے ہیں کمی نہیں کرتے اس وقت تک ہمارے وزراء صاحبان اسکی تقلید نہیں کریں گے۔ جب تک ہمارے وزراء صاحبان تقلید نہیں کریں گے قوم کا باشعور طبقہ اسکی تقلید نہیں کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیاد ہلا دینے والی بات ہے۔ بظاہر یہ تنقید نظر آتی ہے لیکن میں یہ ایمانداری سے محسوس کرتا ہوں کہ ایک فرد واحد کی اس حرکت سے اسکے اس عمل سے اخراجات میں بچت ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بچت بہت ضروری ہے اور ہر حالت میں ہونی چاہیے۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے)۔ جناب والا۔ میری بد قسمتی ہے کہ مجھے ضروری معاملہ کے سلسلہ میں اجلاس سے کچھ عرصہ غیر حاضر رہنا پڑا۔ جیسا کہ کل میں نے اپنی تقریر میں عرض کیا تھا کہ چینی وفد بہانہ تشریف لا رہا ہے میں ان کو receive کر کے وہاں سے آ رہا ہوں۔ اس لئے میں اس معزز ایوان کے معزز ممبران کی بحث سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکا۔ بہر حال موضوع زیر بحث Charged Expenditure ہے۔ یہ بجا ہے کہ اس پر ووٹنگ نہیں ہوتی لیکن ایوان کو یہ پورا اختیار ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔ ہم اس سلسلہ میں اس بحث کیلئے پوری طرح سے حاضر ہیں۔

جناب والا۔ بہت سے دوستوں نے فرمایا ہے کہ یہ خرچ کم ہونا چاہیے تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ چونکہ مساوات کا نام لیا گیا ہے۔ وعدے کئے گئے ہیں اگر ایک gesture ایک نشانی اس طرح کر دی جاتی تو اس سے بہت اچھا اثر پڑتا۔ جناب والا۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارا ملک جس حالت میں ہے

اس میں جتنی کفایت سے کام لیا جا سکے لینا چاہئے۔ اس سلسلہ میں ہم کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ آپ یقین رکھیں جہاں پر کفایت ہو سکتی ہے کفایت کی جاتی ہے لیکن یہ کفایت کسی صورت میں قومی وقار کی قیمت پر نہیں کی جائے گی۔

جناب والا۔ وہ سالک جہاں پر نہ صرف سوشلزم بلکہ کیمونزم کا نام لیا جاتا ہے۔ وہاں بھی پبلک کے بہت سے ادارے ہیں۔ ان کو maintain کرنے کیلئے اور قومی وقار کو بحال رکھنے کیلئے رقم خرچ کی جاتی ہے۔ یہ ایوان بھی ایسی جگہ پر جہاں اصطبل ہو منعقد کیا جا سکتا ہے لیکن اس ایوان کے درو دیوار

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میرے ماضی دوست نے اصطبل کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان الفاظ کو واپس لیں۔

مسٹر سپہنگو۔ انہوں نے یہ نہیں کہا ہے کہ یہ ایوان اصطبل ہے لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ یہ زیادتی ہے۔

مسٹر سپہنگو۔ وہ یہ نہیں چاہتے ہیں کہ وہاں اجلاس منعقد ہو۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ امیر عبداللہ روکڑی صاحب نے میری تائید فرمائی ہے کہ جس طرح اصطبل میں اجلاس نہیں ہونا چاہئے یہی حالت ہے کہ یہ ایک قومی ادارہ ہے ہم اسکے وقار کو کسی صورت میں معزوم نہیں کر سکتے۔ اس خوبصورت در و دیوار کے متعلق آپ بہت کچھ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں اونچی کرسیاں۔ قالین اور مائیک وغیرہ نہ ہوں یقیناً اسکے بغیر بھی گزارا ہو سکتا ہے لیکن یہ چیز میری یا آپکی یا میری کسی معزز رکن کی ذاتی ملکیت نہیں ہے یہ پوری قوم کی ملکیت ہے۔ اس لئے ہم سب اس بات کیلئے آمادہ ہیں کہ اس ایوان کا وقار بلند ہو۔ میں نے تو صرف ایک مثال دی تھی کہ اگر آپ سوشلسٹ یا کیمونسٹ ممالک میں چلے جائیں ان کا اپنی ذات پر کچھ خرچ نہیں آتا بہت کم خرچ کرتے ہیں چونکہ آپ قوم کے نمائندے ہیں اس لئے آپکی دیکھ بھال پر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ چین میں کسی وزیر یا وزیر اعلیٰ یا وزیراعظم یا چیئرمین کی دیکھ بھال کیلئے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص اس کام کیلئے قیمتی ہے دیکھنے میں بظاہر دو ہزار روپیہ تنخواہ بڑی بات ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر اس مقام پر آپ ایک ایسے شخص کو دو ہزار روپیہ دیکر بٹھا دیتے ہیں جو لاکھوں نہیں کروڑوں روپوں پر قلم چلاتا ہے اور صحیح چلاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں وہ شخص دو ہزار روپے لینے میں حق بجانب ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ اسکا ایک ایک فیصلہ قوم کو کروڑوں کا فائدہ پہنچاتا ہو تو دو ہزار کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کو اختیار دینے کیلئے اس جگہ پر پہنچایا جاتا ہے اسکو اچھے لباس کی ضرورت ہے۔ اسکو تھوڑی سی distinction دے دیتے ہیں distinction کی عزت اتنی نہیں ہے بلکہ یہ تو ان جذبات کا اعتراف ہے۔ اظہار ہے کہ وہ قوم کی خاطر کام کرتا ہے۔ جناب والا۔ میں قومی اداروں کی بات کر رہا ہوں ایک علاقے یا صوبہ کا گورنر بھی پورے علاقے کا ترجمان ہوتا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا۔
میں وزیر موصوف سے اخراجات کے متعلق وضاحت چاہتا ہوں کہ وہاں کے گورنر پریزیڈنٹ اور وزراء صاحبان اگر وہ رولنگ پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں تو کیا ان کے اخراجات زیر بحث آ سکتے ہیں۔

وزیر خزانہ۔ چین ۷۰ کروڑ عوام کا ملک ہے۔ جہاں تک
اخراجات کا تعلق ہے دنیا بھر میں ہم انکے مقابلہ میں سب سے کم اخراجات کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ گورنر محض ایک فرد ہی نہیں ہوتا وہ صوبے کا نمائندہ ہوتا ہے صدر بھی اسی طرح ہے وہ اپنے ملک کا نمائندہ ہوتا ہے۔ انکے اخراجات کا قوم معاہدہ کر سکتی ہے جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین کی یہ غلط فہمی ہے۔ اگر وہ یہ سمجھیں کہ جو رقم گورنمنٹ ہاؤس پر خرچ ہوتی ہے وہ اسکی جیب میں چلی جاتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ جناب والا۔ جو کچھ ہوتا ہے ایمانداری سے ہوتا ہے پھر حضور والا بیرونی ممالک سے بھی سربراہ آتے ہیں کمانڈر ان چیف آتے ہیں دوسرے وفد بھی تشریف لاتے ہیں۔ جنکی میزبانی کرنی ہوتی ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ گورنر کے پاس Discretionary Fund ۴۰ ہزار روپے ہیں یہ ۴۰ ہزار اس لئے دئیے گئے

ہیں کہ جب انکے پاس بیوگان - یتیم - محتاج اپنی فرہاد لیکر جائیں تو اس روپیہ سے ان کی مدد کر سکیں - اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ کسی محتاج کی مدد نہ کریں کسی ادارے کو اسکے مشکل وقت میں امداد نہ پہنچے تو وہ علیحدہ بات ہے - جناب والا - اعتراض تو اس وقت ہونا چاہیے جب چالیس ہزار کی رقم میں سے کچھ رقم وہ اپنی ذات پر خرچ کر لیں یا اپنے ساتھیوں پر خرچ کر لیں - کہیں اگر یہ بات نہ ہو تو پھر اعتراض کا کوئی حق نہیں -

بار بار اعتراض اٹھایا جاتا ہے اور میں کئی مرتبہ اس بات کا جواب دے چکا ہوں کہ وزراء کا ہونا ضروری ہے کام صرف سیکرٹریوں ہی سے نہیں لینا - جناب والا - وزراء پوری قوم سے کام لیتے ہیں اور کام کر کے دکھاتے ہیں - ہم نے مثال بن کر ان تہتے ہٹے صحراؤں - تہتی ہوئی گلیوں اور دھول اڑتی ہوئی گلیوں کے لاکھوں عوام کے سامنے کام کرنا ہے - لیکن ہماری یہ فوج اس کام کے کرنے کو بھی تیار ہے شانہ بشانہ ہم تیار ہیں - ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم نے تمہارا ساتھ دینا ہے - بقول ابو زینب - وزراء کی فوج ظفر فوج ہے مگر انکے سپرد بیشمار فرائض ہیں جو انہوں نے ملک اور قوم کی خاطر سر انجام دینے ہیں - کتنے ہی مسائل ہیں اور اگر ان میں اور بھی اضافہ کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہ ہوگی - بشرطیکہ جو خرچ ہونا ہو اسکا خاطر خواہ طریق پر جواز پیش کیا جا سکے - اگر ایک وزیر وہ کام جو اسکے سپرد کیا گیا ہو صحیح طور پر پیش نہیں کرتا تو وہ چیز بھی ناجائز ہوگی - لیکن اگر پندرہ کے پندرہ وزراء کام کرتے ہیں - اپنے فرائض بطریق احسن ادا کرتے ہیں اور ملک کو اتنا فائدہ پہنچاتے ہیں جو ان پر خرچ ہونے والی رقم سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہو تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کوئی خسارے کی بات نہیں - میں اپنے مزراراکن کے سامنے اپنے منہ میں مٹھو نہیں بتنا چاہتا - ایک ایک چھوٹی سے چھوٹی بات وزیر کو بتائی جاتی ہے اور وہ مسائل کو حل کرتا ہے - بعض اوقات چھوٹے چھوٹے مسائل درپیش ہوتے ہیں اور لاکھوں روپیہ کی رقم صوبے کی چلی جاتی ہے - مگر یہ کوئی موقعہ نہیں ہے کہ میں آپکو اس سلسلے میں تفصیلات بتاؤں - ہم حاضر ہیں آپ تشریف لائیں ہمارے حساب کتاب آپ کے لئے کھلے ہیں - ہم کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھتے اور ہم آپکو بتائیں گے کہ جن لوگوں پر آپ اتنے اعتراض کر رہے ہیں وہ ناجائز ہیں - جناب والا -

وہ کونسا ایسا جمہوری ملک ہے جس میں یہ عہدے نہیں ہوتے۔ کیا آپ انکو ختم کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ بھر چاہتے ہیں کہ مارشل لاء کا دور آ جائے؟ جناب والا۔ وزراء کی ضرورت جمہوریت میں ضرور ہوگی۔ اگر آپ ان کی اہمیت نہیں سمجھتے تو دوسرے الفاظ میں آپ جمہوریت کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ آپکو اعتراض ہے کہ وزراء صاحبان پر جو خرچ ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں صوبے کو وہ اتنا فائدہ نہیں پہنچاتے لیکن میں آپکو یقین دلانا ہوں اور ہاؤس کو بھی کہ جب سے یہ حکومت بنی ہے تمام سرکاری شعبوں میں جب سے وزراء نے اپنا اپنا کام سنبھالا ہے انہوں نے دیکھا کہ لاکھوں قسم کی خرابیاں تھیں لیکن اب انکی اصلاح ہو چکی ہے۔ بچتیں شروع ہو چکی ہیں۔ وزراء خرچ کرنے کے لئے نہیں بلکہ محاسبہ کرنے کے لئے ہیں اور یہ بات دیکھنے کے لئے کہ کونسی بات پر غلط خرچ ہو رہا ہے۔ ہمارے وزراء نے ہمیشہ زیادہ احتیاط برتی ہے اس لئے کہ وہ اس اسمبلی میں جوابدہ ہیں یا اس اسمبلی میں جوابدہ ہرنا ہے۔ بلکہ ہم جوابدہ اس وسیع ترین اسمبلی میں ہیں جو عوام کی اسمبلی ہے اور ہم جوابدہ اس وسیع ترین اسمبلی میں ہیں جو حشر کے روز منعقد ہوگی۔ ہم جوابدہ آہکے سامنے ہیں۔ قوم کے سامنے ہیں ہم جوابدہ خدا کے سامنے ہیں۔ ہم جوابدہ اپنی ضمیر کے سامنے ہیں اور ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ جب ہمارا حساب ہوگا تو ہم سرخرو ہونگے۔

مسدود سپیکر۔ مطالبہ زر نمبر ۹ پر بات دس بجکر تیس منٹ پر شروع ہوگی۔

مطالبات زر پر رائے شماری

مطالبہ نمبر ۹

مسدود سپیکر۔ وزیر خزانہ صاحب۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک رقم جو ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۷۳ء کے دوران آبپاشی، آبی راستوں، ہشتہ بندی اور نکاسی آب کے بارے میں اخراجات کار (جن کے لئے

حسابات سرمایہ رکھے جائیں گے) بشمول مصارف
عملہ آبپاشی کے سلسلے میں برداشت کرنے پڑیں
گے۔

مسٹر سہیل پکڑ۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ایک رقم جو ۲۱,۱۷,۶۹,۰۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون
۱۹۷۳ء کے دوران آبپاشی، آبی راستوں، پشتہ بندی
اور نکسی آب کے بارہ میں اخراجات کار (جن کے
لئے حسابات سرمایہ رکھے جائیں گے) بشمول مصارف
عملہ آبپاشی کے سلسلے میں برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سہیل پکڑ۔ حاجی سیف اللہ خان اپنی تحریک تخفیف
رز پیش کریں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش
کرتا ہوں۔

کہ ۱۱,۸۸,۰۱,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد میزان
نکھداشت و مرمت میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر
دی جائے۔

مسٹر سہیل پکڑ۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۱۱,۸۸,۰۱,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد میزان
نکھداشت و مرمت میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر
دی جائے۔

وزیر مال آبپاشی و بوقی قوت۔ جناب والا۔ میں اس کی
مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سہیل پکڑ۔ اگلی تحریک تخفیف زر سردار عطا محمد خان کی
ہے۔ معزز رکن حاضر نہیں۔ لہذا تحریک کالعدم متصور ہوگی۔

چوہدری امان اللہ لک۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا
ہوں۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکسی
آب کے بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات
سرمایہ رکھے جائیں گے بشمول مصارف عملہ آبپاشی
میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکسی
آب کے بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات
سرمایہ رکھے جائیں گے بشمول مصارف عملہ آبپاشی
میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

وزیر مال آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا۔ میں اس
کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ اگلی تحریک راؤ محمد افضل خان کی ہے۔

راؤ محمد افضل خان۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا
ہوں۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکسی
آب کے بارے میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات
سرمایہ رکھے جائیں گے بشمول مصارف عملہ آبپاشی
میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکسی
آب کے بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات
سرمایہ رکھے جائیں گے بشمول مصارف عملہ آبپاشی
میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

وزیر مال آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا۔ میں اس کی
مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ چودھری کلیم اللہ اپنی تحریک پیش کریں۔
چودھری کلیم اللہ۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکسی
آب کے بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات
سرمایہ رکھے جائیں گے بشمول مصارف عمدہ آبپاشی
میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکسی
آب کے بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات
سرمایہ رکھے جائیں گے بشمول مصارف عمدہ آبپاشی
میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

وزیر مال۔ آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا۔ میں اس
کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ علامہ رحمت اللہ ارشد۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش
کرتا ہوں۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکسی
آب کے بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات
سرمایہ رکھے جائیں گے بشمول مصارف آبپاشی میں
بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۱۷ (۱) آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور
نکسی آب کے بارہ میں اخراجات کار جن کیلئے حسابات سرمایہ

رکھے جائیں گے بشمول مصارف عملہ آبپاشی
میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے۔

وزیر مال آبپاشی و برقی قوت - جناب والا - میں اس
کی مخالفت کرتا ہوں۔

شیخ عزیز احمد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں گزارش
کرنا چاہتا ہوں کہ تمام کی تمام تعاریف زبردستی پر ایک مرتبہ
بحث کی جائے یا علیحدہ علیحدہ جہاں تک علامہ رحمت اللہ ارشد
کا تعلق ہے۔ اس ضمن اول (A) ۱۱۳ کا حوالہ دیتا ہوں یہ
policy cut ہے جو بقدر ایک روپیہ رکھا گیا ہے۔ لیکن (۱)
۱۱۳ میں یہ کہا گیا ہے

that the amount of the demand be reduced to Rupee One.

ایک تو یہ تکنیک غلطی ہے دوسری یہ ہے۔

“Representing disapproval of the policy underlying
the demand. Such a motion shall be known as
“Disapproval of Policy cut.” A member giving notice
of such a motion shall indicate in precise terms the
particulars of the policy which he proposes to discuss.
The discussion shall be confined to the specific
point or point mentioned in the notice and it shall be
open to members to advocate an alternative policy”.

جناب والا - جو علامہ صاحب کی کٹ موشن ہے اس میں

لکھا ہے :

“Matter ought to be discussed: The policy under-
lying the demand”.

اس میں Particulars of the Policy نہیں دیتے ہیں کہ کون سے
ہوائنٹس ہیں جو انہوں نے زور بحث لانے ہیں۔ اس لئے میری
گزارش ہے کہ اس کو آپ disallow کریں۔

جہاں تک دوسری پالیسی کا تعلق ہے وہ بھی نمبر ایک

یہ ہے۔ وہ یہ ہے :

“That the sum of Rs. 11,88,01,000 on account of Total
Maintenance and Repairs be reduced by Rs. 100.

Matter ought to be discussed: The inefficient working
of the Tubewells installed by the Irrigation Depart-
ment”.

Sir, Rule 114(c) provides -

That the amount of the demand be reduced by Rs. 100'00, in order to ventilate a specific Grievance which is within the sphere of the responsibility of the Government. Such a motion shall be known as "Token Out" and the discussion thereon shall be confined to the particular grievance specified in the motion".

Mr. Speaker : Next.

Sheikh Aziz Ahmad : Second motion has not been moved. The third motion is—

"Matter ought to be discussed: The shortage of water in the Irrigation Channels of the province.

The fourth motion is—

"The inefficient working of the Tubewells installed by the Irrigation Department.

The fifth motion is—

"The inefficient working of the Tubewells installed by the Irrigation Department and short supply of water in Irrigation Channels.

Mr. Speaker : Does not the member consider it a specific grievance

Sheikh Aziz Ahmad : "In efficient working of the Tubewells, yes Sir, it is true that this is a specific grievance.

لیکن تقریباً ساری ایک جیسی ہیں ماسوائے پانچویں کے۔

Mr. Speaker : 1 to 5 are correct.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I would request that all this time, which has been wasted, may be deducted from the time of the Member.

Mr. Speaker : From the next point of order of the Member or from his next speech

Sheikh Aziz Ahmad : The member has said that it was a "waste of time"

Mr. Speaker : I have not heard it and he never meant that. Yes Haji Saifullah Khan.

ہاجی سعید سیف اللہ خان - (رحیم یار خاں) جناب والا - پہلے مجھے یہ فرما دیجیے کہ میرا وقت کتنا ہے تاکہ اس کے اندر رہوں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میری دو کٹ موشنز دونوں کو اکٹھا کر لوں یا فرداً فرداً ذکر کروں۔

مسٹر سپیکر - اگر آپ دونوں کو اکٹھا کر لیں تو کچھ رعایت ہو جائے گی - پندرہ سولہ منٹ آپ کو مل جائیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا۔ جہاں تک حکمہ انہار کی کارکردگی کا تعلق ہے۔ میں اس ضمن میں واضح کر دوں کہ حکمہ انہار کا زیادہ تر تعلق زراعت سے ہے اور زراعت کا زیادہ تر تعلق اس ملک کی آبادی سے ہے اور وہ ۸۹ فیصد آبادی زراعت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت اور آلات آبپاشی دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں کیونکہ آبپاشی کے بغیر زراعت نہیں ہو سکتی۔ تو میں کہوں گا کہ آبپاشی کا نظام اس صوبے کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے اور اس ملک کی معیشت کا دارو مدار زراعت پر ہے جو کسی حالت اور کسی صورت میں قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ ایک مسئلہ اس ہے کہ اس وقت ہمارے صوبے کو پانی کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے۔ جو بہت سنگین بنا ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پانی کی کمی کی وجہ سے نہ تو ہماری زراعت خاطر خواہ طریق پر ہو رہی ہے اور نہ ہماری صنعت صحیح طریق پر چل رہی ہے کیونکہ صنعت کا تعلق پیداوار سے ہے اور پانی کے بغیر پیداوار ممکن نہیں ہے۔ اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ کام جائے کہ ہمارے ملک میں پانی کی کمی ہے تو میں یہ قطعاً ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے ملک میں پانی بہت ہے لیکن پانی کی تقسیم غلط طریق پر ہو رہی ہے۔ اس تقسیم میں سب سے زیادہ حق تعلق پنجاب کی ہو رہی ہے۔ اور پنجاب سے زیادہ حق تعلق بہاولپور کی ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پنجاب کے ساتھ آپ ہی یہ سلوک نہیں ہو رہا بلکہ ہمیشہ سے پنجاب قربانیوں کا شکار رہا ہے۔ لیکن پنجاب نے کسی شعبہ میں اپنی قربانی کو کم نہیں کیا پنجاب کو قربانی کے لئے جس وقت لٹکرا گیا اس نے ہمیشہ اپنا سینہ کھول کر رکھا۔ لیکن پنجاب جب اپنا حق مانگتا ہے اور جب پنجاب کے عوام اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں تو انکو انکے حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ اس ہے کہ مالیہ سب سے زیادہ پنجاب سے وصول کیا جاتا ہے لیکن اسے اسکا حق دینے کی بجائے اسی کے حق میں سے دوسرے صوبوں کو دیا جاتا ہے۔ جس طرح سے یہ پانی کا مسئلہ ہے

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب اپنا سب کچھ دے سکتا ہے پنجاب اپنی جانیں دے سکتا ہے۔ پنجاب قربان ہو سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ موکرز بھی پنجاب کی ضروریات کا خیال رکھے انہیں پنجاب کو نشانہ نہیں بنانا چاہئے۔ پنجاب کے غریب کروڑوں زمیندار کاشت کار اور مزارع جنگیے مثبت روزگار پائی سے وابستہ تھے وہ آج ایک پانی کی بوند کو ترس رہے ہیں۔ آج جا کر دیہاتوں میں دیکھئے کسانوں سے پوچھئے ان کے لئے پانی زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ آپکو جو گوشوارے بھیجے جاتے ہیں۔ وہ سب صحیح ہوتے ہیں اور تخمینے کے مطابق ہوتے ہیں یا نہیں ان سے ہمیں غرض نہیں ہے اور نہ ہی میں انہیں صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آج دیہاتیوں سے پوچھئے۔ کسانوں سے پوچھئے۔ مزارعین سے پوچھئے۔ وہ چاول کی کاشت نہیں کر سکتے کہاس کی کاشت نہیں کر سکتے۔ اب یہی دو چیزیں ملک میں رہ گئی ہیں ہٹ سن کو ہم پہلے ہی خاتمہ کر چکے ہیں۔ سارے ملک کی معیشت کا دار و مدار کہاس پر ہے اور ان حالات میں ۲۰ فیصد کہاس کی بیجائی نہیں ہوئی ہے اور موسم ختم ہو گیا ہے۔ اس وقت تک تو سو فیصد بیجائی ہونی چاہئے تھی۔ اس بارے میں میں جناب والا کے توسط سے حکومت پنجاب اور حکومت پنجاب کے توسط سے مرکز کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ خدارا پنجاب کو قربانیوں کا نشانہ نہ بنائیں پنجاب کو اس کا صحیح حق دیں۔ جہاں تک یہ کہنے کا تعلق ہے اور اعلان کے ذریعے ہمیں یہ تاثر دیا جاتا رہا ہے کہ پانی کے متعلق فیصلے ہو جائیں گے۔ فضل اکبر رپورٹ پر عمل درآمد ہونے والا ہے۔ جناب والا۔ مجھے وزیر خزانہ کی تقریر سے مایوسی ہوئی ہے جس میں پنجاب کو پھر اس وعدہ فردا پر ٹال دیا گیا ہے۔ کہ ابھی فیصلہ ہونے والا ہے۔ اب ہمیں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ میں ان سے کہہ کر رہا ہوں ہمیں ان سے کوئی گلہ نہیں۔ ہمیں ان سے کسی قسم کی معاصمت نہیں یہ بات اپنے حق کے لئے کہی جاتی ہے میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ کس قدر پانی ضائع ہو رہا ہے آپ کوٹلی بیراج سے آگے جا کر دیکھیں کہ کتنا پانی سمندر میں گر رہا ہے۔ جب ایک

طرف پنجاب کی معیشت کو تباہ کرنے کی سازش ہے تو دوسری طرف پنجاب سے ہر قسم کی قربانیوں کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ آپ اس بارے میں صوبہ سرحد اور بلوچستان سے کیوں قربانیاں نہیں مانگتے جب کہ آپ کی حکومت یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے۔ ازراہ کرم نہ آپ سندھ کی حق تلفی کیجئے نہ پنجاب کی کیجئے۔ ہر صوبے کو اس کے جائز حقوق دیجئے۔ آپ اپنی ذاتی مصلحتوں کے لئے حقوق کو قربان نہ کریں

جناب والا۔ میں گذارش کروں گا۔ کہ جس طرح پنجاب کی حق تلفی کی جا رہی ہے اس طرح بہاولپور کی بھی حق تلفی کی جا رہی ہے۔ بہاولپور کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چشمہ بیراج قائم کیا گیا تھا۔ چشمہ بیراج سے نہروں نکالی گئی تھیں۔ جو بہاولپور کو سیراب کرتی تھیں۔ ان کے اوپر کروڑوں روپیہ خرچ کیا گیا اور کروڑوں روپے اسکی پلاننگ پر صرف ہوئے تھے پانی کی مقدار کو مد نظر رکھا گیا تھا۔ بہاولپور کے حق کو مد نظر رکھا گیا تھا لیکن مجھے اسوس ہے کہ اگرچہ ان نہروں پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا گیا مگر یہ نہروں چل نہیں سکیں۔ پہلی حکومتوں کے دور میں تو تھوڑا بہت پانی آگیا تھا مگر اب وہ نہروں بالکل خشک پڑی ہیں۔ ان نہروں کی خشکی کا عالم یہ ہے کہ بہاولپور ریگستان بن رہا ہے۔ میں آپکی توجہ اس پر مبذول کراؤنگا کہ ان منصوبوں پر پلاننگ ہو چکی ہے۔ خدارا ان منصوبوں پر عمل درآمد کرائیں اور ان نہروں میں پانی چلائیں۔ ان سے کام لیا جائے اور خاص طور پر ان کے حقوق کو پورا کیجیے جن کی حق تلفی ہوتی رہی

۴

جناب والا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ کروڑوں روپے خرچ کر کے ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں مگر انسوں اس بات کا ہوتا ہے کہ محکمہ ایک ہوتا ہے مشینری بھی ایک ہوتی ہے لیکن اس کے اوپر کنٹرول نہیں رکھ سکتی۔ میں آپ کو واضح مثال دیتا ہوں کہ ہرے حلقہ نیابت تحصیل لیاقت پور میں چار ماٹرز ٹیوب ویل لگانے کی سکیم منظور ہوئی۔ الہ آباد ماٹرز خان بیلا ماٹرز اور نوان کوٹ ماٹرز پر شاید ٹیوب ویل لگ گئے ہیں لیکن پورے دو سال تک تنصیب شدہ ٹیوب ویل

بغیر بجلی کی فراہمی کے پڑے رہے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم بھی جا کر منت سماجت کرتے رہے۔ آپ کہیں گے میں دو سال پہلے کا حوالہ دے رہا ہوں لہذا اسکا تعلق پچھلی حکومتوں سے ہے۔ جب آپ نے عنان حکومت سنبھالی تو اسوقت بہن میں جناب وزیر آبپاشی و برقی قوت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیکرٹری صاحب (کی خدمت میں بھی میں نے چار چکر لگائے اور کہا کہ صاحب دو سال سے ٹیوب ویل مکمل ہو چکے ہیں۔ ٹیوب ویل تیار ہو چکے ہیں۔ (سب زمیندار ممبر صاحبان اچھی طرح جانتے۔ ہیں کہ اگر ٹیوب ویل دو مہینے متواتر نہ چلے تو اس کا فلٹر تباہ ہو جاتا ہے)۔ اور صرف آپ نے ان کو بجلی کا کنکشن دینا ہے۔ باوجود اس کے کہ بجلی اور آبپاشی کا محکمہ ایک ہی منسٹر کے پاس تھا مگر دو سال تک ان کو بجلی نہ مل سکی وہ کروڑوں روپیہ جو کہ دو سال پہلے خرچ ہو چکا تھا اس سے دو سال پہلے لوگ استفادہ کر سکتے تھے اور اس ملک کی معیشت اور پیداوار کو بڑھا سکتے تھے۔ مگر اس سے ہم محض نا اہلی کی وجہ سے محروم رہے تو اب اگر ایک مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ سے بجلی ملی ہے تو وہ بھی پوری نہیں ملی۔ اگر کسی کینال پر دس ٹیوب ویل ہیں تو ان میں سے پانچ کو بجلی ملی ہے۔ پانچ اب بھی ویسے بیکار پڑے ہیں۔ اگر یہی صورت حال رہی اور اسی طرح سرمایے کا ضیاع ہوتا رہا۔ اسی طرح بد عنوانیاں رہیں اور غفلت شعاری سے کام لیا جاتا رہا تو یقین جانیں کہ آپ ملک کی معیشت کو بلند نہیں کر سکیں گے اور آپ اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے میں قطعاً کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ جو آپ نے اس بجٹ میں دکھایا ہے تو میں گزارش کروں گا کہ ازراہ کرم اپنے ٹارگٹ کو پورا کرنے کے لئے آپ اپنے تمام وسائل سے کام لیں۔ جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے آپ پیداوار نہیں بڑھا سکیں گے۔ جب تک پانی نہیں دیں گے انڈسٹری نہیں چلا سکیں گے۔ جب تک پانی نہیں دیں گے آپ اپنی اشیا باہر بھیجنے کے قابل نہیں ہوں گے اور آپ کو زرمبادلہ نہیں مل سکے گا۔ یہ سارا بجٹ ایک کاغذی بیجٹ ہوگا اور عوام میں بد حالی اور پریشانی کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔

اس کے ساتھ ساتھ میں جناب کی توجہ ایک اور منصوبہ کی طرف بھی مبذول کراتا ہوں کہ ۱۹۶۹ء میں میرے علاقے تحصیل

لیاقت پور کے لئے سکارپ کی تجویز منظور ہوئی۔ جس کے لئے ۴ کروڑ روپیہ منظور کیا گیا۔ کیونکہ میری تحصیل میم زدہ ہو چکی ہے۔ شور کار اس میں انتہا سے زیادہ پہنچ چکا ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنی زمینوں پر ہل چلا کے زمینوں کو کاشت کر کے سال بھر کی روزی کمایا کرتے تھے۔ اب زمینیں تو ان کی بدستور ہیں وہ مالک بھی بدستور ہیں مگر وہ اس قابل نہیں کہ اس میں کاشت کر سکیں وہ بھیک مانگ رہے ہیں۔ ان کی زمینوں کو re-claim کرنے کے لئے ان کی زمینوں کو دوبارہ تیار کرنے کے لئے سکارپ کا منصوبہ بنایا گیا تھا اور اس کے لئے پیسہ بھی منظور ہو گیا۔ فرضہ بھی کاغذات میں منظور ہو چکا ہے۔ اور اس وقت کے سابق وزیر آبپاشی بھی خوش قسمتی سے اس ایوان میں موجود ہیں۔ وہ سکیم منظور شدہ ہے۔ اس پر عمل درآمد ہونے والا تھا۔ مگر انسوس ہے کہ اس کے بعد وہ ابھی تک کاغذوں کی زینت ہی بنی ہوئی ہے۔ اس پہ ابھی تک کسی نے توجہ نہیں دی اور باوجود اس کے کہ وہ سکیم ریکارڈ پر ہے فائلوں میں ہے۔ لیکن بحث کی ان چھ ضخیم کتابوں میں اس کا کہیں ذکر تک نہیں آیا۔ آپ اپنی ایسی منظور شدہ سکیموں اور اہم منصوبوں جن پر ایک ضلع کی ساری معیشت کا دار و مدار ہے کا یہ حشر کیوں کرتے ہیں۔ وہ لوگ ابھی تک اس امید پہ جی رہے ہیں کہ کس وقت اس منصوبہ کی تکمیل ہوگی کس وقت وہ اپنی زمینوں پہ آباد ہوں گے۔ کس وقت ہم انہیں re-claim کریں گے۔ مگر انسوس کہ ان چیزوں پر قطعاً کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب والا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ نہر میں جو پرانا نظام وارہ بندیوں کا چل رہا ہے وہ بھی زمینداروں کے لئے مزارعین کے لئے نہایت پریشان کن ہے۔ براہ کرم جہاں آپ اپنے وسائل آبپاشی لوگوں تک پہنچانے میں پوری دلچسپی لے رہے ہیں۔ ان کو پوری سہولتیں فراہم کر رہے ہیں وہاں وارہ بندیوں کی تقسیم کے طریق کار کو مناسب طور پر بھی سہل بنانے کی کوشش کریں۔ اور ایسے طریقے وضع کریں جن سے عام لوگوں کو سہولت ہو اس کے ساتھ ساتھ جناب والا۔ میں عرض کروں گا

کہ اس بجٹ میں دوہرے آبیانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دوہرا آبیانہ ان لوگوں سے وصول کیا جائے گا جو ان ٹیوب ویلوں سے استفادہ کریں گے۔ میں آپ کو عرض کروں گا ان ٹیوب ویلوں کے لگائے گئے دو مقاصد تھے۔ بعض جگہوں پہ یہ ٹیوب ویل اس مقصد کے لئے لگائے گئے تھے کہ وہاں پانی کی فراوانی ہو بعض جگہ اس لئے لگائے گئے کہ وہاں سیم زیادہ ہو گئی تھی۔ sub-soil water کاٹی اور آ گیا تھا۔ اس کو نچا کرنے کے لئے یہ ٹیوب ویل لگائے گئے تھے۔

یہ دونوں کام مشتری مقصد کے تحت ہونے تھے۔ یہ ٹیوب ویل ملک کے وسیع تر مفاد کے تحت لگائے گئے تھے۔ اس لئے لوگوں کو وہی آبیانہ دینا ہے۔ جس تناسب سے نہروں کا پانی ملا کرتا تھا اور جس تناسب کا آبیانہ قائم تھا۔ کیونکہ پانی کی بندش کی وجہ سے پانی کے کم ہو جانے کی وجہ سے یا نہروں میں مطلوبہ مقدار میں پانی نہ آنے کی وجہ سے جو منظور شدہ پانی میں کسی واقع ہو گئی تھی اسے پورا کرنے کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ آپ نے کوئی مزید احسان تو زمینداروں یا مزارعین پہ نہیں کیا ٹیوب ویل لگا کر آپ نے انہیں کوئی مزید مراعات نہیں دی ہیں۔ بلکہ ان کے اپنے حق کو پورا کرنے کے لئے آپ نے ٹیوب ویل لگائے ہیں۔ ٹیوب ویل لگنے کے بعد بھی پانی ہمیں اتنا ہی ملتا ہے جتنا پہلے نہریں چلنے کے وقت ملتا تھا تو میں گزارش کروں گا کہ یہ دوہرے آبیانے کی شق بھی ختم کی جائے۔ آبیانہ پانی کے مطابق ہی لگایا جاتا ہے۔ آپ کے ٹیوب ویل بھی چلیں نہریں بھی چلیں تو پانی اتنا ہی آتا ہے جتنا پہلے وقت کی نہروں کے چلنے سے آتا تھا۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس آبیانے کے بارے میں توجہ فرمائیں اور آبیانے کی شرح اتنی ہی رکھیں جتنی نہریں پانی گے اور اس دوہرے آبیانے کا سلسلہ ختم کر دیں۔

جناب والا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میرے علاقے میں ایک سکیم ہے جو بڑی توجہ طلب ہے۔ بہاری مائینر ہے۔ اس کے آر ڈی ۸۲ ہزار پنچند کھنال کے اوپر جناب والا۔ ایک نہر نکلتی ہے بہاری مائینر۔ اس نہر کی کیفیت یہ ہے کہ یہ ایک regulated سسٹم پہ چلتی ہے مگر چلتی ایسے ہے جیسے دریائی سسٹم کی نہریں چلائی جایا کرتی تھیں کہ دریا میں طغیالی آ گئی تو

۲۰ جون ۱۹۷۲ء

نہر چل پڑی اور دریا میں طغیانی ختم ہوئی تو نہر ختم - یہ میں ۱۹۷۷ء کی نہر کا ذکر کر رہا ہوں آج بھی ہمارے پاس ایسی نہریں موجود ہیں جو regulated ہونے کے باوجود ابھی تک دریائی سسٹم پہ چل رہی ہیں - اس کے لئے ایک تجویز منظور ہوئی کہ ۸۲ ہزار کو head up کرنے کے لئے کہ جب پانی کی سطح کم ہو تو وہاں یہ دروازے لگا دیئے جائیں - ان دروازوں کے ذریعے پانی کی سطح اتنی رکھی جائے جس سے نہر پوری چل سکتی ہو - وہ سکیم جناب والا منظور ہوئی - اس سکیم کے لئے قریباً ۴ لاکھ روپے کے آہنی دروازے خرید کر لیئے گئے وہ آہنی دروازے وہاں پر موجود پڑے ہوئے ہیں مگر اس وقت تک ان کو نصب نہیں کیا گیا - چار لاکھ روپے کا خرچ کر کے انکو خریدا گیا - موقع پر پہنچا دیئے گئے مگر دس بیس ہزار روپے اس عرصے میں نہ نکل سکے کہ انہیں نصب ہی کر دیا جائے - کہا جائے کہ صاحب یہ پرانی سکیم ہے تو اس کے لئے بھی میں عرض کروں کہ اس بارے میں بھی بارہا گزارشات حکام متعلقہ کو کر چکا ہوں ان کی توجہ اس حکومت کے دور میں دسمبر ۷۱ء کے بعد سے آج تک کئی مرتبہ اس طرف دلا چکا ہوں کہ خدارا اس پر بھی توجہ فرمائیں اور اس کو بھی آپ مکمل کریں - مگر آج تک اس طرف توجہ نہیں دی گئی - اتنی رقم خرچ ہو جاتی ہے پھر ضائع کر دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے - میں کہتا ہوں اگر اپنے وسائل کو صحیح معنوں میں کام میں لائیں اگر ان کے ضیاع کی طرف توجہ کریں - ان کا صحیح مصرف کریں تو ہمارا ملک غریب نہیں ہے - اور انشاء اللہ العزیز ہم بھی ان ملکوں کے شانہ بشانہ چل سکتے ہیں جو اپنے آپ کو ترقی یافتہ ملک کہتے ہیں - شرط یہ ہے کہ ہم دیانت دار بن جائیں - ہم ایک ایک پائی کے خرچ کو ایک ایک پائی کے مصرف کو اس طرح کریں جس طرح اپنے گھر کے پیسے کو خرچ کرتے ہیں -

مسٹر سپیکر - اب اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے ۲۵-۱۱
 پر دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوگی - اس وقت چودھری امان اللہ لک
 تقریر کریں گے -

(اس مرحلہ پر گیارہ بجکر بیس منٹ تک کھٹے ایوان کی کارروائی
 ملتوی ہوگئی)

(مسٹر سپیکر کی زیرمداوت ایوان کی کارروائی شروع ہوئی)

چودھری امان اللہ لک (کجرات - ۸) - جناب سپیکر - میں اس معزز ایوان کے علم میں وہ حقائق اور واقعات لانا چاہتا ہوں جو پیپلز پارٹی کے اس پروگرام جس کے وہ دعوے دار ہیں - پیپلز پارٹی کے فنانس منسٹر صاحب کے اس بجٹ جن کو وہ بڑے خوبصورت الفاظ میں پیش کر رہے ہیں - اس کی بنیادیں ہلا دینے والے ہیں - اس ملک کی معیشت جس کا انحصار زراعت پر ہے - اس کو جس انداز سے ماضی میں پس پشت ڈالا گیا - وہی طریقہ کار اب بھی جاری ہے - تو میں بجٹ پر ان کی تنقید برائے تنقید نہیں کر رہا - بلکہ میں ان کا ایک پرانا دوست اور ساتھی ہونے کی حیثیت سے حالات اور واقعات ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں - وہ واقعات آپ نوٹ فرمائیں - ایک یہ کہ مالک اور مزارع کا جو تنازعہ ہے اور جو نفرت کے بیج انہوں نے بوئے تھے - وہ ان کی جڑیں کاٹ چکا ہے - اور دوسرے پانی کی کمی اور ٹیوب ویلوں کی بدانتظامی - جناب والا - سکارپ - نمبر ۱-۲-۳-۴ کے معرض وجود میں آنے کے بعد نہروں میں جو پانی کی کمی ہے - اس کی وجہ سے حقیقتاً پیپلز پارٹی کے اس پروگرام سے ان میں نفرت پیدا ہوگئی ہے - میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر وزیر صاحبان نے اور موجودہ گورنمنٹ نے اس پر قابو نہ پایا تو ان کے پروگرام کی اس ایوان کے باہر کوئی وقعت نہ ہوگی - کیونکہ ۸۵ فیصد آبادی اس سے انحراف کر چکی ہے - یہ جاسے موجی دروازے میں رہ جائیں گے - یا پھر اس ایوان میں رہ جائیں گے - اس لئے ۸۵ فیصد آبادی کی ضروریات پر نگاہ رکھیں -

اب میں چند واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں - جیسا کہ میرے دوست سیف اللہ صاحب نے فرمایا - پنجاب کا ہمیشہ استحصال کیا جاتا رہا ہے - اب بھی مجھے یہ تردد ہے کہ کیا بڑتا ہے کہ پنجاب کی لیڈرشپ جو اس وقت مسلط ہوئی ہے - دروں پردہ سندھ کو تحفظ دے رہی ہے اور میرے وہ دوست جو دلی طور پر پنجاب کے کاشتکاروں کے لئے کچھ کرنا بھی چاہیں تو میرا خیال ہے کہ اندروں پردہ ان کی بہت سی دشواریاں ہونگی - ان کی خوشنودی کے پیش نظر پانی سے جو محروم کیا جا رہا ہے - میرا خیال ہے کہ مسٹر سیف اللہ صاحب اس کے متعلق بہت بحث کر چکے ہیں - میں صرف چند واقعات لونگا - مثلاً پانی کا انتظام اچھا نہیں ہے اور کس لئے اچھا نہیں میں صرف وہ عرض کرونگا - جناب والا - پانی کم کر دیا گیا - اس کی بجائے اس کو سرکاری ٹیوب ویل سے substitute کیا گیا ہے جب سرکاری ٹیوب

ویل لگانے گئے تھے تو اس میں پروویژن یہ رکھی گئی کہ ان کے channels ہونگے اور channels کے ذریعہ مخصوص علاقہ کو وہ سیراب کرینگے۔ لیکن ہوا یہ کہ جو channels منظور کیے گئے تھے ان میں بہت بڑے بڑے کھپ تھے۔ لیکن پروویژن یہ تھی کہ سرکاری channels بنائے جائیں گے جیسے کہ نہروں کے ہیں۔ اور اسکے بعد اس رقم کو سیراب کریں گے۔ لیکن وہ channels آج تک نہ بن سکے۔ نہ بن سکیں گے اور نہ بننے کی امید ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض gaps جو تھے ان میں وہ channels نہ جا سکے۔ میں دعویٰ سے عرض کروں گا کہ سرکاری ٹیوب ویل جو لگانے گئے ہیں کسی کا چینل نہیں ہے اور چینل کے بغیر پانی کی تقسیم کے انتظام سے زمیندار کو بہت زیادہ دقت ہوئی ہے۔ اس پر نہ سابقہ حکومت نے۔ نہ موجودہ حکومت نے اور نہ ہی وزیر موصوف نے توجہ فرمائی ہے کہ اس کے طریقہ کار میں بنیادی غلطی کیا ہے۔

اسکے بعد دوسری گزارش یہ ہے کہ اس وقت پنجاب کے کاشتکاروں پر ظلم کیا گیا ہے۔ زیادتی کی گئی ہے۔ یہ توجہ طلب مسئلہ ہے۔ میں صرف مذاق یا تنقید نہیں کر رہا۔ سرکاری نہروں کے پانی میں کمی کر دی گئی ہے۔ اور اسکو سرکاری ٹیوب ویلوں سے substitute کیا گیا ہے۔ سرکاری ٹیوب ویلوں کی جو کارکردگی ہے۔ اس پر احتجاج ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے۔ اس پر ہتکامی ہوئے۔ لیکن کسی نے آج تک غور نہیں کیا۔ نہری پانی پہلے ہی کم کر دیا گیا ہے۔ اور ٹیوب ویل لگا دئے ہیں۔ ایک ٹیوب ویل کے لگانے سے کم از کم پچیس تیس ایکڑ فصل تباہ ہوتی ہے۔ اب یہ معاملہ ٹکنیکل ہینڈز میں چلا گیا ہے جس کے آگے تین شعبے ہیں۔ ایک ٹیوب ویل بورڈنگ کا شعبہ دوسرا پانی کی تقسیم کا شعبہ جو اصل میں اریکیشن کا ہے۔ اور تیسرا شعبہ الیکٹریکل کا ہے۔ یہ تینوں شعبے الگ الگ ہیں۔ تو میں اسلامی سولزم کے دعویداروں سے عرض کروں گا کہ ان کی بھی مساوات قائم کر دیجئے۔ کہ زمینداروں کو تین علیحدہ علیحدہ شعبوں میں جانا پڑتا ہے اور ایک کام کروانے کے لئے انہیں کم از کم تین یا چار ماہ لگتے ہیں۔ تو میں مساوات کا واسطہ دیتے ہوئے دوستوں سے کہوں گا۔ کہ یہ واقعہ وزیر موصوف کے علم میں ہے۔ افسران کے علم میں ہے۔ لیکن اسکے باوجود زمیندار کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو تقسیم کار کے متعلق ہیں۔ انتظامیہ کے متعلق ہیں۔ یہ آج آپ کو کہہ سکتے ہیں۔ اسکے بعد جو میں سب سے

زیادہ ظلم محسوس کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ پانی میں کمی کر دی گئی ہے۔ میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ تمام پنجاب کے نہری پانی میں کمی کر دی گئی ہے۔ اسکو سرکاری ٹیوب ویلوں سے substitute کر دیا گیا ہے جو باقاعدگی سے کام نہیں کر رہے ہیں۔ فصلات تباہ ہو چکی ہیں۔ پچھلی حکومت نے اور اس آمرانہ حکومت نے یہ کیا کہ یہ دو پانی ہیں۔ ایک نہر کا پانی اور دوسرا ٹیوب ویل کا پانی۔ لہذا آبیانہ ڈبل کر دیا جائے۔ اسکے بعد اچھی ٹیشن ہوئی۔ اس اچھی ٹیشن نے حکومت کا ناطقہ بند کر دیا۔ اسکے بعد مجھے گرفتار کر لیا گیا جاؤں نکلے۔ اور آخر کار گورنر مجبور ہوئے۔ اور انہوں نے ایک سٹڈی گروپ مقرر کیا۔ جس نے تفصیلاً پروگرام مرتب کئے۔ میں وزیر موصوف سے یہ استدعا کرونگا۔ کہ اس میں حکومت اور عوام دونوں کا فائدہ ہے۔ اس کو ملاحظہ کیجئے کہ واقعات کیا ہیں۔ چشم ہوشی کیوں کی جا رہی ہے۔ سٹڈی گروپ کی جو رپورٹ ہے وہ شاید مل سکے۔ اسکو دیکھیں کہ اس میں کیا دقتیں ہیں۔ کیا پریشائیاں ہیں۔ اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پانی پہلے سے فی ٹیوب ویل فی موگہ کم کر دیا گیا ہے۔ تو میں وزیر موصوف اور حکومت سے استدعا کرونگا کہ لہذا مہربانی فرما کر اس پر توجہ فرمائی جائے کیونکہ پانی حقیقتاً بند کر دیا گیا ہے۔ اور آبیانہ ڈبل کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد ایک اور مسئلہ جو expenditure میں دکھایا گیا ہے۔ وہ de-siltings of canal channels کسی محکمہ نے کسی افسر نے متعلقہ وزیر نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ جیسا کہ میرے معزز دوست محمد حنیف رائے صاحب فرما رہے تھے کہ وزیروں کی ضرورت ہے۔ تو اس ضرورت میں میرا بھی ایک ہوائنٹ شامل کر لیجئے۔ اور ملاحظہ فرمائیے کہ silt کی وجہ سے وہ نہریں پر ہو جاتی ہیں۔ اور de-silting کا فائدہ نہیں ہو رہا۔ اس سے پانی کا ضیاع ہو رہا ہے۔ یہ ایک توجہ طلب مسئلہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آج تک غور نہیں کیا گیا۔ لہذا اس پر غور فرمایا جائے۔

اسکے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ ٹیوب ویل کے پانی کی آج تک وارہ بندی نہیں ہوئی۔ اس سے بھی پانی کا ضیاع ہو رہا ہے۔ ہمارے پاس وسائل ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ انتظامی نقطہ نگاہ سے ہم اس پر کس حد تک حاری ہو سکتے ہیں اور اس کمی پر کسی حد تک قابو لایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں پیپلز پارٹی کے دوستوں سے اپیل کرونگا کہ وہ پیپلز پارٹی کی پابندیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کم

از کم اس دیہادتی آبادی کا خدا کے لئے احساس کریں۔ یہ وزارتیں آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ آج لوگ اس پابندی کے خلاف ہیں۔ ان لوگوں کے دل یہ دیکھ کر ہمارے ساتھ ہیں کہ اس دیہاتی معاشرے کو کس طرح تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ اسمیں بنیادی مسئلہ پانی کا تھا۔ سب دوست محسوس کر رہے ہیں۔ کہ کس انداز سے۔ کس طریقے سے قومی سطح پر ہم پرزیا۔تی کی گئی ہے اور مقامی طور پر پانی کا جو سسٹم ہے وہ دو سو سال کا پرانا ہے۔ اس میں ترمیم کی جا سکتی۔ اسمیں وزیر موصوف بھی ترمیم نہیں کر سکتے۔ کہیں موگہ لگانا درکار ہو تو لگویا نہیں جاسکتا کسی جگہ زمین اونچی ہو چکی ہے اور اس پرانے موگے کا پانی چڑھ نہیں سکتا تو اسے اکھاڑا نہیں جا سکتا۔ وہ انتظامات جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے پرانے اور فرسودہ ہیں۔ ان کو وقت کے تقاضے کے مطابق تبدیل نہیں کر سکتے۔ میں یہ درخواست پیش کروں گا کہ فی الفور اگلے اجلاس سے پہلے پہلے اس میں ترمیمیں پیش کی جائیں۔ جو وائر سسٹم کا طریقہ کار ہے۔ جو canal outس ہیں۔ ان کے بارے میں ترمیمیں کی جائیں تاکہ وقت کے تقاضے کے مطابق اونچی جگہ کا موگہ بند کرایا جاسکے یا نیچی جگہ لگایا جا سکے۔ یہ ہیں قابل توجہ گذارشات۔ جن سے دیہات کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ اتنا سخت قانون ہے کہ اسمیں دنیا کی کوئی طاقت ترمیم نہیں کر سکتی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وقت کے تقاضے کے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسمیں ترمیم کی جائیں۔ اور زمیندار کو سہولتیں میسر کی جائیں۔

اسکے بعد میں عرض کروں گا کہ سکارپ نمبر ۲ میں وزیر موصوف میرے ساتھ جلسے میں شریک رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج وہ اپنی وزارت کی مجبوری سے یا ہیملز ہارٹی کے پروگرام کی مجبوری سے میرے ساتھ آواز بلند نہیں کر سکتے۔ انہوں نے موقع پر جا کر دیکھا تھا۔ کہ سکارپ نمبر ۲ میں کتنے ٹوب ویل ناقص پانی دے رہے ہیں جن کو ہماری آہ و پکار کے باوجود بند نہیں کیا گیا۔ کتنے ایسے ٹوب ویل ہیں جو آج تک محکمہ کی غفلت کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ اور زمیندار ہلکا رہے ہیں۔ ایسی ایسی دھالندیاں ہو رہی ہیں۔ اور یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ جب ہم نے آغاز کیا تھا تو مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسلامی سوشلزم کا مطلب کیا ہے۔ اس وقت جناب محمد حنیف رائے

صاحب بھی ہمارے ساتھ شامل تھے۔ تو بعد میں ہمیں پتا چلا کہ اسلامی سوشلزم کس کو کہتے ہیں۔ اس کا مطلب پھر یہ نکلا کہ کچھ نئے دوست اور ظالموں کو اس میں شامل کر لیا جائے اور پارٹی کے کچھ پرانے دوست رکھے جائیں تو اسلامی سوشلزم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر زمیندار سے زمینیں لینی مقصود ہوں تو یہ کہا جائے کہ زمیندار کا آب و دانہ بند کر دیا جائے۔ تو آہستہ آہستہ وہ خود ہی مر جائے گا۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسکے لئے آج زمیندار تیار نہیں ہے کہ اسکا پانی بند کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایسی اسلامی سوشلزم سے باز آ جائیں۔ کیونکہ اس سے ملکی معیشت کا تعلق ہے۔ اگر آپ زمیندار کے مسائل کو حل نہ کرا سکیں گے تو ایسی رو چلے گی کہ آپ کی جماعت اور آپ کی حکومت کا وہاں نام و نشان تک نہ رہے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مالک اور مزارع کی نفرت نے بہت حد تک معاشرے کو متاثر کیا ہے۔ جہاں آبپاشی کے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ وہاں زراعت کے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔ آپ کی حکومت کی وجہ سے نفرت کے بیج بوئے گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پانی کی تقسیم کا دوسرا مسئلہ ہے۔ دولوں مسائل ایسے ہیں جو میں پتہ سے کہتا ہوں کہ آپ کو شہروں کی حدود سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ میں وزیر موصوف سے عرض کرتا ہوں کہ سکارپ نمبر ۲ کے مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے۔ وہ ٹیوب ویل بند کر دینے جائیں جن کا پانی ناقص ہے۔ اور ویسے بھی وہ بند ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق صرف دو ٹیوب ویلوں کا پانی ناکارہ ہے۔ لیکن میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم سو ٹیوب ویل ایسے ہیں جن کا پانی ناکارہ ہے۔ اور وہ چل رہے ہیں ان کو بھی بند کیا جائے۔ آپ ان لوگوں کو برباد کر رہے ہیں۔ اسکے علاوہ وہ ٹیوب ویل جو آج تک properly functi na نہیں کر رہے ہیں۔ ان کے لئے channel system رائج کیا جائے۔ جس میں زمیندار کی بقا اور قوم کی بقا کا مسئلہ ہے۔ اس لیے ان کے متعلق بھی یہاں سیکشن مرتب کئے جائیں۔ جنکی وجہ سے وہ ٹیوب ویل کام کرتے رہیں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ پانی کی بہم رسانی کا ایسا مسئلہ ہے جو ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ جن کو ہم انتظامی طریقے سے نہٹ سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ چینل سسٹم جو ہے اس پر صحیح طریقے سے عمل درآمد کیا جائے تاکہ واٹر سسٹم صحیح طریقے سے چل سکے۔

جناب والا۔ اسکے علاوہ ایک سب سے اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ کتنا ظلم اس حکومت نے کیا ہے اور پہلی حکومتوں نے کیا ہے private resources of water کو بند کر دیا گیا ہے اور پرائیویٹ ٹیوب ویل پر سر چارج لگا دیا گیا ہے۔ اب مزید اس پر یہ ہوا ہے کہ وہ والٹر چارج اس سرچارج کے علاوہ ہے۔ نیز گورنمنٹ کے dues ڈبل آئیاندہ کے ہیں وہ بھی ادا کریں گے۔ زمیندار مایوس ہو چکے ہیں۔ تو میں استدعا کرونگا کہ یہ جو پرائیویٹ والٹر سسٹم ہے اسپر ٹوری طور پر نظر ثانی کی جائے وہ لوگ جو ٹیوب ویلوں سے اپنی زمینیں سیراب کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہانی فالتو ہوگا۔ وہ بچت آجائے گی۔ اسلئے ان کو ہماری حدود سے خارج کیا جائے۔ تو میں جناب وزیر موصوف سے عرض کرونگا کہ ٹیوب ویل کا جو پرائیویٹ سسٹم ہے اور اریکیشن کا جو پرائیویٹ سسٹم ہے اسے disturb کر دیا گیا ہے اور دانستہ طور پر disturb کیا گیا ہے۔

رائٹا پھول مقبذ خان۔ (لاہور۔ ۱۵) جناب سپیکر۔ ہانی کا مسئلہ کوئی عام مسئلہ نہیں ہے۔ دیہات میں بسنے والے کاشتکاروں کے لئے نہروں کا ہانی ایک بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ انسانی جسم کی رریانوں میں خون دورہ کرتا ہے اور آدمی زندہ رہتا ہے۔ ہماری شریانوں میں ہانی بھرتا ہے تو ہم زندہ رہتے ہیں ورنہ ہماری حالت مردوں سے بدتر ہے۔ جناب والا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہانی کی کمی نہیں ہے جیسا کہ مجھ سے پہلے فاضل معبر نے فرمایا ہے بلکہ ہانی کی تقسیم میں بے انصافی ہوئی ہے۔ میں آپکی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ۸۰ فیصد دیہات میں بسنے والے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ آپکی سفید پوشی۔ یہ آپکے گھر ہماری ہی وجہ سے قائم و دائم ہوں۔ شہروں میں رہنے والوں اور مکھن توشن کھانے والوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہانی کے ذریعے سے ہی گندم پیدا ہوتی ہے۔ جینی پیدا ہوتی ہے سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ہانی نہ ہو تو دیہاتی ہی بھوکے نہیں مرے گے بلکہ شہریوں کی زندگیاں بھی بیکار ہو جائیں گی اور تباہ ہو جائیں گی۔ جناب والا۔ میں یہ گزارش کروں گا آپ اندازہ لگائیے کہ پاکستان بننے سے پہلے پنجاب میں پانچ دریا تھے۔ ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم انکا ہانی پنجاب کو ملتا تھا۔

جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ سندھ میں صرف ایک سکھر نہر تھا جس سے مارے صوبے کو ہانی ملتا تھا۔ اب

سندھ میں غلام محمد بیراج اور سکھر بیراج دو ہیں۔ ستلج کا پانی - بیاس کا پانی اور راوی کا پانی ہندوستان نے لے لیا ہے۔ جناب والا - جہلم کے پانی میں بھی کسی ہو گئی ہے۔ لیکن اسکے باوجود سندھ کا پانی بیراجوں کی وجہ سے تین گنا زیادہ ہو گیا ہے اور پنجاب کا پانی ہندوستان کے قبضہ میں جانے کی وجہ سے دو حصے کم ہو گیا ہے۔ جناب والا - اس سرسبز و شاداب پنجاب کو اس سنہرے پنجاب کو اس شیر دل پنجاب کو ختم کرنے کی کوشش کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اپنے جہلمے نوجوانوں کو ہندوستان کی قربانیوں کے لئے پیدا کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ہم اپنی نہروں میں پانی مانتے ہیں تاکہ ہم اور جہلمے نوجوان پیدا کر سکیں۔ لیکن جب ہماری نہروں میں پانی نہیں ہوگا تو ہم مردہ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ (تہقہہ) جناب والا - یہ ہنسی مذاق کا مسئلہ نہیں۔ میں ان ہنسنے والوں کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ مویشی بھی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ خاص طور پر نہری پانی کے بغیر اب تو بہت سے علاقوں میں کنویں کا پانی بھی پینے کے قابل نہیں رہا۔ جناب والا - پانی ایک ایسی چیز ہے کہ جب کوئی مر رہا ہو تو اس وقت بھی یہی کہتے ہیں کہ پانی اس کے منہ میں ڈالو۔ ہمارے منہ سے پانی نکلا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں موت کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ ہم ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔ میں کچھ مسائل آپکے سامنے پیش کرتا ہوں ان سب کا دار و مدار پانی پر ہے امید ہے کہ وزیر آبپاشی ان پر ضرور غور فرمائیں گے۔

جناب والا - میں اپنے ضلع کا ذکر کرنا ہوں وہاں ایک نیاز بیگ

ٹیوب ویل سکیم ہے۔ اس پر حکومت نے روپیہ خرچ کیا ہے اور ٹیوب ویل نصب کئے ہیں تاکہ پانی کی کمی پوری کی جا سکے۔ لیکن وزیر خزانہ نے کل فرمایا تھا کہ آبیانہ دو گنا کر دیا گیا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ آبیانہ میں چالیس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اسکے بعد ٹیوب ویل کا آبیانہ نہری پانی کے آبیانے سے دوگنا کر دیا گیا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہم آبیانہ پانچ گنا زیادہ دے رہے ہیں۔ اور پانی ہمیں ایک تمہائی مل رہا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ نیاز بیگ سکیم کے بہت سے ٹیوب ویلز نہیں چل رہے ہیں اور وہ بند پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود بھی کاشتکاروں سے آبیانہ

وصول کیا جا رہا ہے۔ اسکے علاوہ سب سے زیادہ زیادتی جو کاشتکاروں سے ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکاروں نے پرائیویٹ ٹیوب ویل لگا لیے ہیں۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ حکومت جو اپنے آپ کو انقلابی حکومت عوامی حکومت کہتی ہے۔ عوام کی بھلائی کے لیے ان زمینداروں کو جنہوں نے اپنے ٹیوب ویل لگا لئے ہیں اور نہری پانی کی کسی کو پورا کر لیا ہے آیاتہ معاف کر دیا جاتا لیکن ہوا یہ کہ انکی موٹروں پر ٹیکس ریٹ سے آیاتہ وصول کیا جاتا ہے۔

جناب والا۔ ہمارے دیہاتی کاشتکاروں کو کھوتہ ٹرانسپورٹ سے نجات دلانی چاہئے۔ آپ حیران ہونگے کہ یہ کھوتہ ٹرانسپورٹ کیا ہے۔ کھوتہ ٹرانسپورٹ اینٹن لادکر شام کو ۴ بجے کسی موگہ پر جاتا ہے اور وہاں اوور سیر صاحب بھی پہنچ جاتے ہیں و زمیندار سے کہتے ہیں تمہارا موگہ چھوٹا ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ زمیندار راتوں رات بھاگتے ہیں اوور سیر کو رشوت دیتے ہیں اور وہی اینٹن کسی دوسرے موگے پر پہنچ جاتی ہیں ایک کھوتے پر لدی ہوئی اینٹن کم از کم پچاس ساٹھ ہزار روپے وصول کر لیتی ہیں۔

جناب والا۔ جب ہم شکایت کرتے ہیں تو وہی اوور سیر جس کی شکایت کرتے ہیں اپنے زمینداروں سے موگے کو تڑوا دیتا ہے۔ تڑوانے کے بعد صبح ضلعدار صاحب تشریف لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم پر دس گنا، بیس گنا، پندرہ گنا قیوان ڈالیں گے کیونکہ تم نے موگہ تڑوا کر ناجائز آبپاشی کر لی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم شکایت بھی نہیں کر سکتے۔

سسٹر سپیڈر - وہ راؤ محمد افضل خان۔

راؤ محمد افضل خان - (ساہیوال ۱۰) جناب والا! پنجاب میں پانی کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ جس کے بغیر پنجاب کی سرسبز و شاداب کھیتیاں۔ پنجاب کے یہ دھکنے اور چھکنے ہوئے چہرے۔ پنجاب کے یہ شہر۔ پنجاب کے یہ تمام جاگیردار سرمایہ دار کاشتکار غریب عوام یا یہ عوامی حکومت بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے اس مسئلے کی طرف جناب وزیر خزانہ صاحب نے وہ تلوار جو میان سے نکالی تھی خدا جانے کس مصلحت کے تحت یا تو زنگ آلود ہو گئی یا لہکی دھار کند پڑ گئی یا یہ کہ وہ تلوار یہاں آ کر ٹوٹ گئی۔ کیا وجہ ہے کہ پنجاب کے عوام کا وہ حق جو صحیح معنوں میں پنجاب کی زندگی کھلاتا ہے (اسے

ہانی نہ کہتے خون کہتے) اس کے اوپر انہوں نے اس تلواری سے کام کیوں نہ لیا۔ جناب والا۔ میں آپ کی خدمت میں اعداد و شمار پیش کرتا ہوں جو ان کو دہنے میں دیے گئے۔ کل انہوں نے اپنی زبان سے خود مانا ہے کہ سکارپ کے علاقہ کے اور تقریباً ۸۵ کروڑ روپیہ پچھلی حکومتوں نے خرچ کیا۔ جناب والا۔ سکارپ ایریا میں کل ۸۷۵۱ ٹیوب ویل نصب کیے گئے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس عوامی حکومت کے دور اقتدار میں تقریباً نصف ٹیوب ویل ناکارہ ہو چکے ہیں اور باقی ۵ فیصد ٹیوب ویل ۵ فیصد ہانی کا ڈسچارج دے رہے ہیں۔ ان کا ڈسچارج سینڈرا کے مطابق نہیں ہے۔ کیا آج تک اس عوامی حکومت کے کسی نمائندے نے یا عوامی حکومت کے وزیر نے موقع پر جا کر دیکھا ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کی حالت کیا ہے؟ کچھ ٹیوب ویل بجلی کے نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں کچھ ٹیوب ویل ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے بند ہیں۔ مجھے انیسویں ہے کہ یہ عوامی حکومت کے دعوے دار اس قدر بڑی رقم جس چیز پر خرچ کی گئی ہے اس کی طرف تظمی طور پر توجہ دینے میں ناکامیاب رہے ہیں۔ جناب والا۔ جہاں تک میری معلومات ہیں۔ انہوں نے Council of Ministers میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو ٹیوب ویل بند ہو گیا ہے جو ناکارہ ہو گیا ہے اسے دوبارہ چالو نہ کیا جائے۔ کیا یہ ہی عوامی حکومت کا کام ہے جو چیز انہیں دہنے میں دی گئی ہو جو چیز ان کے سپرد کی گئی ہو اسے تباہ و برباد کر دیا جائے؟

وزیر اعلیٰ—میرے فاضل دوست غلط بیانی کر رہے ہیں۔ غلط اعداد و شمار دے رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر—تشریف رکھیں۔ یہ آپ اپنی تقریر میں جواب دے سکتے ہیں۔

راؤ محمد افضل خان—جناب والا۔ اگر وزیر موصوف یہ فرما دیں کہ میں نے کون سے اعداد و شمار غلط دیئے ہیں تو میں ان کی اصلاح کر لوں۔

مسٹر سپیکر—آپ اپنی تقریر جاری رکھیں اگر وہ جواب دینا ضروری خیال کریں گے تو اپنی تقریر میں دے دیں گے

راؤ محمد افضل خان—جناب والا۔ جو ٹیوب ویل چل رہے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو زمین کی نوعیت بدل رہے ہیں۔ وہ وہاں پر بجائے فائدہ دینے کے نقصان دے رہے ہیں۔ اس علاقے کے زمینداروں

نے وفود کی صورت میں اخبارات کے ذریعے حکومت کے علم میں یہ بات لانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ایسے لیوب ویل جو زمین کے اندر شورا اور کار پیدا کر رہے ہیں ان کو بند کر دیا جائے مگر اس کی طرف تاحال توجہ نہیں دی گئی۔

جناب والا - کل جناب وزیر خزانہ صاحب نے نئی بات فرمائی تھی کہ ہم ۱۲ لکھوں میں زمیندار سے یہ رقم واپس لے رہے ہیں۔ یہ رقم اصل میں چار روپیہ سالانہ فی ایکڑ زمیندار سے آیا ہے اور مالیہ کے علاوہ لی جا رہی ہے۔ یہ ریگیمیشن فیس ہے۔ یہ ریگیمیشن فیس آیا ہے کے علاوہ ہے جو دگنا وصول کیا جاتا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہم دوہرا آیا ہے بھی دیں اور ریگیمیشن فیس بھی دیں! میرے خیال میں انہیں بڑے ہمدردانہ طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے اور غریب عوام پر جن کا دار و مدار زمیندار سے ہے مہربانی فرمائیں۔ جناب والا۔ اس کے علاوہ محکمہ آبپاشی کے سرپرست یہ کام ہوتا ہے کہ اگر کسی کو ملکی نقطہ نگاہ سے کوئی نقصان پہنچ رہا ہو اگر اس کا رقبہ دریا برد ہو رہا ہو تو وہ اس کا تحفظ کرے۔ ہندوستان نے دریائے ستلج کے اوپر تین سو اسی ہائیڈرو پاور پلانٹس بنائے۔ ہندوستان نے دریائے ستلج کے پانی کا رخ پاکستان کی طرف موڑ دیا ہے۔ اور میں جناب والا کے توسط سے جناب وزیر آبپاشی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گنڈا سنگھ والا سے لے کر ہیڈ ملہا لکی تک تقریباً لاکھوں ایکڑ رقبہ دریا برد ہو چکا ہے۔ آپ خیال فرمائیں گے کہ آپ کو ان دیہاتی عوام کا خیال نہیں جن کا لاکھوں ایکڑ رقبہ دریا برد ہو گیا ہے آپ صرف ۷۵ لاکھ کی سکیم سے دو سو اسپروں کے مقام پر بنوا دیں تو میں ذوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کروڑوں روپیہ کی زمین دریا برد ہونے سے بچ جائے گی اور لاکھوں عوام کا بھلا ہوگا۔ اس مسئلے پر میرے پاس چند خبروں کے تراشے ہیں جو وقتاً فوقتاً اخبارات میں پانی کے مسئلے کے بارے میں آتی رہی ہیں اور جس کے متعلق کافی تاریخیں صدر محترم کی خدمت میں بھی ارسال کی گئی ہیں۔ فضل اکبر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق جس کے متعلق کل وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ مرتب ہو چکی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس کو شائع کر دیا جائے اور جو کچھ اس کمیٹی رپورٹ کے اندر تحریر کیا گیا ہو اسی نوبت کو قبول کر لیا جائے تاکہ وہ ۲۵ سے ۳۰ ہزار کیوسک تک کا پانی جو پھر عرب میں پڑ رہا ہے ضائع نہ ہو۔ چشمہ جہلم ایک جو

ورثے میں آپکو ملی تھی جس پر ۸۵ کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا تھا۔ اسکو جاری کر دیا جائے تاکہ ملتان اور بہاولپور ریجن کے لیے پانی میسر آ سکے۔ جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رحیم یار خان کے علاقے میں یہ حالت ہے کہ پانی بننے کے لیے نہیں مل رہا۔ کتنے اور انسان ایک جگہ پانی ہی رہے ہیں۔ میرے وہ بھائی اس بات کی تائید کریں گے جو رحیم یار خان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب والا پنچند ہیڈ ورکس سے رحیم یار خان ڈسٹرکٹ کے علاقے اور بہاولپور ڈسٹرکٹ کے علاقے کو ۱۹۶۸ تک

چودھری غلام قادر۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ یہ توہین آمیز الفاظ ہیں کہ انسان اور کتنے ایک جگہ پانی ہی رہے ہیں۔ (قطع کامیاب)

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی توہین آمیز بات نہیں ہے۔ یہ تو جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ہوتا آیا ہے۔ یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہے۔

راؤ محمد افضل خان۔ یہ میرا تصور نہیں ہے۔ یہ آپکی حکومت کا تصور ہے جو انسانوں اور کتوں کو ایک جگہ پانی بلا رہی ہے۔ میں نے تو اس میں کچھ نہیں کہا۔

مسٹر سپیکر۔ راؤ صاحب آپ اپنی تقریر جاری کہیں۔

راؤ محمد افضل خان۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۱۹۶۸ء تک پنچند کے مقام سے رحیم یار خان اور بہاول پور کے کچھ حصے کو تقریباً ۱۲ ہزار کیوسک پانی خریف میں اور تقریباً ۳۲ فیصد پانی ریح میں دیا جاتا ہے۔ مگر اس وقت عوامی حکومت کے زمانے میں ۸ ہزار کیوسک اور ساڑھے چار سو کیوسک پانی دیا جا رہا ہے۔ کیا یہی انصاف ہے؟ کیا اسی کو انصاف کہا جاتا ہے؟ اس کے علاوہ جناب من میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ جب پنجاب کے زمیندار نے ان کی حکومت کے اپنے تخمینے کے مطابق ۴۹ لاکھ ٹن غلہ ہدا کر کے دیا ہے تو کیا ضروری نہیں ہے کہ ہمیں کوئی مراعات دی جائیں۔ محکمہ آبپاشی کے وزیر سے میں کہتا ہوں کہ یہ انگریزوں کا چالو کیا ہوا قانون ہے کہ اگر ہم ایک دفعہ بھی اپنے ٹیوب ویلوں کا پانی کھالے کے اندر ڈال دیں جو کھالا محکمہ نہر کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے تو وہ تمام فصل کا آبیانہ ہم سے وصول کر لیتے ہیں۔ میرے خیال

میں عوامی حکومت کا ڈھنڈورا بیٹنے والوں کو اس عوامی مطالبے پر فوری طور پر توجہ دینی چاہیے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ پانی اور زراعت کا مسئلہ بالکل یکساں ہے۔ کل ہرسوں وزیر صاحبان نے فرمایا تھا کہ ۹ لاکھ ٹن غلہ پنجاب کے لئے اور درکار ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے بوجھنا چاہتا ہوں کہ.....

مسٹر سپیکر۔ قبل اس کے کہ سید تابش الوری تقریر شروع کریں۔ مجھے ایک اہم اعلان کرنا ہے۔ صدر محترم کل ۹ بجکر ۳۰ منٹ پر بذریعہ ہوائی جہاز لاہور تشریف لا رہے ہیں جو معزز حضرات ان کے استقبال کے لئے جانا چاہتے ہیں وہ اپنے شناختی کارڈ ساتھ لے کر جائیں۔

سپیکر تابش الوری۔ (ہاول پور۔۱) جناب سپیکر۔ نہری پانی کا مسئلہ ہماری معیشت کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ پنجاب اور سندھ کا نہری نظام ساری دنیا کے نظاموں میں عظیم ترین سمجھا جاتا تھا۔ لیکن یہ آج عجیب ستم ظریفی ہے۔ کہ یہ عظیم نہری نظام ایک عظیم بحران سے دو چار ہے۔ جس کے نتیجہ میں لاکھوں متاثرہ عوام ہیکر التجا اور سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔

جناب والا۔ پنجاب بالخصوص مظفر گڑھ ڈیرہ نازی خان اور ملتان ڈویژن کی زرخیز مگر پیاسی زمینیں تشنگی کی آگ میں جل رہی ہیں۔ لیکن حکومت ایک خاموش تماشائی کی طرح احتجاج کو دھکے دے رہی ہے۔ اگر حکومت نے اس سلسلے میں فوری طور پر اقدامات نہ کئے تو یہ زرخیز زمینیں ریکزار میں تبدیل ہو جائیں گی۔ جناب والا۔ سرکاری اطلاع کے مطابق یہ بات درست ہے۔ کہ پانی کی شدید قلت رہی ہے۔ اور اب بھی ہے۔ لیکن یہ کیا ستم ظریفی ہے، کہ اس مرتبہ اس پانی کی قلت کا سب سے بڑا نشانہ پنجاب بنا ہے۔ اور اعداد و شمار کے مطابق اس مرتبہ پنجاب کو معمول سے ۲۱ فی صد کم پانی ملا ہے۔ جب کہ صوبہ سندھ کی نہروں میں کمی کا تناسب گیارہ فی صد ہے۔ سب سے زیادہ نقصان پنجاب میں تونسہ بیراج سے سیراب ہونے والی زمینوں کو پہنچا ہے۔ کیونکہ ان نہروں میں ۶۵ فی صد پانی رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں صوبہ سندھ کے گندو بیراج کی نہروں میں ۳۶ فی صد کمی رہی جب کہ کوٹری بیراج

میں گیارہ فی صد کمی کے باوجود زیادہ پانی اس وقت بہہ رہا ہے۔ جناب والا۔ حال ہی میں ایک قومی اخبار نے انکشاف کیا ہے کہ یہ زائد پانی پنجاب میں استعمال ہونے کی بجائے سمندر میں ڈالا جا رہا ہے اور پنجاب کی حکومت نے اس سلسلہ میں اب تک کوئی احتجاج نہیں کیا۔

جناب والا۔ ہٹ سن سے محرومی کے بعد سب سے زیادہ زر مبادلہ کمانے والی فصلوں میں کھاس، گنا اور چاول کی فصلیں ہیں۔ پانی کی کمی نہ صرف پورے ملک کو قحط سالی سے دو چار کر سکتی ہے۔ بلکہ کروڑوں روپے کے زرمبادلہ سے بھی ہمیں محروم رکھا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ دریائے چناب میں گزشتہ سال کی نسبت پندرہ فی صد جہلم میں بیس فی صد اور سندھ میں تین فی صد کم پانی ملا ہے۔ سنگا ڈیم میں پچاس لاکھ تیس ہزار کیوسک پانی کی گنجائش ہے۔ اس میں چالیس لاکھ دس ہزار کیوسک پانی موجود ہے۔ جو پنجاب کے لئے کسی صورت میں مکفی نہیں ہو سکتا۔ جبکہ مجموعی ملکی پیداوار میں سے ۷۰ فی صد گندم پنجاب سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور ہر سال کھاس سے ۷۳ کروڑ روپیہ کا زر مبادلہ کمایا جاتا ہے۔ جناب والا۔ پانی کی اگر منصفانہ تقسیم نہ ہوئی۔ اور یہ زمینیں سیراب نہ ہوں تو یہ قومی ٹارگٹ ہم کس طرح پورا کر سکیں گے۔

جناب والا۔ اس قومی مسئلے کا ایک عارضی فیصلہ مرکز کی طرف سے بھی اور صوبوں کی طرف سے بھی کیا گیا لیکن ہمیں حیرت ہے کہ ان فیصلوں سے عوام کو مطلع نہیں کیا گیا۔ یہ فیصلے ابھی تک پردہ راز میں ہیں۔ میں جناب کی توجہ اور جناب کے توسط سے پورے ایوان کی توجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اہم بیان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اپنے اس بیان میں جو کہ ۹ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو دیا تھا یہ کہا تھا کہ نوکر شاہی پانی کی تقسیم کے سوال کو غلط رنگ دے رہی ہے۔

جناب والا۔ سابقہ گورنر ہتیق الرحمان اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان اس اہم مسئلے پر بڑی تندو تیز خط و کتابت بھی ہوئی اور تاروں کا تبادلہ بھی ہوا۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں۔ کہ نوکر شاہی کی وہ سازش کیا تھی، جس نے بیشتر عوام کو اپنے حقوق

سے محروم کر رکھا تھا۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ صدر بھٹو نے اس سلسلے میں جو حقیقت پسندانہ حل تجویز کیا تھا یا سفارشات کی تھیں گورنر نے ان کا کیا جواب دیا اور اب اس کی روشنی میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے اس سلسلہ میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ جناب والا۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ عوام کو اور اس معزز ایوان کے منتخب ارکان کو اعتماد میں لینے کیلئے وہ خط و کتابت اور فیصلے اس ایوان میں رکھے جائیں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ وہ نوکر شاہی کی سازش کیا تھی۔ موجودہ حکومت نے جس کو اس سازش کا پہلے سے علم تھا اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں یہ بھی گزارش کرونگا کہ ہواسی نمائندوں سے مشورہ کئے بغیر جسٹس فضل اکبر کمیٹی کی رپورٹ پر عمل درآمد نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں اگر اس سال اس مسئلہ پر غور کرتے وقت بہاول پور کے تاریخی حقوق کو سامنے نہ رکھا گیا تو مجموعی طور پر پنجاب کے نہری پانی کا حصہ بری طرح سے متاثر ہوگا۔ میں آپکی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس نہری پانی کا فیصلہ حقوق اور حقائق کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے بروقت اس سلسلہ میں عوام کو اور منتخب اراکین اسمبلی کو اعتماد میں لے کر صحیح فیصلہ نہ کیا تو اس مسئلہ پر کسی بھی وقت خطرناک صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موجودہ حکومت جسے اس مسئلہ کا پوری طرح احساس ہے اور اسے عوام کے اضطراب و احتجاج کی نوعیت کا بھی علم ہے۔ وہ اس سلسلے میں اب زیادہ غفلت اور تاخیر سے کام نہیں لے گی۔ اور اس ایوان کو یہ بتانے کی کہ اس نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں۔ اور اس کا آئندہ پروگرام کیا ہے۔

مخدوم زاہد سید حسن محمود۔ جناب والا۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میرا گلا خراب ہے اور مجھ پر زیادہ بوجھ پڑے گا۔۔۔۔

مہیاں خورشید انور۔ وائٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میرا بھی گلا خراب ہے تو کیا میں بھی تھوڑی سی انگریزی بول لوں؟

مسٹر سپیکر۔ اس ایوان میں ہی انگریزی بولنا ضروری نہیں۔ باہر جا کر بول لیں۔

حاجی مگد سہیٹ اللہ خان - جناب والا - گلے میں بولنے کا
مخرج ایک ہی ہوتا ہے یا دو ہوتے ہیں ؟

سہیٹ تاپش الوری - جناب والا - اگر تو انہیں مجبوری ہے
کہ اردو میں اپنا مافی الضمیر ادا نہیں کر سکتے - تو غیر حالاً بہت
اچھی طرح سے اردو بول سکتے ہیں مگر نہیں بولتے -

مخدوم زادہ سود حسن محمود - جب وقت آئیگا - تو
میں اردو میں بھی بولونگا -

مسٹر سپیکر : مخدوم صاحب آپ تقریر شروع کریں -

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood: (Bahimyar Khan VII) Mr. Speaker Sir, the question of irrigation, as far as the concern of the Punjab is concerned, is of a very serious concern to this House. It is being named and called as if it is an irrigation dispute, a water dispute between Sind and the Punjab. This is a mis-nomer. Dispute only arises if there is a previous agreement. There was a previous agreement at the time of United India between Sind, the Punjab and Bahawalpur. We were the lower riparians at that time. The Mundot Ministry was represented by Sardar Shaukat Hayat Khan who went and signed away some of our water rights without even taking into confidence the lower riparians such as the former State of Bahawalpur, which was a Party and one of the signatories to the agreement during prepartition days. We raised objections against the Punjab Government's action. The result was that.....

(interruption)

میاں خورشید انور - جناب سپیکر - معزز رکن نے یہاں
سردار شوکت حیات کا ذکر کیا ہے - کیونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس
لئے فاضل مقرر کو ان کا نام نہیں لینا چاہئے -

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : جناب والا - میں تو
یہ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کے behalf پر انہوں
نے یہ کیا - میں ان پر کوئی الزام تو نہیں لگا رہا ہوں -

He was a signatory on behalf of the Punjab in giving away our waters. This objection was raised by the Punjab itself. The Eastern Gray Canal which had 80,000 acres of land was rendered barren because of the Indian action. We raised an objection and the dispute went to the World Bank. We kept on opposing the proposal of the World Bank. I will not name the Honourable Ministers, but they are alive, and it was their folly in which Field Martial Mohammad Ayub Khan took full pride of getting water through

the so-called good offices of the World Bank. We had a dispute over the three Eastern rivers. We claimed that we had a right over them but instead India claimed share even in the two Western rivers. It was most unfortunate that the Punjab, which was benefited with the flow of water, had to resort to reservoirs and dams on which thousands and thousands of crores of rupees are going to be spent and have been spent. Now links for replacements have been built. The result will be that the capital cost on these links and reservoirs will have to be paid out of the recurring revenues and the water rates rather than sale of land, because the area was already a proprietary one.

After integration new areas were brought under cultivation, in view of the food shortage. Had there been any crown areas, the Government could have partly auctioned them and partly given them on 'abadkari' system, and as such could have paid the capital cost. Unfortunately we have been heavily burdened with the capital cost, which will be paid out of the recurring land revenue and water rates, with the result that a time will come when our agriculture may be rendered uneconomical even in the Punjab. Similarly, you will have bigger establishments.

Now the treaty that existed prior to Indian action under force majeure ceases to exist and it is a question of fresh allocation of waters. Sind should demand that there should be a committee which should by agreement, work out fresh allocations of waters and that also on the basis of one and same the yardstick. The Finance Minister in a passing reference in his speech mentioned that they have complete faith that President Blutto will be able to do justice both to Sind and the Punjab on area basis. We do not agree and subscribe to allocations of water on the basis of area. It is the question of ratio of allocation based on a crop pattern consistent with national needs. In the Punjab lands are very well levelled. They consume less water. You have tubewells. The lands are more developed. Greater investment have been made. I do not mean to condemn the agriculture system of Sind but comparatively the agricultural operations in Sind are more primitive. Lands are unlevelled and the tubewells have not been installed with the result that per acre they consume greater quantity of water. Secondly, they have rice canal system, where you allow outlets for rice in very special cases of reclamation. There, thousands and lacs of acres are brought under rice cultivation. Now an honourable member on my left has said as to rice being one of the foreign exchange earning crops. This is also not correct. There are three varieties of rice that are grown in Pakistan. The superior quality, which is Basmati, fetches the highest foreign exchange. There is Parmal which brings half the rate compared to Basmati And, there is a

lower variety, which is grown as coarse rice or is called Kangni. This variety was exported to East Pakistan because our economy was inter-linked with East Pakistan. But any surplus production in West Pakistan will not be consumed as a staple food by the Sindhi population. This was meant for export to India before partition, or after partition, it was exported to East Pakistan. Now the surplus quantity is no longer necessary. While deciding the allocation of waters, let us tell Sind agriculturists and the representatives of Sind that under new situation, change and re-orientation in our economy, particularly in agriculture is needed. There should be a fresh plan for a suitable crop pattern so as to conserve water to the maximum possible extent. I would suggest that while discussing the allocation on the basis of area we should insist that no more quantity of rice should be grown which is not consumed as staple food in Sind and is not likely to be exported abroad. Therefore, there must be a shift in our crop pattern. Sir, from the Punjab, we were getting 1500 cusecs. Like in the Punjab, in the former territory of Bahawalpur there is a sweet water zone and brackish water zone. Canal water is used both for agriculture and for human consumption. That is why they say that from the same canal, from the same reservoirs the dogs, the cattle, the human beings share water. Previously there was a rotation of ten days. Now there is a rotation of nearly six weeks. Sometimes even water for drinking is not available. We under grow more food campaign, prior to integration and after integration, brought additional area under irrigation and that area was given over to refugees, to the settlers, who hailed from the Punjab. They sold their homes and hearths in Sialkot, in Sheikhpura and in Montgomery and went there and settled there.

Now today according to the same remark, if you revert us back to the original agreement which no longer has legal value and moral value, then all these millions of people will be uprooted and the whole place will be converted into a desert as present requirement is 3200 cusecs. Sir, there are different canal systems in Bahawalpur. The Peoples Party Government must have these schemes fully scrutinized and examined. During the last few years certain projects have been given priority not on the basis of their remunerative aspect but because they belong to that particular region. In Bahawalpur there are about 6 lac acres immediately available for rehabilitation of land less peasants. You need to spend hardly 8 crores of rupees. The scheme are so remunerative that sale proceeds will offset the entire cost and the Provincial Exchequer will have a benefit and a profit of 5 crores of rupees.

As for tubewells, my advice to the Government is that the scheme of bigger tubewells has totally failed. Before these dams were made in India or Pakistan, there was seepage

۲۵ جون ۱۹۷۲ء

and the sub-soil water flowed according to the slope of the land. So there were sweet water reservoirs as under-ground water resources. The moment you sink tubewells with bigger capacity of discharge, you empty those pockets. The best thing is to abandon that scheme, allow electricity in the sweet water zones and encourage land owners to put smaller tubewells so that you don't deplete the sub-soil water as has been provided by nature, otherwise you will see that you will bring up salinity in your soils and the whole land will become brackish. The whole system needs to be scientifically re-examined and I request the Government to appoint a special committee for the purpose.

مسٹر سپہر - ایک تحریک استحقاق کا نوٹس موصول
ہوا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - وہ نوٹس کس کی
جانب سے موصول ہوا ہے -

مسٹر سپہر - وہ نوٹس میان خورشید انور صاحب کی
جانب سے موصول ہوا ہے - میں نے کچھ عرصہ پہلے قائد
حزب اختلاف سے یہ کہا تھا کہ چونکہ آپ کی طبیعت اچھی
نہیں ہے کیا آپ کی خواہش ہے کہ کل صبح ۱۰ منٹ تقریر
کرنا پسند کریں گے - میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کوئی
تحریک استحقاق آگئی تو شاید آپ تقریر نہیں کر سکیں گے -
خورشید انور صاحب نے صبح ہونے سے پہلے ہی تحریک استحقاق
بھیج دی ہے - (تہنہ) میں اس پر غور کروں گا -

ایک ممبر - جناب والا - ہانی کے مسئلہ سے متعلق ہم
بھی کچھ بولنا چاہتے ہیں - ہمیں بھی بولنے کی اجازت ملنی
چاہئے -

مسٹر سپہر - آپ کو بڑی دیر کے بعد خیال آیا ہے -
وقت ہوگا تو ضرور موقع دوں گا - لیکن پارلیمانی ہارلیوں کے
کچھ آداب ہوتے ہیں - سپہر کی حیثیت سے مجھے کہنا مناسب
نہیں ہے - مگر ان آداب کو اگر ملحوظ خاطر رکھا جائے تو
زیادہ بہتر ہے - مجھے بھی کہیں یہ آپ کا حق ہے لیکن
مجھے کہنے کے علاوہ اور بھی کئی ذرائع ہیں جن کے ذریعہ
آپ کہہ سکتے ہیں -

خواجہ زادہ سردار عطا مگد خان لغاری - (ذیرہ شازی خان-م) - جناب والا - محکمہ انہار کی کارکردگی اور لیوب ویلز کے سلسلہ میں میں کچھ گزارشات آپ کی وساطت سے قائد ایوان اور وزیر محکمہ انہار کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں -

جناب والا - پنجاب کا نہری ایکٹ ۱۸۷۲-۷۳ میں پاس ہوا تھا - اس کو پاس ہونے ایک صدی ہو گئی ہے - اس وقت حالات اور تھے اور آج حالات اور ہیں - غدر کے بعد جنرل جیکب نے سندھ کو فتح کیا - انہوں نے وہاں ایسی پالیسی مرتب کی تھی جس سے زمینداروں کو ہر ایک معمولی سے معمولی کام میں افسران سے واسطہ پڑے اور زراعت پیشہ آبادی اس طرح سیدھی رہے گی اور غدر کی دوبارہ نوبت نہیں آئے گی - ہمارے صوبہ نے کافی ترقی کی ہے مگر محکمہ انہار کے جو قوانین اور قواعد ہیں یہ اس وقت سے چل رہے تھے - جیسا کہ میں نے اپنی پچھلی تقریر میں عرض کیا تھا کینال ایڈوائزری کمیٹی جو ڈسٹرکٹ لیول پر ہوتی تھی اس کی بدولت زمینداروں کے نمائندوں کو پتہ چلنا تھا کہ اس موسم میں ہمیں کتنا پانی ملے گا تاکہ اس کے مطابق وہ کاشت کر لیں - مجھے خوشی ہے کہ حالیہ گورنمنٹ نے یہ چیز منظور کر لی ہے اور دوبارہ کینال ایڈوائزری کمیٹیاں مرتب ہوں گی اور صحیح نمائندوں کے توسط سے اس محکمہ کے ساتھ اور ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کے ساتھ ان کا تعلق ہوگا - یہ ان کے ساتھ مل کر کام کریں گے کہ کتنا پانی ملتا ہے اور کتنی کاشت ہونی ہے وغیرہ وغیرہ -

جناب والا - میں یہ بھی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ کئی سالوں سے کوشش کر کے لیا کینال ایکٹ ڈرائٹ کیا گیا لیکن وہ سرد خانے میں پڑا ہوا ہے - خدا کے لئے اسے سرد خانے سے نکالا جائے تاکہ عوام کو جو مصیبتیں ہیں وہ رفع ہو سکیں - ایک سب سے بڑی مصیبت یہ ہے اور گلبرگے سامنے والے بچوں پر لٹھنے والوں کو بھی اس سے ہمدردی ہوگی کہ ایک مگرچہ چھوٹی مچھلیوں کو کہا جاتا ہے اسی طرح پانی کے سلسلہ میں غریب ان بڑے آبادی کو دفعہ ۶۵ کی کارروائی کر کے وارہ بندی کرنے میں جو مشکلات درپوش

ہیں اس کے لئے خاص طور پر آپ پروسیجر کو stream line کر دیں اور تمام محکمہ انہار کے لوگوں کا یہ فرض ہو کہ وہ جلد از جلد ہر ایک سوگے پر وارہ بندی کر دیں خواہ کسی نے درخواست کی ہو یا نہ کی ہو تاکہ غریب کاشتکار یا غریب زمیندار کو جو اس کا پانی کا حق ہے مل جائے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ ایک بڑی اہر ڈی۔ جی خان کینال ایک طرف سے آتی ہے۔ مظفرگڑھ اور تونسہ بیراج کو دوسری طرف کیا گیا ہے وہاں کئی علاقے ایسے ہیں جو ریتلے ہیں جب تک اس کے pores میں alt نہ بیٹھ جائے جو زر خیز ترین inundation canal زمینیں گئی جاتی تھیں وہ آج کل سیم اور تھور کا شکار ہو گئی ہیں۔ ہمارے پسماندہ ضلع میں محکمہ ریکلیمیشن کا کوئی فرد نہیں ہے جو یہ دیکھے کہ وہاں کیا حالت ہو رہی ہے۔ جو زمین وہاں سونا اگتی تھی وہ آج کل سیم اور تھور کا شکار ہو رہی ہے۔ مگر جو قواعد ہیں ان کی وجہ سے ہمارے ان پڑھ۔ جاہل۔ بیچارے غریب کسان اور چھوٹے چھوٹے غریب زمینداروں کی ان تک رسائی نہیں ہو سکتی کہ وہ Reclamation Shoots لگوا کر پانی لیں۔ Reclamation Shoots اس وقت دی جاتی ہے جب پانی سمندر میں ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔ خدا کے لئے آپ عوامی حکومت کا کلیم کر رہے ہیں اس پروسیجر کو stream line کریں تاکہ ان زمینوں کو پانی مل جائے۔ ان کو کسی رولز کی وجہ سے نہ روکا جائے۔ سیم اور تھور کو دور کر کے دوبارہ reclaim کر لیا جائے۔

جناب والا۔ لیوب ویل کے سلسلے میں میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ تونسہ بیراج میں ۲ لیوب ویل تھے۔ ۲ لیوب ویل مظفرگڑھ کے ضلع میں لگے اور اتفاق سے مجھے حال ہی میں پتہ چلا کہ مظفرگڑھ تحصیل کے جنوبی حصہ میں کوئی ویس (۲۰) لیوب ویل نصب ہو چکے ہیں لیکن چونکہ محکمہ واہڈا محکمہ انہار اور سکارپ میں باہمی تعاون نہیں ہے اور واہڈا ایک خود مختار ادارہ ہے تو وہ ہماری حکومت سے کنٹرول نہیں ہو رہا اور نہ ہی اس کو rectify کیا جا رہا ہے۔ اس

کا ہمیں تلخ تجربہ ہے۔۔ رسول ہیڈ ورکس سے سر خضر کی وزارت کے زمانہ میں جو بجلی پیدا ہوتی تھی اس سے ۲۰۰ ٹیوب ویل ناکارہ ہو گئے ہیں تو خدا کے لئے یہ جو سرمایہ لگا ہوا ہے اس کو کار آمد ثابت کریں اور ہمارے ڈی۔ جی خان کے ہسماندہ علاقہ میں جو سکارپ سے ۷۵ اور ۸۰ کے درمیان پونٹ لگنے تھے ان کو اولیت دیں۔ ہمارے ضلع میں کچھ سیم زدہ علاقے ہیں۔ اس کی طرف توجہ ضروری ہے تاکہ سیم کی لغت دور ہو اور کچھ فائدہ ہو سکے۔

میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے ضلع میں اوپر جو ڈی۔ جی۔ خان کینال جاری تھی وہ دو میل ہے اور جو انہوں نے اس سلسلے میں distributorics لگائی ہیں اس کا نظام شرقاً غرباً تسلی بخش نہیں۔ ان کا نظام بہتر بنایا جائے۔ میرا اس علاقے سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس میں میری ایک چہہ زمین بھی نہیں۔ پانی کی بہم رسانی ناقص ہے جس کی وجہ سے زمینداروں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان کو اس سے پیشتر ۱۵ کیوسک پانی ملتا تھا لیکن اب ۲ کیوسک ایک ہزار ایکڑ کے پیچھے نہیں ملتا۔ خدا کے لئے ان نے چاروں کا کچھ سوچنے میں ان نے زبالوں کی آواز آپ کو پہنچا رہا ہوں۔ ان کے لئے کچھ کریں میری گزارش ہے کہ جیسے مظفر گڑھ کے ضلع میں ٹیوب ویل نصب ہوئے ہیں وہاں بھی ان لوگوں کی اشک شونی ہو جائے۔

جناب والا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ چشمہ ہراج پنجاب کے علاقہ میں بنا مگر اسکا مفاد تمام تر ڈی۔ آئی۔ خان۔ تک ہوا۔ باوجودیکہ ہمارے سیکرٹری اور یکیشن مسٹر احمد حسن نے کہا تھا کہ تونسہ تحصیل کا جتنا علاقہ ہے وہ اس سے آباد کیا جائے گا مگر اسکے باوجود بھی ۶۰-۷۰ میل نہر ڈی آئی خان میں فرود اہریا میراب کر رہی ہے۔ ازاں بعد ایک انجینئر صاحب آئے تھے انہوں نے اس سکیم کو کاٹ دیا اور پیسہ پنجاب کا ضائع ہوا۔ ہماری ہسماندہ تحصیل ہے اور حکومت کو چاہئے کہ اسکی طرف خاص توجہ دی جائے۔ تونسہ تحصیل بھی ہسماندہ ہے اسکو جتنا پانی ملتا چاہئے تھا وہ اسکو نہیں ملا۔ تو خدا کے لئے ان کو ہدایت فرمائیں کہ پانی مناسب مقدار میں مہیا کریں۔ جناب والا۔ چشمہ ہراج میں جو پانی ہوتا

ہے وہ سیلاب کے موسم میں جمع ہوتا ہے آپ کے رومیہ سے یہ بیراج بنا - لیکن پچھلے دور میں یہ ہوا کہ سندھ نے اس سے فائدہ اٹھایا وہ پانی لے گیا اور پنجاب والوں کی حق تلفی ہوئی یہ پانی سارا پنجاب کو ملنا تھا لیکن نہیں ملا اور سمندر میں چلا گیا -

جناب والا - میں ان معروضات کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ جو غیر ترقی یافتہ علاقے ہیں انکی طرف توجہ کی جائے انکو اولیت دی جائے - ہمارے ضلع میں بھی ۸/۱۰ لیوب ویلون کی کمی ہے - ۱۹۶۲ سے بجلی گئی ہوئی ہے - مگر واہڈا کی توجہ اس طرف نہیں - ہمارے ٹرانس منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ دیہاتوں میں بجلی فراہم کرنے کی طرف خاص توجہ دی جائے گی - لیکن ابھی تک توجہ نہیں دی گئی - مجھے معلوم نہیں کہ واہڈا اس کے ساتھ کیا کریگی - وہ یہی کہتے ہیں کہ ان کے پاس پیسہ نہیں - تو میری گزارش ہے کہ جو non-perennial areas ہیں انکے ساتھ انصاف کیا جائے -

مسٹر سپیڈیکر - سردار صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے -

چوہدری کابیر اللہ (رحیم یار خان - ۳) جناب والا - میں پانی کی غلط تقسیم کے متعلق کچھ عرض کروں گا - جناب والا - پنجنڈ ہیڈ ورکس سے بہاول پور ڈویژن کے کچھ حصہ کی آبپاشی ہوئی ہے - پانی کی تقسیم میں اس کے ساتھ نہایت ہی غیر منصفانہ طریقہ برتا گیا ہے -

جناب والا - ون پونٹ کے وقت اس پنجنڈ ہیڈ ورکس سے جو نہریں نکلتی تھیں ان کے potential علاقہ میں ۳۲۲۰ کیوسک کا حق رکھا گیا تھا اور non-perennial علاقے کیلئے بارہ ہزار کیوسک پانی کا حق رکھا گیا تھا - جب سے مارشل لا لگا اور ون پونٹ توڑ دیا گیا تو بارہ ہزار کی بجائے آٹھ ہزار کیوسک حق آبپاشی کر دیا گیا - پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ۱۹۲۷ء میں اس علاقہ کے لئے پانی کا حق یہی رکھا گیا تھا - اس طرح اس علاقہ کے لوگوں کے ساتھ نہایت ہی زیادتی ہے -

جناب والا - پچھلی فصل ربیع میں ضلع رحیم یار خان جو گدو بیراج کے علاقہ کے ساتھ ملتا ہے - وہاں ہم نے اپنی نظروں سے دیکھا ہے کہ فصل ربیع کو نان پیرینل (غیر مستقل) کی نہروں کے علاقہ کی فصل گندم کو تین تین ہائی دیکھے گئے ہیں - جبکہ رحیم یار خان کی

پہریل (مستقل) علاقہ کی نہروں پر دو پانی بھی میسر نہیں آئے۔ اس کے علاوہ اس علاقہ کے لوگوں کو دو ماہ سے پانی پینے کے لئے بھی میسر نہیں ہوا۔ یہ سراسر اس علاقہ کے ساتھ ناانصافی ہے اور پانی کی تقسیم کے غلط طریقہ کا یہ نتیجہ ہے۔ تو جناب والا میں عرض کروں گا کہ اس پانی کی تقسیم کا جلد از جلد منصفانہ فیصلہ فرمایا جاوے۔

واپڈا کا موجودہ ٹیوب ویل سسٹم بھی ناقص ہے۔ اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا۔ کہ پہلے جو ایم۔ سی۔ جی۔ سسٹم چالو تھا۔ اس کو جب سے ختم کیا گیا ہے اور اس کی بجائے پانچ روپہہ فی کلوواٹ مستقل طور پر ماہانہ مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ عوام میں ٹیوب ویل لگانے کا رجحان ہی ختم ہو گیا ہے۔ جناب والا۔ یہ رجحان اس لئے ختم ہوا ہے کہ فصل خریف میں چونکہ کہ نہری پانی عام ہوتا ہے اور ٹیوب ویل چلانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ تو اس سسٹم سے ہر ماہ زمیندار پر ڈیڑھ سو روپہہ کا بوجھ خواہ مخواہ ہڑ جاتا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ پہلا ایم۔ سی۔ جی کا سسٹم بحال کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ رحیم یار خان کا وہ علاقہ جو نئی آبادی پر مشتمل ہے۔ اس کا نام ون ایل آب حیات ہے۔ جو نہر آب حیات سے ون ایل مائٹر کے ذریعہ آبپاشی ہوتا ہے۔ اس ون ایل میں جسقدر پانی ذیا جاتا ہے وہ عباسیہ نہر کے ذریعے دیا جاتا تھا۔ آب حیات کے silt up ہو جانے کی وجہ سے جناب ایگزیکٹو انجینئر صاحب عباسیہ کینال نے پانی فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور نہر منچن برانچ جو ۱۳۰۰ کیوسک پانی فراہم کرتی ہے سے اتنا ہی پانی آسکتا ہے جو کہ آب حیات وغیرہ دوسری نہروں کے لئے دیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ جناب وزیر آبپاشی صاحب پہلی فرصت میں توجہ فرمائی تاکہ ون ایل آب حیات کے لوگ بربادی سے بچ سکیں۔

چودھری محمد جہاٹ گوندل (گجرات۔۱)۔ جناب سپیکر۔

میں آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس کی توجہ سکارپ ایریا کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سکارپ ایریا میں مالیہ یا آیانہ دوگنا کر دیا گیا ہے۔ جس کا کوئی جواز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ نہر نے پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ محکمہ نہر اس سے پہلے بھی آیانہ وصول کر رہا ہے۔ اس لئے انہیں دوگنا آیانہ وصول کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ٹیوب ویل کا پانی

جتنا ایک مربع زمین کو سیراب کرنے کے لئے صرف ہوتا ہے ٹیوب ویل اور نہر کے پانی کو ملا کر بھی لگایا جائے تو اتنا ہی صرف ہوتا ہے۔ اس لئے بھی دوگنا آبیانے کا کوئی جواز نہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ موگے جو ہیں وہ بالکل چھوٹے کر دئے گئے ہیں اور ٹیوب ویل کا پانی فصلوں کے لئے اور آبیاشی کے لئے بالکل ناقص ہے جو نہر کا پانی ہے وہ زرخیز ہوتا ہے۔

ڈاکٹر طاہر رضا ملک - جناب والا - آپ نے ابھی اعلان کیا تھا کہ صدر پاکستان کل تشریف لا رہے ہیں تو کل اجلاس ہوگا؟

مسٹر سپیکر - اجلاس ہوگا۔ صدر پاکستان کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کا ہر شہری اپنے اپنے عہد پر کام کرے۔ یہ اطلاع اس لئے تھی کہ جو معزز ممبران صدر پاکستان کو receive کرنے کے لئے وہاں جائیں گے V.I.P. روم میں داخل ہونے کے لئے ان کے پاس کچھ نہ کچھ شناخت کا ثبوت ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ واپس تشریف لائیں گے تو میرے پاس شکایت کریں گے۔ کہ کسی سکیورٹی انسپرنے یا کسی اور عہدے دار نے انہیں V.I.P. روم میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔ اس میں غلط فہمی ہونے کا امکان ہے۔ اعلان صرف اتنا تھا کہ جو فاضل اراکین وہاں جائیں وہ اپنے پاس شناختی کارڈ رکھیں۔

ڈاکٹر طاہر رضا ملک - جناب والا - مجھے کہنا یہ ہے۔ کہ اگر کل بہت سے فاضل ممبران وہاں تشریف لے گئے تو اسمبلی کا کورم بوقتاً نہیں رہے گا۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ آدھے گھنٹے کے لئے اجلاس ملتوی کر دیں۔

مسٹر سپیکر - مجھے قائد عوام کے جذبات کا اور ان کا جو حکم ہے اس کا بہت زیادہ احترام ہے۔

مسٹر عبد القیوم بٹ - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیا ہوا اگر ہم میں سے دو - چار - پانچ - سات یا اور زیادہ بھٹو صاحب کو خوش آمدید کہنے چلے جائیں گے۔ باقی آپ سے نمٹنے کے لئے ہم کافی ہونگے۔

راشا پھول محمد خان - جناب والا - میں عرض کرتا ہوں کہ تھوڑے بہت میرے دوست جو تشریف لائیں گے۔ صرف وہ جو امید سے ہیں۔

۸۰۷ پنجاب کا میزانیہ بابت سال ۲۳-۱۹۷۲ء

میسٹر سپیوگر - آپ یہ الفاظ واپس لیں -

وانا پھول مہدی خان - جناب والا - میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں اور ساتھ معافی بھی چاہتا ہوں -

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک - جناب والا - قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو مسلم ممالک کے کامیاب دورے کے بعد پہلی بار لاہور تشریف لا رہے ہیں - میری استدعا یہ تھی کہ اگر ہم بھیلز پارٹی کے تمام اراکین اور حزب اختلاف کے دوسرے دوست جانا چاہیں تو جناب ذوالفقار علی بھٹو کا شایان شان استقبال ہو سکتا ہے -

وزیر خزانہ - جناب والا - ایک استدعا تھی جناب ڈاکٹر حلیمہ رضا صاحب کی اور ایک حکم جناب قائد ایوان کا تھا - میرا خیال ہے کہ یہ معزز ماؤس اس بات سے متفق ہوگا کہ ہمیں محترم قائد ایوان کے حکم کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے -

چودھری محمد حیات گودل - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جو سکارپ ایریا پر آیانہ لکایا گیا ہے - - - -

مہاں خورشید انور - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - معزز رکن بڑی اہم تقریر فرما رہے ہیں - وزیر متعلقہ جنہوں نے اس کا جواب دینا ہے وہ چلے گئے ہیں -

Mr. Speaker—Finance Minister is there. He has presented the Budget.

چودھری محمد حیات گودل - جناب والا - پچھلی حکومت جو بڑی آمر اور غاصب تھی - اس نے سکارپ نمبر ۲ میں کاشتکاروں کا یہ مطالبہ منظور کیا تھا - اور دوگنا آیانہ وصول کرنے کو ملتوی کر دیا گیا تھا - موجودہ حکومت جو کہ عوامی حکومت ہے اور عوام کے ووٹوں سے معرض وجود میں آئی ہے - میں اس وقت نہایت ادب سے گزارش کرونگا کہ وہ کسانوں کی امیدوں کی آخری کرن ہے - اور اگر اس نے آیانہ ڈبل کر دیا تو اس کی ادائیگی جو کاشتکاروں کی استطاعت سے باہر ہے وہ نہیں کر سکیں گے - اس لئے میں پھر گزارش کرتا ہوں کہ جو آیانہ پہلی حکومت وصول کر رہی تھی - اب بھی اس کے مطابق وصول کیا جائے - ہم نے اس بارے میں جناب گورنر صاحب سے بھی گزارش کی تھی - انہوں نے فرمایا تھا کہ کمیٹی کے تمام وزراء صاحب اور سکارپ ایریا کے جو اہم - ہی - ا -

۲۵ جون ۱۹۷۲ء

ہیں ان کی اکٹھی میٹنگ ہوگی اس میں اس معاملہ پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔ انہوں نے ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ جناب والا - اب ہمیں پتا چلا ہے کہ بجٹ میں آیا نہ ٹبل کر دیا گیا ہے۔ میں نہایت ادب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اسے گذشتہ ریٹ پر وصول کیا جائے۔ اس کے بعد میں تمام ہاؤس سے یہ استدعا کروں گا کہ ہم تمام کاشتکاروں کے نمائندے ہیں۔ ہمارا حق ہے کہ ہم گورنمنٹ سے استدعا کریں اور اسے مجبور کریں کہ وہ غریب کسانوں کی داد رسی اور دلچسپی کرے۔ ان معروضات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

۲۶ جون ۱۹۷۲ء

۸ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

[اسمبلی کا اجلاس (ایک بجے بعد دوپہر) ۲۶ جون ۱۹۷۲ء

پروز سوموار ۸ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔]

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوم

سوموار ۲۶ جون ۱۹۷۲ء

(دو شنبہ ۱۳ جمادی الاول ۱۴۹۲ھ)

- اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
- مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
- تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلْوَلٰٓئِ كُمْ مِّنْ اٰهْلِ الْاَنْفُسِ كَيْفَ
 اٰوَلٰتُكُمۡ وَاَلۡاَقْرَبِيْنَ ؕ اِنۡ يَّكُنۡ غَيۡبًاۙ اَفۡفَقِيۡرًاۙ فَاَللّٰهُ اٰوَلٰٓئِ بِسَمٰنَتِكَۙ نَدٰٓ
 تَشِيۡرُوۡاۙ اَلنَّهۡوٰى اَنۡ تَعۡدِلُوۡاۙ وَاِنۡ تَلَوۡاۙ اَوْ نَخَرۡضُوۡاۙ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ
 عٰبِۡرًاۙ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوۡاۙ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِۦۙ وَاَلۡكِتٰبِ الَّذِيۡ نَزَّلَ
 عَلٰٓى رَسُوۡلِهِۦۙ وَاَلۡكِتٰبِ الَّذِيۡ اُنۡزِلَ مِنْ قَبۡلِۙ وَمَنۡ يَكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَهٰٓئِتۡكُمۡ بِهٖ
 كُتُبُكُمْ وَّرَسُوۡلُهُۥۙ وَاَيۡضًاۙ فَاۡخِرُۙ فَمَقۡدُۙ فَمَلۡ مُّذَلَّلًاۙ اٰبَعِيۡدًاۙ

پ ۵ - س ۴ - ع ۱۷ - آیت ۱۳۵ ، ۱۳۶

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے واسطے سچی گواہی دیکرو جو وہ تمہارے
 اپنے یا ماں باپ کے اور رشتے داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی دیر ہے یا غریب تو اللہ
 اسکا خیر خواہ ہے تم خواہش نفس کے پیچھے چکر عدل کو کبھی نہ چھوڑنا۔ اور اگر تم گول مول شہادت
 دو گے یا حق بات کہنے سے پہلوتی کرو گے تو جان رکھو کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ اے
 ایمان والو! اللہ پر اور اس کے رسول پر امد ہو کتاب اس نے اپنے آخری نبی پر نازل کی ہے اور
 جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی گئیں سب پر ایمان لاؤ۔ اور جو شخص اللہ پر اور اس کے فرشتوں
 اھا کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور رشتہ آخرت سے انکار کرے وہ سیدھے راستے سے ہٹ چک
 کر دور جا پڑا۔

وما علیہ الا الہدایۃ

اراکین اسمبلی کی رخصت
ملک خالق داد خان بندپال

سپیگرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک خالق داد خان
بندپال ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی :-
گزارش ہے کہ ندوی کی آنکھ میں تکلیف ہے -
میرے معالج نے معائنے کے بعد مکمل آرام کا مشورہ
دیا ہے - مہربانی فرما کر تین ہوم کی رخصت
۲۶-۶-۷۲ تا ۲۸-۶-۷۲ عنایت فرمائی جاوے - آپکی
عین نوازش ہوگی -

مسٹر سپیگر - سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سپیگرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان
ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی :-
گزارش ہے کہ مجھے ایک ضروری کام کیلئے واپس
لودھراں جانا ہے کیونکہ وہاں میری اراضی کے پانی
کے حصول کے لئے ایک پٹی ہے - اس لئے بندہ
کو مورخہ ۲۵-۶-۷۲ تا ۲۸-۶-۷۲ کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیگر - سوال یہ ہے :-
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

مجالس قائمہ و دیگر مجالس کے ارکان کا انتخاب

مسٹر سپیگر - میں ایک بات کا اعلان کرتا ہوں کہ ۱۰
مجالس قائمہ اور ۲ دیگر مجالس کے لئے ۱۹۲ معزز اراکین منتخب ہوئے تھے -
کیونکہ نامزد شدہ امیدواروں کی تعداد اتنی ہی ہے لہذا تمام نامزد اراکین
کو کامیاب قرار دیا گیا ہے - مجالس کے اراکین کی فہرست اسمبلی

میکرٹروٹ میں موجود ہے۔ جسے ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے۔ فرداً فرداً ہر معزز رکن کو تحریری اطلاع بھی دی جا رہی ہے۔

میاں خورشید انور صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق کل مجھے وصول ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ recent واقعہ نہیں لیکن چونکہ وہ تحریک تمام اراکین سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے میں نے اسکو admit کر لیا ہے۔ اگر مجھے اختیار دیں تو میں متعلقہ محکمہ ہی ڈبلیو ڈی سے خود ہی اس کے متعلق دوہالت کر لوں۔

ایک آواز۔ تحریک کس سے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر۔ بیت الخلا کے متعلق تحریک استحقاق ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ وہ تحریک ایوان میں نہ ہی آئے تو بہتر ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اگر آپ کی یہ رائے ہے تو نہ سہی۔ اب

علامہ رحمت اللہ ارشد مطالبہ زر نمبر ۹ پر تقریر شروع کریں گے۔

پنجاب کا مہزادہہ بابت سال ۷۳-۱۹۷۲ء

مطالبات زر پر رائے شماری

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاول پور)۔ جناب سپیکر۔ میں اس بات کا اعتراف کر لینا چاہے کہ پنجاب کی زرعی معیشت کی ترقی کی بربادی کا سنگ بنیاد اسی روز رکھا گیا تھا جس روز صدر ایوب نے بھارت سے پانی کا معاہدہ کیا تھا۔ پنجاب جو پانچ دریاؤں کی سرزمین تھی اسے صحرا میں تبدیل کر دیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب یہ معاہدہ ہوا اس وقت میں لاہور میں تھا۔ میں محکمہ انہار کے ایک ایسے افسر سے ملنے گیا جو بہاولپور میں بھی کام کر چکے تھے۔ انہوں نے مجھے ایک ایسی بات کہی جو میرے لئے ناقابل فراموش ہے۔ انہوں نے آبدہہ ہو کر کہا کہ آج اس معاہدہ کے ساتھ مغربی پاکستان تباہ ہو گیا ہے۔ اور پھر انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے بہاولپور کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ جب بہاولپور ایک ریاست تھی۔ جو مالٹر اور والٹر کورس نواب صادق کے محل کو میراب کرتے تھے اگر ان پر کسی زمیندار کی چار ایکڑ زمین بھی ہوتی تھی اور وہ اس پانی سے محروم رہ جاتا تھا۔ تو وہ رحم کی درخواست دیتا تھا۔ کہ اسے پانی فراہم کیا جائے۔ لیکن

لہ ہمنس واٹر کورس سے نہیں بلکہ دریاؤں کے پانی سے بحروم کر دیا گیا ہے۔ متبادل انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ لیکن انجینئرز کی رائے یہ ہے کہ ڈیم جس روز بننا شروع ہوتا ہے اسی روز سے اس کی بریادی کے آثار شروع ہو جاتے ہیں۔ مطلب کہنے کا یہ تھا کہ دریاؤں کا پانی جو ہمیں ملتا تھا وہ دائمی تھا جب بھی دریا میں پانی آتا وہ ہماری زمینوں پر پھیلا دیا جاتا۔ لیکن جو متبادل انتظامات ہوئے ہیں وہ عارضی ہیں۔ اور تباہ ہو جائیں گے۔ جب ڈیم بریاد ہوگا تو پھر ہمارے پاس اتنا رویہ کہاں سے آئے گا۔ جس سے ہم اسے بنائیں گے۔ منگلا ڈیم بنائیں گے یا تریلا ڈیم بنائیں گے۔

جناب سپیکر۔ یہ بالکل درخت ہے کہ کوئی حکومت بھی پانی تخلیق نہیں کر سکتی اور نہ ہی پانی پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن ایک اچھی حکومت کا فرض یہ ہوتا ہے کہ جو پانی بھی اسے میسر آئے۔ اسے مناسب اور منصفانہ طریق پر تقسیم کیا جائے۔ لیکن ہماری حکومت کی ایک اور مصیبت ہے کہ جو پانی پنجاب میں ہونا چاہیے تھا۔ جس کے وہ مقدار تھے وہ ان کو نہیں ہے۔ ہم کسی سے بھیک نہیں مانگتے۔ ہم کسی سے رحم کی اپیل نہیں کرتے۔ لیکن جو پنجاب کی زمین کا حق تھا وہ پانی اسکو ملنا چاہیے۔ آج یہ کام دراصل حکومت کا تھا۔ لیکن یہ فرض حزب اختلاف سر انجام دے رہی ہے۔ یہ ان کا کام تھا کہ وہ سندھی قیادت سے بات کرتے اور ان سے پوچھتے کہ آخر چشمہ لنکد تونسہ پنچند لنک جو سندھ طاس کے منصوبے میں ہیں۔ یہ کیوں بنائے گئے تھے؟ کیا ان کو خشک رکھنا مقصود تھا؟ اس بات پر کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے شریف النفس وزیر آبپاشی اگر ریکارڈ دیکھ کر حقائق اس معزز ایوان میں بیان کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ کئی ہزار کھوسک۔ میرے علم کے مطابق پچیس ہزار سے لیکر پتیس ہزار کھوسک تک پانی پنجاب کو دینے کی بجائے بقیہ عرب میں ڈال دیا جاتا ہے۔ صورت حال اس لحاظ سے سنگین ہے کہ اگر پنجاب کو اس کے حصے کا پانی نہ ملا تو اس سے نہ صرف صوبہ بریاد ہو جائے گا بلکہ قحط سالی کا اندیشہ بھی اس کے ساتھ ساتھ لاحق ہو جائے گا۔

مسٹر سپیکر۔ پھر مہری رائے اور خلوص اس بات پر مبنی ہے کہ میں کوئی زمیندار نہیں ہوں۔ لیکن حکومت نے بالواسطہ طور یا بلا واسطہ طور پر زمینداروں، سزاعین اور کاشت کاروں پر دوہرے آبیانے کا ظلم کیا ہے۔

حکومت کا فرض ہے کہ اس پر بھی نظر ثانی کرے۔ اسلئے کہ پانی انہیں ایک مقدار سے کم ملتا ہے دوسرے اگر صکارپ ایریا میں کوئی پانی سپلا کیا جاتا ہے تو اس پر دو گنا آبیانہ قائم کر دیا جاتا ہے۔ اور آبیانے کی شرح میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اب یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ زرعی اصلاحات کے تحت آبیانہ زمیندار کو دینا پڑے گا۔ اسکی شرح میں بھی اتنا اضافہ کر دیا گیا ہے جو زمیندار کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ انہار کا محکمہ بنیادی طور پر ایک ٹریڈنگ کمپنی ہے۔ خرید و فروخت کا محکمہ ہے۔ جتنا یہ پانی دیتا ہے۔ اتنی قیمت زمیندار سے وصول کرتا ہے۔

جناب والا۔ ایک اور بد نظامی کی طرف میں اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ انتخاب میں ایک بختیاری یونین کونسل ہے جہاں گذشتہ بائیس سال سے آبیانہ زمیندار دے رہے ہیں حالانکہ نہ وہاں کوئی نہر ہے۔ نہ کوئی واٹر کورس ہے۔ اور نہ ہی کوئی ماٹرز ہے۔ یہاں پانی کی ایک بوند تک نہیں پہنچائی جاتی۔ لیکن اس کے باوجود ان لوگوں سے گذشتہ بائیس برس سے آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپر۔ جو اس وقت تک جو گذارشات میں نے پیش کی ہیں وہ ویسے مجموعی طور پر پنجاب کے لئے کی ہیں۔ اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے حلقہ نیابت کے متعلق بھی کچھ عرض کر دوں۔ ہونٹ کے وقت اگر آپ اعداد و شمار دیکھیں گے تو مالی وسائل کے اعتبار سے۔ آمدنی اور خرچ کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان پنجاب کو پہنچا ہے۔ اس کے بعد جتنا نقصان بہاولپور کو پہنچا ہے۔ وہ کسی اور علاقے کو نہیں پہنچا۔ اب اس پانی کے سلسلہ میں صورت حال یہ ہے کہ پنجاب کی زمینیں سوکھی پڑی ہیں۔ ملتان ڈویژن پورا پانی سے محروم ہے۔ لیکن تونسہ۔ بنجد لنک سے جو پانی بہاولپور کو میسر ہوتا تھا اسکی بندش کے بعد وہ علاقہ پانی سے محروم ہو گیا ہے۔ جس دریا سے سلیمانکی تک پانی پہنچایا جاتا تھا۔ اسکی بندش سے بہاولپور اور بہاولنگر کے اضلاع برباد ہوئے ہیں۔ ایک بات اور جناب وزیر متعلقہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بہاولپور کی تقریباً نصف آبادی ایسی ہے جہاں صرف نہری پانی میسر آتا ہے۔ اگر نہری پانی بند کر دیا جائے یا اس میں کمی واقع ہو جائے۔ تو پھر لوگوں کو پینے کیلئے بھی پانی نہیں ملتا۔ اس لئے کہ

وہ علاقہ جسے آباد کاری کا علاقہ کہتے ہیں یعنی نئی آبادی کا علاقہ - اس کے زیر زمین جو پانی ہے وہ کڑوا ہے - ذقابل استعمال ہے - وہاں کسی جگہ پر کنواں نہیں ہے - کسی جگہ پر ٹیوب ویل نہیں ہے - وہاں صرف نہری پانی ہے جو زرعی ضروریات بھی پوری کرتا ہے اور انسانی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب آپ تشریف رکھیں ان تجارک تخفینا زر کو نو بجے ختم کرنا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - مخدوم حمید الدین صاحب بھی وزیر آبپاشی رہے ہیں - اگر وہ اس مسئلے پر کچھ روشنی ڈالیں تو میرا خیال ہے کہ موجودہ وزیر آبپاشی کو اس پر اعتراض نہیں ہو گا -

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب آپ تشریف رکھیں - شیٹوں کے مطابق پونے نو بجے کے قریب اس حد پر تنازروں کا سلسلہ ختم کرنا ہے - اس طرح ہمارے پاس پندرہ منٹ باقی رہ جاتے ہیں - پانچ تجارتک تخفین زر ہیں - اگر وزیر متعلقہ ان کی قدر کو ضروری سمجھتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر مخدوم حمید الدین صاحب چونکہ بطور وزیر آبپاشی اس سلسلے میں خاصی معلومات رکھتے ہیں اگر آپ اجازت دیں اور اگر وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں تو مناسب ہوگا -

دوسرے میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صرف دو منٹ میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے علامہ صاحب کے خیالات سے اتفاق ہے کہ پانی کی تقسیم منصفانہ ہو اور نہ صرف پنجاب میں بلکہ سندھ اور دوسرے علاقوں میں بھی ضروریات کے مطابق اسکی طرف فوری توجہ دینی چاہیے - میں ایک علاقے کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ بارڈر کے علاقے والے پانی کا گاہ کرتے تھے - وہ لوگ ۲۰ سال سے پانی سے محروم رہے ہیں تو اس بارڈر کے علاقے والوں کو ہندوستان کے ساتھ چھکڑے کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے - بہاولپور اس مشکل سے دو چار ہے - عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلے کو ہم نے سامنے رکھنا ہے اور یہ قرار دینا ہے کہ یہ سارا مسئلہ ہمارا مسئلہ ہے چاہے وہ بہاولپور

کا ہو ڈیرہ غازی خان کا ہو مظفر گڑھ کا ہو یا ہاولڈ ایریا کا ہو بہر حال پانی کی تقسیم منصفانہ ہو اور حقائق کو پیش نظر رکھکر فیصلہ فرمائینگے۔

سردار صفیور احمد - آپ نے فرمایا تھا کہ کٹ موشنز پر تقریر کرنے کا موقع دیا جائیگا۔ لیکن مجھے وقت نہیں ملا ہے۔

مسٹر سپیکر - سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ کل محمد حیات صاحب نے تقریر کی تھی۔ آپ بھی کھڑے ہو جائے تو پانچ سات منٹ آپ کو بھی دے دیئے جائے۔ اگر فاضل سیر صاحبان پہلے اپنے نام دے دیتے تو دس منٹ تقریر کرنے کی بجائے میں آٹھ منٹ وقت دے دیتا۔ اسطرح دو چار اور فاضل اراکین تقریر فرما لیتے۔ اب ووٹنگ کا وقت آ گیا ہے۔

سردار صفیور احمد - سیری گزارش یہ ہے کہ مجھے عام بحث میں بھی وقت نہیں ملا ہے اور وہ ختم ہو گئی ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ کٹ موشنز پر بولنے کا موقعہ دیں گے۔

مسٹر سپیکر - سردار صاحب میں نے بالکل وعدہ کیا تھا اور اسی وعدہ کے پیش نظر میں نے محمد حیات صاحب کو تقریر کرنے کی اجازت دی تھی۔ لیکن اس وقت چونکہ آپ کھڑے نہیں ہوئے تو اسلئے آپکو موقعہ نہ مل سکا۔

سردار صفیور احمد - جناب والا - میں کھڑا تو ہوا تھا۔
مسٹر سپیکر - اگلی آئیٹم پر آپ کو موقع مل جائیگا۔

مخدوم حمید الدین (رحیم یار خان - ۵) - جناب والا - آج کے اس مطالبہ زر پر میرا تقریر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس کا محرک یہ تھا کہ چونکہ میں ماضی میں اس محکمہ سے اور نظام آبپاشی سے متعلق رہا ہوں تو کہیں انسانی جذبے کے تحت ارادی طور پر کچھ مصلحتوں کے تحت واقعات اور محاسن سے کہیں صرف نظر نہ کر جاؤں اور اس کے نتیجہ میں کہیں میرے ہاتھ سے حق اور انصاف کا دامن نہ چھوٹ جائے یا یہ کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر میں کوئی ایسا جملہ نہ کہہ دوں جس سے میری ذاتی توصیف ہوتی ہو۔ مگر بعض دوستوں کے ایما اور ان کے اصرار پر میں پانی کی کسی کے متعلق بالعموم اور خاص

طور پر بہاولپور کے متعلق جناب وزیر آبپاشی کی توجہ مبذول کراؤنگا جنکے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ شاید اس بہت عظیم پراجیکٹ کے وجود یا عدم وجود سے لاعلمی کا اظہار کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔ حیات انسانی کو برقرار رکھنے کے لئے پانی اور مٹی کا باہمی رابطہ نہایت اہم اور ضروری ہے بلکہ ناگزیر ہے۔ اس وقت فطرت کی سحر انگیزیوں اور تہذیب کی نگارشات اور تمدن کے جتنے فنہ انگیز مناظر آپکے احاطہ نظر میں ہیں اگر آپ ان کا بظنر غائر مطالعہ اور تجزیہ کریں تو یقیناً آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ فطرت کی یہ ساری صورت گری فطرت کو یہ جلوہ گری آپ و گل کے حسین امتزاج اور قدیم اتحاد کا ثمر ہے۔ جناب سپیکر تہذیب و تمدن کے سارے اسباب اور سارے ذرائع کو اگر نوش پا کی طرح مٹا دیا جائے تب بھی حیات انسانی کی بقا کے لئے اسباب مہیا ہونگے اور اگر آب و گل کے رشتہ کو بالکل ختم کر دیا جائے تو آپ اس کا بخوبی اندازہ فرما سکتے ہیں یہ امر یقیناً تھر مامانیوں کے مترادف ہوگا۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا۔ اس سزز ایوان کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ صوبے میں پانی کی شدید قلت کے باعث فصلات کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔ اس سلسلے میں اپنے مشاہدہ اور اپنی اطلاع کی بنا پر یہ عرض کر سکتا ہوں کہ ان اوقات میں جب کہ پانی کی کمی کا کبھی تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر نسبتاً شدید کمی رہی ہو تو جیسا کہ ہمارے محترم قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے۔ یہ ایک نیچرل SOURCE ہے۔ اس کی صنعت کاری نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ اسکی بنیادی وجوہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں میں اطمینان بخش طور پر کہہ سکتا ہوں کہ صاحب موصوف کی جواہی تقریر میں شاید اسکے لئے وجہ جواز پائی جاتی ہے۔ لیکن پانی کے کنٹرول میں بنیادی نقائص کی وجہ سے احساس محرومی کا پایا جانا ایک یقینی امر ہے۔ جناب والا۔ ہمیشہ lower riparian کو upper riparian سے شکایت رہی ہے اور یقیناً lower riparian کا upper riparian کی طرف سے آبی استحصال ہوتا رہا ہے۔ تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس بات کا لحاظ رکھیں کہ Lower Riparian کو بطور خاص اس آبی استحصال سے محفوظ و مامون فرمائیں۔ جناب والا۔ دوسرا تاثر جو کہ اس وقت صوبے میں پایا جاتا ہے وہ یہ کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر خزانہ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - upper riparian اور low riparian کی بحث جو ہے اس کو بھی اس منظر میں دیکھنا چاہیے - اس کی شکل یہ ہے کہ اگر ہم پنجاب کے اندر upper riparian اور lower riparians میں تفریق کریں گے اور کہیں گے کہ upper riparian آبی استحصال کرتے ہیں - lower riparian کا تو اس کی بنیاد پر سندھ اور پنجاب کے درمیان جب فیصلہ ہوگا تو سندھ بھی یہی کہے گا کہ ہم lower riparian ہیں - اس لئے پنجاب ہمارا استحصال کرتا ہے -

مختصر حمید الدین - بہر حال اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کہیں ناقص regulation کا نتیجہ نہ ہو - جناب والا - یہ احساس بھی پایا جاتا ہے کہ کوٹھری بیراج کا پانی بحیرہ عرب میں جا رہا ہے - میں اس کی تصدیق یا تردید اپنے ذاتی علم کی بنا پر نہیں کر سکتا کیونکہ اس سلسلے میں میری کوئی تحقیق نہیں ہے - البتہ یہ کہ ایوان کے اندر اور باہر بھی یہ تاثر پایا جاتا ہے اور اگر یہ بات صحیح نہ ہو تب بھی میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ آپ کے فرائض میں ہے کہ آپ اس قسم کے تاثر کی فضا کو رفع کریں - اس لئے کہ ہم صوبائی مناقشات کے جاری رہنے کے کسی طور سے بھی سزاوار نہیں ہو سکتے - متحمل نہیں ہو سکتے - میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے مثبت اقدام کرنا ہونگے تاکہ تلخیاں ایک مستقل حیثیت سے قائم ہو کر نہ رہ جائیں - اس کو روکنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہاں ایک سائٹیفک سٹڈی گروپ تیار کرنا ہوگا جو صوبہ جات کے water rights کو ترتیب دے اور متعین کرے - جناب وزیر آبپاشی کو علم ہوگا کہ ۱۹۳۲ء میں انڈس بیسین کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی - اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں واؤ کمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کی - اس کے بعد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مختلف طریقوں پر عمل ہوتا رہا - صوبے یا ملک کے معاشی اقتصادی اور معاشرتی حالات میں ترمیم ہوتی رہی تو میں یہ عرض کرتے ہوں کہ اس وقت اسے جدید تقاضے ابھر چکے ہیں کہ ان کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ سارے صوبوں کے water rights کو از سر نو متعین کیا جائے اور اس کو ترتیب دیا جائے اور پھر اسے قومی سطح پر نافذ کیا جائے تاکہ کسی قسم کی تلخی باقی نہ رہے - اس کے لئے میں چند عوامل کا ذکر کروں گا (قطع کلامیاں) -

مسٹر رؤف طاہر - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - معزز رکن
 نے ۱۹۶۰ء تک جو کچھ ہوا پانی کے سلسلے میں اقدامات ہوئے ذکر
 کیا ہے لیکن پاکستان کے بننے کے فوراً بعد وہ کون لوگ تھے جنہوں
 نے اس سلسلے میں ہندوستان کے ساتھ گفت و شنید کی -

مسٹر سپیکر - یہ ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے کیونکہ یہ مقرر
 کا اپنا انداز بیان ہے کہ کس حصے پر وہ emphasize کرتا ہے اور
 کس حصے پر نہیں -

مخدوم حمیدالحین - میں تو اس کے تاریخی پہلو بیان کر
 رہا تھا -

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا - قائد مہربان نے اختلاف نے ابھی
 فرمایا ہے کہ معزز رکن وزیر آبپاشی بھی رہ چکے ہیں اور یہ اپنے مشاہدے
 اور تجربات کی بنیاد پر اس معزز ایوان کی رہنمائی کر سکیں گے - تو
 انہوں نے جو کچھ بتایا ہے وہ ۱۹۶۰ء سے پہلے کا ذکر تھا -

مسٹر سپیکر - ابھی تو ان کی تقریر باقی ہے - وہ کچھ اپنی
 تجاویز دے رہے ہیں -

مخدوم حمیدالحین - جی ہاں میں اپنی تجاویز پیش کر
 رہا ہوں -

مسٹر رؤف طاہر - کسی معزز رکن کو تاریخ مسخ کرنے
 کی اجازت نہیں ہونی چاہیے - اور ہمیں یہ بتایا جائے کہ پاکستان بننے
 کے بعد کس جماعت نے اور کن لوگوں نے ہندوستان کے ساتھ اس مسئلہ
 پر بات کی -

مسٹر سپیکر - تشریف رکھیں - آپ کسی کو مجبور نہیں
 کر سکتے کہ تاریخ کا کون سا حصہ وہ بیان کریں اور کون سا
 حصہ بیان نہ کریں -

مخدوم حمیدالحین - میں گزارش کر رہا تھا کہ معاشرتی
 اور اقتصادی کوائف اور حقائق میں ترمیم ہونے کے نتیجے میں مختلف ادوار
 میں تو پانی کے حقوق از سر نو متعین ہوتے رہے ہیں اور اب بھی وہ تقاضے
 موجود ہیں کہ water rights کا تعین کرنے کا منصوبہ بنایا جائے اور
 اس پر عمل کیا جائے - اس کے لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ
 ایک بہت بڑا کام ہے جو ماہرین کی کمیٹی لے کرنا ہے تو اس کے

جو عوامل ہیں وہ تو میں مختصراً عرض کروں گا وہ پیش نظر رکھنے چاہیں۔ وہ عوامل یہ ہیں کہ سب سے پہلے اس بات کو متعین کیا جانا چاہیے کہ بنیادی ضرورت کتنی ہے۔ انسانی ضرورت کتنی ہے۔ بنیادی ضرورت کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سب سے بڑا عوامل اور factor ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد تقابلی جائزے کے طور دیکھیں کہ سکارپ ایریا کتنا ہے اس کے بعد یہ دیکھیں کہ water intensity کیا ہے۔ اس کے بعد یہ دیکھیں کہ soil classification کیا ہے۔ اس کے بعد یہ cropping pattern دیکھیں کیا ہے اس کے بعد یہ دیکھیں کہ Brackish water کتنا ہے اور fresh water کتنا ہے اور اسکی نسبت کیا ہے۔ اور اس کے بعد جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ Agricultural Institutions صوبہ جات میں کتنے ہیں اور سب سے آخر میں عرض کروں گا کہ روشن ضمیری کیا ہے۔ good-will کیا ہے۔ یہ میرے بنیادی نکات ہیں۔ جن کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو پیش نظر رکھ کر ایک سائٹیفک سٹڈی تجویز کی جائے اور اس کی روشنی میں صوبوں کے جو پانی کے حقوق ہیں ان کو از سر نو ترتیب دیا جائے اور متعین کیا جائے اور مرتب کیا جائے اور پھر اس کو قومی سطح پہ نافذ کیا جائے تاکہ کسی قسم کی بھی تلخی باقی نہ رہے۔

ان الفاظ کے ساتھ جناب سپیکر میں جناب وزیر آبپاشی اور قائد حزب اقتدار اور دیگر دوستوں کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے مختصر سی معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس وقت جو کمی کا احساس ہے اس کو دور کرنے کے لئے اپنے حسن تدبیر اور لیاقت سے regulation کو اس طریقہ سے مرتب کریں کہ صوبے کے کسی حصے میں بھی احساس محرومی بالکل نہ پائی جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

مسٹر روف ظاہر۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جب قائد حزب اختلاف نے دریاؤں کا ذکر کیا تھا کہ ایوب کے دور میں یہ ہوا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر قائد حزب اختلاف پوری تاریخ بھی بتا دیتے تو بہتر ہوتا کہ ۱۹۴۸ء میں سردار شوکت حیات پنجاب کی کابینہ میں وزیر تھے اور وہ ہندوستان کے ساتھ اس سلسلے میں ابتدائی معاہدہ کر کے آئے تھے۔

مسٹر سپیکر - وزیر آبپاشی اپنی تقریر میں یہ بات کہہ سکتے ہیں - اس میں تو کوئی پابندی نہیں ہے -

مسٹر احسان الحق پراچہ - جناب سپیکر - میں صرف پانچ منٹ لوں گا -

مسٹر سپیکر - پراچہ صاحب - اس طرح تو پھر تقاریر کا سلسلہ شروع ہو جائیگا اور بھی بہت سے فاضل ممبر کھڑے ہیں - وزیر آبپاشی تقریر فرمائیں -

وزیر آبپاشی - جناب سپیکر - اس معزز ایوان کے معزز ممبران کے کل سارا دن یہ کوشش کی ہے - (قطع کلامیوں) -

مسٹر سپیکر - میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ چھ یا آٹھ معزز ممبران کھڑا ہونا چاہتے ہیں - اگر ہر ایک نے بولنا شروع کر دیا تو میرے لئے بڑا مشکل ہو جائیگا - (قطع کلامیوں) -

علامہ رحمت اللہ ارشد - بولنے کا حق اپوزیشن کا ہوتا ہے - اس حقیقت کو آپ اپنے سامنے رکھیں -

مسٹر احسان الحق پراچہ (سرگودھا - م) جناب والا - میں صرف پانچ منٹ لوں گا - جناب سپیکر - عرصہ دراز سے بلکہ صدیوں سے اس صوبے کی معیشت زخمی ہے اور پاکستان کا دارومدار پنجاب کی زرعی پیداوار پر ہے - میں اعداد و شمار پیش کرتا ہوں - پنجاب میں پاکستان کی ۷۸ فی صد گندم پیدا ہوتی ہے اسی طرح کپاس ۴۷ فی صد پنجاب پیدا کرتا ہے - پنجاب میں گنا کی پیداوار پاکستان کی کل پیداوار کا ۷۷ فی صد ہے لیکن اس کے برعکس پنجاب کو پانی کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے - کروڑوں روپے سے تونہ پراج - چشمہ پراج بنایا گیا لیکن اس وقت سندھ کو پانی دینے کی وجہ سے ان کو بند کر رکھا ہے - اس کے علاوہ پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے گورنمنٹ نے کروڑوں روپے سے سگراپ سکیم بنائی - ایک دو نہیں چار بنائیں جو بالکل ناکام ہو چکی ہیں اور میں یہ وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ وہ پانی کے متعلق کوئی مستقل سکیم بنائیں - اس وقت پانی کا تمام data گورنمنٹ کے پاس موجود ہے - وہ زمینداروں کو کم شرح پر قرضے دے تاکہ وہ اپنے لوہے ویل لگا سکیں اس طرح گورنمنٹ کے کروڑوں روپے کے اخراجات بچ سکتے ہیں -

اس کے بعد میں اپنے حلقہ نیابت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہاں سے ایک perennial نہر شاہ پور برانچ نکلتی ہے۔ ۱۸ سال سے سردیوں میں گندم کی بیجائی کے لئے زمینداروں کو پانی مہیا کرتی رہی ہے۔ اب گزشتہ دو سال سے زمینداروں کو پانی سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اس وقت منگلا ڈیم بالکل full ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ حصہ کے مطابق سردیوں میں زمینداروں کو گندم کی بیجائی کے لیئے شاہ پور برانچ سے پانی دیا جائے۔ زمینداروں نے اپنے کنویں نہر چلنے کی وجہ سے بند کر دیئے تھے اور اب سردیوں میں آبپاشی کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ بارش ہو جائے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چودھری محمد انور سمہ)
جناب سپیکر۔ کل اس معزز ایوان میں معزز ممبران نے یہ کوشش کی کہ وہ ثابت کر سکیں کہ Scarps کا مقصد بالکل کوئی نہیں تھا اور Scarps بالکل فیل ہو گئے ہیں۔ لیکن کسی صاحب نے یہ بتانے کی جرات نہیں کی کہ Scarps کا مقصد کیا تھا؟ انہیں گورنمنٹ نے کیوں بنایا تھا؟ تو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر Scarps نہ بنتے تو کیا مشکلات پیش آتیں۔ جناب والا۔ جوں جوں پنجاب میں نہریں زیادہ ہرتی گئیں وائر ٹیبل بلند ہوتا گیا اور سیم و تھور سے اراضی متاثر ہوتی چلی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۵۸ء تک ہر سال دو فٹ وائر ٹیبل بلند ہوتا رہا اور جو رقبہ اس وقت سیراب ہوتا تھا وہ دو سے چار فی صد تک سیم اور تھور سے متاثر ہوتا رہا۔ اس لئے حکومت نے یہ ضروری سمجھا کہ بجائے اس کے کہ صوبہ ایک جھیل کی شکل اختیار کرے کوئی ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے وائر ٹیبل کو نیچا کیا جائے اور سیم و تھور کو روکا جائے۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں سکارپ کا مسئلہ حکومت کے سامنے آیا۔ اس وقت پچاس لاکھ ایکڑ رقبہ سیم اور تھور سے متاثر ہو چکا تھا تو حکومت نے پچاس کروڑ روپے سے سکارپ کے علاوہ میں ٹیوب ویل لگائے تاکہ وائر ٹیبل کو نیچا کیا جا سکے جس کے نتیجہ میں سکارپ نمبر ۱ میں پانی کی سطح جسے میں "وائر ٹیبل" کہتا ہوں تین سے چھ فٹ تک پہنچ چکی تھی وہ اکیس فٹ نیچے چلی گئی۔ اور اسی طرح سکارپ نمبر ۲ میں وائر ٹیبل ہو تین سے چھ فٹ تک پہنچ چکا تھا وہ بھی ایسے، اکیس فٹ۔ آپریشن کے بعد نیچے چلا گیا جس کے نتیجہ میں سکارپ نمبر ۱ میں سوا چار لاکھ ایکڑ اراضی جو کہ متاثر ہوئی تھی۔

اس میں سے ۲.۸۳ لاکھ ایکڑ زمین reclaim ہو گئی۔ اور اس سے ۱۹۷۰-۷۱ء میں جو پیداوار میں اضافہ ہوا وہ تیس کروڑ کے برابر تھا تو ان ایک دو، چار سکارپز میں حکومت نے ۶۸۰۰ ٹیوب ویلز لگائے۔ جن میں سے ۳۰۰ ٹیوب ویلز کو بجلی مل سکی اور وہ کام کر سکے۔ چونکہ حکومت کے پاس فنڈز نہیں تھے اس لئے موجودہ حکومت نے اس ۱۹۷۲-۷۳ء کے بجٹ میں دس کروڑ روپے اپنے پاس سے واپس کو دینے ہیں۔ تاکہ اکیس سو ٹیوب ویلز جو رہ گئے ہیں۔ ان کو بجلی مہیا کر سکے اور وہ ٹیوب ویل کام کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پچیس سو ٹیوب ویلز محکمہ آبپاشی نے نصب کئے ہوئے ہیں جن میں سے تین سو پچاس ٹیوب ویلز کو فنڈز کی کمی کی وجہ سے بجلی مہیا نہیں ہو سکی تھی ان میں سے دو سو سولہ ٹیوب ویلز کو بجلی مہیا کرنے کیلئے اس بجٹ میں چالیس لاکھ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے۔ تاکہ یہ بھی اپنا کام شروع کر سکیں۔ اور پانی کی مقدار میں اضافہ ہو سکے۔

کل ایک معزز رکن نے یہ فرمایا تھا کہ نیاز بیگ ٹیوب ویل سکیم بالکل ناکارہ پڑی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق میں گزارش کر دوں کہ نیاز بیگ ٹیوب ویل سکیم میں ۳۸ ٹیوب ویلز کا منصوبہ تھا۔ جو نصب ہو چکے ہیں ان میں سے ۲۲ ٹیوب ویلز کو بجلی کے کنکشن مل چکے ہیں باقی چھ ٹیوب ویلز جنہیں کنکشن نہیں مل سکے تھے اس کی مجبوری یہ تھی کہ ہمارے پاس اس وقت کوئی فنڈز نہیں تھے۔ اب ان چھ ٹیوب ویلوں کو بجلی مہیا کرنے کیلئے ۱۹۷۲-۷۳ء کے بجٹ میں دو لاکھ پندرہ ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تاکہ انہیں بھی بجلی مہیا کی جا سکے۔ اور ان سے استفادہ کیا جا سکے۔ سکارپ کے علاقہ میں ٹیوب ویلوں پر حکومت جتنا پیسہ خرچ کر رہی ہے اور جس طریقہ سے خرچ کر رہی ہے۔ اس کا نتیجہ۔ جب یہ تمام ٹیوب ویلز ۱۹۷۲-۷۳ء میں چلیں گے۔ آپ کے سامنے آ جائیگا۔ دوسرے یہ کہ جب ہم نے دیکھا کہ سکارپ نمبر ۱ میں کافی سے زیادہ ٹیوب ویل خراب ہو گئے ہیں یا ان میں پانی کا ڈسچارج کم ہو گیا ہے۔ تو ۶۰ ٹیوب ویل نئے سرے سے لگائے کیلئے حکومت نے کام شروع کر دیا ہے۔ یہ سالہ ٹیوب ویل اللہ تعالیٰ اس مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے۔ (نعرہ تحسین)

چوہدری امان اللہ لک - پوائنٹ آف انفارمیشن - میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ سابقہ حکومت نے جو رپورٹ تیار کی تھی اس میں ان ٹیوب ویلوں کی وجہ سے واٹر ٹیبل نیچے چلا گیا تھا۔ کیا اس رپورٹ کو غلط قرار دیا گیا تھا۔ اگر وہ ایک قومی نقصان تھا تو کیا اس کو پرائیویٹ کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے۔ میں اصل وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ اس پر روشنی فرماویں کہ کیا یہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا۔ اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو پورا پورا حل دیا گیا ہے کہ اس مسئلہ پر کھل کر بات کریں۔ اب جبکہ شیڈول بھی بن چکا تھا اور اس میں بھی اضافہ کر کے بہت سے دوستوں کو تقریریں کرنے کا موقع دیا گیا ہے اس لئے اب اگر کوئی وزیر کی تقریر میں وضاحت طلب کرے گا یا کوئی سوال اٹھائے گا تو یہ مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہوگا۔

چوہدری امان اللہ لک - وزیر خزانہ صاحب نے چوہدری محمد انور سماں صاحب کی جو امداد کی ہے۔ میں اس کے لئے ان کا مشکور ہوں لیکن ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا جواب بہت ضروری تھا۔ میں توقع کرتا تھا کہ وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت - جناب والا - جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ۸۰ کروڑ روپیہ حکومت کا سکارپ پر خرچ ہوا تھا اور اس میں سے صرف ۲۹ فیصدی حکومت نے Reclamation Fee کی صورت میں زمینداروں سے وصول کرنی ہے اور اس کی ۱۲ اقساط ہونگی۔ فی ایکڑ فیس ۴۰/- روپیہ بنتی ہے اور ایک مال کی فی ایکڑ فیس ۳۷۰ روپیہ بنتی ہے۔ یعنی ہونے چار روپیہ۔ تو اس لئے جو زمین reclaim ہوئی تھی وہ زمینداروں کے پاس رہی اور گورنمنٹ نے زمینداروں کو اس زمین سے بے دخل نہیں کیا۔ زمینداروں کو براہ راست اس سے فائدہ پہنچا ہے۔ اب وہی وہی زمین لک صاحب کے پاس ہے۔ جو ان کی reclaim ہوئی ہے کسی اور کے پاس نہیں چلی گئی۔ جناب والا - سکارپ کے مسئلہ میں میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حکومت نے جو ۸۰ کروڑ روپیہ خرچ کیا تھا اور جس کا صرف ۲۰ فیصدی واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس نقصان کے علاوہ ہر سال حکومت کو چار کروڑ مالہ لاکھ روپیہ نقصان

ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیوب ویل چلانے سے اوسطاً ۲۰ سے ۳۰ روپیہ فی ایکڑ حکومت کا خرچ ہرتا ہے اور ہندسہ سے بیس روپے حکومت کو واپس ملتا ہے۔ یہ نقصان بھی حکومت زمینداروں کی خاطر برداشت کرتی ہے۔

اس کے بعد دوسرا مسئلہ جو لیا گیا ہے وہ پانی کی عام حالت کا مسئلہ ہے۔ اسے میں دو حصوں میں تقسیم کرونگا۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ پانی کی تقسیم اندرون صوبہ میں اب تسلی بخش ہے یا سابقہ حکومتوں کے زمانے میں زیادہ تسلی بخش تھی اور دوسرے سندھ اور پنجاب کے درمیان جو جھگڑا ہے اس کا اندرون صوبہ تقسیم میں دخل ہے کہ نہیں۔ جناب والا۔ اس سلسلہ میں یہ گزارش کرونگا کہ ۱۶ اپریل سے ۱۰ جون تک کے درمیانی عرصہ میں میں نے پچھلے سالوں کے اعداد و شمار لئے ہیں اور اس سال کے بھی۔ وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی خدمت میں پیش کرتا ہوں یہ ہاؤس خود فیصلہ کرے گا کہ اس سال پانی کی مقدار اچھی تھی یا پچھلے سالوں میں اچھی تھی۔ یعنی پانی کی تقسیم اس سال اچھی تھی یا پچھلے سالوں میں اچھی تھی۔ Five Link Canals ۱۰ اپریل سے ۱۰ جون تک کو لیتا ہوں۔ سنٹرل باری دو آب کینال اور اپر ستلج ویلی کینال کی ۱۹۶۸ء سے ۱۹۶۹ء تک اوسط سپلائی ۵۰۰ ایم اے ایف یعنی (Million Acre Feet) تھی۔ اور ۱۹۷۰ء میں یہ اوسط ۳۷۵ ایم اے ایف تھی۔ ۱۹۷۱ء میں ۹۶ ایم اے ایف۔ اور ۱۹۷۶ء میں جبکہ عوامی دور تھا ۷۱ ایم اے ایف تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس طرح سے اس سال جس کے متعلق بہت زیادہ یہاں بحث ہوتی رہی ہے کہ پانی کم رہا ہے۔ ۱۹۷۱ء کی نسبت ۲۶ فیصدی پانی زیادہ ملا اور ۱۹۷۰ء کی نسبت ۱۹ فیصدی اور پچھلے پانچ سالہ اوسط کی نسبت بھی ۳ فیصد پانی زیادہ رہا۔ تو اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اب پالی کم ہے یا زیادہ ہے اس کی تقسیم ٹھیک رہی ہے یا غلط رہی ہے۔

اسکے بعد میں تریموں کینال اور لوئر ستلج ویلی کینال کو لیتا ہوں۔ ان میں ۱۹۷۰ء میں جو مقدار تھی وہ ہے ۹۱ ایم اے ایف ۱۹۷۱ء میں ۶۶ ایم اے ایف اور ۱۹۷۲ء میں ۹۶ ایم اے ایف اس میں سے ۱۹۷۲ء میں ۱۹۷۱ء کی نسبت ۳۶ فی صد پانی زیادہ ملا اور ۱۹۷۰ء کی نسبت ۵ فیصدی زیادہ پانی ملا۔ لیکن اوسط پانچ سالہ سے

minus ۲۰ فیصدی کم پانی ملا۔ اسکی وجہ سے بعد میں بیان کرونگا۔

اب پنچند کینالز میں ۱۹۷۰ء میں ۶۰۰ ایم۔ اے۔ ایف۔ پانی دیا گیا۔ ۱۹۷۱ء میں ۶۰۰ ایم۔ اے۔ ایف۔ پانی دیا گیا اور ۱۹۷۲ء جبکہ پانی کم تھا ۷۷۷ ایم۔ اے۔ ایف۔ پانی دیا گیا۔ اس طرح سے پنچند کینال میں ۱۹۷۱ء کی نسبت ۱۹۷۲ء میں ۹۲ فیصدی پانی زیادہ دیا گیا اور ۱۹۷۰ء کے اس عرصہ سے ۳۰ فیصدی پانی زیادہ دیا گیا۔

اب میں گزارش کروں کہ اوسط پنچسالہ میں تریسوں کینال میں minus ۲۵ فیصدی کی کیوں کمی ہوئی۔ اسکی وجہ یہ ہے جیسا کہ سمز اراکین میں سے بے شمار نے یہ فرمایا ہے کہ Indus Basin Treaty ۱۹۶۰ء میں ہوا تھا۔ جس کے تحت چشمہ جہلم لنک بنی۔ اس پر ۸۳ کروڑ روپیہ خرچ ہوا اور اسے اسوت کھلانا تھا جس وقت انڈیا اپنے تینوں دریاؤں کا پانی بند کر لیتا ہندوستان نے اپنے تینوں دریاؤں کا پانی ۳۱ مارچ ۱۹۷۰ء کو بند کر لیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اگر ۳۱ مارچ ۱۹۷۰ء کے بعد ہم پانی لیتے تو ہر سال کے لئے Million Sterling Pound ۹۰۸۰ ہمیں ہندوستان کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اسلئے حکومت پاکستان نے کمی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا کہ ان دریاؤں کا پانی نہ لیا جائے۔ ان دریاؤں کا پانی نہ ملنے کی وجہ سے جو اوسط پنچسالہ میں minus ۲۰ فیصدی کی کمی ہوئی تھی۔ یہاں پر چشمہ جہلم کینال کے کھلنے سے پوری ہو جائے گی۔ چونکہ یہ نہرا بھی تک نہیں کھلی اسلئے پچھلے سال میں صرف launching purpos کے لئے Trial کے لئے اسے کھولا گیا تاکہ دیکھ لیا جائے کہ اس کا کوئی کنارہ وغیرہ اگر بیٹھنا ہے یا کوئی اور بات ہوئی ہے تو معلوم ہو جائے۔ اس وقت ہمارے پاس پانی ۰.۵ ایم۔ اے۔ ایف۔ تھا۔ اس میں سے مرکزی حکومت نے آدھا ہمیں دیا اور آدھا سندھ کو دیا۔ اس آدھے پانی کو ہم نے استعمال کر کے launching سے جو پانی بچا وہ پیداوار بڑھانے کے لئے کھیتوں کو دیا گیا۔ جہاں تک ہم دے سکتے تھے۔ اس وقت ہم اس مسئلہ سے غافل نہیں ہیں۔ ہر روز ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ کس طریقے سے حل کیا جائے اور اس میں پنجاب کی حق تلفی نہ ہو لیکن اسکے ساتھ ساتھ سندھ کی بھی حق تلفی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ دونوں صوبوں کے تعلقات بھائیوں جیسے ہونے چاہئے اور وہ رہیں گے۔ ایک تو یہی صوبہ ملک کا صوبہ نہیں ہے دوسرے یہ کہ

دونوں صوبوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہے۔ اس لئے سیاسی اعتبار سے بھی یہ دونوں ایک دوسرے کے زیادہ قریب رہیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ باقی کے دوسرے صوبے بھی ان صوبوں کی طرح اپنے صوبے کی طرف سے۔ اپنی حکومت کی طرف سے کبھی ایک دوسرے کو گلے کا موقع نہیں دیں گے۔ ہر کام کو دوسروں کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر حل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس پر اطمینان کا اظہار کریں گے۔

جناب والا۔ ۱۶ اپریل کے بعد یہ دیکھا گیا ہے کہ چشمہ جہلم لنک کو کھلنا چاہئے تھا لیکن ابھی تک کھولی نہیں گئی۔ اسکو کھولنے کیلئے جیسا کہ فاضل ممبر صاحب نے فرمایا ہے ایک بات یہ بھی تھی کہ یہ دیکھا جائے کہ جو نہریں پنجاب اور سندھ میں چل رہی ہیں ان سے جو پانی بچتا ہے۔ کیا وہ کوٹری سے نیچے سمندر میں جاتا ہے؟ جب میں نے دیکھا کہ کوٹری سے سمندر میں پانی گیا ہے کچھ ہزار کیوسک نہیں بلکہ پچیس تیس ہزار کیوسک پانی جاتا ہے۔ میں اس معاملہ کو اپنے گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لایا اور سندھ گورنمنٹ کے جو وزیر متعلقہ ہیں ان سے ٹیلیفون پر بات کی۔ جیسا کہ صدر منلکت کو بھی ہدایات ہیں کہ جب دونوں صوبوں کے پانی کے متعلق بات ہو۔ دونوں کے متعلقہ وزرا بیٹھ کر انہماق و تفہیم سے فیصلہ کر لیں۔ اس کے لئے پھر زادہ صاحب جو مرکز میں وزیر تعلیم ہیں اور وہ صوبائی Co-ordinat n کے بھی وزیر ہیں اگر کوئی اسی بات ہو تو ان کے پاس جانا پڑتا ہے۔ میں نے پھر زادہ صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ ۱۵ جون کو میں ان کے پاس گیا۔ میں نے واضح طور پر ان کو بتایا کہ امداد و شمار کو مدنظر رکھتے ہوئے چونکہ کوٹری سے نیچے پانی سمندر میں جا رہا ہے اس لئے چشمہ جہلم لنک کو ضرور کھولنا چاہئے۔ سندھ کے وزیر صاحب نے جو اپنے view points دینے وہ بھی میں نے سنے۔ نہایت دوستانہ ماحول میں ایک دوسرے کی ضروریات کا احساس کرتے ہوئے بات چیت ہوئی لہذا میں آپ کا کہیں آپکی طرف سے پیش کر رہا ہوں۔

جناب والا۔ دوسرا کہیں جو اصل کہیں ہے وہ پہلے ہی صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے پاس فیصلہ طلب پڑا ہوا ہے۔ وہ جسٹس فضل اکبر کمیٹی رپورٹ کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ میں یہاں پنجاب کا وزیر ہونے کی حیثیت سے بجا طور پر فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے صرف سندھ۔ پنجاب۔ سرحد اور

ہاؤسستان کے نمائندے ہیں بلکہ وہ خود ایک پاکستانی ہیں اس لئے یہ کہہ نہیں ہو سکتا کہ وہ انصاف کے اصولوں کو مدنظر رکھے بہتر کوئی فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ جناب والا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ فیصلہ کرتے وقت انصاف کے تناظروں کو ضرور مدنظر رکھیں گے جو بھی وہ فیصلہ کریں گے وہ ہر محب وطن کو قابل قبول ہوگا۔ اس کے متعلق گورنر پنجاب نے بھی واضح الفاظ میں اخبار میں بیان دیا ہے کہ پنجاب اپنے پانی کے حق سے کسی قیمت پر دست بردار نہیں ہوگا۔ اور پانی کا ایک قطرہ بھی اپنے حق کا نہیں چھوڑے گا۔

جناب والا۔ اس کے بعد سیکرٹری ایریا سے متعلق تھوڑی سی گزارش رہ گئی ہے وہ بھی آپکی خدمت میں عرض کئے دیتا ہوں۔ سیکرٹری نمبر ۲ میں سابقہ گورنر صاحب نے یہ حکم دیا تھا کہ ان سے آہانہ وصول نہ کیا جائے جیسا کہ کل ایک فاضل ممبر صاحب نے یہ اشارہ کیا کہ وہ اس وجہ سے جیل میں گئے۔ ان کے جیل میں جانے پر تو مجھے اعتراض نہیں۔ جیل میں جب بھی چاہیں وہ جا سکتے ہیں لیکن وہ جس وجہ سے جیل میں گئے یہ کوئی وجہ نہیں تھی۔ وہاں کمشنر صاحب گئے۔ گورنر صاحب گئے۔ لوگوں نے ان سے یہ درخواست کی کہ آپ مہربانی کریں تو انہوں نے لوگوں کی درخواست کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک oral stay دے دیا تھا۔ جس کی کسی جگہ بھی تحریر موجود نہیں ہے۔ اب جبکہ میں نے یہ مسئلہ وزیر اعلیٰ صاحب سے discuss کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ وہ stay order جس صورت میں بھی تھا اسے آپ بحال رہنے دیں۔ لہذا انہوں نے وہ stay order بحال رہنے دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے میرے مشورہ کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سیکرٹری ایریا کے تمام ممبر صوبائی اسمبلی اور تمام ممبر مرکزی اسمبلی اور تمام کینٹ کی اکٹھی میٹنگ ہوگی اور اس میں سیکرٹری ایریا کے بل آہانہ سے متعلق فیصلہ ہوگا۔ اس میں ممبر مرکزی اسمبلی اور ممبر صوبائی اسمبلی خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں لیکن وہ سیکرٹری ایریا سے متعلق ہوں ان کے خیالات کو ضرور مدنظر رکھا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ چیز اخبار میں بھی آ چکی ہے۔

چوڈھری امان اللہ لک۔ ہوائنٹ آف انفرمیشن۔ جناب والا۔ یہ حقائق جو وزیر موصوف لائے ہیں میں ان کو چیلنج کرتا ہوں۔ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ جو واقعہ انہوں نے فرمایا ہے یہ غلط ہے۔

Minister for Irrigation: In what capacity are you challenging me?

Mr. Deputy Speaker: You are speaking on a point of order or on a point of information.

Chaudhri Amanullah Lak: I am speaking on a point of information.

Rana A. K. Mahmood Khan: There is no point of information in the rules.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف انفارمیشن نہیں

۴

چودھری امان اللہ لاک - On a point of person's reputation - جناب والا - وزیر موصوف جو حقائق بیان کر رہے ہیں یہ غلط ہیں اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ صحیح حقائق سامنے لائے جائیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ کو explain کرنے کیلئے ان کی تقریر کے بعد پورا وقت دیا جائیگا۔

چودھری امان اللہ لاک - شکر ہے۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر آبپاشی و برقی قوت - جناب والا اب میں چند ان اقدامات کی طرف اشارہ کرونگا جو موجودہ حکومت کر رہی ہے کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ علاقے کو سیراب کیا جا سکے۔ اسکے متعلق میں آپکی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ میں ۱۲ اپریل کو ہیڈ سلیڈنگ گیا تھا۔ محمد افضل وٹو صاحب جو اس وقت مشیر تھے۔ وہ بھی میرے ہمراہ تھے۔ ہمیں نے وہاں ایک نہر کا جو کہ لفٹ اریگیشن سکیم کی ہے افتتاح کیا اسکو میں نے چار مراحل میں تقسیم کیا۔ میں نے چیف انجینئر بہاول پور کو یہ حکم دیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ یکم جولائی سے لفٹ اریگیشن سکیم سے لوگ مستفید ہو سکیں۔ یکم جولائی کو اگر کسی مجبوری کے تحت ایسا نہ ہو سکا تو انشاء اللہ تعالیٰ جولائی کے پہلے ہفتے میں لفٹ اریگیشن سکیم چار ہزار ایکڑ زمین کو سیراب کرنے کے قابل ہو جائے گی۔

اس کے بعد جب میں بہاولپور ڈویژن کے دورہ پر گیا تو مجھے یہ احساس ہوا کہ کچھ ٹیوب ویل ایسے ہیں جو نصب تو ہو چکے ہیں۔ مگر ان کو بجلی نہیں ملی بجلی کیوں نہیں ملی۔ اس لئے کہ ہمارے

ہاس لنڈز نہیں تھے کہ ہم بجلی کے بل دے سکیں۔ تو میں نے آکر فون کیا کہ جتنے ٹیوب ویل ہیں انکو بجلی سپلائی کریں تقریباً ۱۳۵ ٹیوب ویل ہیں جن سے ہم ساٹھ ہزار ایکڑ زمین کو پانی دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اور بھی سکیمیں شروع کرائی ہوئی ہیں۔ جس سے زمین کو اس وقت پانی دیا جائے گا۔ جب ہمیں پھر پانی کی ضرورت ہوگی یعنی فلڈ کے دوران۔ ہم نے اس کا نام Flood canal رکھ دیا ہے اور بہاولپور میں یہ مناسب بھی ہے تو ایک کروڑ ۳۳ لاکھ کی رقم اس Lift scheme میں شامل ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ مزید تین سکیمیں شروع کی ہوئی ہیں۔ جناب ان سے ہم برسات کے موسم میں اس قابل ہو جائیں گے کہ دس بارہ ہزار ایکڑ زمین کو پانی دے سکیں۔ تو اس طرح سے ۱۹۷۲-۷۳ء میں اس سکیم کے ذریعے ہم پچاس ہزار ایکڑ زمین کو پانی دینے کے قابل ہو جائیں گے۔ میں آپ سے اس ایوان میں وعدہ کرتا ہوں کہ ۱۹۷۲-۷۳ء کے آخر تک انشا اللہ ایک لاکھ ایکڑ نیا رقبہ زیر کاشت لایا جا سکے گا اور اس کو آب پاشی کیا جائے گا۔ اور ۱۹۷۲-۷۳ء-۷۴-۷۵ء اور ۱۹۷۳-۷۴-۷۵ء تک جو جولستان کے ایک لاکھ ایکڑ زمین کے رقبہ کو طغیانی کا پانی مہیا کیا جایا کرے گا۔ تو یہ کہنا کہ پانی کی کمی ہے یہ درست نہیں۔ چار پانچ ماہ تک ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ ایک لاکھ ایکڑ نئی زمین کو پانی دے سکیں۔ تو یہ کہنا کہ پانی کی کمی ہے یا یہ کہ اس کی صحیح تقسیم نہیں ہو رہی بجا نہ ہوگا۔ اور جیسا کہ میں عرض کر رہا ہوں بہاول پور ڈویژن کو آئندہ تین سالوں تک ہر سال ایک لاکھ ایکڑ اراضی کو پانی مہیا کیا جائے گا۔ ان گذارشات کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

علامہ رھمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا۔ وزیر آبپاشی سے میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے نکات پیش کئے ہیں میں نے ان کو بغور سنا۔ میں ان کی توجہ ایک ایسے بد نصیب علاقے کی طرف دلاتا ہوں کہ جہاں کے لوگوں سے ۲۲ سال سے آبیانہ تو لیا جا رہا ہے لیکن ان کو پانی کی ایک ہونڈ تک نہیں دی جا رہی ہے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت - یہ معاملہ میرے نوٹس میں نہیں آیا۔ میں اس کے متعلق معلوم کر کے ان کو بتلا سوں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - بہر حال میں آپ کے نولس میں نے آیا ہوں۔ اس ناانسانی کا ازالہ ہو جائے تو اچھا ہے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت - جو بھی آپ کی جائز شکایت ہے اس کا انشاء اللہ ازالہ ہوگا۔

چوڈھری امان اللہ لک - جناب سپیکر - جناب کی عدم موجودگی میں آپ کے قائم مقام سپیکر نے مجھے کچھ وقت دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ وہ رولنگ بھی دے چکے ہیں۔ چونکہ وزیر موصوف نے کچھ باتیں ایسی کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تقریر کے بعد مجھے کہنے کا کچھ موقعہ دیا جائے۔

مسنجر بھپنگر - کیا ٹی بی سپیکر صاحب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ان کی تقریر کے بعد آپ تقریر کریں گے۔

چوڈھری امان اللہ لک - انہوں نے کہا تھا کہ وضاحت کرنے کا موقعہ دیں گے۔ تو میں عرض کروں گا کہ جو جناب وزیر نے فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں وہ غلط بیانی پر مبنی ہے اور اس طرح اس ہاؤس کی عزت اور وقار کو مجروح کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک جلسہ عام ہوا تھا جس میں زمینداروں نے سول نافرمانی کا اعلان کیا تھا کہ ہم دوہرا آبیانہ نہیں ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد جب ہم واپس آئے تو ہم نے ہڑتال کی۔ ہمیں لکھ کر یقین دہانی کرائی گئی کہ کمشنر حاکم مجاز نہ تھا اور اس یقین دہانی کے بعد کاغذات واپس ہوئے تھے۔ تو اندرین حالات میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کی statement غلط بیانی پر مبنی ہے۔ آج اس حکومت نے نئے سرے سے آبیانہ دوہرا لگا کر اس کا جواز پیش کیا ہے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت - جناب والا۔ فاضل ممبر یہ بھول گئے ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ سابقہ حکومت نے تحریری حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ حکم زبانی تھا۔ اگر ان کے پاس وہ حکم ہو تو وہ مجھے لاکر دکھا دیں میں ان کا مشکور ہوں گا۔

مسنجر بھپنگر - میں یہاں مناظرے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

چوڈھری امان اللہ لک - اس ایوان میں غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے اس پر کتاب لکھی جا چکی ہے۔

مسٹر سپیکر - یہاں مناظرہ شروع ہو گیا ہے۔ آپ نے ایک بات ذاتی وضاحت کے طور پر کی ہے اور اس کی وزیر آبپاشی نے تردید کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میرے پاس تحریری حکم گورنر صاحب کا موجود نہیں اگر آپ تک پہنچا ہو تو آپ ان کو دکھا دیں۔
اب سوال یہ ہے :

کہ ۱۱,۸۸,۰۱,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد میزان -
نگہداشت و مرمت میں بقدر ۱۰۰ روپے کی تخفیف
کر دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۹ پر چوہدری امان اللہ لکھنوی سید تابش الوری
حاجی محمد سیف اللہ خان - رانا پھول محمد خان - راؤ محمد افضل خان - اور چوہدری
کلیم اللہ کے تحریک تخفیف زر ایک جیسی ہیں جو زر غور میں ان پر
رائے شماری بیک وقت ہوگی۔
سوال یہ ہے :

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۱۷ (۱)
آبپاشی - آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکلی آپ کے
بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات سرمایہ رکھے
جائیں گے بشمول مصارف عملہ آبپاشی میں بقدر ۱۰۰
روپے تخفیف کر دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر ۹ پر علامہ رحمت اللہ ارشد
کی تحریک تخفیف زر زیر غور ہے اور سوال یہ ہے -

کہ ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۱۷ (۱)
آبپاشی آبی راستوں - پشتہ بندی اور نکلی آپ کے
بارہ میں اخراجات کار جن کے لئے حسابات سرمایہ
رکھے جائیں گے بشمول مصارف عملہ آبپاشی میں بقدر
ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

(قطع کلام)

مسٹر سپیکر - کچھ فاضل ممبران نے ,,خیال,, کی بات کی ہے۔ میں اس بارے میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جب رائے شماری کے لیے ایوان میں کوئی تحریک پیش کی جاتی ہے تو اس کی دو stages ہوتی ہیں۔ پہلے مرحلے پر میری رائے ہوتی ہے۔ اگر اس پر اعتراض نہ ہو تو میں اس کو کنفرم کرتا ہوں اور یہی ایوان کا فیصلہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات جب میں اپنی رائے دیتا ہوں تو کچھ فاضل ممبران ٹویژن کا مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ نے رائے شماری کے وقت جو اظہار کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے مجھے تھوڑا سا توقف کرنا پڑتا ہے۔ ان دونوں stages میں تھوڑا سا فرق ہے۔ پہلے حصے میں میری رائے ہوتی ہے اور دوسرے میں میرا فیصلہ ہوتا ہے۔

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو ۲۱,۹۷,۶۹,۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران آبپاشی، آبی راستوں، پستہ بندی اور نکلی آب کے بارے میں اخراجات کار (جن کے لئے حسابات سرمایہ رکھے جائیں گے) بشمول مصارف عملہ آبپاشی کے سلسلے میں برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر ۱۷ پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ - جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک رقم جو ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے۔

دسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ ایک رقم جو ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، - گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے - جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے -

اس پر کچھ تحریک تخفیف زر ہیں جو پیش ہوں گی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب سپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ۵۶,۵۲,۱۲۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (د) کالج و سکول میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے - -
دسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ ۵۶,۵۲,۱۲۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (د) کالج و سکول میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

وزیر صحت - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

سیف قابیض الوری - جناب سپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۳۸ - الف - ہیلتھ سروسز میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

دسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۳۸ - الف - ہیلتھ سروسز میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

وزیر صحت - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

دسٹر سپیکر - اگلی تحریک رانا پھول محمد خان کی ہے ممبر حاضر نہیں ہے - علامہ صاحب آپ اپنی تحریک تخفیف زر پیش کریں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۳۸ - الف - ہیلتھ سروسز میں ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۳۸ - الف - ہیلتھ سروسز میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -

وزیر صحت -- میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

حاجی محمد سہت اللہ خان - (رحیم یار خان - ۱) جناب والا میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جمہوری اور عوامی حکومت کا یہ اولین فرض ہوتا ہے کہ عوام کو بنیادی ضرورتیں فراہم کرے - بنیادی ضرورتوں میں سے سب سے اہم ضرورت کسی ملک اور قوم کے لئے صحت، تعلیم اور روزگار ہیں اور ان تینوں میں سے سب سے اہم ضرورت صحت ہے -

ایک آواز - جناب والا لفظ "صحت" کا تلفظ ٹھیک نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - تلفظ پر اعتراض نہیں ہو سکتا - میرا بھی pronunciation کچھ ایسا ہی ہے - لفظ کو ادا کرنے کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے (تہنہ) -

حاجی محمد سہت اللہ خان - انہوں نے آگے بہت کچھ سنتا ہے ابھی تو ہم طبع آزمائی فرما رہے ہیں -

کنٹرولر محکمہ اسلحہ خان دیپازٹی - پوائنٹ آف پرولبج - حاجی سیف اللہ خان کا "صحت" کا pronunciation بسرو چشم قبول مگر میری گزارش ان تین چار صاحبان کو واضح کرنا ہے کہ وہ ہر وقت طبع آزمائی فرماتے ہیں - پہلے دن میں نے فی البدیہہ کہہ دیا تھا کہ :

تایش الوری ، سیف اللہ ، پھول خان اور امان اللہ

سبحان اللہ ، سبحان اللہ ، سبحان اللہ ، سبحان اللہ

مسٹر سپیکر - کرنل صاحب سے تیس تیس سال (سے میرے بڑے خاندانی مراسم ہیں مگر مجھے آج پتہ چلا کہ یہ شعر بولتے ہی نہیں بلکہ بتاتے بھی ہیں -

یہاں خورشید انور - اگر کرنل صاحب اصل جگہ پر واپس آ جائیں تو مکمل شاعر بن سکتے ہیں -

کرنل محمد اسلم خان شپازی - داغ مفارقت برداشت نہیں ہوتا کیا ؟

مسٹر سپیکر - کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کچھ دن کرنل صاحب وہاں بیٹھ جایا کریں اور کچھ دن یہاں بیٹھا کریں۔ اگر بیٹھ نہیں سکتے تو روزانہ کم از کم ادھر سے گزر ہی جایا کریں - (تمہیہ) *
وزیر خزانہ - یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ میان خورشید انور صاحب ادھر تشریف لے آئیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ مجھے افسوس ہے کہ جب کوئی عوامی مسئلہ پیش ہوتا ہے یا کسی عوامی نوعیت کے مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرائی جاتی ہے تو حزب اقتدار میں یہ جیس ہو جاتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی مسئلہ کتنا الرجیک ہے کیونکہ آج محکمہ صحت زیر بحث ہے اس لئے اس الرجی کا علاج ہو جانا چاہئے - جناب والا۔ میں گزارش کرونگا - کہ صحت کو قائم رکھنا انتہائی اہم ترین اور بنیادی فرائض میں سے ہے -

وزیر خزانہ - جناب والا - معزز رکن ،، صحت،، کو ،، صحت،، کہہ رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - میں نے اس پر اپنی رولنگ دے دی ہے ہر فاضل رکن کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کا اپنی طبع کے مطابق pronunciation ہو -

وزیر خزانہ - جناب والا۔ یہ تو پتہ چل جائے کہ اصل لفظ کیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ صحت ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت اس فرض کو بجا آوری میں کلی طور پر ناکام

رہی ہے۔ کیونکہ کسی بھی قوم کے باشندے اچھی صحت کے بغیر کسی طریقے سے اپنے ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی میں کما حقہ اپنے فرائض ادا نہیں کر سکتے۔ اس طرف اتنی غفلت برتی گئی ہے اور اس ملک کے تمام عوام شہادت دیں گے۔ کہ کسی شہری کو اپنی ملک کے ہسپتالوں سے رتی برابر کوئی دوائی حاصل نہیں ہوتی۔ کسی قسم کی ادویات ہسپتالوں میں نہیں ہیں اور حکومت اپنے فرائض کی بجا آوری میں قطعی طور پر ناکام رہی ہے۔ شہریوں کو ان کی بنیادی اہمیت کے پیش نظر ان کا یہ بنیادی حق فراہم کیا جائے۔ جناب والا۔ میں آپ ہی کی حکومت کے متعلق نہیں بلکہ میں سابقہ ادوار کی حکومتوں کے متعلق بھی عرض کروں گا کہ اس اہم مسئلہ کی طرف کسی بھی حکومت نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ آج جناب والا۔ کیفیت یہ ہے کہ ملک میں طرح طرح کی بیماریوں سے عوام دو چار ہیں اور بیماریاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ مگر علاج معالجے کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ بالخصوص اگر کوئی تھوڑی بہت سہولت فراہم بھی کی جاتی ہے تھوڑا بہت علاج بھی کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس عوامی حکومت میں صرف سرمایہ دار کو وہی پرانی سہولتیں میسر ہیں اور غریب عوام محروم ہیں۔ میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ دیہات کی ۸۵ فیصد آبادی کو صحت کے بارے میں ان کی بنیادی ضروریات پوری نہیں کی جاتیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اکثر دیہات میں ڈاکٹر بھی موجود نہیں ہوتے۔

وزیر صحت۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آپ کی وساطت سے میں معزز رکن سے یہ گزارش کرونگا۔ کہ ان کو کٹ موشن کا موضوع یہ نہیں ہے کہ وہ جنرل ہیلتھ پالیسی پر بحث کریں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں عملہ کی کمی کو زیر بحث لایا جائے۔ چنانچہ وہ اپنے آپکو اسی تک محدود رکھیں۔

حاجی مقبذ سبقت اللہ علیہ۔ اس ضمن میں جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر صرف یہی میری ایک کٹ موشن ہاؤس کے سامنے پیش فرماتے تو پھر تو مجھے اسی تک محدود رہنا پڑتا اور مجھے اسی یہ ہی بولنا پڑتا۔ اب جناب نے کٹ موشن ایک ہی وقت میں اس ہاؤس میں پیش فرمادی ہیں اور یہ ایک رول ہے کہ جب بھی کوئی موشن ایوان میں زیر بحث آجائے تو پھر ہر ممبر کو حق ہے کہ وہ اس کے تمام

پہلوؤں کو پوری طرح بحث میں لا سکتا ہے اور برلہ سکتا ہے تو میرے خیال میں جناب کے توسط سے گزارش کروں گا کہ اس سے فائل وزیر صاحب بھی اتفاق فرمائیں گے۔

میں گزارش کر رہا تھا کہ اس ملک کی دیہاتی آبادی کے غریب عوام کو قطعاً سہولیات میسر نہیں ہیں جو کہ انہیں ملنی چاہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اس ملک میں ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اس ملک میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ مگر میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹروں کی کمی اس ملک میں نہیں ہے ڈاکٹر تو موجود ہیں مگر کمی ہے تو پلاننگ کی کمی ہے۔ حکمت عملی کی کمی ہے۔ میرے سامنے ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ ڈاکٹروں کی بیسیوں درخواستیں ابھی تک آپ کے سیکرٹریٹ میں ملازمت کے لئے پڑی ہوئی ہیں۔ وہاں سے ترقی کا حکم ہی نہیں ملتا۔ یہاں آپ نے پروسچر ہی ایسا رکھا ہوا ہے جس وقت ایک ڈاکٹر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی ڈگری لے آتا ہے وہ کسی عام کالج سے تعلیم حاصل کر کے نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں کہ جبہ پروفیشن ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ کی ڈگری دے دینی ہے اور وہ ڈگری لے کر آتا ہے اس کے بعد اس کو منتخب ہونے کا حق پہنچتا ہے۔ اس ملک میں آپ سیلیکشن کا ایک نظریہ رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اور پھر ان کو پبلک سروس کمیشن کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ڈاکٹر جن کی ملک اور قوم کو ضرورت ہے بد دل ہو کر ملک سے باہر جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ آپ ہمدردانہ طریقے سے اس طرف توجہ دیں۔ جو ٹیکنیکل ڈیپارٹمنٹ ہیں اور جو میڈیکل ڈیپارٹمنٹ ہیں ان میں ترقی کا پروسچر جب تک آپ سہل نہیں کریں گے۔ جبہ تک کوئی مراعات نہیں دیں گے۔ محنت کا صحیح ثمر نہیں دیں گے۔ اس وقت تک آپ اپنی کارکردگی کو بہتر نہیں بنا سکتے اور عوام کو ان کی ضروریات نہیں پہنچا سکتے تو میرے سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ براہ کرم ڈاکٹروں کی ترقی کے طریق کار کو بدلیں اور جو ڈاکٹر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ کی ڈگری لے کر آتا ہے اس کے لئے مزید کسی قسم کا پروسچر adopt کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو فوراً ترقی کا حکم جاری کرنا چاہئے۔ اس ملک کو ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ قوم ترس رہی ہے اپنے علاج کے لئے قوم بیماریوں میں مبتلا ہو رہی ہے اور آپ نے پروسچروں کے چکروں میں پھنس کر فائلوں میں سینکڑوں اور ہزاروں

درخواستیں رکھی ہوئی ہیں اور ایسے شواہد میرے پاس ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ آپ کا کام ہے یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ پچھلے دور کی حکومتوں کے انگریزوں کے جو red taped procedures آپ کی حکمت عملی میں مانع آئے ہیں ان کو ختم کریں اس کے ساتھ ساتھ سہل پروسیجر اختیار کریں اور ڈاکٹر زیادہ سے زیادہ لکائیں اور ان کو مراعات دیں۔

اب میں اپنے اصل موضوع پہ آتا ہوں۔ جناب والا۔ بہاول پور کو ایک میڈیکل کالج دیا گیا۔ جس کا نام قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور ہے اس کو قائم ہونے دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ میں جناب کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ قائد اعظم میڈیکل کالج کے بارے میں سب سے پہلی شکایت یہ ہے کہ اس بجٹ میں فاضل و محترم فنانس منسٹر نے انگریز کے نام سے جو کالج موسوم تھا ”ڈی مانٹ مورینسی کالج آف ڈینٹسٹری لاہور“ اس کا تو مکمل نام لکھا ہے لیکن جو کالج میرے قائد اعظم کے نام کا تھا اس کو صرف میڈیکل کالج بہاول پور لکھا ہے۔ حالانکہ جہاں بھی قائد اعظم کا لفظ آئے اس کی زیادہ سے زیادہ پہلستی کریں اور جو ایک صحیح نام ہے۔ اس کو پورا لکھیں نشتر میڈیکل کالج کو آپ نے mention کیا مگر قائد اعظم میڈیکل کالج کو آپ نے mention نہیں کیا جو کہ اس کا مکمل نام ہے۔ اس کا نام آپ نے بجٹ میں صرف میڈیکل کالج بہاولپور رکھا اس کالج کے ساتھ صرف یہی زیادتی نہیں کی جا رہی بلکہ میں آپ کو عرض کروں گا کہ برائے نام وہاں عوام کو دھوکا دینے کے لئے انہوں نے کالج تو کھول دیا ہے۔ لیکن اس کالج کو وہ سہولیات جو کہ میڈیکل کالج کو ہونی چاہئیں دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس وقت تک فراہم نہیں کی گئیں۔ میں آپ کو لسٹ پیش کرتا ہوں اور آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ میڈیکل کالج جہاں ڈاکٹر پڑھیں گے وہاں کوئی عام آدمی جا کر پڑھا نہیں سکتا اور qualified آدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ طلباء بذات خود نہیں پڑھ سکتے جب تک انہیں پروفیسر نہ ملیں اور نہ پڑھائیں اس کالج کی یہ حالت ہے اس میں تین تو اناٹومی کے اسٹینٹ پروفیسر کی پوسٹیں تھیں جس دن سے کالج بنا اس دن سے وہ خالی پڑی ہیں۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ دو سال میں لڑکے کیا پڑھینگے یا پڑھ کے کہا نکلے ہونگے اور کیا تعلیم۔ کے آئیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو عرض کروں کہ ایک ہی آدمی وہاں پہ رکھا ہے جو پرنسپل کے فرائض بھی ادا کرتا ہے اور پروفیسر آف اناٹومی کے فرائض بھی ادا کرتا ہے اس

کے ساتھ کوئی اسسٹنٹ پروفیسر نہیں دیا گیا۔ اور ایک اکیلا آدمی ہے جو کہ سارا انتظام چلا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسسٹنٹ پروفیسر آف سرجری کی بھی کوئی پوسٹ وہاں پہ نہیں رکھی گئی حالانکہ دو پوسٹیں ہوتی ہیں۔ اسسٹنٹ پروفیسر آف میڈیسنز کی کوئی پوسٹ نہیں رکھی گئی حالانکہ دو پوسٹیں ہر میڈیکل کالج میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح پروفیسر آف Gyn ecology (میں معذرت کے ساتھ کہہوں گا کیونکہ یہ ٹیکنیکل لفظ ہے) کی پوسٹ ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی طرف توجہ دی جائے۔ کیونکہ وہ اس وقت تک اس کالج کو فراہم نہیں کی گئیں۔ رجسٹرار ہاؤس سرجن کے نام و نشان نہیں ہیں کالج جب سے بنا ہے نرسنگ سٹاف بھی وہی ہے کالج میں نرسنگ سٹاف میں قطعاً کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ افسوس تو یہ ہے کہ کالج تو ہمارے کھاتے میں لکھ دیا گیا ہے۔ یہ بتا دیا گیا ہے کہ بہاول پور کو ہم نے کالج دے دیا ہے مگر یہ لسٹ جو میں نے سٹاف کی پیش کی ہے وہ سٹاف نہیں دیا۔ کوئی میڈیکل کالج ڈاکٹر کے بغیر نہیں چل سکتا اس کے بعد بات یہ ہے کہ کالج کے ساتھ ہسپتال کی توسیع بھی کرنی ضروری ہوتی ہے مگر افسوس کہ کوئی توسیع ہسپتال میں بھی نہیں کی گئی اور جوں کا توں ہسپتال ہے۔ ہمیں بتایا تو یہ جاتا ہے کہ آپ کو کالج دے دیا گیا ہے مگر ہمارے لئے وہاں کوئی نشست نہیں ہے۔ حد تو یہ ہے کہ جس طالب علم نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے تھے۔ یعنی اول ڈویژن کے طالب علم کو اس کالج میں داخلہ نہیں مل سکا۔ اس سے زیادہ زیادتی اور کیا ہو سکتی ہے اور جب حق تلفیوں کا رونا روتے ہیں جب اپنی حق تلفیوں کا نام لیتے ہیں تو وہ چین بہ جبین ہوتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اپنا حق مانگتے ہیں۔ ہمیں بار بار یہ کہا گیا کہ آپ کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دی جائیں گی۔ آپ کو ہر معاملے میں ترجیح دی جائے گی۔ لیکن سارا بچٹ اس چیز کا شاہد ہے کہ اسی میڈیکل کی مد میں ۲۳-۱۹۷۲ء کی پروویژن میں ۷۱-۱۹۷۰ء کی پروویژن کی نسبت کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے یہ ایک اہم ترین مد ہے۔ صحت ہوگی تو سب کچھ ہوگا۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ . . . (قطع کلامیاں)

ہسٹریٹھ القہور پبٹ - ہوائنٹ آف آرڈر - میں سمجھتا ہوں جناب والا۔ کہ جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ ذہنی صحت کی بھی ضرورت

ہوتی ہے۔ لہذا میں یہ کہوں گا کہ وہاں بہاولپور میں ایک میٹل ہسپتال کا بھی انتظام کیا جائے تاکہ عوام مستفید ہو سکیں۔

(قطع کلامیاں)

مدیٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

حاجی محمد سہیل انڈیا خاں - ویسے وہ تو لاہور میں موجود ہے۔ میں اس پہ بھی آتا ہوں۔ جناب والا۔ جو کہ میٹل ہسپتال لاہور میں قائم ہوا ہے اس کو بھی میں سمجھتا ہوں۔

مدیٹر سپیکر - آپ قائد اعظم میڈیکل کالج کی بات کر رہے تھے۔

حاجی محمد سہیل انڈیا خاں - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بہاولپور کے جو جائز معاملات ہیں۔ جو اس کے جائز مطالبات ہیں وہ ازراہ کرم پورے کئے جائیں۔ اور پھر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ آپ کے وزراء صاحبان جو وہاں جا کر لوگوں کے اندر تاثر پیدا کرنے کے لئے وعدے کر آتے ہیں۔ وہ بھی ازراہ کرم پورے کیا کریں۔ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ میں صرف اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ خدا را جو کچھ کہہ آیا کریں وہ پورے کر کے دکھایا کریں۔

سہیل قابیٹش الہی (بہاول پور - ۱) - جناب والا - کسی قوم کی متحرک توانائی کو برقرار رکھنے کے لئے صحت عامہ کا شعبہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ دنیا بھر میں آج جن اقوام میں فکری و عملی توانائیاں اپنے نقطہ عروج پر نظر آتی ہیں۔ وہ بنیادی طور پر صحتمند اور توانا اقوام ہیں۔

جناب والا - یہ بات اطمینان بخش ہے کہ موجودہ حکومت کو صحت عامہ کی اہمیت کا احساس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حکومت اس عنصر سے صرفہ میں ایک ہیلتھ سکیم بھی عوام میں متعارف کرانے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ عظیم الشان سکیم ابھی تک تجزیہ اور تجربہ کی محتاج ہے۔ وقت بتائے گا کہ یہ تجربہ کس حد تک صحت عامہ پر اثر انداز ہوتا ہے اب تک تو صورت حال یہ ہے کہ اس سکیم سے طیب لاکٹر اور ہومیو پیتھک والے خوش نہیں ہیں۔

مسٹر سپیکر - آب کی مراد پراکٹیشنرز سے ہے۔

سید صاحبش الوری - جناب والا علاج کرنے والے خوش نہیں ہیں۔ اس سے میری مراد ڈاکٹر اور حکما ہیں۔ جناب والا۔ گذشتہ سال کے دوران صحت عامہ کیلئے ۲۰۰'۲۵۰'۵۰ روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ اس سال اس کے مقابلہ میں ۲۰۰'۲۹۱'۵۰ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہاں پر یہ معمول اضافہ بلینا ایک حد تک قابلِ تہمین ہے۔ لیکن یہ اضافہ لوٹ کے منہ میں زیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عوام کو طبی امداد کی فراہمی حکومت کو ایک فرض کی حیثیت سے ادا کرنا چاہیے۔ عوام بالخصوص دیہاتی عوام کی بڑی تعداد اس وقت طبی سہولتوں سے محروم ہے۔ دیہات میں می نہیں بلکہ شہروں میں بھی بہت حد تک طبی سہولتیں کم ہیں۔ جہاں ہسپتال ہیں۔ وہاں ڈاکٹر، پوری تعداد میں نہیں ہیں۔ جہاں ڈاکٹر ہیں وہاں ادویات فراہم نہیں کی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی اطلاع کیلئے میں یہ عرض کر دوں کہ ہسپتالوں میں ادویات کی قلت کا یہ عالم ہے کہ مریضوں کو سرنج اور کائن وغیرہ خود خرید کر لانا پڑتی ہیں۔ جناب والا۔ ہسپتالوں میں داخلہ لینا جوشے پھر لانے کے مترادف ہو گیا ہے۔ ہزاروں افراد داخلہ لینے کیلئے ہسپتالوں کے باہر قطار در قطار کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جو ابھی چینی ہوئی فریادوں اور مضمحل جسموں کے ساتھ ہسپتالوں کے باہر ایک نیا سلسلہ قائم کیے ہوئے ہیں۔ ہماری حکومت کی پوری توجہ کے مستحق ہیں۔ جناب والا۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم قلم مریضوں کے داخلے کو لازماً قرار دے دیں تاکہ کوئی آدمی ایسا نہ ہو جو اس سلسلے میں اس عوامی حکومت کے شائع میں اپڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے پر مجبور ہو جائے۔

وزیر صحت - پوائنٹ آف آرڈر - میرے فاضل دوست کس ہسپتال کا حوالہ دے رہے ہیں جہاں پر میٹیں تنالی ہوں اور عرضی کو داخلہ نہ ملا ہو۔

سید صاحبش الوری - جناب والا۔ ہسپتال میں داخلہ تو ناممکن ہو گیا ہے۔ ہسپتال میں داخلہ غریب عوام کے علاوہ ڈاکٹروں کے عزیزوں کیلئے بھی بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا۔ ادویات کی فراہمی کا مسئلہ بھی اہمیت فرمودہ اور خاص اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ بعد ازیں ہے کہ سرکاری ادویات

ایک مشور میں جمع کر دی جاتی ہیں۔ لیکن مختلف ہسپتالوں کی طرف سے مسلسل الڈنٹ آئے گئے باوجود انہیں ادویات کی فراہمی نہیں ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سال سال بھر ہسپتال ادویات سے محروم رہتے ہیں۔ جناب والا۔ اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ ادویات کی خریداری و فراہمی کیلئے نیا طریق کار وضع کیا جائے تاکہ ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی گئے سلسلہ میں جو دقتیں پیش آئی ہیں۔ انہیں دور کیا جا سکے۔

جناب والا۔ میں اس سلسلہ میں بہاولپور و کشورہ ہسپتال کا خاص طور پر ذکر کروں گا۔ جو پنجاب گئے ہسپتالوں میں سے ایک ہسپتال ہے۔ اس سلسلہ میں گذشتہ سال مریضوں کی خوراک گئے لئے ۱,۸۶,۹۰,۰۰۰ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس سال یہ رقم ۱,۸۰,۹۰,۰۰۰ روپے کر دی گئی ہے اس صورت میں جب کہ مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ رقم کم کی جا رہی ہے۔ یہ رقم کی کسی حیرت ناک ہے۔ اسی طرح ادویات کی فراہمی گئے لئے اس ہسپتال میں ایک برسے کا بھی اضافہ نہیں کیا گیا۔

جناب والا۔ قائد اعظم میڈیکل کالج گئے قیام گئے وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ بہاولپور گئے عوام گئے لئے نیشنل میڈیکل کالج پر تقریباً ۰۔ فیصد expenditure کیا جائے گا۔ لیکن قائد اعظم میڈیکل کالج گئے قیام گئے زمانے میں صرف دس سیٹیں مخصوص کی گئیں۔ اور یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ داخلہ on merit basis ہوگا یعنی جو لڑکے قابلیت کی بنا پر کامیاب ہو گئے ان کو داخلہ دیا جائے گا۔ لیکن جب ایسا ہوا جو merit basis پر لڑکے رکھنے تھے ان دس سیٹوں گئے against ظاہر کر گئے بہاولپور گئے عوام کو اس رعایت بھی محروم کر دیا گیا۔ پہلے سال دس کا داخلہ ہوا تو دوسرے سال کی کسی کر گئے چوتھ تک محدود کر دیا گیا ہے۔ جناب والا۔ یہ ساری مراعات ہیں جو ہمسالہ علاقوں گئے لوگوں گئے لئے ایک وعدہ گئے طور پر اس حکومت نے کی تھیں۔ لیکن ان تمام وعدوں اور مراعات کو فراموش کر دیا گیا ہے۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood (Bahimyar Khan VII)—Sir, I would like to draw the attention of the Chief Minister and the Minister for Health to a very basic issue when we are discussing this Demand on Health. The country has now an Interim Constitution in which, as before, health is essentially

Provincial subject. I have gone through the Health Scheme, the so-called reforms, which have either been introduced or proposed to be introduced by the Central Government. I feel that this is an encroachment on the rights of this House. The Minister is responsible to this House, the Health Department is essentially responsible to this House and the subject is entirely Provincial. Because of limitation of time I have spent three days in studying the scheme circulated by the Central Government, and having had the privilege of being a Health Minister myself for a year and a half, I am fully conversant with the needs and requirements of the Province and the magnitude of the task. There are many features of the Central Health Scheme which are very good indeed. I think the scheme is not only ambitious but over ambitious. We have not the resources to cope with this scheme as it has been envisaged. I would request initially, that the Provincial Government should take it merely as an advisory paper and nothing in it should be binding on them. They should review this scheme in consultation with their own Health Department and see what is beneficial for the Province and what can be accepted out of it.

Secondly, I have serious objection against the generic names. There is a deep-rooted controversy on the subject and to indulge into an experiment, when the entire nation requires the health services to perform efficiently, to suspend the previous system without efficiently incorporating the new system, would be a very unwise step. If at all it is to be enforced, as you have now a mixed economy in the industrial sector, that is, private and public sector, let the generic names be introduced in the public sector and not disturb the private sector at all.

Similarly, it has been proposed to take over some private institutions. I think, even the government institutions *per capita* are inadequate in number and it would again be an unwise step to embark upon nationalization or taking over the private institutions or barring the doctors from private practice.

In every sphere of our society there are follies, there are mistakes, there are loopholes and there are handicaps but it does not stand to reason that with one stroke of pen the whole system should be changed. This is a very delicate matter and I would request the Health Minister to carefully, in consultation with his own experts, devise ways and means to implement all those sections of the scheme which are beneficial and not to implement those which are likely to create dislocation.

Sir, as far as the proposed reduction in the course of medical students is concerned, I think, this will not be a healthy and useful step.

Mr. Speaker : Two minutes, please.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—Sir, how can I finish in two minutes. It will be harmful to curtail

the course of medical students because for any further training or higher studies abroad, the students will not get admission. If you want to create a class of licenciates, you can have medical schools in the province who can serve in rural dispensaries but don't curtail the medical course which is internationally recognised today. Similarly, no ban should be imposed on doctors to go abroad for training because it is expedient. You should allow them to go and gain knowledge so that they can come back and serve their country with all the knowledge that they acquire abroad. The only difficulty is that you don't recognise the profession and you don't give the doctors the salaries they deserve to be paid. MRCPs and FRCSs get inadequate salaries here which is not commensurate with their qualifications and the expense and investment that their parents or they themselves make on acquiring this knowledge. That is why you don't get doctors. If you pay them well, there are hundreds of doctors, whom I have met in Britain and other countries, who are prepared to come here and serve this country. You must recognise their merit as much as it is recognised in other countries.

I think there is injustice on the reservation of seats in the Medical College at Bahawalpur. There are only five seats for Bahawalpur I understand. When we were a separate entity, the Punjab Government had given us certain number of seats in different Medical Colleges. In the fifteen years, after integration, we have not availed of this opportunity with the result that we don't have sufficient doctors. To make up for the short-fall, for the next five years, I request that at least 33 per cent of the seats in the Bahawalpur Medical College and at least five seats in Nishtar Medical College annually must be given to Bahawalpur Division.

Sir, the Central scheme envisages a training centre for the Nurses even at the tehsil level. I may briefly state to you that in Bahawalpur we took over 35-bed dispensary which was converted into 350 bed hospital and 100-bed district hospital with 50 tehsil hospitals assisted by rural dispensaries at every nine miles. I would suggest that the training centres should be restricted either at divisional headquarters or at the district headquarters where facilities are adequately available.

مہلای خورشید انور (ملتان-۱۲) - جناب سپیکر - میں آپکی وساطت سے وزیر صحت کی توجہ اس اہم تجویز کی طرف دلاوا ہوں - جس کو ان سے پہلے آنے والوں نے اور انہوں ہی نے نہیں کیا ہے - میری مراد دیہاتی آبادی سے ہے۔ دیہاتی آبادی کے لئے اس وقت صحت کی بہت کم سہولتیں دی جا رہی ہیں - اس وقت پنجاب میں مختلف جگہوں پر بلکہ اکثر مقامات پر ہسپتال کھلیا

اور ٹاون کمیٹیاں سولہ ہسپتالوں کے نام سے تحصیل اور سب تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر ہسپتال چلا رہی ہیں۔ کیونکہ ان کی آمدنی بڑی محدود ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے وسائل کے مطلق جو تھوڑا بہت خرچ کرتی ہے اور ادویات خریدتی ہیں وہ ادویات یا تو تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے انسران یا سب تحصیل پر جو سرکاری ملازمین ہوتے ہیں ان کے کام آجاتی ہیں یا پھر علاج کے جو چوہدری ٹائپ لوگ ہوتے ہیں وہ ان سے استفادہ کرتے ہیں غریب عوام کو ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ تو میں تجویز کرتا ہوں کہ اس نظام کی اصلاح فرمائی جائے۔ سب سے پہلے حکومت کا فرض ہے کہ جسے بڑے بڑے ہسپتالوں کے لئے ادویات کا انتظام کیا جاتا ہے اس طرح چھوٹے ہسپتالوں کے لئے بھی حکومت خود ادویات فراہم کرے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انتظام کو کم از کم اس حد تک بہتر بنایا جائے کہ لوگوں کو ابتدائی طبی سہولتیں میسر آسکیں۔ کیونکہ وہاں کے دیہاتی عوام کو غریب عوام کو سوائے پیلے اور سرخ پانی کے اور کوئی چیز دستیاب نہیں ہوتی۔

جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے وزیر صحت صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس طرف توجہ دیں۔ یہ سوبہ کی اکثریتی آبادی کا مسئلہ ہے۔ اگر ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آسکے تو وہ اپنے ساتھی وزیر تعلیم صاحب سے جو ڈاکٹر بھی ہیں دریافت فرما لیا کریں۔ جناب والا۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ وزیر اعلیٰ صاحب ہر دو وزیر صاحبان کا آپس میں تبادلہ کر دیتے۔

چوہدری اداں لکھن لک۔ (گجرات) جناب صاحب۔ جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے ان واقعات کی نشان دہی کی ہے۔ میں اس پر شاید کوئی زیادہ مزید اضافہ نہ کر سکوں لیکن آج جناب وزیر آبپاشی کے ان جوابات کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں زیادہ بحثوں کے اچھاؤ میں نہیں بڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ انہوں نے آج جتنے وثوق سے جوابات دیئے ہیں ہم دوسروں سے بھی توقع کرتے ہیں کہ وہ بھی جوابات ہمیں ملیں گے۔

جناب والا۔ میان خورشید انور صاحب نے ایک واقعہ کی نشاندہی کی ہے۔ میں پر زور الفاظ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ جب وزراء صاحبان کو Port-folios دیئے

جا رہے تھے میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر عبدالحفیظ کاردار جو تعلیم کے محکمہ میں رہے ہیں اور وہ اسکے متعلق بہت کچھ سمجھتے ہیں وہ محکمہ ان کو دے دینا چاہیے تھا۔ چوہدری محمد ارشاد صاحب کو زراعت کا محکمہ دیا جاتا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو محکمہ تعلیم دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر ان کی حق تلفی کی گئی ہے کیونکہ وہ اپنے محکمہ سے متعلق وائعات کو بہتر سمجھتے تھے اس طرح ان کو نظر انداز کیا گیا ہے

Mr. Speaker—Please take your seat. I cannot permit that. I cannot permit you to become the Governor of this province.

چوہدری امان اللہ لکڑا - جناب والا! میں اس کو واپس لیتا ہوں۔

Mr. Speaker—I cannot permit this controversy.

چوہدری امان اللہ لکڑا - جناب والا! اسکی سزا مجھے دی جا رہی ہے۔

Mr. Speaker—I cannot permit this controversy. Please take your seat. Yes Mr. Saghir Ahmad.

سرदार سغیر احمد (سرگودھا ۲) - جناب والا۔ حزب اختلاف کی طرف سے برسوں سے ہر محکمہ سے متعلق ہم بہت سے اعتراضات من رہے ہیں۔ آج ہیلتھ پالیسی پر بھی انہوں نے بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ جناب والا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مصیبتیں یہ تکلیفیں۔ یہ خرابیاں اور یہ زیادتیاں جو اس ملک میں ہوئی ہیں اسکی ذمہ داری پیپلز پارٹی پر نہیں ہے۔ ہم لوگ اسکے ذمہ دار نہیں ہیں۔ یہ تمام برائیاں اور خامیاں ہمیں ورثہ میں ملی ہیں۔

جناب والا۔ جہانتک صحت کا تعلق ہے اسکے بارے میں کوئی کہتا ہے کہ ہسپتال بنائیں۔ کوئی کہتا ہے میڈیکل کالج بنائیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ہماری صحت اچھی ہو تاکہ ہمیں کسی میڈیکل کالج کی ضرورت نہ پڑے کسی ہسپتال کی ضرورت نہ پڑے۔ جناب والا۔ کل حاجی سیف اللہ صاحب اور رانا پھول محمد خاں صاحب نے بھائی پھیرو میں بڑے زور شور سے تقریریں کی ہیں۔ یہی لوگ دیکھتے تھے کہ سابقہ حکومتوں کے دور میں جب یہاں شہریوں کا خون نکالا جا رہا تھا۔ ان کی صحت کو برباد کیا جا رہا تھا اس وقت ان

لوگوں نے کوئی آواز بلند نہ کی۔ آپ اسمبلی کا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں یہاں کسی قسم کی کوئی بات غریبوں کے حق میں نہیں ہوئی۔

منسٹر سپیکر - سردار صاحب آپ کٹ موشن پر بات کریں۔ آپ جنرل بحث نہ کریں۔

سردار صفیور احمد - جناب والا۔ صحت کے متعلق کیا ہو رہا تھا۔ خون انسانی ضروریات کے لئے ضروری ہے۔ اگر کسی انسان کا خون نکال دیا جائے تو اسکی صحت کیسے اچھی رہ سکتی ہے۔ یہاں کا سرمایہ دار۔ یہاں کا کارخانہ دار مزدور۔ غریب اور کسان کا خون نکال رہا ہے۔ غریبوں کی صحت بالکل برباد ہو رہی ہے کسی شخص نے اسکا خیال نہیں کیا۔

دوبڑا سردار عطا مگھڈ خان لغاری (ڈیرہ غازی خان۔)۔ جناب والا۔ میں یہ بات آپکے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب پسماندہ علاقوں کے متعلق میٹنگ ہوئی تھی تو میں معزز وزیر خزانہ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لایا تھا کہ ہمارے پسماندہ علاقوں میں ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ وہاں تین سول ڈسپنسریاں ہیں۔ جہاں آٹھ نو نو سال سے کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے اور غریب مریض پریشان حال ہیں۔ محکمہ نے بتایا ہے کہ وہاں خوشی سے جانے کیلئے کوئی ڈاکٹر تیار نہیں۔ جناب والا۔ میں آپکے توسط سے ان کے نوٹس میں اور وزیر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ نشتر میڈیکل کالج چندہ اکٹھا کر کے تعمیر کیا گیا تھا۔ اگر ڈیرہ غازی خان۔ میانوالی اور جھنگ جیسے پسماندہ علاقوں میں ڈاکٹر صاحبان خوشی سے جانے کے لئے تیار نہیں تو ان اضلاع کے قابل طالب علموں کے لئے نشستیں مخصوص کر دی جائیں۔ جناب والا۔ پونٹ ٹولنے کے بعد جب غیر نمائندوں نے عنان حکومت سنبھالا تو اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ داخلہ صرف merits پر ہوگا۔ جناب والا۔ آپکو اچھی طرح سے علم ہے کہ لاہور اور ملتان میں بڑے بڑے کالج ہیں۔ شہری آبادی کو تعلیم کی بہت زیادہ سہولتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن ہمارے پسماندہ علاقوں میں جب تک اس قسم کا معیار تعلیم نہیں ہوگا اس وقت تک ان کو داخلے کے لئے کوئی chance نہیں ملے گا اور ان علاقوں میں کوئی بھی خوشی سے جانا نہیں چاہے گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس پالیسی کو تبدیل کیا جائے اور ان علاقوں کے افراد میں سے جو بہترین تعلیمی معیار کے ہوں ان کو سہولت دی جائیں۔

جناب والا۔ میں مؤید آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ excluded area میں ایک جا دو سول ہسپتال ہیں وہ بھی گریڈوں میں فورٹ مینو میں چلے جاتے ہیں۔ فورٹ منرو سے جب افسران سردیوں کے موسم میں نچے چلے جاتے ہیں تو وہ ان ہسپتالوں کو وہاں سے اٹھا کر کسی اور جگہ بھیج دیتے ہیں اور وہ شائب ہو جاتے ہیں۔ دوسرے جناب والا وہاں پر راکھی وطن سہناں پر کوئٹے کی کان اور لوٹھے کی کان کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں سے اینٹل میسینڈری، والے۔ بھی کوچ کر کے پہاڑ کی پیوٹی سے نچے آجاتے ہیں وہاں پر ان کے لئے انتظام کیا جائے کہونکہ وہاں تھلہ - انجماد سے بیس بیس تیس تیس کم ڈگری سردی ہوتی ہے۔ وہاں غربت اور افلاس کی یہ حالت ہے کہ اگر آپ وہاں بھول کر چلے جائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا نہری علاقے کے مویشیوں کی حالت ان سے بہتر ہے۔ میں عرض کرونگا کہ اسرائیل ایسا نہیں جیسا کہ ان کا ہسپتال ہے سردیوں میں وہ نچے اتر آتے ہیں ان کے لئے ایسا انتظام کیا جائے تاکہ ڈاکٹر صاحبان وہاں رہیں۔

جناب والا۔ میں یہ بھی عرض کرونگا کہ آپ نے لوگوں سے یہ پیکل کے بل لینا بند کر دینے میں۔ یہ سن کر آپ لوگوں کو حیرت ہوگی کہ retax rate کے اوپر جو ادویات وصول کی جاتی تھی باوجود اسکے کہ ہر ڈاکٹر کو یہ پتہ ہے (یہاں آپ کے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی موجود ہیں)۔ کہ ڈاکٹروں کو دس جا بیس فیصد کمیشن ملتا ہے۔ جب گورنمنٹ کی طرف سے ہزاروں روپیہ کی ادویات خرید ہو رہی ہے اور سرکاری خزانے سے خرید ہو رہی ہیں۔ کسی نے آج تک اتنا انتظام نہیں کیا کہ ان کمپسٹ سے یہ طے کر لیں کہ جو سرکاری ادویات ہونگی ان کے اوپر وہی کمیشن دیا جائے جو ایک پرائیویٹ پریکٹیشنرز کو دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس سے کافی رقم بچائی جا سکتی ہے اور خریدوں کے استعمال کیلئے ادویات خرید کی جا سکتی ہیں۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اگر ہول سیل ریٹ میں نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم اسکی شرح میں کسی کی جائے۔ discount دیا جائے۔ کمیشن دیا جائے جسے پرائیویٹ ڈاکٹروں کو ملتا ہے۔

جناب والا۔ وقت تھوڑا ہے اس لئے دو چار مؤدبانہ گزارشات آپکی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاول پور)۔ جناب صدر صحت عامہ کا مسئلہ حلیمہ کا مسئلہ ہماری party in power کا مسئلہ ہے۔ لہ کہ

آپوزیشن کا مسئلہ ہے بلکہ یہ اس صوبے میں بسنے والے کروڑوں عوام کا مسئلہ ہے۔ اگر وزیر صحت بحث برائے بحث جواب برائے جواب کی کوشش فرمائیں تو حقیقت کا وہ اعتراف فرمائیں گے کہ جہاں یہ اپنی جگہ پر بالکل درست ہے کہ بعض پالیسیاں بعض مسائل بعض قنائص اور ناکارہ منصوبے ناقص نظام کار۔ ناقص نظام زندگی ناقص نظام حکومت اس حکومت کو ورثہ میں ملی ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں وہاں اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ لاکھوں انسان صرف اس لئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے کہ انکے لئے طبی امداد کا کوئی وسیلہ اس ملک یا اس صوبے میں میسر نہ تھا۔ بلا شبہ ہسپتال بنانا بھی ایک کارنامہ ہے اور وہ کارنامہ بھی ہم اس صوبے میں سرانجام نہ دے سکے۔ مثال کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ بہاولپور کے بعد پورے ۳۵ میل دور احمد پور شرقیہ میں ہسپتال ملتا ہے۔ مغرب اور مشرق کی طرف پورے ۳۶ میل کے قریب خیبرپور کے قریب ہسپتال ملتا ہے ہسپتالوں کی کمی بھی اسی جگہ پر ہے۔ لیکن سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ ہسپتال موجود ہیں لیکن دوائیاں بالکل نہیں۔ جو باتیں کہی جا چکی ہیں انکو دہرا کر اس ایوان کا وقت ضائع نہیں کرونگا۔ مگر مجھے کہہ یہ دہنا چاہئے تاکہ مسئلہ اپنی اصل حیثیت میں اس معزز ایوان کے سامنے آ جائے۔ بہاولپور کا ہسپتال ۵۴۰ بستروں کا ہسپتال ہے وہاں دوائیوں کیلئے صرف ۲ لاکھ روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔ وہاں دو لاکھ روپے سے جن لوگوں کو فری میڈیکل ایڈ ملتی ہے ان میں تمام سرکاری ملازم چھڑاسی سے لے کر کسٹمر تک سپاہی سے لے کر ڈی آئی جی تک بیدار سے لے کر چیف انجینئر تک ہیں۔ اگر اس ۲ لاکھ میں سے انکو کچھ نہ دیا جائے اور ۵۴۰ بستروں کے ہسپتال میں بھی انکو کچھ نہ ملے تو میں ہوجھتا ہوں کہ مریضوں کو برف کا ٹھنڈا پانی بھی نہ پلایا جائے اور اگر یہ ۲ لاکھ آؤٹ ڈور کے مریضوں پر صرف کیا جائے۔ تو ان کی تعداد سالانہ ۲ لاکھ ۷۸ ہزار ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حکومت ۱۳ آنے فی کس ہر سال ایک آدمی پر خرچ کرتی ہے۔

میں حکومت کی توجہ اس طرف بھی مبذول کراؤں گا کہ وہ اس مسئلہ پر بھی سوچے کہ آخر یہ سب ڈاکٹرز دہڑا دہڑا دوسرے ملکوں میں کیوں جا رہے ہیں۔ ایک تو وہ بات ہے جس کی طرف مجھے حاجی صاحب نے متوجہ کیا کہ red tapism ہے۔ ایک شخص ایم۔ بی۔ بی۔ بی۔ ایم۔

پاس کرتا ہے تو اسے پبلک سروس کمیشن اور محکمہ ہیلتھ کے چکر کاٹنے پڑتے ہیں۔ پبلک سروس کمیشن اس سے سوال کرتا ہے کہ عباسیوں کی حکومت کب قائم ہوئی اور عباسیہ خاندان کا سب سے پہلا حکمران کون تھا۔ تو اس نے کہا "I am sorry" مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس نے کہا: "ask me about the medicine or surgery" جب اس نے یہ جواب دیا اسے reject کر دیا گیا تو اس قسم کی چیزیں ہرگز حوصلہ افزا نہیں۔

تیسری بات ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے وسائل اتنے ہوں کہ قدم قدم پر ہم ہسپتال کھول سکیں۔ آخری بات جس کی طرف ہم نے چیف منسٹر صاحب کو بھی متوجہ کیا وہ یہ ہے کہ بہاولپور، میانوالی، جہلم اور ڈیرہ غازی خان اس قسم کے اضلاع جتنے بھی ہیں ان کے لئے آپ سیٹیں مقرر کریں یا پھر ان کو اس قسم کی تعلیمی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ جس قسم کی آپ گورنمنٹ کالج لاہور و دیگر کالجوں میں پہنچاتے ہیں۔ پھر اگر آپ merit پر لڑکے لیں تو اس کا کوئی جواز ہوگا۔ ڈیڑھ ڈیڑھ سال تک سائنس پڑھانے والے پروفیسر موجود نہیں ہوتے تو ان لڑکوں سے یہ توقع کرنا کہ وہ تمام لڑکے ایف۔ سی کالج اور گورنمنٹ کالج کے طلباء کے ساتھ merit پر آسکیں گے تو یہ ناقابل فہم بات ہے۔ تو میری جناب صدر گزارش ہے کہ پسماندہ علاقوں کے لڑکوں کے لئے سیٹیں مقرر کریں تاکہ وہ ڈاکٹری کی تعلیم سے مستفید ہو سکیں اور merit پر وہ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر سکیں شکریہ۔

خان اہبڑ محمد اظہار خان (ماتان-۸) جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے قائد اوو دیگر اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے ان جملہ تکالیف کا اظہار کیا گیا اور ہم بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ موجودہ حکومت کو ابھی چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ حکومت سنبھالی ہے۔ مگر یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ حکومت نے اس کام کے لئے سات کروڑ روپیہ آئندہ مالی سال میں رکھا ہے۔ اس میں سے ۳ کروڑ ۰۰ لاکھ روپے تقریباً دیہاتوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں اور اس میں انسداد ملیریا رورل ہیلتھ اور فیملی پلاننگ بھی شامل ہیں۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلے سال دیہاتوں میں ڈسپنسریاں قائم کرنے کے لئے جو رقم مختص کی گئی تھی وہ ڈیڑھ کروڑ تھی، اس سال اس کو بڑھا کر دوگنا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دیہاتوں میں جس چیز کی کمی تھی اس کو پورا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ دیہاتوں میں ڈسپنسریاں

قائم ہوں گی۔ ڈیویپمنٹ بھی ہوگی۔ پچھلے سال کے مقابلہ میں اس سال ۲ کروڑ کا اضافہ ہوا ہے۔ میں چیف منسٹر اور فنانس منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر ممکن ہو تو Rural Health Programme کی طرف توجہ دیں اور تین کروڑ چالیس ہزار کی رقم جو رکھی گئی ہے۔ اسے رول ہولڈ کے ساتھ شامل کر دیا جائے اس میں ملیریا کی رقم بھی شامل کر دی جائے۔ تاکہ انسداد ملیریا اور فیملی پلاننگ والے اس کام کو سر انجام دے سکیں۔

جناب والا۔ آپ کی وساطت سے میں معزز رکن حاجی سیف اللہ خان کی خدمت میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ قائداعظم میڈیکل کالج

مسٹر سپہنگو۔ اس کا جواب متعلقہ وزیر دیں گے۔ آپ اپنی رائے کا اظہار کریں۔

خان اہلبرہمہ خان۔ جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں تفصیل سے بات کروں۔ ستمبر ۱۹۷۰ء میں قائداعظم میڈیکل کالج کھولا گیا۔ اور آج جون ۱۹۷۲ء ہے۔ اس میں دو کلاسیں جاری ہیں۔ پہلے دو سالوں میں دو subjects تھے۔ جسکے لئے ہمیں میڈیکل اور فزیالوجی کے دو پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر رکھنے پڑے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں کوئی تجربہ کار ڈاکٹر نہیں ہے۔ جناب والا! اسسٹنٹ پروفیسر ہے جو میڈیکل پڑھاتا ہے۔ انہوں نے کالج کا نام بھی لیا ہے۔ جس میں میڈیکل بھی پڑھانی شروع کر دی ہے۔ یہ پہلے نہیں تھی۔ اور ساتھ ساتھ یہ کہا کہ نرسوں کی کمی ہے۔ جیسا کہ علامہ رحمت اللہ ارشد نے بتایا ہے کہ ۵۰ بستر ہیں۔ اور محکمہ صحت کی رو سے ہر دس بستر کے لئے ایک نرس کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں نرس کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ جب وہاں بستروں کا اضافہ ہوگا تو نرسیں بھی بڑھ جائیں گی۔ پہلے دو سالوں سے نہ سرجری پڑھائی جاتی ہے اور نہ پرائمری میڈیکل پڑھائی جاتی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب تیسرا سال شروع ہو گیا ہے۔ نہ سرجری کا سامان ہے اور نہ باقی سامان ہے اور دو سال گذر چکے ہیں۔ اور عملہ کچھ نہیں ملا۔

مسٹر احسان الحق پوراچہ (سرگودھا۔۹)۔ جناب سپیکر۔ بجٹ کی آمدن کا بیشتر حصہ دیہات سے وصول کیا جاتا ہے۔ مگر مجھے اسوس ہے کہ اسی تناسب سے دیہات میں خرچ نہیں کیا جاتا۔ مجھے اپنے معزز ساتھی خان امیر عبداللہ خان سے اختلاف ہے کہ اس بجٹ میں زیادہ سے زیادہ رقم دیہات کے لئے رکھی گئی ہے۔ بس سال بھی پچھلے سالوں کی طرح زیادہ خرچ بڑے بڑے ہسپتالوں اور اور بڑے بڑے کالجوں کے لئے رکھا گیا ہے۔ دیہات کے لئے کوئی زیادہ رقم نہیں رکھی گئی۔ دیہات میں میل ہا میل تک کوئی ہسپتال نہیں ملتا۔

(قطع کلامیاں)

علاء رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہر سہر کو اپنے حلقہ نیات میں جا کر جوابدہ ہونا پڑے گا۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر احسان الحق پوراچہ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پچھلے دو سالوں سے یہ مسئلہ زیر غور ہے کہ ایک میڈیکل کالج سرگودھا میں اور ایک لائلپور میں کھولا جائے۔ تو پچھلے سال لائلپور کے صنعت کاروں نے گورنمنٹ کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس کالج کیلئے ایک کروڑ دو لاکھ دیں گے۔ لیکن اب وہ اس وعدے سے بھر گئے ہیں۔ اور وہ گورنمنٹ کو اس کالج کیلئے کوئی چندہ نہیں دے رہے۔ جناب والا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس وقت تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں میڈیکل کالج موجود ہیں۔ لاہور میں بھی ہے۔ ملتان میں بھی ہے۔ بہاولپور میں قائد اعظم میڈیکل کالج ہے۔ راولپنڈی میں بھی گورنمنٹ سکیم بنا رہی ہے۔ اس طرح میری گزارش ہے کہ وہ بجائے لائلپور کالج کھولنے کے سرگودھا میں کالج کھولا جائے۔ تاکہ اس سے پسماندہ اضلاع جھنگ۔ میانوالی اور سرگودھا استفادہ کر سکیں۔

جناب والا! میرے اپنے شہر میں ایک ہسپتال ہے۔ تیس ہزار کی آبادی پر یہ شہر مشتمل ہے۔ اس ہسپتال کو میونسپل کمیٹی چلا رہی ہے۔ جس پر وہ سالانہ آٹھ یا نو ہزار روپیہ میڈیکل خرچ کرتی ہے۔ چند سال ہوئے میونسپل کمیٹی نے ایک ریبولوشن پاس کیا کہ اس ہسپتال کو گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے لے تاکہ اس کی حالت بہتر ہو سکے۔ پچھلے سال جناب عتیق الرحمان صاحب بھیرہ تشریف لے گئے تو

دوبار ہم نے استدعا کی۔ انہوں نے بہیرہ میں ایک ہیلتھ سنٹر کیلئے کچھ رقم مختص کی اور میونسپل کمیٹی سے کہا کہ وہ اس ہیلتھ سنٹر کیلئے کچھ اراضی مہیا کرے۔ میونسپل کمیٹی نے گورنمنٹ کو لکھ دیا کہ وہ دس ایکڑ زمین ہیلتھ سنٹر کو دیتے کیلئے تیار ہے۔ لیکن میں نے اس بجٹ میں دیکھا ہے کہ وہ یقین دہانی جو گورنر صاحب وہاں کرا آئے تھے۔ اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ اس بجٹ میں اس ہیلتھ سنٹر کیلئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میں وزیر صحت صاحب سے یہ گزارش کرونگا کہ وہ میونسپل ہسپتال کو اپنی تحویل میں لے لیں یا ہیلتھ سنٹر وہاں بنائیں۔ اس ہسپتال میں نہ کوئی اپریشن تھیٹر ہے اور نہ کوئی ایکسرے پلانٹ ہے۔ لوگوں کو ایکسرے کرانے کیلئے پچاس میل دور سرگودھا جانا پڑتا ہے۔ تو میں گزارش کرونگا کہ اس بجٹ میں اس ہیلتھ سنٹر کیلئے کوئی پروویژن رکھیں۔

وزیر صحت (چودھری محمد ارشاد)۔ جناب سپیکر۔ اس معزز

ایوان میں جو باتیں حاجی سیف اللہ صاحب یا دیگر معزز اراکین نے کی ہیں۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ کہ عوام کی بنیادی ضرورتوں میں سے صحت بھی ایک بنیادی ضرورت ہے اور یہ بات ہماری حکومت نے جس طرح محسوس کی ہے۔ میرے خیال میں گذشتہ ۲۴ سال میں کسی حکومت نے اس طرح محسوس نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف سنٹرل ہیلتھ سنٹری نے اس پر ایک پیمائش سکیم بنائی۔ بلکہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صدر پاکستان نے اسپر باقاعدہ طور پر ایک کانفرنس طلب کی اور اس میں اس مسئلہ کو رکھا نہ صرف حکومت کے سرکاری اہلکاروں اور وزراء کے درمیان بلکہ ملک کے تمام ڈاکٹروں تمام حکیموں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا کہ یہ ہماری سکیم ہے۔ ہم یہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس میں جو ترامیم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ پیش کریں۔ اس لئے میں کہوں گا اور نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ جس قدر اس مسئلہ کا ہمیں احساس ہے۔ کہ سابقہ حکومت کو ایسا احساس نہ تھا۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ جناب سپیکر۔ میں آپ کو جناب تاج محمد خانزادہ صاحب کی بجٹ پر تقریر کا حوالہ دوں گا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ حکومت کو کچھ وقت درکار ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ بہت خامیاں ہیں۔ بہت کمی ہے۔ بہت غلطیاں ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں جس طرح ہر طبقے کا استحصال کیا گیا ہے۔ شاید کبھی نہ کیا گیا ہو اور میں یہ تمام ضرورتوں کو

محسوس کرتا ہوں۔ جب میں بجٹ پر نظر ڈالتا ہوں تو یہ دیکھتا ہوں۔ کہ شاید بجٹ میں جو خامیاں ہیں وہ دور نہیں ہو سکی ہیں۔ وہ تمام کمی پوری نہیں ہو سکی۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ جو مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب نے کہا تھا۔ وہ بھی ایک حقیقت ہے۔ جب تک ہمیں وقت نہیں دیا جائے گا۔ جب تک ہمیں موقع نہیں دیا جائے گا۔ جب تک ہمیں کم از کم تمام برائیوں سے لپٹنے کے لئے موقع نہیں دیا جائے گا اور اس طرح یہ اعتراضات کی ہم پر بوجھاڑ کی جائے گی تو ہم کوئی کام نہیں کر سکیں گے۔ میں معزز ارکان کو آپ کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے خواہ تھوڑا کیا ہے۔ خواہ زیادہ کیا ہے۔ لیکن ہم میں یہ جذبہ اور یہ احساس ہے کہ ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے غریب عوام کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم پر جو پچھلے دنوں اعتراضات ہوئے تھے کہ یہ وزیر اتنے رکھ لئے گئے ہیں۔ لمبی لمبی کاریں رکھتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں یہ کرتے ہیں۔ یہ اتنی تنخواہیں لیتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وزراء نہ صرف آپ کے خادم ہیں بلکہ پاکستان کے کروڑوں عوام کے بھی خادم ہیں۔ اور ہم نے یہ بات ثابت کی ہے۔

جناب والا! اب میں صحت کے معاملہ میں یہ عرض کرونگا کہ میں نے کم از کم پنجاب کے چالیس ہسپتالوں کا معائنہ کیا۔ بہت سی ڈسپنسریوں کا معائنہ کیا۔ میں نے یہ بات کہیں کہیں درست پائی کہ واقعی وہاں دوائیاں نہیں ہیں۔ اور بعض جگہیں ایسی تھیں جہاں لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ واقعی ایسا محسوس کیا گیا کہ لوگوں کو کچھ دوائیاں نہیں ملتیں۔ ان کا علاج معالجہ درست نہیں ہوتا۔ لیکن یہ بات تو اس حد تک کہیں بھی نہیں کہ یہ کہا جائے کہ پاکستان کے کروڑوں عوام محض اس وجہ سے بلک بلک کر مر رہے ہیں کہ ان کو دوائیاں نہیں مل رہی ہیں۔ ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ وہاں ان کو کوئی attend نہیں کرتا۔ اس سے مجھے قطعاً اتفاق نہیں۔ اگر آپ کہیں گے کہ مریضوں کو ہسپتالوں میں داخلہ نہیں ملتا تو یہ بات بھی کسی حد تک غلط ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جتنے دیہاتی ہسپتالوں میں آتے ہیں جتنی دوائیاں ان کو ملتی ہیں اور کسی کو نہیں ملتیں۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ جو امیر لوگ ہسپتالوں میں جاتے ہیں ان کا یہ اپنا فرض ہے اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ

وہ اپنی گروہ سے دوائیاں خرید کرتے ہیں۔ لیکن غریبوں کو دوائیاں مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ امیر لوگ اپنی مرضی سے خود باہر سے خرید لیتے ہیں اور ان کا حکومت سے کوئی گلہ نہیں ہوتا۔

دوسرا مسئلہ جو ہماری نظر میں نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ آج تک یہ ہوتا رہا ہے کہ صرف امروں کو مراعات دی جاتی رہی ہیں۔ لیکن ہم جہاں کہیں بھی گئے ہیں۔ ہم نے ہسپتالوں کے ڈاکٹروں کو ہمیشہ اکٹھا کیا اور ان کو خطاب کیا۔ ان سے کہا کہ دیکھو ہماری حکومت تم سے تین چیزیں مانگتی ہے۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ تمہارا اخلاق عوام سے درست ہونا چاہئے عوام سے ہماری مراد امیر طبقہ نہیں ہے بلکہ عوام سے مراد وہ عوام ہیں جو استحصال کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دو تین چار مہینوں کی کارکردگی میں آپ یہ پائیں گے آپ یہ دیکھیں گے کہ ڈاکٹروں کے سلوک میں اور ڈاکٹروں کے اخلاق میں بہت زیادہ فرق آ گیا ہے۔ جیسا کہ خان زادہ تاج محمد صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں کم از کم اگلے بجٹ تک دیکھنا چاہئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ سال چھ بجٹ پیش ہوگا تو آپ خود اس بات کو تسلیم کریں گے۔ (نعرہ ہائے تعجب)

جہاں تک ڈاکٹروں کا مسئلہ ہے کہ ڈاکٹروں کی کمی ہے ڈاکٹروں کی سلیکشن کا طریقہ کار ٹیکنیکل ہے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس ملک میں سب سے بڑا independent ادارہ پبلک سروس کمیشن ہے جو اس ملک میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ہم نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام کی تمام درخواستیں پبلک سروس کمیشن کو دی جاتی ہیں اور جن ڈاکٹروں میں کوئی کمی نہیں ہوتی انکو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں پبلک سروس کمیشن کو ۸۳/۸۳ درخواستیں موصول ہوئیں۔ ان میں سے ۶۳ ڈاکٹروں کو ملازمت پر لے لیا گیا ہے۔ میں علانہ رحمت اللہ صاحب کی خدمت میں بڑے ادب سے گزارش کرونگا کہ جو شکایت ان تک پہنچی ہیں وہ ہر صورت میں غلط ہیں یہ کہی نہیں ہو سکتا کہ ایک ڈاکٹر اس لئے reject کر دیا گیا ہو کہ

وہ نالائق ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ حوال گندم اور جواہر چنا۔

ہلالہ رحمت اللہ ارشد - یہ آپ کے وقت کی بات نہیں ہے اس پر تقریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ڈاکٹر علی محمد ہے جو تین مرتبہ select کیا گیا تھا۔

وزیر صحت - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو اس بارے میں کبھی بھی شکایت کا موقع پیدا نہیں ہوگا۔ بہر حال یہ بات آپ کی درست ہے کہ ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ لیکن جناب ہمارے یہ ڈاکٹر ہر گھر اور ہر دروازے پر دوائی پہنچائیں گے۔ جہاں تک ہمارے وسائل کا تعلق ہے اس کی موجودگی میں اور حالات کے مطابق جتنا ہم کر سکتے تھے ہم نے کیا ہے۔ یہ آپ بھی تسلیم کریں گے کہ باوجود یہ کہ مشکل حالات میں ہم نے بجٹ میں اضافہ کیا ہے اور انشاء اللہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم سب کو دکھا دینگے کہ دوائیوں کی اتنی کمی نہیں جتنی ۲۳ سالوں میں پیدا کی گئی تھی یا ہوتی رہی تھی۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ جو دوائیاں بھیجی جاتی تھیں وہ شریب عوام تک نہیں پہنچتی تھیں کیونکہ دوائیاں فروخت ہو جاتی تھیں۔ وہ دوسرے لوگوں کے ہاتھ فروخت ہو جاتی تھیں۔ جب تک اس ملک میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ دوائیاں چوری نہیں ہونگی۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ کوئی ایک مثال دے دیجئے یا ایک درخواست دیں کہ دوائی فروخت ہوتی ہے میں انشاء اللہ independent enquiry hold کرونگا اور متعلقہ آدمی کو معاف نہیں کیا جائیگا۔ آپ میرے ساتھ تعاون کیجئے۔ محکمے سے تعاون کیجئے تو انشاء اللہ کامیابی ہی کلیاں ہے۔ میں ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کا عزم کئے ہوئے ہوں۔ میں پاکستانی عوام کے سامنے جناب والا کی وساطت سے یہ عرض کرونگا کہ جو سابقہ حکومتوں کے دور میں ہوتا رہا ہے ہم ایسا نہیں ہونے دینگے۔ میں جہاں بھی ہسپتال میں گیا میں نے وہاں ہر مریض کی چارپائی کے پاس جا کر پوچھا۔ "بتا میرے بھائی۔ میرے بزرگ۔ میرے باپ کوئی تکلیف ہے

تمہیں یہاں دوائی ملتی ہے یا نہیں - کوئی ڈاکٹر تمہیں attend کرتا ہے یا نہیں، - کسی مریض نے بھی مجھے کوئی شکایت نہیں کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کردار میں فرق ہے میں آپ تمام حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ جہاں آپ کا فرض ہے کہ آپ حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کریں وہاں آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ آپ عوام میں جا کر انکو educate کریں - آپ اپنے کردار کو بلند کریں - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم پاکستان میں سب ملکر مساوات محمدی کا دور دورہ کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

حاجی سید اللہ صاحب نے جو تقریر کی تھی اس میں یہ کہا تھا کہ قائد اعظم میڈیکل کالج کا لام پورا نہیں لکھا ہے صرف میڈیکل کالج لکھا گیا - میں ان کو پلین دلاتا ہوں کہ یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے آپ اگر دوسرا volume اٹھا کر دیکھیں اس میں قائد اعظم میڈیکل کالج لکھا ہے - یہ اعتراض برائے اعتراض ہے آپ کو یہ تمام بجٹ دیکھ لینا چاہئے تھا - (نعرہ ہائے تحسین) دوسری گزارش اس بارے میں کرونگا کہ واقعی قائد اعظم میڈیکل کالج میں پروفیسر اور اسٹنٹ پروفیسر کی کمی تھی لیکن اس میں محکمہ کا کوئی قصور نہیں ہے - میں اس ایوان کی میز پر ایک advertisement رکھتا ہوں - ہمارے محکمہ نے پانچ بار اشتہارات دیئے اور الچ باہلک سروس کمیشن کی وساطت سے Assistant Professor of Anatomy کے لئے advertisement کی گئی - لیکن کسی نے درخواست نہیں دی ہے یہ latest اشتہار ہے جو ہم نے پاکستان ٹائمز میں ۱۱-۶-۷۲ء کو دیا تھا - اس میں حکومت کی کوئی کوتاہی نہیں ہے - اب تک جناب والا میڈیکل کالج بہاولپور میں دو کلاسز جاری تھیں اور اب مزید لٹی کلاسز شروع کر رہے ہیں - بجٹ میں آپ دیکھیں کہ اس کے لئے پروویژن رکھی گئی ہے - پروفیسرز لئے جا رہے ہیں - میں آپ کی اطلاع دے لیتے عرض کرونگا کہ چار پروفیسر اور رکھے جائیں گے - الگ لئے ۶۳۸۰۰ روپے رکھے گئے ہیں - اسٹنٹ پروفیسر بھی چار

اور رکھے جائیں گے۔ جنکے لئے ۲۷,۳۰۰ روپے رکھے گئے ہیں۔
 Demonstrators رکھے جائیں گے جنکے لئے ۶۰,۵۰۰ روپے رکھے
 گئے ہیں۔ ایگزیکٹو اور لیکنیکل اسٹیشنٹ کے لئے ۳۰,۳۰۰ روپے
 رکھے گئے ہیں۔ منسٹریل اسٹیشنٹ کے لئے ۸,۹۷۰ روپے رکھے
 گئے ہیں۔ کلاس چہارم کے لئے ۳,۳۷۰ روپے رکھے گئے ہیں۔
 اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کا یہ فرض
 ہے کہ بہاولپور کے مسالہ عوام کے مسائل سے آگاہ
 رہیں اور انکے مسائل کو یہاں بیان کریں اور میں آپ
 کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم اپنے فرائض کو پورا
 کرنے میں ہر ممکن کوشش کریں گے۔

جناب والا۔ لائد حزب اختلاف نے بی۔ وی (B.V) ہسپتال کے
 بارے میں بہاولپور کے جو اعتراضات کئے ہیں میں ان کے
 بارے میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر ۵۳۰ بستر
 نہیں ہیں۔ بلکہ ۴۲۶ بستر ہیں تو یہ اطلاع ان کو غلط
 دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا بجٹ دو لاکھ
 نہیں ہے بلکہ وہ بجٹ ۳ لاکھ ۴۹ ہزار ۲۳۰ روپے ہے۔

علامہ رھمت اللہ ارشد۔ آپ یہ فرمائیں کہ پچھلے
 سال کا بجٹ کیا تھا اور اس حکومت نے اس میں کیا
 اضافہ کیا ہے۔

وزیر صحت۔ اس کے متعلق سوال آپ مجھے دے دیں
 میں تفصیل سے آپ کو بتاؤں گا۔

حاجی محمد شہت اللہ خان۔ آپ Demands for Grants
 کے صفحہ ۴۴۳ کو ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر صحت۔ تو پھر آپ خود دیکھ لیں۔ کہ وہاں
 کیا لکھا ہوا ہے۔

(تعمیر)

جناب والا۔ میرے محترم دوست سید تابش الوری صاحب نے ایک
 ہی لمحے میں دو باتیں کہا ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہہ دیا

کہ یہ بات اطمینان بخش ہے کہ موجودہ حکومت نے ایک ہیلتھ سکیم بنائی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لیا دیا کہ اس سے نہ ڈاکٹر خوش ہیں نہ حکیم اور یہ عوام کے لئے کوئی فائدہ مند اور سود مند نہیں ہے۔ اس وقت میں ہیلتھ سکیم کے بارے میں کچھ گزارش نہیں کرنا چاہتا میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ بالکل تضاد ہے اس سے کسی نہ کسی شخص کو تو فائدہ پہنچے گا اور میں ان کو یقین دلانا ہوں کہ اس سے عوام کو فائدہ ضرور پہنچے گا کسی اور کو خواہ پہنچے یا نہ پہنچے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ جہاں ہسپتال ہیں وہاں ڈاکٹر نہیں ہیں وہاں دوائیاں نہیں ہیں۔ اس بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ کسی جگہ کی کوئی مثال نہیں دی گئی ہے کہ فلاں جگہ پر ہسپتال ہے لیکن ڈاکٹر نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی مثال دی جائے تو میں ذاتی طور پر اس معاملے کو دیکھوں گا اور وہاں ڈاکٹر ضرور بھیجا جائے گا۔

جناب والا۔ صرف ایک پوائنٹ اور یہ کیا ہے جو قائد حزب اختلاف اور دھکر دوستوں نے اٹھایا ہے۔ وہ کالجوں میں سیٹوں کے متعلق ہے بہاولپور کو سیٹیں ضرور ملنی چاہئیں پہلے کم ملتی ہیں۔ یہ بات ہم تسلیم کرتے ہیں۔

علامہ رھمت اللہ ارشد۔ پورے ہمسالہ علاقوں میں جہاں کا تعلیمی معیار گورنمنٹ کالج اور ایف سی کالج کے برابر نہیں ہے۔ وہاں کے طالب علم اس طرح علم حاصل نہیں کر سکتے جس طرح یہاں حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ میں ان کے برابر نہیں آ سکتے۔

وزیر صحت۔ اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ merits پر جو سیٹیں ہماری حکومت نے دی ہیں وہ merits پر دی گئی تھیں۔ اس میں کسی جگہ کو بھی کوئی فوقیت نہیں دی گئی تھی۔ ہمسالہ علاقوں کے لئے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کونسل آف منسٹرز میں یہ معاملہ پیش کروں گا کہ ہمسالہ علاقوں کو سیٹیں دی جائیں۔ (عرہ عالیہ حسین)

جناب والا - ہوائی ہالیسی کے بارہ میں مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے بہت سی باتیں کی ہیں۔ ان پر اس لئے تبصرہ نہیں کرنا چاہتا کہ یہ ابھی finalize نہیں ہوئی ہے اور اس میں امکان ہے کہ بہت سی چیزیں لٹی آئیں یا نہ آئیں۔ لیکن اس بارے میں صرف اتنی گزارشیں کروں گا کہ ہم اس سے بالکل بے بہرہ نہیں ہیں۔ اور ہماری حکومت نے اس بارے میں ایک کمیٹی مرتب کی تھی جس میں محمد حنیف رامے صاحب ہیں اور میاں افتخار احمد صاحب اور دوسرے وزیر تھے۔ ہم نے اس مسئلے پر بہت زیادہ غور و خوض کر کے اپنے views مرکزی گورنمنٹ کو بھیج دیئے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ جو بھی آپ کہتے ہیں ان تمام مسائل کو زیر بحث لا چکے ہیں۔

میاں خورشید انور صاحب نے کہا ہے کہ دیہاتی آبادی کے لئے صحت کی بہت کم سہولتیں دی جا رہی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے دیہاتوں میں کچھ نہیں ہے۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں ایک مجبوری ہے وہ مجبوری یہ ہے کہ اچھے ہسپتال صرف شہروں میں ہیں اور شہروں میں جو سہولتیں اور اچھے ڈاکٹر ہیں وہ دیہاتوں میں جانا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ دیہاتوں میں ان کے لئے اتنی سہولتیں نہیں ہیں۔ میو ہسپتال میں اپ دیکھ لیں یا دوسرے ہسپتالوں میں اپ دیکھ لیں تمام دیہاتی عوام یہاں سے آکر اپنی دوائیاں حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم کوئی تفریق کر رہے ہیں کہ دیہات کا علیحدہ بجٹ ہے اور شہروں کا علیحدہ بجٹ ہے جو میو ہسپتال کا بجٹ ہے وہ دیہات کے عوام کے لئے ہی ہے یہ بجٹ عمومی طور پر پنجاب کے سارے عوام کے لئے ہے۔

آخر میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں نہ صرف پہلے بجٹ سے اور سابقہ بجٹوں سے زیادہ رقم ہم نے ہیلتھ کیلئے رکھی ہے۔ بلکہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ بجٹ خواہ کتنا ہی ہو اس کا صرف ہم صحیح کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ یہ بجٹ سابقہ بجٹوں سے اچھا تھا اور ہم نے عوام کے لئے کام کیا ہے۔

میرے ایک فاضل دوست نے ابھی یہ بات کہی تھی کہ لائل پور کے صنعتکاروں نے میڈیکل کالج کے بارے میں جو وعدے کئے تھے ان کو

وہ ہوا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں تمام صنعت کار اور مشور حضرات نے جو وعدہ کیا تھا وہ اپنے اس وعدے پر قائم ہیں۔ کہ اگر لازماً یور میں میڈیکل کالج بنایا جائے تو وہ تمام مناسب سہولتیں دینے کے لئے تیار ہیں۔

حاجی مگد سہوٹ انڈیا شاہن-جناب والا۔ ایک چھوٹی سی وضاحت میں کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جو بی۔وی ہسپتال کا بچہ انہوں نے دکھایا ہے وہ ۳ لاکھ ۹۹ ہزار ۲۳۰ روپے ہے۔ اتنی رقم تو Purchase of Medicines کیلئے پچھلے سال یعنی ۱۹۷۱-۷۲ میں تھی۔ اس سال اس مد میں ۲۱,۹۹,۲۳۰ روپے رکھے گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ New Expenditure مولے لفظوں میں show کیا گیا ہے۔ اس رقم کے آگے بریکٹ میں N.R. لکھا گیا ہے۔ N.R. جو مولے لفظوں میں لکھا گیا ہے۔ اسکی ذرا وضاحت تو کریں۔ اصل شرح پچھلے سال ۲۱,۹۹,۲۳۰ روپے تھا Demands for Grants کے صفحہ ۳۳۳ پر ۲۱,۹۹,۲۳۰ روپے دکھائے گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے رقم کم نہیں کی ہے۔

مشور سہوٹکو۔ اب مطالبہ رڈ نمبر ۱۷ پر تعاریف زب پر رائے شماری ہوگی۔ سوال یہ ہے:-

کہ ۵۶,۵۲,۱۲۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (د)۔ کالج و سکول میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

(تعریف منظور نہیں کی گئی)

مشور سہوٹکو۔ سوال یہ ہے:-

کہ ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۲۸-الف-ہیلتھ سروسز میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

(تعریف منظور نہیں کی گئی)

مشور سہوٹکو۔ سوال یہ ہے:-

کہ ۵,۷۹,۷۱,۳۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۸-الف-ہیلتھ سروسز میں بقدر ایک روپہ تخفیف کر دی جائے۔

(تعریف منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر—سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جسے ۵،۲۹،۵۱،۴۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
۳۸—الف ہیلتھ سروسز میں بقدر ایک روپہ
تخفیف کر دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر—اب مطالبہ زر نمبر ۱۷ ایوان کے سامنے ہے۔
سوال یہ ہے :-

کہ ایک رقم جو ۵،۲۹،۵۱،۴۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰
جون ۱۹۵۳ء کے دوران بسلسلہ ہیلتھ سروسز
پرداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker: The House is adjourned for half an hour for
tea.

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی
کر دی گئی)

(چائے کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر رونق امروز
ہوئے)

مسٹر سپیکر—اب وزیر تعلیم مطالبہ زر نمبر ۱۶ پیش کریں گے۔
وزیر خزانہ—جناب سپیکر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک رقم جو ۳۵،۰۳،۸۴،۹۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰
جون ۱۹۵۳ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت
کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر—تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک رقم جو ۳۵،۰۳،۸۴،۹۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰
جون ۱۹۵۳ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت
کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ اب سید قابیٹ الوری اپنی تحریک تخطیف زر پیش کریں گے۔

سید قابیٹ الوری۔ جناب سپیکر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ۲۸,۱۲,۶۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (و) گورنمنٹ سپکنڈری اسکول عملہ چاکری میں بقدر ۱۰۰ روپے تخطیف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی :-

کہ ۲۸,۱۲,۶۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (و) گورنمنٹ سپکنڈری اسکول عملہ چاکری میں بقدر ۱۰۰ روپے تخطیف کر دی جائے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

شاہی محمد شہباز اللہ خان۔ جناب سپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۲۸,۱۲,۶۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (و) گورنمنٹ سپکنڈری اسکول عملہ چاکری میں بقدر ۱۰۰ روپے تخطیف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی :-

کہ ۲۸,۱۲,۶۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (و) گورنمنٹ سپکنڈری اسکول عملہ چاکری میں بقدر ۱۰۰ روپے تخطیف کر دی جائے۔

وزیر تعلیم۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب سپیکر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۲۵,۰۴,۸۷,۹۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۷۔ تعلیم میں بقدر ایک روپیہ تخطیف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی :-

کہ ۳۵,۰۳,۸۷,۹۰۰ روپے کی رقم ؛ سلسلہ مد ۳ -
تعلیم بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے ۔

وزیر تعلیم - جناب والا میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا ! اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ تحریک تخفیف زر پیش کرنے والے حضرات مختصر وقت میں اور جنہوں نے تحریک تخفیف زر پیش نہیں کی ہیں انکو بھی موقع دیا جائے ۔

سپیکر قاضی الوری - (بہاول پور - ۱) جناب سپیکر ایک مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کے قیام کے لئے تعلیم کو ہمیشہ ناگزیر اور لابدی سمجھا جاتا ہے ۔ تعلیم کے بغیر ملک اور قوم کی انفرادی اور اجتماعی مساعی کا صحیح ادراک نہیں ہو سکتا اسلئے ہر ترقی پسند حکومت کا یہ بنیادی فرض ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کا اہتمام کرے ۔ جب تک مسائل کا صحیح ادراک نہیں ہوگا اس وقت تک ان کا صحیح حل بھی کسی قوم یا ملک کے لئے صحیح طور پر سوچا نہیں جا سکیگا ۔ جناب والا - موجودہ حکومت نے تعلیمی اصلاحات کے ذریعے اس ملک میں بعض نئے رجحانات کو جنم دینے کی ابتدائی کی کوشش کی ہے ، اگرچہ یہ اصلاحات ابھی تک عملی جامہ پہنائے جانے کی منتظر ہیں ، لیکن اس سلسلے میں جو قدم اٹھایا گیا ہے وہ بنیادی طور پر قابل تعسین ہے (نعرہ ہائے تعسین)

اصلاحات کے لئے رقومات کا ایک اہار درکار ہوگا جسے دیکھکر ہمیں یہ شک ہونے لگا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ۔
نہ لو من قبل ہو گا اور نہ رادھا ناچے گی ۔

تعلیمی پالیسی جب تک مسائل اور مسائل سے ہم آہنگ نہ کی جائے ۔ اس وقت تک اسکی کامیابی مشتبہ ہے ۔ عوامی طبقے محسوس کرتے ہیں کہ مسائل اور مسائل کو اس امتزاج کے ساتھ ذریعہ دیا جائے کہ اسے تمام صورتوں پر عملی شکل دے سکیں ۔ جناب والا - پالیسی کے ساتھ بے شمار پہلو ہیں لیکن اس مختصر وقت میں بنیادی نقص کی طرف اشارہ کہ دینا چاہتا ہوں اور یہ نقص یہ ہے کہ تعلیمی پالیسی کے بعد ذریعہ تعلیم

کے سلسلے میں ابھی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ اور یہ فیصلہ صوبائی حکومت پر ڈال دیا گیا ہے۔ جناب والا۔ اردو ہماری قومی زبان ہے اور یہ پورے طور پر اس قابل ہے کہ ماہوائے ایک دو شعبوں کے وہ تمام مضامین کو ملنے ذریعہ تعلیم کی حیثیت حاصل کر سکے۔

میں مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح صوبائی حکومت نے اردو کو سرکاری زبان بنانے کا اعلان کر کے ایک مستحسن قدم اٹوایا ہے اسی طرح سے تمام تعلیمی اداروں میں اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دے کر ہماری حکومت مستحسن قدم اٹھائے۔ جناب والا۔ قومی زبان میں درس و تدریس کی سہولتوں کے باعث نہ صرف یہ کہ طلبہ کے تعلیمی معیار میں اضافہ ہوگا بلکہ ملک میں جو ہر قابل نئی نشوونما کے ساتھ ابھر کر پوری دنیا میں پورے ملک کا نام روشن کریں گے۔ صوبائی حد تک اس تعلیمی پالیسی پر عمل درآمد کے لیے یہ ضروری ہے کہ عوامی نمائندوں اور ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس تعلیمی پالیسی کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر صوبائی حد تک اس پر عمل درآمد کے لیے سفارشات کر سکے۔ جناب والا۔ پنجاب کے موجودہ میزانیہ میں تعلیم کے لئے ۶ کروڑ کی رقم اس سال زیادہ رکھی گئی ہے یقیناً یہ ایک اطمینان بخش بات ہے۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ ہماری جو بڑھتی ہوئی ضروریات ہیں ان کے مقابلے میں اس کے لیے زیادہ گنجائش پیدا کرنی چاہیے۔ ایک سوشلسٹ پارٹی کے نمائندے کی حیثیت سے صوبائی حکمرانوں کو صوبے کے لیے تعلیم کا کوئی ایسا پروگرام ایسا ترتیب دینا چاہیے تھا جو گذشتہ پروگرام سے مختلف ہوتا۔ لیکن پروگرام تو کجا اس میزانیہ میں کسی انقلابی تبدیلی کی جھلک تک نظر نہیں آتی۔ جناب والا۔ ہمیں توقع تھی کہ سماجی انقلاب کو داعی پارٹی کی حیثیت سے موجودہ حکومت چین اور دوسرے اشتراکی اور غیر اشتراکی ممالک کی طرح عام لوگوں کو لکھانے پڑھانے کے ابتدائی مراحل کو طے کرنے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات کرے گی، لیکن اس سلسلے میں بھی یہ میزانیہ کسی بھی بنیادی فیصلے سے خالی نظر آتا ہے۔ جناب والا نہ صرف یہ کہ کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا بلکہ وعدہ فردا تک کی بھی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔

نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی

مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی

جناب والا۔ موجودہ نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم ہر مکتبہ فکر کی طرف سے مسترد کیا جا چکا ہے اور اس استرداد میں خود پیپلز پارٹی بھی شامل ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہر سر اقتدار آنے کے بعد موجودہ حکومت نے بنیادی سطح پر اس سلسلے میں تبدیلی لانے کی کوشش نہیں کی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں ماہرینِ تعلیم اور عوامی نمائندوں کے مشورے سے نصابِ تعلیم کی ضروری تبدیلی کے لئے موثر اقدامات کیے جائیں۔ اس سلسلے میں جناب میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جہاں مضامین کی از سر نو ترتیب ضروری ہے وہاں چھٹیوں کے موجودہ سلسلے پر بھی بڑے گہرے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ آپ یہ سن کر حیرت زدہ ہو جائیں گے کہ ۳۹۵ ایام میں سے ۲۶۳ دن چھٹیاں ہوتی ہیں اور صرف ۱۰۳ دن پڑھائی کی جاتی ہے۔ تعلیمی اوقات کا یہ ضیاع کسی بھی ملک کے لیے ایک المیے کی حیثیت رکھتا ہے جس پر فوری طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جناب والا۔ بہاول پور تعلیمی مسائل کے سلسلے میں ایک الگ داستان رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں متعلقہ وزیرِ حالیہ دورے کے دوران ہماری تکالیف سے کما حقہ واقف ہو چکے ہیں اس مسئلے کا حل صرف یہ ہے کہ وہاں الگ نظامتِ تعلیمات راولپنڈی کی طرح قائم کر دی جائے۔ تاکہ مقامی مسائل مقامی سطح پر حل ہو سکیں۔ جناب والا۔ تین سال سے Directorate of Education کے لیے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور ہم سوچ رہے ہیں کہ:-

تیرے وعدے پر جینے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا

کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

مجھے یقین ہے کہ نئے وزیرِ تعلیم اس سلسلے میں اپنے وعدے کو نبھانے کا فرض ادا کریں گے۔

مسٹر سپرہنگر۔ کہیں ایسا ہی نہ ہو جائے جیسا کہ وہ اظہار کر رہے ہیں۔ (تہلہ)

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ خوشی سے آدمی مر جائے تو اور کہا چاہیے۔

سید قادیس الوری۔ جناب والا! پنجاب یونیورسٹی میں پرسوں ایک عجیب صورت حال نے جنم لیا ہے وہاں کلاس چھارم کے ملازمین نے

ہوری یونیورسٹی پر قبضہ کر کے وائس چانسلر اور Heads of Departments کے اختیارات سنبھال لئے ہیں اور اپنے نمائندوں پر مشتمل چھ کمیٹیاں قائم کر دی ہیں۔ ایسی صورت حال اس صوبے کے لیے جو ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے عجیب و غریب حیثیت رکھتی ہے۔ میں جناب سے گزارش کرنا ہوں کہ اس سلسلے میں نہ صرف تعلیمی اداروں میں نظم و نسق اور امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت تمام ملک کے کالج بند ہیں، بلکہ اس کے ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ طلبہ میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ ان کے جو مطالبات ہیں ان کے جو مسائل ہیں، ان کی جو ضروریات ہیں ان کا صحیح طور پر جائزہ لے کر کوئی ایسا حل تلاش کیا جائے تاکہ طلبہ کی صلاحیتوں کو صحیح توانائیوں کو صحیح سمت میں زیادہ بہتری کے لئے ہوری قوم کے حق میں استعمال کیا جا سکے۔ شکریہ

مرزا فضل حق جہلم۔ جناب والا۔ میرا حلقہ نیابت تحصیل چکوال ہے جو کہ ضلع جہلم میں واقع ہے ضلع جہلم پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہے۔ اکثر آبادی کا انحصار فوجی ملازمت پر ہے لیکن ان میں طلبہ زیادہ ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ کار فرما ہے۔ صرف چند لکوں کی خاطر کوئی آدمی اپنی جان دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو جناب والا۔ عرض ہے کہ ان جیلے جانبازوں کے بچوں کو ملے تعلیم کا کوئی معقول بندوبست نہیں

ایک آواز۔ یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ ابھی انہوں نے ابتدا کی ہے ممکن ہے تیسری کلمات لکھی ہوئے ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ آپ ہی کے لئے پڑھ رہے ہیں آپ کی بہتری کے لئے پڑھ رہے ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

Mr. Speakers:—Please finish it. Let me judge it.

مرزا فضل حق۔ تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان جیلے جانبازوں کے بچوں کے لئے کوئی تعلیم کا معقول بندوبست نہیں ہے۔ ان کے بچوں کے لئے تعلیم کا سلسلہ عام کیا جائے تو ملک و قوم کی بڑی خدمت ہوگی۔ اس سلسلے میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر تعلیم کی خدمت میں اپنے علاقے کے چند مسائل پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر—مرزا صاحب - آپ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہے ہیں -

مرزا فضل حق - جناب میں لکھا ہوا نہیں پڑھ رہا - چند ہوائنٹ یادداشت کے لئے نوٹ کئے تھے - لیجنے - وہ بھی نیچے رکھ دیتا ہوں - اب زبانی عرض کروں گا میرے حلقہ نیابت میں ایک بڑا تھبہ ملہال مغلان ہے جو جہلم سے چکوال جانے والی سڑک پر واقع ہے اس کے ارد گرد پانچ چھ ہائی سکول ہیں لیکن وہاں کوئی کالج موجود نہیں ہے - اس سلسلے میں جناب وزیر تعلیم سے گذارش کرونگا کہ وہاں ایک انٹریڈ کالج قائم کیا جائے - جناب والا ڈھڈیال ایک مقام ہے جو کہ مندرہ سے چکوال جانے والی سڑک پر واقع ہے وہاں پر ایک ہائی سکول بڑی مدت سے چل رہا ہے لیکن یہ یونین کونسل کے تحت چل رہا ہے جس کی وجہ سے (قطع کلامیاں)

منظور احمد موہل—ہوائنٹ آف آرڈر - یہ ایجوکیشن پر بول رہے ہیں - کٹ موشن پر ڈسکشن نہیں کر سکتے - تخفیف زر بول سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر—'Inefficient and ill planned teaching with a view to amend and revise.' وہ اس پہ بول رہے ہیں - وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ پانچ سکول وہاں کیوں بنائے گئے ہیں بلکہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ پانچ ہائی سکول ہیں اس لئے consequently وہاں ایک کالج ہونا چاہئے -

سردار صغیر احمد—جناب والا - میرے ناضل دوست تخفیف زر کے حق میں بول رہے ہیں - اس لئے اٹانے کے متعلق مطالبہ نہیں کرنا چاہئے کہ کالج بھی ہوں اور دس سکول بھی ہوں -

Mr. Speaker—This objection is irrelevant.

مرزا صاحب - آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

مرزا فضل حق—میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمساندہ علاقے کے جو مسائل ہیں ان پر زیادہ توجہ دی جائے شہری علاقوں کے اخراجات میں تخفیف کی جائے - اس بجٹ میں لاہور پر زیادہ رقم صرف کی جا رہی ہے - جب کہ میری تحصیل چکوال کو نظر انداز کیا گیا ہے - میرے

علاقے کے ۱۰۰ ہزار آدمی اس وقت بھارت کی جیل قید میں ہیں۔ آپ کی سرحدوں پر جو جیائے جوان سف باندھے ہوئے ہیں ان میں سے ۵۰ فی صد میرے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ مسٹر سیکر۔ آپ کی وساطت سے ایوان میں یہ وضاحت ہو جانی چاہئے کہ تخفیف زر کا جو مطالبہ پیش کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ صرف تخفیف زر ہی مقصود ہے بلکہ متعلقہ ہالیسی کو discuss کرنا ہوتا ہے۔ اپنے علاقے کے مسائل بتانے ہوتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں اس میں cover ہو جاتی ہیں۔ اس ایوان کے بعض معزز ارکان نے یہ سمجھا ہے کہ تخفیف زر کا مطلب یہ ہے کہ ایک سو روپیہ گھٹا دیا جائے اور اس پر رائے شماری ہونی ہے اور اس پر فیصلہ دینا ہے۔ حالانکہ یہ صورت حال نہیں۔

مسٹر جاوید حکیم قریبھی۔ ہوائس آف آرڈر۔ فائد حزب اختلاف کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ وہ بڑے پرانے پارلیمنٹریں ہیں۔ لیکن ہم نوجوان بھی وہ تمام باتیں سمجھتے ہیں۔ تحریک تخفیف زر کا مطلب بنیادی ہالیسی سے اختلاف کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اسی لئے بنیادی ہالیسی کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

مسٹر ندیم پٹو۔ جاوید صاحب تحریک تخفیف زر میں طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک مطالبہ زر کی ہالیسی کے متعلق۔ دوسری کفایت شماری کے متعلق اور تیسری شکایت سے متعلق ہوتی ہے۔ اب جو تحریک تخفیف زر زیر بحث ہے۔ وہ یہ ہے۔

“In efficient and ill planned teachings with a view to amend and reverse.”

میں نے پہلے بھی اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں ہائی سکولز میں۔ اس لئے consequently وہاں ایک کالج ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نمبر ایک تخفیف زر کی تحریک کے مطابق متعلقہ نمبر صحیح ہیں۔

موزا فضل حق۔ جناب والا۔ میں اس لئے مسائل پیش کر رہا ہوں کہ ہائی علاقوں میں اور لاہور میں بہت فرق ہے۔ میرے حلقہ نیابت جیسے پسماندہ علاقے کو بالعموم ضلع جہلم اور بالخصوص تحصیل چکوال کو زیادہ رقم دی جائیں کیونکہ وہاں پر ایک خاص مسئلہ پیدا

ہوا ہے۔ ضلع جہلم کے چالیس ہزار جوان بھارت کی قید میں ہیں میرے خیال میں یہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ حضور والا۔ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں اگر ان کے دیگر مسائل اور تعلیمی مسائل آپ حل کریں گے تو آپ نہ صرف ان کی خدمت بلکہ ملک اور قوم کی خدمت کریں گے۔ ان چالیس ہزار جوانوں کی جو اس وقت بھارتی سامراج کے قبضہ میں ہیں۔ ان کی خدمات کا ایک صلہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے بچے زبور تعلیم سے آراستہ ہوں اور ان کے گھروں میں اطمینان کی لہر دوڑ جائے۔

جناب والا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈھڈھال میں ایک ہائی سکول ہے جو کہ عرصہ دراز سے پرنسپل کونسل کے ماتحت چل رہا ہے۔ وہاں اساتذہ کو اچھی تنخواہیں نہ ملنے کی وجہ سے معیار تعلیم ذرا ہست ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا۔ کہ وہاں تشریف لے جا کر سکول کی حالت زار کا ملاحظہ فرمائیں اور اگر اس میں صداقت پائیں تو گورنمنٹ اس سکول کو اپنی تحویل میں لے لے شہر چکوال جو کہ علاقہ میں مرکزی مقام ہے۔ وہاں پر لڑکیوں کا کوئی کالج نہیں ہیں ان کے معقول ذریعہ تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے۔ اگرچہ لڑکوں کے ڈگری کالج میں مخلوط طریق تعلیم موجود ہے۔ مگر میرے علاقہ کے غیرت مند لوگ لڑکیوں کو وہاں بھیجنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا اکٹھا پڑھنا ان کے جذبہ غیرت مندی پر ایک ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے میں گزارش کرونگا کہ وہاں پر لڑکیوں کے لئے ایک الگ ڈگری کالج کا قیام عمل میں لایا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کرونگا کہ میرے حلقہ نیابت میں ایک گاؤں پادشہان ہے۔ جو کہ بہت بڑا قصبہ ہے۔ سات آٹھ ہزار کی آبادی ہے وہاں عرصہ دراز سے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مڈل سکول قائم کئے گئے ہیں لیکن میں وزیر تعلیم کی خدمت میں آپ کی وساطت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہاں پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک گورنمنٹ ہائی سکول قائم کیا جائے۔

اب سب سے بڑا مسئلہ راولپنڈی ڈویژن کا پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پچھلے سال راولپنڈی ڈائریکٹوریٹ میں دو ہزار پانچ سو بی ایڈ پاس کرنے والے لڑکے اور لڑکیوں کو انٹرویو کے لئے بلا یا گیا۔ ان میں سے صرف دو سو پچاس کو ملازمت دی گئی اس لئے براہ کرم ان ٹریننگ کالجوں کو بند کیجئے۔ تا کہ ان پر قوم کا جو سرمایہ خرچ ہو

رہا ہے۔ وہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔ جب تمام ٹرینڈ حضرات کو آپ ملازمت میں لے لیں تو پھر بے شک ٹریننگ کالج اور سکول کھول دیں۔ میرا یہ مطالبہ ہے۔ کہ تمام ٹرینڈ اوگوں کو فوری طور پر ملازمتیں مہیا کریں۔

مسٹر شوہر احمد خان۔ (مسٹر ڈپٹی سپیکر) جناب والا۔ جب ایجوکیشن پر بات ہو رہی تھی تو ایک معزز رکن نے یہ مطالبہ کیا تھا۔ کہ میڈیکل کالج لائلپور کی بجائے سرگودھا میں قائم ہونا چاہئے۔
(قطع کامیاب)

مسٹر شوہر احمد خان۔ تعلیم کی مد میں آپ یہ بات نہیں کہہ سکتے ہیں۔

مسٹر شوہر احمد خان۔ میڈیکل بھی ایجوکیشن سے متعلق ہے میری گزارش صرف یہ تھی کہ انہوں نے جو اطلاع یہاں پر دی ہے۔ کہ لائل پور کے صنعت کاروں نے فنڈ اپنے سے انکار کر دیا ہے۔ یا معذرت کا اظہار کیا ہے۔ ان کے متعلق میں یہ کہوں گا۔ کہ ابھی تک کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ کہ لائل پور کے نہ صرف صنعتکار بلکہ لائل پور کے تمام شہری اور وہاں کے مزدور اور غریب لوگ اس کالج کے لئے فنڈ دینے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے وہاں پر اس کے لئے جگہ کا بھی تعین کر دیا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ لائل پور شہر جو کہ مزدوروں کا شہر ہے غریب لوگوں کا شہر ہے۔ وہاں پر طبی سہولتیں جو ہیں۔ یہ ہمیں زیادہ چاہیں اس کی آبادی سرگودھا سے بہت زیادہ ہے اس کے علاوہ لائل پور میں سرگودھا کی نسبت ذرائع آمدورفت بھی زیادہ ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ یہ صاحب پٹری سے اتر گئے ہیں۔ یہ میڈیکل کالج کی مراعات مانگ رہے ہیں حالانکہ تعلیم کا مسئلہ زیر بحث ہے۔

مسٹر شوہر احمد خان۔ میں مراعات نہیں مانگ رہا ہوں۔ بلکہ میں کہہ رہا ہوں۔ کہ لائل پور زیادہ مناسب ہے۔ سرگودھا کی نسبت۔

مسٹر شوہر احمد خان۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یہ وسائل وہاں موجود ہیں تو میڈیکل کالج بنانے میں آسانی ہو سکتی ہے۔

مسٹر شہپر احمد خان—میری گزارش تو صرف اتنی تھی کہ جب حکومت پالیسی وضع کرے۔ تو اس میں لائلپور کو نظر انداز نہ کریں۔ لائلپور کی جو سر زمین ہے۔ وہ میڈیکل کالج کے لئے نہایت زر خیز ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada (Campbellpur-I)—Sir, the Honourable Education Minister is from Rawalpindi and I am sure he is aware of the many problems that confront that backward area. But still in order to bring to his notice so that he is interested in our problems, I would say a few things about the district of Campbellpur which has so far remained neglected. District Campbellpur, as you know, has been dubbed as the most backward area both academically as well as materially.

مسٹر شہپر— اس ایوان میں تو کسی نے dub نہیں کیا۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I made a declaration before this House, that educationally we are very backward.

مسٹر شہپر— اب میں تو اس بحث میں حصہ نہیں لے سکتا۔ ورنہ جب سے مجھے ہوش آئی ہے سکندر حیات سے لے کر اب تک تعلیم کے معاملہ میں آپ پسماندہ نہیں ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir the whole thing is that the days of Sir Sikandar Hayat are very short for Campbellpur. He did make one intermediate college in 1932, which came into existence for the first time in 1963 when an allocation of Rs. 50,000 was made for the intermediate college when I appealed to Mr. Muhammad Yasin Wattoo to go into the condition of colleges and schools there. We have been victims of feudalism, and feudalism never wanted people to be educated, and become conscious of their inherent rights as free citizens of this country. Sir, I will not go into the names but there were persons who predominantly controlled the politics of Campbellpur both academically and materially. Many landlords never allowed any liberty of speech, or education schemes for the benefits of the people. Now after so many years of freedom when for the first time we can claim that every citizen has come out of the grip of that feudalism, and I hope it will never come back to this land. Sir, my submission to this Honourable House today is that the Education Minister should set up a special committee to look into the backwardness of these districts, which have been denied all the benefits of civilized community. Our schools, our colleges, our hospitals, and I would go even further, our courts-judiciary and executive, have been dominated in the past, and we have been a victim of atrocious, persecution victimization and unjust treatment.

The people of that backward area are kept away from civilized life. Sir, I would make a reference to a small school, which is in Hazro, was made in 1898, and today that

school building bears the same look as it was built almost 100 years ago. In 1963 it was sanctioned that it would be converted into an intermediate college and the people of that area offered free labour and land worth lacs of rupees. Even our offer of sacrifice was not accepted. The backward areas, that I have pointed out have been greatly handicapped on account of education and their representation in institutions like Engineering and Medical Colleges is not worth the name. Sir, during the British time when for first time the recruitment of officers in army was done, they realised that there were people who will not be able to compete. Therefore, they divided the recruitment of the officers into 50 : 50, i.e., 50 per cent to the Martial classes having the required academic qualification in keeping with their standard and 50% were recruited through competition. Sir, today we, the handicapped; people of the backward area, cannot attain admissions to those institutions. Therefore, I appeal to them that we are fellow citizens, we are your brothers; we are backward, we are without bread, we are without clothes, we are without education, we seek your indulgence; we seek your help, we seek your assistance to bring us at par with other areas of the province. No matter it takes 10 years; it may take even longer, but give us facilities.

مہر مگنڈ ظفر اللہ خان۔ (جہنگ ۳) جناب سپیکر۔ میں نے میڈیکل کالج کے متعلق عرض کرنا ہے کہ جو سر گودھا ڈویژن میں کھولا جا رہا ہے۔ ادھر سر گودھا والے کہہ رہے ہیں ادھر لائبریر والے میں یہ عرض کرونگا کہ یہ جنگ جاری ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ چاہتے ہیں کہ ایک شہر میں ہوسٹل بنالیں۔ دوسرے میں کالج بنالیں۔

مہر مگنڈ ظفر اللہ خان۔ جناب والا۔ ابھی ابھی جناب خاندانہ صاحب نے اپنی محرومیوں کی جو داستان بیان کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان محرومیوں اور اس مناسبت کا اصل محرک کون، تو؟ وہ کون تھے جنہوں نے انہیں محروم کیا؟ مسٹر سپیکر۔ وہ تو انہوں نے بیان کر دیا ہے۔

مہر مگنڈ ظفر اللہ خان۔
میں نکتہ میں نہیں ہوں مجھے یہ بتانے
وہ کون تھے جو جنس کے دلوں کو مسل گئے۔
مسٹر سپیکر۔ اب مسٹر پراچہ تقریر فرمائیں۔

مسٹر احسان الحق پوراہے۔ (سرگودھا - ۶)۔ جناب والا۔ میں اپنے حلقہ نیابت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پورہ سیانی اور پھلوان کے پولس سیشنوں پر مشتمل ہے اور تحصیل پھلوال میں یہ سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب سپیکر۔ آپ چونکہ اس معزز ایوان کے معزز صدر ہیں میں پھر ایک دفعہ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کو یہ بات بتا دیجئے کہ چرچل جیسے پارلیمنٹریں نے یہ کہا ہے کہ ایک سیر کو سب سے پہلے سب سے زیادہ اپنے ملک کا وفادار ہونا چاہئے اس کے بعد اس کو اپنے حلقہ نیابت سے اور اس کے بعد اپنی پارٹی سے جو سیر اپنے اپنے حلقہ ہائے نیابت سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے حلقہ نیابت کے احوال اس معزز ایوان میں بتاتے ہیں۔ یہ کام گورنمنٹ کا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ جو معزز رکن کہہ رہے ہیں وہ کس درجے صحیح ہے۔ کس درجہ لائق اعتنا ہے کس درجہ درخور اعتنا ہے۔ لیکن اس حق سے کسی رکن کو محروم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے حلقہ نیابت کی نمائندگی نہ کرے۔

مسٹر سپیکر۔ آپکی بات بالکل ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)۔

مسٹر عہد القیوم بٹ۔ آپ چرچل کے بیرو کار ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم چرچل کے بیروکار نہیں ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے لئے پاکستان سب سے پہلے۔ اسکے بعد ہماری پارٹی۔ اسکے بعد ہمارا گھر۔ کیونکہ ہم دیہاتی علاقے کو اور باقی علاقے کو ایک جیسا سمجھتے ہیں اور ہر محب وطن کو ایسے ہی ہونا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)۔

مہیاں خورشید انور۔ جناب والا۔ یہ آپکا موضوع ہے۔ میں اس میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ لیکن میں آپکی معرفت وزیر تعلیم سے صرف ایک عرض کروں گا کہ وہ از راہ کرم جب بھی ضلعوں کا دورہ فرمائیں.....

مسٹر سپیکر۔ یہ آپ تقریر کر رہے ہیں؟

مہیاں خورشید انور۔ جی نہیں۔

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں پراچہ صاحب ابھی تقریر کرنے کیلئے کھڑے ہیں۔

مسٹر احسان الحق پراچہ—میں آپکی وساطت سے جناب وزیر تعلیم سے گزارش کرونگا کہ وہ میانی میں ایک میٹرک تک ہائی سکول اس سال کے بجٹ میں بنائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بھیرہ کے گرد و لواح کی آبادی ۰۵ ہزار کے قریب ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ مطالبے ہو چکے ہیں کہ بھیرہ کے ہائی سکول کو انٹر کا درجہ دیا جائے۔ تو میں وزیر تعلیم سے گزارش کرونگا کہ بھیرہ کے ہائی سکول کا درجہ بڑھا کر انٹر تک کیا جائے۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ اس حکومت کے ہر سر اقتدار آئے میں طلبہ کا بہت بڑا ہاتھ ہے؛ لیکن جب حکومت ہر سر اقتدار آگئی تو طلبہ کے مطالبات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں گزارش کرونگا وہ طلبہ کے مسائل بھی حل کریں۔ یہ جو آئے دن کالج اور یونیورسٹیاں بند ہوتی رہتی ہیں۔ جو لڑائیاں ہوتی ہیں۔ خون ہوتے ہیں۔ قتل ہوتے ہیں۔ تو برائے مہربانی یہ طلبہ کے مسائل حل کریں۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—Mr. Speaker, Sir, Give me Twenty minutes.

مسٹر سپیکر—وقت بہت کم ہے۔ پانچ پانچ منٹ سے زیادہ کوئی رکن نہیں بول سکتے۔ یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب والا جو تحریک تطفیف زر دینے والے ہیں ان کو وقت دیا جائے۔

مسٹر سپیکر—قائد حزب اختلاف کی یہ تجویز آئی تھی کہ جو تین تطفیف زر کے محرک ہیں ان کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ درمیان میں کوئی اور تقریر نہ آئے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—حسن محمود صاحب حزب اختلاف کے ممبر نہیں ہیں۔ یہ آپ کے کہاتے ہیں ہیں۔

حاجی محمد سعید اللہ خان—جناب پہلے کٹ موٹرز پیش کرنے والوں کو وقت دیا جائے۔

مسٹر سپیکر—اگر قائد حزب اختلاف اپنی تجویز واپس لیتے ہیں تو میں پہلے کلونی کی تحریکوں کے اراکین کو وقت دوں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—میرا خیال ہے کہ پہلے معذور زادہ صاحب اپنے خیالات کا اظہار فرما لیں۔ اس کے بعد آپ دوسروں کو موقع دیں کیونکہ شاید ایک بجے آپ نے اس بحث کو ختم کرنا ہو۔

مسٹر سپیکر—آج میں ڈیڑھ بجے اس بحث کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—آپ وزیر خزانہ صاحب کو بھی وقت دیں گے۔

مسٹر سپیکر—بالکل ایک بج کر دس منٹ پر وزیر خزانہ اپنی تقریر کا آغاز کریں گے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—لیکن جو تخفیف زر کی تحریک آئی ہیں آپ نے ان پر رائے شماری بھی کرائی ہے تو ہمارا مطلب یہ ہے کہ ایک بجے یہ بحث ختم ہو جائے۔

مسٹر سپیکر—جناب حسن محمود صاحب کی تقریر کے بعد جنہوں نے تحریک تخفیف زر پیش کی ہیں ان کو سات سات منٹ بولنے کے لئے وقت ملے گا۔ ان کے علاوہ جو اور صاحب بولنا چاہیں گے ان کو تقریر کے لئے دو منٹ ملیں گے اور ان کی بھی تعداد میں تعین کروں گا۔ کیونکہ ایک بجے میں نے بحث کو ختم کرنا ہے۔

مسٹر احسان الحق پوراچہ—ہوائنٹ آف انفرمیشن - جناب والا - اخبارات میں آیا ہے کہ آج صدر صاحب تشریف لائے ہیں

مسٹر سپیکر—گورنمنٹ ہاؤس سے میں اطلاع کا منتظر ہوں۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ گورنر صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری کا ٹیلیفون آیا تھا تو اخباروں میں ۶ بجے کا وقت چھپا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہوتی تو وہ ہمیں اجلاس ملتوی ہونے سے پہلے اطلاع بھیج دیں گے۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood, (Rahimyar Khan VII)—Mr. Speaker Sir, with very few minutes at my disposal I will not go into the details. So I will have to make just passing references and be rather very quick in my speech. First of all, I say that the responsibility for socio-economic and political problems, that our country is faced with, primarily lies on the defective educational system of this country. Education of a child is

both in his home as well as in colleges and universities. Unfortunately the nation has borne this brunt because the child has been neglected in the home and he has not been given the true education in the institutions, like the schools, colleges and the universities. I would request the Hon'ble Minister to see that our education produces youngmen, who are prepared to face the responsibilities of defending the integrity of this country and preserving and protecting the ideology and the solidarity of this country. Secondly, we are educating a great number of Students in subjects which no longer are consistent with our national needs. I would request that technical education should be imparted to the children. Moreover, technical institutes and Polytechnic institutes should be established, so that after the matriculation a student may have a choice for higher education and technical education may offer him a better career and make him a useful citizen of this country.

Thirdly, I again raise an objection that the Central Government has no right to interfere in the Provincial field. You have Peoples Party in the Central Government, you have it in the Punjab and Sind. On party basis, you may receive any directive, but on official level, for the officers of the Central Government to interfere in the functioning of the Provincial Government in the field of education is an utter violence of the provisions of the Interim Constitution of this Country. Therefore, I request the Hon'ble Minister to see that in future no bureaucrats sitting in the Centre should interfere in the Provincial affairs.

Fourthly, Sir, I suggest that the claim to nationalise private institutions should be deferred. There are certain quality institutions, like the Sadiqabad Public School and the Aitchison College, and like several other Convents Schools besides many institutions such as these. So interfere with their administration without proper management or without resources would be unfair and will be deteriorating the state of affairs in the field of education. I would request you to even inform the Central Government that certain bureaucrats sitting there have misguided the authorities there, in which they have claimed that institutions like the Sadiqabad Public School and the Aitchison College are wholly or basically financed by the Government. It is not a fact. The Sadiqabad Public School gets a small grant of Rs. one lac per year and the Aitchison College, which is a bigger institution, even gets less. Therefore, to believe that these are financed by the Government is totally wrong.

My last point is that these institutions are headed by Board of Governors, of which the Governor of the Province is the President. There can be no greater nationalization of these institutions than that already exists.

جان محمد ارشد خان - جناب والا سے یہ گزارش کرنی چاہتا
 کہ جس روز سے یہ کارروائی شروع ہوئی ہے ہم ساہیوال والوں کو بہت

گم وقت دیا گیا ہے۔ کوئی یونیورسٹی کی بات کرتا ہے کوئی کالج کی بات کرتا ہے۔ ہمیں بھی کم از کم وقت دیا جائے کہ ہم سکول کی بات کر لیں۔

مسٹر سپیکر—آپ کی بات ختم ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے کوئی کٹ موشن نہیں دی ہے۔ ماری تعریف زر کی تعاریف حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہیں۔

حاجی مکید سہیت اللہ خان—جناب والا! میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ—

شکایت ہے مجھے یارب خداوندان مکتب سے
سہق دیتے ہیں شاہین بچوں کو خاک بازی کا

مسٹر سپیکر—شعر تو ٹھیک ہے ؟

ایک آواز—مکرر

حاجی مکید سہیت اللہ خان—مکرر تو میں تب کہوں کہ آپ میں سے کوئی سمجھنے والا بیٹھا ہوا ہو۔ جب سمجھنے والا کوئی نہیں بیٹھا ہوا تو میں آپ کی سمع خراشی کہوں۔ کروں (قطع کامیاب)

مسٹر سپیکر—آرڈر—آرڈر۔

Rana K.A. Mahmood Khan—Mr. Speaker, Sir, the Hon'ble member has cast aspersions on the other Members of the House that nobody understands him. He should please withdraw these remarks.

مسٹر سپیکر—آپ تشریف رکھیں یہ ان کی رائے ہے۔ ممکن ہے ان کی رائے درست نہ ہو۔ (تہنید)

حاجی مکید سہیت اللہ خان—جناب والا۔ آپ یہ فرمائیں کہ انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ یہ تجویز کریں کہ میں اپنے الفاظ دوبارہ کہوں اگر یہ مجھے مکرر کہہ سکتے ہیں تو میں بھی جواب دے سکتا ہوں۔

مسٹر سپیکر—مکرر ڈالنے والے ”کہ“ سے ہے یا دو نطقے والے ”قی“ سے ہے۔ (تہنید)

حاجی مکید سہیت اللہ خان—جناب والا! کاشمیر والے ”ک“ سے ہے۔ (قطع کامیاب) جناب والا۔ ہمارا ملک پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے

جو ۱۹۴۷ء میں معرض وجود میں آیا یہ دنیا کی تاریخ میں - واحد ملک ہے جو خاص نظریہ کے تحت معرض وجود میں لایا گیا۔ آزاد قوموں میں یہ چیز نہایت ضروری ہوا کرتی ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے نظریہ کی پاسداری کو - اپنی حفاظت کو اپنا جزو ایمان سمجھیں۔ مگر انہوں نے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد چاہئے یہ تھا کہ ہم اپنے اس نظریہ پاکستان کی تاریخ اور اس اصل مقصد کی تاریخ جس کے لئے ملک قائم کیا گیا جو اسلام اور صرف اسلام ہے اس کی طرف آنے والی نسلوں کو اپنے بچوں کو - طالب علموں کو راغب کرنے کے لئے ایسا نصاب تعلیم لائے جو انہیں اس ملک کی حفاظت کرنے - اس مذہب کی حفاظت کرنے اور اپنے آپ کو صحیح پاکستانی صحیح مسلمان کہلانے کا موجب بنتا مگر انہوں نے کہ ہم نے اس طرف کبھی بھی توجہ نہیں دی - ہم نے انگریز کے نظام کو بولے ۲۰ سال تک اس ملک پر مسلط رکھا یہ اس نظام کا میں سمجھتا ہوں خمیازہ ہے کہ آج ہم عظیم المیوں سے دو چار ہو رہے ہیں۔ اصل چیز جو چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم نصاب کی طرف خصوصی توجہ دیں کیونکہ اسی نصاب کی بنیاد پر ہی ہماری نسل نے ابھرنا ہے۔ ہماری قوم نے بتنا ہے اور اگر ہم اپنی قوم کو اصل مقاصد اور نظریہ پر نہ لا سکتے تو یاد رکھیں نہ آپ کی اصلاحات کام آئیں گی نہ آپ کے منشور کام آئیں گے۔

نہ یہ حکومتیں رہیں گی اور نہ یہ ملک رہے گا۔ میں اس ضمن میں جناب والا! آپ کو بتاؤں گا کہ امن وقت جو طریق کار چل رہا ہے - جو طریق تعلیم چل رہا ہے اور جو تعلیم ہمارے کالجوں اور سکولوں میں دیتے ہیں اس کے متعلق اکبر الہ آبادی نے فرمایا تھا کہ -

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

انہوں نے کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

آج ہمیں چاہئے کہ ہم سب سے پہلے توجہ اس چیز کی طرف دیں کہ ہم سابقہ نظام کو یکسر بدلیں۔ سابقہ نصاب کو قطعی طور پر بدل دیں اس کو اسلامی اہمیتوں میں اور نظریہ پاکستان کی اساس پر اور اس کی بنیاد پر ہم اپنے نظام کو بنائیں - اس کے ساتھ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس وقت موجودہ تعلیمی پالیسی میں ہا اس بچٹ میں غریب لوگوں کے لئے سہولتیں فراہم نہیں کی گئیں اور نہ ہی کوئی اس طرف توجہ دی گئی ہے۔ میں اپنے حلقہ نیابت کی مثال دونگا میں نے وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا تو انہوں نے توجہ فرمائیے کا وعدہ کیا تھا -

۴۰ سال ہوئے کہ ملال سکول سے ہمارا سکول ہائی سکول نہیں ہوا اور ابھی تک اس کی کچی عمارت ہے۔ پانچ کمرے انتظامیہ نے لٹے ہوئے ہیں اور تین کمروں میں دس جماعتیں پڑھتی ہیں۔

منسٹر منظور حسین چنچو (راولپنڈی)۔ جناب سپیکر! میں جناب کی خدمت میں چند ایک معروضات پیش کرنی چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں کچھ فرائض سونپے گئے ہیں عوام نے ہم پر اعتماد کیا ہے۔ جو قوم اور صوبے کی طرف سے ہم پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم سب سے پہلے ان پر نظر رکھیں۔ اگر یہ پوری ہو جائیں تو اس کے بعد ان سے استفادہ کریں ذہنی طور پر ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ جب تک ملک سالم نہیں ہے تب تک ہمیں آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ ملک اور قوم انسانی بقا کے لئے ضروری ہیں وہ نہ ہوں تو نہ کوئی سکول اور نہ کوئی نہر یا اس کا پانی ہمارے کام آئے گا اور نہ ہی کوئی اور چیز فائدہ مند ثابت ہوگی۔ اس لحاظ سے حزب اختلاف کی جانب جو حضرات تشریف فرما ہیں میں ان سے گزارش کرونگا کہ وہ جو چیز بھی اس ایوان کے سامنے پیش کریں وہ اس نقطہ نگاہ سے پیش کریں کہ قومی سالمیت اور قومی اتحاد کو کسی قیمت پر بھی نقصان نہ پہنچے۔ بجٹ پر پچھلے دنوں مکمل طور پر بحث ہوئی چند اچک چیزیں جو میری نظر میں آئیں۔ ان کی نسبت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ میں تحصیل گوجر خان کا رہنے والا ہوں۔ جہاں تک اس کی ہمسامندی کا تعلق ہے اس کے پیش نظر جتنی بھی چیزیں طلب کی گئی ہیں وہ چیزیں موجود ہوں یا نہ ہوں لیکن سب سے پہلے ملک کی سالمیت مقدم ہے اور ہمیں اس نقطہ کو مرکز بنا کر سچو سچو کے مطابق کام کرنا ہے تو جہاں میرے معزز دوستوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے دیہی علاقوں میں ترقی کی راہیں مسدود کر دی گئی ہیں ان پر روپیہ خرچ نہیں کیا گیا۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرونگا کہ یہ جو نہریں کھودی گئی ہیں یہ سب اس ملک کی ترقی کے لئے ہیں۔

جہاں خورشید انور (ملتان)۔ جناب والا! میں تجویز کرتا ہوں کہ ایچ این کالج۔ صادق پبلک سکول اور دیگر ایسے سکولوں کو بند کر کے جو سرمایہ حاصل ہو وہ دیہات کے سکولوں پر خرچ کیا جائے ان کو سہولتیں دی جائیں۔ اس قسم کی دو عملی ایلیسی کو ترکہ کیا جائے۔ میں وزیر تعاون سے درخواست کروں گا کہ وہ اس تجویز پر غور

فرمائیں۔ نیز جب بھی وہ باہر دورے پر جائیں ان کی یہ کوشش ہوتی چاہئے کہ وہاں کے دیہاتی ماحول کا ہتہ چلائیں کہ لوگوں کی کیا ضروریات ہیں ان کی تعلیمی مشکلات کیا ہیں۔ میں آخر میں التجا کروں گا کہ وھاڑی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کوئی گورنمنٹ کالج نہیں ہے خصوصاً لڑکیوں کو نہایت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ وہاں لڑکیوں کے لئے ڈگری کالج بنایا جائے۔

خان محفد ارشد ہان (ساہیوال-۳)۔ جناب والا! جتنی بھی حکومتیں یہاں آئیں انہوں نے ہمارے ضلع کو ترقی پانہ قرار دیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ضلع ساہیوال بالکل پسماندہ ہے میں خاص طور پر تعلیمی مسائل سے متعلق عرض کروں گا تعلیم وہاں بالکل نہیں ہے۔ معزز ممبر یہاں یونیورسٹیوں کی بات کرتے ہیں کالجوں کی بات کرتے ہیں مگر میں صرف مڈل سکول کے بارے میں بات کروں گا۔ میں ایک ایسے شہر کا نام لوں گا جس کا نام ہڑپہ ہے۔ اس میں ایک سکول بچوں کے لئے مڈل تک کا ہے۔ پندرہ سال سے ہم اس مڈل سکول کے لئے کوشاں رہے کہ اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔ لیکن آج تک وہ مڈل ہی ہے اور ہائی نہیں ہوا۔ ضلع ساہیوال میں قبولہ، گوگیرہ وغیرہ میں مڈل سکول ہیں۔ وہاں پسماندہ لوگ رہتے ہیں اور بچوں کو اس کم سنی میں ہوسٹل نہیں بھیج سکتے۔ اس لئے میرے ضلع ساہیوال کی طرف توجہ کی جائے اور وہاں مڈل سکول کو جلد از جلد ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا! مجھے آپ کی اجازت سے یہ اعلان کرنا ہے کہ آج ۹ بجے جناب صدر پاکستان سب ممبران صوبائی اسمبلی کو گورنمنٹ ہاؤس میں ملیں گے۔ اس میں پارٹی کی تخصیص نہیں ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی (راولپنڈی-۱)۔ جناب والا! تعذیب زر کی تحریک پر بحث کرتے ہوئے حزب اختلاف کے بہت سے معزز اراکین نے متضاد باتیں کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی بنیادی تعلیمی پالیسی قابل تحسین ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ نئی تعلیمی پالیسی پیپلز پارٹی کے پروگرام کا وہ بنیادی پتھر ہے جس پر کہ نئی عمارت تعمیر ہوگی جو کہ حکومت کے منشور ہی کو صرف کامیاب نہیں کرائے کی بلکہ اس ملک کی قسمت تک بدل دیگی۔ جن جن اقدامات کا

ذکر کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ قابل تحسین ہیں۔ ترقیاتی پروگرام میں اس سال جو رقم مختص کی گئی ہے وہ گذشتہ سال کے مقابلہ میں دوگنی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حزب اختلاف کے معزز اراکین وزیر تعلیم اور وزیر خزانہ دونوں کو مبارکباد پیش کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تعلیمی بحران کی ذمہ دار دراصل پہلی حکومتیں تھیں۔

جناب والا! جو لوگ اپنے اپنے علاقوں کی چودہ چودہ، پندرہ پندرہ اور سترہ سترہ سال سے نمائندگی کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے علاقوں کی پسماندگی کے ذمہ دار ہیں۔ ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر آپ کے علاقے پسماندہ ہیں تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہے؟ یقیناً آپ پر عائد ہوتی ہے۔ پھلز پارٹی کی حکومت بنے ابوی چند ماہ ہوئے ہیں۔ آپ کتنے سالوں سے اپنے علاقے کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اپنے اپنے علاقے کے لئے کہا کیا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا! میں فاضل مقرر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں کتنے سالوں سے اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ رہا ہوں۔ میں اپنے علاقے کے لئے کہا کر سکتا تھا؟

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب والا! وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں گزشتہ چوبیس سال سے تعلیمی میدان میں یہ استحصال ہوا وہ استحصال ہوا۔ آٹھ۔ دس یا گیارہ سال سے ان کی اپنی پارٹی کی حکومت تھی اور وہ اس پارٹی کا حصہ رہے ہیں۔ انہیں کم از کم یہ بات زب نہیں دیتی۔

جناب والا! ہم نے تعلیمی میدان میں انقلاب لانے کے لئے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جہاں بے شمار مسائل اور بے شمار مطالبات کی بھرمار تھی۔ وہاں کم از کم یہ مطالبہ عوام میں شدت کے ساتھ نہیں آیا تھا کہ تعلیم مفت کی جائے۔ لیکن قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اور پھلز پارٹی نے اس بات کو محسوس کیا کہ تعلیم کسی ملک کے معاشرہ میں بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہذا پہلا انقلابی اقدام یہ کیا گیا ہے کہ اس سال اکتوبر سے مفت تعلیم کا بندوبست کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاولپور) - جناب صدر آج وقت کا چیلنج یہ ہے کہ ہمارے ماہرین تعلیم کو یہ سوچنا ہے کہ

ہماری اونچی دانش گاہوں کی عمارتیں اور وسیع نظام تعلیم میں کیا بنیادی خامی ہے۔ بنیادی طور پر اس میں کیا تصور ہے۔ کونسی کسر ہے کہ آج ہماری قوم کے اندر مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی جیسے لوگ پیدا نہیں ہو رہے۔

جناب صدر! یہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا۔ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ میں تعلیم کے معاملہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا۔ اس لئے کہ ان کو آئے ہوئے بہت کم عرصہ ہوا ہے۔ یہ تعلیمی پالیسی جو دی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ تعلیم کے معاملہ میں جو بنیادی نقص رہا ہے۔ وہ ہے نصاب تعلیم کا نقص۔ نصاب تعلیم میں جہاں اس بات کی ضرورت تھی کہ اسلامی ملک میں اسلامی رسم و رواج کی ترویج کے لئے۔ اسلامی علوم و فنون کی ترویج کے لئے۔ ہماری ہر تعلیمی پالیسی کے اندر اسلامیات کے نصاب کو ترجیح دی جائے اور میں اپنے عزیز بھائی ڈاکٹر جاوید حکیم قریشی صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ بات میں آج نہیں کہہ رہا بلکہ ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ جب تک نصاب تعلیم کے اندر آپ اسلامیات کو ترجیح نہیں دیں گے۔ دینی علوم کو ترجیح نہیں دیں گے۔ اس وقت تک اس ملک کے اندر ہکے مسلمان اور ہکے مجاہد نہیں بن سکیں گے اور اس کے لئے عملی اطوار آپ کو مرتب کرنے ہوں گے۔ عملی کام کرنا ہوگا۔

جناب صدر! قائد اعظم نے پورے وثوق اور پوری بصارت کے ساتھ یہ فرما دیا تھا کہ پاکستان کی زبان اردو ہوگی لیکن افسوس کہ اس معاملہ میں مشرقی پاکستان میں کوئی ایک پرائمری سکول اردو کا نہ کھولا گیا۔ صرف کہہ دینے سے کوئی کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ جاتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب خواجہ ناظم الدین مرحوم وہاں مشرقی پاکستان تشریف لے گئے اور انہوں نے جا کر کہا کہ پاکستان کی زبان اردو ہوگی تو ایک لسانی مسئلہ پیدا ہوا۔ وہاں گول چلی اور وہاں اس وقت سے لیکر اس وقت تک اس تاریخ سے یوم شہدا منایا جاتا ہے۔ اور اسی ایک واقعہ کو تحریک کہا گیا۔ کہنے کو تو کہہ دیا گیا ہے۔ لیکن اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر اس ملک کی دو زبانیں سرکاری طور پر تسلیم کرنی پڑیں۔ ایک ہنگلہ اور ایک اردو میں نے اس ہاؤس کے اندر ۱۹۶۲ء میں ایک اردو زبان کا بل دیا تھا۔

جس کو اس وقت کی حکومت نے تین سال تک سرد خانے میں رکھا۔ میں برابر جملوجہد کرتا رہا اور ایوان کی کارروائی اس بات کی گواہی دے گی کہ میں نے اس وقت کہا تھا اور اس ایوان کے درود ہوا ہے بتا رہے ہیں کہ ویسٹ پاکستان کی d.sbandment ہو کر رہے گی۔ اگر وحدت مغربی پاکستان کی تحلیل ہو گئی تو پھر آپ اس ملک کے حصے کی زبان بھی اردو نہیں رکھ سکتے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جو نئی تعلیمی پالیسی لائی جائے اس کے اندر دینیات اور اسلامیات کے عنصر کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دی جائے۔ ہمارے بہاولپور میں ایک اسلامی یونیورسٹی ہے۔ الحمد للہ وہ کام بھی کر رہی ہے۔ اسی قسم کی یونیورسٹیاں آپ کو کھولنی چاہیں۔ ایک پرانا نظام پنجاب میں بلکہ میں کہتا ہوں کہ یونائیٹڈ انڈیا میں تھا جس کے تحت مساجد کے اندر مکاتب کام کرتے تھے۔ بہاولپور میں بھی ایک تنظیم مکاتب کی سکیم تھی۔ میں خود بھی کچھ دن محکمہ تعلیم سے وابستہ رہا ہوں۔ یہ بڑی کامیاب سکیم ہے۔ ابتدائی طور پر ناخواندگی کو دور کرنے کے لئے ہر مسجد کے اندر ایک تھوڑا سا الاؤنس دے کر کسی اہل آدمی کو متعین کیا جائے اور کسی خاص جذبہ کے ساتھ تبلیغی روح کے ساتھ اسے کیا جائے کہ وہ علاقے کی ناخواندگی دور کرنے میں مدد دے۔ اگر اس نظام کو وسیع کیا جائے۔ اس کو پھیلا یا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ نظام تعلیم کو وسیع کرنے میں بہت مدد ملے گی۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق)۔ جناب والا امیرا خیال تھا کہ جناب قائد ایوان کے پر مغز خطبہ سے اور جناب وزیر مالیات کی فصیح و بلیغ تقریر سے حزب اختلاف کے فاضل ارکان پر اس چیز کا اظہار ہو جائے گا کہ کن حالات سے ہمارا ملک گذر رہا ہے۔ میں حیران ہوں کہ میرے حزب اختلاف کے فاضل اراکین جو رگ گل سے بلبل کے پر باندھنے میں بہت شہرت رکھتے ہیں۔ وہ حساس بھی ہیں اور زود فہم بھی ہیں لیکن انہوں نے یہ بات صحیح تناظر میں سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ کہ کس exercise میں تعلیم اس بچٹ کا وہ حصہ ہے۔ اس لئے مجھے مجبوراً یاد دلانا پڑے گا کہ یہ کوئی افسانہ نویس یا اخبار کی خبریں نہیں ہیں۔ ہم پاکستانیوں کو بہت جلد پائیں بھول جاتی ہیں۔ ہمارے ملک کے ساتھ جنگ ہوئی اور ہمیں شکست ہوئی اور ہماری فوج کی اکثریت ابھی تک دشمن کے سامنے بیٹھی ہے۔ ہمارے ملک کے ہزاروں گاؤں اور سینکڑوں مربع میل علاقہ ابھی

تک دشمن کے قبضہ میں ہے۔ ہمارے ۹۳ ہزار قیدی ابھی تک دشمن کے قبضہ میں ہیں۔ اور ۱۲ / ۱۳ ہزار وہ سپاہی جو مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان سے امن عامہ بحال کرنے کے سلسلے میں گئے تھے ان کے قبضہ میں ہیں۔ یہ تھوڑی سی باتیں بتا رہا ہوں تاکہ آپ کا وقت ضائع نہ ہو۔ ان کے بتانے کا مقصد یہ تھا کہ تمام ارکان یہ سمجھ سکیں کہ کس تناظر میں یہ ہوا ہم اس انٹرنیشنل بلڈنگ میں بیٹھ کر بھول جاتے ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ باتیں یاد دلا دوں اور ساتھ ہی میں محترم قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں جنہوں نے حجاج بن یوسف کے طریقے کی مذمت کی ہے کہ میں آپ سے مکمل اتفاق کرتا ہوں اور ہم پاکستانی حجاج بن یوسف کے طریقے کو اختیار نہیں کریں گے۔

سنیٹر سہیلگر۔ آپ مجھ سے خطاب کریں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جس دن حجاج بن یوسف گورنر بنا تو اس نے اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی اور یہ کہا کہ جس طرح بھل حکم جاتا ہے اور اسے ٹہنی سے کاٹ لیا جاتا ہے۔ میں اپنے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں کہ کچھ سر ہک کئے ہیں اور میں انہیں گردن سے کاٹ دوں گا۔ جنہوں نے تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ اس نے بے تحاشہ سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کا قتل عام کیا۔ میں مکمل یقین دلاتا ہوں کہ جو حالات میں نے یہاں بیان کئے ہیں ان میں اس قسم کی پالیسی کا کوئی جواز نہیں بلکہ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ نہیں چاہا کہ ملک کے اندر گڑ بڑ ہو۔ اس قسم کی تبدیلیاں جو وہ چاہتے ہیں لائی جا سکتی ہیں۔ مگر وہ تبدیلیاں ایک زبردست انقلاب سے لائی جا سکتی ہیں اور وہ زبردست انقلاب ہمیشہ خونی ہوتا ہے اور ملک میں گڑ بڑ پیدا کرتا ہے۔ میں یہ بتانا ہر طریق سے لازم سمجھتا ہوں کہ ہمارے دشمنوں کے ارادے کیا ہیں۔ جو ہم کبھی نہیں بھول سکتے۔ کیا میں یاد دلا دوں۔ جناب والا! کہ ہمارے دشمن کے ایک لیڈر نے fall of Dacca کے دن کہا تھا کہ۔

“Just think of jubilation—Alas! after hundred years of sorrow”

تو میں ان سے کہہ دوں کہ ان کے خیال کے مطابق ہمارے دشمنوں کے دن تو اب شروع ہوئے ہیں۔ جناب والا! بہت سے فاضل اراکین نے یہ بات ٹھیک طرح سمجھی ہی نہیں۔ شاید سردار پانیکر کی وہ کتاب پاکستان میں میسر ہے وہی یا نہیں۔ جناب والا آپ کی وساطت سے میں اپنے فاضل اراکین کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اس کو پاکستان تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس کے

حیال کے مطابق بھارت ماتا کا حدود اربعہ شمال مغرب سے کوہ ہندوکش تک ہونا چاہئے۔ اگر ہم اس بات کو مد نظر رکھیں کہ جھگڑے کی وجوہات کیا ہیں اور ہمارے دشمن کے عزائم کیا ہیں

علامہ رخصت اللہ ارشد۔ جناب والا! جنرل ڈسکشن ہو رہی ہے یا تعلیمی پالیسی کا جواب دیا جا رہا ہے۔

وزیر تعلیم۔ تمہیداً میں شروع میں ذکر کر رہا ہوں وگرنہ مجھے کہنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ میں براہ راست تعلیمی پالیسی پر آ جاتا لیکن مجھے افسوس ہوا ہے کہ صحیح تنازعہ میں صحیح باتیں نہیں سمجھی جاتیں۔ ہم سے امید کی جا رہی ہے کہ جو باتیں بیس سالوں میں طے نہ ہو سکیں وہ مہینوں میں ہو جائیں۔ میں صرف ان باتوں کو یاد دلا رہا ہوں اگر کسی نے یہ کتاب نہیں پڑھی تو وہ ضرور پڑھے۔ جو نظریہ پاکستان بنانا چاہتے ہوں وہ اس کی ضد بھی بتائیں۔ بہر حال میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ کی سبب خراشی ہوئی ہے۔ تو اب جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں چونکہ حالات ٹھیک نہیں ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے پروگرام سے دور جا رہے ہیں۔ ہم اپنے منشور سے دور جا رہے ہیں میں یہ عرض کر دوں کہ ہمارا منشور ہمیں جتنا عزیز ہے اور کسی کو نہیں ہو سکتا اور یہ سمجھ کر ہم نے ہارلی میں شمولیت کی ہے۔ انشاء اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ملک سے معاشی نظام کو سرمایہ داری نظام کو۔ جاگیر داری نظام کو ختم یہی progressive فورسز کریں گی۔ جس میں بھی شامل ہوں۔ مجھ پر بعض اراکین یہ شک و شبہ کرتے ہیں کہ یہ کیا انقلابی بنا پھرتا ہے لیکن میں شکر ادا کرتا ہوں کہ جو انقلابی جذبہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے شروع کروا دیا ہے وہ ختم نہیں ہو سکتا۔ وہ جذبہ انشاء اللہ بڑھے گا اور ضرب کاری لگائے گا۔ اس ملک میں سرمایہ داری اور جاگیر داری ختم ہو گئی تو پھر وہ تبدیلیاں آئیں گی۔ جو آپ ہم سے چند مہینے میں مانگتے ہیں۔ یہ تبدیلیاں ضرور آئیں گی۔ ان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں۔ ہمارا تعلیم کے میدان میں ایک انقلابی پروگرام ہے۔ ایک زبردست پروگرام جو ہم نے شروع کیا ہے۔ جس پر آٹھ سال کے عرصہ میں عمل کیا جائے گا۔ وہ انقلاب یکم ستمبر سے شروع ہوگا۔ ایک فاضل رکن نے کہا ہے کہ یہ تعلیمی پالیسی ناکام ہو گئی ہے۔ میں حیران ہوں ابھی تو تعلیمی پالیسی کا نفاذ شروع ہی نہیں

ہوا۔ انہوں نے پہلے ناکام بنا دیا ہے اس سے یہ ہتھ چلتا ہے کہ بعض فاضل ارکان صرف تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔

جناب والا! آٹھ سالہ ہالیسی یکم ستمبر سے شروع ہوگی۔ اور میں آپ کو اس کی بنیادی باتیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم یکم ستمبر سے تعلیمی ہالیسی کے مطابق ۷۳ پرائیویٹ کالجز قومی ملکیت میں لے لیں گے۔ یہاں پر کچھ فاضل اراکین نے اس کی مخالفت کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ آج کل ٹیکنیکل اور سائنسی دور ہے۔ پاکستان ایک غریب ملک ہے اور حکومت یہ چاہتی ہے۔ کہ یہاں پر جتنے ذرائع ہیں انہیں بہترین بنا کر صحیح استعمال کرنے کی ہم نے سعی کرنی ہے۔ ہم جتنا پیسہ تعلیم پر خرچ کریں گے اس سے ہنرمند آدمی پیدا کریں گے ہم صرف ڈگری یافتہ آدمی پیدا نہیں کریں گے۔ ہم ایسے آدمی پیدا کریں گے جو ہنر مند ہوں اور قوم و ملک کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ یہ نظام تعلیم تبدیل کیا جائے۔ جو ۲۰ سال سے ہی نہیں بلکہ میں تو کہوں گا کہ ۱۰۰ سال سے ہے جو لاپرواہی نے شروع کیا تھا۔ اور اس نظام تعلیم کے مطابق انہوں نے ہندوستان میں صرف کارک پیدا کرنا تھا اب جناب والا۔ نہروں کا نظام پنجاب میں بہترین ہے لیکن انگریزوں نے یہاں نہروں کی انجینئرنگ کا اچھا بندوبست نہیں کیا۔ اس لئے سو سال سے زیادہ کے نظام کا رخ ہم نے موڑنا ہے۔ ان کا رخ موڑنے کے لئے ہم نے سائنس اور ٹیکنالوجی شروع کرنی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جتنے پرائیویٹ کالج اس وقت موجود ہیں اکثر میں صرف آرٹس مضامین پڑھانے کی سہولت ہے اور تیسرے پنجسالہ منصوبے میں پچھلی حکومت نے یہ چاہا کہ سائنس کی تعلیم زیادہ کی جائے اور ان کالجوں سے تعاون کی درخواست کی۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ اکثر پرائیویٹ کالجوں نے صرف آرٹس میں ابھی enrolment بڑھائی اور سائنس میں کوئی ترقی نہ کی۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے اور کالجوں کو نیشنلائز کرنے میں ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ تعلیم کا رخ سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف موڑا جائے۔ productive انسان پیدا کئے جائیں جو ہنر مند ہوں خود اپنی روزی کمانے کے قابل ہوں نہ کہ ان میں ڈگری یافتہ لوگ پیدا ہوں۔ جن کا ذکر کیا گیا ہے کہ جن کے لئے نوکریاں بھی موجود نہ ہوں۔ اس کے بعد ہم ایک زبردست سکیم چلانا چاہتے ہیں جو پچھلی حکومتوں نے کبھی سوچی نہ تھی وہ ہے کہ ہم تعلیم کو یونیورسل کرنا چاہتے ہیں اور تعلیم کو مفت

کرنا چاہتے ہیں۔ اب اس سے بڑا انقلابی اقدام اور کیا ہو سکتا ہے۔
 (نعرہ ہائے تحسین) چونکہ ملک کے وسائل کم ہیں اس لئے ہم یکم اکتوبر
 سے انشاء اللہ پہلی کلاس سے آٹھویں کلاس تک تعلیم بالکل مفت ہو جائے گی۔ اور
 انشاء اللہ اس کے بعد دو سال میں میٹرک تک تعلیم مفت ہو جائے گی۔ یہاں
 بہت سی یونیورسٹیاں اور قائم ہوں گی۔ بورڈ قائم ہوں گے میں صرف اہم باتوں
 کا ذکر رہا ہوں۔ ایک بدنام زمانہ یونیورسٹی آرڈیننس جس کو گلیوں میں
 بازاروں میں طلبہ نے بیٹا اور اس کی وجہ سے ایک حکومت کی fall بھی ہوئی۔
 میں بہت مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ ہم نے اس آرڈیننس کو بالکل
 عوامی امنگوں، طلبہ کی امنگوں، ٹیچرز کی امنگوں اور قومی ضروریات کے تحت
 اس میں اتنی اچھی تبدیلیاں کی ہیں کہ تمام طبقات انشاء اللہ اب اسے پسند
 کریں گے اور اس میں اس قسم کی آمرانہ اور غاصبانہ باتیں کہ طالب علموں
 سے ڈگریاں چھینی جا سکتی ہیں یکسر ختم کر دی گئی ہیں (نعرہ ہائے
 تحسین)۔

جناب والا۔ حالانکہ حالات بہت نامساعد ہیں پوسے کی بہت کمی ہے پھر
 بھی تقریباً ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے وظیفے کے لئے رکھے گئے ہیں جو پہلے
 سے بہت زیادہ ہیں۔ طلبہ کے لئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کبھی کسی حکومت
 نے آج تک نہیں کیا۔ سب حکومتیں نہایت عارضی اقدام کرتی رہیں۔ اس
 سلسلے میں ہم نے تمام جگہوں کے طلبہ کو ہلایا تھا۔ ٹرانسپورٹرز کو ہلایا
 تھا اور اس سلسلے میں ابتدائی اقدام تو ہم نے کر دیا ہے لیکن مستقل اقدام
 ہم انشاء اللہ سکولوں اور کالجوں کے کھانے سے پہلے کر دیں گے اور اب
 کم از کم طلبہ کو اس وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

یہاں ذکر کیا گیا پنجاب یونیورسٹی کے بند ہونے کا۔ تو پنجاب
 یونیورسٹی کے ساتھ طلبہ کا بھی ذکر آ جائے گا کہ طلبہ میں بہت بے چینی
 ہے۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ عمومی طور پر طلبہ میں کوئی
 بے چینی نہیں لیکن جو طالب علم لیڈر ایک خاص سیاسی جماعت نے اپنے ساتھ
 لگا رکھے ہیں۔ مختلف وجوہ سے وہ ضرور تمام تعلیمی اداروں میں گڑ بڑ پھیلانے
 ہیں اور وہ قانون کے خلاف اسلحہ استعمال کرتے ہیں، قانون کے خلاف اور
 بہت سی چیزیں استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ کی مراد طلبہ کے انتشار کو
 اس قسم سے ختم کرنے سے ہے تو ضرور ختم کریں گے اور زبردست طریقے
 سے ختم کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

مسٹر سپیکر۔ اگر آپ کی تقریر کے متعلق کچھ اندازہ ہو جائے تو بہتر ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

مسٹر سپیکر۔ اگر ایوان کی رائے ہو تو دو بجے تک آج اجلاس جاری رہے۔

آوازیں۔ اجازت ہے ایوان کی رائے ہے کہ آج دو بجے تک اجلاس جاری رہے گا۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ ہماری پارٹی کے اور حزب اختلاف کے بہت سے دوستوں اور فاضل اراکین نے ہمسائے علاقوں کا بار بار ذکر کیا۔ ہر معاملے میں اور تعلیم کے معاملے میں کیا ہے۔ اب میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ کہ کل فاضل رکن خان زادہ تاج محمد صاحب نے جو اعداد و شمار دیئے تھے کہ نو اضلاع کی آبادی پنجاب کی کل آبادی کا ۲۸ فی صد ہے وہ صحیح نہیں بلکہ ۲۸ فی صد ہے۔ تو ان نو اضلاع کیمبل پور، جہلم، جھنگ، میانوالی، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازیخان، رحیم یار خان، بہاول پور اور بہاول نگر کی آبادی ۸ فی صد ہے۔ اب میں ان کو بتاتا ہوں کہ سارے پنجاب میں تعلیم کے میدان میں ہم ان کو کتنی خصوصی رعایات دے رہے ہیں۔ جناب والا۔ ۱۹۷۲-۷۳ء میں ہم چار ہزار نئے پرائمری سکول کھولیں گے۔ ان میں سے ۱۰۷۷ یعنی ۲۶ فی صد ان اضلاع میں ہونگے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے یہ دوست کوئی اتنی زبردست تبدیلی اپنے علاقے میں ۱۹۷۲-۷۳ء سے پہلے محسوس نہیں کریں گے۔ میں انہیں پہلے بتا دینا چاہتا ہوں پیشتر اس کے کہ اگلے سال وہ پھر اس پر اعتراض اٹھائیں۔ بات یہ ہے کہ تعلیم کے میدان میں ہم اتنے پیچھے ہیں اور بجٹ اتنا کم ہے۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل اراکین کو یہ بتا دوں کہ میں جہاں کہیں بھی اس ملک کے بہترین تعلیمی ادارے میں گیا ہوں لاہور کے بہترین کالج میں گیا ہوں تو ان کی بھی یہی ڈیمانڈ ہے کہ سارا بجٹ ہمیں دے دیں تو اس لئے سارا اگر بجٹ صرف لاہور پر ہی خرچ کر دیا جائے تب بھی لاہور کے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ سارے فاضل اراکین خیال رکھیں کہ ہم ان کے ہمسائے

علاقوں کو یقیناً ترجیح دے رہے ہیں ہر چیز میں ترجیح دے رہے ہیں۔ لیکن وسائل کے مطابق ہی ان کو حصہ ملے گا۔ جناب والا - ۳ ہزار میں سے ۱۵۷۷ سکول یعنی ۳۹ فی صد حصہ ان کو دیا گیا ہے۔ اور ۱۰۰۰ سکولوں کا ہم درجہ بڑھا رہے ہیں۔ ان میں سے ۳۲ فی صد ان کا حصہ ہے پسماندہ علاقوں میں ۳۰ فی صد سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دے رہے ہیں۔ ان میں سے ۵۵ فی صد یعنی آدھے سے بھی زیادہ ان کا حصہ ہے۔ اب یہ بھی ذکر کر دوں کہ بہت سے فاضل اراکین نے کہا ہے کہ فلاں جگہ ٹونکا ہونکا میں یا چھانکا مانکا میں کالج کھولا جائے یا چھوٹے کالج کو بڑا کیا جائے۔ لڑکوں کا کالج ہے تو لڑکیوں کا کالج کھولا جائے تو اس کے لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن پاکستان میں صرف ایک intellectual exercise نہیں ہے۔ پاکستان میں ایجوکیشن کو ہم as an instrument of economic development استعمال کریں گے معاشی ترقی کا ایک ذریعہ ہوگا۔ تو اسے ترقی کا ذریعہ بنانے کے لئے ہرگز ایسا نہیں سوچنا چاہیے اور ہم سب کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے ایسا نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم بے کار لوگ گریجویٹ بنا دیں اور پھر وہ سڑکوں پر بے کار پھریں اور ملک میں ایچی ٹیشن ہو۔ ہم ایسا نظام تعلیم قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جس میں manpower planning کے مطابق manpower needs کے مطابق لوگ train کیے جائیں۔ بلکہ اکثر اوقات میرے پاس بوجارے frustrated unemployed آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر انجینئروں کو آپ نوکری نہیں دے سکتے تو یہ انجینئرنگ کالج بند کر دیں۔ میرے باپ نے مجھے اتنی مشکل سے پڑھایا تھا۔ یہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ تو اس لیے اب یہ جو پرانا نظام ہے اس کی سمت کو ہم تبدیل کر رہے ہیں اور میں آپ سب فاضل اراکین کا اور قائد حزب اختلاف کا تعاون چاہتا ہوں۔ میں آپ کی ہر تجویز کے لئے انشاء اللہ ہمیشہ اپنا ذہن کھلا رکھوں گا۔ (نعرے ہائے تحسین) اور ساتھ ہی آپ کو یہ بتا دوں کہ بہت سے فاضل اراکین نے کہا ہے کہ اس ملک میں کئی جگہوں پر پینے کا پانی نہیں ملتا۔ تو اب آپ اندازہ لگائیں کہ انٹر یا ڈگری کالج کھولنا چاہیے یا پینے کا پانی مہیا کرنا چاہیے۔ جو انسانوں کے لئے اتنا

ضروری ہے کہ ۷۲ گھنٹے سے زیادہ پانی کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔۔۔ کھانے کے بغیر انسان زندہ رہ سکتا ہے لیکن پانی کے بغیر ۷۲ گھنٹے سے زیادہ کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ تو اس لئے میرے دوستو اور فاضل اراکین یہ priorities کی بات ہے کہ ہمارے پاس جو پیسے تھوڑے سے ہیں پاکستان میں ان کو کہاں پر خرچ کریں جس سے سارے پاکستان کو فائدہ ہو یا سارے پنجاب کو فائدہ ہو۔ جب پنجاب کے اندر رہ کر یہ بات کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا ایک منٹ باقی رہ گیا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ کوئی بھی rightist پارٹی میں تقریر کر رہے ہوں تو نظریہ پاکستان کی بات ضرور ہوتی ہے۔ ۱۹۴۰ء میں تو یہ ہمیں برا بھلا کہنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے کچھ اس قسم کا تاثر ظاہر کرنا مقصود ہوتا تھا کہ جیسے ہم نظریہ پاکستان کے خلاف ہیں۔ لیکن جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نظریہ پاکستان کے خلاف نہیں لیکن میں نظریہ پاکستان کے اس مفہوم کے خلاف ہوں جو ۱۹۴۰ء میں خصوصاً دائیں بازو کی پارٹیوں نے دینا چاہا۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں تمام فاضل اراکین کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ قائد اعظم نے کسی ایک جگہ کہا کہ اے ہندوستانی مسلمانوں میں اب نظریہ پاکستان بیان کرنے لگا ہوں۔ کسی جگہ بھی ایسے الفاظ قائد اعظم نے نہیں کہے۔ لیکن ان کی تقاریر ان کی باتیں ان کے متعلق جو کتابیں لکھی ہوئی ہیں ان سے ہم یہ باتیں ضرور اخذ کر سکتے ہیں کہ سب سے بڑی بات جس سے انہوں نے تحریک چلانا شروع کی وہ ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی پس ماندگی تھی۔ اس کا جناب قائد اعظم نے بارہا ذکر فرمایا۔ مختلف معنوں میں۔ مختلف قروں میں۔ تقریروں میں کہی کہی سرمایہ دارو جاگیر دارو یاد رکھو تمہیں خون چوسنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ جب پاکستان بنے گا تو میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ کئی بار کہا کہ جو میں پاکستان بنا رہا ہوں یہ غریبوں اور مسکینوں کے لئے بنا رہا

ہوں۔ کئی دفعہ انہوں نے کہا کہ جب میں گاؤں میں گیا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو دو وقت کی روٹی بھی نہیں ملتی۔ تو یہ اس کا پس منظر تھا دوسری چیز جو اس کے ساتھ ہی وابستہ ہے وہ یہ ہے کہ قائد اعظم نے احساس کیا کہ مسلمان ہندوستان میں European sense میں اقلیت میں نہیں ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - مجھے اس موقع پر مداخلت نہیں کرنا چاہیے تھی۔ ڈاکٹر صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں یہ قائد اعظم کے پروگرام کا آخری حصہ تھا۔ سب سے بڑا حصہ یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک ایسا ملک ہو جہاں ان کا مذہب ان کی تہذیب ان کی ثقافت محفوظ رہے۔ اس کے بعد معاشی پروگرام کا حصہ آتا ہے۔ جب نظریہ پاکستان کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں سب سے پہلے اسلام کی تہذیب اور بعد میں ثقافت اور معاشی پروگرام ہے۔ آپ بالکل صحیح کہتے ہیں کہ اسلام نے استحصال کی بالکل کسی کو اجازت نہیں دی۔

وزیر تعلیم - جناب والا۔ اگر قائد اعظم اس جگہ سے شروع کرتے تو وہ جماعت اسلامی بناتے اور کانگریس میں شامل نہ ہوتے اس لئے کہ وہ آخر تک ہندوستان میں مسلمان اور ہندو کے اکٹھے رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن انہوں نے جب یہ دیکھا کہ غلط قسم کی باتیں ہوئی ہیں تو وہ کانگریس سے الگ ہو گئے۔

میاں خورشید انور - قائد اعظم ذکر کرتے وقت ان کی پوری تاریخ پڑھی جائے تو پتا چل سکتا ہے کہ قائد اعظم کیا چاہتے تھے اور کیا کرتے تھے۔ وزیر تعلیم خود تاریخ کی تعلیم حاصل کریں۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا۔ ڈاکٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ معاشی ہمسائیگی نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ مسلمان کے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کریں تو اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہندوؤں کے ہاتھوں وہ جبراً استحصال کا شکار تھے۔ اور اس لئے مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کریں یہ اس تمام تحریک کی بنیاد تھی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے -

وزیر تعلیم - قائد اعظم میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہندوستان میں مسلمان European sens میں اقلیتی جماعت نہیں تھی - بلکہ ان کا یہ جذبہ تھا کہ ایک دفعہ قائد اعظم یہ کہنے پر مجبور ہو گئے - کہ ہندوستان کو پارلیمنٹری مسلم suit نہیں کرتا - یہ ان کی تقاریر میں موجود ہے -

Allama Rahmet Ullah Arshed Sir I move the closure motion with your permission.

وزیر تعلیم - میں اتنی غلط باتیں تو نہیں کہہ رہا ہوں اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو آپ کی مرضی میں نے ابھی بہت سی باتوں کا جواب دینا ہے - اگر آپ میرا نظریہ پاکستان کے مفہوم کا جواب نہیں سننا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم یورپین معنوں میں اقلیت نہیں ہیں - ہم یہاں کہیں برداشت نہیں کر سکتے کہ ہندو ہمیشہ ہم پر حکومت کریں اگر آپ قائد اعظم کی زندگی پر کچھ کتابیں دیکھیں تو آپ یقیناً کانگریس سے ہی شروع کریں گے - مسلم لیگ سے شروع نہیں کر سکتے - پھر حال اس کے بعد قرار داد پاکستان پاس ہوئی اور پاکستان معرض وجود میں آیا - تو میں نے نظریہ پاکستان کے متعلق نصاب میں کتابیں رکھیں ہیں - یہاں بار بار اسلام کے متعلق کہا گیا ہے - کہ نظریہ پاکستان کو نصاب میں رکھیں کیا کسی حکومت نے اس سے پہلے میٹرک تک دینی تعلیم لازمی کی؟ ہم نے کی ہے -
(نعرہ ہائے تحسین)

تو میں بہت فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہم ہر ہائی سکول میں ایک قاری رکھ رہے ہیں - جو دینی تعلیم دے گا - میں نے اس کی منظوری پر آج ہی دستخط کر دیئے ہیں -

جناب والا - میرے فاضل اراکین نے ذکر کیا کہ medium of instruction نہیں بدلا - میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اردو کو بطور سرکاری زبان اپنانا چونکہ آسان ہے یہ ایک چھوٹا مرحلہ ہے - اس لئے ہم نے ایک دم سے تبدیلی کر دی لیکن ٹیکنیکل تبدیلیوں میں ایک سال دیا مثلاً شلرٹ ہینڈ سیکھنے کے لئے لائٹنگ سیکھنے کے لئے وغیرہ وغیرہ میں نے سائینس بھی پڑھی ہے اور فزکس بھی

پڑھی ہے۔ اس میں کافی مشکلات ہیں۔ لیکن میں مصمم ارادہ کے ساتھ اس ماؤس میں گارنٹی دیتا ہوں کہ ہم جلدی انشاء اللہ تعالیٰ medium of instruction بھی بنائیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس سلسلہ میں ایک تاریخی tragedy کا ذکر کرتا ہوں... مسٹر سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر۔ اگر ایک آدھ منٹ دے دیں تو میں کوئی اور باتیں کر دوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ بہاولپور کے ڈائریکٹوریٹ کا جواب ابھی آپ نے دینا ہے۔

وزیر تعلیم۔ بہاولپور کے ڈائریکٹوریٹ کی بات یہ ہے کہ ہم پنجاب کے اس علاقے میں ڈائریکٹوریٹ قائم کریں گے جو صرف بہاولپور کیلئے ہی نہیں ہوگا بلکہ اس میں پنجاب کے دوسرے اضلاع میانوالی اور ملتان بھی شامل ہونگے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ یہ ہوائنٹ نہیں ہے بلکہ ہوائنٹ یہ ہے کہ یکم جنوری ۷۰ء سے یہ حکم جاری ہو چکا تھا کہ بہاولپور ریجن کے لئے علیحدہ ڈائریکٹوریٹ ہوگا۔ پھر کہا گیا کہ چونکہ مالی سال میں اسکی گنجائش نہیں اسلئے یکم جولائی ۷۰ء میں ڈائریکٹوریٹ علیحدہ ہوگا۔ وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وہاں تشریف لے گئے اور یقین دلایا کہ بہاولپور میں ایک ڈائریکٹوریٹ ہوگا اور انہوں نے ان مشکلات کے ساتھ اتفاق کیا جو وہاں تعلیمی اداروں کو پیش آتی ہیں۔ ان سے یہ کہا گیا تھا کہ اسکے ساتھ بے شک آپ اور علاقہ بھی لگا دیں لیکن جو آپکی commitment ہے۔ جو آرڈرز موجود ہیں ان کی تعمیل کیوں نہیں ہوئی ہے یہ میری گزارش تھی۔

وزیر تعلیم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ ہم بجٹ میں پیسے حاصل کر لیں گے لیکن ایسا ممکن نہیں ہوا کیونکہ ہمارے پاس اور بھی priorities تھیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ اگر آپکو ایسی تجویز بنا دی جائے کہ آپکا ایک پیسہ خرچ نہ ہو اور ڈائریکٹوریٹ قائم ہو جائے تو کیا آپکو یہ منظور ہوگا۔

وزیر تعلیم پر۔ ہر سوں مجھے آپ نے فرمایا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ ہم اس پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ اس سے زیادہ میں اور کیا assurance دے سکتا ہوں۔

جناب والا۔ یہاں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی پر ملازمین نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس ضمن میں میں عرض کرتا ہوں کہ یہ قبضہ صرف تین گھنٹے تک رہا تھا اور اس کے بعد حالات بالکل معمول پر ہیں۔ اس کے بعد ایک اور فاضل رکن نے یہ اعتراض کیا کہ مرکزی حکومت صوبائی معاملات میں خصوصاً تعلیم کے معاملے میں مداخلت کر رہی ہے۔ میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں۔ بالکل کوئی مداخلت نہیں ہوئی۔ تعلیم صوبائی موضوع ہے۔ لیکن کیونکہ سارے ملک میں کچھ نہ کچھ یکسانیت رکھنی ہے۔ مثلاً ایک آدمی لاہور میں امتحان پاس کرے اور کل کو سرحد میں جائے تو وہ کہہ دیں کہ ہم تمہیں ملازم نہیں رکھتے۔ اس لئے حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام صوبے میں ضرور کچھ نہ کچھ یکسانیت رکھے تو اس یکسانیت کے لئے مرکزی حکومت ضرور عداہات دیتی ہے اور دینی بھی چاہئیں ورنہ مرکزی حکومت کا اور کیا مقصد ہے۔ ورنہ تو یہ ہو جائے کہ ہم لاہور سے پشاور جائیں تو ہمیں ملازمت نہیں ملے گی۔

Mr. Speaker: Let there be no arguments. Let us cut short the time for discussion.

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ دیہات کی ضروریات کے متعلق بار بار کہا گیا ہے اور مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ میں دیہات میں ضرور آؤں۔ میں نے بہت مختصر سے وقت میں مختصر دورہ کیا ہے اور بہت چھوٹا سا علاقہ دیکھ سکا ہوں۔ لیکن دیہات میرے لئے اجنبی نہیں۔ میں دیہات میں پیدا ہوا تھا اور پرائمری کا اس میں نے ایک ایسے سکول میں پڑھی جس کو میں اوپن ایئر سکول کہتا ہوں۔ وہاں کمرے نہیں تھے۔ ہم درختوں کے نیچے بیٹھتے تھے۔ اپنے گھر سے خالی بوری وغیرہ لے جاتے تھے۔ وہ نیچے بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے۔ اس لئے دیہات کے مسئلے میرے لئے عجیب نہیں ہیں۔ اگرچہ میں کئی سال ولایت میں رہا ہوں لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑا۔

مسٹر سپیکر۔ ہمیں یقین ہوا اور اعتبار آیا۔

وزیر تعلیم۔ میں ان گذارشات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔
میں خورشید ادور۔ جناب والا۔ انگریزی سکولوں کے متعلق
بھی بتایا جائے۔

وزیر تعلیم۔ ان کو بند نہیں کیا جا رہا۔ جناب والا۔
ابھی سن کالج اور اس قسم کے جو پبلک سکول ہیں ان کے متعلق میں آدھے
منٹ میں جواب دیتا ہوں کہ ان کو بند نہیں کیا جا رہا۔ اس سے پہلے
ان سکولوں کو اس لئے استعمال کیا جا رہا تھا کہ پیسے والوں کے بچے
وہاں پڑھیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ غلط اور غیر انسانی ہے اور ناانسانی
ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق پڑھے۔ میں بھی
چھوٹے باپ کا لڑکا ہوں مگر میں نے ہمیشہ بہت محنت سے کام کیا اور
ولایت سے بھی بڑی ڈگری لے آیا ہوں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ایسا
نظام قائم کیا جائے کہ ان سکولوں کو بھی جن کے متعلق کہا گیا ہے
کہ وہ بند کر دیئے جائیں یا ختم کر دیئے جائیں باصلاحیت بچوں کے
لئے استعمال کیا جائے نہ صرف ایسے بچوں کے لئے جن کے ماں باپ کے
پاس انہیں ایسے سکولوں میں بھیجنے کے لئے پیسے تو ہوں لیکن بچے میں
عقل نہ ہو۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر۔ مطالبہ نمبر ۱۶ پر سید تابش الوری اور حاجی
محمد سیف اللہ خان کی تعاریک تخفیف زر ایک جیسی ہیں۔ اس لئے ان پر
ایک وقت رائے جاری ہوگی۔ اب میں انہیں ایوان کے سامنے پیش کرتا
ہوں۔

۱۔ سوال یہ ہے :-

کہ ۲۸،۱۲،۶۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد
(و) گورنمنٹ سیکنڈری سکول عملہ چاکری
میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

(تعریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ علامہ رحمت اللہ ارشد کی طرف سے تعریک پیش کی
گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

کہ ۳۰،۰۳،۸۷۰ روپے کی رقم بسلسلہ
مد نمبر ۳۷۷ تعلیم میں بقدر ایک روپہ
تخفیف کر دی جائے۔

(تعریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر نمبر ۱۶ ایوان کے سامنے پیش ہے۔
اور سوال یہ ہے :-

کہ ایک رقم جو ۳۵۰۰۳۸۷۹۰۰ روپے
سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال ختمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے
دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں
۔۔۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ اب ہاؤس کی کارروائی ۲۷ جون ۱۹۷۳ء ۸ بجے
صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسبلی کا اجلاس ایک بج کر ۵ منٹ پر ۲۷ جون ۱۹۷۳ء
۸ بجے منگل ۸ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس نوئم

منگل ۲۷ جون ۱۹۲۷ء

(سہ شنبہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سینگر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ تلاوت تازی اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ يَكْسِبْ عَظِيْمَةً اَوْ اِقْتَاتِمَ يَدُوْرِيْهٖ يَرْوِيْهَا فَقَدْ اَحْتَمَلَ بُكْرًا وَّ اِنْسًا شَيْئًا
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُخْرِجُوْكَ وَاَصْحَابُ
الْاَنْفُسِ الْمُنْفَرَةِ وَمَا يَصُدُّوْكَ مِنْ نَّحْيٍ وَّ اَذْوَالِ اللّٰهِ عَلَيْكَ الْكُتُبُ وَالْمَلَكَةُ
عَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَاِنْ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا لَّخَيْرٌ لِّىْ كَثِيْرًا مِّنْ جُودِكَ
اِلَّا مَنِ اسْتَبْصَدَ قَدْرًا مَّعْرُوْفًا لِّاِضْلَالِ الْمُنَاسِيْنِ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذٰلِكَ اَتْبَعَتْهُ مَذَهَبَاتُ اللّٰهِ فَتَسُوْنُ وَاَتَتْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا

پ ۵۰ س ۴۰ ج ۱۳ ص ۱۱۳



اور جو بھی شخص قصور یا گناہ تو عفو کرے اس سے کسی بے گناہ کو جرم کر دے تو اس نے بہتان اور مرتد گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو میں سے ایک جماعت تم کو بہانے لاکر نکال دیتی اور یہ اپنے بڑا ہی کو نہیں پہچانتے اور تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اور اللہ نے تم پر کتاب اور ہدایت نازل فرمائی ہے۔ اور شیخیں وہ باتیں سکھاتی ہیں جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ ان لوگوں کے بہت سے شر سے بچنے میں ان شخص کا مشورہ اچھا ہو سکتا ہے جو خیر یا ایسی بات یا لوگوں کے درمیان صلح کرنے کو کہے اور جو ایسی باتیں کہے جو تمہاری جان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں ان کو بہت بڑا جتہ رکھ لو گے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْاِلْبَاقُ



اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپہکڑی-اب ہم اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستوں پر غور کریں گے۔

رانا پھول محمد خان

سپہکڑی اسمبلی- مندرجہ ذیل درخواست رانا پھول محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-
گزارش ہے کہ بندہ کی طبیعت ناساز ہے اس لئے ایک یوم یعنی ۲۶-۶-۷۲ کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

مسٹر سپہکڑی- سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سپہکڑی اسمبلی- مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-
گزارش ہے کہ فلوئی کو ۲۷-۶-۷۲ کو اسمبلی کی کارروائی سے رخصت دی جائے۔ میں کسی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔

مسٹر سپہکڑی- سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سپہکڑی اسمبلی- مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

I shall be grateful if I am granted leave of absence for the 27th.

مسٹر سپہیکر - سوال یہ ہے :-
 کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
 (تحریرک منظور کی گئی)

خان تاج محمد خان

سپیکر شری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان تاج محمد
 خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

مردبانہ گذارش ہے کہ میری طبیعت اچانک خراب
 ہوگئی ہے اور ڈاکٹروں نے دو دن آرام کرنے کا
 تجویز فرمایا ہے - اس لئے جناب سے عرض کرتا ہوں
 کہ مورخہ ۲۷ اور ۲۸ جون کو چھٹی مرحمت
 فرمائی جائے - عین نوازش ہوگی -

مسٹر سپہیکر - سوال یہ ہے :-
 کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
 (تحریرک منظور کی گئی)

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) - جناب والا - میں آپکی وساطت
 سے ایک مختصر سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں - آج کے اخبار میں یہ تاثر
 دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ میں نے کہا ہے کہ نظریہ پاکستان
 کی بنیاد اسلام پر نہیں تھی - نعوذ باللہ میں نے یہ بالکل نہیں کہا ہے
 بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ قائداعظم کا یہ مقصد تھا کہ مسلمانوں
 کا مذہب اسلام اور اسکے ساتھ ثقافت، روایت، رواج نام اور کلینر ہر
 چیز کا تحفظ تھا اور اسکے ساتھ ہی ان کا استحصال معاشی ہو رہا
 تھا اس کو ختم کرنا تھا - خدا نخواستہ یہ میں کبھی نہیں کہہ
 سکتا تھا کہ اسلام اسکی بنیاد نہیں تھی جیسا کہ اخبار نے یہ تاثر
 دینے کی کوشش کی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ ریکارڈ میں بھی
 آجائے اور اسکی وضاحت بھی ہو جائے -

سید قابیض الہری - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - میں
 آپکی توجہ عبوری آئین کے آرٹیکل ۱۳۲ (۲) کی طرف مبذول کرواتا ہوں
 جس میں لکھا ہوا ہے کہ :-

“Until rules are made under this Article, the procedure and conduct of business in the Assembly shall be regulated by rules made by the Governor of the Province.”

جناب والا - اس آرٹیکل کے سیکشن (۲) کے تحت رولز پروسیجر اسمبلی کو بنانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اسکو ترمیم کرنے کی اس میں کوئی کلاز موجود نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں جناب سپیکر عام طور پر جنرل کلازز ایکٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جناب کی خدمت میں دو رولنگز کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ جنرل کلازز ایکٹ کا آئین کی ان دفعات پر اطلاق نہیں ہوتا.....

Mr. Speaker—May I ask for the relevancy of this point of order.

سید قاضی العزیز - جناب والا۔ اس کی relevancy یہ ہے کہ جناب گورنر نے رولز آف پروسیجر میں ترمیم کر کے تحریک التوا کے لئے ۲۰ ممبران کی تعداد بڑھا کر ۳۰ کر دی ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر کل کمیٹیوں کے ناموں کا اعلان کیا گیا اور کمیٹیوں کی تشکیل بھی ترمیم شدہ ہے۔ اس لئے آج کا دن اس سلسلے میں نہایت اہم ہے کیونکہ آج یا کل تحریک التوا آپ کے سامنے پیش ہو رہی ہے تو مجھے اجازت دیجائیے کہ میں آپ کے سامنے ان رولز کا حوالہ دے سکوں۔

مسٹر سپیکر - تاجن الوری صاحبہ تشریف رکھیں۔ اس وقت نہ تحریک التوا ایوان کے سامنے موجود ہیں اور نہ مجالس قائمہ کیلئے نامزد کیاں پیش ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہوائنٹ آف آرڈر کی کوئی relevancy نہیں ہے

حاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف - آرڈر جناب سپیکر - ہوائنٹ آف آرڈرز عام رولز اور آئین کی کازوں کی interpretation کے لئے الٹائیے جا سکتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ رولز عبوری آئین کے آرٹیکل ۱۳۲ کے تحت ترمیم ہو چکے ہیں۔ گورنر صاحب رولز کو نافذ کر سکتے ہیں۔ لیکن جب وہ لالوں کی شکل اختیار کر لیں تو ان میں کوئی ترمیم عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔ ہمارے رولز میں تین ترامیم ہو چکے ہیں۔ تو از راہ کرم آرٹیکل ۱۳۲ کی روشنی میں وہ تمام ترامیم رولز نافذ ہونے کے بعد ہی کی گئی ہیں ان کو کالدمم قرار دیا جائے۔

مسٹر سپریور - یہ ہوائی ٹکٹ آرڈر نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ایروےیشن ہو سکتی ہے۔ ایوان میں آپ کے نقطہ نگاہ سے اگر آپ کے حقوق پر کوئی مابعدی لکائی گئی ہو یا اسے overall کیا گیا ہو تو آپ اس کے لئے تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں بعد میں اس پر غور ہوگا کہ کیا استحقاق ایوان میں پیش ہو سکتی ہے۔ یا نہیں۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال ۱۹۷۳-۷۴
مطالبات زر پر رائے شماری

مسٹر سپریور - اب وزیر خزانہ مطالبہ نمبر ۱۱ پیش کریں گے۔

مطالبہ نمبر ۱۱

وزیر خزانہ - جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک رقم جو ۲۳۵،۹۹،۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو اسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران سلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپریور - تحریک پیش کی گئی۔

کہ ایک رقم جو ۲۳۵،۹۹،۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو اسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران سلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

اب تخفیف زر تحریک پیش ہوگی۔

یہاں گورنر صاحب - جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۸،۱۲،۱۰۰ روپے کی رقم سلسلہ مد (۹) وزراء میں بانٹ دی جائے۔

مسٹر سپریور - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۸،۱۲،۱۰۰ روپے کی رقم سلسلہ مد (۹) وزراء میں بانٹ دی جائے۔

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -
 حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں تحریک پیش

کرتا ہوں

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء
 میں بقدر ۸۱۲۱۰۹۹ روپے کی تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
 بقدر ۸۱۲۱۰۹۹ روپے کی تخفیف کر دی جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مرزا فضل حق - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
 ۸۱۰۰۰۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
 بقدر ۸۱۰۰۰۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مہیاں محمد اسلام - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
 بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
 بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

وزیر قانون - جناب والا میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا میں تحریک پیش

کرتا ہوں :-

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء
 میں بقدر ۱۰۰ روپے کی تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۸۱۲۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
 بقدر ۱۰۰ روپے کی تخفیف کر دی جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

سید قابیض العزیز - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ۸،۱۲،۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپہنگر - تحریک پیش کی گئی :-

کہ ۸،۱۲،۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں
بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر احسان الحق پراچہ - جناب میں تحریک پیش کرتا

ہوں :-

کہ ۳،۹۸،۷۹،۷۷۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد خالص میزان
(۱۳) سول سیکریٹریٹ میں بقدر ۳،۹۸،۷۹،۷۹۹ روپے
کی تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپہنگر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۳،۹۸،۷۹،۷۷۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد خالص میزان
(۱۳) سول سیکریٹریٹ میں بقدر ۳،۹۸،۷۹،۷۹۹ روپے
کی تخفیف کر دی جائے

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

حاجی محمد سید اللہ خان - جناب والا - میں تحریک پیش

کرتا ہوں :-

کہ ۴،۰۰،۷۲،۶۸۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد آج عملہ
سیکریٹریٹ ہیڈ کوارٹرز (۱۳) سول سیکریٹریٹ میں
۴،۰۰،۷۲،۶۷۹ روپے تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپہنگر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۴،۰۰،۷۲،۶۸۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد - ج - عملہ
سیکریٹریٹ ہیڈ کوارٹرز (۱۳) سول سیکریٹریٹ میں
بقدر ۴،۰۰،۷۲،۶۷۹ روپے تخفیف کر دی جائے -

- وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -
- میاں خورشید انور - جناب - میں تحریک پیش کرتا ہوں :-
- کہ ۷۷۲۱۷۹۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (ج) محکمہ امور داخلہ میں ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -
- مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-
- کہ ۷۷۲۱۷۹۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (ج) محکمہ امور داخلہ میں ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -
- وزیر قانون - جناب والا - میں اسکی مخالفت کرتا ہوں -
- چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۱۷۷۰۰۳۲۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۱۳) (۲) عملہ محکمہ انسداد رشوت ستانی میں بقدر ایک لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ۱۷۷۰۰۳۲۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۱۳) (۲) عملہ محکمہ انسداد رشوت ستانی میں تعداد ایک لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے -

- وزیر قانون - جناب والا میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -
- حاجی مکیہ سہت اللہ خان - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۱۷۸۲,۹۳۷,۷۳۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد میزبان (۱۸) عام عملہ میں بقدر ۱,۸۲,۹۳,۷۳۹ روپے تخفیف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۱,۸۲,۹۳,۷۳۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد میزبان (۱۸) عام عملہ میں بقدر ۱,۸۲,۹۳,۷۳۹ روپے تخفیف کر دی جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اسکی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپہیکر - علامہ رحمت اللہ ارشد (تحریک پیش نہیں کی گئی)
مسٹر تاج محمد خانزادہ (تحریک پیش نہیں کی گئی) اگلی تحریک حاجی
محمد سیف اللہ خان پیش کریں گے -

حاجی مگد سہیف اللہ خان - جناب والا - میں تحریک پیش
کرتا ہوں :-

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۵ نظم و
نسق عامہ میں بقدر ایک سو روپے تخفیف کر دی
جائے -

مسٹر سپہیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۵ نظم و
نسق عامہ میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی
جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اسکی مخالفت کرتا ہوں -
مسٹر سپہیکر - راجہ محمد افضل خان -

راجہ مگد افضل خان - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا
ہوں :

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۵ -
نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک روپہ تخفیف کر
دی جائے -

مسٹر سپہیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۵ -
نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک روپہ تخفیف کر
دی جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپہیکر - مسٹر محمد عاشق -

مسٹر منگھو عاشق۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ۴,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم سلسلہ مد ۲۵ -
نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر
دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۴,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم سلسلہ مد ۲۵ -
نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر
دی جائے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ میان مصطفیٰ ظفر۔

مہیاں مصطفیٰ ظفر۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا

ہوں :-

کہ ۴,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم سلسلہ مد ۲۵ -
نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر
دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ۴,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم سلسلہ مد ۲۵ -
نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر
دی جائے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔

مہیاں خورشید انور (ملتان ۱۲)۔ جناب سپیکر۔ جس روز سے
بجٹ اجلاس شروع ہوا ہے۔ ہر دو اطراف سے یعنی کہ حزب اقتدار
اور حزب اختلاف کی طرف سے نظم و نسق پر نکتہ چینی ہو رہی ہے۔

مہیاں منظور احمد موہل۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ مہیاں
خورشید انور صاحب نے disapproval Matter sought to be discussed
of the Policy underlying the demand. لکھا ہے۔

جناب والا - میں آپ کی توجہ رول ۱۱۴ (اے) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ کہ

A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss.

تو جناب والا - یہاں پر انہوں نے کچھ بھی نہیں لکھا۔ اس لئے اس پر بحث نہیں کی جالی چاہیے۔

یہاں خورشید انور - ابھی تو میں نے بحث شروع ہی نہیں کی۔ دوسرے جناب سپیکر - میری دو تحریک تخریف زہر تھیں۔ کیا ان دونوں کو اکٹھا کر لوں۔

مسٹر سپیکر - آپ کو پھر تقریر کا موقع نہیں ملے گا۔

یہاں خورشید انور - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس روز سے اجلاس شروع ہوا ہے۔ ایوان کے دونوں جانب سے نظم و نسق کے سلسلہ میں خاصی لکتہ جینی بھی گئی ہے۔ اور تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہرصراحتدار پارٹی اکثریت کے زور سے ان کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئی۔ جناب والا - وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر کے بعد ہمارا خیال تھا کہ حزب اختلاف کے طرف سے جو تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ اور جن کو انہوں نے appreciate بھی کیا تھا۔ ان میں سے وزیر اعلیٰ صاحب چند ایک کو منظور فرما لیں گے۔ لیکن بعد کے عمل نے ثابت کر دیا ہے کہ حکمران پارٹی اس سلسلہ میں زبانی جمع خرچ زیادہ کرتی ہے۔ جناب والا - اس کے لئے وہ تجویز کی گئی تھی کہ وزراء صاحبان کی تعداد بہت زیادہ ہے ہمیں امید تھی کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہماری اس تجاویز پر لبیک کہیں گے۔ اور وزراء کی تعداد کم کرنے کا انتظام فرمائیں گے۔ لیکن ہمیں ابھی اطلاع ملی ہے کہ وزراء اعلیٰ صاحب وزراء کی تعداد کم کرنے کی بجائے زیادہ کرنے کے لئے اٹھوڑے رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ سفارش نہیں کر سکتے۔

یہاں خورشید انور - میں نے پارلیمنٹری سپیکر ریز کے لئے بھی تجویز کیا تھا کہ اگر وزراء صاحبان کی تعداد کم نہیں کی جا سکتی تو.....

حاجی محمد صوف اللہ خان - اسکا کچھ حصہ ایوان کے اندر بیٹھا ہے -

وزیر اعلیٰ - حاجی صاحب نے خوشی کا اظہار فرمایا ہے -

مہیاں خورشید انور - جناب والا - اگر وزراء صاحبان کی تعداد کم نہیں ہو سکتی تو میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ انکی تنخواہیں تھوڑی بہت کم کر دیں - اگر وزراء صاحبان از راہ کرم خود ہی کم کر لیں اور اپنی ضروریات کے مطابق کر لیں تو یہ ایک بڑا احسان ہوگا - یہ احسان صوبہ پر بھی ہوگا اور عوام پر بھی - انکے منشور اور پروگرام کے مطابق یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے - اگر وزراء صاحبان اپنی تنخواہ کم کرنے کے لئے تیار نہیں تو میں تجویز کروں گا کہ وہ رضاکارانہ طور پر ہر ماہ اور خاص طور پر وہ وزراء صاحبان جنکی صحت اچھی ہو کم از کم ہلڈ بینک میں ایک ایک بوتل خون ہی دے دیا کریں تاکہ شہرہ لوگوں کو انکی کمائی میں سے کچھ نہ کچھ حصہ مل جاہا کرے -

بھگت آباد احمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - وزراء کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ جب غریبوں میں جائیں گے تو وہ ضرورت مندوں کو آدھی تنخواہ لڈر کر دیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

مہیاں خورشید انور - اس کے ساتھ ہی میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں محکمہ پولیس کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ پولیس کے محکمہ میں بہت زیادہ کام ہے اور امن و امان قائم کرنے کا کام ان کے سپرد ہے - اس محکمے کے چھوٹے ملازمین کی تنخواہ بہت کم ہے - میرے خیال میں ایک سہ ماہی ۱۱۰ روپے ہیلڈ کنٹریبل ۱۲۰ روپے اسسٹنٹ سب انسپکٹر ۱۵۰ روپے سب انسپکٹر ۱۵۰ روپے اور انسپکٹر ۲۷۵ روپے ماہوار تنخواہ لیتا ہے -

جناب والا - اتنی - قلیل تنخواہ میں یہ جواز پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات زندگی پوروں نہیں کر سکتے - اور لازمی بات ہے کہ وہ رشتہ کا سہارا لیں گے -

مسٹر عہد القہور ہڈ-سائل مقرر کی منطق مسجد میں نہیں آتی۔ ایک طرف تو پولیس کے محکمے پر بحث کر رہے ہیں اور دوسری طرف وزراء کی تنخواہوں کو کم کرنے کی حمایت کر رہے ہیں۔

یہاں خورشید انور-وزراء اور بڑے سروں کی تنخواہ کو کم کر کے چھوٹے ملازمین جو اپنی ضروریات کم تنخواہ ہونے کی وجہ سے پوری نہیں کر سکتے ان کی تنخواہوں کو زیادہ کیا جائے۔ آپ ان سے امید کرتے ہیں کہ وہ ۲۲ گھنٹے کام کریں۔ یہ بہت مشکل ہے۔ کیونکہ ان کے بھی بیوی بچے ہیں۔ ان کا بھی بیٹ ہوتا ہے اور اس میں اپنی وردی بھی بنوانی ہوتی ہے۔ اب جناب والا۔ آپ مجھے بتائیے کہ وہ اس تھوڑی سی تنخواہ میں کیا کرے گا۔ حضور والا۔ میں پہلے بھی یہ بات آپ کے نوٹس میں لایا تھا کہ تھالوں میں روشنی کرنے کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار تیل خریدنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس ڈیڑھ روپیہ کے تیل میں اس نے تھانے میں رات کے وقت روشنی کر لی ہے۔ اور حوالات میں بھی روشنی کرنی ہے۔ گورنمنٹ کا حکم جاتا ہے کہ رات کو روشنی کا انتظام ہونا چاہئے۔ اب آپ ہی اندازہ لگائیے کہ وہ اس تیل میں کتنی روشنی کروگا۔ اور اس کے اخراجات کو کہاں سے پورا کرے گا۔ اگر پولیس والے یہ تمام اخراجات کسی چوہدری سے لے کر پورے کریں گے تو لازمی بات ہے کہ وہ ان سے بھی ناجائز کام کروائیگا۔

مسٹر عہد القہور ہڈ-ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کے دور حکومت میں ڈیڑھ روپیہ تھا یا کم تھا۔

مسٹر سپیکر-یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

یہاں خورشید انور-اور اسکے علاوہ ہر پولیس اسٹیشن پر دس روپے سالانہ سٹیشنری الاؤنس دیا جاتا ہے۔ جناب والا۔ دس روپے کی اسٹیشنری میں انہوں نے روزناموں کے لئے سفید کاغذ خریدنے ہوتے ہیں چھپے ہوئے فارم بھی درکار ہوتے ہیں۔ یہ فارم پولیس کے محکموں کو مہیا نہیں کئے جاتے۔ اسلئے وہ سفید کاغذ لوگوں سے منگواتے ہیں اور روزنامے تیار کرتے ہیں۔ فارم تیار کرتے ہیں اور اپنی دوسری ضروریات

پوری کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یا کسی طبقے کو خوش رکھنے کے لئے وہ ان کے کام بھی کریں گے اور اس طرح نظم و نسق میں خرابی پیدا ہوگی۔ چناب والا۔ چوری۔ لاکٹی۔ قتل و غارت کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں یہ وارداتیں وہ جرائم پیشہ لوگ کرتے ہیں۔ جنکے پاس کاربن ہیں۔ جیسے ہیں اور انکو پکڑنے کے لئے پولیس اسٹیشنوں پر ایک گھوڑا ہوتا ہے۔ جس پر چڑھ کر انسپکٹر صاحب ان جرائم پیشہ لوگوں کو پکڑنے میں۔ انکو سائیکل الاؤنس دیا جاتا ہے۔ ۵۰ روپے گھوڑا الاؤنس دیا جاتا ہے۔ گھوڑے پر بیٹھ کر کاروان کا بیچھا کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیا اس پالیسی سے نظم و نسق میں اصلاح ہوگی۔ جب تک آپ ان کی ضرورت کا اندازہ کر لے اسے پورا نہیں کریں گے اسوقت تک نظم و نسق میں اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اسلئے میں تجویز کروں گا کہ بڑے بڑے انیسروں کی تنخواہوں کو کم کر لے۔ وزیروں کی تنخواہوں کو کم کر کے ان بنیادی لقائوں کو دور کریں۔ اس محکمہ کے ذمے امن و امان بحال کرنا ہے۔ اسلئے براہ کرم محکمہ کے چھوٹے ملازمین کی حالت بہتر بنانے کی کوشش کی جائے تاکہ وہ رشوت لینے سے باز رہیں۔ تو میں تجویز کروں گا کہ اگر آپ نے انکی حالت بہتر نہیں کرنی ہے تو اس محکمے کو سرے سے ختم کر دیں اور یہ کام پیپلز کارڈ کے سپرد کر دیں اس صورت میں ساری گڑ بڑ ختم ہو جائیگی۔ نہ صرف نظم و نسق کی حالت بہتر ہو جائیگی۔ بلکہ پیپلز پارٹی بھی خوش ہو جائیگی۔

وزیر اعلیٰ—میں آپ کی وساطت سے یہاں صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جسے میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ چونکہ آج نظم و نسق پر بحث ہو رہی ہے اور یہ بحث بڑی دلچسپ ہونی چاہئے۔ اسلئے مقرر کی تقریر کے دوران بلاوجہ اور بلا مقصد پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھانے چاہیں۔ اور کوشش کی جائے آپ بھی ان سے مخاطب نہ ہوں۔ اسلئے میں گزارش کروں گا کہ اگر کسی کے بیان میں تضاد ہو تو ممبر صاحبان اسے نوٹ کر لیں اور جوابی تقریر میں اس کا ذکر کر سکتے ہیں۔

یہاں خورشید ادور۔ جسے اس سلسلے میں کافی کچھ کہا جا چکا ہے اور وہی بہت سے حضرات نے کٹ موشنز سے دکھائی ہیں۔ اسلئے

میں صرف یہ تجویز کروں گا کہ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نظم و نسق کی اصلاح نہیں لے سکتے ہیں تو وہ کم از کم یہ کرم فرمائیں اور ان محکموں کو ختم کر دیں اور یہ تمام کام پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے سپرد کر دیں۔ تو اس سے ایک یہ فائدہ ہوگا۔ کہ جو اتنا رویہ طائع ہوتا ہے وہ بیچ جا ٹیکا اور آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائیگی۔ اور آئندہ کے لئے آپ کو وزراء چننے میں بھی بڑی آسانی ہو جائیگی۔ پیپلز پارٹی نے نظم و نسق کی بنیاد رکھی ہے۔ ایک اس پارٹی کا حکم چلتا ہے اور دوسری طرف سرکاری محکموں کا۔

حاجی مقبہ بیٹا اللہ صاحب (رحیم پور غلام آباد)۔ جناب والا۔ بہتر اس کے کہ میں اپنی گزارشات کا آغاز کروں۔ میں جناب کے لوگوں میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میری تخفیف زرعی پانچ تحریکیں پیش کی گئی ہیں۔ اس کی مناسبت سے مجھے وقت دیا جائے۔

جناب والا۔ جس روز سے اس معزز ایوان کا آغاز ہوا ہے ہمیشہ میں مورد الزام ٹھہرایا جاتا رہا ہے کہ آپ ہر کام میں مخالفت کرتے ہیں۔ مگر آج یہ ایوان اس بات کا شاهد ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے تحریکیں پیش ہوئیں اور حزب اقتدار نے ان سب کی مخالفت کی۔ اگر وہ مخالفت کہیں ہر چیز کی تو جائز ہے۔ اس لحاظ سے میں کہوں گا کہ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

جناب والا۔ یہ بجٹ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کی عوامی حکومت کا پہلا عوامی بجٹ ہے اور جس میں جنرل ایڈمنسٹریٹو کے لئے بہت بڑی خاطر رقم رکھی گئی ہے۔ ان رقموں میں بہت سی تو ایسی ہیں جو کہ پہلے دور میں بھی آتی رہی اور ان کی کاہلی کی گئی ہے۔ مگر عوامی حکومت کی سب سے بڑی خصوصیت جو اس بجٹ میں ہمیں دکھائی دی ہے وہ جناب والا وزراء کی نوج ظفر موج کی تقرری ہے۔ اس غریب صوبے اور انتہائی غریب صوبے جس کا وزیر خزانہ غریب تو بن آدمی ہے اس نے وزراء کی تعداد وزراء کی تنخواہیں وزراء کے اخراجات کے لئے سب سے فراہم کرتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ غریب صوبہ سب سے لائے گا کہاں ہے۔

وزیر خزانہ۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہ مسئلہ وزراء کی تنخواہوں کا اس ایوان میں بار بار اٹھایا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے

کہ یہ مسلسل تکرار ہے جس کی کسی صورت اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس سے پہلے مقرر نے بھی یہی مسئلہ اٹھایا ہے۔ اور یہی باتیں کی ہیں۔ جناب والا۔ ذاتی وضاحت کیلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میں اس حکومت میں ایک ذمہ دار جگہ پر فائز ہوں میں نے اس کی پہلے بھی وضاحت کی تھی کہ یہ جو دو ایک ہزار روپے کی تنخواہ وزراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں سے ایک ہزار پراسی روپیہ ہر مہینے ٹیکس میں کٹ جاتا ہے۔ میں اس بات کو اپنے لئے باعث شرم سمجھتا ہوں ہم لوگ اس سے تین تین چار چار آٹھ آٹھ دس دس گنا زیادہ کماتے تھے یا تنخواہ لیتے تھے۔ بار بار ایک بات کی جا رہی ہے۔ اگر ایک ہزار کچھ روپیہ تنخواہ آپ سمجھتے ہیں کہ وزیر کی زیادہ ہے تو مجھے بتایا جائے کہ وزیر کی تنخواہ کیا ہونی چاہیے۔ کیا اس کی تنخواہ اس کے دفتر کے ڈپٹی سیکرٹری سے بھی کم ہونی چاہیے۔ اس کے سیکرٹری سے بھی کم ہونی چاہیے جس نے آخر پھرنا ہے جس نے کام کرنا ہے۔ رات کو سو سو پچاس پچاس آدمی اس کے گھر میں ہوتے جو اس کے گھر میں ٹھہرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

حاجی محمد سیف اللہ خان - انہوں نے کہا کہ جناب وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان نے شروع میں جو درخواست کی تھی ان کے اس حکم کی خلاف ورزی کرنے کی کسی کو جرات نہیں ہوئی البتہ ان کی اپنی ہی کاپینہ اس کی مرتکب ہو رہی ہے۔

مسٹر سپہنگر - انہوں نے جو اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس بات کو بار بار دہرایا جا چکا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا۔ سہری کٹ موشن اسی پہ ہے اور مجھے حق ہے کہ میں اپنی کٹ موشن کی تائید میں عرض کروں (قطع کلام)

وزیر صحت - اس سے ہم کئی گنا زیادہ تنخواہ کماتے تھے۔ یہ ہماری بہت بے عزتی ہے کہ ہم یہاں آ کر اس قسم کی بات سنیں۔ یہ کوئی زیادہ تنخواہ نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی - ہوائنٹ آف آرڈر وزیر خزانہ صاحب نے جو تقریر فرمائی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت

ان کا یہ کوئی حق نہیں تھا - وہ صرف اتنا کہہ سکتے تھے کہ ایک بات کو بار بار نہیں دہرایا جا سکتا - اس سے آگے ان کا یہ کہنا اور اپنے غصے کا اظہار کرنا میں یہ سمجھتا ہوں اس میں تھوڑا سا تکبر محسوس ہوتا ہے - ساتھ ہی میں یہ بھی خیال کرتا ہوں وہ ایسے کہہ رہے تھے جیسے ہم کو warn کر رہے ہوں کہ تم بہت بڑی گستاخی کر رہے ہو -

مسٹر سپیکر - ایسی کوئی بات نہیں -

خان امیر محمد اللہ خان روکڑی - وزیر خزانہ صاحب نے خود اپنے آپکو غریب کہا تھا میں تو یہ کہتا ہوں کہ مجھے اس سے اختلاف ہے کہ ان کو بار بار غریب کہا جائے - میں تو ان کو غریب نہیں کہتا - جو خزانے کے مالک ہوتے ہیں وہ تو امیر ہوتے ہیں - میں تو انہیں امیر ترین وزیر خزانہ کہوں گا - لیکن ان کو ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں - میں یہ گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان پر نکتہ چینی کرے اور وہ خندہ پیشانی سے سنیں اور جب وقت آئے تو اس کا پورا جواب دیں - انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی ان کا جواب پوری خندہ پیشانی سے سنیں گے -

راجا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر سر - جناب والا - جب جناب سپیکر کسی تحریک تخفیف زر کی اجازت دے دیں تو بحث میں ان تمام مسائل کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے جو تحریک تخفیف زر سے متعلق ہوں - مجھے وزیر خزانہ کے ان الفاظ سے دکھ ہوا ہے -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - راجا صاحب آپ تشریف رکھیں -

راجا پھول محمد خان - ہم اس حکومت کے مشیروں کو اور وزیروں کو سنتے رہتے تھے کہ ہم بغیر تنخواہ کے کام کریں گے - مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - آپ نے اپنا ہوائنٹ آف آرڈر مکمل کر لیا ہے - آپ کی جب باری آئے گی تو پورے شوق سے تقریر کریں -

وزیر قاعدوں - جناب والا - جناب وزیر خزانہ نے جس بات کی طرف آپ کی توجہ دلائی تھی - میں رولز کے مطابق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قاعدہ نمبر ۱۷۳ میں درج ہے :-

” کہ اگر کوئی رکن جو بار بار ہیر متعلق گفتگو یا اپنے دلائل کی یا مباحثہ میں پیش کیے گئے دیگر ارکان کے دلائل کی پریشان کن تکرار کرے تو سپیکر رکن مذکور کو اس کے طرز عمل کی طرف متوجہ کرنے کے بعد اسے تقریر بند کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے “

تو معزز وزیر خزانہ نے صرف اتنی بات کی ہے اور رول کے مطابق ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آپکی توجہ اس طرف دلائیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا۔ گذارش یہ ہے کہ مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے کہ وزیر خزانہ نے صبر و استقامت کا دامن چھوڑ دیا اور وہ ناراض ہو گئے۔ اس ہاؤس کے اندر اس سے زیادہ وزراء پر تنقید ہوتی رہی ہے اور وہ بڑے صبر و سکون کے ساتھ سنتے رہتے تھے۔ پوزیشن یہ ہے کہ بجٹ کے مختلف مراحل ہوتے ہیں۔ ایک جنرل ڈسکشن کی سٹیج تھی اس پر بھی اس طرف بیٹھنے والے ممبران کو اس بات کا حق حاصل تھا کہ وزراء کی تنخواہوں اور سرکاری اہلکاروں کی تنخواہوں پر بجٹ کے ایک ایک نکتے پر تنقید کر سکتے تھے۔ اب یہ کٹ موشن ہے۔ اس میں وجہ یہی بتائی گئی ہے۔ یہ تخفیف زر کا مطالبہ اس لیے کیا جا رہا ہے کہ وزراء کی تنخواہوں کو زیر بحث لایا جائے۔ جو ممبر بالکل relevant تھا اور اس کو حق تھا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ اپنے احساسات اور جذبات اس ہاؤس کے سامنے آپ کے توسط سے پیش کرے۔ میرا خیال ہے اس بحث کو اب بند ہو جانا چاہئے اور مقرر کو آپ اجازت دیں کہ کٹ موشن پر اپنی تقریر کریں۔

وزیر خزانہ - ہوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے مختلف تحریکوں کو ایک ساتھ زیر بحث لانے کی اجازت دی ہے۔ آپ نے اسی بنا پر ان مقررین کو ان معزز اراکین کو جو اس کٹ موشنز کے متحرک ہیں یہ اختیار دیا ہے کہ وہ بے شک اس خاص مد کو بیان نہ کریں اور اجتماعی طور پر یا مجموعی طور پر ہورے مسئلے پر بحث کریں۔ جناب والا۔ جب پورا مسئلہ discuss ایک ساتھ ہوگا تو اس میں

ایک سپیکر کے بعد دوسرا سپیکر بھر وہی بات کرے گا تیسرا آگے
بھر وہی بات کرے گا چوتھا آگے بھر وہی بات کرے گا۔ وہ تکرار کی
مد میں آنے کا اور اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

سید کاہنشاہ الوری - جناب سپیکر - یہ تکرار قبیح نہیں ہے
تکرار حسین ہے۔ جناب وزیر خزانہ نکتہ چینی کے پہلے ہی مرحلے
پر مضطرب ہو گئے ہیں۔ میں ان سے عرض کروں گا۔

وہ مہرہ وفا میں جانے کتنے حادثے گزرے
دل نادان ابھی سے مائل فریاد ہوتا ہے

وزیر خزانہ - ہوائنٹ آف آرڈر - میرے معزز رکن اور ٹائڈ میزب
اختلاف نے فرمایا ہے کہ پنہاں وزراء پر اس سے بڑی بڑی نکتہ چینی
ہوتی رہی ہے۔ ان کی تنخواہوں پر اس سے زیادہ تنقید کی جاتی رہی ہے۔
جناب والا۔ ان وزراء کو ہم جانتے ہیں۔ وہ تنخواہوں پر گزارہ نہیں
کرتے تھے۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو حق اور حلال کی کمائی
کھانا جانتے ہیں اور کسی صورت میں بھی اپنے حقوق سے تجاوز
کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں پہلے بھی اس کی وضاحت کر
چکا ہوں اس کے بعد بھی ایسی صورت ہے کہ ان کو نکتہ چینی
کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مجھے اس پر ناراض ہونے کا حق تو
نہیں اور نہ میں پہلے ہی ناراض ہوں لیکن میں اپنے ہوائنٹ کو
اصرار کے ساتھ بیان کرنے کا حق تو رکھتا ہوں۔ اور آئندہ
بھی اگر یہ *un-reasonable attitude* اختیار کیا گیا تو مجھے یہ حق ہے
کہ میں اس کا اظہار کروں۔

مجاہد بخورشید انور - جناب وزیر خزانہ آج بہت زیادہ غصے
میں معلوم ہوئے ہیں۔

سپیکر - نہیں وہ غصے میں نہیں ہیں۔ جہاں تک
وزیر خزانہ کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ *repetition* نہیں ہونی
چاہئے۔ رولز میں اس کی صاف وضاحت ہے۔ دوسرے کٹیوتی کی جو تعریکیں
ہیں تمام ایک ساتھ لی جا رہی ہیں۔ ان کا یہ حوالہ ہے کہ وزیروں
کی تنخواہیں کم ہونی چاہئیں میں سمجھتا ہوں کہ اس حد تک تو
حاجی حنفی اللہ خان صاحب ٹھیک ہیں، لیکن وہی دلیل جو ان سے
پہلے سپیکر نے چکے ہیں اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

حاجی محمد بیٹھت اللہ خان - جناب والا - مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں نے دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے - وہ وزیر خزانہ جن کی تحمل مزاجی اور خندہ پیشانی کا میں ہمیشہ مداح رہا ہوں آج صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں -

جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بار بار جو وزیروں کی تقریروں کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے وزیر تو بہت زیادہ رکھ لئے ہیں اس کا جواب ہمیں یہ دیا جاتا ہے کہ وزیر زیادہ اس لئے رکھے گئے ہیں کہ وہ قومی مسائل زیادہ سے زیادہ حل کریں گے - بقول وزیر تعلیم ، وہ زیادہ سے زیادہ دورے کیا کریں گے - مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری دلیلیں بالکل بے کار ہیں - جو حقیقت ان تقریروں کے پیچھے مضمر ہے وہ یہی ہے کہ بہتوں کو سیاسی رشوت کے طور پر پناہ دی گئی ہے -

جناب والا - یہ غریب صوبہ جس کے صرف انیس اضلاع ہیں کسی قیمت پر بھی اس چیز کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ ہر ڈپٹی کمشنر کے ساتھ ایک وزیر کو منسلک کر دیا جائے - ہر ضلع کا ایک منسٹر بنا دیا جائے - منسٹر ہمیشہ صوبے کا ہوتا ہے - ہمیں وہ وقت بھی یاد ہے جب پنجاب کے ۳۲ ضلعوں میں ۵ منسٹر ہوا کرتے تھے - ہمیں وہ وقت بھی یاد ہے جب مغربی پاکستان میں آٹھ دس منسٹر ہوا کرتے تھے - میں وضاحت کے لئے یہ بھی عرض کر دوں کہ سابقہ بہاول پور میں چار وزیر ہوا کرتے تھے -

جناب والا - اس ضمن میں ہم مانتے ہیں کہ ایک خاص عرصے کے لئے ، عوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے وزراء کی فوج ظفر موج آپ کے لئے بہت ضروری ہے - لیکن یہ پارلیمنٹری سیکرٹریز کی فوج ظفر موج اس میں کیوں شامل کی گئی ہے ؟ کیا وزراء صاحبان اپنی ذمہ داریوں کو تکمیل پارلیمنٹری سیکرٹریز کے بغیر نہیں کر سکتے ؟ کیا آپ وہی طرز عمل اختیار کرنا چاہتے ہیں جو سابقہ حکومتوں نے اختیار کیا ؟ سابقہ حکومتوں میں بھی سیاسی رشوت کے طور پر عہدے تقسیم ہوتے رہے تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ یہ عہدے کرپشن کا شکار ہو گئے - اور ان سے عوام کو فائدہ نہ پہنچا کیونکہ بجٹ میں سے اس طرح کثیر رقم نکال لی جاتی تھی - جناب والا - اس ملک میں

کرپشن بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ نظم و نسق خراب ہو گیا ہے۔ نظم و نسق کی حالت بالکل ابتر ہو گئی ہے۔ کبھی آپ نے سوچا یہی ہے کہ نظم و نسق کی حالت خراب کیوں ہے؟ اور جب کبھی پوچھا جاتا ہے کہ نظم و نسق خراب کیوں ہے تو جواب یہی دیا جاتا ہے کہ پچھلی حکومت کے وقت کا کیا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو شرف آپ کو حاصل ہے اور جو عوامی نمائندگی آپ کو حاصل ہوئی ہے وہ آج تک کسی پچھلی حکومت کو حاصل نہیں ہوئی (نعرہ ہائے تحسین) اگر آپ اپنا دامن چھڑانا چاہتے ہیں اور دوسروں کی خرابیوں میں اپنی خرابیاں بھی شامل کر کے ان کو جائز قرار دینا چاہتے ہیں تو یہ آپ کو زب نہیں دینا۔

مسٹر ریٹ طاہر۔ ہوائٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ اس ایوان میں موجودہ حالات و واقعات کے تناظروں کے بارے میں غلط بات ہو رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کی کتنی آبادی ہے اور وہاں کتنے وزراء ہیں؟ مزید برآں صوبہ بلوچستان کی کتنی آبادی ہے اور وہاں وزراء کتنے ہیں؟

خان اہیر۔ چھانڈے خان روکری۔ ہوائٹ آف انفارمیشن۔ ہمیشہ ہم صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ ہم بلوچستان کے نمائندہ نہیں ہیں، ہم پنجاب کے نمائندہ ہیں اور اس لئے ہم پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کرپشن کیوں پھیلتی ہے اور زیادہ ہوتی ہے اور اس کا سدباب کیسے کیا جا سکتا ہے۔ آپ سرحد کی مثالیں دے کر، یا کسی اور جگہ کی مثالیں دے کر اپنا دامن نہیں چھڑا سکتے۔ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ آپ عوامی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ صوبہ میں نظم و نسق کو بحال کریں۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ وہ دھاندلی اور وہ رشوت ستانی ختم کریں۔ وہ غنڈہ گردی ختم کریں جو کہ اس وقت صوبہ میں موجود ہے اور یہ یاد رکھیں کہ جو بوی قوم ماضی میں الجھتی ہے اس کا حال اور مستقبل کبھی بوی درخشاں نہیں ہو سکتا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب ابھی میری پانچ کٹ موشنز ہیں - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اس کرپشن کا علاج بنانے کے لئے کھڑا ہوا ہوں - یہ بہت ضروری مسئلہ ہے اگر فرمائیں گے تو ہمارے ممبر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں - میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ کرپشن اس ملک میں پچھلی حکومتوں میں اس لئے پیدا ہوئی کہ انہوں نے انتظامیہ اور اپنی سیاسی پارٹیوں کو یکجا کر دیا - یہی وجہ تھی کہ جو بھی پارٹی کا صدر تھا وہی ملک کا صدر بھی تھا -

سٹور سپیکر - کیا محمد عاشق صاحب نہیں بولیں گے ؟

سٹور محمد عاشق - میں اپنا وقت حاجی سیف اللہ خان صاحب کو دیتا ہوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اگر اس طرح ہوں تو میں پھر مطالبہ کروں گا میری کٹ موشنز کو الگ الگ کر دیا جائے -

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ازراہ کرم یہ جو پرانی بیماری اس ملک میں چلی آ رہی ہے اس کو ختم کریں اور یہ اصول مرتب کریں کہ جو بھی شخص اس ایوان میں یا اس حکومت میں بطور عہدہ دار شریک ہو اس کا پارٹی کے عہدہ سے کوئی تعلق نہ ہو - آج کیفیت یہ ہے کہ انتظامیہ منلوچ ہو کر رہ گئی ہے - اور متوازی حکومتیں قائم کر دی گئی ہیں - ہر تحصیل ہر ضلع میں اپنی پارٹی کے چیرمینوں کو اسسٹنٹ کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے اختیارات دے دیئے گئے ہیں - صرف انتظامیہ تک ہی آپ نے متوازی حکومتیں محدود نہیں کیں بلکہ یہاں تک حد کر دی ہے کہ اسمبلی میں بھی متوازی بننے کا یہ طریقہ کر دیا - کہ ہماری ہر تحصیل کا چیرمین اور ہمارے ہر ضلع کا چیرمین ایم - پی - اے اور ایم - این - اے کے برابر ہوگا - یہ طریق کار نظام ونسٹی کو چلانے کے لئے ٹھیک نہیں ہے - یاد رکھیں آپ اس صورت میں کرپشن ختم نہیں کر سکتے - جب کوئی قوم ، گاؤں میں کسی ملک کسی علاقے اور صوبے کے قانون کی بالا دستی سے انحراف کرے تو یقین جانیں کہ اس ملک ، قوم ، علاقے اور صوبے میں اسی طرح اپنی بھلا کرتی ہے - اگر آپ قانون کی بالا دستی

کو تسلیم کریں اور قانون کی بالا دستی پر ایمان رکھیں تو پھر کرپشن ختم کر سکتے ہیں۔ پھر کسی قسم کی کرپشن نہیں ہو پاتی۔ یہ لہیک ہے کہ ہمیشہ تلوار اور قلم دونوں ساتھ ساتھ چلے ہیں، مگر اولیت ہمیشہ قلم کو دی جاتی رہی ہے اور قلم سے مراد قانون ہے۔ قانون کا احترام ہمیشہ کیا جاتا رہا ہے اور قانون کو نافذ کرنے کے لئے تلوار کو ہاتھ میں لیا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ موجودہ حکومت نے تلوار تو ہاتھ میں لے لی اور قانون کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے افسران کو تلوار کے ذریعے باہر نکالا اور قانون کا دامن چھوڑ دیا۔ انہوں نے ان کو صنائی کا موقع تک نہیں دیا۔ جن ۱۳۰۰ افسران کو نکالا گیا ہے ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو مر گئے ہیں یا ریٹائر ہو گئے ہیں۔ مگر ان کو بھی سزا دی گئی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جو قوم جو ملک جو حکومت قانون کی بالا دستی کے بغیر چلے گی۔ قانون کا احترام نہیں کریگی۔ اور طاقت کے زور پر غلط قانون کے زور سے اندھے اور کالے قانون کے زور سے جو حکومتیں ایڈمنسٹریشن کو منفلوج کریں گی ان کا نظم و نسق کبھی بھی بہتر نہیں ہو سکتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ افسران پاک دامن ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں کرپشن نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بے ایمان نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان میں یہ خرابیاں موجود ہیں مگر آپ کی حکومت کا جو اولین فرض ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی قدم اٹھائیں قانون کے تحت اٹھائیں۔ آپ قانون کے تقاضے پورے کریں۔ میں کہتا ہوں کہ صرف نکالنے سے ہی کرپشن ختم نہیں ہوتی بلکہ قانون کے دائرے کے اندر رہ کر انہیں پوری سہولتیں اور مراعات رہیں اور ان کو فائل کریں۔ ٹریبونل بنائیں۔ ان کی تحقیقات کرائیں اور جو افسران بد دیانت ثابت ہوں ان کو صرف نکالنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ ان کو جوب میں پھانسی دی جائے۔

سسٹر سپیڈر۔ ملک غلام نبی !

ملک غلام نبی (لاہور ۳)۔ جناب سپیکر۔ حزب اختلاف کے مقتدر اراکین کی تقاریر سننے کے بعد مجھے دیہات کی ایک کہانی یاد آگئی ہے جس میں گونگوں کی اتنی زیادہ تعداد تھی کہ لوگوں کے لٹے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا۔ تو کانوں والوں نے نمبردار کو بلا دیا

اور کہا کہ ان گونگوں سے کس طرح نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس نے کہا کہ بات کیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک ماں ہے۔ جو گونگوں کو جنم دیتی ہے۔ نمبردار نے کہا کہ گونگوں کو مارنے سے کام نہیں بنے گا۔ بلکہ گونگوں کی ماں کو ختم کر دیا جائے۔ تو یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔

ڈسٹر سپیکر :- آپ کی بات ہو گئی ہے۔

ڈاک غلام نبی - جناب والا۔ ہمارے سامنے جو مسئلہ تھا وہ نظم و نسق کا تھا۔ اگر تنخواہوں کو کم کرنے سے ہمارے صوبے میں قتل و غارت راہزی۔ ڈکیتی۔ رشوت۔ سب باتیں ختم ہو سکتی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کا یہ پوائنٹ بڑا وزی تھا۔ سوال تو یہ ہے کہ ہم نے اس معاشرے کی تشکیل کرنی ہے جو متوازن اور ہموار ہوتا کہ اس میں کسی کو استحصال کرنے کی طاقت نہ رہے۔ اگر آپ سڑک پر ٹریفک کے راستے میں ایسی دیواریں اٹھا دیں یا کوئی اور رکاوٹیں پیدا کر دیں تو کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ٹریفک اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو سکتی ہے۔ تو کیا معاشرہ اتنا بے بس ہے کہ جس میں جو چاہے کرتا پھرے۔ اگر ایک شخص جو آسمان کی بلندیوں پر پرواز کر رہا ہے اور دوسرا روٹی سے بھی محتاج ہے۔ بچوں کو سکول میں داخل کرانے کے لئے اور جھونپڑیوں اور جھگیوں سے پناہ حاصل کرنے کے لئے خدا معلوم کتنی کوشش کرنا پڑتی ہے۔ اور پھر حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ ایسے لوگوں کو اوپر اٹھائے اور اوپر والوں کو ایچے لائے تاکہ ہم ایک متوازی اور ہموار معاشرے کی تشکیل کر سکیں۔ اس سے ہمارے معاملات ملجھ سکتے ہیں۔ نہ کہ کسی کی تنخواہ کو زیادہ کرنے سے یا کم کرنے سے ہمارے مسائل ختم ہو جائیں گے۔ حزب اختلاف کی تنقید پر میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن اگر وہ اس سے زیادہ آگے جائیں تو ہمارے لئے مشعل راہ ہونگے تاکہ ہم اپنی برائیوں کی طرف جن کی وہ نشان دہی کرتے ہیں زیادہ متوجہ ہو سکیں اور اپنے ملک کو زیادہ بہتری کی طرف لے جا سکیں۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس معاشرے میں آپکے جو افسر ہیں جن کی تنخواہیں چار سو پانچ سو روپے ہیں۔ ان کے سامنے جب بڑے بڑے تاجر لاکھوں روپے والے آتے ہیں تو وہ افسر جھنجلا جاتا ہے۔ کہ جو امیر کے

مہمانے پیش ہوا ہے وہ ایک بیوقوف آدمی ہے۔ اور غلط نظام کی وجہ سے ہر مٹوں۔ روٹیوں اور لائسنسوں کی وجہ سے اتنا بڑا امیر زادہ بن چکا ہے کہ اسکی کاریں ہیں۔ اسکی کوٹھیاں ہیں پھر وہ افسر سوچنے لگتا ہے کہ میری تنخواہ پانچ سو روپہ ہے۔ میں بڑا لکھا ہوں۔ مجھے کیا کرنا ہے۔ تو آپ نے اس افسر کو بھی آج اعتماد میں لینا ہے۔ یہ پہلا پارٹی اور اسکی حکومت تمام خائن افسروں کا اتنا بڑا احتساب کرے گی کہ جس کی مثال آپکو تاریخ میں نہیں مل سکے گی۔ لیکن ان افسروں کے لئے بھی یہ حکومت سینہ سپر ہو کر لڑے گی جو مخلص ہو گئے۔ دہانت دار ہونگے اور اپنی قوم کے ان خیالات کی ترجمانی کریں گے۔ ان تصورات کی ترجمانی کریں گے اور لوگوں کے لئے اپنے دل میں خونے دل نوازی پیدا کریں گے۔ تو ان کے بہایلات صحونے میں ان کا ساتھ دیں۔ ایسے افسروں کی ہم نے حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خوں کی وجہ سے بھی ہم اپنے معاشرے کو کسی حد تک درست کر سکتے ہیں۔ آپ نے مانوی میں دیکھا کہ جب مارشل لاء اس ملک میں لگا تو تمام معاشرے میں ایک تبدیلی آئی۔ وہ وقتی طور پر تھی کیونکہ وہ صحیح علاج نہیں تھا۔ وہ تو وہ ہوئی تھا جو لوگوں کے اندر تھا۔ لوگوں کی بے یقینی کی سزائیں ملتی تھیں۔ لوگوں کو جرمانے ہوتے تھے۔ یہ قتل و غارت۔ یہ تمام چیزیں کسی حد تک رک جاتی تھیں۔ یہ جاتی تھیں مگر ان کا مستقل علاج نہیں ہوتا تھا۔ علاج اس صورت میں ہوا کہ جب آپ اسلامی مساوات کے اس سوشلزم کی راہ پر چل کر ہوم کیم میں اپنے طبقے کو جو نچلا طبقہ ہے۔ جو گرا ہوا طبقہ ہے اس کو اٹھائیں گے تو پھر پھر ایک ایسا معاشرہ سامنے آئے گا جس میں ہم سب برابر چل سکیں گے۔ پھر ایسی باتیں کبھی پیدا نہیں ہونگی۔

جناب والا۔ میں خاص طور پر آپکی توجہ اپنی حکومت کی طرف دلاتا چاہتا ہوں جس میں بھی اپنی خدام ہوں کہ جب تک ہم اپنے خلوں کو درست نہیں کریں گے اس وقت تک ہم اس مسئلہ کا حل نہیں کر سکتے۔ یہ پولیس میں افکریز سے اورتہ میں ملے ہے۔ ان کی اپنی پولیس ان کے اپنے ملک کے اندر جو لائن کا کنٹرول ہے وہ انگلستان میں حکومت کرتا ہے۔ وہ وزیر اعظم نہیں ہے۔ وہ وزیر نہیں ہے وہ کچھ نہیں نہیں ہے۔ وہ چاک و چوبند لہک ہو جوان ہے۔ اس کو نہ رولڈر دینا

گیا ہے - نہ بددوق دی گئی ہے - نہ ہستول دیا گیا ہے - ایک ڈنڈا اسکے ہاتھ میں ہوتا ہے - وہ ایک ایسا انداز پیدا کرتا ہے - وہ اپنی قوم سے اس انداز سے ملتا ہے قوم سمجھتی ہے کہ یہ میرا محافظ ہے - ہر چیز میری ہے - تحریکیں وہاں بھی جنم لیتی ہیں - مظاہرے وہاں بھی ہوتے ہیں - ہم سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں - مگر وہاں توڑ پھوڑ نہیں ہوتی - وہاں چیزوں کو ضائع نہیں کیا جاتا ہے - وہ محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو سمجھاتا ہے - ہمارے ہاں کنسٹیبل کس کو چتھے ہیں جو کسی کا سر پھوڑ سکے - کسی کی ٹانگیں توڑ سکے - وہ بڑا ہٹا کٹا ہو - اگر ہم نے بھی اپنے انداز کو بدل دیا اور پولیس میں ہم پڑھے لکھے لوگ لے آئے اور ہم نے پولیس ریفرم کر لیں - تو تھانوں کے اندر جو نحوست آج ہے - تھانوں کے اندر جو انداز فکر آج ہے - اس کو اگر ہم بدلنے کے قابل ہو گئے - ہم نے اس کو بدل دیا تو جس طرح وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ تمام مدت سے جہاں سے بھی روپیہ بچے گا میں پولیس کے اوپر استعمال کرونگا - تو ہم اپنی پہلی فرصت میں اپنے معاشرے کو درست کریں گے اور ترقی کی طرف کامزن ہونگے - اس میں ہم کبھی کوتاہی نہیں کریں گے - اس ایوان کے اندر اس ایوان کے باہر جو وعدے ہم نے کئے ہیں ان کو پورا کریں گے اور ہر قیمت پر ہمیں پورے کرنے ہونگے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ فوج کے بعد اگر کوئی چیز اس ملک کو استحکام بخش سکتی ہے تو وہ پولیس ہے - ہمیں پولیس کے نظریات کو بدلنا ہوگا - پولیس افسروں میں اس نئے نظریات کو لانا ہوگا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے فرائض کو سمجھیں کیونکہ اگر اس طرح جرم کی پردہ پوشی ہوتی رہی تو پولیس کے پاس تو جھوٹے مقدمات میں پھنسانے کے لئے ایسے گواہ ہوتے ہیں جو ۹۵ فیصدی جھوٹے ہوتے ہیں - اس کے لئے اگر ہم نے پولیس کو درست کر لیا تو یقیناً تھانوں میں لوگ بھاگے جائیں گے کہ فلاں جگہ قتل ہوا ہے - فلاں جگہ پر چوری ہوئی - فلاں جگہ پر ڈکیتی کی واردات ہوئی - اغوا ہوا - یہ ہوا - وہ ہوا - تو سب لوگ جائیں گے اس انداز کے ساتھ پھر پولیس ان کی سنے گی - پھر سارا محلہ اور سارا علاقہ وہاں جائے گا اور انہیں علم ہوگا کہ پولیس ہماری ہے - ہم پولیس کے محکمہ میں ایک ایسے اصول رائج کرنا چاہتے ہیں جس میں ایمانداری ہو جس میں خلوص ہو - ظلم کا تدارک کیا جائے گا - مظلوم کی آواز کو سنا جائے گا اور ظالم کا

احتساب کیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک نئے معاشرے کی تشکیل کریں گے اور یقیناً ہم آبرومندانہ طریقے سے کامیاب ہونگے۔ حزب اختلاف کے لئے میری یہ درخواست ہے کہ وہ مخلص ہیں۔ مذہب وطن ہیں۔ وہ ہمارا ساتھ دیں تاکہ ہم اس بدی کو دور کر سکیں۔ بعض اوقات حزب اختلاف روٹھ جاتی ہے اور نئی نوبلی دامن کی طرح باہر چلی جاتی ہے۔ آپکی ادائیں۔ یہ سب کچھ ہو۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ کہیں ہمیں یہ کہنا پڑے جیسے کسی مؤرخ نے کہا ہے۔

تم کسی بات میں افسوس نہ پورے اترے

وہ جفائیں تمہیں آئیں نہ وفائیں آئیں

علاء رحمت اللہ ارشد۔ (بہاولپور) جناب سپیکر۔ ملک غلام نبی صاحب اور میں اکٹھے مسٹر سہروردی کی عظیم قیادت میں سیاسی کام کرتے رہے ہیں۔ شاید ملک صاحب نے اور کام بھی کئے ہوں ان کا ان کو پتہ ہوگا لیکن جہاں تک سیاسی کام کا تعلق ہے وہ ہم اکٹھے کرتے رہے ہیں۔ جب وہ تقریر فرما رہے تھے تو میں سوچ رہا تھا کہ ”اے ہم نشین نزاکت احوال دیکھنا،۔۔۔ وہ ان صفوں میں دراصل آئیں ہیں۔ ان کو ادھر آ جانا چاہیے اور یہاں آ کر ہماری رہنمائی فرمائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔“

جناب والا۔ اصل بات جو میں کرنی چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ آپ ایک ضابطہ متعین فرما دیجئے کہ جن لوگوں نے پہلے تخفیف زر کی تحریک دی ہوئی ہیں ان کو پہلے تقریر کرنے کا موقع دیں۔ پھر اگر گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے کچھ معزز اراکین بولنا چاہتے ہیں وضاحت کرنا چاہتے ہیں یا جواب دینا چاہتے ہیں۔ ان کیلئے بھی وقت مخصوص کر دیا جائے۔ حزب اختلاف کے اراکین بول نہیں رہے ہیں۔ اگر ادھر سے جواب شروع ہو جائے اور پھر جواب الجواب شروع ہو جائے تو اس طرح ایوان کا وقت ضائع ہوگا۔ میری گزارش یہی ہے کہ کارروائی کسی ضابطہ کے تحت ہوئی چاہیے۔

مسٹر سپیکر۔ اگر آپ کی بھی رائے ہے تو اس طرح کیا جائیگا لیکن اس سے پہلے مطالبہ زر زیر غور تھا اس میں آپکی تجویز اس سے کچھ مختلف تھی اس میں یہ تھا کہ تخفیف زر کی تحریک کا جو محرک ہے اگر اسکے درمیان دوسرے مقرین آ جائیں تو ان کو بولنے کی اجازت

ہونی چاہیے۔ اگر آپا کل والی تجویز سے اتفاق نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ جس طرح میں پہلے کرتا تھا وہی طریقہ اختیار کروں تو ٹھیک ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا
یہ ”پتھرے“ بدل رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا ”پتھرے بدلانا، کے الفاظ کو واپس لیں۔

مسٹر سپیکر - بہتر ہے کہ ”پتھرے بدلانا، کے الفاظ کو واپس لیں۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب والا - میں آپ کے حکم کے مطابق اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا! شاید میں اپنی گزارشات صحیح الفاظ میں آپ کی خدمت میں پیش نہیں کر سکا۔ میں نے کل یہ عرض کی تھی کہ جن لوگوں نے تحفہ زر کی تعاریف دی ہوئی ہیں ان کے علاوہ بوی کچھ صاحبان جو اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تقریر کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

جناب والا - آج میری گزارش ہے کہ جن لوگوں نے تحفہ زر کی تعاریف دی ہوئی ہیں۔ ان کو اولیت دی جائے تاکہ وہ اپنی اپنی تعریف زر کی تعاریف پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں یا گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ اس طرف سے بھی جواب آئے گا یا وضاحت آئے گی تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ آپ ان کو وقت دیجئے لیکن آپ اولیت ان لوگوں کو دیجئے جو اس طرف بیٹھے والے ہیں۔ یعنی جنہوں نے تحفہ زر کی تعاریف دی ہوئی ہیں۔ اسکے بعد جنہوں نے تحفہ زر کی تعریف نہیں دی ہوئی ہے۔ اور وہ اس تحفہ زر کے ساتھ متفق ہیں ان کو بولنے کا موقع دیں۔ موجودہ طریقہ کار ٹھیک ہے۔ اگر آپ گورنمنٹ پارٹی کو تقریر کرنے کا حق دینا چاہتے ہیں تو ان کو موقعہ ضرور دیں لیکن اسکے لئے کوئی ضابطہ متعین کر لیں۔

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب آپ ذرا توجہ کریں۔ میں آپ سے یہ سنبھلنا چاہتا ہوں کہ جن اراکین کلموں کی تعاریف دی ہوئی ہیں۔ ان کو بولنے کا پہلے موقع دیا جائے۔

غلامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - قاعدہ یہ ہے کہ جنہوں نے کٹوتی کی تعاریف دی ہوئی ہیں ان کو بولنے کے لئے پہلے نوٹ دئی جاتی ہے - یہ رفاہ ہے -

مسٹر سپہنگر - مجھے اس بات کا علم ہے - کل آپ نے کہا تھا -

غلامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا ! میں پھر آپکی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کل یہ گزارش کی تھی کہ جن لوگوں نے تعریف زر کی تعریف پیش کی ہے وہ پہلے بولیں گے - مسٹر سپہنگر - آج بھی بولیں گے -

غلامہ رحمت اللہ ارشد - آج بھی بولیں گے لیکن اسکے ساتھ ہی میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس طرف بولنے والے ممبران نے تعریف زر کی تعریفیں آپکی خدمت میں پیش نہیں کی ہیں لیکن اگر وہ تعریف زر کے مطالبہ سے متفق ہیں اور وہ بولنا چاہتے ہیں تو آپ ان کو بولنے کا موقع دیں - کل بھی میں نے یہی گزارش کی تھی -

مسٹر سپہنگر - مجھے بھی اس کا علم ہے - آپ تشریف رکھیں -

غلامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - اب بھی میں یہی گزارش کر رہا ہوں - آپ کوئی ضابطہ مقرر کر دیں - میں تو اپنے مطالبہ پر قائم ہوں - جنہوں نے تعریف زر کی تعاریف پیش نہیں کیں اور وہ حزب اقتدار کی طرف پیشے ہوئے ہیں اور وہ تعریف زر کے مطالبات کے ساتھ متفق ہیں ان کو بولنے کا آپ ضرور موقع دیں - عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ کتنی تعریف زر پر وزیر متعلقہ ہی جواب دیتے ہیں لیکن اگر آپ گورنمنٹ ہارٹی کو وقت دینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ ان کو وقت دیں لیکن میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ آپ ایک ضابطہ متعین کر دیں تاکہ کسی ضابطہ کے ماتحت ان کو بولنے کیلئے وقت دیا جائے -

وزیر خزانہ - جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ جو کٹوتی کی تعریفوں کے معرک میں ان کو یقیناً ضابطہ کے مطابق ضرور وقت دیا جائے اسکے علاوہ ان کی خواہش ہے کہ حزب اختلاف نے تعلق رکھنے والے

۵۔ ہر معزز اراکین کو بھی ان کی حمایت میں بولنے کی اجازت دی جائے۔
ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب والا! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جب کٹوتی کی
تعمیر کے محرک تقریر فرمائیں تو ان کو دوسرے اراکین کی نسبت
زیادہ وقت دیں اسکے بعد اگر عام اراکین بولنا چاہیں تو اس میں یقیناً
اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اگر آپ تین منٹ حزب اختلاف کے
ممبران کو بولنے کیلئے وقت دیتے ہیں تو حزب اقتدار سے دوسرے دوستوں
کو بھی اسکی اجازت ہونی چاہئے یعنی ان کو بھی تین چار منٹ بولنے
کی اجازت ہونی چاہئے۔

رانا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - اس
معزز ایوان کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ تخفیف زر کی تحریک جس کی
طرف سے پیش ہوتی تھی وہی تقریر کرتا تھا اسکے بعد جو اسکی تائید
میں تقریر کرنا چاہیں ان کو وقت دیا جاتا تھا اور اس کے بعد اس محکمہ کے
وزیر صاحب اس کا جواب دیتے تھے البتہ اگر اس محکمہ کے وزیر کسی
وجہ سے تشریف نہ رکھتے ہوں جیسا کہ پہلی حکومتوں کے زمانہ میں
ہوتا تھا تو سپیکر صاحب کہہ سکتے تھے کہ اس وزیر کی جگہ جناب
پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب یا فلاں صاحب جواب دیں گے۔ میں چاہتا
ہوں کہ یہ جو طریقہ کار ہے خدا کرے آپ اسکو اپنا لیں۔ اگر حکومتی
پارٹی کے اراکین ہماری تخفیف زر کی تحریک کی تائید کرنا چاہتے ہیں
تو اسکے لئے وہ بڑے شوق سے بولیں لیکن اس تخفیف زر کی تحریک کا جواب
دینا وزیر متعلقہ کا کام ہے۔ ان کے جواب کے بعد ووٹنگ کرائی جائے
کہ یہ تخفیف زر کی تحریک منظور ہے یا نا منظور ہے۔

جناب والا! اگر یہ طریقہ رائج کر دیا گیا تو میرے خیال میں
ہماری کوئی تحریک نہیں آسکتی گی۔ ان کا یہ کہنا کہ مقرر نے تقریر
کر لی ہے اسکے بعد کوئی تائید نہیں ہو گی کیونکہ اس میں سارے
کا سارا وقت ضائع ہو جائے گا۔ اس طرح جمہوریت کا گلہ گھونٹ دیا
جائے گا۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ وزیر خزانہ صاحب جناب کی وساطت
سے ہمیں یہ فرما دیں کہ ہم یہاں سے چلے جائیں جیسا کہ ملک غلام
نبی صاحب نے فرمایا ہے۔ میری آنکھیں گواہ ہیں۔ اسمبلی کے درودہوار
گواہ ہیں.....

(قطع کلامیاً)

ڈسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ relevant نہیں ہیں - آپ تشریف رکھیں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا ! میں relevant ہوں -
(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا ! ان کو ہوائنٹ تو پورا کر لینے دیں -

ڈسٹر سپیکر - علامہ صاحب ! یہ بات نہیں ہے - وہ ہوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بول رہے ہیں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا ! میں صرف یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمیں جناب سپیکر کی رولنگ کا پابند رہنا چاہئے ورنہ کل کی بات ہے کہ ایک آدمی ایک آدمی سے کہہ رہا تھا کہ تمہارے باپ دادا نے سکھا شاہی دیکھی ہے - اس نے جواب دیا کہ اب جو حکومت ہے اس کے بعد تمہاری اولاد کہہ سکے گی کہ ہمارے باپ دادا نے سکھا شاہی دیکھی ہے -

ڈسٹر سپیکر - سکھوں کی حکومت کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ ان کے عہد میں arbitrariness تو تھی لیکن malice کم ہوتا تھا - تو یہاں لوگوں نے حکومتیں دیکھی ہیں - جن میں دونوں عناصر موجود ہیں -

خان امیر محمد اللہ خان روکڑی - جناب والا ! میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں - جناب وزیر خزانہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اپنی جگہ پر درست ہے لیکن وہ یہ بات بھول گئے ہیں کہ اپوزیشن کو وقت اس لئے دیا جاتا ہے کہ یہ چیز جمہوری روایات میں درج ہے - اس کے علاوہ اس میں سب سے بڑا مفاد گورنمنٹ پارٹی کا ہوتا ہے کیونکہ ٹائم کے اندر بجٹ پاس کرانا ہوتا ہے - یہ دیدہ دانستہ روایت ہے رکھی ہے کہ حزب اختلاف کے معزز ممبران کو زیادہ ٹائم دیا جائے ورنہ مقررہ ٹائم کے اندر بجٹ پاس نہیں ہو سکتا - ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سابقہ روایات کو قائم رکھا گیا ہے تاکہ اپوزیشن والے بھی ناراض نہ ہوں اور عوام بھی یہ نہ سمجھیں کہ جمہوریت کا کلمہ کھوٹا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ خدا نخواستہ اگر ان کی

طرف سے کوئی سبب ہونے سے باقی رہ گیا ہو تو وہ اس چیز کو محسوس کریگا۔ جناب والا۔ آپ عدالت میں پریکٹس کر چکے ہیں۔ وکلاء عدالت میں جب ہوتے ہیں تو وہ اصل میں عدالت کی امداد کر رہے ہوتے ہیں تاکہ انصاف کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ جتنا آپ اپوزیشن کو ٹائم دیں گے اس سے یہی سمجھا جائیگا کہ جمہوری طریقہ روا رکھا گیا ہے تو میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ زیادہ فراخدلی کا مظاہرہ کریں گے۔

سبب تائیدش الوری۔ جناب والا! اس سبب ایوان میں ایک دستاویز تقسیم کی جا رہی ہے جو بہاول پور کی صوبائی حیثیت کے خلاف ہے۔ یہ دستاویز اسمبلی کا عملہ جو کہ سرکاری ہے تقسیم کر رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ دستاویز سرکاری ہے یا یہ حکومت کے خرچ پر چھپی ہے جو سرکاری عملہ اس کو تقسیم کر رہا ہے۔

وزیر محنت۔ جناب والا! کل مجھے تائید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھے یہ دستاویز چاہئے تو میں نے ان کے حکم پر یہ ان کو سپرد کیا۔

سبب تائیدش الوری۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سرکاری دستاویز ہے۔

وزیر محنت۔ جو عملہ اس کو تقسیم کر رہا ہے وہ ایوان کے بھی ملازم ہیں۔

سبب تائیدش الوری۔ وہ دستاویز تمام ارکان کو تقسیم کر رہے ہیں۔ میں نے تو ذاتی طور پر مطالبہ کیا تھا کہ جو پمفلٹ چھپا ہے وہ مجھے پہنچا دیں مگر یہ نہیں کہ اسمبلی کے ملازمین کے ذریعے اس کی تقسیم عمل میں لائی جائے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس تقسیم کو فوری طور پر روکا جائے اور اگر یہ سرکاری دستاویز ہے تو اس کی وضاحت کی جائے۔

علامہ رحمت اللہ بخش۔ جناب والا! میں جناب الفاضل صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تائید صاحب نے درخواست کی تھی اور اگر کی تھی تو یہ ان کو یہاں کیا جانا چاہئے تھا۔ جمہوری بات

یہ ہے کہ میں الزام لگاتا ہوں اس حکومت پر کہ یہ دستاویز سرکاری خرچ پر مرتب کی گئی ہے۔ سرکاری افسروں نے اس کو لکھا ہے اس کو چھپوایا ہے اور سرکاری خزانے سے اس کے پیسے ادا کئے گئے ہیں۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—Point of Order, Sir, I rise to speak against the objection raised by the Leader of the Opposition. It is the Government's duty to dispel any doubts or misgivings in the area of Bahawalpur in regard to any separatist movement, and if they have incurred any expenditure from the Government, it is a legitimate expenditure.

(Applause)

رانا پھول مگد خان۔ جناب والا! اس کا مطلب سمجھا دیجئے کہ مخدوم زادہ صاحب نے کیا فرمایا ہے۔
مسٹر سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

حاجی مگد سہت اللہ خان۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر خزانہ اس امر کی تشریح فرمائیں گے کہ جو کچھ مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا ہے یہ درست ہے اور یہ legitimate بات ہے۔

مسٹر سپیکر۔ وزیر خزانہ اس بات کے پابند نہیں کہ وہ ہر بات کا جواب دیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا! میں انتہائی کویز کرتا ہوں کہ ایوان کے اندر کوئی ایسی بات نہ ہو لیکن انہوں نے ایسی بات کی ہے جس کا جواب دینا میں نہایت مناسب سمجھتا ہوں۔ ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ بہاول پور کے عوام نے اپنے لئے علیحدہ صوبے کا مطالبہ کیا تھا لیکن اگر پاکستان کی سالمیت اور استحکام پر کوئی آج آتی ہے تو پاکستان پر ۱۰ ہزار بہاول پور ترہان کئے جا سکتے ہیں۔ وہی بلوچستان سے کہا گیا۔ انہوں نے separatist کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کو ہم نے محسوس کیا انہوں نے اس کو علیحدگی پسندی کا مطالبہ کیا تو یہ غلط ہے۔ ان کے زمانے میں وہی بہاول پور پر کافی رویہ خرچ ہوا۔ ان پر بھی کئی الزامات تھے اور انہیں وجوہ کی بنیاد پر آپ ایک بینی دوگوش وزارت سے نکال دیئے گئے تھے اور اسمبلی کا بیڑا غرق کرایا تھا۔

Mr. Speaker. Sir, I have the right to apply - مخدوم زائدہ سید حسن محمود - حزب اختلاف کے لیڈر نے

جو یہ فرمایا ہے کہ میں ان پر علیحدگی پسند ہونے کا الزام لگاتا ہوں - میں نے علیحدگی پسند کا لفظ پنجاب کے صوبے کے معنی میں استعمال کیا ہے - گو بہاول پور میں ایسے عناصر موجود تھے جو علیحدگی پسند تھے اور جو بہاول پور کا الحاق ہندوستان سے اس وقت بھی چاہتے تھے (شم شمیم) -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب صدر! میں لوآن پاک کی زبان میں انکو جواب دینا چاہتا ہوں "لغت اللہ علی الکاذبین" -

مخدوم زائدہ سید حسن محمود - جناب صدر! میں وہ پمفلٹ ہاؤس کی میز پر رکھوں گا - تاکہ جن لوگوں نے وہ تحریک چلائی اور جن اخباروں نے ان کی حمایت کی وہ تمام چیز ہاؤس کے سامنے آ جائے - اگر میں نے بہاول پور میں اس چیز کے روکنے کی کوشش کی تو میں نے پاکستان کی خیریت کی ہے - (نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد - ۶۵ کروڑ کوآپریٹو بینک سے قرضہ لیا تھا - کیا وہ بھی پاکستان کی خدمت فرماتی تھی؟
ممبر سپیکر - یہاں کچھ مناظرے کا انداز پیدا ہو گیا ہے - اس کو میں پسند نہیں کرتا -

رانا پھول مکید خان - جناب سپیکر! اس قسم کا لٹریچر ہاؤس میں آپ کی اجازت کے بغیر تقسیم نہیں کیا جا سکتا - آپ اس پر روک دین اور اس جھگڑے کو ختم کریں -

حافظ علی اسد اللہ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر! بہاولپور کے مسئلہ پر حزب اختلاف کو بولنے کی پوری پوری آزادی دی گئی ہے - لیکن ہمیں اجازت نہیں دی جا رہی کہ ہم بھی اس مسئلہ پر بول سکیں - بہاولپور کے تیس لاکھ عوام کے مطالبہ کے متعلق بار بار دہرایا جا رہا ہے - حالانکہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ بہاولپور کے عوام تیس لاکھ یا چوبیس لاکھ عوام بہاولپور کی علیحدگی نہیں چاہتے اور نہ ہی جدا ہونا چاہتے ہیں -

ممبر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

(نقل کلامیاً)

مشہور زاہدہ بیگم صاحبہ - جناب صدر! جناب علامہ
رحمت اللہ اقبال صاحب جب تقریر کر رہے تھے تو اس میں انہوں
نے دھمکی دی اور میرے قرضے کا ذکر کیا - لڑخند میں ادا
کروں گا - ان پر بوجہ نہیں پڑے گا - یہ قرضہ میں نے
لیا ہے اور ہانکوں سے لیا ہے - میں نے کسی سے رشوت نہیں
کھائی - جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے - آپ رولنگ دینے
والے تھے کہ کٹ موشن پر بولنے کا کتنا وقت ہونا چاہیے -
اس کی رولنگ پر کتنا وقت ہونا چاہیے اور باقی نمبران کو کتنا
وقت لینا چاہیے - میں اس کے متعلق آپ کی توجیہ قبول کرنا
چاہتا ہوں - یہ ہاؤس میں کوئی precedent نہیں ہے کہ کسی
کا ٹائم آپ کم کر دیں جو اس کی مخالفت کے لئے کھڑا
ہو - مجھے یاد ہے کہ اس ایوان میں اپوزیشن کی طرف سے
ایک کٹ موشن پیش کی گئی تھی - میں گورنمنٹ کی طرف
بڑے تین گھنٹے بولا - جب میں منسٹر تھا اور منسٹر انچارج
بھی نہیں تھا - لہذا آپ رولنگ دینے کی بیجا بیجا discretion
استعمال کریں - آپ مناسب وقت پر جس دن چاہیں رولنگ
دیں - مگر ضابطہ قائم کریں جس سے ہمارے حقوق محفوظ
ہو جائیں -

وزیر نگر اور امداد باہمی - (منسٹر عبدالغنی کاردار) - جناب
والا ایوان جمہوریت کی عجیب قسم کی تعریف کی گئی ہے -
وہ یہ کہ صرف اپوزیشن کو حق ہے کہ وہ کٹ موشن پر
بولیں اور اس طرف سے کوئی اس کا جواب نہیں دیا جائے گا -
دوسرے یہ کہ جہاں اپوزیشن ہی صرف بحوالہ کی لائندگی کر رہی
ہے - یہ مناسب ہوگا کہ جب بحوالہ کٹ موشن پر بولی چکے
اور دوسرے حضرات جو اس کی تائید کرنا چاہتے ہیں وہ بولیں
اس کے بعد اس طرف سے یعنی مرکزی بینچوں سے بھی بولنے
کی اجازت ہونی چاہیے اور ان کو مناسب وقت دینا چاہیے -
جمہوریت کے تقاضوں کا پوری طرح احترام ہو سکے -

مہمان شہید انور - ہوائنٹ آف انٹرویویشن - جناب والا!
جس محکمہ کے متعلق بحث ہو رہی ہے - میرا خیال ہے کہ

وہ محکمہ ختم کر دیا گیا ہے۔ مجھے ابھی ابھی سٹینڈنگ کمیٹی کے سلسلہ میں اسمبلی کی طرف سے ایک چٹھی ملی ہے۔ اس میں کہیں بھی متعلقہ محکمہ کا ذکر نہیں ہے کہ وہ بھی کوئی محکمہ ہے۔

مسٹر سپہر - سٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے کوئی نہیں لکھا جاتا کہ محکمہ ختم ہو گیا ہے۔

مہاں خورشید انور - لیکن وہ محکمہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس document سے ظاہر ہے اور میرا خیال ہے کہ حکومت کی مشا ہے کہ اخراجات کو کم کرنے کے لئے اس محکمہ کو ختم کرنا ضروری تھا۔

مسٹر سپہر - دو مسئلے ایوان میں پیش ہیں۔ میں پہلے استحقاق کے مسئلہ کو لینا ہوں۔ اس ایوان میں کوئی دستاویز یا کوئی دوسرا کاغذ سپر کی اجازت کے بغیر تقسیم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر کسی ممبر نے یہ مطالبہ کیا ہو اور وہ اس کو سپا کر دیا جائے تو غالباً یہ استحقاق کی violation نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب تحریک تخفیف زر پیش ہوئی تو ان ہر حزب اختلاف کے ممبران بولینگے۔ جہانتک قواعد کا تعلق ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس معزز ایوان کی روایات کے متعلق مجھے بہت کچھ بتایا جا چکا ہے اور ابھی تھوڑی سی اطلاعات مخدوم زادہ سید حسن محمود نے بھی بہم پہنچائی ہیں۔ یہ سب چیزیں اپنے ذاتی مشاہدے اور ذاتی علم کی بنا پر کہی جا رہی ہیں اور ان کی کسی نے تردید بھی نہیں کی۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ان باتوں کو تسلیم نہ کیا جائے۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی بات میرے ذہن میں تھی جس پر میں نے عمل کیا اسی لئے میں نے ملک غلام نبی صاحب کو تقرر کیلئے پانچ منٹ کا وقت دیا لیکن سید قاضی الوری پہلے مقرر تھے۔ ان کے بعد مہاں خورشید انور نے تیرہ چودہ منٹ تقرر کی۔ علامہ صاحب نے بھی تقرر کی۔ حاج سید اللہ صاحب نے ۱۹ منٹ تقرر کی۔ میں نے سب کے وقت کا account رکھا وا ہے۔ جو تحریک تخفیف

رز کے معرک میں وہ پہلے تقریر کر لیں۔ چونکہ آپکی خواہش تھی کہ تحریک تخفیف رز پر حزب اختلاف کے دوسرے معزز ارکان بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اسی کے پیش نظر میں نے حزب اقتدار کے ارکان کو بھی تقریر کرنے کی اجازت دے دی۔ اب آپ نے فرمایا ہے کہ پہلے تحریک کے معرک کو بولنے کی اجازت دی جائے۔

خواجہ زادہ سردار عطا مگد خان لغاری - ہوائنٹ آف

آرڈر

مسٹر سپیکر - سپیکر جب بات کر رہا ہو تو اس وقت ہوائنٹ آف آرڈر نہیں کرنا چاہئے۔ مناسب یہ ہے کہ اس وقت کوئی فاضل رکن کھڑا نہ ہو کرے۔

اس کی پھر میں دو صورتیں ہو جاتی ہیں کہ پہلے تعاریف کے معرکین پہلے اپنے خیالات کا اظہار کر لیں اس کے بعد کوئی پابندی نہیں ہوگی کہ اگر اس پر حزب اختلاف کے دوسرے اراکین پہلے تقریر کریں یا حزب اقتدار کے اراکین پہلے تقریر کریں کا تئہ اسی طرح کیا جائیگا۔

خواجہ زادہ سردار عطا مگد خان لغاری - ہوائنٹ آف انفرمیشن۔
جناب والا! کل شوگر مل ایسوسی ایشن کی طرف سے لفافوں میں بند کر کے ایک ہفلٹ دیا گیا ہے۔ کیا وہ آپکی منظوری کے ساتھ دیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر - کیا وہ ہفلٹ اس ایوان میں تقسیم کیا گیا ہے۔

خواجہ زادہ سردار عطا مگد خان لغاری - جی ہاں۔ اس ایوان میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ اگر ممبران کے نام لفافوں میں بند کر کے کوئی بات کوئی چٹھی کوئی مسئلہ ہمارے حلقہ نہایت سے کوئی فریادی بھیجے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ آپکے سامنے پہلے پیش ہو۔ باہر والے لوگ دیہاتوں سے آتے ہیں۔ ابھی ایک نمبردار لاہر غازی خان سے آیا تھا مگر کسی نے اس کو سمجھنے کی

عبارت کے اندر داخل نہیں ہونے دیا۔ مجھے پتہ چلا ہے۔ اسلئے اگر کوئی پمپنگ یا کوئی document تعویذی طور پر لگانے میں بند کر کے بھیجے۔ تو اس حد تک آپ ترمیم کریں اور اس کی اجازت دیں۔ کہ وہ یہاں پر تقسیم ہو جائے یا کم سے کم وہ لوگ اسمبلی لانگ کے اندر طلب کیے جائیں۔ اور معجز صاحب اس سے وہ چیز لے سکیں۔ اگر لگانے میں نہ ہوں تو بے شک ہمیں تقسیم نہ کی جائیں۔ اس پر آپ رولنگ صادر فرمائیں۔

مسٹر سپہنگو - اس پر میں اپنا فیصلہ بعد میں دوں گا۔ ظاہری طور پر اس تجویز پر عمل کرنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ کہ لگانے میں جو چیز بند کر دی جائے گی وہ جائز ہو گی اور اگر لگانے سے باہر نکال دی جائے تو ناجائز ہو جائیگی۔
(قطع کلام)

زانا پھول، مکینہ خان - جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ہاں طریقہ کار اچھا ہونا چاہئے اس میں بہت ہی نہیں ہونا چاہئے۔ دنیا کے ہر ادارہ میں امر مجلس میں طریقہ کار یہ ہے کہ ایک تجویز کرنے والا ہوتا ہے۔ ایک اس کی تائید کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کی مخالفت کرنے والا ایک ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس تحریک تخفیف زر کی مخالفت کی جائے گی اسکے اوپر تحریک ظہور کرے گا اس کے بعد اس کی تائید کرنے والا اسکی تائید کرے گا۔ جیسا کہ ہم نے یہاں لے لیا ہے کہ معمران کے حق کو غصہ نہیں کیا جائیگا۔ وہی حق انہیں پہنچتا ہے وہی حق ہمیں پہنچتا ہے۔

مسٹر سپہنگو - زانا صاحب اگر کوئی نئی بات اگڑا چاہتے ہیں تو کہجئے۔

کلامہ رحیمت اللہ الرحمن - جناب والا! اس بحث کو ختم کر دینے سے قبل مسئلے پر بحث کرنے کی اجازت دیجئے۔ جس طرح جناح والا نے رولنگ لائی ہے اس کے مطابق مسئلے پر بحث شروع ہو جائے۔ جسے نئی آپ مناسب سمجھیں معزز رکن کو وقت دے دیا جائے ہم اس بات کے مخالفت نہیں ہیں گو سرکاری ہتھیار پر دینے والے معمران کو عزت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ وقت ان کو دینا ضروری ہے جنہوں نے کٹ موٹوں سے رکھی ہیں۔

پنجاب کا مزاید باہر سال ۱۹۷۳-۷۴ء

مسٹر سہوکر۔۔۔ رانا صاحب آپکی اطلاع کے لیے بہا ہا جاتا ہے کہ جن اداروں کا ذکر آپ نے کیا ہے وہاں باقاعدہ تائید کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہاں تائید کرنا ضروری نہیں ہے۔

خان امیر صاحب خان۔۔۔ ہوائی آف آرڈر۔۔۔ سٹیٹنگ کمپنیوں کی فہرست سامنے پڑی ہے اس میں جنرل ایڈمنسٹریشن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

مسٹر سہوکر۔۔۔ میں دیکھوں گا آپ نے ہوائی آف آرڈر پیش کر دیا ہے۔

وزیر فضل حق۔۔۔ جناب والا! میری کٹ موہن وزراء کی تعداد اور لیکن تقاضا کے متعلق ہے اس پر بہت سی تقاریر ہو چکی ہیں۔ میں جناب والا کی وساطت سے وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر وہ مجھے اجازت بخشیں تو میں کچھ عرض کروں۔ میں صاحب سے پہلے وزراء کے تقرر کو لیتا ہوں اس سلسلے میں اپنی گذارشات اس ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

پاکستان اور بیرونی دنیا میں یہ تاثر پایا جاتا ہے خاص طور پر پنجاب کے صوبہ میں جتنے وزراء کا تقرر کیا گیا ہے وہ تمام گورنر کے منتخب سے ہوا ہے۔ پاکستان میں یہ قدیم ترین ایوان ہے اس طرح معزز ترین ایوان اور اس کے معزز ارکان کی توہین ہوئی ہے۔ اگر اس میں صداقت نہیں ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب اس سلسلے میں کچھ فرمائیں۔ باہر کی دنیا میں خارجی دنیا میں یہ تاثر پایا گیا ہے کہ ہم اس پاکستان میں دو تجربے کر رہے ہیں۔ شدہ میں انہوں نے ایک مضبوط وزیر اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ پنجاب میں ایک مضبوط گورنر مقرر کیا ہے۔ گورنر صاحب نے رابطہ بندی جاتے وقت اختیاری کانفرنس میں کہا تھا کہ کچھ اور وزراء کا تقرر کرنا پائی ہے جیسے سے یہ تاثر علم لیا جاتا ہے کہ یہ تقرر گورنر صاحب نے کرتا ہے۔۔۔ حالانکہ ہوزیشن یہ نہیں ہے۔

مسٹر سہوکر۔۔۔ آئین کو پڑھ کر دیکھیں۔

وزیر فضل حق۔۔۔ یہ تاثر پایا جاتا ہے۔

مسٹر سہوکر۔۔۔ آئین ہوزیشن کیا ہے دیکھیں۔

مرزا فضل حق - گورنر کے الفاظ تقرر کے بارہ سے ہیں -

مسٹر سپیکر - میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو نیا نکتہ اٹھا رہے ہیں اس کے متعلق ہمیں بھی ہتہ چل جائے -

مرزا فضل حق جناب والا - میں عرض کر رہا ہوں کہ مجھے وزراء کی تعداد پر اعتراض ہے - جناب والا - اگر وزیر خزانہ صاحب اس وضاحت کی اجازت دے دیں تو عرض کروں -

مسٹر سپیکر اجازت ہے -

مرزا فضل حق - جناب والا - مجھے وزراء کی تعداد پر اعتراض ہے - ہمارے صوبے میں اتنے وزراء نہیں ہونے چاہئیں - جب مغربی پاکستان میں ون پونٹ کے وقت انڈی کوتل سے لے کر کراچی تک اتنے بڑے صوبے میں صرف نو وزراء کام کرتے تھے - تو جناب والا - ہمیں مزید وزراء کے رکھنے کی کیا ضرورت ہے - موجودہ تعداد ہی بہت زیادہ ہے چہ جائیکہ اس میں مزید اور اضافہ کیا جائے -

جناب والا - آئین میں اس چیز کی گنجائش موجود ہے کہ وزیر اعلیٰ کے مشورے سے وزراء کا تقرر کیا جائے - وزراء کی علمی استعداد اخلاقی سماجی اقدار اور انکی سابقہ زندگی کیسے گذری - کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک کمیٹی ایوان کے ممبران پر مشتمل بنائی جائے جو اس سلسلے میں جانچ پڑتال کرے کہ وزراء کی کتنی علمی استعداد ہوئی چاہیے - انکی سابقہ زندگی کیا ہے انکی قومی خدمات کیا ہیں ان کی سماجی اقدار کیا ہیں - میرا خیال ہے کہ اس طرح ایوان کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور وزراء کا انتخاب بھی احسن طریقے سے عمل میں آسکے گا -

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز سپرنٹنڈنٹ وزراء کی تقرری کے متعلق کچھ فرمایا ہے - میں آپکی توجہ عبوری آئین کے آرٹیکل ۱۰۰ (۲) اور (۳) کی طرف دلاتا ہوں - اس میں یہ لکھا ہے کہ -

“2. Other Ministers shall be appointed and removed from office by the Governor on the advice of the Chief Minister.

3. The Council of Ministers shall be collectively responsible to the Provincial Assembly.”

اس میں واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے - اس آرٹیکل کے تحت ن “گورنر کونسل آف منسٹرز” کہا گیا ہے - میں اپنے معزز رکھنے کے

اطلاع کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ وزراء کا تقرر گورنر صاحب نے کیا ہے۔

سردار صغیر احمد - جناب والا - مرزا صاحب کو یہ اعتراض ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے مشورہ کیوں لیا گیا ہے ان سے کیوں نہیں لیا گیا۔

مرزا فضل حق - پہلے ہارٹی کے ارکان سے مشورہ لیا جاتا۔ ان سے پوچھ لیا جاتا کہ کچھ نہ کچھ نقطہ نظر تو مقرر کرتے یہ تو نہیں کہ کسی آدمی کو پکڑ کر وزیر مقرر کر دیں۔ اسکی علمی استعداد کو جانچیں اس کی سماجی اقدار کو جانچیں اخلاقی اقدار کو پرکھیں۔

مسٹر عہد القہور بٹ - ہمیں اپنے حقوق کا تحفظ کرنا آتا ہے۔ آپ کو کیا بتائیں کہ یہ کام ہم سے پوچھ کر کیا گیا ہے۔

مرزا فضل حق - تمام جمہوری سالک میں ایسا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں وزراء کا تقرر سینٹ میں پیش ہوتا ہے اور ایوان بالا کے منتخب نمائندے اس کی منظوری دیتے ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ غیر متعلقہ ہوں رہے ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ ان کے مشورے کے بغیر تقرر کیا گیا ہے۔ اس کی پہلے بنیاد بنائیں جو الزامات لگائے جاتے ہیں جب تک ان کا علم نہ ہو الزامات لگانے سے گریز کیا جائے۔ آپ نے یہ الزام لگایا ہے اگر اس کا آپ کو علم ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔

مرزا فضل حق - علم کی بنا پر میں کہہ رہا ہوں۔

اب جناب والا - میں وزراء کی تنخواہوں پر آتا ہوں۔ جناب وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ دو ہزار پانچ سو روپیہ تنخواہ مقرر کی گئی ہے۔ میں اس کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ دو ہزار پانچ سو روپیہ تنخواہ نہیں ہے بلکہ یہ تو ہزار مہوار قومی خزانے پر بوجھ ہے۔ آپ کے پاس

کن میں ہیں۔ آپ کے پاس چوکیدار ہیں آپ کے پاس کوٹھیوں میں
بتکے ہیں۔ یہ سب چیزیں موجود ہیں۔ یہ سب سہولتیں موجود ہیں۔
(قطع کلامیوں)

وزیر خزانہ۔ آپ کو غلط فہمی ہے۔ ہمارے پاس پورا
ایک معکمہ ہے۔ ہمارے پاس ہزاروں ملازمین ہیں۔ ہمارے پاس
ایک پرائیویٹ سیکرٹری ہے۔ ہمارے پاس ایک ہی۔ اے
ہے۔ جناب والا۔ یہ چیزیں ہمیں کس لئے ملی ہیں۔ کیا وہ
لوگ ہماری مٹھی چابی کرتے ہیں؟ ان سے کام لیا جاتا ہے۔
وہ عملہ اس لئے دہا جاتا ہے کہ ان کی ہمیں عوام کی خدمت
کے لئے ضرورت ہے۔ اگر عملہ نہ ہو تو نہ ہم کو عوام کی
خدمت کا موقع مل سکے۔ نہ ان کو کوئی بٹھانے والا
ہو نہ کوئی پانی پونچھنے والا ہو۔ یہ کیسی باتیں کی جا
رہی ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ معزز اراکین مارشل لاء کے
اتنے عادی ہو گئے ہیں جس میں وزراء کی ضرورت نہیں ہوتی
اور انہیں جمہوریت کسی صورت قبول نہیں۔ کیونکہ وہ مارشل لاء
کے بغیر کسی صورت نہیں چل سکتے۔
(قطع کلامیوں)

خان اہیو عبداللہ خان روکڑی۔ میں ان کی وضاحت کے لئے
صرف اتنی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ان کو مخالفت ہوا ہے
مرزا صاحب کے الفاظ سے۔ مرزا صاحب نے یہ کہا ہے
کہ جو گورنمنٹ کی طرف سے ان کو ذاتی سہولتیں دی گئی
ہیں ان کی مجموعی رقم پندرہ ہزار روپیہ معینہ بنتی ہے۔
(قطع کلامیوں)

مسٹر سپیکر۔ مرزا صاحب یہ خود کہہ لیں گے
ان کو ابھی وکیل کی ضرورت نہیں پڑی۔

مرزا فضل حق۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ میں وزراء سے صرف
ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ اپنی تنخواہیں
چھوڑ دیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ اپنی تنخواہوں میں کچھ کمی
کریں۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ کوٹھی کے باہر جو کن میں
بندوق لے کر کھڑا ہے۔ وہ جو دھوپ، بارش، گرمی اور سردی
میں بندوق الٹائی attention کھڑا ہے۔ آپ کی حفاظت کے لئے وہ جو

جو کیدار آپ کی کوٹھی پر موجود ہے۔ وہ مال جو دن بھر آپ کی کوٹھی پر کام کر رہے ہیں اور وہ جو ڈرائیور چوبیس گھنٹے آپ کا ملازم ہے آپ کے ساتھ چلتا ہے جب آپ ہلائیں یا گھنٹی دینے سے حاضر ہوتا ہے۔ اپنی اڑھائی ہزار روپیہ تنخواہ میں سے کم از کم فی وزیر ہانچ سو روپیہ کاٹ کر کوٹھی کے ان گھریب ملازمین اور ان کے متعلقین میں تقسیم کیا جائے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں کتنی دفعہ وضاحت کروں۔ کیا ان کانوں میں سیسہ بھرا ہوا ہے۔ کیا یہ کان سنتے نہیں۔ میں نے اتنی دفعہ کہا کہ ایک ہزار روپیہ اس میں سے لیکس کاٹ جاتا ہے۔

مرزا فضل حق۔ جناب والا۔ یہ مسلوٹ بھمدی کے علی بردار ہیں۔ اگر اڑھائی ہزار میں سے ایک ہزار کاٹ لیا جائے تب بھی بندرہ سو روپے بنتے ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ پاکستان اور بالخصوص پنجاب میں کتنے لوگ ہیں جن کی آمدن ماہوار بندرہ سو روپے سے زائد ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جتنے وزراء اس وقت ایوان میں موجود ہیں یا غیر حاضر ہیں۔ میں جناب والا۔ کی وساطت سے اس ایوان میں مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان سے ان کی سابقہ جائیداد اسکی مالیت اور ان کے خرچ کا حساب لیا جائے۔ اور وہ حساب اس ایوان میں پیش کیا جائے۔ جناب والا۔ یہ روایات قائم کی جائے کہ ہر وزیر ہر سال اپنے سابقہ خرچ بھی اور اگلے سال جو اضافہ ہوا ہے۔ وہ بھی اس ایوان میں پیش کریں تاکہ اس معزز ایوان کو یہ پتہ چل سکے کہ ان کی جائیداد اور مالیت میں کوئی اضافہ ہوا ہے یا نہیں..... (قطع کلاسیاں)۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میں گزارش کروں گا کہ ادیب اور خلیق وزیر خزانہ نے جو الفاظ منہ سے نکالے ہیں کہ ان کے کانوں میں سیسہ بھرا ہوا ہے وہ انہیں واپس لینے چاہیں۔ اگر وہ ہمارے کانوں میں سیسہ بھرنا چاہتے ہیں تو ان کو یہاں آ کر کون سنے گا۔ جو الفاظ ان کے منہ سے نکلیں گے۔ انہیں کون سننے کا اس لئے ہم سے انہیں معافی مانگنی چاہیے۔

مسٹر سمپھکر - میان خورشید انور نے ہوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا - اس سلسلے میں اگر وہ re-print قواعد و ضوابط کے صفحہ ۲۸ قاعدہ ۱۱۸ کا نمبر شمار ۱۲ دیکھیں تو - Standing Committee on Information کے آگے محکمہ جات دینے ہوئے ہیں - اس سٹینڈنگ کمیٹی میں انفارمیشن اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے محکمے شامل ہیں -

راؤ محمد افضل خان - جناب والا - اس دن میری خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی - جس دن اس معزز ایوان کا قائد ایک عوامی ورکر اور لائے شخص کو جناب گورنر صاحب نے مقرر فرمایا تھا - اس کے بعد جناب والا - وہ خوشی حیرت میں تبدیل ہو گئی جب ایک عوامی وزیر اعلیٰ اور لائڈ ایوان نے وزیروں کی فوج ظفر مہج بھرتی کی - جس کی تعداد مغربی پاکستان میں جب ایک صوبہ تھا اس کی وزیروں کی تعداد سے تقریباً ڈیڑھ گنا زیادہ رکھی گئی - جناب والا - پچھلی حکومتوں میں وزراء کرام کو جو سہولتیں حاصل تھیں اسی طرح کی سہولتیں ان عوامی وزراء کرام نے بھی حاصل کیں - وہ دہنہ زب پر دے وہ پیش بہا قیمتی قالین وہ بہترین اور اعلیٰ ترین کولہیاں اور وہی مس پیس ایرکنڈیشنڈ کاریں ایرکنڈیشنڈ بنگلے جب عوامی حکومت کے نام نہاد وزراء حضرات نے حاصل کیں تو میں نے حد حیران ہوا کہ ایک عوامی حکومت اور پچھلی حکومتوں میں فرق کیا ہے - جناب والا - اس کے علاوہ مساوات محمدی کا اعلان کرنے والے اور چرچا کرنے والے آج ہم سے یہ بھی سنتے کے لئے تیار نہیں کہ ہم ان پر نہ کوئی تنقید کر سکیں - جناب وزیر خزانہ صاحب نے خاص طور پر مساوات محمدی پر زور دیا ہے - آپ خلفائے راشدین کے اس وقت کو یاد کر سکتے ہیں - جب خلفہ وقت سے ایک عام آدمی الٹ کر یہ پوچھ سکتا تھا -

مسٹر غلام قاسم - جناب والا - میں معزز رکن سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس جو بنگلہ ہے جس میں وہ رہتے ہیں وہ بھی ایرکنڈیشنڈ ہے کہ نہیں -

راؤ محمد افضل خان - لائڈ عوام بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے جو بنگلہ بنایا ہے میں نے جو جائیداد بنائی ہے - یہ ایک عوامی آدمی کی حیثیت سے بنائی ہے - اگر رزق حلال کملا

پاکستان کے اندر منع ہے تو پھر بھی کہوں گا کہ آپ کی حکومت بھی نہیں چل سکے گی۔ رزق حلال کمالی والوں کیلئے آپ کو وہ مقام دینا ہوگا۔ آپ کو وہ جگہ دہنی ہوگی وہ عزت دہنی ہوگی جو معاشرے کے اندر سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔

مسٹر غلام قادر۔ آپ کو اس چیز پر عمل کرنا ہوگا کہ جو ضرورت سے زیادہ ہے کہ وہ غریبوں کو دینا ہوگا۔

راؤ محمد افضل خان۔ میں آپ کی تائید کرتا ہوں اور انشاء اللہ مخالف عوامی حکومت کے دعویٰ داروں سے اس معاملے میں بھی پیش پیش رہوں گا۔

وزیر قاعدوں۔ جناب والا۔ معزز رکن نے معزز ایوان کو غلط اطلاع دی ہے۔ رزق حلال سے نہ کہی کوئی ہنگامہ بنا ہے نہ کہی کوئی بن سکتا ہے۔ اگر رزق حلال کی بات چل نکلی ہے تو پھر ایک وقت کا کھانا بھی بمشکل رزق حلال سے میسر آتا ہے۔ تو دنیا کی بات کاروں کی بات کوئی کار کوئی ہنگامہ رزق حلال سے نہ کہی پہلے بنا تھا

تھا نہ بن سکتا ہے * * * * *
* * * * *
* * * * *

Rao Muhammad Afzal Khan : On a point of privilege, Sir.

Mr. Speaker : Please take your seat. I am addressing the House.

آپ کی اگر کوئی privilege motion ہے تو آپ مجھے تحریری طور پر لکھ کے دے دیں۔

راؤ محمد افضل خان۔ This is my privilege وزیر قانون صاحب۔ اپنے الفاظ واپس لیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کے پاس ہنگامے ہیں۔

* محکم مسٹر سپیکر حلف کر دیا گیا۔

مسٹر شیپہر : کون سے الفاظ ہیں جو وہ واپس لیں -

* * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *
 * * * * *

رانا پھول محمد خان - جناب والا - اس میں تمام وزراء صاحبان بھی آ گئے ہیں۔ اس میں جناب صدر پاکستان بھی آ گئے۔ گورنر صاحب بھی آ گئے۔ آپ بھی آ گئے۔

مسٹر شیپہر - رانا صاحب میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ یہ انداز گفتگو بالکل غلط ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے آپ اس ایوان کے بہت پرانے رکن ہیں۔ آپ تقریر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور آپ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ سیکرٹری آپ کی طرف ابھی دیکھا بھی ہے یا نہیں۔ اسی طرح کچھ دوسرے اراکین بھی آپ سے کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور سیکرٹری بولنے کی اجازت بھی حاصل نہیں کرتے۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - جناب سیکرٹری - آپ کی وساطت سے مجھے دوبارہ بلکہ سہ بارہ فاضل میران کی خدمت میں یہ اپیل کرنا ہے کہ کوئی معزز رکن خواہ وہ آپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو یا حکومتی پارٹی سے وہ کتنی بھی تلخ بات کیوں نہ کر رہا ہو آپ کو چاہیے اور آپ کا فرض ہے کہ آپ اسے تحمل و برداشت سے سنیں۔ کیونکہ میران کا حق ہے کہ وہ یہاں اپنی بات بیان کریں۔

(نعرہ ہائے حسین)

دونوں اطراف کے فاضل میران سے یہی گزارش کرتا ہوں اس وقت جو فاضل میران تقریر فرما رہے تو میں سمجھتا ہوں۔ وہ بالکل حدود کے اندر توہ انہیں اپنے متعلق

بحکم مسٹر سیکرٹری حذف کر دیا گیا

کوئی وضاحتی بیان دینے کا حق حاصل ہے۔ سو وہ کہتے ہیں کہ میری ساری کمائی رزق حلال سے ہے۔ تو آپ اپنی تقریر میں ان کے متعلق بیان فرما سکتے تھے۔ لیکن میرا یہ ناخوشگوار فرض ہے کہ میں سارے ممبران سے درخواست کروں کہ اس ایوان کا وقار برقرار رکھیں۔ خصوصاً ہم پر زیادہ فرض ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ایوان کا وقار مجروح ہو اور جناب سپیکر ایوان میں کنٹرول قائم نہ رکھ سکیں۔ اسلئے میں اب پھر درخواست کروں گا کہ اگر کسی کی تقریر پر کوئی اعتراض ہو تو وہ اس اعتراض کو نوٹ فرمائیں اور اپنی تقریر میں اس کا جواب دے دیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

راؤ مگد افضل خان - جناب والا - میں آپ کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کروں گا کہ آپ جناب وزیر قانون کو ہدایت فرمائیں کہ انہوں نے جو الفاظ ادا کئے ہیں وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

مسٹر سپیکر - ان کی قابل اعتراض تقریر جو ہے وہ حلف کی جاتی ہے۔

راؤ مگد افضل خان - وہ الفاظ واپس لیں۔ میرا یہ مطالبہ

ہے۔

مسٹر سپیکر - انہوں نے آپ کا نام لے کر نہیں کہا۔ انہوں نے ایک general statement دی ہے۔ ان کی تقریر حلف کی جاتی ہے۔

راؤ مگد افضل خان - شکریہ۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔

وزیر خوراک - ہوائٹ آف پروبلج - جناب والا - یہاں پر ناقص مقرر نے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کہ تمام وزیروں نے ہنگے حاصل کئے ہیں۔ غالباً حاصل کئے ہیں۔ یہ بالکل incorrect ہے۔ ان کو ”تمام“ کا لفظ واپس لینا چاہیے۔

راؤ مگد افضل خان - جناب والا - یہ چیز اپنی تقریر میں فرما سکتے ہیں۔ میں آپ حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی تقریر میں یہ بیان کریں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے محترم قائد ایوان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک بار نہیں دوبار نہیں بلکہ سہ بار انہوں نے اپنا ناخوشگوار فرض ادا کیا ہے۔ میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے رفقاء کار جو ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

وزیر اعلیٰ۔ یہ بات آپ رانا بھول خان سے پوچھیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ (لمبہ) میرا خیال ہے مناسب ہوگا کہ عبدالحفیظ کاردار صاحب سے پوچھیں۔

مسٹر سپیکر۔ جہاں تک عبدالحفیظ کاردار کی بات کا تعلق ہے۔ انہوں نے اپنا ایک پریولج پیش کیا ہے کہ فاضل سپرنٹنڈنٹ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس کوٹھماں ہیں۔ ہمارے پاس غالبیہ ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ انشا اللہ مل جائیں گی۔ وہ اس سلسلہ میں اس کی اس طرح وضاحت کر سکتے تھے کہ نہ میرے پاس کوٹھماں ہے نہ گورنمنٹ کا فرنیچر ہے اور نہ ہی غالبیہ وغیرہ میرے پاس ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ ”تمام“ کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہئے تھا۔

واؤ مگبہ افضل خان۔ جناب والا۔ میں مساوات معہدی کے دھویداروں کی خدمت میں وہ واقعہ بھی عرض کر دوں کہ حضرت عمر کے وقت ایک آدمی نے ان کی لبا پر اعتراض کیا مگر اسے سختی سے دہایا نہیں گیا تھا۔ جیسا کہ آج حکومتی پارٹی کے وزراء صاحبان اپوزیشن کو دہانا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر گلبرگ رضا ملک۔ فاضل رکن نے خلفائے راشدین کا جو ذکر کیا ہے۔ اس میں صرف انہوں نے ”عمر“ کہا ہے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں کہا۔

مسٹر سپیکر۔ یہ ان کا اعتراض ٹھیک ہے کہ اگر نام لیا ہے تو ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا چاہئے ہے۔

واؤ مگبہ افضل خان۔ میں ان کا اعتراض قبول کرتا ہوں۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مساوات معہدی کے دھویدار

ہماری تنقید بھی نہیں سنا چاہتے۔ اور جہاں تک جنرل ایڈمنسٹریشن کا تعلق ہے وزراء صاحبان نے تمام ایڈمنسٹریشن کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ اس چیز سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر جب تک حکمران پارٹی کا کوئی ورکر جا کر کسی افسر کو کوئی حکم نہیں دے دیتا اس وقت تک عدالتوں میں انصاف نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی لیڈر جینی کے لئے کسی کو چٹ نہیں دیتا ان کو جینی نہیں ملتی..... (قطع کلامیان) کیا میرا وقت انہیں ہاتوں میں ضائع ہوگا؟.....

مسٹر سپیکر۔ آپ "ضائع" کا لفظ واپس لیں۔

رائے مسکند افضل بھان۔ جذب والا۔ میں یہ لفظ واپس لیتا ہوں۔ مگر میں اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک اس حکومتی پارٹی کا ورکر یا کوئی لیڈر کسی کو چٹ نہیں دیتا۔ ڈپٹی کمشنر۔ ڈی۔ ایف۔ سی اس غریب شخص کو جینی کے لئے یا آٹے کے لئے اجازت نہیں دے سکتا۔ اور اس کی مثالیں موجود ہیں۔ دیپالپور شہر میں لوگوں کے ڈپو منسوخ کر دئے گئے اور غیر قانونی طور پر منسوخ کر دئے گئے ہیں۔ اور میں نے عدالت عالیہ میں رٹ کر کے ان کے ڈپو بحال کرائے۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ رب الہوت نے جب بابا آدم اور امان حوا کو جنت الفردوس سے نکالا تھا تو ان کی بھی جواب طلبی کی تھی۔ ان کو بھی موقع دیا گیا تھا۔ مگر جناب والا۔ موجودہ حکومت نے مارشل لاء آرڈر نمبر ۱۱۴ نافذ کر کے سب کو نکال دیا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کی تشریح کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ مسٹر

احسان الحق پراچہ۔

مسٹر احسان الحق پراچہ (سرگودھا)۔ جناب سپیکر۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کے اخراجات میں اس قدر اضافہ ہو رہا ہے کہ پنجاب کا یہ غریب صوبہ اتنے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔ پچھلے سال کے مقابلے میں اس ملک میں تین کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے اور جو ون بونڈ کے زمانے میں پنجاب کا بجٹ تھا اس میں چھ کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ لیکن جنرل ایڈمنسٹریشن کی کارکردگی روز بروز constant رہ رہتی گئی ہے۔ دفاتر میں سیکریٹریٹ میں کارک وائے سیاست کے۔ چائے کے با سازشوں کے اور کوئی کام نہیں کرتے سالہا سالہ لاکھ جاتے ہیں کہ جو فائلیں ہیں ان پر فیصلے نہیں کئے جاتے۔ لاء یڈ آرڈر کی پوزیشن یہ ہے

کہ قتل عام ہو رہے ہیں شام کے بعد آپ سڑکوں پر سفر نہیں کر سکتے ۔
ڈاکے پڑ رہے ہیں ، چورہاں ہو رہی ہیں اور ان میں پیپلز پارٹی کے ورکر
پوش پوش ہیں

Minister for Food : Que tion.

(قطع کلامیاں)

صدر دار صغیر احمد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں اپنے
معزز رکن احسان الحق پراچہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ
مسٹر سپہنگر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ اگر آپ
توجہ دلانا چاہتے ہیں تو چٹ بھیج دیجئے ۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - جناب والا - میں گزارش کر رہا
تھا کہ ابھی کل ہی کا واقعہ ہے کہ سرکاری پارٹی کے ایک اہم - این - اے
نے میو ہسپتال میں ڈاکٹر صاحبان کی بے عزتی کی ہے (شیم - شیم) اور
وہاں ڈاکٹر صاحبان نے ہڑتال کر دی ہے یہ کتنی ستم ذریفی ہے کہ
سرکاری پارٹی کے ممبران حکومت کو ٹھیک طرح چلنے نہیں دیتے ۔ میں
ایک اور مثال دیتا ہوں - انٹی کرپشن کے متعلق میں جناب چیف منسٹر
صاحب سے گزارش کرونگا کہ یہ معکمہ ختم کر دیں اور اس کو پیپلز
پارٹی کے ورکرز کے سپرد کر دیں - ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ بھلوال
میں پیپلز پارٹی کے تحصیل کے چیئرمین نے ایک ہتواری پر raid کروایا -
پھر اس کا منہ کالا کر کے شہر میں پھرایا گیا ۔ اس نے پولیس میں
پرچہ درج کرایا لیکن یہاں سے حاکم اعلیٰ کا حکم گیا کہ وہ سرکاری
پارٹی کا چیئرمین ہے ۔ اس کے خلاف پرچہ خارج کیا جائے ۔ تو لاء
اینڈ آرڈر کی پوزیشن یہ ہے تحصیلوں میں ضلعوں میں جتنے پیپلز پارٹی کے
صدر یا سیکرٹری ہیں وہ ڈپٹی کمشنر یا کمشنر صاحبان کو مرعوب کر کے
اپنے کام کرواتے ہیں ۔

ڈاکٹر حکیم رضا ملک - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - فاضل
رکن نے جس چیئرمین پیپلز پارٹی کا ذکر کیا ہے اور جس کیس کا ذکر
کیا ہے وہ معاملہ subjudio ہے ۔ ان کی اس بات سے اس کیس کی
investigation یا عدالت کا فیصلہ متاثر ہو سکتا ہے ۔ اس لئے اسے
ریکارڈ سے حذف کیا جائے اور فاضل رکن کو منع کیا جائے کہ وہ اس
معاملے پر بحث نہ کریں جو عدالت میں زیر غور ہے ۔

مسٹر احسان الحق پوراچہ - یہ کیس میرے ضلع سے تعلق رکھتا ہے اور مجھے اس کا ذاتی علم ہے - یہ کیس withdraw ہو چکا ہے - یہ subjudice کیسے ہو گیا -

سردار صاحب پور احمد - جناب والا - یہ کیس ابھی withdraw نہیں ہوا - یہ غلط بات ہے - یہ کیس ابھی زیر تفتیش ہے -

مسٹر سپہ پور - اگر زیر تفتیش ہوگا تو پھر یہ subjudice ہو جائے گا -
Then this part of the speech is deleted.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - انہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے - اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ یہ کیس عدالت میں گیا ہے یا نہیں گیا - وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ حکمران جماعت کے ارکان قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں - یہ بڑی افسوسناک بات ہے - میں بڑی دلسوزی کے ساتھ قائد ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا اہتمام کریں - اس طرح سے قانون کا تحفظ نہیں کیا جا سکے گا -

ایک غلام نہیں - جناب والا - وہ تو کہہ رہے ہیں کہ سفارش کی گئی ہے اور کیس withdraw ہوا ہے -

مسٹر احسان الحق پوراچہ - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ پرچہ درج ہوا - انسران نے پٹواریوں کی ہڑتال پر انہیں یقین دلایا کہ ہم اس صدر کے خلاف پرچہ درج کرائیں گے اور پرچہ درج کرایا گیا - مگر بعد میں گورنر صاحب کے حکم سے وہ پرچہ واپس لے لیا گیا - تو یہ معاملہ subjudice کیسے ہو گیا - میں تو کہتا ہوں کہ یہ مقدمہ کورٹ میں گیا ہی نہیں -

ڈاکٹر حلیمہ رضا - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے پوراچہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پٹواری نے سو روپیہ رشوت لی تھی یا نہیں لی تھی - آپ یہ بتائیے -

مسٹر احسان الحق پوراچہ۔ وہ آپ کی پارٹی کے اس
تعمیل کے ایم۔ این۔ اے صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔ ان سے
پتہ کریں۔

(قطع کلاموں)

مسٹر سہیل۔ جو بات بھی معزز اراکین نے کرنی ہے
وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کریں۔

سردار صفحہ ۵۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ فاضل رکن
نے بار بار اپنی تقریر میں جناب گورنر کا نام لیا ہے اور
رولز اور ریگولیشنز کے تحت گورنر کی ذات یہاں پر زیر بحث
نہیں لائی جا سکتی۔

مسٹر احسان الحق پوراچہ۔ جناب والا۔ میں تو صوبہ کے
سربراہ کے طور پر جو گورنر صاحب کے اختیارات ہیں اور جو
ان کی سرکاری حیثیت ہے۔ اس پر عرض کر رہا تھا کہ
صوبہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے انہوں نے یہ کیا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ فاضل رکن نے جو
تکذہ اٹھایا ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ آئین
میں یہ چیز موجود ہے کہ گورنر اور صدر مملکت کی ذات
زیر بحث نہیں آ سکتی۔ ان پر تنقید نہیں کی جا سکتی۔
لیکن یہ نہیں ہے کہ اگر گورنر صاحب نے کوئی حکم دیا
ہو تو اس کا حوالہ بھی نہیں دیا جا سکتا۔ یہ تو ان کے حکم
کا حوالہ تھا ان پر کسی قسم کی تنقید نہیں تھی۔

مسٹر عابد اعجاز۔ مگر ان پر تنقید نہیں کی جا
سکتی۔

مسٹر سہیل۔ آرڈر۔ آرڈر۔

سردار صفحہ ۵۔ جناب والا۔ عرض یہ ہے کہ انہوں
نے گورنر صاحب پر یہ الزام لگانے کی کوشش کی ہے کہ
انہوں نے ایک سچے مقدمہ کو withdraw کر لیا ہے۔ میں
آپ سے یہ التجا کرتا ہوں اور آپکو یہ اطلاع دیتا ہوں
کہ یہ الزام سراسر غلط ہے اور یہ کہیں withdraw نہیں

ہوا - گورنر صاحب نے کوئی حکم جاری نہیں کیا - انہوں نے اپنی طرف سے یہ بات کہی ہے - انہیں گورنر صاحب کے خلاف ایسی بات کہنے سے گریز کرنا چاہئے - اگر یہ کیس چھوٹا ہے تو خارج ہو جائے گا اور اگر سچا ہے تو چالان ہو جائے گا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - ہر بات کا اعلان لیڈر آف دی ہاؤس کو کرنا چاہئے - وہ چیف منسٹر بھی ہیں - وہ بتا سکتے ہیں کہ یہ کیس موجود ہے یا نہیں موجود ہے یا کس مرحلہ پر ہے یا زیر تفتیش ہے یا عدالت میں چلا گیا ہے یا subjudic ہے تاکہ فاضل ممبر اس پر تقریر نہ کر سکیں -

منسٹر سپیکر - فاضل مقرر نے گورنر پنجاب کا ذکر اس انداز میں کیا ہے جس میں الزام صاف طور پر واضح ہے - ایک واقعہ ہوا ہے - انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور پھر اس پر یہ کہا ہے کہ گورنر صاحب کے حکم سے کیس واپس ہوا ہے -

منسٹر احسان الحق پراچہ - جناب والا - یہ تو گورنر صاحب کے اختیار میں ہے کہ کیس واپس لے لیں - میں تو وہی عرض کر رہا تھا کہ یہ ان کے اختیار میں ہے اور وہ واپس لے سکتے ہوں -

منسٹر سپیکر - اگر ان کے اختیار میں ہے تو ان کے ذکر کی ضرورت نہیں تھی - جس طرح آپ نے کہا ہے اس میں الزام واضح ہے اور اس میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں -

منسٹر احسان الحق پراچہ - جناب والا - اگر یہ آپ کی رولنگ ہے تو میں withdraw کرتا ہوں -

جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی پر لاکھوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے اس لئے کہ اس کے تمام فرائض پیپلز پارٹی کے ورکرز نے سنبھال لئے ہیں -

یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ میرے خیال میں اس سے حکومتی پارٹی کو برا نہیں منانا چاہئے۔

جناب والا۔ میں عرض کروں گا کہ آج کل دیانتدار اور فرض شناس افسران کی حوصلہ افزائی نہیں کی جا رہی ہے۔ جو افسر دیانتداری سے اچھا کام کرنا چاہتے ہیں پیپلز پارٹی کے چیئرمین یا سیکرٹری صاحبان کی طرف سے سفارشیں ان کے حوصلے ہست کر رہی ہیں اور یہ لوگ ان کو صحیح کام نہیں کرنے دیتے۔ اب افسران نے رشوت ستانی کا ایک نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے کہ جو رشوت خور افسر ہیں اب انہوں نے پیپلز پارٹی کے ورکرز کو اپنا ایجنٹ مقرر کر لیا ہے اور وہ ان کے ذریعہ رشوت وصول کرتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ آپ جہاں بھی جائیں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جو افسر رشوت لیتے ہیں وہاں انہوں نے پیپلز پارٹی کے ورکرز کو اپنا ایجنٹ مقرر کر لیا ہے۔ *****

کنڈل محکمہ اسلام خان شہازی۔ ہرچہ صاحب یہ غلط الزام ہے۔
آپ اسے ثابت کریں ورنہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ (قطع کلام)

مسٹر احسان الحق پوراچہ۔ یہ کوئی کوٹ نہیں ہے کہ میں اس کو ثابت کرتا ہوں۔

کنڈل محکمہ اسلام خان شہازی۔ میں رشوت لینے والوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ (قطع کلام)

وزیر قانون۔ جناب والا۔ حزب اختلاف کے معزز رکن کو میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان بینچوں پر جو وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں یہ سب پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکر ہیں۔ جتنے بھی حزب اقتدار کے ممبر صوبائی اسمبلی ہیں یہ تمام پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن ہیں۔ اگر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے لئے یہ زبان استعمال کی گئی تو میں یہ سمجھوں گا کہ تمام ممبر صوبائی اسمبلی اور تمام وزراء کے خلاف بات کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا پرولیج ہے۔ تمام ممبر صوبائی اسمبلی کا پرولیج ہے کہ ان کے خلاف کوئی ایسا الزام نہ لگایا جائے جیسا کہ معزز رکن نے ابھی کہا ہے۔ کہ یہ سب ”دلالی“ کر رہے ہیں۔ یہ ”ٹاؤٹی“ کر رہے ہیں۔ ہم سب

*بحکم مسٹر سپیکر حلف کر دیا گیا۔

ورکرز میں شمار ہوتے ہیں اور ان ورکرز کی قربانیوں کا نتیجہ میں آج یہ ایوان سجا ہے۔

جناب والا۔ میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے خلاف اگر کسی معزز رکن نے غلیظ زبان استعمال کی تو میں سمجھوں گا کہ پیپلز پارٹی کے کارکن نہ صرف اس ایوان میں موجود ہیں بلکہ ایوان سے باہر بھی لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ کسی شخص کا بھی محاسبہ کرا سکتے ہیں۔

مسٹر احسان الحق پراچہ۔ جناب عالی۔ وزیر قانون صاحب خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں۔ میں نے تو ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کیا تھا۔ اگر آپ باہر جائیں۔ دیہاتوں میں جائیں۔ گاؤں میں جائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے ورکرز وہاں کیا کر رہے ہیں۔ آپ خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں۔ میں نے تو ایک حقیقت بیان کی ہے۔

مسٹر سپہنگر۔ پراچہ صاحب آپ نے ممبر نیشنل اسمبلی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ آپ یہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ جو الفاظ آپ نے استعمال کئے ہیں وہ حذف کئے جاتے ہیں۔

مسٹر احسان الحق پراچہ۔ جناب والا! ٹھیک ہے میں ان الفاظوں کو واپس لیتا ہوں۔ میں تو ورکرز کی بات کر رہا ہوں اور وزیر قانون صاحب ناراض ہو گئے ہیں۔ میں نے تو صرف ان کی اطلاع کے لئے عرض کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ورکرز ایسا کر رہے ہیں۔

حافظ علی اسد اللہ۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ دور ایوی میں ۰۰ فی صدی بیک ڈیوگریسی کے ممبر اور ۹۹ فی صدی چیئرمین ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل کونسلوں کے دلال اور tout رہے ہیں۔

مسٹر سپہنگر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ (تہقہہ)

سپیکر تاجپوش الوری۔ جناب والا۔ وزیر قانون صاحب نے ابھی تمام اراکین کو دھمکی دی ہے کہ پیپلز پارٹی کے ورکرز یہاں بھی موجود ہیں اور باہر بھی موجود ہیں۔ یہ ایک کھلی دھمکی ہے انہوں نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے کارکن یہاں ہی موجود نہیں بلکہ باہر بھی موجود ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو ابھی ان سے ٹپٹ سکتے ہیں۔ یہ اس معزز ایوان میں ایک کھلی دھمکی ہے۔ میں آپ سے اس سلسلہ میں

درخواست کروں گا کہ آپ ان کو انتباہ کریں کہ وہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔

سپیکر سپیکر۔ انہوں نے مجھے لفظ استعمال کیا ہے اور مجھے غالباً حساب سے نکلا ہے۔

سپیکر تائبش الوری۔ جناب والا۔ انہوں نے ”نپٹ سکتے ہیں“ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

سپیکر سپیکر۔ انہوں نے مجھے لفظ استعمال کیا ہے۔
(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلا رہا ہوں اور آپ کے توسط سے قائد ایوان اور وزیر صاحب کی بھی توجہ دلا رہا ہوں۔ جس کا ثبوت ملک مختار احمد اعوان صاحب نے یہاں پیش کر دیا ہے۔ یہ فیصلہ کرنا حکومت کا کام ہے کہ مجھے حسابہ کا اختیار کس کو ہے۔ اگر ہم کوئی غلطی کرتے ہیں، اگر ہم کوئی غلط بات کرتے ہیں، یا کوئی ایسی بات کرتے ہیں جو ان بینچوں پر بیٹھنے والے حضرات کو ناگوار گزرتی ہے تو آپ اس کا مجھے حسابہ کر سکتے ہیں۔ آپ سے زیادہ باوقار شخصیت اس ایوان میں کوئی نہیں ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ پیپلز پارٹی کے لاکھوں عوام باہر موجود ہیں وہ ہمارا حسابہ کریں گے یہ ایک کھلی ہوئی دھمکی ہے۔ یہی تو ہم کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے ارکان کو کسی کے حسابہ کا کوئی حق نہیں ہے، اگر کوئی حق ہے تو حکومت کو ہے، حکومت کے ارکان کو ہے، ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو ہے، کمشنر کو ہے اس صوبے کے چیف سیکرٹری کو ہے، گورنر صاحب کو ہے، اس صوبہ کی انتظامیہ کو ہے، اس حقیقت کو ہم بار بار آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ یہ حسابہ غیر قانونی طور پر ایک سیاسی جماعت کی طرف سے عوام کے خلاف ہو رہا ہے۔ انتظامیہ میں مداخلت ہو رہی ہے۔ ہم اس کے متعلق احتجاج کر رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس کے متعلق فرما دیا ہے کہ آپ کا حسابہ باہر کر لیا جائے گا۔

سپیکر سپیکر۔ یہ مجھے لفظ میں سمجھتا ہوں سیاسی استعمال میں آتا ہے۔ اس آئین کے مطابق عوام کو یہ حق حاصل ہے اور ہر شخص بالآخر ان کے پاس accountable ہو۔ پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر اس ایوان میں کچھ الزامات لگائے گئے ہیں یہ صحیح ہیں یا صحیح نہیں ہیں۔ اس کے متعلق تو آپ

فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں پر یہ الزام لگایا جائے میں سمجھتا ہوں ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کے متعلق اپنا فیصلہ کر سکیں یا اپنی رائے دے سکیں یا ultimate accountability ہو وہ فیصلہ الہوں لے کرنا کہ آپ نے جو الزام لگایا ہے وہ الزام ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ نیشنل ایک غیر پولیٹیکل لفظ ہے۔ لیکن محاسبہ جو ہے اس کی ایک پولیٹیکل interpretation ہے۔ پولیٹیکل ورکرز محاسبہ کرتے ہیں لیکن اس ایوان میں جو محاسبہ ہوتا ہے اس کا انداز پارلیمانی ہوتا ہے۔ سیاسی پارٹی یا سیاسی ورکرز جو محاسبہ کرتے ہیں اس کا انداز عوامی ہوتا ہے۔

(قطع کلامیان)

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں بھی عرض کر رہا تھا کہ عوام کو ہمارے احتساب کا پورا پورا حق ہے۔ جن لوگوں نے ہمیں ووٹ دے کر اس ایوان میں آنے کا شرف بخشا ہے ہم ان کے ممنون ہیں اور ان کے سامنے جوابدہ ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے ایک خاص پارٹی کے کارکنوں کو یہ اختیار سونپ دینا کہ وہ کسی وقت بھی کسی کا محاسبہ کر سکتے ہیں یہ بات غلط ہے۔

وزیر قائدون - جناب والا - میں نے جو محاسبے کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ اس معزز ایوان کے ممبران خواہ وہ حزب اختلاف کی طرف بیٹھے ہوں ہیں خواہ وہ حزب اقتدار کی طرف بیٹھے ہوں ہیں۔ میں نے سب کے لئے استعمال کیا ہے۔ میں نے یہ لفظ صرف حزب اختلاف والوں کے لئے استعمال نہیں کیا کیونکہ ہم سب عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ہم عوام کے ووٹ لے کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ عوام کو حق ہے کہ وہ ہمارا محاسبہ کریں۔ میں نے حزب اختلاف کے لئے یہ لفظ مخصوص انداز میں نہیں کہا ہے۔ میں پھر اس کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے کہا کہ لاکھوں ہمارے کارکن موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں وہ غریب عوام جنہوں نے آسرت کے خلاف جدوجہد کی۔ جنہوں نے جمہوریت کو بحال کرایا وہ سب پیپلز پارٹی کے کارکن ہیں وہ ہمارا محاسبہ کرتے ہیں۔

مہیاں خورشید انور - سب لوگ کیسے پیپلز پارٹی کے کارکن ہیں ہم نے ان کی ضمانتیں ضبط کرائی ہیں اور پھر اس ایوان میں پہنچے ہیں۔ ہم نامزد نہیں ہوئے۔

محترمہ حسنینہ بیگم کھوکھر - میں بتاؤں گی کہ ہم نے
بھی بعض وزیروں کی ضمانتیں ضبط کرائی ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں کہتا ہوں کہ
عوام کو اپنے نمائندوں کے حساب کا حق حاصل ہے - آپ کی
جماعت کے کارکن جو ہیں ان کو حق حاصل ہے لیکن - آپ
کے کارکنوں کو کیا حق حاصل ہے یا کیا حق پہنچتا ہے کہ
وہ ہمارا احتساب کریں - ہمارے حلقے کے لوگ ہمارا احتساب
کر سکتے ہیں - جنہوں نے ہم کو ووٹ دیا - اگر ہم خلاف قانون
بات کہیں گے تو ہم اپنے آپ کو قانون کی بالا دستی سے
مستثنیٰ نہیں سمجھتے - لیکن یہ کہنا کہ پیپلز پارٹی کے کارکن
تمام لوگوں کا احتساب کر سکتے ہیں - میں اس پر اتفاق نہیں
کرتا ہوں -

وزیر خوراک - جناب سپیکر - بار بار دل آزار گفتگو ہو رہی
ہے جس کا بعض وجہ یہ ہے کہ رول نمبر ۱۷ پر عمل نہیں کیا
جا رہا - آپ حزب اختلاف کے رہنماؤں سے فرما دیں کہ وہ
اس قسم کی گفتگو سے باز رہیں -

سردار صفیر احمد - فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا
ہے کہ ہمارا احتساب وہ کر سکتے ہیں - جنہوں نے ہمیں ووٹ
دیئے - مگر جس حلقہ نیاہت سے ہم منتخب ہو کر آئے ہیں،
جنہوں نے ہم کو ووٹ دیا یا نہ دیا میں سمجھتا ہوں وہ
عوام میں سب لوگ شامل ہیں -

مسٹر سپیکر - میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں آئین
کے مطابق آخری معاسبہ کا حق صرف عوام کو ہے اور سیاسی
جماعتوں کے کارکن اپنی اپنی سیاسی پارٹیوں کے ارکان کا معاسبہ
کر سکتے ہیں لیکن آپ اسے generalize نہیں کر سکتے -

وزیر خوراک - میں نے اس لئے کہا ہے کہ معزز
اراکین دل آزار گفتگو کر رہے ہیں -

مسٹر احسان الحق پراچہ - جناب سپیکر - آپ جہاں بین
کریں کہ جو میں نے عرض کیا اس میں کوئی حقیقت بھی ہے
یا نہیں - بہت سے جگہوں پر یہ باتیں ہو رہی ہیں - آپ

پیشہ۔ انکوائری کریں۔ جو ایسی بات کریں ان کے خلاف ایکشن لیں۔ یہ بات میں نے اپنی پارٹی کیلئے بھی کہی ہے۔ جس انداز سے یہاں یہ گفتگو ہو رہی ہے، میں جناب چیف منسٹر سے گزارش کروں گا کہ رات کے وقت ہائی ویز پر پولیس کی پیشروانگ شروع کریں۔ تاکہ لوگ رات کو سفر کرتے ہیں وہ اطمینان سے سفر کریں۔ چوڑی، ڈاکے اور اٹل کی جو وارداتیں ہوتی ہیں اس کے لئے نظم نسق کی گرفت کو مضبوط کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ضلع کے افسران، کمشنر، ڈی سی، ڈی آئی جی وغیرہ بالکل پہاڑ پارٹی ورکرز کی مداخلت کی وجہ سے لا اینڈ آرڈر maintain نہیں کر رہے۔ اس لئے ہمیں ان کی خدمت میں گزارشیں کروں گا کہ وہ اپنی گرفت کو مضبوط کریں۔ اور سڑکوں پر پولیس کی پیشروانگ شروع کرائیں۔

ایک گزارش میں وزیر خزانہ صاحب سے بھی کروں گا انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک اکانومی کمیٹی مقرر کر رہے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ جب تک اس میں عوامی نمائندے شامل نہ ہوں اس کمیٹی کی بالکل تشکیل نہ کی جائے کیونکہ بصورت دیگر کمیٹی کسی نتیجہ خیز بات پر نہیں پہنچ سکے گی۔ میری تجویز یہ ہے کہ پہاڑ پارٹی اور ایوزیشن کی طرف سے دو دو نمائندے ہونے چاہئیں تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں یا اگر ہمیں آپ کمیٹی میں شامل نہ کرنا چاہیں تو آپ فرما دیں۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میں نے قائد حزب اختلاف سے مشورے کے بعد ایک تجویز آپ کے سامنے رکھنی ہے کہ کل صبح کا اجلاس ملتوی کر دیا جائے اور شام کو ساڑھے پانچ بجے یہ اجلاس ہلایا جائے۔ اس اجلاس میں کورم کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

علامہ رحمت اللہ اوشہ - جناب محترم قائد ایوان نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اور میں نے اپنی پارٹی سے مشورہ کیا۔ کل ہمارے واجب الاحترام صدر مملکت ایک دشمن ملک کے اندر مذاکرات کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں اور ان کو باوقار طریقے سے رخصت کرنے کے لئے یہ حضرات ایر پورٹ پر جانا چاہتے ہیں اس لئے میں نے کل شام ساڑھے پانچ بجے اجلاس کے لئے

اتفاق کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ عرض کروں گا کہ مقررین کو مناسب وقت دیا جائے تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

مسٹر سپیکر - جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے اور آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ جتنا وقت دیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ وقت دینے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی مجھ سے بھول ہو جاتی ہوگی۔

کیا یہ ایوان اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ کل صبح کی بجائے اجلاس شام ساڑھے پانچ بجے شروع کیا جائے۔ (ایوان نے متفقہ طور پر منظوری دے دی)۔

خان اہمر عہدالذیلا خان روکڑی - جناب والا - میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ جب فاضل وزیر خزانہ نے بجٹ پاس کرانا ہوتا ہے تو اس رات کھانے کا بھی بندوبست کیا جاتا ہے (تہقیر) میں امید کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اس کا بھی خیال کریں گے۔

وزیر خزانہ - میں شریک ترہن وزیر ہوں - میں اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں نے لائم کے متعلق گزارش کر لی ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ کا وقت سات منٹ رہ گیا ہے۔ سوا گیارہ بجے تمام تقریریں ختم ہو جائیں گی۔ ہاؤس جب سوا گیارہ بجے دوبارہ meet کرے گا اس وقت وزراء صاحبان تقاریر شروع کریں گے بارہ بجنے میں ۱۰ منٹ پر تقاریر ختم ہو جائیں گی۔ اس کے بعد کٹ موشنز ایوان کے سامنے آئیں گے۔

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - جو بھی وقت مجھے دیا گیا ہے۔ اس کے تحت میں اپنی معروضات پیش کرتا ہوں۔ جناب والا - امن و امان کی صورتحال سے حکومت ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہیں رہ سکتی۔ ماضی کے ملبے سے پردہ الٹائیں تو سب سے زیادہ بھیانک صورتحال جو ہمارے سامنے آئے گی وہ انتظامیہ کی corruption ہے۔ جس نے اپنے دور میں مہاست اور

جمہوریت کو ہر حالت میں ناکام کیا تھا۔ تو میں قائد ایوان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے سب کے سوچنے کی بات ہے کیونکہ انتظامیہ میں جو corruption تھی۔ اس نے ماضی میں بہت سے نظاموں کو جنم دیا۔ اور اس کو برباد کیا۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر ہم سب کو غور کرنا ہوگا۔ اس میں مشرق و مغرب کا کوئی سوال نہیں ہے یا حزب اختلاف اس میں ہو اور حزب اقتدار نہ ہو۔ تو میں ایک سازش کی نشاندہی کرتا ہوں وہ یہ کہ اگر ماضی کے ملے سے پردہ اٹھایا جائے۔ تو اس میں انتظامیہ نے ناکامی کے اسباب سہیا کئے تھے۔ جو آج موضوع زیر بحث ہے۔ اس کے متعلق میں عرض کرونگا کہ انتظامیہ کو اگر کسی نے برباد کیا ہے تو وہ کرپشن نے کیا ہے اس کرپشن کے اسباب کیا ہیں۔ اس پر میں عرض کر رہا تھا کہ کرپشن کو ہم سب نے ایسے مل کر روکنا ہے۔ انتظامیہ کو ہم کو کیسے صحیح کرنا ہے۔ اس میں ہم نے کس انداز سے اپنے لیئے بہتر طریقہ کار کا تعین کرنا ہے۔ جناب والا۔ ماضی کے چند اوراق اگر اٹھائے جائیں تو یہ نظر آئے گا۔ کہ انتظامیہ ابتداء پاکستان میں ایسی نہ تھی جیسی آج ہے۔ یہ ناخشگوار فریضہ اس وقت کے سیاستدانوں نے ادا کیا تھا۔ جنہوں نے جائز و ناجائز کام انتظامیہ سے لیئے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ بیماری کا شکار ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیاستدانوں نے انتظامیہ کو ختم کر دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں پھر ایک موقع دیا ہے۔ کہ آج ہم اس ایوان میں موجود ہیں۔ میں یقین کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ انتظامیہ کا وہ پرانا اور نوکر شاہی نظام اب تک corrupt ہے۔ وہ ہمارے اور آپ کے خلاف ابھی تک ہے اور رہے گا۔ اس کے لئے ہم سب نے مل کر جدو جہد کرنی ہے۔ اس میں سر سہراست جو چیز آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی corruption کو کھسے روکا جائے۔ اس کے لئے کہا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ ماضی میں جو غلطیاں ہو گئی ہیں وہ صاحب صدر میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ان کو آپ کے سامنے پیش کروں۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست ملک مختار احمد اعوان نے فرمایا تھا کہ پیپلز پارٹی کے کارکن محاسبہ کر سکتے ہیں۔ ہر رکن کا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ اور دوسری طرف محمد حنیف رائے صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ تنقید نہیں ہو سکتی۔ تو میں ایسے حالات پیش کروں گا کہ ہم سے پہلے جو لوگ

تھے۔ انہوں نے بھی ڈنڈے کے زور سے حکومت کو چلا یا تھا اور مخالفین کو تباہ و برباد کیا تھا۔ انتظامیہ سے ناجائز کام لیتے تھے لیکن آج ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان سے کام نہ لیا جائے۔ اگر ہم ان سے کام لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ نوکر شاہی اپنی من مانی کرنے کے لئے تیار ہے۔ پھر وہ راستہ کونسا ہے جس پر ہم سب نے چلنا ہے۔ اسلئے میں تفصیل سے عرض کرونگا کہ پاکستان پیپلز پارٹی وہ جماعت ہے کہ جسکے کارکنوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ کام کریں۔ تو میں عرض کرونگا کہ ان کو بالکل مداخلت کی اجازت نہ دی جائے اور نہ اور مقام پر ان کو اجازت دی جائے جن کا یہاں ملک مختار اعوان صاحب تحفظ کر رہے تھے وہ غلط ہے۔ وہ بے بنیاد ہے۔ اس ملک کی بقا کا سوال ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ سب دوستوں کا فرض ہے کہ ان کو انتظامیہ میں مداخلت سے علیحدہ رکھا جائے۔ جہاں تک وزراء کا تعلق ہے۔ وہ اپنے انتظامی معاملات کے علاوہ اپنے محکمہ کی کرپشن کی ذمہ داری خود قبول کریں۔ وہ محکمہ جسکو انٹی کرپشن کہا جاتا ہے جسکی ہم نے کٹ موشن دی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ محکمہ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ اسکے پاس نہ عملہ ہے اور نہ اسکے پاس پیسہ ہے۔ وہ بالکل بے سود ہے۔ اسلئے محکمہ کا متعلقہ وزیر محکمہ میں اصلاحات کرنے کی ذمہ داری خود قبول کریں۔ اور محکمہ کے انچارج کو اس کا ذمہ دار گردانا جائے۔ اور انٹی کرپشن کے قوانین میں ترمیم کی جائے۔ تاکہ فوری طور پر بددیانت شخص کے خلاف عمل کیا جاسکے۔ کیونکہ انٹی کرپشن کے محکمہ میں جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست نے نشاندہی کی تھی وہ طریقہ کار بدل چکا ہے۔ وہ رشوت خور کو نہیں پکڑ سکتے جب تک اس کی جیب سے نوٹ برآمد نہ ہوں۔ کوئی آدمی، کوئی ملازم، براہ راست نوٹ لے کر لے لے تیار نہیں ہے تو انتظامیہ کے معاملے میں وزراء صاحبان کو کرپشن کی ذمہ داری قبول کرنی ہوگی اور اس محکمہ کو جو میں سمجھتا ہوں کہ برائے نام ہے اسے ختم کر دیا جائے۔ تو جہانتک محکمہ انٹی کرپشن کی ذمہ داری کا تعلق ہے وہ وزراء صاحبان قبول کریں۔ اگر اس محکمہ میں کرپشن ہوگی تو وزراء صاحبان اسکے ذمہ دار ہونگے۔

جہانتک وہ اپنی تنخواہوں کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ میں زیادہ دی جائیں تو اسکی ذمہ داری بھی وزیر صاحب پر ہوگی۔ تو ہم

وزیر صاحب کو یہ کہیں گے کہ وہ اپنے حکمہ کی کرپشن بند کریں۔ اسلئے میں عرض کرونگا کہ پولیس کی جو مراعات اٹلی کرپشن کو دی گئی ہیں۔ وہ واپس لے کر پولیس کو دینی چاہیں۔

سپیکر قاضی الوری (بہاولپور)۔ جناب سپیکر۔ اس سے پہلے کہ میں اظہار خیال کروں۔ آج کی نکتہ چینی کے سلسلہ میں حزب اقتدار کے اضطراب کے جواب میں صرف یہی عرض کرونگا۔

چمن میں تلخ نوائی مرہا گوارا کر

کہ زہر بھی کبھی کھلا ہے کار تریاتی

جناب سپیکر۔ جیسا کہ حکومت کے اندر انتظامیہ ایک دل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جسکی توانائی پر ساری انتظامی مشینری کا انحصار ہوتا ہے۔ جناب والا۔ تمام جمہوری ممالک میں انتظامیہ ہمیشہ غیر جانبدار ہوتی ہے۔ حکمران جماعتیں آتی ہیں چلی جاتی ہیں۔ لیکن انتظامیہ اپنے کردار کے اعتبار سے غیر جانبدار ہی رہا کرتی ہے۔ جناب والا۔ انتظامیہ کا کام پالیسی پر عمل کرنا ہے اور حکمران پارٹی کا کام پالیسی ترتیب دینا ہوتا ہے۔

جناب والا۔ میں گزارش کرونگا کہ ماضی میں بھی اس ملک کی یہ المناک تاریخ رہی ہے کہ مختلف ادوار میں سیاسی جماعتوں نے اپنے ناجائز سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے انتظامیہ کو آلہ کار بنا کر انہیں بدعنوان بنا دیا تھا۔ اور اب بھی بدقسمتی کی بات ہے کہ موجودہ حکومت بھی اس غلط روایت کو اس بدعت کو وسعت دے کر ایک نیا سنگین مسئلہ پیدا کر رہی ہے۔

جناب والا۔ میں آپکی خدمت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ دباؤ دھونس دھاندلی اور لاقانونیت کے ذریعے انتظامیہ کو مفلوج کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اسے اپنے خاص سیاسی مقاصد کے لئے بے چون و چرا استعمال کیا جا سکے۔

جناب والا۔ مارشل لاء کے ضابطہ ۱۱م کے تحت افسروں کی ایک فہرست کے جہاں اور بھی مقاصد تھے۔ وہاں اس کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی تھا کہ انتظامیہ کے افسروں کو صفائی کا موقع دینے بغیر ملازمت سے برطرف کر کے اسقدر دہشت زدہ کر دیا جائے کہ وہ حکمران پارٹی کے ناجائز سیاسی مقاصد کی تکمیل میں کوئی مزاحمت نہ

کر سکیں۔ جناب والا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہی طریقہ کار جاری رہا تو ہم ایک تعصبانہ نظام میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ہماری تاریخ کا بدترین دن ہوگا۔ جناب والا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ صرف انتظامیہ کو غیر جانبدار بنایا جائے بلکہ پورے سول سروس کے قدیم فرسودہ اور امرانہ ڈھانچے کو نئے سرے سے عوامی امنگوں اور عوامی تقاضوں کے مطابق ترتیب دیا جائے۔ سادگی اور دیانتداری کی بنیاد پر اگر سول سروس کو نئے سرے سے ترتیب دیا گیا اور بڑے بڑے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں غیر معمولی فرق کم کر کے ان میں ایک نئے معیار زندگی۔ ایک سادہ معیار زندگی کو اختیار کیا تو ہمارے اس معاشرے میں بڑے معجزانہ کردار ہمارے سامنے آئیں گے۔ اسی طرح وزراء کرام کی کثیر تنخواہوں اور رہائشی آرائش و زیبائش کو بھی کم کر کے مساوات معمدی یا چینی اشتراکیت کی روشنی میں ہم ایک نئی قابل تقلید مثال قائم کر سکتے ہیں۔ جب کہ ہمارے بعض همسا یہ صوبوں نے وزراء کی تنخواہیں کم کر کے لیکن ان کی تعداد بڑھا کر اس سلسلہ میں ایک تجربہ بھی کیا ہے۔

جناب والا۔ نظم و نسق میں حکمران پارٹی کی بیجا مداخلت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ وہ سراہا احتجاج کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ جناب والا۔ کل سو ہسپتال میں بعض سینئر ڈاکٹروں کے بے حرمتی ایک شرم ناک مثال ہے جسکے نتائج میں آج پورا ہسپتال ہڑتال کی زد میں ہے۔ اس طرح نظم و نسق کی ناکامی کی ایک اور مثال پیش کرتا ہوں وہ محصول چونگہوں کی فیلاسے کے متعلق ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ موجودہ حکومت کا نہیں یہ ماہانہ حکومتوں کا ہے لیکن موجودہ حکومت نے اس فیصلے کو جاری کر کے ایک بدعت اور غلط روایت کی توثیق کی ہے۔ یہ بات تصدیق شدہ ہے کہ موجودہ نظم و نسق کے تحت موجودہ انتظامیہ محصول چونگہوں کو صحیح طور پر چلانے میں ناکام اور نااہل ہے۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صورت حال بڑی تشویشناک ہے یہ رسم چل نکلی ہے اور کل کو یہ تجویز نہ آ جائے کہ صوبائی نظم و نسق اور صوبائی انتظامیہ کو مستعفی کر دیا جائے۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ عوامی نمائندوں کے مشورے سے ایک ایسا اعلیٰ اختیاری ادارہ قائم کیا جائے اور ایک ایسی کمیٹی ترتیب دی جائے جو نظم و نسق کی موجودہ خرابیوں کو دور کرنے

کیلئے انکے ڈیمانچے کو نئے سرے سے ترقیب دے تاکہ اس ملک میں ایک حقیقی فلاحی اور اسلامی مملکت کا قیام عمل میں آسکے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں نے کچھ نام دئے تھے ان میں سردار عطا محمد خان صاحب کا بھی نام تھا۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری - ہوائنٹ آف پروویج - جناب والا - ہم یہاں پر عوام کے مطالبے لے کر آئے ہیں - ہمیں بھی وقت دیا جائے اگر ہمیں یہاں بولنے کا حق نہیں ملتا تو ہمیں یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے - میں کئی مرتبہ کہڑا ہوا ہوں کہ شاید آپ تھوڑی سی نظر کرم کریں - میں غلط بات نہیں کروں گا۔

منسٹر سپیکر - میں معزز ممبران کے تعاون کا بہت مشکور ہوں - میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ جس روز سے سیشن شروع ہوا ہے کوئی رکن ایسا نہیں جو کم بولا ہو - یہ بہت عجب ہے کہ مجھے بولنا پڑتا ہے - اگرچہ ہر بار سوچتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے - یہاں جو ابتدائی باتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ آنریبل ممبران سیاسی جماعتوں سے منسلک ہیں اور کچھ آزاد رکن ہیں اکثر آزاد ممبر متحدہ حزب اختلاف میں شامل ہیں - اس ایوان میں کام کرنے کی روایات ہیں - ان میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ پارٹی کا قائد یا سیکرٹری مہری امداد کرتے ہیں - جن ارکان نے تقریر کرنا ہوتی ہے وہ ان کے نام سپیکر کو دے دیتے ہیں - دوسرے کچھ ممبر جماعتوں کے رکن ہونے کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ جو نام ان کی جماعتوں نے پہنچا دئے ہیں ان سب نے تقریر کرنا ہے - یہ بات نہیں ہے سپیکر کی بھی موافقہ ہوتی ہے کہ ہر مسئلے پر ہویے ایوان کی خواہش کا احترام کرے - اس طرح کام نہیں چل سکتا - میں فائل اراکین کو جو کسی نہ کسی جماعت کے ساتھ منسلک ہیں - کہنا چاہتا ہوں کہ بہتر صورت یہ ہے کہ وہ اپنی پارٹی کے سیکرٹری کے ذریعے اپنا نام پہنچا دیا کریں میں ان کا مشکور ہونگا کہ شکوہ چیپر سے باہر مجھ سے آ کر کر لیا کریں -

میں قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ذرا تھوڑی سی اس طرف توجہ دیں - اسکے باوجود بھی اگر آنریبل ممبران تقریر کرنا چاہیں وہ اسکا اظہار کر سکتے ہیں - اگر وقت ہوگا تو میں ان کو بولنے کیلئے ضرور وقت دوں گا لیکن اگر وقت نہ

ہوا تو اس میں مجبوری ہے۔ سردار صاحب آپکے لئے بہت آسان تھا اگر آپ بولنا چاہتے تھے۔ اگر آپ نے اس بجٹ میں کوئی نقص دیکھا ہے یا کوئی خوبی دیکھی ہے۔ اس پر آپ تحریک تخفیف زر پوسٹ کرتے آپ نے اپنا حق استعمال کرنے سے گریز کیا ہے۔ لیکن اسکے باوجود آپ چاہتے ہیں کہ آپکی آواز پہنچے۔

دوایزادہ سرہار عطا محمد خان لغاری۔ جناب والا۔ میں نے کٹ موشن پیش کی تھی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ انہوں نے کٹ موشن دی ہے۔ میری گزارش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مختصر وقت کے لئے وہ بول سکیں۔

مسٹر سپیکر۔ مجھے لیڈر آف دی ہاؤس کی طرف سے چٹ دی گئی ہے کہ راجہ محمد افضل کی بجائے راؤ محمد افضل خان کر دیں۔
(قطع کامیاب)

مسٹر رؤف طاہر۔ ہوائنٹ آف پرواج۔ کل بھی درخواست کی تھی کہ مجھے بھی ہانچ سات منٹ کے لئے اجازت دیجئے۔ آپ نے کل اجازت نہیں دی۔ آج پھر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی تقریر کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ میں بھی اپنے مسائل بیان کر سکوں۔

خان امیر محمد اللہ خان روکڑی۔ میں حزب اقتدار کے دوستوں کو ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ وقت لینے کا حل بڑا آسان طریقہ ہے۔ وہ بھی کٹ موشن پیش کر دیا کریں اور بولنے کے بعد اپنے لیڈر کے کہنے پر واپس لے لیا کریں۔ انہیں موقع اسی طریقہ سے ملے گا۔ میں صرف انکو طریقہ بتا رہا ہوں۔ یہ صرف بولنے کی ٹیکنیک ہوتی ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ صحیح طریقہ اختیار کریں وہ ہمارا وقت لینا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ میں اللہ ہائی ادب و احترام سے گزارش کروں گا کہ جب سے یہ سیشن شروع ہوا ہے اخبارات میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ صرف حزب اختلاف کے ارکان ہی اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لے رہے ہیں۔ آخر ہم بھی اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں ہمیں بھی موقع دینا چاہئے۔

والا پھول منگید خان۔ جناب والا۔ بعض آزاد ارکان جماعتوں میں اپنے آپ کو ضم کر چکے ہیں۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ جب تک کوئی رکن کسی سیاسی جماعت میں شمولیت کا اعلان نہ کرے اس وقت تک اس رکن کا حق ایک آزاد رکن کا حق ہے۔ آپ نے ہمارے حق کو جناب والا نظر انداز کر دیا ہے۔ جب آپ حکومتی پارٹی کے رکن کو کسی تحریک تخلف زر پر تقریر کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور اپوزیشن کی طرف سے آپ صرف محرک کو اجازت دیتے ہیں تو یہ جناب والا ناانصافی ہے۔ اگر آپ گورنمنٹ پارٹی کے آدمی کو اجازت دیں گے تو یقیناً آپ کو ہمیں بھی اجازت دینی پڑے گی۔

حندشو بیگم۔ آج چائے کیلئے وقفہ نہیں ہوگا جو میر چاہتا ہے وہ جا کر چائے پی آئے۔

راجہ منگد افضل خان (گجرات)۔ جناب والا۔ مجھے یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا ہے کہ جب سے یہاں ہم آئے ہیں۔ ہم نے ایک دوسرے کے اوپر تنقید تو کی ہے۔ لیکن کوئی ایسا عملی نمونہ پیش نہیں کیا جس سے ہم اس ایوان میں ایک مثال قائم کرنے جو کہ ہماری روایات کی صحیح ترجمانی کرتی۔ اس لئے میں اس دائرے میں رہ کر اس ایوان میں آپ کی وساطت سے کچھ مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں جن کی بنیاد پر ہم اس نظام کو کاسیابی کے ساتھ چلا سکیں گے۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے۔ جناب وزیر خزانہ نے جو فرمایا ہے اور جو دلائل پیش کئے ہیں کہ ہمیں ان اخراجات کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہمیں اچھے کپڑوں کی اور اچھی رہائش کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ ملکی وقار کا سوال ہے۔ اگر یہ ملکی وقار کا سوال ہے تو کیا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیوند لگنے ہوئے کوڑے اسلام کے وقار کے برعکس تھے۔ اگر وہ برعکس تھے تو آپ حق بجانب ہیں اور آپ اس وقار کو قائم رکھنے کے لئے یہ مراعات حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر مساوات عمدی قائم کرنی ہے تو آپ کو اس دائرے میں آنا پڑے گا جو ہمارے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کر دیا ہے۔ وہ دائرہ کیا ذات ہم کو اس مقام پر نہیں جانے دیتا جو مقام فرعون قازون اور ہزید کا ہے۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس نعرے کے بعد اس تمام پر آجائیں جو مقام دشواریوں کے بعد ہمارے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے قائم کیا تھا۔

جناب والا - مجھے افسوس ہے کہ جس وقت ایک اچھی بات کی جاتی ہے اس کو ہم سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے - ہم نے جو وجوہات دی ہیں کہ ہمارے پاس یہ چیزیں نہایت ضروری ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ وجوہات اور یہ دلائل اسی طرح ہیں جیسے کہ ایک سرمایہ دار اپنی جائیدادوں اپنی اعلیٰ کاروں کلبوں میں جانے غیر ملکی سیروں اور اعلیٰ رهن سہن کے متعلق دیتا ہے یہ دلائل ایسے ہیں جیسے ایک عورت اپنے زیور کو حق بجانب قرار دینے کے لیے دیتی ہے - حقیقت یہ ہے کہ ہم اس وقت یہ دلائل نہیں دے سکتے - ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے عوام کی سطح اس مقام پر نہیں ہے جہاں پر کہ ہم ان کو لے کر آنا چاہتے ہیں - حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک نظام لے کر چلے ہیں اور جناب جو ہمارے اور حزب اقتدار میں بے عملی کی دیوار ہے اگر وہ ختم ہو جائے تو ہمارے اور ان کے درمیان فاصلہ ختم ہو جاتا ہے - وہ عمل ہم کہاں سے لائیں - ہمارے لئے دشواریاں دور کرنے کا صرف یہی واحد حل ہے اور ہم غریبوں کی نزدیکی تب ہی حاصل کر سکتے ہیں - مثلاً لباس کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے احساس کمتری پیدا ہوتا ہے - کیونکہ میرے پاس لباس اتنا اچھا نہیں ہے - لیکن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کا اچھا لباس دیکھ کر مجھ کو احساس کمتری پیدا ہوتا ہے تو ہمارا اچھا لباس دیکھ کر جن کی وساطت سے ہم آئے ہیں ان کو بھی احساس کمتری پیدا ہوتا ہے -

بیگم آباد احمد خان - اگر انسان خوددار ہو تو اسے کبھی سادہ لباس سے احساس کمتری پیدا نہیں ہوتا -

مسٹر سپہنگر - بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیے -

راجہ محمد افضل خان - تو اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ سب سادہ لباس پہنیں - اب میں جنرل ایڈمنسٹریشن پر آ رہا ہوں اخراجات کم کرنے کے سلسلے میں میں آپ کو یہ واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اخراجات کم کرنا چاہتے ہیں - اگر ہم اپنے آپ کو عوام کی سطح پر لانا چاہتے ہیں - ہم ایک جذبہ لے کر اس ہاؤس میں آئے ہیں اور اس جذبے کے بغیر ہم وہ راستہ ہموار نہیں کر سکتے - اس طرف سے بھی تنقید ہوئی ہے لیکن جہاں

تک میرا تعلق ہے میں نام ہاؤس پر تنقید کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں سب ممبران سے کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہم نے تنخواہیں وصول کرنے کا عہد کیا ہے یا اس کو قبول کیا ہے وہ بھی سراسر عوام کے ساتھ زیادتی ہے (قطع کلاموں)۔

Mr. Speaker—That is not under discussion. Please be relevant.

راجہ محمد افضل خان۔ میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی بات کر رہا ہوں۔ یہ تنخواہوں کی بات ہے۔ یہ میرا مضمون ہے۔ مسٹر سپیکر۔ مضمون ہے تو کسی اخبار میں لکھوئے۔ (قہقہہ)

راجہ محمد افضل خان۔ یہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے اخراجات میں بجٹ کے متعلق ہے۔ اس کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم ایک مثال لے کر اس ہاؤس سے چلیں گے اور اس مثال کے لئے میں نے پہلا قدم اٹھایا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ (قطع کلاموں)

مسٹر سپیکر۔ راجہ صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میان محمد اسلام۔

مہیاں محمد اسلام۔ (رحیم یار خان۔) جناب سپیکر۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک اتنی تعداد وزیروں کی کبھی ہم نے نہیں دیکھی۔

مسٹر سپیکر۔ میان صاحب یہ بات بہت دفعہ دہرائی جا چکی ہے۔ ابھی پھر کوئی وزیر یہ اعتراض کر دے گا۔

مہیاں محمد اسلام۔ اگر کوئی اعتراض کر دے گا تو میں بھی اس اعتراض کا جواب دوں گا۔ (قطع کلاموں)

مسٹر سپیکر۔ میں نے صرف انہیں اشارہ کیا ہے۔ میں نے انہیں روکا نہیں ہے۔ introduction میں تھوری سی repetition ہو جاتی ہے۔

مہیاں محمد اسلام۔ جناب والا۔ میں عوامی دعوے کرنے والوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اتنی بڑی رقم اولیٰ تنخواہیں اپنی آسائشی اور اپنے محلات پر خرچ کرتے ہوئے

یہ غریبوں کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ جناب والا۔ یہ حکومت اپنے قول و فعل میں تضاد پیدا کر رہی ہے۔ اتنی بڑی افسروں کی تعداد کو جو تنخواہ دی گئی ہے۔ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ افسران بے حسی اور بے بسی کے عالم میں ہو گئے ہیں۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ارکان جو چاہتے ہیں وہ من مانی کارروائی افسران سے کرواتے ہیں۔ جناب والا۔ پارٹی کے کارکن جو ہیں وہ بہت دھاندلی۔ لوٹ کھسوٹ۔ بلیک اور چوری کے واقعات کی سر پرستی کر رہے ہیں۔ ایک آدمی کو انصاف ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ چوری کی اتنی وارداتیں بڑھ گئی ہیں کہ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک۔ ہوائنٹ آف پرولیج۔ جناب والا میں آپکی وساطت سے اس ایوان کی توجہ ایک بار پھر اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر نے ایک بار پھر پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ جرائم کی سر پرستی کرتے ہیں۔ انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

مہیاں مگھد اسلام۔ جناب والا۔ ایک عام آدمی کو انصاف ملنا بہت مشکل ہو گیا۔ چوری کی واردات اس لئے بڑھ گئی ہے کہ چور پیپلز پارٹی کے ارکان کے پاس جاتے ہیں تو وہ اسکی سرپرستی کرتے ہیں اور مدعی بجائے پولیس کے پاس جانے کے پیپلز پارٹی کے ارکان کے پاس جاتا ہے اور ان کی منت سماجت کر کے اپنا مال واپس کرواتا ہے۔ جناب والا۔ ان حالات کے پیش نظر میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ پیپلز پارٹی کے اراکین کو اتنی فوقیت نہ دیں۔

مہیاں غلام فرید چشتی۔ جناب سپیکر۔ میں آپکی وساطت سے فاضل ممبر سے پوچھتا چاہتا ہوں۔

Mr. Sparker—Please take your seat. It is not a forum for making enquiries.

مہیاں مگھد اسلام۔ جناب والا۔ ہمارے علاقہ میں انتظامیہ بالکل معطل ہو چکی ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے اراکین مداخلت کرتے ہیں وہ ہمارے تمام معاملات میں۔

عدل و انصاف میں - تمام واقعات میں افسروں کو دھونس دینے ہیں - افسران بے بس ہیں - میں حکومت سے گزارش کرتا ہوں اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ صاحب سے جو عوامی ہیں اور پہلے بھی اس ایوان میں رہ چکے ہیں کہ ہمیں پیپلز پارٹی کے اراکین سے بچایا جائے اور ہمیں انصاف مہیا کیا جاوے۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا - مجھے وقت دیا جائے تاکہ میں اسکا جواب دے سکوں -

سنگھ سپیکر - آپ کیارہ بھکر چالیس منٹ پر جواب دیں گے - ایوان کا وقت بارہ بجے سے بڑھا کر ۱۰-۱۲ بجے تک کر دیا گیا ہے - یعنی پندرہ منٹ بڑھ دیئے ہیں - اب میان مصطفیٰ قریشی صاحب اپنی تقریر کریں گے -

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - (مظفر گڑھ - ۲) جناب والا - عام نظم و نسق کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے - اس کے متعلق وزیر خزانہ نے تو جواب بھی دے دیا ہے کہ یہ بد نظمی اب غریبوں کے لئے نہیں ہے امیروں کے لئے ہے - اگر ان کا خیال یہ ہے کہ جو ڈاکو اور چور غریب ہوتے ہیں ان کو ان کی طرف سے تحفظ دیا جا رہا ہے تو پھر یہ درست ہے -

جناب والا - گزارش یہ ہے کہ انتظامیہ اب صرف یہی رو گئی ہے کہ جب وزیر صاحب گزریں تو ان کی کار کو saluto کیا جائے - ان کی کوٹھی کے گرد چمکی ہوئی سنگینوں کے ساتھ پھر دیا جائے -

جناب والا - ایک محکمہ افسداد رشوت بنانی کا ہے - میں اس وقت اس محکمہ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ کرپشن جتنی اس محکمہ کے دور میں پہلی پہلوں سے یہ قابل داد ہے - جناب والا - گزارش یہ ہے کہ اس محکمہ کو بالکل ہی ختم کر دیا جائے اور اس کی بجائے امریکن سسٹم رائج کیا جائے جسے sheriff سسٹم ہوتا ہے کہ جو سپ سے بڑا ڈاکو - چور پولیس کے ہاتھ میں نہ آئے لنگو اس علاقے کا sheriff مقرر کر دیتے ہیں کہ تم انتظامیہ متھالو

اور تم ہی تمام انتظامات کرو۔ جناب والا پہلے ۳.۳ نکلے اور پھر ۱۳.۰۰ نکلے.....

وزیر خزانہ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا یہ طریقہ پہلے ۲۳ سال میں آزمایا جا چکا ہے اب ہمیں اسے دوبارہ نہیں اپنانا۔

مہاں مصطفیٰ ظفر قریشی - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کسی بد دیانت افسر کو یہ محکمہ سونپ دیا جائے اور اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دینے جائیں کہ میں ہم نے مان لیا۔ آپ جوت گئے اور ہم ہار گئے۔

وزیر خزانہ - یہی خان کو اس لئے سونپا گیا تھا۔

مہاں مصطفیٰ ظفر قریشی - میں عرض کر رہا تھا کہ پولیس کا محکمہ اس انسداد رشوت ستانی کے محکمے کی سرپرستی کرتا ہے جو سب سے زیادہ کرپٹ محکمہ گنا جاتا ہے اگر اسکی بجائے میرز صوبائی اسمبلی اور میرز مرکزی اسمبلی کو یہ کام سونپ دیا جائے کہ وہ اسکی چیکنگ کریں اور اسکے بعد رپورٹ کریں تو یہ زیادہ موثر ہوگا۔

جناب والا - آخر میں میں یہ کہوں گا کہ محکمہ بحالیات ایک ایسا محکمہ ہے جو ساری زندگی اس لئے ختم نہیں ہوگا کہ اس محکمہ کے ٹوٹنے سے ایک وزیر بھی فارغ ہو جائے گا۔ اس لئے اس سلسلہ میں مجھے صرف اتنی عرض کرنی ہے کہ یہ محکمہ بالکل بے فائدہ ہے۔ یہ کام ان سے ختم نہیں ہو سکے گا۔ مدتوں پہلے اسکو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔

مسٹر محمد عاشق - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - مجھے ٹائم نہیں دیا گیا آپ مجھے ٹائم دیں۔

مسٹر شیپپر - آپ نے اپنا ٹائم کسی کو دے دیا تھا۔

Don't discuss that with me. That is my discretion.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - یہ جناب والا کو پورا حق ہے کہ جس کو چاہیں ٹائم دیں۔ سب سے پہلا حق کٹ موشن پیش کرنیوالوں کا ہے۔ وہ بول چکیں تو یہ استحقاق

چیف منسٹر کو ہوتا ہے کہ جواب دے اگر آپ ان کے دوسرے آدمیوں کو بولنے کی اجازت دے دیں تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اس طرف پیش قدمی ہوئے سیران کو بھی بولنے کا حق دینا پڑے گا۔

منسٹر سپیکر۔ وہ ہو گیا ہے۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی۔ جناب سارا ٹائم ایسے ہی نہ چلے۔

منسٹر سپیکر۔ آپ کہہ تو نہیں کر سکتے۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی۔ نہیں جناب کہہ نہیں کر رہا بلکہ توجہ دلا رہا ہوں۔

شیخ صفحہ علی۔ (لاہور-۱) جناب والا۔ میں جنرل ایڈمنسٹریشن پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے پہلے منسٹر صاحبان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جن پر بہت زیادہ اعتراضات کئے گئے ہیں۔ جناب والا۔ منسٹر صاحبان کی تعداد کے متعلق خصوصی طور پر یہ کہا جاتا رہا ہے۔ کہ ۱۹۵۳-۵۵ء میں ان کی تعداد کم تھی۔ میں آپکی وساطت سے معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت صوبے کا بجٹ چار کروڑ ہے جو پہلے سے دس گنا زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے ان منسٹروں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ (قطع کلامیاً)

بہر حال میری اطلاع کے مطابق چار سو کروڑ ہے اس مرض کی معزز رکن نے لٹان دہی کی ہے۔ مگر اس کے علاج کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمام سیاست دان اس چیز کے ذمہ دار ہیں۔ ہمیں جو چیزیں ورثے میں ملی ہیں ان میں ہمیں corrupt نظام بھی ملا ہے۔

اس وقت صرف افسران ہی نہیں پولیس بھی corrupt ہے۔ یہ لاعلاج طبقہ ہے اور اس میں سیاستدانوں کا سب سے زیادہ ہاتھ ہے۔ کل مجھے ایک افسر بتا رہا تھا کہ سیاستدانوں نے اور افسروں نے مل کر کام نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ مل کر کام تو کیا ہے مگر بددہائی کی طرف بہترین گلوکردگی کی

طرف انہوں نے کچھ نہیں کیا اس لئے یہ مرض اس وقت تک لاعلاج رہے گا جب تک ہمارے ملک میں معاشرتی اقدار پر ان آدمیوں کا قبضہ ہے۔ جنہوں نے غیر اسلامی طریقے سے جائداد پیدا کی ہوئی ہے۔ وہ اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں آخری التماس یہ کرونگا کہ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اسلامی بنیادوں پر یہاں معاشی نظام پیدا کیا جائے کیونکہ اس چیز کا صرف یہی علاج ہے۔

مسٹر سپیکر - سردار عطا محمد لغاری -

ذوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری - (ڈیرہ غازی خان - م)
جناب سپیکر صاحب - میں نے آپ کو کٹ موشن دی تھی اس پر مجھے وقت نہیں دیا گیا۔

مسٹر سپیکر - جس وقت آپ کو وقت دیا گیا تھا۔ آپ ہاؤس میں نہیں تھے۔

ذوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری - میرا خاص تجربہ ہے کہ اٹنی کرپشن کی وجہ سے ملازمت سے جواب ہوا ہے اور پھر میری پنشن وغیرہ کے سلسلے میں بھی۔ سب سے پہلے سال مروس میں جب میں گڑکاؤں میں ٹرننگ لے رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ بعض تھانوں میں آدھی رات کو میواتیوں کو torture کیا جا رہا تھا میں وہاں گیا اور مجھ کو بتایا گیا کہ پولیس ظلم کرتی ہے۔ میں اس وقت سے تجربات کر رہا ہوں۔ میرے وہ تجربات ہیں۔ اگر مجھے تھوڑا بہت وقت مل جاتا تو میں بتاتا کہ حکومت بھی اس میں حصہ لے کر رشوت ستانی کا سدباب کرنے میں ناکام رہی ہے۔

Mr. Speaker—I cannot permit irrelevant talk here, when we are so short of time.

مسٹر رؤف طاہر - (لاہور۔۱۰) جناب والا۔ اس ایوان میں حزب اختلاف کی طرف سے بڑی شدومد سے یہ بات کہی گئی ہے کہ رشوت عام ہے۔ چوری ہے۔ ڈاکہ ہے۔ جناب والا۔ یہ چوری۔ یہ ڈاکہ اور دیگر جرائم ان لوگوں کی وجہ سے ہیں جنہوں نے پچھلے ۲۳ سال برسرالتدار حکومتوں کی سرپرستی

میں اتنی دولت اتنی حیثیت حاصل کر لی ہے کہ آج ان
سانہوں کو مارنے کے لئے جو سانب برسز اقتدار - - -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر نے گھنٹی بجائی) -

مسٹر روٹ ظاہر - تو میں بیٹھ جاتا ہوں -

مسٹر سپیکر - دو منٹ ابھی آپ کے باقی ہیں

مسٹر روٹ ظاہر - یہ بات غلط ہے - میں سمجھتا ہوں
کہ میرا یہ حق ہے - یہ میرے ساتھ مذاق کیا ہے دو منٹ
کا وقت دے کر - میں تقریر نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر - یہ آپ کی مرضی ہے -

چوہدری امان اللہ لک - (گجرات-۸) جناب والا - مسٹر

روٹ ظاہر جس رویے سے پیش آئے ہیں جو نمونہ وہ دوسروں کو
دے رہے ہیں اور مسٹر سپیکر سے وہ جس انداز سے پیش آئے ہیں -

میں اس پر احتجاج کرتا ہوں کہ گھرکیاں نکالی جائیں جسے
انہوں نے نکالی ہیں - یہ غیر پارلیمانی بات ہے وہ اسے واپس
لیں اور معافی مانگیں - ورنہ ایوان میں یہ ایک روایت چل نکلے
گی -

مسٹر سپیکر - سپیڈ عابدہ حسین -

Mrs. Syeda Abida Hussain: PP-182 Women's Constituency-II)

Mr. Speaker, it seems that the Honourable Members of the
opposition in objecting to the salaries and the benefits that the
Ministers are drawing seem to have this concept that a socialist
Government is inclined to reduce everybody to a position of living
in JHUGGIES. That is not the point. The point is that the
effort of our Government is to raise the level of everybody being
in the income bracket of Rs. 2,500.

مسٹر سپیکر - راجہ جمیل اللہ خان -

راجہ جمیل اللہ خان (کوچرانوالہ ۸) - محترم سپیکر - میں

یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آج کل ایڈمنسٹریٹو بالکل مفلوج
اور لاچار ہو کر رہ گئی ہے اور پیپلز پارٹی کے ہاتھوں تو
بالکل اہاج ہو کر رہ گئی ہے - اور یہ حقیقت ہے -
جہاں تک ہمارا تعلق ہے حکومت کے ساتھ امداد اور معاونت
کے لئے ہم ہر طرح سے تیار ہیں - لیکن افسوس کی بات یہ

ہے کہ ہم بھی کسی کے نمائندے ہیں۔ مگر جب یہ وزراء کرام دورے پر جاتے ہیں تو یہ کبھی ہمارے ساتھ بات نہیں کرتے اور خود اپنے ہی آدمیوں سے جا کر باتیں کرتے ہیں اور ان کے حالات کو پوچھ کر آ جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ حق گوئی اور بے باکی سے بات کر سکیں تاکہ لوگوں کے جو دکھ ہیں وہ ان کو معلوم ہو سکیں۔

دوسرے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ معاشرے میں جتنی باتیں ہیں یہ ہمارے کردار کی اور ہمارے اخلاق کی کمزوری کی وجہ سے ہیں قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ اس اخلاق کو اس کردار کو اس غیرت کو واپس لانے میں وقت لگے گا۔ تو میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وقت درکار نہیں۔ اس کے لئے ہمیں مثال پیش کرنی ہوگی۔ جس طرح ایک باپ بیٹے کے لئے آئیڈیل ہوتا ہے اس طرح قوم کے لئے اس کا لیڈر آئیڈیل ہوتا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بالوں کی تراش، لباس، طرز گفتگو اور طرز تقریر بھی کسی لیڈر سے مستعار لی جاتی ہیں۔

منسٹر سپیکر—یکم ربیعانہ سرور۔

بیگم ربیحہ سرور شہید - اہی - بی ۱۸۴ حلقہ خواتین - ۴) - جناب والا - چند ایک اعتراضات جو حزب اختلاف کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں۔ میں ان کا جواب دینا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے یہ کہا گیا کہ ہمارے منسٹر صاحبان اس قوم کے لئے خون دیں۔ جناب والا - میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو بھی اس لائق ہیں - جو بھی اس قابل ہیں وہ سب خون دیں۔ وقت کا یہی تقاضا ہے۔ جناب والا - اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ منسٹر صاحبان اپنی تمنخواہوں میں سے غریبوں کو بھی حصہ دیں۔ جناب والا - زکوٰۃ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ وہ بھی دیں۔ ہم بھی دیں گے۔ جناب والا - یہ کہا گیا کہ موجودہ حکومت نے قانون کی بالادستی کو قائم نہیں رکھا ہے۔ اگر قانون کی بالادستی نہ ہوتی تو مختار رانا

سکیہرا صاحب اور شیخ اصغر کے خلاف جو مقدمات درج کئے گئے ہیں وہ نہ کئے جاتے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ایٹرکنڈیشنل کارپس اور بنگلے وزرا کو ملے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حزب اختلاف کے معزز ارکان نے یہ کیوں نہ کہا کہ عوام غریب ہیں۔ غریب ملک ہے۔ یہ اس لئے اسمبلی کا ایٹرکنڈیشنل بند کر دیا جائے اور اس کے خالیچے اٹھا لئے جائیں اور یہاں صوفی بچھا دی جائیں۔ اس اسمبلی کے سپیکر بند کر دئے جائیں اور یہ کرسیاں۔ یہ صوفی اٹھا دئے جائیں اور ان کی جگہ بچیوں لگا دی جائیں باہر ہم صوفوں پر بیٹھ جائیں گے۔ اور یہ کیوں نہ کہا کہ شالامار میں بیڑوں کے سائے کے نیچے بیٹھ کر اسمبلی بلائی جائے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے جو فرمایا ہے کہ سپیکر کو بند کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے لاؤڈ سپیکر کے متعلق کہا ہے۔

بیگم ریحانہ سرور شہید۔ جناب والا۔ میں نے لاؤڈ سپیکر کے متعلق کہا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا۔ ہمیں تو ڈر ہے کہ کل کو یہ نہ کہیں کہ یہ جو کلرک ہیں حکومت نے ان کو ایک کرسی اور میز دی ہے یہ بھی واپس لے لی جائے۔ جو ان کو ایک ٹائپ رائٹر دیا ہے ایک کمرہ دیا ہے یہ بھی واپس لیا جائے۔ کیونکہ پاکستان ایک غریب ملک ہے۔ اس لئے ہم اتنا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ یہ تمام اشیا جو حکومت کی طرف سے وزرا صاحبان کو سہیا کی جاتی ہیں یہ تمام نظام حکومت کو چلانے کے لئے ضروری ہیں اور یہ ان کی ذاتی جائیداد میں شامل نہیں ہو سکتیں۔

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے یہ کہا ہی نہیں ہے۔

بیگم ریحانہ سرور شہید۔ تو کل کو یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہاں اسمبلی میں بیٹھ کر اپنے مخالف کی کوئی بات نہیں

سننا چاہئے۔ یہ اسمبلی ہزاروں لاکھوں روپے سے بنی ہے یہ وزراء کے گھروں سے کہیں زیادہ مہنگی ہے۔ انہوں نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ ہم اسمبلی میں کیوں بیٹھتے ہیں اور انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہم صفوں کے اوپر بیٹھ جاتے ہیں اور یا پھر اس اسمبلی ہال کو ایک لائبریری بنا دی جائے تاکہ عوام کو فائدہ ہو۔

مسٹر تنہیکر—مسٹر محمد عاشق۔

مسٹر محمد عاشق (لاہور۔ ۱۷) جناب والا۔ یہ جو نظم و نسق ہے جس طرح باقی تمام چیزیں ہمیں ورثہ میں ملی ہیں اس طرح یہ بھی تقریباً ورثہ میں ملا ہے۔ اور یہ ہمیں سابقہ حکومتوں سے نہیں بلکہ یہ انگریزوں سے ورثہ میں چلا آ رہا ہے۔ جناب والا۔ ورثہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ اگر وہ برا ہو تو اس کو چھوڑیں ہی نہیں۔ جب ہمیں ہتھ چل چکا ہے کہ یہ برائیاں ہیں جو ہمیں مل چکی ہیں تو ان کو چھوڑنے کی کیوں جدوجہد نہیں کی جاتی۔

جناب والا۔ نظم و نسق آج بری طرح سے فیل ہو چکا ہے۔

مسٹر رؤف ظاہر—ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ فاضل مقرر نے ورثہ کے بارے میں کہا ہے ورثے کو چھوڑنے کی کوشش ان رشوت خور افسروں کے ذریعے کی گئی جو کہ معاشرے کے لئے گالی ہیں۔ لیکن حزب اختلاف کے لوگ ان رشوت خور افسروں کو سینے سے لگائے بھرتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب والا۔ جو لوگ مر گئے ہیں اور وہ اس میں نہیں آئے ہیں کیا وہ بھی رشوت خور تھے؟

مسٹر محمد عاشق—جناب والا۔ ہم ہر یہ اعتراض کیا کیا ہے کہ حزب اختلاف ان نکالے ہوئے افسران کی حمایت کرتی ہے۔ ہم اس حد تک ان کی حمایت کرتے ہیں۔

ہم اس حد تک ان کی امداد کرتے ہیں کہ جہاں تک ان پر ظلم و ستم کیا گیا ہے - یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ ان پر اپنا سکہ جمائے کے لئے ان سے ناجائز کام لینے کے لئے ان سے اندھا دھند کام کرائے کے لئے - آئندہ اگر کوئی لسٹریٹڈ کونسلوں کے انتخاب وغیرہ ہوں ان پر اپنی من مانیوں کرائے کے لئے ان کو پریشان کرے۔۔۔۔۔

مستشرق شہپر احمد خان - (ڈپٹی سپیکر) جناب والا - ابھی نظام و نسق کی بات ہو رہی ہے - میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ آج پاکستان کے اندر جو صورت حال ہے وہ پہلے کی نسبت بہت ہی زیادہ تسلی بخش ہے - آج وہ صورت حال نہیں ہے - یہ سرکاری افسران کی بات کرتے ہیں - ہم نے اس ملک میں وہ دور بھی دیکھا ہے جس دور میں حسن ناصر کو کراچی سے خفیہ طور پر گرفتار کر کے لاہور کے شاہی قلعہ میں لایا گیا اور اس کو اذیت ناک سزائیں دی گئیں اور اس کی موت کی خبر پاکستان کے عوام کو ایک مہینہ بعد ملی - یہ لاقانونیت اس ملک کے اندر تھی لیکن آج کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہلاز پارٹی گورنمنٹ کے دوران کسی آدمی کو اس طرح خفیہ طور پر گرفتار کیا گیا ہو اور اس کے ساتھ وہ حشر کیا گیا ہو -

جناب والا - سرکاری ملازمین کو نکالا گیا ہے - لیکن اس کے ساتھ ان کو اپیل کا حق بھی دیا گیا ہے - اپیل کا حق کس کو دیا گیا ہے اپیل کا حق صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو دیا گیا ہے - جس پر پوری قوم کو اعتماد ہے - مرکزی اسمبلی کو اعتماد ہے - اس معزز ایوان کو اعتماد ہے - ہم نے اس شخص پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ ان سرکاری ملازمین کا فیصلہ کریں - ہمیں توقع ہے اور ہمیں اپنے قائد پر ایمان ہے کہ جس طرح اس نے ماضی میں جتنے فیصلے کئے وہ انصاف پر مبنی تھے - اس طرح سے ان ملازمین کی اپیل پر بھی انصاف کے مطابق فیصلہ ہوگا -

جناب والا - دوسری بات جو یہاں ہو رہی تھی وہ یہ تھی کہ آج کل جرائم بہت زیادہ ہیں - میں اس کے متعلق یہ کہوں گا کہ چنگ کے

بعد ہر ملک ملک میں جرائم بڑھ جاتے ہیں۔ پاکستان بھی ابھی جنگ سے فارغ ہوا ہے۔ پاکستان سے پہلے دوسرے ممالک میں بھی جنگ ہوتی رہی ہے۔ جرمنی میں بھی جنگ ہوئی ہے۔ ہر جگہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جہاں بھی جنگ ہوئی اس کے بعد جو اثرات نکلتے ہیں ان میں چھوٹے جرائم کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی اقتصادی مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔ لوگوں کی اقتصادی زندگی معطل ہو جاتی ہے۔ ان حالات کے اندر جرائم بڑھا کرتے ہیں۔

سرदार صفحہ ۱۰۰ (سرگودھا ۲) جناب سپیکر۔ جو انتظامیہ ہمیں ملی ہے اس کی اساس حاکم اور محکوم کے نظریہ پر رکھی گئی تھی۔ پاکستان بننے کے بعد اس میں بنیادی تبدیلی نہیں کی گئی۔ جو حکومت یہاں آئی اس نے انتظامیہ سے کام لیا۔ انتظامیہ ایک آلہ ہے۔ انتظامیہ پر بڑے بڑے اعتراض کئے گئے لیکن ان لوگوں نے یہ نہیں سوچا کہ جو سپرنٹنڈنٹ آف پولیس یا ڈپٹی کمشنر جماعتوں میں دخل دیا کرتے تھے اس اسمبلی میں ممبران کو بھیجا کرتے تھے اور اس اسمبلی میں آج بھی ایسے ممبر موجود ہیں جو ان افسران کی مدد سے یہاں آیا کرتے تھے۔ جو لوگ سیاست دان تھے وہ انتظامیہ کو خراب کرتے رہے لیکن وہ انتظامیہ کو ہی کہتے ہیں کہ یہ بری ہے۔ اس کے متعلق یہ کر دیا جائے وہ کر دیا جائے۔ ہمیں ابھی وقت ملا ہے ہم انشاء اللہ اس میں بنیادی تبدیلیاں لائیں گے اور انتظامیہ کو عوامی خادم کا درجہ دیں گے اور ان لوگوں کو ایسی تربیت دیں گے کہ یہ جو تمام شکایات ہیں وہ رفع ہو جائیں گی۔

یہاں افضل ہیبات خان۔ (گجرات - ۶) جناب سپیکر۔ کوئی حکومت ہو وہ حقوق دیتی ہے لیکن ضرورت اس چیز کی ہے کہ ان حقوق کی پوری طریقے سے حفاظت کی جائے۔ مجھے وہ ڈر ہے کہ موجودہ حکومت اور اس سے پہلی حکومتیں پوری طرح سے حقوق کو اتنا تحفظ نہیں دے سکیں جو انہیں چاہئے تھا۔ اس کے لئے میری گزارش ہے کہ پولیس کے محکمہ کو زیادہ موثر طریقے پر آرگنائز کیا جائے۔ ان کو بہتر اسلحہ دیا جائے۔ ان کو جیبیں اور ٹیلیفون مہیا کئے جائیں تاکہ وہ دہشت گردی کے جرائم کی روک تھام کر سکیں۔

جناب والا۔ پہلے جبہ وزرا صاحبان ضلعوں میں جاتے تھے تو اس وقت سول انتظامیہ مکمل طور پر یعنی ڈپٹی کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس

اسسٹنٹ کلکٹر - ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) وغیرہ ڈاک ہنگامہ میں پہنچ جاتے تھے۔ اس وقت کوئی انتظامیہ کام نہیں کر رہی ہوتی تھی۔ نہ اس وقت عدالتوں میں کوئی کارروائی ہو رہی ہوتی تھی۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ جب وزراء صاحبان ضلعوں میں جائیں تو بجائے اس کے کہ وہ افسران سے ملیں ان کے لئے ضروری ہو کہ وہ عوام سے ملیں۔ اگر کسی افسر کی ضرورت پڑے تو وہ آ جائے ورنہ استقبال کے لئے وہ تشریف نہ لایا کریں۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میری یہ بھی گزارش ہے کہ ناجائز اسلحہ کی روک تھام کی جائے۔ امن و امان اس صورت بحال ہو سکتا ہے کہ اسلحہ کے لائسنس جو روکے جا چکے ہیں انہیں بحال کیا جائے تاکہ کم از کم ناجائز اسلحہ کی جگہ صحیح اسلحہ ریکارڈ میں موجود ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ فلاں کے پاس اسلحہ ہے فلاں کے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ دوسرے اس طرح حکومت کو زیادہ ریونیو بھی مل سکے گا۔

علاء رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ قائد ایوان کتنے تھے تقریر شروع کریں گے۔

مسٹر سپیکر۔ میری خواہش ہے کہ وہ ہونے بارہ بجے اپنی تقریر شروع کر دیں۔

علاء رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں اب تو غالباً زندگی کی ایسی منزل پر پہنچ گیا ہوں کہ میری تقریر کی اس معزز ہاؤس کو ضرورت باقی نہیں رہی۔ کہنے والی باتیں بہت تھیں اور کچھ کہیں جا چکی ہیں۔ لیکن میں جناب عبدالحفیظ کاردار صاحب کے ارشاد کے مطابق کہ ذل آزار طریقے پر تقریر نہ ہو۔ میں نہایت ہی سادہ الفاظ میں صرف آپ کو یہ متوجہ کراؤں گا کہ آپ کے امن عامہ کی حالت واقعی نازک ہے ان کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ انہیں اپنی جماعت کے ارکان کو ہانپ کرنا چاہئے کیونکہ ان کی عزت اور ان کی عظمت اس میں ہے کہ وہ نظم و نسق قائم کرنے میں اس حکومت کا ہاتھ بٹائیں نہیں تو یہاں نظم و نسق کی صورت حال بہتر ہو گی۔

جان ایبیر عبداللہ خان روڈی۔ (میانوالی ۲) جناب والا۔ وقت بہت کم ہے لیکن میں اس تھوڑے وقت میں مختصر عرض کروں گا۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے الزام اس بات کا لگایا

۲۲ جون ۱۹۷۳ء

کیا ہے کہ جتنی برائیاں ہیں وہ تمام ان کو ورنے میں ملی تھیں۔ میں ان کی خدمت میں صرف اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جو گندی چیز ورنے میں ملے اسے انسان کو باہر پھینک دینا چاہئے۔ میں ان کی خدمت یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ برائیاں بعض اوقات ورنے میں مل جاتی ہیں۔ لیکن بعض اوقات انسان خود ایسی تربیت دیتا ہے کہ وہ برائیاں ورنے میں ملنے سے بھی بڑھ جاتی ہیں اور خدشہ یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ ورنہ کسی اور کو آگے نہ چلا جائے۔

جناب والا۔ میں اتفاق کرتا ہوں کہ خاص طور پر اس ملک کے اندر رشوت ستانی کا چھوٹا سا ہودا انگریز جاتے جاتے لگا کر چلا گیا۔ لیکن وہ اب چھوٹا سا ہودا نہیں رہا بلکہ وہ اب ہودا درخت بن چکا ہے۔ جب تک اس کی طرف پوری توجہ نہ دی گئی مجھے خدشہ ہے کہ اس رشوت ستانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

جناب والا۔ میں ایک اور تھوڑی سی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پہلی حکومتیں یا پہلی جماعتیں کیوں فیل ہوئیں اور میرے دوست اتنی تعداد میں اسمبلیوں میں کیوں آ گئے ہیں۔ میں اس چیز سے اتفاق کرتا ہوں کہ ان سے یقیناً غلطیاں ہوئیں ہیں۔ اس جماعت نے اپنی جائیدادیں ضبط کرائیں۔ اس جماعت نے اپنی بہو بیٹیوں کی قربانیاں دیں۔ میں اس جماعت کا ذکر کر رہا ہوں جس جماعت نے پاکستان بنانے کے لئے سب کچھ قربان کر دیا لیکن آج اس ہاؤس میں ہم کونڈرات کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ ان سے بہت غلطیاں ہوئیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ وہی غلطیاں اب میرے بھائی نہ دہرائیں گے تاکہ کہیں ان کا حشر بھی وہی نہ ہو۔

جناب والا۔ جب عوام ایک بار ایک بات کو سمجھ جاتے ہیں۔ تو وہ انتقام لینے پر آ جاتے ہیں اور جب وہ انتقام لیتے ہیں تو ممکن ہے اس پارٹی کا وجود ہی باقی نہ رہے۔ میں ان کی اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ غرور میں یہ کہہ دینا کہ فلاں فلاں دور بدعت کا دور ہے اس سے نجات نہیں ہو جاتی۔ جب تک آپ اپنے ورکروں کو انتظامیہ کے معاملات میں دخل دینے سے نہیں روکیں گے۔ جب تک انتظامیہ کے ذہن میں یہ بات رہے گی کہ اگر اس نے ایک ادنیٰ ورکر چاہے وہ ہیلتھ پارٹی کا چیئر مین ہے چاہے وہ کسی پارٹی کا ممبر مرکزی اسمبلی

کا ہے یا ممبر صوبائی اسمبلی کا ہے - کو انکار کیا اور اگر اس نے اس کا کہا نہ مانا تو وہ اس کا دشمن ہو جائیگا آپ یقین رکھیں وہ انصاف نہیں کر سکے گی -

جناب والا - میرے ایک معزز دوست نے کہا ہے کہ ہم نے رشوت خور افسران کے لئے سب سے بڑی انتہا رٹی یعنی صدر مملکت کو ان کے متعلق فیصلے کرنے کا حق دے دیا جیسا کہ ان کو عوام کا اعتماد حاصل ہے - میں بھی یقین سے کہتا ہوں کہ ہمیں بھی ان پر اعتماد حاصل ہے وہ ملک کے صدر مملکت ہیں لیکن کل کو کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ہائی کورٹ کو بند کر دیں کہ ہائی کورٹ رکھنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس ایک ایسی شخصیت بیٹھی ہے جس پر سب کو اعتماد حاصل ہے اور سارا کام اس پر چھوڑ دیں - اس لئے میں عرض کروں گا کہ انصاف کا کام انصاف کرنے کے لئے جو صدر مملکت نے عدالتیں قائم کی ہیں ان کو کرنے دیجئے - یہ کام ان پر چھوڑیئے - وہ جب تک پوری انکوائری نہیں کریں گے جب تک ہر انصاف مانگنے والے کی یہ تسلی نہ ہو جائے کہ مجھے پورا پورا انصاف ملے گا اس وقت کبھی انصاف نہیں ہو سکتا - اس وقت تک ملک میں کبھی برائی دور نہیں ہو سکتی -

جناب والا - میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

وزیر اعلیٰ - (مسٹر مہراج خالد) مسٹر سپیکر - وقت کم ہے اس لئے میں نہایت ہی مختصر طور پر مد وار اپنے ممبران کے اعتراضات کا جواب دوں گا - جہاں تک وزراء کے اخراجات کے بارے میں اعتراضات کئے گئے ہیں - میں یہ عرض کرلی چاہتا ہوں کہ اس وقت ایک وزیر کو ۲۵۰۰ روپے تنخواہ ملتی ہے - اس میں ۱۰۸۳ روپے انکم ٹیکس کاٹا جائیگا اور باقی ماندہ رقم میں سے اس کو کوٹھی میں رہنے کیلئے جو بجلی کا خرچ آئیگا وہ نصف ادا کرنا پڑے گا - تو اس لحاظ سے ۶۱۵۰ روپے بنتے ہیں اس سے زیادہ نہیں ملیں گے - اگر آپ ایک ممبر اسمبلی کے الاؤنس کو گنیں جو اس کو سارے سال میں ملتے ہیں تو وہ گیارہ بارہ سو کے قریب پڑ جائیں گے جہاں تک کوٹھیوں - کاروں کا ذکر کیا گیا ہے - تو میں عرض کروں کہ کوٹھیاں اہلے ہی سے تعمیر شدہ ہیں جن میں پیپلز پارٹی کے

وزراء رہائش پذیر ہیں۔ کاروں کے بارے میں یہ عرض کیا جا چکا ہے بلکہ اب ہمارا مطالبہ ہونا چاہیے کہ ان کاروں کو فوری طور پر رفع دفع کر دیں کیونکہ ان کی مرمت پر جتنا خرچ آ رہا ہے اس سے نئی کاریں خریدی جا سکتی ہیں۔ ان کو بہت بری طرح استعمال کیا گیا ہے اور اب صحیح معنوں میں ناقابل استعمال ہیں۔ فاضل ممبران کو یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ وزراء کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ عوام سے براہ راست رابطہ قائم کرنے کے لئے دورے کرتے رہیں اور جیسا کہ ان کی قیادت کا حکم ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ ان کا تعلق عوام سے براہ راست ہو تاکہ ان کے نوٹس میں جہاں بھی خرابیاں لائی جائیں وہ ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کل کی دنیا میں ہر موضوع پوری توجہ چاہتا ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر عرض کرتا ہوں کہ میں ایک سے زیادہ مسائل کی طرف توجہ نہیں دے سکتا۔ پہلے مات محکمے ہوا کرتے تھے اب پندرہ ہیں اور ہر محکمہ کے مسائل عوامی نقطہ نظر سے اتنی ہی توجہ کے طالب ہیں جتنی کہ ان کو چاہیے۔ ہم محض سیکرٹریوں اور دوسرے اہلکاروں پر تمام کام نہیں چھوڑ سکتے اور پھر جب اب عوامی حکومت ہے اور اس کے نمائندے آپ کے آدمی ہیں تو ظاہر ہے کہ مختلف مسائل کی طرف توجہ دینی پڑتی ہے اور ان کو زیادہ وقت عوام کی تسلی کے لئے صرف کرنا پڑتا ہے تو اس لئے ایک محکمہ سے زیادہ کو ایک وزیر توجہ نہیں دے سکتا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اگر آپس سو کے حساب سے ہم گنیں تو یہ پندرہ وزراء یا سولہ وزراء کی تعداد تو اتنی زیادہ نہیں کیونکہ یہ ضرورت کے مطابق ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ ۱۹۵۵-۵۶ء میں جب کہ ہمارا کل بجٹ ۸۳ کروڑ ۸۳ لاکھ روپے تھا تو اس وقت ایک وزیر کی تنخواہ تین ہزار روپے تھی۔ اب چار سو آٹھ کروڑ روپے کا بجٹ ہے اور جو اس وقت روپے کی قیمت کرنسی کے لحاظ سے ہے وہ وہی کم ہے تو اس لحاظ سے وزراء کی تنخواہیں یا ان کے اخراجات کو اتنے زیادہ نہیں جتنا کہ خیال کیا جاتا ہے۔

بلکہ وہ اتنے واجب ہیں کہ وہ ان سے اپنے فرائض کو ادا کر سکیں اور یہ ان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم نے صحیح معنوں میں کام کرنا ہے اور ان محدود ذرائع کے اندر رہ کر اپنی زندگی بسر کرنی ہے تو یہ اتنے زیادہ نہیں۔ وزراء دوسرے ذرائع آمدنی پر انحصار نہیں کر رہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو میں فاضل ممبران کی خدمت میں عرض کر لی چاہتا ہوں کہ پیولز پارٹی کے وزراء کا تنخواہوں کے علاوہ اور کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔ شاید آپ کے لئے باعث حیرانی ہو اور کاش کہ رانا بھول محمد خاں یہاں ہوتے کیونکہ میں تقابل چاہتا ہوں میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے اپنے حالات ہیں وہ اس طرح ہیں کہ میری پانچ ایکڑ زمین ہے اور ان میں تین ایکڑ بارانی ہے۔ پاکستان بھر میں کوئی مکان نہیں۔ صرف ایک دیہاتی کچا مکان ایک کمرے کا جو میں ورثہ میں ملا اس کے علاوہ کوئی جائداد اور کوئی اثاثہ نہیں (نعرہ ہائے تحسین)۔ تو یہ جو وزراء کام کر رہے ہیں اور جو ان کو اتنی تنخواہ ملتی ہے اور جو مجھے مل رہا ہے اس سے بھی میں اگر محروم کر دیا جاؤں تو آپ ہی بتائیں کہ میں کتنی دیر تک اپنے فرائض ادا کر سکوں گا۔ لیکن اس کے باوجود حقیقت کو پیش نظر رکھنا ہے۔

دوسری مد جس کے سلسلے میں اعتراضات کئے گئے ہیں وہ سیکرٹریٹ کے اخراجات ہیں مگر اس سلسلے میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے محکمے چہ تھے اب پندرہ ہیں۔ پہلے صحت پر ایک کروڑ چھالیس لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے اب پانچ کروڑ اسی ہزار خرچ ہوتے ہیں۔ پبلک ہیلتھ پر اس سے پیشتر ستائیس لاکھ ایک ہزار سات سو رکھا گیا تھا اب چون لاکھ ہے۔ زراعت کیلئے ساڑھے سات کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ ۱۹۵۰-۵۱ اور ۶۳ء میں انٹسٹری کیلئے ۶۵ لاکھ تھا اب ایک کروڑ انیس لاکھ ہے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ محکموں کا پھیلاؤ لازمی طور پر کرنا پڑتا ہے۔ جن میں ڈویلپمنٹ اور آپ کی ایڈمنسٹریشن کی تنظیم بھی کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے ان اخراجات کی بنا پر ایک فطری چیز ہے۔ جو آپ کی خاص توجہ کی طالب ہے وہ یہ

کہ ہم نے اس قلیل مدت میں درجہ سوئم اور درجہ چہارم کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے اور دو کروڑ پچیس لاکھ کا خرچ ہم نے چھوٹے ملازمین کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ ہم نے پہلی توجہ ان چھوٹے تنخواہ ہائے والے ملازمین کی طرف دینی تھی جو کہ دی گئی ہے۔

باقی ان اخراجات میں محکمہ انسداد رشوت ستانی جس کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے کے لئے ایک کروڑ سترہ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جہاں تک ہوم ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کا تعلق ہے۔ اس کے لئے سات کروڑ بہتر لاکھ روپے ہیں۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں جیل خانہ جات - پولیس - رینجرز - سول ڈیفنس اور ٹیرملیکیوں کو ویزا دینے اور ان کی نگرانی کرنے والا سٹاف شامل ہے۔ اگر کام کے بوجھ کو دیکھا جائے تو یہ رقم اتنی بڑی نہیں ہے۔ ہم اس میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور سٹاف زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وسائل کی کمی ہے۔ اس لئے فی الحال نہیں کر سکتے۔ جہاں تک محکمہ انسداد رشوت ستانی کا تعلق ہے۔ ان پانچ ماہ میں جو کچھ اس نے کیا ہے۔ میں اس کے اعداد و شمار آپ کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ ان پانچ ماہ میں جو کیس انکوائری کے لئے آئے یا جن کی تفتیش کی گئی وہ ۳۰۳ ہیں۔ جو افسران پکڑے گئے ان کی تعداد ۱۳۳ ہے۔ جو کیس ختم ہوئے ان کی تعداد ۱۸۳ ہے اور جن کیسوں میں سزا ہوئی وہ ۱۵ ہیں۔ اب تک موجود اور سابقہ کیسوں کی کل تعداد ۱۱۳۴ ہے۔ اگر ہم نے رشوت ستانی کو ختم کرنا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ محکمہ رشوت ستانی ہونا چاہیے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمیں اس کی کارکردگی کو بڑھانا چاہیے اور لازمی طور پر اس کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے پوری پوری توجہ کریں گے۔

مد نہر ۵ - ضلع کی سطح پر کاروباری حکومت چلانے کے لئے ڈپٹی کمشنر - ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کی تنخواہوں کا خرچ کم کیا جائے۔ مجسٹریٹوں کے جو اخراجات ہیں ان میں کمی کی جائے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس ایوان میں حزب اختلاف کے چند ارکان کی طرف سے سوالات کئے گئے تھے۔ اور ضمنی

سوالات میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ مزید مجسٹریٹوں کو جن کی ضرورت حکومت کو ہے بھرتی کیا جائے۔ ایک طرف تو اخراجات کم کئے جائیں اور دوسری طرف مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں یہ ضرورت ہے۔ مطالبہ بالکل جائز ہے اور درست ہے کہ زیادہ مجسٹریٹ بھرتی کئے جائیں۔ لیکن وسائل کی کمی ہے۔ اس لئے مزید مجسٹریٹ بھرتی نہیں کئے جا سکتے۔ جب بھرتی کئے جائیں گے تو اس مدد پر مزید اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب والا۔ اب مد نمبر ۶ ہے۔ اس میں ہے کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کے خرچ میں کمی کی جائے۔ اس وقت انتظامی اعتبار سے غیر معمولی اخراجات برداشت کئے جا رہے ہیں۔ ان کو ختم کیا جائے اور کم کیا جائے۔ اس سلسلے میں نظم و نسق عامہ پر معزز ممبران نے کافی تفصیل سے بحث کی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے فاضل ممبران کی اکثریت نے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ جس کے لئے وہ قابل مبارک باد ہیں۔

جناب والا۔ اس وقت جو نظم و نسق کی حالت ہے۔ جو وجوہ اور اسباب ہیں ان کی ذمہ دار موجودہ حکومت نہیں ہے۔ بلکہ ایک سلسلہ چلا آ رہا ہے اور وہ اسباب بدستور موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے آج بدانتظامی ہے۔ لوٹ مار۔ ڈاکہ۔ چوری اور افراتفری ہے۔ یہ انہوں نے تسایم کرتے ہوئے حقیقت پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ اس وقت زیادہ دوستوں نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ پیپلز پارٹی کے کارکن انتظامیہ میں مداخلت کرتے ہیں۔ اس لئے ایک خوف و ہراس کی حالت طاری ہے۔ لوگوں کو انصاف مہیا نہیں ہو سکتا۔ میں فاضل ممبران کی توجہ اس مراسلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو آج صدر مملکت نے تمام گورنروں۔ چیف منسٹروں اور تمام ممبران اسمبلی خصوصی طور پر تمام محکموں کے سربراہوں کو لکھا ہے۔ جس میں یہ خاص طور پر ہدایت کی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن۔ پاکستان پیپلز پارٹی ممبران اسمبلی اور اسی طرف دوسرے ممبران اسمبلی

اگر اپنا نا جائز کام کرانے کے لئے آپ کے پاس آئیں تو آپ نے ہرگز ان کا کہا نہیں ماننا۔ صدر مملکت کو یہ اس لئے فرمانا پڑا کہ ان کے نوٹس میں چند ایک ایسے ثبوت پیش کئے گئے تھے۔ بلکہ ان کے سامنے ہماری اپنی تاریخ تھی جس کا سبق ہی نہایت تلخ ہے۔ جناب امیر عبداللہ خاں روکڑی صاحب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ اس سے پہلے وہ جماعت جو اب کونڈرات کی صورت میں اس ایوان میں موجود ہے۔ اس سے بھی وہ غلطیاں ضرور ہوئیں تھیں۔ ہمیں اپنی تاریخ سے سبق حاصل کرنا ہے۔ ہمیں وہ تمام واقعات پیش نظر رکھنے چاہیں۔ اور مسلم لیگ کے دور اقتدار میں کس طرح کارکنوں نے اور معبران اسمبلی نے اپنی پسند اور ناپسند کے مطابق نا جائز منافع حاصل کرنے کے لئے اپنی پارٹی کو استعمال کیا ہے۔ وہ مسلم لیگ جس نے پاکستان بنایا تھا اپنی پارٹی کے ذریعے ہر کام کروایا۔ تو میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب کا مشترکہ ورثہ ہے۔ تاریخ ہے۔ یہ ہماری جو روایت ہے۔ ہم سب سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہ ہماری قومی غلطیاں ہیں۔ ان کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے اعمال کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو جناب صدر کے سامنے وہ تاریخ تھی۔ اسلئے انہوں نے پہلے سے ہی تنبیہ کر دی کہ ہمیں وہ غلطیاں دھرائی نہیں چاہیں۔ اب جہاں تک پارٹی کے کارکنوں اور معبران اسمبلی کا سوال ہے۔ آپ اس سے اتفاق فرمائیں گے کہ یہ ہمارا خوشگوار یا ناخوشگوار فرض ہے بحیثیت ایک پارٹی کے کہ ہم جن برائیوں کا حوالہ دیا کرتے تھے یا جن برائیوں کو عوام کے سامنے رکھ کر دور کرنا تھیں۔ ہم نے کوشش کی۔ یہ ہم نے وعدہ کیا۔ یہ ہم پر فرض واجب ہوتا ہے کہ ہم جہاں بھی ان برائیوں کو دیکھیں اور پائیں تو ان برائیوں کے کرنے والے ہاتھوں کو روک دیں۔ یہ ایک فرض ہے۔ یہ ایک سیاسی فرض ہے۔ اسلئے تنظیمی صورت میں اگر کوئی ایسے اجتماعی مسائل ہوں جن کا حل کرنا مقصود ہو تو وہ انتظامیہ کے سامنے پیش کرنا پارٹی کا فرض ہے۔ ایسے انفرادی مسئلے کہ کسی پر کوئی پولیس انسز ظلم کرتا ہے۔ کوئی

چوہدری ظلم کرتا ہے تو اس مظلوم کی داد رسی کرنی چاہیے۔ نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا فرض ہے بلکہ دوسری پارٹیوں کے کارکنوں کا بھی یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس کی مدد کریں۔ اور انتظامیہ سے اسکو آگہ کریں۔ اگر انتظامیہ اسکا نوٹس نہ لے تو ان کے خلاف جو بھی کارروائی ہو وہ کریں۔ چونکہ برائیاں بے شمار ہیں مسائل لا تعداد ہیں۔ مظلوم جگہ جگہ داد رسی کے لئے گھومتے پھرتے ہیں۔ اجتماعی مسائل بھی ہیں۔ انفرادی مسائل بھی ہیں۔ پارٹی کے کارکن اور پارٹی کے ممبران اگر ان مسائل کو حل کرنے کے لئے اور مظلوموں کی داد رسی کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ انتظامیہ کو آگہ کرتے ہیں اور وہ انتظامیہ خاص طور پر انتظامیہ کے وہ افسر جن کو بری عادتیں پڑ چکی ہیں برا سماتے ہیں۔ واویلا کرتے ہیں۔ دھائی دیتے ہیں تو یہ پارٹی کا فرض ہے کہ ان کے واویلا کو نظر انداز کرتے ہوئے ان مظلوموں کی داد رسی کے لئے اپنی کوشش جاری رکھے۔ میں ان دوستوں کی خدمت میں جنہوں نے ڈاکہ، چوری، زنا اور دوسرے جرائم کا ذکر فرمایا ہے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب ان جرائم کو پولیس کے نوٹس میں لایا جائے تو پولیس انکا نوٹس ضرور لیتی ہے۔ لوگ دیکھیں کہ ان جرائم کو کن اسباب نے پیدا کیا۔ جب یہ چیز جائز قرار دے دی گئی کہ اس ملک میں پاکستان کے عوام کے نام پر اربوں روپیہ امداد کی صورت میں حاصل کر کے ہڑپ کر جائیں۔ اس روپیہ سے کارخانے لگا لئے جائیں۔ ہزاروں سینکڑوں مزدور کی کمائی پر ڈاکہ ڈالو۔ اور کھا جاؤ۔ جب یہ اجازت دی گئی کہ لاکھوں ایکڑ زمین جو کاشتکاروں کو ملنی چاہیئے انکو نہ دو اور اپنی فارمیں اور جاگیریں بنا لو۔ بھلی۔ کھاد اور پانی جو کہ چھوٹے کاشتکاروں کو ملنا چاہیئے تھا۔ بڑے بڑے زمینداروں کا اسلامی حق قرار دے دیا گیا اور جو تجارت کے ذریعے۔ صنعت کے ذریعے تمام ملکی دولت کا ۸۰ فیصد حصہ عوام کی اکثریت سے چھین کر جیبوں میں جمع کر دیا گیا اور ڈاکہ قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے جائز قرار دیا گیا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ یہ کس نے جائز قرار دیا اسلام میں۔

وزیر اعلیٰ اور جب یہ صورت حال ہوئی کہ حق ناحق میں بدلا گیا۔ بے انصافی انصاف کا درجہ حاصل کر گی تو اسکے بعد زندگی کے تمام شعبوں میں دولت کمانا اور حاصل کرنا چاہے وہ کسی طریقہ سے ہو لازمی سمجھا گیا۔ تو اس طرح رویہ کمانا ہی نہیں بلکہ عزت اور اسمبلی کی سمبری بھی حاصل ہوتی تھی۔ اسکے بعد یہ چیز جائز قرار دے دی گئی۔ چوری کرنا۔ ڈاکہ ڈالنا ہیرا پھیری کرنا۔ رشوت لینا۔ ذخیرہ اندوزی کرنا۔ ملاوٹ کرنا یہ تمام چیزیں ایسی تھیں جن کے ذریعے دولت کمانا اور پیدا کرنا جائز اور درست تھا۔ اس کے بعد ان جرائم کو روکنا اور نظم و نسق کو بہتر کرنا ایک لاپرواہی بات ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان پانچ ماہ کے اندر وہ تمام اسباب جنہوں نے ان جرائم کو جنم دیا تھا پکڑا دور ہو جائیں۔ اور رشوت خور جنہوں نے جائیدادیں بنائیں۔ اوورسیر۔ ایس ڈی او اور دوسرے اسی قسم کے چھوٹے ملازمین جنہوں نے زیادہ سے زیادہ رشوت حاصل کر کے کوٹھیاں بنائیں۔ اسی طرح ہٹواری۔ افسر مال۔ تحصیلدار۔ یونٹوں کی الاٹمنٹ کرتے تھے۔ یا کاروبار کرتے تھے۔ انکی جائیدادیں ابھی تک ہیں۔ جنہوں نے زمینیں ہارڈ ایریا۔ بیراجوں میں۔ کالونیز میں الاٹ کروائیں۔ عوام کا انہوں نے حق مارا یہ تمام ان کے پاس موجود ہیں۔ جنہوں نے چالیس چالیس پچاس پچاس مربع زمین حاصل کی انکے پاس وہ زمین موجود ہے۔ اور جنہوں نے اربوں روپیہ پاکستان سے ہضم کیا ابھی تک کارخانے دار جن کے کارخانے قومی تحویل میں لے لئے گئے تمام سرمایہ انکے پاس موجود ہے۔ اور یہ تمام اسباب اور اسباب پیدا کرنے والے ابھی تک دستور موجود ہیں۔ اسلئے وہ کیسے محسوس کریں۔ کہ ڈاکہ نہ ڈالیں۔ چوری نہ کریں۔ ہیرا پھیری نہ کریں۔ پتھروں۔ مسکینوں کا مال نہ کھائیں اسکے حقوق نہ چھینیں۔ انکو نظر آ رہا ہے کہ یہ حرام کی چیزیں ہیں پھر بھی انکو ابھی تک تقدس کا درجہ حاصل ہے۔ اسلئے وہ کیوں نہ کریں۔ ان پانچ چھ ماہ میں ہم ان کو دور نہیں کر سکتے ملک میں جو حالات ہیں وہ آپکے سامنے ہیں۔ ہمارا نصب العین ہے کہ ہم نے انکو ختم کرنا ہے۔ (لعرہ ہائے تحسین) اور جب تک یہ نشانیوں ختم نہیں کی جائیں گی تب تک نظام و نسق عامہ کے حالات مثلا غریبوں مسکینوں ناداروں اور کسی شہری کے

حق پر ڈاکہ نہ ڈالنا - بہتر اور درست نہیں ہو سکتے - اور اس وقت نتائج کا نوٹس نہیں لیا جاسکتا - جناب والا - ہم پاکستان پیپلز پارٹی والے اپنے دوستوں کو یقین دلاتے ہیں - کہ ہم پوری طرح باخبر ہیں - اور عوام نے ہمیں اسلئے ووٹ نہیں دیے اور اسلئے اقتدار نہیں بخشا کہ جو کچھ پہلے لوگ کرتے رہے ہیں ہم بھی وہی کریں - چودھری سے لے کر مہران اسمبلی اور لیڈراں کرام تک جو کچھ کرتے تھے عوام نے انکو نا پسند کیا - جن باتوں کی وجہ سے ان لوگوں کو نا پسند کیا گیا ہم ان کو جانتے ہیں اور ہمیں جاننا بھی چاہئے - ہم یہ نہیں کر سکتے کہ غریب عوام جو دیہات میں ہیں جنہوں نے ظالم چودھریوں کو شکست دی ہم اپنے پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو چودھری بنا دیں - اگر وہ چودھری سلط کرتے تھے تو ہم اپنی پارٹی کے کارکنوں کو اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ بھی وہی روپ دھار لیں - یہ کوئی آسان بات نہیں - میں سمجھتا ہوں کہ قانون نظرت کا اٹل فیصلہ ہے - وہ نہیں رہے اگر ہم بھی وہی کریں گے تو ہم بھی نہیں رہیں گے - اسلئے میں آپکو یقین دلانا ہوں کہ ہم پوری طرح باخبر ہیں - لیکن ایک تاریخی حقیقت کا آپکو احساس ضرور دلانا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو عوام کی ایک بھاری اکثریت حاصل ہے - ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کو منظم بنا ہے چونکہ اسکا منظم ہونا ہمارے معاشرے کے لئے کار آمد ثابت ہوگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب ہم کرپشن کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد یہ لی جانی ہے - کہ صرف محکموں میں کرپشن ہے - میں آپکی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ایسا کونسا ہماری سوسائٹی کا حصہ ہے جس میں کرپشن نہیں ہے - اسلئے ہم نے کلی طور پر زندگی کو کرپشن سے محفوظ کرنا ہے اور ہمارا نصب العین ہے کہ ہم نے رزق حرام کی ہر چیز کو ختم کرنا ہے - خواہ اسطرف ہو یا اسطرف ہو میں عرض کر سکتا ہوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اس نظریے پر مکمل یقین رکھتے ہیں - لیکن یہاں ایسے ہزاروں لوگ موجود ہیں جو اسلام کی بات کرتے ہیں اخلاق کی بات کرتے ہیں نظم و نسق عامہ کی بات کرتے ہیں رشوت ستانی کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں لیکن اب تک تمام ان وسائل حرام پر قابض ہیں اور اس کے ذریعے عوام کو تنگ کرتے ہیں اور بات وہ مختلف کرتے ہیں - میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت جو سب سے بڑی خطرناک چیز ہم سب کی توجہ کے لئے

ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے دیہاتی وسائل تباہ ہو رہے ہیں۔ معاشرتی تعلقات معاشی تعلقات کے تابع ہوتے ہیں۔ معاشی تعلقات یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ معاشرتی تعلقات کی نوعیت کیا ہے۔ اس وقت ہمارے دیہات میں ایک بہت بڑے تصادم کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ بڑے زمیندار خصوصی طور پر یہ چاہتے ہیں کہ ہم تمام سزارعین کو بے دخل کر دیں۔ جس طرح کہ صدر مملکت نے فرمایا ہے اور مرکزی وزیر ایئر نے یہ کہا ہے کہ اب ہم لیئر پالیسی پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔ انہوں نے کیوں کہا؟ اس لئے کہ جب کارخانہ داروں اور مل مالکان نے پوری طرح ہمارے ساتھ تعاون نہیں کیا اور حالات ایسے پیدا کر دیئے کہ ہم مزدوروں کو پوری طرح مطمئن نہ کر سکے۔ یہ خود کارخانہ داروں نے ایسے حالات پیدا کیے تو ہم بھی مجبور ہو گئے ہیں کہ ہم اس مزدور پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ اسی طرح جو دیہات میں صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے لیے یہ مجبوری پیدا ہو گئی ہے کہ ہم اپنی زرعی اصلاحات پہ نظر ثانی کریں (نعرہ ہائے تحسین)۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ نظم و نسق عامہ اسی صورت میں درست کر سکتے ہیں کہ ہم نہ صرف محکموں میں بلکہ معاشرے میں بھی جتنی بھی کرپشن کی صورتیں ہیں۔ بدی اور برائی کی صورتیں ہیں۔ ان کو ختم کرنے کے لئے کوشش کریں۔ اور ان سب بنیادی اسباب کو ختم کریں۔ محض شاخیں تراشنے سے کام نہیں چلے گا۔ اور جو کھلی والے کی۔ کالی کھلی والے کی بات کرتے ہیں۔ مساوات عمودی کی بات کرتے ہیں۔ ان سے میں خصوصی طور پر یہ گزارش کروں گا کہ ہم سب گناہ گار ہیں۔ سب گناہ گار ہیں۔ ٹھیک ہے ہماری منزل وہ ہونی چاہیے۔ ہمارا ایمان وہ ہونا چاہیے اور خدا کے فضل سے ہے لیکن اپنی تمام ان کمیوں کو خامیوں کو ہمیں ماننا چاہیے۔ جو یہ بات کرتے ہیں وہ کم از کم اس حد تک تو جائیں کہ ہم اپنے وسائل رزق میں سے اس حد تک رکھیں گے جو ہماری بنیادی ضروریات کو پورا کریں باقی ہم تمام عوام کو لوٹا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم پر اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ مختلف طریقوں سے وزراء پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ میں نے خود عرض کر دیا ہے کہ ہم مستقل طور پر ایک نظریے کو جزو ایمان بنا کر ساری زندگی بسر کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنی کوئی جائداد نہیں بنائی۔ اس حد تک جس حد

تک کہ عوام کی نہیں بنتی - نہیں بنائی نہ بنائی ہے - (نعرہ ہائے تحسین) - ہم ان کو یہ یقین دلاتے ہیں اور اگر ہمارے درمیان کوئی خامیاں اور کمزوریاں ہیں جن کا ہم برملا اعتراف کرتے ہیں ہم کوشش کریں گے - یہ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم مثالی طور پر ایک نمونہ پیش کریں - جس طرح جمیل اللہ صاحب نے بجا طور پر فرمایا کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین اور ہم اپنے قول کے مطابق اپنے آپ کو پیش کرنے کی ہمت نہیں رکھتے اور ہم نمونہ پیش نہیں کرتے تو لازمی طور پر ہم وہ منزل نہیں پاسکتے جس کی طرف ہمیں چلنا چاہیے - یہ بالکل درست ہے لیکن باوجود ان کوتاہیوں اور کمزوریوں کے ہماری پارٹی کے ممبران اسمبلی کی کوشش ہوگی کہ ہم نہ صرف اپنے آپ کو درست کریں بلکہ ان کو درست کریں جو ہم پر اعتراض کرتے ہیں اور بلاوجہ اعتراض کرتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - وسائل نہایت ہی محدود ہیں - فاضل ممبران نے کہا ہے کہ اخراجات میں کمی کی جائے - اگر ہمارے پاس وسائل ہوتے تو ہم بہت زیادہ اخراجات بجٹ میں شامل کرتے تاکہ محکموں کے سٹاف میں جو کمی ہے اس کو پورا کرتے - تو کوشش یہ ہونی چاہیے - عزم اور ارادہ یہ ہونا چاہیے کہ ہم وسائل کو بڑھائیں اور اگر وسائل بڑھ جائیں تو اپنے محکموں کے سٹاف میں جو کمی ہے اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں -

میں ایک نہایت ہی ضروری چیز اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ لائل پور میں ہمارے سائنس دانوں کے ایک گروپ نے جو کہ وہاں ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کام کر رہے ہیں - آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ آپ کے نوجوان سائنسدانوں نے ایسے جرائیم پیدا کئے ہیں کہ اگر وہ زمین میں چھوڑ دئیے جائیں تو میم اور تور کی زمین ٹھیک ہو جاتی ہے - (نعرہ ہائے تحسین) ہم سب کو یہ تو معلوم ہے کہ فلاں سی ایس بی افسر بڑا زبردست ہے بڑا انتظام کرنا جانتا ہے بڑا جابر افسر ہے بڑا لائق افسر ہے - سی ایس بی افسر سب کو یاد ہے کہ ڈپٹی کمشنر رہا پھر ممبر بورڈ آف ریونیو بن گیا پھر اوپر چلا گیا - سب کو یاد ہے لیکن یہ سائنس دان جو ایسے کارہائے نمایاں کر رہے ہیں مثلاً میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے اکثر کو معلوم نہیں ہوگا کہ سردار محمد قریشی کون

ہے۔ لیکن عوام کا سب سے بڑا محسن سردار محمد قریشی جس نے خاص گندم کی جنس دریافت کی ہے کسی کو معلوم نہیں۔ تو یہ تمام سائنسٹس جو ہمارا لازوال سرمایہ ہیں قومی سرمایہ ہیں ہم نے ان کے لیے جتنے بھی اخراجات ہیں ریسرچ کے لیے لیبارٹریز کے لیے وہ پیدا کرنے ہیں۔ ابھی تو ہم نے کیا ہی کچھ نہیں۔ اور ہمارا پروگرام اور ارادہ یہ ہے کہ ہم یہ تمام وسائل جو یونہی خرچ کیے جا رہے تھے ان چیزوں پر خرچ کریں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ ان چند معروضات کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان اخراجات کو منظور فرمایا جائے (نعرہ ہائے تحسین)

سیدھے تھیں الوری۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ان کی حکومت نے telegraphically روزنامہ سن کے سرکاری اشتہارات بند کر دیئے ہیں؟

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب مطالبہ نمبر ۱۱ پر تحریک، تخفیف زر پر رائے شماری ہوگی۔ سوال یہ ہے۔

کہ ۲,۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں بٹلر ۸,۱۲,۰۹۹ روپے تخفیف کر دی جائے۔
(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :-

کہ ۲,۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں بٹلر ۸,۱۲,۰۹۹ روپے کی تخفیف کر دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :-

کہ ۲,۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں بٹلر ۸,۰۰,۰۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔
(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :-

کہ ۲,۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں بٹلر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے۔

(تحریرک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ ۸,۱۲,۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -
(تحریرک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ ۸,۱۲,۱۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۹) وزراء میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -
(تحریرک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ ۳,۹۸,۷۹,۷۷۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد خالص میزان (۱۳) سول سیکرٹریٹ میں بقدر ۳,۹۸,۷۹,۷۶۹ روپے تخفیف کر دی جائے -
(تحریرک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ ۳,۰۰,۷۶,۶۸۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (ج) - عملہ سیکرٹریٹ ہیڈ کوارٹرز (۱۳) سول سیکرٹریٹ میں بقدر ۳,۰۰,۷۲,۶۷۹ روپے تخفیف کر دی جائے -

(تحریرک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ ۷,۷۲,۷۶۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (ج) محکمہ امور داخلہ میں ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -

(تحریرک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ ۱۷,۷۰,۳۲۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد (۱۳) (۲) عملہ - محکمہ انسداد رشوت ستانی میں بقدر ایک لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے -
(تحریرک منظور نہیں کی گئی)

دسٹرو سٹیپنڈی - سوال یہ ہے -

کہ ۱,۸۲,۹۳,۷۴۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد میوزن (۸) عام عملہ میں بقدر ۱,۸۲,۹۳,۷۳۱ روپے تخفیف کر دی جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

دسٹرو سٹیپنڈی - سوال یہ ہے -

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۰ - نظام و نسق عامہ میں بقدر ۱۰۰ روپے تخفیف کر دی جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

دسٹرو سٹیپنڈی - سوال یہ ہے -

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۰ - نظام و نسق عامہ میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

دسٹرو سٹیپنڈی - سوال یہ ہے -

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۰ - نظام و نسق عامہ میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

دسٹرو سٹیپنڈی - سوال یہ ہے -

کہ ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے کی رقم بسلسلہ مد ۲۰ - نظام و نسق عامہ میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

دسٹرو سٹیپنڈی - اب مطالبہ زر نمبر ۱۱ ایوان کے سامنے پیش ہے - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۷,۳۵,۹۹,۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دھگر اخراجات

کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے
دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت
کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر—اب ایوان کا وقت ختم ہونے میں ۲۰ منٹ باقی
رہ گئے ہیں۔ اس لئے قاعدہ نمبر ۱۱۱ کے تحت
کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اب باقی ماندہ مطالبات
ذہر رائے شماری ہوگی۔ مطالبہ نمبر ۱۰۔ سوال یہ ہے۔

کہ ایک رقم جو ۱۳،۸۲،۸۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے
دوران بسلسلہ مد ایوان برداشت کرنے
پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر—مطالبہ نمبر ۲۔ سوال یہ ہے۔

کہ ایک رقم جو ۲،۱۵،۱۲،۱۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران
بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں
گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر—مطالبہ نمبر ۳۔ سوال یہ ہے۔

کہ ایک رقم جو ۳،۱۰،۹۳،۰۰۰ روپے سے
متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے

جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریرک منظور کی گئی)

مسٹر سنیہ پکڑ - مطالبہ نمبر ۴ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۸۳۳۲۰۰۰ روپیہ سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریرک منظور کی گئی)

مسٹر سنیہ پکڑ - مطالبہ نمبر ۵ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۲۸۱۶۶۵۰۰ روپیہ سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریرک منظور کی گئی)

مسٹر سنیہ پکڑ - مطالبہ نمبر ۶ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۳۵۵۵۱۰۰ روپیہ سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریرک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۷ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۲,۰۳۱,۵۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران بسلسلہ مد اخراجات دوبارہ عمل درآمد پر قوانین موٹر و موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۸ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۲۹,۲۵,۵۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۱۰ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۲۲,۶۹,۹۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران دیگر اخراجات آپاشی جن کے لئے سرمایہ عام ماحول سے فراہم کیا جائے گا، کے سلسلے میں برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۱۲ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۱,۳۵,۶۲۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات

کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مد
معدلت گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر شیپکر—مطالبہ نمبر ۱۳۔ سوال یہ ہے۔

کہ ایک رقم جو ۱،۳۷،۲۵،۳۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بسلسلہ مد قید خانہ جات و ہستی ہائے سزا
یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر شیپکر—مطالبہ نمبر ۱۴۔ سوال یہ ہے۔

کہ ایک رقم جو ۸،۸۹،۳۷،۸۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ
مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر شیپکر—مطالبہ نمبر ۱۵۔ سوال یہ ہے۔

کہ ایک رقم جو ۲،۳۹،۳۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بسلسلہ مد سائنسی محکمہ جات برداشت کرنے
پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر شیپکر—مطالبہ نمبر ۱۸۔ سوال یہ ہے۔

کہ ایک رقم ۵،۴۴،۳۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مدد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تعریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہیکر - مطالبہ نمبر ۱۹ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۷۵۲,۳۹,۸۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دہکر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مدد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تعریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہیکر - مطالبہ نمبر ۲۰ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۹,۳۶,۸۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مدد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تعریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہیکر - مطالبہ نمبر ۲۱ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۱,۲۷,۳۳۰,۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دہکر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مدد امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تعریک منظور کی گئی)

مسٹر سہیلنگر - مطالبہ نمبر ۲۲ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۶۵,۱۹,۵۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
 کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
 بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں
 گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سہیلنگر - مطالبہ نمبر ۲۳ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۱,۱۹,۶۷,۱۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
 بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنے
 پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سہیلنگر - مطالبہ نمبر ۲۴ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۱,۱۱,۱۲,۶۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
 بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے
 پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سہیلنگر - مطالبہ نمبر ۲۵ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۲,۲۹,۵۲,۵۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران

بلسلسلہ مد سول ورکس ماسوائے اخراجات
عملہ برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۲۶ - سوال یہ ہے -
کہ ایک رقم ۱,۰۰,۱۱,۲۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بلسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ
برداشت کرنے پڑیں گے
(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سہیل اللہ خان - جناب سپیکر! آپ نے وقت
بڑھانے کا اعلان نہیں فرمایا لہذا باقی کارروائی نہیں ہونی
چاہیے۔

مسٹر سپیکر - ابھی ایک نہیں بچا - اس میں وقت کی
پابندی نہیں ہوتی۔

حاجی محمد سہیل اللہ خان - میں آپ کی توجہ رول
۱۷ کی طرف دلاتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - اگر ایوان کی رائے ہو تو نوٹس کا وقت
بڑھا دیا جائے۔

(متفقہ طور پر ایوان کا وقت بڑھا دیا گیا)

سید تابش الوری - یہ کب تک کیلئے وقت بڑھا
گیا ہے؟

مسٹر سپیکر - unlimited جب تک کارروائی ختم نہ
ہو جائے۔

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۲۷ - سوال یہ ہے -
کہ ایک رقم جو ۳,۳۶,۹۵,۰۰۰ روپے سے
متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی

۲۷ جون ۱۹۷۲ء

سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بلسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ
برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۲۸ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۷۸,۳۷,۵۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بلسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۲۹ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۳,۵۰,۰۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بلسلسلہ مد اسداد ریلیف برداشت کریں
گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۰ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۳,۳۲,۹۷,۸۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ
مد پیرانہ مالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں
گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۱ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۲,۱۳,۰۰,۰۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
 کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران
 بسلسلہ مد معاوضہ پنشن جن کے لئے سرمایہ
 عام معاصل سے فراہم کیا جائے گا برداشت
 کرنے پڑیں گے -
 (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۲ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۱,۲۷,۱۹,۷۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
 کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران
 بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت
 کرنے پڑیں گے -
 (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۳ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۱۱,۰۷,۸۵,۸۰۰ روپے سے
 متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات
 کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران
 بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے -
 (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۴ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۱۳,۹۸,۵۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ کے دوران
 بسلسلہ مد شہری دفاع کرنے پڑیں گے -
 (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۵ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۶۸,۵۰,۲۱,۷۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی اسکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۶ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۳۶,۵۹,۲۳,۵۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۷ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۳,۹۰,۳۶,۶۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کے دوران بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر ۳۸ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۲,۱۳,۰۸,۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء

کے دوران صحت عامہ کی بہتری پر صرف
سرمایہ کے سلسلے میں برداشت کرنے پڑیں
گئے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہنگر - مطالبہ نمبر ۳۹ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۵۲,۵۳,۰۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بلسلسلہ مد زعمی ترقی و تحقیق کے منصوبوں پر
صرف سرمایہ کرنے برداشت پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہنگر - مطالبہ نمبر ۴۰ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۱,۰۸,۰۰,۰۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بلسلسلہ مد منصوبہ ترقی قصبات برداشت
کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہنگر - مطالبہ نمبر ۴۱ - سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو ۱۳,۳۰,۳۲,۳۰۰ روپے سے متجاوز
نہ ہو، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
بلسلسلہ مد مواصلاتی تعمیرات کے حسابات
سرمایہ ماسوا حسابات محاصل برداشت کرنے
پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

۲۷ جون ۱۹۷۳ء

مسٹر سپہیکر - مطالبہ نمبر ۴۲ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۱۰,۵۲,۶۱,۲۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو گورنر کو اسے دیگر اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
 بسلسلہ مد سول ورکس ماسوا حسابات محاصل
 برداشت کرنے پڑیں گے -
 (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہیکر - مطالبہ نمبر ۴۳ - سوال یہ ہے -
 کہ ایک رقم جو ۱۳,۰۰۷,۶۱,۳۰۰ روپے سے متجاوز
 نہ ہو، گورنر کو اسے دیگر اخراجات کی
 کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
 سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کے دوران
 بسلسلہ مد قرضہ جات و پیشگیاں از صوبائی
 حکومت برداشت کرنے پڑیں گے -
 (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپہیکر - میں معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا
 ہوں اور اجلاس ملتوی کرنے سے پہلے دوبارہ اعلان کرتا ہوں
 کہ کل اجلاس ساڑھے پانچ بجے (۵-۳۰) بعد دوپہر ہو گا -
 اب ہاؤس کی کارروائی ۲۸ جون ۱۹۷۳ء ساڑھے پانچ بجے
 بعد دوپہر تک ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس ۲۸ جون ۱۹۷۳ء بروز بدھوار ساڑھے
 پانچ بجے بعد دوپہر تک کیلئے ملتوی ہو گیا) -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 (چهار شنبہ ۱۵ جمادی الاول ۱۴۹۹ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی جیمیر لاہور میں منعقد ہوا۔ مسٹر میسرز رفیق احمد شیخ کرسی عداوت پر بیٹھے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ السَّوْمَ بِمَا اُنزِلَ الْيَوْمَ مِنْ ذِكْرِهِمْ وَ اَلْتَحْمِزُونَ عَلَىٰ اَسْنِ يَافُو وَ لِيُوَدِّعُوا
 وَ وُصِّلَهُ لَا تَقْرُبُ بَيْنَ اَخْدَانٍ سُوْرِهِ وَقَالَ نُوْسًا وَ اَلْمُنَا حَقْرًا كَ رَحْمَتِكَ اَلْمُنَا
 لَا يَكْفُرُ اللهُ نَشَارًا وَسُعْمًا لَهَا مَا كَتَبْتَ وَ عَلَيْهَا مَا اَلْتَسْبِيْحًا سَمِيْنَا لَا تَقْبَلْنَا اَلْمُنَا
 سُبِيْنَا اَوْ اَلْمُنَا كَا ذِكْرًا وَ لَا تَقْرُبُ عَلَيْنَا اِمْرًا كَمَا حَمَلْنَا عَلَىٰ اَلْمُنَا مِنْ كَلْبًا كَا اَلْمُنَا
 حُوتًا مَا لَا لَمَا كَلَّ كِتَابُهُ وَ اَعْقَبَ حَنَا وَ اَمْفُزُ كَا وَ اِنَّمَا اَلْمُنَا تُوْرًا اَلْمُنَا
 عَلَىٰ التَّوْبَةِ الْكَثِيْرَةِ

پ ۲۰۷ - ص ۲۸۶ - آیات ۲۸۵، ۲۸۶

پیشتر کیا گیا ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوا اور ان کے لئے ہے۔
 سب اللہ اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے پیغمبروں پر ان کے لئے ہے۔
 پیغمبروں کے کسی بھی کلمہ فرق نہیں کرتے اور اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تم سے اللہ کی طرف سے
 پروردگار تمہیں بھیجنا چاہتا ہے۔ اللہ کی طرف سے اللہ سے اللہ کی طرف سے اللہ سے اللہ سے
 نہیں بناؤ، اچھے کام کے لئے اور ان کو انہی کا پروردگار ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔
 جو کہ باخدا ہوگی تو تم سے مسافروں کی طرح۔ اسے پروردگار ہم پر بھیجتا ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔
 تھا۔ اسے پروردگار ہم پر بھیجتا ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔ ان کو ان کے لئے ہے۔
 جس سے اللہ کی طرف سے اللہ کی طرف سے اللہ کی طرف سے اللہ کی طرف سے اللہ کی طرف سے

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

۲۸ جون ۱۹۷۲ء

صوبائی اسمبلی پنجاب

۱۰۰۸

مسٹر سپیکر - اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستوں پر غور ہوگا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

ملک غلام قادر

سپیکر ڈری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام قادر صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

میں اپنے والد گرامی کے انتقال کی وجہ سے
آج مورخہ ۲۸-۶-۷۲ کو اجلاس میں شرکت نہیں
کر سکونگا۔ رخصت چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سپیکر ڈری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز خان
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

I beg to state that my better half has
fallen seriously ill, therefore, I cannot
attend the Assembly session. Kindly excuse
my absence from 25th June 1972 to 27th
June 1972.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اعظم

سپیکر ڈری اسمبلی - مندرجہ ذیل ٹیلیگرام چوہدری محمد اعظم
صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Heart trouble. Cannot attend meet-
ing. Sanction leave one day 26th June 1972.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سپیکر ڈپٹی اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ

صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مجھے آج ایک بہت ضروری کام کے سلسلے
میں لاہور کے باہر جھنگ جانا پڑ گیا ہے -
سہرانی کر کے مجھے آج کے سیشن سے غیر حاضر
رہنے کی اجازت فرمائی جائے - عین نوازش ہوگی -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور ہو گئی)

مسٹر رب نواز خان کھتران

سپیکر ڈپٹی اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر رب نواز

کھتران صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

Respectfully it is submitted that I am
not feeling well, therefore, it is requested
that leave for today only may kindly be
granted to me and oblige.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر شبیر احمد رئیس

سپیکر ڈپٹی اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر شبیر احمد

رئیس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I am not feeling well today. I request,
that I may kindly be granted today's
leave and oblige.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

تحریک استوائے کار

مسٹر سپیکر - اب ایک تحریک التوا حاجی سیف اللہ خان صاحب کی ہے -

STRIKE BY DOCTORS OF MAYO HOSPITAL, LAHORE.

Haji Muhammad Saifullah Khan—(Sir, I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent and urgent public importance, namely, the inaction of the Provincial Government to prevent the 36 hours, strike by doctors of Mayo Hospital, Lahore causing the loss of six valuable lives, as has been reported by the daily "Mashriq" dated today, Sir.

اس ضمن میں میں یہ عرض کروں کہ آج ہی کے اخبار سے یہ معلوم ہوا ہے -

علاء و صحت اللہ ارشد - جناب والا - روایت یہ ہے کہ پہلے تحریک التوا کار کا محرک اے پش کر کے بیٹھ جاتا ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے اس کا جواب آتا ہے اسکے بعد اس پر بحث ہوتی ہے -
مسٹر سپیکر - شکریہ - یہ تحریک التوا ایوان کے سامنے ہے -

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) - جناب سپیکر - میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک التوا کو اس بنا پر admit نہیں ہونا چاہئے کہ جو واقعات اخبارات میں آئے ہیں ان کے مطابق کوئی ایسا serious معاملہ نہیں اور یہ ہڑتال کل رات دس بجے سے ختم ہو چکی ہے - جن اموات کے متعلق انہوں نے ذکر کیا ہے - میں نے ان کے بارے میں پوری تحقیق کی ہے اور وہاں پہلے دن سے جب سے یہ ہڑتال شروع ہوئی تھی ایڈرجنسی کاپلٹی کے ڈاکٹروں نے کام شروع کر دیا تھا - میں اسی دن وہاں پہنچ گیا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ ہسپتال کے ریکارڈ کے مطابق جتنے مریض داخل ہوتے ہیں وہاں اتنے bed مہیا ہوتے ہیں - اس لئے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے اور اس میں کوئی اجنبی کی بات نہیں ہے کیونکہ

اتنی اموات وہاں تقریباً ہر روز ہوتی ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک التوا اس بنا پر admitt نہیں ہونی چاہئے۔ بہر حال میں ہاؤس کو یہ یقین دلانا ہوں کہ میں تمام معاملات کی تحقیق کروں گا اور اگر فاضل میجر کے بیان کے مطابق ایسا ہوا ہے تو میں اس کی پوری پوری تحقیق کرا کے اس پر پورا پورا ایکشن لوں گا۔

مسٹر سپیکر—اب ایوان کے سامنے حاجی محمد سیف اللہ خان کی یہ تحریک التوا موجود ہے میں اس کو پڑھتا ہوں۔

Haji Muhammad Saifullah Khan to ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent and urgent public importance, namely, the inaction of the Provincial Government to prevent the 36 hours, strike by doctors of Mayo Hospital, Lahore, causing the loss of six valuable lives, as has been reported by the daily "Mashriq" dated today.

حاجی محمد سیف اللہ خان—جناب والا۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کر دوں کہ یہ چیز مسلمہ ہے کہ میو ہسپتال میں پچھلے ۳۶ گھنٹے پوری طرح ہڑتال رہی۔ کوئی بھی ڈاکٹر مریضوں کو attend کرنے کے لئے نہیں تھا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہڑتال ہونی کیوں؟ اور اس کو بروقت روکا کیوں نہیں گیا۔ اس کے متعلق میں عرض کیوں کہ یہ ہڑتال اس وجہ سے ہوئی کہ برسر اقتدار طبقہ کے ایک ایم این مے مسٹر احمد رضا قصوری صاحب نے ہسپتال میں جا کر ڈاکٹروں کے ساتھ جس قسم کا رویہ اختیار کیا ان کی جس طرح سے بے عزتی اور توہین کی اس کی وجہ سے یہ ہڑتال عمل میں لائی گئی۔ جب یہ ہڑتال کی گئی تو صوبائی حکومت نے اس کی طرف کوئی خصوصی توجہ نہیں کی۔ اس کو روکنے کی طرف توجہ نہیں کی کیونکہ اس میں ایک ایم این مے جو حکومتی پارٹی کا ایک معزز رکن ہے کا ہاتھ تھا۔ اگر حکومت چاہتی تو بروقت کوئی اقدام اٹھا لیتی بروقت وہ توجہ دیتی بروقت اس کے متعلق مناسب ایکشن لیتی۔ بروقت اس شخص کے خلاف ایکشن لیتی چونکہ اخبارات کی اطلاع کے مطابق شراب پی کر ہسپتال میں گیا اور وہاں جا کر جس قسم کی غنڈہ گردی کی اس کی اس کو مناسب سزا دی جاتی۔ اگر اس کا بروقت کوئی اقدام کیا جاتا جیسا کہ ڈاکٹروں نے مطالبہ کیا تھا تو یقین کیجئے نہ وہاں ہڑتال ہوتی نہ وہاں چھ جانیں تلف ہوتیں۔ جس

کے متعلق میرے فاضل وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ روزمرہ کی چیزیں ہیں۔ وہاں کوئی خاص اور عام بات نہیں ہوئی ہے۔ جناب والا۔ میں نے اپنی تحریک التوا کے ساتھ ایک دستاویز بھی شامل کی ہے۔

مسٹر جاوید حکیم: قریباً۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ فاضل رکن اس ایوان کو غلط اطلاع بہم پہنچا رہے ہیں۔ آج کے اخبار میں ڈاکٹروں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ سارا معاملہ غلط فہمی کی بنا پر ہوا تھا۔ ڈاکٹروں نے یہ بات خود تسلیم کی ہے کہ انہوں نے شراب کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ یہ بات nisepoit کی گئی ہے لہذا فاضل رکن کو ہدایت کی جائے کہ وہ اس ایوان کو غلط اطلاع بہم نہ پہنچائیں۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ مجھے افسوس ہے کہ فاضل رکن کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ تحریک التوا کا زیادہ تر تعلق ان چھ قیمتی جانوں سے ہے جو کہ محض اس ہڑتال کی وجہ سے تلف ہوئی ہیں۔ مسٹر سپیکر۔ آپ کی تقریر اصل میں ان چھ قیمتی جانوں سے متعلق نہیں ہو رہی تھی۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میری تقریر ان چھ قیمتی جانوں سے متعلق ہی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک التوا میں تو یہ چیز ہے لیکن آپ جو تقریر فرما رہے ہیں وہ چھ قیمتی جانوں سے متعلق نہیں ہے۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ جب تک میں اس کا پس منظر بیان نہ کروں کہ وہ چھ قیمتی جانیں کس طرح ضائع ہوئی ہیں۔ تو اس سے یہ سمجھ نہیں آ سکتی کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ اس کا پس منظر کیا ہے۔ یہ واقعہ کیوں وقوع پذیر ہوا ہے۔

مسٹر شہباز احمد خان (ڈپٹی سپیکر)۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ معزز رکن نے مسٹر احمد رضا قصوری کا نام لیا ہے جب کہ وہ اس معزز ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ یہ بات اس ایوان کی روایات میں سے ہے کہ کسی بھی شخص کے خلاف جو موجود نہ ہو اس کا نام لے کر کوئی الزامات عائد نہیں کئے جا سکتے۔ اشارتاً بات ہو سکتی ہے لیکن نام لے کر بات نہیں ہو سکتی ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قروشی—جناب والا۔ میں اپنے پہلے ہوائنٹ آف آرڈر پر اصرار کرتا ہوں۔

Mr. Speaker—He has to make a short statement to explain his adjournment motion.

علامہ رحمت اللہ ارشد—جناب والا۔ مختصر بیان کی اس میں ضرورت نہیں ہے۔ فاضل رکن جو کہ تحریک التوا پیش کرنے والے ہیں ان کو اس بات کا پورا پورا حق ہے کہ وہ اپنی تحریک التوا کو صحیح قاعدے یا قواعد کے مطابق بنانے کے لئے سپیکر صاحب کو خطاب کرتے ہوئے اس معزز ایوان کو یقین دلائے کہ یہ معاملہ واقعی غیر معمولی نوعیت کا تھا۔ جناب والا۔ باقی یہ معاملہ کہ کوئی آدمی ایوان میں موجود نہیں ہے اس لئے اس کا نام نہیں لیا جا سکتا یہ بات غلط ہے۔ کئی دفعہ یہ سوال اٹھایا جا چکا ہے۔ کئی دفعہ سابق صدر ایوب پر تنقید کی گئی ہے حالانکہ وہ بھی اس ایوان میں موجود نہیں ہوتے تھے۔ (اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ صاحب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے)

حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں

Mr. Speaker—I hold that the adjournment motion is in order. Now those Hon'able Members who consider that the leave of the Assembly to make the adjournment motion be granted, they may rise in their seats.

(On count, the motion was lost).

سید قاضی الوری—جناب سپیکر—مجھے ایک چھٹی موصول ہوئی

مسٹر سپیکر—اگر میری طرف سے کچھ موصول ہوا ہے تو آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔ وہاں آپ سے بات کر لوں گا۔
سید قاضی الوری—ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میری ایک تحریک استحقاق تھی۔

Mr. Speaker—That is not under discussion. I can't permit this method of getting up and addressing me. You are talking about a letter or a document or a memorandum or an order which is received by you from the Speaker.

سید قاضی الوری—جناب اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میری جو تحریک استحقاق تھی۔

Mr. Speaker—Please, I can't permit that. This is against the rules. Will the Hon'ble Member resume his seat please?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood—Mr. Speaker, Sir, may I have the permission to lay the papers to which I made some reference in my yesterday's speech on the table of the House.

Mr. Speaker—Yes: You may.

(Papers were laid on the table of the House.)

Minister for Health—Point of order—Sir. I want to speak on the adjournment motion.

Mr. Speaker—When you had the opportunity, you didn't avail it.

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال ۱۹۷۱-۷۲
وزیر خزانہ—جناب سپیکر۔ میں منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ
بابت سال ۱۹۷۱-۷۲ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ (جنرل)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (پابندی) جہیز و تحائف شادی پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء

وزیر قانون—جناب سپیکر۔ میں مسودہ قانون (پابندی) جہیز و تحائف شادی پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر—مسودہ قانون (پابندی) جہیز و تحائف شادی پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کیا گیا۔

رائہ پھول مکھن خان—جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

وزیر قانون—جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ ۷۴ کو جہاں تک اس کا اطلاق مسودہ قانون (پابندی) جہیز و تحائف شادی پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پر ہوتا ہے معطل کر دیا جائے اور اسے مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے۔

مسٹر سپیکر—تحریک پیش کی گئی

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ ۷۴ کو جہاں تک اس کا اطلاق مسودہ قانون (پابندی) جہیز و تحائف شادی پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پر ہوتا ہے معطل کر دیا جائے اور اسے مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے

ممبران غور و خورشید انور - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔
 جناب والا - یہ بل ابھی ہمیں مہیا کیا گیا ہے۔ اس کے لئے ہمیں وقت
 ملنا چاہئے۔ اس بل میں تو ایسے کرنا بہت ضروری ہیں اس لئے میں گزارش
 کروں گا کہ اس بل کو مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے۔

رائی پھول - محکمہ خان - جناب والا - میں اس سلسلے میں یہ
 گزارش کرتا چاہتا ہوں کہ جن ممبران کو کل ہی آپ نے مختلف مجالس
 قائمہ کے ممبران بنایا ہے وہ کس مرض کی دوا ہیں۔ اس ہاؤس میں اس
 طرح سے چور دروازے سے بل لا کر پاس کرا لینا - میں سمجھتا ہوں
 کہ یہ انصاف کا خون ہے۔ جناب والا - یا تو اس بل کو رائے عامہ
 معلوم کرنے کے لئے مشہور کیا جائے یا اس کے بعد اس کا طریقہ کار یہ
 ہے کہ متعلقہ کمیٹی اس پر غور کر سکتی ہے۔

مسٹر سپہنگر - طریقہ کار یہ ہے یا آپ مناسب سمجھتے ہیں
 کہ اس کو ایسے کیا جائے۔

رائی پھول محکمہ خان - جناب والا - ہمیشہ طریقہ کار یہ رہا
 ہے۔ دستور یہ رہا ہے۔ اصول یہ رہا ہے۔ ورنہ ان کمیٹی کے ارکان
 کا جن کو کل آپ نے منتخب کیا ہے کیا فائدہ ہے۔ بل اگر ان کو
 بھیجے بغیر۔ ان کے غور و غروض کے بغیر یہاں زیر بحث لایا جائے تو یہ
 ان ممبران کے حقوق پر ڈاکہ ہے قوم کے ساتھ ایک دھوکہ ہے کہ
 بغیر رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اسے مشہور نہ کیا جائے جو ایک
 حق و شخص کے پیش کئے ہوئے مسودہ قانون پر جب تک مجلس قائمہ اور
 متعلقہ محکمہ غور نہ کرے اس وقت تک اس کو غور و غروض کے بعد
 پیش ہونے والا بل نہیں کہا جا سکتا۔ یا ان ممبران کو جن کو کل
 آپ نے کمیٹیوں کے ارکان نامزد کیا ہے ان کو رخصت نہ دی جائے
 کہ ان پر آپ کو بھروسہ نہیں ہے۔

مسٹر سپہنگر - دلیل کو دہرائیے نہیں۔ مسٹر ایمان اللہ
 لک۔

چوہدری ایمان اللہ لک - جناب والا - میں آپ کی توجہ
 آپ کی طرف سے منہول کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپہنگر - آئین کا ؟

چودھری امان اللہ لک - نہیں جناب - یہ جو صوبائی اسمبلی پنجاب کے رولز ہیں ان کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - وہ رول کیا ہے ؟

چودھری امان اللہ لک - یہ جناب رول ۷۷ ہے - تو اس میں میں عرض کروں گا -

وزیر قانون - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - فاضل رکن جو رول پیش کرنا چاہ رہے ہیں اس میں یہ ہے -

The Bill repugnant to the teachings of Islam.

جناب والا - میرا خیال ہے کہ یہ اس بحث میں فی الحال نہیں جا سکتے - یہ irrelevant ہیں -

Mr. Speaker : Let me hear him.

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک اس کی اطاعت کا تعلق ہے میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی مسودہ قانون

مسٹر سپیکر - آپ اس کے merits discuss کر رہے ہیں - چودھری امان اللہ لک - merits نہیں - میں اس پر اعتراض کر رہا ہوں - جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے discuss کیا ہے کہ اس کو دفعہ ۷۷ کے تحت چونکہ غیر اسلامی ہے اس لئے مسٹر سپیکر - تشریف رکھیے - اس وقت ایوان کے سامنے مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میری گزارش تو سن لیجیے - میں نے صرف دفعہ ۷۷ بولا ہے اس کے بعد جناب نے مجھے لوک دیا ہے - میں تو عرض کر رہا ہوں کہ یہ غیر قانونی ہے - قرآن اور سنت کے خلاف ہے -

مسٹر سپیکر - آپ مجھ سے مناظرہ کر رہے ہیں آپ جانتے ہیں کہ آیا تھوڑا سا سپیکر اور معزز ممبر کے درمیان مناظرہ بھی ہو جائے - لیکن اس وقت ایوان کے سامنے جو سوال زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ رول ۷۷ سے اس کارروائی کو مستثنیٰ کیا جائے - آپ اپنے آپ کو اس وقت اسی پر محدود رکھیے - جو اس کی merits ہیں - جو اس کی technicalities ہیں اور جو اس کی legalities ہیں - ان پر اس وقت بحث نہ کریں - اب فرمائیے -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں عرض کرتا ہوں کہ میں دفعہ ۷۷ کو اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق ۴۷ سے زیادہ اور ۵۷ سے زیادہ اہمیت دیتا ہوں -

مسٹر سپیکر - وہ آپ کی بات ٹھیک ہوگی -

The scope of the discussion is limited and I can't permit to widen it.

چودھری امان اللہ لک - میں عرض کرتا ہوں - مہری سمجھ کے مطابق جو سکوپ ہے -

مسٹر سپیکر - وہ آپ کی بات ٹھیک ہے - پھر کسی موقع اس پر تقریر کیجئے -

چودھری امان اللہ لک - مہری گزارش تو سنئے - اس کے بعد آپ فرمائے - میں یہ سمجھتا ہوں

مسٹر سپیکر - نہیں جناب - اس طرح تو میرے لئے بہت مشکل ہو جائے گا - ہر ممبر اپنی سمجھ کے مطابق یہاں تقریر کرے گا - اور جو یہاں پر بحث کا سکوپ ہے اس کی بجائے اور تقریر کر کے مجھے یہ کہے گا کہ جناب یہ میرے بس کی بات نہیں ہے -

چودھری امان اللہ لک - جناب صدر - میں بالکل relevant ہوں - اپنی سمجھ کے مطابق ہی تو بات کرنی ہے -

مسٹر سپیکر - اگر تو آپ یہ بحث کرنا چاہتے ہیں کہ رول ۴۷ کی مقتضیات سے اسے مستثنیٰ کیا جائے یا نہیں کیا جائے - You are welcome. اور اگر آپ اس پر کوئی ایسا اعتراض کر رہے یا آئین کے مطابق نہیں ہے This is not the stage to object.

چودھری امان اللہ لک - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میرا point of objection یہ ہے کہ قرآن اور سنت کے خلاف ایسے document یہاں پیش کئے گئے ہیں - اس کو رجسٹر قائمہ کی بجائے

Mr. Speaker: I can't permit that. This is not the stage. Please resume your seat. I can't permit irrelevant discussion.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں یہ گزارش کروں گا

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: I hope that Rana Phool Mohammad Khan has had his say. He has already addressed the House.

حاجی محمد سید سید اللہ بھاری - جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک اختیارات کا تعلق ہے یا move کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب منسٹر کو یہ حق ہے کہ وہ اس قسم کی move ایوان میں پیش کر سکتے ہیں - مگر جہاں تک جمہوری تقاضوں کا تعلق ہے اور ایک عوامی حکومت کے کردار کا تعلق ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں سٹینڈنگ کمیٹیاں محض اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ جو بھی قانون ایوان میں پیش ہو اس کی پورے طریقے سے جہاں بین ہو - سٹینڈنگ کمیٹی اس کی پوری اچھائیوں - برائیوں اور اس کی تمام قانونی خاموں اور نقائص کو دیکھنے اور اس کے بعد ایک جامع رپورٹ ایوان میں آئے تاکہ ایوان بجائے اس کے کہ اس کو آرڈیننس کے طریقے سے deal کرے ایک بل کے پیش کرنے کے جو تقاضے ہیں اس کے مطابق یہ آنا چاہئے جب کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں تو اس طرح سے اگر پہلا بل جو سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بننے کے بعد پیش ہوا اس کے ساتھ اگر اس قسم کی move آ جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ جمہوری تقاضوں کے عین منافی ہے - میں جناب منسٹر صاحب سے استدعا کروں گا کہ باوجود اختیارات کے ہونے کے جمہوریت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور جمہوری اقدار کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ ازراہ کرم اس move کو واپس لیں اور یہ بل مجلس قائمہ میں جانے دیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - اس ایوان کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ کوئی ضابطہ معطل کر کے یہاں کارروائی کی جائے اور ایوان کی اکثریت اپنی اکثریت کی بنیاد پر ایسا کر سکتی ہے - لیکن اس میں گزارش یہ ہے کہ کل میں نے لائد ایوان جناب معراج خالد صاحب سے اس کے متعلق گفتگو کی تھی اور میں نے یہی ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اس مسودہ قانون کو مجلس قائمہ کے سپرد کر دیا جائے - انہوں نے فرمایا کہ یہ معمولی سی بات ہے - اس کو اسی طرح پاس کر دیں - میں نے ان کو بتایا کہ یہ معمولی بات نہیں ہے - اس پر بہت کچھ غور و خوض انہیں کرنا ہے اور ایسے ناقص قانون جو بن جاتے ہیں ان میں پھر ترمیم کی اور اس کے بعد بعض اوقات اس کی ترمیم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ اس کو مجلس قائمہ کے حوالے کیا جائے - چنانچہ وہ اس سے اتفاق کر گئے

تھے۔ میں اب وزیر قانون صاحب کی خدمت میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس پر اصرار نہ کریں۔ جیسے کہ میرے بھائی حاجی محمد سیف اللہ خان نے کہا ہے اس کے مالہ و ما ایلہ۔ اس کے نقائص۔ اس کے فوائد کا اچھی طرح پر موازنہ کر کے یہ بات یہاں ہاؤس کے اندر آ جائے۔ یہ اتنا اہم قانون نہیں ہے کہ اگر یہ آج پاس نہ ہوا۔ آج اس پر بحث نہ ہوئی تو اس سے ملک کے نظام کو کوئی خاص نقصان پہنچ جائے گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اصرار نہ فرمائیں۔ جب انہوں نے move کیا ہے تو وہ ایسا کرا سکتے ہیں اور اکثریت سے وہ کر لیں گے کہ ضابطہ منسوخ کر دیا جائے۔ لیکن یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔ یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہوگی۔ اس قسم کی روایات اس ایوان میں پہلے مرتب ہوتی رہی ہیں۔ اور ان روایات کا ہم نمونہ بھگت رہے ہیں کہ برے قانون یہاں بنے اور پھر وہ منسوخ ہوئے ہیں۔ میں اس کی مثال جرگہ قانون کی دوں گا۔ ہم بڑی معمولی اپوزیشن میں تھے۔ ۲۸ دن ہم نے جرگہ لاء کو بریک لگایا لیکن انہوں نے اسے پاس کرایا۔ بالآخر ایک وقت آیا جب جرگہ لاء کی ترمیم ہوئی۔ تو اس لئے میں عرض کر لی چاہتا ہوں کہ اس کو اچھی طرح پھر دیکھ لینا چاہیے۔ اس پر انہیں اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ سہرانی کر کے اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کریں اور مجلس قائمہ دو۔ تین گھنٹوں کی بحث کے بعد اپنی رپورٹ اس ایوان کے اندر پیش کر دے گی۔

سرمدار صغیر احمد۔ جناب سپیکر۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی بل مجلس قائمہ کو نہ بھیجا جائے۔ اس سے جمہوریت کی نفی ہرگز نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سے جمہوریت کی نفی ہوتی ہوگی۔ یہ بات سراسر غلط ہے۔ یہ جو مجلسین قائمہ کی گئی ہیں۔ کمیٹیاں قائمہ کی گئی ہیں یہ دراصل اس ہاؤس کا وقت بچانے کے لئے ہیں۔ تاکہ ہاؤس کو اپنا زیادہ وقت نہ صرف کرنا پڑے اور وہ کام جو ہاؤس کرے کمیٹیوں میں اس کی جہان بین ہو سکے۔ لیکن جہانتک جمہوریت کا تعلق ہے وہی زیادہ جمہوری بل ہوگا جو اس سارے ہاؤس میں پیش ہوگا۔ اس سارے ہاؤس میں اس پر غور ہوگا۔ اور اس ہاؤس میں پاس ہوگا۔ وہ زیادہ جمہوری ہوگا۔

[۲۸ جون ۱۹۷۲ء]

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - کیا فاضل ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ بل مجلس قائمہ میں گیا تو پھر اس ہاؤس میں واپس نہیں آئے گا ؟

منسٹر سپیکر - یہ تو ان کی اپنی رائے تھی - انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے -

وزیر قاعدوں - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میرے علم میں ایسی ہرگز کوئی بات نہیں ہے کہ چیف منسٹر صاحب یہ کہہ گئے ہوں کہ اس بل کو آپ کمیٹی کے سامنے پیش کر دیں یا کمیٹی کے سپرد کر دیں - میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ تحریک جو میں نے پیش کی ہے - چیف منسٹر کے کہنے پر پیش کی ہے - جہاں تک قائد حزب اختلاف کا یہ فرمانا ہے کہ ان کی باتیں میرے علم میں تھیں تو میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے بالکل علم نہیں تھا - میں نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے کہنے پر یہ تحریک پیش کی ہے -

دوسری عرض یہ ہے کہ ہم جمہوری اقدار کا احترام کرتے ہیں - تمام روایات کے ہم پابند ہیں - حضور والا - آج نہ تو بل یہاں discuss کیا جا رہا ہے اور نہ ہی کوئی قانون بنایا جا رہا ہے - بلکہ تمام فاضل ممبران کو غور کرنے کے مناسب وقت دیا جائے گا -

خان امیر عہد اللہ خان روکڑی - جناب والا - ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے قائد ایوان کے بعد نائب قائد ایوان کون ہیں تاکہ ہم ان سے بات کریں -

وزیر خزانہ - جناب والا - یہ ناچیز خادم آج ڈپٹی لیڈر ہے -

خان امیر عہد اللہ خان روکڑی - جناب سپیکر - میں گزارش کروں گا کہ ہمارا لیڈر اور حزب اقتدار کا لیڈر دو منٹ اس بات پر غور کر لیں اس کے بعد جو فیصلہ ہو ہم اسے قبول کر لیں گے -

وزیر قاعدوں - جناب والا - میں اپنی بات مکمل کرنی چاہتا ہوں - جناب والا - میرے لئے وزیر اعلیٰ ہمارے اپنے ہوں - کسی کے لئے غیر ہونگے تو یہ نہیں کہہ سکتا - تو آج اس بل پر

نہ تو بحث ہو رہی ہے اور نہ اسے پاس کہا جا رہا ہے۔ بلکہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دس تاریخ سے پہلے یہ بل پاس نہیں ہو رہا۔ اس پر ممبر صاحبان کو مناسب وقت دیا جائے گا۔ اس طرح فاضل ممبران اس میں ترامیم پیش کر سکتے ہیں۔ دوسرے مجلس قائمہ کے چیئرمین صاحب بھی موجود نہیں۔ جس مجلس قائمہ کے سپرد آپ اس بل کو کرنا چاہتے ہیں وہ بھی مکمل نہیں ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس کو قاعدہ ۷ سے مستثنیٰ کیا جائے اور بحث کے لئے اسے دس تاریخ کو پیش کیا جائے۔

ہان اہبیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ میں یہ پھر عرض کروں گا۔ کہ اس وقت دونوں لیڈر صاحبان اس مسئلہ پر گفتگو کر رہے ہیں تو بہتر یہ ہوگا کہ تھوڑے سے وقت کے لئے ایوان کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے تاکہ دونوں لیڈر صاحبان discussion کرنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں یہ ہاؤس کے لئے زیادہ بہتر ہوگا

مسٹر سپیکر۔ میں آپ کی بات سمجھ نہیں سکا۔ کیا آپ منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔

ہان اہبیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ زیادہ دیر چاہئے۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر۔ یکم صاحبہ بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب جنہوں نے یہ تحریک پیش کی تھی وہ آخر میں بول چکے ہیں۔ اور ان کے بولنے کے بعد میں کسی کو اس موضوع پر تقریر کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ کوئی نئی situation پیدا نہ ہو یہ بحث کا ایک بڑا بنیادی اصول ہے۔ انہوں نے جو تحریک پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ قاعدہ ۷ سے کارروائی کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ اس پر بحث ہوئی ہے۔ اور پھر اس affair کو وزیر قانون و پارلیمانی امور نے wind up کیا ہے۔ اس کے بعد اسپر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔

سپیکر تاجپش الوری۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی توجہ عبوری دستور کے آرٹیکل ۲۳۲ کی طرف مبذول کروانا

ہوں۔ جو صوبائی پبلک سروس کمیشن سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ۔

(1) "Each Commission shall, not later than the fifteenth day of January in each year, prepare a report on its activities during the year ending on the previous thirty-first day of December and submit the report".

(a) in the case of the Federal Public Service Commission; to the President;

(b) In the case of a Provincial Public Service Commission, to the Governor of the Province;

مسٹر سپیکر۔ آپ اس کو بعد میں پڑھیں پہلے یہ بتائیں کہ آپ فرمانا کیا۔ چاہتے ہیں۔

سید تاجیش الدوی۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اس آرٹیکل کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ اسمبلی کے سامنے پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ ایک خاص مہینہ کے اندر پیش کی جائے۔ اس سلسلے میں باقاعدہ رولز ہیں۔

Mr. Speaker: Does it relate to the motion that has been made by the Minister for Law and Parliamentary Affairs or something independent of that?

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ کسی سٹیج پر کسی وقت نکتہ اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو بحث ہو رہی ہو یا جو مسئلہ ایوان میں زیر بحث ہو صرف اسی کے متعلق نکتہ اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ الگ بات ہے کہ ان کو اس وقت نکتہ اعتراض پیش نہیں کرنا چاہئے تھا اس کے بعد کرنا چاہئے تھا لیکن اگر انہوں نے کیا ہے تو نکتہ اعتراض صحیح ہے۔ اور وہ پیش کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ اس کو دیکھیں گے کہ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

Rana K. A. Mahmood Khan: Sir, point of order is always about some irregularity.

مسٹر سپیکر - اس وقت ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :-
 کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ ۷۳ کو جہاں تک اس کا اطلاق مسودہ قانون (پابندی) جہیز و تحائف شادی پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پر ہوتا ہے معطل کر دیا جائے اور اس کو مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس ضابطے کے معطل کرنے کا فیصلہ گورنمنٹ پارٹی نے اپنی اکثریت کی بنیاد پر کیا ہے کسی معقولیت کی بنیاد پر نہیں کیا ہے - ہم ان کے رویے کے خلاف ہانچ منٹ کے لئے واک اوٹ کرتے ہیں -
 (اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ممبران واک اوٹ کر گئے)

مسٹر سپیکر - اب وزیر خزانہ فنانس بل ۱۹۷۲ء پیش کریں گے۔

ہوائنٹ آف آرڈر

(مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے متعلق)

حاجی محمد سبیت اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ یہ بل ایوان میں پیش نہیں ہوا - اس لئے اسے فنانس منسٹر پیش نہیں کر سکتے - میں اپنے ہوائنٹ آف آرڈر کی تائید میں جناب کی توجہ ۱۸ جون ۱۹۷۲ء کی کارروائی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں - اس میں لکھا ہے ہوا کہ -

“(1) Recitation from the Holy Quran.

(2) Presentation of the Budget for the year 1972-73”.

جناب والا - اس دن کے ایجنڈے کی دو آئٹم ہیں - اب میں جناب کی توجہ اس دن کی کارروائی کی طرف دلاتا ہوں - جناب والا - وہ میرا بہت اہم نکتہ ہے اسکو از راہ کرم ہوری توجہ سے سنئے گا کیونکہ اس میں آپکی رولنگ آئی ہے - میری مراد اس دن کی کارروائی کی طرف آپکی توجہ دلانے کی ہے - جس وقت

اسمبلی کی کارروائی کلام پاک سے شروع ہوئی تو اس کے بعد سپیکر نے اسمبلی نے اردو میں ممبران کی درخواستوں کے متعلق کہا تھا۔ اسکے بعد مسٹر سپیکر نے انگریزی میں کہا۔ اور پھر میان خورشید انور کا ہوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پھر اردو میں بجٹ تقریر ہے۔ جس وقت یہ تقریر جناب والا ختم ہوئی تو جناب کی طرف سے یہی کہا گیا ہے کہ۔

”مسٹر سپیکر۔ کل کے اجلاس میں ڈیرہ غازی خان

کے ایک معزز رکن نے یہ پوچھا تھا کہ ۲۸

جون کو جب یہ اجلاس ختم ہوگا تو اسکے بعد

ہم دوبارہ کب اکٹھے ہوں گے۔ انکی اور

باقی ممبران کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا

جاتا ہے۔“

اس کے بعد فرمایا کہ۔

اجلاس کل ۸ بجے صبح تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

اسطرح کارروائی ختم ہو گئی۔

میرا اعتراض جناب والا۔ یہ ہے کہ جس طرح ایجنڈا

item no. 2 تھا۔ اسی طرح بجٹ پیش کرنے کے بعد جناب فنانس منسٹر تحریک

پیش کرتے اسکے بعد جناب 2 Item No. 2 پکارنے اور پھر جناب والا۔

introduce بل کرتے۔ اسکے بعد جناب والا۔ کی توجہ میں

president کی طرف بھی دلاؤنگا جس وقت یہ فنانس بل پیش فرماتے

انہوں نے کہا تھا۔

“I beg to introduce the Punjab Finance Bill so & so.”

اس کے بعد آپ نے فرمایا تھا کہ :

“The Punjab Finance Bill stand introduced”.

اس کے بعد جب یہ بل introduce ہو جاتا تب یہ فنانس بل آج

پیش ہو سکتا تھا۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی توجہ قاعدہ ۷۲ (۵)

کی طرف دلاؤں گا۔ جس میں لکھا ہے کہ :

“When the item is called the member-in-charge shall introduce the Bill”.

جب تک جناب والا۔ کسی ممبر کو نہ پکاریں اس وقت تک

کوئی ممبر اسے introduce نہیں کر سکتا۔ اب اسکے ساتھ جناب

والا۔ میں عرض کرونگا کہ موشن کی تعریف کیا ہے۔ جناب والا کی

توجہ Rule 2 Sub-Rule (1) (M) کی طرف دلاتا ہوں۔

“Motion” means a proposal made by a member relating to any matter which may be discussed by the Assembly.

اسکے ساتھ ساتھ جناب والا - کی توجہ رول ۱۶۳ (۲) کی طرف دلاتا ہوں جس میں یہ ہے کہ :

“If a motion or amendment is not moved it shall be deemed to have been withdrawn.

جناب والا - صرف ایجنڈے میں آ جانے سے کوئی تحریک پیش نہیں ہوتی تاوقتیکہ جناب والا - ایٹم نمبر ۲ کے مطابق یہ نہ فرمائیں کہ وہ اپنا بل پیش کریں - اور اسکے بعد جناب والا - جب تک یہ اعلان نہ فرمائیں کہ -

“The bill stands introduced”.

اس وقت تک ایوان میں اس پر بحث نہیں ہوگی - اس لحاظ سے جناب والا - میرا یہ ہوائٹ آف آرڈر ہے کہ یہ بل اس ایوان میں پیش ہی نہیں ہوا ہے اسلئے اس بل پر بحث نہیں ہو سکتی -

وزیر خزانہ - جناب والا - معزز رکن نے جو کچھ بھی فرمایا ہے اس سلسلے میں دستاویزی ثبوت موجود ہیں میری تقریر کے آخری الفاظ نہ صرف بولے گئے بلکہ لکھے گئے ہیں وہ الفاظ موجود ہیں - یہاں ٹیپ ریکارڈ ہوئے ہیں - الفاظ موجود ہونگے اور اس سلسلے میں اس ایوان کے درو دیوار کے علاوہ اس ایوان میں بیٹھنے والے معزز ارکان کے گوشن نصیحت نیوشن میں بھی وہ محفوظ ہیں - جناب والا - باقاعدہ طور پر جب میں نے بیٹھ پیش کر دیا تقریر مکمل ہوگئی اسکے بعد میں رکا ہوں - میں نے یہ کہا ہے کہ اب میں پنجاب فنانس بل introduce کرتا ہوں - اس سلسلے میں جناب والا - کسی قانون میں ایسا کوئی قاعدہ درج نہیں ہے کہ سپیکر کہے کہ اب یہ فنانس بل پیش ہوگا - جناب والا - صحیح کارروائی صحیح طریقے سے ہو چکی ہے - اور اب سوائے اس مقصد کے کہ اس ہاؤس کا وقت ضائع ہو اور کوئی مقصد نہیں - میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہرگز اسکی اجازت نہیں دیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - مجھے انتہائی افسوس ہے کہ فنانس منسٹر صاحب ایک اہم نکتہ اعتراض پر بجا نہیں آسکے کہ وہ اس سے کچھ سیکھتے یا اس سے معلوم کرنے کی کوشش

کرتے۔ انہوں نے اسکو تضحیح اوقات سے تعبیر کیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا۔ میرا نکتہ اعتراض ہی یہی ہے کہ فنانس منسٹر نے اپنی بجٹ کی تقریر میں آخری لفظ یہ فرمائیے تھے کہ :

”بجٹ کے علاوہ مسودہ قانون مالیات پیش خدمت ہے“

جناب والا۔ میں آپکی توجہ پھر قاعدہ نمبر ۷۲ (۵) کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ :-

When the item is called, the member in charge shall introduce the Bill.

جناب والا۔ ایجنڈے میں دو آئٹم ہیں ایک بجٹ کا اور ایک فنانس بل کا۔ جناب والا نے بجٹ پیش کرنے کی اجازت دی تھی اور آئٹم نمبر ۲ کے وقت جب تک جناب کسی ممبر کو اجازت نہ دیں وہ آئٹم پیش نہیں کر سکتا اگر میں یہاں کھڑے ہو کر ہزار موشن کردوں اور میں اب تقریر کر رہا ہوں میں دوچار موشن پیش کردوں تو اسکا مطالب یہ نہیں کہ وہ موشن ہاؤس میں آگئی وہ Introduce ہوگئی تاوقتیکہ وہ آپکے پاس تین روز قبل کم از کم نہ پہنچے۔ تاوقتیکہ آپ اسے introduce نہ کریں تاوقتیکہ آپ ممبر کو نہ پکاریں۔

To present the item

تاوقتیکہ موشن پیش ہونے کے بعد یہ نہ کہیں کہ

”The bill stands introduced“

اس وقت تک اس پر بحث نہیں کی جا سکتی۔

منسٹر سٹیپنگر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں فنانس بل بالکل قاعدے کے مطابق ہے اور میں اس پر اپنی detailed ruling تحریر کروں گا۔

ہاجی محمد سیبٹ اللہ خان۔ جناب والا۔ آپ کی رولنگ کے مطابق اور سمجھنا بھی چاہئے کہ جب آپ کی رولنگ آچکی ہے اگر یہ intr duce ہو چکا ہے تو میرا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ سال ۱۹۷۲-۷۳ء کا فنانس بل اس ایوان میں پیش نہیں ہوا۔ میں جناب فنانس منسٹر کی انگریزی تقریر اور اردو تقریر بھی پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ بل کا نام ”۷۳-۱۹۷۲ء کا فنانس بل“ ہے ہمیں پتہ نہیں کہ انہوں نے ۱۹۷۰ء کا بل پیش کیا ہے یا ۱۹۶۹ء کا یا اس میں کوئی قریم چاہتے ہیں یا کوئی نیا بل ہے کیا ہے۔ ان کی تقریر میں یہ چیز نہیں ہے انہوں نے ۱۹۷۲-۷۳ء کا بل پیش نہیں کیا ہے۔

ملک سرفراز احمد - جناب والا! معزز رکن نے فرمایا ہے کہ فنانس بل ۱۹۷۲-۷۳ء پیش نہیں کیا گیا ہے۔ یہ جو کارروائی ۱۸ جون ۱۹۷۲ء سے آج تک ہو رہی ہے۔ یہ کس فنانس بل پر ہوتی رہی ہے۔ جناب والا - یہ ۱۸ جون کو پیش کیا گیا ہے اس کا تحریری ثبوت موجود ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا - میری بجٹ تقریر کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ

جناب والا - اس میں ایوان کے آئندہ مالی سال کا بجٹ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

جناب والا - بجٹ کے علاوہ فنانس بل بھی پیش خدمت ہے۔ یہ پہلی صدی کا فنانس بل نہیں بلکہ جناب والا آئندہ مالی سال کا ہے۔

Mr. Speaker: The item before the House related to financial year 1972-73. Therefore, even if it was not said that it related to 1972-73, it was very obvious that it related to that year.

حاجی محمد سیف اللہ خان - یہ درست ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں جناب کی رولنگ کے بعد۔ کیا اس ایوان کی ساری کارروائی presumption پر lose کی جائے گی۔ اگر ڈپٹی سپیکروں کی ہوسٹیں رکھی جاتی ہے تو presume کیا جاتا ہے کہ شاید سال کے دوران آجائیں گی۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - روکڑی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

حاجی امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب نے رولنگ دے دی تو پھر میں کیا عرض کروں گا۔ کیونکہ ہم رولنگ کی مخالفت نہیں کر سکتے یہ جو فنانس منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم یہ تصور کر لیں کہ یہ ۱۹۷۲-۷۳ء کا بجٹ تھا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ ہم یہ کیوں نہ تصور کر لیں کہ یہ سپلیمنٹری بجٹ تھا اگر ہم نے تصور ہی کرتا ہے۔

Mr. Speaker—The members had the notice for that. Now the Finance Minister please.

مشورہ قانون، ایڈوانس پیمنٹس ممبرانہ ۱۹۷۲ء

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) - جناب سپیکر - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب صدرہ ۱۹۷۲ء فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب صدرہ ۱۹۷۲ء فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں جناب کی توجہ رول ۳۷ کی طرف دلاؤں گا جس میں یہ ہے.....

مسٹر سپیکر - آپ کے پاس latest amended نہیں ہے۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان - amended ہے۔ یہ دیکھ لیجئے

مسٹر سپیکر - مجھے نہیں پتہ کیونکہ دور سے نظر نہیں آتا۔

Haji Muhammad Saifullah Khan—This is as corrected upto 14th June, 1972.

اگر راتوں رات اور کوئی ترمیم ہو گئی ہو تو پتا نہیں۔

مسٹر سپیکر - میں آپکو قاعدہ ۳۷ پڑھ کر سناتا ہوں۔

‘Upon introduction, a Bill other than the Finance Bill shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with directions to submit its report by a date fixed by him in this behalf’.

آپ کے پاس بھی یہی ہے۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان - ہاں جی۔

مسٹر سپیکر - ٹھیک ہے۔ فرمائیے

ہاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں یہ عرض کرنی چاہتا

ہوں کہ قاعدہ نمبر ۳۷ میں صاف الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ -

‘Upon introduction, a Bill shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee.....’

آپ لوگ قانون کی بالا دستی تسلیم کریں۔ کیوں کہہ رہے ہیں جب قانون پیش ہوتا ہے۔

....“with directions to submit its reports by a date fixed by him in this behalf”

“Provided that the member in-charge may move that the requirements of this rule may be dispensed with, and if the motion is carried, the provisions of r. le 75 shall apply to the Bill as if the report of the Standing Committee on the Bill were presented on the day on which the motion is carried”.

مسٹر سپیکر - اتنا ہی ہے یا کچھ اور بھی ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اتنا ہی ہے۔

مسٹر سپیکر - ایک لائن آپ کے ہاں نہیں لکھی ہوئی ہے۔ آپ اسکو ذرا سنیں۔ اسی رول کے شروع میں “upon introduction” کے الفاظ ہیں۔ اس کے بعد “a bill” کے الفاظ ہیں۔ پھر اس کے بعد “other than the Finance Bill” لکھا ہے۔ میں نے یہی الفاظ کہے تھے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - آخری الفاظ نہیں ہیں۔

مسٹر سپیکر - نہیں ہیں؟

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - آپ اسکی تصدیق کر لیں۔ ایوان کے معزز ممبران کے پاس جو قواعد و ضوابط کی کتاب ہے۔ ان میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ جو ہمیں ۱۳ جون ۱۹۷۲ تک corrected کہا ہی گئی ہے۔ اس میں وہی الفاظ ہیں۔ جناب والا - یہ Breach of Privilege ہے۔

Mr. Speaker : I had directed the office to make this amendment available almost a week ago to every member of this House and I have no reason to believe that they have not done it.

حاجی امیر محمد سیف اللہ خان روکڑی - میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جناب والا - کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے پاس غلط ہے۔

مسٹر سسپیٹور - میں دعوے کی بات تو نہیں کرنا چاہتا - مگر
میاں خورشید انور صاحب کے پاس سے کاہی اٹھا کر دیکھ لیں -
اس میں کیا لکھا ہوا ہے -

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان - ایوان میں سے کسی کو پتہ نہیں
ہے وہ amendment ہو چکی ہے - خدا را قانون کے ساتھ مذاق نہ کریں -
قانون کے ساتھ مذاق کرنے والی حکومتیں ہمیشہ تباہ ہوتی ہیں
میں پھر عرض کرونگا کہ قانون کی بالا دستی کو تسلیم
کھینٹے -

مسٹر محمد حذیفہ نازو - اعتراض یہ ہے کہ سب ممبران کے
پاس ترمیم جانی چاہیے تھی -

حلاۃ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں گزارش کرنا چاہتا ہوں
کہ جو کاہی بطور لیٹر آف دی اپوزیشن کے مجھے سپلائی کی گئی ہے
اس میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں -

مسٹر سسپیٹور - آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں -

خان اہباز عبد اللہ خان روکڑی - ایک معزز ممبر نے کہا ہے
کہ اس کے پاس ایک کاہی ہے - ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ پارٹی
کے معزز ممبر کو کاہی مل گئی ہو - میں چیئنج کرنا ہوں کہ
آپ اپنا ریکارڈ دیکھ لیں سوائے معزز ممبر کے ہم میں سے اور
کسی کو نہیں دئی گئی ہے -

مسٹر سسپیٹور - تشریف رکھیں - اس میں سمجھتا ہوں کہ
چیئنج کرنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ چیز گورنمنٹ نے نہیں کی ہے
بلکہ اسکو میں نے کیا - اگر فاضل ممبران اپنے گھروں میں یا
ہیڈ ہاؤس کے کمروں میں جا کر وہ ترامیم دیکھیں جو انہیں
سٹینڈنگ کمیٹی کے متعلق بھیجی گئی ہیں تو انکے ساتھ یہ ترامیم
ان کو ضرور مل جائے گی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - یہ جناب amendment کیا ہے ؟

مسٹر سسپیٹور - It related to the rules. I made it sure -

تمام ممبران کے پاس پہنچ جائیں - میں نے اپنے سیکرٹریٹ کو ہدایات
دی تھیں - غالباً ۱۲ تاریخ کو ممبران کو بھیجی گئی ہیں -

۱۰۴۱ خان بابا میر عجم الدین خان ووکڑی - جناب والا - یہ معاملہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔

Mr. Speaker: I will make the enquiry.

حاجی محمد سبوت اللہ خان - جناب والا - میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ازراہ کرم یہ تو بتا دیں کہ کیا ترمیمات کا یہ سلسلہ بند بھی ہوگا - جہاں کوئی رکاوٹ محسوس ہوتی ہے وہاں یہ جناب ترمیم آجاتی ہے (قطع کلامیوں)۔

مسٹر سپیکر - آپ اس ایوان کے معزز رکن ہیں - آپ بل لا سکتے ہیں - آپ ریزولوشن لا سکتے ہیں - یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ جو کام آپ کو کرنا چاہیے تھا وہ کام آپ نہیں کرتے - آپ اس پر تقریر کرتے ہیں - اب میں تھوڑی سی اور وضاحت کرتا ہوں - اگر فاضل ممبران میرے ساتھ اس بات پر متفق ہوں کہ یہ جو مجالس قائمہ بنائی گئی ہیں یعنی نئی جو ترمیم دی گئی ہیں ان کا نوٹیفکیشن آپ کو مل چکا ہے تو پھر اس ترمیم کا نوٹیفکیشن بھی مل چکا ہے کیونکہ یہ اس کے پچھلے صفحے پر ہے۔

شیخ مخدوم احمد - ۱۶ جون کے گزٹ میں شائع ہو چکا ہے۔

مسٹر احسان الحق پراچہ - صرف ایک اطلاع چاہتا ہوں کہ فائد ایوان صاحب نے کس تاریخ کو نوٹیفکیشن کیا ہے - مسٹر سپیکر - یہ ۱۶ جون کا نوٹیفکیشن ہے۔

Syed Tabish Alwari: Mr. Speaker Sir, I invite your kind attention to Article 232 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. It says:

“(1) Each Commission shall, not later than the fifteenth day of January in each year, prepare a report on its activities during the year ending on the previous thirty-first day of December and submit the report.

- (a) in the case of the Federal Public Service Commission, to the President;
- (b) in the case of a Provincial Public Service Commission, to the Governor of the Province; and

- (c) in the case of the Joint Public Service Commission, to the Governor of each of the Provinces concerned.
- (2) The report shall be accompanied by a memorandum setting out, so far as is known to the Commission:—
- (a) the cases, if any, in which its advice was not accepted, and the reasons why the advice was not accepted; and
- (b) the cases where the Commission ought to have been consulted but was not consulted, and the reasons why it was not consulted.
- (3) The President or the Governor, as the case may be, shall cause the report and memorandum to be laid before the National Assembly or the Provincial Assembly, as the case requires, at the first meeting of the Assembly held after the thirty-first day of January in year in which the report was submitted, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly for discussion of such report.”

جناب والا - اس آرٹیکل کے تحت پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ اس ایوان میں بہت پہلے پیش کی جانی چاہئے تھی - جو ابھی تک پیش نہیں کی گئی -

ممبر سپیکر - one minute please - آپ سارا پڑھ گئے لیکن اس آئین میں ایک بات آپ نے نہیں پڑھی - یہ آئین اپریل میں آیا ہے -
No December has fallen in between, so far.

در اصل ۱۴ اپریل کو آئین آیا تھا اب ۲۸ جون ہے دسمبر میں آئے ہیں ۶ مہینے سے زیادہ دن باقی ہیں - اگلی جنوری میں آپ بڑے شوق سے یہ پیش کریں -

ممبر قاضی - متعلقہ آرٹیکل میں لفظ "previous" لکھا ہوا ہے -
ممبر سپیکر - یہ Constitution ۱۴ اپریل کو معرض وجود میں آیا ہے -

Therefore, the December will follow 14th April, and that has yet to take six months and 3 days before December 1972 is over. Every member can raise this objection in 1973.

سیدہ تابش الوری - جناب والا - اس میں previous کا لفظ لکھا
ہوا ہے -

Mr. Speaker—You are not following me. The Constitu-
tion came into force on 14th April, 1972.

(قطع کلامیاں)

گورنل مکھد اسلم خان نیباری - جو تابش صاحب نے مسجہ لیا ہے وہ
از خود غلط ہو گیا ہے۔ یہ ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں -
مسٹر سپیکر - اس وقت ایوان کے سامنے یہ تحریک پیش کی
گئی ہے اور سوال یہ ہے -
کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء فی الفور زیر غور
لایا جائے -

جو اسکے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں (ہاں کی آوازیں)
رانا پھول مکھد خان - جناب والا - میں نے اسکی مخالفت کی

Mr. Speaker : When I ask for vote, there can be no objec-
tions.

رانا پھول مکھد خان - آپ ہمیں یہ حق بھی نہیں دیتے کہ
ہم کسی بل پر نکتہ چینی کر سکیں - اسکا ہر ممبر کو حق ہے یہاں
یہ سکھا شامی نہیں چلے گی -

Mr. Speaker : No body stood up and raised any objection.
When the voting started, no body stood up to discuss it. I
can't wait for the honourable members.

(شور و غل)

رانا پھول مکھد خان - جناب والا - میں اسکو oppose کرتا ہوں
اور کرونگا - آپ ہمیں یہ حق کیوں نہیں دیتے کہ ہم کسی بل پر
تنقید کر سکیں یا اسکے کسی پہلو پر بحث کر سکیں -

Mr. Speaker : Please, no criticism. Take your seat.

ڈاکٹر جلیہر رضا ہاک - ہوائنٹ آف آرڈر جناب والا - جب ابھی ابھی
رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ سکھا شامی نہیں چلے گی - میرا خیال ہے اس سے
براہ راست ایوان کی توہین ہوئی ہے - انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں
کیونکہ یہ سکھا شامی نہیں ہے یہ جمہوریت ہے -

Mr. Speaker : Will the member resume his seat please?

علاء رحمت اللہ ارشد - جناب اگر آپ اجازت میں تو میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - پہلے میری ایک بات سن لیں پھر آپ جتنا مرضی ہو سنائیں -

علاء رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں آپکی بات سننے کے بعد تو سنا نہیں سکوونگا -

Mr. Speaker : I am not going to give a ruling.

ابھی ایک فاضل رکن نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جو میں نے rule out کر دیا تھا - اگر ممبر صاحبان اس کے بعد انتظار کرتے رہیں اور دیکھتے رہیں کہ وہ ممبر اس ایوان میں کھڑا ہو کر کتنی ضد کر سکتا ہے میرا تاثر ہے کہ میرے rule out کرنے کے باوجود وہ معزز ممبر کو موقعہ دیتے ہیں کہ وہ کھڑا رہے - میری رولنگ کے پانچ یا سات منٹ کے بعد اور کوئی بھی معزز ممبر اس بات پر ایوان میں کھڑا نہیں ہوا کہ وہ اسکی مخالفت کرے -

I waited for full five minutes and then I put it to vote. But before giving the ruling, I would like to hear the honourable member.

(شور و غل)

Mr. Speaker : I can't permit this rowdyism here. Will Rana Phool Khan resume his seat please ?

میں یہاں یہ ایک فساد کی فضا برداشت نہیں کر سکتا کیا رانا صاحب اپنی نشست پر تشریف رکھیں گے ؟

علاء رحمت اللہ ارشد - میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ بڑے انسوس کی بات ہے یہ ایک واقعہ ہے کہ رانا پھول خان صاحب اس وقت ہاؤس میں واپس آ گئے تھے - انہوں نے کہا تھا - I oppose اور پھر اسکے بعد میان خورشید انور نے بھی oppose کیا یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے - یہ بات صاف ہے - اسکی مخالفت کی گئی - اور اس طرف اس سے بدل کی مخالفت کی گئی -

خان ابرار عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے ساتھ ہم سب پورا پورا تعاون کریں گے آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے - جتنی خوش اسلوبی سے اور جتنے تدبیر سے اس ہاؤس

کی کارروائی کو آپ کنٹرول کرتے ہیں ہمیں اس کا بھی احساس ہے۔ یہ آج ہاؤس کا آخری دن ہے۔ شاید جناب ہماری طرف توجہ نہیں دے سکے کیونکہ بہت سی طرف سے points of order اٹھائے گئے تھے۔ میں جناب والا۔ صرف ایک گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا جب کا وقت بہت اچھی طرح گزرا ہے یہ دو چار گھنٹے کے لئے میں دو خراست کروں گا تمام معزز اراکین سے کہ وہ مہربانی کر کے بولنے کی اجازت دیں۔

دستور پیپرو - مجھے اس چیز پر کوئی اعتراض نہیں ہے، جیسا کہ میں پہلے وضاحت کر چکا ہوں۔ اس ایوان میں کچھ معزز اراکین اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ میں کسی کا کوئی اعتراض خلاف ضابطہ پورا دے دوں وہ ضد کرتے ہیں پانچ پانچ دس دس منٹ تک کھڑے رہتے ہیں اور ایوان کے دوسرے ممبران بھی اسکی امداد کرتے ہیں۔ یہ میرا تاثر ہے اور آج میرا تاثر پانچ دن کے بعد اور زیادہ گہرا ہو گیا ہے۔ میں یہ چاہتا نہیں تھا کہ ایسا تاثر ہو۔

خان امیر عابد اللہ خان روکڑی - جناب ایسا نہیں ہوگا۔ ہم آپ کو پورے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

رائٹا پھول منگید خان - جناب والا۔ سب سے پہلے میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ میں سپیکر صاحب کا حکم اس طرح ماننا ہوں جس طرح کہ ایک جج کی عدالت کا حکم مانا جاتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں سپیکر صاحب کا احترام کرتا ہوں اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری ایک جائز بات سنی۔ جناب والا۔ گزارش یہ ہے کہ جناب وزیر خزانہ نے جو بل پیش کیا ہے۔ ہم اس کو نامنظور تو نہیں کر سکتے لیکن جمہوری تقاضا یہ ہے کہ ہم اس پر یہ تو کہہ سکیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ جناب والا۔ نہایت لادب کے ساتھ جناب کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ جناب وزیر خزانہ یہ غور فرمائیں کہ ان دیہاتیوں پر جن کی کمپس اور چاول سے آپ زر مینڈیٹ کٹاتے ہیں ان پر ٹیکسوں کی بھر مار کر رہے ہیں۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ آپ ٹیکس لگا سکتے ہیں ٹیکس لگانے۔ لیکن اس کو کم از کم اخلاقی طریقوں سے قانونی طریقوں سے جمہوری طریقوں سے ترتیب دے دیا جائے۔ تاکہ کہنے والے لوگ کم از کم یہ نہ کہیں کہ جناب والا۔ کبھی خاص مفاد کے مد نظر اس بل کو اس طریقے سے پیش کرنا

۲۸۶ جون ۱۹۷۲ء

پڑا۔ مجھے وہ مثال یاد آ گئی ہے کہ ایک آدمی چاند پر پہنچا جب امریکن جہاز چاند پر پہنچے انہوں نے اس کو وہاں دیکھا تو کہا کہ بھئی پھول خان تم کدھر سے آئے ہو۔ بھلا تم پاکستانی ہو۔ تمہارے پاس تو اتنے ذرائع نہیں ہیں تو اس نے کہا کہ ذرائع تو اتنے نہیں ہیں مگر P.P.P. کا ٹکٹ مل گیا تو یہاں پہنچ گیا۔ P.P.P. کے سپر چاند پر پہنچ سکتے ہیں۔ ہم بھی پہنچ سکتے ہیں کیونکہ ہم نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا۔ جو لوگ یہاں پر بیٹھے بیٹھے چاند پر پہنچ جاتے ہیں انہیں lunatics کہا جاتا ہے۔

رانا پھول محمد خان - جناب والا۔ میں یہ نہیں سمجھا۔

مسٹر سپیکر - اچھا ہوا آپ نہیں سمجھے۔

رانا پھول محمد خان - جناب والا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس بل میں زرعی انکم ٹیکس پر سر چارج ظاہر کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان دیہاتیوں پر آیاتہ ۸ فیصدی زیادہ بڑھ چکا ہے۔ ان پر مالیہ زیادہ لگ چکا ہے۔ ڈیزل کی قیمتیں اتنی بڑھ چکی ہیں کہ ٹریکٹر اور ٹیوب ویل چلانے کے لئے انہیں تین گنا زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جناب والا۔ موٹروں پر فکس ریٹ اور بھر پورٹیوں کی وصولی ایسی باتیں ہیں کہ ایک زمیندار اس بوجھ کے اٹھانے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

Minister for Food and Co-operation—Point of Order,
Sir, I would like to know what is the stage of debate here.

Mr. Speaker : He is using his right of speech.

وزیر قانون - حضور والا - یہ تمام باتیں جب کٹ موشنز پر بحث ہوئی تھی زیر بحث آ چکی ہیں۔ اب اگر معزز ارکان ان غریب عوام کے وقت کا خیال رکھتے جن کی امیدیں ہم سے وابستہ ہیں تو میں بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ ہمیں وقت کا ضیاع نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں ایجنڈے کے مطابق کارروائی کرنی چاہئے۔

Mr. Speaker . He has been given his right of speech.

مسٹر روف ظاہر - جناب والا - آج جبکہ آخری دن ہم یہاں اس اجلاس میں موجود ہیں۔ مجھے کم از کم جناب سپیکر کی طرف سے۔۔۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

مسٹر روٹن ڈاھر - جناب سپیکر - مجھے بات کرنے دیں - آپ کی یہ عادت ہے کہ آپ بات نہیں کرنے دیتے (قطع کلامیاں)
(حزب اقتدار کی طرف سے آوازیں معزز رکن اپنے الفاظ واپس لیں) -
مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - یہ اپنے الفاظ واپس لیں -
ہم اس کرسی کی توہین برداشت نہیں کر سکتے -

مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر -

مسٹر روٹن ڈاھر - جب ہماری باری آتی ہے تو لاؤڈ سپیکر چالو نہیں کیا جاتا اور جب ادھر سے پانچ پانچ چار چار آدمی کھڑے ہوتے ہیں تو لاؤڈ سپیکر کو چالو کیا جاتا ہے - اسلئے میں گزارش کروں گا کہ ہم یہاں پر اسلئے نہیں آئے کہ محض حزب اختلاف کے رکن کی طرف سے ۱۰/۱۵ منٹ یا ڈیڑھ گھنٹہ تقریر سنیں - آپ نے آج تک بلکہ کل ہی جب میں نے اپنی تقریر کا حق مانگا تو آپ نے مجھے دو منٹ دئے - لیکن آج آپ یہاں پر یہ تعین نہیں کرتے کہ فاضل رکن کس چیز پر بول رہا ہے - ہوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہے - فنانس بل پر بول رہا ہے - کونسی چیز پر بول رہا ہے - یا کوئی ایسی چیز بتائی جائے جس سے اس ایوان کے معزز ارکان کی تسلی ہو سکے - یہ باتیں تھیں جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ یہ جو جہالت کے فوارے ہیں ہم ان کو بند کرنا بھی جانتے ہیں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - یہ بند کرانے کی دھمکی ہے - مجھے قتل کی دھمکی دی گئی ہے - لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے خون کے فوارے بھی حق کی آواز سے باز نہیں رہیں گے - آواز حق ہمارے خون کے فواروں سے بھی آئے گی - یہ جناب سپیکر کی موجودگی میں حکومت پر اتنا ناز کرتے ہوئے مجھے قتل کی دھمکی دی گئی ہے - اور میں اس پر احتجاج کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - رانا پھول خان صاحب آپ تشریف رکھیں -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - آپ کھل کر بات کیجئے - کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ جہالت کے فوارے ہیں - جناب سپیکر - کیا یہاں اس طرح بات کرنے کی اجازت ہے - (قطع کلامیاں) -

مسٹر سپیکر - اگر آپ اس طرح کرنا شروع کر دیں گے تو شاید عملی طور پر اس کی بڑی اجازت ہو جائے گی۔
 رانا پھول محمد خان - اگر آپ مجھے سمجھنا ثابت کر دیں تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔

Mr. Speaker—Please no threats. It is members's own discretion whether he wants to retain his seat or he wants to resign.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا! میرا خیال ہے کہ جناب کی طرف سے یہ واضح کر دیا جائے کہ اس ایوان میں فنانس بل کی مخالفت جن ممبران نے کی ہے وہی اس پر تنقید کر رہے ہیں اور انہیں اس کا حق حاصل ہے۔ ابھی ایک فاضل رکن نے کھڑے ہو کر کہا کہ انہیں تقریر کا وقت نہیں دیتے۔ کیا یہ فنانس بل کی مخالفت کریں گے؟ اگر کریں گے تو آپ ان کو آدھ گھنٹہ تقریر کے لئے وقت دے دیں۔

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا نکتہ یہ نہیں تھا۔ میرا نکتہ محض یہ تھا کہ آہا رانا پھول خان صاحب تقریر کر رہے ہیں یا ہوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔ یہاں فنانس بل زور بحث آ چکا ہے اور میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں..... (قطع کامیاں)

مسٹر سپیکر - میں اس کی اجازت نہیں دوں گا اب میں بتانے لگا ہوں۔ فاضل رکن نے معلوم ہوتا ہے کہ توجہ نہیں کی۔ ساری بحث بھی یہیں تھی اور رانا پھول خان کا دعویٰ بھی یہی تھا کہ میں نے اس بل کو oppose کیا ہے جب یہ پیش ہوا اور یہ کہ اس پر وہ تقریر کریں گے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب والا جو پہلے رائے شماری ہو چکی ہے۔ جو پہلے ہاں کی آوازیں آ چکی ہیں ان کو آپ delete کرائیں۔

مسٹر سپیکر - پلیز۔ رانا پھول محمد خان اپنی تقریر جاری رکھیں۔
 رانا پھول محمد خان - جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ زرعی اصلاحات کے بعد ایک زمیندار کو مالیہ اور بیج کے تمام اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اور اب زرعی انکم ٹیکس پر وہ سراسر

ہا انصافی ہے۔ جو اس ہاؤس کی رائے ہے اس کو میں چیلنج نہیں کر سکتا۔ لیکن جس طریقے سے اس بل کو خاموشی کے ساتھ پاس کرایا جا رہا ہے۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور میری تجویز یہ ہے کہ اس بل کو مجلس قائمہ کے سپرد کر کے اس کی رائے لی جائے۔

مسٹر سپیکر - یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہی یہ رولز کے مطابق ہے۔

رانا پھول محمد خان - تو جناب جب کمیٹیاں توڑ دی گئی ہیں۔ تو ان کے ممبروں کو ایجنڈا کیوں پکڑا دیا جاتا ہے کہ تم ممبر بن گئے ہو جب ان کے حقوق ہی غصب کئے جا رہے ہیں۔

Rana K. A. Mahmood Khan—Point of order, Sir. The honourable member cannot criticise the rules. The rules are very apparent.

رانا پھول محمد خان - میں گزارش کروں گا کہ مسٹر کے لئے محمود اردو میں بات کریں۔

ہاجی محمد سببٹ اللہ خان - جناب والا! میں رول نمبر ۷۷ کے تحت یہ اعتراض کرتا ہوں کہ یہ مسودہ قانون جزوی طور پر قرآن اور سنت میں مندرج اسلامی تعلیمات اور مقتضیات کے منافی ہے۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس کو اسلامی ایڈوائزری کونسل کے پاس بھیجا جائے۔ یہ رول نمبر ۷۷ کے تحت ہے۔

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور۔

میاں خورشید انور - (ملتان ۱۲) - جناب سپیکر جب وزیر خزانہ صاحب نے سالانہ میزانیہ پیش کیا۔ جب انہوں نے سالانہ میزانیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل فرمائی تو انہوں نے اس کے ساتھ کوئی فنانس بل مہیا نہیں کیا۔ ورنہ اس دن ظاہر ہو جاتا کہ ان کا یہ دعویٰ سراسر غلط ہے کہ اس صوبہ کے غریب عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا۔ جناب وزیر خزانہ نے اس دن تقریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم پہلے وزیر خزانہ ہیں جو صوبہ پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگا رہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ آج جو انہوں نے فنانس بل ہمیں مہیا کیا ہے اس کو پڑھنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ اس میں زرعی الیکم ٹیکس پر سرجارج سینما گھروں پر ٹیکس۔ موٹر گاڑیوں کے ٹیکس پر سرجارج۔ رجسٹریشن اور موٹروں کے ٹیکس میں اضافہ شامل ہیں۔ آیا وزیر خزانہ یہ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ

۲۸] جون ۱۹۷۲ء

ٹیکسز براہ راست عوام پر نہیں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ میزانیہ لگے لیے ہمیں عام بجٹ کا اس میں ترمیم اور کٹے سوشلز کا موقع دیا گیا۔ اگر یہ فنانس بل بھی شاملی کر دیا جاتا تو ہم بخوبی اس پر بحث کر سکتے۔

وزیر خزانہ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تمام معزز اراکین سے دریافت فرمائیں اور اپنے عملہ سے بھی دریافت فرمائیں کہ فنانس بل بجٹ کی تقریر والے ن تمام اراکین کو دے دیا گیا تھا

بہاؤ خورشید انور - جناب والا! میں حلفیہ اعلان کوتا ہوں کہ مجھے آج ہی فنانس بل کی کاپی ملی ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا! یہ اس روز کی ممبر کی نشست پر پڑی ہوئی ہوگی۔

بہاؤ خورشید انور - جناب والا! دس بارہ روز سے حکومتی پارٹی یعنی پاکستان پیپلز پارٹی یہ دعوے کرتی رہی ہے کہ ہم نے غریب عوام کو کوئی نیا بوجھ نہیں ڈالا۔ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ اب یہ عیاں ہوا ہے کہ یہ جو نئے ٹیکس ایجاد کئے گئے ہیں یہ براہ راست عوام پر ایک بوجھ ہیں۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا جو اپنے راجسور میں یہ اعلان فرماتی رہی ہے کہ ہم رہنے کے لئے مکان دیں گے۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ جو اپنے مکان میں رہتے ہیں اور جن کے پاس صوف ایک ہی مکان ہے ان پر پراپرٹی ٹیکس ختم کر دیا جاتا۔ لیکن وزیر خزانہ صاحب نے اس ٹیکس کو ختم کرنے کی بجائے اس میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ اس میں خاص طور پر یہ معلوم ہوا ہے اور اس میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ جو بلدیاتی ادارے ہیں وہ براہ راست ٹیکس وصول کرتے تھے۔ اگر یہ اس میں co-ordination پیدا کرنے کے لئے یا اس نظام کو بہتر بنانے کے لئے کیا گیا ہے تو ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ لیکن اس میں جو حصہ مقرر کیا گیا ہے وہ بلدیاتی اداروں کے لئے بہت تھوڑا ہے۔ بلدیاتی ادارے چھوٹے قصبات میں قائم ہیں ان کی سب سے بڑی آمدنی جو ہے وہ یہی ہے۔ دوسرے نمبر پر پراپرٹی ٹیکس کا حصہ آتا ہے۔ اس بل میں کم سے کم ایسا فرما دیتے کہ جو آمدنی ہے اس میں سے نصف خود رکھ لیتے اور نصف ان اداروں کو دیتے۔ کیونکہ پراپرٹی وغیرہ پر انہیں خرچ بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہ جو ۴۰ اور ۶۰ فیصدی کی تقسیم کی گئی ہے اس کے متعلق میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اب

بھی اس میں ترمیم فرما لیں ورنہ مجھے کہنا پڑے گا کہ ہم جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں یہ انہی عادت پوری کر رہے ہیں۔ اور اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا! حزب اختلاف کے ایک فاضل رکن نے جو کچھ ابھی ابھی کہا ہے اس کے بارے میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جان بوجھ کر اس ایوان کو ایسی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں جس سے اس ایوان کی کارروائی میں رکاوٹ پڑ سکے۔ جہاں تک دو فاضل اراکین جو ابھی تقاریر کر چکے ہیں ان کا تعلق ہے نہ تو ان کے پاس کوئی دلیل تھی نہ ان کے پاس کوئی ایسی بات تھی جس سے وہ اس ایوان کا اتنا وقت لیتے۔

خان ایوب محمد اللہ خان روڈی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! مدزز رکن نے ہماری نیت پر شبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ایوان کی کارروائی میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان سے کہوں گا کہ وہ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔

مہیاں خورشید انور - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! اگر محترم رؤف طاہر صاحب کوئی بحث کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ابھی دو تین منٹ ہونے مجھے اس بل کی کاپی ملی ہے۔ دو تین منٹ میں میں اسکو کیا پڑھ سکتوں گا۔

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا! اس بات پر اور بھی میرا جی چاہتا ہے کہ میں ماتم کروں کہ وہ دوست جو کہتے ہیں کہ دو منٹ ہونے انہیں فنانس بل ملا ہے وہ اس پر تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ حزب اختلاف کے اراکین کا تعلق ایسی جماعتوں سے رہا ہے جن کے نظریات جامد ہیں اور غیر متحرک رہے ہیں آج بھی وہ اس فنانس بل اور دوسری چیزیں جو پاکستان پیپلز پارٹی مختلف اصلاحات کی شکل میں پاکستان میں رائج کرنا چاہتی ہے اس کے رولتے میں رکاوٹ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے راستے میں سد راہ بنے ہوئے ہیں۔

جناب والا! ہم بجائے اسکے کہ کوئی مثبت - جامع یا کوئی تعمیری نقطہ نظر اس ایوان میں پیش کریں یا ہم اس نقطہ نظر سے اس ایوان میں نکتہ چینی کریں جس سے ہمارا معاشرہ - ہماری سوسائٹی اور ہمارا

ملک ترقی کر سکے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک موجودہ فاضل اراکمن کی تقریروں کا تعلق ہے ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور وہ کوئی ایسی ٹھوس دلیل نہیں دے سکے جسکی وجہ سے اس فنانس بل کی مخالفت کی جا سکے۔

مسٹر منگھنڈ ہندیٹ فارو - جناب والا! فاضل رکن نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس فنانس بل میں جو نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں یہ بالکل غلط ہیں۔ ان کو اس بات کا پہلے کیسے علم ہوتا کیونکہ انہوں نے تو اپنی اس معزوری کا پہلے ہی اظہار کر دیا ہے۔ کہ فنانس بل انہیں پہلے نہیں ملا ہے ورنہ وہ اس کے اغراض و مقاصد اگر پڑھ لیتے تو انہیں پتہ چلتا کہ جن ٹیکسوں کا انہوں نے نام لیا ہے یعنی زرعی ٹیکس - سینما ٹیکس یا دوسرے ٹیکس یہ ۱۹۷۱ کے تجویز کردہ ہیں اور یہ سال بسال چل رہے ہیں اس فنانس بل میں ان کو ۱۹۷۲-۷۳ کے لیے جاری رکھا ہے۔ یہ کوئی نئے ٹیکس نہیں ہیں۔

سردار صفیر احمد - جناب والا! میرے فاضل اراکمن حزب اختلاف نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حکومت نے اس بل میں کچھ نئے ٹیکس عائد کئے ہیں۔ جناب والا! میرے دوستوں نے غریب عوام کا نام لکر سرمایہ داروں کیلئے تحفظ چاہا ہے۔ جہاں تک زرعی ٹیکس کا تعلق ہے یہ کسی غریب کاشتکاروں پر نہیں لگتا بلکہ یہ تمام بڑے بڑے زمینداروں پر لگتا ہے۔ پھر اس پر سرجارج لگایا گیا ہے۔ جناب والا - تکلیف انہیں کموں ہے۔ غریب عوام کو اس سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔

جناب والا! دوسرا اعتراض جو انہوں نے کیا وہ ہاؤس ٹیکس پر کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میونسپل کمیٹیوں کو - بلدیاتی اداروں کو ۴۰ فیصد حصہ ہاؤس ٹیکس کا دیا گیا ہے اور ۶۰ فیصد حصہ حکومت کو دیا گیا ہے۔ جہاں تک بلدیاتی اداروں کو ۴۰ فیصد کے حصے کا تعلق ہے میں اپنے فاضل دوستوں کو آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت کو اس ٹیکس کی وصولی پر جو اخراجات کرنے پڑتے ہیں وہ حکومت برداشت کرے گی۔ وہ اخراجات برداشت کرنے کے بعد جو حصہ حکومت اور بلدیاتی اداروں کو ملے گا وہ تقریباً نصف رہ جائے گا اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے یہاں خورشید انور صاحب کا یہ اعتراض سب سے غلط ہے۔

جناب والا - میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس فنانس بل کو فی الفور منظور کیا جائے -

سردار خواجہ آزاد عطاء محمّد خان لغاری - (ڈیرہ غازی خان - م) -
جناب سپیکر - چونکہ فنانس بل ہمیں آج اس ایوان میں ملا ہے اور اسی طرح پابندی جہیز کا بل بھی ملا تھا

مسٹر سپیکر - سردار صاحب آپ اس طرف توجہ کریں - میں اس بات کے متعلق تھوڑا سا کہنا چاہتا ہوں کہ رولز میں لکھا ہے کہ سپیکر نے اسمبلی کے ممبران کو کس طرح کاغذات پہنچانا ہیں وہ ذرا ان کو تلاش کر لیا کریں -

سردار خواجہ آزاد عطاء محمّد خان - جناب والا! پابندی جہیز کا بل آج ہی ملا ہے میں اس پر اعتراض نہیں کر رہا ...

سردار صفیہ احمد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! جہاں تک فنانس بل کے آج ملنے کا تعلق ہے یہ بات غلط ہے - اس کی ایک ایک کاہی ہمارے گھروں پر بھی بھیجی گئی تھی یہ تو ضرورت کے لئے آج نئی کاہی فراہم کی گئی ہے -

سردار خواجہ آزاد عطاء محمّد خان لغاری - جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں اس پر اعتراض نہیں کر رہا ہوں - میں فنانس بل کے متعلق آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ہمیں یہ بل پہلے فراہم کرتے تو ہمارے لئے آسانی ہوتی کہ ہم بتا سکتے کہ اصل بات یہ ہے - جناب والا - ہاؤس ٹیکس شہری علاقوں پر عائد کیا جاتا ہے - وہاں پراپرٹی ٹیکس بھی عائد کیا جاتا ہے - مگر چند سال ہوئے یہ دیکھا گیا کہ کمیٹیوں وغیرہ کا زیادہ خرچہ ہوتا ہے - اس لئے وہاں بھی پراپرٹی ٹیکس لگا تھا - ہاؤس ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس وصول کرنے کے لئے دونوں کو اکٹھا کر دیا گیا تھا - ۵ فیصدی کے قریب کمیٹیوں وغیرہ کا خرچ ہوتا تھا اور پراپرٹی ٹیکس کا علیحدہ ہوتا تھا - تمام شہری جائیدادوں کے اوپر ہاؤس ٹیکس لگتا تھا - اس لئے ان دونوں کو یکجا کر دیا گیا ہے - تمام شہری آبادیاں جن کے اوپر ہاؤس ٹیکس لگتا ہے - ان کے اوپر پراپرٹی ٹیکس بھی لگتا ہے - تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب انہوں نے اسی سیکٹر میں ازادی کی ہے تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ آیا انہوں نے شہری جائیدادوں پر بھی ازادی فرمائی ہے - آیا جو شرح شہری جائیداد

کے اوپر ہے وہ کم ہو گئی ہے یا بڑھی ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری امان اللہ اک - (گجرات - ۸) - جناب سپیکر - میں صرف چند گزارشات آپ کی وساطت سے اپنے معزز دوستوں تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے چھوٹے اور بڑے زمینداروں کا ذکر کیا لیکن صحیح واقعہ یہ ہے کہ زمیندار چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ہو ان پر جو مزید ٹیکس لگائے گئے ہیں ان میں کمی کر دینی چاہئے اور یہی مناسب تھا کہ ان میں کمی کر دی جاتی - ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اخراجات میں کمی کی جائے اور مزید ٹیکس نہیں لگائے چاہئیں - پھر جو موٹروہیکل پر ٹیکس لگایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بالآخر بوجھ سواروں پر ہی پڑے گا - حالات کے پیش نظر ٹیکس کم کرنا چاہیے اور اخراجات میں مناسب کمی کر دینی چاہیے - میں اپنے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ فرسودہ نظام کو ترک کر دیا جائے - یہ تضاد پیپلز پارٹی کے پروگرام میں ہے لوکل باڈیز کو اٹانومس باڈیز بنا دیا گیا فنانس بل سامنے آنے سے ہوں معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی اور مقامی سطح پر ٹیکس لگائے گئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مالی لحاظ سے جو ٹیکس لگئے تھے وہ لگائے جا چکے ہیں مزید ٹیکس نہیں لگنے چاہئیں کیونکہ میں اس کو خطرے کا الارم سمجھتا ہوں - لوکل باڈیز سے پیسہ واپس لیا جا رہا ہے وہ اپنے اپنے علاقے کا خود اچھی طرح سے انتظام کر سکتے ہیں -

ڈسٹر سپیکر - آپ اپنا اگلا پروپونٹ بیان کریں -

چودھری امان اللہ اک - میں عرض کر رہا تھا کہ ٹیکسوں کی ایزادی کی گئی ہے - میں یقین دلاتا ہوں کہ بڑے آدمی بہت کم ہیں مگر غریبوں کے لئے ٹیکس زیادہ ہیں ان کو کم کر دیا جائے - اگر فنانس بل کا ملاحظہ کیا جائے تو پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام کے تمام دعوے غلط ہو جاتے ہیں - ٹیکس زمینداروں پر جو عائد کئے گئے ہیں اس سے سندھوں میں غلہ ختم ہو جائے گا - میں سمجھتا ہوں کہ اس کو تعصب کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے میں اس پر تنقید کرتا ہوں کہ یہ بی بی بی پروگرام کی بالکل نفی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کسی طبقے کو معاف نہیں کرنا چاہتی اور وہ پہلی ہی روش پر چلنا چاہتی ہے - میں استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی پہلی روش کو بدل دیں اور عوام کے ہر طبقہ کو ہائند سلاسل نہ کرے - حکومت

اپنے آئندہ پروگرام میں یہ بات واضح کرے کہ اچھی روش اختیار کی جائے گی اور عوام کا اعتماد حاصل کیا جائے۔

کرنل مقصد اسلم خان شہبازی - پوائنٹ آف آرڈر - عوام کا اعتماد اللہ کے فضل سے ہم پر ہے ہم جانتے ہیں کہ اعتماد کیسے حاصل کیا جائیگا۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - میرے بھائی کو معلوم ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا پھول مقصد خان - جناب سپیکر! اس طرف سے کس نے مجھے کہا ہے کہ میں سمگر ہوں کیونکہ پکڑا گیا تھا لیکن میں جناب پر اعتماد کرتے ہوئے آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ میری تعقیبات کریں کہ اگر میں یا میرے عزیز رشتہ دار سمگر ثابت ہو جائیں تو مجھے ہاؤس میں بیٹھنے کا حق نہ دیں۔ میں پھر یہ ثابت کروں گا کہ میرے بھائی جو اس طرف بیٹھے ہیں ان کے رشتہ دار سمگروں کے سوہوست ہیں۔

مسٹر سہیل پیکر - رانا صاحب تشریف رکھئے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ کس نے یہ بات کہی۔ آپ کی تقریر کا پہلا حصہ تو ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری جمیل حسن خان منج - (گوجرانولہ - م) ! جناب سپیکر! میں یہ مانتا ہوں کہ حزب اختلاف کا ہونا ایوان میں ایک رحمت ہوتی ہے۔ حزب اختلاف ایوان کی روح ہوتی ہے۔ ایوان کی زینت ہوتی ہے۔ حزب اختلاف حزب اقتدار کی استاد بھی ہوتی ہے۔ اور اس لئے ان کے لئے اپنی خوبیاں پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حزب اختلاف کی طرف سے کچھ اعتراضات بھی آئے ہیں۔ فنانس بل سب کو ملا ہے۔ تمام ممبروں سے اس کی رسید لے لی گئی ہے۔ اس کے علاوہ میرے کچھ فاضل ممبران نے کہا کہ کچھ چیزیں منشور کے مطابق نہیں ہیں۔ لیکن یہ یقین کر لینا چاہیے کہ پارٹی سے جس قدر ہو سکا وہ اپنے منشور میں لائے گی اور وقتاً فوقتاً اس پر نظر ثانی کرتی رہے گی۔

مخدوم حمید الدین - (رحیم یار خان - ۵) - جناب سپیکر! میں آج اس بجٹ کی تیسری خواندگی پر جناب وزیر خزانہ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب سپیکر! وہ فاضل وزیر سے ہم کلام نہیں ہو سکتے البتہ آپ سے ہو سکتے ہیں۔

۲۸ جون ۱۹۷۲ء

علاقہ رحمت اللہ ارشد - میرا خیال ہے کہ جناب اس کا فیصلہ کر دیں -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں - مخدوم صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

مخدوم حمید الدین - جناب والا! میں اپنی یہ گزارشات ان کی خدمت میں اس لئے پیش کر رہا ہوں یا پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں بلکہ یہ آخری اور ناتواں جسارت اس لئے کر رہا ہوں -

”شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات“

جناب سپیکر! میرے نقطہ نگاہ سے کسی میزانیہ کے سود مند ہونے کا معیار یہ ہے کہ یہ زندگی کے جن گوشوں اور پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اور مجموعی طور پر صوبے کی زندگی کو جن خطوط پر منظم کرتا ہے۔ اس سے عوام میں اعتماد اور یقین کی فضا پیدا ہو۔ یقین اور تسکین کی فضا پیدا ہو اور دیگر مبادی جو کسی میزانیہ کو سود مند کرنے کے سلسلہ میں ضروری ان کے متعلق یہ عرض کرونگا کہ اس کے نتیجہ میں عوامی اداروں اور جمہوری اداروں میں عوام کا اعتماد اور یقین بختہ ہو اور توانا ہونے والا ہو۔

جناب سپیکر! چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی تائید و حمایت کے بغیر ہماری خواہ اقتصادی زندگی ہو - سیاسی زندگی ہو یا نظریاتی زندگی ہو اس کو محترک اور توانا نہیں کر سکتے۔ اس بنا پر یہ عرض کرتا ہوں...

ڈاکٹر حلیمہ رضا ملک - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اجلاس کو دس منٹ کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ اس لئے اجلاس دس منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی ۱۰ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

مخدوم حمید الدین - جناب والا! میں جو خصوصی بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے اس ریجن بہاولپور میں یہ سرجارج پہلی مرتبہ عائد کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلی حکومتوں نے بھی فنانس بل پیش کئے ہیں۔

۱۹۷۱ء میں مارشل لاء کے دوران بھی جبکہ ہریہ پنجاب یہ سرجارج
 حائد کیا گیا تو بہاول پور کو اس سے minus کر دیا گیا تھا۔ جس
 جناب کی توجہ، 1971, page 78, Section 4 Punjab Finance Ordinance,
 (P.L.D. 1971 Volume 6) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

“Surcharge on Agricultural Income-tax
 in certain Districts.—(1) There shall be
 levied and collected from every owner of
 land which is assessed to agricultural
 income-tax in the districts of Campbellpur,
 Dera Ghazi Khan, Gujranwala, Gujrat,
 Jhelum, Jhang, Lahore, Lyallpur, Mianwali,
 Multan, Muzaffargarh, Rawalpindi, Sahiwal,
 Sangodha, Sheikhupura and Sialkot, on the
 land revenue payable in the agricultural
 year 1970-71 an additional amount of agri-
 cultural income-tax by way of surcharge
 at the rates specified in the Second Schedule
 to this Ordinance.

جناب والا اس وقت جب وہ بہاول پور کا الحاق پنجاب سے ہوا
 چکا تھا تو اس کے باوجود بھی مارشل لاء کے دوران یہ سرجارج
 ۱۶ اضلاع کے ساتھ بہاول پور کے ۳ اضلاع پر عائد نہیں کیا گیا تھا۔
 اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں اور میں ہمد احترام یہ گزارش کرتا ہوں
 کہ ہم پچھلے کئی دنوں سے اس حقیقت کی طرف نشان دہی کر رہے ہیں
 ہیں کہ بہاول پور کے عوام میں جو تلخیاں پائی جاتی ہیں ان کو رفع
 کرنے کے لیے کوئی مثبت اور موثر اقدامات کیے جائیں۔ مناسب تو یہ
 تھا کہ وہاں کے عوام کا مالی بوجھ کم کیا جاتا۔ ظن ہے کہ
 تنظیم و تہذیب کے موثر طریق کار اختیار کیے جاتے۔ ان کی تعمیر و
 ترقی کے اسباب مہیا کیے جاتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بیٹھا کر
 اپنے تابندہ حروف میں، جو اپنے سرورق کے اعتبار سے جو اپنے عنوان کے
 اعتبار سے ایک شہرہ آفس کا بیٹھا ہے اور اس میں کہا یہ جاتا ہے اور
 تقریباً بجا کہا جاتا ہے کہ اس میں نئے نئے ٹیکس عائد نہیں ہونے لگے لیکن اگر اس
 ٹیکس بل میں لوگوں پر کسی نئے اور مزید ٹیکس کا شائبہ اور نشانہ
 ہوتی ہے تو وہ صرف بہاول پور کے عوام پر ہوتی ہے تو میں بجا طور
 پر عرض کروں گا۔

”برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر“

(قطع کلامیاً)

وہ میں تلمیح کے طور پر استعمال کر رہا تھا۔ میرا اس میں اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ جہاں تک یہ سرچارج عائد ہوا ہے تو وہ صرف بہاول پور کے رجمن کے عوام پر ہوا ہے۔ جبکہ پہلے یہ ان پر عائد نہ تھا۔ جناب والا اس سے وہاں کے عوام کیلئے جو مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک تو اس وقت پانی میں کمی ہے۔ جس کی وجہ سے

Agricultural economy throughout the Province is shattered. ہو چکی ہے۔ devaluation کے اثرات عمومی زندگی پہ بھی مرتب ہونے والے ہیں تو ان حالات میں اس ٹیکس کا اضافہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور سے بھی ان لوگوں کے لئے نہ سود مند ہے اور نہ بجا ہے۔

جناب والا! ایک اور اہم بات جو کہ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ سرچارج یا یہ ٹیکس جو کہ عائد کیا گیا ہے۔ وہ مالکان کی موجودہ پراپرٹی کو بہش نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ میرا معروضہ یہ ہے کہ یہ uncertain ٹیکس ہے۔ آپ نے اندازہ کیا ہے کہ اس سے اس مد سے اتنی آمدنی ہوگی وہ شاید اس لئے نہیں ہوگی کہ آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت زرعی اصلاحات اپنے process میں ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے نافذ العمل ہو جانا ہے۔ اس میں سے جو lands surrender ہوں گی ان کے اوپر اس مالک سے وہ ٹیکس assessable نہیں ہوگا۔ جو land surrender ہوگی وہ ضروری نہیں کہ کسی ایک آدمی کے نام پر منتقل ہو تاکہ وہ assessable رہے۔ امکان ہے کہ land surrender ہوگی وہ ۲ آدمیوں میں تقسیم ہو ہو جائے۔ ۲ ہوں، ۳ ہوں، ۱۲ ہوں تو وہ اس ٹیکس کے purpose کے لئے assessable نہیں ہونگی۔ میں اس اصول کے پیش نظر آپ کی توجہ منقطع کرانا چاہوں گا کہ یہ ایک uncertain ٹیکس ہے جو اندازہ اور قیافہ آپ نے اس مد سے ٹیکس وصول کرنے کا لگایا ہے وہ صحیح ثابت نہیں ہوگا اور شاید وہ پھر حکومت کے لئے پریشانی یا مایوسی کا باعث ہو۔ جناب سیکرٹری اس سے جو analogy ہم derive کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ شاید ہم یہ تصور کریں کہ اگر ایک آدمی اپنی جائیداد یا زمین surrender کر بھی دے اور وہ تقسیم بھی ہو جائے تب بھی وہ اس کے اوپر Agricultural income-tax اور سرچارج دے گا جب تو اس میں کوئی logicality تصور میں آ سکتی ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر فنانس بل میں اس کے لئے کوئی پروویژن موجود نہیں۔ تو میں ان کو صرف ایک پوائنٹ عرض کیے دیتا ہوں کہ اس میں دو statutes ہیں ایک

Bahawalpur State Agricultural Income-Tax اور دوسرا Punjab Agricultural Income-Tax Act, 1951 سے مراد ہے۔ یہ ہے کہ ان دونوں میں تفاوت ہے اور ان دونوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اگر ان دونوں کی پروویژن میں اور contents میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر کسی ایک کا حوالہ دیا جا سکتا تھا۔ اب جناب دونوں کا حوالہ دیا گیا ہے اور دونوں operation میں ہونگے۔ analogy یہ ہے کہ دونوں کے contents and provisions میں اختلاف ہے۔ تو پھر ضروری تھا کہ دونوں کا جو field of operation ہے اس کو specifically مختص کر دیا جاتا۔

جناب والا۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے صرف tax immovable property کے اوپر آنا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے مجھے ایک منٹ مزید بھی درکار ہے جو عنایت فرمائیں۔ میں اپنی باقی تقریر کو مختصر کرتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ جناب Section 8 of the West Pakistan Urban Immovable Property Tax Act, 1958 کے پیش نظر مثلاً ۲۱۶ روپے سے ۶ ہزار تک ۱۰ فی صد ۶ ہزار سے ۱۲ ہزار تک ساڑھے ۱۷ فی صد ۱۲ ہزار سے ۲۰ ہزار تک ۲۰ فی صد ۲۰ ہزار تک ۲۵ فی صد تھی۔ اب ۱۹۷۲ء میں جو اس کے اوپر fixed percentage پیس کی لگائی گئی ہے اور عاید کی گئی ہے۔ جناب والا اس میں امتیازی پہلو اور ایک salient feature اس کا متعارف کر دیا گیا ہے جو کہ بظاہر اور بادی النظر میں نہایت ہی attractive ہے۔ یعنی اس میں ۲۵۰ روپے کی initial reduction ہے جو کہ بادی النظر میں نہایت ہی مفید اور نہایت ہی attractive معلوم ہوتی ہے۔ مگر میں اس کے مضمرات کی طرف آپ کو نشان دہی کرانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ بظاہر یہ مفید معلوم ہوتا ہے مگر ۲۵۰ روپے کی reduction کا جو فائدہ ہے وہ مفقود ہو جاتا ہے اور اس سے مضرت شروع ہو جاتی ہے اور اس کے متعلق میں عرض کرونگا کہ پہلے ۲۵۰ روپے کے اوپر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ ۵۰۰ روپے کی annual rental value کے اوپر assess کریں تو ماہانہ کرایہ تقریباً پچاس روپے سے کم ہے بیس روپے بھی ہو سکتا ہے دس بھی ہو سکتا ہے چالیس بھی ہو سکتا ہے۔ تو آپ اندازہ فرمائیں کہ اس دس فیصد کی بجائے بیس فیصد کرنے کے اصول کے پیش نظر لاہور

میں دس روپے کے کرایہ کے مکان تیس روپے کے کرایہ کے مکان یا چالیس روپے کے کرایہ کے مکان کتنے ہونگے جس سے لوگوں کو مفاد پہنچتا ہو۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید جھکیوں کا بھی پچاس روپے کے کرایہ کم نہیں ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ پانچ سو روپے کی annual rental value سے کتنے آدمیوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اب پچاس روپے سے ۱۰۰ روپے تک کرایہ کے مکان لاہور میں کتنے ہیں کتنے متوسط لوگوں کو وہ سپاہ ہونگے جو اس سے مفاد اٹھا سکیں گے۔ جب موجودہ بل کے پیش نظر یہ annual rental value بارہ سو پر پہنچتی ہے یعنی سو روپے ماہانہ کرایہ کے مکان پر پہنچتی ہے تو اس سے مضرت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے آپ اندازہ فرمائیے کہ جو مکان ۱۰۰ روپے کا ہے۔ وہ کسی بڑے آدمی کا مکان نہیں ہو سکتا یہ ایک متوسط درجے کے آدمی کا ہو سکتا ہے۔ اب ۱۰۰ روپے کے ماہانہ کرایہ سے مضرت ہونا شروع ہو جاتی ہے جب کہ سابقہ statutes ہیں اگرچہ ۲۷۰ روپے کی reduction نہیں تھی ۱۰۰ روپے پر بھی اس مالک مکان کو مفاد پہنچتا تھا ان دونوں کی مضرت اور مفاد میں جو تفاوت ہے وہ یہ ہے کہ اب ۱۰۰ روپے ماہانہ کرایہ والے مکان کو پہلے کے مقابلہ میں سالہ روپے کی مضرت ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اب آپ اندازہ فرمائیے ایک سو پچاس روپے کے اوپر آپ اندازہ فرما لیجئے کہ کیا ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ دو سو پچاس روپے کے کرایہ کے مکان میں جو شخص رہتا ہے وہ بھی متوسط درجے کا آدمی ہے وہ بڑا آدمی نہیں اس کے ثبوت کے طور پر میں ایک عرض کروں کہ میرے یہ جو اعداد و شمار ہیں صحیح ہیں۔ اس کے اغراض و مقاصد میں آپ نے لکھا ہے اس میں آپ اس چیز کا اعتراف فرماتے ہیں۔

“to enhance the present exemption limit so as to provide complete relief to the owner of property in the very low income group.”

تو اس میں جناب وزیر خزانہ نے یہ فرمایا ہے کہ عنقریب ہم اس کے متعلق ایک ترمیم لا رہے ہیں میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر اسکو معقول بنانا ہے تو اس سلسلے میں اقدام کرنا اور فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی جواز نہیں ہو سکتا کہ یہ غیر معقول اقدام ایک سال کیلئے جاری رہے۔ اگر اس میں

مقولیت introduce کرنی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ایک سال کیلئے غیر مقولیت کیوں جاری ہے۔

وزیر خزانہ - (محمد حنیف رامی) - جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میرے مقرر دوستوں نے جو بحث فرمائی ہے وہ اختتام پر پہنچ گئی ہے اور اب آپ نے حکم دیا ہے کہ میں اس پر اپنی گزارشات پیش کروں تاکہ اس کے بعد کم از کم ہاؤس کی کارروائی باقاعدہ شروع ہو سکے۔

جناب والا - سب سے پہلے ایک معزز رکن نے یہ فرمایا کہ انہیں فنانس بل آج ملا ہے۔ taxation proposals کے بارے میں جو واقف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ taxation proposals میری تقریر کا حصہ تھیں اور وہ اس ہاؤس میں تقسیم ہوئیں۔ اور فنانس بل بھی تمام دوسری دستاویزات کے ساتھ ہاؤس میں تقسیم ہوا۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں اور مجھے یہ احساس ہے کہ حزب اختلاف کے معزز اراکین اتنے انازی نہیں ہیں کہ وہ ان باتوں کو نہ جانتے ہوں۔ لیکن بعض اوقات ایک آدمی ذرا پملا جٹ بن جاتا ہے۔ اور وہ اس خیال سے کہ چلنے بات ہی کرنی ہے کوئی نہ کوئی بات کرتا ہے۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ مخدوم صاحب نے ہاؤس کا سب سے زیادہ وقت لیا ہے اور میرا دل بھی چاہتا تھا کہ وہ زیادہ وقت لیں، اس لئے کہ جو نکتہ انہوں نے taxation کے بارے میں اٹھایا ہے، اگر کوئی نکتہ جائز طور پر اٹھایا جا سکتا تو تھا وہ صرف یہی نکتہ تھا اور میں اس انتظار میں تھا کہ کسی دوست کو توفیق ہو کہ یہ نکتہ اٹھائے۔ مخدوم حمید الدین صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں ان کو اس میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا - ٹیکس ہوتے ہی ایسے ہیں کہ کوئی بھی اس سے خوش نہیں ہو سکتا لیکن ہم نے تو ٹیکس لگایا ہی نہیں ہے۔ مجھے احساس تھا کہ میں سب کو خوش نہیں کر سکتا یا تو میں اپنے معزز اراکین کو خوش کروں اور یا میں باہر بیٹھے ہوئے ان لاکھوں کروڑوں غریب عوام کو خوش کروں جنہوں نے اس پارٹی کو ووٹ دینے میں کیونکہ میں جن لوگوں سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہ باہر بیٹھے ہوئے عوام کی اکثریت ہے جنہوں نے اس پارٹی کو ووٹ دینے میں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں مانتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ آپ بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ جو شخص سب کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کسی کو بھی خوش نہیں کر سکتا۔ جناب والا۔ میں آپ کی اجازت سے معزز اراکین کو وہ پرانی کہانی سنانا چاہتا ہوں۔ جس میں ایک گدھے پر ایک باپ اور ایک بیٹا سوار ہو کر جا رہے تھے۔ دیکھنے والوں نے کہا دونوں بیٹھے غریب گدھے کی کمر توڑ رہے ہیں۔ انہیں ایسا چاہیئے کہ ایک آدمی پیدل چلے اور ایک آدمی گدھے پر سوار ہو چنانچہ باپ بیٹھا اور بیٹا اس کی نکیل پکڑ کر اس کے ساتھ چل دیا۔ آگے چل کر دوسری پارٹی کے لوگ ملے تو کہنے لگے کہ باپ جو ہے اوپر بیٹھا ہے اور بیچارے بیٹے کو نکیل پکڑاٹی ہوئی ہے۔ چنانچہ باپ نے بیٹے کو گدھے پر بیٹھا دیا اور اور خود پیدل چل دیا۔ آگے چل کر ایک اور پارٹی ملی اس نے کہا کہ نالائق بیٹا گدھے پر بیٹھا ہوا ہے اور بیچارا باپ پیدل چل رہا ہے۔

چنانچہ ان لوگوں کی آخر میں یہ حالت رہی کہ جب اتنے اتنے اعتراضات ہوئے۔ جب وہ پھر اس گدھے پر بیٹھے تو لوگوں نے کہا کہ دیکھ یہ تو بے انصافی ہے۔ بے رحمی والوں کو بلانا چاہیئے چنانچہ انہوں نے ہانس لا کر گدھے کو باندھ کر باپ اور بیٹے نے آگے پیچھے سے اس کو اٹھا لیا۔ اسکے بعد جب ان کا بوجھ کے بارے دم نکل گیا تو راستے میں کہواں آیا تو پنجابی میں جیسے کہتے ہیں ”انہاں کھوتا ای کھوہ وچ پا دتا،“۔ جناب والا میرے لئے بھی یہ راستہ آسان تھا میں بھی بچٹ کا کھوتا کھوہ میں ڈال سکتا تھا۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ میرے دوستوں کو ناراضگی ہے۔ میں ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ انہیں یہ پسند نہیں آ سکتا۔ لیکن مجھے تسلی ہے۔ مجھے اعتماد ہے کہ باہر بیٹھے ہوئے کروڑوں عوام کو یہ بچٹ پسند آئے گا کیونکہ ان پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میرے معزز دوست مخدوم حمیدالدین صاحب نے فرمایا ہے ”برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر،“۔ میں اس میں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہتا ہوں ”کہ ہماری جب برق گرتی ہے تو وہ گرتی ہے بیچارے زمینداروں پر،“ بڑے زمینداروں پر۔ مخدوم صاحب نے فرمایا کہ یہ کوئی ٹیکنیکل قسم کے ٹیکس نہیں ہیں۔ اگر اس ملک میں کسی چیز کا ریکارڈ ہے تو وہ زمین کا ریکارڈ ہے اور حسن اتفاق سے اس ملک کی چھ چھ زمین کا ریکارڈ حکومت کے پاس موجود ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ یہ ٹیکس کتنا لگے گا

اور ہم نے اس کو ذہن میں رکھا ہے۔ لیکن میں آپکی وصاوت سے اپنے معزز ارکان کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ اس ٹیکس سے ہمیں وصول کیا ہوا؟ صرف ایک لاکھ اور چند ہزار روپے۔ جناب یہ ٹیکس کوئی اقتصادی نقطہ نظر سے نہیں بلکہ زیادہ تر سیاسی نقطہ نظر سے لگایا گیا ہے اور جیسا کہ بعض دوستوں نے مثلاً جناب خورشید انور صاحب اور کچھ اور دوستوں کی طرف سے یہ جو مغالطہ پھیلانے کی کوشش کی گئی اگر یہ کوئی نئی شے ہے۔ جناب والا۔ جیسا کہ خود بخود صاحب نے فرمایا یہ نیا ٹیکس نہیں۔ وہ پنجاب کے باقی چار ڈویژنوں پر لگا ہوا تھا اور ہم نے جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ سیاسی اقدام ہے۔ ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ بہاولپور جو پنجاب کا اسی طرح باقاعدہ حصہ ہے اس میں بھی اس ٹیکس کو عائد ہونا چاہیے۔ (نمرہ ہائے تحسین)۔ اور پھر ہم نے یہ سوچا کہ اس ٹیکس کی زد غریب عوام پر نہیں پڑتی یہ زرعی ٹیکس پر ایک سرچارج ہے جو اونچی سطح پر جا کر کچھ لگتا ہے جب کسی کے پاس زیادہ زمین ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا اس سے ہم کو زیادہ رقم وصول بھی نہیں ہونے والی۔ میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہم نے یہ ٹیکس اس لئے لگایا ہے کہ ہم بہاولپور کو بھی پنجاب کے تمام قوانین کے تابع لانا چاہتے ہیں۔ (نمرہ ہائے تحسین)۔ اور وہ فائدہ جو دوسرے ضلعوں کو پہنچتا ہے تو بہاولپور کو بھی دینا چاہیے۔

جناب والا۔ جو موٹر ویکل ٹیکس کے سلسلے میں بھی بات کی گئی۔ میں اپنے معزز حزب اختلاف کے ارکان سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے کم از کم جو دستاویزات آپکے سامنے ہیں۔ جو گزارشات ہماری طرف سے کی جاتی ہیں ان کو بھی تو اپنی تھوڑی سی توجہ کے قابل سمجھا کیجئے۔ کتنی مرتبہ یہ بات کی ہے کہ پچھلے سالوں میں یہ ٹیکس لگانے گئے ہیں۔ ہم نے ان میں ہرگز کوئی اضافہ نہیں کیا۔ اسکے باوجود کہ ہم نے اضافہ نہیں کیا اضافوں کا الزام ہم پر لگایا گیا۔ میں مانتا ہوں۔ میں نے اپنی تقریر میں تسلیم کیا تھا کہ پچھلے سال پنجاب پر بہت سے ٹیکس لگائے گئے ہم اس کے خلاف ہیں۔ لیکن اس سال جیسے حالات تھے توقع تو یہ تھی بلکہ خدشہ تو یہ تھا کہ اپنا کام چلانے کے لئے اور زیادہ ٹیکس لگائیں گے۔ لیکن ہم نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ کوئی نیا ٹیکس نہیں

لکایا۔ اگر یہ ٹیکس موجود تھے تو یہ پہلے سے چلے آ رہے تھے۔ وہ اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب وزراء نہیں ہوتے تھے اور مارشل لاء کا دور دورہ تھا جو میرے حزب اختلاف کے معزز اراکان کو بہت زیادہ پسند ہے۔ اور جسکی وجہ سے وہ اکثر وزراء کی موجودگی پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس ملک میں کوئی ایک شخص بھی مارشل لاء کو پسند نہیں کر سکتا اور ہم نے مارشل لاء کے خلاف جدوجہد کی ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

مہیاں غور شہید انور۔ جناب والا۔ جب جناب حنیف رائے صاحب کی پارٹی خود خاموش تھی۔ میں نے ان دنوں بیان دیا تھا کہ پیپلز پارٹی کو پنجاب میں حکومت بنانے کا حق ہے اور ان کو یہ حق دیا جائے۔ صبح سے پہلے میں نے بیان دیا تھا اور حنیف رائے صاحب کو یاد ہے کہ انہوں نے خود ہی اس میں اضافہ بھی فرمایا تھا۔ میں نے کہا کہ اس اضافہ کی تردید فرمائیں لیکن انہوں نے تردید کرنا گوارا نہ کی۔ آج ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ مارشل لاء کے حق میں تھے یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کرونگا کہ وہ اپنا یہ الزام واپس لیں۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ مارشل لاء کا مطالبہ تو پیپلز پارٹی خود کرتی ہے۔

(قطع کلامیوں)

حافظ علی اسد اللہ۔ جناب والا۔ بہاولپور کے معزز اراکان مارشل لاء کو پسند کرتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب سپیکر۔ ہم نے جو ہوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اسکے متعلق کیا ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس ملک میں اگر کسی نے مارشل لاء کو جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے تو وہ پیپلز پارٹی ہے۔

(قطع کلامیوں)

مسٹر عہد القیوم بیٹ۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ مارشل لاء کو جاری رکھنے والی دائیں بازو کی جماعتیں نہیں۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ جناب والا۔ بھول خان کے ہاتھ کون مضبوط کرتے تھے۔

(قطع کلامیوں)

مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر - یہ رائے کی بات ہے۔ حنیف رائے صاحب نے جو رائے سجھی دے دی اگر حزب اختلاف کے اراکین اس سے متفق نہیں ہیں تو اور بات ہے لیکن حنیف رائے صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی رائے ہو اس کا اظہار کریں۔ کون مارشل لاء کے حامی تھے اور کون نہیں تھے یہ ان کی رائے ہے اور یہ ان کا حق ہے۔

رادا پھول مکھد خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - کسی رکن کی رائے ہو سکتی ہے لیکن اس رائے کو صحیح یا غلط قرار دینا آپکی ذمہ داری ہے۔ ہم تو آپکے فیصلے کے پابند ہیں۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ورنہ تو مجھے ہر مقرر کے بعد یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ امکی رائے کسی حد تک صحیح ہے۔ یہ تو ایوان فیصلہ کرتا ہے کہ کسی کی رائے کس حد تک صحیح ہے۔

(قطع کامیاب)

چوڈھری امان اللہ ایک - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں یہ بات کرنی چاہتا ہوں کہ میری رائے میں پہلے پارٹی کے . . .

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی تقریر میں بہت سی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ان کی رائے صحیح ہے یا غلط ہے۔

چوڈھری امان اللہ ایک - جناب والا - ہم نے رائے کے متعلق ہوجھا ہے۔

مسٹر سپیکر - تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا - ہر پارٹی ٹیکس کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں کہ پہلے یہ رواج تھا کہ لوکل باڈیز اپنے ٹیکس لگاتی تھیں اور صوبائی حکومت اپنے ٹیکس لگاتی تھی۔ اسکے بعد پچھلے سالوں میں یہ طے پایا کہ چونکہ لوکل باڈیز کے پاس بہت زیادہ اختیارات نہیں ہوتے اسلئے وہ اپنے ٹیکس صحیح طور پر اور پورے طور پر وصول نہیں کر پاتیں۔ چنانچہ دونوں ٹیکسوں کو یکجا کر کے لگا دیا

گیا۔ اور اس طرح سے یہ ہراپرٹی ٹیکس جو پہلے لوکل یاڈیز لگاتی تھیں اور وصول نہیں کر پاتی تھیں اور موجود سسٹم میں پرانی وصولی سے زیادہ وصول ہو رہا ہے اور ہر اعتبار سے یہ جو نیا سسٹم ہے ہم نے دیکھا ہے اور حالات اور واقعات نے ثابت کیا ہے کہ یہ زیادہ کاسیاب ہے۔

جناب والا۔ محترم مخدوم صاحب نے فرمایا ہے کہ ہراپرٹی ٹیکس میں چھوٹ کے باوجود نچلے طبقہ کے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ میں نے اپنی بیجٹ تقریر میں بھی گزارش کی تھی اور اس سلسلہ میں کافی واضح طور پر بیان کرنے کی کوشش کی تھی کہ ہم جن لوگوں کو غریب سمجھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کھیتوں میں کام کرتے ہیں۔ جو کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ جو کارک ہیں۔ جو لوگ غریب دوکاندار شہروں میں آباد ہیں۔ ہم نے کرایہ کے سلسلے میں جو اہتمام کیا ہے وہ یہ ہے کہ ۱۰۰ روپیہ کے کرایہ کے مکان پر ٹیکس کو کم کر دیا جائے۔ ہم آپکی خدمت میں یہ واضح بات رکھنا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کی آمدنی پونے تین سو یا تین سو سے زیادہ نہیں ہے اور وہ لوگ اس ملک میں ۵ فیصد اکثریت رکھتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ جو شخص دو سو سے۔ اڑھائی سو یا تین سو روپیہ کماتا ہے وہ ۱۰۰ روپیہ سے زائد کے کرایہ کے مکان میں رہتا ہو۔

جناب والا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم نے نئے ٹیکس کی نئے طریقہ سے adjustment کی ہے یہ ٹھیک ہے اس میں وہ تمام غریب لوگ جو مزدور ہیں یا جن کی تھوڑی آمدن ہے ان کو فائدہ ہوگا۔ اب یہ کہا گیا ہے کہ اڑھائی سو تین سو روپیہ کرایہ کا مکان جن لوگوں کے پاس ہوتا ہے وہ بھی متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جناب والا۔ اس سلسلہ میں ہم نے عرض کی تھی کہ ہم دو طرح سے ٹیکس کو عائد کرتے ہیں۔ ایک owner occupied پر ہم اور حساب سے ٹیکس لگاتے ہیں اور اسکی assessment اور طریقے سے ہوتی ہے یعنی جس کے پاس ایک مکان ہے اور وہ خود اس میں رہتا ہے اس شخص کے مقابلہ میں جو مکان کو کرایہ پر دیتا ہے اسکی assessment تقریباً نصف کی جاتی ہے اور اسکو ۴۴ روپیہ کی ابتدائی چھوٹ بھی ہوگی۔ آئندہ آگے slab میں جا کر اسکو ۲۰ روپیہ کی مزید چھوٹ دی جائے گی۔ اس صورت میں اس شخص کو جو اپنے مکان میں رہتا ہے اور اس کا مکان خواہ اڑھائی سو روپیہ تک کے کرایہ کا ہے یا تین سو روپیہ تک کے کرایہ کا ہے اس کے

لئے لازمی طور پر اس نئی adjustment میں فائدہ پہنچے گا۔ البتہ وہ شخص جو مکان کرایہ پر دینے کا کاروبار کرتا ہے یا ایک مکان سے زائد مکانوں کا مالک ہے تو ہم سمجھتے ہیں ایسے ٹریپ عوام کو حکومت کا ساتھ دینا چاہئے اگر روپیہ دو روپیہ یا تین روپیہ سال میں زیادہ ٹیکس دینا پڑ جاتا ہے تو اسکو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا۔ چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں سب اپنے دل میں جانتے ہیں کہ موجودہ حالات میں ایسا بجٹ پیش کرنا یعنی جو خسارے کا بجٹ تھا اور اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ایک جرات مندانہ قدم ہے جو اس نئی عوامی حکومت نے اٹھایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اسکی مخالفت کر رہے تھے وہ بھی اپنے دل میں تسلیم کرتے ہیں کہ ان موجودہ حالات میں اس سے بہتر کوئی بجٹ نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ ایوان کی باقی کارروائی جاری رکھیں۔

مسٹر سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ فی الفور

زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ اب ایوان میں مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ کی ہر کلاز الگ الگ زیر غور آئے گی۔ اب وزیر خزانہ صاحب کلاز ۲ پیش کریں۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ضمن ۲ کو مسودہ قانون ہذا کا جزو قرار دیا

جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ضمن ۲ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

حاجی محمد سوفی خان۔ جناب والا۔ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب والا - بیشتر اسکے کہ میں اس ضمن پر اپنی تقریر کروں سب سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتا ہوں اور جناب کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۱۲۷ کی طرف مبذول کرواتا ہوں -

جناب والا - چونکہ وزیر خزانہ صاحب نے یہ بل ایوان کے سامنے پاس کرنے کیلئے رکھ دیا ہے اگر یہ بل پاس ہو گیا تو آئین کے آرٹیکل ۱۲۷ کی رو سے یکم جولائی سے لیکر اس وقت تک جب تک کہ *authenticated schedule of authorized expenditure* میں نہیں رکھا جاتا اس وقت تک تمام اخراجات غیر قانونی ہوں گے کیونکہ آئین کی آرٹیکل ۱۲۷ یہ کہتی ہے کہ :

127. (1) "The Governor shall authenticate by his signature a schedule specifying :

- (a) the grants made by the Provincial Assembly under the preceding Article ;
- (b) the several sums required to meet the expenditure charged upon the Provincial Consolidated Fund but not exceeding, in the case of any sum, the sum showing in the statement previously laid before the Assembly.

(2) The schedule so authenticated shall be laid before the Assembly but shall not be open to discussion or vote there in.

(3) Subject to the provisions of the next succeeding Article, expenditure from the Provincial Consolidated Fund shall be deemed to be duly authorized unless it is specified in the schedule so authenticated".

میں یہ مانتا ہوں کہ حالات اس قسم کے تھے کہ یہ بجٹ انہیں فوری رکھنا پڑا۔ جتنی بھی جلدی آپ کریں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر آئین کی دفعات کو جب تک پورا نہ کیا گیا اس وقت تک آپ کا خرچ valid نہیں ہوگا۔ اس کی رو سے آپ پر یہ لازم ہے کہ بیشتر اسکے کہ کوئی خرچ کریں آپ اسمبلی کے سامنے Statement رکھیں۔ جزو (۲) Statement سے متعلق ہے اور (۳) میں خرچ سے متعلق اختیارات ہیں۔

Mr. Speaker : Why are you worried about that? this is not your worry.

اگر نہیں ہے تو نہیں ہے۔ اگر ان کو authorize نہیں ہوا تو آپ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ اس میں کوئی ایسی چیز شامل نہیں ہے جو

شیڈول میں ہونی چاہیے تھی۔ آپ اس کے نتائج فرما رہے ہیں۔ کہ وہ خرچ نہیں ہو سکے گی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں اسمبلی کے حقوق کی طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہوں کہ انہوں نے اسمبلی کے سامنے authenticated schedule of authorised expenditure کو lay کرنا ہے۔ وہ چیز اسمبلی کے سامنے آئی تھی.....

Mr. Speaker : Let that consequence follow :

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اس کے متعلق آپ کی رولنگ کیا ہے۔

مسٹر سپیکر - میں نے یہ کہا ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ بتا رہے ہیں کہ ایک کام نہیں کیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ اگر نتیجہ نکلے گا تو ٹھیک ہے۔ Wait for that consequence.

حاجی محمد سیف اللہ خان - بہت اچھا۔

Sheikh Aziz Ahmad :—Point of Order, Sir, I draw your kind attention to rule 81, 82 and 3 of the Rules of Procedure:

81. "Notwithstanding anything contained in these rules, when a motion that a Bill be taken into consideration has been passed, the Speaker shall call each clause of the Bill separately and in respect of each such clause a motion shall be deemed to have been made that the said clause do stand part of the Bill."

82. "When a motion that the Bill be taken into consideration has been carried, any member may propose an amendment to the Bill."

اب ترمیم کیسے پیش ہوگی۔

83. (1) "If notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and thereupon such objection shall prevail unless the Speaker suspends this sub-rule and allows the amendment to be moved."

۲۸۶ جون ۱۹۷۲ء

جناب والا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو کلاز ۳ پیش کی ہے یہ کہ part of the bil. ہے۔ انہوں نے اسکی مخالفت کی ہے مگر without any amendment اگر جناب سپیکر اسکی اجازت دیتے تو two clear days کے نوٹس کے باوجود وہ پیش کر سکتے تھے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میں آپکے توسط سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ فنانس بل میں کوئی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی۔ جب یہ بل پاس کرنے کیلئے پیش کیا جائے۔ تو The member opposing the bill has a right to speaker on the clause. وہسے میں تقریر کرنے کا حق تو استعمال کر سکتا ہوں۔ مگر حقیقت میں یہ قانون کے خلاف ہوگا کیونکہ میں اس پر جنرل discussion نہیں کر سکتا گو میں اس بل پر جنرل بحث کرنا چاہتا تھا۔ آپ ضابطہ ۸۱ کے تحت اسکو clause by clause لیتے جائیں۔

مسٹر سپیکر۔ وہی کر رہا ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ clause by clause اس پر بحث ہوتی جائیگی کیونکہ جب میں حوالے دیتا ہوں تو لازم ہے کہ قانون کی مابندی کیجائے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ ذہن کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ میری مراد یہ ہے کہ clause by clause اس پر بحث کیجائے۔

مسٹر سپیکر۔ یا آپ میری بات کو سمجھ نہیں رہے یا میں آپ کی بات کو نہیں سمجھ رہا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ اب اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ میں مغالطے میں آ گیا تھا۔ جب تک یہ بل ہے تب تک یہ سیکشن نہیں بنے گا یہ کلاز ہی رہے گی۔ میں گزارش کروں گا کہ اس بل کو سارے صوبے کے لئے نافذ کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس میں بہت سے علاقے ایسے ہیں جو پسماندہ ہیں، لیکن ان کو پہلے بل کے تحت خارج کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ان کی معاشی بد حالی کی بنا پر یہ چیز کی جا سکتی ہے۔

مسٹر سپہیکر - میں اب اس تحریک کو دوبارہ ہاؤس میں پیش کرتا ہوں - سوال یہ ہے -

کہ ضمن ۲ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

ضمن - ۳

وزیر خزانہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ضمن ۳ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے -
مسٹر سپہیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ ضمن ۳ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے -

ہاجی محمد سیف اللہ خان - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -
جناب والا - گزارش یہ ہے کہ فنانس بل میں بہت سے علاقے ایسے تھے جو مستثنیٰ کئے گئے تھے - میں اس مرحلہ پر زراعتی سرچارج کا ذکر کرتا ہوں - اس میں بہاول پور سب سے پہلے آتا ہے - بہاول پور ڈویژن کے ساتھ کچھ رعایت برتی گئی تھی کیونکہ سیم اور تھور کی وجہ سے اس کی اصابی بد حالی واقع ہوئی تھی - پانی کی قلت کیوجہ سے زمینیں بالکل تباہ ہو گئی تھیں - ان تمام باتوں کا میں اس سے پیشتر ذکر کر چکا ہوں - میں جناب کی اور ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ ایسے بھی لوگ ہیں جو زمین رکھتے ہوئے بھیک مانگ رہے ہیں محض اس لئے کہ ان کی زمین سیم اور تھور کی زد میں آ گئی ہے - سابقہ حکومتیں اس سرچارج سے ان علاقوں کو مستثنیٰ کرتی چلی آئی ہیں لیکن اب پنجاب کو یہ نوید دی جاتی ہے کہ تمہارے اوپر نئے ٹیکس لگائے جا رہے ہیں - بہاول پور پر یہ سرچارج نئے سرے سے لگا رہے ہیں - یہ ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ جس طرح پہلے بہاول پور کو سرچارج سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اب بھی اسی طرح کیا جائے -

کرٹل محمد اسلم خان ڈیپازٹی - No exemption, Sir - یہ تو بلکہ انصاف کیا گیا ہے -

۲۸ جون ۱۹۷۲ء

وزیر خزانہ - حاجی سیف اللہ صاحب تو ایک اور حج کر کے اپنے گناہ بخشوا لیں گے۔ میں اس چیز کا قائل نہیں کہ بار بار ہاتیں کر کے اس ایوان کا قیمتی وقت ضائع کیا جائے۔

مسٹر سپہر - سوال یہ ہے۔

کہ ضمن ۳ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن ۴

وزیر خزانہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ضمن ۴ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

مسٹر سپہر - تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ضمن ۴ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

حاجی محمد سہت اللہ خان - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب والا - میں اس ضمن میں گزارش کرونگا کہ اس کلاز کے ذریعے سینماؤں پر ٹیکس عائد کرنا ہے۔ سینما ایک ایسا فحاشی کا آلہ ہے جس نے ہماری قوم کے کردار، اس کی صلاحیتوں اور اس کے کیریئر کو بگاڑ دیا ہے تو یہ جتنی بھی فحاشی اور ہمارے معاشرے میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اس میں سینماؤں کا سب سے بڑا ہاتھ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کو بند کر دیا جائے۔

وزیر قانون - یہاں صرف ٹیکس کی بات ہو رہی ہے میں گزارش کروں گا کہ فاضل ممبر صرف ٹیکس کی بات کریں۔ سینما کھلے رہیں یا بند رہیں ایسی بات پر تو یہاں بحث نہیں ہو رہی۔

حاجی محمد سہت اللہ خان - جناب والا - میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ سینماؤں پر اتنا ٹیکس لگایا جائے کہ وہ از خود بند ہو جائیں۔

وزیر خزانہ—جناب والا۔ اس وقت جو سینما والے ہیں وہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ جتنا ٹیکس لگایا گیا ہے اس سے سینما بند ہو رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر— سوال یہ ہے۔

کہ ضمن ۴ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن ۵

وزیر خزانہ—جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ضمن ۵ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے۔

مسٹر سپیکر— تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

کہ ضمن ۵ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن ۶

وزیر خزانہ—جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ضمن ۶ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے۔

مسٹر سپیکر— تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ضمن ۶ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے۔

ہاجی محمد سیف اللہ خان—میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔
جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس ضمن کے ذریعہ فیسوں میں
enhancement کی گئی ہے۔ اس میں یہ خیال نہیں رکھا گیا کہ یہ

فیس بڑی بڑی کاروں والوں اور بڑی بڑی موٹروں والوں کو نہیں دینی پڑے گی۔ بلکہ ان میں وہ غریب ٹیکسی ڈرائیور - وہ غریب رکشا ڈرائیور ، وہ غریب سکوٹروں کے مالک، موٹر سائیکلوں کے مالک ہیں جن کو یہ فیس دینی پڑے گی - (قطع کلامیاں)

جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں یہ خیال نہیں رکھا گیا کہ آپ نے یہ جو ٹیکس بڑھایا ہے اس میں ان لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو بڑی بڑی کاروں اور موٹروں کے مالک ہیں - بلکہ ان میں ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے - جو ٹیکسی ڈرائیور ہیں ، موٹر ڈرائیور ہیں ، رکشا ڈرائیور ہیں اور چھوٹے چھوٹے سکوٹر رکھتے ہیں - اور وہ متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں -

جناب والا - فیصوں کے بڑھانے کے متعلق میں عرض کر رہا تھا - کہ جہاں سے duplicate لیتے ہیں اور سرٹیفیکیٹ جہاں گم ہو جاتا ہے، یا اس قسم کی دوسری چیزیں renew کی جاتی ہیں - تو میں عرض کروں گا کہ از راہ کرم ان کی فیس وہی رہنے دیں جو پہلے تھی ، کیونکہ ان کا اضافہ ان کے لئے ایک ناقابل برداشت بوجھ بن جاتا ہے -

وزیر خزانہ - جناب والا - اس کا ٹائٹل ہے -

“Enhancement of fees relating to motor vehicles”.

جناب والا - گذشتہ سال جب ہم نہیں تھے - مارشل لاء تھا اس وقت بھی اس کا نام یہی رکھا گیا - اس کو ویسے جاری رہنے دیا گیا ہے - اس میں کوئی اضافہ ہم نے نہیں کیا -

جناب والا - جناب محترم حاجی سید اللہ صاحب نے ٹیکسی ڈرائیوروں رکشا ڈرائیوروں کا ذکر کیا ہے - ہم ان کے مفادات کا تحفظ کرنے والے ہیں - اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے جو مفادات ہیں ان کا تحفظ ضرور ہونا چاہئے - یہ ٹیکسی رکشا ڈرائیور یا ٹیکسی ڈرائیور نہیں دیتا - بلکہ ٹیکسی کا مالک دیتا ہے - ان رکشاؤں کا مالک دیتا ہے جو ۲۶ ہزار ۳۰ ہزار اور ۳۰ ہزار روپے کی ٹیکسی کا مالک ہوتا ہے - اگر وہ دیتا ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۶ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے -

(امریک منظور کی گئی)

ضمن ۷

- وزیر خزانہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ضمن ۷ کو مسودہ قانون کا
- جزو قرار دیا جائے -

مسٹر سپیکر - اس ایوان میں تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ ضمن ۷ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے -

سید قابض بلوچی - جناب والا - میں اسکی مخالفت کرتا
ہوں -

چوڈھری امان اللہ لک - جناب سپیکر - میں بھی اسکی مخالفت
کرتا ہوں -

سید قابض بلوچی (بہاول پور - ۱) - جناب سپیکر - آپ کا
شکر یہ پورنہ صورت حال یہ تھی -

نہ سوال وصل نہ عرض نہ حکایتیں نہ شکایتیں

ترے عہد میں دل زار کے سبھی اختیار چلے گئے

جناب سپیکر - رہائش کا مسئلہ بھی ہمارا ایک بنیادی مسئلہ
تھے - یہ نہایت اطمینان بخش ہے کہ موجودہ حکومت نے کم کرائے کے
مکانات کے لئے ٹیکس کی شرح کسی حد تک کم کر دی ہے - لیکن اس کے
ساتھ ہی بہت سے دوسرے مکانات پر جو کرائے پر بیسٹ لوگوں کی تعویل
سے ہیں، لیکس کی شرح بڑھادی گئی ہے - جس سے بجا طور پر یہ اندیشہ
پیدا ہو گیا ہے کہ مالکان مکان ان کے کرایوں میں مزید اضافہ کر دیں
گئے - میں جناب وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے وہ کون
سے ناانظمامت کئے ہیں جن سے کرایوں میں اضافے کے بقینی رجحان کو روکا
جا سکے گا -

جناب والا - اس کے علاوہ میرا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ہاؤس

ٹیکس بنیادی طور پر لوکل باڈیز وصول کیا کرتی تھی اور اس مد کی آمدنی
کا بیشتر حصہ شہریوں کی فلاح پر مقامی طور پر خرچ ہوا کرتا تھا لیکن

اب اس کا بڑا حصہ صوبائی حکومت کے پاس جانے لگا ہے۔ بلدیات کے اہتر مالی حالات کے پیش نظر یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہاؤس ٹیکس کی آمدنی میں لوکل باڈیز کا جو حصہ رکھا گیا ہے اس میں معتدبہ اضافہ کیا جائے۔ تاکہ وکل باڈیز اپنے ایسے منصوبوں کو زیادہ سے زیادہ عملی جامہ پہنا سکیں جن کا تعلق اسی علاقے کے رہنے والوں سے ہو۔

چودھری امان اللہ لک - (گجرات-۸) - جناب سپیکر - میں اس ضمن میں صرف یہ عرض کرونگا - کہ وقت اور واقعات نے یہ ثابت کیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ ایک ایسا موثر ادارہ ہے جو وہاں کی مقامی ضروریات کے پیش نظر اپنے علاقے کے مسائل کے پیش نظر ٹیکس وصول کرتی ہے اور ان کی وصولی موثر طریقے سے کر رہی ہے۔ میں وزیر موصوف کے اس دعویٰ سے اختلاف کرتا ہوں کہ یہ غیر موثر ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے بارے میں یہ عرض کرونگا کہ ان کے حقوق چھین گئے ہیں۔ مقامی طور پر ان لوگوں کو حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ مقامی ادارے سے بہتر طریقے سے مقامی سکیموں کو چلا سکتے تھے اگر ٹیکسوں کی وصولی ان سے چھین لی گئی تو اس کے بعد وہ مالی مشکلات میں مبتلا ہونگے اور ان کو صوبائی حکومت کا دست نگر ہونا پڑے گا۔ اور اس سے کئی مشکلات پیدا ہونگی۔ اور جھوٹے چھوٹے جو منصوبے ہیں وہ پابہ تکمیل کو نہیں پہنچیں گے۔ اس میں لوکل گورنمنٹ پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔ جب کہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو زیادہ موثر بنایا جائے گا تو میں یہ صحیح ہونا ہوں کہ جمہوریت کا یہ ایک بنیادی فریضہ ہے۔ جس سے کوتاہی برتی گئی ہے۔ اس لحاظ سے میں گورنمنٹ کی اس تجویز کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ یہ بالکل غیر موثر طریقہ ہے اور یہ بات اس امر کی آئینہ دار ہے کہ حکومت اپنے ہاتھ میں زیادہ سے زیادہ اختیارات لیے رہی ہے۔ جو مقامی ادارے ہیں ان پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہی ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ ان کو زیادہ سے اختیارات دینے چاہئیں۔

وزیر خزانہ (سٹر محمد حنیف رامی) - جناب والا - معزز رکن نے فرمایا ہے کہ اگر اس ایوان میں اضافہ ہوا تو اس کے لئے کیا موثر تدابیر اختیار ہونگی۔ میں اپنی تقریر میں گزارش کر

چکا ہوں کہ اس سلسلے میں Rent Control Ordinance نہایت سختی سے نافذ کیا جائے گا اور میں نے اپنی تقریر میں واضح کیا تھا کہ اضافہ نہایت معمولی ہے وہ بھی ایک خاص سطح سے اوپر جا کر ٹیکس میں اضافہ ہوگا۔ مالک مکان کرایوں میں اضافہ کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔

جناب والا۔ لوکل گورنمنٹ کی بات بہت کی جا رہی ہے۔ میں آپکی وساطت سے معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حکومت جو عوامی حکومت ہے اسے یہ مقصد عزیز ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو مضبوط سے مضبوط تر اور موثر سے موثر بنایا جائے کیونکہ آج سے پہلے کسی حکومت کو یہ توفیق نہ ہوئی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ کا ادارہ ایک ایسا ادارہ ہے کہ اسے موثر بنا دیا جائے بالاختیار بنا دیا جائے تو عوام کے مسائل جلدی سے حل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہمارے وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد صاحب جتنی توجہ اس محکمہ پر دیتے ہیں شاید ہی کسی اور محکمہ پر دیتے ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے خاص طور پر لوکل گورنمنٹ کے محکمہ کو اپنے پاس رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم اس ادارے کو زیادہ موثر بنانا چاہتے ہیں۔

جناب والا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لوکل گورنمنٹ سے ٹیکس وصول کرنے کا اختیارات چھین لیا گیا ہے۔ اس پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے اور اسے غیر موثر کیا گیا ہے۔ جناب والا۔ ایسا نہیں ہے بعض ٹیکس ایسے ہوتے ہیں جو ایک خاص سطح پر وصول کئے جاتے تو اس طرح بچت ہوتی ہے۔ مثلاً انکم ٹیکس میں سے تمام صوبائی حکومتوں کو خاص حصہ ملتا ہے لیکن مرکزی حکومت اس کو وصول کرتی ہے۔ صوبائی حکومتوں نے مرکز کو اختیار دیا ہے کہ انکم ٹیکس وہ وصول کریگی۔ یعنی سنٹرل ایکسائز وصول کرے گی۔ اس میں صوبائی حکومت کا عدم اعتماد ظاہر نہیں ہوتا۔ جناب والا۔ اسی طرح ہم نے لوکل ہاڈیز کے مشورے سے آپس میں اقبام و تقہیم سے طے کیا ہے اور اس بات کے اختیارات گواہ ہیں کہ مختلف کلرپوریشنوں، میونسپل کارپوریشنوں اور چھوٹی لوکل ہاڈیز کے عملے جب ٹیکس وصول کرنے جاتے تھے تو لوگ ان پر پتھر مارتے تھے

اور انہیں بھگا دیتے تھے اس لئے کہ ان کے پاس پولیس نہیں ہوتی تھی، یہ مخالف موجود ہیں۔ اب اس کے مقابلے میں جب صوبائی حکومت ٹیکس وصول کرے گی تو اسکے پاس اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ہمارے حسابات تمام دوستوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں وہ دیکھیں صوبہ میں حکومت بھی ہزارہی ٹیکس وصول کرتی۔ اور لوکل باڈیز کو ہاؤس ٹیکس وصول کرنا ہوتا ہے۔ لاکھوں روپے عملے پر لگائے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ دونوں الگ الگ ٹیکس وصول کریں کیوں نہ ایک powerful authority ٹیکس وصول کرے تو میں آپ کو حسابات کے ذریعے ثابت کروں گا کہ ان تمام اداروں کی نسبت رقم زیادہ وصول ہوتی ہے اور زیادہ وصولی کی گارنٹی ہو جاتی ہے۔ اس طریقے سے حق تلفی نہیں ہوتی بلکہ ان کو اپنا کام چلانے کیلئے ضروری رقم باضابطہ طور پر مکمل اعتماد کے ساتھ ان کے پاس ہونی چاہئے۔

مشیر سپیکر۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :
کہ ضمن ۸ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن ۸

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ ضمن ۸ کو مسودہ قانون کا جزو قرار
دیا جائے۔

مشیر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ضمن ۸ کو مسودہ قانون کا جزو قرار
دیا جائے۔

راجا پھول سنگھ خان۔ جناب والا۔ میں اس کی مخالفت
کرتا ہوں میرا اس پر اعتراض یہ ہے کہ اس کے تحت مالک مکان کو لہ
بڑھا سکتے ہیں۔ اس قانون میں اس کے لئے کوئی وکاوٹ نہیں ہے۔
جناب والا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ دفعہ ۸ میں یہ شدہ ہے
کہ کہیں ان حدود کو بڑھا کر دیہات تک نہ لے جائیں۔

جناب والا - ضمن ۸ کی تحت ضمن ۱ میں لکھا ہوا ہے کہ :-

حکومت ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے ایسے شہری علاقوں کی مراعت کو ممکن ہے جہاں پر لاٹوں ہذا کے تحت ٹیکس عائد کیا جائے گا۔

جناب والا - خدشہ یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل کی حدود میں دیہی علاقوں کو اپنی لیٹ میں نہ لے لیں۔ میں گذارش کروں گا کہ دیہی علاقوں میں سکولوں پر ہسپتالوں پر سڑکوں پر ڈسٹرکٹ کونسل کے ذریعے اخراجات کئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا جیسا کہ ہزاری ۸۰ فیصد دیہی آبادی کو چینی کا کوٹہ ایک چھٹانک فی کس اور شہری آبادی کو آٹھ چھٹانک فی کس ملتا ہے اور اس کا علم وزیر خوراک کو بھی ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ کس حصہ پر بول رہے ہیں۔
 رانا پھول محمد خان - کلاز ۸ (۱) کے آخری حصہ پر بول رہا ہوں۔

Mr. Speaker: This is different from the subject contained in this clause.

رانا پھول محمد خان - جناب والا - ان کو یہ الفاظ درج کرنے چاہئیں، "میونسپل کمیٹی میونسپل کارپوریشن اور ٹاؤن کمیٹی کی حدود، ورنہ یہ خدشہ ہے کہ ہماری دیہی علاقوں کو جیسے بڑا مگر سچ چھوٹی چھوٹی کو کہا جاتا ہے۔

وزیر خوراک - ہوائنڈ آف آرڈر۔ میرے فاضل دوست اکثر ذکر کیا کرتے ہیں کہ انہیں انگریزی نہیں آتی۔ میں ان کو بتا دوں کہ بات رورل ایریا کی نہیں ہے ایرن ایریا کی ہے۔

رانا پھول محمد خان - جناب والا - اس طرح تو سارے پنجاب کا علاقہ شہری قرار دے سکتے ہیں۔ یہاں یہ الفاظ ہونے چاہئیں۔ "میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اور ٹاؤن کمیٹی کی حدود، اس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اور ہمیں خدشہ ہے کہ ہماری ۸۰ فیصد دیہی آبادی اس کی لیٹ میں نہ آجائے۔

حاجن محمد سہت اللہ خان - جناب والا - میں اس ضمن میں اتنا عرض کروں گا کہ کلاز ۸ کی ضمنی کلاز ۳ کے تحت جہاں گورنمنٹ اپنے لئے اختیارات لے رہی ہے۔ اس سے دیہی

آبادی اس کی لیٹ میں آسکتی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایسی مثالیں موجود ہیں اور میں جناب واضح مثال دینا چاہتا ہوں کہ لیاقت پور کی منڈی بھی آپ کے پنجاب میں ہے جو ۱۹۵۱ میں قائم کی گئی تھی۔ کالونی ایکٹ کے تحت $\frac{1}{2}$ حصہ آبادی کے لئے اور $\frac{1}{2}$ حصہ منڈی کے لئے مختص ہونا تھا لیکن اس ایکٹ کی تلوار اس پر ایسی لگائی گئی کہ چہ جائیکہ ترغیب دی جائے کہ منڈی آباد ہو تو وہ ٹیکس نافذ کر کے حوصلہ شکنی کر رہے ہیں اور لوگوں نے مکان بنانا چھوڑ دیئے ہیں اور جنہوں نے پلاٹ نیلام میں خریدے تھے وہ بھی ضبط کر لئے گئے ہیں۔ ازراہ کرم اس قسم کے نقصان کو بھی دیکھیں محض ٹاون کمیٹی لوکل باڈیز کا ہونا کافی نہیں ہے یہ بھی دیکھیں کہ ان میں ٹیکس کی ادائیگی کی قوت برداشت بھی ہے یا نہیں۔ ٹیکس تو ہمیشہ خوشحالی کے لئے ہوتے ہیں لیکن اس ٹیکس کے اطلاق سے میرے علاقہ پر بہت تباہی مچی ہے اور منڈی کے آباد ہونے میں بہت زیادہ مانع ہوا ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا - میں مختصراً آپ کی وساطت سے اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ امتیاز arbitrary کے طور پر استعمال نہیں ہوگا اور اس سلسلے میں میں یقین دہانی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کیونکہ اس ہاؤس کے ایک ممبر رکن نے فرمایا ہے اور ایک آدمہ مثال بھی دی ہے۔ جہاں بھی یہ ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ یقیناً وہاں اس کی capacity اس کی ٹیکس ادا کرنے کی گنجائش کو دیکھ کر یہ ٹیکس لگایا جائے گا۔

سپیکر - ایوان کے سامنے سوال یہ ہے -

کہ ضمن ۸ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ - جناب والا - رانا پھول محمد خاں بار بار قطع کلامی کرتے ہیں۔ مجھے ان کے رویے کو دیکھ کر ہمیشہ وہ لڑکا یاد آجاتا ہے جو جماعت میں فیل ہو جاتا ہے اور جب نیچے والی جماعت کے لڑکے اس کلاس میں آتے ہیں تو وہ

ان پر بہت رعب جماتا ہے ان کو بتاتا ہے کہ یوں کرنا چاہیے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے۔ (مہتممہ) لیکن چند دنوں کے اندر اندر وہ نئے لڑکے اس سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں اور وہ لڑکا پھر فیل ہو جاتا ہے۔

رائٹا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ یہاں وہ آتا ہے جو بالکل نالائق ہو جسے معاشرہ قبول نہ کرے۔ (مہتممہ)

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ رائٹا پھول خان نے تمام سیاستدانوں کے متعلق یہ بات کہی ہے کہ وہ اپنے متعلق یہ بات کر سکتے ہیں۔ لیکن باقی کے متعلق انہیں یہ بات کہنے کا حق نہیں۔

مسٹر سپیکر۔ یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ ذاتی تجربہ ہے۔

ضمن۔ ۹

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ ضمن ۹ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی۔

کہ ضمن ۹ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔

حاجی محمد سببٹ اللہ خان۔ میں آپ کی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب والا۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم کوئی ٹیکس نہیں لگا رہے اور دوسری طرف اس فنانس بل کی اکثر دفعات سرجارج enhancement پر مبنی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی ٹیکس کا بڑھانا بھی ٹیکس لگانے میں نہیں آتا۔ کیا کسی ٹیکس پر سرجارج قائم کرنے کو بھی ٹیکس نہیں کہا جاسکتا اور پھر اس کے باوجود دعوے یہ کئے جاتے ہیں کہ ہم نے تو اس بجٹ میں کوئی ٹیکس نہیں رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس قسم کے سرجارجز کا استعمال ہمیشہ ہی غلط کیا جاتا ہے۔

یہ جو لامحدود اختیارات آپ اپنے عملے کو دے دیتے ہیں کہ وہ اس آدمی کی جائداد کی aggregate annual value assess کر سکتا ہے جس کی جائداد اس علاقے میں سب سے زیادہ ہے۔ ایک تو اس سے corruption بڑھے گی۔ اور دوسرا آپ کا ریونیو بھی نہیں آئے گا۔ اس قسم کے سرچارجز لگانے سے یا enhancement کرنے سے آپ کی اس commitment یا آپ کی اس خطابت سے بھی تھوڑا بہت انحراف ہوتا ہے جس میں آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ اس بجٹ میں ٹیکس نہیں لگے۔ میں آپ ہی کے فائدے کے لئے کہوں گا کہ ان ٹیکسوں سرچارجوں اور enhance ents سے آپ کو اتنا مفاد نہیں پہنچے گا جتنی کہ آپ کی بدنامی ہوگی۔

وزیر خزانہ - جناب والا.....

مسٹر سپیکر - پہلے شکریہ ادا کیجئے پھر تقریر کیجئے۔

وزیر خزانہ - کس کا شکریہ جناب؟ آپ کا شکریہ تو میں بجٹ پاس ہونے پر کروں گا۔

جناب والا - معزز رکن نے جو سوال اٹھایا ہے وہ پھر بے بنیاد ہے۔ ہم نے یہ سرچارج نیا نہیں لگایا۔ اس وقت جو ٹیکس لگے ہوئے ہیں ان میں ۲۰ ہزار روپے سے اوپر کی جائیداد والے لوگوں پر ۲۰ فی صد پراپرٹی ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ جب ہم فلیٹ ریٹ کر کے اسے ۲۰ فی صد پر لے آئے تو ہم نے یہ محسوس کیا کہ غریبوں کو تو ہم رعایت دے سکتے ہیں لیکن اس پیس فی صد کرنے سے ان امیروں کو بھی رعایت ہو جائے گی جو پیس ہزار سے زیادہ مالیت کے گھر کے مالک ہیں۔ ہم ان کو کسی صورت رعایت نہیں دینا چاہتے تھے۔ اس لئے ہم نے ان کا ٹیکس اسی شرح پر برقرار رکھا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ ضمن و کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن-۱۰

وزیر خزانہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ضمن ۱۰ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ ضمن ۱۰ کو مسودہ قانون
کا جزو قرار دیا جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں اس کی مخالفت
کرتا ہوں - کہ وہ مانیں یا نہ مانیں ہم تو کم از کم اپنا فرض
ادا کریں -

مسٹر سپیکر ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں -
(تہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان - بالکل جناب -

رانا کے اے - مصدود خان - حاجی صاحب سے ایک گزارش
کرنی ہے کہ وہ جو بات کر رہے ہیں ان پر غالب کا ایک شعر صادق
آتا ہے -

بلانے جان ہے غالب اس کی ہر بات
عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا

حاجی محمد سیف اللہ خان - ذرا اس کا مطلب بھی سمجھا دیں

(تہقہہ) -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - ہمیں نہیں پتا تھا کہ حاجی
صاحب مطلب بھی نہیں سمجھتے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - تو جناب والا - میں عرض کروں گا
کہ جن پچھلے قوانین اور رولز کا تحفظ مانگا گیا ہے ان میں سے
بہت سے قوانین ایسے ہیں جنہیں اگر کالیے اور اندھے قوانین کہا جائے
تو میں سمجھتا ہوں کہ غلط نہ ہوگا - ان میں وصول کرنے والے آفسر
کو اتنے لامحدود اختیارات دیے گئے ہیں کہ وہ بغیر سوچے سمجھے

۲۸۶ جون ۱۹۷۲ء

بغیر حساب کئے اپنی ذاتی اختیارات استعمال کیا کرتے ہیں۔ جہاں آپ ان قوانین کا تحفظ مانگتے ہیں وہاں ازراہ کرم یہ سوچ کے بھی آہا کریں کہ ان قوانین میں سے کیا۔ ان قوانین میں جو بھی برائیاں اور خرابیاں ہیں ان کو ترمیم کر کے لائے لیکن اگر آپ نے کلی طور پر وہی قوانین لانے ہیں جو پچھلی حکومتوں کے تھے اور انہی کا تحفظ آپ نے لینا ہے جو پچھلی حکومتوں نے نافذ کیئے تھے تو پھر آپ نئی چیز کونسی لا رہے ہیں۔ سرچارج بھی پرانے ہیں enhancement بھی پرانی ہے۔ ٹیکس بھی پرانے ہیں قوانین بھی پرانے ہیں رولز بھی پرانے ہیں پھر آپ کیا لا رہے ہیں۔ سب کچھ تو آپ پرانا دے رہے ہیں۔ کیا نئی بوتل میں پرانی شراب بند کر کے پیش کر رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ان قوانین اور رولز جن کے تحت آپ نے عملے کو لامحدود اختیارات دیے ہیں میں ترمیم کیجئے اور ایسی تمام چیزیں جو مفاد عامہ کے خلاف جاتی ہیں جن میں زیادہ تر غریب ہی پریشان اور تنگ ہوتے ہیں۔ غریبوں ہی کی جائیدادیں ضبط ہوتی ہیں لیکن بڑے آدمی ہمیشہ بچے رہتے ہیں۔ ان کے ذمے بتایا جاتا بھی رہتے ہیں اور انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ ان کے لئے ان قوانین کا کلی تحفظ نہ مانگئے بلکہ ان میں ترمیم کر کے درست کر کے اور غریبوں کے حق میں بنا کے لائے تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔

وزیر خزانہ جناب والا! معزز رکن نے پوچھا ہے کہ ہم کیا لا رہے ہیں۔ آپ کی وساطت سے میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم انقلاب لا رہے ہیں جو قلم بدمقدم آ رہا ہے اور حاجی سیف اللہ صاحب تک بھی بہت جلد پہنچنے والا ہے۔

جناب والا! لنگڑے لولے۔ کانے۔ اندھے۔ اچل بچل۔ لچل۔ کھچل قوانین جن لوگوں نے بنائے جن حکومتوں نے بنائے۔ وہ سب چلے گئے اور ان کے ساتھ ساتھ یہ قوانین بھی چلے جائیں گے۔ ہم ان کو بھیجنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ ہم آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ نا انصافی پر مبنی قوانین ختم ہوں گے لیکن جناب والا جیسا کہ قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ ہم نے حالات کا جائزہ لے کر آہستہ روی اختیار کی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے اپنے وعدوں کو فراموش کر دیا ہے۔ ہم اس پر قائم ہیں ہمارے اقدام تڑپ رہے ہیں کہ ہم سب اپنی منزلوں کی جانب بڑھیں اور چلتی بڑھیں۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۱۰ کو مسودہ قانون
کا جزو قرار دیا جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

ضمن-۱۱

وزیر خزانہ - جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ضمن ۱۱ کو مسودہ قانون کا
جزو قرار دیا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی :

کہ ضمن ۱۱ کو مسودہ قانون
کا جزو قرار دیا جائے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

حاجی مقبذ سیف اللہ خان - جناب والا - میں بھی اس کی
مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - علامہ رحمت اللہ ارشد -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - اس کاز کی سب سے بڑی
خرابی جس سے وزیر خزانہ صاحب بھی متفق ہوں گے یہ ہے کہ اس سے
عدالت دیوانی کے اختیارات کو ختم کر دیا گیا ہے - کسی ملک کے
اندر عدالتوں کے اختیارات کو ختم کرنا یا عوام کے سول حقوق کو
سلب کرنا کسی اچھی حکومت کا کام نہیں ہو سکتا - میں آپ کی
وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ یہ ایسی کاز کو واپس لیں -
جو کہ عدلیہ کے وقار کے بھی خلاف ہے جمہوری اقتدار کے بھی خلاف ہے
اور عوام کے سول حقوق بھی اس سے سلب ہوتے ہیں -

چوہدری امان اللہ لک - جناب سپیکر - آپ کی وساطت سے میں یہ
عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عدالت دیوانی کی پرانی روایات جنہوں نے
انسانیت - قانون اور انصاف کا ہمیشہ تحفظ کیا ہے اور جنہوں نے
ظلم و تشدد کے خلاف ہمیشہ دروازہ کھلا رکھا ہے - جس میں ہر

[۲۸ جون ۱۹۷۲ء] ظالم و مظلوم جا کر پناہ لیتا رہا۔ تو کسی قانون میں صرف ٹیکس وصول کرنے کے لئے عدالت دیوانی سے انکار کرنا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انسانیت کی۔ توہین اور بنیادی حقوق کے تحفظ پر کاری ضرب ہے۔ جس پر سابقہ حکومتیں بھی وقتاً فوقتاً وار کرتی رہیں۔ لیکن اس کے باوجود خدا کا فضل رہا کہ پاکستان میں عدلیہ کا وقار رہا۔ تو میں یہ استدعا کروں گا کہ صرف چند ٹکوں کی وصولی کی خاطر عدالت دیوانی کو راتے سے ہٹانا۔ عدل و انصاف کو ہٹانا۔ یہ اس چیز کی غمازی کر رہا ہے کہ یہ حکومت ہمارے ساتھ اور غریب مظلوم کے ساتھ کیا کرنے والی ہے۔ ان کی آہ و بکا کو کیسے بند کیا جا رہا ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کااز کو حذف کیا جائے اور اس کو ختم کیا جائے۔

حاجی محمد سیٹھ اللہ خان۔ جناب والا۔ مجھے پھر وہی کہنا پڑے گا کہ جو حکومت عوامی حکومت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے وہی حکومت آج کل از ۱۱ کے تحت انصاف کے دروازے بند کر رہی ہے۔ عدالتوں تک رسائی کو محدود کر رہی ہے۔

ایک معزز رکن۔ اس سے پہلے قائد حزب اختلاف اور امان اللہ لک صاحب یہی بات کہہ چکے ہیں۔ پرانی بات کو دہرایا نہیں جا سکتا۔ اگر کوئی نیا نکتہ ہے تو بات کریں۔

مسٹر سپیکر۔ اتنی دیر میں ان کی تقریر ختم ہو جاتی تھی۔ ایک معزز رکن۔ جناب والا۔ حاجی صاحب کنونشن لیگ سے تعلق رکھتے ہیں یہ اپنے ماضی کے داغ دھو رہے ہیں کہ۔ نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے پسینہ ہونچھے اپنی جبین سے

حاجی محمد سیٹھ اللہ خان۔ جناب والا۔ میں آپکی وضاحت کیلئے یہ عرض کر دوں کہ کنونشن لیگ کی حکومت نے بھی اسی قسم کے قانون بنائے تھے۔ اس لئے وہ کیفر کردار تک پہنچی۔ کنونشن لیگ کی حکومت میں بھی اس قسم کی کلار رکھی گئی تھیں اور اس کا جو حشر ہوا وہ آپکے سامنے ہے۔ لیکن آج آپ بھی انہی کلار کو اپنا رہے ہیں۔ آج آپ بھی انصاف کے دروازے بند کر رہے ہیں۔ آج آپ بھی افسران کو اتنے ہی لامحدود اختیارات دے رہے ہیں۔ اختیارات کا جو ناچائز استعمال کرے۔ جو غریب کو تنگ کرے۔ جو غریب عوام سے ناچائز

assessment کر کے وصولی کرے۔ اس کے لئے قانون میں کوئی مداوا نہیں ہے کہ وہ عدالت میں جا کر امداد طلب کر سکے اور اسکی شنوائی ہو سکے کہ فلاں افسر نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ ایک طرف آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف عدالتوں کے دروازے بند کرتے ہیں۔ میں اس لئے بار بار کہہ رہا ہوں تا کہ یہ آپ کی بدنامی کا موجب نہ بنے۔

وزیر خزانہ—جناب والا۔ یہ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کا مسئلہ ہے۔ پوری قوم اس بات سے متفق ہے کہ انتظامیہ کے امور اور عدلیہ کے امور میں علیحدگی ہو جانی چاہئے اور دونوں کو ایک دوسرے کے اختیارات پر encroachment نہیں کرنی چاہئے۔ جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے حزب اختلاف کے ان معزز اراکین سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جنہوں نے کہا ہے کہ چند ٹکوں کی خاطر یہ ٹیکس وصول نہ کیا جائے۔ کیا اس خطہ پنجاب میں ہسپتالوں میں جو مریض ہیں وہ دوائیوں کے بغیر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں۔ کیا آپ یہی چاہتے ہیں کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی سڑک نہ بن سکے۔
(قطع کلامیہاں)

جناب والا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کوئی بوی حکومت بغیر ٹیکس کے نہیں چل سکتی۔ خاص طور پر جس حکومت نے وعدہ کیا ہوا ہو کہ وہ لوگوں کو مفت علاج کی سہولتیں فراہم کرے گی۔ مکانوں کی سہولتیں دے گی وہ کس طرح بغیر ٹیکس وصول کئے ان چیزوں کو فراہم کرنے کی متحمل ہو سکتی ہے۔ ہم ٹیکس ان لوگوں پر عائد کریں گے جو اس کو ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور اس کا فائدہ ان لوگوں کو پہنچائیں گے جو پچھلے برس یا برس سے ان چیزوں کیلئے ترس رہے ہیں۔

مسٹر سپہاکر۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے۔
کہ ضمن ۱۱ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دے دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمن ۱۲

وزیر خزانہ—جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ ضمن ۱۲ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دے دیا جائے۔

مسٹر سپہاکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے :
کہ ضمن ۱۲ کو مسودہ جزو قرار دے دیا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں جناب والا۔ کاز ۱۲ (۲) میں تمام سابقہ رولز کو جو پنجاب فنانس آرڈیننس . . .

مسٹر سپیکر۔ آپ اس پر تقریر کر چکے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ پھر آپ یہ کاز نہ لائیں۔ اگر لائیں گے تو میں اس پر بولونگا۔ جب کاز repeat ہوگی تو میری تقریر بھی repeat ہوگی۔

جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں انہی تمام قوانین کو جو مارشل لاء کے دور میں آرڈیننس تھے جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ پنجاب فنانس آرڈیننس ۱۹۷۱ء مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے جاری کیا گیا تھا اور اس میں وہی قوانین رکھے گئے ہیں کہ جو بنیادی اور جائز حقوق کو سلب کرنے کا ذریعہ تھے اور آج یہ ہماری حکومت اسی مارشل لاء کے تحت لائے ہوئے ہنگامی قانون کا کاز ۱۲ میں تحفظ مالک رہی ہے۔ میں کہوں گا کہ اس کاز کو واپس لیا جائے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں اس کا جواب دے چکا ہوں۔ جناب والا۔ ہم کوئی نیا دستور تو بنا نہیں رہے۔ اس دستور کے مطابق اس ایوان کو حق حاصل ہوگا کہ نئے قانون بنا لے۔ ہم اس ملک میں لا قانونیت نہیں چلنے دیں گے۔ ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ اس ملک میں کوئی قانون رائج نہ ہو۔ جو قانون اس وقت ملک میں رائج ہے وہ اچھا ہے یا برا ہے اس وقت تک قانون ہے اور اس کی پابندی ضروری ہے۔ جب نیا دستور بن جائے گا اسکے مطابق آپکو اختیار ہوگا کہ آپ نئے قانون بنائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :
کہ ضمن ۱۲ کو مسودہ قانون کا جزو قرار دیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مہاشی خورشید انور۔ جناب والا۔ میرا خیال ہے کہ اب یہ کام ختم ہو گیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ابھی شیڈول باقی ہیں۔

کو سوارہ اول

وزیر خزانہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ گوشوارہ اول کو مسودہ قانون ہذا کا گوشوارہ
قرار دیا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :
کہ گوشوارہ اول کو مسودہ قانون ہذا کا گوشوارہ
قرار دیا جائے -

چودھری امان اللہ لک - میں اسکی مخالفت کرتا ہوں -
حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں بھی اسکی
مخالفت کرتا ہوں -

Mr. Speaker—Yes please.

چودھری امان اللہ لک (گجرات - ۸) - جناب والا - میں
یہ کہنا چاہتا ہوں جیسے کہ فاضل مقررین نے پہلے وضاحت کی تھی
کہ جو موجودہ زرعی انقلاب آ رہا ہے اس کے پیش نظر کیمیائی کھاد
اور ٹریکٹروں کی خرید اور مالیہ میں اضافہ اور ٹیکسوں میں اضافہ
کاشتکاروں میں بڑی تکلیف پیدا کر رہا ہے اور اس پر مزید سرجارج
لگانا اور ان کو انتظامی جذبات کا شکار بنانا اس زرعی ملک کے اندر
ظلم اور زیادتی کے مترادف ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے
ساتھ ظلم ہے جو شہری آبادی کو غلہ بہم پہنچا رہے ہیں - اس
لئے میں عرض کرونگا کہ جیسے کہ وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے
کہ یہ ہم نے سیاسی انتقام کے طور پر کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں
کہ کسی حکومت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ایک خاص سیاسی جماعت
کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنا کر اسکو مایوس کیا جائے -

مسٹر چاویڈ حکیم قریشی - جناب والا - وزیر خزانہ نے
سیاسی انتقام کا لفظ نہیں کہا - فاضل مقرر ذوا گانوں کی صفائی
کرائیں -

مسٹر سپیکر - انہوں نے انتقام کا لفظ استعمال نہیں کیا -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - جو انہوں نے سیاسی
اقدام کا لفظ استعمال کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیاسی انتقام
بتا ہے - میں عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ
سرجارج سیاسی قطعہ نظر سے لکایا گیا ہے - اس سے زمیندار طبقہ کو
ہلکے تھکے بنانا مقصود تھا جو ملک کو غلہ پہنچا رہا ہے - اس لئے
میں اسکی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر نسیم پکڑ - حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اس سہدول کے سلسلے میں میں یہ عرض کرونگا کہ اگر حکومت ٹیکس حاصل کر کے ان کو، کسانوں کو کاشتکاروں کو حقوق مہیا کرتی ہے اور بالخصوص وہ چیز جو کہ پانی سے تعلق رکھتی ہے جس کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ ٹیکس کوئی نمبر ۱ ٹیکس نہیں تھا جب حکومت پانی ہی نہیں دیتی۔ ان کو اس قابل ہی نہیں بناتی کہ وہ کاشتکاری کریں پھر ان پر یہ سر چارج عائد کرنا انتہائی زیادتی ہے کہ ٹیکس تو لے لئے جائیں مگر ان کے حقوق انکو نہ دئے جائیں۔ اگر آپکو غلط نہیں ہو کہ اس ٹیکس سے صرف بڑے بڑے جاگیردار اور زمیندار متاثر ہونگے تو میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ آپکا مالیہ، آیاہ سرجارج - ڈویلپمنٹ فنڈ کی شرح اس قدر زیادہ ہے کہ ایک یا ڈیڑھ مربع اراضی کا مالک اس سرجارج کی زد میں آسکتا ہے۔ اور آج ایک یا ڈیڑھ مربع اراضی کے مالک پر تین سو - ساڑھے تین سو سے زائد مالیہ، آیاہ اور دوسرے تمام اخراجات لگنے ہیں۔ میں گزارش کرونگا کہ پانی فراہم کریں تب تو یہ ٹیکس جائز ہے اور اگر پانی کی حالت یہی رکھنی ہے تو پھر یہ ٹیکس جو ہے سوائے اس کے کہ ان کی جائیدادیں نیلام کرائے۔ ان کی زمینیں نیلام کرائے اور کوئی فائدہ نہیں۔

راہا ہے - اے - محمود خان - جناب والا - میرے خیال میں حاجی صاحب کو غلط نہیں ہو گئی ہے۔ اس میں وائر وٹ نہیں آ رہا۔ صرف لینڈ ریوینو ہوتا ہے۔ جو کہ زیادہ سے زیادہ تین روپے فی کھ (ایکڑ) ہوتا ہے۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - جناب والا - جیسا کہ حاجی صاحب کی عادت ہے، وہ پھر باز نہیں آئے اور انہوں نے مالیہ میں آیاہ گھسا دیا ہے۔ جناب والا۔ یہ سیدھی سی بات ہے کہ جو شخص ساڑھے تین سو تک مالیہ ادا کرتا ہے جو ظاہر ہے کہ کہیں چار، پانچ، چھ مربع کی ملکیت ہے اوپر جا کر لاگو ہوتا ہے۔ یہ ٹیکس ایسے شخص پر عائد کیا جاتا ہے۔ یہ غریبوں کی بات کرتے ہیں اور روتے ہیں بڑے بڑے جاگیرداروں کو جن پر اس ٹیکس کی زد پڑتی ہے۔

جناب والا - مجھے پنجابی کی ایک کہاوٹ یاد آئی ہے اور میں معافی چاہتا ہوں - میں اسے واپس لے لوں گا - لیکن میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ رجسٹری رووے ہزاراں نوں - لے لے ناں بھراواں داہ۔
 مسٹر روٹن ڈالہز - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - وزیر خزانہ نے جو کہاوٹ سنائی ہے رونے کے بارے میں اس پر مجھے بھی ایک کہاوٹ یاد آ گئی ہے -

جناب والا - اپوزیشن نے جو تنقید اس بجٹ پر اور دوسرے معاملات پر کی ہے اس سے مجھے وہ بنیاد آتا ہے جو پٹھان کو مار بھی رہا ہے اور رو بھی رہا ہے کہ پٹھان اوپر چڑھ گا تو مجھے مارے گا -
 مسٹر سپیکر :- یہ کوئی کہانیاں سنانے کا موقع نہیں ہے -
 ابھی تو ووٹنگ کرنی ہے -

اب ایوان نے سامنے سوال یہ ہے -
 کہ گوشوارہ اول کو مسودہ قانون ہذا کا گوشوارہ قرار دیا جائے -
 (تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -
 کہ گوشوارہ دوم کو مسودہ قانون ہذا کا گوشوارہ قرار دیا جائے -
 مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -
 گوشوارہ دوم

کہ گوشوارہ دوم کو مسودہ قانون ہذا کا گوشوارہ قرار دیا جائے -
 حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں آپ کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان -
 حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم پور خان-۱) - جناب والا -
 میں اس گوشوارے کو آئٹم وار لونگا - اس کے نمبر شمار ایک یہ ہے :

"1" Fee for the test of competence to drive

اس میں یہ ہے کہ اس کے drive کرنے کی اہلیت کو ٹیسٹ کرنے کی فیس دینے سے - میں ہوجھنا چاہتا ہوں کہ یہ فیس تو غریب عوام دیتے ہیں - ڈرائیو دیتے ہیں ان کو تو کم از کم معاف کیا جائے - آئیٹم

2 Fee for a duplicate licence

اس میں لائسنس کی نقل لینے کی فیس کو بھی دوگنا کر دیا گیا ہے اور یہ پانچ روپے سے بڑھا کر دس روپے کر دی گئی ہے۔ یہ بھی غریب عوام ادا کرتے ہیں۔ fee for learner's driving licence یہ وہ غریب لوگ ہیں جو پیسے کے طور پر اپنے روزگار کے لئے اپنا پیٹ پالنے کے لئے سمکھنے کیلئے لائسنس لینے ہیں۔ ان کو ایک مستقل لائسنس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ اس گوشوارے کو اٹھا کر دیکھیں تو زیادہ تر آپکو غریبوں کے نام ملیں گے۔ جو لائسنس لینے ہیں۔ ان کی فیس کو بھی دوگنا کیا گیا ہے اور ان پر اس کی زد پڑے گی۔ اس طریقے سے لائسنس کی تجدید کی فیس ہے۔

(قطع کامیاب)

جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زیر بیٹ گوشوارے کی زیادہ تر زد غریبوں پر پڑتی ہے۔ اور انہی کی فیسوں کو دوگنا کر دیا گیا ہے۔ ان سے اتنی آمدنی آپ کو نہیں ہوگی۔ آپ ان کی دھائیں لیں۔

چودھری امان اللہ لک۔ جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ وہ کلاز ہے۔ جس کے متعلق پہلے وزیر خزانہ فرما چکے ہیں کہ اس سے زراعت پیشہ لوگوں کو تحفظ دیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ حاجی سیف اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔

سسٹر سپیکر۔ آپ شیڈول ۲ کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری امان اللہ لک۔ جناب والا۔ میں گوشوارے ۲ کی طرف آ رہا ہوں۔ آپ میری بات تو من لیجئے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جیسا کہ حاجی سیف اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ کلاز بڑے بڑے زمینداروں کے لئے نہیں ہے۔ جو آپ کے سیاسی انتقام کا نشانہ بن رہے ہیں۔ کیا وزیر خزانہ صاحب اس سے انکار کریں گے کہ اس زمانہ میں ایمپلائمنٹ نہیں رہی ہے۔ غریبوں کے پاس ماسوائے اس کے کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ ڈرائیونگ لائسنس حاصل کریں اور اپنا ذریعہ معاش تلاش کر سکیں۔ ان کے لئے یہ دروازے کیوں بند کئے جا رہے ہیں۔ جبکہ ہر محکمہ میں ایمپلائمنٹ کی ضرورت ناہد ہے۔ یہ غریبوں کے ساتھ زیادتی کی جاری ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے منشور کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔ کارکنوں کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ قصہ مختصر اگر ڈرائیور غریب ہوتا ہے تو ڈرائیور کی الدھا دھند ڈرائیونگ کی وجہ سے جو موٹروں کے لئے آکر مر

جاتا ہے وہ بھی آخر غریب ہوتا ہے۔ اس کو بچانا مقصود ہے اور اسی لئے یہ تمام تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں کہ کچھ نہ کچھ رکاوٹ ہو۔ اور یہ ٹسٹ ہوتا چلا جائے کہ اس شخص کو ڈرائیونگ آتی ہے یا نہیں۔ یہ پانچ پانچ دس دس روپیہ کی فیس رکھی گئی ہے۔

رضا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - وزیر خزانہ صاحب کو چاہئے کہ ایسی ہدایات جاری کریں ورنہ مجھے خطرہ ہے کہ تجدید پر بھی انہوں نے اتنی فیس بڑھا دی ہے کہ مارے صوبہ میں ڈرائیور ہڑتال نہ کر دیں۔

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اگر آپ نے ان کو کوئی مشورہ دینا ہے تو آپ ان کو چٹھی لکھیں۔

حافظ علی اسد اللہ - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - جناب وزیر خزانہ صاحب نے جٹی والا معاورہ بولا ہے اور وزیر مال صاحب نے مصنوعی ارائوں والا معاورہ بولا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ان دونوں معاوروں کو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے کیونکہ یہ دونوں معاورے ٹھیک نہیں ہیں۔

مہیاں خورشید انور - جناب والا - ان کو ضرور کارروائی سے حذف کیا جائے یا اس کی درستگی فرمائی جائے۔

(قطع کلام)

وزیر خزانہ - جناب والا - میں دوبارہ اس کو واپس لیتا ہوں۔

وزیر مال - جناب والا - میں بھی اسے دوبارہ واپس لیتا ہوں۔

(تہقہہ)

وزیر خزانہ - جناب والا - مقصد تو بات پہنچانا ہوتا ہے وہ

پہنچ گئی۔

جناب والا - میری گزارش یہ ہے اور میں زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ یہ نہایت ہی معمولی قسم کی فیسیں ہیں اور ضروری ہیں کسی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے اس کو systemise کرنے کے لئے پانچ پانچ دس دس روپے کی فیس ہرگز کوئی بوجہ نہیں ڈرائیونگ لائسنس پر کوئی قید نہیں ہے۔ کوئی پابندی نہیں ہے دوسرے معنوں میں آپ

انہیں عوام کو کہانے کے لئے آزادی دے رہے ہیں۔ یہ آزادی کسی صورت میں بھی ہم نہیں دے سکتے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ گوشوارہ دوم کو مسودہ قانون ہذا کا گوشوارہ قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تمہید

وزیر خزانہ جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں - کہ تمہید کو مسودہ قانون ہذا کی تمہید قرار دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے - کہ تمہید کو مسودہ قانون ہذا کی تمہید قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مختصر عنوان

وزیر خزانہ - جناب سپیکر - میں تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ کو مسودہ قانون ہذا کا مختصر عنوان اور آغاز نفاذ قرار دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے - کہ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ کو مسودہ قانون ہذا کا مختصر عنوان اور آغاز نفاذ قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مسودہ

۱۹۷۲ منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر - اس ایوان میں یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ

۱۹۷۲ منظور کیا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا۔ میں اس کی مخالفت

کرتا ہوں۔

جناب والا۔ اس فنانس بل میں جس طرح پہلے عرض کیا جا چکا

ہے۔ اس کے مطابق مزید وضاحت کی ضرورت اب نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے

وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بہت ہو چکی ہے اب مزید ضرورت

نہیں ہے۔

جناب والا۔ میں گزارش کروں گا کہ جو ترمیمات پیش کی تھیں

وہ اگر اس میں شامل کر دی جائیں اور اس بل کا نفاذ کیا جائے یا

اس ایکٹ کا نفاذ کیا جائے تو ٹھیک ہے۔ اگر وہ ترمیمات نہ ہوں تو یہ

بل عوامی مفاد کے خلاف ہے۔ اس کو اس صوبہ میں نافذ نہ کیا جائے

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ کاز ۲ کے متعلق

رائے شماری کرائی جائے۔

مسٹر سپیکر - کاز ۲ سے تو آپ نے اس بل کو شروع کیا

تھا۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ

۱۹۷۲ء منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر - اب ہاؤس کی کارروائی ۷ جولائی ۱۹۷۲ء صبح

تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسبلی کا اجلاس ۷ جولائی ۱۹۷۲ء بروز جمعہ ۸ بجے صبح تک

۱۲ گھنٹے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس دوم

جمعہ المبارک ۷ جولائی ۱۹۷۲ء

(جمعہ المبارک ۲۴ جمادی الاول ۱۳۹۲)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سوبکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوهُمَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ بِبَدِیْءٍ ظَلَمَ الْمُعْتَمِدِۙ وَ لِلّٰهِ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ وَّ اِلٰی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُورُ ۗ كُنْتُمْ خَبِیْرًا
اُمَّةً اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُوْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَ لَوْ اٰمَنَ الْكٰفِرُ لَکَانَ حَيْلًا اَلَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ اٰمُوْمِنُوْنَ وَ الْكٰفِرُ
اَلْفٰسِقُوْنَ ۗ لَنْ یَنْصُرُوْكُمْ اِلَّا اَذٰی وَّ اِنْ یَقَاتِلُوْكُمْ یُؤٰکِمُوْكُمْ الْاَرْضَ مَا فِیْهَا
شَیْءٌ لَّا یَنْصُرُوْنَ ۗ

پ. م. س. ۳ - ع. ۲۲ - آیات ۱۰۸ تا ۱۱۱

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ بڑھ بڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ اہل عالم پر
ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور
سب کاموں کا رجوع انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔ مسلمانو! جتنی قومیں دنیا میں پیدا ہوئیں تم لوگ
ان سب سے بھر ہو جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے ظہور میں آئی ہے۔ تم اچھے کام کرنے کا حکم دیتے ہو
بڑے کاموں سے منع کرتے ہو اور صرف اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر ایلی کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ
ان کے لئے بہت بھرا ہوتا۔ ان میں بھی ایمان واسے ہیں لیکن ان میں کے اکثر نافرمان ہیں۔ وہ نہیں
غنیف سی تکلیف کے سوا کچھ بھی نقصان نہیں پہونچ سکتے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو پیٹ
پھیر کر یہاں گئے پھر ان کو کس سے مدد بھی نہیں ملے گی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ میں شجر کاری

* ۱۳ - رائے جگر حیات شاہ - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) سال ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں صوبہ پنجاب میں کتنے رقبہ پر جنگلات لگائے گئے اور ان پر کیا خرچ ہوا -

(ب) ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء کے دوران کل کتنے زیر جنگلات رقبہ میں سے درخت نیلام کئے گئے اور اس سے حکومت کو کتنی آمدنی حاصل ہوئی؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) - (الف) (ب) معلومات ایوان کی سبز پر رکھ دی گئی ہیں -

نئی دوبارہ شجر کاری کے زیر کاشت رقبہ

| سال (الف) | گھنی شجر کاری (ایکڑوں میں) | قطاروں میں شجر کاری (اوسط میلوں میں) | شجر کاری پر کیا خرچ بشمول دیکھ بھال کے اخراجات (روپوں میں) |
|-----------|----------------------------|--------------------------------------|--|
| (۱۹۷۱) | ۱۸۳۷۶ | ۱۴۰۰ | ۳۰,۹۲,۲۹۸ |
| ۱۹۷۰-۷۱ | | | |
| (۱۹۷۲) | | | |
| ۱۹۷۱-۷۲ | ۱۳۱۹۳ | ۱۰۶۰ | ۲۸,۷۷,۰۲۷ |
| تا | | | |
| ۳۱-۰۰-۷۲ | | | |

جنگلاتی رقبہ جہاں سے درخت دیلائے گئے تھے

(ب) سال گھنی شجر کاری قطاروں میں شجر کاری شجر کاری پر
(ایکڑوں میں) (اوسط میلوں میں) کیا گیا خرچ
بشمول دیکھ بھال
کے اخراجات
(روپوں میں)

(۱۹۷۱)

| | | | |
|-------------|-----|---------|---------|
| ۲,۱۰,۳۸,۳۰۶ | ۳۳۰ | ۲,۳۹,۵۳ | ۱۹۷۰-۷۱ |
|-------------|-----|---------|---------|

(۱۹۷۲)

| | | | |
|-------------|------|---------|---------|
| ۳,۲۷,۵۷,۳۸۳ | ۱۲۶۰ | ۱,۹۸,۲۶ | ۱۹۷۱-۷۲ |
|-------------|------|---------|---------|

تا

۳۱-۵-۷۲

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - آپ نے فرمایا ہے کہ
معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں مگر ایسا معلوم نہیں ہوتا -
وہ کیا چیز رکھی گئی ہے جس کو سمبران پڑھیں - بات سمجھ میں
نہیں آئی -

وزیر راجعت - سوال کے حصہ الف، اور ب، کے متعلق
معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - کیا اس میں مکمل جواب دیا ہوا
ہے ؟

مسٹر سپہنگر - آپ ذرا تشریف رکھیں -

خان امیر محمد شاہ خان روکڑی - جناب والا میز - ہر جواب
نہیں ہے - ممکن ہے یہ آپ کی میز پر رکھ دیا گیا ہو - جناب والا -
میں التجا کروں گا کہ پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آیا یہ بات
درست ہے کہ معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں -

مسٹر سپہنگر - سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ معلومات
ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں -

آوازیں - ہمارے پاس نہیں ہیں - شاید سیکرٹری صاحب
کی میز پر ہوں -

رانا پھول محمد خان - کیا سوال نشان زدہ ہے یا غیر
نشان زدہ ؟

وزیر زراعت - نشان زدہ ہے -

خان امیر محمد اذکر خان روکڑی - پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا - جب تک آپ اس ضمن میں اپنا فیصلہ نہیں دے دیتے میں سمجھتا ہوں کہ کارروائی کو آگے چلانا بے سود ہو گا - ہماری میز پر جواب نہیں آیا اور ہم سہلیمنٹری سوال نہیں کر سکتے اور جب تک سہلیمنٹری سوال ہم نہیں کر سکتے آگے کارروائی نہیں کر سکتے - بعض چیزوں کا common sense سے فیصلہ کرنا ہوتا ہے - سیکرٹری صاحب نے وہاں ٹائپ کرائے ہوئے - ہمیں انفارمیشن مننی چاہیے - انفارمیشن ہوام کے نمائندوں کو ہونی چاہئے نہ کہ سیکرٹری صاحب کو اس لئے جناب اس پوائنٹ پر پہلے فیصلہ دیں پھر آگے کارروائی ہونی چاہیے - (قطع کلامیاں) - جناب والا - شاید اسوقت جواب ایوان کی میز پر موجود ہو -

سسٹر سپیکر - کیا معزز ممبر مطمئن ہیں -

خان امیر محمد اذکر خان روکڑی - جناب والا - میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت کا پتہ لگ جائے - گزارش یہ ہے کہ جواب ہر ممبر کی میز پر ہونا چاہیے -

وزیر زراعت - جناب سپیکر - اگر کسی ناخلم ممبر کو پتہ نہیں تو میں جواب پڑھ کر سنا دیتا ہوں :-

The area brought under afforestation during 1971-72 is 13,193 acres with an expenditure of Rs. 28,77,027. During the same year, the total income out of auction was Rs. 3,27,77,483 with a area of 19,826 acres.

رانا پھول محمد خان - جناب والا - اسکا جواب اردو میں ہونا چاہیے تھا - چونکہ بہت سے حضرات ایسے ہیں جو انگریزی نہیں جانتے اور یہ فیصلہ بھی ہو چکا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی اردو میں ہوگی لہذا جواب اردو میں ہونا چاہیے -

وزیر زراعت - جناب والا - اگر آپ اجازت دیں تو میں جواب اردو میں پڑھ دیتا ہوں -

دہلی دوبارہ شجرکاری کے زیر کاشت رقبہ

| (الف) سال | کھنی شجرکاری (ایکڑوں میں) | قطاروں میں شجرکاری (اوسط میلوں میں) | شجر کاری پر کیا گیا خرچ |
|-----------|------------------------------|--|--|
| (۱۹۷۱) | | | بشمول دیکھ بھال کے اخراجات (روپوں میں) |
| ۱۹۷۰-۷۱ | ۱۸,۳۷۶ | ۱۳۰۰ | ۳۰,۹۴,۲۹۸ |
| (۱۹۷۲) | | | |
| ۱۹۷۱-۷۲ | ۱۳,۱۹۳ | ۱۰۶۰ | ۲۸,۷۷,۰۲۷ |
| تا | | | |
| ۳۱-۵-۷۲ | | | |

جنگلاتی رقبہ جہاں سے درخت نہلا کر کٹے گئے تھے

| (ب) سال | کھنی شجرکاری (ایکڑوں میں) | قطاروں میں شجرکاری (اوسط میلوں میں) | شجر کاری پر کیا گیا خرچ |
|---------|------------------------------|--|--|
| (۱۹۷۱) | | | بشمول دیکھ بھال کے اخراجات (روپوں میں) |
| ۱۹۷۰-۷۱ | ۲۳,۹۵۳ | ۳۳۰ | ۱,۱۰,۳۸,۳۰۶ |
| (۱۹۷۲) | | | |
| ۱۹۷۱-۷۲ | ۱۹,۸۲۶ | ۱۲۶۰ | ۳,۲۷,۷۷,۳۸۳ |
| تا | | | |
| ۳۱-۵-۷۲ | | | |

کونسل مسجد اسلام پھان دیہاڑی - جناب والا - یہ اتنی لے
دے کے بعد مطمئن ہو گئے ہیں - یہ یونہی ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے
ہیں -

(قطع کلابیاں)

کپاس کی پیداوار میں کمی

* ۲۱۔ مسٹر احسان الحق پراچہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبے میں کپاس کی فصل کی پیداوار میں ہر سال بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کمی کو روکنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ (۱) نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کپاس کی فی ایکڑ اور مجموعی پیداوار میں تدریجی اضافہ ہو رہا ہے۔

(۲) کپاس کی پیداوار کو بڑھانے کیلئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

(۱) ترقی دادہ بیجوں کا استعمال۔

(۲) معتدبہ مقدار میں کیمیائی کھاد کا استعمال۔

(۳) وسیع پیمانے پر تحفظ نباتات کے اقدامات۔

(۴) قرضے کی سہولتوں میں اضافہ۔ اور

(۵) کاشتکاری کے ترقی دادہ طریقوں کا استعمال۔

مسٹر احسان الحق پراچہ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ کائن کی فی ایکڑ اوسط کاشت اسوقت کتنی ہو رہی ہے؟ وزیر زراعت۔ جناب والا۔ اسوقت فی ایکڑ اوسط کاشت ۱۰۶۵۳ ہے۔

مسٹر احسان الحق پراچہ۔ جناب والا۔ یہ اوسط کاشت دوسرے ملکوں کی پیداوار کے مقابلے میں کتنی کم ہے۔ مسٹر سپیکر۔ یہ گوئی حتمی سوال نہیں ہے۔

وزیر زراعت۔ جناب سپیکر۔ اس کے لئے مجھے نیا سوال درکار ہے۔ کیونکہ یہ باہر کے سالک کا پوچھ رہے ہیں جہاں کپاس پیدا ہوتی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے اپنے جواب میں جو فرمایا ہے

تھے ”کہ کاشتکاری کے ترقی دادہ طریقوں کا استعمال“ اس سے ان کی کہا مراد ہے ؟

وزیر زراعت—میں فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اس سے اچھے بیج کا استعمال مراد ہے۔

رائس پھول محمد خان—جناب والا۔ میں جواب کے حصہ ۲ (ہ) کے متعلق پوچھ رہا ہوں، کہ کونسے کاشتکاری کے ترقی دادہ طریقوں کا استعمال ہے۔ اس میں کون کونسی چیزیں آتی ہیں۔

وزیر زراعت—جناب والا۔ اس سے مراد بہتر بیج۔ کھاد۔ پانی فرٹیلائرز اور سپرے ہے۔

راجہ محمد افضل خان—کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ جو increase کے متعلق لکھا ہے۔ تو کیا آپ نے کوئی پروگرام بنایا ہے۔ اگر بنایا ہے تو کتنی percentage کا بنایا ہے،

وزیر زراعت—جناب سپیکر۔ میں فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں تک increase کا سوال ہے۔ اس میں بہت سی چیزیں آتی ہیں۔ سب سے بڑی تکلیف جو ہمیں اس وقت ہے وہ پانی کی ہے۔ اگر پانی ہو تو پیداوار زیادہ ہو سکتی ہے۔ لیکن پچھلے دو تین سال سے چونکہ بارشیں نہیں ہوئیں اور پانی کم ہے۔ اس لئے زیادہ پیداوار نہیں ہو سکی۔

رائس پھول محمد خان—کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ چونکہ وہ صوبے کی زراعت کے ذمہ دار ہیں کیا وہ خود یہ محسوس کرتے ہیں کہ پانی کی کمی ہے ؟ اگر ہے تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کون سے اقدامات کئے گئے ہیں۔

Mr. Speaker : Next question please.

دودھ اور مکھن کی بہتر رسائی

*۲۲۔ مسٹر احسان الحق پراچہ—کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ امر واقعہ ہے کہ سرکاری ذرائع اور نجی شعبے کے ذریعے جو دودھ مکھن مہیا کیا جا رہا ہے وہ صوبے کی ضروریات پوری کرنے کے لئے لاکھائی ہے۔ اگر ایسا ہے تو حکومت نے اس کمی پر قابو پانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) - (۱) نہیں
حکومت کے اندازے کے مطابق صوبہ میں دودھ کی پیداوار
۱۲۵۲ لاکھ من سالانہ ہے۔ فی کس کے حساب سے
دودھ کی فراہمی ۱۱۲۰۷ اونس فی بوم ہے۔

(۲) حکومت نے صوبہ میں ڈیری کے جانوروں کی دودھ دینے کی
صلاحیت کو بڑھانے کے لئے مصنوعی نسل کشی کا ایک
جامع اور ہمہ گیر پروگرام شروع کیا ہے۔ جس پر ایک
کروڑ پچاس لاکھ روپے لاگت آئے گی۔

دسمبر ۱۹۷۱ء سے اپریل ۱۹۷۲ء تک خوراک کے
بھران کے بارے میں تحقیقات

* ۲۹۲ - مسٹر احسان الحق پراچہ - کیا وزیر خوراک از راہ
کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا حکومت نے دسمبر ۱۹۷۱ء تا اپریل ۱۹۷۲ء کے درمیانی
عرصہ میں پیدا ہونے والے خوراک کے بھران کی تحقیقات
کرائی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے کیا نتائج برآمد
ہوئے ہیں۔

(ب) حکومت ایسے بھران کے مکرر وقوع پزیر ہونے کو روکنے کے
لئے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک : (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) - (الف) پاکستان
ہر سال گندم کی کمی پورا کرنے کے لئے گندم درآمد کرتا
ہے۔ اس کمی کا تعین مرکزی حکومت صوبائی حکومتوں سے
مشورے کے بعد کیا کرتی ہے ۱۹۷۱-۷۲ء کے دوران اس
کمی کا تعین ہر وقت کیا گیا تھا۔ لیکن دسمبر میں
بھارت کے ساتھ جنگ کی وجہ سے درآمد کا بندوبست نہ
ہو سکا۔ اس وجہ سے ۱۵ دسمبر کے بعد قیمتیں بڑھنے لگیں
ذمہ داری سنبھالنے ہی موجودہ حکومت نے فوراً اس صورت
حال کا جائزہ لیا۔ اس وقت سے مرکزی حکومت اور
صوبائی حکومتوں نے سہلائی کی پوزیشن اور قیمتوں پر مسلسل
نظر رکھی ہے۔ اعلیٰ سطح کی بین الوزارات کمیٹی بنائی

گئی۔ اس کمیٹی کے سر براہ مرکزی وزیر برائے صنعت تھے۔ یہ کمیٹی فروری اور مارچ کے مہینوں میں باقاعدہ میٹنگ کرتی رہی ہے۔ اس کمیٹی نے بحران کی وجوہات کا مکمل جائزہ لیا اور سہلائی جاری رکھنے کے لئے ہر ممکن اقدام کئے۔

برآمد میں مشکلات کے علاوہ کچھ قدرتی اسباب بھی تھے۔ جو صوبائی حکومت کے احاطہ اختیار سے باہر ہے۔ مثلاً

(i) بیجائی کے وقت بارش کا نہ ہونا۔

(ii) موسم سرما میں بارش کی کمی۔

(iii) نہروں میں پانی کی کمی۔

(iv) دسمبر کی جنگ گندم کی پیداوار ۱۹۶۹-۷۰ میں

۹۵,۵۹ لاکھ ٹن سے گری کر ۱۹۷۰-۷۱ میں

۳۸,۶۷ لاکھ ٹن رہ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ

۱۹۷۰-۷۱ میں گندم کی خریداری ۸,۱۳ لاکھ ٹن

کی بجائے صرف ۶,۳۲ ٹن ہو سکی۔ کمیٹی کی وجہ

سے منڈیوں میں بھی گندم کی کمی تھی۔ جس سے

منڈیوں میں گندم کے نرخ بڑھ گئے۔ کم پیداوار

اور سرکاری حساب پر کم خریداری کے باوجود مرکزی

نے پنجاب کے ذخائر سے ۲,۶۵ لاکھ ٹن گندم دوسرے

صوبوں دفاع اور آزاد کشمیر کے لئے منظور کر دی

گندم کی یہ مقدار جنوری ۱۹۷۲ء سے پہلے بھیج

دی گئی اس سے بھی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

تجارتی چلڈ وجوہ کی بنا پر مرکزی حکومت جنوری ۱۹۷۲ء تک

گندم درآمد نہ کر سکی۔ درآمد شدہ گندم کی

پنجاب کو روانگی فروری ۱۹۷۲ء کے آخر میں شروع

ہوئی۔ جب درآمد شدہ گندم یہاں پہنچی تو

پنجاب کے ذخائر میں سٹاک بوزیشن بہت حیرت

شکنگ تھی۔ درآمد شدہ گندم کی وصولی میں مشکلات

پیدا ہوئی اور اسی سٹاک بوزیشن کے باوجود ممکنہ خوراک کے

قیمتوں کو متوازن رکھنے اور لوگوں کو مناسب

میں

قیمت پر آنا فراہم کرنے کے لئے ہر ممکن اقدام
کئے۔

(ب) محکمہ زراعت کے تخمینہ کے مطابق ۷۲-۱۹۷۱ء میں ۳۹ لاکھ
ٹن گندم پیدا ہوئی۔ یہ تخمینہ حوصلہ افزا ہے اور
خیال ہے کہ ۴۰ لاکھ ٹن کے قریب گندم پیدا ہوئی
ہوگی۔

۷۲-۱۹۷۲ء میں حکومت پنجاب کو ۹ لاکھ ٹن گندم اکٹھی
کر لی چاہئے۔ ۳۰ لاکھ ٹن حاصل ہونے کی توقع ہے۔
حکومت پنجاب نے مرکز سے درخواست کی ہے کہ ہمارے لئے
۵۰ لاکھ ٹن درآمد شدہ گندم کا انتظام کیا جائے۔
گندم کی قیمتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے گندم کا
حصول کم ہے۔ روپے کی شرح تبادلہ میں کمی اور گندم
کے حصول کی قیمت میں متوقع اور ممکن اضافہ سے متعلق
پریس میں خسروں سے منڈیوں میں گندم کے نرخ بڑھ گئے
ہیں۔ صوبائی حکومت کے اصرار کے باوجود مرکزی
حکومت نے گندم کے حصول کی قیمت کے متعلق کوئی
فیصلہ نہیں کیا۔

اوپر بیان کئے ہوئے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت
پنجاب نے مرکز سے درخواست کی ہے کہ اس کی تمام
ضروریات درآمد شدہ گندم سے پوری کی جائیں۔ یہ امید کی
جاتی ہے۔ کہ مرکزی حکومت مستقبل میں کسی کسی کے
سدباب کے لئے ہر وقت لادم اٹھائے گی۔

ہم زیادہ سے زیادہ مقدار میں گندم حاصل کرنے کے لئے بہت
کوشش کر رہے ہیں۔ گندم پیدا کرنے والے علاقوں
میں محکمہ کے عملہ کو ہدایات دی گئی ہیں کہ ذخیرہ
اندوزوں اور سنگروں کے خلاف ہر ممکن قانونی اقدام
کریں۔ اور اس سلسلہ میں مقامی انتظامیہ سے مدد لیں۔
حصول میں آسانی کے لئے فوڈ کٹریگ، فوڈ کنٹرولرز کو بورڈ دی
گئی ہیں کہ وہ کاشتکاروں کو بورڈ شخصی ضمانت پر
دے سکیں۔

باقاعدہ تجارت بھی ہے۔ اور گندم اور آٹا کی موہہ سرحد کو ترسیل باقاعدہ بنا دی گئی ہے تاکہ سمگلنگ موثر طور پر روکی جا سکے۔

وایا پھول مگبد خان۔ جناب والا۔ وزیر خوراک فرماتے ہیں کہ مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوال کا جواب درست نہیں۔

وزیر خوراک۔ جواب حوصلہ افزا نہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ جب جواب پڑھا جا رہا ہو اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اسے بعد میں point out کیا جا سکتا ہے۔
(نطم کامیاب)

خان میر عبداللہ خان روکڑی۔ ہوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔ طریق کار موجود ہے اور ہمیشہ اس کے مطابق کام کیا جاتا ہے۔ جوابات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اس کے بعد سپلیمنٹری سوال کئے جاتے ہیں۔ مجھے لیڈر آف دی ہاؤس سے ایک حد تک اتفاق ہے۔ لیکن جناب والا مجھے ایک ضمنی سوال کرنا ہے لیکن میرے سامنے جو جواب ہے وہ غلط ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ضمنی سوال کس بات کا کروں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ آپ کی اجازت سے گزارش کروں گا کہ آئریبل منسٹر کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ جواب شائع ہو جانے کے بعد اگر کوئی اور حقیقت سامنے آ جائے تو اس میں ترمیم پیش کر سکیں۔ لیکن جو کچھ انہوں نے اب فرمایا ہے یہ ترمیم نہیں ہے۔ یہ اپنے جواب کی تردید ہے۔ جواب لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے۔ کہ سنٹرل گورنمنٹ نے قیمتوں پر غور کرنے سے انکار کر دیا ہے اب یہ جواب دے رہے ہیں کہ غور کر رہی ہے۔ یہ باتیں متضاد ہیں۔ ترمیم کر سکتے ہیں تردید نہیں کر سکتے۔ پھر اس پر ان کو واضح طور پر کہنا چاہئے کہ یہ جو شائع ہو گیا ہے غلط ہے۔ اصل پوزیشن یہ ہے کہ وہ اس سے سمجھوں کو آگے کرتے تاکہ اس کی کارروائی ٹھیک ہوتی۔

مسٹر جاوید حکمر قریبی - جناب والا - جس طرح انہیں وزیر پر اعتراض ہے - لیکن قائد حزب اختلاف نے جو کچھ فرمایا ہے یہ بھی غلط ہے کہ مرکزی حکومت نے انکار کر دیا ہے بلکہ جواب میں یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے گندم کے حصول کی قیمت کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا -

مسٹر سسپہکر - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے باقی جواب کے مطابق یہ پوزیشن ہے کہ اگر ان کے پاس حقائق نہ آئے ہوں تو آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ درجواب موصول نہیں ہوا - وہ تو بالکل تازہ جواب دے سکتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں ہے -

راؤ محمد افضل خان - کل کتنی گندم چاہئے؟

وزیر خوراک - پنجاب کو یا دوسرے صوبوں کو بھی؟

راؤ محمد افضل خان - پنجاب کے لئے کتنی گندم درکار ہے -

وزیر خوراک - اس وقت ہمارے پاس ۵۰ لاکھ ٹن گندم کی پیداوار موجود ہے -

سرदार امجد احمد خان دستی - جناب والا - منسٹر صاحب نے جواب میں کہا ہے کہ خوراک کی کمی کی ایک وجہ پانی بھی ہے - اس کی یہ وجہ انہوں نے بتائی ہے کہ نہروں میں پانی کی کمی ہے سوال میں پوچھا گیا تھا کہ آیا خوراک کے بحران کی تحقیقات کرائی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں یہ جو پانی کی کمی ہے اس کے متعلق فاضل وزیر زراعت نے بھی فرمایا ہے کہ پانی کی واقعی کمی ہے لیکن کیا اس کے متعلق تحقیقات کرائی جائے گی - کہ یہ پانی کی کمی کیوں واقع ہوئی - کیا پانی کی کمی اس وجہ سے تو نہیں ہوئی کہ پنجاب کا حصہ ہمیں آج تک پورا نہیں ملا -

مسٹر سسپہکر - آپ سوال کیجئے تقریر کا موقع نہیں ہے -

وزیر خوراک - پانی کی کمی کی وجہ تو پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ بیجائی کے وقت پانی کا نہ ہونا - جہاں تک پانی کا تعلق ہے اس کے متعلق میرے فاضل دوست وزیر آبپاشی بیان کر چکے ہیں -

مسٹر سپہیکر— یہ اس سوال کا سپلمنٹری نہیں ہے۔

سردار امجد حمود خان دستی— میں یہ عرض کروں گا کہ خود انہوں نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ یہ بحران پانی کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور پانی کی کمی کے متعلق آج اخبارات میں آیا ہے کہ پنجاب کو جو حصہ دیا گیا ہے چشمہ لنک جہلم سے وہ بخشش کے طور پر دیا گیا ہے یہ اس کا حق نہیں ہے۔

مسٹر سپہیکر— یہ ضمنی سوال متعلقہ نہیں ہے۔

سردار امجد حمود خان دستی— جناب والا— میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں کیا irrelevancy ہے۔ کیا اس کے متعلق وزیر صاحب نے تحقیقات کرنے کا پروگرام بنایا ہے کہ کیا سندھ نے یہ پانی بخشش کے طور پر ہمیں عطا فرمایا ہے؟

مسٹر سپہیکر— سردار صاحب— یہ متعلقہ سوال نہیں ہے کہ آئندہ کیا بات ہے۔ آج کیا فیصلہ ہوا ہے اور کل اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ یہ تو ایک transaction ہو چکی ہے اور یہ اس کے متعلق سوال ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد— جناب سپیکر— بجٹ کی عام بحث کے دوران جب ہم نے حکمران جماعت کو متوجہ کیا کہ پنجاب پانی سے محروم ہو رہا ہے تو انہوں نے اعداد و شمار سے یہ بتایا کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال پانی زیادہ دیا گیا ہے۔ اب اس سوال کے جواب میں آئیبل منسٹر کہتے ہیں کہ پانی کی کمی بھی ایک وجہ ہے جس سے پیداوار کم ہوئی ہے۔

ملک غلام نبی— جناب سپیکر— پچھلے سال پانی کی بہت زیادہ کمی تھی اس سال اس سے کم ہے۔

مسٹر سپہیکر— پچھلے سال کی بوٹی ہوئی فصل اب اگی ہے۔

خان مہر محمد اللہ خان روکڑی— جناب سپیکر— اصل میں تو جناب وزیر آبپاشی کو یہ جواب دینا چاہئے تھا اب ہمیں کیسے یقین آ جائے کہ اب جو انتظامات ہوئے ہیں وہ تسلی بخش ہیں اور آئندہ پیداوار میں کمی نہیں ہوگی۔

مسٹر جاوید حکیم: قریشی - یہ اللہ میاں سے ہوجھیں -

چودھری امان اللہ لک - کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ مجموعی اوسط پیداوار فی ایکڑ یا مجموعی پیداوار فی ایکڑ کا اندازہ لگانے کے لئے حکومت کے پاس کیا طریق کار ہے اور گندم کی فی ایکڑ پیداوار کا اندازہ لگانے کے لئے حکومت کے پاس کون سے ذرائع ہیں اور یہ کہ پنجاب کی کل پیداوار انہوں نے کس حساب سے ۲۵۳۵۵۵ کی ہے ؟

وزیر اعلیٰ - ہوائنٹ آف آرڈر - یہ ضمنی سوال دوسری وزارت سے تعلق رکھتا ہے - یہ وزارت خوراک سے تعلق نہیں رکھتا ہے -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں عرض کرتا ہوں کہ جو اعداد و شمار انہوں نے دئے ہیں وہ کس اندازے سے دئے ہیں - انہیں یہ اطلاع کہاں سے ملی ہے اور اس کا طریق کار کیا ہے -

کرنل محمد اسلم خان دیپازی - جناب سپیکر - ہر ہیڈورکس پر گج لگی ہوتی ہے جس سے یہ ااپے جاتے ہیں اور گورنمنٹ کے پاس اس کا ریکارڈ پہنچایا جاتا ہے - (نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker : Please;

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میرا یہ سوال تھا - - -

مسٹر سپیکر - پہلے ایک سوال ہوا ہے اس کے متعلق مجھے اپنا فیصلہ دینا ہے -

کرنل محمد اسلم خان دیپازی: - امان اللہ صاحب کا یہ سوال تھا اور خورشید انور کو اپنی ٹوبی یاد آ گئی ہے - (نعرہ ہائے تحسین)

راجا پھول محمد خان: - جناب سپیکر - کرنل صاحب کو چار نمبر کی بس میں بٹھا دیا جائے -

مسٹر سپیکر: - Please; no aspersion

کرنل صاحب - کوئی ذاتی بات نہیں ہونی چاہیے -

(قطع کامیاب)

جب سپیکر بول رہا ہے تو اس وقت کسی کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ میان خورشید انور صاحب اس وقت سپیکر بول رہا ہے۔ سوال یہ کیا گیا ہے کہ ان کے پاس وہ کیا measures ہیں جن سے وزیر خوراک یہ جواب دیتے ہیں کہ اتنی خوراک پیدا ہوئی۔ اس کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصل سوال تو وزیر خوراک سے یہ پوچھا گیا ہے کہ آیا حکومت نے - - - - -

مسٹر جاوید حکیم فریسی :- ہوائنٹ آف آرڈر۔ رانا پھول خان صاحب نے اس معزز ایوان میں یہ فرمایا ہے کہ کرنل صاحب کو چار نمبر کی بس میں بٹھا دیا جائے۔ کیا ہمیں بھی رانا پھول محمد خان کو چار نمبر بس میں بٹھانے کی اجازت ہے۔ (قطع کامیاب)

مسٹر سپیکر - میان خورشید انور -

میان خورشید انور - جناب سپیکر - کرنل محمد اسلم صاحب نے میرے متعلق ریمارکس دئے تھے۔ ان کے متعلق گزارش ہے کہ میرے پاس ایسی کوئی ٹوی نہیں ہے بلکہ کرنل صاحب کے پاس ایسی ٹوی ہے جس کی بنا پر وہ جادو گر بنے ہوئے ہیں۔

مسٹر سپیکر - میان صاحب یہ باتیں کسی اور موقع پر کر لیں گے۔

میان خورشید انور - کرنل صاحب خود ایسی ٹوی میں جو ہر طرف لٹکتی جاتی ہے۔

مسٹر سپیکر - جناب فنانس منسٹر -

وزیر خوراک و صنعتی پیداوار - میان ایک مختصر سے بات کرنی چاہتی ہوں تاکہ وہ سوال جواب کا ایک گھنٹہ باکڑ آتا ہے۔ اس علاقے میں عام بات رطوبت ہو جانی چاہئے کہ جب ایک وزیر سے سوال کیا گیا ہے تو سہلپٹری سوالات ایسی سے تعلق رکھنے چاہیں۔ ایسا ہوا ہے اور سہلپٹری سوالات نے خود ہی کیا ہے کہ مثلاً ان کے سوال کا جواب وزیر زراعت نے دیا۔ میں سمجھتا ہوں اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ سہلپٹری سوال متعلقہ ہے یا نہیں۔ اور اگر وہ اس وزیر سے تعلق رکھتا ہے تو اس کا

مطلب ہے کہ اس سوال سے کچھ تو اس کا تعلق ہوگا۔ یہاں ایسے سوالات کئے جاتے ہیں جو اس وزارت سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھتے۔

خان امیر محمد خان روٹوڑی۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن مجھے اس بات کا احساس ہے کہ وزیر خزانہ صاحب نے خود جواب نہیں سنا کہ وزیر صاحب نے کیا فرمایا ہے۔ انہوں نے ہائی کا ذکر کیا ہے۔ جب انہوں نے ہائی کا ذکر کیا ہے تو ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم ضمنی سوال پوچھیں یہ جو انہوں نے اطلاع دی تھی۔ یہ ان کا کام ہے کہ وہ ضمنی سوالات کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ جب کسی چیز کا ذکر آ جاتا ہے تو اس پر ضمنی سوال آتا ہے کیونکہ سلیمنٹری کا مطلب ہی یہی ہے۔

مسٹر سپیکر:۔ میں ہر سلیمنٹری سوال کے متعلق اسکی نوعیت کے حساب سے فیصلہ کرتا ہوں۔

کرنل محمد اسلم خان دہاڑی:۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔

مسٹر سپیکر:۔ کرنل صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو۔ تو اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔

(قطع کلاماں)

راجا پھول محمد خان:۔ جناب وزیر خوراک کو چاہیے کہ وہ کرنل صاحب کے سوال کا جواب دیں۔

مسٹر سپیکر:۔ راجا پھول محمد خان اور کرنل محمد اسلم صاحب آپ اپنی اپنی جگہ پہ تشریف رکھیں۔ فنانس منسٹر صاحب نے ایک لکھ لکھا ہے۔ بات ان کی بنیادی طور پر درست ہے۔ لیکن ہر سوال کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ سوال واضح صورت میں سامنے نہ آ جائے۔ کیونکہ اکثر سوالات سامنے نہیں آتے۔ کہ ایک سے زیادہ محکموں سے ان کے کچھ حصے ہوتے ہیں۔ تو میں ہر سوال کی نوعیت پہ اس کا فیصلہ کرتا کروں گا۔ جو سوال لکھا گیا تھا اسے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی انہوں نے واپس لے لیا ہے۔ اس لئے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

راجا محمد افضل خان:۔ کیا وزیر خوراک یہ بتا سکتے ہیں کہ جو فصل کی کس ہو جاتی ہے یا کھد کی کس ہو جاتی ہے۔ کیا ایسی

تدابیر کر دی گئی ہیں کہ آئندہ لوگوں کو تکلیف نہیں ہوگی اور گندم اتنی سہانگی نہیں ہوگی۔

مسٹر سپہنگو:— غالباً آپ نے ان کا جواب نہیں سنا۔ یہ اس کا جواب دے چکے ہیں۔ اگلا سوال۔

موشیوں کے فارم

* ۲۷۔ مسٹر احسان الحق پوچھا— کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ میں کل کتنے موشی فارم ہیں اور گذشتہ سال کے دوران ان فارموں میں سے کتنے موشی صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کو بھیجے گئے۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں موشیوں کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو حکومت نے موشیوں کی تعداد میں کمی واقع ہونے کے اسباب کو روکنے کے لئے کیا اقدام کئے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ (الف) (۱) صوبہ میں تقریباً تین تین سو ایکڑ کے موشیوں کے فارم ہیں۔

(۲) شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی طرف سے خیری میرات فارم سے دھنی نسل کے نوزد عمر ماٹل خریدے گئے۔

(ب) (۱) موشیوں کی تعداد میں کمی واقع نہیں ہو رہی لیکن ان کی افزائش اس رفتار سے نہیں ہو رہی جس رفتار سے انسانی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

(۱) موشیوں کی افزائش کیلئے تحقیقاتی انسٹیٹیوٹ قائم کرنا۔ جہاں ایسی نسلیں پیدا کی جائیں جو خوراک کو بہتر طور پر استعمال کر کے اچھی کلرڈگی دکھائیں۔

(۲) مصنوعی نسل کشی کے انتظامات کو وسعت دینا اور کہ مصنوعی نسل کشی کی خدمات دیسی علاقوں کے مراکز میں فراہم کرنا تاکہ مویشیوں میں دودھ نہ دینے کے عرصے اور ان کی غیر پیداواری مدت کو کم کیا جائے۔

(۳) ایسی تحقیقات کی حوصلہ افزائی کرنا جن میں ایک ماہ کی عمر میں ذبح کئے جانے والے کٹوں کو ایک سال کی عمر تک سستے داموں پالا جا سکے۔

(۴) گوشت کیلئے بھیڑوں کے بچے پالنے کیلئے تحقیقات کا کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔

نوابزادہ سردار عطاء محمد خان لغاری - میں وزیر زراعت صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی انہوں نے جو نسل کشی کے بارے میں فرمایا تھا کہ اتنے لاکھ روپے سے یہ Artificial Insemination چل رہی ہے ہم کو تو کوئی پتہ نہیں ہے کہ اس کا ایک بھی اثر کسی زمیندار کے حق میں ہوا ہو۔ ہم نے ایک عرصہ سے سنا تھا کہ ڈاکٹر سرور ڈائریکٹر - انجیل ہسپتالی کے وقت سے ایک سکیم تھی کہ قادر آباد فارم سے اچھی نسل کے بھینسے ساڈل کے بیج vacuum flask کے ذریعہ تقسیم کیا جائے گا اور نسل کشی کا لوگوں کو فائدہ ملے گا مگر کسی کو اس سے فائدہ نہیں ہوا۔ اگر ملا ہے تو بتلایا جاوے۔ ورنہ سکیم کو بطریق احسن چلایا جاوے۔

مسٹر سپہیکر - جو جواب انہوں نے مانگا ہے آپ نوٹ کر لیں۔
وزیر زراعت - میں اپنے فاضل بزرگ کو اس کی تمام تفصیل دے دوں گا۔

محکمہ امداد باہمی کے دفاتر کے لئے حاصل کردہ عمارت کے
کرایہ کی ادائیگی

* ۳۶ - مسٹر احسان الحق پراچہ - کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت صوبہ میں محکمہ امداد باہمی کے مختلف دفاتر کیلئے کرایہ پر حاصل کی ہوئی عمارت کے سلسلے میں سالانہ کتنی رقم بطور کرایہ ادا کرتی ہے ؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحمید گاردار) ۲۱۳۸۳.۶۰۰ روپے

منچن آباد اور ڈونگہ بونگا ضلع بہاولنگر میں غلہ مارکیٹ
کی تعمیر

۸۹* - راقی مراقب علی خان - کیا وزیر زراعت از راہ کرم
بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ بہاول نگر کی مارکیٹ کمیٹی نے
منچن آباد اور ڈونگہ بونگا کے قصبات میں غلہ مارکیٹ کی
تعمیر کے سلسلے میں ایک سکیم تیار کی تھی -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ متذکرہ بالا دونوں قصبات میں موزوں
مقامات کا انتخاب کیا گیا اور زمین حاصل کی گئی تھی
اور دکانات کی تعمیر کے لئے پلاٹ عام نیلامی کے ذریعے
فروخت کئے گئے اور اس طرح سے متذکرہ کمیٹی کو
معقول آمدنی حاصل ہوئی -

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ قصبہ ڈونگہ بونگا کے تاجروں نے
متذکرہ مارکیٹ کمیٹی کو زمین کے حصول اور غلہ مارکیٹ
کی تعمیر کے سلسلے میں پچاس ہزار روپے قرض حسنہ دئے۔

(د) اگر اجزا (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو
تو (اول) متذکرہ مارکیٹ کمیٹی کو منچن آباد اور
ڈونگہ بونگا کے قصبات کے پلانوں کی فروخت اور دوسرے
وسائل سے کل کتنی رقم حاصل ہوئی -

(دوم) اب تک ان دونوں جگہ پر علیحدہ علیحدہ کتنی رقم
خرچ کی گئی ہے -

(سوم) کیا غلہ مارکیٹ کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے اگر
نہیں ہوئی تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور اندازاً کس وقت
تک متذکرہ سکیم پر عمل ہو جائیگا -

(۵) متذکرہ کام کو مقررہ وقت پر مکمل نہ کروانے کے ذمہ دار
السنان کے نام کیا ہیں اور آیا حکومت ان کے خلاف
کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا نہیں
ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی) (الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) جی ہاں ؟ ڈونگہ ہونگہ کے تاجروں نے مارکیٹ کمیٹی بہاولنگر کو صرف زمین خریدنے کے لئے پچاس ہزار روپے بطور قرض حسنہ دیئے۔

(د) سال ۱۹۷۰-۷۱ کے دوران کل رقم ۳۲۰۱۲۳۲۱۵۰ روپے چار لاکھ پچیس ہزار دو سو تیس روپے پچاس پیسے حاصل ہوئی (۲) کل خرچ شدہ رقم ۱۵۸۲۵۰ (ایک لاکھ اٹھاون ہزار پر دو سو پچاس روپے ہے۔

(۳) مغربی پاکستان ہائی کورٹ کی طرف سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے ڈونگہ ہونگہ میں مارکیٹ کی تعمیر نہیں کی جا سکتی تھی۔ بہر حال منچن آباد میں مارکیٹ تعمیر کرنے کا کام جاری ہے۔ یہ پراجیکٹ سال ۱۹۷۲-۷۳ کے اختتام پر مکمل ہو جائے گا۔

(۵) ایک کیس میں حکم امتناعی کی وجہ سے اس دیری کا ذمہ دار کس افسر کو نہیں ٹھرایا جا سکتا۔ تاہم دوسرے کیس کا کام شیڈول کے مطابق جاری ہے۔

راو مرادتب علی خان - جناب والا - سوال میں اخراجات کی تفصیل علیحدہ علیحدہ مانگی گئی تھی۔

وزیر زراعت - منچن آباد میں ۸۵ ہزار ۲۵۰ روپے اور ڈونگہ ہونگہ میں ۷۳ ہزار روپہ۔

ضلع بہاولنگر میں غلہ کے پختہ گوداموں کی تعمیر
*۹۵ - راو مرادتب علی خان - کیا وزیر خوراک از راہ کرم
ہاں فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے اجناس خوردنی خریدنے اور ذخیرہ کرنے کے لئے ضلع بہاولنگر کی چاروں تحصیلوں میں مختلف مقامات پر پختہ گودام تعمیر کئے تھے اگر ایسا

ہے تو مذکورہ تحصیل میں کتنے گودام تعمیر کئے گئے اور وہ کہاں کہاں تعمیر کئے گئے - نیز ہر ایک گودام کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ یہ گودام غیر موزوں جگہوں پر تعمیر کئے گئے تھے اور ان کی تعمیر حکومت اور عوام دونوں کیلئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوئی -

(ج) کن جالات کے تحت متذکرہ بالا غیر موزوں جگہ اس مقصد کے لئے منتخب کی گئی تھی اور کیا حکومت ان گوداموں کی تعمیر کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کرنے کے ذمہ دار اشخاص کے خلاف کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں -

(د) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ان گوداموں میں گذشتہ تین سال سے غلہ وغیرہ ذخیرہ نہیں کیا گیا ہے -

(ہ) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ متذکرہ گوداموں میں متعینہ سرکاری ملازمین بغیر کچھ کئے اپنی تنخواہیں وصول کر رہے ہیں اگر ایسا ہے تو سرکاری رقم کو متذکرہ ملازمین پر خرچ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) (الف) جی ہاں

حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے مندرجہ ذیل گودام ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۸ء کے دوران بہاولنگر ضلع کی ہر تحصیل میں تعمیر کے تفصیل درج ہے :-

| | | |
|------------|-------------------------------------|---|
| بہاولنگر | ۲۰۰۰ ٹن بن (۵۶ سیل) نزد ریلوے سٹیشن | ۱ |
| ٹونگر | ۱۰۰ ٹن بن (۲۸ سیل) | ۲ |
| چشتیاں | ۳۰۰۰ ٹن بن (۳۸ سیل) | ۳ |
| | ۲۰۵۰ ٹن مکان نما گودام (۵) | |
| ہارون آباد | ۲۰۰۰ ٹن بن (۸۳ سیل) | ۴ |
| | ۳۰۰۰ ٹن مکان نما گودام (۶) | |

- ۵ فورٹ عباس ۵۰۰ ٹن بن (۱۳۱ میل) " "
- ۶ مچن آباد ۵۰۰ ٹن بن (۱۳۱ میل) " "
- " " ۵۰۰ ٹن مکان نما گودام (۱) " "
- ۷ سنڈی صادق گنج ۵۰۰ ٹن بن (۱۳۱ میل) " "
- " " ۵۰۰ ٹن مکان نما گودام (۱) " "

اخراجات کی تفصیل بحکمہ خوراک کے دفتر میں موجود نہیں کیونکہ گودام بہت عرصہ قبل تعمیر ہوئے تھے - ویسے ابھی یہ تفصیل بحکمہ تعمیرات کے پاس ہوتی ہیں - فوری طور پر حاصل نہ ہو سکیں -

(ب) نہیں جناب یہ گودام مناسب جگہوں پر تعمیر کئے گئے ہیں -

(ج) گودام مناسب جگہوں پر تعمیر ہوئے لہذا کسی کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

(د) نہیں جناب ان گوداموں میں غلے کا ذخیرہ ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے -

(۵) یہ مستقل مرکز خریداری کنندہ ہیں اور ان جگہوں پر ملازمین کی تقرری برائے حفاظت گودام ذخیرہ شدہ غلہ اور دوسری اشیا کے لئے ضروری ہے -

واٹر مارکنگ علی خان - جناب والا - میرے سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے - کہ تمام گودام ریلوے اسٹیشن کے قریب ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر خوراک سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ چک نمبر ۴/۷۲ آر جہاں ایک گودام تعمیر شدہ ہے وہ ریلوے اسٹیشن سے کتنی دور ہے - چک نمبر ۴/۴۸ آر اسٹیشن کتنی دور ہے - ۴/۵۸ آر کتنی دور ہے بازہ گجیا کتنی دور ہے اور چک نمبر ۴ مراد اسٹیشن سے کتنی دور ہے سوال کا جواب بالکل نامکمل اور غلط دیا گیا ہے حالانکہ یہ گودام تعمیر شدہ ہیں اور میان محمد افضل وٹو میرے سوال کی تائید کریں گے کہ یہ چکوک اور گودام . . .

مستتر سپہبگرو۔ آپ سوال کریں تقریر نہ شروع کر دیں۔ سوالات میں تقریر کی اجازت نہیں ہے۔

راؤ، راجہ علی خان۔ صرف یہ جواب یہ دے دیں کہ یہ ریلوے اسٹیشن سے کتنی دور ہیں اور کب تعمیر ہوئے۔

وزیر خوراک۔ جہاں تک ہمارے پاس معلومات ہیں جو گودام محکمہ خوراک نے تعمیر کئے ہیں وہ فہرست ان کو سہا کر دی گئی ہے۔ ان کے علاوہ کچھ اور معلومات مانگنا چاہتے ہیں تو وہ میرے پاس اس وقت نہیں ہیں آپ نیا سوال مجھے دے دیں۔

راجہ مکید افضل خان۔ کیا وزیر خوراک یہ بتا سکتے ہیں کہ ان گوداموں میں چوپے اور دوسرے کیڑے وغیرہ کتنا نقصان کرتے ہیں یعنی کتنے فی صد نقصان ان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

وزیر خوراک۔ یہ ہر سال صاف ہوتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ اس سے نقصان صرف آدھ فی صد ہوتا ہے۔

صوبہ میں دیہی علاقوں کے عوام کے لئے آٹا اور چینی کا خاص کوٹا

* ۱۰۰۔ راجا پھول مکید خان۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ۲۰-۱۲-۷۱ تا ۲۰-۵-۷۲ کے دوران صوبہ میں جن ارکان صوبائی اسمبلی کو دیہاتی علاقوں کے عوام میں تقسیم کرنے کے لئے آٹے کا خاص کوٹا دیا گیا، جو متعلقہ ڈپو ہولڈروں کے کوٹا کے علاوہ تھا، ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں تحصیل چونیاں کے جن ارکان صوبائی اسمبلی کو آٹے کا خاص کوٹا دیا گیا ان کے نام کیا ہیں۔ نیز ہر ایک کو کتنی ہوریاں آٹا دیا گیا۔

(ج) تحصیل چونیاں کے ان دیہاتوں کے نام کیا ہیں جہاں مذکورہ خاص کوٹا تقسیم کیا گیا اور آیا اس تقسیم کا

کوئی ریکارڈ رکھا گیا ہے۔ اگر نہیں رکھا گیا تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کس کے حکم کے تحت یہ خاص کوٹا دیا گیا۔

(د) تحصیل چوئیاں میں تھانہ بھائی بھیرو کی حدود میں واقع علاقے کے ہر ڈہو ہولڈر کو ۲۰-۱۲-۷۱ء سے ۲۰-۵-۷۲ء تک چینی کا کتنے من کوٹا دیا گیا اور ہر ڈہو کو مذکورہ کوٹا کس تاریخ کو دیا گیا اور کیا اس کی تقسیم کا کوئی ریکارڈ رکھا گیا ہے؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) - (الف) ممبران صوبائی اسمبلی کے نام اور آنے کی بوریوں کی تعداد جو انہیں تقسیم کے لئے دی گئی درج ذیل ہے :-

| | |
|----------------------|-----------|
| (۱) ملک شاہ محمد حسن | ۱۶۳۰ بوری |
| (۲) ملک اللہ دتہ | ۵۸۰ بوری |
| (۳) مسٹر اسلام الدین | ۳۰۹ بوری |
| (۴) مسٹر روف طاہر | ۵۲۵ بوری |
| (۵) مسٹر محمد یعقوب | ۱۰۰ بوری |

(ب) ملک اللہ دتہ ممبر صوبائی اسمبلی ہتوکی تحصیل چوئیاں -

(ج) آئے کے خاص کوٹا کی تقسیم کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ تقسیم معزز ممبر صوبائی اسمبلی کی نگرانی میں ہوئی۔ دیہاتی علاقوں میں بڑی پریشانی تھی۔ اور معزز ممبر نے مستحق لوگوں کی پریشانی دور کر کے حکمہ کی بہت مدد کی۔ آئے کا خاص کوٹا حکومت کی ہدایت کے مطابق دیا گیا تھا۔

(د) اور اطلاع کے لئے ایک بیان ساتھ منسلک ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

۱۹۶۱

| نمبر شمار | نام ڈپو مولٹر | لام علاقہ | تاریخ اجراء | مقدار من |
|-----------|----------------------------|-------------|-------------|----------|
| ۱ | چوہدری محمد صدیق | بھائی بہرہو | ۲۵-۱۲-۷۱ | ۲۳-۰-۰۰ |
| ۲ | میسرز بشیر احمد محمد رمضان | " " | ۲۵-۱۲-۷۱ | ۲۳-۰-۰۰ |
| ۳ | غلام یاسین | " " | ۲۵-۱۲-۷۱ | ۲۰-۰-۰۰ |
| ۴ | مشاق احمد | بھائی | ۷-۱-۷۲ | ۲۳-۲۰-۰۰ |
| ۵ | محمد شریف | نئی خالصہ | ۷-۱-۷۲ | ۳۰-۳۰-۰۰ |
| ۶ | غلام یاسین | بھائی بہرہو | ۱۱-۱-۷۲ | ۲۰-۱-۰۰ |
| ۷ | محمد صدیق | " " | ۱۱-۱-۷۲ | ۲۳-۱۰-۰۰ |
| ۸ | بشیر احمد محمد رمضان | " " | ۱۱-۱-۷۲ | ۲۰-۳۰-۰۰ |
| ۹ | غلام یاسین | " " | ۲۰-۱-۷۲ | ۲۰-۱-۰۰ |

مطار سن

تاریخ اجراء

(نام صلاحه

نام گور مولد

نمبر شمار

۷ جولائی ۱۹۷۲ء

صوبائی اسمبلی پنجاب

| | | | | | |
|----------|---------|-------------|---------------------|---------------------|----|
| ۲۳۰۰۰۰ | ۲۰-۱-۷۲ | بیانی بھیرو | بھیر احمد عبد رمضان | بھیر احمد | ۱۰ |
| ۲۳۰۰۰۰ | ۲۰-۱-۷۲ | " | جوهڑی محمد صدیق | جوهڑی محمد صدیق | ۱۱ |
| ۲۱۰۰۰۰ | ۶-۶-۶۲ | " | " | بھیر احمد عبد رمضان | ۱۲ |
| ۲۴۰۰۰۰ | ۲۷-۱-۶۲ | " | " | محمد صدیق | ۱۳ |
| ۲۰۰۱۰۰۰ | ۲۷-۲-۶۲ | " | " | غلام یاسین | ۱۴ |
| ۲۸-۲۰۰۰۰ | ۱۳-۲-۶۲ | گناہ کلاں | محمد شریف | محمد شریف | ۱۵ |
| ۰۰-۲۰۰۰۰ | ۱۵-۲-۶۲ | دینہ ناٹو | نظام دین | نظام دین | ۱۶ |
| ۲۰-۲۰۰۰۰ | ۲۷-۲-۶۲ | بھلانی | مشفاق احمد | مشفاق احمد | ۱۷ |
| ۲۰-۱۰۰۰۰ | ۲۳-۲-۶۲ | بھانی بھیرو | غلام یاسین | غلام یاسین | ۱۸ |

| | | | | |
|---------|---------|-------------|----------------------|----|
| ۲۳-۰-۰۰ | ۲۳-۰-۲۲ | " | جوہری محمد صدیق | ۱۹ |
| ۲۳-۰-۰۰ | ۲۳-۲-۲۲ | " | بشیر احمد محمد رمضان | ۲۰ |
| ۲۰-۲-۰۰ | ۲۳-۲-۲۲ | نعمت کلان | محمد شریف | ۲۱ |
| ۲۳-۰-۰۰ | ۲۰-۲-۲۲ | بھائی بھورو | محمد صادق | ۲۲ |
| ۲۳-۰-۰۰ | ۲۰-۲-۲۲ | " | غلام یاسین | ۲۳ |
| ۲۳-۰-۰۰ | ۲۰-۳-۲۲ | " | بشیر احمد محمد رمضان | ۲۴ |
| ۲۲-۰-۰۰ | ۱۰-۳-۲۲ | لائق جاگیر | رانا نثار احمد | ۲۵ |
| ۲۵-۲-۰۰ | ۲۵-۳-۲۲ | بھائی بھورو | غلام یاسین | ۲۶ |
| ۲۳-۲-۰۰ | ۲۵-۳-۲۲ | " | جوہری صدیق | ۲۷ |
| ۲۷-۲-۰۰ | ۲۷-۳-۲۲ | " | بشیر احمد محمد رمضان | ۲۸ |
| ۲۳-۲-۰۰ | ۲۷-۳-۲۲ | " | نذیر احمد عبداللہ | ۲۹ |

| نمبر شمار | نام ڈپٹی ڈائریکٹر | نام علاقہ | تاریخ اجراء | مقررین |
|-----------|---------------------|-------------|-------------|----------|
| ۲۰ | علی حسن | بھائی پھیرو | ۷۵-۳-۷۲ | ۷۲-۰-۰۰ |
| ۲۱ | مشفاق احمد | بھلانی | ۱-۳-۷۲ | ۰-۲-۰۰ |
| ۲۲ | رانا بلند اختر | تنچہ جاگیر | ۱-۳-۷۲ | ۰-۲-۰۰ |
| ۲۳ | محمد صدیق محمد یوسف | سہانگ | ۱-۳-۷۲ | ۰-۲-۰۰ |
| ۲۴ | محمد شریف | تنچہ خالصہ | ۱-۳-۷۲ | ۰-۲-۰۰ |
| ۲۵ | علی محمد بھلانی | بھلانی | ۱-۳-۷۲ | ۱۵-۱۰-۰۰ |
| ۲۶ | امام دین | دینا ناتھ | ۱-۳-۷۲ | ۱۹-۱۰-۰۰ |
| ۲۷ | غلام رسول عبدالرزاق | حامیر خورڈ | ۱-۳-۷۲ | ۱۳-۳-۰۰ |
| ۲۸ | اتہ پھنیش | کاروں | ۱-۳-۷۲ | ۰-۲-۰۰ |

| | | | | |
|---------|---------|-------------|----------------------|----|
| ۸-۱۰-۰ | ۱-۳-۷۲ | " | خوشی محمد وحید احمد | ۳۹ |
| ۱۹-۱۰-۰ | ۱-۳-۷۲ | بھکران کلان | محمد شریف | ۴۰ |
| ۱۶-۲-۰ | ۱-۳-۷۲ | گھنٹکے | محمد صادق محمد یوسف | ۴۱ |
| ۲۲-۰-۰ | ۳-۳-۷۲ | لانے جاگہ | رانا نثار احمد | ۴۲ |
| ۲۸-۱۰-۰ | ۷-۳-۷۲ | بھائی بھرد | چوہدری محمد صدیق | ۴۳ |
| ۲۹-۲-۰ | ۷-۳-۷۲ | " | غلام یاسین | ۴۴ |
| ۲۹-۲-۰ | ۷-۳-۷۲ | " | بشیر احمد محمد رضوان | ۴۵ |
| ۲۹-۲-۰ | ۷-۳-۷۲ | " | نذیر احمد عبدالقادر | ۴۶ |
| ۲۵-۲-۰ | ۱۳-۳-۷۲ | " | محمد صدیق علی حسن | ۴۷ |
| ۲۹-۲-۰ | ۲۳-۳-۷۲ | " | بشیر احمد محمد رضوان | ۴۸ |
| ۲۸-۲-۰ | ۳-۳-۷۲ | " | غلام یاسین | ۴۹ |

سیر شمار نام گرو مولد نام علاقہ تاریخ اجراء مقرر من

| | | | | |
|----|----------------------|-------------|---------|----------|
| ۵۰ | غلام صدیق | بھائی بھورو | ۲۳-۳-۲۲ | ۲۴-۲۰-۰۰ |
| ۵۱ | نذیر احمد عبدالقادر | " | ۲۳-۳-۲۲ | ۲۵-۲۰-۰۰ |
| ۵۲ | غلام رسول عبدالرزاق | جانیر | ۳-۵-۲۲ | ۲۷-۲۰-۰۰ |
| ۵۳ | مولوی احمد پھنسی | گروہن | ۳-۵-۲۲ | ۵-۲۰-۰۰ |
| ۵۴ | نذیر احمد عبدالقادر | بھائی بھورو | ۸-۵-۲۲ | ۲۵-۲۲-۰۰ |
| ۵۵ | غلام یاسین | " | ۸-۵-۲۲ | ۲۹-۱۰-۰۰ |
| ۵۶ | جوهڑی محمد صدیق | " | ۸-۵-۲۲ | ۵۲-۱۰-۰۰ |
| ۵۷ | پشیر احمد محمد رمضان | " | ۸-۵-۲۲ | ۳۱-۲۳-۰۰ |
| ۵۸ | سید محمد شریف | ننگی خالصہ | ۸-۵-۲۲ | ۱۳-۲۰-۰۰ |

سوانی اسمیلی پنجاب

۷ جولائی ۱۹۷۲ء

| | | | | |
|----------|---------|------------|----|----------------------|
| ۱۳-۲۰-۰۰ | ۸-۵-۷۲ | فخر جاگیر | ۵۹ | رانا بلند اختر |
| ۱۱-۰-۰۰ | ۸-۵-۷۲ | بھلانی | ۶۰ | مشفاق احمد |
| ۱۱-۰-۰۰ | ۱۰-۵-۷۲ | " | ۶۱ | ولی محمد |
| ۱۱-۰-۰۰ | ۱۰-۵-۷۲ | سہارنگے | ۶۲ | محمد صدیق محمد یوسف |
| ۲۵-۰-۰۰ | ۱۸-۵-۷۲ | بھانی پھرو | ۶۳ | چوہدری محمد صدیق |
| ۲۵-۰-۰۰ | ۱۸-۵-۷۲ | " | ۶۴ | نذیر احمد عبدالقادر |
| ۲۵-۵-۰۰ | ۱۸-۵-۷۲ | " | ۶۵ | غلام یاسین |
| ۲۵-۵-۰۰ | ۱۸-۵-۷۲ | " | ۶۶ | بشیر احمد محمد رمضان |
| ۳۳-۰-۰۰ | ۲۰-۵-۷۲ | لانے جاگیر | ۶۷ | رانا نثار احمد |
| ۱۳-۲۰-۰۰ | ۲۰-۵-۷۲ | کانوں | ۶۸ | خوش محمد وحید احمد |

۱۶۷۹-۰۰

تمام ڈیو مولیوں نے جہی کی تقسیم کا ریکارڈ نامہ کے مطابق بنایا ہے۔

رانا پھول سنگھ خان - سہلینٹری سر - - - -

مسٹر سپیکر - سوال کا جواب تو ابھی مکمل نہیں پڑھا
کیا آپ پہلے ہی کیوں گھبرا گئے ہیں - (قطع کلامی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سہلینٹری نہیں کریں گے اگر آپ
جواب پورا نہیں پڑھنے دیں گے - اگر آپ کہیں کہ آپ سہلینٹری نہیں
کریں گے تو میں ان کو جواب پڑھنے سے روک دیتا ہوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - انہوں نے جو جواب دیا ہے
اس میں سہلینٹری ہو سکتا ہے - جو وہ پڑھنا نہیں چاہتے وہ نہ تو پڑھا
جائے گا اور نہ اس پر سہلینٹری ہو سکتا ہے -

مسٹر سپیکر - اس کا مطلب یہ ہوا کہ جواب کے اس حصے
پر جو پڑھا نہیں جائے گا - کوئی سہلینٹری نہیں ہوگا - جو جواب دیا
جاتا ہے اس کے مطابق ضمنی سوال ہوتا ہے - اس کا تعلق درحقیقت اس
سوال سے ہوتا ہے جو ابتدائی طور پر کیا جاتا ہے - اگر اس کا جواب
پورا نہیں سننا چاہتے تو پھر اس میں مجھے یہ تخصیص کرنی پڑے گی
کہ کتنا آپ کا سوال سہلینٹری ہو سکتا ہے اور کتنا نہیں ہو سکتا -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - اس سے پہلے کہ علامہ رحمت اللہ ارشد
صاحب کچھ ارشاد فرمائیں میں کچھ عرض کوئی چاہتا ہوں کہ جس سوال
کا جواب تمام ممبران کو پیش کر دیا گیا ہے وہ جواب جس حد تک
پڑھا جائے تو وہ بھی ٹھیک ہے اور ان کی درخواست پر جواب نہ ہی
پڑھا جائے تب بھی یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ جواب سنایا گیا ہے اور
اس پر ضمنی سوالات قاعدے کی رو سے ہو سکتے ہیں - - - -

مسٹر سپیکر - میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے یہ کہا
ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ اتنا جواب ہمارے لئے
کافی ہے مگر بعد میں یہ اعتراض نہ کریں کہ ہم نے ضمنی سوال کیا
ہے اور آپ نے اس کو اس حد تک اجازت نہیں دی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - محترم قائد ایوان نے
اس کی وضاحت کر دی ہے -

مسٹر سپیکر - میں ان کی وضاحت کا پابند نہیں ہوں - یہ
فرصت میرا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں آپ کے فرائض کے متعلق آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں - میں یہ کہتا ہوں کہ جس سوال کا جواب پڑھ دیا گیا ہے اس پر ضمنی سوالات ہو سکتے ہیں -
مسافر سہوکر - میں نے یہ نہیں کہا ہے - آپ نے میری بات نہیں سنی - میں یہ کہہ رہا ہوں کہ سوال کا جواب جتنا بجا آیا ہو اسی کے مطابق ضمنی سوالات ہوں گے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - یہ ٹھیک ہے کہ جو نہیں پڑھا گیا اس پر ضمنی سوال نہیں ہوں گے - اگر قائد ایوان کی تشریح آپ قبول نہیں فرماتے - - - - -

ہذاور اچلی - ہوائنٹ آف انفریشن - جناب والا - میں اب دوبارہ گزارش کرنی چاہتا ہوں اور میرا موقف اب بھی یہی ہے کہ جس حد تک اس کا جواب پڑھا جائے وہ بھی درست ہے - اگر سوال کنندہ یہ کہے کہ مجھے باقی ماندہ جواب اب پہنچ گیا ہے اور میں ضمنی سوالات کرنا چاہتا ہوں تو وہ ضمنی سوال کر سکتا ہے - (نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول گلہ خان - جناب سہوکر - میں آپ کی اطلاع کے لئے گزارش کروں گا کہ جس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ بیان ساتھ منسلک ہے یا فہرست منسلک ہے تو وہ تمام سوال کا جواب آ گیا - فہرست پڑھنا ضروری نہیں - اگر میرے یہ اعتراض کرے کہ فہرست جو منسلک ہے فہرست نہیں ہے - پھر جناب یہ فرمائیں گے کہ سوال کا جواب پورا نہیں آیا ہے یا جواب بدست نہیں ہے -

جناب والا - اب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے سوال کا جواب صحیح نہیں دیا گیا - اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر امور کا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے اپنے سوال کے جزو (ج) میں یہ پوچھا تھا کہ -

”تعمیر چولیاں کے ان دیہاتوں کے نام کیا ہیں جہاں مذکورہ خاص کوٹا تقسیم کیا گیا“

انہوں نے میرے سوال کے جزو (ج) کا کہیں جواب نہیں دیا بلکہ وہ اس کو مضموم کر گئے ہیں -

جناب والا - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کوٹا آسمانوں پر تقسیم ہوا ہے یا زمین پر تقسیم ہوا ہے - انہوں نے ان دیہاتوں کے نام

کیوں نہیں بتائے جہاں یہ آنا تقسیم کیا گیا ہے۔ میرے سوال کا جواب غلط ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ نے جزو (د) پڑھا نہیں ہے۔ اس لئے آپ سوال کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان - جناب والا۔ جزو (د) چینی سے متعلق ہے۔ یہ آئے سے متعلق نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر - چلئے چینی سے متعلق ہی سہی۔
(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان - جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ یہ سوال واپس لیا جائے اور اس کا دوبارہ جواب آنا چاہئے پھر ضمنی سوال کریں گے۔

وزیر خوراک - جناب والا۔ جواب میں عرض کیا گیا ہے کہ اس کا ریکارڈ اس لئے نہیں رکھا گیا کہ اس وقت کتنے ناساعد حالات تھے۔ غلہ ملتا نہیں تھا۔ ان عزت مآب ممبران کی مدد سے یہ تقسیم کیا گیا۔ ان لوگوں نے کتنا اہم کام کیا ہے۔ ان لوگوں کی سہولت کے لئے ان لوگوں کی مدد سے غلہ پہنچایا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا۔ کیا یہ درست ہے کہ جن ہالچ ممبران کو ۳۱۰۰ آئے کی پوریان سیاسی رشوت کے طور پر دی گئی ہیں ان سب کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے؟

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب یہ الفاظ -----

پیگم ریحانہ سرور شہید - جناب والا۔ یہ سیاسی رشوت ہے؟

الفاظ واپس لیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا۔ وہ اس کی وجوہ فرمائیں۔ کیونکہ وجوہ نہیں بتائی گئیں ہیں لہذا یہ لازمی طور پر سیاسی رشوت ہے۔ وہ وجوہ بتائیں کہ کن وجوہ کی بنا پر ان ہالچ ممبران کو ۳۱۰۰ پوری تقسیم کے لئے دی گئیں۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے جناب حاجی سیف اللہ صاحب سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ کنولشن

مسلم لہک نہیں ہے اس کا نام ہیلز ہارٹی ہے۔ عوام معاہدہ کر سکتے ہیں۔ عوام گریبانوں تک ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔

حاجی مسجد سیف اللہ خان - جناب والا - میٹے ضمنی سوال کا جواب آنا چاہئے۔

یہاں منظور احمد موہیل - میں جناب سپیکر کی وساطت سے جناب وزیر خوراک صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان سبب حضرات کے خلاف جنہیں تقسیم کرنے کیلئے بوریاں دی گئیں تھیں عوام کی طرف سے کوئی شکایت آئی ہے؟

خان ادبیر محمد اللہ خان روکڑی - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میرا ہوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس طرف سے حاجی سیف اللہ صاحب نے ضمنی سوال کیا لیکن اس کا جواب ادھر سے نہیں آیا تھا بلکہ ادھر سے ایک اور ضمنی سوال کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا اس ضمنی سوال سے کوئی تعلق ہے۔ جناب والا۔ پہلے ضمنی سوال کا جواب آنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر - کیا ان کا جواب نہیں آیا؟

خان ادبیر محمد اللہ خان روکڑی - جناب والا۔ ان کی طرف سے جواب نہیں آیا ہے۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا۔ آپ نے فرما دیا تھا کہ ان کے سوال میں چند ایک الفاظ جو ناجائز داخل تھے ان کو واپس لیا جائے۔

خان ادبیر محمد اللہ خان روکڑی - جناب والا۔ میں یہ عرض کرتی چاہتا ہوں کہ جب تک اس کا تصفیہ نہیں ہو جاتا تب تک وہ ضمنی سوال نہیں کر سکتے تھے۔ پارلیمانی طریقہ کار کو follow کیا جائے۔

مسٹر چاورڈ حکیم قریشی - جناب والا۔ ابھی تک حاجی سیف اللہ صاحب نے آپ کے حکم کے باوجود اپنے الفاظ واپس نہیں لئے ہیں۔

حاجی مسجد سیف اللہ خان - جناب والا۔ الفاظ واپس لینے کا کوئی حکم نہیں ہوا ہے۔ اس سوال میں یہ چیز موجود ہے کہ وجوہات بتائی جائیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہ وجوہات موجود ہیں نہ ریکارڈ میں یہ

چیز ہے۔ جب تک دونوں چیزیں موجود نہ ہوں یہ سارا مال خود برد ہے۔
یہ سیاسی رشوت ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا بہتر اس کے کہ آپ کوہر
ارشاد فرمائیں میں آپ کے توجہ ان حضرات کی طرف جو ان بینچوں پر بیٹھے
ہوئے ہیں دلانا چاہتا ہوں۔ وہ بار بار یہ کہتے ہیں کہ یہ کنونشن
مسلم لیگ نہیں ہے۔ یہ پیپلز پارٹی ہے۔ ہوام اس کا مطالبہ کر سکتے
ہیں۔ کیا وہ اس بات پر راضی ہوں گے کہ ہم ان کو نام کن سن
کر بتائیں کہ یہاں کتنے کنونشن مسلم لیگ سے وابستہ لوگ جو ملغنی
میں ان کے ساتھ رہے ہیں اس وقت ان بینچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔
وہی ارعاب اقتدار ہیں اور انہوں نے کرسیاں منبھلی ہوئی ہیں۔

مسٹر عبدالقہوہر ہڈ - علامہ صاحب توبہ کس وقت ہو
سکتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر۔ ہم نے ان کی توبہ
قبول کر لی ہے۔ یہ بار بار توبہ کو یاد نہ دلایا کریں۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر (پاؤس) Ten members are standing
Now there are only two, کیا آپ اپنی اپنی جگہ پر تشریف رکھیں گے؟

ایک چیز میں تمیز نہیں کی گئی وہ یہ ہے کہ جو ممبر صاحبان
اس وقت اسمبلی میں موجود ہیں ان کے متعلق ذکر کرنا اور جو لوگ
اس اسمبلی کے ممبر نہیں ان کے متعلق ذکر کرنا دونوں میں فرق ہے۔
رولز میں یہ فرق بڑا واضح طور پر دیا ہوا ہے۔ کسی سیاسی جماعت پر
تنقید کرنا یا ان افراد پر جنہیں رولز میں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ان پر
تنقید کرنے میں اس اسمبلی کے۔ اس ایوان کے ممبر بالکل آزاد ہیں۔
لیکن جو ممبر یہاں موجود ہیں ان کے متعلق جس لیجنے میں جس انداز
میں گفتگو کرنی چاہئے خاص طور پر ان اراکین کیلئے جو پہلے بھی
اس اسمبلی کے رکن تھے میں سمجھتا ہوں آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں
کہ ان کے متعلق کس انداز میں گفتگو کرنی چاہئے۔

یہ جو الفاظ "سیاسی رشوت" کے بولے گئے ہیں، یہ واپس لے
جائیں۔ اس پر میری رولنگ نہیں ہے۔ لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں
کہ یہ الفاظ واپس ہو جائیں اگر نہیں تو پھر میں حکومتی لڑی کو بھی

میں روکتے ہوئے گا کہ ان میں ان کیلئے جو دوسری طرف بیٹھ رہے ہوں
 ہیں اسے الفاظ استعمال نہ کریں۔ اگر حریف اختلاف کے اواکھن اس بات
 پر زور دے گا کہ یہ الفاظ رکاوٹ پر ہیں تو یہ دوسری بات ہے۔
 میں اس وقت کوئی رولنگ نہیں دے رہا ہوں بلکہ میں صرف اسی
 خواہش کا اظہار کر رہا ہوں کہ وہ اس کے حق ان کو بھی دینا چاہئے۔
 ۲۲ منٹ اس بحث پر صرف ہو چکے ہوئے ہیں۔ (قطع کلامیاً)

خان امیر علی محمد خان روکتے ہیں۔ جناب والا۔ آپ میری عرض سن
 لیجئے آپ نے یہ فرمایا ہے۔ آپ نے رولنگ نہیں دی اگر آپ رولنگ دیں
 گے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس رولنگ کو چیلنج کریں گے۔
 لیکن چونکہ آپ نے اپیل کی ہے اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ وہ
 ایسی چیز ہے کہ جس پر میں عمل کرنا چاہتے لیکن دھمکی پر نہیں ہوں
 وہ اس لئے جناب والا کہ آپ نے وقت کو ایسے طریقے سے تقسیم کر دیا
 کہ ابھی تک گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے سپلیمنٹری سوالات ہو رہے تھے۔
 میں سرکاری پارٹی سے استغناء کروں گا اور مجھے بھی آپ کی ذات پر ہونا
 اعتراض ہے۔ لیکن آپ نے ان کو ترجیح دے دی میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ
 آپ دے رہے ہیں لیکن یہ اتفاق ہو سکتا ہے۔ تو اس طرف سے گفتگو
 شروع ہو گئی ہے اور ہماری پارٹی کا جہاں تک تعلق ہے وہ بھی
 وہیں اپنے کو تیار ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ حاجی سیف اللہ صاحب نے
 باقاعدہ اس کو resist کیا ہے اور انہوں نے کوشش کی ہے اور جو میرا تاثر
 ہے وہ یہ ہے کہ وہ وہیں نہیں لینا چاہتے میں اس کو بالکل واضح کر دینا
 چاہتا ہوں اس لئے میں نے اگلے سوالوں کی اجازت دینی تھی۔

وزیر اعلیٰ۔ ہوائنٹ آف ایکس پلینیشن۔ جناب والا۔ فاضل
 نے اس ایک سوال کو اپنے خاص خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنانے کی
 کوشش کی ہے جناب والا۔ میں وضاحت دے رہا ہوں یہ آواز بھی دی
 گئی ہے کہ کنونشن لیگ کے ادمز بھی تھے تو میں نے خیال میں بہتر
 یہ ہو گا کہ ایسے معاملات کو سوالوں کے وقت میں نہ چھیڑا جائے کیونکہ
 اگر چند بوریاں جو کہ انتہائی ناساعد حالات میں دعوتوں کو منظور
 کیا گیا کہ وہ جا کر آتے رہے، علاقوں میں تقسیم کریں۔

ہے تو اس کے پیش نظر بیان جو حالات بن جائیں گے وہ نہایت تکلیف دہ ہونگے تو اس لئے ایک سیاسی حقیقت جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ملک کے معاشرہ میں ہر وقت صورت حال بدلتی رہتی ہے۔ ہر شخص کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کرے کہ اس وقت ہمیں یا مجھے کس لہر کا ساتھ دینا ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا انسانی حق ہے۔ اس لئے کل جو کنونشن میں تھے وہ آج پپل پارٹی میں جا سکتے ہیں۔ نیپ میں بھی جا سکتے ہیں اور کسی پارٹی میں بھی جا سکتے ہیں۔ تو یہ ہر انسان کا حق ہے کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کرے اور اس طرح کل کوئی دوسری لہر پیدا ہوتی ہے۔ تو سب کو حق ہے کہ اس پر ساتھ دیں۔ اور ایسے طعنے دینے بالکل بے جا ہیں لیکن اگر یہ فیصلہ کیا جائے کہ کس نے کیا کیا کچھ لیکر کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑے تکلیف دہ کوائف سامنے آئیں گے۔

علاء رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ جیسا کہ قائد ایوان نے فرمایا ہے میں ان کی ان باتوں کے ساتھ متفق ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ اپنی پارٹی کے ارکان کو نظم و ضبط میں کیوں نہیں رکھتے ہماری طرف سے یہ بات نہیں آئی کہ کون کنونشن لیک میں تھا۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ سیاست میں کوئی چیز حرف آخر نہیں ہوتی۔ خود قائد اعظم ۱۹۲۷ء تک کانگریس میں رہے اور جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی نجات اس سے نہیں ہو سکتی تو انہوں نے اسلام کے لئے ایک الگ ملک کا تصور ۱۹۳۰ء میں پیش کیا۔ ان سے بڑی ہستی کون ہو سکتی ہے۔ سیاست میں کیونکہ حرف آخر کبھی نہیں ہوتا۔ اس لئے پارٹی بدل لینا یا اپنے نقطہ نگاہ میں تبدیلی پیدا کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن یہ ان کی طرف سے ہمیشہ ہوتا ہے فلاں کنونشن لیک میں ہے فلاں پیپلز پارٹی میں ہے وہ زمین سے اٹھی تھی یہ عرش سے نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کی بات اگر ہونگی تو میں سمجھتا ہوں کہ تباہی پیدا ہوگی۔

وزیر اعلیٰ۔ جو کنونشن سے تعلق رکھتے ہیں میں ان کی داد دیتا ہوں۔ کہ اب بھی ان کا تعلق کنونشن لیک سے ہے۔ یہاں تک ان کی ذات کا تعلق ہے وہ کہتے ہیں ”جہاج کو طعنے دو“

علاء رحمت اللہ ارشد۔ معاورہ یہ ہے کہ جہاج کو طعنے نہ دو جہانی کو طعنے دو۔

وزیر اعلیٰ - میں اتنا کہہ رہا ہوں اس لئے طعنے دینے سے پہلے ذرا سوچ لینا چاہئے -

رانا پھول مگد خان جناب سپیکر - میں عرض کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ کھڑے ہو جائیں تو بولنے کا حق نہیں بنتا - آپ کو اس ایوان کی درودیوار سے کالی پرانی وابستگی

- ۴ -

حاجی مگد سہت اللہ خان - جناب والا - قواعد اور قانون کے تحت سپیکر کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی ممبر کو کہے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے - جناب نے میرے بارے میں اظہار فرمایا ہے اور جناب کی طرف سے ابھی ۲ امٹس پہلے یہ بات ہوئی کہ کوئی رولنگ نہیں آئی - جس میں آپ نے کہا ہو کہ میں یہ الفاظ واپس لوں -

مسٹر سپیکر - پھر آپ نے کوئی توجہ نہیں دی -

حاجی مگد سہت اللہ خان - مجھے ممبروں نے کہا کہ واپس لو لیکن میں ان کی اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہاں تک آپ کی اطاعت کرنے کا تعلق ہے آپ فرمائیں کہ یہ الفاظ واپس لو تو میں واپس لینے کو تیار ہوں -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب بات یہ ہے کہ آپ اس طرف توجہ نہیں کرتے جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اس طرف ابھی ممبرز ابھی بھی نہیں تھے کہ میں نے یہ اعتراض کیا تھا لیکن آپ نے اس طرف توجہ نہیں دی -

حاجی مگد سہت اللہ خان - جناب والا - آپ کو رولنگ آئی چاہئے -

مسٹر سپیکر - میں نے ابھی تک رولنگ نہیں دی - (قطع کلامیاً) حکیم صاحب آپ تشریف رکھیں - رولنگ میں نے اب بھی نہیں دی ہے - میں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے - اگر آپ واپس نہیں لینا چاہتے تو یہ آپ کو اختیار ہے یہ میری رولنگ نہیں ہے -

حاجی مگد سہت اللہ خان - جناب والا - رولنگ اگر آپ نہیں دین گے تو میں الفاظ واپس نہیں لوں گا -

مسٹر سپیکر - بہت بہتر -

رانا پھول مکھن خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میں نے پہلے اعتراض کیا تھا کہ میرے سوال کا جواب درست نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - ملک شاہ محمد محسن -

رانا پھول مکھن خان - میں ہوائنٹ آف آرڈر پر ہوں جناب والا -

مسٹر سپیکر - اگر ہوائنٹ آف آرڈر ہو تو رولنگ دوں گا -

رانا پھول مکھن خان - جناب والا - میرے سوال کے جزو ج کا جواب صحیح نہیں ہے اس لئے یہ سوال واپس لیا جائے اور اس کا جواب درست آنا چاہئے یہ جواب غلط ہے -

مسٹر سپیکر - آپ کی یہ چیز نوٹ ہو گئی ہے - اور یہ ریکارڈ پر بھی ہے -

رانا پھول مکھن خان - اور اس کے بعد سپلیمنٹری ہوگا اس سے پہلے سپلیمنٹری نہیں ہو سکتا -

Mr. Speaker—What is your position, Minister for Food?

وزیر خوراک - جناب والا - میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تقسیم کا ریکارڈ dont پر ہے -

مسٹر سپیکر - وہ آپ پہلے کہہ چکے ہیں رانا صاحب آپ توجہ نہیں کرتے وہ اس کا جواب دے چکے ہیں -

ملک شاہ محمد محسن - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خوراک سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئی کی بوریاں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر ضلع لاہور کے سپرد کی گئی تھیں یا صرف ممبران کی سفارش پر تقسیم کی گئی تھیں - ایر وائند یہ ہے کہ ممبران کے سپرد نہیں کی گئی تھیں -

مسٹر سپیکر - جیسی میاں سیف اللہ کا خیال رہتا ہے - وہ بھی نہیں بتا رہا ہے -

ہاجی مگھد سہیل خان - جناب والا - میرے سوال کا جواب آنا چاہئے میں یہ بوجھ رہا تھا کہ کیا یہ ۳۱۰۰ پوری جن . ممبروں کو دی گئی ہیں ان سب کا تعلق ایگزیکٹو ہوتی ہے ۔

- وزیر خوراک - یہ اس علاج کے عوامی نمائندے ہیں ۔ اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں ۔

Mr. Speaker: The time is over. Next item: now the short Notice Question.

وزیر خوراک - جناب والا - جو سوالات رہتے ہیں میں ان کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر - مسٹر رب نواز کھتران ۔

وزیر زراعت - جناب والا - میرے سوال بھی چند ایک رہتے ہیں میں ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

رانا پھول مگھد خان - جناب والا - قائد ایوان نے بتایا تھا کہ یہاں بھی کچھ آنے والا ہے ۔ انہوں نے جھاج اور چھلنی کا ذکر کیا تھا لیکن ہم تو کبھی بھی ایسی بات نہیں کرتے کہ کسی پر طعنہ زنی کریں ۔ اگر کوئی ایسی بات ہونے والی ہے تو ہم اس کو خندہ پوشانی کے ساتھ دعوت دیتے ہیں ۔ ہم اس کو قبول کریں گے اور اس کا وہ جواب دیں گے جس سے وہ لاجواب ہو جائیں گے ۔

مسٹر شوگت محمود - جناب والا - یہ جو ابھی ابھی ذکر ہو رہا تھا جس پر آخر میں رانا پھول محمد خان نے تقریر کی تو میں اس سلسلے میں کہنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کو بخوبی علم ہے کہ گندم کی بوڑیاں ان علاقوں کیلئے تھیں جہاں پر کہ لاپرواہی تھی ۔

مسٹر سپیکر - وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے ۔

مسٹر شوگت محمود - جناب انہوں نے سوال کیا تھا میں نے اس کا جواب دیا ہے ۔

رانا پھول مگھد خان - جناب والا - میرا سوال یہ تھا کہ کڑوں کے نام تو ہونے چاہئیں تھے ۔

مسٹر سپیکر - رانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ سے باز رہا کہہ چکا ہوں اب دونوں طرف رانا صاحبان کھڑے ہیں ۔

مسٹر اڈوکتہ - جناب والا - مجھے اجازت دیجئے کہ میں رانا صاحب کو جواب دوں تاکہ میں وضاحت کر سکوں اور رانا صاحب کو بتا سکوں کہ وہ بوریاں کدھر کدھر گئی ہیں - رانا صاحب نے جو ڈپو دلوائے تھے ان میں بلیک ہوئی تھی تو ان حالات میں ہمیں وہاں جا کر تقسیم کرنی پڑی - بھائی پھیرو میں ۱۰۰ بوریاں تقسیم کی گئیں - رانا صاحب نے ایک ان پڑھ آدمی کو ڈپو دلوایا تھا اور ہمہ میں اس کا ڈپو منسوخ بھی ہوا - پھر رانا صاحب نے ان کو دوبارہ دلوایا - جناب والا مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان کو بتاؤں کہ وہ بوریاں کہاں کہاں تقسیم ہوئیں -

مسٹر سسپیکر - آپ تشریف رکھیں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - میری تحصیل کے ساتھ ظلم ہوا ہے -

مسٹر سسپیکر - آپ تشریف رکھیں - ملک صاحب آپ بھی تشریف رکھیں - (شور) آرڈر پلیز - اب مسٹر رب نواز کھتران کا قلیل المہلت سوال لیا جائے گا -

بیگم آباد احمد خان - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے یہ درخواست کرنی چاہتی ہوں کہ یہ اسمبلی کا اجلاس اور یہ معزز ایوان پاکستان کی خطرناک صورت حال کے تحت عمل میں آ رہا ہے - اس میں مذاہیہ کردار ادا نہیں ہونا چاہیے -

مسٹر سسپیکر - بیگم صاحبہ اس کی ضرورت نہیں ہے -

خواجہ زادہ سردار عطاء محمد خان لغاری - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - قائد ایوان نے ابھی فرمایا تھا کہ اس ایوان کی یہ روایات ہیں کہ اگر لمبے سوالات ہوں تو اس صورت میں مجبور نہیں کیا جائے گا کہ ان کے جوابات پڑھے جائیں - میرے کئی سوالات تھے - سوالات کا وقت بہت کم ہوتا ہے - آپ جیسے رولنگ فرمانا چاہتے تھے کہ اگر سوال نہیں پڑھایا جائے گا تو اس کے لئے سپلیمنٹری نہیں ہوگا - اگر یہ روایت قائم ہو گئی تو ہم غریبوں کے سوالات کے جوابات کا موقع نہیں ملے گا - جیسا کہ قائد ایوان نے فرمایا ہے - اگر آپ اسے قبول کر لیں اور وہی اس ایوان کے روایات بھی ہیں تو وقت بہت بچ جائے گا -

مسٹر سپیکر—سردار صاحب اپوزیشن یہ ہے کہ سوالیہ serial number میں آتے ہیں۔ جو آپ چاہتے ہیں اس کے لیے ہمارے قواعد و ضوابط میں اس میں کچھ ترمیم کرنا ہو گی اور اگر دن میں چار گھنٹے کے قریب وقت سوالات کے لئے مخصوص ہو جائے تو پھر تمام سوالات کے جوابات اس ایوان میں دئے جا سکتے ہیں۔

خواجہ اداہ سردار محمدا خان لغاری—جناب والا۔ مری بودیابہ تجویز ہے کہ وقت بچایا جائے (قطع کامیاں)

مسٹر سپیکر— یہ تو اب میران پر منحصر ہے۔ میں آپ کی امداد نہیں کر سکتا۔ اس میں قواعد تبدیل کرانے پڑیں گے۔

قلیل المہلت سوال

۸۸۹—مسٹر رجب نواز خان کھتران—کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :

(الف) موضع کوهتانی ضلع ڈیرہ غازی خان میں آٹھ سال پیشتر اشتمال اراضی کا جو کام شروع کیا گیا تھا اسے اب تک مکمل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

(ب) آیا کلکٹر اشتمال اراضی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس موضع میں اشتمال اراضی کا کام فی الفور بند کر دیا جائے۔ اگر یہ درست ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اشتمال—(چوہدری ممتاز احمد کاهلون)۔ جناب سپیکر۔ موضع کوهتانی ضلع ڈیرہ غازی خان کا رقبہ ۱۲ ہزار ۸ سو ۳۳ ایکڑ ہے۔ اس دیہہ میں اشتمال اراضی کا کام ۱۹۶۱ء میں شروع کیا گیا تھا۔ کام اگر ۱۹۶۳ء تک جاری رہا جب کہ سٹاف کی تعریف کی بنا پر یہ دیہہ بمعہ دیگر مواضع کے واپس محکمہ مال کو دے دیا گیا۔ اس دوران صرف ابتدائی کاغذات تیار کئے گئے۔ ۱۹۶۶ء میں اس موضع میں کام دوبارہ شروع کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن پھر کاشت کی متعدد بار تعریف کی وجہ سے کام جاری نہ رکھا جا سکا۔ اگر کام برابر جاری رہتا تو پھر بھی شیلول مقرر کردہ کی رو سے یہ کام تقریباً ۱۲ سال تک

رہتا اور ۱۹۷۳ء میں تکمیل ہوتا۔ اس کے علاوہ اس موضع کی اراضی رول کوہی سے سیراب ہوتی ہے۔ اور زمینداروں کے جو حقوق سہرائی ہیں ان کے استفادہ کے لئے زمینداروں نے اپنے کھیتوں کے ارد گرد بند بنا رکھے ہیں۔ جن کی بنا پر بہت سی رقم صرف ہوتی ہے یہ حقوق آپس میں اتنے گڈمڈ ہوتے ہیں کہ ان کو تقسیم کرنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ حقوق اشتمال اراضی ایک دوسرے کو منتقل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے زمینداران دبیہہ اشتمال کے حق میں نہیں ہیں۔ انہوں نے افسران بالا کو کئی درخواستیں دے رکھی ہیں جن کی بنا پر ایڈیشنل کمشنر صاحب ملتان نے اس میں اشتمال کا کام روک دینے کی سفارش صوبائی بورڈ آف ریونیو کو کر دی۔ یہ معاملہ ابھی بورڈ کے زیر غور ہے۔

خواجہ زادہ سردار عطاء مگھد خان لغاری۔ جناب والا۔ کوہتانی کے علاقے کے جو مواضع ہیں۔ ان میں اشتمال کرنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ اور میں عرض کرونگا کہ غریب عوام کے فائدہ کے لئے اشتمال اراضی کا بندوبست کیا جائے۔

مہربان منظور احمد موہل۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا سردار صاحب اپنی سیٹ پر ہیں۔
مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی ہوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

خواجہ زادہ سردار عطاء مگھد خان لغاری۔ جناب والا۔ پچاس ابراہا میں اشتمال جاری تھا۔ اور اب تک ختم نہیں ہوا۔ دراصل یہ جتنی رقم تھی یہ بڑے بڑے آدمیوں نے کوشش کی اپنی ان زمینوں پر جو دوسرے مال بھی آباد نہ ہوں اشتمال کرانے پر خرچ کی جائے۔ لہذا جناب میں سوال کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے ابراہا میں اشتمال کرنے کی اجازت نہ ہو جب تک کہ وہاں کے غریب عوام اس کو نہ مان لیں۔

مہربان خان مگھد۔ جناب والا۔ تقریر پور بیان میں اتنا فرق ضرور ہونا چاہیے کہ دونوں میں تمیز ہو سکے۔

خان ابراہیم عبد اللہ خان روگری۔ جناب والا۔ انہوں نے یہ لفظ سپیکر کے متعلق کہا ہے۔ لہذا یہ ناوابج ہے۔ اس کو واپس لیا جائے۔

مسٹر سپیکر - انہوں نے کیا فرمایا ہے -

خان عبداللطیف خان روکڑی - انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو تمیز ہونی چاہیے - یہ لفظ اچھا نہیں ہے -

خان مجید - جناب والا - میں نے عرض کیا تھا کہ تقریر اور بیان میں کچھ فرق ہونا چاہیے تاکہ تمیز ہو سکے -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - ہوائنٹ آف پریلیج جناب والا - میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ ایوان میں ایسی بات ہونی چاہیے جو میری سمجھ میں بھی آئے - سردار صاحب جب کہی بات کرتے کم از کم سمجھ نہیں آتی - میرے دوستوں کی سمجھ میں بھی نہیں آتی ہوگی -

مسٹر سپیکر - یہ اپنے اپنے Calibre کی بات ہے -

(قطع کامیاب)

مسٹر رجب نواز خان کھٹوان - جناب والا - میرا جواب نامکمل ہے - اصل حالات کے مطابق نہیں دیا گیا - حالات سے گریز کرنے کی کوشش کی گئی ہے - دس بارہ سال ایک موقع پر لگانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس کے لئے صدیاں درکار ہیں - یہ دو مواضع تھے جو معکمہ مال نے لئے - ایک کا اشمال ہو گیا اور دوسرے کو دس سال بعد پھر چھوڑ دیا گیا - یہ اتنی بڑی زیادتی ہے جسکی کوئی انتہا نہیں ہے - لوگوں کی طرف سے کوئی درخواست نہیں سنی جاتی -

مسٹر سپیکر - خان صاحب آپ کا سوال تو ہو گیا ہے -

مسٹر رجب نواز خان کھٹوان - جناب والا - میری اس جواب سے تسلی نہیں ہوئی -

وزیر اشمال اراضی - جناب سپیکر - میں فاضل مسٹر کو یقین دلاتا ہوں کہ اسمبلی کے سیشن کے بعد میں ڈیرہ غازی خان موقع پر جاؤنگا اور ان کو بھی وہاں بلاؤنگا اور وہاں موقع پر یہ جو الزامات عائد کر دیے ہیں کہ اشمال چلندی ختم نہ ہونے کی یہ وجوہات ہیں میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان تمام افسران کو سزا دی جائیگی جن پر یہ الزامات ثابت ہو گئے -

یہاں مور شہید انور - ایجنٹوں کو ترتیب دیتے وقت جو سوال رکھے گئے ہیں - ان کے پیش نظر ایک گھنٹہ میں ۷۹ سوالوں کے جوابات نہیں آسکتے - کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ایک گھنٹے کے لئے ۲۰/۲۵ سوالوں سے زیادہ نہ رکھے جائیں -

مسٹر سپیکر - زیادہ کی بات تو یہ ہے کہ جو سوال آجاتے ہیں اور وقت پر آجاتے ہیں وہ جن جن محکموں سے متعلق ہوتے ہیں ان کو بھیج دئے جاتے ہیں - لیکن اگر یہ لیڈر آف دی ہاوس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کسی مسئلے پر متفق ہو جائیں اور وہ مناسب سمجھیں کہ ۱۲/۱۴ سوال کافی ہیں تو اس کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے - اس میں کئی سوال کرنے والوں کو شکایت ہوگی کہ انکی اس سیشن میں باری نہیں آئی -

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں معترم قائد ایوان سے مل کر آپس میں بات چیت کر کے کوئی ضابطہ طے کر لیں گے - بات اپنی جگہ نہایت مناسب ہے اور بنیادی ہے واقعی ۱۶/۱۵ سوال پڑھے جاتے ہیں اور باقی رہ جاتے ہیں - ایوان کی میز پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے - سوال کرنے والوں کی تشفی نہیں ہوتی - ذہنی طور پر مطمئن نہیں ہوتے اس لئے ہم کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کریں گے کہ سوالوں کی تعداد کو کم کیا جا سکے اور ممبران بھی مطمئن ہوں -

وزیر اعلیٰ - اس سے پہلے کہ قائد حزب اختلاف مجھ سے تبادلہ خیالات فرمائیں میں تمام ممبران کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ان سوالوں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ ہر مسئلے کے متعلق سوال محکموں کو بھیج دئے جاتے ہیں انہیں ان سوالوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ معزز ممبران اسمبلی چوکس ہیں - اور چونند ہیں - وہ ہر مسئلے پر نگاہ رکھتے ہیں - ان کی طرف سے جواب تیار کرنے اور جواب آجانے سے ان کا ایک احتساب کا طریقہ ہے - بہر حال ہم تبادلہ خیالات کریں گے لیکن یہ نہایت ضروری ہے کہ جیسے آج تک یہ روایت رہی ہے - یہاں اگر اب ۵۰ سوال ہیں تو ہم نے دیکھا ہے کہ ۱۵۰ سوال ایک ایک اجلاس میں پیش ہوتے رہے ہیں - ان کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام جواب دینے پڑتے ہیں تیاری کرنا پڑتی ہے - ان کو ہوشیار رہنا پڑتا ہے - ان سوالوں کا ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے - بہر حال ہم اس مسئلے پر غور کر لیں گے اور آپ کو رپورٹ پیش کر دیں گے -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۳۳

علاوہ رحمت اللہ ارشد - نائڈ ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ بات اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے کہ سوالوں کے جواب دینے کے لئے محکمہ متوجہ ہو جاتا ہے لیکن ان سوالوں کی افادیت یہ ہے کہ وہ ہاوس میں آجائیں -

مسٹر سپیکر - آپ اگر مناسب سمجھیں تو آپس میں تبادلہ خیالات کر لیں -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

ضلع لاہور میں راشن ڈپو

*۱۰۴ - راجا پھول مگھد خان - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے :-

(الف) ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ اور ۲۰ مئی ۱۹۷۲ء کو ضلع لاہور میں راشن ڈپوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا تھی ان میں سے کتنے ڈپو میونسپل کارپوریشن کی حدود کے اندر اور کتنے دیہاتی علاقوں میں واقع تھے -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقوں میں راشن ڈپوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے - اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر خوراک - (مسٹر عبدالحفیظ کردار) - (الف) (اول) دیہاتی علاقوں میں ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو راشن ڈپوں کی تعداد ۲۳۱ تھی -

دیہاتی علاقوں میں ۲۰ مئی ۱۹۷۲ء کو راشن ڈپوں کی تعداد ۳۳۸ تھی -

(دوم) میونسپل کارپوریشن کی حدود میں راشن ڈپوں کی تعداد ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ۵۲۶ تھی - اس کے علاوہ ۲۰ راشن ڈپو ریلوے ملازمین کے لئے تھے - ۱۱ ڈپو خالی تھے جنہیں پر کر دیا گیا -

میونسپل کارپوریشن کی حدود میں راشن ڈپوں کی تعداد ۲۰ مئی ۱۹۷۲ء کو ۷۳۹ تھی - اس کے علاوہ ۲۹ راشن ڈپو ریلوے ملازمین کے لئے تھے -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۷۰

وزیر خوراک : (مسٹر عبدالحمید کاردار)۔(الف)۔جی ہاں۔

(ب) چینی کا سیشل کولہ کاشتکاروں کے لئے اس لئے بند کر دیا گیا تھا کیونکہ ۱۹۷۱-۷۲ء میں چینی کی تقسیم پر صرف جزوی کنٹرول رہ گیا تھا جب کہ ۱۹۶۸-۶۹ء اور ۱۹۶۹-۷۰ء میں چینی کی تقسیم پر حکومت کا مکمل کنٹرول تھا۔

(ج) نہیں۔ البتہ کاشتکاروں کو یہ سہولت مہیا کرنے کے بارے میں آئندہ سال کی ہالیسی مرتب کرتے وقت غور کیا جا سکتا ہے۔

گندم اور چاول وغیرہ کی پیداوار

۱۳۶*۔ چودھری امان اللہ خان ایک۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ۱۹۷۱-۷۲ء میں صوبے میں گندم، چاول، کپاس، گنے، آلو، مکئی، جو اور توریا کی فی ایکڑ اوسط پیداوار کیا تھی۔ نیز حکومت کے تخمینے کے مطابق کاشتکاروں نے فی ایکڑ کیا اخراجات برداشت کیے۔

(ب) گذشتہ سال صوبے میں خریف اور ربیع کے دوران گنے اور چاول کی فصلوں کو کیڑوں سے کتنا نقصان ہوا۔ نیز حکومت مستقبل میں مذکورہ فصلوں کو امن آفت سے محفوظ رکھنے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت۔ (مسٹر صادق حسین قریشی)۔(الف) معلومات حسب ذیل ہیں۔

فی ایکڑ پیداوار ہر لاکھ

فی ایکڑ اوسط
پیداوار

| فصل | فی ایکڑ اوسط پیداوار | تمام اہم فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار لاکھ |
|------|-------------------------|---|
| گندم | ۱۲۶۷۲ | تمام اہم فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار لاکھ |
| چاول | ۱۵۵۶ | کا اٹلہزہ لگانے کے لئے ڈائریکٹر زراعت پنجاب |
| کپاس | ۱۰۵۷ | (لاہور) کے زیر نگرانی ایکہ کمیٹی بنائی گئی |

| | | |
|-------|-------|-------|
| ۳۸۲۵۰ | ۲۸۲۵۰ | کما |
| ۱۱۹۵۰ | ۱۱۹۵۰ | آلو |
| ۱۲۵۸۳ | ۱۲۵۸۳ | مکئی |
| ۷۵۱ | ۷۵۱ | جو |
| ۶۵۰ | ۶۵۰ | توریا |

(ب) اندازہ لگانا مشکل ہے تاہم ایک سرسری اندازہ لگایا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے -

کما ۴ تا ۵ فیصد

چاول ۶ تا ۷ فیصد

لاہور کی ڈویژن میں ۱۰-۲۰ فیصد -

ان فصلوں کے تحفظ کے لئے حسب ذیل اقدامات کئے گئے ہیں -

کما - (۱) بی اپریل - ۵ اور بی اپریل - ۱۹ کی نئی اقسام جو بکے کیڑوں

مکوڑوں کی مدافعت کر سکتی ہیں کی کاشت کرنا -

(۲) تحفظ نباتات کے لئے مناسب سہولتوں کی فراہمی -

چاول - (۱) چاول کی پنیری کے زیر کاشت رقبہ پر سو فیصد سہرے -

(۲) چاول کی فصل پر ایک لاکھ ایکڑ زمین اور چھ لاکھ ایکڑ

ہوائی وسائل کے ذریعے سہرے کرنا -

(۳) لاہور ڈویژن میں چاول کی سنڈی اور دیگر کیڑے مکوڑوں

کے سدباب کے لئے تحفظ نباتات کے موثر اقدامات کا

انتظام کرنا -

اضلاع جہلم، راولپنڈی و کیمپلپور میں بکریوں کے پرورش

۱۳۷ - چودھری امان اللہ خان لگ - کیا وزیر زراعت از

راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع جہلم، راولپنڈی، کیمپل پور

اور میانوالی کے بھاری علاقوں کی دلی آبادی کے گنہگار

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۳

کا دارو مدار زیادہ تر بکریاں ہالنے پر ہے جو ان کا اصل
ہیشہ ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت
مذکورہ پہاڑی علاقے میں بکریاں رکھنے اور ہالنے پر نافذ
کردہ پابندی نرم کرنے پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے
تاکہ مفلس و تلاش لوگ اپنے ذریعہ معاش سے محروم نہ
ہو جائیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر زراعت منصوبہ بندی و ترقیافت۔(مسٹر صادق
حسین قریشی)۔ (الف) ہاں۔
(ب) ہاں۔

چھوٹے کاشتکاروں کو ڈریکٹروں کی ذراہمی

*۱۸۸- راو مرادتب علی خان- کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان
فرمائیں گے :-

(الف) آیا صوبہ میں چھوٹے کاشتکاروں کو چھوٹے ٹریکٹر مہیا کرنے
کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو (اول) مذکورہ
سکیم پر کون سی تاریخ تک عمل درآمد ہونے کی توقع
ہے۔ (دوم) ٹریکٹر کتنے ہارس پاور کے ہوں گے۔ (سوم)
یہ کن سالک کے ساختہ ہوں گے اور (چہارم) ان کی
قیمت اندازاً کیا ہوگی؟

(ج) اگر جزو (الف) بالا کا جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہ
کیا ہیں؟

وزیر زراعت۔(مسٹر صادق حسین قریشی)۔(الف) نہیں۔
(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) چھوٹے ٹریکٹر زیادہ سستے نہیں رہتے۔ بہت جلد خراب
ہو جاتے ہیں اور فی ہارس پاور کے حساب سے ابھی خاصے
مہنگے پڑتے ہیں۔ حکومت نے وسیع پیمانے پر چھوٹے
ٹریکٹروں کی درآمد کی کوئی سکیم تیار نہیں کی۔

حسین شوگر مل جڑانوالہ سے ترقیاتی جہوب کی وصولی

*۱۹۶۴-رائے جہر جہات لہاں- کیا وزیر زراعت از راہ کریں
فرمانیں لے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حسین شوگر مل جڑانوالہ سے اس
مل کے ارد گرد کے علاقہ میں سڑکیں تعمیر کرنے کی
غرض سے ترقیاتی جہوب وصول کیا جا رہا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ
ترقیاتی جہوب کے طور پر اب تک کتنی رقم وصول کی
گئی ہے اور اس رقم میں سے مذکورہ علاقے میں کتنی
سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں ؟

وزیر زراعت - مسٹر صادق حسین تروٹی جواب اثبات

میں ہے -

(الف) جب سے حسین شوگر ملز جڑانوالہ چالو ہوئی ہے یعنی
(۱۹۶۷-۶۸) کے گنا بنانے کے موسم سے اب تک اس سے
وصول کئے گئے محصول کی رقم مندرجہ ذیل ہے :-

| گنا بنانے کا موسم | بطور ترقیاتی محصول برائے گنا وصول کی گئی رقم |
|-------------------|---|
| ۱۹۶۷-۶۸ | ۱۱۱۶۰۳۱ |
| ۱۹۶۸-۶۹ | ۷۵۰۱۹۵۳ |
| ۱۹۶۹-۷۰ | ۱۳۷۱۶۸۰ |
| ۱۹۷۰-۷۱ | ۱۰۳۳۶۳۱ |
| ۱۹۷۱-۷۲ | ۶۵۹۹۷۳ |

تھان زدہ حیوانات کے جواہات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۹۳۹

(ب) سڑکوں کی تعمیر پر خرچ کی گئی رقم مندرجہ ذیل ہے۔

| سال | خرچ |
|--------------------|-------|
| ۱۹۶۷-۶۸ تا ۱۹۶۹-۷۰ | ۲۱۷۸۳ |
| ۱۹۷۰-۷۱ | ۲۵۱۶ |
| ایضاً | |
| | ۶۲۳۰۰ |

تفصیلات ضمیمہ میں دی گئی ہیں۔

ضمیمہ

شوگر ملوں کے زون اہریا میں کئے گئے کام کی تفصیلات۔

جس میں شوگر ملز جڑاٹوالہ

| سال | کام کے مختصر کوائف | رقم |
|--------------------|---|-------|
| ۱۹۶۷-۶۸ تا ۱۹۶۹-۷۰ | کوئی کام نہیں کیا گیا | - |
| ۱۹۷۰-۷۱ | جڑاٹوالہ تا کھڑیاٹوالہ سڑک کی تعمیر سنگ میل ۶ تا ۱۰.۳ ج - ۶ | ۲۱۷۸۳ |
| ایضاً | چک نمبر ۶۸ ج - ۶ سے جسواٹوالہ تک کے حصہ کی تعمیر مرحلہ اول۔ | ۲۵۱۶ |
| | | ۶۲۳۰۰ |

میزان

ضلع گڑھ غازی خان میں زرعی مشینوں کی یونٹ
 *۱۹۹۱ سردار رب حواز کھتران۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم
 بیان فرمائیں گے۔

(الف) ڈیرہ غازی خان کے زرعی مشینری یونٹ میں مشینوں کی
 تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) جزو (الف) بالا میں مذکورہ مشینوں میں سے ۱۹۷۱-۷۲ء
 میں کتنی مشینیں صحیح طور پر کام کرتی تھیں اور ان
 مشینوں کی تعداد کتنی ہے جو مذکورہ عرصہ کے دوران
 ناکارہ رہیں نیز اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ (الف) بللوڑ ۲۹
 (ب) سال ۱۹۷۱-۷۲ء کے دوران ۲۹ مشینوں میں سے ۱۸ مشینیں
 چالو حالت میں رہیں اور ۱۱ مشینیں درج ذیل وجوہ کی
 بنا پر غیر چالو حالت میں رہیں۔

(۱) مشینوں کو ۶۰۰۰ گھنٹہ چل جانے کے بعد ہکے بعد دہرے
 بہاری مرمت کی ضرورت تھی۔

(۲) نیز مشینوں کی مرمت کے لئے درکار ضروری فاضل ہرنے
 دستیاب نہیں تھے۔

(۳) سال ۱۹۷۱-۷۲ء میں فاضل ہرنے خریدنے کے لئے وار فنڈز
 بھی موجود نہیں تھے۔

علاقہ پچادہ میں محکمہ جنگلات کے زیر تحویل اراضی

*۱۹۹۱ - الف - سردار رب حواز کھتران۔ کیا وزیر زراعت
 از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔ کہ پچادہ علاقے میں کل کتنی اراضی محکمہ
 جنگلات کی تحویل میں ہے نیز اس پر کئے جانے والے اخراجات اور آمدنی
 کی تفصیلات کیا ہیں ؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ پچادہ کے
 علاقہ میں جنگلات کے زیر تحویل زمین کا مجموعی رقبہ ۶۹۲۱۷ ایکڑ ہے۔
 سال ۱۹۷۱-۷۲ء کے دوران خرچ ۲۴۸۶۰ روپے اور آمدن ۹۳۳ روپے تھی۔

مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ کی طرف سے کاشتکاروں کی سی جانے والی سہولتیں

۲۳۵* چوہدری غلام قادر - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ نے کاشتکاروں کو کیا سہولتیں مہیا کی ہیں اور کیا سہولتیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(ب) کیا سیالکوٹ شہر میں کوئی نئی مارکیٹ تعمیر کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

(ج) آیا کاشتکاروں کو ان اجناس کی قیمت نقد ادا کر دی جاتی ہے جو وہ مارکیٹ کمیٹی کے پاس لاتے ہیں - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور سال ۱۹۷۱ء ، ۱۹۷۲ء کے دوران کتنی صورتوں میں قیمت نقد ادا نہیں کی گئی -

(د) آیا مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ نے منڈی کے علاقے میں کاشتکاروں کے بننے کے لئے ٹھنڈا پانی فراہم کرنے اور ان کے جانوروں کے لئے مائے کا اہتمام کرنے کے لئے کوئی انتظامات کئے ہیں - اگر کئے ہیں تو ان کی تفصیل کیا ہیں ؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی) - (الف) مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ کی طرف سے درج ذیل سہولتیں فراہم کی گئی ہیں -

(۱) مویشیوں اور لادو جانوروں کے لئے پختے لکے پانی کا ایک حوض -

(۲) پالی کی ایک سیل -

(۳) پالی کے آٹھ کولر -

(۴) مارکیٹ کی حدود کے اندر چار عدد ہینڈ پمپ -

(۵) مارکیٹ کے نرخوں کو درج کرنے کے لئے آٹھ عدد بورڈ -

درج ذیل سہولتیں فراہم کرنا مارکیٹ کمیٹی کے زیر عہد ہے -

(۱) نئی مارکیٹ میں پختہ سڑکیا بنانا -

- (۲) جانوروں کے لئے سایددار پناہ گاہوں کی سہولتیں -
- (۳) پانی کے تالابوں کی تعداد کو بڑھانا -
- (۴) غسل خانے اور پیشاب خانے تعمیر کرنا اور
- (۵) کاشتکاروں کے لئے ریسٹ ہاؤس -
- (ب) ٹی مارکیٹ کمیٹی نے ٹی مارکیٹ کے لئے زمین خریدی ہے - لیکن بھارت کے ساتھ جنگ ہو جانے کی وجہ سے تعمیر کے کام میں تاخیر ہو گئی ہے -
- (ج) کاشتکاروں اور تاجروں کے مابین تعلقات کے بارے میں کوئی خاص معلومات فراہم نہیں ہیں - نلدی کی شکل میں ادائیگی ہوتی ہے - تاہم دیر سے ادائیگی کے بعض کام بھی سامنے آئے رہتے ہیں -
- (د) بیٹے کے لئے لہنڈے پانی کے انتظامات موجود ہیں - البتہ منڈی کے علاقہ میں سایہ اور پناہ گاہوں کی سہولتیں فراہم نہیں کی گئیں -

گندہر کی قیمت مقرر کرنا

* ۲۲۱ - چودھری غلام قادر - کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مان فرمائیں گے کہ :-

- (الف) کیا حکومت اس امر سے باخبر ہے کہ پاکستان کرنسی کی قیمت میں کمی کے وجہ سے درآمد شدہ زرعی مشینری کی قیمت میں اڑھائی گنا اضافہ ہو گیا ہے لیکن زرعی اشیاء خاص کر گندم کی قیمت اتنی ہی مقرر کی گئی ہے جتنی کرنسی کی قیمت میں کمی سے پہلے تھی ؟
- (ب) اگر جزو (الف) بالا جواب الٹا میں ہو تو حکومت اس عدم یکسانیت کو ختم کرنے کے سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک - (مسٹر عبدالعظیم کاردار) :

- (الف) (۱) حکومت کے علم میں ہے کہ پاکستان کی کرنسی کی قیمت میں کمی کے وجہ سے درآمد شدہ زرعی مشینری کی قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے لیکن زرعی اشیاء خاص کر گندم کی قیمت اتنی ہی مقرر کی گئی ہے جتنی کرنسی کی قیمت میں کمی سے پہلے تھی ؟

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو اٹوان کی میز پر رکھے گئے ۱۹۵۳

نورنی مسالک سے درآمد ہونے والی زرعی مشینری کی قیمتوں پر اس کے اثرات غور طلب ہیں۔ اس کے اثرات زرعی اجناس اور خاص طور پر گندم پر آئندہ فصل پر ہی نمایاں ہوں گے۔ کیونکہ موجودہ فصل کرنسی کی قیمتوں میں کمی سے پہلے لائی گئی تھی۔

(II) ہاں زرعی اجناس اور خاص طور پر گندم کی قیمت وہی ہے جو کرنسی کی قیمت کمی سے پہلے تھی۔

(ب) حکومت قیمتیں بڑھانے کے سوال پر اس وقت غور کر رہی جب دوسرے اجناس جن میں درآمد شدہ زرعی مشینری بھی شامل ہے پر کرنسی کی قیمت میں کمی کے اثرات ان کی قیمتیں بڑھنے کی صورت میں واضح ہونگے۔

صوبہ میں چینی کی تقسیم

*۲۵۲ - ممبر محمد عاشق - کیا وزیر خوراک از راہ کرم ہاں فرمائیں گے۔ آیا حکومت صوبہ میں شہری اور دیہی علاقوں کے لوگوں میں کھانڈ کی تقسیم میں تفاوت کو دور کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو یہ تفاوت کب تک دور کیا جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔ فی الوقت دیہاتی اور شہری علاقوں کے لوگوں کے لئے چینی کا فی کس کوٹہ کیا مقرر کیا گیا ہے؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحمید کاردار) - حکومت کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہیں ہے۔ جس کے تحت چینی کی تقسیم کے مسئلے میں اور شہری علاقوں کی تمیز کو ختم کر دیا جائے۔ البتہ ان کا کوٹا دوگنا کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ موجودہ حالات میں ضلعی ہیڈ کوارٹرز کے علاوہ مری میونسپلٹی اور واہ جھاؤنی میں بارہ چھانک فی کس ماہانہ چھوٹے شہروں میں چھ چھانک فی کس ماہانہ اور دیہی علاقوں میں اور شہری علاقوں میں چینی کے کوٹہ جات میں فرق اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ شہری علاقوں کے لوگ چینی نسبتاً زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ دیہی علاقوں کے لوگ گڑ، شکر اور دیسی کھانڈ کے زیادہ عادی ہوتے ہیں۔ آج کل شہری اور دیہی علاقوں کا بالترتیب کوٹہ چھ ہزار نو سو انیس اور تین ہزار ستانوے ٹن ہے۔

ضلع لاہور کے دیہی علاقوں کے لئے چھبئی کا خاص کوٹہ

* ۲۵۳ - مسٹر مگد عاشق - کیا وزیر خوراک اور راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے - کہ ڈسٹرکٹ نوڈ کنٹرولرز زون

”ڈی“ لاہور نے حالیہ خوراک کی کمی کے دنوں میں

۲۷۰۰ بوریوں آٹا خاص کوٹہ کے طور پر دیہی علاقوں سے

تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی کو اپنے متعلقہ حلقوں کے

عوام میں تقسیم کرنے کے لئے دیا تھا -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو - تو آیا

یہ امر واقعہ ہے - کہ سردار محمد عاشق ، رانا پھول محمد

اور ملک محمد علی ارکان صوبائی اسمبلی کو ایسا کوٹہ

نہیں دیا گیا - اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالعفیظ کاردار) :

(الف) خوراک کی کمی کے دنوں میں ۲۷۲۹ بوری آٹا ضلع لاہور

کے دیہی علاقوں میں تقسیم کے لئے جاری کیا گیا عوام

کے نمائندوں یعنی ممبران صوبائی اسمبلی کو آٹا کی منصفانہ

تقسیم کے لئے شامل کیا گیا -

(ب) ان ممبران صوبائی اسمبلی نے آٹے کی تقسیم کے لئے اپنی

خدمات پیش نہیں کیں -

سابقہ ریاست بہاولپور سے تعلق رکھنے والے محکمہ جنگلات کے افسران

* ۲۸۳ - مہدومر زاہد سید حسن مہدومر - کیا وزیر زراعت

زراہ کرم بیان فرمائیں گے -

(الف) ۱۹۵۵ء میں سابق بہاولپور ریاست کے مغربی پاکستان

میں انضمام کے وقت محکمہ جنگلات میں افسروں کی کل

تعداد کتنی تھی -

(ب) اس وقت درجہ اول اور درجہ دوم آسامیوں کی تعداد کتنی

تھی اور ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۲ء تک کتنی آسامیاں معرض

وجود میں ہیں لائی گئیں -

فشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۴۰

(ج) ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۰ء تک کتنی آسامیاں خالی رہیں اور سابق ریاست بہاولپور سے کتنے انسروں کو ترقی دے کر یا براہ راست بھرتی کر کے تقرر کیا گیا۔

(د) بہاولپور ڈویژن کے ایسے امیدواروں کی تعداد کتنی ہے جنہیں فاریسٹ اکاڈمی اور فاریسٹ سکول میں بغرض ٹریننگ داخل کیا گیا؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) :

(الف) سال ۱۹۰۰ء میں مغربی پاکستان میں بدغم ہونے کے وقت سابق ریاست بہاولپور میں محکمہ جنگلات کا سرگ ایک آفیسر تھا۔

(ب) ریاست بہاولپور میں درجہ اول اور درجہ دوم کی آسامیاں درج ذیل ہیں :-

| سال ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۲ء | سال ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۲ء | سال ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۲ء | سال ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۲ء |
|--------------------|--------------------|--------------------|--------------------|
| کل تعداد | درجہ اول | درجہ دوم | درجہ اول |
| ۱ | ۲ | ۳ | ۲ |

(ج) ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۲ء تک درجہ اول کی پانچ اور درجہ دوم کی دو آسامیاں خالی ہوئیں سابق ریاست بہاولپور سے کوئی آفیسر بھی کسی درجہ اول آسامی پر بھرتی نہ کیا گیا۔ ایک آفیسر کو درجہ دوم کی دو آسامیوں میں سے ایک آسامی پر ترقی دی گئی تھی۔

(د) کوئی نہیں۔

OFFICERS OF CO-OPERATIVE DEPARTMENT BELONGING TO FORMER BAHAWALPUR STATE

*284. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood: Will the Minister for Co-operative, be pleased to state :-

(a) the total number of Officers in the Co-operative Department at the time of merger of former Bahawalpur State into West Pakistan in 1955 ;

(b) the number of Class I and Class II posts at the time of the said merger and the number of posts created from 1955 to 1972 ;

(c) the number of posts which fell vacant from 1955 to 1972 alongwith the number of Officers from Bahawalpur State appointed against those vacancies by promotion and through direct recruitment ;

(d) the present number of Class I and II posts in Bahawalpur Division alongwith the number of Officers from former Bahawalpur State appointed against these ?

Minister for Co-operation : Mr. Abdul Hafeez Kardar :

(a) Four.

(b) (i) At the time of merger :—

| | |
|----------------|-----------|
| Class I post | .. One. |
| Class II posts | .. Three. |

(ii) No. of posts created from 1955 to 1972:—

| | |
|----------|---------|
| Class I | .. Nil. |
| Class II | .. Two. |

(c) No. of posts which fell vacant from 1955 to 1972 :—

| | |
|----------|---------|
| Class I | .. One. |
| Class II | .. Six. |

No. of officers from Bahawalpur State appointed against these vacancies by :—

| | |
|--------------------|-----------|
| Promotion | .. Seven. |
| Direct Recruitment | .. Nil. |

Six Inspectors, Co-operative Societies belonging to Bahawalpur were promoted to Class II posts. One of them had to be reverted on the advice of Public Service Commission. These promotions were made from among the Inspectors borne on the integrated seniority list of Inspectors, Co-operative Societies of group sub-cadre 'C' in the order of their seniority. During 1955—72, One Class II Officer from Bahawalpur was promoted to a Class I post and posted else-where. He was later promoted to the Junior Administrative Scale and posted as Joint Registrar, Co-operative Societies in the Headquarters Office.

(d) Present number of posts in Bahawalpur Division :—

| | |
|----------|----------|
| Class I | .. One. |
| Class II | .. Four. |

No. of officers from former Bahawalpur State appointed against these :—

| | |
|----------|---------|
| Class I | .. Nil. |
| Class II | .. Nil. |

Although no Class I or Class II officer from the former Bahawalpur State is at present working against any of the existing posts in Bahawalpur Division, but one officer in Junior Administrative Scale and one in Class II are at present working at other places in the Punjab. Promotions to Class I posts are made from amongst the Inspectorate staff working in the Punjab, including Bahawalpur Division, on the basis of their integrated seniority list.

صوبہ کے شہروں، قصبوں اور موضعات کے لئے چینی کا کوٹہ

* ۳۰۴ - یہاں محرومیت ادوار - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اس وقت صوبے میں شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں

رائشن کارڈوں پر فی کس کتنی چینی مہیا کی جا رہی ہے -

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے چینی کی تقسیم کے لئے

صوبے کو مختلف زمروں میں تقسیم کر دیا ہے - اگر ایسا

ہے تو آیا حکومت عوام کے ان مختلف زمروں میں چینی کے

کوٹہ کی تقسیم کے سلسلے میں روا رکھی جانے والی تفریق

کو ختم کرنے پر آمادہ ہے -

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحمید کاردار) :-

(الف) حکومت پنجاب تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز کے علاوہ سری

مونسپل حدود اور واہ چھاؤنی میں بارہ چھٹانک فی کس

ماہانہ، چھوٹے شہروں میں چھ چھٹانک فی کس ماہانہ

اور دیہی علاقوں میں دو چھٹانک فی کس ماہانہ کے

حساب سے چینی تقسیم کر رہی ہے -

(ب) جی ہاں - جیسا کہ مندرجہ بالا جواب سے ظاہر ہے حکومت

نے تمام صوبے کو چینی کی تقسیم کے سلسلے میں تین

حصوں میں بانٹ دیا ہے - جہاں تک کہ ضلعی ہیڈ

کوارٹرز کا تعلق ہے یہ تیز ختم بھی کی جا سکتی ہے

بشرطیکہ ہمارے پاس کافی مقدار میں چینی موجود ہو - اس

کے برعکس دیہی علاقوں کے لئے یہ زیادہ مناسب ہوگا

کہ انہیں بڑے شہروں کے برابر کوٹا دینے کی بجائے ان کے

کوٹے میں دو چھٹانک فی کس ماہانہ کا اضافہ کر دیا

جائے۔ اس طرح دیہی علاقوں کا کوٹا بڑھا کر چار ہٹانک فی کس ماہانہ کیا جا سکتا ہے۔ دیہی علاقے کے لوگوں کے لئے یہ تجویز اس لئے کی گئی ہے کیونکہ وہ زیادہ تر گڑ شکر اور دیسی کھانڈ کا استعمال کرتے ہیں۔

کاشتکاروں سے گندھری خرید

* ۳۰۴۔ دیہی خورشید ادھر۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبے میں حکومت نے :-

(اول) ۱-۱-۵۱ء سے لے کر ۳۱-۵-۵۱ء تک۔ اور

(دوم) ۱-۱-۵۲ء سے لے کر ۳۱-۵-۵۲ء تک کے عرصہ کے دوران

کسانوں سے کل کتنی مقدار میں گندم خرید کی ؟

وزیر خوراک۔ (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) :

(اول) ۱-۱-۵۱ء تا ۳۱-۵-۵۱ء - ۳۸,۸۳۹ ٹن

(دوم) ۱-۱-۵۲ء تا ۳۱-۵-۵۲ء - ۱,۱۶۳ ٹن

حکومت کے پاس موجودہ چینی کا سٹاک

* ۳۰۶۔ چودھری منظور احمد۔ آیا وزیر خوراک از راہ

بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت کے پاس فی الوقت چینی کا کل کتنا ذخیرہ موجود ہے

اور صوبے کے دیہی علاقوں میں چینی کب سے تقسیم نہیں کی گئی ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ بازار میں چینی چار روپے فی سیر

کے حساب سے بک رہی ہے ؟

وزیر خوراک۔ (مسٹر عبدالحفیظ کاردار)۔

(الف) حکومت کے پاس ۱۰ جون ۱۹۵۲ء کو ۳۵,۳۶۳ ٹن

چینی موجود تھی۔ اس کے علاوہ چونتیس ہزار ٹن چینی

بیرونی ممالک سے درآمد کی جا رہی ہے۔ جس میں سے

۵,۳۶۱ ٹن ۱۰ جون تک مختلف گوداموں میں پہنچ چکی

تھی۔ پنجاب میں راشن بندی کے دوران دیہی علاقوں

کو ہمیشہ چینی دی جاتی رہی ہے۔

(ب) جی نہیں۔

گنا اگانے والوں کے لئے چینی کی فراہمی

* ۳۱۰ - چودھری منظور احمد - آیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ امر واقعہ کہ پہلے چینی کے کارخانے نیشکر اگانے والوں کو کنٹرول نرخوں پر چینی مہیا کرتے تھے - اگر ایسا ہی ہو تو اس سلسلے کو اب منقطع کر دینے کی وجوہ کیا ہیں؟
وزیر خوراک - (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) - جی ہاں - حکومت نے کاشتکاروں کے لئے یہ رعایت ۱۹۷۱-۷۲ء میں اس لئے ختم کر دی تھی کیونکہ اس سال چینی کی تقسیم پر مکمل کنٹرول کی بجائے حکومت کا جزوی کنٹرول رہ گیا تھا -

گندم کی پیداواری لاگت اور قیمت خرید

* ۳۱۴ - چودھری محمد حیات گوددل - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے صوبہ میں گندم پیدا کرنے پر کاشتکار کو فی من کتنے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں اور حکومت کس نرخ پر کاشتکار سے گندم خریدتی ہے؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) : (الف) تمام اہم فصلوں کی فی من پیداواری لاگت کا اندازہ لگانے کے لئے ڈائریکٹر زراعت پنجاب (لاہور) کے زب نگرانی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے - اعداد و شمار جلد فراہم ہو جائیں گے -

(ب) حکومت کاشتکاروں سے گندم سترہ روپے فی من کے حساب سے خرید سکتی ہے -

محکمہ تحفظ اراضی اور اے ٹی - اے بلڈوزروں کی شرح

* ۳۴۸ - مسٹر عبدالقہور بٹ - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے محکمہ تحفظ اراضی اور اے ٹی بلڈوزر استعمال کرنے کی ادائیگی مختلف شرح سے وصول کرتے ہیں - اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں -

(ب) محکمہ تحفظ اراضی اور اے ٹی بلڈوزر استعمال کرنے کی ادائیگی کی سرکاری طور پر مقرر شدہ شرحیں کیا ہیں؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی): (ان) جی ہاں -
 محکمہ تحفظ اراضیات کی طرف سے دی جانے والی
 امداد کی حد ۵۰ (پچاس) فیصد اور اسی فیصد کی
 طرف سے ۱۳ فیصد ہے -
 (ب) سرکاری نرخ درج ذیل ہیں -
 تحفظ اراضیات - ۱۷ روپے فی گھنٹہ -
 زرعی ترقیاتی کورپوریشن - ۲۶ روپے فی گھنٹہ -

جنگلات کے درختوں کے مالکانہ حقوق

* ۳۳۹ - مسٹر عبدالقیوم بیٹ - کیا وزیر زراعت از راہ
 کرم بیان فرمائیں گے آیا حکومت اس پر غور کرے گی کہ جنگلات کے
 درختوں کو باقاعدہ طور پر لگا کر ان کے حقوق مالکانہ اس اراضی کے
 مالکوں کو عطا کئے جائیں جہاں پر درخت لگے ہوئے ہیں اور ان
 درختوں کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہو - البتہ بیروزہ وغیرہ سے حاصل
 شدہ آمدنی ان مالکان میں تقسیم کر دی جائے ؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی): جی نہیں - کٹاؤ
 اور سیلابوں سے زمین کو محفوظ رکھنے کے لئے اس پر درختوں کا
 وجود ہونا ضروری ہے - ان درختوں کے حقوق ان مالکوں کو جن کی
 زمین پر لگے ہوئے ہیں ، دینے سے ان درختوں کی مسلسل موجودگی اور
 مناسبت حفاظت کی حفاظت کی ضمانت نہیں مل سکتی -

محکمہ جنگلات میں ناظم اعلیٰ اور ناظم

* ۳۴۰ - مسٹر عبدالقیوم بیٹ - کیا وزیر زراعت از راہ
 کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت کے زیر غور ایسی
 کوئی تجویز ہے کہ محکمہ صحت کی مانند محکمہ جنگلات کا ایک
 ناظم اعلیٰ اور دو ڈویژن کے لئے ایک ناظم ہونا چاہئے تاکہ محکمہ
 جنگلات کے انتظامی ٹھانچہ میں بھی ہم آہنگی پیدا ہو سکے ؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی): جی ہاں -
 یہ تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ محکمہ جنگلات کا ایک ناظم اعلیٰ
 اور ڈویژن میں ایک ناظم جنگلات ہونا چاہئے -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۰

تحصیل ہائے کہوٹہ اور مرے کے لئے راشن کا کوٹہ

۳۲۲ - مسٹر عبدالقہوہر پٹ - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پسماندہ علاقوں مثلاً تحصیل کہوٹہ اور مرے سے تعلق رکھنے والے دیہاتی لوگوں کو راشن پر ملنے والی اشیاء کا وہی کوٹہ دیا جاتا ہے جو شہر کے لوگوں کو دیا جاتا ہے - اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہیں اور آیا حکومت متذکرہ بالا تفاوت کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

وزیر خوراک - (مسٹر عبدالحمید کاردار) - شہری اور دیہی علاقوں میں راشن ڈپوں کے ذریعہ چینی باقاعدگی سے تقسیم کی جاتی ہے - دیہی علاقوں میں چینی کی تقسیم کا پیمانہ شہری علاقوں سے مقابلتاً کم ہے - وجہ یہ ہے کہ ، گڑ شکر ، اور دیسی کھانڈ دیہی علاقوں میں آسانی سے میسر ہے -

دیہی علاقوں میں آٹا عارضی طور پر اور مختلف پیمانوں میں دیا جاتا ہے - وجہ یہ ہے کہ دیہی علاقوں میں خریف اور ربیع کی فصلیں شہری علاقوں کی نسبت آسانی سے دستیاب ہیں -

راشن ڈپوں پر ضروری اشیاء کی فواہمی

۳۲۵ - مسٹر عبدالقہوہر پٹ - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت راشن ڈپوں پر آٹے اور چینی کے علاوہ دیگر ضروری اشیاء بھی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ غریب عوام یہ اشیاء سستے نرخوں پر حاصل کر سکیں اور ان پر اشیائے خوردنی اور روزمرہ کی دیگر اشیاء کی گرانی کا بوجھ کچھ ہلکا ہو ؟

وزیر خوراک ! (مسٹر عبدالحمید کاردار) - راشن ڈپوں ہولڈروں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے ڈپوں پر ضروری اشیاء فروخت کے لیے رکھ سکتے ہیں - محکمہ خوراک اور امداد باہمی گندم آٹا جاول اور چینی کے علاوہ کوئی دوسری اشیاء راشن ڈپوں کو سپلائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی -

عبدالحمید اور کبیر والہ ہیں مارکیٹ کمیٹیوں

*۳۵۸- جواب احمد بخش - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کبیر والہ اور عبدالحمید ضلع ملتان میں مارکیٹ کمیٹیاں موجود ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پہلے ۲۰ سالوں کے دوران مذکورہ مارکیٹ کمیٹیوں سے کل کتنی آمدنی حاصل ہوئی۔ مذکورہ کمیٹیوں نے اس آمدنی میں سے اپنی حدود کے اندر واقع علاقوں پر کتنی رقم خرچ کی؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) - (الف) عبدالحمید میں مارکیٹ کمیٹی ہے لیکن کبیر والہ میں مارکیٹ کمیٹی نہیں ہے۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی عبدالحمید ۳۰-۹-۱۹۴۷ء کو معرض وجود آئی۔ آمدن اور خرچ کے بارے میں معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

۱۹۴۸-۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۱-۷۲ء تک مارکیٹ کمیٹی عبدالحمید کی آمدنی اور خرچ کا گوشوارہ -

| سال | آمدن | خرچ |
|---------|-----------|-------|
| 1948-49 | 2,624.13 | .. |
| 1949-50 | 6,410.47 | .. |
| 1950-51 | 5,962.50 | .. |
| 1951-52 | 9,411.81 | .. |
| 1952-53 | 12001.03 | .. |
| 1953-54 | 16,910.28 | .. |
| 1954-55 | 24,959.78 | .. |
| 1955-56 | 29,164.75 | .. |
| 1956-57 | 19,746.44 | 1,000 |
| 1957-58 | 20,519.84 | 1,500 |
| 1958-59 | 41,594.84 | 3,000 |

| | | | | | |
|---------|----|----|----|-------------|--------|
| 1959-60 | .. | .. | .. | 29,419.15 | 2,000 |
| 1960-61 | .. | .. | .. | 24,865.92 | 2,000 |
| 1961-62 | .. | .. | .. | 35,419.26 | 31,000 |
| 1962-63 | .. | .. | .. | 57,537.88 | 3,000 |
| 1963-64 | .. | .. | .. | 64,265.58 | 3,000 |
| 1964-65 | .. | .. | .. | 50,093.79 | 2,100 |
| 1965-66 | .. | .. | .. | 61,304.41 | 2,500 |
| 1966-67 | .. | .. | .. | 76,423.02 | 36,000 |
| 1967-68 | .. | .. | .. | 44,883.00 | 3,000 |
| 1968-69 | .. | .. | .. | 84,133.72 | 45,000 |
| 1969-70 | .. | .. | .. | 1,41,579.02 | 57,000 |
| 1970-71 | .. | .. | .. | 1,12,492.64 | 3,000 |
| 1971-72 | .. | .. | .. | 60,810.00 | 3,500 |

دھرانوالہ تحصیل چشتیاں میں غلہ منڈی

*۳۶۸ - حافظ علی اسد اللہ - آیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت کے زیر غور ایسی کوئی سکیم ہے کہ دھران والہ تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر میں غلہ منڈی قائم کی جائے اگر ایسی کوئی سکیم ہو تو اسے کب تک عملی جامہ پہنا دیا جائے گا۔

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) - جی ہاں مارکیٹ کمیٹی چشتیاں نے چک نمبر ۱۶۹ تحصیل چشتیاں میں تقریباً آٹھ ایکڑ پر مشتمل سرکاری زمین کا ایک قطعہ منتخب کر لیا ہوا ہے قطعہ زمین کی منتقلی کے بارے میں ڈپٹی کمشنر بہاولنگر نے ریونیو بورڈ پنجاب سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ پراجیکٹ مارکیٹ کمیٹی کو زمین کا قبضہ مانے کے بعد ایک سال کے عرصہ میں مکمل ہو جائے گا۔

مارکیٹ کمیٹیوں

*۳۷۴۔ حافظ علی اسد اللہ - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا صوبہ میں مارکیٹ کمیٹیوں کو ختم کرنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر ایسا ہے تو اندازاً کون سی تاریخ تک اس پر عمل درآمد ہو گا۔

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) - جی ہاں۔ صوبہ میں مارکیٹ کمیٹیوں کو ختم کرنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

غلہ کی قلت پر قابو پانا

*۳۸۵۔ رانا پھول محمد خان - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) حکومت محکمہ خوراک کی وساطت سے کسانوں اور کمیشن ایجنٹوں سے ۱۵ مئی سے ۱۵ جون ۱۹۷۱ء تک کے درمیانی عرصہ میں کتنی گندم حاصل کی - نیز حاصل کی جانے والی گندم کی فی من قیمت کیا تھی -

(ب) حکومت نے محکمہ خوراک کی وساطت سے موجودہ سال میں اسی عرصہ کے دوران گندم کی کتنی مقدار حاصل کی - نیز اس کی فی من قیمت کیا تھی -

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موجودہ سال کے دوران گندم کی نہایت ہی قلیل مقدار حاصل کی گئی ہے -

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت نے غلہ کی قلت کو پورا کرنے کے لیے کیا اقدامات کئے ہیں - اگر اب تک کوئی اقدامات نہ کئے گئے ہوں تو اس کی وجہ کیا ہیں -

وزیر خوراک - (مسٹر عبدالحمید کارار) - (الف) خریداری ازاں ۱۵ مئی ۱۹۷۱ء تا ۱۵ جون ۱۹۷۱ء ۳،۳۶،۲۷۳ ٹن قیمت سترہ روپے فی من -

(ب) خریداری ازاں ۱۵ مئی ۱۹۷۲ء تا ۱۵ جون ۱۹۷۲ء ۲۱،۶۷۸ ٹن - قیمت سترہ روپے فی من -

(ج) جی ہاں -

(د) صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو پہلے ہی مطلع کر چکی ہے کہ کم خریداری کی وجہ سے حکومت کی طرف سے ملوں وغیرہ کو دینے جانے والی گندم کے لیے درآمد شدہ (سفید نہ کہ سرخ) گندم پر پوری طرح انحصار کرنا پڑے گا اور یہ کہ مرکزی حکومت درآمد کا بندوبست اس طریقہ سے کرے کہ کافی مقدار میں گندم صوبہ میں مسلسل پہنچتی رہے صوبائی حکومت انہیں یہ بھی لکھ رہی ہے کہ اس کی گندم کی ضرورت اب ۱۰۰ لاکھ ٹن کی بجائے ۹۰ لاکھ ٹن ہوگی جس میں سے ۱۰ لاکھ ٹن حکومت کی طرف سے ملوں کو دینے جانے کے لیے چاہئے ۱۰ لاکھ ٹن محفوظ ذخیرہ کے لیے -

فی ایکڑ گندم کی پیداوار پر اخراجات کا تخمینہ

* ۳۸۶ - رانا پھول محمد خان - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ میں ایک ایکڑ اراضی پر فصل گندم کی پیداوار پر تخمیناً کتنے اخراجات آتے ہیں -

(ب) اس سال کے دوران اوسط فی ایکڑ پیداوار کیا ہے -

(ج) حکومت کے تیار کردہ اعداد و شمار کے مطابق صوبہ میں فصل ربیع ۱۹۲۲ء کے دوران گندم کی کل پیداوار کتنی ہوئی -

(د) فصل ربیع ۱۹۲۱ء کے دوران صوبہ میں گندم کل کتنی مقدار پیدا ہوئی ؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسن قریشی) - (الف) تمام اہم فصلوں کی فی ایکڑ پیداواری لاگت کا اندازہ لگانے کے لیے ڈائریکٹر زراعت پنجاب (لاہور) کے زیر نگرانی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے - کمیٹی کی رپورٹ جلد فراہم ہو جائے گی -

| | |
|---------------|----------------------|
| | (ب) ۱۹۷۲ من فی ایکڑ |
| ۳۹۱۰ لاکھ ٹن | (ج) سال ۱۹۷۱-۷۲ء میں |
| ۳۸۶۷۰ لاکھ ٹن | (د) سال ۱۹۷۰-۷۱ء میں |

دینا پور کے علاقہ کا مارکیٹ کمیٹی جہانیاں کی حدود سے اخراج

* ۳۹۷ - گورنر محکمہ یاسین خان - آیا وزیر زراعت از راہ محکمہ بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ضلع ملتان کے مواضع دینا پور، قطب پور اور ان سے ملحقہ دیہات کو مارکیٹ کمیٹی جہانیاں تحصیل خانیوال کی حدود میں کیوں شامل کیا گیا ہے -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقے سے حاصل ہونے والی مارکیٹ فیس کی تمام رقوم صرف جہانیاں منڈی کو ترقی دینے پر ہی صرف کر دی جاتی ہیں اور عوامی مفاد کے کاموں کے سلسلے میں دینا پور کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے -

(ج) آیا محکمے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ عوام کی طرف سے دینا پور کے علاقے کو مارکیٹ کمیٹی جہانیاں کی حدود میں سے نکال دینے جانے کے دیرینہ مطالبہ کو تسلیم کر لے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں -

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) -

(الف) دینا پور، قطب پور اور ملحقہ موضع جہانیاں مارکیٹ کی حدود میں درج ذیل وجوہ کی بنا پر شامل کئے گئے تھے -

(۱) دونوں شہر جہانیاں سے سات اور سترہ میل کے فاصلے پر واقع تھے اور ریل اور سڑک کے ذریعے ملے ہوئے تھے -

(۲) اس وقت ان کا ٹیلیفون کے ذریعہ بھی براہ راست رابطہ ہے -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۰۷

(ب) جی نہیں۔ ان شہروں سے جمع ہونے والی مارکیٹ فیس کا تقریباً تقریباً ۲۵ فیصد دینا پور میں عوام کے لیے مختلف سہولتیں فراہم کرنے پر خرچ کیا جا رہا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ بعض تاجر حضرات دینا پور کو جہانیاں مارکیٹ کی حدود سے نکالنے اور وہاں ایک علیحدہ مارکیٹ کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ حکومت پنجاب کی رائے کے مطابق یہ مناسب نہیں تھا کہ دینا پور میں ایک علیحدہ مارکیٹ کمیٹی جس کی سالانہ آمدنی ۱۵,۰۰۰ روپے سے ۲۰,۰۰۰ روپے ہو، قائم کی جائے یہ خدشہ تھا کہ ایک خود مختار مارکیٹ کمیٹی نہ تو اپنے روزمرہ کے اخراجات اور نہ ہی ترقیاتی اخراجات کی متحمل ہو سکے گی۔

دینا پور قطاب پور اور ملحقہ موضعات سے وصول کی جانے والی مارکیٹ فیس

*۳۹۸۔ کنور محمد یاسین خان۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ پچھلے ۲۵ برس سے متعلقہ محکمہ نے قصبہ جات دنیا پور، قطاب پور اور ملحقہ موضعات سے کتنی مارکیٹ فیس وصول کی ہے اور مارکیٹ کمیٹی جہانیاں نے دینا پور ضلع ملتان کے ترقیاتی کاموں پر کتنی رقم خرچ کی ہے۔

وزیر زراعت۔ (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ قطاب پور دنیا پور اور موضعوں سے وصول کردہ مارکیٹ فیس کی رقم کی معلومات ۱۹۵۲ء سے جبکہ یہ دیہات جہانیاں مارکیٹ کی حدود میں شامل تھے، ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

مارکیٹ کمیٹی جہانیاں کی طرف سے دنیا پور کی ترقی پر خرچ ہونے والی رقم کی معلومات بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

قطب پور اور دینا پور سے وصول کردہ مارکیٹ فیس
کی رقم کا گوشوارہ

| سال | دینا پور | قطب پور | میزان |
|---------|-----------|----------|-----------|
| 1952-53 | .. | .. | .. |
| 1953-54 | .. | .. | .. |
| 1954-55 | 7,464.45 | 504.64 | 7,969.17 |
| 1955-56 | 8,721.28 | 763.19 | 9,484.47 |
| 1956-57 | 6,113.25 | 1,116.28 | 7,229.53 |
| 1957-58 | 9,662.87 | 1,170.62 | 10,833.49 |
| 1958-59 | 9,462.34 | 2,148.50 | 11,610.84 |
| 1959-60 | 12,197.87 | 2,641.37 | 14,839.24 |
| 1960-61 | 5,526.91 | 538.03 | 5,763.94 |
| 1961-62 | 6,549.66 | 355.38 | 6,905.04 |
| 1962-63 | 7,702.49 | 629.26 | 8,331.75 |
| 1963-64 | 11,517.15 | 981.10 | 12,498.25 |
| 1964-65 | 9,250.90 | 501.90 | 9,752.70 |
| 1965-66 | 8,540.70 | 667.40 | 9,208.17 |
| 1966-67 | 12,045.36 | 827.20 | 12,872.56 |
| 1967-68 | 22,261.80 | 886.25 | 23,148.05 |
| 1968-69 | 22,085.41 | 2,034.80 | 24,120.21 |
| 1969-70 | 23,161.00 | 2046.60 | 25,207.60 |
| 1970-71 | 19,264.70 | 3,065.95 | 22,330.65 |

مارکیٹ جہادپہاں کی طرف سے دینا پور پر
کئے گئے خرچ کا گوشوارہ

| سال | رقم (روپوں میں) |
|---------|-----------------|
| 1952-53 | .. |
| 1953-54 | .. |
| 1954-55 | 1,748.00 |
| 1955-56 | 2,216.00 |
| 1956-57 | 2,262.00 |
| 1957-58 | 2,338.00 |

| | | | |
|---------|----|----|----------|
| 1958-59 | .. | .. | 2,379.00 |
| 1959-60 | .. | .. | 3,278.00 |
| 1960-61 | .. | .. | 2,636.00 |
| 1961-62 | .. | .. | 3,866.00 |
| 1962-63 | .. | .. | 4,625.00 |
| 1963-64 | .. | .. | 5,038.00 |
| 1964-65 | .. | .. | 5,305.00 |
| 1965-66 | .. | .. | 5,410.00 |
| 1966-67 | .. | .. | 5,230.00 |
| 1967-68 | .. | .. | 5,355.00 |
| 1968-69 | .. | .. | 5,595.00 |
| 1969-70 | .. | .. | 5,715.00 |
| 1970-71 | .. | .. | 5,995.00 |

دینا پور میں غلہ منڈی کی تعمیر

*۳۹۹ - کنور مگھت ریاسپنٹن ہاں - کیا وزیر زراعت از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ دینا پور ضلع ملتان میں آزادی سے بھی پہلے یہاں غلہ منڈی کی تعمیر کی کوششیں ہو رہی ہیں اور یہ کہ غیر منقسم پنجاب کی حکومت نے اس تجویز پر عملدرآمد کے لیے جگہ کا انتخاب بھی کر لیا تھا اور بلڈنگ کا نقشہ بھی تیار ہو چکا تھا - اگر ایسا ہے تو کن وجوہ کی بنا پر اس منصوبہ کی تکمیل نہیں ہو سکی اور اس پر عملدرآمد کرنے میں تقریباً کتنا وقت لوکارا ہو گا -

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین لڑیشی) - جی ہاں - دینا پور میں غلہ منڈی بنانے کی کوششیں کی گئی تھیں - آزادی سے قبل حکومت نے اس کی تعمیر کے لیے پانی کے تالاب سے ملحقہ زمین کا ایک قطعہ ریزرو کیا تھا اور نقشہ بھی تیار کر لیا تھا - عوامی مطالبے کے پیش نظر کہ منتخب کردہ جگہ شہر سے خاصی دور ہے اس حکیم پر عمل درآمد بند کر دیا گیا تھا -

مارکیٹ کمیٹی جہالیاں نے ریسٹ ہاؤس اور ریلوے اسٹیشن دنیا پور کے درمیان سرکاری زمین کا ایک ۶ ایکڑ کا قطعہ منتخب کر لیا ہے۔ اس قطعہ کی منتقلی کے سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر ملتان نے بورڈ آف ریلوے پنجاب لاہور سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے۔

توقع کی جاتی ہے کہ یہ پراجیکٹ زمین کا قبضہ ملنے کے بعد ایک سال کے اندر مکمل ہو جائے گا۔

لودھراں غلہ منڈی کی تعمیر

* ۴۰۰۔ کنور مگنڈ بیاسپن خان - کیا وزیر زراعت ازراہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کن وجہ کی بنا پر ابھی تک لودھراں خلع ملتان میں غلہ منڈی کی تعمیر کا کام شروع نہیں ہو سکا جب کہ اس کے لئے جگہ کا انتخاب ہو چکا ہے اور قطعہ اراضی کا نیلام کیا جا چکا ہے۔

وزیر زراعت ! (مسٹر صادق حسین قریشی) : جن اشخاص کو پلاٹ نیلام کئے گئے تھے انہیں محکمہ مال کی طرف سے ابھی تک زمین کا قبضہ نہ ملنے کی وجہ سے لودھراں میں غلہ منڈی کی تعمیر کا کام زیر عمل نہیں لایا جا سکا۔

کھروڑ پکا اور لودھراں مارکیٹ کمیٹیوں کے

اخراجات اور آمدنی

* ۴۰۱۔ کنور مگنڈ بیاسپن خان - کیا وزیر زراعت ازراہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ گذشتہ ۲۵ سالوں کے دوران کھروڑ پکا اور لودھراں کی مارکیٹ کمیٹیوں کو کتنی آمدنی ہوئی اور کتنے اخراجات کئے گئے۔ نیز مذکورہ کمیٹیوں نے مذکورہ مدت کے دوران کتنے ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کیا !

وزیر زراعت ! (مسٹر صادق حسین قریشی) : پچھلے پچیس سال میں مارکیٹ کمیٹی کھروڑ پکا اور لودھراں کی آمدن اور خرچ کے بارے میں معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ جہاں تک مذکورہ بالا مارکیٹ کمیٹیوں کے زیر عمل ترقیاتی منصوبوں کا تعلق ہے صرف ۱۹۶۳-۶۴ء میں کھروڑ پکا میں غلہ منڈی کی تعمیر کے لئے زمین خریدی گئی تھی۔ لودھراں میں سال ۵۱-۱۹۵۰ء سے ۲۱ ترقیاتی سکیمیں زیر عمل لائی گئیں

1141 اٹلان زہہ سوالات کے جوابات جو اہوان گی میز پر رکھے گئے

جو کہ زیادہ تر ہینڈ ہیمپ لگانے سڑکوں کی تعمیر اور مرمت اور روشنی کے انتظامات کرنے پر مشتمل تھیں -

گزشتہ پچیس سال سے مارکیٹ کمیٹی کھروڑ پکاہی
آمدنی اور خرچ کا گوشوارہ

| سال | آمدنی | خرچ |
|------------------------|-------------|-------------|
| | (روپوں میں) | (روپوں میں) |
| 1947-48 | 6,999.05 | 2,406.00 |
| 1948-49 | 2,847.59 | 4,866.00 |
| 1949-50 | 5,380.23 | 6,853.00 |
| 1950-51 | 10,188.34 | 6,269.00 |
| 1951-52 | 8,446.82 | 6,411.00 |
| 1952-53 | 6,710.38 | 6,254.00 |
| 1953-54 | 8,862.56 | 9,594.00 |
| 1954-55 | 10,042.77 | 8,198.00 |
| 1955-56 | 12,673.71 | 11,082.00 |
| 1956-57 | 17,346.35 | 13,213.00 |
| 1957-58 | 8,699.63 | 11,512.00 |
| 1958-59 | 4,949.28 | 10,390.00 |
| 1959-60 | 22,343.79 | 60,522.00 |
| 1960-61 | 19,047.95 | 8,888.00 |
| 1961-62 | 25,499.91 | 60,876.00 |
| 1962-63 | 21,209.32 | 13,448.00 |
| 1963-64 | 32,949.91 | 17,916.00 |
| 1964-65 | 25,012.76 | 22,258.00 |
| 1965-66 | 42,863.57 | 20,530.00 |
| 1966-67 | 33,875.00 | 22,304.00 |
| 1967-68 | 33,481.98 | 17,542.00 |
| 1968-69 | 57,666.76 | 18,390.00 |
| 1969-70 | 42,846.66 | 14,128.00 |
| 1970-71 | 63,410.00 | 18,437.00 |
| 1971-72 (upto 31-5-72) | 4,72,571.44 | 78,660.00 |

گزشده پچیس سال سے مارکیٹ کمیٹی لوڈھراں کی آمدنی کا گوشوارہ

| سال | آمدنی | خرچ |
|---------------------------|--------------|-------------|
| | (روپوں میں) | (روپوں میں) |
| 1947-48 | 1,807-15-9 | 1417.00 |
| 1948-49 | 2,201-0-9 | 2,549.00 |
| 1949-50 | 4,427-10-0 | 2,982.00 |
| 1950-51 | 4,569-3-9 | 2,210.00 |
| 1951-52 | 7,569-14-90 | 5,151.00 |
| 1952-53 | 12,997-11-6 | 8,282.00 |
| 1953-54 | 11,298-8-6 | 11,032.00 |
| 1954-55 | 14,8,63-15-3 | 12,125.00 |
| 1955-56 | 13,774-10-3 | |
| 1956-57 | 13,708-10-3 | 10,9805.00 |
| 1957-58 | 13,503-3-6 | 13,104.00 |
| 1958-59 | 12,821-10-3 | 10,306.00 |
| 1959-60 | 24,785-4-9 | 15,317.00 |
| 1960-61 | 33,095.70 | 24,813.00 |
| 1961-62 | 25,302.00 | 11,876.00 |
| 1962-63 | 30,811.23 | 16,418.00 |
| 1963-64 | 36,519.92 | 19,823.00 |
| 1964-65 | 26,513.35 | 30,315.00 |
| 1965-66 | 32,251.87 | 32,779.00 |
| 1966-67 | 33,290.89 | 26,523.00 |
| 1967-68 | 36,473.78 | 26,39.00 |
| 1968-69 | 48,328.14 | 28,540.00 |
| 1969-70 | 56,885.00 | 31,036.00 |
| 1970-71 | 57,167.12 | 28,496.00 |
| 1971-72 (upt to 31-5-73). | 56,111.93 | 27,101.00 |

ڈویژنل فارمیٹ آفیسر گجرات ایسٹ کے ہیڈ کوارٹر کی منگلی

*۱۰ - چوہدری مشتاق احمد - کیا وزیر زراعت از راہ

گرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ عوامی مطالبہ کے پیش نظر

چنگل کے چیت کنزرویٹو نے ڈویژنل فارمٹ آفیسر گجرات

ایسٹ کے ہیڈ کوارٹر کو سیالکوٹ منتقل کرنے کی حکومت سے سفارش کی تھی۔

(ب) اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور اگر اب تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کتنے عرصہ میں مذکورہ ہیڈ کوارٹر کی منتقلی عمل میں آنے کی؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی) (الف) جی ہاں (ب) ڈویژنل فارسٹ آفسر کا ہیڈ کوارٹر گجرات / شرقی سے سیالکوٹ منتقل کرنے کے احکامات ناظم اعلیٰ جنگلات کو پہنچ چکے ہیں۔

گواپریٹیو بینکو کے شامکن الوصول قرضوں کی وصولی
۲۲۹ مستردہ متبوعہ سببہ عابدہ حسین۔ کیا وزیر برائے امداد باہمی از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ گواپریٹیو بینک کے نامکن الوصول قرضے کی وصولی کے سلسلے میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۳ کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کس حد تک قرضے وصول ہوئے ہیں اور کتنے باقی رہ گئے ہیں اگر بعض جانے پہچانے لوگوں سے قرضہ کی وصولی نہیں ہوئی ہے تو آیا بقایاجات کی وصولی کے سلسلے میں حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر وزیر برائے امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کاردار)۔ امداد باہمی کے بینکوں کے لیے ہونے والے قرضوں کی وصولی کے لئے ایسا کوئی مارشل لا آرڈر نہیں ہے۔

مثالی زرعی قصبوں کی سکیم

۲۲۳۔ مستردہ سببہ عابدہ حسین۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ آیا حکومت مثالی زرعی قصبوں کی تجویز پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو آیا اس سکیم کو امداد باہمی کی بنیادوں پر عمل جامہ پہنایا جائے گا۔ یا حکومت اس کو عمل جامہ پہناتے گی؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسن قریشی) (الف) یہ سکیم یکم

جولائی ۱۹۷۲ء سے زیر عمل ہے۔

(ب) حکومت اس سکیم کو باہمی تعاون سے نافذ کر رہی ہے۔

زرعی تحقیقاتی ادارہ کی طرف سے فراہم کی جانے والی سہولتیں

* ۵۵۰۔ محترمہ سیدہ حاجدہ حسین۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ حکومت نے اس امر کا اطمینان کرنے کے لئے کیا اقدامات کیے ہیں کہ زرعی تحقیقاتی ادارہ نے جو سہولتیں فراہم کی ہیں وہ صوبہ کے تمام علاقوں کے چھوٹے فارموں کو بھی حاصل ہیں۔ نیز یہ کہ محکمہ زراعت کے اسٹیشنوں کو ہائر کسانوں کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے اور ان کی خدمات کو چھوٹے کاشتکاروں کے لیے بھی مہیا کرنے کی غرض سے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر زراعت! (مسٹر صادق حسن قریشی): زرعی تحقیقاتی ادارہ سے حاصل ہونے والے نتائج صوبہ بھر کے چھوٹے اور بڑے کاشتکاروں کو یکساں طور پر فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں درج ذیل اقدامات کئے جاتے ہیں:-

(۱) زرعی تحقیقاتی اداروں اور ان کے ذیلی اسٹیشنوں میں درہات کئے جانے والے طریقوں کے مطابق توسیعی عملہ کو تربیت دی جاتی ہے۔ ڈویژن اور ضلع کے ہیڈ کوارٹروں پر بھی تحقیقاتی اداروں اور توسیع کے ماہرین کے زہد نگرانی تربیتی کورس منعقد کئے جاتے ہیں۔

(۲) تحقیق کی جدید سفارشات سے کاشتکاروں کو باخبر رکھنے کے لئے توسیع اور تعلیم کے تمام ذرائع کو استعمال کیا جاتا ہے۔ متعلقہ اقدامات درج ذیل ہیں۔

(الف) کاشتکاروں کے گھرتوں میں طرفوں، نتیجوں کی نمائش۔

(ب) بلاک ڈیمانسٹریشن۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۶۵

(ج) ماڈل فارموں کا قیام -

(د) ماہانہ مراسلے اور اشتہارات شائع کرنا وغیرہ -

روزانہ دو دفعہ ایک بیج کر دس منٹ پر پانچ منٹ کیلئے اور
ہام کے چھ بیج کر پنتالیس منٹ پر نصف گھنٹہ کیلئے ریڈیو پر تقاریر کا
پروگرام -

(و) ڈویژن ضلعی سطح پر نمائش فارم -

(ر) ریڈیو فارم کلبوں اور ۱۹۶۶ء سے لاہور اور راولپنڈی کے
ریڈیو سٹیشنوں سے روزانہ نشر ہونے والے زراعتی پروگراموں
کو منظم کرنا۔ ماہ جون کے آخری ہفتہ سے ملتان سے بھی
نصف گھنٹہ کا زراعتی پروگرام شروع کر دیا گیا ہے -

(۳) معلومات سپیا کرتے وقت چھوٹے اور بڑے کاشتکاروں سے کسی
قسم کی تمیز روا نہیں رکھی جاتی - توسیعی عملہ کو بھی ہدایات جاری
کردی گئی ہیں کہ تمام کاشتکاروں سے مساوی سلوک کیا جائے - محکمہ
مختلف سطحوں پر کاشتکاروں کی انجمنوں کو منظم کر رہا ہے جو کہ
کاشتکاروں کی حیثیت کے مطابق غیر مساوی سلوک کرنے کے رجحان کو ختم
کردیں گی - زرعی اصلاحات کے نفاذ کے ذریعہ بڑے اور بااثر زمینداروں
کا زور طلسم تقریباً ٹوٹ رہا ہے اور ترقی پسند کاشتکاروں کی ایک نئی
جماعت ابھر رہی ہے -

غیر ملکی وڈررز کا پلومہ رکھنے والے سرکاری ملازمین کو
پیشگی ترقی دیا جائے

* ۲۸۹ - چوہدری مشتاق احمد - کیا وزیر زراعت از راہ
کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ جس سرکاری ملازم نے کسی
غیر ملک سے وڈرری کا پلومہ حاصل کیا ہو، خواہ وہ ۳ ماہ سے ۹ ماہ
کی مدت کا ہی ہو، ایسے پیشگی ترقیاں دی جاتی ہیں -

(ب) آیا یہ اس واقعہ ہے کہ کسی پاکستانی یونیورسٹی سے وٹرنری سائنس کی ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری پوسٹ گریجویٹ تعلیم میں ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے مقررہ کورس کی مدت دو سے تین سال تک ہے۔ کیا حکومت اس ڈگری کو پوسٹ گریجویٹ ڈگری تسلیم کرتی ہے۔

(ج) اگر اجزا (الف) تا (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو پیشگی ترقیاں دینے کی اغراض کے لئے پاکستان کی یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کرنے والے اشخاص سے غیر ملکی ڈپلومہ رکھنے والوں کے مساوی سلوک نہ کرنیکی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی) (الف) جی ہاں۔ بشرطیکہ غیر ملکی ڈپلوما اس قدر کام کرنے کے بعد حاصل کیا گیا ہو جس کا مقابلہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے درکار کام سے کیا جا سکے۔

(ب) جی ہاں۔ لیکن ایم۔ ایس۔ سی (آنرز) وٹرنری سائنس کے کورس کی مدت مطالعہ دو سال ہے نہ کہ تین سال۔

(ج) اس مسئلہ پر محکمہ خزانہ بڑی سرگرمی کے ساتھ غور کر رہا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں محکمہ امداد باہمی کھپاؤں دینے

کے قرضہ جات

* ۵۰۳ - حافظ علی احمد اڈا - کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں کہ ضلع بہاولنگر میں محکمہ امداد باہمی نے یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے ۱۲ جون ۱۹۷۲ء تک جو قرضہ جات دیئے اس کی تحصیل وار تفصیلات کیا ہیں۔ نیز ان کواپریٹو سوسائٹیوں کی تفصیلات کیا ہیں۔ جنہیں قرضہ جات دیئے گئے۔

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) - محکمہ امداد باہمی اپنے طور پر کسی سوسائٹی یا اس کے ممبر کو قرضہ نہیں دیتا البتہ عباسیہ کواپریٹو بینک کواپریٹو سوسائٹیوں کو قرضہ دیتا ہے اور اسی طرح وہ اپنے ممبروں میں اپنی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قرضہ تقسیم کر دیتی ہے۔ بینک جو قرضہ دیتا ہے اس کی تحصیل وار تفصیل مع تفصیل سوسائٹیاں جن کو بہاولنگر میں یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے ۱۲ جون ۱۹۷۱ء تک قرضہ دیا گیا اہل اے اور اہل بی پر علی الترتیب منسلک ہیں۔

ANNEXURE 'A'

LIST OF LOANS ISSUED BY THE ABBASIA COOPERATIVE BANK, BAHAWALPUR TO THE SOCIETIES IN BAHAWAL-NAGAR DISTRICT FROM 1ST JANUARY 1970 TO 30TH JUNE, 1971.

BAHAWALNAGAR TEHSIL

| <i>Seriat No.</i> | <i>Name of Society</i> | <i>Amount advanced Rs.</i> |
|-----------------------|---------------------------------------|------------------------------------|
| 1 | Khaezen Singh Nehlka | 19,000 |
| 2 | Mahmood Abad Service Society | 9,500 |
| 3 | Chenishpur | 1,500 |
| 4 | Mouza Khaitranwala | 44,500 |
| 5 | Donga Booga | 13,000 |
| 6 | Friends, Bahawalnagar | 8,000 |
| 7 | Noor Bank | 3,000 |
| 8 | Co-operative Commission Shop | 30,000 |
| 9 | Mari Mian Co-operative Society | 7,000 |
| 10 | Ghani Pura Otara | 1,000 |
| 11 | Noor Pur | 4,500 |
| 12 | Muslim chak Abdullah | 10,000 |
| 13 | Gulab Ali Co-operative Credit Society | 7,500 |
| Total | | 1,59,000 |

MINCHANABAD TEHSIL

| | | |
|--------------|---------------------------------------|-----------------|
| 1 | Arranwala Co-operative Credit Society | 7,000 |
| 2 | Mouza Diwanwala | 14,000 |
| 3 | Said Ali Co-operative Society | 14,500 |
| 4 | Muniwala Co-operative Society | 48,000 |
| 5 | Dasti Diynanwala Ahmad Yar | 14,500 |
| 6 | Wazirka Tube Well | 8,500 |
| 7 | Hasil Saroo | 14,000 |
| 8 | Nosher Jangleah | 7,500 |
| 9 | Abadi Ali Muhammad Chakoka | 8,000 |
| 10 | Commission Shop Minchanabad | 19,000 |
| 11 | Basti Saidpur Bugha | 20,000 |
| 12 | Town Committee, Minchanabad | 8,000 |
| 13 | Bodla Behka | 9,000 |
| 14 | Gadhawala | 23,000 |
| Total | | 2,10,000 |

| Serial No. | Name of Society | Amount advanced |
|-------------------------------|----------------------|-----------------|
| CHRISTIAN TEHSIL | | |
| 1 | C. C. Shop Chishtian | 30,184 |
| 2 | Jewan Lekhwara | 10,000 |
| 3 | Chak 135/Murad | 7,000 |
| 4 | Mahmood Mata Jehdoo | 9,500 |
| 5 | Bullah Behdehra | 9,500 |
| 6 | Chak 33/F | 7,000 |
| 7 | Mahmood Ali | 6,000 |
| 8 | Basti Hafizabad | 9,000 |
| 9 | Chak 4/Ford | 3,000 |
| 10 | Noor Ward | 8,000 |
| Total | | 99,184 |
| FORTABBAS TEHSIL | | |
| 1 | 138/6-R | 10,000 |
| 2 | 132/6-R | 4,000 |
| 3 | Chak 296/H.R. | 10,000 |
| 4 | 74-4-R | 6,000 |
| 5 | 308-H.R. | 9,000 |
| 6 | 293-H-R | 9,000 |
| 7 | 23/9-R | 4,000 |
| Total | | 52,000 |
| GRAND TOTAL TEHSILWISE | | |
| | Bahawalnagar | 1,59,100 |
| | Minchanabad | 2,10,000 |
| | Chistian | 99,184 |
| | Fortabbad | 52,000 |
| Total | | 5,20,284 |

ANNEXURE 'B'

LOAN ADVANCED TO THE MEMBERS OF CO-OPERATIVE SOCIETIES OF DISTRICT BAHAWALNAGAR FROM 1ST JANUARY, 1970 TO 12TH JUNE, 1971.

I—TEHSIL CHISHTIAN.

| | Rs. |
|--|-----------------|
| 1. Co-operative Development Society Chak No. 54/F | 1,100 |
| 2. Co-operative Development Society Chak No. 8/F | 450 |
| 3. Co-operative Development Society Chak No. 48/F | 15,325 |
| 4. Co-operative Development Society Chak No. 11/F | 60 |
| 5. Co-operative Tubewell Society Dullah Badhera .. | 9,500 |
| 6. Co-operative Tubewell Society Dullah Hafizwala .. | 9,000 |
| 7. Co-operative Credit Society Shafiq Chak No. 3 F | 5,000 |
| 8. Co-operative Credit Society Chishtia Chak No. 4 F | 3,190 |
| 9. Co-operative Credit Society Jeewan Lakhwara .. | 9,500 |
| 10. Co-operative Credit Society Muza Mohad Azim | 3,650 |
| 11. Co-operative Credit Society Mahmood Marri Shock Shah | 6,000 |
| 12. Co-operative Credit Society Mangaran Sharee .. | 7,572 |
| 13. Co-operative Credit Society Kot Babal .. | 420 |
| 14. Co-operative Credit Society Mahmood Mathe Jadu | 9,300 |
| 15. Co-operative Credit Society Sodha .. | 800 |
| 16. Co-operative Development Society Chak No. 167/M | 253 |
| 17. Co-operative Development Society Chak No. 99/F | 4,721 |
| 18. Co-operative Development Society Chak No. 122/M | 300 |
| 19. Co-operative Development Society Chak No. 3/G | 1,010 |
| 20. Co-operative Development Society Chak No. 13/G | 3,750 |
| 21. Co-operative Credit Society Chak No. No. 135/M | 7,060 |
| 22. Co-operative Credit Society Chak No. 134/M .. | 1010 |
| 23. Co-operative Credit Society Chak No. 33/F .. | 7,000 |
| 24. Co-operative Credit Society Noor Ward No. 6 .. | 8,539 |
| 25. Co-operative Urban Society Tajran Mandi Chishtian | 346 |
| 26. Co-operative Agriculture Marketing and Supply Society Limited Chishtian. | 4,21,324 |
| 27. Co-operative Development Society Chak No. 14/F | 5,000 |
| Total .. | 5,36,580 |

II—TEHSIL MINCHANABAD.

| | Rs. |
|--|----------|
| 1. Co-operative Credit Society Dewanwala .. | 5,000 |
| 2. Co-operative Credit Society Mousapmwala .. | 11,600 |
| 3. Co-operative Credit Society Said Al .. | 3,000 |
| 4. Co-operative Credit Society Munianwala .. | 23,000 |
| 5. Co-operative Credit Society Saeedpur Pugal .. | 29,800 |
| 6. Co-operative Credit Society Basri Haq Nawaz .. | 500 |
| 7. Co-operative Credit Society Gadhaywala .. | 23,000 |
| 8. Co-operative Credit Society Iahara Ali Mohd .. | 8,000 |
| 9. Co-operative Credit Society Dawanwala .. | 17,250 |
| 10. Co-operative Credit Society Joudayka .. | 5,400 |
| 11. Co-operative Agricultural Marketing and Supply Society S/Ganj. | 60,590 |
| 12. Co-operative Credit Society Saeed Bunga Akbar | 7,000 |
| 13. Co-operative Credit Society Arranwala .. | 7,000 |
| 14. Co-operative Credit Society Gadhaywala | 9,000 |
| 15. Co-operative Credit Society Rashaida Hasil Sarru | 1,400 |
| 16. Co-operative Credit Society Town Committee Sadiq Ganj. | 5,000 |
| Total .. | 2,21,540 |

III—TEHSIL HARUNABAD.

| | |
|--|--------|
| 1. Co-operative Credit Society Chak No. 132/GB .. | 4,000 |
| 2. Co-operative Credit Society Chak No. 64-65/4. R | 18,300 |
| 3. Co-operative Credit Society Chak No. 76/4.R .. | 10,800 |
| 4. Co-operative Credit Society Chak No. 308/H.R. .. | 9,000 |
| 5. Co-operative Credit Society Chak No. 296/H.R. .. | 12,900 |
| 6. Co-operative Credit Society Chzk No. 302/H.R. .. | 3,700 |
| 7. Co-operative Credit Society Chak No. 303/H.R. .. | 2,000 |
| 8. Co-operative Credit Society Chak No. 293/H.R. .. | 15,000 |
| 9. Co-operative Credit Society Chak No. 284/H.R. .. | 8,500 |
| 10. Co-operative Credit Society Chak No. 305/H.R. .. | 17,000 |
| 11. Co-operative Credit Society Chak No. 185/U.R. .. | 6,005 |
| 12. Co-operative Credit Society Chak No. 212/9.R. .. | 4,000 |
| 13. Co-operative Credit Society Chak No. 166/7.R. .. | 4,400 |

| | |
|--|----------------------|
| 14. Co-operative Development Society Chak No. 433/6.R | 7,000 |
| 15. Co-operative Agricultural Marketing and Supply Society Limited Fortabbas | 2104+127 1,82,682 |
| Total | 24,09,414 |

IV—TEHSIL BAHAWALNAGAR.

| | |
|--|------------------|
| 1. Co-operative Friends Society, Bahawalnagar | 35,400 |
| 2. Co-operative Urban Society Noor Bank Gallah .. Mandi Bahawalnagar. | 3,000 |
| 3. Co-operative Agricultural Marketing und Supply Society Bahawalnagar. | 14,17,242 |
| 4. Co-operative Credit Society Saleem Chak Abdullah | 10,750 |
| 5. Co-operative Credit Society Noor Pur .. | 6,950 |
| 6. Co-operative Credit Society Sadiqpur .. | 800 |
| 7. Co-operative Credit Society Lakhamair Dudi .. | 15,900 |
| 8. Co-operative Credit Society Ghani Pur Uttar | 3,189 |
| 9. Co-operative Credit Society Khizan Singh Nihalka | 19,000 |
| 10. Co-operative Credit Society Mukhian Meega .. | 4,680 |
| 11. Co-operative Credit Society Marri Mian Sahib | 13,827 |
| 12. Co-operative Credit Society Gulab Ali .. | 27,400 |
| 13. Co-operative Credit Society Dunga Akuka .. | 13,000 |
| 14. Co-operative Credit Society Mamrajpora .. | 1,000 |
| 15. Co-operative Credit Society Jalal Chak Hakeem.. | 17,475 |
| 16. Co-operative Credit Society Khaitranwala .. | 37,500 |
| 17. Co-operative Credit Society Jama Arian .. | 600 |
| 18. Co-operative Service Society Soonda .. | 5,000 |
| Total | 16,32,013 |

GRAND TOTAL.

| | |
|--------------------|------------------|
| | Rs. |
| 1. Chishtian .. | 5,36,580 |
| 2. Minchanabad .. | 2,21,540 |
| 3. Harunabad .. | 24,09,414 |
| 4. Bahawalnagar .. | 16,32,013 |
| Total | 47,99,547 |

تحصیل ہائے راولپنڈی و گوجر خان سے پسماندگی کو دور کرنا

*۵۰۴ - الف - چوہدری محمد اسلم خان - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل تحصیل ہائے راولپنڈی و گوجر خان میں سوان ویلی پراجیکٹ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کا منصوبہ تھا - لیکن جب سے زرعی ترقیاتی کارپوریشن کو ایک نئی شکل دے دی گئی ہے -

(ب) آیا حکومت تھانہ چونتہ اور دریائے سوان کے کنارے واقع اس سے ملحقہ علاقہ جات کو مثالی زرعی فصبہ سکیم میں شامل کر کے اس علاقے کی پسماندگی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قریشی)

(الف) جی ہاں -

(ب) حکومت پہلے ہی سے اس علاقہ کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے کئی منصوبوں پر غور کر رہی ہے - البتہ دریائے سوان کے کنارے پر واقع چونتہ پولیس سٹیشن اور اس کے ملحقہ علاقے کو مثالی زرعی فصبہ سکیم میں شامل کرنے کا فی الحال کوئی منصوبہ نہیں ہے -

کھاد کی قیمتوں میں کمی کرنا

*۸۳۰ - چوہدری امان اللہ لک - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے :-

(الف) صوبہ میں کھاد کی سالانہ کھپت کیا ہے -

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ کھاد کی ایک بوری کی قیمت کیا ۲۳ اور ۳۲ روپے کے درمیان ہے -

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران کھاد کی قیمت میں بتدریج اضافہ ہوا ہے -

(د) اگر جز (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت اسے کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۷۳

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی) - (الف) صوبہ میں سال ۱۹۷۰-۷۱ء میں کیمیائی کھاد کی سالانہ کھپت ۱,۸۳,۳۱۸ ٹن تھی -

(ب) نہیں حکومت کی طرف سے کیمیائی کھاد کی مقرر کردہ قیمتیں حسب ذیل ہیں :-

| | |
|-------------------|-------------------|
| ایمونیم سلفیٹ - | ۱۷ روپے (فی بوری) |
| ایمونیم نائٹریٹ - | ۱۷ روپے (دو) |
| ایس-ایس-بی - | ۹-۵۰ روپے (دو) |
| یوریا - | ۲۸ روپے (دو) |
| نائٹرو فاس - | ۲۱ روپے (دو) |
| ڈی-اے-بی - | ۲۸ روپے (دو) |
| ایس-او-بی - | ۲۰ روپے (دو) |

(ج) گزشتہ پانچ سال کے دوران کھادوں کی قیمتوں میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا ہے -

(د) جہاں تک کاشتکاروں کا تعلق ہے اس ضمن میں مرکزی حکومت نے واضح یقین دہانی کرائی ہے کہ کھادوں کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہ ہوگا - توقع کی جاتی ہے قیمتیں درآمد اور کھاد کی خاطر خواہ مقدار میں فراہمی کی وجہ سے حکومت کی مقررہ حد پر قائم رہیں گی -

کواپریٹو فارمنگ ایسوسی ایشن کی سہولت اراضی کی الاٹمنٹ

* ۵۷۰ ملک خان مجید کھوکھر - کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں کواپریٹو فارمنگ ایسوسی ایشن کی سہولت اراضیات ایسے لوگوں کو الاٹ کر دی گئی ہیں جن کے پاس پہلے ہی ۶ سے ۱۰ ایکڑ کے قطع اراضی موجود ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا مذکورہ الٹیمٹمیں جائز ہیں -

(ج) اگر جز ب (بالا) کا جواب نفی میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ الٹیوں کے ہر قبضہ کو غیر قانونی قرار دینے اور ان اراضیات کو زمین نہ رکھنے والے کاشتکاروں میں دوبارہ تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

(د) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پچھلے سال سوسائٹیوں کے بہت زیادہ غریب ممبروں کو زمین سے بیدخل کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے اتساط کی ادائیگی نہیں کی تھی اگر ایسا ہو تو کیا حکومت زرعی اصلاحات کے تحت بڑے زمینداروں سے حاصل شدہ زمین ایسے مزارعین کو بلا معاوضہ دینے کی تجویز پر غور کر رہی ہے -

(ه) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ دو یا تین سال قبل جن مزدوروں کو ہر طرف کیا گیا تھا انہیں اب بحال کر دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو ایسی حکمت عملی کو غریب بیدخل کسانوں پر اطلاق پذیر نہ کرنے کی کیا وجوہ ہے -

(و) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کواپریٹو سوسائٹیاں اپنے ممبران سے گذشتہ ۲۰ سال سے سالانہ چندہ وصول کر رہی ہیں اور ان کے ممبروں نے اپنی قسط ادا نہیں کی اگر ایسا ہے تو ان سوسائٹیوں کا فائدہ کیا ہے اور اگر زرعی ترقیاتی کارپوریشن کو انہی اسباب کی بنا پر ختم کیا جا سکتا ہے تو ان سوسائٹیوں کو ختم نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں -

(ز) کیا حکومت مذکورہ حقائق کی روشنی میں کواپریٹو سوسائٹیوں کے معاملات میں تحقیق کرنے اور ان کے ممبروں کو حقوق ملکیت کی دستاویزات دینے کے بعد سوسائٹیوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ غریب کاشتکاروں کو سالانہ بہاری فیسوں کی ادائیگی سے نجات دلائی جا سکے ؟

وڈور امداد بھابھی (مسٹر عبدالحمید کاردار) - (الف) زمین کواپریٹو فارمنگ ایسوسی ایشنوں کی ملکیت نہیں ہے - زمین

کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تحویل میں ۱۹۴۷-۴۸ سے دی گئی تھی۔ تاکہ وہ اپنے ممبران میں تقسیم کر سکیں۔ اور اس وقت سے سوسائٹیوں کے ممبر کاشت کر رہے ہیں۔ تقسیم کی شرائط کے مطابق مہاجر اور موجودہ مقامی بے زمین مزارع جن کے پاس تقسیم کے وقت دو ایکڑ سے زیادہ زمین کے مالک نہ تھے۔ وہ ساڑھے بارہ ایکڑ کی حد تک زمین حاصل کر سکتے تھے۔ یہ حد اب ۴۰ ایکڑ کر دی گئی ہے۔ ۱۰۸۹۸ میں ۵۶۳ ممبروں کے پاس اس وقت ۴۰ ایکڑ سے زیادہ زمین ہے انہوں نے وراثت میں ہائی ہے اور تقسیم کے بعد اتنی بچت سے خریدی ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے لیکن ۴۰ ایکڑ سے زیادہ ملکیت والے ممبروں نے عرضی وراثت پیش کی ہیں۔ کہ حد رقبہ 12½ ایکڑ تک بڑھا دیا جائے۔ معاملہ بورڈ آف ریونیو کے زیر غور ہے۔

(ج) گورنر کی معائنہ ٹیم نے اس معاملہ کی چھان بین کی ہے۔ انہوں نے ساہیوال اور لائلپور کے اضلاع میں ان معاملوں کو مکمل کر لیا ہے۔ ضلع ملتان میں ابھی تک چھان بین کرنی ہے۔ رپورٹ کے موصول ہونے پر غیر مستحق ممبروں سے خالی کرائی ہوئی زمین کی الائنٹ کی پالیسی کو وضع کیا جائے گا۔

(د) صرف سات ممبروں کو غیر مستحق قرار دیا گیا ہے۔ جنہوں نے شرائط کو پورا نہیں کیا تھا۔ ان کو تمام قانونی چارہ جوئی کو پورا کرنے کے بعد نکال دیا گیا ہے۔ گورنر کی ہدایت کے مطابق باقیوں کے خلاف کارروائی بند کر دی گئی ہے۔ وہ ممبر جو اپنے واجبات ادا نہ کرنے پر غیر مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔ ان کو حقوق ملکیت حاصل کرنے کے لئے اپنے واجبات ادا کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ بڑے زمینداروں سے حاصل شدہ رقبہ میں بے دخل مزارعین کو الاٹ کرنے کے معاملہ کو متعلقہ حکام کو موافقانہ غور کرنے کے لیے بھیجا جائے گا۔

(ی) اگر زمین کی قیمت ادا کر دیں اور بورڈ آف ریونیو کی عائد کردہ دوسری شرائط کو پورا کر دیں تو حکومت ان کے معاملہ پر غور کرے گی۔

(س) کوآپریٹو سوسائٹی عوامی تنظیمیں ہیں۔ ان کے ممبر اپنی مرضی سے سوسائٹیوں کے نظم و ضبط کے پابند ہیں۔ وہ یک صد روپیہ فی ممبر سالانہ بطور انتظامی اور ترقیاتی اخراجات ادا کرنے پر متفق ہیں۔ اس میں سے ۳۳ فیصد سوسائٹیوں کے پاس رہ جاتا ہے۔ اور ۶۷ فیصدی ان کی یونین کے پاس رہ جاتا ہے فارمنگ سوسائٹیاں اپنے حصہ کو دیہات میں انتظامی اور ترقی امور پر خرچ کرتی ہیں۔ فارمنگ یونین خالیوال۔ بیج۔ کھاد۔ آلات زرعی مشینری۔ فالٹو پرزہ جات اور ٹوب وبل سے زمین کو سیراب کرنے پر اپنا جمع شدہ سرمایہ خرچ کرتی ہے۔ کسانوں کی اس تنظیم سے دیہات اور مرکز کی سطح پر کسان بھی خدمات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جو کہ ان کے ہمسالیوں کو آسانی سے میسر نہیں ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ تمام ممبروں نے اپنی قسطیں ادا نہیں کیں۔ ۱۰۸۹۸ میں سے صرف ۱۲۱۲ ممبروں نے جزوی طور پر ادائیگی نہیں کی۔ اور ان کو ان کے حسابات ادا کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ حکومت کسانوں کے اداروں کی تعمیر پر پوری توجہ دے رہی ہے۔ اور اس حکیم کو ختم نہیں کر سکتی جو ان کی مفید خدمت کر رہی ہے۔ بلکہ جو حکومت پر بوجہ بھی نہیں۔

(ص) اس سکیم کی کارگزاری کا جائزہ لینے کے لئے حکومت نے دو جائزہ ٹیمیں (evaluation teams) مقرر رکھی ہیں۔ ان میں سے ایک نے اپنی رپورٹ پیش کی ہیں۔ دوسری اس معاملہ کی اتنی چھان بین پیش کر رہی ہے۔ بجٹ ختم کرنے کے اس پروجیکٹ کی کارگزاری اور زیادہ مفید بنانے کی سفارشات پر حکومت غور کرے گی۔

تعمان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۷۷

ضلع بہاولنگر میں بیلداروں کی تحفہ

* ۵۷۷ - مہاں منظور احمد موہل - کیا وزیر زراعت ازراہ
گرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اس وقت ضلع بہاول نگر میں کتنے فیلڈ اسٹنٹ اور بیلدار
کام کر رہے ہیں -

(ب) سال ۱۹۷۲-۷۱ کے دوران کتنے بیلداروں کو چھانٹی کے
ذریعے نکالا گیا ان کے نام کیا ہیں نیز چھانٹی کرنے کی
وجوہ کیا ہیں -

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل بہاول نگر میں یونین
کونسل نمبر ۱۹ پنچ کوسی میں ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۱ء تک
کوئی فیلڈ اسٹنٹ نہیں تھا -

(د) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا یونین کونسل میں اب
ایک فیلڈ اسٹنٹ کی تقرری کی گئی ہے - لیکن اس نے
پنچ کوسی کے علاقوں کا کوئی دورہ نہیں کیا -

(ر) اگر اجزا (ج) و (د) کے جواب اثبات میں ہوں تو ان کی
وجوہ کیا ہیں اور حکومت اس غلطی کے مرتکب اہل کار
کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی) - (الف) فیلڈ
اسٹنٹوں کی تعداد ۷۲
بیلداروں کی تعداد (جو اس وقت کام کر رہے ہیں) ۶۸

(ب) سال ۱۹۷۱-۷۲ کے دوران چھانٹی کے تحت نکالے جانے والے
بیلداروں کی تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے
۷۲ بیلداروں کی مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے چھانٹی ناکام ہو
گئی تھی -

(ج) نہیں مومن والی کا فیلڈ اسٹنٹ یونین کونسل پنچ کوس
کا بھی انچارج تھا -

(د) نہیں - فیلڈ اسٹنٹ مومن والی لکھنار دونوں یونین کونسلوں
کے انچارج ہیں -

سال ۱۹۷۱-۷۲ میں بہاولنگر ضلع میں چھانڈنی
کے تحت نکلے جانے والے بیلداروں کے نام

بیلداروں کے نام

نمبر شمار

| | |
|-------------------------------|------|
| انور اقبال ولد سید ارشاد حسین | - ۱ |
| محمد حسین ولد نظام دین | - ۲ |
| بشیر احمد ولد محمد صادق | - ۳ |
| جان محمد ولد عطا محمد | - ۴ |
| ریاض حسین ولد محمد بخش | - ۵ |
| ضیا الحق ولد غلام مصطفیٰ | - ۶ |
| منظور احمد ولد حبیب احمد | - ۷ |
| نذیر احمد ولد حبیب احمد | - ۸ |
| شہاب دین ولد ہیرا | - ۹ |
| شیر محمد ولد عہد اللہ | - ۱۰ |
| عبدالغنی ولد پتھانہ | - ۱۱ |
| جعفر علی ولد صوبہ | - ۱۲ |
| اختر محمود ولد ممتاز حسین | - ۱۳ |
| محمد شفیع ولد چراغ علی | - ۱۴ |
| علی حسین ولد محبوب شاہ | - ۱۵ |
| نذیر احمد ولد محمد بخش | - ۱۶ |
| نذیر احمد ولد غلام محمد | - ۱۷ |
| احمد بخش ولد ناما | - ۱۸ |
| محمد رفیق ولد کمال دین | - ۱۹ |
| محمد اکرم ولد نور دین | - ۲۰ |
| قمر دین ولد حبیب احمد | - ۲۱ |

| نمبر شمار | بیلداروں کے نام |
|-----------|--------------------------|
| - ۲۲ | نثار احمد ولد احمد دین |
| - ۲۳ | یوسف علی ولد کریم بخش |
| - ۲۴ | خوشی محمد ولد محمد یعقوب |
| - ۲۵ | مشتاق احمد ولد علی محمد |
| - ۲۶ | نذیر احمد ولد سہر دین |
| - ۲۷ | محمد صادق ولد جمال دین |
| - ۲۸ | محمد عقیل ولد رسول خان |
| - ۲۹ | نور حسن ولد روشن دین |
| - ۳۰ | انور علیم ولد عبدالکریم |
| - ۳۱ | سردار علی ولد سلطان علی |
| - ۳۲ | عطا محمد ولد سخی محمد |
| - ۳۳ | محمد انور ولد عبدالستار |
| - ۳۴ | احمد دین ولد قطب دین |
| - ۳۵ | محمد دین ولد پٹانہ |
| - ۳۶ | محمد صدیق ولد رمضان |
| - ۳۷ | محمد سجوار ولد رحمت علی |
| - ۳۸ | اصغر علی ولد سکندر علی |
| - ۳۹ | عبدالرحمان ولد علی محمد |
| - ۴۰ | الہی بخش ولد غلام حسین |
| - ۴۱ | محمد یعقوب ولد سکندر علی |
| - ۴۲ | محمد رشید ولد نصیر دین |

محکمہ زراعت کے لیے مستند ماہر افسران
 *۵۹۲ - جواب زادہ محمد خان اٹکواشی - کیا وزیر
 زراعت از راہ کرم بیان فرمائیے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ زراعت

پنجاب کے توسیعی شعبہ میں ایک بھی مستند ماہر حشرات نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس معاملہ میں کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ جی نہیں۔ محکمہ زراعت کے توسیعی شعبہ میں کافی تربیت یافتہ ماہرین علم الحشرات ہیں جن میں سے ایک مہک گریو یونیورسٹی کینڈا سے علم الحشرات میں بی ایچ ڈی اور یو۔ کے سے ہوسٹ ڈاکریٹ ہیں۔

گندم کی پیداوار کا مشترکہ مقابلہ

* ۵۹۵۔ نواب زادہ مجتہد خان شاہگوانی۔ کہ وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے :-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ زراعت پنجاب اور داؤد ہرکولیس نے حال ہی میں پنجاب میں گندم کی پیداوار کا مشترکہ مقابلہ منعقد کیا اور اس مقابلے میں جیتنے والے کو ۹۷ من فی ایکڑ گندم اگانے پر ۳۰۰۰ روپے انعام دیا۔ یہ محکمہ زراعت کے بیان کے مطابق عالمی ریکارڈ ہے جس نے میکسی کا سابقہ عالمی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ زراعت مغربی پاکستان نے ۱۹۶۸ء میں تحصیل میلسی ضلع ملتان کے ایک کاشتکار کو ۱۳۹ من ۲۳ سیر فی ایکڑ گندم اگانے پر صدر سے تسمہ حسن کارکردگی دینے کی سفارہوں کی تھی اور صدر نے اس کاسیابی پر ۱۰۰۰۰ روپے انعام دیا تھا۔

(ج) اگر جز (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو دراصل دونوں میں کس نے عالمی ریکارڈ قائم کیا؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ (الف) ہاں۔ گندم کی فی ایکڑ پیداوار ۹۹ من ۳۷ سیر تھی نہ کہ ۹۷ من فی ایکڑ۔ اگائی جانے والی قسم چناب۔ ۷۰ تھی جو کہ پاکستان میں تیار کی جانے والی نئی قسم ہے۔ اس لحاظ سے یہ عالمی ریکارڈ ہے کہ میکسیکو میں یہ قسم ۹۰ من فی ایکڑ پیداوار دے کر تمام دنیا کی اقسام کے مقابلے میں سر نہرمت رہی۔

- (ب) ہاں۔ تاہم صحیح بات کی تصدیق کی جا رہی ہے۔
 (ج) گندم کا صحیح فی ایکڑ پیداواری عالمی ریکارڈ بہارہ گندم
 ۱۰۱ من اور سرمائی گندم ۱۶۰ من ہے۔

مری کے لیے چینی کے کوٹا میں اضافہ

*۶۰۴۔ مسٹر محمد حنیف خان - کیا وزیر خوراک از راہ
 گورنر بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں دیہاتوں میں راشن پر
 دی جانے والی چینی کا فی کس کوٹا شہری علاقوں کی
 نسبت بہت کم ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا یہ بھی
 امر واقعہ ہے کہ چینی کے صارفین کو چینی کے قلیل کوٹا
 کی وجہ سے بہت دقت پیش آتی ہے خصوصاً مری میں
 جہاں دائمی سرد موسم کی وجہ سے لوگ ملک کے دیگر
 علاقوں کی نسبت زیادہ کثرت سے چائے پیتے ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت
 اس امر کی مصلحت پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ
 مری اور دیگر دیہاتوں میں صارفین کو فی الوقت ملنے والے
 چینی کے کوٹا کو بڑھا کر اسے شہروں اور دیگر بلدیاتی
 علاقوں میں ملنے والے کوٹا کے مساوی کر دیا جائے؟

وزیر زراعت - (مسٹر صادق حسین قرہی) - (الف) جی

ہاں۔

(ب) جی نہیں۔ دیہی علاقوں کے لوگ گڑھکر اور دیہی کھانڈ
 کے زیادہ عادی ہوتے ہیں۔ تاہم حکومت دیہی علاقے کے
 لوگوں کے موجودہ کوٹا جات میں اضافے کے بارے میں
 غور کر رہی ہے مری میونسپل حدود میں حکومت پہلے سے
 ہی بارہ چھٹانک فی کس کے حساب سے چینی مہیا
 کر رہی ہے جو کہ ضلعی ہیڈ کوارٹرز کے کوٹا جات کے
 برابر ہے۔

(ج) گو کہ حکومت دیہی علاقوں کے لوگوں کے کوٹا جات میں اضافے کے بارے میں غور کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود یہ کوٹا جات وقتی طور پر اس حد تک نہیں بڑھائے جا رہے کہ یہ شہری علاقوں کے کوٹا جات کے مساوی ہو جائیں وجہ یہ ہے کہ چینی کی سپلائی کم ہے۔ مزید یہ کہ دیہی علاقوں کے لوگ زیادہ تر گڑ وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ البتہ مری کی میونسپل حدود میں رہنے والے لوگوں کو شہری علاقوں کے مساوی شمار کیا جا رہا ہے۔

صوبائی امداد باہمی بینک پنجاب لاہور کے قرضے

*۹۲۳- رائے محمد افضل خان - کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب صوبائی امداد باہمی بینک لاہور کے قرضوں کی کل کتنی رقم (۱) سندھ (۲) بلوچستان اور (۳) صوبہ سرحد کے امداد باہمی کے بینکوں اور دوسرے بینکوں پر ابھی تک واجب الادا ہے۔ نیز اسے بینکوں کے نام کیا ہیں اور کن اشخاص کی ضمانت پر یہ قرضے جاری کیے گئے۔

(ب) کونسی تواریخ کو جزو (الف) بالامیں بیان کردہ قرضے زائدالمیاد ہو چکے ہیں۔ نیز آج تک سود کی کتنی رقم ہو چکی ہے اور متذکرہ قرضوں کی وصولی کے لئے حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کلدار) - سوال کے جزو (الف) اور (ب) کا جواب الٹ لے اور بی پر منسلک ہے۔

قرضہ کی وصولی کے متعلق معاملہ کونسل آف گورنرز کو پیش کر دیا گیا ہے۔ اور یہ ابھی تک کونسل کے اجلاس کے ایجنڈا میں شامل ہے۔

THE PUNJAB PROVINCIAL CO-OPERATIVE BANK LTD LAHORE

STATEMENT OF LOANS GUARANTEES GIVEN TO STATE BANK OF PAKISTAN BY THE PUNJAB PROVINCIAL CO-OPERATIVE BANK LIMITED ON BEHALF OF CO-OPERATIVE BANKS OF SIND-KARACHI REGION AS ON 30TH JUNE 1972.

| Serial No. | Name of Central Coop. Bank | Amount | | | Due date |
|--|--|-----------------------|--|--------------|--|
| | | Guaranteed Principal. | Interest | Total | |
| 1 | Sind Baluchistan Provincial Coop. Bank Ltd. | 74,07,834.34 | .. | 7407,834.00 | June 1968 on demand. |
| 2 | Deposit at call 5-4-65 (For repayment of State Bank of Pakistan Loan Guaranteed by the Provincial Bank Lahore). | 1,950,000.00 | 897,488.62 | 2,847,488.62 | 10255,322.62 |
| 3 | Karachi Central Co-operative Bank (Defence Services Officers Cooperative Housing Service Society - Rs. 30 lacs). | 900,000.00 | 96,311.98 | 996,311.98 | 18-8-70 |
| | Do. (for Agricultural Activities Rs. 20 lacs). | 950,000.00 | 30,621.22 | 980,621.22 | 17-9-70 |
| | Overdraft Account amount of instalment and Interest forcibly deducted by State Bank of Pakistan). | 1,596,114.04 | .. | 1,596,114.04 | 3673047.24 |
| 3 | Urban and Agricultural Co-operative Bank | 1,289,900.74 | .. | 1289,900.74 | 5-11-71 1289,900.74 15118,270.00 |
| OTHER COOPERATIVE BANKS IN SIND REGION. | | | | | |
| 4 | Mehar Taluka Agri. Coop Bank Ltd., Mehar | 44,500.00 | Interest to be charged by State Bank of Pakistan | 44,500.00 | 30-6-70 .. |
| 5 | Dadu Taluka and Agri Coop Bank Ltd. Dadu. | 45,936.00 | Ditto | 45,936.00 | .. |
| 6 | Abadgar Dev. Coop. Ltd. Digri. | 27,500.00 | Ditto | 27,500.00 | .. |

[جولائی ۱۹۷۲ء]

صوبائی اسمبلی پنجاب

11A7

| Serial No. | Name of Central Coop. Bank | Amount | | | Due date |
|------------|--|------------|---|------------|----------------------|
| | | Granteed | Interest | Total | |
| | | Principal. | | | |
| 7. | Taluka Agri. Co-operative Bank Ltd., Dokri. | 37,750.00 | Interest to be charged by State Bank of Pakistan. | 37,750.00 | June 1968 on demand. |
| 8 | Rural Dev. Cooperative Bank Ltd., Khura. . . | 23,651.50 | Ditto. | 23,651.50 | Ditto. |
| 9 | Gambat Taluka Agri. Coop. Bank Ltd., Khuhr. | 35,001.70 | Ditto. | 35,001.70 | Ditto. |
| 10 | Rehnuma Agri. Coop. Bank Ltd., Phori.. | 1,555.64 | Ditto. | 1,155.64 | Ditto. |
| | | 215,494.84 | | 215,494.84 | 215,494.84 |
| | | | | Total | .. 1533764.84 |

THE PUNJAB PROVINCIAL CO-OPERATIVE BANK LTD. LAHORE

STATEMENT SHOWING AMOUNT OF LOW CASH CREDIT, OVERDRAFT AGAINST CO-OPERATIVE BANKS IN BALUCHISTAN PROVINCE AS ON 30TH JUNE 1972.

| Serial No. | Name of Central Coop. Bank | Principal | Interest upto 30-6-72 | Total | Due date |
|------------|---|---|--|---------------------------|----------|
| 1 | Divisional Cooperative Bank, Quetta. | 862,202.64 (Overdraft (overdue Intt)) | 319,676.55 50,824.66 370,601.21 | 1,232,703.85 | 31-12-64 |
| 2 | Quetta Central Industrial and Urban Co-operative Bank Ltd., Quetta. | 1825,494.79 (overdue Intt.) | 528,622.00 150,634.96 679,257.31 | 31-12-1964 2504,762.10 | |
| 3 | Loralai Central Industrial and Urban Co-operative Bank Ltd., Loralai. | 3,160,688.89 | 813,309.72 | 3,973,988.61 | 31-12-64 |
| 4 | Kalat Divisional Co-operative Bank Ltd. | 1447,256.79 | 374,398.03 | 1821,854.82 | 31-12-64 |
| | Total | 7295,643.11 | 2,237,666.27 | 9533,309.38 | |

کوآپریٹو سوسائٹیوں کو منصوبوں کی منتقلی

*۶۲۴- رائے محمد افضل خان - کیا وزیر امداد باہمی اراکہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(ا) مغربی پاکستان کوآپریٹو ڈویلپمنٹ بورڈ کے انفساخ کے بعد سے کوآپریٹو ڈویلپمنٹ فنڈز اینڈ پروجیکٹس کے ایڈمنسٹریٹر نے جن منصوبوں کو اپنی تحویل میں لیا ان کے نام کیا ہیں۔ یہ کونسی تاریخ کو انہیں تحویل میں لیا گیا۔

(ب) آپا جزو (الف) بالا میں بیان کردہ منصوبوں میں سے کوئی منصوبہ کسی کوآپریٹو سوسائٹی یا کوآپریٹو تنظیم کو منتقل کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو ان منتقلی کی تفصیلات اور تواریخ کیا ہیں اور اگر یہ منتقل نہیں کی گئیں ہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحمید کاردار) - (الف) یکم جنوری ۱۹۶۷ء کو مغربی پاکستان کوآپریٹو ڈویلپمنٹ بورڈ کے ٹوٹنے پر ایڈمنسٹریٹر کوآپریٹو ڈویلپمنٹ فنڈ پراجیکٹس کے مندرجہ ذیل منصوبوں کا انتظام سنبھالا :-

- ۱ - راہوالی کوآپریٹو شوگر ملز
- ۲ - راہوالی رائس ملز
- ۳ - اسلام آباد کوآپریٹو شووز
- ۴ - سہر مارکیٹ بلڈنگ پراجیکٹ کراچی
- ۵ - ہائٹیئر فلور ملز شاہدرہ
- ۶ - ماڈل ٹاون ایگریکلچر اینڈ ڈیری فارم
- ۷ - کوآپریٹو کارخانہ آلات زرمی، بہاول پور
- ۸ - مشینری ہول پراجیکٹ (جاہانی مشینری)
- ۹ - فیڈ مل پلانٹ

(ب) دی مائل ٹاون ایگریکلچر اینڈ ڈیری فارم (درج بالا نمبر شمار ۲ ذکر کردہ) کا انتظام جون ۱۹۶۹ء میں دوبارہ مائل ٹاون کواپریٹو سوسائٹی کو سواپ دیا گیا تھا۔

(ج) دی مائل ٹاون ایگریکلچر اینڈ ڈیری فارم بغرض ۱۷,۰۰۰ روپے مائل ٹاون کواپریٹو سوسائٹی کے حوالے کیا گیا۔

کواپریٹو شوگر مل راہوالی کی فروخت

۶۶۹* - راج محمد افضل خان - کیا وزیر امداد باہمی اذراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کالعدم کواپریٹو ڈویلپمنٹ بورڈ نے کواپریٹو شوگر ملز راہوالی کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا تاکہ اسے بالآخر کواپریٹو سوسائٹی کو منتقل کر دیا جائے۔

(ب) آیا مذکورہ ملز متذکرہ کواپریٹو سوسائٹی نے خرید لی تھی۔ اگر ایسا ہو تو قیمت خرید میں سے کتنی رقم ادا کی گئی اور کتنی رقم بقایا واجب الادا ہے۔ نیز سود کی کتنی رقم ابھی ادا کرنا ہالی ہے۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے ۱۹۷۱ء میں اس کی فروخت کے لئے لیٹنڈر طلب کئے تھے۔

(د) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کواپریٹو ڈویلپمنٹ انڈز اینڈ پروجیکٹس کے ناظم نے موصول شدہ پیش کشوں کو منظور نہیں کیا تھا۔ لہذا لیٹنڈر دوبارہ طلب کئے گئے تھے۔

(ه) اگر جزو (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان پارٹیوں کے نام اور ان کی پیش کردہ رقم کیا تھیں جنہوں نے ہر مرتبہ لیٹنڈر دیے۔ نیز یہ کہ اس مل کو فروخت کرنے کے لئے ایڈمنسٹریٹر موصوف نے کیا طریق کار اختیار کیا؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کردار) - (الف) سابقہ کواپریٹو بورڈ کا مصدرہ مذکورہ بالا مل کسی دوسری کواپریٹو سوسائٹی کے بجائے گنا اگانے والے کسانوں کی تشکیل کردہ سال کواپریٹو سوسائٹی کے حوالے کرنا تھا۔

(ب) مذکورہ مل شاہدرہ پائیز ملٹی پرائزر سوشلفی لمیٹڈ نے خریدی تھی لیکن اس سوشلفی کے پاس کوئی سرمایہ نہ تھا ، چنانچہ مل سابقہ کواپریٹو بورڈ کو سونپ دی گئی جس نے مبلغ ۳۲,۵۰,۰۰۰ روپے مجموعی قیمت خرید میں سے مبلغ ۳۱,۲۸,۸۱۰ روپے ادا کر دیئے - مذکورہ بورڈ نے حکومت کو ابھی تک مبلغ ۲۳,۲۱,۱۹۰ روپے اندازاً ادا کرنے میں جن میں قیمت خرید کا بقایا مبلغ ۱۱,۲۱,۱۹۰ روپے ہے اور باقی سود ہے -

(ج) ہاں -

(د) ،،راہوالی اسپورٹس کمیٹی،، نے جسے حکومت نے مقرر کیا تھا، کوئی پیشکش قبول نہیں کی تھی -

(ر) پہلی دفعہ تندر طلب کرنے پر مندرجہ ذیل پارٹیوں نے پیشکش دی تھیں :

(۱) ہاشم الویشنٹس لمیٹڈ کراچی ۶۵,۵۱,۰۰۰ روپے

(۲) مسٹر محمد صادق معرفت اویسا

ٹریڈنگ کورپوریشن کراچی - ۳۲,۵۰,۰۰۰ روپے

(۳) ایم۔ اے حکیم برائے راہوالی

شوگر اینڈ الائیڈ الیسٹریز لمیٹڈ

(مجوزہ) لاہور - ۳۳,۱۱,۰۰۰ روپے

دوسری دفعہ صرف ہاشم الویشنٹس لمیٹڈ کراچی نے ۵۵,۶۱,۰۰۰ روپے کی پیشکش دی تھی - چونکہ پارٹیوں کی پیش کردہ پیشکش قابل قبول نہ تھیں ، مذکورہ مل کو فروخت نہ کرنے کا فیصلہ کیا -

امداد باہمی کے قرضے

*۶۴۸- راو سکند افضل خان - کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکمہ امداد باہمی نے صوبے کے تمام کواپریٹو بینکوں کو ہدایات جاری کی ہیں کہ تجارتی قرضے فوری طور پر بند کر دیئے جائیں - اسی سے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحمید کاردار) - ہاں -
 امداد باہمی کے بینکوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ ذیل کی
 وجوہ پر تجارتی مقاصد کے لئے قرضے دینا بند کر دیں -

(۱) امداد باہمی کے بینکوں کی انتظامیہ نے غیر ذمہ دار پارٹیوں یا
 پارٹیوں کو بغیر کسی ضمانت کے قرضے دئے اور اس طرح
 بڑی رقمات واجب الادا ہیں -

(۲) ابتدائی طور پر امداد باہمی کے بینکوں کو اپنی الحاق شدہ
 انجمن ہائے امداد باہمی کو قرضہ دینے کے لئے منظم کیا
 گیا تھا ان کو تجارتی مقاصد کے لئے قرضے دینے کی اجازت
 نہ تھی جو کہ ان کا مقصد نہیں ہے - اس لئے تجارتی
 مقاصد کے لئے قرضوں پر پابندی لازم ہو گئی -

سینٹریل کواپریٹو بینکوں کے واجب الوصول قرضے

* ۶۲۹ راؤ محمد افضل خان - کیا وزیر امداد باہمی از راہ
 کرم بیان فرمائیں گے :-

(الف) موجودہ پنجاب اور سابق ریاست بہاولپور کے علاقوں میں
 موجود تمام قسم کی کواپریٹو سوسائٹیوں کے پاس ۳۰ جون
 ۱۹۷۰ء کو جمع شدہ رقم کل کتنی تھی اور ان پر کتنی
 رقم واجب الادا تھی -

(ب) مورخہ ۳۰ جون ۱۹۷۱ء کو صوبے کی تمام قسموں کی
 کواپریٹو سوسائٹیوں کے پاس جمع رقم اور ان کے ذمے
 واجب الادا رقم کتنی تھی -

(ج) صوبے میں سنٹرل کواپریٹو بینکوں کی کل کتنی رقم مورخہ
 ۳۰ جون ۱۹۷۱ء کو تمام قسم کی کواپریٹو سوسائٹیوں
 کے ذمہ قرضوں کی صورت میں واجب الادا تھی ؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحمید کاردار) - (الف) ۲۳,۹۱۱,۰۰۰ روپے

(ب) ڈیپازٹس ۲۷,۱۲۶۷,۰۰۰ روپے

قرضے ۱۲۹,۰۷۶,۰۰۰ روپے

میزان ۳۰۰,۸۳۳,۰۰۰ روپے

(ج) ۱۲۹,۰۷۶,۰۰۰ روپے

لفان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۱۱۸۹

ضلع ڈیرہ غازیخان کے قحط زدہ علاقوں کو گندم کی فراہمی

* ۱۶۷ - ذوالبازدہ سردار عطا محمد خان لغاری - کیا وزیر خوراک از راہ گرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان اور بالخصوص ڈی ایکسکو ڈیڈ قبائلی علاقے اور پچھلے کے علاقے جو آبپاشی کی ضرورت کے لئے بارشوں اور پہاڑی نالوں پر انحصار کرتے ہیں گزشتہ چار پانچ سال سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے شدید متاثر ہوئے ہیں اور فی الحقیقت قحط کا شکار ہیں خاص کر روجہان کے ارد گرد اور مہارگی بی۔ ایم۔ بی۔ جو کیوں کے باشندے درختوں کی جڑیں اہال کر گزارہ کرتے ہیں اور نہایت مفلسی اور ناقہ کشی کی حالت میں ہیں -

(ب) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ گزشتہ موسم سرما کے دوران تولسہ نہر سے پانی کی فراہمی میں تعطل واقع ہونے کی وجہ سے گندم ۲۸ تا ۳۰ روپے فی من فروخت ہوئی - اگر ایسا ہے تو آیا حکومت اس امر کا ارادہ رکھتی ہے کہ جب کبھی گندم کی قیمت ۲۰ روپے فی من سے متجاوز ہو جائے تو ضلع ڈیرہ غازیخان کے باقی ماندہ علاقوں میں جہاں اجناس خوردنی ضرورت سے کم ہوتی ہیں گندم سپلائی کی جائے ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحمید کاردار) - (الف) پچھلے چار پانچ سال میں اس ضلع کے کسی علاقہ کو خشک سالی اور قحط کا سامنا نہیں کرنا پڑا - پچھلے اور شامل کردہ - قبائلی علاقوں میں بارش ہوتی رہی ہے - ان علاقوں میں کافی مقدار میں جوار اور باجرہ ہوتا رہا ہے - جو کہ اس علاقہ کی اہم فصلیں ہیں - اور مقامی باشندوں کی خوراک بھی ہے - ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ اس علاقے کے لوگ اناج نہ ملنے کے باعث اپنی ہونے جڑیں کھاتے رہے ہیں - ڈیرہ غازیخان میں کافی مقدار میں جوار اور باجرہ پیدا ہوتا ہے - جس سے اس علاقے کے لوگوں

کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں جو زائد ہوتا ہے۔ وہ پنجاب کے دوسرے ضلعوں کو سپلائی کیا جاتا ہے۔

(ب) پچھلے سردیوں میں پاکستان بھر میں گندم کے نرخ ۲۵ روپے من سے لے کر ۳۰ روپے من تک رہے اور ڈیرہ غازیخان میں بھی گندم ان نرخوں تک ہکتی رہی۔ اس علاقہ میں نہری پالی کی کمی رہی ہے۔ جن علاقوں میں گندم کم ہو اور جب وہاں نرخ ۲۰ روپے فی من تک پہنچ جائیں تو حکومت صوبائی ذخیروں سے گندم ان علاقوں کے لئے جاری کرتی ہے۔ تاہم گندم کی سپلائی اور قیمتوں کے مسئلہ پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اگر اس ضلع کے بڑے زمیندار اپنی گندم حکومت کے پاس فروخت کریں۔ لیکن اس کے برعکس پچھلے دو سالوں یعنی ۷۱-۱۹۷۰ء اور ۷۲-۱۹۷۱ء میں گندم کا ایک دانہ بھی حکومت کو نہیں دیا گیا۔

ضلع ڈیرہ غازیخان کے ڈی ایگسکوڈیڈ علاقوں کے لئے راشن کا اجراء

۷۱۳۳ - ڈی ایگسکوڈیڈ سردار صاحبان نے کہا کہ - کیا وزیر

شوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ون یونٹ ٹوٹنے اور چشمہ جہلم لنگ اور تونسہ پنچند لنگ کی تعمیر کے بعد ضلع ڈیرہ غازیخان میں گندم اور اجناس خوردنی کی پیداوار میں شدید کمی واقع ہوئی جس کی وجہ سے مذکورہ ضلع کی اجناس خوردنی کی ضروریات پوری نہیں ہو رہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت ڈی ایگسکوڈیڈ قبائلی علاقوں اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں دامن کوہ میں واقع بارانی علاقوں کے تمام عوام کو مردم شماری کے اعداد و شمار کی بنا پر راشن کارڈ جاری کرنے کی ؟

وزیر شوراک (مسٹر عبدالحنیف کاردار) - (الف) ان علاقوں میں گندم کی پیداوار کم تو ہوئی ہے۔ لیکن اس کا

شبان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی سبز پر رکھے گئے ۱۱۹۱

اعداد و شمار کی بنا پر ضلع وار سالانہ منصوبہ خوراک تیار کرنے کا ارادہ رکھی ہے تاکہ دیہی آبادی کو بھی معقول نرخ پر گندم فراہم ہو سکے اور انہیں ۲۸ تا ۳۰ روپے فی من قیمت پر گندم لے خریدنی پڑے جیسا کہ اس سال کے آغاز میں ہوا تھا ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحمید کاردار)۔ گندم اور دوسرے خوردنی اجناس کی باقاعدہ اور معقول قیمت پر ہم رسالی کے لئے حکومت ہلا سنگ کمیشن کے تیار کردہ آبادی کے اعداد و شمار کی بنیاد پر منصوبہ بندی کرتی ہے۔ محکمہ زراعت کی طرف سے مہیا کردہ گندم اور دوسرے اجناس کی پیداوار کے تخمینہ اور آبادی کے اعداد و شمار کے پیش نظر صوبائی حکومت اپنی درآمدی گندم کی ضروریات کے لئے اگر کوئی ہوں۔ مرکزی حکومت کو مطلع کرتی ہے۔ اس طرح ملکی گندم اور درآمدی گندم بوقت ضرورت صوبہ کے تمام علاقوں اور خاص طور پر کمی والے علاقوں کو سرکاری قیمت فروخت پر مہیا کی جاتی ہے۔

دیہی علاقوں میں چھینی کے کوٹا میں اضافہ

۱۳۴۱۔ خواجہ زادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ کیا وزیر خوراک از زاہ کرم بیان فرمائیں گے آیا یہ امر واقعہ ہے شہری علاقوں میں چھینی کا منظور شدہ کوٹا دیہاتی علاقوں کی نسبت دگنا ہے اگر ایسا ہے تو حکومت کب تک اس تفاوت کو ختم کرے گی ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحمید کاردار)۔ جی ہاں۔ آج کل مطالب میں چینی ضلعی ہیڈ کوارٹرز۔ چھوٹے شہروں اور دیہی علاقوں میں بالترتیب بارہ چھٹانک چھ چھٹانک اور دو چھٹانک فی کس ماہانہ کے حساب سے تقسیم کی جا رہی ہے۔ فی الحال دیہی اور شہری علاقوں کی اس تفریق کو ختم کرنے کی کوئی اسکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

چک نمبر ۳۲۳ گ۔ ب تحصیل ڈوبہ ٹیک ہنگہ کی

ارضیات پر شجرکاری

۸۸۸۔ مسٹر عبد الرحمان جامی۔ کیا وزیر زراعت از زاہ

کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ جنگلات نے چک نمبر ۳۲۳ جی۔ بی، تحصیل ڈوبہ ٹیک ہنگہ ضلع لائلپور کی زمینوں میں جنگلات لگانے کا کام

باعث ملحق نہروں کی تعمیر نہیں ہے۔ اس علاقے میں ڈیرہ غازی خان نہر سے آبپاشی ہوتی ہے۔ ان ملحق نہروں کی تعمیر سے ڈیرہ غازی خان نہر کے پانی کے کولہ پر اثر نہیں پڑا دراصل اس علاقہ کے زمیندار اب روٹی کاشت کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں جسے وہ نقد فصل کہتے ہیں۔ اور جوان کے خیال میں گندم سے زیادہ نفع بخش ہے۔

(ب) ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہر جگہ راشن ڈپو ہیں۔ پچھلے شامل کردہ (De-Excluded) قبائلی علاقوں اور بازاری علاقوں میں بھی راشن ڈپو ہیں۔ جن دنوں گندم کی کمی ہوتی ہے۔ تو اس علاقہ کی تصدیق شدہ آبادی نہروں کے مطابق اس علاقہ میں گندم اور گندم کا آٹا مہیا کیا جاتا ہے۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں چینی اور گڑ کی قیمت

* ۷۱۲ - نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ کہا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں ۳ جون ۱۹۷۲ء تک کھلے بازار میں چینی ساڑھے تین روپے سیر اور گڑ دو روپے سیر فروخت ہوتا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو آیا حکومت اپنے سابقہ طریق کار کو دوبارہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے تحت وہ کھانڈ کے کارخانوں کی تیار پیناوار ایسی قیمت پر حاصل کر لیتی تھی جس سے کارخانہ داروں کو ان کے لگائے گئے سرمایہ پر ۱۰ فیصد منافع مل سکے؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار)۔ جی ہاں۔ لیکن چینی کی قیمتوں میں اب کمی واقع ہو رہی ہے۔ فی الحال حکومت ملوں کے تمام سٹاک اپنی تحویل میں نہیں لے رہی۔ بہر حال آئندہ کسی بھی وقت ایسا کیا جاسکتا ہے۔

صوبہ میں ضلع وار سیلابی منصوبہ خوراک

* ۷۱۵ - نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت مختلف اضلاع کے باشندوں کی عادات خورد و نوش کو ملحوظ رکھتے ہوئے آبادی کے

پہلے زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی ایئر لبر رکھے گئے ۶۹۹۴

کون سے ممال اور ماہ میں شروع کیا تھا اور کس قدر
تیار تھے جنکلات لگانے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) مذکورہ جنگلات پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی۔ اور اس سے
کتنی آمدنی حاصل ہو رہی ہے نیز وہ جنگلات ٹریڈ ٹیکس سے
کتنے فاصلے پر ہے؟

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ (الف) شجرکاری مارچ
۱۹۶۱ء میں ۲۰ قطعوں پر مشتمل ۳۰۱ ایکڑ رقبہ پر
شروع کی گئی تھی۔ جو کہ ۲۰۲ ایکڑ رقبہ پر مکمل
ہو چکی ہے۔

(ب) کل خرچ ۱۹۶۱ء میں ۲۶۸۸۰۰۰ روپے

اس شجرکاری سے حاصل کردہ آمدنی کتنی نہیں۔

ٹریڈ ٹیکس سے فاصلہ ۳ میل

محکمہ جنگلات کے ایسراء کی طرف سے کاشتکاروں کا
چالان کرنا

۱۹۶۱ء میں چھوٹی چلی بہادر خان۔ کیا وزڈ زراعت از رو
مقرر فرمائیں گے۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ جنگلات کے آفیسرز غریب
کاشتکاروں کا چالان دیہات کے معزین کو تصدیق کے بغیر
کرتے ہیں جسکی وجہ سے کاشتکار بہت پریشانی محسوس
کرتے ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہے، تو حکومت اس مسئلہ کے تعلقے کیا اقدامات
رہنے لگے۔

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی)۔ جی نہیں۔ کسی
بھی کاشتکار کا جنگلات کے جرم کے تحت گاؤں کے نمبردار کی تصدیق کے
بغیر چالان نہیں کیا جاتا۔ نمبردار کی غیر موجودگی یا عدم تعاون کی صورت
میں نمبردار کے نمبر پر کاشتکاروں کو رجوع کیا جاتا ہے۔

اگر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گندم پر دی جانے والی رعائتی قیمت

۱۔ ملک سرگراز احمد - کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان لومائیں گے :-

(الف) فی من گندم پر کتنی رقم رعائتی قیمت کے طور پر دی جاتی ہے -

(ب) سال ۱۹۷۱ء میں کل کتنے من گندم حاصل کی گئی -

(ج) صوبے میں سال ۱۹۷۱ء کے دوران مختلف فلور ملوں کو کل کتنے من گندم سپلائی کی گئی -

(د) سال ۱۹۷۱ء کے دوران دوسرے صوبوں کو کل کتنے من گندم سپلائی کی گئی -

(و) اسٹاک میں کل کتنی گندم باقی ہے -

(و) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ رعائتی قیمت پر دی جانے والی گندم کو پنجاب سے دوسرے صوبوں میں لے جایا جا رہا ہے -

(ز) اگر جزو بالا (و) تک کا جواب اثبات میں ہو تو اس سلسلہ میں ادا کی جانے والی اسنادی رقم کل کتنی تھی -

(ح) آنا میدہ سوچی اور بھوسہ کتنی مقدار میں دوسرے صوبوں میں لے جایا گیا -

(ط) آٹے کی ملوں میں روزانہ کام کرنے کے لئے کتنے گھنٹے مقرر ہیں - آیا ملوں میں آٹے کی پوری گنٹائشن کے مطابق کام ہو رہا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں -

وزیر خوراک (مسٹر عبدالعفیظ کاردار) - (الف) درآمدی

گندم پر اسنادی رقم (subsidy) یکم مارچ ۱۹۷۲ء سے ۳ اپریل ۱۹۷۲ء تک ۲ روپے ۳۰ پیسے فی من تھی -

یکم مئی ۱۹۷۲ء سے اب تک ۷ روپے ۱۰ پیسے فی من ہے -

مقامی (دیسی) گندم پر (subsidy) اسنادی رقم یکم جولائی ۱۹۷۰ء سے ۳ دسمبر ۱۹۷۱ء تک ۳ روپے فی من تھی ۹

دسمبر ۱۹۷۱ء سے اب تک ۳ روپے ۱۰ پیسے فی من ہے -

(ب) سال ۱۹۷۱ء میں ۱،۷۲،۰۵،۸۸۷ من گندم خریدی گئی۔

(پ) سال ۱۹۷۱ء میں ۱،۰۹،۷۰،۹۹۱ من گندم آٹا ملوں کو

جاری کی گئی۔

(ت) ۱۹۷۱ء میں دوسرے صوبوں کو ۶،۲۲،۷۶۵ من ۳۱ سہر ۱۲

چھٹانک گندم مہیا کی گئی۔

(ث) ۳۱ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ۸۶،۶۳،۰۷۱ من گندم سٹاک میں تھی۔

(ث) جواب نفی میں ہے۔

(ج) جواب نفی میں ہے۔

(چ) دوسرے صوبوں کو ۲۱،۵۲،۸۳۷ من آٹا لے جایا گیا۔

میدہ، روا اور سوچی کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی

نہیں ہے۔ اس لئے کوائف میسر نہیں ہیں۔

(ح) آٹا کی مانگ اور صوبائی ذخائر میں سٹاک پوزیشن کو مد نظر

رکھتے ہوئے گندم آٹا ملوں کو مہیا کی جاتی ہے۔ حکومت

کی گندم بیسنے کے لئے اوقات مستقل طور پر نشین نہیں

ہیں اب آٹے کی ملوں کو اجازت ہے کہ وہ کھلی بندی

سے اپنے حساب پر خریدی ہوئی گندم کو بیسے۔ اس

لئے انہیں آزادی ہے کہ اپنی نل کو زیادہ سے زیادہ

کھنٹے چلائیں۔

صوبہ میں کھادوں - چھسم - بیجوں - جراثیم کشوں

ادویات کے لئے امدادی رقم

۲ - ملک سرفراز احمد - آیا وزیر زراعت ازرہ کرم یان

فرمائیں گے کہ :-

(الف) ۱۹۷۱-۷۲ کے دوران صوبے میں حکومت نے (اول) کھادوں

(دوم) چھسم (سوم) بیجوں (چہارم) جراثیم کش اور کیڑے

مار ادویات کے لئے کل کتنی امدادی رقم منظور کی۔

(ب) ۱۹۶۵ء سے لے کر ۳۰ جون ۱۹۷۱ء تک صوبے میں کتنی

سہرے مشینیں خریدی گئیں اور ان کی تعداد کیا ہے جو اس

وقت کام کرنے کی حالت میں ہیں۔

(ج) اگر محولہ بالا (ب) میں مندرج مشینیں خراب ہو گئی ہوں تو آیا متعلقہ آیسروں اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔ اگر کی گئی ہو تو اس کا نتیجہ کیا نکلا اور آیا مشینوں کی مرمت کے لئے کوئی کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر زراعت (سٹر صادق حسین قریشی)۔(الف) ۱۹۷۱-۱۹۷۲ء کے دوران اپریل ۱۹۷۲ء تک کاشتکاروں میں امداد کے طور پر سیپا کی جانے والی رقم صرف ۷۰۷,۹۹,۳۷۷ روپے ہے اس رقم میں لاہور کی پانچ منتخب تحصیلوں میں دھان کی سنڈی کے خلاف سہم کے علاقہ میں چاول کے کاشتکاروں کے لئے خرید ۱۹۷۱ء کے لئے منظور شدہ ۳,۰۸,۳۳,۵۶۱ روپے کی رقم بھی شامل ہے۔

(ب) صوبہ میں ۱۹۵۵ء سے ۳۰ جون ۱۹۷۱ء تک تمام اقسام کی سپرے مشینوں کی تعداد ۳۸,۱۶۳ ہے جن میں سے ۱۲,۳۳۶ چالو حالت میں ہیں۔

(ج) کثرت استعمال سے شکست و ریخت کے باعث مشینیں ناقابل استعمال ہو جاتی ہیں کیونکہ ان مشینوں کی زندگی متعین اور مختصر ہوتی ہے اس لئے کوئی اہلکار شکست و ریخت کے لئے ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ مشینوں کو چالو حالت میں رکھنے کے لئے شعبہ ہذا باقاعدگی سے ٹولے پھولے ہرزوں کی مرمت اور تبدیلی کرتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ابھی تک ۱۲,۳۳۶ مشینیں ابھی تک قابل استعمال حالت میں ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

رانا رب نواز نون

ہیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب سپر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I beg to state that my better half is seriously ill.
Kindly Excuse my absence and my leave may
be very kindly extended up to 28-7-72.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سپر دوست محمد لالی

سپیکر ڈپٹی اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سپر دوست محمد

لالی صاحب سپر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مودبانہ گزارش ہے کہ بندہ ۷-۷-۱۹۷۲ء کو

اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا ایک ہوم

کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام قادر

سپیکر ڈپٹی اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام قادر

صاحب سپر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہے :-

میں اپنے والد گرامی کے انتقال کی وجہ سے آج

مورخہ ۲۸-۶-۱۹۷۲ء کے اجلاس میں شرکت نہیں

کر سکوں گا رخصت چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار نادر محمد خان جتوئی

سپیکر ڈپٹی اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سردار نادر محمد

خان جتوئی صاحب سپر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں صوبائی اسمبلی کے اجلاس

میں جو مورخہ ۶ جولائی کو منعقد ہوگا شمولیت

نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے نہایت اہم ذاتی

کام کی وجہ سے ایسا کرنے کا وقت نہیں ملے گا۔

استدعا ہے کہ اس اجلاس مورخہ ۷-۷-۱۹۷۲ء

کے لئے مجھے رخصت عنایت فرمائی جائے۔

ممبر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سپیکر ٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید

حسن محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am not feeling well today. It is requested that I am kindly
be allowed leave for to day i. e. 7-7-1973.

ممبر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شیر احمد

سپیکر ٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رئیس شیر احمد

صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am not feeling well today. It is requested that I may
kindly be allowed leave for to day i. e. 7-7-1972.

ممبر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سید نواز شہ علی شاہ

سپیکر ٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل ٹیلیگرام سید نواز شہ علی شاہ

صاحب - ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Un well can attend Session.

ممبر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

Point of Order

Re—Introduction of the Punjab Finance Bill, 1972.

(Mr. Speaker's ruling).

Mr. Speaker:—On 20th June 1972, Saifullah Khan raised a point of order regarding the introduction of the Punjab Finance Bill, 1972 and while ruling out that point of order I observed that I will give a detailed ruling.

The agenda for 18th June, 1972 had got only two items—firstly the recitation from the Holy Quran and the other the presentation of the budget for the year 1972-73. The second item was divided into two sub-items—the presentation of the budget and the introduction of the Punjab Finance Bill, 1972.

Haji Muhammad Saifullah Khan made reference to Rule 2(1)(m) and to Rule 163. However, the said rules have no application to the introduction of a Government Bill. While a Private Member's Bill requires the leave of the House for its introduction under Rule 70, no such leave is required for introduction of Government Bill. Therefore, while a motion in respect of a Private Member's Bill for its introduction is required, no such motion is required to be made for introduction of a Government Bill. This is why nowhere is Rule 72 it is provided that a Government Bill will be introduced through a motion. Therefore, for introduction of the Punjab Finance Bill, 1972, no motion was required to be made.

The honourable member also raised an objection that while introducing the Bill, the Finance Minister did not say that the Punjab Finance Bill was of 1972. In fact, the year of the Bill was not required to be mentioned firstly, because the Bill itself was circulated to the members and secondly because the item relating to the presentation of the budget on the agenda was for 1972-73. The Punjab Finance Bill which had been circulated related to the Bill of 1972. As such the said year need not be mentioned specifically at the time of the introduction of the Bill. The Punjab Finance Bill was, therefore, rightly introduced.

PRIVILEGE MOTION

REG. INCORRECT STATEMENT MADE BY THE FINANCE MINISTER
ON 27TH JUNE 1972 (Mr. Speaker's Ruling)

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan had raise a question of the breach of the privileges of this House arising out of incorrect statement made by the Finance Minister on the floor of the House yesterday on the 27th of June 1972 by making an incorrect statement that after the deduction of income-tax, he receive Rs. 1,083 only per month whereas before joining as Minister he used to earn 8 to 10 times more. Obviously the rate of income-tax is not as given out by the Finance Minister. The Finance Minister has deliberately given the incorrect information to the House in order to create a favourable impression in the House. The well-recognised privilege of the House to get correct information and statement, has there fore been breached.

میں نے اس دن یہ کہا تھا اس میں چونکہ ابوان کی کارروائی کا ذکر ہے It will be verified from the record and let it be pending for the 7th of July 1972 تو میں نے اس کو verify کیا یہ جو انہوں نے لکھا ہے - کہ انہوں نے کہا ہے -

"by making an incorrect statement that after the deduction of income-tax he received Rs. 1,083 only per month".

یہ ان کے بیان میں ہے میں سناتا ہوں -

حاجی محمد سپہت اللہ خان : جناب والا - میں آپ کی توجہ دل ۵۳ کی طرف دلاؤنگا - کیونکہ میری تحریک استحقاق چناب نے admit کی ہوئی ہے - رول ۵۳ یہ کہتا ہے -

سپیکر سوالوں کو نپٹانے کے بعد اور فہرست کارروائی شروع کرنے سے پہلے رکن جس نے نوٹس دیا ہو کو ہکاڑے کا اور اس کے بعد رکن اپنی جگہ پر کھڑا ہو گا اور مختصر سا جواب دے گا -

جناب والا یہ تحریک استحقاق پیش کرنے دی جائے اس کے بعد جناب والا ان کی جو رپورٹ ہے ان کی وضاحت ہے یا جو جواب ہے وہ پیش کریں -

مسٹر سپیکر - میں نے admit نہیں کی تھی میں نے یہ کہا تھا کہ اس پر میں اپنا فیصلہ محفوظ رکھتا ہوں -

حاجی محمد سپہت اللہ خان : میرے پاس جناب کی چٹھی موجود ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق "shall be taken up" تو جناب آج اس پر غور ہونا ہے -

Mr. Speaker: That relates to my decision that I will decide it on the 7th.

اگر admit ہو گئی تو پھر اس پر بحث ہوگی - اگر admit نہیں ہوگی تو I will take it up on the 7th میرے آرڈر کے الفاظ یہ ہیں -

'Be verified from the record and keep it pending for the 7th July, 1972.'

حاجی محمد سپہت اللہ خان : جناب میری گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی تحریک التوا نہیں ہے - یہ تحریک استحقاق ہے اور جب تک

آپ مجھے سنیں گے نہیں - میرا ثبوت نہیں لیں گے آپ فیصلہ کس چیز پر
دیں گے - آپ مجھ سے بھی تو حقائق لیں کہ میں کن حالات اور
واقعات کی بنا پر یہ تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں -

مسنجر سپیکر - آپ نے تحریک استحقاق میں کیا لکھا ہے -

حاجی مگد سہت اللہ خان - میں نے contents لکھے ہوئے
ہیں - اگر یہ contents سنا جا سکیں تو - - - -

مسنجر سپیکر - نہیں اس طرح نہیں -

حاجی مگد سہت اللہ خان - جناب - اس لئے تو short
statement کی privilege رکھی ہوئی ہے -

In support of my privilege I may refer something to you.

کہ اس کی تائید میں میرے پاس کیا مواد ہے - میں نے اس لئے تحریک
استحقاق میں short statement نہیں رکھی کہ اس میں تبدیلی کی گئی
ہے جزو "ب" کی - طریقہ یہ ہے کہ جناب سپیکر پکارتے ہیں - اگر وہ تحریر
باضابطہ ہے اور اس میں کوئی قانونی غامبی نہیں ہے - اگر وہ غلط ہے تو
وہ fall ہو جائے گی - اگر اس میں میرے contents غلط ہیں تو وہ تلقاً
accept نہیں ہو گی -

مسنجر سپیکر - حاجی صاحب آپ تشریف رکھوں -

It relates to the record.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - اس ایوان کا طریق کار
یہ رہا ہے اور رولز بھی یہی provide کرتے ہیں کہ جو تحریک
استحقاق ممبر پیش کرے یا جو تحریک التوا کار ممبر پیش کرے وہ پہلے
کہڑا ہو کر اس کو پڑھے فرق ان دونوں تحریک میں یہ ہوتا ہے
کہ جو ممبر تحریک استحقاق پیش کرتا ہے اسے مختصر بیان
دینے کا بھی آئینی اور قانونی حق حاصل ہے - لیکن جب تحریک التوائے
کار پیش کرتا ہے تو اس کے ساتھ مختصر بیان دینے کی ضرورت
نہیں ہوتی - وہ ممبر مسنجر سپیکر کی اجازت سے بول سکتا ہے - پہلے
اس ہاؤس کے سامنے یہ آنا چاہئے کہ ان کی تحریک استحقاق کیا
تھی تاکہ ممبروں کو واقفیت حاصل ہو اور اس پر ہم غور کر سکیں
سوچ سکیں اور راہنمائی حاصل کر سکیں - پہلے آپ ان کو اجازت دیں
کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں اور بتائیں کہ ان کے استحقاق کو

کس breach کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کے اوپر آپ بھی غور کریں گے یہ ایوان بھی غور کرے گا۔

مسٹر سپیکر— میں نے اس میں یہ find کیا ہے -----

علامہ رحمت اللہ ارشد— آپ کے ارشاد سے پہلے میں ایک گزارش کرونگا۔ گل میں نے محترم قائد حزب اقتدار سے گزارش کی تھی کہ جہاں ایک بری رسم پیدا کی جا رہی ہے۔ بری روایت پیدا کی جا رہی ہے کہ آپ اپنے چیمبر کے اندر motions کو kill کر دیتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ آپ کو یہ اختیار حاصل ہے۔ اس پر رولنگ بھی موجود ہے۔ لیکن یہ بھی آپ دیکھ لیجئے کہ سابقہ سپیکر چوہدری محمد انور بھنڈر کے آخری وقت تک کوئی ایک بھی موشن چیمبر کے اندر kill نہیں کی گئی اس کو جہاں پڑھا گیا اور اگر انہوں نے اس کو مسترد بھی کرنا تھا۔ نامنظور بھی کرنا تھا۔ reject بھی کرنا تھا تو وہ خود اس کو پڑھ گئے نامنظور کر دیتے تھے میں اور قائد ایوان اس بات پر متفق ہیں اور آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ سہرانی فرما کر کسی تحریک استحقاق کو کسی تحریک التوائے کار کو اپنے چیمبر میں kill نہ کیا کریں۔ آپ اس کو ہاؤس میں لے آئیں۔ آپ کے اختیارات وسیع ہیں اگر آپ اجازت دیں گے تو اس پر بحث ہو۔ اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

مسٹر سپیکر— اس میں پوزیشن یہ ہے کہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار اوپر لکھ کر لیجئے اس کا مضمون ایسا ہو کہ نہ وہ تحریک استحقاق اور نہ ہی تحریک التوائے کار بنتی ہو گو میری اس میں limitations ہیں۔ میں ایسے اراکین کے امداد نہیں کر سکتا۔ اگر وہ میرے پاس آئیں یا آپ کے پاس آئیں اور آپ کے مشورہ سے وہ لکھیں تو بہتر ہوگا۔ اس لئے میں تو اس پر اپنے آپ کو پابند کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بالی دوسری بات جو آپ نے فرمائی ہے بالکل بعینہ میں وہی کر رہا ہوں۔ میں نے ان کی تحریک استحقاق پڑھی ہے اور پڑھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کوئی استحقاق breach کرنے کا اس میں ذکر نہیں ہے۔ معزز ممبر شاید اس کے بعد یہ کہہ سکیں کہ یہ تحریک جو لائی گئی ہے اس میں میری privilege violate ہوئی ہے۔ کیونکہ ایوان کے ریکارڈ کے مطابق اس میں incorrect statement ہے۔ اب میں اپنا لہجہ کر سکتا ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا
میں اپنی توجہ قاعدہ ۰۰ کی طرف مبذول کراؤنگا -

اس میں لکھا ہے کہ اگر سپیکر تحریک کو باضابطہ
قرار دے تو اسمبلی مسئلہ استحقاق پر غور و
خوض کرنے اور اس کا فیصلہ کرنے کی مجاز
ہو گی -

جناب والا - آپ کو تحریک بے ضابطہ یا باضابطہ قرار دینے کا
اختیار رول ۰۳ پر عمل درآمد کے بعد حاصل ہوتا ہے جب ممبر وہ تحریک
پیش کر چکے اور قاعدہ ۰۳ کے تحت مختصر بیان دیئے پھر رول ۰۰ کے
تحت آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس کو بے ضابطہ قرار دے کر مسترد
کر دیں - جب تک آپ رول ۰۳ کے تحت ممبر کو اجازت نہیں دیں گے
آپ رول ۰۰ کے تحت اختیارات حاصل نہیں کر سکتے -

مسٹر سپیکر - میں اس کے متعلق پہلے فیصلہ کر چکا ہوں -
اب میں اپنی رولنگ پڑھتا ہوں اور اگر کوئی فاضل رکن آج سے دوسرے
یا تیسرے دن کی کارروائی دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ میں اس نکتے
پر فیصلہ کر چکا ہوں -

Haji Muhammad Saifullah Khan gave notice of a Privilege
Motion on 28th June, 1972 that the Finance Minister had made a
wrong statement on 27th June 1972 that the salary of a Minister,
after deduction of income tax to Rs. 1,083. The record has been
checked up by me. The Privilege Motion is based on some
misunderstanding and on some wrong report. The Finance
Minister on 27th June 1972 had stated that income-tax amounting
to Rs. 1,083 p.m. was leviable on the salary of a Minister. He
did not say that after deduction of income tax, the salary came
to Rs. 1,083. The Privilege Motion, therefore, has to be ruled out
as the same is not based on the correct version of the record.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - میں آپ کو پھر
متوجہ کرتا ہوں کہ یہ رولنگ جو آپ نے دی ہے پہلے آپ تحریک استحقاق
پیش کرنے والے فاضل رکن کو اجازت دیں کہ وہ تحریک استحقاق پیش
کریں - اسے پڑھیں اور مختصر سا بیان دیں - اس کے بعد آپ اس پر اپنی
رولنگ دے سکتے ہیں -

Speaker: I have not admitted that motion.

علامہ رحمت اللہ ارشد - اس کے admission کی باری تب آئے گی۔ جب آپ ممبر کو سنیں گے۔ اس کو یہ بھی حق دیا گیا ہے کہ وہ مختصر بیان دے۔ آپ کی اس رولنگ کے خلاف ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔ یہ غلط رولنگ دی جا رہی ہے۔
(اس مرحلہ پر حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئی)

Mr. Speaker : Next item.

Adjournment Motion—Mr. Amanullah Lak. He is not present.
Next, **Mian Khurshid Anwar.**.....

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ممبران ایوان میں داخل ہوئے)

چوہدری امان اللہ لک - میں حاضر ہوں جناب۔

Mr. Speaker : You were not present.

I have called the next item.....

Amir Abdullah Khan Rokri : He is also not present

New comes private members business.

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - میں اپنی سیٹ پر حاضر تھا۔

میاں خورشید انور - جناب - والا میں بھی اپنی سیٹ پر حاضر تھا۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : I can't wait for the members to come from the lobby. They should be here in their seat please.

میاں خورشید انور - آپ نے ہمیں پکارا ہم حاضر ہیں۔

Mr. Speaker : Please take your seats.

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور - جناب والا - ہم اپنی سیٹوں پر حاضر تھے ہمیں بولنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Speaker : I can't wait for the members to come from the lobby.

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور - ہم اپنی اپنی سیٹ پر کھڑے ہیں اور آپ دیکھ کر بھی نہیں دیکھ رہے۔

Mr. Speaker : Private Members Bills.

یہاں خورشید انور :- جناب سپیکر - آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں - آپ کا مطلب کیا ہے - جب آپ نے ہکارا میں سیٹ پر حاضر تھا تو پھر مجھے بولنے کی اجازت کیوں نہیں دی آپ کا رویہ جانبدارانہ کیوں ہو گیا -

رادا پھول مگبڈ خان :- جناب والا - میں عرض کرونگا کہ ہم یہاں پر موجود ہیں -

Mr. Speaker : Private members business is now taken up.

یہاں خورشید انور :- جناب والا ! اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہماری بات نہیں سنیں گے - میں یہاں کھڑا ہوں -

Mr. Speaker : You were not in your seat and I am not going to.....

یہاں خورشید انور :- تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی سیٹوں سے اٹھ کر چلے جائیں -

Mr. Speaker : Please do not challenge the statement of the Speaker. You were not in your seat.

رادا پھول مگبڈ خان - جناب والا - ہم انصاف کی اپیل کرتے ہیں -

مسٹر سپیکر - شریف رکھتے -

Now private members business will be taken up.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر ! میں قائد حزب اقتدار سے بھی اور آپ سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے اپنے رویے پر نظر ثانی فرمائیں - اگر آپ کا رویہ یہی ہے تو ہم آج کی ساری sitting کے لئے ہائیکاک کریں گے - امان اللہ لک اپنی جگہ پر موجود تھے - میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں - میان خورشید انور بھی اپنی جگہ پر موجود تھے -

مسٹر سپیکر - آپ کی بات ہو گئی ہے - میان محمد اسلام اپنا بل پیش کریں

یہاں خورشید انور - ہم یہاں کس کام کے لئے آئے تھے - آپ نے نام ہکارا - میں یہاں موجود تھا - آپ خود جلدی میں ہیں - میں اس کا کیا کر سکتا ہوں -

مسٹر سپہیکر - یہ آپ بہتر جانتے ہیں - آپ اس ایوان کے ممبر ہیں - آپ یہاں نہیں تھے -

You were not even in the House when your name was called.

مہاں خورشید ادور - اگر آپ زیادتی کریں گے تو ہم تمام دن کے لئے واک آؤٹ کا فیصلہ کرتے ہیں -

آوازیں - یہ اس وقت باہر تھے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپہیکر ! اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ private members bills اس ہاؤس میں نہ آسکیں - تو ہم سارے دن کے لئے آج کی کارروائی کا بائیکاٹ کرتے ہیں - آپ ڈی - سی کی سند حاصل کرنا چاہتے ہیں -

مسٹر سپہیکر - میں کسی ممبر کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ ایوان میں موجود رہے -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپہیکر - سید تابش الوری صاحب، آپ تشریف رکھیں -

سید تابش الوری - میں آپ کے اس رویے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں -

Mr. Speaker : I cannot permit that in the House. Mr. Tabish Alwari don't behave in this manner.

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسوہات قانون

مسٹر سپہیکر - میاں محمد اسلام اپنا بل پیش کریں -

(ممبر حاضر نہیں)

اکلا بل شیخ محمد اقبال پیش کریں -

(ممبر حاضر نہیں)

اب شیخ عزیز احمد اپنا بل پیش کریں -

مسودہ قانون (ڈرامہ پنچاب) اشتغال اراضیات پنجاب مصدور
۱۹۷۲ء

مشیر عزیز احمد - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔
”کہ مسودہ قانون (ترمیم) شفع پنجاب مصدور ۱۹۷۲ء پیش
کرنے کی اجازت دی جائے۔“

مشیر سہیل بک - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
”کہ مسودہ قانون (ترمیم) شفع پنجاب مصدور ۱۹۷۲ء پیش
کرنے کی اجازت دی جائے۔“
(تحریک منظور کی گئی)

مشیر عزیز احمد - جناب والا - میں مسودہ قانون (ترمیم) شفع
پنجاب مصدور ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

مشیر سہیل بک - مسودہ قانون (ترمیم) شفع پنجاب مصدور ۱۹۷۲ء
ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے -

اب سید تابش الوری اپنا بل پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں)۔

اکلا بل چودھری کاجم اللہ پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں) -

اکلا بل رانا پھول محمد خان پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں)۔

اکلا بل شیخ محمد اقبال پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں) -

اکلا بل حاجی محمد سیف اللہ خان پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں)۔

اکلا بل شیخ محمد اقبال پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں) -

اکلا بل حاجی محمد سیف اللہ خان پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں)

اکلا بل چودھری کاجم اللہ پیش کریں - (ممبر حاضر نہیں) -

اکلا بل مسٹر محمد حنیف نارو پیش کریں -

مسودہ قانون (ڈرامہ پنچاب) اشتغال اراضیات پنجاب
مصدقہ ۱۹۷۲ء

مشیر مگنڈ ہنیف نارو - جناب والا - میں یہ تحریک پیش
کرتا ہوں -

”کہ مسودہ قانون (ترمیم) اشتغال اراضیات پنجاب مصدور ۱۹۷۲ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

چوہدری غلام قادر - ہوائٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ وہ حزب اختلاف کو منا کر لائیں اور تحریک استحقاق پیش ہو -
 مسٹر سپیکر - اگر یہ ہوائٹ آف آرڈر ہے تو مجھے بتا دیجئے کہ یہ کس قسم کا ہوائٹ آف آرڈر ہے - یہ ہوائٹ آف آرڈر نہیں - اگر آپ نے لیڈر آف دی ہاؤس کو کوئی مشورہ دینا ہے تو ان کے پاس تشریح لے جائے اور ان کو مشورہ دیجئے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
 ”کہ مسودہ قانون (ترمیم) اشتمال اراضیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر مگد ہنیٹ نارو - جناب والا ، میں مسودہ قانون (ترمیم) اشتمال اراضیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -
 مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم) اشتمال اراضیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے -

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی
 مصدرہ ۱۹۷۲ء

مسٹر مگد ہنیٹ نارو - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

”کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی

مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

”کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی

مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر مگد ہنیٹ نارو - جناب والا - میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپہنگر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی
معدومہ ۱۹۷۲ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

مسٹر سپہنگر - اگلی تحریک میان محمد اسلام پیش کرنی (ممبر
حاضر نہیں)۔

مسٹر سپہنگر - اگلی تحریک حاجی محمد سیف اللہ خان پیش
کریں - (ممبر حاضر نہیں)۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا - ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں - کہ
آپ صرف دس منٹ کے لئے ہاؤس ملتوی کر دیں تاکہ میں حزب اختلاف
کے معزز ممبران کی خدمت میں گزارش کر سکوں کہ وہ ایوان میں تشریف
لے آئیں اور جو بل ہیں ان کو پیش کیا جا سکے۔

مسٹر سپہنگر - آپ کی خواہش ہے کہ دوبارہ پیش کئے
جا سکیں؟

وزیر اعلیٰ - نہیں - جو باتی ہیں -

مسٹر سپہنگر - اب اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے اور
دس بج کر پندرہ منٹ پر دوبارہ کارروائی شروع ہوگی۔

وزیر اعلیٰ - شکریہ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ
کے لئے ملتوی کی گئی)۔

(ایوان کی کارروائی دوبارہ ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ
پر شروع ہوئی - مسٹر سپہنگر کرسی صدارت پر
متنیں ہوئے)۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں آپ کہ
نے میری درخواست کو قبول فرمایا - میں قائد حزب اختلاف اور ممبران
حزب اختلاف کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بھی میری معروضات
کو پذیرائی بخشی اور وہ واپس ایوان میں تشریف لے آئے - جناب والا -
میری گزارش ہے اور امید ہے کہ چونکہ تمام فاضل ممبران کی
مجھے تائید حاصل ہے آپ اچھے بھی قبول فرما لیں گے۔

قائد حزب اختلاف کے مشورے سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جن دوستوں نے جو بھی تحریک دی ہوئی ہیں وہ چاہے تحریک استحقاق ہوں یا تحریک التوا انہیں ۲۴ تاریخ کو اس ایوان میں برائے منظوری پیش فرمایا جائے۔ ایک تحریک التوا جو کہ میان خورشید انور صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے اس کے متعلق ان کی خدمت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جن سرکاری زمینوں پر اس وقت مزارخان ہیں اور انہوں نے کاشت کی ہوئی ہے۔ قابض ہیں۔ فصلیں بوئی ہوئی ہیں۔ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان کو کسی صورت بھی بے دخل نہیں کرنا چاہتے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور نہ ہی ان کی مقبوضہ اراضی کو نیلام کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی تحریک کا یہی مقصد تھا اور نہ صرف وہاڑی میں بلکہ پنجاب بھر میں جہاں جہاں بھی بٹے پر وہ زمینیں تھیں ہم ان کو پہلے سے ہی بے دخل نہیں کر رہے ہیں بلکہ آج کے اخبارات میں حکومت کی طرف سے وضاحتی بیان بھی جاری کیا جا چکا ہے۔ تو اس لئے اس گزارش کے ساتھ میں یہ عرض کرونگا کہ وہ بل جن کے محرک کے نام ہکارے تھے اور وہ موجود نہیں تھے آپ دوبارہ ان کے نام ہکاریں تاکہ یہ بل یہاں پیش کئے جا سکیں اور بعد میں مینڈنگ کمیٹی کے سپرد کئے جا سکیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب سپیکر۔ میں محترم قائد ایوان کی نیک دلی کی کوششوں کا چہرہ انہوں نے کی ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں بھی یہی گزارش کرونگا کہ آئندہ کے لئے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے ہم مل کر ایک لائحہ عمل تیار کر لیں۔ مجھے ان کے ازخات سے پوری طرح اتفاق ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے آج کے لئے توں تحریک ہائے التوائے کار کو باضابطہ قرار دیا ہوا تھا لیکن چونکہ ممبران موجود نہیں تھے تو یہ اب ۲۴ تاریخ کو پیش ہونے کی۔ ان میں سے ایک تحریک چودھری امان اللہ لک صاحب کی ہے۔ ایک میان خورشید انور صاحب کی اور ایک امیر عبداللہ نمان روکڑی صاحب کی ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ میں نے میان خورشید انور صاحب کی تحریک کے متعلق عرض کر دیا ہے۔

مسنجر سپیکر - اب تو یہ واپس نہیں ہو سکتی - اگر ان کو واپس لینی ہوگی تو ۲۳ تاریخ کو لے لیں گے -
وزیر اعلیٰ - بہت اچھا -

حاجی محمد سیٹ اللہ خان - جناب والا - وہ تعاریف پڑھ کر سنا دیجئے کہ وہ کن کن ممبران کی نہیں اور کون اے کے محرک تھے -

مسنجر سپیکر - وہ تعاریف ان کو پہنچ گئی ہیں - آپ تشریف رکھیں یہ میرے لئے بڑا مشکل ہے - میں ان کا جواب دے رہا ہوں - اگر آپ ان کا جواب نہیں سنا چاہتے - وہ بھی ہم کر لیں گے اگر آپ اس کی ضرورت محسوس کریں گے - پھر آپ کو شکایت ہوگی -
خان ایبتر عبد اللہ خان روکڑی - ہمیں کوئی شکایت نہیں ہوگی -

مہلبی خورشید انور - جناب والا - ہمیں کوئی شکایت ہو رہی نہیں سکتی -

مسنجر سپیکر - اس طرح تو میں کام نہیں چلا سکتا - میرے لئے تو یہ بڑا مشکل ہے کہ ایک تحریک التوائے کار واہلنا کے متعلق آ جاتی ہے ایک مرکز کے فنانشل ہل کے متعلق آ جاتی ہے اور اس پر اگر ممبران اس بات پر اصرار کریں کہ وہ میں یہاں پڑھ کر rule out کروں - تو پھر میں اس کو نیشنل اسمبلی نہیں بنانا چاہتا - اس لئے میں اپنے آپ پر کوئی limitations لگانے کے لئے تیار نہیں ہوں - میں ایک جج کی حیثیت سے فیصلہ ضرور کرتا ہوں لیکن جب تک اس میں ایسی بنیادی چیزیں موجود نہ ہوں جو ایک تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کے لئے ہونی چاہئیں - اس وقت تک میں فیصلہ نہیں کر سکتا - ورنہ کوئی تحریک التوا قاعدے کے مطابق ہو - ضوابط کے مطابق ہو یا قاعدے کے خلاف ہو - کچھ متعلقہ ہو کچھ غیر متعلقہ ہو وہ تو پیش ہو جائے گی - یہ تو پھر بڑا آسان ہو جائے گا کہ جس ممبر کا جو جس جملہ کا لکھ دے گا اس کے اوپر لکھ دیا کہ یہ تحریک التوائے کار ہے اور پھر سپیکر مجبور ہے کہ اس کو اس ممبران میں پڑھے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام امور کے متعلق ہم آپس میں مل کر فیصلہ کر لیں گے اور اس پر انشاء اللہ آئندہ کے لئے بالکل اتفاق رائے ہوگا۔ تو فی الحال میں یہ تحریک کرونگا کہ چونکہ یہ تمام تعاریف ۲۳ تاریخ کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں اور وضاحتی بیان بھی میں نے پیش کر دیا ہے اس لئے اب غیر سرکاری بلوں کے بارے میں آپ کارروائی شروع فرمائیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں آپکو متوجہ کرنے کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ درست فرمایا ہے کہ بعض تعاریف التوا قاعدے کے مطابق نہیں ہوتیں۔ مگر اس ایوان کے ارکان یہ کیسے سمجھیں گے کہ ضابطہ کیا ہے۔ قاعدہ کیا ہے۔ رولز کیا ہیں جب تک آپ انہیں اس ہاؤس میں نہیں پڑھیں گے اور بتائیں گے نہیں۔ اس کے بعد ہر شخص کو چھ مہینے کے بعد تجربہ ہو جائے گا اور آپ کو کوئی بے قاعدہ تعاریف التوا نہیں پہنچے گی۔ ہم میں سے اکثر ارکان نئے ہیں۔ اس لئے آپ اس بات پر نظر ثانی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کے لئے بڑا مشکل ہو جائے گا۔ آپ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہو گا۔ انڈیا کی لوک سبھا کیارہ مہینے بیٹھتی ہے اور برٹش پارلیمنٹ ساڑھے گیارہ مہینے بلکہ سال میں بارہ مہینے بیٹھتی ہے۔

مسٹر سپیکر - میں نے تو اس کی بات ہی نہیں کہی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو تحریک بھی آپ خلاف قاعدہ قرار دیتے ہیں اس کو آپ ہاؤس میں پڑھیں اور فاضل ممبر کو بتائیں کہ اس میں فلاں ضابطے کی فلاں اصول کی آئین کی فلاں دفعہ کی خلاف ورزی ہے اور میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ اور آپ کے احکام کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ ہم ان کو پوری خوشدلی کے ساتھ قبول کریں گے۔

مسٹر سپیکر - آج تو یہ ہوا ہے کہ میں تعاریف استحقاق پڑھ کر ان پر اپنا فیصلہ دینا چاہتا تھا لیکن حزب اختلاف کے اراکین کو یہ بات پسند نہیں آئی۔

علاء رحمت اللہ ارشد - نہیں جناب! اس طرح نہیں ہے۔ واقعہ یہ نہیں ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ واقعہ یہ ہے کہ آپ نے تابش الوری صاحب کی کئی تحاریک التوا جیبر میں kill کر دی تھیں۔ ان کو اطلاع کر دی گئی مگر ہاؤس کو پتہ نہیں تھا کہ ان کی تحاریک التوا kill کر دی گئی ہیں۔

مسٹر سپیکر - آپ اس مسئلے پر تحریک استعفا کا مسئلہ شامل کر رہے ہیں۔ تحریک التوا ابھی پیش نہیں ہوئی تھی اور تمام بحث تحریک استعفا پر جاری تھی اور اس وقت یہ واک اوٹ کیا گیا ہے۔ اس واک اوٹ کا اس وقت تحریک التوائے کار سے کوئی تعلق نہیں۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا۔ اگر میں گستاخی نہ کروں تو میں پھر یہ تحریک کرونگا۔ اور یہ گزارش کرونگا کہ بلوں پر کارروائی شروع کر دی جائے۔

سید قاپش الوری - جناب والا - میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب قائد ایوان نے یقین دہانی کرائی تھی کہ جو مہرہ تحاریک التوا کار میں وہ ۲۴ تاریخ پر ملتوی ہو جائیں گی۔ یہی فیصلہ جناب نے بھی کیا تھا۔ اس کے مطابق قائد حزب اختلاف بھی یہاں موجود ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس فیصلے سے کیسے انحراف ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر - اگر ایوان چاہے تو میں ان کو پیش کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں ایسے معاملے کو کبھی ذاتی مسئلہ نہیں بناتا۔ میں تو اپنے اس آفس کا کام کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی آپس میں understanding ہو گئی ہے اور جو کچھ قائد ایوان نے کہا ہے قائد حزب اختلاف نے غالباً اس کی تردید نہیں کی مگر ایک فاضل رکن اس کی تردید کر رہے ہیں۔

سید قاپش الوری - جناب والا - میں نے اس کی تردید نہیں کی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - میں تحریک کرتا ہوں کہ سہرائی کو کے اب بلوں کی کارروائی شروع فرمائیں -

سردار صفیر احمد - جناب سپیکر - اگر جان کی امان ہاؤں تو مجھے بھی کچھ عرض کرنے کا موقع دیا جائے -

مسٹر سپیکر - یہ جان کی امان کس سے ہے ؟ (لمتہ)

سردار صفیر احمد - یہ جناب سپیکر سے ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - یہ آپ سے ہے ہن ہے کیونکہ آپ کے پاس بڑا سا ڈنڈا بھی بڑا ہوا ہے - (لمتہ)

وزیر اعلیٰ - جناب والا - جب میں حزب اختلاف کے فاضل میروں کو خطاب کر رہا تھا تو آپ سے بھی مخاطب تھا - میری گزارش یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں ہم میں زیر بحث آئیگی -

مسٹر سپیکر - آپکو جواب مل گیا ہے کہ نہیں -

سردار صفیر احمد - جناب مجھے جواب تو مل گیا ہے -

لیکن - - - -

مسٹر سپیکر - تو آپ میرے جیمبر میں تشریف لائیں وہاں آپس میں بحث کریں گے -

سردار صفیر احمد - جناب والا مجھے ایک شکایت تھی نوائے وقت میں ایک غلط خبر چھاننے کے متعلق اور جواب مجھے ملا ہے وہ - - - -

مسٹر سپیکر - آپ میرے جیمبر میں تشریف لائیں آپس میں بیٹھ کر بات کریں گے کہ اگر ایک ممبر چار روٹیاں کھاتا ہے اور اس کو تین روٹیاں ملتی ہیں تو اس سے ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں -

سردار صفیر احمد - جناب اس میں روٹی کی بات نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں اور میرے جیمبر میں تشریف لائیں تو بڑی کھل کر باتیں کریں گے - مہاں محمد اسلام !

چوہدری امان اللہ ملک - جناب والا! میں نکتہ استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا - میں آپکی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میرا ایک سوال نمبر ۱۳۶ تھا اس کا تحریری طور پر جواب دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف نے غلط جواب دے کر اس ایوان کے وقار کو مجروح کیا ہے۔ یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ سوال نمبر ۱۳۶ کے دو جوابات ہیں اور دونوں کی نوعیت الگ الگ ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا وزیر موصوف نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ غلط اطلاع فراہم کی ہے اور مجھے یا اس ایوان کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے میں اس کی وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ میرا سوال آج کے لئے تھا اور اس کا جواب آج دیا گیا ہے۔

مسٹر سپہبکر - آپ نے جو نکتہ استحقاق اٹھایا ہے اس کے متعلق میں ریکارڈ منگواتا ہوں۔ گیارہ بج کر چالیس منٹ کے بعد جو بھی تقریر ختم ہوتی ہے اس وقت میں اس کا فیصلہ کرونگا۔

خواجہ زادہ سردار عطاء مگد خان لغاری - جناب مہری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

مسٹر سپہبکر - اگر تو استحقاق کی بات ہے تو فرمائیں۔

خواجہ زادہ سردار عطاء مگد خان لغاری - جناب میں ایک تحریک استحقاق پیش کرنی چاہتا ہوں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا مہری گزارش ہے کہ اصل کارروائی شروع کی جائے۔

مسٹر سپہبکر - میں تحریک استحقاق کو روک نہیں سکتا۔

مسٹر مگد عاشق - جناب والا - میں نے ایک سوال کیا تھا جس کا نمبر ۲۵۳ ہے۔ مجھے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

مسٹر سپہبکر - آپ کا کونسا سوال ہے۔

مسٹر مگد عاشق - میرے سوال کا نمبر ۲۵۳ ہے وہ آج کی فہرست سوالات کے صفحہ نمبر ۳۰ پر ہے۔

مسٹر سپہبکر - دوسرا سوال کیا ہے۔

مسٹر مگد عاشق - جناب اسی سوال کے دو جزو ہیں۔

مسٹر سپہکڑ - اس کو پڑھنے سے پہلے آپ مجھے مختصر سا بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں -

مسٹر محمد عاشق - جناب والا! میرا یہ سوال تھا کہ آئیے کی تقسیم میں آزاد ممبران کو نظر انداز کر دیا گیا تھا - تو اس کا جواب یہ آیا کہ ان ممبران صوبائی اسمبلی نے آئیے کی تقسیم کے لئے اپنی خدمات پیش نہیں کیں -

مسٹر سپہکڑ - کیا آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں -

مسٹر محمد عاشق - جناب والا! اس کا جواب غلط ہے - ڈی-اینسی زون (ڈی) نے میرے بار بار پیش ہونے پر میری درخواست پر لکھ کر دیا تھا کہ میں نے بارہا کوشش کی -

مسٹر سپہکڑ - میں نے آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دی -

مسٹر محمد عاشق - جناب یہ انہوں نے لکھ کر دیا تھا -

مسٹر سپہکڑ - میں نے کہا ہے کہ آپ تشریف رکھیں - میں نے تقریر کی اجازت نہیں دی - میں نے یہ پوچھا تھا کہ آپ precisely کیا کہنا چاہتے ہیں -

راجہ محمد افضل خان - ہوائٹ آف انفارمیشن - یہ جو کہا گیا ہے کہ ممبروں نے پیشکش نہیں کی تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے گورنر صاحب کو بھی ایک لیٹر لکھا تھا اور ڈی-سی کو بھی لکھا تھا جس میں پیشکش کی گئی تھی کہ ۱۸ روپے فی من آنا بھیجا جائے گا - اور اس کے لئے مفت ٹریکٹر - ٹریلر اور ٹرک دونگا لیکن یہ بالکل غلط ہے - - - - -

مسٹر سپہکڑ - اگر کبھی ذاتی وضاحت کا موقع آئے تو یہ ضرور کر دیجئے -

راجہ محمد افضل خان - یہ اسی کے متعلق ہے - کیونکہ یہ غلط انفارمیشن ہے -

مسٹر سپہکڑ - یہاں محمد اسلام اپنا بل پیش کریں -

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان
مصدرہ ۱۹۷۲ء

مہیاں مکید اسلام - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں۔
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان
مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر خزانہ - ہم اس کو oppose نہیں کرتے۔

مسٹر سپیکر - شیخ محمد اقبال -

رانا پھول مکید خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - جب
جناب بل کے متعلق دوسرے ممبر کا نام پکاریں تو اس کے بعد oppose
ہو بھی نہیں سکتا۔

مسٹر سپیکر - oppose تو پہلے ہو گیا تھا۔

رانا پھول مکید خان - تو پہلے کہنا چاہیے تھا آپ نے
دوسرے ممبر کا نام پکارا ہے۔ شیخ محمد اقبال صاحب کا۔

مسٹر سپیکر - اب میں تحریک دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ سوال

ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان
مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا پھول مکید خان - جناب والا - جب ایک ممبر نے بل
پیش کرنے کی اجازت چاہی - اس کے بعد ایوان نے اجازت دے دی اس
کے بعد انہیں بل پیش کرنا چاہئے اور وہ کہتے کہ میں یہ بل پیش
کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے آپ نے شیخ محمد اقبال کو پکارا ہے۔

مسٹر سپیکر - نہیں اس طرح نہیں ہے۔ ان کو میں نے

پکارا اور پیشکش کی ہے۔

واہا پھول مکھد خان - جناب ایجنڈا کو پہلے پڑھیں - میں
اگرچہ ان پڑھ ہوں لیکن تھوڑا بہت میں پڑھ سکتا ہوں - اس میں لکھا
ہے کہ -

یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون
(ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ
۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

یہاں ایوان اجازت دے گا - اس کے بعد پھر میان محمد اسلام یہ
کہیں گے کہ -

میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات
پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

پیش کرنے کا سوال تو بعد میں پیدا ہوگا -

یہاں مکھد املاہ - میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ
تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سہیلو - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات
پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - گزارش یہ کرنی
تھی کہ پہلے مسودہ قانون کو oppose کیا گیا ہے - مجھے خوشی ہے کہ
ترمیم کو واپس لے لیا ہے لیکن اس کے متعلق طریق کار وضع نہیں کیا
ہے کہ کیا طریق کار ہوگا - اس کو اسی وقت discuss کیا جائے گا
ابھی discuss کیا جائے گا یا یہ مجلس قائمہ برائے پارلیمانی امور
میں بھیجا جائے گا -

مسٹر سہیلو - اس کا طریق کار یہ ہے کہ اگر oppose ہو
جائے تو جس ممبر نے اس کو move کیا ہے وہ تقریر کرے گا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - اس کا پتا ہے جناب - اس کی
طرف سے جواب آنے کا اس کے بعد آپ ووٹنگ کے لئے پیش کر دیں گے -
اب ایسا نہیں ہوا - صورت یہ پیدا ہوئی کہ انہوں نے اس کی مخالفت کی
پھر واپس لے لی - اب یہ ایوان میں پیش ہو گیا ہے تو اس کی صورت
ان بنچوں پر واضح کرنی چاہئے کہ وہ پیش کریں - اس کے بعد اس کو مجلس
قائمہ برائے پارلیمانی امور کے صہد کریں - تاکہ ہاؤس اس کو منظور کرے -

سید تاجپش الوری - ہوائڈ آف آرڈر - جناب والا - جب
کوئی مسودہ قانون پیش ہو جائے تو قاعدہ ۷۷ لاگو ہو جاتا ہے جس میں
یہ لکھا ہے کہ -

پیش کئے جانے پر سپیکر مسودہ قانون کو
مساوائے مالی مسودہ قانون کے کسی مناسب مجلس
قائمہ کو ان ہدایات کے ساتھ سپرد کرے گا کہ
وہ اس سلسلہ میں اپنی رپورٹ اس تاریخ تک
پیش کر دے جس کا تعین وہ کرے۔۔۔
مگر شرط یہ ہے کہ رکن متعلقہ اس امر کی
تحریک پیش کرنے کا مجاز ہوگا کہ مسودہ قانون
ہذا کو اس قاعدہ کی مقتضیات سے مستثنیٰ کر
دیا جائے۔۔۔

مسٹر سپیکر - جو بھی مجلس قائمہ ہوگی اس کو اس کے
پاس بھیج دوں گا۔

مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب ۱۹۶۲ء

شہزاد مہدی اقبال - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا

ہوں :-

کہ مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب ۱۹۶۲ء

۱۹۶۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

کہ مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب

۱۹۶۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شہزاد مہدی اقبال - جناب والا - میں مسودہ قانون ہفتہ وار

تعطیل پنجاب ۱۹۶۲ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب ۱۹۶۲ء

۱۹۶۲ء پیش کر دیا گیا ہے۔

سید تاجپش الوری صاحب اپنا بل پیش کریں۔

رائہ پھول محمد خان - جناب والا - یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اس پر آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے -
 مسٹر سپیکر - ٹھیک ہے میں آرام سے دوں گا -

رائہ پھول محمد خان - نہیں جناب یہ جواب نہیں ہے -
 اس ہاؤس میں آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ یہ یہاں منظور ہے یا سٹیڈنگ کمیٹی کو جا رہا ہے -

مسٹر سپیکر - سٹیڈنگ کمیٹی کو automatically refer ہوگا -
 علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - گزارش یہ ہے کہ قواعد انضباط کار میں ضابطہ provide کرتا ہے کہ بل متعلقہ سٹیڈنگ کمیٹی میں بھیجا جائے گا - اس کے سوا آپ کے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے اس کا اعلان یہاں کر دیں - ادھر سے تعویک ہو یا آپ از خود کر دیں -

مسٹر سپیکر - ممکن ہے کہ precedent ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ سپیکر کے لئے obligatory نہیں ہے کہ وہ کہاں اعلان کرے -

حاجی محمد سہیف اللہ خان - جناب والا - رول ۳۷ ملاحظہ فرمائیں وہاں "upon introduction" لکھا ہوا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - جب آپ قرار دے دیں گے کہ یہ introduce ہو گیا تو آپ پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ آپ اس کو سٹیڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجیں - ورنہ سوائے اس حالت کے کہ ہاؤس کسی ضابطہ کو معطل کرنے کی اجازت دے دے آپ اس کو سٹیڈنگ کمیٹی کے پاس نہیں بھیجیں گے -

رائہ پھول محمد خان - جناب والا - رول ۳۷ میں لکھا ہوا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں -

حاجی محمد سہیف اللہ خان - جناب والا - انگریزی میں زیادہ واضح ہے - وہاں "upon introduction" لکھا ہوا ہے یعنی immediately after introduction -

مسٹر سپیکر - immediately کہیں نہیں لکھا ہے ورنہ کم از کم انگریزی لکھنے والے کو پتہ ہوتا کہ immediately کا کیا مطلب ہوتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اسی کی بنا پر آپ نے بھیجنا ہے۔ اس کے بعد کوئی اور چیز زیر موضوع نہیں آئے گی نا وٹیکہ introduction کے بعد آپ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو refer نہ کریں۔ "upon" کا لفظ بھی تو اسی لئے آیا ہے۔ اگر لفظ "after" ہوتا تو پھر discretionary بن جاتا۔"

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میری گزارش یہ ہے کہ اس میں صرف دو ہی راستے ہیں تیسرا راستہ کوئی نہیں ہے۔ ایک تو راستہ یہ ہے کہ move ہو کہ اس رول کے متعلقہ بورڈ کو معطل کر دیا جائے جو معطل نہیں ہوا۔ دوسرا راستہ آپ کا یہ رہ جاتا ہے کہ اس کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجیں گے۔ اس کی تیسری کوئی صورت نہیں ہے۔

راہا پھول محمد خان - جناب والا - تیسری صورت یہ ہے کہ اس کو منظور کر لیا جائے۔

مسٹر سپہنگر - بل نمبر ۱ : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

بل نمبر ۲ : مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء بھی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

بل نمبر ۳ : مسودہ قانون (ترمیم) ضلع پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء بھی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - وہ ابھی تک پیش نہیں ہوا ہے۔"

مسٹر سپہنگر - ہو گیا ہے آپ کو پتہ نہیں ہے۔ اب سید تابش الوری صاحب اگلا بل پیش کریں۔

مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء

سپیکر قاضی الوری - جناب سپیکر - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سپیکر قاضی الوری - جناب سپیکر - میں مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - آپ اگلی تحریک بھی پیش کریں -

سپیکر قاضی الوری - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء کو قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۷۳ کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

جناب والا - قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۱۶۲ کے تحت سات دن کا clear notice ضروری تھا اس لئے یہ مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء کو قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۷۳ کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء متعلقہ مینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے -

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان

مصحفہ ۱۹۷۲ء

چوہدری کلیم اللہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری کلیم اللہ - جناب والا - میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں۔
مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ بل متعلقہ سٹیبلنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ فوجداری

مصحفہ ۱۹۷۲ء

رانا پھول بیگم خان - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ فوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ فوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائہ پھول محمد خان - جناب والا - میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ نوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -
 مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ نوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے - اس کو متعلقہ سینیٹنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے -

مسودہ قانون امتناع منشیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء
 شیخ محمد اقبال - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون امتناع منشیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
 کہ مسودہ قانون امتناع منشیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -
 (تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اقبال - جناب والا - میں مسودہ قانون امتناع منشیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -
 مسٹر سپیکر - مسودہ قانون امتناع منشیات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے - اس کو متعلقہ سینیٹنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے -

مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء
 حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
 کہ مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -
 (تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب مصدقہ
۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اس بل کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے
مہرہ کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (تحدید مالیت و پابندی پر نمائش)

جھیز پنجاب مصدقہ ۱۹۷۲ء

شیخ محمد اقبال - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا

ہوں :

کہ مسودہ قانون (تحدید مالیت و پابندی
پر نمائش) جھیز پنجاب مصدقہ ۱۹۷۲ء پیش
کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (تحدید مالیت و پابندی
پر نمائش) جھیز پنجاب مصدقہ ۱۹۷۲ء پیش
کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اقبال - جناب والا - میں مسودہ قانون (تحدید
مالیت و پابندی پر نمائش) جھیز پنجاب مصدقہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں۔
مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (تحدید مالیت و پابندی پر نمائش)
جھیز پنجاب مصدقہ ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کو متعلقہ
سٹینڈنگ کمیٹی کے مہرہ کیا جاتا ہے۔

چوہدری علی بہادر خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا -
قائد ۷ میں یہ لکھا ہے کہ :

”مسودات قانون پیش کئے جانے پر سپیکر
مسودہ قانون کو مساوائے مالی مسودہ قانون کے
کسی مناسب مجلس قائمہ کو ان ہدایات کے
ساتھ مہرہ کرے گا کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی
رپورٹ اس تاریخ تک پیش کر دے جس کا تعین
وہ کرے“۔

جناب سپیکر صاحب آپ نے اس سلسلہ میں کوئی حکم نہیں

دیا ہے۔

مسٹر سبھنگو - میں تاریخ کے متعلق متعلقہ سٹیٹنگ کمیٹی کو نوٹس دوں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - عرض یہ ہے کہ آپ تاریخ کا ٹین اس لئے نہیں کر سکتے کہ سٹیٹنگ کمیٹیوں کے انتخابات ہو چکے ہیں لیکن ان کے چیئرمینوں کا انتخابات ابھی نہیں ہوا ہے۔ سٹیٹنگ کمیٹی کا اجلاس منتخب چیئرمین ہی بلا سکتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی اجلاس نہیں بلا سکتا ہے۔

مسورہ قانون امتناہ منشیات پنجاب ۱۹۷۲ء
حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ مسودہ قانون امتناہ منشیات پنجاب معتمدہ

۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سبھنگو - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ مسودہ قانون امتناہ منشیات پنجاب معتمدہ

۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک پیش کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں مسودہ قانون امتناہ منشیات پنجاب معتمدہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں۔

جناب والا - اس کے ساتھ ہی میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب

کے قاعدہ ۷۴ کے احکامات کو معطل کر دیا

جائے اور مسودہ قانون امتناہ منشیات پنجاب

معتمدہ ۱۹۷۲ء کو مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا

جائے۔

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سبھنگو - مسودہ قانون امتناہ منشیات پنجاب معتمدہ

۱۹۷۲ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ تحریک پیش

کی گئی ہے۔

کہ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب

کے قلم کے تحت، احکامات کو مغلط کر دیا جائے اور مسودہ قانون منشیات پنجاب مصدرہ ۱۹۵۲ء کو مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے۔ (تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب اس بل کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔
(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان - ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا - کیا آپ نے میرے بل کو ابھی مجلس قائمہ کے پاس refer نہیں کیا ؟
مسٹر سپیکر - میں نے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کر دیا ہے۔ میں اس کو پھر دہرا دیتا ہوں کہ مسودہ قانون امتناع منشیات پنجاب مصدرہ ۱۹۵۲ء متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجوزات تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۵۲

چوہدری کاہر اللہ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۵۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے : کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۵۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری کاہر اللہ - جناب والا - میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۵۲ء پیش کرتا ہوں۔
مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۵۲ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

مسٹر محمد حنیف نازو کا مسودہ قانون (ترمیم) ایشیائی اراضیات پنجاب، مصلرہ ۱۹۷۲ء متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اور مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) امتناع تمار بازی، مصلرہ ۱۹۷۲ء بھی متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

رائی پھول محمد خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - ہمیں جو ترتیب کارروائی کا ایجنڈا بھیجا گیا ہے اس میں جو مسودہ قانون نمبر ۱۷ پر لکھا ہوا ہے اس کے سامنے امان اللہ لک صاحب کا نام لکھا ہوا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک - اور ہمیں جو مسودہ قانون نمبر ۱۷ بابت ۱۹۷۲ء کا کاغذ دیا گیا ہے اس کے اس کے اوپر تمام اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں لیکن نیچے ”رحاجی محمد سیف اللہ خان“ کا نام لکھا ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر - یہ کون سا نمبر ہے ؟

رائی پھول محمد خان - یہ نمبر ۱۷ ہے۔

مسٹر سپیکر - ابھی آتا ہے یا آ گیا ہے ؟

رائی پھول محمد خان - ابھی آتا ہے جناب۔

مسٹر سپیکر - پھر جب آئے گا تو دیکھیں گے۔

رائی پھول محمد خان - لیکن جناب یہ بل میرا ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ نے سیف اللہ صاحب کے نام پر کیا ہے یا ویسے ہی ہو گیا ہے ؟

رائی پھول محمد خان - جی نہیں۔ میں نے اپنا بل دیا ہوا ہے اور میرے بل کا وہی مضمون ہے وہی چیز ایک دوسرے بل میں موجود ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ کی شکایت کس کے متعلق ہے۔ امان اللہ صاحب کے نام پر یا اس چیز پر جو پیش ہوئی ہے ؟

رائی پھول محمد خان - مجھے دفتر کے عملہ پر شکایت ہے۔

مسٹر سپیکر - وہ آ جائے تو پھر دیکھتے ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان
مصدرہ ۱۹۷۲ء

مہاں مگھد اسلامہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات
پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنیکی اجازت
دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات
پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مہاں مگھد اسلامہ - جناب والا - میں مصدرہ قانون (ترمیم پنجاب)
مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان
مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے - اس کو متعلقہ مجلس قائمہ
سہرہ کیا جاتا ہے -

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ فوجداری
مصدرہ ۱۹۷۲ء

مہاں مگھد سیف اللہ خان - جناب والا - میں یہ تحریک
پیش کرتا ہوں :-

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ضابطہ فوجداری مصدرہ
۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ فوجداری
مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

مہاں مگھد سیف اللہ خان - جناب والا - میں مسودہ
قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ فوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ء ایوان میں پیش
کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ نوچداری
مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے
سپرد کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون اہتمام لباس برائے سرکاری ملازمین و طالب
صدرہ ۱۹۷۲ء

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا
ہوں :

کہ مسودہ قانون اہتمام لباس برائے سرکاری ملازمین و
طلبا مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنیکی اجازت دی
جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون اہتمام لباس برائے سرکاری ملازمین
و طلبا مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت
دیجائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں مسودہ قانون اہتمام
لباس برائے سرکاری ملازمین و طلبا مصدرہ ۱۹۷۲ء ایوان میں پیش کرتا
ہوں۔

مسٹر سپیکر - ایوان میں مسودہ قانون اہتمام لباس برائے سرکاری
ملازمین و طلبا مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کو متعلقہ
مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ رانا پھول محمد خان صاحب کو
اکٹے نمبر پر دئے گئے مسودہ قانون پر شکایت ہے اور اس کا غالباً اس
منظر یہ ہے کہ ایک دن میں کسی ممبر کی طرف سے تین سے زیادہ بل
پیش نہیں کئے جا سکتے۔ آپ کے تین بل آ گئے ہیں یا نہیں آئے ؟

رانا پھول محمد خان - جناب والا - میرے تو صرف ۲ بل
آئے ہیں۔ مجھے بالکل ان پر اعتراض نہیں ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ
پورا بل نمبر ۱۷ امان اللہ لک صاحب کے نام پر درج ہے۔

مسٹر سپیکر - یہاں درج ہے ؟

رائشا پھول - محکمہ خان شاہجندا کی جو ترقیہ کاروائی ہے
اس میں یہ ۱۷ پر ہے -

مسٹر سپیکر - میرے پاس انگریزی میں جو ہے اس میں اس میں جو
ہی جگہ امان اللہ لک صاحب کا نام لکھا ہوا ہے -

رائشا پھول محکمہ خان - جناب والا - یہ میں نہیں کہتا ہوں
کہ اس میں میرا نام نہیں لکھا ہوا مجھے اگر جناب اجازت دیں تو
میں آپ کی خدمت میں کاغذ پیش کروں -

مسٹر سپیکر - ترجمے میں کوئی غلطی ہوگی -

رائشا پھول محکمہ خان - نہیں جناب ترجمے میں کوئی غلطی
نہیں ہے - نمبر شمار ۱۷ پر امان اللہ لک ہے لیکن مسودہ قانون ۱۷ پر
یہ وہ محمد سینا اللہ کا ہے -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے آپ ذرا تشریف رکھیں - میرے
پاس جو فائل انگریزی کی ہے اس میں آٹھ نمبر ۱۷ پر بل نمبر ۱۷
بابت ۱۹۷۲ ہے - وہی اردو میں ہے - آپ کی بات ٹھیک ہوگی اس
میں کوئی غلطی ہو گئی ہے - میرے پاس جو مسودہ قانون ہے اس
میں بھی چوہدری امان اللہ لک کا نام درج ہے - میں یہی کہہ رہا
ہوں کہ اردو میں کوئی غلطی ہو گئی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - کسی کا بل نہیں
دیا - ان کے نام پر بل آ گیا ہے - دراصل یہ غلطی دفتر والوں کی ہے -

مسٹر سپیکر - میں نے کہا ہے کہ اگر غلطی ہوگی تو میں تصدیق
کراؤنگا -

مسودہ قانون بالتعجیل ادائیگی پنشن برائے ریٹائر شدہ

سورگرمی ملازمین پنجاب - ۱۹۷۲ء

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا
ہوں :

کہ مسودہ قانون بالتعجیل ادائیگی پنشن برائے ریٹائر شدہ
سورگرمی ملازمین پنجاب مسودہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر مستعریکے پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
 کہ مسودہ قانون بالتعمیل ادائیگی پنشن برائے ریٹائر شدہ سرکاری
 ملازمین پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔
 (تحریک منظور کی گئی)

چودھری امان اللہ ایک سبلمب والا۔۔۔ میں مسودہ قانون
 بالتعمیل ادائیگی پنشن برائے ریٹائر شدہ سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ
 ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ مسودہ قانون بالتعمیل ادائیگی پنشن برائے ریٹائر
 شدہ سرکاری ملازمین پنجاب ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے اور اس کو
 متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ایک مسئلہ رانا پھول محمد خالد نے عطا کیا تھا۔
 اصل میں مسودہ قانون نمبر ۱۷ جو لکھا ہوا ہے۔ یہ بل کا نمبر ہے۔
 یہ مسودات قانون جو پیش کیے جا رہے ہیں اس کا نمبر شمار ہے۔
 ہم اجلاس کی ترتیب کلروائی کے حصہ اول کے نمبر شمار ۱۷ کو deal
 کر رہے ہیں اور یہ بل نمبر ۱۳ سے متعلق ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میں یہ گزارش کرونگا
 کہ مجھے یہ بتا دیا جائے کہ مسودہ قانون نمبر ۱۷ کتنے نمبر شمار
 پر درج ہے۔

مسٹر سپیکر۔ کوئی بات نہیں ہو رہی آجائے گا۔

حاجی محمد سعید اللہ خان۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب
 والا۔ جس بل کا یہ حوالہ دے رہے ہیں اس بل کا نوٹس میٹیر لیا گیا
 ہوا ہے۔ یہ بل میرا ہے اور ریکارڈ پر موجود ہے۔

مسودہ قانون تشکیل نو پنجاب فلم سنسر بورڈ

مصدرہ ۱۹۷۲ء

مسٹر محمد حنیف دارو۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش
 کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون تشکیل نو پنجاب فلم سنسر بورڈ مصدرہ
 ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے -
 کہ مسودہ قانون تشکیل نو پنجاب فلم سنسر بورڈ ۱۹۵۶ء
 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر مکھنڈ - صاحب - جناب والا - میں مسودہ قانون
 تشکیل نو پنجاب فلم سنسر بورڈ ۱۹۵۶ء پیش کرتا ہوں۔
 مسٹر سپیکر - مسودہ قانون تشکیل نو پنجاب فلم سنسر بورڈ
 ۱۹۵۶ء پیش کر دیا گیا ہے اور اس کو متعلقہ مجلیس قائمہ کے
 سرور کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب ۱۹۷۶ء
 سید قابی الوری - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :
 کہ مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب ۱۹۵۶ء پیش
 کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :
 کہ مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب ۱۹۵۶ء پیش
 کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید قابی الوری - جناب والا - میں مسودہ قانون ہفتہ وار
 تعطیل پنجاب ۱۹۵۶ء پیش کرتا ہوں۔
 مسٹر سپیکر - مسودہ قانون ہفتہ وار تعطیل پنجاب ۱۹۵۶ء
 ۱۹۵۶ء پیش کر دیا گیا ہے اور اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سرور
 کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (گروپ پنجاب) مجموعہ تصانیف فوجداری

صدرہ ۱۹۶۶ء

رانا پھول مکھنڈ خان - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا
 ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تصانیف فوجداری
 ۱۹۵۶ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپہیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
 کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ نوجداری
 مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -
 (تحریک منظور کی گئی)

راڈا پھول سنگھ - جناب والا - میں مسودہ قانون
 (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ نوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپہیکر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ
 نوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ء پیش کر دیا گیا ہے اور اس کو متعلقہ مجلس
 قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - ہوائنٹ آف انفارمیشن - جناب
 والا - اس ایوان میں جناب محمد حنیف نارو کا بل پنجاب فلم سنسر بورڈ
 کے متعلق پیش ہوا ہے - مجھے علم نہیں کہ حکومت پنجاب کا بھی
 کوئی فلم سنسر بورڈ ہے یا نہیں - کیونکہ میری معلومات کے مطابق
 فلم سنسر بورڈ مرکزی حکومت کے ہیں - لہذا متعلقہ وزیر صاحب اسکی
 وضاحت فرمائیں - (قطع کامیاب) -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں یہ عرض کرونگا
 کہ جو بل سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہوتے ہیں - وہ اس لئے سپرد
 ہوتے ہیں کہ وہاں ان کی جہان بین ہو سکے - یہ نہ دیکھا جائے
 کہ آیا فلم سنسر بورڈ پراونشل لسٹ میں آتا ہے یا مرکز میں آتا ہے -
 اسی لئے آپ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں کہ وہ اسکو
 دیکھے -

مسٹر سپہیکر - اسکی وہاں جہان بین ہو سکے گی -

میں راڈا پھول محمد خان کی اطلاع کے لئے یہ بیان کر دینا
 ضروری سمجھتا ہوں کہ بل کے نمبر اور ترتیب کارروائی کے نمبر شمار
 میں کچھ تھوڑا سا فرق ہو جاتا ہے - کیونکہ جس ترتیب سے اس
 ایوان میں یہ بل آتے ہیں - اس کی ترتیب میں نہ کوئی ہمارا اختیار
 ہوتا ہے یہ بل پیش کرنے والے ممبر کا اختیار ہوتا ہے بلکہ یہ ضابطے
 کے تحت ترتیب دی جاتی ہے جس ترتیب سے بلٹ میں سے نکلتا ہے
 اس کا وہی نمبر شمار بن جاتا ہے -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - اس کا جو نمبر ہوگا - وہی بل کا نمبر دیا جائے گا -

مسٹر سپیکر - نہیں - بل کا نمبر تو پہلے دیا جاتا ہے - جو انگریزی کا ایجنڈا ہے اس میں سیریل نمبر ٹھیک ہے اس میں سیریل نمبر آ جاتا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - سیریل نمبر سب کے ہیں - دیکھنا یہ ہے کہ حاجی سرف اللہ صاحب کا بل نمبر ۲۷ آف ۱۹۷۲ ہے لیکن جو اردو کا ایجنڈا دیا گیا ہے اس میں سیریل نمبر کے علاوہ اور کوئی نمبر نہیں تھے -

مسٹر سپیکر - اس میں بھی آ جانا چاہیے تھا - انگریزی کے ایجنڈا کے آئٹم نمبر ۱۵ پر جو مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ نوجواری مصدرہ ۱۹۷۲ ہے اس کی بریکٹ میں بل نمبر ۱۷ دیا گیا ہے -

قراردادیں

مسٹر سپیکر - اس کے بعد اب ایجنڈے کا حصہ دوم لیا جائیگا اور قراردادیں پیش کی جائیں گی - پہلی قرارداد رانا کے لئے - محمود خان صاحب پیش کریں (وقفہ) رانا کے لئے - محمود خان موجود نہیں - اب چودھری جمیل حسن خان منج صاحب اپنی قرارداد پیش کریں -

۱ معاشورے کی تعمیر دو

چودھری جمیل حسن خان منج - جناب سپیکر - میں اس ایوان میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :-

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ایسے ضروری اقدامات کئے جائیں کہ ہر فرد کی صلاحیت کو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے بروئے کار لایا جا سکے - اور یہ کہ طالب علموں ، کسانوں ، مزدوروں اور شیروں و دیہاتی نوجوانوں کو منظم کر کے زرعی ترقی اور معاشرتی بہبود کے لئے سرگرم عمل کیا جائے

اور ان کی ذہنی جسمانی قوتوں کو تعمیر معاشرہ کے لئے موثر طور پر وقف کیا جا سکے۔

مسٹر سپوٹو - قرارداد پیش کی گئی ہے :-

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ایسے ضروری اقدامات کئے جائیں کہ ہر فرد کی صلاحیت کو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے بروئے کار لایا جا سکے۔ اور یہ کہ طالب علموں، کسانوں، مزدوروں اور شہری و دیہاتی نوجوانوں کو منظم کر کے زرعی ترقی اور معاشرتی بہبود کے لئے سرگرم عمل کیا جائے اور ان کی ذہنی جسمانی قوتوں کو تعمیر معاشرہ کے لئے موثر طور پر وقف کیا جا سکے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - یوانٹ آف آرڈر - جناب والا یہ قرارداد مبہم ہے۔ یہ کہ دیہاتی نوجوانوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ شہری نوجوانوں کو ترقیاتی منصوبوں پر لگایا جائے۔ اس میں کوئی متعین چیز نہیں پیش کی گئی۔ یہ کوئی sp cifie چیز بتائیں اس کے بعد یہ ایوان قرارداد پر بحث کر سکتا ہے کوئی متعین چیز آپ دیکھیں جو قرارداد کے لئے ضروری ہے۔ اسے غیر مبہم اور واضح ہونا چاہئے۔

رانا پھول مصلح خان - جناب والا - میری گزارش یہی تھی کہ میرا بھی اعتراض یہی تھا اور میں مخالفت کرتا ہوں کہ جب تک تجویز میں یہ نہ بتایا جائے کہ اس طریقے سے اس طور سے یا اس طرح سے ترقی اور تعمیر کے راستے کھل سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر تقریر میں اس کی وضاحت کی جائے تب بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ قرارداد منظور ہوتی ہے۔ اس کے الفاظ یہاں درج ہوں۔ اب اس قرارداد میں کوئی ایسی تجویز نہیں ہے کہ اس طریقے سے کیا جائے۔ یہ بالکل خاموش اور مبہم ہے۔ اب اگر ناضل میرا نہیں بتا تو میں یہ فرمائینگے تو وہ اس تجویز کا حتمہ نہیں بن سکتی۔ تجویز منظور اس مضمون کے ساتھ ہوگی۔ تو یہ تجویز بالکل یکساں ہے یہ ایسی ہے کہ اسے کسی یکس میں اٹھا کر دیکھو۔ اس کا کوئی حتمہ کوئی مطالب واضح نہیں ہے۔ اسی جگہ بالکل خاموش ہے۔ اسے یہ بھی ہے میں

اگر آج خداداد دینے والے ہوں انہیں اس ایوان میں لگانا چاہئے ہوں کہ کیا ہوتا چاہئے۔

سرکار صغیر احمد - جناب سیکرٹری - اپنا مطلب کا اعتراض جو ہے وہ قاعدے کے مطابق نہیں ہے۔ اس قرارداد میں اپنی طرف سے ترمیم کیا جاسکتی ہے۔ اس قرارداد کے پیش ہونے پر اعتراض نہیں کر سکتے۔

علامہ سبغت اللہ اوشدہ - جناب والا - آپ یہ دیکھئے کہ وہیں قرارداد کے الفاظ کیا ہیں۔

”حکومت کے طرف سے ایسے ضروری اقدامات کیے جائیں گے کہ ہر فرد کی صلاحیت کو ترقی دینا منصوبہ شدہ ترقی کے لئے روٹے کا لایا جا سکے۔ اور یہ کہ طالب علموں کے کسانوں، مزدوروں اور شہریوں کی تعلیم کو متعلقہ کونسلوں اور ترقی اور معاشرتی بہبود کے لئے سرگرم عمل کیا جائے اور ان کی ذہنی رجسٹریوں کو ترقی دینا معاشرہ کے لئے مؤثر طور پر وقت کیا جا سکے۔“

میرا مطلب یہ ہے کہ اس میں کوئی چیز ضمن نہیں ہے۔ قابل ترمیم ہے کہ وہ ترمیم دے سکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا چاہتا ہوں کہ ترمیم ہم کیوں دیتی۔ کیونکہ یہ غیر مستحق چیز ہے اس لئے اس میں قرارداد جو آسان اور زمین میں ملتی ہے اس پر ہم کہیں ترمیم نہیں دے سکتے ہیں۔

مستور شہید پور - علامہ صاحب کسی اور سیر کو ہی ترجیح دیتے۔

حاجی مکنڈ صوف اللہ خان - جناب والا - قاعدہ ۶۸ کے تحت جہاں ہر سیر کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ کسی قرارداد پر ترمیم دے سکتا ہے اس کے علاوہ نوٹوں کی نمائندگی نہیں کی ہے۔ ترمیم دینے کا حق سیر کو حاصل ہے جو وہ خود اس کے دوران اس وقت اسے لکھا ہے جب قرارداد کی نفاذ سیر متعلقہ کو پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ قرارداد کا مسودہ میں کل شام ملا ہے اور آج یہ پیش ہو رہی ہے تو

ہمیں ترمیم کا حق حاصل نہیں رہا۔ اس حق کو دینے کے لئے جناب والا اس قرارداد کو اگلے سیشن پر ملتوی فرمائیں تاکہ ہم اس میں باقاعدہ طور پر ترمیمیں دے سکیں اور اس شکایت کو کہ قرارداد واضح نہیں ہے ترمیم کے ذریعے دود کر سکیں۔

مسٹر سپیکر - چودھری جمیل حسن خان منج -

چودھری جمیل حسن خان منج - جناب سپیکر - اس قرارداد کے ذریعے ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ مثال کے طور پر دیہاتی side میں عرض کرتا ہوں کہ سال کے ۳۶۵ دن میں ----

مسٹر سپیکر - آپ کی اس قرارداد پر اعتراض کیا گیا ہے۔

مسٹر جاوید حکیم - قریبیشی - جناب والا - یہ مسودہ قانون نہیں قرارداد ہے کیونکہ قرارداد کے محرک برس التدار جماعت سے تعلق رکھتے ہیں لہذا انہوں نے ایوان کی توجہ اس طرف دلائی ہے۔ اس سلسلے میں کارروائی ہوگی یا سرکاری طور پر بل پیش کیا جائے گا۔ اور یہ مسودہ قانون میں بتایا جاتا ہے کہ کس طرح ہم نے کیا کرنا ہے۔ اس سے ایوان کے جذبات کا اظہار کرانا ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن کے تحت طالب علموں، کسانوں، مزدوروں اور شہری و دیہاتی نوجوانوں کو منظم کر کے زرعی ترقی اور معاشرتی بہبود کے کام پر لگایا جا سکے۔ اس کے لئے مسودہ قانون پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ قرارداد کے محرک کی ذمہ داری نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر - ایک نکتہ اور بھی تھا وہ یہ کہ چونکہ ترامیم کے لئے ہمیں وقت نہیں دیا گیا۔ اس لئے جتنی بھی قراردادیں ہیں جن پر بحث کرنا ہے انہیں ملتوی کیا جائے۔ اور آئندہ جو مناسب موقع ہو اسکے متعلق آپ نے بھی کچھ کہنا ہے۔

وزیر محترم - جناب والا - اس سلسلے میں یہ گزارش کرونگا کہ جو کاغذات ہمیں ملے ہیں ان میں بعض قراردادوں کے ساتھ ترمیمیں بھی ملی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ترامیم کا وقت تھا اور جن دوستوں نے جن قراردادوں میں ترامیم پیش کرنا پسند کیا انہوں نے کر دیں۔ ان کے پاس وقت تو تھا لیکن انہوں نے ترامیم پیش نہیں کیں۔

رانا پھول محمد خان - ہوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - لے
 بلاک، اور سی بلاک، ڈاک دو دن پہلے گئی اور ہمیں کل ڈاک پھر سے
 اور جو آرکان سی بلاک میں تھے انہوں نے ترمیمیں دیں ان سے دیکھ کر
 دوسروں نے بھی دے دیں - اور یہ حلفیہ بات ہے کہ 'بی بلاک' میں جو
 ڈاک پہنچی ہے وہ رات کو پہنچی ہے اور قائد حزب اختلاف کے ذریعے
 ملی ہے -

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا
 صاحب نے جو ڈاک کے متعلق کہا ہے وہ غلط ہے - رانا صاحب اگر
 چاہتے ہیں تو میاں خورشید انور صاحب سے جو سی بلاک میں رہتے ہیں
 ان سے لے کر تراسم دے دیتے -

رانا پھول محمد خان - میں نے کل سیکرٹری صاحب سے خود
 کہا تھا کہ ہمیں ڈاک نہیں پہنچی انہوں نے فرمایا تھا کہ اردو والوں
 کی ڈاک آج شام کو جائے گی -

میاں خورشید انور - میں نے جو ترمیم دی ہے وہ مسودہ
 رؤف طاہر صاحب سے لیا تھا میرے پاس بھی ایجنڈا نہیں پہنچا تھا -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - میں جناب والا - کی تجویز
 روٹ ۹۹ کی طرف مبذول کروانگا جس کے تحت آپ دو دن کی بجھد کو
 ختم کر سکتے ہیں اگر یہ لوگ - - -

مسٹر سپیکر - لوگ مت کہیں معزز اراکین کہیں -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - میں معافی چاہتا ہوں جو آپ
 انہیں اجازت دیں کہ ترمیم پیش کر دیں -

سپیکر ٹائپس الوری - جناب والا - میں یہ گزارشیں کروں گا
 کہ یہ بات درست ہے کہ ہمیں ایجنڈے اور قرار دادوں کی نقل کل رات
 ساڑھے آٹھ بجے فراہم کی گئی اور جناب لیڈر آف اپوزیشن بھی اس کے
 گواہ ہیں - ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ ہم ابھی یہ مرتبہ کر رہے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - میں یہ گزارشیں
 کرنی چاہتا تھا کہ کل آٹھ بجے ہماری پارٹی کی میٹنگ ٹی روم میں تھی
 تو کل ہم نے یہاں سے پتہ کروایا اور ہمیں یہ بتایا گیا کہ اردو کا
 ایجنڈا ابھی مرتبہ نہیں ہوا - اس لئے لازماً تراسم دینے کا سوال پیدا
 نہیں ہو سکتا - اس لئے آپ کی یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے -

شعبہ صفحہ علی - جناب والا - ان ترامیم کے لئے وقت دینا چاہئے -

مسٹر سپہنگر - میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان کے اکثر ارکان کی یہی رائے ہے -

وزیر قادیون - جناب والا - فاضل رکن رانا پھول محمد خان نے بھی یہ فرمایا ہے - جب ان کو ایجنڈا نہیں ملا تو یہ جو ترامیم قرارداد نمبر ایک میں ایجنڈے پر موجود ہیں ان پر پانچ تاریخ درج ہے - انہیں ایجنڈا مل چکا تھا تب ہی انہوں نے ترامیم دی ہیں -

مسٹر سپہنگر - یہ قرارداد میں نے ان کو خاص طور پر منکوا کر دی تھی - ان کو نہیں ملی تھی -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ میں اس قرار داد کے حق میں ہوں اور رانا پھول محمد خان سے اختلاف رائے رکھتا ہوں کیونکہ یہ بالکل واضح ہے اور واشگاف الفاظ میں اور بہت لمبی اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ موجودہ حکومت نے individual tenant اور اس کے بعد دیہاتی اور شہری اور مزدوروں کے متعلق جو ضوابط - قوانین اور پروگرام بنائے ہیں وہ ناکافی ہیں اور ان کو accelerate کرنے کے لئے صحیح مقام پر لانے کے لئے اور اس حکومت کی توجہ دلانے کے لئے یہ بڑا ضروری ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ رانا پھول محمد خان کو اسکی مخالفت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ حکومت کے ان مکمل ضوابط اور پروگراموں پر حاوی ہے جو ابھی تک ناکافی ہیں - اور ان کو ہر محکمہ میں ہر شعبہ میں تیزتر کرنے کے لئے اس ایوان کی طرف سے ایک قرارداد کا جانا ضروری ہے اور اس میں حزب اختلاف سے کام لینا ضروری ہے - اس میں صرف عدم اعتماد کا لفظ نہیں ہے - موجودہ حکومت کے متعلق باقی سب کچھ وہی ہے جو ہم ہر محکمہ کے متعلق کہتے رہے ہیں - تو اس لئے میں اپنے دوستوں کی اور اپنے قائد حزب اختلاف کی رائے سے اختلاف رکھتے ہوئے یہ پرزور اپیل کرونگا کہ اس قرار داد کی technicalities میں نہ جائیں اور بغیر اختلاف کے اسکو پاس کر لینا چاہئے - اب تک جو کچھ حکومت نے کیا ہے اس کو accelerate کیا جائے - درست کیا جائے - اور یہ ہمارے لئے باعث برکت ہے کہ

حزب اقتدار کے ایک رکن نے ان الفاظ میں صحیح واقعات کی نشان دہی کی ہے۔ اس سے زیادہ اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس سے زیادہ الفاظ کا محاسبہ ہوتا تھا۔ تو اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ قرار داد تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اس کو اسی صورت میں بغیر کسی ترمیم کے مرکزی حکومت کو پیش ہونا چاہیے اور یہ گزارش کرنی چاہیے کہ اب تک جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔ وہ ناکافی ہے اور اس کو تیز تر کیا جائے کیونکہ وقت کی رفتار بھی تیز ہے۔

مسٹر سپیکر—محمد حنیف نارو۔

رانا پھول مگھد خان—جناب والا۔ میں نے اس قرار داد کی مخالفت نہیں کی۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ اے اچھے الفاظ میں بنایا جائے۔

مسٹر مگھد حنیف نارو—جناب والا۔ میری کوئی فرار داد نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر—کیا آپ اس قرار داد کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

مسٹر مگھد حنیف نارو—نمبر ۲ کے متعلق جناب۔

مسٹر سپیکر—جی ہاں۔

مسٹر مگھد حنیف نارو—جناب والا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں ترامیم کے لئے وقت دینا چاہئے۔

حافظ علی اسد اللہ—جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے امان اللہ لک صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اتنے بے بس نہیں ہیں۔ گو ہم حزب اقتدار میں ہیں لیکن ہم بڑی بڑی تنقید کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں ہم وزیروں کو بھی نہیں چھوڑتے۔

یہاں عورشید ادور—جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ معزز ممبر نے ٹھیک فرمایا ہے کہ وہ اتنے بے بس نہیں ہیں لیکن قرار داد نمبر ایک کا کیا بنا ہے۔ وہ بھی آپ کی طرف سے دی گئی تھی۔

مسٹر سپیکر :- وہ زیر بحث نہیں ہے۔

سید قابیض الوری - جناب والا - سوال یہ ہے کہ اگر
انے سے نہیں تو پھر یہ کتنے سے حس ہیں۔

(تمسبہ)

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - گزارش یہ ہے کہ
میں آپ کے توسط سے محترم حنیف رامے صاحب کو اس قرار داد کی طرف
متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ پارٹی کی طرف
سے اس قرار داد کا پیش ہونا دراصل حکومت کے خلاف عدم اعتماد
کا ریزولوشن ہے۔ گویا اس وقت تک حکومت نے یہ کام نہیں کیا
اور آپ اس حکومت کو یہ کام کرنا چاہیے۔ اگر وہ اس پوزیشن کو
قبول کرتے ہیں تو پھر اس قرار داد کو ضرور اس ہاؤس میں پاس ہونا
چاہیے ورنہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ مبہم ہے۔ یہ غیر واضح
ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب - میں معافی چاہتا ہوں۔ یہ
تو میرے لئے بڑا مشکل ہو جائے گا کیونکہ میں آپ کی بہت عزت کرتا
ہوں، دونوں حیثیت سے ایک قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے اور دوسرے
اسکے علاوہ بھی۔ آپ تین مرتبہ کھڑے ہوئے ہیں اور چوتھی مرتبہ
مجھے دک ہے کہ اگر آپ انہیں گے تو میں باقی مسیروں کو کیسے
روک سکوں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - شکریہ۔

وزیر خزانہ - جناب والا! اس قرار داد کے متعلق حزب اختلاف
کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ یہ حکومت وقت پر عدم اعتماد کا
ایک ووٹ ہے اور اس کے ذریعے یہ کہا جا رہا ہے کہ حکومت ان
بالیسوں میں ناکام رہی ہے کہ جو اس نے اپنے منشور کے ذریعے دی
تھی اور اس قرار داد کے ذریعے سے یہ کہا جا رہا ہے کہ حکومت
کو اپنا گام تیز کرنا چاہیے۔ جناب والا - ہماری جانب سے ایوان
میں بار بار اس بات کا اظہار ہو چکا ہے اور یہ حقیقت حال ہے جس
کو ہمارے اپوزیشن کے معزز دوست بھی جانتے ہیں کہ اس حکومت کو
برسرِ اقتدار آنے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ اس لئے جو آج کے حالات ہیں۔

جو آج کی حقیقتیں ہیں ان سے آنکھیں چار کرنے کے لئے ہم یہاں موجود ہیں اور اسی طرح ہم اس ایوان سے باہر بھی موجود ہیں۔

رائہ پھول مگنڈ خان۔ ہوائٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ اپوزیشن کی طرف سے ایک قانونی نکتہ اٹھایا گیا ہے۔ کہ دو ہفتے ہمیں یہ ایجنڈا اور قرار دادیں موصول نہیں ہوئیں۔ اس لئے اس پر بحث نہیں ہونی چاہئے۔ جناب والا۔ آپکو اس پر رولنگ دینی چاہئے اگر آپ یہ رولنگ دیتے ہیں کہ یہ زیر بحث آسکتی ہے تو پھر اس تجویز کا جو معرک ہے وہ اس پر تقریر کریگا اور اس کے بعد اپنی مخالفت یا تائید کرنے والے تقاریر کریں گے۔ جناب والا۔ یہ کہاں کا طریقہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب کو خاص رعایت دی جائے کہ وہ تقریر کریں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ ایک بات ان کو خطاب کر کے کہی گئی تھی وزیر خزانہ اس کا جواب دے رہے تھے۔
 حاجی مگنڈ سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میرا ایک نکتہ استعفا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ وہ میرے پاس موجود ہے۔

حاجی مگنڈ سیف اللہ خان۔ جناب والا اس پر آپ کے فیصلہ سے قبل یہ قرار داد کو زیر بحث آتی جا رہی ہے۔ میں گوارا نہیں کروں گا کہ اگر قرار داد کو زیر بحث لانا ہے تو قواعد کے تحت ایک ابتدا فاضل سب سے کرائی جائے اور اگر یہ زیر بحث نہیں آتی تو پہلے اس پر فیصلہ فرما دیں۔

مسٹر سپیکر۔ یہ فیصلہ پہلے ہو گا۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے ان سے ایک سوال پوچھا گیا ہے وہ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

حاجی مگنڈ سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ یہ تو قرار داد پر بحث ہو رہی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ نہیں۔ وہ ایک ریفرنس آ گیا ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو نکتہ قواعد کے متعلق اٹھایا گیا ہے وہ اہم ہے اس لئے میں اپنی گزارش کو

مختصر ترین کر کے یہ عرض کرونگا کہ آپ ایسے ہماری حکومت پر عدم اعتماد سمجھیں لیکن ہم ایسے حقیقت حال سمجھتے ہیں اور اس کو زیر بحث لانے کے لئے تیار ہیں (نعرہ ہائے تحسین)۔

مسٹر سپیکر—اس وقت ایوان کے سامنے دو نکات زیر غور ہیں ایک تجویز تو یہ آئی ہے کہ چونکہ وقت بہت کم تھا اس لئے اس میں ترامیم نہیں دی جا سکیں۔ لہذا وقت دیا جائے میں رولز دیکھتا رہا ہوں مگر کوئی رول اس کے حق میں نہیں ملا اس کے خلاف ملا ہے۔ اس لئے میں چاہتا تھا کہ معزز ارکان کسی رول کی طرف اشارہ کریں۔ مجھے ایوان کی اکثریت رائے بھی معلوم ہوتی ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ اراکین کو وقت دیا جائے تاکہ وہ اس میں ترامیم کر سکیں۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی—جناب والا۔ رول نمبر ۹۹ میں آپکو یہ حق حاصل ہے کہ آپ چاہیں تو اس کو suspend کر سکتے ہیں یا مدت بڑھا سکتے ہیں یا جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر—مگر یہ تو کافی ارکان نے تجویز کیا ہے صرف ایک رکن نے تو تجویز نہیں کیا ہے۔

مہیاں پور شہید انور—جناب والا۔ گزارش یہ ہے کہ جن لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ ان کو ترمیم کا حق دیا جائے۔ انہوں نے اپنا اعتراض واپس لے لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ قرار داد فوری طور پر منظور کر لی جائے کہیں ایسا نہ ہو جو جیسے قرار داد نمبر ایک واپس لے لی گئی ہے کہیں یہ بھی واپس نہ ہو جائے۔

مسٹر سپیکر—یہ کسی نے واپس نہیں لی ہے یہ غلط ہے۔

مہیاں پور شہید انور—اگر یہ واپس نہیں ہوتی تھی تو اس کا کیا بنا۔ اسے کون کہا گیا ہے۔

وزیر خزانہ—جناب والا۔ وہ کونسی قرار داد کا ذکر کر رہے ہیں جو واپس لے لی گئی ہے۔ میں نے تو کوئی قرار داد واپس نہیں لی۔ یہ کس نے کہا ہے۔

مسٹر سپیکر—اب ایوان کی رائے یہ ہے کہ چونکہ ترامیم کے لئے پورا وقت نہیں ملا تھا اس کیلئے وقت ملنا چاہیے۔ اور جب اجلاس ملتوی ہو تو یہ ریزولوشن اس وقت پیش ہو اور ترامیم کا تمام

ارکان کو مطلع ملے۔ (نعرہ ہائے تمسین) اب آئندہ جب غیر سرکاری ارکان کی قراردادوں کا دن ہوگا اس دن یہ اور اس کے بعد کی قراردادیں زیر غور آئیں گی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ نہیں جی یہ تو قرارداد نمبر ۱ کے متعلق کہا گیا ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ ساری قراردادوں کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے۔

مسٹر سپہگر۔ ساری pending رہیں یا دو سے پانچ تک آپ کی تحریک تھی؟

وزیر خزانہ۔ ہوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ اس وقت ایوان کے سامنے قرارداد نمبر ۲ زیر بحث ہے۔ جو بھی رولنگ آپ نے دی ہے اس کا تعلق صرف اور صرف قرارداد نمبر ۲ سے ہے۔ اس سے پہلی قرارداد نہیں ہوئی اور باقی تین قراردادیں بھی موجود ہیں جو زیر بحث آئی چاہیں۔

مسٹر سپہگر۔ قرارداد نمبر ۲ پیش کی جائے۔ شیخ عزیز احمد۔

پہلے وراثہ ٹیکس

شیخ عزیز احمد۔ جناب والا۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :-

کہ اس ایوان کی رائے میں پنجاب کے دیہی علاقے میں پیشہ وراثہ کارکنوں پر جن کی سالانہ آمدنی چھ ہزار روپے ہو پیشہ وراثہ ٹیکس عاید نہ کیا جائے اور پنجاب کی عدالتوں میں ان کے خلاف پیشہ وراثہ ٹیکس ادا نہ کرنے کی وجہ سے جو مقدمات زیر سماعت ہیں ان کو واپس لے لیا جائے۔

مسٹر سپہگر۔ قرارداد پیش کی گئی ہے :-

کہ اس ایوان کی رائے میں پنجاب کے دیہی علاقے میں پیشہ وراثہ کارکنوں پر جنکی سالانہ آمدنی ۶۰۰۰ روپے ہو پیشہ وراثہ ٹیکس عائد نہ

کیا جائے اور پنجاب کی عدالتوں میں ان کے خلاف پیشہ ورانہ ٹیکس ادا کرنے کی وجہ سے جو مقدمات زیر سماعت ہیں ان کو واپس لے لیا جائے۔

مسٹر سپیکر - کیا وزیر قانون کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون - جناب والا - قائد حزب اختلاف اور قائد حزب اقتدار نے مرکزی اسمبلی کے اجلاس کے پیش نظر یہ طے کیا ہے کہ آج کے بعد اس اسمبلی کا اجلاس ۲۳ جولائی کو ہو گا۔ لہذا میں تحریک کرتا ہوں کہ آج کے بعد اسمبلی کا اجلاس ۲۳ جولائی کو منعقد کیا جائے۔

رانا پھول محمد خان - اگر آپ اس تحریک کو منظور کر لیں تو پھر شیخ عزیز احمد کی قرارداد پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اس کو ابھی آپ نے منظور نہیں فرمایا۔ جناب والا - جب وزیر قانون کی طرف سے یہ تحریک پیش کی جائے کہ یہ اجلاس فلاں تاریخ تک یعنی ۲۳ تاریخ تک ملتوی کر دیا جائے اور اس پر ہاؤس کا اتفاق ہو اور جناب یہ فرما دیں کہ اجلاس ملتوی ہو گیا اس کے بعد اس قرارداد کا کیا بنے گا؟ آیا یہ منظور ہو گی یا نا منظور؟

مسٹر سپیکر - ملتوی کرنے کا اعلان تو میں کرونگا۔

رانا پھول محمد خان - نہیں جناب والا - اس کے بعد جب آپ اس تجویز کو زیر بحث لے آئیں اور اس پر فیصلہ دے دیں تو اس کے بعد اس ہاؤس میں کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

مسٹر سپیکر - رانا صاحب اگر نہیں ہو سکے گی تو نہیں ہو سکے گی۔ آپ کو اس کی شکایت کیوں ہے۔ آپ وقت تو آنے دیں۔ تجویز پیش ہو گئی ہے۔ اور اس کی مخالفت نہیں ہوئی۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور نے جو بیان اس ہاؤس میں دیا ہے۔ (قطع کلامیوں)۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - پہلے قراردادیں تو ہو جائیں۔

مسٹر سپیکر - بارہ بج جائیں گے تو اس کے بعد کارروائی نہیں ہو سکے گی۔ میں تو ابھی ملتوی کر کے بیلا جاؤں گا۔ آج جمعہ ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - کچھ وقت بڑھایا جا سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ شیخ عزیز احمد کی قرارداد کی کورسٹک مخالفت

کرتی ہے یا نہیں کرتی، ہم اسکی مخالفت نہیں کرتے۔ اگر وہ بھی اسکی مخالفت نہیں کرتے تو یہ متفقہ طور پر پاس ہو جاتی ہے۔ یہ اسکی ہوریشن ہے۔

سید تاجیس الروی جناب والا۔ ایوان کی کارروائی ہندو منٹ کے لئے بڑھا دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ ایوان اپنی آج کی نشست کا وقت بڑھا کر بارہ بج کر ہندو منٹ تک کر دیتا ہے۔ کیا اس پر ووٹنگ ہوگی یا نہیں ہاؤس اس پر متفق ہے۔

آوازیں۔ ہم متفق ہیں۔

وزیر ہذا۔ جناب والا۔ میری یہ تجویز ہے کہ سوا بارہ بجے تک کارروائی جاری رکھی جائے۔

آوازیں : تجویز منظور ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اب ایوان کے سامنے شیخ عزیز احمد کی قرارداد پیش ہے (قطع کلامیاں)۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ ہوائنگ آف آرڈر۔ میں آپ کو متوجہ کر چکا ہوں کہ اگر اس کی کسی طرف سے مخالفت نہیں ہوتی تو اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قرارداد منظور ہے۔ اگر اسکی مخالفت کرتے تو اس صورت میں ہمیں statement دینے کی اجازت تھی۔

مسٹر سپیکر۔ ایوان کے سامنے قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

”کہ اس ایوان کی رائے میں پنجاب کے دیہی علاقہ میں پیشہ ورانہ کارکنوں پر جن کی سالانہ آمدنی ۵۰۰ روپے ہو، پیشہ ورانہ ٹیکس عائد نہ کیا جائے اور پنجاب کی عدالتوں میں ان کے خلاف پیشہ ورانہ ٹیکس ادا نہ کرنے

کی وجہ سے جو مقدمات زیر سماعت ہیں ان کو واپس لے لیا جائے، -

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

منسٹر سٹیپیکو - اگلی قرارداد چوہدری محمد حنیف پیش کریں -
(ممبر حاضر نہیں) -

رائٹا پھول خمد خان - جناب والا - میں اس کو پیش کر دیتا ہوں -

منسٹر سٹیپیکو - ملک ثناء اللہ اگلی قرارداد پیش کریں -

زرعی مقاصد کے لئے بجلی کے صارفین سے مقررہ ٹیکس کی وصولی

ملک ثناء اللہ - جناب سٹیپیکو - میں ایوان کے سامنے یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

”کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حکومت پنجاب مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ زرعی مقاصد کے لیے بجلی کے صارفین سے مقررہ ٹیکس ۴ روپے فی ہارس پاور کے حساب سے وصول کرے اور دو قسم کے ٹیکس یعنی فلیٹ روٹ اور صارفین کی شرح عاید کرنے کا موجود نظام ختم کیا جائے،“

منسٹر سٹیپیکو - ایوان کے سامنے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حکومت پنجاب مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ زرعی مقاصد کے لئے بجلی کے صارفین سے مقررہ ٹیکس ۴ روپے فی ہارس پاور کے حساب سے وصول کرے اور دو قسم کے ٹیکس یعنی

فلٹ روٹ اور مارٹن کی شرح عائد کرنے کا
موجودہ نظام ختم کیا جائے۔

(قرارداد متعلقہ طور پر منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ اب ایوان کی کارروائی ۲۳ جولائی ۱۹۷۲ء
۸ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس (۱۲ بجکر ۳ منٹ پر) ۲۳ جولائی ۱۹۷۲ء
پروز سوموار ۸ بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہو گیا)